فہرست کتاب ہدایات الرشید الی افحام العنید

التماس ضروری

کافۂ اہل سنت وجماعت علمایان پیشوایان دین سلام وامرا و روسا پشت پناہ اہل اسلام وتاجران ذوی الاقتدار و جملہ خواص وعوام کیخدمتمین التماس ہے کہ بتجربہ معائنہ ہوا کہ دین کی اعانت اور شکوک وشبہات مخالفین سے اوسکی حمایت وصیانت ہو تو وہ بشیر پرداخت ہے خداوند تعالی شانہ فرماتا ہی واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ اور منجملہ مخالفین کے فی زماننا شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ہین جنکا بر خلاف اپنے ائمہ کے شب وروز بزرگان دین صحابہ کرام وازواج امہات المؤمنین کو سب وشتم وطعن وطعن کرنا وظیفہ ہوگیا ہی اگرچہ بعض علمائے کرام نے مذہب تشیع کے رد وابطال مین جد وجہد کو غایت قصوی کو پہنچا دیا ہی اور کوئی مرحلہ باقی نہین چھوڑا جنکو طے نفرمایا ہو تاہم میدان مناظرہ ایسا وسیع ہی کہ اسکی جزئیات کا حصر واحاطہ دشوار ہے اور اکثر علمائے اہل سنت رحمۃ اللہ علیہم نے قدیما وحدیثا اسطرف توجہ نہین فرمائی اور باعث عدم توجہی چند امور واقع ہین منجملہ اونکی جو مانع غالبا سبسے اول پیش آتا ہی وہ یہی کہ شیعہ کی کتب مذہبی دستیاب نہین ہوتے اور جب اونکی کتب دستیاب نہون تو انکو الزام نہین دیا جاسکتا اور ظاہر ہے کہ فراہمی کتب بدون وافر سرمایہ کے دشوار ہی اور بدون توجہ امرا وذوی ثروت ممکن نہین ہے جب فقیر نے اس وادی مین قدم رکھا اور پہلی منزل مین یہہ مانع پیش آیا تو باوجود تلاش وتفتیش کے اہل سنت کی یہان کہین ایسا ذخیرہ کتب شیعہ معلوم نہو جس جگہ سے اونکی کتابین لیکر اونکو قائل کیا جاوے آخر بعد تلاش وتجسس بعض کتب قیمتا اور بعض عاریۃ فراہم کین لیکن یہہ خیال ذہن نشین ہوا کہ اگر ایسا ذخیرہ فراہم کیا جاوے جو کتب مذہبی شیعہ کو حاوی ہو تو بے شبہ داخل رباط الخیل ہے چنانچہ اس خیال کے جملہ احباب نے تائید کی اور ذخیرہ کتب مذہبی ومناظرہ جملہ مخالفین عموما اور کتب مذہبی ومناظرہ شیعہ امامیہ خصوصا کہ ذخیرہ کی فراہمی کو بالاتفاق ضروری ہونا تسلیم کیا اور یہہ تجویز قرار پائی کہ رسالہ ہدایات الرشید کی طبع مین جو ارباب کرم نے محض خدا کے واسطے امداد فرمائی ہے اس روپیہ کو پہر بہی خدا ہی کے کام مین خرچ کیا جاوے اور اس کتاب کو نسخہ فروخت کرکے جسقدر روپیہ فراہم ہو اوس سے ذخیرہ کتاب مناظرہ شیعہ خریدا جاوے اور یہہ کہ اہل سنت کو اس طرف متوجہ کیا جاوے کہ وہ اعانت دین کے لئے کمر ہمت باندھکر حسب توفیق کتابونسے زر نقد سے زبان سے قلم سے قدم سے امداد فرماوین اور نیز یہہ رائے قرار پائی کہ یہہ ذخیرہ کتب کتب خانہ مدرسہ عربی دیوبند مین جو اس وقت مین علوم دین کی تعلیم کے اعتبار سے منبع الانہار ہے اور شہرت کی رو سے آفتاب نصف النہار یہہ ذخیرہ زیر اہتمام مہتمم مدرسہ موصوف رکہا جاویگا اور جسقدر کافی ذخیرہ فراہم ہوجاویگا تو بذریعہ سالانہ کیفیت مدرسہ اور عام اخبارات کے شائع کردیا جاویگا کہ اسقدر فلان فلان حضرات کی عنایت وامداد سے اسقدر ذخیرہ کتب فراہم ہوگیا ہے اہل اسلام مین سے جسکو ضرورت ہو اور کتابونکا دیکھنا چاہی وہ مدرسہ موصوف مین دیکہ لے چنانچہ فقیر بہی اپنی کتب اس قسم کی بعد فراغ انشاء اللہ تعالی مدرسہ موصوف مین رکھیگا۔ اب التماس یہہ ہی کہ جمیع اہل اسلام اس امر خیر مین شریک ہوکر دین کی اعانت وامداد فرماوین۔ جو حضرات اہل علم کتابونسے امداد فرماسکتے ہین مثل علمائے دین ومالکان مطابع اور تاجران کتب کہ وہ کتابونسے امداد فرماوین اور جو ارباب کرم زر نقد سے اعانت فرماسکتے ہین مثل روسا وامرا وغیرہ کے وہ زر نقد سے اعانت فرماوین۔ اور جن حضرات کے پاس کوئی اس قسم کی کتاب ہو اور وہ دینا پسند نہ فرماوین تو ہمکو صرف نقل کرنے کیواسطے جو عاریت چندے دیکے ہی عنایت فرماوین۔ اور جو کچھ عنایت فرماوین یا بخدمت جناب مہتمم مدرسہ عربی دیوبند ضلع سہارنپور بھیجین۔ یا بحضور خدام حضرت مولانا ومولی النعم مولانا رشید احمد صاحب ادام اللہ اظلالہ بر کافہ ہم بمقام قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور بھیجین۔ یا مؤلف رسالہ بندہ خلیل احمد عفی عنہ مدرس عربی مدرسہ ریاست بہاولپور صانہا اللہ عن الفتن والشرور کے پاس ارسال فرماوین وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ملتمس خلیل احمد عفا اللہ عنہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدک حمدا کثیرا طیبا مبارکا یا من ہو متصف بالمجد والعلو وصفات الکمال ومنزہ عن شوب
النقائص والقبائح والزوال تنزہت ذاتہ۔ وتقدست اسمائہ وصفاتہ۔ لا الہ الا ہو الکبیر المتعال۔
الذی انزل علینا احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ الجلود۔ منہ ایات محکمات
ہن ام الکتاب۔ یہدی بہا الی دار الخلود۔ قرانا لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من
خلفہ تنزیل من حکیم حمید فرقانا بین الحق والباطل ونورا وہدی للناس فالذین کفروا بایات اللہ
لہم عذاب شدید۔ فاکمل لنا الدین القویم۔ واتم نعمۃ الظاہرۃ والباطنۃ علینا و علی عبادہ المومنین
ونصلی ونسلم عدد خلقہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ دائما متوالیا علی رسولہ وخیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد سید
المرسلین خاتم النبیین قائد الغر المحجلین رسول الثقلین امام القبلتین۔ الذی عصمنا عن السبل المتفرقۃ العوجاء
وشرع لنا الشریعۃ الغراء۔ وہدانا الملۃ الحنیفیۃ السمحۃ السہلۃ البیضاء۔ التی لیلہا ونہارہا سواء۔ وعلی الہ وصحبہ
العروۃ الوثقی للمستمسکین ونجوم الہدی للمستہدین خصوصا منہم من قوموا الاود واعمدوا العمد وکان مکانہم فی
الاسلام العظیم ومصائبہم فی الاسلام کجرح شدید شہادۃ خاتم الخلفاء الراشدین بل کانوا کمثل نوح وابراہیم
من النبیین علی لسان سید المرسلین وعلی من تبعہم باحسان الی یوم الدین۔ اما بعد

بندہ حافظ ابو ابراہیم خلیل احمد بن شاہ مجید علی بن شاہ احمد علی بن شاہ قطب علی رحمۃ اللہ علیہم ساکن قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور جسکو فخر تلمذ دو واسطون سے ساتھ حضرت خاتم المحدثین استاذ البریہ مؤلف تحفہ اثنا عشریہ سے حاصل ہے ارباب دین و دیانت و فہم و فراست و عقل و کیاست کی خدمات بابرکات مین عرض کرتا ہے کہ جو فیما بین اس عاجز کے اور سید فرزند حسین صاحب شیعی اثنا عشری کی مسایل مختلف فیہا مین تحریری گفتگو ہو رہی ہے۔ اوسکا اصل قصہ یہہ ہے کہ میرے عنایت فرما میرے عنایت احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور مولوی ابو الطیب غفر اللہ لہ نے ایک سوال متعلق مسئلہ خلافت محررہ سید فرزند حسین صاحب جو حسب عادت حضرات شیعہ متضمن کلمات طعن و تعریض آمیز و طعن خیز نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم و دیگر اکابر اہلسنت رحمۃ اللہ علیہم تہا۔ بغرض تحریر جواب میرے پاس بہیجا قطع نظر اخلاق و تہذیب گئے او سکے دیکہنے سے معلوم ہوا کہ میر صاحب کو اپنی مذہبی محرمات کی بہی خبر نہین ہے کیونکہ محدثین و مفسرین شیعہ نے ائمہ رضوان اللہ علیہم سے بروایات صحیحہ نقل فرمایا ہے کہ اعدا کی مثالب بیان کرنا اور انکی نسبت طعن و تعریض کرنا اور سب و شتم کرنا حرام ہے اور اسکا مرتکب ائمہ رضی اللہ عنہم کی زبان مبارک سے ملعون ہے محمد بن مرتضیٰ اپنی تفسیر صافی مین زیر آیت ولا تسبوا الذین الخ نقل کرتے ہین وفی الکافی عنہ (ای عن الصادق) فی حدیث وایاکم وسب اعداء اللہ حیث یسمعونکم فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم وفی الاعتقادات عنہ علیہ السلام انہ قیل انا نری فی المسجد رجلا یعلن بسب اعدائکم ویسبہم فقال مالہ لعنہ اللہ یعرض بنا قال اللہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون الآیۃ علاوہ ازین قبل خروج امام حجاب تقیہ کو رفع کرنا اور مذہب شیعہ کو برملا کہنا دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے چنانچہ معتقدات صدوق سے یہہ امر مثل روز روشن ثابت ہے اور روایات مباحث ائمہ مین بضمن محل مناسب مذکور ہونگی یہہ امر یقینی ہے کہ یہہ جہگڑا اور نزاع جو اسلام کے دو عظیم فرقون مین صدہا

---

[1] کافی مین امام صادق رضہ سے ایک حدیث مین مروی ہے اپنے آپکو بچاؤ اللہ کے دشمنون کو برا کہنے سے کیونکہ وہ تم سے سنکر اللہ کو برا کہین گے۔ اپنی جہل و عداوت کی سبب۔ اور اعتقادات مین امام صادق رضہ سے مروی ہے انکی خدمت مین عرض کیا گیا کہ ہم دیکہتے ہین مسجد مین مرد کو تمہاری دشمنونکو علی الاعلان سب و شتم کرتا ہے فرمایا اوسکو کیا ہو گیا اوسپر خدا کی لعنت کہ ہمپر تعریض کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تسبوا الذین یدعون

سال سی چلا آتا ہی جسی باہم دونو فرقون مین ایسا تفرقہ ڈالدیا جیسا کفر و اسلام مین واقع ہے بلکہ اوس سی بھی کچھہ بڑہکر اوسکا اسطرح طی ہونا ممکن نہین اور میدان مناظرہ تحریری نہایت وسیع ہی ہر ایک فریق دوسری کے جواب مین کچھہ نہ کچھہ لکھہ سکتا ہی۔ دنیا کی حالاتین غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہی کہ اگر بمقابلہ ادیان باطلہ کچھہ لکھی تو وہ بھی جواب دینے سے دریغ نہین کرینگے۔ پھر کوئی مسئلہ مختلف فیہا ایسا باقی نہین رہا۔ کہ علماء و محققین نے کماحقہ اوسکی بحث و تفتیش و رکماحقہ اوسکی چھان بین نہ کی ہو اور جد و جہد کو اوسکی تحقیقات مین غایۃ قصوی کو نہ پونہچایا ہو یہہ ہی وجہ تہی کہ علماء اہلسنت نے یہہ عقبات و مراحل طے کر کے استراحت فرمائی ہی اور بیدون ضرورت اسطرف توجہہ نہین فرماتی اور شیعہ کی کتابین دیکہنا اور اونسی ملنا اور جدال و مناظرہ متروک کردیا چنانچہ دوسری اہل مذاہب باطلہ کی ساتہہ بہی یہہ ہی کیفیت ہی اور تمام اہل مذاہب بحمد اللہ تعالی اہلسنت کے کالوہا مان گئی ہین جو فرقہ اہلسنت کی مقابل ہوا اوسنی مونہہ کی ہی کہائی چنانچہ اہلسنت کے ان مباحثونکی قصی جو حال مین ہی واقع ہوئی ہین۔ جیسا کہ اگرہ کا مباحثہ پادری فنڈر وغیرہ کے ساتہہ اور چاندپور ضلع شاہجہان پور کا معرکۃ الآرا مباحثہ ہنود اور عیسائیون کے ساتہہ مثل آفتاب نصف النہار روشن ہین۔ جسکو مخالفین خود اپنی زبان سی تسلیم کر چکے ہین شعر ترویٰ مناقبہم لہم اعداہم والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ اسلئی نہایت خصار کے ساتہہ اس عاجز نے اوسکا جواب لکہا اور ایجاز کی ساتہہ بجواب مطاعن مذہب اہل تشیع کی شنائع اور علماء شیعہ کی غلطیان بطور نمونہ عرض کین لور مقصود اس سی یہہ تہا۔ کہ میر صاحب متنبہ ہوجائین اور سمجہہ لین کہ اس چہیڑ چہاڑ سی کچھہ فایدہ نہین بحول اللہ تعالے نہ اہلسنت کچھہ اپنی مذہب مین بودی اور کم زور ہین۔ نہ مذہب شیعہ کی قبایح و شنائع مخفی و مستور ہین کس بہتی پر اہل حق سی چہیڑ چہاڑ شروع کرتے ہین۔ اور مصداق اس قول کے ہوتے ہین شعر ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد۔ ساعد سیمین خود را رنجہ کرد بحمد اللہ تعالے تیرہ ۱۳ سو برس سی اہل سنت اور اونکا مذہب حسب وعدہ خداوندی تعالے بمضمون آیت کریمہ

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

ولو کرہ الکافرون[1] عموماً تمام ادیان و مذاہب پر اور خصوصاً مذہب تشیع پر جو ابتداء حدوث سے تستر تقیہ مین مستور و مستتر رہا ہے غالب چلا آیا ہے اور انشاء اللہ تعالے حسب وعدہ تا قیام قیامت غالب رہیگا۔ پہر کسکا حوصلہ ہے جو اونسے انکھہ ملاوے۔ لیکن میر صاحب کو بدین وجہ کہ اونکو اپنے مذہب سے واقفیت نہین ہے صرف مناظرہ کی ہی کتابین دیکہی ہین اور نیز خیال ہے کہ اہلسنت کتب شیعہ کی دیکہنے کو خود ہی حرام سمجہتے ہین اور اونسے متنفر ہین اور عام طور پر کتابین بہی دستیاب نہین ہوسکتی جو ہر کسیکو الزام کا موقع میسر ہو اور ہم اہلسنت کے مذہب سے واقف ہین پس اہلسنت بمقابلہ ہماری کیا جواب دیسکتے ہین۔ تنبیہ ہوا۔ اور برخلاف بنصوص آئمہ رضا کے جنکی تفصیل عنقریب ابحاث آیندہ مین مذکور ہوگی آمادہ جدال و مناظرہ ہوئے ہے اور اصل وجہ اسکی یہہ ہوئی کہ میر صاحب کو دو قسم کی لوگونسے گفتگو اور چہیڑ چہاڑ کا اتفاق ہوا۔ اگر علماء سے سلسلہ چہیڑا تو اونہون نے تو فضول و لغو سمجہکر التفات نہین فرمایا اور عوام بچاری جو اپنے مذہب سے بہی چندان واقف نہین ہوتے دوسرونکا جواب کیا دیسکتے ہین اسلئے آپکا دماغ عرش برین پر جا پہونچا اور ہمچو ما دیگری نیست کا تخیل سر مین سمایا اور اوس مختصر تحریر کے جواب مین جو تقریباً بقدر تین چار ورق کے ہوگی ایک طومار طویل الذیل لکہکر بواسطہ عزیزان موصوفین بماہ ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ میری پاس بہیجا۔ اگر اوس تحریر کو معمولی طور پر لکہا جاوے تو تقریباً دس یا بارہ جزو ہون گویا بزعم خود خصم کو لاجواب کر دیا اور میدان مناظرہ جیت لیا مجہکو وہ تحریر سفر کے روا روی مین جبکہ مین وطن مالوفہ کیطرف عازم تہا اسٹیشن لدہیانہ پر ملی تہی اسلئے ہنگام قیام وطن مین اوسکو دیکہہ بہی نہین سکا۔ اور جب مع الخیر بہاولپور اپنے وطن اقامت کیطرف مراجعت کی اوسوقت اوسکو تامل کی نظر سے دیکہا باللہ العظیم مین باوجود اپنی ہیچمدانی کی اوس تحریر کو ہرگز اس لائق نہین سمجہتا کہ علماء اوسکی طرف التفات فرمائین چہ جائیکہ اوسکو قابل جواب سمجہا جائے اور دل نہ چاہتا تہا کہ اوسکے جواب پر قلم اوٹہایا جاوے چنانچہ اس امر کی تصدیق بہی ہوا چاہتی ہے لیکن

---

[1] وہ ذات وہ ہی جسنے بہیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کیساتہہ تاکہ غالب کرے اوسکو تمام ادیان پر اگرچہ برا لگے کافرون کو ۱۲-

پھر بہی وہی عزیز تحریر جواب الجواب پر مصر اور دراستگیر ہوئے اور فرمایا کہ اگر اسکا جواب نہ لکھا جائیگا
تو پھر میر صاحب کا تکبر اور بھی دوبالا ہوگا اور اونکا وہی خیال خام پختہ ہوجائیگا ان حضرات کا اصرار
تو تہا ہی علاوہ اسکی حضرت دستگیر درماندگان بادیہ ضلالت رہنمای گمرہان وادی جہالت شمس العارفین
بدر الکاملین الفقیہ الکامل والمحدث البارع المفسر الزاہد شیخی ومرشدی وسیدی وسندی وذخیرتی فی الیوم
والغد مولائی ومولی العالم مولانا الحافظ الحاج جناب مولوی رشید احمد صاحب دام اللہ ظلال برکاتہم علی
رؤس المسترشدین نے بہی بنظر بعض مصالح وقت جواب الجواب لکہنی کی نسبت ارشاد فرمایا کہ تمہیں عنداللہ ان
کو مستحسن فرمایا۔ بندہ نے بتعمیل ارشاد حضرت مخدوم دامت برکاتہم جواب الجواب لکھنی کا تہیہ کیا
اور کتب مذہب شیعہ وامہات کتب اونکو مطالعہ کرکے کچھہ کچھہ لکھنا شروع کیا۔ لیکن بعض موانع کی وجہ
سی چندی پابندی وقت اور التزام میسر نہوا۔ جب اسطرح اس رسالہ کی چند اجزاء لکھہ چکا تو بذریعہ عام اخبارات
اور خاص تحریر ذیل معلوم ہوا کہ ایک عام جلسہ لدہیانہ مین جعفر خانصاحب شیعہ کے مکان پر
منعقد ہوا اور اسمین فیمابین مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ انبہٹوی وغیرہ اہلسنت اور میر فرزند حسین
صاحب وغیرہ اہل تشیع کے علی الاعلان زبانی مباحثہ ہوا جسمین حسب وعدہ صادقہ خداوندی زمرہ
اہل حق غالب آیا۔ اور فرقہ اہل تشیع میر فرزند حسین صاحب وغیرہ علی رؤس الاشہاد ساکت ومفحم ہوئی
میر صاحب وغیرہ کیطرف سے سوال ثبوت حقیت خلافت افضل الصدیقین تہا جسکو مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ
نے آیت نور سے مثل آفتاب نورانی کرکی دکہلا دیا اور مولوی مشتاق احمد صاحب وغیرہ کیطرف سے سوال
اثبات عصمت ائمہ کا تہا جو حضرت میر صاحب سے بن نہ آیا۔ وکیف کہ الحق یعلو ولا یعلی[1]
ارشاد ہی اور وعدہ صحیح بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاہق[2]
حضرات شیعہ کا عصمت کی نسبت دعوی محض خیالی پلاو ہے جسکی نہ کتاب اللہ تعالی مساعد ہے
نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقوال ائمہ کرام مثبت ومؤید۔ سبحان اللہ حضرات شیعہ کے

---

[1] سچی بات اونچی رہتی ہے نیچے نہیں ہوتے۔ [2] بلکہ پہینکتے ہین ہم حق کو اوپر باطل کے
پس توڑتا ہے سر اوسکا پس ناگہان وہ فنا ہوجاتا ہے۔ ۱۲

محدثین اور مفسرین خود ہی ائمہ کی نسبت اونسی روایت کرتے ہین کہ آیت + إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ اونہی کی شان مین نازل ہوئی ہی اور نیز أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ سے بھی ائمہ ہی مراد ہین چنانچہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی باب کتمان علم مین ان روایات کے تخریج کی ہی جس سے معاذ اللہ اونکا کاتمین حق اور اونکی دشمنو نکا ملعون ہونا ظاہر و باہر ہوتا ہے اور خود ہی اونکی عصمت کے بہی مدعی ہین پس خیال کرنے کی جگہہ ہی کہ معصومیت اور ملعونیت یعنی چہ

الغرض بعد اس مباحثہ کی ہمنی خیال کیا کہ مکرمی میرجی عنایت احمد صاحب سلمہ کا جو مدعا تحریر جواب سے تہا وہ باحسن وجوہ حاصل ہوگیا - اب کچہہ حاجت نہین رہی - کہ میر صاحب کی جواب الجواب لکھنی مین تضییع اوقات کیجاوے - چنانچہ حضرت مخدوم دام برکاتہم کیخدمت مین بدین خیال ایک عرضداشت لکھی جسکا خلاصہ مدعا یہہ تہا - کہ اس رسالہ کی تحریر سے جو مقصود تہا وہ زبانی مناظرہ سے حاصل ہوگیا پہر علاوہ حرج اوقات اور اخلال و اہمال مشاغل دینیہ کی اس تحریر مین کلمات متضمن سوء ادب بجناب بزرگان دین مجبوری قلم سے نکلتی ہین - اگرچہ اونکا صادر ہونا محض الزاما یا نقلا شیعہ کی روایات مذہب سے ہی اور عقاد دلی سے نہین بلکہ دلی اونکو نہایت مکروہ اور بد جانتا ہون اگر اجازت ہو تو اس تحریر کو موقوف و ملتوی کردون بجواب اوسکی حضرت مخدوم دامت برکاتہم نے ارقام فرمایا جسکا حاصل یہہ ہی کہ جو کام للہی طور پر شروع کردیا گیا ہی اوسکا تمام کو پونہچانا ہی مناسب ہی

ل تحقیق جو لوگ کہ چہپاتے ہین جو کچہہ کہ اوتارا ہمنی دلیلون سے اور ہدایت سے پیچہے اسکی کہ بیان کیا ہمنے اسکو واسطی لوگون کے بیچ کتاب کے یہہ لوگ لعنت کرتا ہی اونکو اللہ اور لعنت کرتے ہین اونکو لعنت کرنیوالے - وعن حمران عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب یعنی بذلک نحن واللہ المستعان - عن ابن ابی عمیر عن ذکرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی فی علی علیہ السلام ،، عن عبد اللہ بن بکیر عمن حدثہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون قال نحن ہم -

تنبیہ اسکی بعد ہی تحقیق اور علامہ مجلسی نے جو کچہہ اسکی تاویل فرمائی ہی اوسکا جواب ابحاث آئندہ مین مفصل مذکور ہی ،، عفی عنہ

ناتمام چھوڑنا مناسب نہین اور جس کام کی ابتدا نیک نیتی کی ساتھہ بغرض حمایت اسلام کی گئی ہی
اوسکا انجام بخیر ہے اس تحریر کو پورا کردینا ہی مناسب ہی حضرت مخدوم دامت ظلال
برکاتہم کے اس ارشاد سے جب معلوم ہوا کہ امر تحریر بطور عزیمت ہی نہ بطور رخصت اور تحریر
جوابی کوئی چارہ نہین اوسوقت سے کمرہمت چست باندہکر بالتزام خارج از اوقات مدرسہ
لکھنا شروع کیا ہرچند کہ اس ہیچمدان اور ضعیف و ناتوان کی قدرت و استطاعت سے اس تحریر کا
لکھا جانا باوجود تنہائے مشاغل کثیرہ کی دشوار بلکہ خارج تہا۔ لیکن محض حق تعالے شانہ کے
فضل و کرم نے دستگیری فرمائے۔ جو کچھہ امداد و اعانت خداوند تعالی شانہ کیطرف سے اس جواب
کی لکھنے مین اس عاجز ناتوان کے شامل حال ہوئی۔ اوسکے بیان سے قلم و زبان قاصر و کوتاہ
ہین۔ کتب شیعہ کا دستیاب ہونا اس عاجز کی استطاعت سے خارج تہا۔ مگر محض بفضل خداوند
تعالے کتب بقدر ضرورت میسر و فراہم ہوگئین۔ روایات محتاج الیہا جنکا کتب مبسوطہ مین سے
برآمد ہونا غایت تفحص اور نہایت تلاش و تجسس پر منحصر تہا وہ بلا کلفت و تلاش و مشقت تتبع ملگئین
یہہ محض اوسیکی امداد سے ہے مضامین متعلقہ اوسی طرف سے ذہن مین وارد ہوئے۔ یہہ ہی وجہہ ہی کہ
اس تحریر مین کسی شخص سے استعانت کی ضرورت واقع نہین ہوئی۔ اور وقت التزام سے تقریبا
سات ماہ مین بفضلہ تعالے اختتام کو پہونچ گئی اللّٰھم لا احصی ثناء علیک[1] انت
کما اثنیت علی نفسک اور یہہ سب حضرت مخدوم دامت برکاتہم کی برکات دعوات اور توجہات کا طفیل
ہی ورنہ من کہا نین اور کہان یہہ نکہت گل اے نسیم صبح تیری مہربانی۔ حق جل علا شانہ حضرت
مخدوم کے علم مین اور عمل مین دین مین اور دنیا مین برکت عطا فرماوی۔ اور مراتب قرب بیستفادہ
رکھی اور عالم کو اونکی انوار فیضان سے منور رکھی اور اس عاجز کو اور تمام دوستونکو اونکی جماعت مین محشور
فرماوی۔ اللھم آمین۔ ویرحم اللہ عبدا قال آمینا۔ ولما یسر اللہ تعالے علی اتمامہ
وقوضت عن الاختتام ختامہ جعلتہ بضاعۃ مزجاۃ وہدیۃ محقرۃ جہداۃ لحضرت مولائی ومرشدی وسیلۃ

---

[1] الہی مین تیری ثنا کا احصا نہین کرسکتا ہون کیونکہ تو ویسا ہی ہی جیسا کہ تونے اپنے تعریف آپ کی ہے۔

یومی و عندی اسبغ اللہ علیہ لطفہ الخفی و الجلی و توسلت بہ الی خدمتہ لیکون وسیلۃ لنجاتی - وکفیلۃ
لرفع درجاتی - فالمرجو من لطافتہ الکریمۃ ان یاخذ بید ہذا المذنب الجانی یوم تزل فیہ الاقدام
ولا ینسانی یوم الفزع الاکبر یوم تزیغ فیہ القلوب و تذوب الاجسام - لما کان تالیف علی
دقت امرہ در صحیفہ علی حسب ارشادہ مسمیٰ و مورخا بہدایات الرشید الی
افحام العنید - ناظرین اہل انصاف و تمکین کی خدمت میں التماس ہے کہ ہنگام ملاحظہ
تحریر ہذا بطور مقدمہ چند امور ملحوظ خاطر رکھیں —

امر ضروری اول کا بیان

اول ناظرین رسالہ اس رسالہ میں اگر کوئی کلمہ ناشائستہ و نامناسب بنسبت جناب خداوند علام
یا بنسبت شان انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام یا بنسبت حضرات ائمہ و دیگر اہل بیت کرام
یا صحابہ عظام وغیرہ بزرگان کے ملاحظہ فرماویں - تو اوسکو اس عاجز کے عقیدہ پر محمول
نفرماویں - اور یہ نسمجھیں کہ بندہ نے یہ کلمہ اپنی اعتقاد سے لکھا ہے حاشا و کلا ہرگز ہرگز
یہ عقیدہ نہیں کہ انمیں سے کسیکی شان میں خلاف تعظیم و ادب کوئی کلمہ جائز و مباح سمجھا جاوے
بلکہ قطعی کفر اور حرام اعتقاد کرتا ہوں - فرق اسلامیہ میں سے کوئی فرقہ ایسا نہیں کہ جسکو
جناب خداوندی و انبیاء و رسل کے وجوب تعظیم میں کلام ہو - سوائی بعض فرق شیعہ کے یا بعض
مرویات امامیہ اثنا عشریہ کے البتہ صحابہ و اہلبیت کے تعظیم و توقیر میں شیعہ و خوارج خذلہم اللہ کو غایت اختلاف ہے
کہ شیعہ صحابہ کرام کی اہانت کو واجب اور تفسیق و تکفیر کو فرض اعتقاد کرتے ہیں اور خوارج خذلہم اللہ اہلبیت کرام کے تذلیل کو واجب اور
تضلیل کو فرض اعتقاد کرتے ہیں لیکن ہم معشر اہل سنت و جماعت عموماً اپنی اعتقاد میں ہوئی نبی کے اہل بیت نبوت کی محبت
اور تعظیم کو ایسا ہی واجب اور جزو اسلام اعتقاد کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ کی محبت اور تعظیم
کو واجب اعتقاد کرتے ہیں - اور انکی جناب میں گستاخی کو ایسا ہی حرام اور ناجائز سمجھتے
ہیں - جیسا کہ صحابہ کرام کی جناب میں گستاخی کو - غرض شیعہ و خوارج کو اس باب میں اپنی اعتقاد
کی میزان کے دونو پلہ میں برابر وزن کرتے ہیں - لیکن چونکہ اس رسالہ میں شیعہ کو
انکی روایات سے الزام دینا مقصود ہے - اسلئی بموافق مثل مشہور نقل کفر کفر نباشد اس قسم کا

جو کلمہ قلم سے لکھا گیا ہے وہ مذہب شیعہ کے مطابق ہے کہ وہی مضمون اونکی روایات سے بدلالت مطابقی یا التزامی ثابت ہوتا ہے مثلاً حضرت ابوالانبیا آدم علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعوذ باللہ کفر مین ابلیس لعین کے برابر بلکہ دو چند اور سہ چند ہونا۔ حضرات شیعہ کی روایات سے لکھا گیا ہے علاوہ اسکے اور انبیاء کی نسبت خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کرنا۔ ائمہ کا قرآن مجید کی توہین و تذلیل کرنا اور اوسمین وقوع تحریف و تبدیل ائمہ کا فرمانا جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جناب امیر رضی اللہ عنہ کو دشنام دہی اور سب و شتم کرنا۔ اور اونکا فساق و فجار کے مجمع مین تشریف لیجانا۔ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا عام مسلمانون کے حقوق مین ناجائز تصرف و خیانت کرنا۔ جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا صاحبزادی جناب امیر رضا و فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کی دشمنونکی دامن پاک کو فحش کی نجاست سے ملوث کرنا وغیرہا اس قسم کی سب کفریات اور خرافات حضرات شیعہ کی مذہبی روایات سے باوجود کراہت و استنکار طبیع بطور الزام لکھی گئی ہین۔ ناظرین رسالہ اس جنس کے کفریات اس رسالہ مین دیکھکر چین بجبین ہون۔ اور بندہ کو معاف و معذور فرمائین مین بہزار زبان اور صمیم فواد و جنان سے ان کفریات سے تبری و تحاشی کرتا ہون۔

دوم۔ میر فرزند حسین صاحب نے اپنی پہلی تحریر مین تحریر فرمایا تھا کہ ہماری مقابلہ مین جو عبائر تحریر فرماوین بچشم خود دیدہ لکھین۔ تحفہ وغیرہ کی بھروسے پر نہ ہین۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت میر صاحب نے تو ضروری اسکا التزام فرما رکھا ہے کہ جو عبارت کتب خصم سے نقل کرتے ہین وہ چشم دید ہوتی ہے۔ چنانچہ بندہ نے حکم کی تعمیل کی اور اوسکے جواب مین جو روایت لکھی وہ چشم دید لکھی۔ اور نیز دائرہ نقل روایات کو وسیع کر دیا اور عرض کیا کہ جب روایات صحیح المآخذ اور غیر صحیح المآخذ ہر ایک فریق نے دوسری فریق سے نقل کی ہین تو اس صورت مین اسقدر کافی ہے کہ جس کتاب سے اوس روایت کو نقل کیا۔ جاوے اوسکا حوالہ دیا جاوے اصل ماخوذ منہ سے نقل کرنا کچھ ضرور نہین۔ ہان اگر خصم کسی روایت کی نسبت صحت نقل کا انکار کرے اور کہے کہ

یہہ روایت کذب و دروغ ناقل ہی۔ تو اوسوقت اوس روایت کی صحت نقل کا ثابت کرنا کتب معتبرہ
مذہب خصم سی لازم ہوگا۔ باوجود اوس دعوی کے جو میر صاحب نے فرمایا اور باوجود اوس توسیع کے
جو فدوہ نے عرض کی میر صاحب نے نقل روایا میں قطع نظر التزام حوالہ کتب خصوصاً معتبرات کے
صحت نقل کو بہی ملحوظ خاطر نہین رکہا۔ بلکہ بمقتضاء تدین ادعائی روایت کے الفاظ مین موافق
مطلب مسخ و تحریف فرمائی۔ مقدمہ نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مین ایک روایت
فتح الباری سی لکھی ہے جسکی خاتمہ کی الفاظ یہہ ہین لم یکن یقبل منہ
ذلک العذر حتی الجاہ ختم روایت پر کوئی حوالہ نہین دیا جس سی خیال کیا جا سکتا ہی
کہ شاید آپنے فتح الباری سی ہی بلا واسطہ نقل کی ہوگی۔ حالانکہ فتح الباری مین اس
روائیت کا کہین نام و نشان نہین ملا۔ اگر آپنے فتح الباری سی نقل کی ہی تو فرمائین کہ فتح الباری
مین یہہ روایت کس باب مین کس صفحہ پر مذکور ہے۔ اور نیز تفسیر معالم التنزیل سے لکہا ہی کہ انبیا
مین سی ایک نبی نے بت خانہ مین جانا اور کفار کی عبادت مین شریک ہونا دین حق
کی ترویج کی لئی اختیار فرمایا یہہ بہی محض دروغ ہی۔ تفسیر معالم التنزیل سے بحوالہ نزہہ
ایک روایت نقل کے جس سی آپکو اہل حق کے مذہب پر کلام مجید مین تحریف کا واقع ہونا
ثابت کرنا منظور ہی اوسکی آخر کا یہہ جملہ لکھا ہی۔ وقال عثمان رضی اللہ عنہ فی
المصحف لحنا وسقیمۃ العرب بالسنتہا اور ترجمہ اسکا اسطرح کیا ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ
نی کہا کہ قران مین لحن اور سقیمۃ العرب ہی یہہ لفظ یعنے وسقیمۃ العرب بالسنتہا محض حضرت
میر صاحب یا اونکی بزرگ کشمیری صاحب صاحب نزہہ کا مسخ اور تحریف کیا ہوا ہی حاشا
کہ کسی روایت مین یہہ لفظ ہو بلکہ فی الاصل یہہ لفظ اسطرح مروی ہے وستقیمہ العرب
بالسنتہا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ لیکن ہمنی جسقدر اس رسالہ مین روایات
لکھی ہین جب قرارداد اکثر اہل تشیع کی کتب معتبرہ سی تلاش کرکے چشم دید لکھی ہین

ف اوسکا یہہ عذر قبول نہین کیا یہانتک کہ اوسکو مجبور کر دیا۔ ۱۲

اور جس جگہہ کوئی روایت بالواسطہ نقل کی ہی وہان حوالہ بہی دیدیا ہی جس مضمون
مین متعدد روایات نقل کی ہین - او رجگہہ اگر کچہہ روایات بالواسطہ نقل کی ہین تو دو
ایک واہین جسثم دیدہی لکھی ہین - پہر باوجود اسکے اگر کسی جگہہ خلاف معاہدہ ناظرین کوئی
ایسا امر ملاحظہ فرماوین جو سہوا واقع ہوا ہو تو بندہ کو معذور سمجہین کہ جناب میر صاحب
پہلی اس معاہدہ کو توڑ چکے ہین - والبادی اظلم -

سوم - حضرت میر صاحب نے اپنی تحریر کی مواقع مختلفہ مین اپنی اخلاق و تہذیب و
شائستگی پر افتخار و ناز فرمایا ہے باانیہمہ ادعای تہذیب حضرت نے اسی تحریر مین
بمقتضای اپنے ادعای اخلاق و تہذیب کے تعریضات و مطاعن سی کہین دریغ نہین
فرمایا بلکہ کوئی دقیقہ بد تہذیبی کا اوٹہا نہین رکہا کیونکہ فحش اور گالیون تک بہی نہین چوکے
باوجود اسکی بندہ نے ایسی کلمات کی جواب ترکی بہ ترکی سے دانستہ اغماض و اعراض
اختیار کیا ہی اور التزام کیا ہی کہ انشاء اللہ تعالے کوئی کلمہ خلاف تہذیب بطور طعن
و تشنیع کے دانستہ نہین لکھیگا - اور اگر اتفاقاً کوئی کلمہ نادانستہ سبقت قلم سی نکل گیا ہو
جسکی نسبت بندہ نے یہہ خیال نکیا ہو کہ گران بار خاطر سامی ہوگا تو بندہ اوسکی نسبت
نہایت عاجزی کے ساتہہ معافی کا خواہان ہی - کہ میرا مقصود کسیکا دل دکہانا نہین ہی
بلکہ خود میر صاحب نے آخر تحریر مین گویا میری طرف سی فرمادیا ہی کہ مباحثہ مذہبی مین احقاق حق اور
ابطال باطل کے لئے ایسی الفاظ بولے اور لکہی جاتے ہین - جو ناگوار طبع مخاطب ہون
پہر اگر سہواً ایسا کوئی کلمہ نادانستہ میری زبان و قلم سے نکل گیا ہو تو وہ ہی واجب العفو ہی -

چہارم - تحریر جواب الجواب کی بارہ مین حضرت میر صاحب کی یہہ فرمایش تہی کہ جواب الجواب
بحذف و سقاط عبارات اصل جواب قولہ قولہ کے طور سے ملتقطانہ لکہا جاوے بلکہ
پوری پوری عبارتین جواب کی لیکر تردید کیجاوے چنانچہ حسب فرمایش میر صاحب بندہ نے
پوری پوری عبارتین اور جملے لیکر تردید کی ہے کہین کوئی عبارت نہین چہوڑی

جنکا جواب نہ لکھا ہو۔ اور جواب الجواب مین جسکو لیکر تردید نہ کی ہو مگر جو عبارت میر صاحب نے
شروع تحریر مین بطور تمہید کے لکھی ہی اوسکی تمام عبارت نقل کر کے تردید کرنا تطویل لاطایل
اور فضول و لاحاصل سمجہا اسلئی اوسمین سے تہوڑی عبارت نقل کر کے تردید کی ہی
اور نیز ترجمہ روایات ہی جو میر صاحب نے تحریر مین درج کیا تہا۔ مین نے بخوف اضعاف جواب الجواب
مین اوسکو اخذ نہین کیا صرف اصل عبارت کی نقل پر اکتفا کیا ہے۔

پنجم۔ چونکہ بعض مضامین میر صاحب کی تحریر مین مکرر سہ کرر واقع ہوئی ہین اور اونکی جواب
مین جب ہر جگہ کی عبارت نقل کی ہی تو جہان جہان تک لکہا ہی اگرچہ ہر موقع مین حتی الوسع طرز
جدید اور جدا مضامین کو ملحوظ خاطر رکہا ہی مگر تاہم بعض مضامین مکرر واقع ہوئی ہونگے
پس ناظرین دقیقہ شناس دلتنگ نہون اور مجکو معاف فرمائین۔

ششم۔ میر صاحب نے بندہ کی عبارت کو اپنی جواب مین مختلف عنوان سی لیکر جواب تحریر
فرمایا ہی کہین کہین بندہ کی عبارت کو بعنوان لفظ قال تعبیر کیا ہی اور اکثر جگہ لفظ قولہ
کی ساتہہ عبارت کو اخذ کیا ہی یہہ ہی وجہ ہی کہ جس جگہ بندہ کی تحریر مین ہی لفظ قولہ
لکہا ہوا تہا اوسجگہ میر صاحب نے اپنی تحریر مین قولہ قولہ مکرر لکہا ہی جو ذوق سلیم کی نزدیک
مستکرہ و مستقبح ہی۔ اسلئی بندہ نے باندیشہ خلط و التباس عبارت نقل عبارات
مین یہہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جس جگہ میر صاحب نے بندہ کی کلام کو لفظ قال یا قولہ سی
شروع کیا ہی بندہ نے اوسکے نقل مین اوسکی عنوان پر لفظ قال الفاضل المجیب
بخط نستعلیق بقلم جلی لکہا ہی اور اوسکے بعد اپنے عبارت سابقہ اور میر صاحب کی جواب کا
جملہ بقدر ضرورت نقل کر کے اوسکی تردید کو بلفظ یقول العبد الفقیر الی مولاہ
سی شروع کیا ہی جو بخط نستعلیق جلی ہی اور اس درمیان مین جو لفظ قال یا قولہ یا اقول
میر صاحب کی تحریر کا ہی اوسکو بخط نستعلیق باریک لکہا ہی پہر اس جواب کے جسقدر جملے
باقیماندہ ہین اونکو لفظ قولہ خط نسخ جلی سے اور اونکی تردید لفظ اقول نسخ جلی سے

شروع کی گئی ہی یہانتک کہ میر صاحب کا دوسرا قول شروع ہوا اور میر صاحب کی تمہید
کی تردید مین چونکہ اندیشہ خلط و التباس نہ تہا اور تحریر بہی بنظر اختصار چند اقوال المتقطہ
پر کی گئی ہی اسلئی نقل عبارت میر صاحب بعنون بلفظ قولہ نسخ جلی کی گئی اور اوسکی
تردید اسیطرح بلفظ اقول شروع کی گئی ناظرین ہنگام ملاحظہ ملحوظ خاطر رکہین۔
تنبیہ۔ میر صاحب نے اپنی تحریر کو دو تین ورق جواب تحریر مولوی پیر محمد خانصاحب
اور جواب تحریر کسی دوسرے شخص کے ساتہہ جسکو شاید وہ اس عاجز کی تحریر سمجہی ہونگی
مذیل و مذنب فرمایا شاید اس سے یہہ غرض ہو کہ اسکا جواب بہی بندہ ہی لکہی لیکن چونکہ
اونکے اکثر مضامین کی تردید اس رسالہ مین گذر چکی ہی اور تحریر بہی طویل ہو گئی ہی
اسلئی بندہ نے بنظر اختصار اوسکے بعض اقوال پر گفتگو کی اور باقی کو ماسبق پر حوالہ کر دیا۔
وہا انا اشرع فے المرام مستعینا بالملک العلام وہو حسبی و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم ؎

تردید تمہید

قولہ جواب سے پہلے مباحثہ کا اصلی حال لکہا جاتا ہے۔ الخ اقول یہہ قصہ تو
خدا جانے کہان تک صحیح ہی۔ لیکن علما، اور دعات شیعہ کا عام قاعدہ ہی کہ جہانتک
دسترس اور موقع پاتے ہین۔ ضعفاء اہلسنت سے اختلاط کر کے مذہبی چہیڑ چہاڑ کرتے
ہین۔ اور چکنی چیڑی باتین بنا کر اپنے مذہب کیطرف رغبت دلاتے ہین اور دعوت
کرتے ہین۔ قطع نظر اس سے کہ یہہ وتیرہ حضرات شیعہ کا اونکی مذہبی روایات
منقولہ بحار الانوار وغیرہ کے روسے جائز ہے یا ناجائز انشاء اللہ تعالی کسی جگہ
تخلف نہین کریگا۔ چنانچہ اسی قضیہ کلیہ کے مطابق ہماری میر صاحب نے بہی مکرمی جے
عنایت احمد صاحب ندوسی گنگوہی کے ساتہہ یہہ ہی چال چلی ...
جنکی صاحب موصوف کو مذہبی تحقیقات مین حضرت مخدوم ال...

رشید احمد صاحب گنگوہی دم بدم کا تہم اور اونکے تلامذہ و خدام کی ایک مضبوط پشت پناہ
حاصل تھی سلئی پیرجی صاحب نے میر صاحب سے مقابلہ کیا اور اونکو جواب دیئی اور اونکے
چالونکو اور پیچونکو کاٹا پس میر صاحب کا یہہ فرمانا کہ پیرجی صاحب خود اس امر کی بادی ہوے
ظاہرا غلط اور کذب معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے اس سے لکھا ہے کہ اونکو مباحثہ مذہبی کا
شوق ہوا جس سے ظاہر ہے کہ پیرجی صاحب کو پہلے سے شوق مباحثہ نہ تہا اور اب
میر صاحب کے فیض صحبت سے پیدا ہوا ہے پھر معلوم نہین یہہ شوق کیونکر پیدا ہوا اور
کس امر سے ناشی ہوا ظاہرا بجز اسکے کہ میر صاحب کی چھیڑ چھاڑ سے پیرجی صاحب کو
یہہ شوق مناظرہ پیدا ہوا ہوا اور کوئی قریب احتمال نہین ہی کیونکہ اول عموماً اہلسنت کو
مناظرہ کیطرف توجہ نہین ہوتی ہے علی الخصوص پیرجی صاحب تو علوم مروجہ عقلیہ
ونقلیہ سے ہی کچہہ ایسی واقف نہین ہین جو اونکو خود بخود بیٹھے بٹہائے شوق مناظرہ
پیدا ہوا اور خود اس امر کی بادی ہوں - جب آپ باوجود مخالفت مذہب کے اونکا اتحاد قلبی
اپنی ساتھہ خیال کرتے ہین تو ممکن نہین کہ آپنے حسب عادت دینی مذہبی چھیڑ چھاڑ نہ کی ہو
اور اونکو اپنے مذہب کیطرف دعوت نہ فرمائی ہو پہر اس بنیاد پر اگر پیرجی صاحب نے آیت
استخلاف لکھکر آپ سے جواب چاہا ہو تو وہ بادی مناظرہ نہین ہو سکتے اور انپر لفظ بادی
کا اطلاق غلط اور خلاف واقع ہے - باقی رہا یہہ جو آپ فرماتی ہین کہ آخر مین جو ہری
تحریر گئی تو تمام علما لدہیانہ نے اوسکے جواب سے پہلو تہی کی - اور عقب گذاری کے لئی
حیلی و بہانے پیدا کئے ہر چند آپنے اونکی حیلے قطع کئی - لیکن بزعم آپکے کسی مین
جرات نہوئی کہ آپکا جواب لکھتا یا آپکی مناظرہ کا قصد کرتا - یہہ محض آپکی لن ترانیان مین
جو آپکی مجلسی مع قلب و دماغ مین سمائی ہوئی ہین - ورنہ سے فی الحقیقت ہر شخص آپکی تحریر
دیکھکر سمجہتا ہی کہ آپکی زبانی دعوے اونکو نفس الامر اور واقع کی مطابقت سے کچہہ
[illegible]ی بالکل خلاف واقع ہین چنانچہ اس تحریر کے دیکھنی سے

جسکے رد و قدح کے بندہ درپے ہے اور میر صاحب کا مایہ ناز و افتخار ہی میری اس گذارش
کی بخوبی تصویب و تصدیق ہوسکتی ہے مگر ہان یہہ مسلم کہ علماء لدہیانہ نے اغماض و اعراض
جواب سے فرمایا ہوگا اور جواب نہ دیا ہوگا لیکن اونکے اعراض کا محمل یہہ نہین ہے کہ جو میر صاحب
نے گمان فرمایا بلکہ اونہون نے اسوجہ سے جواب نہ دیا ہوگا کہ آپکو قابل خطاب اور آپکی تحریر کو قابل جواب
نہ سمجھا ہوگا ۔ ورنہ خود ہی اول آپ فرماتے ہین کہ علماء فریقین نے کوئی دقیقہ تحقیقات
مسائل مین باقی نہین رکھا اور آپ ہی کا مقولہ ہے کہ باب تاویل ایسا واسع ہے جو
ہر جگہہ جاری ہوسکتا ہی ۔ پہر کیا کوئے عاقل باور کرسکتا ہی کہ علماء لدہیانہ کوئی
مضمون جواب اپنی علماء سے ہی نقل نہین کر سکتے تہے یا کوئی تاویل ہی پیدا
نہین کرسکتے تہے حاشا وکلا پہر بعد اس دعا کی یہہ کسر نفسی اور تواضع فرمانا
کہ میر جی صاحب کی طرف سے درباب تحریر سوال اصرار اور اپکی طرف سے مدافعت اور عذر و
انکار عجب طرفہ تماشا ہے ۔ اول تو میر جی صاحب کو جب بجواب آخری تحریر سامی علماء
لدہیانہ کی سکوت سے غیرت و شرم آئی تہی تو جدید سوال کے مطالبہ کی کیا ضرورت تہی
اور مدافعت کی اپکی جانب سے کیا حاجت وہی آخری تحریر سامی جسکے جواب سے بزعم جناب
علماء لدہیانہ عاجز ہوچکی تہے دوسری علماء کے پاس بہیجنے کے لئے اور اونسے جواب لینے کے
واسطے کافی تہے اور آپکو بہی گنجایش تہی کہ فرماتے جس تحریر سے علماء لدہیانہ ساکت
ہوچکے ہین اوسیکا جواب دوسری علماء سے لینا چاہئے مگر یہہ کہ شاید آپکو خیال ہوگا کہ
دوسری علماء بہی ایسی عذر و حیلہ مثل علماء لدہیانہ نکرین ۔ اور یدین وجہ جواب دہی سی
عقب گذاری نکرین کہ اس مباحثہ کی ابتدا ہی صحیح نہین سلیے آپ تحریر سوال پر آمادہ
ہوئی لیکن یہہ تو آپکا عین مدعا تہا ۔ اور ظاہر ہی کہ پہلی تحریرین ہی مسئلہ امامت ہی
مین تہین اور یہہ سوال جدید بہی امامت ہی مین لکہا گیا ہے علاوہ ازین میر صاحب
کی نزدیک علماء اہل سنت عموماً شیعہ کی کتابین دیکہتی اونسے ملنا مسایل متنازعہ فیہا

مین خصوص مشاجرات صحابہ مین گفتگو کرنے گناہ اور مذہب کے مخل جانتی ہین او علماء الدہیانہ
توآپکی زور تحریر کے سامنے ساکت ہو ہی چکی پہر عذر قلت استعداد و ہیچمدانی و عدیم
الفرصتی و ضعف دماغ و غیرہا کے کیا معنی یہہ حالت تو اسکو مقتضی ہے کہ آپکی
وہی لن ترانیان بیجا ہون جنہون نے آپکے تخیلات کی یہہ نوبت پونہچائی تعجب ہے
کہ علماء الدہیانہ کے مقابلہ مین تو یہہ زور شور کہ اونکو تو مباحثہ کی دعوت فرمائین
اور عام اجازت دین کہ جو چاہو از سر نو گفتگو شروع کردیا طرز مباحثہ حسب مرضی خود بدل
دو اوسوقت نہ قلت استعداد و ہیچمدانی کچہہ مانع ہو اور نہ عدیم الفرصتی اور دوام مرض
روکی ۔ اور جب پیرجی صاحب سوال لکہوائین تو یہہ سب عذر موجود ہوجائین پیر انہی
حالات اور قرائن مین غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہہ اظہار حال مباحثہ
واقع سے کسقدر بمراحل بعید ہی قولہ غرض یہہ تہی کہ کوئی صاحب اسکا جواب
انصاف سے تحریر فرمادین اور محض تحقیق حق منظور ہو اقول جناب پیر صاحب اگر
آپکو اس تحریر سے واقعی تحقیق حق منظور ہو تو سبحان اللہ کیا کہنا ۔ لیکن تحقیق
حق کی تو یہہ صورت ہوسکتی ہے کہ اول آپ اپنی معتقدات سے خالی الذہن
اور تعصب و عناد سے فارغ البال ہو کر مسائل مختلف فیہا کے دلائل متعارضہ
مین حقانیت و انصاف کی نظر سے غور فرمائین اور آپکا خصم بہی یہہ ہی طریقہ
ملحوظ رکہی ۔ اور یہہ ہی تحقیق حق کے کوئی صورت ہوسکتی ہے کہ آپنے دیا دیا
کہ ہماری معتقدات صحیح اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہین ہمنی اونکی صحت و ثبوت
مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرلیا ہے خواہ وہ آپکے معتقدات عند الخصم
صحیح ہون یا غلط اور واقع کے مطابق ہون یا غیر مطابق ۔ لیکن خصم اپنے
معتقدات کے جو بزعم سامی غلط اور مخالف دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ہین تحقیق
کرے اور محض تحقیق حق منظور ہو ۔ اور ظاہر ہے کہ اسکے جواب مین آپکا خصم آپکو بہی

یہہ ہی کہیگا اور صریح آپکا جدل مکابرہ ہی نہ تحقیق حق کیونکہ جب ہر فریق اپنے اپنے
معتقدات کو حق اعتقاد کیے بیٹہا ہے اور دوسری فریق کے معتقدات کو باطل تو ہر گز
اپنے معتقدات کی قبایح اور دوسرے فریق کے معتقدات کی محاسن ذہن مین نہین
آئینگی اور فریق اپنے معتقدات کی جنکو وہ حق اعتقاد کیے بیٹہا ہے نصرت اور جانبداری
کریگا۔ اور کبھی تحقیق حق نہوگی بہر کیف لفظ تحقیق حق مین اگر لفظ حق سے مراد حق
واقعی اور نفس الامری ہی تو چشم ما روشن ہم ہر طرح تحریر سے تقریر سے حاضر ہین
ہمکو کسیطرح دریغ نہین اور اگر حق مزعومی مراد ہے تو وہ سراسر بیفایدہ کیونکہ خصم کے
نزدیک وہ محض ناحق اور باطل ہے۔ اگر آپکو تحقیق حق مدنظر تہی تو اول آپنے
اپنی معتقدات کی نسبت حق الیقین کا خلاف واقع دعوی نفرمایا ہوتا اور جب آپ
انکی نسبت اسکی مدعی ہین کہ آپکو انکی ثبوت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگیا ہی
تو بنائے تحقیق حق و انصاف تو خود بدولت ہی نے منہدم فرمادیا اب اپنی خصم سے
انصاف و تحقیق حق کا طالب ہونا عبث اور خیال محال ہی۔ اگرچہ اہل خرد کی نزدیک
آپکے اس جلیل القدر دعوے کی تکذیب و تردید آپکی اسی تحریر سے آشکارا طور پر ہو رہی ہی
تاہم ہم اب بہی تحقیق حق کے لئے بسر و چشم حاضر ہین اور ملتمس ہین کہ اگرچہ آپنے
ہماری پہلی تحریر کو بنظر انصاف ملاحظہ نہین فرمایا اچہا اس معروض کو ہی بنظر انصاف
و تحقیق ملاحظہ فرماوین۔ قولہ دو ماہ کے بعد میرے شفیق نے مجکو جواب لاکر دیا
کسی گمنام شخص نے لکہا ہی جواب تو کیا ہی حضرت مجیب نے اپنی جودت طبع دکہانے کو
میری سوال کو مجہہ ہی پر منقلب کیا ہی گو بظاہر یہہ علم مناظرہ کی ہتہکنڈی ہین مگر
اصل مین یہہ ہی ایک قسم کا گریز ہے اور واقعہ مین اسکا جواب ہی کیا تہا حضرت نے
غور کیا کہ اصل سوال کا جواب تو کچہہ ہو نہین سکتا اور بدون لکہی کچہہ چارہ نہین
اسلئی یہہ طرز اختیار فرمایا ہی۔ اقول جناب کا سوال اواخر شعبان ۱۳۰۳ھ مین میرے

پاس میری عزیزون نے ارسال فرمایا تہا رمضان شریف مین بسبب شدت گرما وکسل ماندگی صیام و مدارست قران شریف کی تحریر جواب سے مقصر رہا جسکے بسنبت معافی چاہتا ہون بعد ختم ماہ صیام بندہ نے حکم کی تعمیل کی۔ اور شروع شوال مین جواب لکھکر لدہیانہ اونکی خدمت مین روانہ کردیا۔ گمنامی کی شکایت فضول ہے آپکو اپنی جواب سے مطلب ہے مجیب کی گمنامی اور نام آوری سے کیا مطلب۔ کیا آپنے یہہ نہ سنا ہوگا انظر الی ما قال علاوہ ازین آپکی مجیب تو آپکی شفیق پیرجی صاحب تہی خواہ وہ آپکو اپنا جواب طبع زاد دیوین یا کسی سے پوچہکر جواب دیوین اور ظاہر ہے کہ پیرجی صاحب علما اہل سنت مین سے جس سے دریافت کرکے یا لکہوا کر جواب دینگی وہ اوسکو جانتی ہونگے اور اس امر کی کچہہ ضرورت نہین کہ آپ بہی واقف ہون ہان اگر آپ ایسی علامۃ الدہر ہوتے کہ آپکی نظیر دشوار ہوتے اور اوسوقت آپ فرماتے کہ ہم اوسوقت جواب قبول کرینگے جبکہ فلان عالم اہل سنت مین سے ہماری مقابل ہو اور ہماری سوال کا جواب لکہی۔ تو کچہہ چندان مضائقہ نہ تہا لیکن جبکہ آپ خود اپنی اعتراف سے محض فارسی خوان ہین اور مناظرہ کی چند کتابین آپکا مبلغ علم ہے تو ایسی حالت مین آپکا گمنام کے جواب سے کراہت واستنکاف فرمانا اور نام آور کے جواب کا طالب ہونا بروی عقل سراسر نازیبا ہے اور یہہ بندہ عاجز بیشک گمنام ہے اگر جواب مین اپنا نام لکہہ بہی دیتا تو بہی اپنی گمنامی کے وجہ سے وہ تحریر گمنام ہی کے تحریر ہوتی اور نام لکہنا اور نہ لکہنا برابر ہوتا۔ باقی رہا بندہ کی تحریر کی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا اوسکی جواب مین مختصر کیفیت آپکی سوال کے اور اپنے جواب کے اہل انصاف کے سامنی پیش کیے دیتا ہون اور انصاف کا طالب ہوتا ہون۔ سوال سامی بحیثیت مقصود دو امرونکو متضمن تہا۔ اول جناب نے بڑے جوش وخروش سے دعوی حقیت اپنی اصول ثلثہ کا فرمایا تہا اور لکہا تہا کہ یہہ اصول عقلاً ونقلاً ثابت ہین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی مثبت حقیت اصول مذکورہ

آپ نے بیان نہین فرمائی تہی پہر باوجود اسکے یہہ بہی تحریر فرمایا تہا کہ اگر کوئی صاحب
ہماری شرائط کو رد کرین تو محض لانسلم کہکر نہ ٹال دین اور یہہ حضرت کے مناظرہ
دانی سے تہے کہ دعوی بلا دلیل لکہین اور خصم سے اوسکی تردید مین دلائل کے طالب
ہون جب آپ مدعی حقیت اصول ثلثہ تہے تو آپ پر واجب تہا کہ اول اونکو دلائل
عقلیہ نقلیہ سے ثابت فرماتے اور بعد اوسکے خصم کو کہتے کہ محض لانسلم کہکر
نہ ٹال دین پہر اونکی جواب مین آپکا خصم آپکے دلائل پر حسب قواعد مناظرہ نقض یا
معارضہ پیش کرتا بلکہ جب آپکا خصم مانع ہے تو وہ بعض مقدمات کی نسبت حسب
قاعدہ لانسلم ہی کہہ سکتا تہا۔ پس آپکو اپنے رتبہ کی اور اپنے مجیب کے منصب کی خبر
نہین لیکن باین ہمہ آپنے دعوے خود ہی بلا دلیل ذکر کیا اور خلاف منصب بے محل
دلائل شروع کر دیا۔ یہہ حضرت کے انصاف و مناظرہ دانی کا مقتضا تہا۔ اسلئے
ہمکو اسکی کچھہ شکایت نہین۔ امر دوم آپنے علماء اہل سنت سے درخواست کی تہی کہ
وہ اپنے اصول موضوعہ کو دلائل عقلیہ سے اور دلائل نقلیہ سے ثابت کرین علاوہ
اسکی اسکے ذیل مین آپنے کچھہ مطاعن خلفاء رضی اللہ عنہم و صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین ذکر کیے اور باقیماندہ کو بحوالہ صاحب تحفہ و منتہی الکلام و ہدیہ و ہدایہ کی
تغلیط مین اٹکالا چونکہ آپ محض سائل ہی نہ تہے بلکہ اولا مدعی اور ثانیا سائل تہی
تو حسب قاعدہ آپ پر واجب تہا کہ اپنی دعوی کو دلائل سے ثابت کرتے بعد اوسکی
اہل سنت سے اونکے اصول پر دلائل مثبتہ کی طالب ہونیکا آپکو منصب حاصل ہوتا
برخلاف اسکی آپنے اپنی دعوی کو اپنے زعم مین بدیہی الثبوت تصور فرماکر اور
مسلمات خصم سے سمجہکر بلا دلیل ذکر فرمایا اور خصم سے اوسکی اصول پر دلائل کے خواہان
ہوئی تو ظاہر ہے کہ آپکا خصم آپکی ایسے کب سنیگا اور آپ سے ضرور دلائل مثبتہ اصول
ثلثہ کی نسبت گلوگیر ہوگا یہہ تو تحریر سامی کی کیفیت تہی اب بندہ کے جواب کی

کیفیت اہل انصاف سنین کہ بندہ نے اول آپ سے آپکی ادس دعوی کا جو شروع تحریر مین بلا دلیل فرمایا تہا اثبات چاہا اور ثبوت اصول ثلثہ کی دلائل طلب کیے اور اوسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ بعد اوسکی محض تبرعًا بپاس خاطر سامی آپکے روایات مسلمہ سے آپکی اصول مذہب کو باطل کیا جو اہل سنت کی بزعم جناب اصول موضوعہ کی ثبوت کے لیئے ایک بہت بڑی قوی دلیل تہی بعد اوسکے اصول اہل سنت کا ذکر کیا اور بانتباع سامی تفصیل دلائل سے اغماض کیا لیکن بطور تنبیہ وایقاظ اونکی ثبوت کا حوالہ مجملاً اقوال و افعال حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم پر کرکے تفصیل اقوال و افعال کو وقت تفصیل دلائل مثبتہ اصول ثلثہ سامی پر منحصر کیا کہ تفصیلی ذکر اقوال و افعال کا موقع اوسوقت ہوگا جبکہ جناب اپنی اصول مسلّمہ کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت فرمائینگی اور ظاہر ہی کہ ایک دلیل مثبت اصول اہل حق حضرت کے اصول کے بطلان سے پیدا ہوی چکی تہی پہر مختصراً آپکی مطاعن کا جواب دیکر الزامًا چند مفاسد مذہب سامی لکہی پہر صاحب تحفہ و منتہی الکلام کی تغلیط کا ابطال لکہکر آپکو آپکی علما کے اغلاط پر متنبہ کیا۔ اب ہم کچہہ نہین عرض کرتے آپ ہی بزعم خود منصف ہین آپ جو چاہین فرمائین چاہی اسکو اپنی دلمین واقعی جواب تصور فرمائین اور چاہی مناظرہ کے ہتکنڈی بتائین اور چاہی گریز فرمائین قوله مگر تعجب ہی کہ حضرت نے اپنا نام نامی کیون نہ تحریر فرمایا۔ تقیہ تو شاید انکی نزدیک علامت نفاق ہو یہہ ہی شان پروردگار د حجت کردگار ہے کہ باوجودیکہ یہہ حضرات تقیہ کو حرام اور منافقون کا نشان فرماتے ہین پہر ایسی خفیف امور مین تقیہ کرتے مین۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب صاحب تحفہ جو اس فن مین اپنے اہل مذہب مین جید عصر تہے اور متاخرین جمہور اہلسنت اس مناظرہ مین انکی مقلد ہین باایہنمہ تحفہ مین اپنا نام لکہتی ہین وہ بہی توریہ جو از قسم تقیہ ہی فرماتے ہین چنانچہ ازالۃ الخفا خاتمۃ الطبع مین مولوی محمد حسن

صاحب صدیقی فرماتے ہین کتاب ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفاء تصنیف عالم ربانی جنید زمانے
محمد اسمعیل بخاری ثانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی است وآنچہ
بعض کسانرا از عبارت تحفہ اثنا عشریہ الخ اقول ہماری حضرت مجیب نے اس جگہہ
تقیہ کا ذکر فرمایا اور ہمکو عدم تحریر نام کی نسبت الزام دیا کہ باوجودیکہ یہہ حضرات تقیہ کو
حرام اور منافقونکا نشان کہتی ہین پہر خود ہی اوسکی مرتکب ہوتے ہین کہ اپنی تحریرون
مین تقیہ کرتے ہین اور نام نہین لکہتی یا لکہتی ہین توریۃً لکہتی ہین جو از جنس تقیہ ہی
حضرت مجیب کے اس تمام تفصیل و تطویل سے اہل علم و فہم سمجہہ گئی ہونگے کہ
حضرت کو نہ حقیقت تقیہ سے واقفیت ہی نہ محل نزاع کی خبر ہے نہ اہل سنت کا مذہب
معلوم ہے نہ اپنا مذہب جانتی ہین اسلیے ضرور ہوا کہ ہم مختصر اس جگہ تقیہ کا ذکر کرین
او رحضرت مجیب کے کمال غلطی و رمناظرہ دانی اور انصاف کو آشکارا کرین اول تو یہہ ہی
سراسر غلط ہی جو اہل سنت کی طرف نسبت کرتے ہین کہ وہ مطلقاً تقیہ کو حرام او رمنافقونکا
نشان کہتے ہین اور یہہ اہلسنت پر محض افتراء و بہتان ہی پہر عدم تحریر نام اور توریہ کو تقیہ
محرمہ مین داخل کرنا دوسرا طرفہ ماجرا ہی میر صاحب مدعی ہین کہ اونکو عنفوان سن تمیز
سے مناظرہ کا شوق رہا اور کتب مناظرہ کی مطالعہ مین انہماک رہا ہی تبلائین تو سہی کہین
اونہوں نے دیکہا ہی کہ اہلسنت نے مطلقاً تقیہ کو حرام اور منافقون کا نشان لکہا ہی
یا کہین یہہ لکہا ہی کہ توریہ از قسم تقیہ ہی یا نام نہ لکہنا یا غیر مشہور نام لکہنا از جنس تقیہ ہی
اور اسکا ثبوت اونکو کسی روایت معتبرہ اہلسنت سے ملا ہی۔ افسوس کہ میر صاحب
اتنا شرادے فرمائین اور اسکا ثبوت ندین۔ بڑا افسوس یہہ ہی کہ میر صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ
کو بہی کہو لکر نہ دیکہہ لیا اوسمین کیسی تفصیل کے ساتہہ اس مسئلہ کو لکہا ہے۔ مین یقین کرتا ہون
کہ اگر حضرت مجیب تحفہ کا ملاحظہ فرمالیتے تو یہہ تحریر اس طرح چشم انصاف بند کرکے
تحریر نہ فرماتے۔ جناب میر صاحب جس تقیہ کو علماء اہلسنت حرام اور منافقون کا

نشان فرماتے ہین وہ تقیہ وہ ہی کہ علماء شیعہ جسکی اپنی رسائل مین یہہ تعریف فرماتے ہین
وهي موافقة اهل الخلاف فيما يدينون به یعنی اہل خلاف کے موافق
انکی دینی امور مین حسب مثل مشہور گنگا گئی گنگا داس جمنا گئی جمنا داس ذراسی
خیالی نفع کی امید پر کہ ذرا تعظیم وتکریم ہو گی یا تہوڑی سی وہمی ضرر کے اندیشہ سے اگر خوارج
ونواصب کے محافل مین جا پہنچی تو معاذ اللہ بلحاظ خوشنودی قوم سراپا لوم اہلبیت رضوان اللہ
علیہم کے جناب مین بے محابا گستاخیان کرنے لگے اور اگر مجالس اہل سنت مین شریک
ہوئی تو مزعومی اعداء اہلبیت کے فضائل و مناقب بیان فرمانے لگے اور تقیہ حرام
وہ ہی کہ جو شیعہ ائمہ کرام علیہم السلام (حاشاہم) کی جناب پاک کیطرف منسوب کرتے
ہین چنانچہ کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ باوجودیکہ
اونکو کچھہ خوف نہ تہا خلفاء رضوان اللہ علیہم سے بیعت کر کے تمام عمر اونکا ہی
کلمہ پڑھتی رہے بلکہ اونکی انتقال کے بعد ہی بیان فضائل ومحامد کا ورد رہا ہمیشہ
باہم شیر وشکر رہے جمعہ جماعات واعیاد اونہین کے پیچھے ادا کرتے رہے۔ اکثر
مسائل خلفاء کی رعایت سی اونکی موافق خلاف حق لوگونکو بتلا کر گمراہ کرتے رہے
غصب خلافت وار تداہت پر اسی تقیہ کے بدولت چون وچرا نہ کی قرآن کی تحریف
پر صبر وسکوت فرمایا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اصلی قرآن منزل من السماء صفحہ کائنات
سی گم ہو گیا۔ غصب فدک پر نہ بولے معاذ اللہ تذلیل اہلبیت ہوئی اور حضرت سیدہ
مطہرہ رضی اللہ عنہا پر حسب تصریح علما قوم کیا کیسا جور وجفائین گذرین اور جبر ہوئی
علی ہذا القیاس جسکی تفصیل سے اہل ایمان کے بدن پر بال کہڑے ہوتے ہین۔
بعد اوسکے خلیفہ ثانی جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسی تقیہ مشومہ کی بدولت خلعت
خلافت نبوت جو نیابت رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور تمام مسلمانون کے حقوق
کی جوابدہی اور ذمہ داری اوسکی ساتہہ منوط ہی اپنی اوپر سے اوتار کر برغم شیعہ ایک

کافر کو پہنا دیا اور اوسکی حوالہ کرکے آپ ایک طرف ہو بیٹھے اور لوگونکو گمراہی مین چھوڑ دیا
علاوہ انکی آٹھہ ائمہ کرام رضا نے تو خلافت کا نام تک بھی کبھی نہ لیا اور آخر مین خاتم
سلسلہ امامت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ نے تو آرام گاہ سُرّمَن رَاے
مین غیبت کبریٰ اختیار فرمائی کہ صدہا برس گذر گئی اور شیعیان پاک منتظران قدوم کے
جا مین لبون پر آگئین لیکن حضرت اپنی جمال جہان آرا کو مشتاقان زیارت پر
جلوہ گر نہین فرماتے۔ پہلے کچھہ دنون سلسلہ سفارت وخط وکتابت رقعات جاری تھے
اب وہ بھی منقطع ہو گیا کیا حضرت کو یہہ خبر نہو گی کہ اس زمانہ مین علاوہ اسکی کہ خوارج
ونواصب کا وہ زور شور نہین رہا کسی جگہہ جان کا خوف اونکو نہین ہے کیا مہدی
سودانی کا حال معلوم ہو کر بھی آپکو اسمین کچھہ شک وتردد ہی رہا ہوگا ہمنی فرض کیا
یہہ خوف کیسا ہو بھی سہی اور کوفۃ الہند لکھنو وغیرہ کا اخلاص وایمان قابل اعتماد نہو
لیکن اوسمین نہین تو بلاد المومنین ایران ہی مین ظہور فرماکر اظہار دعوت حق فرماتی جہان لاکھون
مخلصین آپکی فدائی ہین اور جانبازی کے لئی تیار ومستعد بیٹھے ہین مگر یہہ کہ یہہ مذہبی
اسرار مین سی ہے جسکی دریافت حقیقت سی عقول مومنین کوتاہ وقاصر ہین سبحانک
ہذا بہتان عظیم اور بحول اللہ وقوتہ اس تقیہ کذائیہ کا ابطال آیات قرانی واحادیث نبوی
اور قصص انبیاء سابقین اور اقوال وافعال جناب ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم سے
مثل آفتاب رابعۃ النہار ثابت ہے آیات قرانی سے ایک آیت مع اوس تفسیر کے جو مفسر
صافی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی ملتقطاً نقل کرتا ہون ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمائین۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ فی حال ظلمھم انفسھم بترک
الھجرۃ وموافقۃ الکفرۃ قَالُوْا ای الملئکۃ توبیخا لھم فِیْمَ کُنْتُمْ من امر دینکم

الخ۔ جو لوگ ترک ہجرت اور موافقت کفار کی سبب اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین فرشتی اونکی
جان نکالتی وقت ازروئی توبیخ انسی پوچھتے ہین کیون! امور دین مین تمہارا کیا حال تھا؟

قالوا کنا مستضعفین فی الارض یستضعفنا اهل الشرك بالله فی ارضنا
وبلادنا بکثرة عددهم وقوتهم ویمنعونا من الایمان بالله واتباع رسوله
اعتذروا بما وبخوا به بضعفهم وعجزهم عن الهجرة او عن اظهار الدین
واعلاء کلمته قالوا ای الملائکة تکذیبا لهم الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا
فیها فتخرجوا من ارضکم ودورکم وتفارقوا من یمنعکم من الایمان الی
قطر اخر کما فعل المهاجرون الی المدینة والحبشة فاولئك ماواهم جهنم
وساءت مصیرا وفی الایة دلالة علی وجوب الهجرة من موضع لا یتمکن
الرجل فیه من اقامة دینه وعن النبی صلی الله علیه وسلم من فر بدینه من
ارض الی ارض وان کان شبرا من الارض استوجب الجنة وکان رفیق
ابراهیمؑ ومحمدؐ انتهی ملتقطا = اہل انصاف اس آیت شریف کو اور اسکی تفسیر کو
مع آیات ثلث ملحقه کے ملاحظہ فرمائیں اور حقیقت تقیہ پر وقوف واطلاع حاصل کریں
اگرچہ اسجگہ بہت بحث کی گنجایش ہے اور اس تفسیر سے بہت عقدہ حل ہو سکتے لیکن بخوف
تطویل اسی قدر قلیل پہ اکتفا کرکے اور مضامین مستنبط کو اذہان صافیہ ناظرین پر حوالہ کرکے

ا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اوس وقت مقہور ومغلوب تھے۔ یعنی ہماری ملک و دیار میں جو مشرک لوگ تھے انہوں نے اپنی قوت اور کثرت
تعداد کی سبب ہمکو دبا لیا تھا اور خدا تعالے پر ایمان لانے اور رسولؐ کی پیروی کرنے سے ہمکو روکتے تھے پھر انکو ہشش و سرزنش کے جواب میں یہ
عذر لائینگے کہ چونکہ ہم مغلوب تھے یہ وسعت نہ تھی اسلئے ہجرت یا اظہار دین اور اعلاء کلمۃ الحق نکر سکے تب فرشتے انکو جھٹلانے کے لئے کہتے ہیں
کیا خدا تعالی کا ملک اتنا فراخ نہ تھا کہ تم وہانسے ہجرت کر جاتے اور اپنے وطن اور گھروں سے چل نکلتے اور جو لوگ تمکو ایمان لانے سے روکتے تھے
ان سے قطع تعلق کرکے کسی اور طرف کا رستہ لیتے جیسا کہ مہاجر لوگ مدینہ منورہ اور ملک حبش کی طرف نکل گئے۔ پس ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے
اور یہہ بہت برا بازگشت ہے۔ پس یہہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی جگہہ اپنے دین کو قائم نرکہہ سکے تو اوسکی اوپر اوسمقام کا
چھوڑ دینا واجب ہے + ت اور آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے دین کو (سلامت) لیکر ایک جگہہ سے دوسرے جگہہ بھاگ جائے اگرچہ یہہ مسافت ایک ہی
بالشت کی کیوں نہو۔ اوس پر جنت واجب ہو جاتی ہی اور ابراہیمؑ و محمدؐ کا رفیق بن جاتا ہے ۔۔۱۲

آگے چلتا ہون احادیث نبوی سنئے علامہ باقر مجلسی جلد اوّل بحار مین نقل کرتے ہین ابن یزید عن محمد بن جمهور القمی رفعه قال قال[1] رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا ظهرت البدع فی امتی فلیظهر العالم علمه فان لم یفعل فعلیه لعنة الله — ابی[2] عن عبد الله بن المغیرة و محمد بن سنان عن طلحة بن زید عن ابی عبد الله عن ابائه علیهم السلام قال قال[3] علیه السلام ان العالم الکاتم علمه یبعث انتن اهل القیمة ریحا تلعنه کل دابة حتی دواب الارض الصغار - یہہ روایات صریح مبطل تقیہ ہین اور علماء شیعہ جو کچھہ ان روایات مین تاویل فرماکر مسخ وتحریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مراد ماسوائے موقع تقیہ کے ہے وہ بروئے عقل وانصاف ہرگز قابل قبول نہین اقوال وافعال ائمہ کی تفصیلے نقل موجب تطویل ہے یعلٰی اوسمین سے قدر قلیل کے بیان پر اکتفا کرتا ہون بہت سے اقوال مبطل تقیہ نہج البلاغہ وغیرہ کتب مین مذکور ہین اونمین سے جناب امیر رضی اللہ عنہ کا ایک قول جو نہج البلاغہ مین شریف رضی نے نقل کیا ہے لکھتا ہون ومن[4] کلام له علیه السلام لما عزموا علی بیعة عثمان لقد علمتم انی احق بها من غیری والله لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیها جور الا علی خاصة - اس قول سے صاف ثابت ہے کہ جناب نے تسلیم وانقیاد خلیفہ کا اوسیوقت تک قبول کر رکہا ہے جب تک کہ مسلمانون کے امور سلامت ہین اور سوائے ذات خاص جناب کے کسی پر ظلم وجور

---

[1] حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میری امت مین بدعتین ظاہر ہونے لگین عالم کو چاہیے کہ اپنا علم ظاہر کرے پہر اگر ایسا نکرے تو اوسپر اللہ کی لعنت ہو ۱۲ - [2] فرمایا علیہ السلام نے اپنے علم کو چہپانے والا اوٹہایا جاویگا اہل قیامت مین سب سے زیادہ بدبو والا سب جانور اوسپر لعنت کرتے ہین یہانتک کہ زمین کے چہوٹے چہوٹے کیڑے ۱۲ [3] [4] جب لوگون نے عثمان رض کی بیعت کا قصد کیا تو اوسوقت جو کچھہ جناب امیر نے فرمایا اوسمین سے یہہ کلام ہے - تم جان چکے ہو کہ مین اپنے غیر کی بہ نسبت احق بالخلافت ہون خدا کی قسم مین تسلیم کرونگا دوسرے کی خلافت کو جبتک کہ مسلمانونکے امور مین خلل نہ پڑیگا اور نہ ہوگا اوسمین کسی پر ظلم سوا میرے

ہو اور جب یہہ ہوگا یعنی مسلمانون کے حقوق ضائع ہونگی اور اونپر جور ہوگا تو پہر یہہ تسلیم
و انقیاد نرہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خلفاء رضی اللہ عنہم کے ساتہہ ہمیشہ شیر وشکر رہی
کبہی مخالفت نہین فرمائی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتہہ ذرا نرمی اور مدارات
نفرمائی اول ہر طرح فہمایش فرمائی یہان تک کہ آخر کار قتل وقتال سے بہی دریغ نہین
فرمایا اگرچہ کامیاب نہوئی اور فتنہ فرو نہوا غرضکہ یہہ قول اور یہہ فعل حضرت رضی اللہ عنہ کا
سراسر مبطل تقیہ ہی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اگرچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سی مناقشہ نہ فرمایا لیکن یزید پلید جو آپ سی صرف بیعت کا ہی خواستگار تہا آپ نے
ہرگز اوسکی بیعت کرنا قبول نفرمایا اور اپنے قلت اور اوسکی فوج کی کثرت سی ذرا ہراس
نکیا اور اپنے آپ کو اور جوانان اہل بیت کو طعمہ تیغ بے دریغ کر کے شربت شہادت نوش
فرمایا اور شیعہ کی ایک فرض مذہبی کو جو تقیہ ہی بیخ وبنیاد سے اوکہاڑ دیا۔ یہہ مقام استطرادی
ہی اور طول کا بہی اندیشہ ہی اسلئی ہم بسط وتفصیل سے عرض نہین کر سکتے غرض یہہ تقیہ ہی
جو مختلف فیہا مابین الفریقین ہی اور جسکو اہلسنت حرام اور منافقون کا نشان کہتے ہین نہ توریہ
ومعاریض کجا توریہ اور کجا تقیہ ع کجا ریسمان وکجا آسمان۔ اہل سنت کے یہان اکثر
غزوات مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توریہ منقول ہی اور توریہ مین امر ذو معنیین و
ذو جہتین بغرض ابہام مقصود اور ایہام خلاف مقصود کے استعمال کیا جاتا ہی اور ہم
نہ لکہتا تو توریہ ہی نہین ہے چہ جائیکہ تقیہ محرمہ ہو پس حضرت مجیب جیسی مدعی انصاف
سی نہایت استعجاب ہی کہ ایک دفتر لایعنی لکہہ ڈالا اور یہہ خیال نفرمایا کہ مین کیا کہہ رہا ہون
اور یہہ نہ سوچا کہ مین انصاف کا دعوی بہی اسی تحریر مین کر چکا ہون اگر کوئی اون ورقون کو
جمع کریگا تو کیا کہیگا۔ پہر اب ہم ان تحقیقات پر اپنے مجیب لبیب سی کیا انصاف کی
امید رکہین۔ اگرچہ توریہ مین بحیثیت جواز ضرورت وعدم ضرورت دونو مساوی ہی
ہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج اسپر شاہد ہین مع ہذا تحفہ کی دیباچہ

مین جو حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے توریۃً اپنا غیر مشہور نام تحریر فرمایا
علاوہ اور مصالح کے ایک یہہ بڑی ضرورت اس طرف داعی تہی کہ اوس زمانہ مین شیعہ
کا نہایت زور تہا اکثر بڑی بڑی فوجی منصب دار وہئیس متعصب شیعہ تہی چنانچہ تقریباً اوسی
زمانہ مین حضرت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ بدون اسکی کہ کوئی گناہ مستوجب قتل
اون سی سرزد ہوا ہو بیگناہ اونکی دست تعدی سی طعمہ نہنگ اجل ہو کر شربت شہادت نوش
فرما چکی تہے اور اوسکا کچہہ تدارک و انتقام نہوا تہا تو ایسی طوفان بے تمیزی کے وقت مین
اگر یہہ کتاب حضرت شاہ صاحب کے نام سے شائع ہوتی تو وقوع فتنہ قتل و قتال
کا لیقین تہا اور اس فتنہ کی آتش کا شرارہ صدہا خانمان کو خاک سیاہ کرتا ۔ اور بعض اوباش
اوسی زمانہ مین بارادہ فاسد حضرت شاہ صاحب کی مجلس مین بہی آئے لیکن حق تعالی
نے اپنے فضل سے محفوظ رکہا اور انکی شر کو دفع کیا یہہ قصہ کچہہ بہت پرانا نہین ہے
اگر آپ تحقیق فرماینگے تو معلوم ہو جائیگا یون ہی بے تحقیق اعتراض کرنا آپکی
ادعائی انصاف پر زیبا نہین ہے اور انگریزی عملداری اور انتظام کو بلحاظ اس زمانہ
کی اوس وقت کو انتظامی امور مین خیال کرنا سراسر خلاف عقل ہے کیونکہ وہ زمانہ
ابتداء عملداری اور تسلط کا تہا اوس وقت جسقدر مدارات و مراعات و اغماض ہوتی تہی
اس وقت اوسکا نام و نشان بہی نہین بلکہ جو کیفیت قبل از غدر تہی وہ بہی اس وقت نہین
ہر شخص جانتا ہے کہ انگریزی تسلط تدریجی ہوتا ہی آج کچہہ ہے کل کچہہ پس جن دو
زمانون مین تقریباً سو برس کا فصل واقع ہو گیا ہو اونمین سی ایک کو دوسری پر قیاس
کر کے ایک حکم کرنا کس قدر بعید از عقل و انصاف ہی اور بندہ نے جو اپنا نام نہین لکہا
اوسکی وجہہ یہہ ہوئی کہ تحریر سامی میری پاس بالواسطہ آئی تہی مجکو معلوم نہ تہا کہ میرجی
صاحب نے پیرایہ مناظرہ کا کیونکر رکہا ہی اپنی ہی طرف سی لپنے علماء سے لیکر
جواب دیتی ہین یا وہ بہی جواب بعینہ پیش کر دیتے ہین اور نہ بندہ کو اس شرط کی

اطلاع دی گئی تھی کہ اگر تحریر مین کسیکا نام نہوگا تو آپ اوس تحریر کو قبول نہ فرمائنگی اور یہہ
نام آوری بھی مقصود نہ تھی تو مین نے خیال کیا کہ جواب عاری از نام پیرجی صاحب سلمہ
کی خدمت مین بھیجدون پھر آگے اونکو اختیار ہی یہہ جواب پیش کرین یا نکرین اور اگر
پیش کرین تو خود جسطرح مناسب سمجھین پیش کردین گے تو فی التحقیق مجیب بھی
سائل پیرجی صاحب سلمہ اور مولوی ابوالطیب غفرلہ تھے اور اونکو اس امر کی
اطلاع تھی کہ یہہ تحریر اس عاجز کی ہی تو اس صورت مین نام نہ لکھنا نہ توریہ ہے نہ تقیہ
اصل وجہ جو کچھہ تھی عرض کردی اگر آپ کو اسمین شک ہو تو پیرجی صاحب سے
دریافت فرمالین - اب آپ اسکو چاہین توریہ فرمائین یا تقیہ بتائین آپکی انصاف ادائی
کی سب شایان شان ہی **قولہ** اگرچہ شفیق کا وعدہ یہہ تہا کہ مجیب کا ضرور نام ہوگا
بلکہ اسی شرط پر مجھسے نام لکھوایا تھا اور یہہ اقرار تھا کہ اگر مجیب اپنا نام نہ لکھین تو جواب
نہ لکھنا مگر اب وہ بھی حیران ہین اور کہتی ہین کہ خیر گو یہہ وعدہ وفا نہوا مگر تو میری خاطر
سی جواب لکھہ الخ **اقول** پہلے گذارش ہوچکا ہی کہ آپکی شفیق نے یا کسی نے مجکو آپکے
اس شرط کی اطلاع نہین فرمائی ورنہ نام لکھنی مین کچھہ تامل اور کچھہ دریغ نہ تھا پھر یہہ جو
یہہ صاحب فرماتے ہین کہ میرے شفیق بھی بوجہ حیرت مین گرفتار ہوگئی اور عدم
وفاء وعدہ کو تسلیم کرکے جواب کے ملتمس ہونے لگے سراسر لغو ہی اول
اپنی شفیق سے دریافت فرمایا ہوتا کہ آپنے شرط مقرر کی مولف جواب کو اطلاع دی ہی
یا نہین جب اسکی جواب مین وہ یہہ فرماتے کہ مینی اس شرط کی اوسکو اطلاع دی ہے
تو آپنے دریافت فرمایا ہوتا کہ اوسنی نام لکھنی سے انکار کیا ہی کیونکہ احتمال ہی کہ
نام لکھنا بوقت نقل سہواً رہ گیا ہو اور اگر وہ یہہ فرماتے کہ اس شرط کی اوسکو
اطلاع نہین دی گئی تو آپنے فرمایا ہوتا کہ اس تحریر کو واپس بھیجدینا چاہئی تاکہ وہ یا نام
لکھی یا انکار کرے اور اگر یہہ بھی ممکن نہ تہا تو بذریعہ ایک کارڈ کے آپکے شفیق

دریافت فرما سکتی تہے کہ نام کیون نہین لکہا اور عجب نہین کہ مین اونکو خاتمہ تحریر پر
اپنا نام لکھنے کی اجازت لکہہ بہیجتا یہہ موقع ہرگز نہ آتے انکار کا تہا نہ اونکی مبتلائے حیرت ہونیکا
اور اصرار کا۔ لیکن ہان انصاف اور عایہ کا مقتضا یہہ ہی کہ بدون تحقیق بلا تفتیش آپنے
تقیہ کا حکم لگا دیا اور اس اذعان و یقین کے ساتہہ گویا مخبر صادق نے خبر دی یا وحی
نازل ہوئی قولہ اگرچہ حضرت مجیب کمال علم و فضل کے مدعی ہین حتی کہ امتحان لینیکو
مستعد ہین اقول مین ہیچمدان ہیچکارہ ہرگز مدعی اپنے علم و فضل کا نہین ہون بلکہ
تمام خاندان مین اس مرض نفسانی کا نام و نشان نہین۔ لیکن ہان گاہی بنظر حمایت
اسلام مخالفین کے زعم شکنی کے لئے مدعی بہے ہو جاتا ہون اور یہان یہہ ایسا ہی محمود
ہی جیسا کہ جہاد اعدا کے وقت پسندیدہ خداوند تعالی ہی۔ اور واضح رہے کہ
امتحان لینے کے قصد سے جو ادعا کمال علم و فضل ستنباط فرمایا ہے یہہ محض خوش
فہمی سے ناشی ہے کیونکہ جس امتحان کے لئے عرض کیا گیا تہا اوسکی واسطے کمال علم
و فضل کی ضرورت نہین اسلئے کہ یہہ دریافت کرنا کہ فلان کتاب کا کون مصنف ہی اور
فلان مصنف کی تصنیفات کیا ہین اسکی لیے کمال علم و فضل کی ضرورت نہین ہے پس دلیل
دعوی کو مثبت نہوئی لیس ادعای کمال علم و فضل سامی قابل تماشا ہی جو خیال فرماتے
ہین کہ ایک عالم ہماری مقابلہ مین مہر سکوت برلب ہی سو بفضلہ تعالے اس دعوی
کی اصلیت عنقریب منکشف ہوا چاہتی ہے قولہ اور بظاہر بڑی کروفر سے میدان
مناظرہ مین قدم رکہا ہے اقول یہہ کچہہ طعن و تشنیع و شکوہ و شکایت کی بات
نہین ہی حمایت دین اسلام بڑی کروفر اور مستعدی سے کرنا خاص اہل اسلام کا ہی
حصہ ہی آخر بزعم خود اپنے جواب مین تو آپنے بہی بڑا کروفر دکہلایا ہے قولہ مگر
ضعف تحریر یہین سے ثابت ہی کہ اصل سوال کے جواب مین کچہہ بہی تحریر نفرمایا اور بجز طعن
و تشنیع اور تہدید زبانی کے کسی بات کا تعرض نکیا اقول یہہ حضرت کی فہم کی خوبی ہی

جو آپ فرماتے ہین کہ اصل سوال کے جواب مین کچھہ بھی تحریر نفرمایا اور بجز طعن و تشنیع و تہدید
زبانی کے کسی بات کا تعرض نکیا ورنہ اگر ذرا غور سے ملاحظہ فرماتے تو اوسمین اپنا جواب
پاتے چنانچہ اجمالی طور پر اوس تحریر کی کیفیت اہل انصاف کی سامنے پیش کر چکا ہون بنظر
انصاف ملاحظہ فرمائین اور جناب کو تو اختیار ہی چاہی مناظرہ کی ہٹ کھنڈی بتائین یا
گریز فرمائین یا تہدید زبانی اور طعن و تشنیع تصور کرین مثل مشہور زبان کے آگی نہ کوا نہ کہاتے
قولہ حضرت نے خیال فرمایا کہ سوائی تحفہ اور کچھہ سامان نہین ایسی چال چلنی چاہیی کہ
وہ ہی امور جنکا تحفہ مین ذکر ہے اور اومین ہی انکی زعم مین کچھہ بحث ہو سکتی ہی اس مباحثہ مین
چھیڑنے چاہیی ایسلیی میری وہی قول ہیی کہ جنکی بحث تحفہ مین موجود ہے یعنی اول شرائط
ثلثہ امامت کی دلائل طلب فرمائی اقول یہہ بھی حضرت کا تخیل محض ہے یا بذریعہ
استخارہ طاق جفت کے معلوم فرمایا ہوگا کہ مین نے خیال کیا کہ میری پاس سوائی
تحفہ کچھہ سامان نہین حالانکہ خود ہی ازالۃ الغین اور آیات بینات کی میری پاس ہونیکا
اعتراف فرماتے ہین اور اس امر کا شیعہ کو بہی اعتراف ہی کہ ازالۃ الغین تحفہ سے ماخوذ نہین
اچھا بپاس خاطر سامی مسلم کہ میری پاس سوائی تحفہ کوئی سامان نہین ایسلیی وہی اقوال
لئی جنکی بحث تحفہ مین موجود ہے اور تحریر بہی ضعیف ہے اور آپکی پاس مواد تالیف ہر قسم کا
موجود معاونین مستعد بلکہ بدرجۂ قصوی لیکن اگر یہہ آپکا زعم صحیح ہو تو آپکو مبارک ہو جلدی
فیصلہ ہو جائیگا آپکو کچھہ وقت اوٹھانی نہ پڑیگی بس وہی ابحاث لکھدیجی کہ جنکے
بحث تحفہ مین موجود نہین اور میدان مناظرہ جیت لیجیی۔ اور کوئی قول اپنے
سوال مین ایسا بتلائیی تو سہی جسکی بحث تحفہ مین نہین ہے قولہ ہم حضرت
کی حکم کی تعمیل کرتے ہین اقول آداب عرض ہی قولہ اور حسب وعدہ جواب کے
منتظر ہین اقول لیجیے حاضر۔

تردید اصل جواب

قال الفاضل المجيب قال المجيب اللبيب بسم الله الرحمن الرحيم ونصلی علی رسوله الكريم
وعلی آله وصحابه اجمعين - اقول - اس خطبه مين يهه كلام هے حسب مذاق اہل سنت وجماعت
خصوصاً حضرت مجيب صحابه كو آله پر مقدم كرنا مناسب تها نه بالعكس كيونكه
بعد جناب رسول خدا صلعم كے كل خلايق پر من حيث الثواب والرتبه تفضيل شيخين
كو هی جيسا كه شرح عقائد نسفی مين جو اہلسنت كی معتبر كتاب هی موجود هے وافضل البشر
بعد نبينا ابو بكر الصديق ثم الفاروق رضه - انتهی اور حضرت مجيب كی خصوصيت كی وجهه يهی
كرده خود هی پرچه مين تحرير فرماتی هين سے علی الخصوص خلفاء ثلثه رضی الله عنهم كو
اہلسنت تمام امت سے باعتبار مرتبه اعلی وافضل اور ايمان مين اثبت واكمل اعتقاد كرتے هين
الخ حالانكه اسی عقائد نسفی بلكه اور كتب عقائد مين خلفاء اربعه كی تفضيل بترتيب خلافت
ذكر هے مگر حضرت مجيب نے خلفاء اربعه بهی نه لكها اسلئی مناسب تها كه صحابه كو آله پر مقدم
فرماتے تا كه زبان ساتهه قلب وجنان كے موافق ومطابق هوتے نه يهه كه دل مين
كچهه اور زبان پر كچهه - يقول العبد الفقير الی مولاه هماری مير صاحب نے خطبه
هی سے جو يهه بے سوچی سمجهی كلام وترديد شروع كی شايد اس سے يهه مطلب هوگا
كه جهال مين باعث فخر ونيكنامی هو - كه مير صاحب نے بسم الله سے ليكر آخر تك كی ترديد
كردی ليكن اہل علم وفهم كے نزديك تو ايسی اعتراضات سے بجز اظهار اپنی ناواقفی
اور كم علمی كے اور كچهه حاصل نهين - اگرچه هم مناقشه لفظی كو پسند نهين كرتے كيونكه
تطويل لاطائل هو كر بيان مقصود مين مخل هوتا هی چنانچه همنی اپنے پهلی تحرير مين بهی
اسكو ترك كرديا تها ليكن بپاس خاطر حضرت مخاطب بحث لفظی كيجاتے هے كه اونكی شبهه كا
رفع واجبات سے هے - پس واضح هو كه هماری مجيب نے شروع اعتراض مين
تقدم لفظ آل كی نسبت لفظ اصحاب پر مناسب هونے كا حكم كيا هی جو اولويت كو مقتضی
هی اور علت تقدم جو ذكر كی هے وه مقتضی وجوب كو هی فرماتے هين تا كه زبان ساتهه قلب

وجدان کے موافق ہو جاوے زبان کا قلب کے ساتھہ مطابق ہونا ضروریات دین سے ہے اور
عدم توافق نفاق ہے۔ پھر تقدیر اولاً امیر صاحب کو ثابت فرمانا چاہیے کہ عطف بالواو ترتیب
تبعی کو مستلزم ہے ہم اسکو بھی تسلیم نہین کرتے بلکہ ہم کہتے ہین کہ واو محض جمعیت فی الحکم کو
مفید ہے چنانچہ واقفان فن عربیت جانتے ہین کہ کلام فصحا مین کبھی تنزل اعالی سے اسافل
کیطرف ہوتا ہے اور گاہی ترقی اسافل سے اعالی کیجانب کیجاتی ہے۔ قرآن شریف کی
مواضع متعددہ مین حق تعالی نے انبیا ورسل کا ذکر فرمایا ہے جو آپکے اس دعوی کو مبطل ہے
آیہ وتلک حجتنا آتیناہا آخر چند آیات تک پڑہ جاوے اور اگر یاد نہو تو کسی حافظ
سے پڑہوا لیجیے یا قرآن مین دیکھہ کر پڑہ لیجیے اگر یہہ بھی نہو سکے تو پہلے سیپارہ
مین من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ الخ پڑہ لیجیے ثانیاً ہم کہتے ہین کہ لفظ آل
اصحاب کو بھی شامل ہے اور اوسکے مغائر و مقابل نہین اور کچھہ ضرورت نہین تھی
کہ لفظ اصحابہ ذکر کیا جاتا لیکن چونکہ اکثر حضرات مصنفین شیعہ نے یہہ طرز اختیار فرمایا
کہ اصحاب کا ذکر خطبون مین نہین فرماتے اور شاید اونکا یہہ معمول اس وجہ سے ہو کہ اونکی
روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب مین سے کوئی شخص معصیۃ تو درکنار سوای
حضرت مقداد کی حصہ ارتداد سے بھی نہین بچا چنانچہ اس جگہہ ایک ہی روایت پر
اکتفا کرتا ہون جناب قاضی صاحب شوستری مجالس المومنین مین بذیل ذکر مقداد
فرماتے ہین کہ شیخ ابو عمر وکشی کہ از علماء امامیہ است درکتاب اسماء الرجال باسناد خود
از حضرت امام محمد باقر روایت نمودہ ارتد الناس الا ثلثۃ نفر سلمان وابوذر
والمقداد فقلت فعمار قال کان حاص حیصۃ ثم رجع قال ان اردت الذی لم
یشک ولم یدخلہ شیء فالمقداد۔ علی الخصوص حضرت مخاطب کی مذاق پر کہ

۱؎ سب لوگ مرتد ہوگئے مگر تین شخص سلمان ابوذر مقداد مین نے پوچھا اور عمار فرمایا کہ وہ کچھہ پہر گیا تھا لیکن پہر لوٹ آیا فرمایا
اگر ایسا شخص چاہیے جسکو کچھہ شک نہوا ہو اور جسکی کچہہ دل مین نہ دخل ہوا ہو تو مقداد ہے ۔ ۱۲—

اونھون نے تصریح فرمائی ہتی معیت کرام ہونے سی بالکل خارج کردیتی ہے چنانچہ فرماتے
ہین کل صحابہ کا کرام ہونا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم اور خود اقوال
وافعال صحابہ بلکہ خود صاحب تحفہ کی تحقیق سے ثابت نہین ہوتا سورہ جمعہ کے
آخر کو ملاحظہ فرمائی۔ واذا راوٗا تجارۃ اولہوا انفضوا الیہا الخ۔ تو اس سے صاف
ثابت ہوا کہ معیت مکرمت کی بالکل خلاف ہی تو صحابہ کرام معاذ اللہ کرام نہوئی اور
جبکہ صحابہ کرام کا وجود ہی تحقیق نہوا تو شاید اسلیے مصنفین شیعہ نے لفظ اصحابہ
کو ترک فرمایا اور اہلسنت نے خیال کیا کہ اگر لفظ اصحابہ کو ترک کرتی ہین تو واہمہ خلاف
مقصود پیدا ہوتا ہے اور ایک امر شنیع مین تشبہ شیعہ لازم آتا ہے تو بغرض دفع
توہم خلاف مقصود و احترازاً عن التشبہ بطور تخصیص بعد تعمیم کی لفظ اصحابہ کو ذکر کیا ثالثاً
فرضنا لفظ آل و اصحاب مین تقابل ہے اور لفظ آل اصحاب کو شامل نہین تاہم یہ اعتراض
باطل ہی کیونکہ اگر خلفاء کو فضلیت حاصل ہی تو وہ فضل کلی ہی اور فضل کلی اعتبار
تقدم فضل جزئی کو مانع نہین تو اس موقع پر تقدم لفظ آل کا باعتبار فضل جزئی یعنی
جزئیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا۔ رابعاً یہہ اعتراض بلا تدبر کیا گیا ہی
اور اس دلیل مدعا کی مثبت نہین اسلیئے کہ دعوی یہہ کیا گیا ہے کہ لفظ اصحاب
کو آل پہ مقدم کرنا چاہیی اور اوسکی دلیل یہہ ارشاد ہوئی کیونکہ بعد جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے کل خلایق پہ من حیث الثواب والرتبہ تفضیل شیخین کو ہی
اور ظاہری تفضیل شیخین مستلزم تفضیل جمیع اصحاب رضی اللہ عنہم نہین پس اگر لفظ
اصحابہ کا آلہ پہ مقدم کیا جاوی تو موافق زعم سامی موہم ہوتا ہی کہ جمیع صحابہ اہل بیت
سی افضل ہون اور حاشا کہ اہل سنت ایسا اعتقاد رکھتی ہون۔ لیکن مین نہایت متعجب
بلکہ ہمہ تن حیرت ہون کہ جناب والا نے باین ہمہ ادعای انصاف و دانش
جب اس خطبہ پہ جو بظاہر نے تحمیلہ مسلک سامی کے موافق تہا کہ اسمین لفظاً

تقدم آل کا اصحاب پر واقع ہے جو مقتضی تقدم رتبی کو ہی اور نیز اصحاب کا ہی ذکر کیا گیا ہی
غایۃ ما فی الباب آپ اصحاب سے وہی اصحاب سمجھین گے جنکو برخلاف نصوص وروایات صحیحہ
اپنی کی آپنے کرام اعتقاد فرمارکھا ہی اس جوش وخروش سے معترض ہین تو اپنے جمہور
علما مصنفین پر جو قدیما وحدیثا لفظ آل ہی پر اکتفا فرماتی ہین اور گویا اصحاب کے ذکر کے
خطبو مین صلواۃ وسلام کے لئی قسم کہا رکھی ہی کیا کچھہ اعتراض نہین کیا ہوگا اکثر حضرات
شیعہ تو صرف آل کا ہی ذکر فرماتے ہین اور بعض حضرت جیسی ہماری محبّ مخاطب شاید
اس خیال ہی کہ مبادا کوئی کسی قسم کی گرفت کرے وکر آل و اصحاب ہر دو ترک فرما دیتی ہین
اور بعض متقیین اگر کہین اہلسنت مین جا پہنچی اور وہان تصنیف کا اتفاق ہوا یا لباس تسنن
مین کوئی کتاب تالیف کی تو لابد اصحاب کا ہی ذکر فرما دیتی ہین - بس ہماری حضرت محبیب
فرمائین تو سہی کیا کسی روایت مین اصحاب کرام پر تبعاً صلواۃ وسلام بھیجنی کے حرمت وارد ہوئے
ہی یا کسی ائمہ رضا مین ہی خطبات وغیرہ مین اصحاب پر صلوۃ وسلام کی ممانعت فرمائی
ہی جسکی وجہ سے حضرات نے یہہ عہد موثق باندھا ہی - ہمنی تو صحیفہ کاملہ کے روایت مین
یون پڑھا ہے - اَللّٰھُمَّ وَاَصْحَابُ مُحَمَّدٍ خَاصَّۃً الَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الصَّحَابَۃَ[1] اور تخصیص بعد
تعمیم ہی ملاحظہ فرما لیجیے گا - اگر یہہ فرمائین کہ اصحاب کرام معصوم نہین ہم عرض کرین گے
کہ آل بھی تمام معصوم نہین بلکہ صرف آپکی نزدیک ائمہ علیہم السلام ہی معصوم ہین - پس بجز
اس امر کی اور کیا سمجھا جا سکتا ہی کہ اصحاب کے ساتھہ بغض وعداوت کی یہان تک نوبت
پہنچی کہ صرف بوجہ اشتراک لفظے کی جو کہ لفظ اصحاب مین ہی اور بوجہ استکراہ لفظ اصحاب کے
اپنی معتقد علیہ اصحاب کو بھی جنکو برخلاف روایات کرام اعتقاد فرمارکھا ہی صلوۃ وسلام
سے محروم کر دیا - باقی رہا یہہ ارشاد تا کہ زبان ساتھہ قلب وجنان کے موافق ومطابق
ہو جائے نہ یہہ کہ دلمین کچھہ اور زبان پر کچھہ یا تو اپنی مذہب کی ناواقفیت سے ناتمنی ہی

[1] الہی رحمت بھیج اصحاب محمد پر خاصکر جنہون نے اچھی مصاحبت کی - ۱۲

یا انصاف کا مقتضا ہی - ذرا حضرت کلینی کی روایت کو تو ملاحظہ فرمائیی وہ حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق رض سے روایت کرتے ہین انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ ــ عن الارغام ــ پس جب دین اسلام کی یہہ حالت ہی تو زبان کا قلب وجنان سے موافق ہونا مخالف شرع اور محرم قرار پایا اور زبان کا دل سی مخالف ہونا اصول دین سی ٹھہرا مگر یہہ کہ حضرت نے اس مین ابہی تقیہ فرمایا ہو لیکن غالباً حضرت بحکم کتاب مختوم بخواتیم الذہب مامور باظہار حق تہی اور حضرت کو تقیہ جائز نہ تہا - اور لیجی آپکے شیخ صدوق اپنے اعتقادیہ مین فرماتے ہین - ومن ترکھا (ای التقیۃ) قبل خروجنا فقد خرج عن دین اللہ ودین الائمۃ وخالف اللہ ورسولہ والائمۃ ــ عن کاشف اللثام - اس سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تاوقتیکہ ائمہ رض خروج وظہور نفرماوین کسی شخص کو اظہار اپنے معتقدات کا اور توافق قلب و زبان ہرگز جائز نہین بلکہ یہہ خداتعالے اور ائمہ رض کے دین سے خروج ہے کیونکہ وقت ظہور امام علیہ السلام تک زمانہ عذر نہ دار نہین اور اگر ایسا ہوتا تو حضرت ہی کیون چہپی بیٹہی رہتے اور کیون ظہور نفرماتے پہر معلوم نہین کہ ہمارے حضرت مخاطب نے خصوصاً اور تمام متکلمین شیعہ نے عموماً برخلاف فرمودہ ائمہ کے اپنی معتقدات کو کیون ظاہر فرمایا کیا وہ اس وعید سی مستثنی ہین اور اگر یہہ خیال ہو کہ یہہ حکم کم علم اور ناواقفون کے لیی ہی اور جو صنعت جدال ومناظرہ سے واقف اور اوسکو مشاق ہون تو وہ اس وعید سے خارج ہین تو ذرا حدیث شیخ ابن بابویہ کو جو کتاب التوحید ونفی التشبیہ والجبر مین روایت کی ہی ملاحظہ فرمائیی حدثنا محمد بن عیسی قال قرات کتاب علی بن بلال علی ابی علیہ السلام انہ روی عن ابائک علیہم السلام

ک انکم اسی دین پر ہو جو شخص اسکو چہپا دیگا اللہ تعالے اوسکو عزت دیگا اور جو شخص اسکو پہیلا دیگا اللہ تعالی اوسکو ذلیل کریگا ۱۲ منہ

ک جس شخص نے ہمارے ظہور سی پہلے تقیہ چہوڑ دیا وہ شخص بیشک اللہ کے دین سے اور ائمہ کے دین سے نکل گیا اور اللہ و رسول و ائمہ کا مخالف ہوا ۱۲

ک محمد بن عیسی کہتا ہی کہ مینے علی بن بلال کا خط امام علیہ السلام کیطرف بہیجا ہوا پڑہا اوس مین یہہ لکہا ہوا تہا کہ آپکے آباء علیہم السلام سے مروی ہی ۱۲

انهم نهوا عن الکلام فی الدین فتاول هولیٰك المتکلمون بانه انما نهی من لا یحسن ان یتکلم فیه فاما من یحسن ان یتکلم فیه فلم ینههم فهل ذلك کما تاولوا او لا فکتب علیه السلام المحسن وغیر المحسن لا یتکلم فیه فان اثمه اکبر من نفعه - عن کاشف اللثام اور ظاہر ہے کہ حقتعالے شانہ کلام مجید مین شراب و قمار کی نسبت ارشاد فرماتا ہے یَسۡـَٔلُونَكَ عَنِ الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ قُلۡ فِیهِمَاۤ إِثۡمࣱ كَبِیرࣱ وَمَنَـٰفِعُ لِلنَّاسِ وَإِثۡمُهُمَاۤ أَكۡبَرُ مِن نَّفۡعِهِمَاۗ تو حضرت امام نے بہی اپنی ارشاد مین درباب ممانعت کلام و گفتگو اس آیت کی طرف اشارہ فرماکر کلام فی الدین کو بمنزلہ شراب و قمار کی قفون اور نا و قفون کے لیئی برابر حرام قرار دیا - اگر اس بارہ مین چشم دید روایات مطلوب ہون تو سینئ علامہ مجلسی بحار الانوار کے جلد اول باب کتمان العلم مین جو بیشمار روایات لکہی ہین اونمین سے چند روایات تنشیطاً للناظرین عرض کرتا ہون - عن[3] عبد الله بن یحییٰ عن حریز بن عبد الله السجستانی عن معلے بن خنیس قال قال ابو عبد الله علیه السلام یا معلے اکتم امرنا و لا تذعه فانه من کتم امرنا و لم یذعه اعزه الله فی الدنیا و جعله نورا بین عینیه فی الآخرة

[1] کہ اونہون نے دین مین کلام گفتگو کی ممانعت فرمائی ہے سمین آپکو اون لاموں نے جو کلام گفتگو کرتے ہین یہہ تاویل کی ہے کہ یہہ ممانعت اون لوگونکی واسطی ہی جو بہ اچہی طرح مناظرہ نہین کرسکتی جو لوگ کہ مناظرہ کی مشاق ہین اور اچہی طرح گفتگو کرسکتی ہین اونکی لیئی ممانعت نہین ہے تو کیا یون ہی ہی جسطرح اونہون نے تاویل کی ہے حضرت علیہ السلام نے اسکی جواب مین لکہا خوب کلام کرنے والا اور خوب کلام نہ کرنیوالا کوئی دین مین کلام نہ کری کیونکہ اوسکی نفع سے اوسکا گناہ بڑا ہے [2] پوچہتی ہین تجہسے شراب اور جوئی کو تو کہہ اون مین بڑا گناہ ہے اور لوگون کے فائدے ہین اور اونکا گناہ اون کے فائدہ سے زیادہ ہے - [3] حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہی - کہ فرمایا آپنے اے معلے ہمارے معاملہ کو پوشیدہ رکہہ اور اوسکو آشکار مت کر پس جو شخص ہمارے امر کو چہپائے اور اوسکو پہیلائے نہین خداتعالے اوسکو دنیا مین عزت دیگا - اور اس کتمان امر کو نور بنا کر قیامت کے روز اوس کی پیشانی مین رکہے گا - ۱۲ -

یقوده[1] الی الجنة یا معلی من اذاع حدیثنا وامرنا ولم یکتمه اذله الله فی الدنیا ونزع
النور من عینیه فی الاخرة وجعله ظلمة یقوده الی النار یا معلی ان التقیة دینی ودین
ابائی ولا دین لمن لا تقیة له یا معلی ان الله یحب ان یعبد فی السر کما یحب ان یعبد
فی العلانیة یا معلی ان المذیع لامرنا کالجاحد به اور یہہ ہی معلی بن خنیس وہی ہیں حدیث باجود امام کے اس
ممانعت کے اظہار سے باز نہ آیا اور امام کی مخالفت کی یہانتک کہ مقتول ہوا قال ابو عبد الله علیه السلام اقرأ موالینا
السلام واعلمهم ان یجعلوا احادیثنا فی حصون حصینة وصدور فقیهة واحلام رزینة
والذی فلق الحبة وبرأ النسمة ما الشاتم لنا عرضا والناصب لنا حربا اشد مؤنة
من المذیع علینا حدیثنا عند من لا یحتمله — عن ابی عبد الله ع قال ما قتلنا من
اذاع حدیثنا خطاء ولکن قتلنا قتل عمد — عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد الله ع
ما لنا من تخبرنا بما یکون کما کان علی یخبر اصحابه فقال بلی والله ولکن هات حدیثا
واحدا حدثتکه فکتمته فقال ابو بصیر فوالله ما وجدت حدیثا واحدا کتمته
غرض ان روایات سے اظہار معتقدات زمانہ تقیہ تک صاف حرام معلوم ہوتا ہے پھر باوجود اسکی

---

[1] وہ نور اسکو جنت مین کھینچ لیجائیگا۔ اے معلی جو شخص ہماری حدیث اور ہمارا امر ظاہر کریگا اور اسکو مخفی نرکھے خدا تعالی اسکو دنیا مین خوار کریگا اور
قیامت کو اسکی پیشانی سے نور کو سلب لیگا اور اس فشای امر کو ظلمت بنادیگا جو اسکو دوزخ مین کھینچ لیجائیگی اے معلی تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا
دین ہے اور جس شخص مین تقیہ نہین وہ بے دین ہے اے معلی خدا تعالی کے نزدیک پوشیدہ عبادت ایسی ہی پسندیدہ ہے جیسا آشکارا اور پیش پرستش کرنی اے معلی ہمارا امر کا فاش کرنیوالا ایسا ہے
جیسا کہ اوسکا انکار کرنیوالا منہ ابو عبد اللہ حضرت جعفر صادق نے کہ ہمارے دوستونسے سلام کہو اور یہہ جتادو کہ وہ ہماری حدیث کو مستحکم قلعون مین اور فقیہہ سینون مین اور علمدینیا ور با وقار
عقلون مین جگہ دین قسم ہے اوس خدا کی جسنے دانہ کو پھاڑ کر شگوفہ نکالا اور خلقت کو پیدا کیا ہے کہ ہماری عزت مین بٹا لگانیوالا اور ہمارے ساتھ لڑائی برپا کرنے مین کوشش کرنیوالا شخص
آدمی سے زیادہ ہمکو تکلیف دینیوالا نہین ہے جو ہماری حدیث کو ایسے شخص پر ظاہر کرے جو اوسکا متحمل نہین ہوتا منقول ہے ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جس شخص نے
ہماری احادیث کو ظاہر کیا وہ اوس شخص کی طرح ہے جسنے ہمکو چوک کر قتل نہین کیا بلکہ اوسنے دیدہ دانستہ ہمارے گلے پر چھری پھیر دی ابو بصیر سے مروی ہے کہ کہتا ہے کہ مین نے ابو عبد اللہ سے عرض کیا
کہ کیونکر آنحضرت ہمسے ایسی کیا بات ہے کہ آپ ہمکو کیفیت حال کی خبر اوس طرح نہین دیتے جس طرح کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے دوستونکو خبر دیا کرتے تھے قسم کہا کر فرمایا کیون نہین
مگر بھلا ایک ایسی حدیث بیان کر دی جو مین نے تجھسے کہی ہو اور تو نے اسکو پوشیدہ رکھا ہو ابو بصیر کہتا ہے کہ قسم اللہ کی مجھ کو کوئی ایسی حدیث یاد نہین جسکو مین نے چھپایا ہو

حضرات شیعہ کے اکابر کا جو بزعم انکی خلص اصحاب ائمہ تہی یہہ حال ہی کہ امام کی نافرمانی کرین امام پر لعنت
کرہی پہر بہی اظہار سی باز نہ آوین اور ان ہی پر کیا منحصر ہی صحابہ مقبولین نے بہی تو امام بلافصل کے مشاہدے
مین اطاعت نہین فرمائی تہی تو یہہ کچہہ نئی بات نہین مگر تعجب تو یہہ ہی کہ باوجود ان روایات
کی یہہ حضرات یہہ روایتین بہی فرماتے ہین عن محمد بن جمہور القمی قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا ظہرت البدع فی امتی فلیظہر العالم علمہ فان لم
یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ - پہر آپ فرمائی کہ روایات مذہب کی سوسی زبان کا قلب وجنان کے ساتہہ
موافق ہونا اصل اصول دین ہی یا مخالف ہونا اور زبان کو دل کے ساتہہ موافق کرنے سی دین
اسلام سی خارج ہوتا ہی یا مخالف کرنے سی فاعتبروا یا اولی الابصار **قال الفاضل المجیب**
ثم قال - اما بعد اندنون ایک سوال محررہ مولوی فرزند حسین صاحب اثنا عشری متعلق بحث
امامت میری نظر سے گذرا اگرچہ پہلے اس مسئلہ مین ور اسکی متعلقات مین طرفین سی دفاتر سیاہ
ہوچکی ہین ورہنوز فیصلہ نہین ہوا اور نہ جتبک قائد توفیق راہ ہدایت کیطرف کشان کشان
لاوی اور عنایت خداوند تعالی شانہ دستگیری فرمائی تب تک فیصلہ ممکن ہی - اقول - مجہہ
جیسی ہیچمدان کی نسبت لفظ مولوی تحریر فرمانا محض تواضع وعنایت سامی ہی ممنون
ہوں واقع مین مین بیچارہ فارسی خوان ہون ہرگز مولویت کی لیاقت نہین رکہتا ہان یہہ ضرور ہی
کہ ابتدا سن تمیز سی مناظرہ مذہبی کا شوق رہا ہی اسیقدر طرفین کی کتابین دیکہی اور باتین سنی ہین
لفظ مولوی اپنی نام کے ساتہہ لکہا جانا ایک قسم کی ہنسی واستہزا سمجہتا ہون اسلیئی آئندہ معافی
کا خواہان ہون **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اگر آپ اپنی اس بیان مین
سچی ہین اور آپ محض فارسی خوان ہین اور عبارات عربیہ کو نہ سمجہہ سکتی ہین نہ ترجمہ کر سکتی ہین
تو ضرور ہی کہ آپ اپنی تحریرات کی مواقع اعتراض وجواب مین جو عبارتین اپنی یا خصم کی کتب عربیہ
سی نقل کرتے ہین جنکا سمجہنا بجز استعداد علوم عربیہ کی نہین ہوسکتا اون عبارات کی نقل
اور اون سی استدلال کرنے مین اپنی مذہبی بہائیون سے مدد لیتی ہونگی اور آپکی علماء کی

بدعات کو ظاہر نہ کرنیوالا عالم ملعون ہی

اعانت و امداد اوسمین آپکی شامل حال ہوگی چنانچہ اس قسم کی تحریرات حضرات شیعہ کی ہان بذریعہ
کمیٹی ہوا کرتے ہین - تو ایسی صورت مین میری مخاطب اور میری مجیب معترض آپ مع اوس
قوت اور تائید برادران ایمانی اور صد قادر روحانی کی ہونگی جو شامل حال سامی ہی علے ہذا جس
عنوان سی مین آپکو تعبیر کرون آپ اوس قوت کی ساتھہ ملکر معبر عنہ ہونگی تو اگر مینی لفظ مولوی
آپکی لیئی اطلاق کیا تو خلاف واقع ادعا نہین کیا کیونکہ میری مخاطب محض آپ ہی نہین ہین
بلکہ آپ مع تقویت و تائید کے ہین اور اوسکی انضمام کے ساتھہ بیشک آپ مولوی ہین تو مجموعہ
پر لفظ مولوی حمل کیا گیا ہی - اور اگرچہ یہہ تقویت و تائید عوارض خارجیہ سے ہے لیکن چونکہ
بمنزلہ لوازم غیر منفک عن الذات ہی سلیئی اسکو وصف ذاتی سمجھہ لیجیئی پس اسکو محض تواضع
اور عنایت پر محمول فرمانا محض تواضع و عنایت ہی ممنون ہون - قولہ ہدایت کی لیئی
توفیق ایزدی درکار ہی مگر جس فرقہ سے یہہ توفیق یہانتک سلب ہوگئی ہو کہ فریق ثانی کی کتابونکا
دیکھنا اونسی ملنا امور متنازعہ فیہا مین گفتگو کرنا خصوصا مشاجرات صحابہ مین گناہ سمجھتی ہون
اور ان باتونکو اپنی مذہب کا مخل جانتی ہون عالم اسباب مین اوس فرقہ کی ہدایت کی کیا امید ہی
اقول اس تقریر سی معلوم ہوا کہ آپکو توفیق کے معنی سے بھی ناآشنائی ہے - جناب من توفیق کے
معنی توجیہ الاسباب نحو مطلوب الخیر ہین اور ظاہر ہی کہ اسمین مطلوب خیریت کی ساتھہ
مقید ہی جو یہان مفقود ہی مطلوب شر کی توجیہ اسباب کو کوئی ناواقف ہی توفیق نہ کہیگا
اور اگر خیر مزعومی مراد ہوا اور مطلقا ہر ایک فریق کی کتابین دیکھنا اونسی ملنا امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرنی اور اوسکو ثواب سمجھنا توفیق ہو تو پھر خوارج کو بھی جو کہ اپنی کتابونمین اہلبیت
نبوت کو سب و شتم کرتے ہین اور سواد الوجہ فی الدارین کماتے ہین جیسا کہ حضرات شیعہ
نی بھی بہ نسبت کبار صحابہ کی یہہ ہی وتیرہ اختیار کر رکھا ہی شردہ ہو کہ حضرات شیعہ
کہہ سکتی ہین کہ جس فرقہ سے یہہ توفیق یہان تک سلب ہوگئی ہو الخ تو اس صورتمین
آپکی ہی اقرار سے آپسی اور تمام شیعہ سی توفیق سلب ہوئی اور کوئی متدین خیال کرینا

کرسکتا کہ خوارج کی کتابونکا دیکہنا جنمین معاذ اللہ اہلبیت اطہار کے دشمنون کی توہین و تذلیل ہو مستحب و موجب ثواب ہے اگر ہماری محبیب بروئی اپنی مذہب کے واقعی ایسا ہی اعتقاد رکہتی ہون تو ہمین بہی مطلع فرمائین۔ علی ہذا القیاس یہود و نصاری و مجوس و بت پرست وغیرہ سب کا بمقابلہ حضرات شیعہ کے اپنی اون کتابونکی نسبت جنمین حق تعالی شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کلمات سقط و ناسزا لکہی ہین یہہ ہی ترانہ ہوگا پہر جو کچہہ اسکا جواب حضرات شیعہ خوارج وغیرہ کو دیوین وہی ہماری طرف سے بہی قبول فرمائین اور اصل یہہ ہی کہ جس فریق کے نزدیک فریق ثانی کے پیشواؤن کو برا کہنا جزو مذہب ہو اور اوسکو عبادت اعتقاد کرتے ہون بلکہ اپنی پیشواؤنکو برا کہنے سے پاک نہو اور اونکی کتابین اس قسم کی مضامین سے مملو ہون اور اونکی بانین ایسی کلمات کی خوگرفتہ ہون تو بیشک فریق ثانی ایسی لوگونکی ملنی اور اونکی کتابونکے دیکہنے سے کارہ ہوگا اور حرام سمجہیگا کیونکہ منجر بحرام ہی علاوہ ازین قاعدہ ہی کہ جب حق منقح و محقق ہوجاتا ہی تو مخالفین کی کتابین دیکہنی اور ایسی ملنا اور امور متنازعہ فیہا مین گفتگو کرنے سے بے سود تضیع اوقات بلکہ کسیقدر خطرناک ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک امر کی تحسان کی ادراک سے عقول قاصر ہین چنانچہ حق تعالی شانہ نے وَمَا أُوتِيتُم مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا فرماکر اسپر تنبیہ فرمایا اور جابجا کلام مجید مین مخالفین کے ساتہہ اختلاط اور اونکی دوستی اور موالات کی ممانعت فرمائی۔ اور جب اہلسنت اپنی مذہب کو منقح و محقق کر چکے اور موافق کتاب و سنت پا چکی تو اونکو کچہہ ضرورت باقی نہین رہی کہ بنظر تحقیق حق شیعہ و خوارج سے ملین اور اونکی کتابین دیکہین اور اپنی بزرگونکا سب و دشنام سنین اور دیکہین۔ ہان گاہی بنظر حمایت اسلام و تبکیتًا لالد الخصام بغرض الزام کتب مخالفین دیکہتی ہین اور امور متنازعہ فیہا مین گفتگو کرتے ہین اور اوسکو کوئی حرام نہین کہتا البتہ ہمین اگر کچہہ فرمائین تو اہل ورع و تقوی فرمائین سو وہ خارج از قانون مبحث ہی۔ لیکن طلب توفیق اوس فرقہ سے دیکہنا چاہیی کہ کہان تک اور کس درجہ تک ہی کہ جو تمام عمر کتب اہل حق دیکہتی ہین کتاب اللہ پڑہتی ہین اور ہدایت اونکی نصیب نہین ہوتی اور صراط مستقیم سے منحرف ہین خدا تعالی شانہ کے لیے

جسم و صورت ثابت کرتے ہین کہو کلا اور شہوس تبلاتی ہین کتاب اللہ کو محرف کہتی ہین انبیاء
کی حق مین ناسزا کہتی ہین ائمہ کو انبیاء سے افضل کہتی ہین - الی غیر ذلک من المزعومات - اب
اس سے اندازہ کرلینا چاہیی کہ سلب توفیق زیادہ کس پر ہے اور معاند حق کون ہی **قولہ**
شاید یہہ ہی سبب ہی کہ حضرت نے قائد توفیق کے ساتھہ لفظ کشان کشان جو مستلزم جبر ہی
زیادہ کیا ہی - **اقول** اگر یہہ ہی فہم شریف کا حال ہی تو بسطرح کلام اللہ کی بہت اسے
آیتین موہم جبر ہین جو ہدایت و ضلالت کے بارہ مین وارد ہوئی ہین وہان بھی آپ شاید
جبر ہی سمجھتی ہونگی - خداوند تعالے پر لطف واجب کر کے اوسکو اپنی عقول سی مجبور کرنا مستلزم
جبر ہی کہ نہین - ان سب کے علاوہ حدیث الطینہ کو بھی ملاحظہ فرمالیجیی اوسمین صریح ہی
کہ حسنات مخالفین کی شیعیان پاک کے بمقتضای طین حوالہ ہونگی اور سیئات شیعان پاک کی مخالفین کے
سر ڈالی جائنگی یہہ اسر جبر اور خلاف لطف مزعوم ہی - اچھا یہہ بھی سہی ہم ایک روایت
مجالس المومنین سے پیشکش کرتے ہین جسکو قاضی نور اللہ صاحب شوستری نے امام
جعفر رضی اللہ عنہ سے امام غزالی کی بیان مین نقل کیا ہی اوسکو ملاحظہ فرمائین اور انصاف
سی فرمائین کہ مستلزم جبر ہی یا نہین الفاظ روایت یہہ ہین العلم النافع لیس بکسب
ولا جد بل ہو نور یقذفہ اللہ فی قلوب اولیائہ اذا اراد بہم خیرا - پہر اگر اسمین کوئی
تاویل کر کے اسکو جبر سے خارج کرین تو بندہ کی طرف سی بہی وہی قبول کرین **قال الفاضل
المجیب** سقولہ - لیکن جناب سائل نے اپنی اسلاف سی بڑہکر قدم رکہا ہی اور اپنی
سابقین سے سبقت کا قصد کیا ہی **اقول** - تعجب ہی کہ شروع کلام مین یہہ دراز نفسی
ایسی الفاظ اور اونکی جواب ترکی بہ ترکی لکھنی کو ہم تہذیب کے خلاف سمجھتی ہین اور بجز سکوت
کچہہ جواب نہین دیتی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** - تعجب ہی کہ آپکو یہہ الفاظ اتنے بری لگی
اور آپنی انکو اسقدر مکروہ اور مستقبح و خلاف تہذیب سمجھا اور اونکی لکھنی کو دراز نفسی سی تعبیر
فرمایا - باوجودیکہ آپ کی سعی و کوشش اپنی مذہب کے اذاعت و ترویج مین اپنے بہت

متقدمین سے بڑھکر ہے تو اگر اس وجہ سے آپکو فخر سابقین کہدیا گیا یا قصد تقدم و سبقت علی المتقدین آپکی طرف نسبت کیا گیا تو کیا گناہ ہوا حضرات شیعہ تو اس سے بڑھکر الفاظ اپنی علما کی شان مین لکھتے ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ ہرگز آپ اونکو دراز نفسی و بد تہذیبی کے ساتھ تعبیر نہین فرماینگے حالانکہ ایسی کلمات مستلزم توہین امامت و ائمہ رضا ہین اور اگر اونمین تاویل کرکے ظاہر سے نہ پہیرا جاوے اور مجازی معنی نہ لیے جاوین تو انشاء اللہ آپ ہی اوپر کفر کا فتوی دیوین۔ فہرست علماء مصنفین شیعہ مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی لکہا ہی ومنہم الشیخ امام الشیعۃ معین الدین مسعود بن علے البیہقے صاحب کتاب سلوۃ الشیعہ وفیہ الادلۃ علی تحقیق ایمان ابی طالب اب آپ غور فرمالیجیے کہ اس شخص کو امام کی لفظ سے تعبیر کیا ہی اور آپ جانتی ہین کہ غیر امام کو امام کہنا شیعہ کی نزدیک ایسا ہی برا ہی جیسا غیر خدا کو خدا کہنا اور غیر رسول ص کو رسول کہنا تو معلوم نہین اس قسم کی کلمات کو جو عموماً علما کی نسبت کتب شیعہ مین بلانکیر پائی جاتے ہین ہماری حضرت مخاطب کسقدر سنکر اور مستقبح سمجھتی ہونگی اور اونکی قائلین کو کس درجہ دراز نفسی اور بد تہذیبی سے مطعون فرماتی ہونگی۔ حالانکہ جو کچھہ مینے عرض کیا ہی وہ ان کلمات کا عشر عشیر بھی نہین۔ باقی رہا یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ ایسی الفاظ اور اونکی ترکی تبرکی جواب کو خلاف تہذیب سمجھتی ہین اور بجز سکوت کچھہ جواب نہین دیتی۔ بمعاینہ آپکی اس تحریر کی حیرت و تعجب انگیز ہی۔ کیونکہ آپنے اسی تحریر مین باوجود ادعا تہذیب کی کوئی دقیقہ دقائق خلاف تہذیبی کا اوٹھا نہین رکہا فحش گالیون تک دریغ نہین فرمایا۔ چنانچہ آیندہ جسجگہ ایسی کلمات آپ لکھینگے اوسجگہ اشارہ کیا جائیگا پہر معلوم نہین آپنے تہذیب کس چیز کا نام رکہہ لیا ہی۔ مگر شاید آپکی نزدیک گالیان خلاف تہذیب نہون اور یہہ کلمات خلاف تہذیب ہون

ان مجموعہ علما مصنفین شیعہ کی شیخ امام الشیعہ معین الدین مسعود بن علے بیہقی مصنف کتاب سلوۃ الشیعہ بھی جسمین قائل ثبوت ایمان ابی طالب کے ہین ۔ ۱۲

پہر با این ہمہ اگر ان کلمات کو آپ اسوجہ سی کہ خاص میری قلم سے نکلی ہین مکروہ او خلاف
تہذیب خیال فرماتے ہین تو لیجئی مین معافی مانگتا ہون اور ممنون ہون کہ اسکی جواب
مین آپنے سکوت فرمایا کیونکہ اس فن مین مجھسی آپکے ساتہہ برابری نہو سکیگی **قال
الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ وہ یہہ ہی کہ اپنی مسلمہ شرایط امامت کی تحریر فرماکر اونکی
نسبت دعوی فرمایا ہی کہ یہہ شرایط دلائل عقلیہ ونقلیہ سی ثابت ہین اسکی بعد لکہا ہی کہ جو
صاحب جواب تحریر فرماوین اونکو چاہیی کہ اگر ہماری شرایط کو رد فرماوین تو محض لانسلم
کہکر نہ ٹالدین بلکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ رد فرماوین۔ اقول۔ اسلاف سی بڑہکر قدم
رکہنی اور سابقین سے سبقت کا قصد کرنیکا جو یہہ سبب تحریر فرمایا ہی سمجہہ مین
نہین آتا کیا حضرت مجیب ان شرایط ثلثہ کو میرا ہی ایجاد سمجہتی ہین اگر انکا یہہ خیال
ہی تو تحفہ کی باب ہفتم کو ملاحظہ فرماوین کہ صاحب تحفہ تحریر فرماتے ہین کہ یہہ شرائط
امامیہ نے اسلیئی امامت مین لگائی ہین کہ خلافت خلفاء ثلثہ کو عین دعوی مین
برہم کرین۔ کل علماء شیعہ کثرہم اللہ فے البریہ یہہ ہی شرایط لکہتی آتے ہین۔
یا اسلیئی کہ مینی اونکو مدلل بدلائل عقلیہ ونقلیہ لکہا ہی۔ یہہ ہی کتب امامت مین
مشرح ومفصل موجود ہے۔ یا یہہ کہ دلائل نہین لکہی سو داب تحریر یہہ ہی ہی کہ اپنی دعوی
کو تو سردست اوسکی دلائل نہ لکہین مدلل بدلائل لکہتے ہین۔ چنانچہ حضرت مجیب نے
ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وخلفاء ثلثہ کی تمام امت سی افضلیت کے دعوے مین تحریر فرمایا ہی
کہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سے پر ہی اور اقوال عترت بیشمار انکی مدائح مین وارد ہین حالانکہ
ایک آیت قرآنی اور ایک قول عترت بہی نقل نہین فرمایا مین حیران ہون کہ حضرت مجیب نے
جو سبب میری سبقت وغیرہ کا لکہا ہی میری سمجہہ مین نہین آتا **یقول العبد
الفقیر** اے **مولاہ** مین آپکی ادعائی انصاف اور مہارت فن مناظرہ پر کہ ابتداء
سن تمیز سے اسی مین منہمک رہی نہایت متاسف ہون کہ خصم کا کلام بجمیع

محتملات نہین سمجھہ سکتی یا یہہ کہ سمجھتی ہین لیکن صرف بغرض ایراد اعتراض کلام کی اوس محتمل سے اغماض فرماتی ہین جسپر بنا مراد قائم ہی۔ پس اگر اسیکا نام انصاف اور مناظرہ دانی ہی تو دیکھیے نا انصافی کیسی کچھہ ہوگی۔ مین پوچھتا ہون کہ اسلاف سے بڑہکر قدم رکھنی اور سابقین سے سبقت کا قصد کرنے کے جو جنابنے کلام مین سے تین احتمال پیدا فرمائی ہین کیا بجز اون احتمال سہ گانہ کے اور کوئی احتمال اوس کلام مین پیدا نہین ہو سکتا۔ کیا کوئی دلیل حصر عقلے یا استقرائی جنابنے اوس پر قائم فرمائی ہے ظاہرا تو یہہ آپکا محض زبانی دعوی ہی۔ نفس الحقیقت دیکھیے تو یہہ تینون احتمال غلط ہین اور مدار تقدم وسبقت اس پر ہی کہ جنابنے اول تحریر فرمایا کہ یہہ مدعا بدلائل عقلیہ ونقلیہ ثابت ہے اور بعد اوسکی لکھا کہ جو صاحب جواب تحریر فرماوین تو محض لانسلم کہکر نہ ٹال دین۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ بزعم جناب یہہ شرائط اس درجہ ثابت و متحقق ہین کہ ان پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا اور خصم کو بجز لانسلم کے اور کچھہ بن نہین آتا گویا اہلسنت آجتک بجواب شرائط لانسلم کرتے چلے آئی ہین حالانکہ اسقدر وسیع مسئلہ مین کہ جس مین مجال کلام کو بہت وسعت اور گنجایش ہی بلکہ اگر انصاف سے دیکھیے تو علماء شیعہ اس مسئلہ مین محض محتملات بعیدا ز لفظ اور دور از عقل سے ہمیشہ استدلال کرتے ہین اور بجز دعوی کفر و ارتداد کبار صحابہ مہاجرین و انصار و ازواج مطہرات رسول کردگار امہات المومنین کے اور کوئی مساغ نہین پاتے۔ تو ایسی مسئلہ کی نسبت اتنا بڑا کلمہ کہنا بہت بڑی تقدم وعزم سبقت کو مقتضی ہے۔ جو بہت سی اکابر شیعہ سی صادر نہین ہوا۔ پس حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ مین حیران ہون کہ حضرت مجیبنے جو سبب میری سبقت وغیرہ کا لکھا ہی میری سمجھہ مین نہین آتا البتہ قابل افسوس ہی۔ اور یہہ جو ارشاد ہے کہ رد ۔ تحریر یہہ ہی کہ اپنے دعوی کو گو درست اوسکی دلائل نہ لکھین۔ لیکن مدلل بدلائل لکھنی ہین الخ۔ یہہ اور بہی طرفہ تماشا ہی کیون حضرت یہہ کہان کا داب تحریر ہے کہ خصم

دعوی پیش کرین اور اوسکی دلائل ذکر نہ فرمائین کوئی شخص مناظرہ مین بمقابلہ خصم دعوی کو ذکر کرکے دلائل کو برات عاشقان برشاخ آہو نہین بنا سکتا۔ حالانکہ وہ یہہ بہی جانتا ہو کہ خصم اس دعوی کو تسلیم نہین کرتا۔ کیونکہ خود جناب کے نزدیک بہی مسلم ہی کہ دعوی بلا دلیل نامسموع ہی تو معلوم نہین کہ یہہ داب تحریر کس قاعدہ پر مبنی ہی رہا یہہ جو بطور تشبیہ بیان فرماتے مین "چنانچہ حضرت مجیب نے خلفا ثلثہ کی افضلیت کی دعوی مین" الخ۔ اور بندہ کو بہی اپنی خطا مین شریک کرتے ہین یہہ اوس سے بہی زیادہ عجیب و غریب ہی بلکہ حضرت کے مناظرہ دانی کی نہایت قوی دلیل ہے اس سی اہل فہم صاف سمجہہ سکتی ہین کہ آپکو مدعی اور حاکی دعوی مین امتیاز و تفرقہ نہین ہے۔ اگرچہ مین کیا بلکہ ہر ایک شخص اہلسنت مین سی افضلیت خلفاء رضی اللہ عنہم کا معتقد اور مدعی ہے لیکن اس عبارت مین جسکو جنابنے نقل فرمایا ہی میری طرف دعوی کو نسبت کرنا سراسر غلط ہی کیونکہ سیاق کلام بصراحت دال ہی کہ یہہ عبارت حکایت دعوی ہی بلکہ معتقد اہلسنت کو مثبتی ہی نہ یہہ کہ متکلم کے مدعی ہونے کو مثبت ہی پس حاکی دعوی کو مدعی کہنا آپ ہی جیسی مناظرہ دان کا کام ہی تو اسلئی بندہ کو عدم سوق دلائل مضر نہین حضرت نے بہی اگرچہ ابتدا مین اختلاف نقل کیا ہی جس سی شاید آپکو بہی یہہ شبہ پیدا ہو کہ ہم بہی مدعی نہین اور حاکی دعوی ہین اور بندہ نے جو آپکو مدعی قرار دیا ہی اوسکو غلط اور خلاف مناظرہ سمجہین لیکن اسقدر اور بہی خیال فرمائین کہ آپنے آخر تحریر مین یہہ فقرہ تحریر فرمایا ہی (جو صاحب جواب تحریر فرماوین وہ ہماری شرائط کو بدلائل رد فرماوین الخ) جس سی صاف ثابت ہی کہ آپکی غرض محض نقل و حکایت مذہب نہ تہی بلکہ آپکو دعوے معتقد تہا اسلئی آپکو مدعی قرار دیا گیا جسکو جنابنے بلا رد و انکار تسلیم کرلیا۔ پس اگر آپ تامل فرماوینگے تو سمجہہ جاوینگے کہ مین اس خطا مین آپکا شریک نہین ہوسکتا۔ قولہ معہذا یہہ شرائط ایسی متحقق و ثابت ہین کہ حضرت مجیب نے باوجود سخت انکار زبانی کے دو شرطین تو تسلیم فرمالین افضلیت خلفا ثلثہ کا تصریحًا اقرار ہی اور نص کی بابت تحریر فرماتے ہین کہ (یہہ دعوے

کہ اہل سنت اس باب مین نص کے قائل نہین علے الاطلاق صحیح نہین) اس سے بڑہکر ہماری شرائط کی مدلل ہونیکا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہی - اقول - کہان ہین اہل علم و فہم و انصاف جو ہمارے فاضل محجب کے انصاف و مناظرہ دانے کو ملاحظہ فرماوین او حضرت کی شرائط ثلثہ کا ایسا کامل ثبوت جس سے زیادہ کوئی ثبوت نہین ہو سکتا بنظر تامل دیکہین اور اس مدلل ثبوت کی کیفیت سنین - اگر حضرات کی پاس اس سے بڑہکر شرائط ثلثہ کے اثبات کے لیئے اور کوئی حجت نہین تو اس سے یقین کر لینا چاہیے کہ حضرات کی پاس شرائط ثلثہ کا کچہہ ثبوت نہین ہے جناب میر صاحب مین نے اگر خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا تصریحاً اعتراف کیا تو اس سے بموجب کس قاعدہ مناظرہ کی خلافت کی لیئے اشتراط افضلیت لازم آیا اور اگر مینے یہہ لکہا کہ یہہ دعوی کہ اہل سنت اس بات مین نص کے قائل نہین علے الاطلاق صحیح نہین تو یہہ کیونکر مستلزم اشتراط نص کو ہوا خدا کے لیئے ذرا تو سوچیے اور کچہہ تو انصاف فرمائیے کیا وجود شی اور اشتراط شی متحد ہین حاشا کہ باہم اتحاد ہو کیونکہ بدیہی ہی کہ اشتراط شی جو بعض اعتبارات سے موقوف علیہ ہوتا ہی نفس وجود شی سے ایک وصف زائد ہی اور اسپر وہ متفرع ہی جیسا کہ اور اوصاف بہی متفرع علی الوجود ہین اور وجود خواہ عین ذات قرار دیا جاوے یا زائد علی الذات سمجہا جاوے ہر طرح مغایر اشتراط ہی اسلیئے کہ اتحاد ذات مع الوصف محال ہی اور اتحاد وصفین متغائرین بہی ممتنع - یا یہہ کہ وجود شی مستلزم اشتراط کو ہی اور یہہ بہی بداہتہً غلط ہی کیونکہ علاقہ لزوم باہمی منتفی ہی ورنہ لازم آویگی کہ تمام صفات موجودہ فی فرد واحد کا اشتراط مسلم ہو حالانکہ یہہ صراحتہً باطل ہے اسلیئے کہ مستلزم بطلان تعدد ائمہ بلکہ انبیاء کو ہی فی وقت اوقات مختلفہ کیونکہ ظاہر ہی کہ تمام صفات موجودہ فی شخص قطعاً یقیناً دوسری شخص مین نہین موجود ہونگی ورنہ لازم آویگی کہ دونون متحد ہو جائین - پس جبکہ اتحاد اور استلزام دونو باطل ہونگی تو اشتراط کہان رہا پس آپ دیدہ بصیرت و انصاف کہولکر ملاحظہ فرمائین اور تامل کرین کہ یہہ جو تحریر فرمایا ہی کہ

اعتراف افضلیت خلفاء مستلزم اشتراط افضلیت نہین

کہ اس سی بڑہکر ہماری شرائط کے مدلل ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہی اس سی صاف ثابت
ہوتا ہی کہ آپکو اعتراف ہی کہ آپکی پاس شرائط ثلثہ کے ثبوت کی لئی کوئی دلیل نہین ہی پس
جبکہ آپکو شرائط کے بلا دلیل ہونے کا اعتراف ہی۔ تو ہمکو اونکی تردید کی کیا ضرورت ہے۔ اور آپکا
اونکی تردید مین دلائل کا مطالبہ سراسر بیجا۔ **قال الفاضل المجیب** قولہ پیشتر علماء
شیعہ کا یہہ وتیرہ رہا ہی کہ ہمیشہ اعتراض کیا کیئی۔ اقول - تین چار سطر پہلی حضرت
تحریر فرما چکی ہین کہ اس مسئلہ - اور اسکی متعلقات مین طرفین سے دفتر سیاہ ہو چکی ہین
اگر علما شیعہ ہمیشہ اعتراض کیا کیی تو یہہ دفاتر کس نے سیاہ کیے۔ کیا محض اہل سنت ہی دفاتر
سیاہ کیا کیی اگر یہہ ہی تو پہر طرفین کی قید زائد محض ہے اور یہہ بہی سمجھہ مین نہین آتا کہ تا وقتیکہ ایک
فریق کچہہ نہ لکہی دوسرا مخالف فریق خود بخود دفاتر سیاہ کیا کری اہی ہی کلام مین یہہ تناقض ہے جب اصلی بحث
شروع ہوگی تو دیکہی کیا ہوگا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اسجگہ ہماری حضرت میر صاحب نے ہماری کلام
مین وقوع تناقض کا دعوی فرمایا۔ اہل دانش و انصاف اس کے ملاحظہ کی بہی تکلیف فرمائین اور ہماری
حضرت المجیب کو اونکی اعتراض کے داد دین اور واہ واہ آفرین احسنت کا شور عرش بریں تک
پونہچائین۔ میر صاحب مین تو آپکی مناظرہ دانی کا قائل ہوگیا جو حضرت فرمائین وہ بجا اور درست ہے
جناب میر صاحب کو عبارت فہمی کا نہایت ہی ملکہ ہی۔ بندہ کی عبارت یہہ ہی۔ "پیشتر علما
شیعہ کا یہہ وتیرہ رہا ہے کہ ہمیشہ اعتراض کیا کیی اور جب کبہی خدانخواستہ جواب دہی کا
موقع آپڑا تو شتر گربہ لانے لگے اور ایسی تقریرین فرمانے لگی جو مضحکہ اطفال ہون"۔ اس اردو
عبارت مین ہماری فاضل مجیب نے غالباً لفظ اعتراض کو جو بمعنی باب افتعال سے لکہا تہا
اعراض باب افعال ہی سمجہا اور وقوع تناقض کے ہماری کلام مین مدعی ہوئی یعنی مانا کہ ہماری تحریر
مین تا نقطہ رت تاء افتعال کے سہواً رہ گئی ہونگی۔ لیکن سیاق عبارت کیا چلا کر نہین
کہہ رہا ہی کہ اسجگہ اعراض کے کچہہ معنی نہین ہے۔ اور یہان لفظ اعتراض ہی مناسب ہے
کیونکہ دو امر متقابل ذکر کیئے گئے ہین اول اعتراض دوسرا موقع جواب

وہی ظاہر ہی کہ اعتراض وجواب باہم متقابل ہین اور لفظ موقع جواب خود مقتضی سبقت
اعتراض کو ہی۔ تو اس سے صاف سمجہہ مین آسکتا ہی کہ پہلی جو لکہا گیا تہا وہ لفظ اعتراض باب
افتعال سے تہا نہ اعراض باب افعال سے تعجب ہے کہ آدمی بے سوچی سمجہے اتنا بڑا اعتراض
کردے اور سیاق وسباق عبارت مین تامل نہ فرماوے جب اردو عبارت سمجہنے
مین یہہ حال ہے تو اور عبارات کیا خاک سمجہہ سکتی ہین۔ پہر اس فہم پر فرماتے
ہین کہ ہمنے مذہب کی حقیقت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرلیا ہے۔ مگر شاید آپ یہہ
عذر فرماوین کہ مین ایک ایک جملہ لیکر تردید کرتا تہا اور جب مضمون جملہ سابقہ کا تمام ہوکر
حافظہ سے نکل گیا اوسوقت دوسری جملہ کی نوبت آئی۔ لیکن جبکہ ابہی سے انصاف
وتحقیق حق اور مناظرہ دانی کا یہہ حال ہے تو جب اصلی
بحث شروع ہوگی تو اوسوقت دیکہئے کیا ہوگا۔ قولہ۔ تعجب ہے
کہ اعتراض کی نسبت ہماری طرف کیجاتے ہے۔ حالانکہ
معاملہ برعکس ہے اس باب مین سکوت اہل سنت کا مذہب ہی نہ ہمارا۔ اقول۔ یہہ دعوی غلط ہی
مین نے ہرگز آپ کی علما کی طرف اعراض وسکوت کی نسبت نہین کی۔ آپ بندہ کی عبارت
نظر تامل سے مکرر ملاحظہ فرماوین۔ گستاخی معاف ہینی اوس تحریر مین آپکی علماء کی نسبت یہہ
عرض کیا ہی کہ حضرات موقع جواب دہی مین تقریرات لغو اور لاطائل فرماتے ہین جسکا
منشا نفسانیت وابطال حق ہے یا قلت استعداد اور قصور ملکہ اور اوسکو اعراض کے ساتہہ
تعبیر فرمانا صحیح نہین ہے۔ کہان اعراض کہان تقریرات سقیمہ۔ ہان آپنے اعراض اور
سکوت کو اہل سنت کی طرف نسبت کیا یہہ صحیح ہی بیشک علما اہل سنت اعراض سکوت
ایسی مواقع مین اختیار فرماتے ہین جبکہ دیکہہ لیتی ہین کہ خصم پر حجت تمام ہوگئی اور حق
منکشف ہوگیا اور خصم حق سے دست بردار ہوکر برسر جدال ومکابرہ آگیا یا یہہ کہ
کہ ابتدا مین عنوان مباحثہ سے معلوم کرلیا کہ خصم مخاطب صحیح اور قابل خطاب ہی نہین

تو ایسی مواقع مین علماء اہل سنت بمقتضاء ع آنیست جوابش کہ جوابش ندہی اور بحکم
واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ - اعراض وسکوت فرماتے ہین اور یہہ اعراض وسکوت
محمود وپسندیدہ ہی اور ہر چیز اپنے موقع پر پسندیدہ ہوتی ہے **بیت** دو چیز
تیرۂ عقلاست دم فروبستن + بوقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی + اور حاشا
کہ سکوت واعراض علماء شیعہ کی نسبت خیال کرتا ہون - بھلا شیعہ جنکی صرف
زبانی دعوی اطاعت ائمہ رضا کی ہین - ائمہ کی کیونکر اطاعت فرماتے اور ائمہ نے
جسکو حرام اور موجب لعنت فرمایا ہے اوس سے کیونکر احتراز کرتے - لیکن اس تقریر سے
پایا جاتا ہی کہ مطلقاً آپکے نزدیک اعراض وسکوت علامت عجز وتسلیم ہی کہ اوس سے
تبری وتحاشی فرماتے ہین تو علاوہ اسکی کہ وجوب سکوت وحرمت کلام وگفتگو
آپکی روایات سے واضح ہوچکی ہی حضرات ائمہ رضا مین بہی جنہون نے بمقابلہ اعداء
سکوت فرمایا یا علما امامیہ مین سے جنہون نے مخالفین کے جواب نہین دیی تو حسب
قاعدہ مسلمہ جناب مستلزم عجز وتسلیم حضرات ہی علاوہ ازین بیچاری متاخرین متکلمین
شیعہ تو کس شمار مین ہین آپ کی وہ امام المتکلمین جو بزعم آپکی علماء متقدمین کی
کلام مین اسقدر ید طولی رکہتی تہی جو تمام اہل مذاہب پر غالب آئی اور خلق اللہ مین سے
کسیکو تاب وطاقت نہ تہی کہ اونسی کلام کرسکی اور اون پر ازراہ حجت غالب ہوسکی
وہ آپکی فخر الاولین والآخرین بشہادت امام معصوم کلام مین ایسی عاجز تہی کہ اونکو ایک
طفل مکتب ساکت وملزم کرسکتا تہا - پس آپ کا اور آپکی دوسرے مذہبی بہائیون کا
کلام پر فخر کرنا اور اپنی آپکو یہہ سمجہنا کہ ہمکو کوئی فرد بشر جواب ہی نہین دیسکتا
سراسر بیجا اور خرافات اور تکذیب امام ہی - لیجیی روایت سنیی آپکی علامہ باقر
مجلسی جلد اول بحار مین نقل فرماتے ہین - قال السید ابن طاوس فی کشف المحجة

---

۱ سید ابن طاوس نے کشف المحجہ مین عبد اللہ بن سنان سے روایت کی ہے ۱۲

عن عبد اللہ بن سنان قال اردت الدخول علی ابی عبد اللہ ع فقال لی مومن الطاق استاذن لی علی ابی عبد اللہ ع فقلت لہ نعم فدخلت علیہ فاعلمتہ مکانہ فقال لا تاذن لہ علی فقلت جعلت فداک انقطاعہ الیکم وولائہ لکم وجدالہ فیکم ولا یقدر احد من خلق اللہ ان یخصمہ فقال بلی یخصمہ صبی من صبیان الکتاب فقلت جعلت فداک ہو اجدل من ذلک وقد خاصم جمیع اہل الادیان فخصمہم فکیف یخصمہ غلام من الغلمان وصبی من الصبیان فقال یقول لہ الصبی اخبرنی عن امامک امرک ان تخاصم فلا یقدر ان یکذب علی فیقول لا فیقول لہ فانت تخاصم الناس من غیر ان یامرک امامک فانت عاص لہ فیخصمہ یا ابن سنان لا تاذن لہ فان الکلام والخصومات تفسد النیۃ وتمحق الدین۔ پس جب آپکی مومن الطاق کا شہادت امام یہہ حال ہے تو دوسرون کا حال کو اوسی پر قیاس کر کے اپنی دعوی کی تصدیق یا تکذیب بمقتضاء اپنی دین و دیانت و انصاف کے فرمالین ہماری عرض کرنیکی کچہہ حاجت نہین رہے **قولہ** مین اپنا تجربہ عرض کرتا ہون کہ اسوقت تک دو قسم کے اہل سنت سے گفتگو کا اتفاق ہوا ایک وہ کہ جن سے رابطہ تعارف و آشنائی ہے اگر ایسی حضرات سے کبھی گفتگو ہوئی تو سوائی منسی

سے کہ مین نے ابو عبد اللہ کی خدمتمین حاضر ہونیکا ارادہ کیا۔ تو مومن الطاق نے مجھسی کہا کہ ابو عبد اللہ سے میری واسطی بھی اجازت (حضور خدمت کی) لے لیجیو۔ مین نے اوس سے کہا بہت اچہا۔ پس جب مین خدمت مبارک مین حاضر ہوا تو مین نے آپکی خدمتمین عرض کیا کہ مومن الطاق بھی باہر موجود ہین اور اوسکو مجہہ تک انکی اجازت مت دو مین نے عرض کیا میری جان آپ پر فدا ہو وہ تو سب کو چھوڑ چہاڑ کے آپ ہی کا ہو رہا ہے اور اوسکا تولا آپ ہی کے ساتھہ ہی اور اوسکا لڑنا جھگڑنا آپ ہی کی خاطر ہی اور بندگان خدا مین سے کسیکی مجال نہین ہی جو اس سے لڑ سکی فرمایا چلو ان ؟ اوس پر تو ایک طفل مکتب بہی غالب آسکتا ہی مین نے عرض کیا میری جان آپ پر فدا ہو وہ تو اس سے بڑہکر جدلی ہی کیونکہ اوس نے تمام مذہب والون سے مخاصمہ کیا اور وہ اونپر غالب رہا ہی سو ایک لڑکا اوس پر کیونکر غالب آسکتا ہی ارشاد فرمایا کہ اگر اوس سے ایک لڑکا پوچھی کیا امام نے تجہکو لڑنے جہگڑنے کا حکم دیا ہے تو وہ ہرگز مجہہ پر جہوٹ نہین باندہ سکیگا اور اوسکو انکا ہی کرتے بن آئیگی تب وہ لڑکا کہیگا پہر تو تو اپنی امام کے حکم بغیر لڑتا پہرتا ہی پس تو نافرمان ہی تو وہ لڑکا اوس پر غالب ہوگا اے ابن سنان اوسکو تجہہ اجازت مت دی کیونکہ جہگڑے نیت بگاڑتے ہین اور دین کو ملیا میٹ کرتے ہین ۔۔۱۲

ونداق کے جواب نہین دیا اور یہہ ہی فرمایا کہ ہامین دوستی ہی اور دوستی مین مذہبی گفتگو نچاہیی حالانکہ
یہہ گفتگو کسیطرح مخل دوستی نہین ہی اگر انصاف مدنظر ہو۔ اقول ــ فے الواقع عوام کو یہہ ہی چاہیی بلکہ یہی
کہ جب انکو نہ اپنی مذہبیات پر عبور نہ دوسرونکی مذہب کے اطلاع نہ مناظرہ جانین نہ مباحثہ کے
ڈہنگ سی واقف نہ اپنا جواب دیکہین نہ دوسرونکی جواب کی صحت و غلطی پر متنبہ ہو سکین
تو وہ کیا مباحثہ کرین گے اور کیا انصاف کر سکینگے پس ایسی لوگونکو یہہ ہی چاہیی کہ مذہبی گفتگو
سی پہلوتہی کرین بلکہ اونکو قطع تعلق دوستی کرنا چاہیی۔ آپ ہی فرمائین اگر ایسی صورت
عوام اہل تشیع کو پیش آوی تو علماء شیعہ اوسکی نسبت کیا حکم فرمائین گے۔ ظاہر ہی
کہ یا ترک تعلق کا حکم فرمائین گے یا تقیہ کا حکم لگائینگی۔ اور سنیی کہ بندہ نے جو کچھہ جواب
تمہید مین عرض کیا تہا کہ حضرات شیعہ کے عادت ہی کہ ضعفاء اہل سنت سے اتحاد
کرکے مذہبی چہیڑ چہاڑ کیا کرتے ہین اور میرجی صاحب اس امر کے بادی نہین من الحمد للہ
اوس معروض کے تصدیق خود حضرت مجیب کے اعتراف سی ہو گئی آپ فرماتے ہین کہ "اکثر ایسی
حضرات سی گفتگو ہوئی جن سی رابطہ آشنائی تہا تو اونہون نے ہنسی و مذاق کے سوا جواب ندیا
بلکہ گفتگو کو روکا اور عذر کیا کہ دوستی مین مذہبی گفتگو نچاہیی"۔ قولہ دوسری وہ حضرات
جنسی یہہ رابطہ نتہا اگر اونسی کبہی اتفاق ہوا تو یا مطلق سکوت اختیار فرمائی یا بدشتی جواب دیا
اقول ــ بیشک سکوت اختیار فرمایا ہوگا مین پیشتر گذارش کر چکا ہون کہ بعض مواقع مین
علماء اہل سنت اعراض و سکوت اختیار فرماتی ہین لیکن اسکو علامت عجز اور دلیل
تسلیم سمجہنا غلط ہی اور جن حضرات نے بدرشتی جواب دیا وہ بپاداش آپکی درشتی اور تعریضات
کی ہوگا۔ قولہ میر مہدی صاحب مؤلف آیات بینات کہ جنکی کلام کو ہماری حضرت
مجیب نے شجرۂ مباہات سی اس جواب مین نقل فرماتے ہین جس زمانہ مین مرزاپور مین
تحصیلدار تہی اور بندہ ریواڑی تہا اور یہہ رسالہ آیات بینات میری نظر سے گذرا تہا
انکی خدمت مین ایک نیاز نامہ لکہا کہ بعض مسائل میں گفتگو چاہی تہی مگر میر صاحب موصوف نے

مطلق جواب ندیا اور اعراض ہی فرمایا - اقول مین عرض کرچکا ہون میر مہدی علیصاحب نے
بیشک آپکو جواب نہ دیا ہوگا - لیکن اوسکی وجہ یہہ ہی کہ آپکو مخاطب صحیح تصور نہین کیا
اور قابل خطاب نہین سمجہا - نہ یہہ کہ عجز کی وجہ سے سکوت اختیار کیا یہہ محض جناب کا
خیال ہی خیال ہے حق اللہ خود اسی شہر مین مجہہ سے تین حضرات تحریری
گفتگو کرچکی ہین اور آخر کو اعراض ہی کرتے بن آئی اقول ایسی ہی حضرات کی
بی اعتنائی اور کم التفاتی نے آپکے عجب کو اس درجہ پہنچا دیا - اگر یہہ حضرات توجہ فرماتے
تو آپ کی ان دعوونکی کیونکر یہانتک نوبت پونہچتی - پس آپ کی جواب سے اعراض یا تو
بوجہ قلت اعتنا و مبالات کی ہی یا اس وجہ سے ہی کہ آپنے حسب عادت مطاعن و تعریضات
تحریر فرمائی ہونگی اور ظاہر ہی کہ اونکی جواب مین ایسی ہی کلمات الزاماً لکھی جاتے تو عجب نہین
کہ بوجہ استکراہ ایسی کلمات کی اگرچہ الزاماً ہی سہی جواب سے اعراض فرمایا ہوگا - پس یہہ
جو آپ فرماتے ہین کہ آخر کو اعراض ہی کرتے بن آئی جس سے مفہوم ہوتا ہی کہ بوجہ عجز جواب
نہ دی سکی سراسر غلط ہی کیونکہ ظاہر ہی میدان تحریر ایسا وسیع ہی کہ اسمین کوئی شخص عاجز نہین
ہو سکتا کہ ضعیف قوی کچہہ نہ لکہہ سکی اور بندہ تو کسی کی تحریر کی نسبت ایسا خیال نہین کرتا
کہ کوئی مخالف اوسکا معارضہ حقاً یا باطلاً نہ کرسکی یہہ آپ ہی کا عقیدہ ہی کہ علماء شیعہ کی کتب
اس وجہ سے معجز ہین کہ اونکا معارضہ خارج از امکان ہی حالانکہ بشہادت امام معصوم امام المتکلمین شیعہ
حضرت مومن الطاق ایک طفل مکتب سے مناظرہ نہین کرسکتی تہی اور وہ اونکو ساکت کرسکتا تہا
اور اگر بپاس خاطر سامی ہمکو تسلیم کرلین کہ یہہ سکوت عجز کی وجہ سے تہا - تو یہہ بہی انصاف اور حقانیت
کی بہت بڑی دلیل ہے - بخلاف حضرات شیعہ کے کہ اونکا مایہ افتخار یہہ ہی کہ مخالفین کی
تحریر کا برائی نام جواب لکہا جاوی حق و ناحق سے کچہہ بحث نہین ہوتی اور یہہ بہی خاص
اہل سنت کی تحریرات کی ساتہہ معاملہ ہی - صدہا تحریرین نصاری و ہنود و آریون وغیرہ کی
شائع ہوتی ہین خبر ہی نہین ہوتی - اور ظاہر ہی کہ سلسلہ آخر کہین نہ کہین منقطع ہوگا

پھر یہہ خیال کرنا کہ سکوت عجز کی وجہ سی ہی محض واہیات ہی آخر علماء شیعہ نے بھی تو اہل سنت
کی بہت کتابون کے جواب نہین لکھی پھر کیا میر صاحب اپنی علما کا عجز بھی تسلیم فرمائینگی
یا این ہمہ اگر ہماری فاضل مخاطب کے نزدیک اہل سنت کا سکوت اسی وجہ سی ہی کہ اُنکی
استدلالات کا جواب نہین دی سکی تو واضح رہی کہ اس صورت مین فاضل مخاطب نے
خود رسول صلعم اور ائمہ رض کی تکذیب کی کیونکہ ائمہ نے جدال و مناظرہ سے اس وجہ سی ممانعت
فرمائی کہ مخالفین تا انقضاء مدت حجت تلقین کئے جاتے ہین پس اگر حسب اعتقاد فاضل
مخاطب مخالفین آپ سی اور آپکی علماء سے ساکت ہوتی رہے ہین اور اونکو جواب نہین
بن آیا تو معلوم ہوا کہ اونکو حجت تلقین نہین ہوئی اور ائمہ رض نے جو کچھہ تلقین حجت کی بات
فرمایا ہی معاذ اللہ دروغ ہی روایت کی الفاظ سنیئ آپکی علامہ مجلسی جلد اول بحار مین
نقل کرتے ہین - عن ابی عبد اللہ ع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
ایاکم والجدال کل مفتون فان کل مفتون یلقن حجتہ الی انقضاء مدتہ فاذا
انقضت مدتہ احرقتہ فتنتہ بالنار - انتہی - اس سی صاف ثابت ہوا کہ اعراض سکوت
عجز کی وجہ سی نہین ہو سکتا - اور اگر یہہ بھی تو شیدہ ہی عرض کر سکتا ہی کہ اس شہر مین شیعہ
کی بھی ایک حضرت سید صاحب سی جو اس نواح کے مجتہد سمجھی جاتے ہین تحریری
گفتگو ہوئی - اور تیسری یا چوتھی تحریر مین اونہون نے اعراض و سکوت فرمایا
تو حسب قاعدہ حضرت مجیب مین بھی کہہ سکتا ہون کہ آخر کو اونکو اعراض ہی کرتے بن آئی

قولہ اب حضرت مجیب کی نوبت آئی ہی - اقول دیکھہ لیجیگا - بیت قیس
زندہ سے کہدو کہ وہ اس جنگل سے + بستر باندہ کے چلدین میری باری آئی قال
الفاضل المجیب اقول - اور جب کبھی خدا نخواستہ جواب دہی کا موقع آپڑا

---

۱ امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچاؤ اپنی آپکو جھگڑے سی کیونکہ ہر ایک مفتون
اپنی مدت کے تمامی تک حجت تلقین کیا جاتا ہی اور جب اسکی مدت تمام ہوجاتی تو اسکا فتنہ اوسکو آگ مین جلا دیگا - ۱۲

تو شتر گریہ لانی لگی اور ایسی تقریرین فرمانے لگی جو مضحکہ اطفال ہون ؏ اقول ۔ اسکی جواب مین
بجز خاموشی کیا عرض کرین ۔ سخت افسوس اور تعجب ہی کہ ابتدا ہی مین یہہ تند الفاظ اور
سخت کلامی شروع ہوئی ہی خدا خیر کری دیکھیی آئندہ دیکھا تک نوبت پہونچتی ہے
ہنوز دہلی دور است ۔ مگر گستاخی معاف ۔ اسقدر عرض کیی بدون رہا نہین جاتا کہ آپنے
محض یہہ ہی ایک اصطلاح سنی ہی ایک اور شتر غمزہ بھی مشہور ہی اگر آپ جنگ جمل کے
واقعات کو نظر غور و تامل و انصاف ملاحظہ فرماوین تو وہان آپکو بہت سی شتر غمزے معلوم
ہون ۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** ہجگہ ہماری حضرت میر صاحب نے
باوجود التزام تہذیب اختیار سکوت کے جو کچھہ مجموعہ تشنیعات و تعریضات لطیفہ بطیف
کی پیرایہ مین ادا کرکے اپنی بزرگون کے ارواح کو ثواب پونہچایا ہی کسی منصف پر مخفی نہین ہرچند
خواہش نفس مقتضی ہی کہ ہم بھی اسکی جواب مین کوئی نمکین لطیفہ عرض کرین ۔ لیکن چونکہ ہم التزام کرچکی
ہین کہ کوئی کلمہ خلاف تہذیب دانستہ نہین لکھینگے اسلئی اسکی جواب مین سکوت کرتے
ہین ۔ قولہ مضحکہ اطفال ؏ لکہا ہی واقع مین پیر و برنا و طفل و جوان و بالغ و نابالغ مین محققین کے
نزدیک صرف عقل کا ہی فرق ہی ۔ گلستان مین یہہ فقرہ لکہا ہی ۔ بزرگی بعقل ست نہ بسال
پس جو فرقہ اصول دین مین عقل سے ہی دست بردار ہو جاتی کہ حسن و قبح عقلی کا قائل نہو وہ عقلا کی
نزدیک مثل اطفال ہے اور ظاہر ہی کہ اگر وہ عقلا کی باتین نہ سمجھی اور ہنسی تو معذور ہی ۔
بیت نگوید از سر بازیچہ حرفی ✢ کزان پندی نگیرد صاحب ہوش ✢ اسکا دوسرا شعر گلستان مین
خود ملاحظہ فرمالیجیگا ۔ اقول ۔ اس قول مین بھی حضرت مجیب نے ہمکو بطور تمسخر کیا کچھہ نہین فرمایا
چنانچہ اہل خرد سمجھتی ہین مگر ہم حسب التزام خود اوس سے اغماض کرتے ہین ۔ ہان
حسن و قبح کی بحث جو حضرت مجیب نے فرمائی اور اوسکی نسبت ہمپر طعن کیا کہ ہم حسن و قبح عقلی کے
قائل نہین ہین تو اسلئی بمنزلہ اطفال ہوئی ۔ اوسکی جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین اور واضح
کرتے ہین کہ کونسا فرقہ عقل و شرع سے دست بردار ہی ۔ لیکن اول ہم اپنی

فاضل محبیب ہی سے اونکو اونکی انصاف و مناظرہ دانی کی قسم دیکر پوچھتی ہین خدا کیلیے ذرا انصاف سی فرمائین کہ بزعم جناب جو فرقہ اصول دین مین عقل سے یہانتک دست بردار ہو کہ حسن و قبیح عقلی کا قائل نہو۔ تو وہ آپ جیسی عقلا کے نزدیک مثل اطفال ہی تو آپ فرمائی کہ جو فرقہ اصول دین مین شرع اور شارع سے یہانتک دست کش ہو کہ حسن و قبیح شرعی کا بہی قائل نہو بلکہ خداوند تعالی اور عباد پر اپنی عقول کو حاکم قرار دی تو وہ فرقہ شارع کی نزدیک کس اسم سے موسوم اور کس لقب سی ملقب ہوگا بدون عصبیت و حمیت و بلا لحاظ خویش و بیگانہ جواب عنایت ہو۔ اس سوال مین دو امر ذرا حیرت انگیز معلوم ہوتے ہین عقول کا خدا پر حاکم ہونا اور عقول کا عباد پر حاکم ہونا مبادا کوئی نا واقف اونکو اس عاجز کا افترا تصور کرے اسلئی مجملاً اونکا ثبوت ضرور ہی۔ امر اول عقول کا خدا پر حاکم ہونا۔ سو اسکا ثبوت یہہ ہی کہ ابن مطہر حلی باب حادی عشر مین فرماتے ہین۔ الخامسُ فی انہ تعالیٰ یجب علیہ اللطف السادس فی انہ تعالی یجب علیہ فعل عوض الالام الصادرۃ عنہ (الیٰ ان قال) ویجب زیادتہ علی الالم۔ اس سی بصراحت ثابت ہوتا ہی کہ خدا تعالے پر بحکم عقل لطف اور آلام کا عوض واجب ہی اور جب لطف و عوض بحکم عقل اوسپر واجب ہوا تو ترک لطف و عوض بحکم عقل اوسپر حرام ہوگا اور ظاہر ہی کہ وجوب و حرمۃ کا حکم حسن و قبیح کا حکم ہی تو اس صورت مین معاذ اللہ خداوند تعالے بحکم وجوب حرمت و حسن و قبح اوس فرقہ کی عقل کا محکوم ہی جو وجوب لطف و عوض کا خدا تعالے پر قائل ہے۔ بلکہ کفار کی عقل کا بہی محکوم ہوا۔ سبحانک اللّٰھم ما قدروک حق قدرک۔ امر ثانی عقل کا عباد پر حاکم ہونا یہہ امر بدیہی ہے کیونکہ جب حسن و قبح عقلی ہین تو حضرات کے نزدیک عقل ہی محسن اور مقبح ہی اور وہ ہی موجب اور محرم اور مبیح ہوئی نہ ذات پاک خداوند تعالے شانہ تو جب عقل ہی موجب ہوئے

بنابر اصول شیعہ خدا پر عقول حاکم ہین

---

۵ پانچوان اس بیان مین کہ خدا تعالے پر لطف واجب ہی ۶ چھٹا اس بیان مین کہ جو دکھ خدا تعالی کیطرف سے بندہ کو پہنچین خدا تعالے پر واجب ہی کہ انکی عوض مین (بندہ کے ساتھ) کوئی نئے کام کرے ۔۔۱۲

اور وہ ہی محرم او سبیح ہوئی تو عباد مکلفین پر وہی حاکم ہوئی نہ شارع ۔ سبحان اللہ الیسی مت کے قربان جسمین خدا تعالے شانہ کا یہہ رتبہ کہ عقل کا محکوم ہو اور عقل کا یہہ مرتبہ کہ خدا تعالے اور تمام عباد مکلفین اوسکی زیر حکم ۔ اگرچہ اس موقع پر بہت مضامین باقی ہین اور بحث کی بڑی گنجایش ہی لیکن خوف تطویل او عجلت وقت ہمکو رخصت نہین دیتی علاوہ ازین حضرت مجیب کی کلام سے مفہوم ہوتا ہی کہ قائلین بحسن و قبح شرعی علی العموم حسن و قبح عقلی سے دست بردار مین ۔ اور یہہ محض غلط اور افترا ہی منشا اسکا یہی کہ نہ اہل سنت کی کتابین کبھین نہ اپنی ہی کتابونکو ملاحظ فرمایا بے دیکھی بہالے اعتراض فرما دیا ۔ یا یہہ کہ باوجود وقفیت کی انصاف او عائی نے رخصت نہ دی ہوگی کہ حق لکھتی اور محض بغرض عموم و شمول اعتراض بلا لحاظ پس و پیش عموم کے پیرایہ مین طعن کو آدا فرمایا ۔ ایسی باتون پر اگرچہ ناواقف نازو افتخار کرین ۔ لیکن واقف تو ضرور زیر لب تبسم فرمائینگی ۔ لیجی ہم اسکا غلط ہونا آپکی ہی معتبر کتاب سے لکھتی ہین النافع یوم المحشر فے شرح الباب الحادی عشیر مین صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے ۔

اعلم ان الفعل ضروری التصور وھو اما ان یکون لہ وصف زائد علی حدوثہ اولا الثانی کحرکۃ الساھی والاول اما ان ینفر العقل من ذلک الزائد اولا والاول ھو القبیح والثانی وھو الذی لا ینفر العقل منہ اما یتساوی فعلہ وترکہ وھو المباح او لا یتساوی فان ترجح ترکہ فھو اما مع المنع من النقیض فھو الحرام والا فھو المکروہ وان ترجح فعلہ فاما مع المنع من ترکہ فھو الواجب او مع جواز ترکہ فھو المندوب ۔

سلہ واضح ہو کہ فعل ضروری التصور ہی پس یا تو اوس فعل کے واسطے ایک ایسا صفت ہوتا ہی جو اوسکی حدوث پر زائد ہو ۔ یا نہین ۔ دوسرے صورت کی مثال ایسی ہی جیسی غافل شخص کی حرکت ۔ اور صورت اول مین یا تو یہہ ہوگا کہ عقل اوس زائد سے نفرت کری ۔ یا نکری ۔ اول قبیح ہی اور دوم وہ ہی کہ عقل اوس سے متنفر نہو ۔ سو یا تو اوسکا کرنا اور نہ کرنا مساوی ہوگا اور اوسکو مباح کہتی ہین اور یا مساوی نہوگا ۔ پس اگر اوسکا ترک راجح ہو تو اوسکے نقیض ممنوع ہوگی پس وہ حرام ہی ورنہ نہین تو وہ مکروہ ہی اور اگر اوسکا فعل راجح ہی پس یا تو اسکا ترک ممنوع ہوگا پس وہ واجب ہے ۔ یا اوسکا ترک جائز ہی پس وہ مستحب ہی ۔ ۱۲

إذا تقرر هذا فاعلم ان الحسن والقبح يقالان على ثلثه معانٍ الاول كون الشي صفته
كمال كقولنا العلم حسن او صفته نقص كقولنا الجهل قبيح - الثاني كون الشي ملائما
للطبع كالمستلذات او منافيا له كالالام - الثالث كون الحسن ما يستحق على فعله المدح
عاجلاً والثواب اجلاً والقبيح ما يستحق على فعله الذم عاجلاً والعقاب اجلاً ولا خلاف
في كونهما عقليين بالاعتبار الاولين واما بالاعتبار الثالث فاختلف المتكلمون
فيه فقالت الاشاعرة ليس في العقل ما يدل على الحسن والقبح بهذا المعنى بل الشرع
فما حسنه فهو الحسن وما قبحه فهو القبيح وقالت المعتزله والاماميه في العقل ما يدل
على ذلك فالحسن حسن في نفسه والقبيح قبيح في نفسه سواء حكم الشارع بذلك اولا
انتهى بقدر الحاجة - اس کلام سی جیسا یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جو فرقہ حسن و قبح شرعی کا قائل ہی
اوسکی طرف یہہ نسبت کرنی کہ وہ علی العموم حسن و قبح عقلی کا قائل نہین غلط اور افترا ہی
اسیطرح اس کلام سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ جو فرقہ حسن و قبح کے عقلی ہونے کا قائل ہے
وہ علی العموم باعتبار تینون معانی کے حسن و قبح کی عقلی ہونے کا معتقد ہی گو یا شرع
سی ایسی دست برداری ہے کہ کسی اعتبار سے حسن و قبح مین شریعت کے حکم کو دخل
نہین ہے تو اس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ قائلین حسن و قبح شرعی بعض اعتبارات و
معانی کر روسی حسن و قبح عقلی ہونے کے بہی قائل ہین اور جامع بین العقل والشرع ہین

ف ۱ پس جب یہہ قرار پالیا تو جاننا چاہئی کہ حسن اور قبح کا حمل تین معنون پر ہوتا ہی اول ہونا ایک شی کا صفت
کمال جیسا کہ علم حسن ہے یا صفت نقص جیسا کہ جہل قبیح ہی دوم ہونا کسی شی کا موافق طبیعت کے جیسا کہ مستلذات یا مخالف
طبیعت کے جیسا کہ آلام سوم حسن وہ ہی جسکی کرنے پر مدح عاجل ہوا اور ثواب آجل - اور قبیح وہ ہے جسکی کرنے پر مذمت دنیا مین ہو
اور عذاب آخرت مین ان پہلی دونون صورتون کے عقلی ہونی مین اختلاف نہین ہے - اور سوم کی نسبت متکلمین کو خلاف ہی چنانچہ اشاعرہ کہتی ہین کہ
عقل کے نزدیک ایسی کوئی چیز نہین ہے جو اسطرح حسن قبح پر دلالت کرسکی بلکہ شرع جس چیز کو حسن کہے وہ حسن ہے اور جسکو قبیح کہدی وہ قبیح ہے
اور معتزلہ اور امامیہ کا قول ہی کہ عقل مین ایسی شی ہی جو اسپر دلالت کرتی ہی پس حسن وہ حسن فی نفسہ ہی اور جو قبیح ہی وہ قبیح فی نفسہ ہے خواہ شارع اسپر اسطرح حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو

اور قائلین حسن و قبح عقلے کسے عتبار سے حسن و قبح شرعی کے قائل نہیں ہین اور حسب قاعدہ مسلمہ خود شرع سے گویا بالکل دست بردار ہین بلکہ شرع سے دست برداری کو اپنا مایہ فخر و ناز سمجھتے ہیں پھر با این ہمہ طرفہ تماشا یہہ ہے کہ باوجود اس شرع سے دست برداری کے پھر مجبور ہو کر عقل سے بیزار اور دست بردار ہوتے ہین اور شرع کیطرف رجوع کرتے ہین اور نہ ادہر کے ہوتے ہین نہ ادہر کے ہوتے ہین شیخ علم الہدی امامیہ نے جو مسئلہ تفضیل انبیا علی الملائکہ مین لکھا ہے اوسکی عبارت ملاحظ فرمائین۔ مسئلہ[1] - فی تفضیل الانبیاء علی الملائکۃ علیهم السلام من املاء علم الهدی - اعلم انه لا طریق من جهة العلم والعقل علی القطع بفضل مکلف علی اخر لان الفضل المراعی فی هذا الباب هو زیادة استحقاق الثواب ولا سبیل الی معرفة مقادیر الثواب من ظواهر فعل الطاعات وان الطاعتین قد یتساویان فی ظاهر الامر وان زاد ثواب واحد علی الاخر زیادة عظیمة واذا لم یکن للعقل فی ذلک مجال فالمرجع فیه الی السمع فان دل سمع مقطوع به من ذلک علی شیٔ عول علیه والا کان الواجب التوقف والشك - اسمین علم الہدی نے صاف طور پر فرما دیا کہ عقلاً طاعات کے ظواہر سے فضیلت کسی مکلف کے دوسری مکلف پر دریافت نہین ہو سکتی تو لا محالہ سوای حکم شرع اوسکی دریافت کی کوئی سبیل نہین حالانکہ یہہ حکم آپ کے عقل کے خلاف ہوگا

---

[1] مسئلہ فضیلت انبیاء کی ملائک پر حسب تحریر علم الہدی کے ـ جاننا چاہیے کہ علم و عقل کے رو سے ایک مکلف کی فضیلت دوسرے مکلف پر قطعی طور پر دریافت کرنے کا کوئی طریق نہین ہے کیونکہ فضیلت اس موقع پر مراد ہے وہ استحقاق ثواب کا زیادہ ہونا ہے اور طاعات ظاہری پر قیاس کرکے ثواب کی مقدار شناخت کرنیکی کوئی سبیل نہین ہے۔ اور بعض اوقات دو طاعتین باعتبار ظاہر کے مساوی ہوتی ہین اگرچہ ایک کا ثواب دوسری کے ثواب سے کہین بڑہ کر ہو اور جب اس معاملہ مین عقل کو دخل نہین تو استماع (شرع) کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے پس اگر سماع سے یہہ معاملہ قطعی طور پر اسطرح معلوم ہوجائے تو اوسپر اعتماد کیا جائیگا۔ ورنہ توقف اور شک واجب ہوگا ۱۲

لیجیے شرع سے دہان دست برداری تہی عقل سے یہان بیزاری ہے تو ایسی فرقہ کو
جو عقل و شرع دونو سے دست بردار ہو آپ ہی فرمائین کہ کیا فرمائین گے ہم تو کچہہ عرض نہین کرسکتے
اور اسی کچہہ انحصار نہین اس قسم کے بہت سے افادات ہین قال الفاضل المجیب
قولہ۔ مناظرہ فریقین کے کتابین موجود ہین جسکا دل چاہے دیدہ بصیرت کہولکر بنظر
انصاف دیکہہ لیوے۔ اقول۔ واقع مین آپنی دیدہ بصیرت کہولکر بنظر انصاف دیکہنا
تو درکنار نظر سرسری ہی ملاحظہ نہین فرمایا ورنہ ہرگز ایسا نفرماتے یقول العبد الفقیر
الی مولاہ شرط شقی اگر نظر سرسری کیطرف راجع ہے تو مسلم لیکن آپکو مفید نہین
کیونکہ بسا اوقات آدمی نظر سرسری مین حق کو باطل اور باطل کو حق سمجہہ لیتا ہی اور اگر
بنظر تامل اور نظر سرسری دونو کی طرف راجع ہے تو غلط ہی اور کذب۔ کاش جیسی عدم
رویت خیالی کے نفی کو علت نفرمانے کی قرار دیے۔ اگر رویت کو علت گذارش تصور فرماتے
تو کسقدر موزون اور قرین انصاف تہا۔ بندہ نے علاوہ اور کتابون کے تشیید المطاعن کو بطور
عاریت چند روزہ دستیاب ہوئی تہی بنظر تامل دیکہا اور نیز ایک جلد عبقات مین سے مطالعہ
کیا پس اونکی کیفیت کیا عرض کرون اگر کچہہ کہون تو ڈرتا ہون کہ مبادا آپ اپنی مصنفین و مصنفات
کی اہانت و تحقیر استنباط فرمائین اور بندہ کو بدتہذیبی کے ساتہہ مطعون کرین بہتر یہہ ہی
کہ چپ رہون اور آپ میری اس سکوت سے یہہ سمجہکر دل خوش کرلیجیگا کہ ہماری کتابین
مسکت ہین۔ لیکن ہان بقول شخصی لیلی را بچشم مجنون باید دید۔ اونکو آپکی آنکہون سے
نہین دیکہا ورنہ جملہ موکدہ بلفظ ہرگز ضرور صادق آتا۔ شعر[۱] وعین الرضا
من کل عیب کلیلۃ * ولکن عین السخط تبدی المساویا + تو تعجب ہی
کہ برسون سے تحفہ کی جواب چہپکر شائع ہو گئے۔ منتہی الکلام کا جواب اوسکی مصنف
کی ہی زمانہ حیات مین شائع ہوا کسی اہلسنت کے عالم بلکہ خود صاحب منتہی الکلام کی یہہ جرأت

[۱] اور رضامندی کی آنکہہ ہر عیب (دیکہنے سے) ضعیف ہی۔ لیکن عداوت کی آنکہہ برائیان ظاہر کرتی ہے ۱۲۔

وہمت نہوئی کہ جواب لکھتا تحفہ کی اجوبہ اور استقصاء الافحام کا جواب تو ایک طرف مدت سے
آیات بینات کا جواب شائع ہو چکا ہے اور اوسکا مولف زندہ وسالم ہے اونکی یا اونکی
کسی ہم مذہب کی طاقت نہین کہ جواب کی جرات کرے باینہمہ پہر ایسا لکھنا یہہ حضرت
مجیب کا ہی کام ہے اقول یہہ محض حضرت کی وہی لن ترانیان ہین جنکی نسبت
پیشتر گذارش کرچکا ہون ورنہ حضرت کی اسلاف کو تو کبہی یہہ جرات وہمت نہوی کہ بمقابلہ
اہل سنت کے اتنا بڑا کلمہ اپنی منہ سے نکالین اونکا تو یہہ حال تہا کہ ذرا ذرا سی حدیث کے
جواب مین اونکی دل درجگہ کانپتی تہے مبتلای حیرت وتشویش ہوتے تہے کف
افسوس ملتی تہے پتہر وسنی اپنا سر پہوڑنے کو تیار ہوتے تہی منشی سبحان علی خانصاحب کا
خط بنام مولوی نورالدین صاحب جو رسالہ المکاتیب مین درج ہے اور اوسکا خلاصہ
وانتخاب آیات بینات مین بہی نقل کیا ہی اوسکی عبارت ملتقطاً عرض کرتا ہون ملاحظہ فرمایئے
اور سوچیے کہ ایسی اکابر متکلمین شیعہ کی دلی حالت بمقابلہ اہل سنت جو باہم مخفی طور پر
ظاہر کیجاتے تہی ایسی تہے اور بندہ خیال کرتا ہی کہ آپ بمقابلہ ان حضرات کی اپنی آنکہو
کچہہ ہی نہ سمجہتی ہونگی تو اس سے قیاس کرلینا چاہیے کہ آپکی دلی حالت بروی عقل وانصاف
اہل سنت کے مقابلہ مین کیسی کچہہ ہوگی منشی سبحان علی خان اپنی اوس خط مین جو بنام مولوی
نورالدین صاحب کے لکہا ہی لکہتی ہین چنانچہ المی بے پایان از بودن سند حدیث اصحاب
کالنجوم در طرق شیعہ از تحریر خدام دریافتہ برداشتہ ام برای خدا زود رحمتی گردد کہ چگونہ
وچسان اسناد پیدا کردہ و ہرگاہ سند چنین احادیث در طرق شیعہ یافتہ باز سر را
بکدام سنگ توان زد۔ بجواب اسکی جو کچہہ مولوی نورالدین صاحبنے تحریر فرمایا قابل
ملاحظہ ہی وہ تحریر فرماتے ہین۔ حیرانی وتشویش سامی از بہم رسیدن سند حدیث
بنجوم کہ ناصب را اتفاق افتادہ بجا ہی خود است۔ پہر اسکی کچہہ بعد تحریر فرماتے ہین
وبندہ را حیرانی کہ در خصوص این امر ست نہ از آن جہت کہ امر باقتداء فلان وفلان لازم می آید

بلکہ حیرت ازان است کہ بعد از احالہ امت بدو چیز عظیم القدر یعنے قرآن وعترت ارشاد
این معنی کہ اصحاب من مثل ابوذر وسلمان وحذیفہ ومقداد وابن مسعود نجوم ہدایت اند بہر
اقتدا کنید راہ دین ونجات خواہید یافت ومہتدی خواہید شد چہ محل داشتہ باشد ومزید
حیرت آنکہ بعضی از علما می گویند کہ مراد اہل بیت اند درین معنی بہ بعضی از اخبار وآثار
کہ خلاف آن از شیخ ابن بابویہ غالباً در ہدایہ نقل کردہ تشبث دارند درین صورت قطع نظر از ین
تخالف مذکور حدیث اول ہم معارض میشود والا باید کہ بزرگان قائل شوند باینکہ معاذ اللہ حال
اہلبیت ہم مانند اصحاب بود کہ جمعی براہ احداث وردت رفتند وبعضی بر حال خویش
راسخ ماندند ولم ینقل بہ احد۔ الی قولہ۔ لہذا حیرت بندہ درین باب بنسبت بحیرت جناب
مضاعف خواہد بود سخت حیرتہا دارم کہ گاہی دست را باہم می سایم ارتعاد قلب وجگر خدام رجایے
خود ست بمقتضای بشریت نمیتوان گفت بلکہ عین ورد دینی ستا۔ انتہی۔ پس اس سے
آپکی فہم اور انصاف کا حال بخوبی واضح ہی اور نیز جب آپ محض فارسی خوان ہین تو آپکو
علمی ابحاث علما سی کیا تعلق اور آپکا قول اسباب مین بروئی اعتراف سامی عند العقلا
کیا وقعت رکھہ سکتا ہی غایۃ ما فی الباب جو کچھہ اس باب مین آپ فرماتے ہین محض
سنی سنائی باتین ہونگی تو وہ بمقابلہ معاینہ کے کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہین۔ پس اصل
یہہ ہی کہ وہ جواب ہی اس لائق نہین کہ علما اونکی جواب کیطرف التفات فرمائین
قولہ اگر حضرت اہل سنت ان کتابونکا ملاحظہ فرماتے تو یہہ کب ممکن تہا کہ وہی باتین
جو تحفہ مین مذکور ہین اور اونکی جواب نہایت متانت سی مسکت خصم تحریر ہو چکے ہین
بدون اونکی رد کیئی چہوٹے چہوٹے دو دو یا تین تین جزو یا کم وبیش کے رسالے تحفہ مین سے خلاصہ
کرکے شایع کرتے جیسا کہ ہدیہ شیعہ وہدایۃ الشیعہ والے وغیرہ حضرات نے کیا ہی اقول
یہہ تو پہلے گذارش ہو چکا کہ جوابات تحفہ کا متانت سی مسکت خصم ہونا محض خیال سامی ہے
واقع مین نہ اون مین متانت ہے نہ اونسی اسکات خصم حاصل ہے بلکہ فی نفس الامر

متعصف بصحت ہی نہین - اب اسکو آپ ملاحظہ فرمالیجئی کہ بندہ نے بھی تو جواب سوال سابق
آپکی گمان کے موافق تحفہ سے ہی خلاصہ کر کے کچھ لکھا تھا پھر اوسکی تردید مین جناب نے وہی
نقل کیا ہوگا جو تحفہ کے جوابات مین اون مضامین کے جواب مین درج ہے پس خدا کے
لئے ذرا تو عقل و انصاف سے دیکھئی کیا اسیکا نام متانت اور اسکات خصم ہی - مثلاً
الزام تحریف کے جواب مین آپ ہی تحفہ کے جواب کو لکھی نقل کرتے ہین کہ اہل سنت کی
روایات سے بھی تحریف قرآن ثابت ہی اور روایات اس قسم کی لکھتی ہین کہ ان فی المصحف لحنا
ستقیمہ العرب بالسنتہا علی ہذا القیاس تمام مضامین کا یہہ ہی حال ہے جناب اسکا نام جواب
متین و مسکت خصم نہین بلکہ اسکو موت کی پنجہ سے جان چھوڑانا کہتی ہین - باقی رہا
یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ چھوٹے چھوٹے رسالی لکھتی ہین - اور جوابات تحفہ کی تردید نہین
لکھتی - پس اسکا جواب پہلی معروض ہو چکا ہی کہ علما اہل سنت امر مفروغ عنہ کی طرف
بلا ضرورت داعیہ متوجہ نہین ہوتے اور بوقت ضرورت بقدر ضرورت اوسکی طرف توجہ
فرماتے ہین - جب کبھی علما شیعہ وہی اپنے پُرانی اعتراضات جو قدیماً اونکی اسلاف
نقل کرتے چلے آتے ہین علما اہل سنت کی پاس بھیجتی ہین یا ضعفاء اہل سنت کی سامنی
فخراً یا اغواً پیش کرتے ہین اور وہ اون اعتراضات کے جواب کے لئی اپنی علما کیطرف
رجوع کرتے ہین تو اوسوقت علما اہل سنت بقدر تردید و ابطال اعتراضات الزاماً و تحقیقاً
تحریر فرماتے ہین جو کحل البصر انصاف پسندان روزگار ہوتا ہی - ہان اگر جوابات تحفہ کا
مسکت خصم ہونا اس اعتبار سی آپ فرمائین کہ وہ جوابات خود آپ ہی اپنی جواب مین
کہ اونمین مضامین تعصب آمیز حق سی عاری اور انصاف سی خالی اور تقریرات باطلہ و عبارات
لاطائلہ مذکور ہین اور اس وجہ سی مخالفین کو مسکت ہین اور ضرورت جواب نہین تو مسلم لیکن
آپکو کچھ مفید نہین اور اگر اس اعتبار سی مسکت خصم ہین کہ اونمین ایسی مضامین عالیہ حقہ
صحیحہ مندرج ہین کہ اونمین نہ جائی انگشت نہادن باقی رہی ہے او نہ گفت و شنید

اور تحفہ کی کسی استدلال کو ہر ایک مجیب نے سالم باقی نہین چہوڑا تو غلط ہی کیونکہ اول جواب تحفہ کا
جو بنام نزہہ لکہا گیا ہی جب وہی نہایت متین اور مسکت خصم اور غایت درجہ شداد و رشاد و جنواء
واستیفا کو متضمن ہے چنانچہ ہماری حضرت مجیب بہی فخراً اوسمین سے نقل کرتے ہین
جسکی کیفیت اپنی موقع پر واضح کیجائیگی پہر اسکی بعد اس تطویل کی کیا حاجت تہی جو
متاخرین شیعہ نے بعض بعض ابواب کے بزعم خود جواب تحریر فرماکر شایع فرمائی اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ نزہہ اپنی مطلب مین کافی نہین تہا پہر صاحب عبقات نے تو اور بہی رہی سہی
اجوبہ سابقہ کی وقعت کہودی اور واضح کردیا کہ تحفہ کے مصائب سے شیعیان پاک کو قیامت
تک بہی رستگاری ممکن نہین اور ہر ایک لاحق اپنے سابق کی کوتاہی و عجز واضح کرتا ہی
پس آپکا اون جوابون پر ناز فرمانا سراسر خلاف انصاف ہی اور اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہی
کہ تحفہ کس رتبہ کی کتاب ہی اور اوسکی مضامین کسقدر متین اور مسکت خصم ہین۔ قولہ اگر
حضرت مجیب کو دعوی اور حوصلہ ہی تو بسم اللہ کسی جواب کا جواب تحریر فرمادین آیات بینات
کی جواب کا ہی جواب لکہین تحفۃ الاثنا عشریہ جواب ہدیہ شیعہ چہپکر شایع ہوا ہی اوسکی جواب
الجواب کیطرف متوجہ ہون اور نہین تو ایک چہوٹا سا رسالہ برق لامع منظوم ہی اوسکا ہی جواب
لکہین مگر جب مناظرہ کی کتابین ہی نہ دیکہین تو اور کیا کرین۔ اقول جناب میر صاحب گستاخی
معاف چونکہ ابتداء تمیز سے کتب مناظرہ ہی آپنے دیکہی ہین اسلئے تخیلات کا طبع پر
استیلا ہی اسکا علاج کتب مذہبی دیکہنا ہی کہ معجون انصاف وجوارش تحقیق حق سی فرمائی
مبنی اس تخیل کا محض کبر و اعجاب نفس ہے مستحیل الجواب تو آپکی اسلاف مثل شیخ مفید و شیخ
صدوق وغیرہ کے رسائل وکتب بہی نہین ہین بلکہ مستحیل الجواب تو کیا عسیر الجواب بہی
نہین ان بزرگون کے بعض رسائل وکتب موجود ہین جنکی بحول اللہ تعالے آسانی سے
تردید ہوسکتی ہی۔ مگر اصل یہہ ہی کہ علماء اہل سنت نے حضرات کو اور حضرات کی
کتب کو اور حضرات کے مذہب کو اور اسیطرح خوارج کو کبہی کسی شمار مین نہین سمجہا

اور ہمیشہ بے حقیقت اور لاشی محض سمجہتے رہی یہہ ہی وجہہ ہی کہ کتب مذہب فقہ اصول وغیرہ مین
جب خلافیات مسائل ذکر کیے جاتے ہین آپ صاحبونکا کوئی نام تک بہی نہین لیتا
الا ندرۃً وشذوذًا - اور آپکی لئی ہمارا مقابلہ اور ہمارا جواب دینا سرمایہ ناز وافتخار رہی چنانچہ
آپکی تمام کتب مذہبی اس دعوی کے شاہد ہین چنانچہ ہماری اقوال کا ذکر آپکی علماء شذوذًا
وندرۃً ترک کرتی ہین پس ظاہر ہی کہ مقصود بالبحث والاعتنا وہی مذہب سمجہا جاتا ہی جسکو دلمین
کچہہ وقعت ہو جب ہم آپ کو اور آپکی مذہب کو کچہہ سمجہتی ہی نہین تو اوسکی ابطال مین اسطرح
کیون منہمک ہونگی جس سے اوسکی طرف اعتنا اور اہتمام ثابت ہو ہان بوقت ضرورت
یا جس موقع مین عوام کی گمراہی کا خوف ہو وہان البتہ کچہہ لکہہ دینگی ہمارا مذہب بحمد اللہ تعالی
اصولاً وفروعاً غبار نقص وعیب سی پاک وصاف ہی اور مخالفین کے ہدایت کی توقع منقطع ہی
اس فعل عبث کی طرف کیون متوجہ ہون علاوہ ازین آجکل ہندوستان مین بہت مذاہب
اسلام کے مخالف مثل نصاری وہنود و آریہ و برہمو وغیرہ رائج ہین اور روزانہ اونکی تحریرین
چہپتی اور شائع ہوتی ہین جو اصول اسلام کے مخالف اور اوسپر حملہ آور ہوتی ہین اور اہل اسلام
مین سی کوئی اونکی جواب کیطرف قلم ہی نہین اوٹہاتا تو کیا کسی عاقل کے نزدیک
یہہ دلیل عجز وبیچارگی ہو سکتی ہی حضرت ہی سے پوچہتا ہون کہ جسقدر تحریرین ہنود ونصاری
کی مثلاً مخالف اسلام شائع ہو چکی ہین کیا علماء شیعہ نے اون سب کا جواب لکہا ہی
تو کیا اسکو دلیل عجز وبیچارگی تصور فرمائینگی حاشا وکلا پس عدم تحریر جواب کو
دلیل عجز وبیچارگی سمجہنا خطا ہی - قطع نظر اس سے جن رسائل کے جواب کی نسبت دعوت
فرماتے ہین اور جنکو اعجاز کے مرتبہ مین مستحیل الجواب بالمقابلہ فرماتے ہین اگر اس اعجاز کی
یہہ وجہہ ہی کہ ہم سے اونکی فحش اور پہکڑ اور گالیون کا جواب نہین ممکن ہی تو مسلم اس اعتبار سی
بیشک مسکت خصم ہین اور اگر باعتبار علمی مضامین کے اور دلائل مثبتہ اصول مذہب
کی پختگی کے اعتبار سی فرماتے ہین تو آپ اون دلائل کا انتخاب فرماکر بہیجدیجیی پہر دیکہیی

کہ مستحیل الجواب اور مسکت خصم ہیں یا نہیں - رہا بندہ کی نسبت کتب مناظرہ کی ناواقفیت
کا الزام کسیقدر صحیح ہی کہ مجکو تو ابتداء سن رشد سے اسکا شوق نہیں ہوا اور نہ کبھی اسمیں انہماک
رہا البتہ آپ صاحبون کی چھیڑ چھاڑ کے بدولت نئے الحمدللہ اسطرف توجہ ہوئی حضرات
کی اصول مذہب کے واقفیت حاصل کی - اور کتب مناظرہ کسیقدر دیکھین - چنانچہ اسکی کیفیت
مطاوی ابحاث مین منکشف ہو جائیگی - لیکن مین حیران ہون کہ ہماری حضرت مجیب کو
کتب مناظرہ سے کیا فائدہ حاصل ہوا باعتبار نفع دین کے تو سابقاً معلوم ہو ہی چکا
جو ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے متکلمین شیعہ کے مناقب بیان فرمائی اور اونکو
بشارتین دین سو دینی فائدہ تو یون برباد ہوا البتہ اگر کچھہ دنیاوی نفع ہو تو مضائقہ
نہیں لیکن وہ اہل دیانت کی نزدیک بعوض نفع دینی قابل اعتبار نہیں معلوم
نہیں اسپر اتنا نازو افتخار کیون ہی - **قال الفاضل المجیب** قولہ - توجناب سائل کے
اہل سنت رجدید اختیار کرنے سے دو احتمال ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ واقعی تحقیق حق
مد نظر ہے اگر یہہ ہی تو چشم ما روشن دل ما شاد دوسری یہہ کہ عوام اہل سنت کے لیے محض تزویر
و تسویل ہی بہر کیف جو کچھہ ہی وہ ابہی کھلا جاتا ہے **بیت** بوقت صبح شود ہمچو
روز معلومت + کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور + **اقول** - حضرت یہہ طرز جدید نہین
وہی قدیم طرز ہی کہ جسکا جواب آپکی علماء بزعم خود دیتے آئے اور ہرگز عہدہ برا نہین
ہوسکی - چنانچہ انشاءاللہ اگر آپ اس میدان مین ثابت قدم رہینگی تو آپ پر بھی بخوبی
روشن ہو جائیگا - **یقول العبد الفقیر الے مولاہ** اہل سنت کا عہدہ برا
نہونا تحریرات منشی سبحان علیخان صاحب و مولوی نورالدین صاحب سی بخوبی واضح
ہی اور نیز یہہ تحریر ہی گویا خلاصہ مضامین سلف کا ہی اسکی جواب سی بہی انشاءاللہ تعالے
بخوبی واضح ہو جائیگا کہ فریقین مین کونسا فریق دوسری کے جواب سی فی نفس الامر
عہدہ برا نہین ہوسکتا اور کسیقدر اس تحریر کے ابحاث سابقہ سی واضح ہو ہی چکا ہی

پہر معلوم نہین کہ اسی فضل و کمال کے بہروسی پر یہہ دہمکیان ہین کہ اگر آپ اس میدان مناظرہ مین ثابت قدم رہی تو آپ پر بہی بخوبی روشن ہوجائیگا یا کوئی دم دبسین کسی خاص وقت کے لیے محفوظ رکہہ چہوڑا ہے۔ اہل انصاف ذرا غور فرمائین یہہ تو ظاہر ہی کہ مسئلہ امامت مع اپنی شرائط و توابع و لواحق کے شیعہ کے نزدیک اصل اصول دین مثل توحید و نبوت کے واجب الایمان ہی اور اہل سنت اوسکو اصلی اعتقادی نہین کہتی علی ہذا القیاس اوسکی شرائط وغیرہ مین گفتگو ہی کہ شیعہ انکو واجب الایمان اعتقاد کرتے ہین اور اہل سنت کے نزدیک اونکا کچہہ ثبوت نہین۔ توحید اور نبوت باہم متفق علیہ معاد اخروی جسکو قیامت کبری سے تعبیر کرتے ہین وہ بہی متفق علیہ لیکن ائمہ ہدا اور انکی اعدا حقیقی بازعم شیعہ کا دار دنیا مین پہر رجوع فرمانا جسکو رجعت اور قیامت صغری کے ساتہہ تعبیر کیا جاتا ہی مختلف فیہ ہی کہ شیعہ کے نزدیک واجب الاعتقاد ہی اور اہل سنت کی نزدیک نہین۔ پس اس صورت مین اہل سنت کا جو اعتراض ہی وہ اصول مذہب تشیع پر ہی اور اوسکا بیخ کن ہے کیونکہ اہل سنت اون اصول مین سی جنکی صرف علمای شیعہ مدعی ہین جس پر اعتراض کرینگے وہ اعتراض اصول مذہب شیعہ کو صدمہ رسان ہوگا اور اہل تشیع اہل سنت کے کسی اصل مذہب پر اعتراض نہین کرسکتی کیونکہ توحید و نبوت و معاد متفق علیہ اور امامت خود فروع مین معدود ہی تو علمای شیعہ اہل سنت کے اصول مذہب سی کسی اصل کو اپنی اعتراض سے صدمہ نہین پونہچا سکتی۔ نہان غایۃ سی غایۃ باعتبار اصول مذہب یہہ اعتراض کرسکتی ہین کہ اہل سنت بعض اصول اعتقادیات کی منکر ہین جنپر مدار ایمان ہے اور ظاہر ہی کہ اس صورت مین اس امر کے اثبات کا عہدہ بہی حضرات شیعہ ہی پر ہوگا کہ ان امور کا اصلی اعتقادی ہونا ایسی دلائل قطعیہ سے ثابت کرین جو اثبات مسائل اصلیہ اعتقادیہ کے لیے کافی ہون اور جسقدر دشواری مدعی اور مثبت کو ہوتی ہے نافی کو نہین ہوتے

پہر اسکی معارضہ مین اہلسنت کہتی ہین کہ آپ نے اون امور کو جنکا دلائل قطعیہ سے اصلی اعتقادی ہونا پایہ ثبوت کو نہین پونہچا اصلی و اعتقادی اعتقاد کر رکہا ہی اور جیسا اعتقادی کا انکار مذموم ہی غیر اعتقادی کو واجب الاعتقاد اعتقاد کرنا ہی مذموم ہوگا تو اس تمام گذارش سے جو اجمالاً عرض کی ہی اہل فہم و انصاف سمجہہ سکتی ہین کہ ہم مین سے کونسا فریق عہدہ برا نہین ہوسکتا اور کس فریق کو دوسرے کی مقابلہ مین دشواری پیش آرہی ہے قو یہ ہر دو احتمال بجای خود نہین خدانخواستہ مجکو اپنی عقیدہ مین کسیطرح کا شک وریب نہین مین نے اپنے علم و عقل کے موافق اپنی مذہب کے حقیت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیا ہی اور یہہ محض دعوی لسانی ہی نہین بلکہ بفضلہ تعالی ثابت بہی کرسکتا ہون باینہمہ بفرض محال مثل شریک باری اگر اسکی خلاف حق ثابت ہو تو اوسکی تسلیم کرلنے مین کچہہ عذر نہین - اقول سبحان اللہ یہان تو ہماری حضرت مجیب مجتہد کیا بلکہ امام بن بیٹہی یا یہہ شور اشوری یا وہ بے نمکی - یا تو یہہ ارشاد تہا کہ مین محض فارسی خوان ہون اور لفظ مولوی کی اطلاق کو بہی سخریہ و استہزا سمجہتا ہون - یا یہہ کہ اپنی مذہب کی حقیت مین حق الیقین کا مرتبہ یہانتک حاصل کر لیا ہی کہ اوسکا حق الیقین ہونا اپنی خصم پر بہی محقق و ثابت کرسکتی ہین - پہر اس فضل و کمال پر اگر عوام و خواص شیعہ آپکی قدم لین اور آپ پر فدا ہون تو انکا فخر ہے - اور امام الشیعین اور فخر الاولین و الآخرین کے لقب سے ملقب کرین تو اونکو زیبا ہی - اب اس سے خیال فرمالیجیی کہ بندہ نے جو سابقاً عرض کیا تہا کہ سابقین سے سبقت کا قصد کیا جسپر آپ جہلا اوٹہی وہ کچہہ بیجا نہ تہا مگر مین حیران ہون کہ حصول مرتبہ حق الیقین کے ساتہہ یہہ جو آپنے قید لگا ئی ہی (اپنی علم و عقل کے موافق) اس قید کے کیا معنی ہین کیا مرتبہ حق الیقین مین بہی باعتبار علم اور عقل اشخاص کے تشکیک ہوتی ہے اس سے اہل خرد بخوبی سمجہہ سکتی ہین کہ آپ محض تخیلات و وہمیات کو مرتبہ حق الیقین مین

سمجھتی ہین یا آپ جانتی ہی نہین کہ حق الیقین کسکو کہتی ہین اور ظاہر ہی کہ حصول مرتبہ حق الیقین بطریق کشف
یا الہام یا تحدث یا استخارہ طاق و جفت کی تو نہوگا۔ کیونکہ نہ یہہ طریق یقین ہین اور نہ اپنی خصم پر مدعا کا
اثبات ممکن اور نیز نہ آپکو ان کی کسی مخبر صادق نے خبر دی نہ آپ پر وحی نازل ہوی اور علاوہ انکی اور
کوی طریق علم یقین کا ایسا حاصل نہین ہوا جو مثمر یقین کو ہو بجز اسکی کہ یہہ مرتبہ حق الیقین کا جو آپنی
اصولاً و فروعاً حاصل کیا ہی بعد استیفا ادلہ تفصیلیہ کے اونین نظر و استدلال سے اور بعد جستجو ادا ما یتوقف علیہ
الادلہ اور اونسی کماحقہ ماہر ہوکر حاصل کیا ہوگا کیونکہ تقلیداً اس مرتبہ کا حصول ممتنع ہی
اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہہ علوم آلیہ کے جاننی پر موقوف ہی اور نیز اسپر موقوف ہے
کہ کتاب اللہ کو بلا سلسلہ سند متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہو
اور نیز احادیث کو باسانید صحیحہ یاد کیا ہو حالات رجال سے آگہی ہو اور مطالب اصولیہ کتاب
سنت کی اور امر و نواہی عام و خاص و مؤول و مشترک و حقیقت و مجاز و ناسخ و منسوخ وغیرہ
کا واقف ہو اصول صحیحہ جامعہ اوسکی پاس موجود ہون اور اون کے ہر ایک موقع کا واقف ہو اور موارد
اجماع بھی محفوظ ہون جب یہہ امور حاصل ہونگی تو بطریق نظر و استدلال یقین باطن
مسائل کا حاصل ہوگا۔ لیکن آپ فرماتے ہین کہ محض فارسی خوان ہون نہ کتاب اللہ
کی سمجھ ہی جسپر دار و مدار اصول عقائد کا ہی بلکہ کتاب اللہ منقول متواتر تحریف سی
محفوظ شیعہ کے پاس موجود ہی نہین ہے اور جو موجود ہی وہ نہ متواتر شیعیان ثابت
ہی اور نہ حسب اعتقاد محدثین و مفسرین شیعہ تحریف سی خالی بلکہ متواتر محرف ہونا اوسکا روایات
سی محقق ہے اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ کتاب اللہ موجود متواتر غیر محرف ہی تو اون
اکابر بزرگان دین کی نسبت کیا فتوی دین گے جنہون نے بڑی شد و مد سی اسکو
محرف ثابت کیا ہی چنانچہ بحث تحریف مین مفصل اسکا ذکر آئیگا اور یہہ آپ جانتی ہین
کہ تکذیب کتاب اللہ اور انکار متواتر کیسا ہی - اور نہ حدیث سی آشنائی ہی اور ان کے
سمجھنی مین دوسرونکی محتاج ہین کہ وہ ترجمہ عبارت کرین اور آپ سمجھین خواہ غلط

ترجمہ کرین یا صحیح علاوہ ازین علوم آلیہ کی بہی تقریبًا ایسی ہی حالت ہوگی صرف ونحو سے بیخبری معانی وبیان وغیرہ سے ناواقفیت تو اس صورت مین تو آپکو صحت مذہب مین مرتبہ علم الیقین کا بہی حاصل نہین ہوسکتا ہی چہ جائیکہ مرتبہ حق الیقین کا جو بالاترین مراتب یقین ہی حاصل ہو۔ بہرکیف اگر دعوی محض فارسی خوانی کذب دروغ ہو اور یہہ سب مبادی مذکورہ آپکو مستحضر ہون تو غاتیہ سی غاتیہ آپکو صحت مسائل مین علم الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگا جو مرتبہ مجتہد ہی لیکن آپ مدعی حصول مرتبہ حق الیقین مین جو اعلے ترین مراتب سے ہی اور محسوسات وبدیہیات اولیہ سی بہی زیادہ اطمینان بخش ہے اور انبیاء وصدیقین کے مراتب سی ہے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ شاید دعوی نبوت یا امامت مکنون خاطر ہوگا مگر جیسا اجتماع محض فارسی خوانی کا اور اس مرتبہ کی حصول کا محال تہا اس سے زیادہ اجتماع کذب وحصول مرتبہ حق الیقین ممتنع ہی پس مین متحیر ہون + حضرت یا زمین پر تہی یا آسمان پر جا بیٹہی شاید فارسی خوانی اس غرض سے ظاہر کی ہوگی کہ اگر مناظرہ مین الزام کہا جائین تو کچہہ بہت ندامت دیدنا نہو۔ زیادہ سے زیادہ یہہ ہی مشہور ہو کہ ایک فارسی خوان تہا کیا ہوا جو الزام کہا گیا غرض اگر اس تحریر کو لحاظ کیا جاتا ہے تو محض فارسی خوانی کی ہی تصدیق ہوتی ہی بلکہ اس تحریر کی آپکی طرف منسوب ہونی مین ہی شک ہوتا ہی اور بہی کچہہ نہین تو دوسرونکی امداد ضرور ہوگی اور اگر ادعائے حق الیقین کو دیکہا جاوی تو قطع نظر اس سے کہ اس دعوی کو یہہ آپکی تحریر زبان حال سے مکذب ہی محض فارسی خوانی غلط ہوئے جاتی ہے ۔ ہم جہانتک اس تحریر مین بغور وتامل نظر کرتے ہین کہین اس عظیم القدر دعوی کا ثبوت نہین دیکہتی بلکہ ہر بحث سی اسکی نقیض کا ثبوت پیدا ہوتا ہی چنانچہ بعض مضامین سی جو ابحاث سابقہ کی ضمن مین مذکور ہوئی ثابت ہوتا ہی اور ابحاث آئندہ سی بخوبی ثابت ہوگا ۔ ہردو احتمالات کی تردید وتغلیط سے یہہ ثابت ہوا کہ آپکو تحقیق حق ہرگز

مدنظر نہین ہی کیونکہ احتمال اول تحقیق حق ہی دوسرے علاوہ ازین آخری فقرہ متضمن تعلیق بالمحال مزعوم باین ہمہ بفرض محال سے آخر تک اس مدعا کو آشکارا طور پر ثابت کر رہا ہی پہر معلوم نہین کہ انصاف وتحقیق حق کا حکم مصداق قولہ تعالیٰ اتامرون الناس بالبر دوسرے کی ہی لیئی ہے باین ہمہ عبارت آئندہ مین احتمال ثانی کو تسلیم کرلیا اور فرمایا بلکہ اصلی غرض فرقہ اہل سنت کی ہدایت عموماً اور اپنی شفیق کی خصوصاً الخ اور بندہ کے غرض تزویر وتسویل سے یہہ ہی تہی پس انکار احتمالین اس مناظرہ دالنے پر تعجب انگیز ہی قولہ اور تزویر وتسویل سے مجہکو کیا حاصل۔ مولوی مین نہین مسجد کا واعظ مین نہین مذہبی خدمت سی معاش مین حاصل نہین کرتا مرجع خلائق مین نہین کہ خواہ مخواہ دوکان جمانی کے لیئے ایسی باتین کرون پہر لوگون کو فریب مین پہسانے سی مجہکو کیا ظاہری فائدہ ہوگا ا قول معلوم نہین حضرت نے ان اشارات وکنایات کا مورد اپنی ذہن عالی مین کسکو قرار دیا ہی اور یہہ تعریضیات کسکی طرف راجع ہین۔ اگرچہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے اپنی علما واکابر ومقتدایان مذہب مجتہدین وغیرہ کو تو کاہیکو مراد رکہا ہوگا بندہ عاجز یا اوسکی دوسری ہم مذہب مراد ہونگی لیکن بفرض وتسلیم اگر ان تعریضیات کا اطلاق ہم پر مین وجہ ہی ہوسکیگا تو حضرات مجتہدین شیعہ جنمین یہہ سب اوصاف مع شئی زائد پائی جاتی ہین ان تعریضیات کی ساتہہ اولی واحق ہونگی بیت شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد * قطع نظر اس سی ہماری حضرت مجیب ہی تو برعم خود درجہ اجتہاد حاصل کرچکی ہین تو اور مرجع خلائق بنی۔ اور دوکان جمانی کے لیے کیا سر پر سینگ نکلتی ہین مذہبی خدمات سی معاش یون ہی پیدا کیجاتے ہی۔ قبلہ وکعبہ بننی کی دیر تہی کہ سب کچہہ موجود۔ مخالفین سے مناظرہ کر کے شہرت پیدا کی موافقین کو فتوی دیکی کنایۃً ادعای اجتہاد فرمایا پہر مجتہد بن بیٹہی پہر کیا تہا چراغ روشن مراد حاصل۔ ابھی حضرت آج ہی کیا تہا اس کشت کا ثمرہ آئندہ دیکہیگا۔ خدا نخواستہ

اہل سنت تو فریب مین آنے سے رہی ہان اپنے ہم مذہبون سنی تو توقع مفاد رکہنی چاہیے
اہل سنت کو تو اگر براہ تقیہ سنی بنکر فریب دیتے تو شاید کوئی شقی ازلی شامت کا مارا گمراہ
ہو جاتا چنانچہ حضرت کی بعض بزرگون نے ایسا کیا ہے۔ رشید الدین محمد بن علی بن
شہر آشوب سروی اپنے کتاب معالم العلماء مین جو اسوقت میرے سامنے موجود ہے
فرماتے ہین۔ ابو الحسن محمد بن ابراہیم بن یوسف الکاتب وکان علی الظاہر
یفتی علی مذہب الشافعی تقیۃ من کتبہ کشف القناع العدۃ الا ستعداد[1]
واس امر کو آپ خوب سمجھتے ہین کہ یہ بزرگ شافعیہ کا بہیس کیون بدلتے تہے۔ قولہ بلکہ اصلی
غرض فرقہ اہل سنت کی ہدایت عموماً اور اپنی شفیق کی جو اس مباحثہ مین واسطہ ہین اور محض انکی
خاطر سے یہ بحث شروع ہوئی ہے اونکی ہدایت خصوصاً اقول کاش آپ جانتے کہ آپ اپنی
اس غرض مین مخالف امام اور مرتکب حرام و عاصی و گنہگار بروی اپنی مذہب کے ہین اس سے
یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی مذہب کی کچھہ خبر نہین ہے لیجیئے ہم ہی تبلاتے ہین کیا
احسان مانیئگا علامہ مجلسی بحار مین نقل کرتے ہین اوسمین سے چند روایات نقل کرتا ہون
اونکو ملاحظہ فرمائیے۔ عن ابی النضر عن یحیی الحلبی عن ایوب بن الحر قال سمعت
اباعبد اللہ علیہ السلام یقول ان رجلا اتی ابی فقال انی رجل خصم اخاصم من احب
ان یدخل فی ہذا الامر فقال لہ ابی لا تخاصم احدا فان اللہ اذا اراد بعبد خیرا
نکت فی قلبہ حتی انہ لیبصر بہ الرجل منکم یشتہی لقائہ۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام

[1] ابو الحسن محمد بن ابراہیم بن یوسف کاتب ظاہر مین تقیہ کی طور پر شافعی مذہب کے موافق فتوی دیا کرتا تہا اوسکی تصانیف سے کشف القناع۔ عدۃ۔ استعداد ہین ۱۲

[2] مینی امام ابو عبد اللہ سے سنا وہ فرماتے تہے ایک شخص میرے والد کے پاس آیا اور کہا کہ مین بحث کرنیوالا ہون جسکو مین
پسند کرتا ہون کہ تشیع مین داخل ہو جاوے اوس سے بحث کرتا ہون میرے والد نے اوسکو فرمایا تو کسی سے نہ جہگڑ
کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ کے ساتہہ بہلا چاہتا ہے تو اوسکے دل مین نقطہ کردیتا ہے یہانتک کہ وہ اوسکی سبب تم مین سے جس کو دیکہتا ہے
اوسکی ملاقات کی خواہش کرتا ہے۔ ۱۲

[illegible]

قال لا تخاصموا الناس فان الناس لو استطاعوا ان یحبونا لاحبونا ان اللہ اخذ میثاق شیعتنا یوم اخذ میثاق النبیین فلا یزید فیہم احد ابدا ولا ینقص منہم احد ابدا — ابی عن صفوان وفضالۃ عن داود بن فرقد قال کان ابی یقول ما لکم وللناس انہ لا یدخل فی ھذا الامر الا من کتب اللہ لہ ان روایات سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس غرض سی جھگڑنا کہ لوگ اپنی مذہب سے پھر کر شیعہ بن جائیں منع اور ناجائز ہی پس اس سے آپ خیال فرمالیجیئے کہ آپنے جو اپنی غرض اس مباحثہ سی ٹھہرائی ہی وہ کسقدر ردی ہی اور چونکہ علت بہی عموم کو مقتضی ہے اور نیز سابقا بروایات معتبرہ ثابت ہو چکا ہی کہ ظہور امام آخر الزمان تک زمانہ تقیہ مستمر ہی تو یہہ نہی ائمہ گذشتہ کی زمانہ امامت پر ہی منحصر نہین ہو سکتی - علاوہ ازین اگر مباحثہ وگفتگو سے آپکی غرض اصلی یہہ ہی تہی تو اول غلطی یہہ کہائی کہ آپنے اپنی آپ کو محض فارسی خوان ظاہر کیا کیونکہ ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ جسکو علوم کتاب وسنت کی خبر نہین محض فارسی خوان ہی وہ کیونکر مطالب عالیہ کتاب وسنت کیطرف دوسرونکو ہدایت کر سکتا ہی بلکہ وہ مصداق اس مصرعہ کا ہی ؎ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند + معہذا اگر لفظ ہدایت سی ہدایت مزعوم مراد ہی تو حسب قول ؎ برعکس نہند نام زنگی کافور + تسمیۃ الشئ باسم ضدہ اور اگر ہدایت واقعی اور نفس الامری مراد ہی تو یہہ حضرت کا کام نہین - حق تعالے شانہ نے اپنی فضل وکرم سے اہل سنت کو متمسک بالثقلین اور متبع صحابہ کرام نجوم ہدایت فرما کر حقیقی ونفس الامری ہدایت پر ایسا مضبوط ومستحکم فرما رکہا ہے

سلہ امام ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہی فرمایا لوگون سی بحث ومباحثہ نکرو کیونکہ اگر ہمکو لوگ دوست رکہ سکتی تو بیشک دوست رکہتی اللہ تعالی نے جبدن انبیا سے عہد لیا تہا ہماری شیعون سی بہی عہد لیا تہا اب اونمین نہ کوئی زیادہ ہو سکتا ہی اور نہ کوئی کم ہو سکتا ہی ۱۲ سلہ میرا باپ کہتا تہا تمہین لوگون کو اپنی دین کیطرف بلانے سے کیا تعلق کیونکہ اس دین مین کوئی شخص سوا اوسکی جسکو خدا نے لکہہ دیا ہی داخل نہین ہو سکتا — ۱۲

کہ تشکیک شک سے تذبذب محال ہے۔ الحمد للہ الذی ہدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ہدانا اللہ ولہ الحمد فی الاولی والآخرہ قولہ شعر جو حضرت نے لکھا ہی شوخی طبع پر دال ہے اسکا جواب کیا لکھین مگر بات یہہ ہی کہ ہماری عجیب عالم وفاضل اور اہل علم کی نظر مآل پر ہوتی ہے دوراندیشی فرماکر اپنے نفس نفیس سے ہی مخاطب ہین اقول سبحان اللہ ابھی تو مین آپکی نزدیک گمنام تہا ابھی عالم وفاضل ہوگیا۔ خیر بہر کیف اگر نظر انصاف واقعی سے اس تحریر کو ملاحظہ فرمایگا تو واضح ہوجائیگا کہ اس شعر مین آپکا مخاطب آپ سے مخاطب ہی یا اپنے نفس سے ورنہ انصاف پسندان روزگار سے دریافت فرمالیجیگا۔ اس سی زیادہ اور کیا عرض کرین قولہ چشم ما روشن دل ماشاد تحریر فرمانا درست معلوم نہین ہوتا کیونکہ اگر اس مباحثہ سے آپکا دل شاد وچشم روشن ہوتی تو شروع ہی مین یہہ سخت کلامی نفرماتے بلکہ نہایت نرمی وملائمت واخلاق سے پیش آتے اقول کسیقدر سخت کلامی اگر کی گئی ہے تو صرف حضرت کی تعریضات کے مقابلہ مین کی گئی ہی وبس۔ اگر آپ اسکی بنیاد نہ باندہتی تو بندہ سے بہی کوئی کلمہ ثقیل نہ سنتی۔ معہذا مخالفین کے مقابلہ مین ہر جگہ نرمی وملائمت واخلاق اپنی چشم روشن ودل شاد ہونے کو مستلزم نہین ہے بلکہ بعض مواقع مین غلظت وشدت محمود ہوتی ہے تو یہہ تفریع غلط ہی۔ ہان اگر بجای اسکی یہہ فرماتے کہ ہمکو تحقیق حق مد نظر نہین ہی (چنانچہ ابہی صاف انکار کرچکی تہے) تو چشم ما روشن دل ماشاد فرمانا درست معلوم نہین ہوتا تو بجا تہا کیونکہ چشم کا روشن اور دل کا شاد ہونا تو تحقیق حق پر مترتب تہا اور جب وہی جاتا رہا تو یہہ ہی درست نہوا۔ لیکن مشکل یہہ ہی کہ اگر تحقیق حق سے انکار کرین تو کیونکر کرین کہ صریح خلاف انصاف ہی۔ اور اگر اقرار کرین توکسطرح کرین کہ مستلزم تشکیک فی المذہب کو ہی۔ خیر حسب موقع اقرار یا انکار جو مناسب ہوتا ہی وہ کرتے ہین قال الفاضل المجیب قولہ پہلی مناسب خیال کیا کہ چندی اپنے وقت

گرانمایہ کو اسمین صرف کرون کہ احدی التحسینین سے خالی نہوگا۔ اقول۔ مباحثہ مذہبی کیا ایسا خفیف کام ہی کہ اوسمین وقت صرف کرنیکو وقت گرانمایہ کہا جائے اگر غور فرمائیے تو یہہ اعلے درجہ کی عبادت ہی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اس سے صاف مثل روز روشن ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت میر صاحب اپنی مذہبیات کے کوچہ سے بالکل نابلد ہین جہانتک روایات شیعہ مین غور کیا جاتا ہے اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ جدال و مباحثہ کرنا حرام اور خلاف اللہ و رسول صلعم و ائمہ ؑ کے ہی بلکہ مباحثہ کرنا دین سے نکلتا اور رسول صلعم کی زبانی بشہادت ائمہ ؑ ملعون ہوتا ہے چنانچہ کچھہ روایات معتبرہ سابقاً مذکور ہوچکی ہین اور کسیقدر اب معروض ہونگی تو معلوم نہین ہماری مجیب لبیب مباحثہ کو کس بنیاد پر اعلی درجہ کی عبادت قرار دیتے ہین اور کیون ہمپر معترض ہین۔ مگر ہان اگر ملعون ہونا اور خدا و رسول صلعم و ائمہ ؑ کے خلاف کام کرنا اور دین سے خارج ہونا ہی حضرت مجیب کی نزدیک اعلی درجہ کی عبادت ہو تو مضایقہ نہین تو اس صورت مین خوارج نہروان و نواصب شام کو بہی مژدہ فتح سنا دین روایات سنیے آپکے علامہ مجلسی بحار مین تخریج فرماتے ہین اوسمین سے ملتقطاً چند روایات نقل کرتا ہون

باسنادہ التمیمی عن الرضا عن ابائہ عن علی[1] علیہم السلام قال لعن اللہ الذین یجادلون فی دینہ اولئک ملعونون علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس حدیث سے مناظرہ کرنے والونکا ملعون ہونا بعبارت النص ثابت ہے

عن ابی[2] عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق انہ قال لاصحابہ اسمعوا منی کلاما ھو خیر لکم من الدھم الموقفہ لا یمارین احد کم سفیہا ولا حلیما فانہ من ماری

ؔ[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی فرمایا اونپر خدا لعنت کرے جو خدا کے دین مین جھگڑا کرتے ہین یہہ لوگ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی ملعون ہین۔ [2] امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے یارون سے فرمایا کہ میری بات سنو جو تمہارے لیے (تہان پر) کہڑے ہوئے مشکی گہوڑون سے بہتر ہے تم مین سے کوئی نہ کسی سفیہ سے جہگڑے اور نہ کسی حلیم سے ۔۱۲۔

دین مین مباحثہ مذہبی حرام ہے

حلیماً[1] اقصاہ ومن ماری سفیھا ارداہ اس حدیث سے علی العموم مباحثہ کی ممانعت ثابت ہوئی کیونکہ لا یماری مین فعل منفی ہے اوسکا فاعل ومفعول دونو نکرہ واقع ہوئی ہین اور قاعدہ ہے کہ نکرہ سیاق نفی مین عموم وشمول کا فائدہ دیا کرتا ہی تو کسی شخص کو کسیکی ساتھہ مباحثہ کرنا جائز نہوا۔ عن ابی عبد اللہ[2] ع قال یھلک اصحاب الکلام و ینجو المسلمین ان المسلمین ھم النجباء سمعت اباعبد اللہ[3] یقول لاتخاصموا الناس لدینکم فان المخاصمۃ ممرضۃ للقلب۔ سمعت اباجعفر[4] ع یقول انما شیعتنا الخرس۔ قال امیر المؤمنین[5] ع ایاکم والجدال فانہا یورث الشک فی دین اللہ سمعت ابی عبد اللہ[6] ع یقول متکلموا ھذہ العصابۃ من شرار من ھم منھم اس باب مین جسقدر روایات وارد ہوئی ہین اگر اونکا استیفا کیا جاوے اور بسط کے ساتھہ اون پر بحث کیجاوے تو ایک کتاب جداگانہ تیار ہو اسلیئے ہم صرف ایک قول فیصل پر اکتفا کرتے ہین جو امام جعفر صادق ع سے علامہ مجلسی نے نقل کیا ہے اور چونکہ عبارت بہت طویل ہے اسلیئے ملتقطاً نقل کرتے ہین عن ابی محمد العسکری[7] ع قال ذکر عند الصادق ع الجدال فی الدین و ان رسول اللہ ص والائمۃ المعصومون قد نھوا عنہ فقال الصادق ع لم ینہ عنہ مطلقاً لکنہ نھی عن الجدال بغیر التی ہی احسن اما تسمعون اللہ یقول ولا تجادلوا اھل الکتاب

---

[1] کیونکہ جو حلیم سے مباحثہ کریگا وہ اوسکو حق سے دور کریگا اور جو کسی سفیہ سے جھگڑیگا وہ اوسکو ہلاک کر دیگا۔۱۲ [2] امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کلام کی گفتگو کرنے والے ہلاک ہونگی اور مسلمان نجات پا جاینگے بے شک مسلمان ہی نجات یافتہ ہین ۱۲ [3] مینے امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھی اپنی دین کیے معاملہ مین لوگونسے نہ جھگڑو کیونکہ جھگڑا دل کو بیمار کرنیوالا ہی [4] مینے امام ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے فرماتے تھی ہماری شیعہ صرف گونگی ہین ۱۲۔ [5] امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی آپکو جھگڑے سے بچاو کیونکہ وہ اللہ دین مین شک پیدا کرتا ہی ۱۲ [6] مینے امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھی اس گروہ میکے متکلمین سب سے بدتر ہین [7] امام عسکری فرماتے ہین کہ امام جعفر صادق رض کیخدمت مین دین مین بحث ومباحثہ کرنے کا ذکر ہوا اور یہہ کہ رسول اللہ صلعم نے اور ائمہ معصومین نے اسکی ممانعت فرمائی ہی فرمایا کہ اسکی مطلقاً ممانعت نہین فرمائی لیکن اوس مباحثہ کی ممانعت کی ہی جو بغیر عمدہ طریقہ کی ہو کیا تم نہین سنتی خدا تعالی فرماتا ہے اہل کتاب سے بجز عمدہ طریق کی

الا بالتی هی احسن وقوله تعالی ادع الی سبیل ربک الخ فالجدال بالتی هی احسن قد قرنه
العلماء بالدین والجدال بغیر التی هی احسن محرم وحرمه الله تعالی علی شیعتنا قیل یا ابن
رسول الله فما الجدال بالتی هی احسن والتی لیس باحسن قال اما الجدال بغیر التی هی احسن
ان تجادل مبطلاً فیورد علیک باطلا فلا ترده بحجة قد نصبها الله ولکن تجحد قوله او تجحد
حقاً یرید ذلک المبطل ان یعین به باطله فتجحد ذلک مخافة ان یکون له علیک فیه حجة
لانک لا تدری کیف المخلص منه فذلک حرام علی شیعتنا ان یصیروا فتنة علی ضعفاء
اخوانهم وعلی المبطلین اما المبطلون فیجعلون ضعف الضعیف منکم اذا تعاطی
مجادلته وضعف فی یده حجة له علی باطله واما الضعفاء منکم فتغتم قلوبهم لما یرون
من ضعف المحق فی ید المبطل واما الجدال التی هی احسن فهو ما امر الله تعالی به نبیه ان یجادل
به من جحد البعث بعد الموت واحیائه فقال حاکیاً عنه وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ
مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ فقال الله فی الرد علیه قُلْ یا محمد يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ الخ فهذا الجدال
بالتی هی احسن لان فیها قطع عذر الکافرین وازالة شبهتهم واما الجدال بغیر التی هی احسن

ے نہ جھگڑو اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے پروردگار کے رستہ کیطرف دعوت کر الخ پس اس مباحثہ کو جو عمدہ طریق سے
دین سے متعلق کیا ہے اور وہ جدال و مناظرہ جو عمدہ طریق سے نہ ہو حرام ہے اوسکو اللہ نے ہمارے شیعوں پر حرام فرمایا ہے کسی نے پوچھا اے رسول اللہ کے فرزند کونسا مباحثہ عمدہ طریقہ والا ہے
اور کونسا مباحثہ بدون عمدہ طریقہ کے ہے فرمایا بغیر عمدہ طریقہ کے مباحثہ تو یہ ہے کہ تو کسی اہل باطل سے مناظرہ کرے اور وہ تجھے باطل پیش کرے اور تو اوس حجت کی رو سے
جو خدا تعالی نے قائم کی ہے اسکو رد نہ کر سکے لیکن تو اوسکے قول کا انکار کرے یا اوس حق کا جسکے سبب سے وہ مبطل اپنے باطل کی اعانت و تقویت چاہتا ہے منکر
ہو جاے اس خوف سے کہ مبادا تجھ پر اوسکی حجت قائم ہو جاے اوس حق کا بھی انکار کر دیوے کیونکہ اوس سے خلاصی کی راہ تو نہیں جانتا ہے تو یہ ہمارے شیعوں کے
لیے حرام ہے کہ اپنے ضعیف بھائیوں اور اہل باطل کے حق میں فتنہ بنیں کیونکہ جب اہل باطل سے مناظرہ کریگا اور اوسکے مناظرہ کے نتیجہ میں خستگی ہوگا تو وہ تمہارے اس خستگی کو
اپنے باطل کے حقیقت پر حجت قرار دینگے اور ضعفاء شیعہ جب مبطل کے پنجہ میں اہل حق کو خستہ حالت میں دیکھینگے تو انکا دل اوداس ہوگا اور عمدہ طریقہ
کا مباحثہ وہ ہے جسکا خدا نے اپنے نبی کو حکم فرمایا کہ منکرین حشر سے مناظرہ کرے وہ کہتے تھے کہ پرانے ہڈیوں کو کون جلایگا فرمایا اے محمد تو کہہ انکو وہ
جلائیگا جسنے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا تو یہ جدال و مناظرہ عمدہ طریقہ کا ہے کیونکہ اسمیں کافروں کی عذر کا قطع اور انکی شبہ کا رفع ہے اور مباحثہ بغیر عمدہ طریقہ کا یہ ہے

بان تجحد حقا لا يمكنك ان تفرق بينه وبين باطل من تجادل وانما تدفعه عن باطله بان
تجحد الحق فهذا هو المحرم لانك مثله تجحد هو حقا وجحدت انت حقا آخر - انتهى قطع نظر
تعارض اون روایات سی جو اِس بارہ مین وارد ہوئی ہین اِس قول فیصل سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ
مباحثہ کرنا سوای انبیاء اور ائمہ کے دوسری شخص کا کام نہین ہے بلکہ دوسرونکو ناجائز
وحرام ہی کیونکہ سوای انبیا و ائمہ کے کوئی شخص حجت منصوب من اللہ کو نہین پہچان سکتا
اور نہ ضعفاء اخوان یا مبطلین کے حق مین فتنہ ہونے سے بچ سکتا ہے علی الخصوص
ایسا شخص جسکو اپنی مذہبیات کی بہی پوری واقفیت نہو اور محض فارسی خوان ہی ہو تو
اوسکی حق مین مناظرہ کرنا بموجب اس قول فیصل کے بیشک حرام ہوگا - اب دل چاہتا ہی
کہ اِس باب مین علامہ مجلسی کی تحقیق نقل کرون - اہل انصاف اوسکو بہی ملاحظہ فرمائین اور
ہماری محبیب کی واقفیت مذہب کی داد دین - ویظهر من الاخبار ان المذموم
منه هو ما كان الغرض فيه الغلبة والظهار الكمال والفخر اوالتعصب وترويج
الباطل واما ما كان لاظهار الحق ورفع الباطل ودفع الشبهة عن الدين
وارشاد المضلين فهو من اعظم اركان الدين لكن التميز بينهما فى غاية الصعوبة
والاشكال وكثيرا ما يشبه احدهما بالآخر فى بادى النظر والنفس فيه تسويلات
خفية لا يمكن التخلص منها الا بفضله تعالى - علامہ کی اس تحقیق مین بہی ہم بحث سے
اغماض کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے بہی محبیب جیسی متکلمین کے لیے مناظرہ کا

ا‌ے کہ تو ایسی حق کا انکار کری کہ تجکو اوسمین و خصم کے باطل مین فرق و امتیاز نہو اور وسکی باطل کو حق کا انکار کرکی دفع کری تو یہہ مباحثہ حرام ہی
کیونکہ اِس صورت مین تو بہی مثل اہل باطل کے ہی کہ اوسنی ایک حق کا انکار کیا اور تو نے دوسری حق کا انکار کیا ۱۲ ۲ے احادیث سی ظاہر ہوتا ہی کہ برا
مباحثہ وہی ہی جسمین غلبہ و کمال کا اظہار و فخر اور حق کے جانب داری یا باطل کی ترویج مقصود ہو اور جس مباحثہ مین حق کا اظہار و باطل کا رفع اور دین سے
شبہ کا ازالہ اور گمراہونکی رہنمائی ہو تو وہ دین کے اعظم ارکان مین سے ہی لیکن ان دونون مین تمیز و تفرقہ نہایت سخت دشوار اور مشکل ہی بسا اوقات
بادی النظر مین ایک دوسرے کی ساتھ مشتبہ ہو جاتا ہی اور اسمین نفس اوسکی ایسی چہپی وسوسے ہین کہ سوا اللہ تعالے کے فضل کے اونسی خلاصی ممکن نہین ۱۲

عبادت نہونا بلکہ حرام اور مستوجب لعن ہونا ثابت ہوتا ہی پہر اب ہماری محبیب بِللہ ذرا انصاف سے فرمائین کیا اعلیٰ درجہ کی عبادت ایسی ہے امور ہوتے ہین۔ علاوہ ازین اگرچہ مباحثہ مذہبی خفیف کام نہو تاہم اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ کوئی مذہبی کام اس سے بڑہکر نہو بلکہ بہت سے مذہبی امور اس سے بدرجہا بہتر و برتر ہونگی علے الخصوص ایسی حالت مین جبکہ چندان ضروری یا مفید نہو اور مخالفین کے راہ یابی کی توقع نہو تو ایسے وقت مین جو شخص دوسری امور مذہبیہ عالیہ مین مشغول ہوگا وہ بیشک مباحثہ مین اپنے وقت کے صرف کرنے کو وقت گرانمایہ کہیگا فقط اس اخیر فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو تحقیق حق وابطال باطل منظور نہین بلکہ اپنے رہائی یا مخالف کے مغلوبیت اصلی غرض ہے اور انشاء اللہ تعالے انہین سے کوئی غرض بہی حاصل شدنی نہین ہے اقول جب آپکی نزدیک تحقیق حق مستلزم شک فے المذہب کو ہی تو واقعی مجکو تحقیق حق منظور نہین کیونکہ بفضل اللہ تعالے ورحمتہ محبکو اپنی مذہب کی صحت وحقیت مین کسی نوع کا شک وریب نہین ہان ابطال باطل ومغلوبیت مخالف ہی مقصود ہی جو انشاء اللہ تعالے علی الرغم ہمکو حاصل ہے شعر مستعد لیلائی دین تداینت + وائ غریم فی التقاضی غریمہا

قال الفاضل المحبیب۔ قولہ۔ پس واضح ہو کہ اگرچہ فیمابین اہل سنت وجماعت وشیعہ اثنا عشریہ کے بہت سی مسائل اصول و فروع مین مخالفت ہی لیکن مبنی معظم اختلاف کا یہہ ہی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین علے الخصوص خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اہل سنت تمام امت سے باعتبار رتبہ اعلیٰ وافضل اور ایمان مین اثبت واکمل اعتقاد کرتے ہین۔ اقول۔ اصل اختلافی مسئلہ اور مبنی معظم اختلاف کا ماخذ مسائل دین وایمان ہی بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امامیہ کل اصول و فروع کو اہل بیت طاہرین سے کہ بموجب حدیث متفق علیہ مثل اہل بیتی کسفینۃ نوح الخ سفینہ نجات ہین اور بموافق حدیث متفق علیہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی الخ انکا حکم ہرگز

حکم خدا سے جدا نہین ہو سکتا اور صحابہ ہی انکی ہی تمسک کے مامور تھی ماخوذ کرتے ہین
اور اہل سنت صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کو ماخذ اپنی دین اور ایمان کا ٹھہراتے ہین اگرچہ
بعض اُن مین سے ناصبین عداوت اہل بیت طاہرین اور قاتلین ذریۃ سید المرسلین اور مارقین
اور قاسطین و ناکثین سے ہون۔ جیسا کہ ملاحظہ رواۃ صحاح اور غیر صحاح اہل سنت سے ظاہر ہی
پس حضرت مجیب نے جو مبنی اختلاف کا معاملہ صحابہ ٹھہرایا ہے بجای خود معلوم نہین ہوتا
کیونکہ اگر بفرض محال مثل شریک باری سب صحابہ عدول ہی ٹھہر جائین اور برخلاف احادیث
کثیرہ مثل حدیث حوض وغیرہ اور بیسیکڑون دلائل عقلیہ و نقلیہ کے جسمین کتب ضخیمہ تصنیف ہو چکی ہین
کل صحابہ کا ناجی ہونا ہی ثابت ہو جائے تو اس سے ماخذ مسائل اصولیہ و فروعیہ ہونا اونکا ثابت
نہوگا اسلیئے کہ عدم عصمت انکی اتفاقی بین الامت ہی اور شیعون کے نزدیک بلکہ ہر عقلمند کے
نزدیک بجز اہلبیت معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کوئی ماخذ اصول و فروع نہین ہوسکتا
پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ مبنی معظم اختلاف کا یہہ ہی مسئلہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہی اس اختلاف
کثیر کا مبنی ہی جیسا کہ بندہ پہلے عرض کرچکا ہی **یقول العبد الفقیر اے مولاہ**
دانشمندان روزگار اور منصفان تہری و امصار کو صلاے عام ہے کہ ذرا اس بحث کو بنظر
غور و تامل ملاحظہ فرماکر ہماری مجیب کے انصاف و تحقیق حق اور مناظرہ دانی و اجتہاد مطلق کی داد دین میر صاحب کے
نزدیک مسئلہ امامت کے معظم خلافیات ہونے پر بندہ نے عرض کیا تہا کہ اسم الخلافیات اور
منبی معظم اختلافات کا معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً اور خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم خصوصاً ہی
کہ اہل سنت انکو تمام امت مین افضل اعتقاد کرتے ہین اور شیعہ بدتر از کفار و منافقین سمجھتے ہین
اور اختلاف مسئلہ امامت بہی اسی اصل سے ناشی ہے۔ بجواب اسکی مسئلہ امامت کی مبنی
معظم خلافیات ہونے کی تائید مین ہماری حضرت فاضل مجیب نے باین خلاصہ ارشاد فرمایا
کہ اصل خلافی مسئلہ اور مبنی معظم اختلاف کا ماخذ مسائل دین و ایمان ہی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
امامیہ کل اصول و فروع کو بموجب ارشاد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اہل بیت طاہرین سے

لیتی ہین اور اہل سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو ماخذ اپنے دین وایمان کا ٹہراتی ہین اگرچہ بعض اونمین سے ناصبین عداوت اہلبیت طاہرین اور قاتلین ذریتہ سید المرسلین اور مارقین اور قاسطین اور ناکثین سے ہون - پس حضرت مجیب نے جو مبنی اختلاف کا معاملہ صحابہ ٹہرایا ہی بجا ہی خود معلوم نہین ہوتا - کیونکہ اگر بفرض محال سب صحابہ عدول ٹہرجاوین تواس سے بوجہ اسکی کہ اونکی عدم عصمت اتفاقی ہی ماخذ مسائل اصولیہ وفروعیہ ہونا اونکا ثابتہ نہوگا - پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ مبنی معظم اختلافات کا معاملہ صحابہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہے اس اختلاف کثیر کا مبنی ہی - ای حضرات خدا کے لیئے ذرا حضرت مجیب کی اس جواب کو ملاحظہ فرمائین کہ اس سے بندہ کے معروض کی تسلیم وتائید ہوتی ہے یا تغلیط وتردید اب سنیئے کہ فاضل مجیب فرماتے ہین کہ ماخذ مسائل دین شیعہ کے نزدیک ذریتہ طاہرین ہین اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ رض وغیرہ ہین تو اگر اس تقابل سے حضرت مجیب کی یہہ غرض ہے کہ اہل سنت ذریتہ طاہرین کو ماخذ دین نہین اعتقاد کرتے تو بداہتہ غلط اور محض افترا ہی کیونکہ قضیہ کلیہ الصحابۃ کلہم عدول جزئیات ذریتہ طاہرہ کو بہی شامل ہی اور اہل سنت کی کتب صحاح وغیرہ روایات اہلبیت رض سے مملو ومشحون ہین اور اونکی فضائل ومحامد سے مشرف ومزین ہین اور مجتہدین اہل سنت کا علم غالبًا ماخوذ اہل بیت ہی سے ہی - اہل سنت کے بزرگان طریقت خوشہ چین مواہب اہلبیت کے ہین ہان دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم صفت مقتدائیت اور ماخذیت مین اہل سنت کے نزدیک بحکم حدیث متفق علیہ اصحابی کالنجوم الخ شریک اہل بیت ہین اور اگر اس تقابل سے حضرت مجیب کے غرض انتقار ماخذیت اہلبیت عند اہل السنۃ نہین ہے توجۃ الوفاق اس صورت مین حاصل یہہ ہوا کہ اہلبیت باتفاق فریقین ماخذ دین ہین اور صحابہ رضو علی الاختلاف - اہلسنت اونکو بہی ایسی کہ وہ مصداق کنتم خیر امتہ ہین - ماخذ دین قرار دیتی ہین - اور شیعہ اونکو ماخذ مسائل دین نہین ٹہراتے اور شر امت اعتقاد کرتے ہین -

اہلبیت دونوں کے نزدیک ماخذ دین ہین اہل سنت صحابہ کو بھی ماخذ دین مانتے ہین

اور اسکی وجہ کلام سے صاف ظاہر ہی کہ بعض اومنین سے بزعم شیعہ ناصبین عداوت اور قاتلین
اور مارقین اور قاسطین اور ناکثین ہین اور بفرض محال مثل شریک باری اگر کل صحابہ عدول
ٹہر جاوین تو عدم عصمت اتفاقیہ مانع ماخذیت ہی۔ تو اس سے کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوا
کہ دارمدار اختلاف ماخذیت کا خیریت اور شریت صحابہ رضہ پر ہی۔ اور جب ماخذیت صحابہ کی اختلاف
کی علت خیریت اور شریت اور افضلیت اور انقصیت صحابہ رضہ ہوئی تو فرمائیے اس وقت
اصل مبنی اختلافات معاملہ صحابہ کا جو بندہ نے عرض کیا تہا ہوا یا نہوا اور اس جواب سے
بندہ کی گذارش کی تائید و تقویت ہوئی کہ نہولی۔ مسلمنا مبنی معظم خلافیات کا ماخذیت صحابہ رضہ
واہلبیت رضہ ہی سہی لیکن اس سے مسئلہ امامت کا مبنی ہونا کسیطرح ثابت نہین ہوتا
اس سے صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ مبنی معظم خلافیات کا ماخذیت ہی اور مسئلہ امامت
بہی اسی اصل سے ناشی ہے تو آخری تفریع جو بطور نتیجہ مقدمات و دلائل سابقہ کے
ذکر کی ہے۔ پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ مبنی معظم اختلاف کا یہہ مسئلہ ہو بلکہ مسئلہ امامت
ہی اس اختلاف کثیرہ کا مبنی ہے غلط اور غیر مربوط اور دعوی بے دلیل رہی۔ خوش گفت
ع۔ مین الزام اوسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا۔ چونکہ اس جگہہ ہماری حضرت مجیب نے
ماخذیت واہلبیت رضہ وصحابہ رضہ کا ذکر فرمایا اور بہت غلطیان کہائین اور حق سے بمراحل دور
ہوگئی ہیں اسیقدر اسکا بیان بہی واجب ہوا۔ پس واضح ہو کہ نفس الاصل ماخذ دین وایمان
ذات بابرکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسقدر دین ہے وہ ماخوذ مشکوۃ نبوت سے
ہی وبس اور واسطہ تبلیغ دین مین اللہ تعالے کے والا مت رسول ہی ہوتا ہی اور علاوہ رسول کے
جسقدر ائمہ امت ہین وہ سب محتاج تبلیغ رسول ہین اور مکلفین ومبلغین اور فی الحقیقت
متبع اور آخذین دین ہین۔ نہ متبوع اصلی کیونکہ اگر انکو ماخذ اصلی دین کا قرار دیا جاویگا تو انکا
خلیفہ ہونا باطل ہوگا اور نبی ہونا لازم آویگا اور یہہ باتفاق فریقین باطل ہے۔ حسب مذہب
اہل سنت تو اسکا بطلان بدیہی ہے۔ اور شیعہ اگرچہ ائمہ کو انبیا علیہم السلام کے

خواص ولوازم مین شریک کرتے ہین جو اُنکی نبوت کو مستلزم ہے بلکہ انبیاء سے رتبہ مین بڑہاتے ہین ۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو تمام انبیاء سے سوای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف عقل ونقل افضل عقاد کرتی ہین شیخ مفید اپنے رسالہ تفضیل امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین فرماتے ہین ۔ اختلف الشیعۃ فی ہذہ المسئلۃ فقالت الجارودیۃ انہ کان علیہ السلام افضل من کافۃ الصحابۃ فاما غیرہم فلا نقطع علی فضلہ علی کافتہم وبدّعوا من سوی بینہ وبین من سلف او فضلہ او شك فی ذلك وقطعوا علی فضل الانبیاء علیہم السلام کلہم علیہ واختلف اہل الامامۃ فی ہذا الباب فقال کثیر من متکلمیہم ان الانبیاء علیہم السلام افضل منہ علی القطع والثبات وقال جمہور اہل الاثار منہم والنقل والفقہ بالروایات وطبقۃ من المتکلمین منہم واصحاب الحجاج انہ علیہ السلام افضل من کافۃ البشر سوی رسول اللہ محمد بن عبد اللہ صلوات اللہ علیہ فانہ افضل منہ ووقف منہم نفر قلیل فی ہذا الباب فقالوا لسنا نعلم اکان افضل من سلف من الانبیاء او کان مساویا لہم او دونہم فیما یستحق بہ الثواب فاما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ محمد بن عبد اللہ فکان افضل منہ علی غیر ارتیاب وقال فریق منہم اخر ان امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ افضل البشر سوی اولی العزم من الرسل فانہم افضل منہ عند اللہ ۔ اور سی بالہین سے بقد

ف مسئلہ تفضیل مین شیعہ باہم مختلف ہین جارودیہ کہتی ہین کہ حضرت علیؓ تمام صحابہ رضا سے تو بیشک افضل ہین ۔ لیکن سوای صحابہ رضا کی سب سے افضل ہونے کا ہم یقین نہین کر سکتی اور انکو بدعتی کہتے جنہون نے گذشتہ لوگونکی حضرت امیر کو برابر کہا یا حضرت کو بڑہایا یا اسمین متردد ہی لیکن جارودیہ حضرت امیر سی تمام انبیاء کو یقیناً افضل کہتے ہین اور امیہ بھی اس باب مین مختلف ہوئی بہت سی متکلمین امامیہ کہتی ہین کہ انبیاءؑ حضرتؐ سی قطعاً و یقیناً افضل ہین اور جمہور اہل اخبار و حدیث اور فقہا اور متکلمین اور اہل بحث کہتی ہین کہ حضرت سب سے سوا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام آدمیون سی افضل ہین لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے افضل ہین اور تہوڑی سے لوگون نے اس باب مین توقف کیا ہی اور کہا ہی کہ ہم نہین جانتے کہ حضرت امیرؓ انبیاء گذشتہ سے باعتبار ثواب استحقاق ثواب کے افضل ہین یا برابر یا کم لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے بیشک و شبہ افضل ہین اور امیہ مین سے ایک فریق کہتا ہی کہ حضرت امیر افضل البشر ہین سوا رسل اولوالعزم کی وہ خدا کی نزدیک حضرت امیر رضی اللہ عنہ سی افضل ہین

آگے پڑیکہ یہہ روایت لکھی ہے وقولہ علیہ السلام وقد سئل عن امیر المؤمنین ما کان منزلتہ من النبی علیہ وآلہ السلام قال لم یکن بینہ وبینہ فضل سوی الرسالۃ التی اوردھا - وجاء مثل ذلك بعینہ عن ابیہ عن جعفر وابی الحسن وابی محمد العسکری علیہ السلام - اس سے صاف ظاہر ہے کہ بجز وصف رسالت کے جناب امیر رضا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی وصف زائد نہین جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر استدلال کیا جاوے اور اس سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہی کہ دوسری مدارج صفات جنپر فضل کلی کا وارد ار ہے مثلاً کثرت ثواب وقرب من اللہ تعالے وغیرہ مین جناب امیر اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہین تو کم بہی نہین اور آیت مباہلہ وانفسنا وانفسکم حسب ادعا شیعہ خود مستلزم مساوات ہی اور وصف رسالت خود مستلزم افضلیت کو نہین کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے - کہ فضیلت نبوت ورسالت رسل وانبیا سابقین کے لئے بہی حاصل تہی لیکن باوجود اسکی جناب امیر رضا اونسی باعتبار دوسری صفات کے افضل ہین تو معلوم ہوا کہ رسالت مستلزم فضلیت کو نہین - بلکہ مرتبہ امامت مرتبہ رسالت اور خلت اور کلیمیت وروحانیت سے افضل ہے اور اگر ہم اس سے بہی ترقی کرین اور اصول وروایات شیعہ پر جناب امیر کی افضلیت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہی مدعی ہون تو بیجا ہے کیونکہ علاوہ اون فضائل کے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امین پائی جاتے ہین جنہین جناب امیر کو شرکت اور مساوات ہے بہت سے فضائل جناب امیر مین ایسی موجود ہین جنسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم محروم ہین - جو شجاعت اور سخاوت اور فصاحت وبلاغت جناب امیر کو حاصل ہے وہ کسی فرد بشر کو حاصل نہین ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا بجا کلام مجید مین عتاب ہوا اور جناب امیر کی نسبت بجز مدح کے اور کچھہ وارد نہین ہوا اور ظاہر ہے کہ غیر معاتب معاتب سے افضل ہے - ان سب سے

ل امام رضی اللہ عنہ سے کسینے پوچھا کہ جناب امیر رضا کا مرتبہ بنسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر تہا فرمایا بجز رسالت کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تہی اور کچھہ زیادتی نہ تہی - ۱۲

پڑتکر یہہ ہی کہ اگر حسب روایات شیعہ جناب امیر کی افضلیت کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
نصاً او عاکرین تو ممکن ہی۔ قل[۱] ہل یستوی الاعمیٰ والبصیر ام ہل تستوی الظلمات والنور
حق تعالے شانہ ارشاد فرماتا ہی جس سے صاف واضح ہی کہ نور ظلمت سے افضل ہی اور شیعہ کی روایات
سے ثابت ہے کہ معاذ اللہ رسول[۲] اللہ ظلمت ہین اور جناب امیر نور ہین۔ علامہ مجلسی بحار مین ابو نصر
ابن قابوس سے اور وہ امام صادق رض سے روایت کرتا ہی قال[۳] السواد الذی فی القمر محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تفسیر صافی مین بذیل تفسیر آیت فالذین آمنوا بہ وعزروہ
ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون لکھا ہی والعیاشی عن الباقر ع[۴]
النور علی وفی الکافی[۵] عن الصادق ع النور فی ہذا الموضع علی والائمہ علاوہ ازین اور بہت سے
ایسی فضائل ہین جو جناب امیر کے ساتھہ ہی مخصوص ہین اور ذات بابرکات جناب سرور
کائنات کے اون سے خالی ہی جنکی تفصیل مین مستقل جداگانہ رسالہ تالیف ہو تو اس سے
معلوم ہوا کہ بروایات شیعہ جناب امیر کافہ بشر سے بلا استثنا افضل ہین چنانچہ یہہ
مدعا حدیث متواتر المعنی سے جسکو شیخ فقیہ ابو محمد جعفر بن احمد بن علی القمی نزیل ری نے اپنی رسالہ
نوادر الاثر لعلی خیر البشر مین جو اسوقت میرے روبرو کہلا ہوا رکہا ہی روایت کیا ہی الفاظ وا
اسطرح ہین حدثنا ابو محمد ہرون بن موسے التلعکبری قال حدثنی احمد بن محمد بن سعید قال حدثنی محمد بن
عبید عتبۃ الکندی قال حدثنی عبد الرحمن بن یزید عن ابیہ عن الاعمش عن
عاصم بن عمر عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ علی خیر البشر
من شك فیہ فقد کفر۔ لیکن باوجود ان سب امور کے خلیفہ و نائب نبی ہی کہتے ہین
نبی و رسول نہین کہتے قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مین بذیل ذکر محمد بن علی

---

۱ تو کہہ کیا نابینا اور بینا برابر ہین یا تیرگی اور نور برابر ہین ۱۲ ۲ امام صادق ع نے فرمایا کہ چاند مین کی سیاہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین ۱۲ ۳ امام باقر سے مروی ہی کہ نور حضرت علی ہین ۱۲ ۴ کافی مین امام صادق رض سے مروی ہے کہ اسجگہ نور سے مراد حضرت علی اور ائمہ ہین ۱۲ ۵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی خیر البشر ہی جو اسمین شک کرے وہ کافر ہی ۱۲

بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی لکھتی ہین - زیراکہ امام قائم مقام نبی ست در جمیع امور گر در اسم نبوت و نزول وحی - تو جب ائمہ خلیفہ اور قائم مقام ہوئی علی الخصوص ایسی نبی کی قائم مقامی جو دین کو جمیع جہات سے مکمل فرما گیا اور کسی قسم کی کمی و کوتاہی باقی نہین چھوڑی تو ایسی نبی کا نائب و خلیفہ محض ناقل و حاکی ہی ہی بس - تو وہ اصلی و حقیقی ماخذ دین ہرگز نہین ہو سکتا ہی - لیکن بااینہمہ چونکہ قرن اول امت محمدیہ علیہ الصلوات والتسلیمات کی قلوب انوار و برکات آفتاب عالمتاب نبوت سے منور ہو گئی اور فیض صحبت سرحلقہ انبیا سرتاج اصفیا سے جو بس زنگ آلودہ اہل کرنے کیلیے کبریت احمر اور اکسیر اور سموم معاصی کے لیئی تریاق کبیر ہے مجلی و مجلی ہوی اور اونکی قلوب مین اشعہ انوار نبوت نے یہانتک پر تو ڈالا کہ اونکو اوس صحبت سے وہ کیفیات حاصل ہوئین جو آہن کو آگ سے بلکہ سنگ پارس سے حاصل ہوتی ہین - اور مدارج ابتلا مین محک امتحان پر کامل العیار نکل چکی تو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکو نجوم ہدایت فرما کر امت کو اونکے اقتدا کی طرف رغبت دلائی اور اونکو ماخذ قرار دیا لیکن نہ ماخذ اولی و اصلی بلکہ ثانوی و فرعی - اسکی بعد ظاہر ہی کہ دین خداوند جل شانہٗ جسکا ماخذ مبلغ اصلی رسول ہی قرن ثانی سے آخر تک اوسکا بلاواسطہ پہنچنا محال ہی تو اسلیئی ضرور ہوا کہ ہر قرن لاحق اپنے قرن سابق سے دین اخذ کری اس صورت مین ہر قرن سابق اپنے قرن لاحق کے حق مین ماخذ دین ہوگا بلکہ ہر ایک استاد اپنی شاگرد کے لیئے ماخذ ہوا - غرضکہ اولاً و بالذات ماخذ دین ذات بابرکات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ثانیاً و بالتبع اصحاب کرام ہین جنمین اہلبیت بھی شامل ہین اور ثالثاً و بالعرض ہر قرن سابق اپنے قرن لاحق کے لیئی ماخذ دین ہی جنمین محدثین و اخباریین و مجتہدین و متکلمین و مفسرین و اصحاب رسالت و ارباب رقعات و رواۃ آثار داخل ہین پس اگر حضرت مجیب کی غرض لفظ ماخذ سے ماخذ اولی و اصلی ہی تو بالکل لغو اور غلط ہی کہ شیعہ اہلبیت کو ماخذ قرار دیتی ہین اور اہل سنت صحابہ کو بلکہ فریقین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ماخذ حقیقی و اصلی قرار دیتے ہین - اور اگر با ماخذ سی ماخذ بطریق عموم مراد ہی تو اور بھی زیادہ غلط اور

اپنی کتب سے چشم پوشی ہی بلکہ خود اسی قول کے مخالف ہے کیونکہ اس قول کے آخر عبارت سے ظاہر ہی کہ مدار ماخذیت کا عصمت پر ہی اور جسمین عصمت نہ پائی جاویگی وہ ماخذ دین ہونی کی صلاحیت و قابلیت نہین رکھیگا۔ لیکن یہہ امر مثل بدیہی اولی کے واضح ہی کہ عصمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ماخذ اول ہین۔ صحیح و مسلم ہی و بس۔ اسلیئے کہ بعد تکمیل دین کے کسی شخص کے عصمت کی ضرورت باقی نہین رہی اور نہ کسی فرد کی عصمت پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی معتد بہ قائم ہی۔ اور اگر کسیکی بھی عصمت کی ضرورت ہی تو پھر ضروری ہی کہ تمام ماخذ دین نیچے کے رتبہ تک بھی معصوم ہون اور سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی معصوم نہین ہے اور ہم دیکھتی ہین کہ علما شیعہ جو مسائل شرعیہ اہل بیت رضہ سے نقل کرتے ہین اکثر اون مسائل مین اہلبیت رضہ ماخذ صلے صلی اللہ علیہ وسلم سے محض ناقل و حاکی ہین نہ خود ماخذ اصلی اور اگر بفرض محال اہلبیت رضہ کی عصمت تسلیم کرلین تو اونسی نیچے کے درجہ والون کی نسبت کلام ہی اور وہ بالاتفاق معصوم نہین ہین حالانکہ وہ ماخذ دین ہین۔ پس یہہ دعوی کہ شیعہ بلکہ ہر عاقل اُنکے نزدیک سوائی معصوم کی اور کوئی ماخذ نہین ہوسکتا غلط ہوا اور اسکی تغلیط خود معالم الاصول سے وغیرہ کتب اصول سے ہوتی ہی کیونکہ جو اجماعات بعد غیبوبت کبری امام آخرالزمان کے منعقد ہوئی ہین معلوم نہین اونکو کونسی معصوم سے اخذ کیا ہی۔ غرض جب روات و مجتہدین وغیرہ بھی ماخذ دین ٹہری کہ جنکی عدم عصمت ہی مسلمہ نہین بلکہ اونمین سے بعض کا فسق و کفر بھی تسلیم و ثابت کیا گیا ہی تو اب فرمائیگا کہ حضرت مجیب کا یہہ قول کسقدر غلط اور خلاف واقع ہوگا اول ہم رواۃ کا ماخذ دین ہونا ثابت کرتے ہین بعد اسکی اونکی کفر و فسق سے بحث کرینگی۔ علامہ مجلسی نے بحار مین نقل کیا ہے۔

الکلینی[۱] عن اسحاق بن یعقوب قال سالت محمد بن عثمان العمری رحمہ اللہ ان یوصل لے کتابا سالت فیہ عن مسائل اشکلت علے فورد التوقیع بخط مولانا صاحب الزمان علیہ السلام

[حاشیہ:] یعنوان کی راوی اس کی گمراہ کو بھی وغیرہ ثابت ہوگا

۱؎ کلینی محمد بن یعقوب سے روایت کرتا ہی اونسی کہا مینی محمد بن عثمان عمری سے سوال کیا کہ امام آخرالزمان کو خط مین میرا نیاز نامہ جسمین بعض کچہ مسائل مشکلہ پوچھے تھی پہنچا دی (چنانچہ اسکی جواب مین) مولانا صاحب الزمان کا دست خطی فرمان نازل ہوا۔

وأما الحوادث الواقعة فارجعوا فيها الى رواة حديثنا فانهم حجتي عليكم وانا حجة الله
الخبر۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہی کہ رواۃ حدیث شیعہ کی اوپر ائمہ کیطرفسی حجت ہین اور امام
غیبوبت امام مین وہی ماخذ دین ہین۔ اب دوسری دعوی کا جو کفر و فسق رواۃ ہی ثبوت لیجیی
اگرچہ حضرات شیعہ کی سہام لعن سے ۔ انبیا تک نہ بچی تو بیچارے رواۃ کس شمار مین ہین
لیکن چونکہ یہہ موقع بیان محامد و مناقب رواۃ کا ہی اسلیئی یہان صرف رواۃ کی بیان احوال
پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ انبیاء کی محامد عنقریب بذیل ذکر اصحاب بزبان حضرات شیعہ بیان ہونگی
اولاً مین اس دعوی کی اثبات کی لیئی معالم الاصول کی عبارت صفحہ ۱۱۵ سے نقل کرتا ہون جو
خبر واحد کی معمول بہ ہونے کی شرائط مین لکھی ہی۔ [ط] الثالث الايمان واشتراطه هو المشهور
بين الاصحاب وحجتهم قوله تعالى إن جاءكم فاسق وحكى المحقق عن الشيخ انه اجاز العمل بخبر
الفطحية ومن ضارعهم بشرط ان لا يكون متهما بالكذب محتجا بان الطائفة عملت بخبر عبد الله ابن
بكير والسماعة وعلي بن ابي حمزة وعثمان بن عيسى وبما رواه بنو فضال والطاطريون واجاب
المحقق رح بانا لا نعلم الى الآن ان الطائفة عملت باخبار هؤلاء والعلامة مع تصريحه بالاشتراط
في التهذيب اكثر في الخلاصة من ترجيح قبول روايات فاسدي المذهب اس سے صاف
واضح ہی کہ حضرات شیعہ کے رواۃ کفار و بدمذہب ہی ہین سبحان اللہ کیا اہلبیت کے ساتھہ
تمسک اور ولا ہی کہ کفار اور بدمذہبونکی روایات قبول کرین اور اونکو ترجیح دین۔ بیشک کفار سے

ط (اسمین لکھا تھا) کہ حوادث واقعہ مین ہماری حدیث کی رواۃ کیطرف رجوع کرو کیونکہ وہ تم پر میری حجت ہین اور مین خدا کی حجت ہون ۱۲
ط تیسری شرط ایمان ہی اور ایمان کا شرط ہونا اصحاب مین مشہور ہی بدلیل قولہ تعالے ان جاءکم فاسق الخ اور محقق نے شیخ سے
نقل کیا ہی کہ شیخ نے فطحیہ اور ان جیسی (بدمذہبونکی) خبر پر بشرطیکہ جھوٹ کے ساتھہ متہم نہوں عمل کرنا اس دلیل سے جائز رکھا ہی کہ فرقہ امامیہ نے
عبد اللہ بن بکیر اور سماعہ اور علی بن ابی حمزہ اور عثمان بن عیسی کی خبرون پر اور ان خبرون پر جنکو بنو فضال اور طاطریون نے روایت کیا ہی عمل جائز رکھا ہی
محقق نے اسکا جواب دیا کہ اب تک ہم نہین جانتے کہ طائفہ نے ان لوگونکی خبرون پر عمل کیا ہو اور علامہ طوسی نے باوجودیکہ ایمان کے شرط ہونے کی
تہذیب مین تصریح کی ہی تاہم خلاصہ مین بدمذہبونکی روایات قبول کرنے کو بہت ترجیح دی ہی۔ ۱۲

دین اخذ کرکے سفینہ نجات مین حضرات شیعہ بہی سوار ہوئی ہین۔ حضرت من ع کہین کہ
تو میروی بہ ترکستان ہست۔ سید ولدار علی نے اساس الاصول مین نقلاً لکھا ہی۔ واما الفرق[۱]
الذین اشاروا الیہم من الواقفیۃ والفطحیۃ وغیر ذلک فعن ذلک جوابان احدھما ان ما یرویہ
ھولاء یجوز العمل بہ اذا کانوا ثقات فی النقل وان کانوا مخطئین فی الاعتقاد اذا
علم من اعتقادھم تمسکھم بالدین وتحرجھم من الکذب ووضع الاحادیث وھذہ کانت
طریقۃ جماعۃ عاصروا الائمۃ نحو عبد اللہ بن بکیر وسماعۃ بن مہران ونحو بنی فضال من
المتاخرین عنھم وبنی سماعۃ ومن شاکلھم فاذا علمنا ان ھولاء الذین اشرنا الیہم
وان کانوا مخطئین فی الاعتقاد من القول بالوقف وغیر ذلک کانوا ثقات فی النقل
فما یکون طریقۃ ھولاء جاز العمل بہ۔ اب کسیقدر تفصیل اس اجمال کی سنیی اور اپنے
حضرت محقق کے تحقیق کے داد دیجیی اور دیکھیی کہ جو خاص تلامیذ ائمہ رض ہین اور تشیع کے ماخذ دین
ہین اونکے کیسی کیسی عجیب وغریب حالات ہین۔ آپ کے ثقۃ الاسلام کلینی روایت
کرتے ہین۔ عن علی ابن الحمزہ وابن الحسین ان میثمی[۲] یقول اللہ تعالے اجوف الی السرۃ والباقی
صمد کما یقولہ الجوالیقی و صاحب الطاق۔ اورنیز کلینی نے روایت کی ہی۔ عن الحسن بن
عبد الرحمن الحمانی قال قلت لابی الحسن الکاظم ان ھشام بن الحکم یزعم ان اللہ تعالے جسم قال قاتلہ اللہ

۱؎ لیکن فرق (باطلہ) واقفیہ و فطحیہ سے جنکی طرف اشارہ کیا اوسکی دو جواب ہین اول یہہ کہ انکی روایات پر عمل کرنا جائز ہے
بشرطیکہ نقل مین معتبر ثقہ ہون اگرچہ اعتقاد کے رو سے خطا پر ہون لیکن اونکی اعتقاد کے رو سے دین پر چلنا اور جہوٹ سے
اور احادیث کی گہڑت سے پرہیز کرنا معلوم ہوتا ہو اور اون لوگون ہین سے جو ائمہ رض کے ہم عصر تہی ایک جماعت کا یہہ ہی طریقہ تہا
چنانچہ عبد اللہ بن بکیر اور سماعۃ بن مہران اور بنی فضال مین سے متاخرین اور بنی سماعہ اور جو انکی مشابہ ہین جب ہمنی جان لیا کہ یہہ لوگ
جنکی طرف ہمنی اشارہ کیا ہی اگرچہ اعتقاد مین بسبب وقف وغیرہ کی قائل ہونیکے خطا پر تہی لیکن نقل مین ثقہ تہی تو جو انکا سلسلہ ہوگا اوسپر عمل کرنا جائز ہے
۲؎ میثمی کہتا ہی کہ (معاذ اللہ) خدا تعالی ناف تک کہوکہلا ہی اور باقی ٹہوس ہے جیسا جوالیقی و صاحب الطاق کہتی ہین۔ ۱۲ عبد الرحمن
حمانی کہتا ہی کہ مینی امام کاظم رض کیخدمت مین عرض کیا ہشام بن الحکم کہتا ہی کہ خدا تعالے (معاذ اللہ) جسم ہی فرمایا خدا اوسکو ہلاک کرے ۱۲

اور نیز کلینی کے کتاب التوحید کو دیکھ لیجئے ۔عن محمد بن الفرج الرخجی[1] قال کتبت الی ابی الحسن
اسئله عما قال هشام بن الحکم فی الجسم وهشام بن سالم فی الصورة فکتب ع دع عنک حیرة
الحیران واستعذ بالله من الشیطان لیس القول ما قال الهشامان رجال کشی مین زراره کا حال
ملاحظه فرمایئے حدثنا محمد بن احمد عن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن بعض رجاله عن ابی
عبد الله علیه السلام قال دخلت علیه فقال متی عهدک بزرارة قال قلت ما رأیته منذ ایام قال[2]
لا تبال وان مرض فلا تعده وان مات فلا تشهد جنازته قال قلت زرارة متعجبا مما قال قال
نعم زرارة شر من الیهود والنصاری ومن قال ان مع الله ثالث اور یہہ زراره وه ہی جو حضرت
امام پر لعنت کیا کرتا تھا مختار ابو عمرو کشی مین اسکو بھی ملاحظه فرمالیجئے[3] حدثنا محمد بن
مسعود قال حدثنا جبرئیل بن احمد الفاریابی قال حدثنا العبیدی محمد بن عیسی عن یونس عن
عبد الرحمن بن مسکان قال سمعت زرارة یقول رحم الله ابا جعفر واما جعفر فان فی قلبی علیه
لعنة قال قلت وما حمل زرارة علی هذا قال ان ابا عبد الله اخرج مخازیه ابو الجارود ملقب به لقب
سرحوب ہی جو بعض دریائی شیاطین کا نام ہے فاضل استرابادی نے نقل کی ہے
قال ابو عبد الله علیه السلام کثیر النوی وسالم بن ابی حفصة وابو الجارود لکذابون مکذبون
کفار علیهم لعنة الله ابو عمرو کشی کے کتاب کو ملاحظه فرمایئے[4] اوسمین لکھا ہی حدثنی محمد بن عیسی
عن یونس عن حماد قال جلس ابو بصیر علی باب ابی عبد الله علیه السلام لیطلب الاذن

---

[1] محمد بن الفرج الرخجی کہتا ہی کہ مینے امام کیطرف لکھا تہا مین سوال کرتا ہون اوس سے جو ہشام بن الحکم خدا کا جسم بتلاتا ہی اور ہشام بن سالم خدا کیلئے صورت ثابت کرتا ہی حضرت نے اوسکو جواب میں لکھا حیران کی حیرت ترک کر اور شیطان (کے فریب) سی خدا سے پناہ مانگ ہشامین کا قول معتبر نہیں ۱۲ [2] امام ابو عبد الله سی مروی ہی راوی کہتا ہی مین حضرت امام کیخدمت مین حاضر ہوا فرمایا زراره سی کب ملا تہا مینے عرض کیا کئی دن سے اوسکو کئی روز سی نہیں دیکھا فرمایا کچھ پرواه نکر اور اگر وه بیمار ہوجاے تو اوسکو مت پوچھ اور اگر وه مرجاے تو اوسکی جنازه پر مت جا مینے تعجب سی پوچھا کیا زراره (کی نسبت ایسا فرماتے ہین) فرمایا ہان یہود و نصاری اور قائلین تثلیث سی بھی بدتر ہے ۱۲ [3] عبد الرحمن بن مسکان کہتا ہی مینے زراره سے سنا کہتا تہا خدا ابو جعفر پر رحمت کری لیکن جعفر پر میرے دل مین لعنت ہی مینے کہا زراره کو کس چیز نے اسپر برانگیختہ کیا کہا کہ امام ابو عبد الله جعفر صادق نے اوسکی برائیان ظاہر فرمائین ۱۲ [4] حماد کہتا ہی کہ ابو بصیر امام ابو عبد الله کی دروازه پر بیٹھا تہا تاکہ حضور خدمت کی پروانگی ملی ۱۲

فلم یوذن فقال لو کان معنا طبق لاذن فجاء کلب فشغر فی وجہ ابی بصیر قال اف

اف ما ھذا قال جلیسہ ھذا کلب شغر فی وجھک کلھا عن الارغام تعجب یہہ ہی کہ یہہ ہی

حضرات نجباء اللہ اور امناء اللہ تہے اور یہہ ہی بزرگواران ائمہ کے خواص مخلصین تہی علامہ مجلسی نے

روضۃ المتقین مین ائمہ سے نقل کیا ہی بشر المخبتین بالجنۃ یزید[ع۲] بن معویۃ العجلی وابو بصیر

لیث بن البختری ومحمد بن مسلم وزرارۃ اربعۃ نجباء اللہ وامناء اللہ علی حلالہ و

حرامہ لولا ھؤلاء لانقطعت آثار النبوۃ اساس الاصول مین لکہا ہی وقد ذکرھم الشیخ[ع۳] الثقۃ

الجلیل الصدوق ابو عمر الکشی فی کتابہ فقال اجتمعت العصابۃ علی تصدیق ھؤلاء الاولین

من اصحاب ابی جعفر واصحاب ابی عبد اللہ وانقادوا لھم بالفقہ فقالوا افقہ الاولین ستۃ

زرارۃ ومعروف بن خربوذ وبرید وابو بصیر الاسدی — الی ان قال — وقال بعضھم مکان

ابی بصیر الاسدی ابو بصیر المرادی — عن محمد بن عبد اللہ المسمعی عن علی بن اسباط

عن محمد بن سنان عن داود[ع۴] بن سرحان قال سمعت ابا عبد اللہ یقول انی لاحدث الرجل

بحدیث وانہاہ عن القیاس فیخرج من عندی فیتاولہ علی غیر تاویلہ انی امرت

قوما ان یتکلموا ونہیت قوما فکل یتاول لنفسہ یرید المعصیۃ للہ ولرسولہ فلو سمعوا واطاعوا

ع۱ اوسکو پروانگی نہوئی کہنے لگا اگر ہمارے ساتہہ طبق ہوتا تو ہم پروانگی ہو جاتی پس ایک کتا آیا اور ابو بصیر کے منہہ پر موت گیا ابو بصیر کہنے لگا ہون ہون یہہ

کیا ہی اوسکی ہمنشین نے کہا کہ کتی نے تیری منہہ مین موت دیا ہی ۱۲ ع۲ دو شخصونکو جو برید بن معویہ اور ابو بصیر لیث بن البختری اور محمد بن مسلم اور زرارہ ہین جنت کا مژدہ سناد جاتی ہن

اللہ کے برگزیدہ اور حلال و حرام کے امانت دار ہین اگر یہہ نہوتی تو نبوت کے آثار منقطع ہو جاتی ع۳ شیخ ثقہ و بزرگ صدوق ابو عمر کشی اپنی کتاب مین انکا ذکر کیا ہی کہا

کہ اصحاب ابو جعفر اور اصحاب ابو عبد اللہ مین سے ان پہلونکی تصدیق پر جماعت متفق ہوئی اور انکے فقیہ ہونے کو تسلیم کر لیا اور کہا کہ چہہ شخص پہلون مین سب سے زیادہ فقیہ ہین

زرارہ و معروف بن خربوذ و برید اسدی اور بعضون نے بجای ابو بصیر اسدی کے ابو بصیر مرادی کہا ہی ع۴ داود بن سرحان سے مروی ہی کہ امام

ابو عبد اللہ فرماتے تھی کہ فلان شخص کو مین حدیث سناتا ہون اور قیاس سے اوسکو روک دیتا ہون پہر میری پاس سے نکلتا ہی اور میری حدیث

تاویل کرتا ہی جو اوسکی تاویل نہین ہی مین نے ایک گروہ کو کلام و گفتگو کی اجازت دی اور ایک گروہ کو اوس سے روک دیا پہر ہر ایک فریق نے اپنی خواہش نفس کے

موافق تاویل کر لی (خدا اور رسول کے) نافرمانی کا ارادہ کیا اگر یہہ لوگ (میری بات) سنکر اطاعت کرتے۔

لا اودعتهم ما اودع الی اصحابہ ان اصحاب ابی کانوا زینًا احیاءً واموانًا اعنی زرارة ومحمد بن مسلم ومنهم لیث المرادی وبرید العجلی هولاء قوامون بالقسط هولاء قوالون بالصدق وهولاء السابقون السابقون اولئك المقربون۔ علاوہ ازین طرفہ تماشا یہہ ہی کہ ابتداءِ ایام غیبت امام مین سلسلہ سفارت وخط وکتابت جاری رہا ہی جو حضرات امامیہ کا ماخذ دین ہی اور ہی شیعیان پاک نے عریضہ لکھکر امام کی خدمت مین بھیجا اور ہر سے کسی سفیر کے وسیلہ سی جواب آگیا اور سب سے زیادہ عجب وغریب یہہ ہی کہ حضرات طرفہ رقعات کو بہ نسبت سلسلہ سند روایت کے زیادہ قابل اعتبار سمجھتی ہین اساس الاصول مین نقل کیا ہی۔ ۲ الخامس منها ان الشیخ الصدوق قال فی القصة بعد نقل توقیع هذا التوقیع عندی بخط ابی محمد الحسن بن علی وفی کتاب محمد بن یعقوب الکلینی روایة خلاف ذلك التوقیع عن الصادق ع ثم قال لست افتی بهذا الحدیث مشیرًا الی ماروا محمد بن یعقوب الکلینی عن الصادق ع بل افتی بما عندی بخط الحسن بن علی ع۔ تو اس صورت مین اخذ اصلی پیشوایان دین کا اہلبیت کو قرار دینا سراسر غفلت اور مسامحت ہی ہان شاید کوئی شخص ان حضرات کی توبہ وانابت کے اور پلی ہو سلیہ اسکی متعلق مختصر گذارش ہی کہ اسکا فیصلہ پہلے ہی آپکی قاضی نور اللہ شوستری صاحب مجالس المومنین مین اور علامہ مجلسی بحار مین علل شیخ المشائخ سے فرما چکی ہین۔ قاضی صاحب بنو حنیفہ کے ذکر مین لکھتی ہین۔ مخفی نماند کہ وجوب حسن ظن بخدای تعالے وانبیا واوصیاء معصومین معقول ومسموع است اما بغیر ایشان کہ جایز بخطا باشند ممنوع است۔ علامہ مجلسی روایت کرتے ہین

---

۱ تو جو کچھہ میرے باپ نے اپنے یارون کو سونپا ہی مین بہی انکو سونپتا میری باپ کے یار زندہ اور مرنیکی بعد بہت اچھی تہے یعنی زرارہ اور محمد بن مسلم اور لیث مرادی اور برید عجلی یہہ لوگ انصاف برپا رکھنی والی نہایت سچ بولنی والے ۱۲۔ ۲ پانچوین یہہ کہ شیخ صدوق نے قصہ مین بعد نقل ایک فرمان کے کہا کہ یہہ فرمان میرے پاس امام ابو محمد کا دستخطی موجود ہی اور کلینی نے امام صادق سے اس فرمان کے خلاف روایت کی ہے پہر کہتا ہے۔ کہ مین کلینی کے اس حدیث پر فتوی نہین دیتا بلکہ امام کا دستخطی فرمان جو میرے پاس موجود ہے اوس پر فتوے دیتا ہون ۱۲۔

عن[1] ابن عامر عن معلی بن محمد عن محمد بن جمہور القمی باسنادہ رفعہ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم ابی الله لصاحب بدعة بالتوبة قیل یا رسول الله وکیف ذلک قال اشرب قلبہ حبہا۔ اور ان روایات سے یہہ بھی ثابت ہی کہ یہہ حالات ان حضرات کے وقت مصاحبت ائمہ کے تھے اور انکی آمد ورفت محض بغرض طمع نفسانی وہوا پرستی وتخریب دین متین تھی تو ایسی شخصون کے لیے توبہ وانابت کا قائل ہونا اور انکی نسبت حسن ظن کرنا کیا ضرور ہی تو پہر ایسی لوگونکو ماخذ دین قرار دینا اور پہر اہلبیت کی طرف دین کو منسوب کرنا حضرات شیعہ کے ہی جرات ہی اور زیادہ تتبع سے تو یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ بشہادت امام معصوم خوارج ونواصب کی روایات کا بھی رد کرنا جائز نہین مولانا مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحار الانوار باقر مجلسی سے نقل فرماتے ہین امام صادق ؑ نے فرمایا۔ لاتکذبوا[2] بحدیث اتاکم مرجی ولا قدری ولا خارجی نسبہ الینا فانکم لاتدرون لعلہ شئ من الحق فتکذبوا علی الله عزوجل فوق عرشہ۔ اس سے صاف ثابت ہی کہ نواصب شام وخوارج نہروان جو ائمہ سے روایات کرین اونکا بھی رد کرنا جائز نہین ہے توجب روات ہی ماخذ دین ہوئی تو اس صورت مین صرف اہلبیت کو ماخذ دین کہنا اور یہہ کہنا کہ ہر عاقل کے نزدیک بجز معصوم کے دوسرا کوئی شخص ماخذ دین نہین ہوسکتا۔ سرسر واہیات اور خرافات ہی۔ پہر اب ہمکو اپنی فاضل مخاطب کے دیانت وانصاف پہ کمال افسوس ہی کہ اس قول مین اپنا ماخذ دین تو صرف عترت طاہرہ کو بتلایا اور فرمایا کہ "بعد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۱ سے کل اصول وفروع اہلبیت طاہرین ہی بموجب حدیث

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے بدعتی کی توبہ سے انکار فرمایا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی کیا وجہ ہے فرمایا کہ اوسکی دلمین اوسکی محبت رچ گئی ہی۔ ۱۲ [2] کوئی مرجی یا قدری یا خارجی تمہارے پاس کوئی حدیث لاوے اور ہماری طرف نسبت کرے تو تم اوسکو مت جہٹلاؤ کیونکہ تم نہین جانتی شاید وہ حق سے ہو اور تم خدا کی تکذیب کرو اوسکی عرش پہ۔ ۱۲

سفینہ وحدیث ثقلین لیتے ہین اور اہل سنت کا ماخذ دین صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو
زمایا اور فرمایا کہ اہل سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو ماخذ اپنے دین وایمان کا ٹہراتے ہین
اگرچہ اونمین سے ناصبین عداوت اور قاتلین ذریت اور مارقین اور قاسطین وناکثین بہی ہون
کیون حضرت کیا اسیکا نام انصاف ہی کیا اسیکو دیانت کہتی ہین - اگر ماخذ سے عام ماخذ
مراد ہی تو پہر اپنی لیئی عترت طاہرہ پر ہی کیون اکتفا فرمایا اور اگر ماخذ سے خاص ماخذ
مراد ہی تو پہر اہل سنت کے لیئی تابعین اور تبع تابعین کو کیون زیادہ فرمایا وہ بہی تو صحابہ
کی برابر اسیکو نہین سمجہتی مگر شاید ماخذ سے عام ماخذ مراد ہو اور تمام شیعہ داخل عترت ہون
لیکن اس صورت مین وہ عصمت جو آپ نے ماخذ ہونی کے لیئے شرط ٹہرائی تہی وہ
مفقود ہی بہر کیف یہہ انصاف ملحوظ خاطر رکہنا چاہیی - باقی رہا یہہ جو ہماری فاضل
مجیب نے احادیث سفینہ اور حدیث ثقلین کا ذکر فرمایا ہی اوسکی متعلق مختصر گذارش ہی
کو حسب اعتراف آپکی مذہبی بہائی مولوی نورالدین کے حدیث نجوم معارض حدیث ثقلین ہے،
اور جب حدیث ثقلین کے معارض ہوئی تو حدیث سفینہ کے بہی معارض ہوگی لاتحادہما فی المدعا
اور یہہ بہی مولوی نورالدین کی کلام سے ظاہر ہی کہ معارضہ حدیث ثقلین وحدیث نجوم مین دربارہ
ایک جزو کے ہی جو عترت ہی اور جزو ثانی یعنی کتاب اللہ کی بابت کچہہ تعارض نہین ہی - اور جب
ہم تعارض کی وجوہ مین غور کرتے ہین تو انمین کچہہ معارضہ معلوم نہین ہوتا کیونکہ جب الفاظ
احادیث کو دیکہا جاتا ہی تو حدیث ثقلین مین لفظ تمسک واقع ہے اور حدیث نجوم مین لفظ
اقتدا ہی اور کتب لغات سے واضح ہی کہ تمسک کے معنی حقیقی اتباع اور پیروی کے نہین اور نہ
رکوب سفینہ جو حدیث سفینہ مین واقع ہے اوسکی معنی حقیقی اقتدا کے ہین اور ظاہر ہی کہ لفظ
اقتدا کے حقیقی معنی پیروی کے ہین منتہی الارب مین لکہا ہی اساک چنگ درزدن بقال
امسک بالشی اذا تمسک بہہ - پہر لکہتا ہی - تمسک چنگ درزدن وبازایستادن از چیزے - اور
لکہا ہی اقتدا از پے بردن بکسی - جب یہہ امر ثابت ہوچکا کہ تمسک کے معنی اتباع کے نہین

بطلان تعارض حدیث سفینہ و ثقلین بحدیث نجوم

بلکہ پکڑنے اور چنگل مارنے کی ہین - اور اقتدار کے معنی اتباع کے ہین - تو اب ہمنی قرآن مین تامل کیا
تو قرآن سے بہی معلوم ہوا کہ حدیث ثقلین مین لفظ تمسک کے معنی اتباع کے بحق عترت نہین
ہوسکتی بلکہ معنی ولا و محبت کے ہین چنانچہ حسب تحقیق علما شیعہ الا المودۃ فی القربی کا مدلول ہے
کیونکہ اولا تمسک کے معنی اتباع معنی مجازی ہین اور ظاہر ہی کہ صیرورت الی المجاز بلا قرینہ صارفہ جائز
نہین - اگرچہ معنی محبت کے بہی اس اعتبار سے مجاز ہین لیکن چونکہ اوسکا کوئی معارض نہین اور قرینہ
صحت عموم مودۃ ہی اسلیئے وہ صحیح ہوئی - ثانیاً حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ مین لفظ عترت
اور اہلبیت واقع ہوا ہی - اور عترت کے معنی حضرات شیعہ کچہہ ہی کیون نہ اختیار کرین باعتبار
اتباع کے صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ ماخذ دین ہونے کے لیئے عصمت شرط ہی - اور عترت
علی الاطلاق غیر معصوم ہے تو حسب مذاق شیعہ امامیہ عموماً اور حضرت مجیب خصوصاً محال ہی کہ خدا تعالی
غیر معصوم کے اتباع کی طرف دعوت فرمائی - اور اگر عترت و اہلبیت سے مراد صرف جناب امیر و
حسنین و فاطمہ رضی اللہ عنہم ہین تو باقی ائمہ تسعہ خارج ہوگئی اور اگر مراد صرف دوازدہ امام ہون
تو قطع نظر اس سے کہ اس تحقیق پر کوئی قرینہ قائم نہین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خارج
ہوجاتینگی - غرض کہ اگر زید شہید و اسمعیل و حسن مثنی وغیرہ اولاد ائمہ عترت مین داخل ہین تو ان
احادیث سے اتباع ثابت کرنا خلاف عقل اور خلاف مذہب ہی اور اگر یہہ عترت سے خارج ہین تو
پہر ائمہ کے داخل ہونے کی کوئی صورت نہین ہی - ثالثاً یہہ امر بدیہی ہے کہ جزئیت یا قرابت
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتباع مین کچہہ دخل نہین ہی بلکہ صحیح دار مدار اتباع اس پر ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ کی فیض صحبت اور علوم سے استفادہ حاصل کیا ہو - کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ سے اسوقت تک جسقدر عترت گذرتی چلی آئی ہی صدہا اونمین سے
ایسی ہین جنکو حضرات شیعہ کافر و فاسق سمجہتی ہین اور ظاہر ہی کہ تمسک کی علت اگر جگہہ
جزئیت اور عترت ہونا واقع ہے اور جب علت ہی مقتضی وجوب اتباع بلکہ جواز اتباع کو
نہوئی تو پہر تمسک کو اتباع پر محمول کرنا بعید از عقل ہے - رابعاً ثقلین کتاب اللہ اور عترت مین

اور اونکی بنسبت احد ہما اعظم من الآخر ارشاد ہی اور حضرت مجیب ہی فرماتے ہین کہ عترت کا حکم خدا کے حکم سے جدا نہین توجس نے کتاب اللہ کا اتباع کیا اوسکو عترت کا اتباع حاصل ہوگیا تو اس صورتمین تمسک کے معنی اتباع لینا عترت کی لیئے محض تاکید ہی اور ظاہر ہی کہ مناط عدم ضلالت جیسا اتباع ہی ویسا ہی محبت اور ولا ہی تو تمسک کو محبت اور ولا پر حمل کرنا تاسیس ہوگا اور تاسیس پر حمل کرنا باعتبار تاکید کی انسب و اولے ہی۔ خامساً۔ عترت مین سے واجب الاتباع صرف امام زمان ہوتا ہی اور باقی سب تابع ہوتی ہین اگر تمسک سے مراد یہان اتباع ہوتا تو صرف امام کے تمسک و اتباع کو ذکر کیا جاتا نہ تمام عترت کو تمام عترت کی اتباع کی طرف دعوت کرنا گویا سب کو امام بنانا ہی۔ تو اس وجہ سے تمسک کے معنی اسجگہ اتباع جائز نہین۔ ہان ولا و محبت باعتبار قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کے لیئے حاصل ہے تو اس سے صاف سمجھ سکتی ہین کہ اسجگہ تمسک بمعنی ولا و محبت ہی۔ سادساً۔ اگر تمسک اور رکوب سفینہ بمعنی اتباع ہو تو پہر فرق شیعہ زیدیہ و اسماعیلیہ و فطحیہ و ناوسیہ و کیسانیہ وغیرہ جو بزعم خود متمسک بہ ثقلین ہین اور اثنا عشریہ کے اصول کے موافق کافر ہین وہ بہی ناجی اور اہل حق ہون وہو خلاف اصول الشیعہ۔ باقی رہا کتاب کے نسبت سو اوسکی بنسبت لفظ تمسک کے معنی بجز اتباع ممکن نہین وہان بمعنی اتباع ہی ماخوذ ہونگی۔ لیکن حدیث نجوم مین کہ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم صریح اقتدار بالاصحاب کو ہی اور ہر ایک کے اقتدار کو اہتدا فرمایا اسکی معنی مین راہ تاویل ہی مسدود ہی۔ تو کسطرح کا تعارض حدیث نجوم مین اور حدیث سفینہ و ثقلین مین نہین ہے کیونکہ حدیث نجوم عموماً اصحاب کے اقتدار پر دلالت کرتی ہے اور حدیث سفینہ و ثقلین عموماً عترت کے وجوب محبت اور ولا پر دلالت کرتے ہی مولوی نورالدین حسین صاحب کی خوش فہمی تہی کہ دونو حدیثو مین تعارض سمجہکر غلطان و پیچان ہوئی۔ اور ائمہ ثلٰثہ مین سے جو زمرہ اصحاب مین معدود ہین اونکی اتباع پر حدیث نجوم دلالت کرتے ہے اور باقی ائمہ رضہ کا اتباع دوسرے دلائل سے ثابت ہی۔ تو اس حدیث سے کل اصحاب کرام کا

بفضلہ تعالے عدل اور ناجی ہونا ہی نہین ثابت ہوا - بلکہ اونکا مقتدا اور ہادی ہونا بھی ثابت ہوگیا - پس اس تمام گذارش سے ثابت ہوا کہ حضرات شیعہ کے ماخذ دین وایمان لاعنین ذریت طاہرین اور ملعونین اور منکرین امامت اور کافرین اور مارقین مین نہ اہلبیت طاہرین - اور اہل سنت کے ماخذ دین وایمان اصحاب کرام نجوم الہدیٰ علے لسان سید الورے اور عترت طاہرین ہین - والحمد للہ علی ذلک - قولہ مع ہذا اگر مبنی اختلاف کثیر کا یہہ ہی مسئلہ ہوتا تو صاحب تحفہ جنہون نے ایک کتاب ضخیم اس باب مین لکھی - اور اگرچہ اسکی لکھنی مین اونکو چندان دقت نہین ہوئی صرف صواعق کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہے کوئی باب خاص اس مسئلہ مین لکھتے حالانکہ کوئی باب تفضیل صحابہ مین نہین لکھا - اقول اگر ہماری محبیب لبیب کو اس باب مین حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند منظور ہی تو لیجئے منتہی الکلام مین خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال نقل کیا ہی جو درباب صحت مذہب شیعہ یا اہل سنت حضرت شاہ صاحب سے کیا گیا ہی اور جو کچھہ اوسکا جواب شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ بھی نقل ہے اوسمین سے ملتقطاً عرض کرتا ہون اوس سے آپ دیکھہ لیجئے کہ شاہ صاحب کے نزدیک مبنی اختلاف مذہبین کا کیا ہی - ای برادر اول بنای ہر مذہبی دریافت کن وکتابہای ہر فریق را یکسو گذار در طاق نہہ وچون بر بنای ہریکی واقف شوی آن بنا را بہ آیات قرآنی مطابق کن وبنای ہر کدام مذہب کہ محکم وراسخ بینی آنرا مذہب حق دانستہ کتابہاے آنہا میخوان وبعمل آر وبنای ہر مذہبی کہ باطل یابی کتابہای آنرا وساوس شیطانی دانستہ در آب انداز وگردان بگرد وآنہا را پارہ پارہ کن ویقین دان کہ آن مذہب اہلبیت نیست بلکہ مذہب شیطان است پس بدانکہ بنا رمذہب اہلسنت بر ایمان وتقوی وصلاح ودرستی ابوبکر رضہ وعمر رضہ وعثمان رضہ وعلی رضہ وغیر ایشان از مہاجرین وانصار ودیگر اصحاب سید المرسلین ست صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہزارہا کس بودند وہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درراہ خدا جہاد ونماز کردند وتا مدت

حیات شریف ہمیشہ در نصرت وحمایت او بودند وبعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در
خلافت خود عدل وانصاف وراستی گزیدند وخدمت اہلبیت ومحبت انہا بجا آوردند وامیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ با انہا نشست وبرخاست نمودہ وہمراہ انہا با کفار جہاد کردہ ودر پس
انہا نماز خواندہ وہمیشہ با انہا صحبت داشتہ وبعد وفات انہا در حق انہا دعای خیر نمودہ وبسیار
مدح ومناقب انہا بیان نمودہ دنیا ومذہب شیعہ بر کفر ونفاق خلفاء ثلثہ وغیرہم ہزاران صحابہ سید
ابرار است کہ اینہا میگویند کہ ہمہ انہا ایمان بہ نفاق آوردہ بودند وہجرت ہم برای ریاست وطمع دنیا
کردہ بودند وہمہ جہاد وعبادت انہا برای ریا بودند برای خدا وبعد وفات آنحضرت صلعم بہ اہلبیت
او ایذا رسانیدند ومرتضی علی را یاری نکردند وحق او را بزور گرفتند ومتابعت ونماز علی رضا
ہمراہ انہا بنا بر خوف وتقیہ بود وحتی کہ علی رض دختر طاہر خود را در نکاح عمر رض برای تقیہ داد ونام
پسران خود ابوبکر رض وعثمان رض وعمر رض برای تقیہ نہاد۔ الی آخر ما قال بلفظہ الشریف۔ اور تحفہ مین
باب فضائل صحابہ رض کے نسبت انکار باین معنی درست ہی کہ اس عنوان سے کوئی باب
منعقد نہین کیا۔ لیکن اسکو عدم اثبات فضائل صحابہ پر دلیل لانا انصاف سے مراحل بعید ہی
کیونکہ باب امامت کا دار ومدار بالکل فضیلت صحابہ پر ہی۔ باب مطاعن سے اگر اثبات فضائل
صحابہ مراد نہین تو اور کیا ہی باب تولا وتبرا کا مبنی بجز فضائل صحابہ کے اور کچھ نہین۔
معہذا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطور تکملہ تحفہ کے ایک باب تفضیل جداگانہ
تالیف فرمایا اوروہ کسی وجہ سے تحفہ کے ساتھ لاحق نہین ہوا مین نے خود اوسکا مطالعہ
کیا ہی اور اب بھی بعض احباب کے پاس موجود ہے۔ باقی رہا یہہ ارشاد کہ صرف
صواقع کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہی حضرت مجیب کے کمال انصاف اور نہایت واقفیت کی دلیل ہی
مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ اگر آپ صواقع کو دیکھتے تو ہرگز یہہ کلمہ منہہ سے نہ نکالتے
آپ بی تحقیق جھوٹی خبرین سنی سنائی بمقابلہ خصم لکھدین حق خفیف ہوتی ہین
ای حضرت تحفہ اور صواقع دونون بندہ کے پاس موجود ہین اگر آپکا دل چاہی تو اپنی

اس قول کی صدق وکذب کو دیکھہ لیجئے ہمنی مانا کہ صواقع سے بہی اوہین لیا ہی لیکن یہہ کہنا کہ صرف
صواقع کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہی بالکل غلط ہی اور اگر بالفرض صواقع کا ہی ترجمہ ہو تو اسمین کیا عیب ہے
اور کونسا طعن ہی۔ اولاً اونہون نے تحفہ اپنی نام کیطرف منسوب نہین فرمایا ہی۔ ثانیاً جو
کچھہ لیا ہی اپنے ہم مذہب سے ہی اخذ کیا ہی کسی یہودی یا نصرانی یا شیعہ یا خارجی سے تو نہین لیا جو
شاید محل طعن ہوتا۔ قولہ خلفاء ثلثہ کے افضلیت کا جواب آپ اعتقاد رکہتے ہین تحفہ کے
باب ہفتم مین اسی بحث مین وہ فرماتے ہین و در افضلیت ہم گنجایش بحث بسیار ست وہ تو اس باب مین
مشکک اور متردد ہین اور اکابر اہل سنت سی ہین۔ اقول افسوس کہ اس عبارت کی سمجھنے مین بہی
آپنے خطا کی۔ مشکک اور متردد ہونے پر کونسا لفظ دلالت کرتا ہی کیا بحث کی گنجایش ہونا شک و تردد کو
مستلزم ہی حاشا وکلا۔ صدہا مسائل فقہیہ واصولیہ وکلامیہ حضرات شیعہ کے یہان ایسی ہین جنمین
گنجایش بحث بہت ہی بلکہ باہم اختلاف وجدال ہے کیا حضرات اون سب مین مشکک ومتردد ہین
جناب امیر کی افضلیت انبیاء سے کسقدر محل بحث وگفتگو ہی خود مسئلہ امامت اور اوسکی اصول مین ہونے
مین بہت کچھہ قیل وقال ہے مسئلہ رجعت جسکو قیامت صغری کہتے ہین اور مسئلہ غیبت امام آخر الزمان
جو امہات مسائل سے ہین اور جنمین حضرات منفرد ہین باوجودیکہ امہات مسائل سے ہین۔ انمین گنجایش
بحث جسقدر ہی عقلا پر مخفی نہین۔ جب کوئی دلیل عقلی ونقلی ہم نہ پونہچی تو یہانتک مجبور ہوئی کہ مسئلہ
غیبت مین یہہ کہدیا کہ وانما ھو لحکم استاثرھا اللہ تعالی[1] باوجودیکہ یہہ معتقدات کسی
دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت نہین اور حضرات محض تقلید سلف انکی معتقد ہین کیا آپ انکی نسبت
یہہ کہہ سکتے ہین کہ حضرات شیعہ بہی ان عقائد مین مشکک ومتردد ہین۔ پس گنجایش بحث کا ہونا
کسیطرح مستلزم شک وتردد کو نہین ہی۔ یہہ صرف حضرت کی خوش فہمی ہے وبس۔ علاوہ
ازین اگر کوئی شخص آپکی تمام معتقدات والہیات ونبوات وغیرہ کا انکار کرکے آپ سے ثبوت طلب کری

[1] امام کے اختفا کی وجہہ بسبب پوشیدہ حکمتون کے ہی جسکو خدا تعالے نے اپنے ہی علم مین رکہا ہے دوسرونکو
اوسپر مطلع نہین فرمایا۔ ۱۲

تو مشکل پڑ جاتی اور طول طویل بحث کے نوبت آئی حالانکہ یہہ نہین کہا جائیگا کہ آپ اپنی معتقدات میں متشکک و متردد ہین قولہ بہرحال۔ اب ہم یہہ دیکھتے ہین کہ یہہ اعتقاد اہل سنت کا مدلل بدلائل عقلیہ و نقلیہ مسئلہ خود یقینی ہے یا محض تقلید سلف اور ظنی ہے۔ اس باب مین کوئی دلیل عقلی و نقلی قائم نہین چنانچہ بنظر اختصار ایک دو قول ان حضرات کے نقل ہوتے ہین مواقف قاضی عضد الدین کے صفحہ ۶۱۶ مین یہہ عبارت لکھی ہے واعلم ان مسئلہ الافضلیۃ لا مطمع فیہا فی الجزم والیقین ولیست مسئلۃ متعلق بہا عمل فیکتفی فیہا بالظن والنصوص المذکورۃ من الطرفین بعد تعرضہما لا یفید القطع علی ما لا یخفی علی منصف لکنا وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی وحسن ظننا بہم یقضی بانہم لو لم یعرفوا ذلک لما اطبقوا علیہ فوجب علینا اتباعہم فی ذلک۔ خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ مسئلہ تفضیل قطعی یقینی نہین ہی بلکہ ظنی ہے اور سلف کو پایا ہمنی کہ کہتے ہین افضل ابوبکر بعد عمر و بعدہ عثمان و بعدہ علی ہین۔ نقلا عن مجمع البحرین۔ شرح عقاید نسفی مین بعد تفضیل علی ترتیب خلافت لکہا ہی علی ہذا وجدنا السلف والظاہر انہ لو لم یکن لہم دلیل علی ذلک لما حکموا بذلک اور علما کی اقوال بہی اسی قسم کے ہین۔ اقول۔ چونکہ اس جگہہ ہماری مجیب لبیب کو فہم مطلب عبارت مواقف مین خطا ہوئی ہلیئی اولاً ضرور ہی کہ مطلب عبارت بیان کیا جاہی اور بعد اوسکی جواب کے تقریر کیجاے پس واضح ہو کہ مواقف نے شروع اس بحث مین دلائل فضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ذکر کیئن اور بعد اوسکی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی فضلیت کے دلائل ذکر کیئن جو علما شیعہ اونکی فضلیت کو اثبات مین تقریر کرتے ہین۔ بعد اوسکی اجمالاً اونکا جواب دیکر یہہ عبارت مذکورہ لکھی جسکا حاصل یہہ ہی کہ مسئلہ فضلیت (حسب مذاق متکلمین) جزمی اور یقینی نہین کیونکہ کلامی طرز پر یقین کے اثبات کے لیئے یا تو کوئی دلیل عقلی جو مقدمات حقہ یقینیہ سے مرکب ہو مثبت افضلیت ہو اور ظاہر ہے کہ فضلیت جسکا مدار کثرت ثواب اور علو مرتبہ عند اللہ اور اقربیت الی اللہ پر ہے امر معقول نہین چنانچہ

سابقاً بشہادت علم الہدیٰ امامیہ بیان ہوچکا ہے - یا نص قرآنی ہو جو بعبارت النص اوسکو مثبت ہو وہ بھی نہین ہے یا کوئی حدیث متواتر مفید یقین ہو وہ بھی مفقود - احادیث احاد جو اس باب مین وارد ہوئی ہین معارضہ سے قطع نظر وہ مفید یقین نہین تو اہل کلام کے طرز پر اس مسئلہ کا ثبوت یقینی نہوا - لیکن ہماری تعجب اس سے ہے (یہہ سمجھ گئے) کہ یہہ مسئلہ کسیطرح یقینی نہین حالانکہ یہہ غلط ہے کیونکہ اسکی آگے ہی صاحب مواقف نے بطور استدراک و دفع توہم کے یہہ فرمایا - لیکن ہمنے سلف کو پایا کہ وہ افضلیت بہ ترتیب خلافت کہتی تہی اور حسن ظن حاکم ہے اگر اونکی پاس کوئی دلیل نہوتی تو اسپر متفق نہوتے اور اجماع نہ کرتے تو ہمپر اونکی پیروی واجب ہوئی - یہہ عبارت صراحتہً اس امر پر دال ہے کہ مسئلہ افضلیت صاحب مواقف کے نزدیک اجماعی ہے اور اوسکی نزدیک اجماع امر واقع ہے کہ افضلیت بہ ترتیب خلافت ہے اور اگر باہم ختنین کے افضلیت پر اجماع نہو تو شیخین کی افضلیت تو قطعاً اجماعی ہے - اور اجماع اگرچہ کلامی طور پر یقینی حجت نہو سہی تاہم باتفاق شیعہ و اہل سنت اصولیین اور فقہا وغیرہ کی نزدیک حجت ہے جمال الدین ابے منصور حسن بن زین الدین بن علی بن احمد شہید ثانی شیعی معالم الاصول مین بعد بیان امکان اور وقوع اور حجیت اجماع کی تحریر فرماتے ہین - ونحن[١] لما ثبت عندنا بالادلة العقلية والنقلية كما حقق مستقصے فی کتب اصحابنا الکلامیۃ ان زمان التکلیف لا یخلو عن امام معصوم حافظ للشرع یجب الرجوع الی قولہ فیہ فمتی اجتمعت الامۃ علی قول کان داخلا فی جملتها لانہ سیدها والخطاء مامون علیہ فیکون ذلک الاجماع حجۃ - اس سے صاف واضح ہے کہ شیعہ کے نزدیک اجماع حجت ہے - اور امام معصوم کے شمول کے

---

١ اور جب ہمارے نزدیک دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہوچکا چنانچہ ہماری اصحاب کے کتب کلامیہ مین مفصل مذکور ہے کہ امام معصوم نگہبان شرع جسکی قول کیطرف رجوع ہو سکی زمانہ تکلیف کا خالی نہین ہوتا پس جب کسی قول پر امت مجتمع ہوجائیگی امام کا قول بھی اوسمین شامل ہوگا کیونکہ امت کا سردار ہے اور خطا کا اوسپر خوف نہین تو یہہ اجماع حجت ہوگا - ١٢

نسبت جو کچھ فرمایا ہے یہہ محض ایک لغویات ہی امام کا شمول اوسمین خود قطعی نہین ؛
کیونکہ اوسکی قطعیت پر کوئی دلیل قائم نہین ہے ۔ اجماع کے ساتھہ قول امام کے انضمام پر اگر کوئی
دلیل خارجی مثل وجود امام بعینہٖ یا وجدان قول بعینہٖ اور تواتر نقل کے دال ہو تو اجماع کا
نام لینا ہی لغو اور بیفائدہ ہے کیونکہ اسوقت معتبر اور حجت قول امام ہی نہ اجماع اور اگر یہہ ہی
اجماع قول امام پر دال ہے تو مغلطہ اور محتمل پر بنا اجماع ہے اور محض توہمات پر مذہب کی
بنیاد قائم کی ہے ۔ اور ظاہر حسب مذہب شیعہ شق ثانی ہی کیونکہ صاحب معالم آگی بڑہکر
لکہتے ہین ولا یخفی ان فائدۃ الاجماع تعدم عندنا اذا علم الامام بعینہ نعم یتصور
وجوہا حیث لا یعلم بعینہ ولکن یعلم کونہ فی جملۃ المجتمعین ولا بد فی
ذلک من وجود من لا یعلم اصلہ ونسبہ فی جملتہم اذمع علم اصل الکل ونسبہم
یقطع بخروجہ عنہم ۔ اب آپ بغور ملاحظہ فرماوین کہ یہہ اجماع جسمین وجود امام اور اوسکی قول کے
دخول کے بنا محض تخیلات و توہمات پر باندہ رکہی ہے حجت ہی ۔ ظاہر ہے کہ ایام
غیبت کبریٰ مین نہ امام کے وجود پر کوئی دلیل قطعی یا ظنی قائم ہے اور نہ اوسکی قول کے دخول پر
کوئی حجت ہی تو ایسا عجیب و غریب اجماع حضرات شیعہ کے ہے نزدیک حجت ہوسکتا ہی
اگرچہ اسجگہ بحث کی بہت گنجایش ہے لیکن بخوف تطویل اس سے اغماض کرتا ہون اس سے
ہمکو کیا بحث آپ جانے اور آپکی شہید ثانی اور آپکا اجماع صرف مقصود یہہ ہے
کہ اجماع اہل تشیع کے نزدیک حجت ہی اور وہ کیسا ہی کچہہ ہی حضرت شہید ثانی
کی کلام سے حجت ہونا اوسکا ثابت ہوگیا ۔ اہل سنت کے نزدیک سن لیجئے حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرۃ العینین کے شروع مین تحریر فرماتے ہین ۔

لہ اور پوشیدہ نہین کہ جب بعینہٖ امام کا وجود معلوم ہو تو اجماع کا فائدہ نرہیگا ہان اوسکا وجود اوس جگہ متصور ہی جسجگہ امام بعینہٖ
معلوم نہو لیکن [illegible] جملہ اہل اجماع کے اوسکا ہونا معلوم ہو اور اسکی لئی ایسی لوگونکا ہونا ضرور ہی جنکی اصل و نسب کی اطلاع نہو
سکیگی کہ اگر سبکے اصل و نسب کی اطلاع ہوگی تو امام کا اوس اجماع سے خارج ہونا یقیناً معلوم ہوگا ۔ ۱۲

حضرات شیعہ کی تحقیق نہیں ۔ ۱۵۱ ع

بایدد دانست کہ مذہب حق کہ اشاعرہ شکر اللہ مساعیہم بمتابعت صحابہ وتابعین بآن رفتہ اند
تفضیل حضرت ابوبکر صدیق رضی وعمر فاروق رضی ست برغیر ایشان از صحابہ چہ علی مرتضی وچہ حسنین
رضی اللہ عنہم اجمعین واز عجائب امور آنست کہ این مسئلہ در زمان سلف از اجلی بدیہیات بود
کہ ہیچ عاقلی دران شک نمی کرد الا قومی از مبتدعان کہ تتبع آثار صحابہ وتابعین شیمہ ایشان نباشد - دوسری
جگہ اسی کتاب مین تحریر فرماتے ہین - سادساً اجماع کہ اصل ثالث قرار دادہ اند از اصول اربعہ
باوجودیکہ اجماع منعقد نمی شود الا بعد قیام دلیلی از کتاب وسنت وقیاس برائی دو فائدہ است
یکی آنکہ بسبب اجماع مسئلہ قطعی میشود واگر اجماع نمی بود بسیار است کہ قطع نباشد مثلاً صورتی کہ مستند
اجماع آنجا خبر واحد یا قیاس باشد دیگر آنکہ غالباً چون مجتہدین بر مسئلہ اجماع کردند ماخذ را فراموش
میسازند ودواعیہ نقل ماخذ فاتر میگردد بجہت کفایت اجماع ازان لہذا در اکثر مسائل اجماعیہ ماخذ آنہا
چنانکہ می باید ومی شاید منقول نیست - پس جبکہ یہہ مسئلہ اجماعی اور مجمع علیہ سلف کا ہی بلکہ زمانہ سلف مین اجلی
بدیہیات سے ہی تو یہہ کہنا کہ مطلق اسپر کوئی دلیل قائم نہین اور بجمیع وجوہ ظنی ہے غلط ہوا معہذا
سلمنا کہ یہہ مسئلہ ظنی ہی اور کوئی دلیل عقلی ونقلی یقینی اسکی اثبات پر قائم نہین تاہم ہمارے مجیب کو باعتبار اپنی
مذہب کی اعتراض کی گنجایش نہین کیونکہ حضرت مجیب کے مذہب مین اصول وفروع دین اخبار آحاد اور ظنیات
سے ثابت ہوسکتی ہین یہی وہی عالم الاصول متداول دیکہہ لیجئی - خبر واحد جو قرائن مفید للعلم سے خالی ہو اسکی بحث
مین بعد بیان اختلاف کے تیسری دلیل اول حجیت خبر واحد مین لکہتے ہین - قال العلامۃ[1] فی النہایۃ
اما الامامیۃ فالاخباریون منہم لم یعولوا فی اصول الدین وفروعہ الا علی اخبار الآحاد
المرویۃ عن الائمۃ والاصولیون منہم کابی جعفر الطوسی وغیرہ وافقوا علی قبول خبر الواحد
ولم ینکرہ سوی المرتضی واتباعہ لشبہۃ قد حصلت لہم اور اس سے کچہہ آگی چلکر لکہتے ہین

شیعون کے نزدیک اصول اور فروع خبر واحد سے بہی ثابت ہو جاتی ہین

[1] علامہ نے نہایہ مین کہا ہی امامیہ محدثین نے اصول اور فروع دین مین اخبار آحاد پر ہے اعتماد کیا ہی جو ائمہ سے مروی ہین
اور اصولیین نے مثل ابی جعفر طوسی وغیرہ کی خبر واحد کی قبول کرنے مین انکی موافقت کی ہی اور سوا مرتضی اور انکی
اتباع کے کسی نے اسکا انکار نہین کیا کیونکہ انکو ایک شبہ پڑ گیا تہا - ١٢

وسوافقونا من اهل الخلاف احتجوا بمثل هذه الطريقة ايضاً فقالوا ان الصحابة
والتابعين اجمعوا على ذلك بدليل ما نقل عنهم من الاستدلال بخبر الواحد وعملهم به
في الوقائع المختلفة التي لا تكاد تحصى وقد تكرر ذلك مرة بعد اخرى وشاع وذاع بينهم و
لم ينكر عليهم احد والا لنقل وذلك يوجب العلم العادي باتفاقهم كالقول الصريح - تو اس بیان سے
ثابت ہوا کہ افضلیت پر اگر دلائل ظنیہ اخبار احاد ہی قائم ہون - تاہم ہماری مجیب کو
گنجایش اعتراض نہین حالانکہ اوسپر دلیل قطعی مسلمہ فریقین قائم ہے اور یہہ حال جو اوپر مذکور
ہوا اوس خبر واحد کا ہی جو خالی عن القرائن ہو - چنانچہ شروع بحث معالم مین لکھا ہی
اور اگر خبر واحد کے ساتھہ قرائن مفید یقین بالحق منضم ہون وہ خود قطعی حجت ہی چنانچہ
یہہ بہی اوسی معالم الاصول سے مفہوم ہوتا ہے اور اگر اس مسئلہ فضلیت مین قطع نظر
اجماع سے کیجاوے تو قرائن خارجیہ بھی مثل اختصاص فی العبادۃ اور جہاد فی اللہ
اور کشتن اعداء اللہ کفار و مرتدین اور فتح بلدان اور اشاعۃ اسلام اور عدل و داد و بیعت [illegible]
اور اونکا خلفا کی حمایت و نصرت و مدح کرنا وغیرہ تا جنکی شرح کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مین
بشرح و بسط مذکور ہے اسکی شہادت پر قائم ہین تو اگر اخبار احاد فی حد ذاتہ ظنی ہون کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ
اونکی ظنیت قطعیت بعد انضمام قرائن کو معارض نہین - تو اوسکو محض ظنی خیال کرنا اور بلا دلیل عقلی
و نقلی سمجھنا اگر نادانستہ ہی تو صرف خطا ہی اور اگر دیدہ و دانستہ ہے تو انصاف و تحقیق حق کا
خون کرنا ہے - فنو کلا غور کا مقام ہی کہ اس تفضیل پر جسکی حضرات اہلسنت قائل ہین اور
اوسکو عقائد مین داخل کر رکہا ہی خود اونکی ہی علماء کے اقوال سے کوئی دلیل قائم نہین بلکہ یہہ

ف یعنی ہماری موافقون نے اہل خلاف سے اس جیسی طریقہ سے حجت پکڑی ہی پس کہا کہ صحابہ و تابعین نے اس امر پر اجماع کیا ہی اس دلیل سے کہ
وقائع مختلفہ کثیرہ مین خبر واحد پر عمل اور اوس سے استدلال منقول ہی اور یہہ امر مرۃً بعد اخری واقع ہوا ہی اور اونمین شائع
ذائع ہی اور کسینی اونپر انکار نہین کیا ورنہ منقول ہوتا تو یہہ مثل قول صریح کے اونکے اتفاق پر علم
عادی کو موجب ہی - ۱۲

لکھتے ہین کہ علی ہذا وجدنا السلف اس قول مین اور انا وجدنا آبائنا مین کیا فرق ہے حالانکہ اسی شرح عقائد نسفی کے شروع مین لکھا ہی ومعرفۃ العقائد عن ادلتہا التفصیلیۃ بالکلام النحو پہر تفضیل خلفا کا عقائد مین داخل کرنا اور بدون اقامت دلیل اوسکا قائل ہونا اور علی ہذا وجدنا السلف کہنا کیونکر جائز ہوگا - اقول - گذارش سابقہ سے واضح ہی کہ یہہ اعتراض بلا غور و تدبر مقام کیا گیا ہی اگرچہ مقام غور کا تہا لیکن حضرت نے غور نہین فرمایا ورنہ بمقتضای انصاف یہہ اعتراض نفرماتے کیونکہ اوسی گذارش سے ثابت ہو چکا ہی کہ اہلسنت کا یہہ اعتقاد بلا دلیل قطعی نہین - لیکن حضرت مجیب اپنا فکر فرماوین اونکی علماء و دیگر ساطین نے مبنی اصول و فروع کا ظنیات پر رکہہ دیا اور بیچاری سید علم الہدی کے دعوی تواتر کو آپکی شہید ثانی نے غلطی اور شبہ پر محمول فرمایا بس اسکی جواب کا فکر کیجیی قطع نظر اس سے اگر آپکو اپنی اصول کی ثبوت قطعی کا دعوی ہی تو مسئلہ رجعت کو جو اصول معتقدات سے ہے چنانچہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی نے بدایۃ الہدایہ مین لکھا ہی یجب علی المکلف الاقرار بوجود اللہ سبحانہ ووحدانیتہ وعدلہ وعلمہ وقدرتہ وتنزیہہ عن النقص وسائر صفاتہ الواردۃ فی الکتب والسنۃ والاعتراف بالمعاد الجسمانی وھو القیمۃ الکبری وبالرجعۃ وھی القیمۃ الصغری محشی لکہتا ہی رجعت از ضروریات مذہب شیعہ ست - کسی دلیل عقلی یا نقلی قطعی سے ثابت فرمادیجیی اور اگر قطعی نہوسکی تو ظنی ہی سے ثابت کیجیی ہان ناانصافی کے راہ سے کہی جائین کہ ہماری تمام اصول و فروع دلائل قطعیہ سے ثابت ہین جیسا سید مرتضی کا خیال ہے اسکا کوئی علاج نہین باقی رہا آپکی سوال فرق انا وجدنا اور علی ہذا وجدنا السلف کا جواب ہم بوجہ اپنی التزام تہذیب کی کچہہ نہین عرض کر سکتی مگر اتنا کہتے ہین کہ فعلی ہذا درحقیقت آبائی اور انا وجدنا

لہ یعنے مکلف پر خداوند تعالیٰ شانہ کے وجود اور وحدانیت اور عدل اور علم اور قدرت اور تنزیہہ کا اور تمام صفات کا جو کتاب و سنت مین وارد ہوئین اقرار واجب ہی اور معاد جسمانی جو قیامت کبری ہے اور رجعت ائمہ جو قیامت صغری ہے اونکا بہی اعتراف واجب ہے - ۱۲ -

آباؤنا مین جسقدر فرق ہے اوسکی تثبت علیٰ ہذا وجدنا السلف مین اور انا وجدنا اباءنا مین زیادہ فرق ہے اقول۔ معہذا ان کل کتابون مین تفضیل خلفاء اربعہ کی حسب ترتیب خلافت درج ہے مگر ہماری حضرت مجیب نے صرف خلفاء ثلثہ پر ہی اکتفا فرمایا اور بباعث نہایت محبت وغایت تمسک بہ اہل بیت آپنے خلیفہ رابع کا ذکر تک نہ کیا اقول۔ یہہ امر بدیہی ہی کہ عدم ذکر شے اوسکی نقص اور برائی کو مستلزم نہین تو معاذ اللہ حضرت امیر المومنین امام الاشجعین کا عدم ذکر اسوجہ سے نہین کہ انکی خدمت مین مرادد تمسک مین کوتاہی ہو حضرت کے ساتھہ سوء اعتقادی کو مین ایسی ہی بیدینی اعتقاد کرتا ہون جیسا کہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھہ سوء اعتقاد کو بے دینی سمجہتا ہون لیکن چونکہ مناظرہ مین متفق علیہ کے ذکر کی کچہہ ضرورت نہین ہوتے مختلف فیہ کا ذکر البتہ ضروری ہی اسلیئے خلفاء ثلثہ رض کے ذکر پر اکتفا کیا گیا اور یہہ تو حضرت مجیب بہی جانتی ہونگے لیکن آخر کیا کرین آپکی داعیہ انصاف اور تحقیق حق نے نہ چہوڑا کہ آپ یہہ اعتراض نفرماوین قال الفاضل المجیب۔ قولہ صحابہ کرام الخ اگر لفظ کرام صفت احترازیہ ہی اور مقصود اس سے غیر صحابہ کرام سے احتراز ہے تو حاشا و کلا کہ شیعہ صحابہ کرام کو برا سمجہتی ہون بلکہ اپنی نزدیک جن لوگونکو غیر کرام جانتی ہین اور انکا ایسا ہونا کتب فریقین سے ثابت کرتے ہین انکو ہی برا جانتی ہین یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ای اہل دانش و انصاف وای متجنبان اعتساف ذرا ہماری حضرت مجیب کے انصاف و تحقیق حق کو ملاحظہ فرمانا اور دیکہنا کس شد و مد سی فرماتی ہین کہ حاشا و کلا کہ شیعہ صحابہ کرام کو برا سمجہتی ہون۔ اس جملہ کو نہایت مضبوطی کے ساتھہ تہامنا۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ حضرات شیعہ کے یہہ محض زبانی دعوے ہین ورنہ حضرات نے اپنی کتابون مین تو انبیاء بلکہ اصحاب تک سہام تکفیر و تفسیق سے نچہوڑا تو یہہ دعوے محض مخالف اپنے کتب معتبرہ کی ہے۔ لیکن نقل روایات سے پہلے یہہ گذارش ہے کہ بطور مقدمہ یہہ قاعدہ کلیہ اپنے ذہن مین محفوظ رکہیئی کہ حضرت مجیب کے نزدیک معصیت مکرمت کی بالکل خلاف ہے

اور جنمین معصیت پائی جائیگی کرامت مرتفع ہو جائیگی چنانچہ آیندہ عبارت مین بزعم خود اس قاعدہ کو ثابت کر کے بناء اعتراضات اسی پر رکہی ہے تو جب یہہ مقدمہ محفوظ ہو چکا تو اب روایات سنیے انبیاء کو کفر تک نہین چہوڑا حضرت شیخ صدوق طائفہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسے بن بابویہ القمی خصال مین روایت فرماتے ہین۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اصول الکفر ثلثۃ الحرص والاستکبار والحسد فاما الحرص فآدم حین نہی عن الشجرۃ حملہ الحرص علی ان اکل منہا واما الاستکبار فابلیس حین امر بالسجود فابی واما الحسد فابنا آدم حین قتل صاحبہ حسدا [1] لیجیے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام مین حسب روایت آپکی صدوق کے اوس فعل کا ارتکاب جو اصل کفر ہے پایا گیا اور کفر مین ابلیس کے برابر ہوگئی کہ اوسمین بہی ایک اصل کفر کی پائی جاتی ہے اور معاذ اللہ توبہ توبہ آپ مین بہی ایک اصل پائی جاتی ہے اب دیکہیے کہ یا تو یہہ عقیدہ کہ ائمہ تک صغائر وکبائر سے سہواً وعمداً معصوم تہے یا یہہ کہ نعوذ باللہ ابلیس کے برابر ہوگئی اب حضرت مجیب یا تو نقل روایت کی تکذیب فرماوینگے اور یہہ تو ممکن نہین کتاب بندہ کے پاس بعونہ تعالے موجود ہی جسمین یہہ روایت سراپا غوایت مذکور ہی یا اس روایت کے تکذیب فرمائینگے اور یہہ بہی ممکن نہین کیونکہ حضرت صدوق کی روایت ہی اگر اسکی تکذیب کیجاویگی تو اونکا وصف صدوق نرہیگا بلکہ کذوب صادق آئیگا علاوہ اسکی اور کسی احتمال وتاویل کی گنجایش نہین سبحان اللہ حضرات ایسی کفریات روایت فرماوین اور پہر کوئی صدوق کے لقب سے ملقب ہون اور کوئی علم الہدی کا خطاب اپنے اہل ملت سے پاوین۔ اور لیجیے یہی مبداء سلسلہ نبوت ابو الانبیاء والمرسلین ہین جنکی نسبت حضرت صدوق نے عیون اخبار الرضا مین ایک طویل روایت بیان فرمائی ہے

انبیاء کو [illegible]

---

[1] یعنی اصول کفر تین ہین حرص اور تکبر اور حسد لیکن حرص پس آدم جبکہ منع کیا گیا درخت سے تو حرص نے اوسکو اوسپر برانگیخت کیا۔ کہ اوسمین سے کہا لیا۔ اور تکبر پس ابلیس جبکہ حکم کیا گیا سجدہ کا پس اوس نے انکار کیا۔ اور حسد پس آدم کا بیٹا۔ جبکہ اوس نے اپنے بہائی کو حسد سے قتل کر ڈالا۔ ۱۲

اور تفسیر صافی میں ہی ولاتقربا ہذہ الشجرہ کی تفسیر میں مذکور ہی - حدثنا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس النیشاپوری العطار قال حدثنا علی بن محمد بن قتیبة عن حمدان بن سلیمان عن عبد السلام بن صالح الهروی قال قلت للرضاؑ یا ابن رسول الله اخبرنی عن الشجرة التی اکل منها ادم وحوا ما کانت فقد اختلف الناس فیها فمنهم من یروی انها الحنطة ومنهم من یروی انها العنب ومنهم من یروی انها شجرة الحسد فقال کل ذلک حق قلت فما معنی هذه الوجوه علی اختلافها فقال یا ابا الصلت ان شجر الجنة تحمل انواعا فکانت شجرة الحنطة وفیها عنب ولیست کشجرة الدنیا وان ادم علیه السلام لما اکرمه الله تعالی ذکرہ باسجاده ملئکته له وبادخاله الجنة قال فی نفسه هل خلق الله بشرا افضل منی فعلم الله عزوجل ما وقع فی نفسه فناداه ارفع راسک یا ادم فانظر الی ساق عرشی فرفع ادم راسه الی ساق العرش فوجد علیه مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله علی ابن ابیطالب امیر المومنین وزوجته فاطمة سیدة نساء العلمین والحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة فقال ادمؑ یا رب من هولاء فقال عزوجل هولاء من ذریتک وهم خیر منک ومن جمیع خلقی ولولاهم ما خلقتک وما خلقت الجنة والنار ولا السماء والارض وایاک ان تنظر

ؔ یعنی عبد السلام بن صالح ہروی کہتا ہی کہ میں نے امام رضاؑ سے پوچھا ای فرزند رسول اللہ صلعم وہ درخت کیا تھا جس سے آدم و حوا نے کہایا تہا لوگوں نے اوسمیں اختلاف کررکہا ہی بعضی کہتی ہیں کہ وہ گندم کا درخت تہا اور بعضی روایت کرتی ہیں کہ وہ انگور کا درخت تہا اور بعضی نقل کرتے ہیں کہ وہ حسد کا درخت تہا آپنی فرمایا ای ابا الصلت جنت کا درخت چند قسم پر پہلتا ہی یہہ درخت اصل میں گندم کا تہا اور اوسمیں خوشہ انگور کے تہی اور جب خداتعالے نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرا کر اور جنت میں داخل کرکے بزرگی عطا فرمائی تو اپنی جی میں کہا کیا کوئی بشر مجہسے افضل ہے - خداوند تعالے نے خطرہ قلبی معلوم فرماکر فرمایا ای آدم سر اوٹہاکر ساق عرش پر دیکہہ آدم نے دیکہا تو اوسپر لکہا ہوا تہا (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی بن ابے طالب امیر المومنین وزوجتہ فاطمہ سیدة نساء العالمین والحسن والحسین سید اشباب اہل الجنة) تو کہا ای پروردگار یہہ کون ہیں فرمایا یہہ تیری اولاد میں ہیں اور تجہسے اور تمام مخلوق سے بہتر ہیں اگر یہہ نہوتے تو نہ تجہکو پیدا کرتا اور نہ جنت و نار کو اور نہ آسمان اور زمین کو اور خبردار انکو -

الیھم بعین الحسد فاخرجک من جواری فنظر الیھم بعین الحسد وتمنیٰ منزلتھم فتسلط اللہ علیہ الشیطان حتی اکل من الشجرۃ التی نھی عنھما وتسلط علیٰ حواء نظرالی فاطمۃ بعین الحسد حتی اکلت من الشجرۃ کما اکل آدم فاخرجھما اللہ تعالیٰ من جنتہ واھبطھما عن جوارہ الی الارض - یہہ روایت بہت وجوہ سے قابل غور ہی لیکن یہان صرف اسیقدر ثابت کرنا ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق مین بہت بڑی معصیت حضرات نے ثابت فرمائی کہ باوجودیکہ حق تعالیٰ شانہ نے نہایت تاکید کے ساتہہ حسد کی ممانعت فرمائی پہر باوجود اسکی حضرت آدم نے نہ مانا اور حسد کر بیٹہے جسکی سزا پائی اور فی الواقع اونے درجہ کا حسد کبیرہ ہوگا چہ جائیکہ افضل الاولین والآخرین کے مراتب کا حسد کیا جاوی معاذ اللہ کسقدر حضرت آدم کے عرق حسد جوش مین آئی کہ خدا تعالےٰ کی بہی ایک نہ سنی اور پہلے گذارش ہوچکا ہی کہ اصول کفر کے حضرات نے تین قرار دیی ہین - حرص اور حسد اور استکبار تو پہلے حرص حضرت آدم کے حق مین بعبارت النص بروایت صدوق ثابت ہو کر ساوات ابلیس ثابت ہوچکی معاذ اللہ تو اب اس روایت مین دوسری اصل کفر کی یعنے جو حسد ہی بلکہ اعلیٰ درجہ کا حسد حضرت ع کے واسطی ثابت کیا گیا تو اب معاذ اللہ توبہ توبہ شیعہ کے نزدیک حضرت آدم علےٰ نبینا وعلیہ السلام کا مرتبہ باوجود نبوت کے کفر مین ابلیس لعین سے دوچند ہوا بلکہ اگر غور کیا جاوی تو ایسی روایت سے آپکا استکبار بہی مفہوم ہوتا ہی آپکا یہہ خیال کہ مجہسے کوئی افضل نہین ظاہرا ناشی عرق استکبار سے ہے تو گویا مبدا رسلسلہ انبیا ابوالابا رسل خلیفۃ اللہ فی الارض بہ نسبت ابلیس کے کفر مین سہ گونہ زیادہ ہوئی کیونکہ ہرسہ مراتب اصول کفر کے

لہ حسد کی نگاہ سے نہ دیکہنا نہین تو اپنی قرب سے تجکو نکالدونگا تو آدم نے اونکو حسد کی نگاہ سے دیکہا اور اونکی مرتبہ کے آرزو کی پس خدا تعالےٰ نے اوسپر شیطان مسلط کردیا یہان تک کہ اوس درخت سے کہایا جسکی ممانعت تہی اور حوا نے فاطمہ کیطرف حسد کی نظر سے دیکہا تو اوسپر بہی شیطان مسلط ہوا اور اسنے بہی اوسی درخت سے کہایا پس خداوند کریم نے اونکو اپنی جنت سے نکالدیا اور اپنے قرب سے جدا کر کے زمین پر اوتار دیا - ۱۲ -

معاذ اللہ آپ مین پائی گئی باقی رہا یہہ آپ بتقلید فاضل جائسی وغیرہ حسد کی تاویل غبطہ کے ساتہہ نفرمادین اور کلام کی اطراف وجوانب ورقرائن کو ملحوظ خاطر رکہین کیونکہ غبطہ اور حسد باہم متضاد مین بطور حقیقت اطلاق احدہما علی الآخر صحیح نہین غبطہ محض آرزو کرنا اوس جیسی نعمت کا ہی جو دیگرکو حاصل ہے بدون قصد زوال کے اور حسد اوس نعمت کی تمنا کرنا جو دوسری کو حاصل ہوا ہے اوس سے زائل ہو کر اور غبطہ شرعاً جائز بلکہ محمود ہی اور حسد ناجائز اور مذموم تو اس حدیث کو ہیچگہ غبطہ پر حمل کرنا محال ہی اور اگر بفرض محال حسد کی معنے غبطہ کے ہون تاہم جبکہ خداوند تعالے نے سخت تاکید سے ممانعت فرمائی اور ان الفاظ سے فرمایا دایاک ان تنظر الیہم بعین الحسد تو اوسکی محرم اور مثل حسد ہونے مین کیا کلام باقی رہا تو اس صورت مین اوسکا ارتکاب مثل ارتکاب حسد کی ہوا اور ارتکاب حرام لازم آیا۔ مگر تعجب تو یہہ ہی کہ حق تعالے شانہ نے حضرت آدم کو صرف تمنی منزلت ائمہ پر اس قدر مغضوب و مطرود فرمایا حالانکہ اوس وقت اوس تمنا سے اگر وہ بالفرض حاصل ہو جاتے تو کسیکا کچہہ نقصان نہ تہا۔ لیکن دنیا مین جبکہ تمام عالم کے حقوق امامت کے ساتہہ متعلق تہے امامت غصب ہو گئی اور ائمہ ذلیل و خوار ہوئی اور خدا تعالے کو ذرا بہی غصہ نہ آیا اس لطف کی قربان اور اس عدل پر فدا بے شک یہہ بے تکی باتین حضرات شیعہ کی خدا کی ہی شایان شان ہین مگر یہہ کہ جیسا امام نے تقیہ فرمایا شاید خدا تعالے نے بہی ڈر کر تقیہ فرمایا ہو۔ اور روایت لیجئے۔ روی محمد بن الحسن الصفار عن ابی جعفر قال اللہ تعالی لآدم وذریتہ اخرجہما من صلبہ الست بربکم وھذا محمد رسول اللہ وعلی امیر المؤمنین واوصیائہ من بعدہ ولاۃ امری وان المھدی انتقم بہ من اعدائی واعبد طوعاً وکرھاً قالوا اقررنا وشھدنا وادم لم یقر ولم یکن لہ عزم علی الاقرار۔ عن التحفہ

سلہ خلاصہ یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے روز میثاق جب سب سے اقرار وحدانیت ونبوت و وصایت لیا تو سب نے اقرار کیا لیکن حضرت آدم نے نہ اقرار کیا اور نہ ارادہ اقرار کا کیا۔ ۱۲

علاوہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام حضرت یونس علی نبینا وعلیہ السلام کے شان مین جو روایات
مروی ہین سنیے کلینی روایت کرتا ہے۔ عن ابن ابی یعفور قال سمعت ابا عبد اللہ و
ھو رافع یدہ الی السماء رب لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین ابدا ولا اقل من ذلک فما کان
باسرع من ان تحدر الدمع من جوانب لحیتہ ثم اقبل علی فقال یا ابن ابی یعفور ان یونس
ابن متی وکلہ اللہ الی نفسہ اقل من طرفۃ عین فاحدث ذلک قلت فبلغ بہ کفرا اصلحک اللہ
فقال لا ولکن الموت علی تلک الحال کان ھلاکا۔ عن التحفہ اور ظاہر ہی کہ یہہ حالت جسمین
موت ہلاکت کے ساتھہ تعبیر کیجاوی یہہ وہی حالت ہی جو معصیت کے ارتکاب کی حالت ہو
اور لیجیے ملا باقر مجلسی سے مولانا مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روایت
نقل فرمائے ہے ابو حمزہ ثمالی روایت کردہ کہ روزی عبد اللہ پسر عمر بخدمت امام
زین العابدین آمد گفت کہ تو لی کہ میگوئی یونس را ازبرای این بشکم ماہی انداختند کہ ولایت جدم
امیر المومنین را بروعرض کردند وا توقف کرد آنحضرت گفت بلی من گفتہ ام مادرت بعزائی تو
نشیند عبد اللہ گفت اگر راست میگوئی علامتی بر راست گفتاری خود بمن بنما پس حضرت
فرمود تا عصابہ بر دیدہ من دابستند وبعد از ساعتی فرمود کہ چشمہاے خود را بکشائید چون
دیدہ ہای خود را کشودیم خود را در کنار دریائی کہ موجہائش بلند شدہ بود دیدیم پس عمر
گفت کہ ای سید من خون من در گردن تست حضرت فرمود کہ اضطراب بکن کہ الحال راست
گوئی خود بتو مینمائم پس فرمود کہ ای ماہی ناگاہ ماہی سر از دریا بیرون آورد مانند کوہ عظیم گفت
لبیک ای ولی خدا حضرت فرمود تو کیستی گفت من ماہی یونسم ای سید من فرمود
کہ ما را خبر دہ کہ قصہ یونس چگونہ بود ماہی گفت کہ ای سید حق تعالے ہیچ پیغمبری مبعوث

۵؎ حاصل یہہ کہ ابن ابی یعفور کہتا ہے کہ امام عبد اللہ دعا کر رہی تہی کہ الٰہی مجہکو میرے نفس کیطرف ایک لمحہ بالکل ہی نہ سونپیا اور فرمایا
کہ یونس کو خدا تعالی نے اوسکی نفس کیطرف پلک جہپک سے کم سپرد کیا تہا تو اوسنی یہہ احداث کیا مینے پوچہا کیا اس سبب سے کفر کو
پہونچ گیا تہا فرمایا نہین لیکن ایسی حالت کو پہونچ گیا تہا کہ اوس حالت مین مرنا ہلاکی تہے۔ ۱۲

نکردہ از آدم تا جد تو محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر آنکہ ولایت شما اہل بیت را بر وے عرض
کردند پس ہر کہ قبول کرد سالم ماند و ہر کہ ابا کرد مبتلا گردید تا آنکہ حق تعالے یونس را بہ پیغمبری مبعوث
گردانید پس حق تعالے وحی کرد باو کہ ای یونس قبول کن ولایت امیر المومنین علی وائمہ راشدین
از صلب او با سخنان دیگر کہ باو وحی نمود یونس گفت چگونہ اختیار کنم ولایت کسی را کہ او را
ندیدہ ام و نمی شناسم و رفت بکنار دریا پس خدا بمن وحی فرمود کہ یونس را فرو بر و استخوان
او راست مکن پس چہل روز در شکم من ماند و او را میگردانیدم در دریاہا و در تاریکیہا ندا میکرد
لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین قبول کردم ولایت امیر المومنین وائمہ راشدین را
از فرزندان او پس چون ایمان آورد بولایت شما امر کرد پروردگار من کہ او را اندختم بر ساحل دریا
پس حضرت امام زین العابدین فرمود کہ ای ماہی برگرد بسوی آشیان خود و آب از موج
قرار گرفتہ۔ انتہی ۔ حاصل یہہ کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب حکم خداوندی پہونچا کہ ولایت ائمہ پر
ایمان لاؤ تو انہون نے خدا تعالے کے حکم کو نہ مانا اور ولایت ائمہ رض کی ایمان سے صریح انکار کر دیا
یہی اسکی سزا مین چکھا جو کچھہ کہ چکھا۔ اسیطرح حضرت آدم ع سے لیکر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا مبعوث ہوئے ولایت ائمہ رض انپر پیش کی گئی اگر قبول کیا تو
بلیات سے محفوظ رہے ورنہ عقوبت مین مبتلا ہوئے چنانچہ حضرت آدم ع کا جنت سے نکلنا اور حضرت
ابراہیم ع کا آگ مین ڈالا جانا حضرت یوسف ع کا چاہ کنعان مین مقید ہونا حضرت ایوب ع کا
مصیبت مین مبتلا ہونا وغیرہ اسی قبیل سے ہے چنانچہ مناقب مرتضوی سے خلاصہ اسکا
مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ تو اس سے پایا گیا کہ انبیاء نے اعتقاد
امامت ائمہ سے جو جز ایمان ہے انکار کیا۔ سبحان اللہ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔
جب انبیا ہی حکم نہ مانین اور رد وحی کرین اور بیچارونکا تو کیا ذکر ہے۔ مجملاً حالات
انبیاء کے تو سن چکے اب ذرا ائمہ کے حالات بھی سن لیجئے جو حضرات مدعیان محبت وولاء
روایت فرماتے ہین۔ حضرت علی امیر المومنین وامام المتقین قائد الغر المحجلین جنکی فضیلت

تمام انبیا و رسل پر سوای حضرت صلعم سے اونکی شان مین حضرت فاطمہ رضہ بضعۃ الرسول
جسکی شان مین من غضبہا فقد اغضبنی تسلیم کرتے ہین اونکی زبان سے یہہ کلمات نقل
کرتے ہین جو مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف مین ملا باقر
مجلسی سے نقل کیے ہین - مانند جنین پردہ نشین رحم شدہ مثل خائنان در خانہ گریختہ
خود را ذلیل کردی گرگان مید رند دمی برند تو از جای خود حرکت نمی کنی محل اعتماد من گردید
و یاور من سست شد شکایت من بسوی پدر من و مخاصمہ من بسوی پروردگار من است
اجمال کے کسیقدر تفصیل عبارت تذکرۃ الائمہ سے واضح ہوتی ہے - وہی ہذہ
وہمچنین حق دانستند انچہ شیخین نسبت باہل بیت رسالت واقع ساختند و نسبت زنا -
استغفر اللہ بحضرت فاطمہ رضہ دادن و دشنام دادن باو و غصب فدک و خلافت
نمودن و کشتن و زدن بطن اسلومہ و سقط شدن محسن شش ماہہ و آتش بخانہ پیغمبر انداختن الی آخرہ
یہہ باتین کہ جنکی شکایت حضرت فاطمہ رضہ نے فرمائی پس اگر حضرت امیر اپنی اس سکوت
مین ناحق پر تھے اور محض بوجہ جبن و نامردی کے حاشا جنابہ عن ذالک یہہ سبب
کچھہ دیکھتے تھے اور نہ بولتے تھے تو قطع نظر اسکے کہ یہہ اعلی درجہ کے معصیت تھے
یہ امر قادح استحقاق خلافت ہی الجبان لا یستحق الامامۃ قضیہ مسلمہ ہی اور اگر آپ حق پر تھے
اور بوجہ وصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ ساکت و صامت رہی تو اولاً
کیا یہہ وصیت ابوبکر اشجع کے قتل کیوقت فراموش ہوگئی تھے اور منبر اب حضرت عباس
کی ہنگامہ مین تصنیف نہین ہوئی تہی - اور ثانیاً کیا حضرت فاطمہ رضہ مطیع حکم حضرت
امیر نہ تھین اور کیا حضرت امیر کی نسبت ایسی کلمات مستہجن جو ارذل مین بہی
معیوب ہین اونکو نا جائز نتھے - اور کیا اونکو حضرت کا یہہ ارشاد جو بحار الانوار مین
خاتم المتکلمین نے نقل کیا ہی لا تغضبی علیاً فانہ ان غضب غضبت بغضبہ یاد نہ تھا
بہر کیف اگر آپ کا سکوت حق تھا تو معاذ اللہ حضرت فاطمہ رضہ ایسے کلمات مستہجن حضرت

ائمہ کے شامل ہین کہکر معصیت سے نہین بچ سکتی۔ علاوہ اسکی علماء شیعہ کو تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اہلبیت سے ہونے مین کلام و تردد ہی چنانچہ صاحب ارغام نے شافی شرح کافی سے نقل کیا ہے ان[ف] اہل بیت کل نبی اوصائہ وعلی ھذا یمکن دخول فاطمۃ فی اھل بیتہ باعتبار انھا وسیلۃ وصایۃ اھل البیت (الی ان قال) ویمکن ان لاتکون داخلۃ فی اھل البیت۔ اور نیز دیگر علماء شیعہ کی کلام سے بہی اسکی تائید و تقویت ہوتی ہے چنانچہ شیخ مقداد نے کنز العرفان فی فقہ القرآن مین لکھا ہے اور اجماع شیعہ کا بیان کیا ہی کہ آل صرف ائمہ معصوم ہی ہین اور کوئی نہین اوسکی عبارت یہہ ہے[ف] الذین یجب علیھم الصلوۃ فی الصلوۃ ویستحب فی غیرھا الائمۃ المعصومون لاطباق الاصحاب انھم ھو الآل۔ ولان الامر بذلک مشعر بغایۃ التعظیم المطلق الذی لایستوجبہ الا المعصوم واما فاطمۃ علیہا السلام فتدخل ایضاً لانھا بضعۃ منہ انتہی بلفظہ۔ اسجگہ شیخ مقداد نے دو دلیلین بیان کی پہلی دلیل بصراحت تمام لفظ آل کے ائمہ کے ساتہہ خاص ہونے پر اور حضرت فاطمہ رض کی آل سے خارج ہونے پر دلالت کرتے ہے اور یہہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ آل کا ائمہ کی ساتہہ خاص ہونا مجمع علیہ حضرات شیعہ کا ہی دوسری دلیل جناب فاطمہ رض کی معصوم نہ ہونے پر دال ہے کیونکہ مدار استحقاق غایت تعظیم کے لیئے معصوم ہونا قرار دیا ہے اور پہر اس سے حضرت فاطمہ رض کی خارج ہونے کا شیخ کو واہمہ پیدا ہوا تو بطور رفع توہم اور استدراک کے حضرت سلام اللہ علیہا کے استحقاق غایت تعظیم کو بسبب جزئیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت فرمایا۔ علاوہ ازین علماء

[ف] تحقیق ہر نبی کے اہلبیت اوسکی اوصیا ہوتی ہین تو اس اعتبار سے حضرت فاطمہ کا اہلبیت مین داخل ہونا ممکن ہی کیونکہ آپ اہلبیت کے وصایۃ کا واسطہ ہین (یہانتک کہ کہا) اور ممکن ہی کہ اہلبیت مین داخل نہوں ۔۱۲۔ [ف]۲ ۔جن لوگون پر نماز مین درود پڑہنا واجب ہی اور نماز کے سوا مستحب ہے ائمہ معصومین ہین کیونکہ اصحاب شیعہ کا اسپر اتفاق ہے کہ آل صرف معصومین ہی ہین اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ درود کا حکم ہونا نہایت تعظیم کو مشعر ہی جسکا سوائی ائمہ معصومین کے اور کوئی مستحق نہین ہان حضرت فاطمہ رض وجوب صلوۃ مین داخل ہین کیونکہ حضرت ص کا جز ہین ۱۲۔

مجلسی نے بھی حق الیقین مین صفحہ ۱۵۴ پر عصمت کو ملزوم امامت تسلیم کر لیا ہی اور لکھا ہی کہ وایضا صیغہ جمع معرف بلام ست وافادہ عموم میکنند پس دلالت بر عصمت آنحضرتؐ میکند وعصمت ملزوم امامت ست تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت فاطمہ رضؓ معصوم نہین ہین کیونکہ آپ قطعاً امام نہین تو معصوم بھی نہین - پس ان دونو دلیلون سے صاف واضح ہوا کہ حضرت علیہا السلام نہ آل امین داخل ہین اور نہ معصوم ہین - حالانکہ آیت تطہیر سے بضمیمہ حدیث کی حضرت فاطمہ رضؓ کا اہلبیت مین داخل ہونا اوسیقدر ثابت ہی جسقدر ائمہ کا داخل ہونا ثابت ہی بلکہ اوس سے بھی زیادہ - کیونکہ سوائی جناب امیر رضؓ اور جناب حسنینؓ کے باقی ائمہ رضؓ قطعاً باعتبار نص اوسمین داخل نہین ہین اور جناب فاطمہ رضؓ باعتبار نص قطعاً ویقیناً اوسمین داخل ہین - تعجب ہے کہ جو یقیناً داخل ہون بلکہ قطعاً تطہیر سے خارج ہون وہ تو اہلبیت اور معصوم ہو جائین اور جو قطعاً تطہیر مین داخل ہو اوسکو تطہیر سے بلکہ آل ہونے سے بھی خارج کردین سبحان اللہ یہہ حضرات شیعہ کا ہی ولا اوتمسک ہی بیشک یہہ دین حضرات نے ائمہ رضؓ سے ہی اخذ کیا ہوگا کہ حضرت فاطمہ رضؓ تو اہلبیت اور عصمت سے خارج ہون اور وہ اہلبیت مین داخل ہون - تو خیر جب اونکو اہلبیت سے ہی نکال چکی اور عصمت خاصہ ائمہ کا ہی فرما چکی تو اب معصیت کو بہ نسبت حضرت علی رضؓ کے حضرت فاطمہ کی طرف منسوب کرنا آپکو سہل ہوگا حضرت امام حسین رضؓ شہید کربلا کی جناب پاک کی نسبت روایت کرتے ہین کہ معاذ اللہ آپنے عسل بیت المال بلا اجازت وقبل قسمت شک سے نکالکر تصرف کیا جو کبیرہ گناہ ہی اصل روایت امام اعظم شیعہ نے بیان کی ہی لیکن ترجمہ فارسی اوسکا ازالۃ الغین مین فاضل جالبسی کی کتاب فوائد الصفیہ ومواعظ حسنہ سے نقل کیا گیا ہے یہی وہ لکھتا ہون - روزے مہمانے پیش حضرت امام حسینؓ نازل گردید پس امام حسین درہمی قرض گرفتہ نانے خرید ونان خورش تداشت کہ نان را بآن حاضر سازد ودران روز ہا چند مشکہائی عسل از طرف یمن بخدمت حضرت امیر رضؓ رسیدہ بود پس امام حسین بقنبر خادم فرمودند کہ دہن مشکی را از مشکہائے

بکشاید چون کشود حضرت بقدر یک رطل از ان مشک عسل گرفتند بمهمان خورانیدند پس چون امیر علیہ السلام خواست که مشکہا را میانہ مستحقین آن قسمت نماید از قنبر پرسید که کسی این مشکہا کشودہ قنبر عرض کرد کہ بلی یا امیر المومنین و سرگذشت را نقل نمود چون حضرت امیر حرف او را شنیدند در غضب شدہ فرمودند علی بحسین حسین را حاضر سازند چون حضرت امام حسین حاضر شد حضرت امیر درہ برداشت امام حسین گفت بحق عمی جعفر یعنی بحق و حرمت عم من از تقصیر من درگذر و ضابطہ حضرت امیر المومنین بود که ہرگاہ کسے بحق جعفر میگفت پس غضب آنحضرت تسکین میافت پس حضرت امیر فرمودما حملك اذ اخذت منه قبل القسمة چہ چیز باعث شد ترا کہ قبل از قسمت آن بآن متصرف شدی امام حسین عرض نمود کہ حق ما درو ست چون قسمت میشد بقدر یک رطل از حصہ خود داخل میکردم حضرت امیر فرمود کہ پدر تو فدای تو باد کہ ترا نمیرسد کہ تو از ان منتفع شوی پیش از انکہ مسلمانان منتفع شوند آگاہ باش کہ اگر نمی بود کہ دیدہ بودم کہ دندانہای ترا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم می بوسید ہر آئنہ من ترا درین وقت میزدم بعد از ان حضرت امیر خود درہمی کہ در کنار ردائی خود بستہ بود بقنبر دادند و فرمود کہ قسم اول عسل از بازار خریدہ بیار چون آورد عقیل قسم خوردہ میگوید کہ گویا من می بینیم کہ از ہر دو دست دہن مشک را حضرت امیر گرفتہ اند و قنبر عسل را دران داخل میکند بعد ازان حضرت امیر علیہ السلام دہن مشک را می بست و میگریست و میفرمود ۔ اللهم اغفر للحسين فانه لم يعلم خداوندا از تقصیر حسین رضی درگذر کہ او ندانستہ این کار کردہ انتہی ملخصا

بموجب مضمون اس روایت کے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی شہد مین سے بلا اجازت امام و قبل القسمت کہ جسمین دوسرے مسلمانون کے حقوق بہی تہے لیکر تصرف کیا ۔ مین پوچہتا ہون کہ یہہ خیانت کچہہ آپکی نزدیک معصیت نہین کیا مسلمانون کے مال مین بلا قسمت و اجازت تصرف کرنا امام کے ایسے چہیتے جلیے جانے سے کچہہ کم ہے ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا حال تو طشت از بام ہے

کہ حضرت نے خلافت نبوت جو نیابت رسول ہے۔ معاذ اللہ ایک کافر کو سونپ دی حالانکہ
آپکی ساتھ باعتبار ظاہر بھی فوج کثیر تھے اور فی الحقیقت آپکو کچھ اسکی حاجت نہ تھی۔ کیونکہ
آپکو اپنی موت کا تو حال معلوم ہوگا تو پھر آپکو خوف کس بات کا تھا تو یہہ معصیت اور ظلم و کفر پر اعانت
نہیں تو کیا ہی جسکی بابت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسکو علما شیعہ نقل کرتے ہین
لو جز انفی لکان احب الی مما فعلہ اخی الحسن یعنی اگر میرے ناک کٹ جاتی تو اوس سے بہتر
تھا جو میرے بھائی حسن رض نے کیا کہ معاویہ کو خلافت سپرد کردی۔ جز انفی کے آپ معنی جانتے
ہونگی۔ خواہ حقیقی لیجیے یا مجازی بہرکیف یہہ خلع خلافت و صلح معاویہ ایسی حرکت تھی
جسکو امام معصوم اپنی ناک کٹنی سے بدتر ارشاد فرماتا ہے۔ تو اگر امام حسین رض کا قول حق ہی
تو فعل امام حسن رضی اللہ عنہ کا کبیرہ اور معصیت ہی اور اگر خلاف ہی تو کذب امام معصوم کی کلام
مین لازم آتا ہی اور کذب معصیت کبیرہ ہی اور تکیہ کی خلاف تو پھر معلوم نہین کہ اصحابہ نے
کیا ایسی خطا کی جس سے ادنی ادنی معصیت سے کرام ہونے سے خارج ہوئی اور انبیاء علیہم
اور ائمہ رض باوجودیکہ انکی کفر و معاصی نقل کیے جاتے ہین پھر انکو کرام کہے جاتے ہین انبیاء علیہم
و ائمہ رض کا حال تو مجملاً سن لیا اب بعض صحابہ مقبولین کی کیفیات و حالات بھی ذرا ملاحظہ ہون تاکہ
اوس دعوی کی تصدیق جو ہمارے مجیب نے فرمایا ہی بخوبی ہوجاوے کہ حاشا و کلا کہ شیعہ
صحابہ کرام کو برا کہتے ہون منجملہ صحابہ کرام مقبولین شیعہ کے عبد اللہ بن عباس رض ہین
انکی نسبت قاضی نور اللہ شوستری مجالس المؤمنین مین تحریر فرماتے ہین علامہ حلی در خلاصۃ
الاقوال فی معرفۃ الرجال آوردہ کہ عبداللہ بن عباس محب خاص حضرت امیر و تلمیذ او بود و حال
در بزرگی و اخلاص او با آنحضرت اشہر از آنست کہ مخفی ماند و شیخ ابو عمرو کشی در کتاب خود
بعضی از روایات آوردہ کہ متضمن قدح ست در ابن عباس و حال آنکہ شان ابن عباس رض
اجل و اعلی از انست و ما آن روایات را در کتاب کبیر رجال آوردیم و جواب از انہا گفتیم این ست تمام
کلام علامہ حلی درین مقام و حاصل جمیع قوادحی کہ از روایات کشی مفہوم میشود راجع بعضی

صحابہ مقبولین شیعہ کے حالات

اعمال ابن عباس ست ومولف این کتاب را با ایمان واعتقادست اما جوبہ کہ علامہ حلی
در کتاب کبیر خود ذکر کردہ بنظر قاصرین شکستہ نرسیدہ مجملاً حال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا
تو معلوم ہو چکا اب اون اعمال کے تفصیل سنیے - یہہ ہی حضرت ابن عباس جنکو آپ
اور آپکی بزرگوار اصحاب کرام مین شمار کرتے ہین جبکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے انکو
بصرہ پر حاکم مقرر کیا فرصت وموقع پا کر بیت المال وہانکا لوٹ کر اور خیانت کر کے اپنی گہر
آبیٹھے حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جو درد انگیز خط انکی نام اس معاملہ مین لکہا ہی دیکہنے کے
قابل ہی نہج البلاغت سی بعینہ نقل کرتا ہون - ومن کتاب لہ علیہ السلام الی بعض عمالہ
اما بعد فانی کنت اشرکتك فی امانتی وجعلتك شعاری وبطانتی لم یکن فی اھلی رجل اوثق
منك فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانة الی فلما رأیت الزمان علی ابن عمك قد کلب والعدو
قد حرب وامانة الناس قد خزیت وھذہ الامة قد فتکت وشغرت قلبت لابن عمك ظھر
المجن ففارقتہ مع المفارقین وخذلتہ مع الخاذلین وخنتہ مع الخائنین فلا ابن عمك
اسیت ولا الامانة ادیت وکانك لم تکن اللہ ترید بجھادك وکانك لم تکن علی بینة من ربك
وکانك انما کنت تکید ھذہ الامة عن دنیاھم وتنوی غرتھم عن فیئھم فلما امکنتك الشدة
فی خیانة الامة اسرعت الکرة وعاجلت الوثبة واختطفت ما قدرت علیہ من اموالھم

ـــــــــ

لہ اما بعد - مین نے شریک کیا تہا تجہکو اپنی امانت مین اور بنایا تہا تجکو اپنا جانی اور پہنانے - میرے جمین میری غمخواری اور معاونت اور ادا امانت کے لیے میری اہل مین تجہسے زیادہ معتمد کوئی نہ تہا - پس جب تونے دیکہا کہ چچا کے بیٹے پر زمانہ دشوار وسخت ہے اور دشمن غضبناک ہی اور لوگونکی امانت ذلیل ہوگئی اور یہہ امت قتل ہوئی اور منتشر و پریشان ہوگئی - ڈہال کی پیٹہ اپنی چچا کے بیٹے کے لئے تونے اولٹی کردی - اور جدا ہوگیا اوس سے جدا ہونے والون کے ساتہہ - اور ذلیل چہوڑ دیا اوسکو چہوڑنے والونکے ساتہہ اور تونے بہی خیانت کی خیانت کرنیوالون کے ساتہہ - نہ تو نے اپنے چچا کے بیٹے کی غمخواری کی - اور نہ امانت ادا کی - گویا تو اپنے جہاد مین خدا کی رضامندی کا ارادہ نہ رکہتا تہا - اور گویا تو اپنی پروردگار پر بہروسا نہ رکہتا تہا - اور گویا تو فریب کرتا تہا اس امت سے اونکی دنیا کے لیئے - اور دل مین سوچ رہا تہا اونکی غفلت کو مال غنیمت سے پس جب تجہکو امت کی خیانت مین حملہ کی قدرت ہوئی - سرعت سے حملہ کیا اور جلدی سے کود پڑا - ۱۲ -

المصونة لاراملهم وایتامهم وعاجلت اختطاف الذیب الازل دامیة المعزی الکسیرة فحملته الی الحجاز رحیب الصدر بحمله غیر متأثم من اخذه کانك لا ابا لغیرك حدرت الی اهلك تراثك من ابیك وامك فسبحان الله اما تؤمن بالمعاد او ما تخاف نقاش الحساب ایها المعدود کان عندنا من ذوی الالباب کیف تسیغ شرابا وطعاما وانت تعلم انك تاکل حراما وتشرب حراما وتبتاع الاماء وتنکح النساء من مال الیتامی والمساکین والمجاهدین الذین افاء الله علیهم هذه الاموال واحرز بهم البلاد فاتق الله واردد الی هؤلاء القوم اموالهم فانك ان لم تفعل ثم امکننی الله لاعذرن الی الله فیك ولاضربنك بسیفی الذی ما ضربت به احدا الا دخل النار ووالله لو ان الحسن والحسین فعلا مثل الذی فعلت ما کانت لهما عندی هوادة ولا ظفرا منی بارادة حتی آخذ الحق منهما وازیح الباطل عن مظلمتهما فاقسم بالله رب العلمین ما یسرنی ان ما اخذت به من اموالهم حلال لی ان اترکه میراثا لمن بعدی فضح رویدا فکانك قد بلغت المدی ودفنت تحت الثری وعرضت علیك اعمالك بالمحل الذی ینادی الظالم فیه بالحسرة ویتمنی المضیع الرجعة ولات حین مناص والسلام۔ ابن میثم بحرانی شارح نہج البلاغت اپنی مختصر

لـہ اورجو کچھ یتیمون اور بیودون کے مال محفوظ سے ہاتھ آیا لی اوڑا۔ اور اوس جلد ہی کی جو لنگڑی بکری کو بہیڑیے کے سی بہی جلدی کی لے بہاگے۔ پس لاد کر لیگیا اوس مال کو حجاز کیطرف ہشاش بشاش۔ تو اوسکو لاتا تہا اور نہین گناہ سمجہتا تہا اوسکی لینے کو گویا تو اپنے باپ یا ماں کی میراث اپنی اہل مین لاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا تجہکو قیامت کا یقین نہین ہے کیا تو پورا حساب لینے سے نہین ڈرتا۔ اے شخص جو ہمارے نزدیک عقلمندون مین شمار ہے تو کیونکر پسند دیگا۔ کہاتا پیتا حالانکہ تو جانتا ہے کہ مین حرام کہا رہا ہون اور حرام پی رہا ہون۔ اور کیونکر لونڈیونکو خریدتا ہے۔ اور عورتون سے نکاح کرتا ہے یتیمون اور مسکینون اور مجاہدون کے مال پر جو اللہ تعالے نے اونکو غنیمت مین دیا ہے۔ پس خدا سے ڈر اور لوگون کے مال واپس کردے۔ اگر تو نے ایسا نکیا پہر مجہکو خدا نے تجہپر قدرت دی تو سزا دینے مین خدا کے نزدیک معذور ہونگا۔ اور تجہکو اپنی تلوار سے قتل کردونگا جس سے نہین قتل کرتا مین کسیکو مگر دوزخ مین داخل ہوتا ہے۔ قسم خدا کے اگر حسن اور حسین کرتے جیسا تو نے کیا تو نہ ہوتے اون سے مصالحت اور نہ مطلب یاب ہوتے مجہسے اپنے ارادہ مین یہان تک کہ مین اون سے حق لیتا اور ظلم اونکا دور کرتا ہے۔ مین خدا وند رب العالمین کی قسم کہا کر کہتا ہون۔ مجہکو خوش نہین آتا جو تجہسے لیا ہے اونکی مالو نسے حلال سمجہ کر چہوڑون مین اوسکو میراث اپنے بعد۔ پس تہوڑا صبر کر تو اپنے اجل کو پہونچ چکا ہے۔ اور مٹی کے نیچے دفن کیا جائیگا۔ اور تجہپر تیرے اعمال پیش کیے جاوینگے۔ ایسے مقام مین کہ ظالم اوس مین حسرت کی فریاد کریگا۔ اور حقوق ضایع کرنیوالا واپس لوٹنے کی آرزو کریگا۔ اور کہان چہٹکارے کا وقت ہے۔ ۱۲

شرح مین جو اسوقت میرے سامنے موجود ہی بعد نقل ایک دوسری خط کے کہتا ہے
اقول المروی ان الکتاب الاول الی عبد اللہ بن عباس کما ھو فی بعض النسخ حین کان
والیا له علی البصرة - قطع نظر اس سے کہ حضرت رضی نے اپنی ناموس مذہب کے حفاظت کے
لئے الی بعض عماله تحریر فرمایا اور صاف نام نہین لیا یہہ خط کسقدر ابن عباس کے اعمال شنیعہ
اور احوال فظیعہ حرص دنیاوی اور طمع مال اور مخالفت امام بحق وغیرہا ظاہر کرتا ہے معلوم
نہین باوجود اسکی حضرت مجیب اور اونکی علمائے پہر کیون کرام مین شمار کر رکھا ہے حالانکہ
بشہادت شہید ثالث گذارش ہو چکا ہے کہ غیر معصوم کے اصلاح کے لئیے تاویل کی
کچہہ ضرورت نہین - اور یہہ ہی ابن عباس ہین جنکا اصل اور اعلی ہونا شہید ثالث بیان فرماتے
ہین حضرت کلینی امام سید الساجدین زین العابدین سے روایت فرماتے ہین کہ آیت
ومن کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی یعنی جو دنیا مین راہ حق سے نابینا ہی وہ آخرت
مین بہی راہ جنت سے اندہا ہوگا - اور اوس سے بہی زیادہ گمراہ ان ہی حضرت ابن عباس
اور اونکی والد ماجد حضرت عباس کے حق مین نازل ہوئی انتہی الکلام اور یہہ ہی ابن عباس ہین
کہ حضرت مفسر صافی اپنی تفسیر مین ان کی حق مین روایت فرماتے ہین - وعن الباقر قال
قال امیر المومنین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآله وسلم فی المسجد والناس مجتمعون
بصوت عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالهم فقال قال له ابن عباس یا ابا الحسن
لم قلت ما قلت قال قرات شیئا من القران قال لقد قلته لامر قال نعم ان اللہ یقول فی کتابه ما اتاکم
الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا افتشهد علی رسول اللہ انه استخلف ابا بکر قال ما سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اوصی الا الیك قال فهلا بایعتنی قال اجتمع الناس علی ابی بکر

ف ابو جعفر سے روایت ہی کہ امیر المومنین نے بعد وفات حضرت صلعم کے مسجد مین جبکہ لوگ مجتمع تہے چلا کر پڑہا -
(جنہون نے کفر کیا اور منہہ پہیرا اللہ کے رستہ سی ضائع کر دیئے اونکی کام) ابن عباس نے کہا یا ابا الحسن یہہ کیون
پڑہا - آپ نے فرمایا قران سے آیت پڑہی ہے ابن عباس نے کہا کہ بیشک کسی وجہ سے پڑہا ہے فرمایا ہان
اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین فرمایا ہے (جو تمہاری پاس رسول صلعم لاوی اوسکو لو - اور جس سے منع کری
اوس سی باز رہو) کیا تو گواہی دیتا ہی کہ حضرت صلعم نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا عرض کیا مینے حضرت سی نہین سنا مگر آپکی وصیت کو فرمایا
تو پہر مجہسے کیون بیعت نکی عرض کیا سب لوگ ابوبکر پر مجتمع ہو گئی - ۱۲ -

فکنت ضمھم فقال امیر المؤمنین کما اجتمع اھل العجل علی العجل ھھنا فتنتم و مثلکم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم و ترکھم فی ظلمت لا یبصرون ہ صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ابن عباسؓ گوسالہ پرستوں میں تہے یہی ابن عباس ہیں کہ روایت حلت متعہ کی بارہ میں حضرت امیر نے انکی نسبت فرمایا انک رجل تائہ۔ منجملہ صحابہ کرام کی حضرت عباس اور حضرت عقیل ہیں قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس میں لکہا ہے در کتاب کامل بہائی از امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر در ایامیکہ خلافت در دست غاصبان بود دائما گفتہ۔ واللہ لو کان حمزۃ وجعفر حیین ما طمع فیھا ابو بکر ولکن ابتلیت بجلیفین جافیین عقیل والعباس۔ نقل از مجالس اور انہی ہر دو بزرگوار کی نسبت روایت سابقہ کے ہم معنی روایت ہے جسکا ترجمہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب مین لکہا ہے۔ کہ سدیر از حضرت امام محمد باقر العلوم پرسید کہ کجا بود عزت و کثرت و شوکت بنی ہاشم کہ حضرت امیر المومنین بعد از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم از ابو بکر و عمر و سائر منافقان مغلوب گردید حضرت فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود جعفر و حمزہ کہ در غایت ایمان و یقین و از سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند و بود دو مرد ضعیف الیقین ذلیل تازہ مسلمان شدہ بودند عباس و عقیل ایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند و آزاد کردند ایمان چنین قوتی نمیدارد بخدا سوگند اگر حمزہ و جعفر حاضر می بودند در ان فتنہ ابو بکر و عمر یارائی آن نداشتند کہ حق امیر المومنین را غصب کنند و اگر سعی میکردند البتہ ایشان را می کشتند۔ نقلا عن منتہی الکلام۔ اور یہی حضرت عباس ہیں کہ انہوں نے بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہا تہا کہ حضرت امیر کے ہاتہ بیعت کرون

ملے میں بہی اونہی میں تہا۔ حضرت نے فرمایا جیسا گوسالہ پرست گوسالہ پر مجتمع ہوگئی اسجگہ سے تم بہی منقول ہوئی (ہماری کہاوت اوس شخص جیسی کہ آگ جلائی پس جب گرد اگرد روشن ہوگیا۔ تو اللہ نے اونکا نور کہو دیا)۱۲۔ ملے خدا کی قسم اگر حمزہ و جعفر زندہ ہوتے تو ہرگز ابو بکر و عمر امامت کی طمع نکرتے لیکن ہین دو ولیلون مین جو عقیل و عباس ہین مبتلا ہوں۔ ۱۲۔

لیکن حضرت رضا ہی نے تعلل وتردد فرمایا اور حضرت نے بیعت قبول نہ کی اور کیونکہ قبول فرماتے آپکو معلوم تھا کہ حق ابوبکر رض کا ہے - نہج البلاغت مین وہ خطبہ مذکور ہے جسمین حضرت عباس کی درخواست بیعت کا ذکر ہے - اور قاضی صاحب شوستری نے مجالس مین بضمن ذکر عباس لکھا ہے تا آنکہ بعد از فوت حضرت پیغمبر صلعم بحضرت امیر گفت امدد یدك ابایعك حتی لا یختلف فیك اثنان باوجود حضرت عباس کے اس فدائیت کے پھر بھی سہام ملامت سے نہ بچی بلکہ جناب امیر نے انکی اس درخواست پر اعتماد نفرمایا اور اسکو نفاق پر محمول کر کے قبول نہ کیا - اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے امیر معویہ رض کی رفافت اور حضرت امیر رض کی ترک رفافت بلکہ مخالفت طشت از بام ہے - پس جبکہ ادنے معصیت کرام سونے سے نکالدیتی ہے تو یہہ حضرات باوجود ایسی ذمائم موضوعہ کی کیونکر کرام رہے - چونکہ بحث طویل ہوگئی ایسلیے مختصراً چید اصحاب کے حالات ذوالفقار سے ذکر کر کے ختم کرتا ہون منجملہ انکی ساتہ بن زید ہے کہ وہ حسب تصریح کتاب نہج الحق مدعی اپنی امامت کا ہوا تہا اور تفسیر اہلبیت سے واضح ہے کہ حروف ثقات مین رفافت حضرت علی کی ترک کی منجملہ انکی خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین ہے مجالس المومنین اور کامل بہائی سے واضح ہے کہ یہہ حضرت اول ان مین کی ہین جنہون نے سعد بن عبادہ کی خلافت پر اوسکو دغلا تہا منجملہ انکی عامر بن واثلہ ہین جو امامت محمد بن حنفیہ کے قائل ہوئی اور امام سید الساجدین کی امامت سے انکار کیا منجملہ انکی ابوذر ہین کہ جامعین بیاض ایرانی انکی نفی اسلام پر دلیل لائے ہین اور بقول ابوجعفر بن احمد بن علی قمی صاحب صفات الشیعہ بن اخوت پیغمبر سے خارج ہین منجملہ انکی براء بن عازب ہین کہ انہونے گواہی کا اخفا کیا حضرت امیر رض نے انکو بددعا فرمائی کہ نابینا ہوگیے کما فی الکشی وخلاصۃ الاقوال اور امام حسین رض کے ساتھ کربلا جانے سے تخلف کیا کما فی مجمع البحرین وبیاض الفخری منجملہ انکی ابن مسعود ہین کہ باقر مجلسی نے حیات القلوب مین درود مطاعن وذمائم ابن مسعود کا احادیث ائمہ سے اعتراف کیا ہے -

---

لہ یعنی اپنا ہاتہہ پہیلاؤ مین آپ سے بیعت کرلون تاکہ پہر آپکے بارہ مین دو شخص بہی اختلاف نکرین - ۱۲ -

منجملہ اونکی حذیفہ ہین کہ بقول صاحب تلخیص الرجال کے حذیفہ اور ابن مسعود موالیین خلفاء سی
شمار ہین اور کشی و صاحب خلاصۃ الاقوال نے منجملہ ہالکین کے شمار کیا ہی اور عمار کو خلفانے حاکم کوفہ کا مقرر
کیا۔ اور سلمان کو حضرت عمر نے مدائن کا حاکم بنایا۔ اور ابوذر و سلمان و مقداد کو بڑاہی بڑی
لڑائیون پر بھیجا کما نص علیہ فی الشافی والبحار حالانکہ کلینی مین نص امام باقر کے موجود ہی جسکا
حاصل یہ ہی کہ ای ابو بصیر کوئی شیعہ دینار بنی امیہ سے نہین پاتا مگر انکہ پائی دین اوسکا
مثل اوسکی اور امام کاظم سے مروی ہے کہ جو مین پہاڑ پر سے گر کر پارہ پارہ ہوون۔
اس سے بہتر ہے کہ کسی سلطان کیطرف سے عامل ہون پس بموجب ان روایات کے ابوذر
سلمان مقداد بھی زمرہ خلفاء سے ہو کر معصیت سے نہ بچے کلہ من ذوالفقار اور بقول
حضرت مجیب کے کرام ہونے سے خارج ہوئے علاوہ ازین اگر بالاجمال دیکھا جاوے تو کوئی صحابی خالی
از معصیت نہین لیجیے چند روایتین مختصراً ذکر کرتا ہون۔ مقداد کی ذکر مین قاضی صاحب
مجالس مین فرماتے ہین و شیخ ابو عمرو کشی کہ از علماء امامیہ ست در کتاب اسماء الرجال
باسناد خود از حضرت امام محمد باقر روایت نمودہ ارتد الناس[ف] الا ثلثۃ نفر سلمان و ابوذر
والمقداد فقلت فعمار قال کان حاص حیصۃ ثم رجع قال ان اردت الذی لم یشک ولم یدخلہ
شی فالمقداد صدوق طائفہ شیخ ابن بابویہ قمی در علل الشرائع باسناد خود از حضرت
ابو عبد اللہ روایت میکند قال علیہ السلام لما کان یوم احد انہزم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتی لم یبق معہ الا علی بن ابیطالب و ابو دجانہ سماک بن خرشۃ ۔ عز کلامہ
اور تفسیر صافی مین بھی لکھا ہی و لم یبق مع رسول اللہ ص الا ابو دجانہ سماک بن خرشہ و علی نسخہ سلیم بن
قیس مین سلمان سے مروی ہی جسکا ترجمہ باقر مجلسی نے حق الیقین مین کیا ہے

ف۔ سوا تین شخصون کے سب مرتد ہو گئے۔ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ مین نے پوچھا اور عمار فرمایا کچھ پھر گیا تھا
پھر لوٹ آیا۔ فرمایا اگر ایسا شخص چاہی جسکو شک نہوا ہو اور اوسکے دل مین کچھ (تردد) نہ آیا ہو وہ مقداد
ہی ۵۲ امام ابو عبد اللہ نے فرمایا جب احد کی لڑائی ہوئی تو سب اصحاب نے شکست کہائی اور بہاگ گئی
اور حضرت کے ہمراہ سوائے علی۔ اور ابو دجانہ کے کوئی باقی نہ رہا۔ ۱۲

قال[ف] فلما کان اللیل حمل علی فاطمة علی حمار و اخذ بید ی الحسن و الحسین علیهما السلام فلم یدع احدا من اهل بدر من المهاجرین و لا من الانصار الا اتاه فی منزله و ذکر حقه و دعاه الی نصرته فما استجاب له الا اربعة و اربعون رجلا فامرهم ان یصبحوا محلقین رؤسهم معهم سلاحهم علی ان یبایعوه علی الموت فاصبحوا لم یواف منهم الا الاربعة فقلت لسلمان من الاربعة قال انا و ابوذر و المقداد و الزبیر بن العوام — الٰی منتہی الکلام — مصنف کتاب اختصاص شیخ عمرو بن ثابت سے روایت کرتے ہیں

قال[ف] سمعت ابا عبد اللہ ع یقول ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لما قبض ارتد الناس علی اعقابهم کفارا الا ثلثة سلمان و المقداد و ابوذر الغفاری و انه لما قبض رسول اللہ صلعم جاء اربعون رجلا الی علی بن ابیطالب فقالوا لا والله لا نعطی احدا طاعة بعدک ابدا قال و لم قالوا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ فیک یوم غدیر قال اتفعلون قالوا نعم قال فاتونی غدا محلقین فما اتاه الا هؤلاء الثلثة قال و جاء عمار بن یاسر بعد الظهر فضرب بیده علی صدره قال له ما لک ان تستیقظوا من نومة الغفلة ارجعوا فلا حاجة لی فیکم انتم لم تطیعونی فی حلق الراس فکیف تطیعونی فی قتال جبال الحدید فلا حاجة فیکم اور اسی کتاب میں دوسری جگہ روایت ہے عن ابن عیسی رفعه عن ابی عبد اللہ[ف] ع قال سلمان کان منه الی ارتفاع النهار فعاقبه الله ان وجی عنقه حتی صیرت

[ف] جب رات ہوئی تو علی نے فاطمہ کو گدہی پر سوار کیا۔ اور حسن حسین کا ہاتہ پکڑا۔ اور مہاجرین و انصار اہل بدر میں سے کسیکو نہچھوڑا مگر اوسکے گہر گئے اور اپنا حق یاد دلایا اور اپنی نصرت کیطرف دعوت کی۔ پس بجز چوالیس آدمیوں کے اور کسینے آپکی اعانت قبول نہ کی۔ آپ نے انکو حکم کیا کہ صبح کے وقت سر منڈا کر مسلح ہوکر موت پر بیعت کے لیے حاضر ہوں۔ جب صبح ہوئی تو سوا تین چار شخصوں کے ان میں سے اور کوئی نہ پہنچا۔ مین نے سلمان سے پوچہا چار دن کون کون تہے۔ کہا۔ میں اور ابوذر اور مقداد اور زبیر بن العوام —

[ف] امام ابو عبد اللہ سے سنا فرماتے تہے جب رسول اللہ صلعم نے وفات پائی سوای سلمان۔ ابوذر۔ مقداد کے سب لوگ مرتد ہوگئی اور جب حضرت کی وفات ہوئی تو جناب امیر کے پاس چالیس آدمی آئی۔ اور کہا خدا کی قسم ہم آپکی سوا کسیکی اطاعت کی بیعت نہ کرینگے۔ آپ نے فرمایا کیوں کہا کہ ہمنے حضرت سے سنا۔ کہ وہ غدیر کے دن آپ کے باب مین فرماتے تہے فرمایا مارنے مرنے پر راضی ہو کہا ہان فرمایا تو صبح کو سر منڈا کر میرے پاس آؤ۔ سوا ان تین آدمیوں کے اور کوئی انکے پاس نہ آیا امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ عمار بعد ظہر کے آیا آپ نے اوسکی سینہ پر ہاتہ مارا اور کہا اپنی غفلت کی نیند سے ابتک نہیں جاگتا۔ جاؤ مجہکو تمہاری کچہہ ضرورت نہیں جب سر منڈانے میں تمنے میری اطاعت نہ کی تو لوہے کی پہاڑونکے ساتہہ لڑائی میں کیونکر اطاعت کروگے تمہاری مجہکو کچہہ حاجت نہیں ۱۲۔

[ف] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ سلمان سے تاخیر دن چڑہے تک ہوئی خدا نے اوسکو یہہ سزا دی کہ اوسکی گردن گویا ٹیڑہی کیا یہانتک ۔۔۔ ۱۲

مثل[1] السلعة جراء وابو ذر منه الی وقت الظهر فعاقبه الله الی ان سلط علیه عثمان حتی حمله علی قتب واکل لحم الیته وطرده عن جوار رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاما الذی لم یتغیر منذ قبض رسول الله صلی الله علیه وآله حتی فارق الدنیا طرفة عین فالمقداد ابن الاسود لم یزل قائماً قابضاً علی قائم السیف عیناه فی عینی امیر المومنین ینظر متی یامره فیمضی منتهی الکلام

حاصل روایات یہہ ہے۔ کہ صحابہ کرام مین سے کوئی معصیت سے نہین بچا بلکہ ارتداد سے نہین بچا حضرت مقداد اگرچہ داخل مرتدین نہین لیکن فرار جنگ احد سے جو کبیرہ ہے اوسکی حق مین وارد ہے فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوَاهُ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا آپکی طرف منسوب ہوگا اور کرام ہونے سے بروایات شیعہ خارج ہونگی۔ پس اب دیکھنا چاہیے کہ ہماری حضرت محیب کا فرمانا کہ حاشا وکلا کہ شیعہ صحابہ کرام کو برا جانتے ہون فرماؤ تو سہی وہ صحابہ جنکی کرام ہونے کے ہماری محیب قائل ہین وہ کون ہین کہ جن سے کوئی معصیت سرزد نہین ہوئی وہ یہہ ہے بزرگوار ہین جنکی اوصاف کتب شیعہ سے مذکور ہوئی یا کوئی فرضی ہین اگرچہ خصال ابو جعفر محمد بن بابویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ جنکی صفت حسب مذاق محیب لبیب کرام ہوسکتی تہی بارہ ہزار ہین حدثنا احمد بن جعفر الہمدانی قال حدثنا ابراهیم بن هاشم عن ابیه عن ابن ابی عمیرة عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله[2] علیه السلام قال کان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله اثنا عشر الفاً ثمانیة آلاف من غیر المدینة والفان من المدینة والفان من الطلقاء الم یرفیهم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی ولا صاحب رای کانوا یبکون اللیل والنهار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل الخبز الخمیر انتهی بلفظہ

صحابہ بقول شیعہ بارہ ہزار ہیں

---

[1] کہ مثل سرخ ومل بار سولی کے ہوگئی اور ابوذر سے تاخیر ظہر تک ہوئی خدا تعالی نے اوسکو یہہ سزا دی کہ عثمان کو اوسپر مسلط کیا اوسنے اسکو ایسے پالان پر سوار کیا جس سے اوسکا سرین زخمی ہوگیا اور رسول اللہ صلعم کی پڑوس سے اوسکو نکال دیا۔ لیکن وہ شخص جو بعد وفات رسول اللہ صلعم کے مرنے تک مطلق نہین بدلا۔ مقداد بن الاسود ہے ہمیشہ تلوار کا قبضہ پکڑے امیر المومنین کی آنکھون مین آنکھین ڈالی مستعدی کے ساتھہ منتظر رہا کہ حضرت کب حکم فرماتے ہین۔۱۲

[2] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ کے بارہ ہزار تہی اٹھہ ہزار مدینہ سے باہر کے اور دو ہزار مدینہ والے اور دو ہزار طلقا اور ان مین کوئی قدری تہا نہ کوئی مرجی تہا نہ کوئی خارجی تہا نہ کوئی معتزلی تہا۔ نہ کوئی دین مین رائے کو دخل دینے والا تہا اور کہا کرتے تہے کہ خداوندا خمیری روٹی کہانے سے پہلے ہماری جان نکال لے۔۱۲

یہہ تعداد کہ جنمین مدینہ اور غیر مدینہ سے دس ہزار اور طلقاء دو ہزار تہی اسمین معلوم نہین
وہ حضرات جنکی مناقب وفضائل کتب شیعہ سے بیان ہوچکی ہین داخل ہین یا خارج
اور یہہ حضرات باوجود ان محامد کے مرتدین مین معدود ہین یا نہین باہمی تناقض
وتہافت روایات کچہہ اسی موقع پر منحصر نہین ہے - ماہذہ باول قارورۃ کسرت فی الاسلام
صدہا روایات مین یہہ ہی کیفیت تعارض وتناقض کے ہے بجز تقیہ کوئی مفر نہین
وہو کما تری دلیل العجز - پس جبکہ تمام صحابہ معاذ اللہ بروایات معتبرہ قوم عاصی
اور فاسق بلکہ مرتد ہوئی تو صفت احترازیہ ہو ہی نہین سکتی کیونکہ اوسوقت صفت
احترازیہ ہوسکتی ہی کہ جب بعض کرام اور بعض غیر کرام ہون اور جب اہل سنت کے نزدیک
سب کرام ہین تو حسب مذہب اہل سنت صفت احترازیہ نہین ہوسکتی اور شیعہ کے
نزدیک سب غیر کرام ہین تو اونکی نزدیک بہی صفت احترازیہ نہین ہوسکتی تو اس سی ثابت ہوا
کہ اہلسنت سبکو بہتر وبرتر سمجہتی ہین اور بہلا کہتی ہین اور شیعہ سبکو برا سمجہتی ہین اور
بد کہتی ہین پس حضرت مجیب کا حصر کے ساتہہ فرمانا کہ اونکو ہی برا جانتی ہین جس سی پایا جاتا ہی
کہ بعض مراد ہین غلط ہوا باقی رہا کتب فریقین سے ثابت کرنا سو یہہ ایک خیال
باطل ہی کیونکہ اہلسنت کے نزدیک دو قاعدہ کلیہ مسلم ہین اول یہہ کہ بعد انبیاء کی
کوئی معصوم نہین دوم یہہ کہ وصف صحابیت کی ساتہہ جنمین ایمان بہی ماخوذ ہی
کوئی معصیت مضرت نہین پونہچاتی اور کرام ہونے سے نہین خارج کرتی جیسا کہ
شیعہ متعہ نکاح مین فرماتے ہین کہ ایکدفعہ متعہ کرنیسے درجہ حسین کا پاوی اور دو دفعہ
کرنیسے درجہ حسن کا اور تین دفعہ مین علی کا اور چار دفعہ متعہ مین خود حضرت افضل النبیین
والمرسلین کا درجہ اوڑا دے یا حب اہلبیت کے باب مین فرماتے کہ باوجود کفر کے
بہی ذریعہ نجات وفلاح ہے تو جب وصف صحابہ کے ساتہہ کوئی معصیت دون الکفر
مضر نہین تو اہلسنت کی کتابون سے غیر کرام ثابت ہونا محال ہوا غایت ماسےتقے

الباب کوئی روایت دال بر معصیت ہو گے سو وہ کرام ہونے سے خارج نہین کرتے تو یہہ بہی غلط ہوا کہ کتب فریقین سے ثابت کرتے ہین ہان آپکی کتابون سے بیشک صحابہ کا غیر کرام ہونا ہی نہین ثابت ہوتا بلکہ ائمہ اور انبیاء کا بہی غیر کرام ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن اسجگہ ہماری مجیب وہی اپنا قدیمی جواب دیسکتی ہین کہ یہہ امر لازم مذہب ہے مذہب نہین قنق ۔ اور اگر لفظ کرام صفت کاشفہ ہے اور یہہ مطلب ہے کہ جملہ صحابہ کرام ہین تو البتہ یہہ محل نزاع ہے اقول حضرت مجیب کی مناظرہ دانی اور اجتہاد اسجگہ قابل دیکھنی کے ہے کیون حضرت صفت کاشفہ کسکو کہتے ہین کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم مین بہی صفت کاشفہ ہے موصوف مین کونسا ابہام تہا جسکے کشف کی ضرورت ہے اور اگر بالفرض ابہام ہوبہی تو وہ باعتبار متعلق کے ہے یہہ صفت کرام اوس ابہام کو رفع نہین کرسکتی بلکہ ایسی وہم کے رفع کے لیئے متعلق کیطرف اضافت کرنا چاہی مثلاً کہین کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۔ لیجئے ہم آپکو بتائی دیتی ہین ایسی صفات کو صفات مادحہ کہتی ہین صفات کاشفہ نہین کہتی یاد رکہیگا اور جب یہہ صفت مادحہ ہوئی تو بس محل نزاع بنیاد مبیّنکم یہہ ہی ہی قولہ ۔ کل صحابہ کا کرام ہونا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور خود اقوال و افعال صحابہ بلکہ خود صاحب تحفہ کی تحقیق سے جنکو آپ خاتم المحدثین فرماتی ہین ثابت نہین ہوتا بلکہ خلاف اسکی ثابت ہوتا ہی ۔ اقول بفضل اللہ تعالی کل اصحاب کا کرام ہونا علاوہ کتاب اللہ کے خود آپکی روایات و قواعد سے ہی ثابت ہوتا ہے یعنی مختصر گذارش ہے آیات (۱) حق تعالی ارشاد فرماتا ہی کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۔ صاحب معالم الاصول کہتا ہی وما وضع لخطاب المشافهة نحو یا ایها الذین آمنوا ویا ایها الناس لا یعم بصیغته من تاخر عن زمن الخطاب وانما یثبت لهم بدلیل آخر

مطلب فضائل صحابہ

لہ تہو تم بہتر امت جو نکالے گئے ہو واسطے لوگون کے حکم کرتے ہو ساتہہ اچہی طرح کی اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو ساتہہ اللہ کے ۔۱۲۔ ترجمہ ۔ جو لفظ خطاب مشافہہ کے لیئے موضوع ہی مثل یا ایہا الناس اور یا ایہا الذین آمنوا کے زمانہ خطاب سے پچہلی لوگونکو اپنی صیغہ کے اعتبار سے شامل نہین ہوتا اونکی لیئے حکم صرف دوسری دلیل سے ثابت ہوتا ہے ۔۱۲۔

وهو قول اصحابنا واكثر اهل الخلاف[1] - تو اس قاعدہ کی روسی یہہ خطاب صحابہ مہاجرین او
اور انصار کے شان مین وارد ہی اور وہی خیر امت ہین اور مفسرین شیعہ نے بہی اس آیت
کی تفسیر مین اصحاب ہی کو مراد کہا ہے صاحب مجمع البیان لکہتا ہے[2] واختلف فی
المعنی بالخطاب فقیل هم المهاجرون خاصة وقیل هو خطاب للصحابة ولكنه
یعم سائر الامة ۲ لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ
اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ وَمَا يَفْعَلُوا
مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ[3] - اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے
اون اہل کتاب کے مدح فرمائی جو اپنی دین کو چہوڑ کر اسلام مین داخل ہوگئی تہی اور اصحاب کے زمرہ
مین شامل ہوئی تفسیر صافی مین اسکی تفسیر مین لکہا ہی لیسوا یعنی اهل الكتب سواء فی دینهم
من اهل الكتب امة قائمة علی الحق وهم الذین اسلموا منهم ۳ وَإِذْ غَدَوْتَ
مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ
أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[4] - اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے
انصار کے دو قبیلون بنی سلمہ اور بنی حارثہ کی لیے کیسا کچہہ تمغہ خوشنودی عطا فرمایا اور اس سے
اونکی کسقدر فضیلت ثابت ہوئی مجمع البیان طبرسی مین ہے[5] هما بنو سلمة وبنو حارثة

---

[1] ہماری صحابہ اور اکثر اہل خلاف کا یہہ ہی قول ہے - [2] اختلاف ہوا ہی کہ خطاب سی کون مخاطب مراد ہی بعضون نے کہا کہ خاص مہاجرین مراد ہین اور بعضی کہتی ہین کہ خطاب جمیع صحابہ کو ہی - لیکن تمام امت کو شامل ہے - [3] نہین وہ برابر صاحب کتاب کے ایک جماعت ہی قائم پڑہتی ہین آیتین خدا کے اوقات رات مین اور وہ سجدہ کرتے ہین - ایمان لاتے ہین ساتہہ اللہ کے اور دن پچہلے کے اور حکم کرتے ہین ساتہہ بہلائی کے اور منع کرتے ہین برائی سی اور جلد کرتے ہین بیچ بہلائیون کے اور یہہ لوگ صالحون سے ہین اور جو کچہہ کرین وہ بہلائی سے پس ہرگز نکیی دیکی ناقدری اوسکی اور اللہ جاننی والا ہی پرہیزگارونکو - ۱۲ [4] اور جب صبحکو نکلا تو لوگون اپنی سے جگہہ دیتا تہا مسلمانون کو بیٹہنی کے واسطی لڑائی کے اور اللہ سننی والا جاننی والا ہی جب قصد کیا تہا دو فرقے نے تم مین سے یہکہ نامردی کرین اور اللہ دوستدار تہا اونکا اوپر اللہ کے پس چاہیی کہ توکل کرین ایمان والے - ۱۲ [5] وہ دو لوگ دو بنو سلمہ اور بنو حارثہ انصار کے دو قبیلی ہین اور کہتی ہین کہ بنو سلمہ قبیلہ خزرج سے تہا - اور بنو حارثہ قبیلہ اوس سے اور یہہ لشکر کے دو بازو تہے - ۱۲

حیان من الانصار وقیل هما بنو سلمة من الخزرج وبنو حارثة من الاوس وکانا جناحی
العسکر اسجگہ حضرت مفسر صافی قمی کی دیانت ودین قابل تماشا ہی وہ طائفتان منکم کی تفسیر
مین فرماتے ہین کہ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی مع منافقین اور اوسکی اصحاب ہین۔ اول تو
اس سے لفظ طائفتان جو تثنیہ واقع ہی صریح انکار کرتا ہی۔ بعد اوسکی لفظ منکم اوسکی مخالف
ہی پہر با اینہمہ حق تعالی فرماتا ہی اللہ اونکا دلی ہے تو اگر منافقین کے ساتھ خدا تعالے
کی موالات تسلیم کیجاویگی تو بہت سے دلائل قطعیہ شیعہ کا استیصال ہوجاویگا۔ (۴)
اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ
عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (۵) اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ
مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ
اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ
(۶) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُکُمْ
مِّنْۢ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا
لَاُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے مہاجرین کے لئے تکفیر سیئات اور
ادخال جنات اور ثواب عظیم کا وعدہ فرمایا جسکا خلف محال ہی۔ اور تکفیر سیئات سے
اسطرف اشارہ ہی کہ اونسے نوع سیئہ کچھہ ممتنع نہین ہے اور نہ قادح انکی فضیلت کو ہی (۷)

---

۱ تحقیق جو لوگ پیٹھہ موڑ گئی تم مین سے اوسدن کہ ملین دو جماعتین سو اسکے نہین کہ ڈگا یا اونکو شیطان نے بعض
اوسچیز سے کہ کمایا تہا اونہون نے اور تحقیق معاف کیا اللہ نے اونسے تحقیق اللہ بخشنے والا تحمل والا ہی ۱۲ ۲
جن لوگون نے قبول کیا واسطے اللہ کے اور رسول کے پیچھے اسکی کہ پہونچی اونکو زخم واسطے اون لوگون کے کہ نیکی کرتے
ہین اونمین سے اور پرہیزگاری کرتے ہین ثواب بڑا۔ وہ لوگ کہ کہا اونکو لوگون نے کہ تحقیق آدمی تحقیق جمع ہوئے
ہین واسطے تمہاری پس ڈرو تم پس زیادہ کیا اونکو ایمان اور کہا اونہون نے کفایت ہی ہمکو اللہ اور
اچہا کارساز ہی۔ ۳ پس قبول کیا واسطے اون کے رب اونکے نے یہہ کہ مین نہین ضائع
کرونگا عمل کسی عمل کرنیوالے کا تم مین سے مرد سے یا عورت سے بعض تمہارے بعض سے ہین
پس جن لوگون نے وطن چھوڑا اور نکالے گئے گہرون اپنے سے اور ایذا دئے گئے بیچ راہ میری کے اور لڑے اور مارے گئے
البتہ دور کرونگا مین اونسے برائیان اونکی اور البتہ داخل کرونگا مین اونکو بہشتون مین چلتی ہین نیچے اونکے سے نہرین ثواب
نزدیک خدا کے سے اور اللہ نزدیک اوسکی ہے اچہا ثواب۔ ۱۲

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ حق تعالے شانہ نے اس آیت شریفہ میں مہاجرین
وانصار کے لیے فضلیت فی الایمان کی شہادت دی ۔ اور ضمیر فصل کے توسط سے جو حصر کو مفید ہے اونکی
کمال ایمان کو محقق فرمایا اور اونکے لیے مغفرت اور ثواب فیع کا وعدہ فرمایا لیکن افسوس کہ حضرات شیعہ نے
اونکی حق مین مغفرت عظیمہ کو لعنت فاحشہ سے اور ایمان کامل کو کفر شدید سے اور ثواب کریم کو عذاب عظیم سے
بدل دیا ۔ سبحانک ھٰذا بہتان عظیم ۔ (۸) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ
وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا
الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اس آیت شریفہ مین حق تعالے نے مہاجرین وانصار
کی جو کچھہ مدح فرمائی محتاج شرح نہین حضرات شیعہ اسکی تاویل بلکہ تحریف مین بجز اسکی اور کچھہ نہین کر سکتے
کہ اسکو ابوذر و مقداد وغیرہ کے ساتھہ مخصوص فرمائین اور پہلے اونکی حالات معلوم ہو ہی چکی ہین علاوہ
ازین جمع معرف بلام الفاظ عموم سے ہین بالاتفاق ۔ (۹) اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ
حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ
بَایَعْتُمْ بِہٖ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ
الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ
لِحُدُوْدِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۰) لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

۱ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگون نے جاگہہ دی اور مدد کی یہہ لوگ وہ ہین
ایمان لانیوالے سچے انکے واسطے بخشش ہے اور رزق ہے با کرامت ۔ ۱۲ ۲ اور آگے بڑھ جانیوالے پہلے ہجرت کرنیوالون سے اور مدد
دینے والون سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین انکے ساتھہ نیکی کے راضی ہوا اللہ انسے اور راضی ہوے وہ اوس سے
اور طیار کیے واسطے اونکے بہشتین چلتے ہین نیچے اونکے نہرین ہمیشہ رہنے والے بیچ اوسکی ہمیشہ یہہ ہے مراد پانا بڑا ۱۲ ۳
تحقیق اللہ مول لیا ہے مسلمانون سے جانین اور مال اونکی سبب اسکے کہ واسطے اونکے بہشت ہے کہ لڑینگے
بیچ راہ اللہ کے پس مارینگے اور مارے جاوینگے وعدہ ہے اوپر اوسکے سچا بیچ توریت کے
اور انجیل کے اور قرآن مجید کے اور کون شخص پورا کرنیوالا ہے عہد اپنے کو اللہ سے پس خوش وقت ہو تم سودے اپنے کے سے جو
سوداگری کی تمنے ساتھہ اوسکے اور یہہ وہ ہے مراد پانا بڑا ۔ توبہ کرنیوالے ہین عبادت کرنیوالے ہین تعریف کرنیوالے ہین پہرنیوالے ہین سجدہ
کرنیوالے ہین حکم کرنیوالے ہین ساتہہ بہلائی کے اور منع کرنیوالے ہین نامعقول سے اور نگاہ رکھنیوالے ہین حدون اللہ کیکو اور بشارت
دے ایمان والون کو ۱۲ ۴ البتہ پہر آیا اللہ اوپر نبی کے اور وطن چھوڑ دینے والون کے اور مدد دینے والون کے ۔ ۱۲

ل الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ
عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (١١) ع الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ
رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ
عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (١٢) سے لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ
وَأَنفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (١٣) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ
مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى
الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (١٤) ھے أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ
عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ

ل جنہوں نے پیروی کی اوسکی بیچ وقت تنگی کے پیچھے اسکے نزدیک تہا کہ کج ہو جاویں دل ایک جماعت کے اونمیں سے پہر آیا اوپر اونکے
تحقیق وہ ساتہ اونکے شفقت کرنیوالا مہربان ہے اور اوپر تین شخصوں کے جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے یہانتک کہ جب تنگ ہو گئی
اوپر اونکے زمین ساتہ اوسکے کہ کشادہ تھی اور تنگ ہو گئیں اوپر اونکے جانیں اونکی اور سمجھا تہا اونہوں نے کہ نہیں پناہ اللہ سے مگر طرف اوسکے
پہر پہر آیا اوپر اونکے توکہ پہر آویں وہ تحقیق اللہ وہ ہی پہر آنیوالا مہربان ہے ۱۲ ـ ع جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا بیچ
راہ اللہ کے ساتہ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنے کے بڑے ہیں درجہ میں نزدیک اللہ کے اور یہہ لوگ وہی ہیں مراد پانیوالے بشارت دیتا ہے
اونکو رب اونکا ساتہ مہربانی کے اپنی طرف سے اور رضامندی کے اور بہشتوں کے واسطے اونکے بیچ اونکے نعمت ہے ہمیشہ رہنے والے بیچ اوسکے ہمیشہ تحقیق
اللہ نزدیک اوسکے ہے ثواب بڑا ۔ سے لیکن رسول اور جو لوگ کہ ایمان لائے ساتہ اوسکے جہاد کیا اونہوں نے ساتہ مالوں اپنے کے اور جانوں
اپنی کے اور یہہ لوگ واسطے اونکے بھلائی ہے اور یہہ لوگ وہ ہیں فلاح پانیوالے تیار کی ہیں اللہ نے واسطے اونکے بہشتیں چلتی ہیں نیچے
اونکے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ اوسکے یہہ ہے مراد پانا بڑا ۔ ع اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی پہر جاویگا تم میں سے دین اپنے سے
پس البتہ لاویگا اللہ ایک قوم کو کہ پیار کرتا ہے وہ اونکو اور پیار کرتے ہیں وہ اوسکو نرمی کرنیوالی ہیں اوپر مسلمانوں کے سختی کرنے
والی ہیں اوپر کافروں کی جہاد کریں گے بیچ راہ اللہ کے اور نہ ڈرینگے ملامت کرنے کی ملامت کرنیوالی سے یہہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے
اوسکو جسکو چاہے اور اللہ کشایش والا ہے جاننے والا سوای اسکی نہیں کہ دوست تمہارا اللہ ہے اور رسول اوسکا اور وہ لوگ
کہ ایمان لائے وہ لوگ کہ قایم رکہتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو اور وہ رکوع کرنے والے ہیں ۱۲ ـ ھے اذن دیا گیا واسطے ان
لوگوں کے کہ لڑائی کی جاتی ہے اونسے سبب اسکے کہ وہ ظلم کئے گئے ہیں اور تحقیق اللہ اوپر مدد اونکی البتہ قادر ہے وہ لوگ کہ نکالے گئے
گہروں اپنے سے ناحق مگر یہہ کہ کہا اونہوں نے پروردگار ہمارا اللہ ہے ۱۲ ـ

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ
يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰ
هُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ
عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (١٥) وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ
فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ
الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (١٦) هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ
السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا (١٧) قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ
الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا
يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا لَيْسَ عَلَى
الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا (١٨) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ

---

١٥ اور اگر نہوتا دور کرنا اللہ کا لوگون کو بعضی اونمیکو بعضی سی البتہ ڈھائی جاتے خلوتخانہ درویشون کی اور عبادتخانہ نصارٰی
کی اور عبادتخانہ یہود کے اور مسجدین کہ نام لیا جاتا ہے بیچ اونکی نام اللہ کا بہت اور البتہ مدد دیویگا اللہ اوسکو کہ مدد دیتا ہی
اوسکو تحقیق اللہ البتہ زورآور ہی غالب ہی وہ لوگ کہ اگر قدرت دین ہم اونکو بیچ زمین کے قایم رکھین نماز کو اور دین
زکوٰۃ کو اور حکم کرین ساتھ بھلائی کے اور منع کرین نامعقول سی اور واسطی اللہ کی انجام سب کامون کا ١٢ ٢ اور محنت کرو بیچ راہ
اللہ کے حق محنت اوسکی ہے اوسینی برگزیدہ کیا تمکو اور نہین کی اوپر تمہاری بیچ دین کے کچھہ تنگی دین باپ تمہاری ابراہیم کا
اوسینی نام رکھا ہی تمہارا مسلمان پہلی سی اور بیچ اس کتاب کی بہی نام رکھا گیا مسلمان تو کہ ہو پیغمبر گواہ اوپر تمہاری اور ہو تم گواہ اوپر
لوگون کے پس قایم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور محکم پکڑو ساتھ اللہ کے وہی ہی دوست تمہارا پس بہت اچھا دوست ہی
اور اچھا مددگار ٣ وہی ہی جسنی اوتاری تسکین بیچ دلون ایمان والونکی تو کہ بڑھ جاوین ایمان مین ساتھہ ایمان
اپنی کے اور واسطی اللہ کے ہین لشکر آسمانونکا اور زمین کا اور ہی اللہ جاننی والا حکمت والا۔ تو کہ داخل کری ایمان والونکو
اور ایمان والیون کو بہشتون بیچ چلتی مین نیچے اونکی سے نہرین ہمیش رہنی والی بیچ اوسکی اور دور کری اونسی برائیان اونکو
اور ہی یہہ نزدیک اللہ کے مراد پانا بڑا ۔ ٤ کہہ واسطی پیچھی چھوڑی گیون کے گنوارون سی شتاب بلائی جاوگی طرف
ایک قوم سخت لڑائی والی کی لڑوگی تم اونسے یا مسلمان ہو جاوینگی پس اگر مانوگے تم دیویگا تمکو اللہ تعالی ثواب اچھا
اور اگر پہر جاوگے تم جیسا پہر گئی تہے پہلے سی عذاب کریگا تمکو عذاب درد دینی والا نہین اوپر اندھی کے تنگی اور نہ اوپر لنگڑے کی
تنگی اور نہین اوپر بیمار کے تنگی اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول کی اوسکی داخل کریگا اوسکو بہشتون بیچ
چلتی ہین نیچی اونکی سی نہرین اور جو کوئی پہر جاویگا عذاب کریگا اوسکو عذاب درد دینی والا ١٢ ٥ البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ

عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (۱۹) إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۲۰) مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (۲۱) لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (۲۲) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

---

۱ مسلمانون سے جسوقت بیعت کرتے تھے تجھسے نیچے درخت کیکر کے پس جانا جو کچھہ بیچ دلون اونکی تھا پس اوتاری تسکین اوپر اونکی اور ثواب دیا اونکو فتح نزدیک اور لوٹیں بہت کہ لیوینگے اوسکو اور ہی اللہ غالب حکمت والا ۔

۲ جسوقت کیا اون لوگون نے کہ کافر ہوئے بیچ دلون اپنے کے کد کہ جاہلیت کے پس اوتاری اللہ نے تسکین اوپر رسول اپنے کے اور اوپر ایمان والون کے اور لازم کردی اونکو بات پرہیزگاری کے اور تھے وہ بہت حقدار ساتھہ اوسکی اور لائق اوسکی اور ہی اللہ ساتھہ ہر چیز کے جاننے والا ۔

۳ محمد رسول اللہ کا ہے اور جو لوگ کہ ساتھہ اوسکے ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحم دل ہین درمیان اپنے دیکھتا ہے تو اونکو رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے چاہتے ہین فضل خدا کا اور رضامندی اوسکی نشانی اونکی بیچ مونہون اونکی کے اثر سجدہ کے یہہ ہے صفت اونکی بیچ توراۃ کے اور صفت اونکی بیچ انجیل کے جیسے کھیتی نکالی ہوئی اپنی پس قوی کرے اوسکو پس موٹی ہوجاوے پس کھڑی ہوجاوے اوپر جڑ اپنی کے خوش لگتی ہے کھیتی کرنیوالون کو تو کہ غصہ مین لاوے اللہ سبب اون مسلمانون کے کافرونکو وعدہ کیا ہے اللہ نے اون لوگونکو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اونمین سے بخشش اور ثواب بڑا ۔

۴ نہین برابر تم مین سے وہ شخص کہ جسنے خرچ کیا تھا پہلے فتح مکہ سے اور لڑائی کی تھی یہہ لوگ بڑے ہین درجون مین ان لوگون سے کہ خرچ کیا اونہون نے پیچھے اسکے اور لڑائی کی اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا اور اللہ ساتھہ اوسچیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے ۔

۵ نہ پاویگا تو کسی قوم کو کہ ایمان لاتے ہون ساتھہ اللہ کے اور دن پچھلے کے دوستی کرین اس شخص سے کہ مقابلہ کرتا ہے اللہ کا اور رسول اسکے کا اور اگرچہ ہوون باپ اونکے یا بیٹے اونکے یا بھائی اونکے یا کنبہ اونکا یہہ لوگ لکھہ دیا ہے بیچ دلون اونکے ایمان اور قوت

تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا
ان حزب اللہ ھم المفلحون (۲۳) للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم
واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصدقون
(۲۴) والذین تبوء الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون
فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن
یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون - علی ہذا القیاس بہت آیات ہین جو عموما
وخصوصا صحابہ کرام کی مدح مین وارد ہوئین اور جن سے صحابہ کبار مہاجرین و انصار کی فضائل و مناقب ثابت
ہوتے ہین منصف لبیب کے واسطے تو ایک آیت ہی کافی ہے - اور ناانصاف کے سامنے تمام قرآن بھی مفید نہین
اسلیے ہمنے ہر جگہ چند آیات کی مختصر بیان پر اکتفا کرکے بعض آیات کو بخوف تطویل بلا تقریر استدلال ذکر
کردیا ا مختصراً اپنی اون روایات کو سن لیجیے جن سے صحابہ کا کرام ہونا کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوتا ہے
(۱) سید دلدار علی لکھنوی نے اساس الاصول مین صفحہ ۷ پر اور بحار مجلسی کی جلد اول مین
صفحہ ۱۴۷ پر لکھی ہے ہم الفاظ اساس کے لکھتے ہین - منھا ما اوردہ الصدوق
فی کتاب معانی الاخبار عن ابن الولید عن الصفار عن الخشاب عن ابن کلوب
عن اسحاق بن عمار عن الصادق عن ابائہ و محمد بن الحسن الصفار فی بصائر الدرجات
والشیخ الطبرسی فی کتاب الاحتجاج عن الصادق ان رسول اللہ قال ما وجدتم فی کتاب اللہ عزوجل

---

(۱) دی ہے اونکو سب تہہ دوح کے اپنے طرف سے اور داخل کریگا اونکو بہشتون مین چلتی ہین نیچے اونکی نہرین ہمیشہ رہنی والے بیچ اوسکی راضی ہوا اللہ اون سے اور راضی ہوئے وہ اوس سے یہہ لوگ ہین گروہ خدا کے خبردار ہو تحقیق گروہ اللہ کے وہ ہین فلاح پانیوالے ۱۲ (۲) یہہ مال واسطے فقیرون وطن چھوڑ نیوالون کے جو نکالے گئے گہرون اپنی سے اور مالون اپنی سے چاہتے ہین فضل خدا کے سے اور رضامندی اور مدد دیتے ہین خدا کو اور رسول اوسکی کو یہہ لوگ وہ ہین سچے ۱۲
(۳) اور واسطے اون لوگون کے کہ جگہہ پکڑی ہے گہر ہجرت کے ہین یعنے مدینہ مین اور ایمان مین پہلے اونکی دوست رکھتے ہین اونکو جو وطن چھوڑ کر آوین طرف اونکی اور نہین پاتے بیچ دلون اپنے کے خلش اوس چیز سے کہ دی جاوین مہاجرین اور اختیار کرتے ہین اوپر جانون اپنے کے اور اگرچہ ہو اونکو تنگی اور جو کوئی بچ جاوے بخیلی جان اپنی کی سے - پس یہہ لوگ وہ ہین - فلاح پانے والے ۱۲ - (۴) امام جعفر صادق رضہ سے مروی ہے فرمایا جو کچھ کتاب اللہ مین پاؤ - ۱۲

فالعمل به لازم ولا عذر لكم في تركه وما لم تكن في كتاب الله عز وجل وكان في سنة منى فلا عذر لكم
في ترك سنتي وما لم يكن في سنتي فما قال اصحابي فقولوا انه مثل اصحابي فيكم كمثل النجوم
بايها اخذ اهتدى وباي اقاويل الصحابة اخذتم اهتديتم واختلاف اصحابي لكم
رحمة - قيل يا رسول الله من اصحابك قال اهلبيتي - یہہ سوال وجواب جو خاتمہ روایت میں ہے
یہہ سراسر حضرت صدوق کی گھڑت ہے کیونکہ لفظ اصحاب کوئی پہیلی چیستان نہیں تہا جسکو حل کی
ضرورت ہتی یہہ بیان خلاف خود اسکو مبطل ہے علاوہ جامع الاستغفار کی روایت ابن صوبہ کو صریح باطل
کر رہی ہے - (۲) حدثنا الحاکم ابو علی الحسن بن احمد البیہقی قال حدثنا محمد بن یحیی
الصولی قال حدثنا محمد بن موسی بن نصر الرازی قال حدثنی ابی قال سئل الرضا علیہ السلام
عن قول النبی اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم وعن قوله دعوا لی اصحابی فقال
هذا صحیح - عن آیات بینات - از جامع الاخبار (۳) انا کالشمس وعلی کالقمر واصحابی
کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم - عن آیات بینات (۴) اللهم واصحاب محمد
خاصة الذین احسنوا الصحابة والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصره - صحیفہ کاملہ
(۵) امام حسن عسکری کی تفسیر میں ہے - ان رجلا ممن یبغض آل محمد واصحابه او
واحدا منهم یعذبه الله عذابا لو قسم علی مثل ما خلق الله لاهلکهم اجمعین عن آیات بینات
(۶) امام کی تفسیر میں ہے - فقال یا موسی اما علمت ان فضل صحابة محمد علی صحابة
جمیع المرسلین کفضل آل محمد علی آل جمیع النبیین - عن آیات بینات (۷) جامع الاخبار میں ہے

---

۱ امام جعفر صادق سے مروی ہے فرمایا جو کچھہ تم کتاب اللہ میں پاؤ اوسپر عمل کرنا لازم ہے اور اوسکی چھوڑنے میں تمکو کوئی عذر نہیں اور جو کتاب اللہ
میں نہو اور میری سنت میں ہو تو میری سنت کی ترک میں بہی تمکو کوئی عذر نہیں اور جو میری سنت میں نہو تو جو میرے
اصحاب کہیں اوسکو تسلیم کرو میرے اصحاب کی مثل ستاروں کی ہے جسکو اختیار کروگے ہدایت پاؤگے اور صحابہ کی جس قول کو لوگے
ہدایت پاؤگے اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ آپکے اصحاب کون ہیں فرمایا میرے اہلبیت ۱۲ ۲
سے امام رضا رضی اللہ عنہ سے حضرت کے قول کا حال پوچھا - اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم ودعوا لی اصحابی - آپ نے فرمایا یہ قول صحیح ہے ۱۲
۳ میں مثل آفتاب کی ہوں اور علی مثل چاند کی ہے اور میرے اصحاب مثل ستاروں کی ہیں اونمیں جسکی پیروی کروگے راہ ہدایت پاؤگے ۱۲
۴ الہی اور رحمت بہیج اصحاب محمد پر خاص کر اون پر جنہوں نے اچھی مصاحبت کی اور اونکی معاونت میں اچھی آزمایش
ہوئے ۱۲ ۵ تحقیق جو شخص کہ آل محمد سے یا اصحاب محمد سے یا اونمیں سے کسی ایک سے بغض رکہتا ہے خدا اوسکو ایسا عذاب کریگا
اگر اوسکو تمام مخلوق میں بانٹ دی تو وہ سب کو ہلاک کردے ۱۲ ۶ فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ محمد کے اصحاب کی بزرگی اور فضیلت تمام
رسولوں کی اصحاب پر ایسی ہی جیسے آل محمد کی فضیلت تمام نبیوں کی آل پر ہے ۱۲

قال النبی من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ (۸) جلد اول بحار مجلسی کی صفحہ ۵۸۲ مین
مذکور ہے علی[۲] عن ابیہ عن ابن ابی نجران عن ابن حمید عن ابن حازم قال قلت لابی عبد اللہ
علیہ السلام مابالی اسئلک عن المسئلہ فتجیبنی بالجواب ثم یجیبک غیری فتجیبہ
بجواب اخر فقال انا نجیب الناس علی الزیادہ والنقصان قال قلت فاخبرنی عن اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ صدقوا علی محمد ام کذبوا قال بل صدقوا قلت فما بالہم اختلفوا فقال
اما تعلم ان الرجل کان یاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ فیسالہ عن المسئلہ فیجیبہ فیہا
بالجواب ثم یجیبہ بعد ذلک بما ینسخ ذلک الجواب فنسخت الاحادیث بعضہا بعضًا امام
کے اس ارشاد سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ روایات حدیث مین سچے اور عدول اور ثقہ ہین
(۹) وقال[۳] علیہ السلام فی مدح الانصار واللہ ربوا الاسلام کما یربی الفلو مع غنائہم
بایدیہم السباط والسنتہم السلاط والفلو المہر والسباط السماح ویقال للماہر فی الطعن
انہ سبط الیدین ای انہ لقیف فیہ والسلاط الحداد والفصیح۔ شرح نہج البلاغۃ
ابن میثم۔ (۱۰) منہا[۴] فی خطاب اصحابہ وقد بلغتم من کرامۃ اللہ لکم منزلۃ تکرم
بہا اماؤکم وتوصل بہا جیرانکم ویعظمکم من لا فضل لکم علیہ ولا ید لکم عندہ ویہابکم
من لا یخاف لکم سطوۃ ولا لکم علیہ امرۃ وقد ترون عہود اللہ منقوضۃ فلا تغضبون

[۱] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجکو برا کہے اوسکو قتل کرو اور جو میری صحاب کو برا کہے اوسکو بھی اوسکی کوڑی مارو۔ ۱۲ [۲] ابن حازم سے مروی ہے کہتا ہے مینے امام ابو عبد اللہ کیخدمت مین عرض کیا میرا کیا حال ہے مین آپسے کوئی مسئلہ پوچھتا ہون آپ مجکو کچھہ جواب دیتے ہین پھر وہی مسئلہ دوسرا شخص پوچھتا ہے آپ اوسکو کچھہ اور جواب دیتے ہین فرمایا ہم لوگون کو کم وبیش جواب دیتے ہین۔ کہتا ہے مینے عرض کیا بہہ تو مجکو بتلایئے کہ اصحاب رسول اللہ نے (احادیث رسول اللہ مین) سچ بولا ہے یا جھوٹ بولا ہے آپنے فرمایا نہین بلکہ سچ بولا ہے مینے پوچھا تو پھر انہی اختلاف کی کیا وجہ ہے فرمایا تو نہین جانتا کہ حضرت کی خدمت مین ایک شخص حاضر ہوکر کوئی مسئلہ پوچھتا تھا اور آپ اوسکو جواب دیتے تھے پھر بعد اوسکے اوسکا ناسخ جواب مین فرما دیتے تھے تو بعض احادیث بعض کی ناسخ ہین ۱۲ [۳] جناب امیر نے انصار کی مدح مین فرمایا خدا کی قسم انہون نے باوجود اپنی تکلیف وحاجت کی اسلام کو پرورش کیا جیسا بچھیرے کو پرورش کرتے ہین۔ اونکی ہاتھون مین سخاوت ہے اور زبانون مین طلاقت وفصاحت ۱۲ [۴] اپنے اصحاب کو خطاب کرکے فرمایا۔ تم اللہ کی بزرگی سے جو تمکو حاصل ہوئی۔ ایسی مرتبہ پر پہنچ گئی ہو جس سے تمہاری چھوکریونکی تکریم ہوتی ہے اور تمہاری پڑوسیون کے ساتھہ پیوند جوڑتی ہین اور وہ لوگ جن پر تمکو کچھہ فوقیت نہین ہے اور تمہارا کچھہ احسان نہین ہے تمہاری تعظیم کرتے ہین۔ اور جو لوگ نہ تمہاری غلبہ سے ڈرتی ہین اور نہ تمہارے اوپر حکومت ہے وہ تمہاری ہیبت مانتی ہین دیکھہ رہی ہو کہ خدا تعالی کے عہود توڑے جاتے ہین اور تمکو کچھہ غصہ نہین آتا۔ ۱۲

وانتم[۵۱] لنقص ذمم امانکم تانفون وکانت امور الله علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم ترجع فمکنتم الظلمة من منزلتکم والقیتم الیهم ازمتکم واسلمتم امور الله فی ایدیهم یعملون بالشبهات ویسیرون فی الشهوات وایم الله لو فرقوکم تحت کل کوکب لجمعکم الله لشر یوم لهم اقول کرامة الله لهم بالاسلام وقوله وکانت امور الله الی قوله ترجع ای انکم کنتم اهل الاسلام والحل والعقد فیه لانهم المهاجرون والانصار والظلمة البغاة وامور الله التی اسلمت فی ایدیهم احوال العباد والبلاد — شرح نهج البلاغة ابن میثم

(۱۱) ومن[۵۲] کلام له علیه السلام للخوارج فان ابیتم الا ان تزعموا انی اخطات وضللت فلم تضللون عامة امة محمد صلی الله علیه وآله بضلالی الخ — نهج البلاغة

(۱۲) ومن[۵۳] کتاب له علیه السلام الی معویة انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی مابایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغایب ان یرد وانما الشوری للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماماً کان ذلک لله رضی فان خرج من امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ماخرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المومنین وولاه الله ماتولی ویصله جهنم وساءت مصیراً — نهج البلاغة

---

[۵۱] حالانکہ تم اپنی لونڈیوں کی بھی عہد توڑنے سے ناک چڑہاتے ہو - اور اللہ کے کام تمہارے ہی اوپر وارد ہوتے تھے اور تم ہی سے لوٹتے تھے اور تمہاری طرف ہی واپس ہوتے تھے - پس تمنے ظالموں کو اپنی مرتبہ میں متمکن کر دیا اور اپنی مہاریں انکے حوالہ کر دیں اور اللہ کے کام انکے ہاتھوں میں سونپ دیئے کہ شبہات کے ساتھ عمل کرتے ہو اور اپنی نفسانی خواہشوں میں چلتے ہو خدا کی قسم اگر وہ تمکو ہر کوکب کے نیچے بھی متفرق کر دینگے تو خدا تمکو انکی کسی بُری دن کے لیے جمع کریگا - شارح کہتا ہے کہ اللہ کی کرامت انکی لیئے اسلام ہے - اور قول کانت امور سے لیکر ترجع تک سے یہہ مراد ہی کہ تم اہل اسلام ہو اور اسلام میں اہل حل وعقد ہو یعنی مہمات اسلام کا کہولنا باندہنا تمہاری ہی رای پر منحصر ہے کیونکہ تم مہاجرین وانصار ہو اور ظالمون سے مراد باغی ہیں اور اللہ کے امور جو انکے ہاتھوں میں سپرد ہیں آدمیوں کے اور شہروں کے احوال ہیں - ۱۲ [۵۲] آپکا کلام جو بمقابلہ خوارج فرمائی - اگر تم میری خطا کے قائل ہو اور مجھکو گمراہی کے طرف نسبت کرنے سے باز نہ آؤ تو میری گمراہی کے سبب سے تمام امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں گمراہ بناتی ہو - حاصل یہہ کہ اگر میں گمراہ ہوں تو لازم آتا ہے کہ اہل حل وعقد امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے مجھکو خلیفہ بنایا ہے سب گمراہ ہوں کہ گمراہ کو خلیفہ بنایا جسکے سبب گمراہ ہوں اور ان سبکی گمراہی محال ہے تو میں بھی گمراہ نہیں ہو سکتا - ۱۲ [۵۳] امیر معویہ رض کو آپنے فرمان لکہا کہ میری ہاتھہ پر ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر وعمر وعثمان کے ہاتھوں پر بیعت کی تہی جس امر پر انسے بیعت کی تہی اوسی امر پر مجہسے بیعت کی ہے - اس صورت میں نہ حاضر کو کچھ اختیار باقی ہے اور نہ غائب کو رد کی گنجایش ہے - مشورہ صرف مہاجرین وانصار کا ہی ہے - اگر وہ کسی شخص پر مجتمع ہو جاویں اور اوسکو امام بنا لیں تو خدا کی رضامندی اوسی میں ہے پھر اگر کوئی نکلنے والا طعن کرکے یا بدعت نکالکر انکے کام میں سے نکلے تو اوسکو وہیں لوٹا دینگے جہاں سے نکلا ہی اور اگر انکار کریگا تو اوس سے مومنین کے رستہ کے سوا پیروی کرنے پر لڑینگے - چہوڑ دینگے ہم اوسکو جدہر وہ متوجہ ہوا ہے اور خدا اوسکو جہنم میں داخل کریگا اور وہ بری جگہہ ہے - ۱۲

(۱۳) ما كنت الا رجلا من المهاجرين اوردت كما اوردوا واصدرت كما اصدروا
وما كان الله ليجمعهم على الضلال ولا ليضربهم بالعمى شرح نهج البلاغه (۱۴) ان هذا
الامر لم يكن نصره ولا خذلانه بكثرة ولا بقلة وهو دين الله الذي اظهره وجنده الذي
اعزه وامده حتى بلغ ما بلغ وطلع من حيث طلع ونحن على موعود من الله نهج البلاغه (۱۵) ومن كلام له
عليه السلام في معنى الانصار قالوا لما انتهت الى امير المؤمنين ع انباء السقيفة بعد وفات
رسول الله ص قال ما قالت الانصار قالوا قالت منا امير ومنكم امير قال عليه السلام فهلا احتججتم
بان رسول الله ص وصى ان يحسن الى محسنهم ويتجاوز عن مسيئهم - نهج البلاغه (۱۶)
ومن كلام له عليه السلام وقد شاوره عمر ابن الخطاب في الخروج الى غزوة الروم وقد توكل الله لاهل هذا الدين
باعزاز الحوزة وستر العورة والذي نصرهم وهم قليل لا ينتصرون ومنعهم وهم قليل لا يمتنعون
حي لا يموت انك متى تسر الى هذا العدو بنفسك فتلقهم فتنكب لا يكن للمسلمين كانفة
دون اقصى بلادهم وليس بعدك مرجع يرجعون اليه فابعث اليهم رجلا مجربا واحفز معه
اهل البلاء والنصيحة فان اظهره الله فذاك ما تحب وان يكن الاخرى كنت ردءا للناس ومثابة
للمسلمين - على هذا القياس اگر تتبع تام کیا جاوے تو بہت روایات فضائل صحابہ اور انکی ایمان کی مثبت برآمد ہونگی
لیکن اگر کوئی نظر انصاف سے دیکھے تو ایک ہی کافی ہے اب دل چاہتا ہے کہ اسیطرح مختصر بطور تکملہ چند روایات

ل میں صرف ایک شخص مہاجرین میں سے تہا اون جسطرح وہ وارد ہوئی میں ہی وارد ہوا اور جسطرح وہ لوٹی میں ہی لوٹا اور ہرگز خدا انکو گمراہی پر
اکہٹا نہ کریگا اور اون کو حق سے اندہی ہوتی میں مبتلا نہ کریگا ۱۲ ع اس دین کی نصرت اور اسکی ذلت کچھہ قلت وکثرت تعداد
پر نہیں ہے (کیونکہ) وہ خدا کا دین ہے جسکو غالب کیا اور اللہ کا لشکر ہے جسکو عزت دی اور جسکی تائید کی یہانتک کہ جس مرتبہ پر
پہنچنا تہا پہنچ گیا اور جسجگہ سے نکلنا تہا نکل آیا اور ہم اللہ کے وعدہ پر ہیں ۱۲ ع انصار کے باب میں آپنے یہہ کلام فرمایا - بعد
وفات حضرت ص کے جب اصحاب سقیفہ جناب امیر رض کی پاس پہنچے تو آپنے پوچہا کہ انصار نے کیا کہا وہ بولے عرض کیا کہ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر
تم میں سے ہو تو جناب امیر نے فرمایا تم نے یہہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ حضرت رسول نے وصیت فرمائی ہے کہ انصار کے نیکو کاروں کے ساتھہ سلوک
کیا جاوے اور گنہگاروں سے درگذر کیجاوے ۱۲ ع آپ کی تقریر جبکہ حضرت عمر رض نے غزوہ روم میں خود جانیکا قصد کیا - اللہ اس دین
والونکی عزت اور پردہ پوشی کا ضامن ہے - جس نے انکی قلت کے وقت مدد کی تہی جبکہ یہہ مدد نہ کیے جاتے تھی اور ان سے
دشمنوں کو روکا تہا جبکہ یہہ قلیل تھے اور باز رہنے کے قابل نہ تہی وہ بھی لا یموت ہے - جب تو خود اس دشمن
کیطرف کوچ کریگا اور کچہہ صدمہ پہنچا یا جائیگا تو مسلمانوں کیلیے انکی اقصی بلاد تک کوئی پناہ کی جگہہ نہوگی - اور نہ تیری بعد
کوئی لوٹنے کی جگہہ ہے جسکی طرف لوٹینگی - تو ان دشمنوں کی طرف کسی تجربہ کار آدمی کو بہیج اور آزمودہ کار خیر خواہوں کو اسکی ساتہہ کر
اگر خدا تعالے نے غلبہ دیا تو یہہ تو تو چاہتا ہے ہے اور اگر امر دیگر پیش آیا - تو تو لوگوں کے پشت پناہ اور مسلمانوں کے
واسطے ملجا وماوا ہے ۱۲ -

خاص فضائل شیخین رضی اللہ عنہما کی ہی بیان کیجاتی ہین اگرچہ روایات سابقہ کی ضمن مین انکی فضائل مع بالاولیۃ والاولویت ثابت ہوچکی ہین (۱۷) علامہ متبحر کمال الدین بن میثم بحرانی نے نہج البلاغہ کی شرح کبیر مین ذیل شرح خط فاروق مناقب نبنیا جناب خدا کا ایک حصہ نقل کیا ہی جسکو ابن ابی شریف رضی نے بمقتضائی دین و دیانت حذف فرمایا اوسکو ہم اصل شرح سی نقل کرتے ہین — [۱] وذکرت ان اللہ اجتبی لہ من المسلمین اعوانا ایدھم بہ فکانوا فی منازلھم عندہ علی قدر فضائلھم فی الاسلام وکان افضلھم فی الاسلام کما زعمت وانصحھم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الخلیفۃ الفاروق ولعمری ان مکانھما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بھما فی الاسلام لجرح شدید یرحمھما اللہ وجزاھما باحسن ما عملا (۱۸) [۲] عن ابی عبد اللہ فی حقھما ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ — کاشف و آیات (۱۹) از کتاب معانی الاخبار — [۳] عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد — آیات (۲۰) از کشف الغمہ — [۴] سُئل الامام عن حلیۃ السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی اتقول ھکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرۃ — آیات وغیرہ (۲۱) اساس الاصول کے صفحہ ۱۳ پر سید دلدار علی نے نقل کیا ہے [۵] العاشر منھا ھو ایضا فی الاحتجاج ان المامون بعد ما زوج ابنتہ ام الفضل

[۱] اور تونے ذکر کیا کہ اللہ تعالے نے پیغمبر کیلیے لیئی مسلمانون سے مددگار چنے جن سے پیغمبر کی تائید کی اور وہ پیغمبر کے نزدیک اپنی اسلامی مرتبون اور فضیلتون کے اندازہ کی موافق اپنا اپنے تھیون مین تھی اور سبسے افضل اسلام مین جیسا کہ تونے گمان کیا اور اللہ اور رسول کا خیرخواہ خلیفہ صدیق تہا اور دوسرا خلیفہ فاروق تہا — اور میری جان کی قسم بیشک اونکا مرتبہ اسلام مین بہت بڑا ہے اور انکی مصائب اسلام مین سخت زخم ہین اللہ تعالے اون دونون پر رحمت کرے اور انکی نیک کامون کا انکو اجر دیوے — ۱۲ [۲] امام ابو عبد اللہ سے حضرت ابوبکر و عمر کی حق مین مروی ہی وہ دونون امام عدل و انصاف کرنیوالے حق پر رہے اور حق پر وفات پائی قیامت کے دن دونون پر اللہ کی رحمت ہو — ۱۲ [۳] امام حسن سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر میری لیئی بمنزلہ کان کے ہی اور عمر بمنزلہ آنکھ کے ہی اور عثمان بمنزلہ دل کے ہی — ۱۲ [۴] کسی شخص نے امام سے تلوار کے زیور کو پوچھا کہ جائز ہے انہون نے فرمایا ہان جائز ہے (کیونکہ) ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو چاندی کا زیور پہنایا راوی نے عرض کیا کیا آپ بہی ایسا فرماتے ہین (ابوبکر کو صدیق کہتے ہین) یہ سنکر امام اپنی جگہ سے اوچھل پڑے اور فرمایا ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق اور جو شخص انکو صدیق نہ کہی خدا تعالیٰ اوسکی بات کو دنیا و آخرت مین سچا نہ کیجیو — ۱۲ [۵] احتجاج طبرسی مین ہے — کہ مامون رشید بعد اسکی کہ اپنے بیٹی ام الفضل کا نکاح — ۱۲ — ۱۲ —

۱۳ — ......

ابا جعفر[1] کان فی مجلس و عنده ابو جعفر و یحیی بن اکثم و جماعة کثیرة فقال له یحیی بن اکثم ما تقول یا ابن رسول اللہ
فی الخبر الذی روی انه نزل جبرئیل علی رسول اللہ و قال یا محمد ان اللہ عز و جل یقرئک السلام و یقول لک
سل ابا بکر هل هو راض عنی فانی عنه راض فقال ابو جعفر لست بمنکر فضل ابی بکر و لکن یجب علی صاحب الخبر
ان یاخذ مثال الخبر الذی قال رسول اللہ فی حجة الوداع قد کثرت علی الکذابة و ستکثر فمن کذب علی متعمدا
فلیتبوء مقعده من النار فاذا اتاکم الحدیث فاعرضوه علی کتاب اللہ و سنتی فما وافق کتاب اللہ و سنتی
فخذوا به و ما خالف کتاب اللہ و سنتی فلا تاخذوا به و لیس یوافق هذا الخبر کتاب اللہ قال اللہ تعالی و لقد

خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس به نفسه و نحن اقرب الیه من حبل الورید فاللہ سبحانه خفی علیه رضا
ابی بکر من سخطه حتی سال عن مکنون سره هذا مستحیل فی العقول - انتہی - اس روایت سے صاف ثابت ہے
کہ امام معصوم نے فرمایا کہ مین ابو بکر رض کی فضیلت کا منکر نہین لیکن صرف روایت کی صحت مین عقل
اور رای سے کلام کیا حالانکہ محض واہیات اور خرافات حضرات شیعہ امام معصوم کی طرف نسبت کرتے ہین کیونکہ
سوال کرنا ہرگز عدم علم کو مقتضی نہین - قرآن مین مذکور ہے خدا تعالے نے حضرت موسے سے سوال کیا
وما تلک بیمینک یا موسی[2] اگر سوال عدم علم کو مقتضی ہے تو کیا خدا تعالے نہین جانتا تھا کہ موسے کے
ہاتھہ مین کیا ہے - اور اگر سوال سے سوای تحصیل علم کے جو پیشتر سے حاصل نہین تھا کوئی دوسری
غرض بھی ممکن ہے تو پھر اس روایت مین کونسا استحالہ قائم ہے کہ اسمین سوال بجز عدم علم کے اور کسی
محل پر محمول نہ کیا گیا - بلکہ اگر حضرات قرآن مین تتبع فرمائین تو معلوم کرین کہ بعض افعال خدا تعالے

[1] امام ابو جعفر کے ساتھہ ادنکا ایک مجلس مین تھا اور امام ابو جعفر اور یحیی بن اکثم اور ایک بڑی جماعت ادنکی مین بیٹھی ہوئی تھی یحیی بن اکثم نے امام سے پوچھا اے رسول اللہ کے فرزند آپ اس حدیث کے بارہ مین کیا فرماتے ہین جو مروی ہے کہ جبرئیل رسول اللہ کی خدمت مین آئے اور عرض کیا یا محمد اللہ تعالی آپکو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے ابو بکر سے پوچھہ کیا وہ مجھسے راضی ہے مین تو اوس سے راضی ہون - امام ابو جعفر نے فرمایا کہ مین ابو بکر کی بزرگی اور فضیلت کا منکر نہین ہون... لیکن حدیث والے پر لازم ہے کہ اوس حدیث کی مثال کو تسلیم کرے جو حضرت نے حجة الوداع مین فرمائی ہے کہ مجھپر جھوٹ کی بندش بہت ہوگئی ہے اور بہت ہوگی جو شخص عمدا مجھپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ ٹھہرالے جب تمہارے پاس کوئی حدیث آوے تو اوسکو کتاب اللہ پر اور میری سنت پر پیش کرو جو کتاب و سنت کے موافق ہو اوسکو قبول کرو اور جو کتاب و سنت کے مخالف ہو اوسکو نہ قبول کرو اور یہہ خبر کتاب اللہ کے موافق نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے ہمنے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہین اوسکے دل کے وسوسہ کو اور ہم اوسکی شہ رگ سے بہی اوسکی نزدیک ہین تو کیا ابو بکر کی رضامندی اور نارضامندی خدا پر پوشیدہ تھی جو پوشیدہ بھید کو اوس سے پوچھا - یہہ امر عقول کے نزدیک محال ہے - ۱۲ -

[2] اور کیا ہے تیرے ہاتھہ مین اے موسے ۱۲ -

نی اسلیئی حادث کیئی تاکہ اونسی بعض امور معلوم فرماوی حق تعالی ارشاد فرماتا ہے[۱] وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ پہر فرماتا ہے[۲] أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۰ اور نیز ارشاد فرماتا ہی[۳] أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً[۴] ان آیات کو ملاحظہ فرمایئی اور سوچیی کیا خدا تعالی کو پہلی یہہ باتین معلوم نہ تہین کیا یہہ آیتین اور آیت سابقہ آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ[۵] کی مخالف نہین ہی پس یا تو ان آیات مین علم کے حاصل کرنے سی اور سوال کرنے سی کچھہ اور غرض ہی جیسی اگر کچھہ اور مرادہی تو پہر حدیث کو امام کا باطل فرمانا غلط ہوا یا ان آیات کو بہی غلط اور محرف فرمایئی خدا کیلیئی ذرا تو انصاف کی آنکہین کہولکر دیکہیی کیا حدیث کی مخالفت کتاب اللہ کے ساتھہ یون ہی ثابت کیجاتی ہی کیا حدیث کی تضعیف اسیطرح ہوتی ہی۔ کیا کسی امر کو پوچھنا بجز علم کے حاصل کرنے کے اور کسی غرض سے نہین ہوتا افسوس کہ ایسی خرافات خود گھڑتے ہین اور جناب ائمہ کیطرف نسبت کرتے ہین سبحانک ہذا بہتان عظیم تو اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ یہہ حدیث بالکل مطابق کتاب اللہ ہی جسمین سر مو بہی تفاوت نہین۔ (۲۲) للہ در فلان لقد قوم الاود وداوی العمد الخ قال الشارح المراد منہ ابوبکر او عمر (۲۳) از کشف الغمہ[۶] ان جعفر الصادق قال ولدنی ابوبکر الصدیق مرتین۔ ذوالفقار و آیات۔ منصف لبیب اگر ان آیات و اقوال ائمہ کو دیکہی تو ممکن نہین کہ صحابہ کرام کی بزرگی کا اعتراف نکری پس جبکہ آیات کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال ائمہ سی اصحاب کرام کا ہونا ثابت و متحقق ہوگیا تو اگر بفرض محال اقوال و افعال صحابہ یا صاحب تحفہ کی تحقیق سی نہ ثابت ہو

---

[۱] اور یہہ دن باری باری سے پہیرتے ہم اونکو درمیان لوگون کے اور تو کہ ظاہر کرے اللہ اون لوگون کو کہ ایمان لائے ہین اور تو کہ پکڑے تم مین سے گواہ۔ [۲] کیا گمان کیا تمنے یہہ کہ داخل ہو بہشت مین اور ابہی نہ ظاہر کیا اللہ نے اون لوگون کو کہ جہاد کرتے ہین تم مین سے اور ابہی نہ ظاہر کیا صبر کرنے والون کو۔ [۳] کیا گمان کرتے ہو تم یہہ کہ چھوڑ دیئی جاؤ اور حال یہ کہ ابہی نہ ظاہر کیا اللہ نے اون لوگونکو جو جہاد کرتے ہین تم مین سی اور نہین پکڑتے سوا اللہ کی اور نہ رسول اسکی کی اور نہ ایمان والون کی دوست۔ [۴] اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہمنی آدمی کو اور جانتی ہین ہم جو کچھہ خطرہ کرتا ہی ساتھہ اوسکی دل اوسکا۔ [۵] حاشیہ سی معلوم کرنا چاہیئی۔ [۶] امام جعفر صادق نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق نے مجکو دو بار جنا۔ امام جعفر صادق ابوبکر صدیق کیطرف دو سلسلونسی منسوب ہین جسپر امام نے فخر فرمایا اور اونکو صدیق کہا۔ ۱۲

توکچھہ حرج نہین اور فے الحقیقت یہہ محض آپکا خیال اور زعم ہی ہی ورنہ محال ہی کہ اہلسنت کی تحقیق خلاف کتاب ثابت ہوجاتی **قولہ** چنانچہ اس باب مین مختصر گذارش ہی کتاب اللہ مین اگرچہ بہت سی آیات اسپر دال ہین مگر صرف ایکہی آیت لکھتا ہون سورۂ جمعہ کے آخر کو ملاحظ فرمایئی واذا راوا تجارۃ[1] اولهواً انفضوا الیها وترکوک قائما ـ صحیح بخاری مین کتاب الجمعہ باب اذا نفر الناس عن الامام مین جابر بن عبد اللہ کہتی ہین بینما نحن نصلے[2] مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا اقبلت عیر تحمل طعاما فالتفتوا الیها حتی ما بقی مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم الا اثنا عشر رجلا فنزلت هذه الآیۃ واذا راوا تجارۃ اولهو ـ اب انصاف فرمایئی کہ نماز واجب سی جسکو احادیث مین معراج مومن ارشاد فرمایا ہے اور رب الارباب کا مناجات کا مقام ہی اور وہ بہی رسول اللہ کی پشت اوٹھکے پیچھی سی انفضاض کرنا اور آنحضرت کو کہڑا چھوڑنا اور لہو و تجارت مین مشغول ہونا یہہ ہی کرامت کی نشانی ہی کوئی شخص اگر نماز جماعت کو ایک ادنے امام کے پیچھی سے قطع کرکے چلا جاتی تو آپ اوسکی حق مین کیا حکم فرماوین ایک ادنے مومن نماز مستحب کو قطع کرکے خرید و فروخت مین مشغول نہین ہوسکتا اور اگر ایسا کری تو لوم وملامت سی نہ بچی ـ **اقول** اگرچہ اس شبہ کا جواب اقوال سابقہ سے واضح ہی لیکن ہم اسجگہ بہی بلباس دیگر باضافہ بعض فوائد اسکی ردکیطرف متوجہ ہوتے ہین ـ مبنی اس اعتراض کا وہ ہی ایک اپنا خیالی قاعدہ ہی جو خلاف اپنی روایات مذہب کے حضرت مجیب نے تسلیم کر رکہا ہے وہ یہہ کہ معصیت مدرست کو رفع کردیتی ہی اور ہم کہتی ہین کہ جب خداوند تعالی نے اونکی کفارہ سیئات اور دخول جنات کا وعدہ فرمایا ہے تو کوئی سیئہ و معصیت دون الکفر مضر نہین ہی اور مدرست صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تریاق سموم معاصی ہی پس یہہ اعتراض اپنی کمال مناظرہ دانی سے خلاف اصول اہلسنت اپنی قاعدہ مسلمہ کی بنا پر کیا ہی پس اس مناظرہ والی کو آفرین ہے کہ آپ ہی ایک قاعدہ تراش لیا اور خیالی طور پر اوسکو مسلمہ خصم سمجھکر اوسی بنا پر اعتراض کردیا چنانچہ

[1] اور جب تجارت یا کہیل دیکہتی ہین تو تجکو کہڑا چھوڑکر اوسکی طرف چلی جاتے ہین ـ [2] ہم حضرت کے ساتھہ نماز پڑھ رہی تہی کہ ایک قافلہ غلہ لیکر آیا سب اوسطرف متوجہ ہو گئی ـ اور بارہ آدمیون کے سوا حضرت کے ساتھہ کوئی باقی نرہا تو یہہ آیت نازل ہوئی ـ واذا راوا تجارۃ الخ ـ ۱۲ ـ

وہ قاعدہ مسلمہ باعتبار اپنی مذہب کے بھی غلط ہو چنانچہ پہلے بیان ہو چکا - پس انصاف کا خاتمہ
ہو چکا - اب مین ارباب انصاف کیخدمت مین حضرت مجیب کے دعوی اجتہاد و تحقیق حق کا دوسرا ثبوت پیش
کرتا ہون بغور ملاحظہ فرماوین - ہماری مجیب لبیب نے حدیث بخاری کو اور قصہ انفضاض کو نماز جمعہ پر محمول
فرمایا ہی اور فرمایا کہ نماز قطع کر کے صحابہ چلے گئی جو باتفاق اہلسنت و شیعہ غلط اور خلاف واقع ہے نماز قطع کر کے
ہرگز صحابہ نہین گئی تمام مفسرین و محدثین کا اتفاق ہی کہ یہہ واقعہ خطبہ کیحالت مین پیش آیا چنانچہ مسلم کی
روایت مین صریح مذکور ہی تو سلیمی نحن نصلے کی معنی نحن ننتظر الصلوۃ کی ہین یہہ ہی روایت جابر بن
عبداللہ کی جو بخاری کی کتاب التفسیر مین وارد ہی اوسمین یہہ لفظ نہین ہی اوسکی الفاظ اس طرح ہین -
عن[1] جابر بن عبداللہ قال اقبلت عیر یوم الجمعۃ و نحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فثار
الناس الا اثنا عشر رجلا فانزل اللہ واذا رأوا تجارۃ الخ - تو اس سے پایا گیا کہ یہہ قصہ حالت صلوۃ کا
نہین لیکن بمقتضاء کمال بعض صحابہ کی حضرت نے بطور اجتہاد اسکو حالت صلوۃ پر محمول فرمالیا - اگر
اہلسنت کی کتابونکو نہین دیکھا تو اپنی کتابون کو تو ضرور دیکھ کر حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرلیا ہی تو اب بغور
سنیئے آپکے رسالہ امامت صدوق سے جو میری سامنے موجود ہی[2] کر سند بیان ہو تمر ذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ کان یخطب
علی المنبر فی یوم الجمعۃ اذ جاءت عیر لقریش قد اقبلت من الشام ومعہا من یضرب بالدف
ویصفر ویستعمل ما قد حظرہ الاسلام فترکوا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ علی المنبر وانفضوا منہ
الی اللہو واللعب بمتوفیہ وزہدًا فی سماع موعظۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وما یتلو علیہم من القرآن
فانزل اللہ عزوجل فیہم واذا رأوا التجارۃ الخ آپکی حضرت صدوق صاحب کی شہادت سے بھی ثابت ہوا
کہ یہہ قصہ نماز مین واقع نہین ہوا پس اب بھی متحقق ہوا کہ آپکا اجتہاد غلط ہی اور یہی تفسیر مجمع البیان
جو اسوقت میری سامنے رکھی اوسمین بھی یہہ روایت موجود ہی - و روی[3] عن ابی عبداللہ انہ قال

ف[1] جابر بن عبداللہ سے مروی ہی کہتا ہے جمعہ کو دن ایک قافلہ آیا اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس سوا بارہ آدمیونکی سب لوگ اوسکی طرف دوڑ گئے تو آیت واذا رأوا تجارۃ الخ نازل ہوئی - ف[2] منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ جمعہ کے دن حضرت منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے قریش کا ایک قافلہ شام سے آیا اوسکی ساتھ مین کچھہ لوگ دف بجاتے تھے کچھہ زفیلتی تھی اور مناہی شرعیہ استعمال کرتے تھے تو حضرت کو منبر پر چھوڑ کر وعظ و نصیحت سے منہہ موڑ کر لہو ولعب کی طرف چلے گئے - اوسپر خدا تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی - ۱۲ ف[3] امام ابی عبداللہ سے مروی ہے اونہون نے فرمایا - ۱۲ -

انفضوا الیہا وترکوک قائما تخطب علی المنبر علاوہ ازین دوسری قاعدہ کی روسی ہی یہہ خلاف
قاعدہ مناظرہ اعتراض کیا ہی اور محض قواعد شیعہ پر اس اعتراض کی بنا ہی شرح اس اجمال کے یہہ ہی
کہ حسن و قبیح اشیا عند الشیعہ عقلی ہی اور عند الاشاعرہ شرعی - تو نماز مین سی یا خطبہ مین سے
چلا جانا عقلا عند الشیعہ قبیح ہی خواہ نہی شرعی وارد ہو یا نہو اور اشاعرہ کی نزدیک جب تک نہی وارد نہو
اوسپر اطلاق قبیح کا نہین ہوسکتا اور اوسوقت تک اس فعل کے نہی وارد ہونا ثابت نہین تو ایسلئے
صحابہ نے کوئی امر قبیح اور منہی عنہ نہین کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی حالت مین جو
حالت تعلیم ہی ممانعت نہین فرمائی تو اس سے اس فعل کے غیر منہی عنہ ہونیکی زیادہ تقویت ہوگئی ورنہ
ممکن تہا کہ جب لوگون نے اوہٹنی کا قصد کیا تہا یا اوہٹی تہی آپ ممانعت فرما دیتی تو اسکو
اس زمانہ کی ادنے مومن پر قیاس کرنا غلط ہے اور مع الفارق کیونکہ اسوقت بسبب رد نہی کے
قبیح ہوچکا ہی اور اوس وقت مین بوجہ عدم ورود نہی کے قبیح نہ تہا ومن ادعی فعلیہ البیان تنہا
اگر بالفرض والتسلیم نہی بہی وارد ہوچکی تہی اور شرعاً یہہ فعل قبیح ہی تہا اسکی عموم مین وہ صحاب بہی تو
داخل مین جنکو مجیب لبیب نے برخلاف شہادت قوم کرام سمجہہ رکہا ہی علی الخصوص عموم روایت صدق
نو کسیکو بہی باقی نہین چہوڑا پس اس اعتراض کا جو جواب اپنی صحابہ کرام کیطرف سی عطا فرما وینگے
وہی تمام صحابہ کیطرف سی قبول فرما دین اور حسب روایت اہلسنت بارہ شخص مستثنیٰ ہین جو
عشرہ مبشرہ اور بلال اور ابن مسعود ہین لیکن شیعہ کی روایت سی کوئی بہی مستثنیٰ نہین ائمہ
سی لیکہ صحابہ تک سب ہی داخل مین پس فرمایئی وہ کرام کون ہین جو باقی رہی اور جنکو آپ
کرام سمجہتی ہین درلوم اور ملامت سی بچی ہوئی ہین اجی میر صاحب بفضل اللہ تعالے اہلسنت
کی لوم و ملامت سی تو تمام بزرگان دین بچے ہوئی ہین لیکن حضرات شیعہ کے لوم و ملامت سی
بچنا محال ہے کہ اوس سے انبیا اور ائمہ اور صحابہ مین سی کوئی نہ بچا - ہان یہہ بات باقی رہگئی
کہ آپنے نماز کو معراج المومنین اور محل مناجات پروردگار فرمایا اور اوس سے چلی جانے کو

سلہ اوسکی طرف چلی گیے اور تجکو منبر پر کہڑے ہوئی اور خطبہ پڑہتی ہوئی چہوڑ گیے ۱۲-

مستحق لوم وملامت قرار دیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہی کہ شاید آپنے ابتصا کی حدیث کو ملاحظہ نہین کیا۔
الحسین بن سعید عن فضالۃ عن معاویۃ بن عمار قال سألت ابا عبد اللّٰہ علیہ السلام عن
الرجل یعبث بذکرہ فی الصلوۃ المکتوبۃ فقال لا باس عنہ۔ مین پوچھتا ہون کہ یہی نماز
معراج المومن ہی جسمین ذکر سی کہیلین ور یہی کا نام محل مناجات ہی اور اسکی قطع کرنے سی لوم ملامت
سی نہین بچتا۔ سبحان اللہ اگر وہ نماز یہہ ہی ہو تو ایسی نماز کو سلام ہی ہماری مقابلہ مین تو
وہ محل مناجات و معراج ہو اور قطع نظر اسکی وہ ایسا فعل ہو جاوی کہ اوسمین ذکر سے کہیلنا ہی ہوا
قولہ اما احادیث پس بخاری کی کتاب حوض اور کتاب فتن اور کتاب احکام ملاحظہ
فرماہی بہت سی احادیث میری قول کے مصدق پائیگا بخوف طوالت عرض نہین کرتا **اقول** اسکیہ
تو حضرت صحیب نے کمال ہی تبحر ظاہر فرمایا کہ کتاب پر کتاب گنتی چلے جاتے ہین۔ لیکن چونکہ
اجمالی طور پر بیان کیا ہی اسلیئے جواب بہ پیرایہ اجمال گذارش ہوتا ہی کہ عنوان اعتراض سے
معلوم ہوتا ہی کہ آپکو صحابیت کے معنی سی اغماض ہی شاید لغوی معنی پر اعتراض کا دار و مدار
رکہا ہی وہ صحیح ہو جبکہ اہلسنت کے نزدیک صحابیت کی لیئے خاتمہ تک ابقاء ایمان شرط ہی
تو ممکن نہین کہ بخاری کی کتب مذکورہ کے احادیث معنیہ آپکی قول کے مصداق ہون اور بفرض محال اگر
تسلیم کیا جاوی تو جو جواب آپنے اپنی قبولین کی طرف سی تجویز کرکہا ہی وہی جواب سب کیطرف سی قبول
فرما دین۔ **قولہ** اما اقوال صحابہ بخاری کے کتاب الاحکام دیکہیی اوسمین اجماع کی کیفیت
معلوم ہوگی اور ایک مسئلہ متعلقہ کتاب اللہ بہی دیکہی گا۔ **اقول** مین بخاری اور دیگر
کتاب الاحکام دیکہہ چکا۔ اجماع کی کیفیت معلوم ہی مسائل متعلقہ کتاب اللہ بحولہ و قوتہ معلوم
کر چکا ہون لیکن ان باتون سی مدعا سامی حاصل شدنی نہین ہی اور موقع استدلال احتجاج مین یہہ
گول مول تقریر مین قابل بحث و التفات نہین ہان اس قدر کہنا ضرور ہی کہ کتاب اللہ فضائل و مناقب
صحابہ سے بھرا اقوال ائمہ اور انکی مناقب بیحد بیشمار ہین چنانچہ ایک شمہ اونکا اقوال سابقہ مین

سے۔ مین نے امام ابو عبد اللہ سے پوچہا کوئی شخص نماز مین اپنے ذکر سے کہیلتا ہے کہا کچہہ خوف
مضائقہ نہین ۱۲

ظاہر کر چکا ہون جو اونے تتبع سے حاصل ہوا تہا **قولہ** اور حضرت خلیفہ ثانی نے جو سعد بن
عبادہ رئیس انصار کی حق مین فرمایا ہی۔ قتلت قتل اللہ سعد بن عبادہ بھی ملاحظ اقدس مین گذریگا
اور قتل اللہ کے معنی آپ جانتی ہی ہونگی **اقول** یہہ کلمہ بندہ نے دیکہا اور قتل اللہ کی معنی بہی معلوم ہین
لیکن جناب کا اس سے کیونکر مدعا ثابت ہوا حضرت کی نزدیک تو جبکہ سعد بن عبادہ اپنی امامت کا مدعی
ہوا اور امام برحق کے امامت کا منکر ہوا تو کافر ہو چکا معاذ اللہ پہر جسقدر تحقیر کیجایے اور جسقدر اہانت کیجایے
بجائی خود ہی کیونکہ بوجہ کفر کے کوئی احترام باقی نہین رہا اور اہلسنت دون الکفر کسی معصیت کو بلحاظ
تکرمت صحابیت باعث انحطاط نہین سمجہتی تو ایسی اقوال کو انکی مقابلہ مین پیش کرنا محض ایک خیال
خام ہی۔ بعدہ اس جملہ سی یا مراد اخبار ہی یا انشاء اگر اخبار مراد ہی تو کچہہ قابل گرفت نہین کیونکہ اخبار
صحیح مطابق نفس الامر ہی باین معنی کہ خداوند تعالے نے اوسکو ہلاک کر دیا کہ اوسکا مدعا جو خلافت تہی حاصل
نہوا۔ اور اگر انشا ہی تو چونکہ سعد بن عبادہ سے اوسوقت نصرت حق ترک ہوئی اور ایسی خطا سرزد ہوئی
تہی جس سی کہ اسلام مین وقوع فتنہ کا اندیشہ تہا اسلیئی خلیفہ ثانی نے اونکو بددعا دی پس نہ کچہہ الزام خلیفہ دوم
کی طرف ہی نہ سعد بن عبادہ کیطرف صرف باعث اسکا عناد و بغض صحابہ ہی کہ جس سے محاسن بھی قبائح
نظر آتی ہین ۔ **شعر** وعین الرضا من کل عیب کلیلۃ * ولکن عین السخط تبدی المساویا
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو کلمات حضرت امیر کی حق مین فرمائی اور بطادی ابحاث سابقہ مین گذر
ہوئی اونکا اور ان کلمات کا اپنی عقل و انصاف کے میزان مین موازنہ کر لیجیئی اور پہر اعتراض کیجیئی **قولہ**
آپ تحفہ کے باب مطاعن کو ملاحظہ فرمایئی اور مطاعن عمر مین ہی طعن دوم نکالیے بعینہ مطلب فقرات
لکہتا ہون آپ اصل کتاب کو دیکہکر مطابق کر لیجیئی۔ آپکی خاتم المحدثین فرماتے ہین واگر مراد ایشان از قصد
تخویف و تہدید زبانی ست وگفتن اینکہ من خواہم سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف تہدید
کسانی را بود کہ در خانہ حضرت مرتضیٰ را ملجا و پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ و بحکم حرم مکہ معظمہ داوہ در آنجا مجتمع شدہ
و فتنہ و فساد منظور میداشتند و در بر ہمزدن خلافت خلیفہ اول بہ کنگاشتہا و مشورہ فساد انگیز قصد میکردند خصوصاً
زبیر اہم ازین نشست و برخاست آنہا مکدر و ناخوش بود لیکن بسبب کمال حسن خلق آنہا بے پردہ نمی فرمود

کرد خانہ من نیامدہ باشید عمر بن الخطاب چو دید کہ حال برین منوال ست الجماعت را تہدید نمود کہ من خانہ ہا بر سر شما خواہم سوخت و تخصیص سوختن درین تہدید مبنی بر استنباط دقیق ست از حدیث پیغمبر کہ آنحضرت نیز در حق کسانیکہ در جماعت حاضر نمیشدند و با امام اقتدا نمیکردند ہمین قسم ارشاد فرمودہ بود کہ این جماعت اگر از ترک جماعت باز نخواہند آمد من خانہا را بر ایشان خواہم سوخت و چون ابوبکر امام منصوب کردہ پیغمبر بود در نماز و آنہا ترک اقتدا آن امام حق بخاطر خود می اندیشیدند و موافقت جماعت مسلمین درین باب نمیکردند مستحق ہمان تہدید پیغمبر شدند پس این قول عمر مشابہ است بفعل پیغمبر کہ چون روز فتح مکہ بحضور او عرض نمودند کہ ابن خطل کہ یکی از شعرای کفار بود و بارہا بہ ہجو پیغمبر در اشعار خود زدہ خود را پناہ کردہ بخانہ خدا یعنی کعبہ معظمہ بردہ و در پردہای آنخانہ تجلی آشیانہ خود را پنہان ساختہ در باب او چہ حکم است فرمود کہ او را ہمانجا بکشید و پاس نکنید ہرگاہ این قسم مردودان جناب الہی را در خانہ خدا پناہ نباشد در خانہ حضرت زہرا چرا پناہ باید داد حضرت زہرا چرا از سزا دادن اشرار فساد پیشہ مکدر گردد کہ تخلقوا باخلاق اللہ شیوہ آن پاک طینت بود انتہی بقدر الحاجۃ - اگرچہ اس عبارت کے ہر ہر لفظ پر بحث ہو سکتی اور تشید المطاعن میں ہر قول بحجج ساطعہ رد کیا گیا ہے مگر اس مقام میں حضرت مجیب کی خدمت میں صرف اسقدر عرض ہے کہ اگر کل صحابہ کرام تھے اور کتاب اللہ انکی فضائل سے پر ہے اور اقوال عترت انکی مدائح میں بیشمار وارد ہیں جیساکہ قول اخیر میں آپ فرمائینگے تو یہہ لوگ صاحب خیانت اور اشرار فساد پیشہ و این قسم مردودان جناب الہی جو خانہ حضرت زہرا میں جمع ہوتے تھے کون تھے صحابہ ہی میں سے تھے یا یہود و نصاریٰ و مشرک وغیرہ تھے - **اقول** اسجگہہ بھی مجیب لبیب نے حسب عادت قدیمہ وہی اعتراض بابت مثالب صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر فرمایا جسکا جواب ابحاث سابقہ میں مکرر دیا جا چکا ہے لیکن چونکہ بہ نسبت اجمال تجعیت کے تفصیل و تصدیت کا جدا نمک ہے اور خالی از زیادتی فوائد نہیں ایسلیے اسجگہہ بھی جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہیں لیکن بطور مقدمہ چند امور ملحوظ خاطر سامی رکھیے (۱) سوائے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص معصوم نہیں - (۲) کوئی معصیت دون الکفر فضل صحبت کو رفع نہیں کرتے - (۳) ہنگام

مصلحت کلی مثلاً جبکہ امور مہمہ مین اختلال کا اندیشہ ہو تو اوس فضل کا لحاظ نہین کیا جاتا (۴) ابوبکر صدیق خلیفہ راشد اور امام برحق تھے (۵) مشابہت ایک شی کے دوسری شی کی ساتھہ کسی خاص فعل مین اسکو مقتضی نہین کہ مشبہ در مشبہ بہ جمیع امور مین مشارک اور مساوی ہو جاوین اگرچہ یہہ مقدمات سابقہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت و متحقق ہین لیکن سب جگہہ بجسب مطلب اہلسنت ذکر کیے گئے ہین پس واضح ہو کہ اولاً جبکہ آپ مدعی ثبوت طعن کے ہین تو حسب قاعدہ مناظرہ آپکو لازم ہے کہ آپ یہہ ثابت فرماوین کہ یہہ لوگ صرف صحابہ ہی تہے سوائے صحابہ کے اور کوئی شخص اس فتنہ مین نہ تہا جب تک آپ یہہ ثابت نکرینگے آپکا دعوی ثابت نہوگا کیونکہ مانع کو یہہ پہنچتا ہے کہ وہ اس انحصار کو تسلیم نکرے اور کہے کہ لا نسلم کہ یہہ کل صحابہ ہی تہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض منافقین کا عبد اللہ بن سبا فتنہ انگیز بہی ہمین شامل ہون کہ جنکو شب و روز اسلام کی درہمی و برہمی کا خیال ہر کوز خاطر رہتا تہا - اور جب اونکا شمول محتمل ہوا تو ہم کہین گے کہ یہہ طعن صرف اونہین منافقین کیطرف متوجہ ہے جو باعث اشتعال فساد تہے اگرچہ روایت ازالۃ الخفا سے وجود حضرت امیر و جمعی از بنی ہاشم معلوم ہوتا ہے لیکن یہہ عبارت نفی غیر پر قطعاً دلالت نہین کرتی - اور چونکہ یہہ بزرگ بسبب اسکے کہ ان سے مشورت خلافت صدیقی نہین کیا گیا تہا اور ناخوشی اونکی مستولی تہی نہ یہہ کہ اتفاق مین شامل تہے منافقین نے موقع وقت پاکر اوسکو زیادہ مشتعل کیا تو چونکہ اصل بنا اس اجتماع کی وہ ہی ناخوشی اصحاب تہی اور منافقین باہم ہوشک دوانی کر کے صرف باعث زیادتی اشتعال ہوئی اور اس قسم کا اجتماع ایسی بزرگونسے زیادہ تعجب انگیز تہا - تو ایسی روایت مین صرف ان ہی حضرات کے نام پر اکتفا کی گئی اور منافقین کا ذکر نہین کیا گیا کہ اونکا شریک ہونا ایسی امور مین بدیہی ہے کہ قدیم سے اسلام و اہل اسلام کے ساتھہ اونکا یہہ ہی وتیرہ رہا کیا ہے - ثانیاً اگر سیاق عبارت مین توجہ سے بنظر تامل دیکہا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ لفظ صاحب خیانت اور کلمہ مردودان جناب الہی ہرگز بحق صحابہ رضہ راجع نہین ہے کیونکہ اس عبارت مین (پس وجہش آنست کہ این تخویف و تہدید کسانے را بود کہ خانہ زہرا رضہ را بجای دینا و سر صاحب خیانت دانستہ) لفظ دانستہ صیغہ ماضی ہے

اوسکی ضمیر راجع بسوی کسان ہی تو اگر صاحب خیانت سے مراد صحابہؓ ہون تو لازم آتا ہی کہ وہ خود ہی اپنے آپکو صاحب خیانت جاننے والے ہون اور یہہ بھی البطلان ہی بلکہ حاصل معنی یہہ ہے کہ اون صحابہ نے جو مجتمع ہوتے تھے حضرت زہرا رضؓ کے خانہ برکات آشیانہ کی نسبت یہہ خیال کیا کہ جو شخص خیانت کرکے اسمین مستجیر ہو تو یہہ بوجہ عظمت و احترام وجوار حضرت سیدۃ نساء اہل الجنۃ کی ملجا و مامن ہوگا اور ہمنی تو بزعم خود کوئی خیانت نہین کی ہی۔ اور اسیطرح کلمہ مردودان جناب الٰہی صحابہ پر ہرگز نہین اطلاق کیا گیا بلکہ ابن خطل اور اوسکی اون ہم جنسون پر اطلاق کیا گیا ہی جنکو خانہ خدا حرم محترم کعبہ مین پناہ نہین ملی جملہ در خانہ خدا پناہ نباشد جو متصل مذکور ہی وہ اسکی دلیل اور اسپر قرینہ ہی تو تقدیر عبارت اسطرح ہے دیگر گاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را کہ از ہجو پیغمبر سوئی خود سیاہ کردہ وچنان چنین کردہ در خانہ خدا پناہ نباشد آنہا نرا کہ از اطاعت امام حق انحراف درزیدند وشور تہاہیچ فتنہ وفساد میکردند بخانہ زہرا چرا پناہ باید داد۔ تو اس سے صاف واضح ہی کہ اطلاق لفظ مردودان جناب الٰہی کا صرف ابن خطل اور اوس قسم کے لوگون پر ہی کیونکہ جب دو صنفین جدا جدا ہین اور حکم بھی ہر ایک کا علیحدہ ہی کہ ایک صنف کی لئی عدم ملجائیت کعبہ کے ہے اور دوسری کے لئی عدم ملجائیت خانہ زہرا کی ہے تو کیا ضرورت ہی کہ ایک کو دوسری پر محمول کرکے وہ کلمات جو ایک کے حق مین اطلاق کے گئے اوسمین دوسری کو بھی شامل کیا جاوے کیونکہ تشابہ فی الجملہ جمیع امور مین مشابہت کو مقتضی نہین۔ غرضکہ جب اہلسنت کی نزدیک صحابہ معصوم نہین اور صدور معصیت جائز ہے تو اس معصیت کے نسبت طعن بطور استبعاد کرنا یا کسی امر اہم کے انتظام و اصلاح کے لئی کوئی امر کیا گیا ہو اوسکی نسبت تشنیع کرنا محض عدم تدبر اصول کی وجہ سے ہی کیا معلوم نہین کہ حضرت امیرؓ کے زمانہ کے واقعات تو بدر جہا اس سے بڑھکر ہین باوجود اسکی اہلسنت نہ انکو مطعون کرتے ہین نہ اونکو ملامت کرتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ حضرت امیرؓ نے جو کچھہ اپنے زمانہ خلافت مین انتظاماً کیا حق کیا مخالفین خطا پر تھے لیکن معذور حق تعالے اونکی خطائین حسب وعدہ بخشیگا۔ علی الخصوص ایسی امور مین کہ جسکی نظیر اور مقیس علیہ موجود ہو اور شارع

کی طرف سے اوسمین اوسے قسم کی تہدید کی گئی ہو طعن کرنا بالکل خلاف عقل و نقل ہے معہذا
باایں ہمہ حضرات شیعہ بھی تو جن صحابہ کو کرام اعتقاد کرتے ہین اونکو مرتدین اور خائنین اور مثال
ذالک عبارات سے تعبیر فرماتے ہین بلکہ بعض ائمہ معصوم تک بھی خیانت کا الزام لگاتے ہین
پھر جو کچھہ اوسکا جواب تجویز کر رکہا ہے وہ ہی ہماری طرف سے سمجھہ لین۔ **قولہ** تعجب
و حیرت کا مقام ہے کہ اگر بیچاری شیعہ بعض اشخاص کے شان مین جنہونے موقع و فرصت پاکر
و تدابیر ملکی کرکے حکومت و امارت حاصل کر لے اور تجہیز و تکفین و تدفین رسول صلعم کیطرف بہی متوجہ
نہوئی اور بعد مین اہلبیت کو بجائے تسلی و تشفی اور تعزیت گہر جلانیکی دہمکی دی اور طرح طرح کے
ظلم و ستم کیے اور کل جور و جفا کے جو بعد مین عترت اطہار پر واقع ہوئی بانی ہوئی کچھہ بے ادبی
کرین تو رافضی و کافر و بیدین ہون اور اگر خود اہلبیت ہی ان خلفاء متغلبہ کی مخالفت کرین
تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ان کلمات کے جو آپکے خاتم المحدثین تحریر فرماتے ہین مستحق ہون
کیا انصاف و دینداری ہے ہماری مقابلہ مین صحابہ افضل امت ہون اور اگر اس خلافت
کی برہم کرنے کی تدبیرین کرین جسپر بجز اجماع صحابہ بزعم اہل سنت کوئی دلیل عقلی نقلی عرفی
نہین اور اس اجماع کا ہی بڑا ناز ہے تو مردودان جناب آلہی شعر آنکفار و منافقین ناکثین
جماعت کے مشابہ ہون۔ **اقول** اس عبارت مین بلکہ آخر قول تک حضرت مجیب نے
جہلا کر جو کچھہ زبان درازی کی ہے اور انصاف کی آنکھونکو بغض و حسد کی میل سے کور کرکے
جو کچھہ ناشائستہ گفتگو فرمائی ہے ہم اوسکی ترکی بترکی جواب مین حسب التزام اپنے زبان آلودہ
کرنا نہین چاہتے بلکہ اوسکی جواب سے اعراض و اغماض کرکے اصلی جواب کیطرف عنان
توجہ پہیرتے ہین۔ تعجب حیرت کا مقام ہے کہ مجیب لبیب باایں ہمہ ادعائے انصاف ودانش
اون بیچاری شیعہ کے رافضی اور کافر و بیدین ہونے مین متردد ہون جنہون نے انبیاء
علیہم السلام کو کافر و ابلیس سے دو چند و سہ چند کہا ائمہ کو خائن اور تارک واجب بنایا صحابہ
مقبولین کو مرتد اور مغضوب من اللہ اور جہنمی قرار دیا۔ اہلبیت و عترت طاہرہ کی دوستی کے

پردہ مین انکی اہانت وتذلیل کے وہ وہ مضمون تراشی کہ ابلیس و دجال کو بھی خجالت و شرمندگی مین غوطہ زن کردیا۔ اور ذات پاک خداوندی پر تو وہ وہ بندشین باندھین کہ ایک مٹی کا پتلا بنا کر بٹھلا دیا۔ جو حضرات کی عقل چاہی وہی کام لی تو اگر اسی کا نام ولاء اہلبیت ہی تو یہہ ولاء شیعیان پاک ہی کو مبارک رہی کیا انصاف و دینداری ہے کہ ہماری مقابلہ مین تو انبیاء و ائمہ معصومین اور طاہرین ہون اور صحابہ کرام کہلوین اور جب اپنی اغراض فاسدہ متعلق ہون یا بدون لحاظ تقابل انکی شیون بیان ہون تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد جیسا آپکی صدوق وغیرہ فرماتے ہین انبیاء کا فرد حاسد ہون ائمہ خائن اور تارک واجب اور معین علی الظلم واضلال ہون اور اصحاب کرام مرتدین مغضوب علیہم ٹہرین اور باوجود ان باتون کی اہلسنت پر زبان درازیان۔ روایات ان مضامین کے گذشتہ ابحاث کی مطاوی مین سیقدر مذکور ہوچکی ہین اور کچھہ آیندہ ابحاث مین اپنی اپنی موقع پر بیان ہونگی۔ بعد اسکی اس قول مین چند وجہ سے کلام ہے۔ (۱) معلوم نہین تخصیص یا تخصص اور ترجیح بلا مرجح کی کیا وجہ ہے بعض اشخاص کو ہے کیون ذکر فرمایا جب حسب تصریح شہید ثالث سوائے حضرت مقداد سب کے سب مرتد ہوچکی تھے اور رہی یہی مقداد بھی مولین اور مفضلین کے عموم مین شامل ہوگئی تو بتایئی کون باقی رہا جو بیچاری شیعہ کے سہام لعن و ملامت سے بچا ہو۔ پھر یہہ تبعیض کہانسی لیتی ہین اور اس کاغذ کی کشتی کو کہانتک بہا ئینگی۔ (۲) موقع درست پاکر اور تدابیر ملکی کرکے اونھون نے حکومت و ریاست حاصل نہین کے بلکہ یہہ محض وعدہ سچا خداوندی ہے جو اپنی وقت پر ظاہر ہوا۔ خداوند تعالے نے صحابہ کے واسطے استخلاف حقہ اور تمکین دین مرضیہ کا وعدہ اپنی اوس کلام مجید مین جسکی شان برخلاف مزعوم امامیہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ فرمایا اور فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ تو یہہ وہی موعود خداوندی ہے جو بلا تدبیر فکر و مشورہ کے محض مشیت الٰہی ارادہ حقانی سے پردہ غیب سی منصہ ظہور پر جلوہ گر ہوا جسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فلتہ سے تعبیر کرتے ہین اور عجیب لیب اور انکی اہل تحلہ بسا اوقات معرض اعتراض مین بے سمجھی پیش کیا کرتے ہین

چونکہ یہ وعدہ لامحالہ واقع ہونیوالا تہا اور اسکا مصداق بجز اسکی اور کوئی نہین تہا تو کمند طمع طامعین اوسکی حصول سے کوتاہ او حسد حاسدین کا اوس سے قاصر ہی حضرت صدوق نے اس آیت شریفہ کی تاویل مین اپنی رسالہ امامت مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی جسقدر پیچ وتاب کہائی ہین اہل انصاف کے ملاحظہ کے قابل ہین (۳۲) تجہیز وتکفین رسول صلعم کا الزام اور اشترک ہی کیونکہ یوم انتقال سے حضرت تیسری روز دفن ہوئی پس اگر صحابہ تدابیر ملکی کے فکر مین مشغول تہی تو اہلبیت کس کام مین مشغول تہے جو نعش کو تین روز تک دفن نہین کیا اگر یہہ کہین کہ غم مین مبتلا تہی جسکی غلبہ مین کچہہ نکر سکی تو یہہ بالکل غلط اور بعید قریب بات ہی بقول حضرات شیعہ کے اہلبیب مین کسے تو حضرت کے غم مین کوئی بھی بیہوش نہین تہا کسیکو اپنی غصب خلافت کا غم تہا کوئی اپنی میراث وفدک کے اندوہ مین معاذ اللہ مجامع مہاجرین وانصار مین دربدر پہرہی تہے اور اوسکی پہپہی مصطفی کے غم کا خیال تہا نہ مرتضی کے ابرو کا پاس تہا تو جب اہلبیت کا بہی یہی حال تہا تو جو الزام آپ صحابہ کو دیتی ہین وہ بہی اہلبیت کیطرف راجع ہوتا ہے۔ ثانیاً مسئلہ خلافت بہ نسبت دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم اور ضروری اور خطرناک تہا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر بگڑتے اور متعفن ہونے سے پاک ومنزہ تہا تو اسلیئی دفن کی عجلت کے ضرورت نہین ہے اور امر خلافت مین اگر اختلال واقع ہوتا اور جسطرح انصار کا منشا تہا اوسیطرح خلافت متفرق ہوتے تو اندیشہ برہمی اسلام تہا اسلیئی اوسکو مقدم کیا گیا (ثالثاً) ایک کام کیطرف سب کا مجتمع ہونا ضروری نہین جب اہلبیت اسکی متولی اور متکفل تہے تو اورون کی حاضری وشرکت چندان ضروری نہین تہی اسلیئی وہ دوسری ضروری کامون مین مشغول ہوگیئے۔ (رابعاً) حضرت امیر رض کی کلام سے جسکو آپکی صدوق نے خصال مین روایت کیا ہے جو اسوقت میرے روبرو حاضر ہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ع کے غسل وتکفین مین صحابہ کو خود حضرت امیر نے ہی دانستہ شریک نہین کیا تہا اور یہہ حضرت امیر کا صحابہ کو شریک نکرنا بوجہ کمال محبت کے تہا نہ یہہ کہ صحابہ ہی تدابیر ملکی مین مشغول رہکر شرکت وحاضری سے باز رہے تہے۔ حدثنا ابی محمد بن

الحسن بن احمد ابن الولید بن محمد بن یحیی العطار رضی اللہ عنہم قالوا حدثنا سعد بن
عبداللہ عن محمد بن الحسن بن الخطاب عن الحسن بن علی بن فضال عن علی بن عقبہ عن الحارث
بن المغیرۃ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہم الی امیر المؤمنین علیہ السلام
حین دفن فاطمۃ علیہا السلام فی حدیث طویل قال لہما فیہ اما ما ذکرتما الی لم اشہدہا کما امر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فانہ قال لا یری لی عورتی غیرک الا ذہب بصرہ فلم اکن لا وذیکما بہ لذلک

یہہ حدیث نص صریح ہے اس امر مین کہ صحابہ نے شرکت تجہیز و تکفین سے تقاعد نہین کیا بلکہ حضرت
امیر نے ہی بنظر خیر خواہی اونکو شریک نہین کیا ورنہ شکایت کا کیا موقع تہا اور حضرت امیر کی اس
جواب محبت آمیز کے کیا معنی تہے اگر اونکی طرف سے کوتاہی ہوتی تو حضرت امیر یہہ فرماتے کہ تم خود
ہی اپنی تدابیر ملکی مین مشغول رہکر حاضری و شرکت سے باز رہی مینی تمکو شرکت سے کب منع کیا تہا
جو آج شکایت لیکر آئی علاوہ اسکی اس حدیث سے چند فواید حاصل ہوئی اول یہہ کہ یہہ لوگ خود حضرت
کی تجہیز و تکفین مین شریک ہونے سے باز نہین رہے ۔ دوم یہہ کہ حضرت امیر نے بنظر خیر خواہی شریک
نہین کیا ۔ سوم یہہ کہ حضرت کو ان حضرات کے ساتہہ ایسا تعلق محبت تہا کہ انکی تکالیف گران
بار خاطر عاطر حضرت امیر تہی ۔ چہارم یہہ کہ یہہ حضرات کافر و فاسق و غاصب و ناکث نہین تہی
ورنہ ممکن نہین تہا کہ حضرت امیر کو باوجود ان اوصاف کے کہ جنکی نسبت واغلظ علیہم ارشاد
ہی ایسا محبت کا تعلق ہوتا ۔ (۴) اہلبیت کو بجی ئی تو نت کے گہر جلانے کے دہمکی کے
ہن لیجیے اولا حضرات شیعہ نے کونسی فرد سرا افراد اہل بیت سے حضرت کا غم باقی چہوڑا ہی افسوس
جسکا ایسا باپ انتقال کر جاوی یا جسکا ایسا مربی وفات پا جاوی اونکو چند غرباء کے دختون
اور تہوڑسے دنیاوی ریاست کے چہن جانے کا وہ قلق ہو کہ اپنی باپ یا مربی کے غم و اندوہ

ابوبکر کی رفاقت جناب امیر کا جواب

ف امام ابوعبداللہ سے مروی ہے فرمایا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم جب حضرت فاطمہ کو دفن کیا جناب امیرؓ کے پاس آئی ۔ اسکا قصہ طویل ہے
اوسمین یہہ بہی مذکور ہے کہ جناب امیر نے اونسے کہا کہ یہہ جو تمنے (شکایت) کہا کہ مینی تمکو حضرت ۖ کے تجہیز و تکفین
مین حاضر و شریک نکیا اوسکی وجہہ یہہ ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تہا کہ ستر کو سوای تیری جو دیکہیگا اوسکی بینائی جاتی رہیگی پس
مین نے نہین تہا کہ تمکو یہہ ایذا پہنچاؤن ۔ ۱۲ ۔

گویکلخت طاق نسیان مین رکہکر اون درختون کے پیچہی مچا مع کفار و منافقین مین در بدر پہرین
بہلا کوئی عاقل کہیگا کہ انکو اپنی باپ کا یا اپنے مربی کا غم ہے معاذ اللہ من ذالک مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ
علیہ نے نسخہ سلیم بن قیس ہلالی سے بروایت سلمان نقل کی ۔ فلما کان اللیل حمل فاطمۃ علی حمار
واخذ بید الحسن والحسین علیہما السلام فلم یدع احدا من اهل بدر من المهاجرین والانصار الا اتاه فی منزله
وذکر حقه ودعا الی نصرته فما استجاب له الا اربعة واربعون رجلا فامرهم ان یصبحوا محلقین رؤسهم معهم
سلاحهم علی ان یبایعوا علی الموت فاصبحوا لم یوافه منهم الا الاربعة فقلت لسلمان من الاربعة قال انا وابو ذر والمقداد والزبیر بن العوام
دوسری روایت سنیئے ابن میثم شارح نہج البلاغۃ اپنی مختصر شرح مین جو اسوقت میری سامنے موجود ہے اس کتاب کے
شرح مین جسکا شروع یہہ ہے ومن کتاب له الی عثمان بن حنیف وهو عامله علی البصرة وقد بلغه انه
دعی الی ولیمة قوم الخ ۔ لکہاہی وفدک قریة کانت لرسول الله صلعم خاصة صالح اهلها علی النصف بعد
فتح خیبر واجماع الشیعة علی انها اعطاها فاطمة علیها السلام فی حیاته فلما ولی ابوبکر الخلافة عزم
علی اخذها منها فارسلت الیه تطلب میراثها من رسول الله صلعم وتقول اعطانی فدکا فی حیاته واستشهدت
علی ذلک علیا وام ایمن فشهدا لها بها فاجابها عن المیراث بخبر رواه نحن معاشر الانبیاء لا نورث
ما ترکناه فهو صدقة وعن دعوی فدک انها لم یکن للنبی صلی الله علیه وسلم وانما کانت مالا للمسلمین
فی یده یحمل به الرجال وینفقه فی سبیل الله وانا الیه کما کان یلیه فلما بلغها ذلک لاثت خمارها
واقبلت فی لمة من حفدتها ونساء قومها تطأ فی ذیولها حتی دخلت علیه وهو فی حشد من المهاجرین والانصار الی آخرها قال

۲ ؎ فدک خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گانو تہا بعد فتح خیبر کے نصف محاصل پر گانو والونسی مصالحت کر لی تہی ۔ اور شیعہ کا اسپر اجماع ہے
کہ وہ گانو حضرت نے اپنی زندگی مین حضرت فاطمہ کو دیدیا تہا ۔ جب ابوبکر خلیفہ ہوئی اور فاطمہ سے اوسکی لینی کا ارادہ کیا تو فاطمہ نے میراث
کی مطالبہ کا ابوبکر کو پیغام بہیجا اور کہا کہ مجکو فدک اپنی حیات مین حضرت نے عطا فرمایا تہا اور حضرت علی اور ام ایمن سے اسپر گواہی
چاہی اونہون نے اونکی شہادت دی ۔ ابوبکر نے میراث کا تو جواب اس حدیث سے دیا کہ ہم انبیا کے گروہ مین ہماری وراثت نہین
ہوتی جو کچہہ ہم چہوڑین وہ صدقہ ہے اور دعوی فدک کا یہہ جواب دیا کہ وہ حضرت صلعم کا نہ تہا بلکہ مسلمانونکا مال آپکے تصرف
مین تہا جسمین لوگونکو سواریان دیتی اور خدا کے راہ مین خرچ کرتے تہی اور مین اسمین اسیطرح تصرف کرونگا جسطرح حضرت کیا کرتے تہی
جب یہہ خبر فاطمہ کو پہنچی تو اپنے اوڑہنی اوڑہی اور اپنے ہم جولیون اور اپنی قوم کے عورتونکے ساتہہ اپنی دامنونمین چلتی
ہوئی آئین ۔ اور ابوبکر کے پاس اوس مجمع مین داخل ہوتی جسمین اکثر مہاجرین اور انصار حاضر تہے ۱۲ —
۱۲ —

ہماری مجیب منصف مزاج نے روایت ازالۃ الخفا کو جسمین اجتماع حضرت علی و زبیر وغیرہ کا بیت فاطمہ رض
مین ذکر تہا بیدینی فرمایا تہا تو یہہ روایات کہ جنمین معاذ اللہ توبہ توبہ محض دنیا طلبی کی غرض سے
حضرت معصومہ کا مجامع فساق و فجار و کفار و شرار مین پہرنا مذکور ہی کس درجہ کی بیدینی بلکہ
کونسا درجہ جو بیدینی سے بالاتر ہی قرار دینگی۔ غرضکہ جب اہل بیت طاہرین سے کسیکو حضرت
کی انتقال کا غم تہا ہی نہین تو تعزیت اور تشفی کسکی کرتے (ثانیاً) پیشتر گذارش ہوچکا کہ اہل بیت کو
گہر جلانے کی دہمکی ہرگز نہین دی بلکہ جو لوگ خلافت حقہ کی برہم کرنی کی مشورہ کرتے تہی ان پر گہر جلانے
کی دہمکی دی تہی جو عین اتباع پیغمبر تہا پس اگر ہمت اور حوصلہ ہو تو بسم اللہ شرعاً اسکی برائی ثابت
کیجیئی اگر یہہ ایک برائی ثابت ہوگئی تو انشاء اللہ تعالے حضرت امیر کی نسبت دس گونہ زیادہ
ثابت ہوگی (۵) طرح طرح کے ظلم و ستم اور اقسام اقسام کی جور و جفا اور انواع انواع کے آلام
و مصائب جنکا اہلبیت اطہار پر واقع ہونا صحابہ کے دست تعدی سے بیان کیا جاتا ہے
اور جنکی مجملاً تفصیل یہہ ہی۔ کہ حضرت امیر کے ساتہہ غدر کیا اور برائے کینون سی اپنی سینونکو
بہرا اور خلافت کو غصب کیا اور فدک کو چہینا اور معافی کے سند کو پہاڑ ڈالا اور معاذ اللہ
حضرت امیر کے گلی مین رسی ڈالکے جبراً بیعت اونسی لی اور انکی قتل کے درپے ہوئی اور حضرت
سیدہ کی گہر کو جلایا اور معاذ اللہ حضرت سیدہ معصومہ کے پہلو مبارک پر لگد کا صدمہ پہنچایا۔ اور حمل
ششماہہ حضرت محسن کا اپنی ضرب کے صدمہ سے گرایا نہ حضرت سیدہ معصومہ کی دشمنونکو منبرونپر
علی الاعلان تہمت فاحشہ کے ساتہہ متہم کیا اہلبیت کے لڑکیونکو غصب و عدوان کی طور
پر لیگئی قرآن تحریف کیا پیغمبر کے دین کو بدل ڈالا۔ چنانچہ کلینی اور قمی اور طوسی نے اپنی تالیفات
مین اور مجلسی نے بحار اور حق الیقین اور جلاء العیون مین ان کے تفصیل لکھی ہے اور مولانا حیدر علی
بعد نقل فرماتے ہین وا این ہمہ کہ گفتم بے شائبہ اغراق حرفے ازان کتابہا و لفظی ازان خطہا
دسنگی از بیتون و قطرہ از جیحون و خوشہ از خرمن و گلی از گلشن است۔ اور یہہ محض افترا
و بہتان اور تراش خراش حضرات اکابر امامیہ کی ہے۔ حاشا کہ اہلسنت کی یہان اسکا نام

ونشان ہی ہو پس اہلسنت کو ایسی موضوعات ومفتریات سی الزام دینا اپنی علم وعقل وانصاف کو رسوا کرنا ہی - اور بانی ہونی سے اگر سبب قریب مراد ہی تو اوسکی بانی حسب اصول شیعہ حضرت امیر اور حضرت حسنین اور تمام بنی ہاشم اور صحابہ مقبولین امامیہ ہین کہ اونکی خاموشی اور مداہنت اور جبن اور مسامحت نے تو یہہ نوبت پوہنچائی کاش ان فسادات کو عباس کے پرنالہ کی برابر وقعت کے نظر سی دیکہتی یا ابو بکر شجیع کے ہم جنب سمجہتی افسوس کہ قوم عاد کو تو بی ضرورت جاکر تہ تیغ بے دریغ کرین اور یہان اسلام خراب ہو اور اہلبیت ذلیل وخوار ہوا ور حضرت فاطمہ رضہ طمانچی کہائین اور ام کلثوم سلب ہوئین اور کان پر جون تک نچلی معاذ اللہ اگر سبب بعید مراد ہی تو پہر خود ذات پاک خداوند تعالے شانہ جو تمام علۃ العلل اور سبب الاسباب ہی اوسکو بہی بیچاری خلفا نے کیا قصور کیا کہ وہ بیچ مین سی پکڑی گئی (۶) خلافت صدیقی بحول اللہ تعالی حسب وعدہ خداوندی جسکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے قائم ہوئی اور مہاجرین وانصار نے اوسکو بسر وچشم قبول کیا اہل بیت نے اوسپر اقدام نہین کیا اور کیونکر کرتے وہ جانتی تہی کہ یہہ حق صدیقی ہی پہر کیونکر اوسپر اقدام کرتے نہج البلاغۃ مین خطبہ مذکور ہی کہ حضرت عباس نے اور ابو سفیان نے چاہا تہا کہ حضرت امیر کے ہاتہہ پر بیعت کرلین آپنے منظور نفرمایا تو یہہ انکار یا بوجہ خوف ہی اور یہہ محال ہے یا بوجہ اسکی کہ اپنا حق نہین سمجہتی تہی وہو عین المدعا فثبت انہا حق بصدیق - تو یہہ کہنا کہ بجز اجماع کے کوئی دلیل عقلی ونقلی موجود نہین غلط محض ہی خطبہ نہج البلاغۃ سی بعینہ نقل کرتا ہون - **ومن کلام لہ علیہ السلام** لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وخاطبہ العباس رحمہ اللہ وابو سفیان بن حرب فی ان یبایعا لہ بالخلافۃ ایہا الناس شقوا امواج الفتن بسفن النجاۃ وعرجوا عن طریق المنافرۃ وضعوا تیجان المفاخرۃ افلح من نہض بجناح او استسلم فاراح ماء آجن ولقمۃ یغص بہا آکلہا ومجتنی الثمرۃ لغیر وقت ایناعہا کالزارع بغیر ارضہ فان اقل یقولوا حرص علی الملک وان اسکت یقولوا جزع من الموت ہیہات بعد اللتیا والتی کیف اجزع من الموت واللہ لابن ابی طالب آنس بالموت من الطفل بثدی امہ بل اندمجت علی مکنون علم لو بحت بہ لاضطربتم اضطراب الارشیۃ فی الطوی البعیدۃ - انتہی

اب مین اس خطبہ کا ترجمہ بطور شرح کی لکھتا ہون خیال و توجہ گی گوش سطرف متوجہ فرمائی (ہنگام وفات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جبکہ حضرت عباس رض اور ابو سفیان رض نے آپ سی آپکی خلافت پر بیعت کی درخواست کی) اور یہہ عباس کی درخواست
اوسوقت تھی جبکہ حضرت تجہیز و غسل جسد مطہر مین مشغول تھی چنانچہ علامہ کنتوری نے سیف ناصری مین فاضل معاصر اپنی اور حبلابی
اور صاحب فتح الباری سے نقل کیا ہی حضرت علی علیہ السلام و بعضی بنی ہاشم بتجہیز و غسل جسد مطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مشغول بودند پس عباس از علی گفت کہ دست خود دراز کن تا با تو بیعت کنم تا مردمان خواہند گفت کہ عم رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پسر عم رسول خدا را بیعت کرد پس اختلاف نخواہند کرد بر تو دو کس حضرت علی علیہ السلام در جواب گفت آیا
طمع خواہد کرد الی عمر درین امر طمع کنندہ نیعنی عباس گفت قریب است کہ خواہی دانست پس درنگ نشد کہ خبر ہا
آمدند کہ انصار سعد بن عبادہ را نشانیدہ اند کہ با او بیعت کنند عمر آمد و بہ ابوبکر بیعت کرد و سبقت برد بر انصار باین
بیعت ابن ابی الحدید میگوید پس علی نادم شد بر اینکہ بیعت عباس را نگرفت انتہی نقلا عن ازالۃ الغین (تو ارشاد
فرمایا ای لوگو فتنونکی موجونکو نجات کی کشتیونسی پہاڑ دو اور اپسمین نفرت ڈالنی کے رستی سے بچو اور باہمی فخر کرنی
کی تاجونکو اوتار رکہو) یعنی خلافت کا لینا جو ناحق طور پر ہوگا فتنون او آپس کی نفرت کا باعث ہوگا اس سے بچو
کیونکہ جب یہہ دوسری شخص کا حق ہی تو ضرور فتنہ فساد قائم ہونگی تو نجات اور باہمی اتفاق اسمین ہی کہ خلافت کی
بیعت اسوقت میرے ہاتہہ پر نہکیجا دی (جو شخص قوت و بازو کی ساتہہ اوٹہا اوسنی فلاح پائی
یا مطیع ہوگیا تو اوسنی اپنی آپکو راحت مین رکہا) یعنی دو شخص مین ایک وہ کہ اوسکو ظاہری قوت
اعوان و انصار کے اور باطنی قوت حقانیت کی حاصل ہے اور وہ اپنی قوت سے اوٹہا اوسنی فلاح پائی دنیا
و آخرت مین وہ کون ہی وہ ابوبکر ہی اور ایک وہ ہی کہ جسکا حق اطاعت تہا وہ مطیع ہوگیا اوسنی اپنی آپکو تکلیف
سی راحت دی یہہ اپنی نفس کیطرف کنایہ کیا (اس خلافت کی مثال گدلا پانی کی ہی اور اس لقمہ کی ہے جو کہانیوالی کے
گلی مین پہنسی) یعنی جو شخص ناحق اسکا طالب ہو تو اسلیئی مین اسکو منظور نہین کرتا (پہل کا چننی والا خامی کے
وقت مین ایسا ہی جیسا غیر زمین کے بونیوالا -) یہہ اسکی طرف اشارہ ہی کہ آپکو معلوم تہا کہ ابہی تک میری خلافت کا
وقت نہین تو پہونچا تو سعی بے سود ہی - (اگر مین بولون تو کہین گے کہ بادشاہت کی حرص کی اور اگر سکوت
کرون تو کہین گے کہ موت سی ڈر گیا -) حالانکہ نہ بادشاہت کی حرص ہے نہ موت کا ڈر ہی بلکہ اصل یہہ ہی -

کراہی وقت نہین آیا (بعیدہی) یعنی تمہارا مطلوب مجہسی بعید ہی یا ملک و بادشاہت کا حرص کرنا
اور موت سے ڈرنا بعیدہی (ان سب کے بعد کیونکر موت سے مین بے صبری کرون قسم خدا کی ابن ابی طالب اوس
بچی کے بہ نسبت جو اپنی مان کے پستان کی رغبت کرتا ہی موت کے ساتہہ زیادہ مانوس ہی بلکہ مین ایسی
پوشیدہ علم کا واقف ہون اگر اوسکو ظاہر کرون تو تم بیقرار ہو جاؤ اور لرزنے لگو جیسی رسیان گہری کنوون
مین) یعنی احوال قیامت جو کچہہ مجہپر منکشف ہین اور محشر کے سختیان جو مجکو معلوم ہین اور گنہگارون اور لوگونکی
حقوق مین دست اندازی کرنے والونکی بدحالیان جو مین جانتا ہون اگر مین ظاہر و منکشف کردون تو تم
مضطرب ہو جاؤ۔ حضرت کی کلام کو دیکہیی اور اپنے دعوی سے مطابق فرماییے۔ **قولہ** مولوی حیدر علی
جنکو آپ مقلید میر مہدی خاتم المتکلمین لکھتے ہین ازالۃ الغین مین کنتوری علیہ الرحمۃ کی نسبت ذکر خطبہ بعد بلاد
فلان مین محض اس گمان سے کہ اونکی زعم مین علامہ علیہ الرحمۃ نے شرح ابن میثم نہین دیکھی جس بحث کو اپنی
بڑی تازہ تحقیق رسے ہدیۂ جو واقع مین تہدید اہی لکھا ہے کیا کیا زبان درازیان فرماوین منصب تالیف
و تصنیف سے اونکو اوٹہا دین تعجب ہی کہ صاحب تحفہ کتاب ازالۃ الخفا کو جسکا حوالہ خود باب ہفتم مین دیتی
ہین اور گو اونکی مصنف کی ابوت کا تورتیۃً اظہار نہین فرماتی مگر آئینہ سن آیات اللہ معجزہ رسول اللہ اونکی شان
مین لکھتی ہین خود اس کتاب کو ملاحظہ نفرماوین تاکہ معلوم ہو کہ خانہ حضرت زہرا مین کون بزرگوار جمع ہوتی تہے
جنکی شان مین گستاخانہ ایسی کلمات کفر لکھتی ہین اور پہر خاتم المحدثین کا خطاب پاتی ہین سبحان اللہ ع
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ **اقول** اس قول مین مجیب لبیب نے دو امر تحریر فرمائی
جنکا جواب لکہنا اور اہل انصاف کی روبرو پیش کرنا ضروری معلوم ہوا اول علامہ کنتوری کے شرح
ابن میثم نہ دیکہنی کے نسبت مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کے تحقیر و تکذیب دوسری
صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ازالۃ الخفا نہ دیکہنی کا ادعا۔ پس واضح ہو کہ حضرت مجیب
امر اول کے نسبت صاف طور پر نہ اقرار کرتے ہین نہ انکار لیکن قرائن فحوای کلام سے صاف انکار
مفہوم ہوتا ہے کیونکہ لکھتی ہین (محض اس گمان سے کہ اونکے زعم مین شرح ابن میثم نہین دیکھی) تو اس
قول مین شرح ابن میثم کا نہ دیکہنا مجیب کے نزدیک بزعم و گمان حضرت خاتم المتکلمین گویا خلاف واقع ہے

لیکن مین پوچھتا ہون اپنی انصاف کو نصب العین کر کے فرمایئے کہ فی الحقیقت نفس الامر مین علامہ مذکور نے
شرح ابن میثم کا مطالعہ فرمایا یا نہین اگر مطالعہ نہین فرمایا تو اس جوش و خروش کے ساتھ پاپیش و انکار توجیہات
کی جو صاحب تحفہ نے کی ہین کیا معنی چونکہ بحسب لیے خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کو زبان درازی
سے تعبیر فرمایا اسلیئے مناسب معلوم ہوا کہ ملخصًا عبارت تحفہ کے اور اوسپر جو کچھہ علامہ کنتوری نے بے وجہ
زبان درازی زیادہ گوئی فرمائی ہی لکھی جاوے تاکہ اہل انصاف پر واضح ہو جاوے اور معلوم کرین کہ خاتم المتکلمین نے
جو کچھہ تحریر فرمایا ہی وہ محض بجواب حضرت علامہ کی زبان درازی کی بحکم لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَہْرَ بِالسُّوءِ مِنَ
الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ تحریر فرمایا ہی - خاتم المحدثین علامہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے تحفہ مین
بعد نقل خطبہ للہ بلاد فلان فقد قوم الاود وداوی العمد الخ کی جو عبارت تحریر فرمائی ہی اوسمین لکھتے
ہین - و لہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین لفظ فلان خلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند کہ مراد ابوبکر است
و بعضی گفتہ اند عمر الخ علامہ مذکور فرماتے ہین - اِنَّ ہٰذَا اِلَّا اِفْکٌ مُّبِیْن ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح
امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر است قال خاتم المحدثین درین عبارت سراسر بشارت ابوبکر را بدو وصف عالی موصوف ساخت
قال العلامہ ثبت العرش ثم النقش اول اینمعنی باثبات باید رسانید کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر است
بعد ازان باثبات اوصاف اثبات فضل ابی بکر باید نمود قال خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ عمدہ ان توجیہات
نزد ایشان آنست الخ قال العلامہ این ادعا کذب محض است احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی می افتاد
کہ در کتب شیعہ بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود چون لفظ ابوبکر موجود نیست ایشان را احتیاج بہیچ یک
از توجیہات نیست پس آنچہ ناصبی بعد تقریر این توجیہات از ہذیانات خود سر کردہ از جہت ابتنای
آن بر فاسد از قبیل بناء فاسد علی الفاسد باشد قال خاتم المحدثین و بعضی از امامیہ الخ قال العلامہ
ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ مگر ابن ابی الحدید اور بعد اسکی لکھتا ہے و این ناصبی نیز این
کلام ابن ابی الحدید را در حاشیہ ہمین قول نقل کردہ و چون این ناصبی خود در باب اول تصریح کردہ
کہ فرقہ زیدیہ در مسئلہ امامت با اہل سنت موافق است باز مقالہ زیدیہ را با امامیہ نسبت دادن
کذب صریح است انتہی ای اہل انصاف علامہ کنتوری کی عبارت کو ملاحظہ کر کے تو اول تو یہہ فرمایئے

[illegible]

کہ علامہ کنتوری کے زبان درازی کس بنیاد پر ہی اور اگر بجواب اسکی کہی خوشہ چین خرمن یا مین حضرت خاتم المحدثین نے کچہہ سخت لکہدیا تو کیا بیجا کیا بعد اسکی یہہ فرمایٔی کہ اس عبارت سے علامہ کا شرح نہج البلاغہ کو دیکہنا مفہوم ہوتا ہی یا نہ دیکہنا کیا اس عبارت سے صراحۃً یہہ سمجہہ مین نہین آتا کہ علامہ نے شرح ابن میثم کو خواب مین بہی نہین دیکہا - ورنہ ان جملون کے (ہیچکدام امامیہ این توجیہ نکردہ - ان ہذا الا افک مبین - این ادعا کذب محض ست) تحریر کی ہرگز ہمت وجرأت نہوتی پہر معلوم نہین ہمارے محب لبیب کس انصاف کی اقتضاء سے شرح ابن میثم کے ندیکہنی کو محض مزعوم المتکلمین قرار دیتی ہین - اور اگر فے الواقع علامہ مذکور نے شرح ابن میثم کا مطالعہ کیا ہی اور اسمین دافعی لکہا ہی کہ مراد لفظ فلان سی ابوبکر ہے یا عمر اور لکہا ہے کہ ابوبکر کے دس اوصاف کی ساتہہ مدح فرمایٔی تو پہر آپ ہی علامہ کے حیا وانصاف کی شہادت دیجیٔی اور انصاف سی فرمایٔی کہ کیا علامہ کی مشت خاک سے ماہتاب چہاردہمی پر غبار پہونچ سکتا ہے حاشا وکلا ہماری رائی مین مولانا خاتم المتکلمین کا بہت بڑا احسان ہی جو آپکی علامہ کی دوش و گردن پر رکہا - کہ انکو کتاب ابن میثم کے ندیکہنی کے عذر وحیلہ کا موقع دیدیا اور اگر علامہ کے وفور علم وفضل اور کمال وانہماک مناظرہ کے اعتبار سے وہ یہہ فرماتے کہ علامہ نے بیشک کتاب دیکہی ہوگی - لیکن جب دارو گیر خصم سے مفر نہین ملا تو دیدہ ودانستہ انکار کرتا ہے یہہ ممکن نہین کہ ایسی متداول کتاب ندیکہی ہو اور خیانت وغیرہ کا الزام دیتی تو علامہ کنتوری عالم برزخ مین بہی تہراتی اور محب لبیب زیادہ تاب پیچ کہاتے پس محب لبیب کو اس الزام پر خوش ہونا چاہیٔی نہ کہ ناخوش ہون - امر دوم - جو ادعا کہ نسبت ندیکہنی صاحب تحفہ علیہ الرحمۃ کے ازالۃ الخفا کو فرمایا ہے امر اول سے بہی زیادہ عجیب ہی اے حضرت فرمایٔی تو سہی اس امر پر کونسی دلیل قائم ہے کہ صاحب تحفہ نے ازالۃ الخفا کو نہین دیکہا کیا حضرت نے اپنی زعم ہی کو کافی دلیل تصور فرمالیا ہے :- جو اس الزام سی آپ ہمکو دہمکاتی ہین مگر پہر آپ ہی کیا کرین معذور ہین جواب لکہنا ضرور ہوا تو ایسی ہی باتون سے اپنا دل نہ بہلایٔین تو اور کیا کرین ذرا علامہ کی تکذیب وانکار کو خاتم المحدثین کی تحریر سے ملا کر انصاف سے دیکہئی

اور پھر بھی اگر سمجھ مین نہ آوی تو بندہ کی گذارش کو جو جواباً عرض کیے ہے اُسکی ساتھ منضم کرکے ملاحظہ
فرمائیے پھر آپ مانین یا نہ مانین لیکن آپ پر منکشف ہو جائیگا کہ خاتم المحدثین کا قول بالکل صاف اور عبارت
ہی ازالۃ الخفا کی بھی مخالف نہین اور علامہ نے شرح دیکھی یا نہین بہر تقدیر علامہ نے اپنی اس
انکار مین کہ لفظ فلان سے کسی شارح نے ابوبکر یا عمر مراد نہین لیا بڑی غلطی کہائی پس اب دیکھیے
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - باقی آپکے ناشائستہ کلمات کا ہم کیا جواب لکھین

قولہ توضیحاً للمرام ازالۃ الخفا کی عبارت نقل ہوتی ہے تاکہ آپکو بھی معلوم ہو جائے کہ جنکی
شان مین آپکے خاتم المحدثین یہہ کلمات تحریر فرماتے ہین وہ کون حضرات تھے ازالۃ الخفا کی مقصد دوم
مآثر جمیلہ صدیق اکبر واقعہ صفحہ ٢٩ مطبوعہ مطبع صدیقی مقام بریلی مین تحریر فرماتے ہین
در ہمین ایام مشکلے دیگر کہ فوق جمیع مشکلات توان شمرد پیش آمد و آن این بود کہ زبیر و جمعی از بنی
ہاشم در خانہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی جمع شدہ در باب نقض خلافت شور تہا بکار میبردند حضرت شیخین
آنرا بہ تدبیر نیکو بایستی برہم زدند و تدارک بلائی کہ بر مزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود بحسن ملاطفت فرمودند و این
قصہ یکی چیز را حفظ کرد و چیزی ترک نمود در اینجا چند روایت نویسیم تا قضیہ منقح گردد - عن زید بن
اسلم عن ابیہ انہ حین بویع لابی بکر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی والزبیر یدخلان علی
فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا ویرتجعون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتی
دخل علی فاطمۃ فقال یا بنت رسول اللہ واللہ ما من الخلق احد احب الینا من ابیک وما من احد احب الینا بعد ابیک
منک وایم اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ہؤلاء النفر عندک ان امرہم ان یحرق علیہم البیت قال فلما
خرج عمر جاؤہا فقالت تعلمون ان عمر قد جاءنی وقد حلف باللہ لئن عدتم لیحرقن علیکم البیت
وایم اللہ لیمضین لما حلف علیہ فانصرفوا راشدین فروا رأیکم ولا ترجعوا الی فانصرفوا عنہا فلم
یرجعوا الیہا حتی بایعوا لابی بکر اخرجہ ابن ابی شیبۃ اور اگر اس روایت کی صحت مین کچھ
کلام ہو تو اسی کتاب کے مقصد ثانی کی چھٹی فصل تثقیف عمر واقعہ صفحہ ١٧٩ ملاحظہ
فرمائیے کہ اس روایت کو باسناد صحیح علی شرط الشیخین یعنی بخاری و مسلم سے لکھتے ہین

اقول یہہ روایت نہ آپکو کچھہ مفید ہی اور نہ آپکی خصم کو مضر ہی کیونکہ جس بنیاد پر جناب نے اس روایت کو نقل کیا ہی فی الحقیقت وہ بنا ہی فاسد ہی - یہہ امر تو ظاہر ہے کہ یہہ دلسوزی حضرت زبیر رض کی واسطے تو نہین ہے کیونکہ اونکو تو کافر جانتی ہین تو صرف حضرت علی رض کیوجہ سے کہ اونکو بدون کسی دلیل عقلی نقلی عرفی کے معصوم اعتقاد کر رکہا ہے یہہ شور و شغب ہی اگر اہلسنت بہی معتقد عصمت حضرت امیر رض و صحابہ ہوتے تو البتہ یہہ الزام کسیقدر قابل التفات ہوتا لیکن جب اہلسنت ان حضرات کو معصوم نہین اعتقاد کرتے تو نہ اونپر یہہ الزام وارد ہوتا ہے نہ اسکی طرف التفات کی ضرورت ہان اونکو افضل امت اور کرام[1] مین جانتی ہین اور دعوات صالحہ سے یاد کرتے ہین اور اونکی حق مین کہتی ہین رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ اور کوئی معصیت انکی مرتبہ عالیہ کو کم نہین کرتی حسب وعدہ خداوندی تعالی اونکے مساعی جمیلہ فے الدین بہر در مشکور اور اونکی زلات و معاصی مغفور ہین بااینہمہ کاروبار سلطنت اور امور مہمہ کے اختلال کے وقت نہ حضرت صلی اللہ علیہ نے اسکی مراعات فرمائی اور فرمایا لو ان فاطمۃ بنت محمد (اعاذہا اللہ من ذالک) سرقت لقطعت یدہا[2] ——— زانی کو رجم کرایا قاذف کو حد لگوائی شارب خمر کو پٹوایا - تو جب ونکے اونے شخصے حقوق مین یہہ نوبت پہنچے تو جن امور مین نوعی حقوق تمام مسلمانونکی اور خداوند تعالی کے متعلق ہونگی اونمین کیونکر رعایت کیجی سکتی ہے - اور باوجود اسکی حضرت نے ایسی لوگون کی نسبت جو کچھہ ارشاد فرمایا آپ جانتی ہی ہونگی - حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ اور حضرت کا ارشاد آپکو معلوم ہی ہوگا تو خلفاء رضی اللہ عنہم نے بہی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے یہہ طریقہ اخذ کیا اور اوسپر عمل کیا تو اگر اسپر طعن کیا جاوی گا تو سیرت نبوی پر طعن عاید ہوگا بلکہ خود حضرت امیر کے طریقہ پر طعن و الزام منصرف ہوگا کہ اونکا فعل بد رہا اس سے زیادہ ہی کہ حضرت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محبوبہ ام المومنین کا بہی جو بالاتفاق وفات شریف تک زوجیت مین

---

[1] ای رب ہماری بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون ہماری کو جو آگے لائے ہمسے ایمان اور مت رکہہ بیچ دلون ہماری کے برائی واسطی اون لوگون کے کہ ایمان لائے ای رب ہماری تحقیق تو شفقت کرنیوالا مہربان ہے - ۱۲ - [2] اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد کی بیٹی (اللہ اوسکو پناہ مین رکھی) چوری کریگی تو مین اوسکا ہاتہہ کاٹونگا - ۱۲ -

اور نص قرآنی اِلمؤمنین ہین پاس ادب نفرمایا او قتل و قتال سے بہی دریغ نکیا علاوہ ازین نقض بیعت صدیقی
کی مشورہ کی بابت خواہ اوسکو آپ حق سمجہیں یا ناحق حضرت امیرؓ کی نسبت آپکی اصول کے مطابق الزام اور معصیت
ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر کو غصب حقوق و خلافت کی خبر دی
تہی اور صبر و سکوت کی وصیت فرمائی تہی اور فرمایا تہا خبردار کچہہ ہی کیون نکرین خلافت چہینین گہر
جلا وین بیعا و اللہ بنات طیبات غصب کرین دتم مارنا چون وچرا نکرنا پہر با اینہمہ تاکیدات بلیغہ و تشدیدات
شدیدہ آپ نقض خلافت کی مشورہ کرنے لگے اور خلاف وصیت و حکم پیغمبر کے عمل کرنے لگے علاوہ
اسکی کہ معاذ اللہ معصیت و مخالفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین مبتلا ہوئی آپکی اصول پر اس مخالفت پیغمبر
کی مکافات مین خلفا نے جو کچہہ عترت کے ساتہہ کیا بجا کیا - معہذا روایات شیعہ کے دیکہنے سے معلوم
ہوتا ہے خطا و نا شایستگی کے حرکات انبیاء سے بہی سرزد ہوئی اور سبب لعن و طعن نہین قرار دیئی گئے
حضرت موسیٰؑ کا قصہ حضرت ہارونؑ کے ساتہہ پوشیدہ نہوگا کہ حضرت موسیٰؑ نے ہارون سے اَلَّا تَتَّبِعَنِ
اَفَعَصَيْتَ اَمْرِي فرمایا اور داڑہی پکڑ کر کہینچی تو اب خیال فرمالیجیے گا کہ موسیٰؑ کون تہے اور ہارونؑ کون تہے
علی بن ابراہیم استاد کلینی نے تفسیر اہلبیت مین لکہا ہے جبکہ حضرت موسیٰ کے استاد حضرت خضرؑ
نے طفل کو مار ڈالا تو موسیٰؑ نے اونکو زمین پر دے مارا اور کوئی دقیقہ اونکی بے حرمتی مین باقی نچہوڑا الفاظ
روایت یہہ ہین - اذا جئت السفينة في البحر قام الخضر فنظر الى جوانب السفينة فكسرها و
حشاه بالخرق والطين فغضب موسى غضبا شديدا وقال للخضر اخرقتها لتغرق اهلها لقد
جئت شيئا امرا فقال له الخضر الم اقل انك لن تستطيع معي صبرا قال موسى لا تؤاخذني
بما نسيت ولا ترهقني من امري عسرا فخرج امن السفينة فنظر الخضر الى غلام يلعب بين الصبيان
حسن الوجه كانه قطعة قمر في اذنيه درتان فتاوله الخضر ثم اخذه فقتله فوثب موسى على الخضر

سلہ تو میری چیز آیا کیا تو لو ردکیا میرا حکم ۱۲ - سلہ جب کشتی دریا مین ڈال دی خضر اوٹہہ کر کشتی کے کنارونکو دیکہنے لگا پہر اوسکو توڑ ڈالا اور اوسکے
مٹی سے بند کیا تو موسیٰ نہایت غصہ ہوئے اور خضر سے کہا کہ تو نے اسکو پہاڑ ڈالا ایسی کہ ڈبادے اسکے لوگونکو تو نے کی ایک چیز انوکہی خضر نے کہا مین نہ کہتا تہا کہ تو میرے ساتہہ
صبر نہ کریگا موسیٰ نے کہا نہ مواخذہ کر مجہسے میری بہول پر اور نہ ڈال مجہپر میرے کام مین مشکل پہر کشتی سے نکلے اور خضر نے ایک حسین چاند کا ٹکڑا لڑکا دیکہا جو لڑکون مین کہیل رہا تہا
اسکے کانون مین دو موتی تہے خضر نے اسکو تامل سے دیکہا پہر پکڑ کر مار ڈالا پس موسیٰ نے خضر پر حملہ کیا - ۱۲ -

وجلد به الارض[ل] فقال اقتلت نفسا زكية بغير نفس لقد جئت شيئا نكرا - ظاہر ہی کہ جو کچھہ
حضرت موسیٰ سے ظہور پذیر ہوا خطأً و نادانستگی کے طور پر واقع ہوا کہ جوش حقانیت مین اونکو تاب
نرہی اور کر بیٹھی جو کچھہ کہ کیا اسیطرح ان حضرات سی بہی ابتداء انعقاد خلافت صدیقی مین خطاً کوئی
امر بالفرض واقع ہوا ہو تو ہرگز سبب طعن ولعن نہین ہوسکتا - **قوله** اس مقام مین بہت کچھہ
بحث ہوسکتی ہے مگر چونکہ ہماری غرض یہان اسیقدر ہی کہ جو حضرات خانہ جناب زہرا مین جمع ہوئی
تہی وہ کون تہی سلیئی زیادہ نہین لکہتی **اقول** اس تہوڑی بحث کا نتیجہ وثمرہ تو آپ پا چکی اگر
بہت کچھہ بحث ہوتی تو آپ ہی کے اجتہاد وانصاف پہ بہت کچھہ وسمہ آتا - اور اس روایت کی ذکر
سے اگر اتنی ہی غرض تہی کہ جو حضرات خانہ جناب زہرا مین جمع ہوئی تھی وہ کون تہی تو اسکا کسنی
انکار کیا ہی کہ یہہ حضرات دشمن نہین تہی اور اگر مقصود یہہ ہی کہ یہہ بزرگوار بوجہ ارتکاب اس فعل کے
درجہ عصمت اور بزرگی سے ساقط ہوگئی اور مستوجب لعن طعن کے ہوئی تو ثابت کیجیئی اور ایات
کرکے اپنی ائمہ اور مقبولین کو بچایئی - **قوله** مگر اسقدر عرض کرنے سے باز نہین رہ سکتی
کہ اس جگہہ جو چالاکی وہوشیاری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے کی ہی وہ قابل دید ہی فارسی عبارت
مین زبیر وجمعی از بنی ہاشم لکہا ہی جناب امیر کا نام نہین لکہا تاکہ فارسی خوان یہہ جانے کہ جناب
امیر بہی مخالف تہی - **اقول** حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مضجعہ کے تو چالاکی ہی یا نہین
لیکن مجیب لبیب کی دانشمندی وانصاف قابل دید ہے کوئی عاقل جبکہ وہ یہہ جان سکتا ہو کہ یہہ اجتماع وشوری
جناب علی وحضرت زہرا کی خانہ مین ہوتا تہا کیا اسمین تردد کریگا کہ حضرت امیر اسمین شریک تہی یا
نہین تہی - بہلا یہہ ممکن ہی کہ ایک شخص کے گہر مین اتنے بڑے عظیم الشان امر مین مشورہ ہوتا ہو
اور اوس کو اوس سے لگاؤ نہو علی الخصوص جبکہ اسکی ساتھہ مین یہہ بہی ضمیمہ کیا جاوی کہ حضرت
زہرا جیسی زوجہ مکرمہ مطیعہ کی ساتھہ مشورہ ہوتا ہو تو ہرگز عقل کو اسکی تسلیم کرنے مین تامل نہوگا
اور عقل اسکو بداہۃً قبول کریگی کہ حضرت کو اسمین شمولیت ہی تو فارسی عبارت مین اسکا عدم ذکر

[ل] اور زمین پر دے پٹکا اور کہا تو نے مار ڈالی ایک ستہری جان بن بدلے کسی جان کے تو نے کی ایک چیز نا معقول - ۱۲

بوجہ ہدایت کے ہی نہ چالاکی و ہوشیاری کیوجہ سے علاوہ اسکی اگر یہہ امر بدیہی نہو تاہم فقرہ (وملالے ملالی کہ بر مزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود بجنس بلاطفت فرمودند) اظہار اس مطلب مین ایسا صاف ہے کہ ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ حضرت امیر اوسوقت ناخوش تھی - معہذا عجیب لبیب یہہ جو فرماتے ہین (تا کہ فارسی خوان یہہ بجانے -) اسمین فارسی خوان سے کیا مراد ہے - اگر فارسی خوان سنی مراد ہی تو بالفرض اگر سنی فارسی خوان اسکو جانیگا تو کیا حرج ہے وہ کب اعتقاد رکہتے ہے کہ حضرت امیر معصوم ہین اہلسنت جیسی زبیر کی معتقد فضائل ہین ویسا ہے حضرت امیر کی ہین جب زبیر کا ذکر اونکو مضر نہین تو حضرت امیر کا ذکر کیون مضر ہوگا جیسا اونکی فعل کو خطا پر محمول کرتے ہین ویسا ہی حضرت امیر کے فعل کو محمول بر خطا کریگا - اور اگر شیعہ مراد ہی تو اولاً یہہ کتاب شیعہ کی واسطی لکہی نہین گئی کیونکہ دلائل الزامیہ مسلمات خصم سے اسمین استدلال نہین کیا گیا - اور ثانیاً شیعہ تو پہلی ہی سے اعتقاد رکہتی ہین کہ حضرت علی اس بیعت صدیقی کی مخالف رہی پس اگر وہ اس عبارت سے حضرت امیر کے ہی شکست جانیگا تو کیا حرج ہوگا - پس یہہ مجیب لبیب کی نظر تعصب و عناد ہی جسنی دانشمندی و انصاف کو خاک مین ملا رکہا ہے ہان چالاکی و ہوشیاری اکابر علماء شیعہ کی قابل دید ہی کہ وہ اپنی مذہب کے حفظ ناموس کے لیئی روایات مین تراش خراش کر ڈالتی ہین - ملا باقر بحار الانوار مین آپکی امام المحدثین کلینی کی روایت نقل فرماتے ہین اور اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ اسمین صدوق صاحب نے تغیر و تبدل کیا ہے - هذا الخبر ماخوذ من الکافی وفیه تغییر عجیب تورث سوء الظن بصدوق وهو انما فعل ذلک لیوافق مذهب اهل العدل اور نیز علامہ رضی کے چالاکیان ہی جو نقل خطبات جناب امیرؓ مین اونہون نے فرمائی ہین جنکا شراح کو بہی اعتراف ہے قابل تماشا ہی دکھا بہا فخر اد قدوۃ - پس یہہ چالاکیان و ہوشیاریان حضرت کی اکابر ہی کرتے چلے آئی ہین بفضل اللہ تعالے مذہب اہلسنت

ؑ۱ یہہ خبر کافی سے ماخوذ ہے اور اسمین عجیب تغیر ہے جس سے صدوق کی نسبت سوء ظن ہوتا ہے اوسنی یہہ تغیر اسلیئی کیا کہ اہل عدل کے موافق ہو جائے - ۱۲

تراش و خراش سے پاک و منزہ ہی اور یہہ حال تو اوس شخص کا ہی جو بلقب صدوق ملقب ہی تو جو
حضرات صدوق نہین ہین اونکا کیا حال ہوگا۔ **قولہ** لطف یہہ ہی کہ شاہ صاحب گہر جلانے
کی تہدید کو حسن ملاطفت تحریر فرماتے ہین اور کچھہ نہین شرماتے شاید حضرات اہلسنت کی
اصطلاح مین ایسی ہی باتونکو حسن ملاطفت کہتے ہین تشدد تو خدا جانے کیا ہوگا۔ **اقول**
اس شرم و حیا پر آفرین ہے کہ عبارت کا مطلب خلاف سیاق خود ہی اپنی طرف سے تراش لیا
اور اعتراض کر دیا پہر اوسپر جوش حیا مین طعن و تشنیع مریدان سخن فہم طعن و تشنیع سے قطع نظر
کرکے محب لبیب کی خدمت مین گذارش کرتے ہین کہ شاہ صاحب نے گہر جلانے کو حسن ملاطفت
کہان تحریر فرمایا۔ عبارت شاہ صاحب کی یہہ ہی۔ (حضرت شیخین آنرا بہ تدبیر نیکو بالیتی بہم
زدند و تدارک ملالی کہ بمزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود بحسن ملاطفت فرمودند) اسمین دو جملہ
مذکور ہین جو لاحق سابق پر حرف واو کی ساتھہ معطوف ہی اور کیا آپ باوجود ادعای اجتہاد اتنا بہی
نہین جانتی کہ فی الاصل عطف بالواو مغایرت معطوف و معطوف علیہ کو مقتضی ہی تفسیر کا ارتکاب
اوسجگہ ہوتا ہی جسجگہ محل مغایرت کو محتمل نہو۔ استعمالات اسکی شاہد ہین ورنہ لازم آوی کہ تاکید تاسیس
سے بہتر ہو۔ حاصل مدعا عبارت کا جو صاف اور واضح طور پر الفاظ سے سمجہہ مین آتا ہی یہہ ہی
کہ شیخین رض نے اوس فتنہ کو جو ان حضرات رض کی مشورہ سے اوٹہنے والا تہا اس تدبیر اور تہدید سے فرد
کیا اور حضرت امیر رض کے ملال کا (جو مشورہ بیعت صدیقی مین نہ شامل ہونے یا اس تہدید کیوجہ سے
ناشی تہا) حسن ملاطفت سے تدارک کر دیا اور دلیل اس رفع ملال کی یہہ ہی کہ آپ ہمیشہ مشورہ
مین شریک ہی اور نیک صلاح بتاتی رہی۔ نہج البلاغۃ کو ملاحظہ فرمایئے۔ میری اس قول کے تصدیق
پائیگا اور ایک روایت استبصار کی بہی یاد آئی جو باب الحد فی اللوطۃ مین مذکور ہی سو لکہی دیتا ہون
ابو علی الاشعری عن الحسن بن علی الکوفی عن العباس بن عامر عن سیف بن عمیرۃ عن عبد الرحمن
العزرمی قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول وجد رجل مع رجل فی عمارۃ فضرب احدھما

لہ عبد الرحمن عزرمی کہتا ہی کہ مینی امام ابو عبد اللہ سے سنا فرماتے تہے کہ ایک مرد کو کسی مرد کے ساتہہ (بدفعلی کرتے ہوئی) پایا۔ ۱۲

واخذ الاخر فجئ به الی عمر فقال للناس ما ترون قال فقال هذا اصنع کذا او قال هذا صنع کذا
قال فقال ما تقول یا ابا الحسن قال اضرب عنقه قال فضرب عنقه قال ثم اراد ان یحمله فقال انه قد بقی
من حدوده شی قال ای شی قد بقی قال ادع بحطب قال فدعا عمر بحطب فامر به امیر المؤمنین فاحرق به۔

اور اگر اس سے تسکین خاطر سامی نہو تو لیجیئے اس سے بھی زیادہ صریح پیشکش کرتا ہون حضرت مولانا
خاتم المتکلمین رح نے ازالۃ الغین میں آپکے فاضل اخباری کے جواب ایضاح میں سے عبارت نقل کی ہی وہ
عبارت ملتقطاً بندہ عرض کرتا ہی واگر بانصاف تامل فرمایند واضح است کہ بناء علی مزعوم الامامیہ
از خلفاء ثلثہ راشدین گو نسبت با امیر المومنین و فاطمہ سلام اللہ علیہما نقض عہد و نکث بیعت عہدیہ
و غصب فدک و دیگر چند اعمال دال بر عناد سر زدہ اما با اینہمہ بازہ در ظاہر طریقۂ معاشرت ایشان با اہل بیت علیہم السلام
ہمین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود و اجرای شعائر اسلام رانجہ افعال معدود کہ در کتب کلامیہ و سیر
موجود منشاء طعن و قدح در شان شان ست بالمرہ نزد امامیہ نیز از میان برداشتہ بودند یا سل
شرع متین را نصب العین خاطر خود ہا میداشتند الخ۔ اب آپ بغور اپنی فاضل اخباری کے شہادت
کو ملاحظہ فرمایئے کہ شیخین کے حسن ملاطفت کی کسطرح شہادت دیتا ہی اور پھر بھی اگر شک رہے
تو اپنی فاضل کے روح پرفتوح سے دریافت کیجیئے کہ حضرت جب ان بزرگوارون نے نقض عہد
کیا اور نکث بیعت کے اور فدک کو چھینا اور بنات طیبات کو غصب کیا جب یہہ سب کچھہ کیا تو تذلیل
واہانت میں کونسا دقیقہ باقی رہگیا پھر آپ جو یہہ فرماتے ہین کہ اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود اگر
یہہ بھی اعزاز و اکرام ہے تو خدا جانے تذلیل واہانت کیا ہوگی آپ بھی بات فرماتے ہین اور کچھہ
نہین شرماتے پھر جو کچھہ آپکو آپکے فاضل کے روح سے جواب ملے وہی ہمارا جواب سمجھہ لیجیئے ۔

قولہ اب ذرا غور فرمایئے کہ جن حضرات کو آپکے خاتم المحدثین صاحب خیانت و اشرار فساد
پیشہ و مردودان جناب الٰہی لکھتے ہین وہ انکے والد ماجد کی شہادت سے یہہ حضرات تھے

اقول اسکا جواب سابق میں عرض کیا جا چکا ہے حاجت اعادہ نہین اور ہمکو حیا
مانع ہے کہ ہم بار بار اون اوصاف کے کلمات کو نقل کرین جو شیعہ انبیاء سے لیکر صحابہ تک کے

شامین فرماتے ہین **قولہ** جناب سیدہ کی نسبت یہہ کہنا کہ اونکی پاس ایسی اشخاص آتی تہے بی ادبی ہی نہین بلکہ بیدینی ہے آج کوئی ادنے مولوی کے منہ پر بیٹہکے نسبت اوسکی شاگرد ونمین سے یہہ کلمہ کہہ سکتا ہے ۔ یہہ حضرات اہلسنت کی ہی کمال رشادت ہے کہ اہل بیت جناب رسالت مآب کی شان مین یہہ کلمات کہتے ہین اور پہر جرات مین داخل اور مدعی ولا و تمسک اہلبیت ہین **اقول** ای اہل انصاف و ارباب فضائل و کمالات کیا جاتی ہو یا سوگئی قطع نظر مجیب لبیب کے تہذیب ادنکی اجتہاد اور انصاف و علم و فضل اور دانشمندی و عقل و جرات و ہمت اور حیا و شرم کو ملاحظہ فرما اور تحسین و آفرین پڑہو کہ ہمارے حضرت مجیب کو اگر کتاب اللہ کی خبر نہین تو چندان مضائقہ نہین کہ معذور ہین لیکن اپنی مذہب کے روایات پر بہی تو مطلق نظر نہین شاباش ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ اب لیجیے اوّل کتاب اللہ کی شہادت سنیے ۔ حق تعالیٰ شانہ سورہ نور مین ارشاد فرماتا ہی ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَھْلِھَا الخ یہہ آیت شریفہ صراحۃً مومنین کو اجازت دیتی ہی اور حکم کرتی ہے کہ دوسرونکی گہرونمین باجازت و استیناس داخل ہونیکا مضائقہ نہین ہے اور یہہ بزرگوار قطع نظر اسکی کہ اکابر صحابہ مین سے تہے حضرت زہرا و حضرت امیر کے ساتہہ قرابت بہی رکہتے ہین تو انکی لیئے بالاولے اجازت دخول معلوم ہی کہ حضرت زبیر آپکی پہوپہی زاد بہائی تہے اور جب حضرت امیر بہی شریک مشورہ تہے تو ممکن نہین کہ یہہ دخول حضرت کی بلا اجازت ہو اگر مجیب لبیب مدعی ہین تو ممانعت ثابت فرماوین ۔ مگر اس سے تشفی نہو تو اور سنیے حق تعالے شانہ مومنین کو اپنی نبی کے گہر مین باذن داخل ہونے کی اجازت فرماتا ہے اور فرماتا ہی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اور جبکہ خود نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے گہر مین داخل ہونے کی اجازت ہے تو اہل بیت نبی کی گہر مین داخل ہونے سے کون مانع ہے تو جب یہہ حضرات داخلین اکابر صحابہ اور اعاظم

---

۱ ای ایمان والو مت جاؤ گہرون مین اپنے گہرون کے سوا جب تک نہ بول چال کرلو اور سلام دے لو ان گہرون والون پر ۔ ۱۲ ۲ ای ایمان والو نبی کے گہرون مین مت جاؤ ۔ مگر جو تمکو اجازت ہو ۔ ۱۲ ۔

مسلمین سے ہیں اور جو علاوہ انکے دوسری لوگ تہی تو وہ ان ہی کی بیعت اور تبعیت ہیں تہی
اور باجازت ومشورہ حضرت امیر داخل ہوئی تو کوئی قباحت شرعی وعقلی لازم نہ آئی اور بحمد اللہ
تعالے نہ کچھہ اہل سنت کی رشادت اور ولا و تمسک مین فرق وقصور آیا۔ لیکن اب حضرات
شیعہ کی روایات معتبرہ کی شہادات پیش کر کے اہل انصاف سے ملتمس ہون کہ عجیب
غریب اکابر شیعہ کے رشادت اور ولاء و تمسک کا مشاہدہ فرماوین۔ اور دیکھین کہ ہمارے
مجیب لبیب کا پایہ انصاف ودین کس درجہ پر پہونچا ہوا ہے بحار مجلسی کی روایت جو طعن
الریاح مین مذکور ہے اوسکا ترجمہ مولانا حیدر علی نوراللہ ضریحہ نے ازالۃ الغین ص ۲۷۵ مین
نقل کیا ہے سنیے حضرت صادق علیہ السلام فرمود کہ ابوبکر وعمر از امیر المومنین سوال کردند
کہ شفاعت نماید وایشانرا ہمراہ خود نزد فاطمہ زہرا ببرد ہرگاہ داخل شدند گفتند کہ ای دختر
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چہ حال داری فرمود بحمد اللہ بخیریتام۔ الخ۔ یہہ روایت
نص صریح ہے اس امر مین کہ شیخین حضرت زہرا کے پاس گہر مین داخل ہوئی دوسری روایت
اگرچہ طول طویل ہے لیکن ملتقطاً فقرات موافق مطلب عرض کرتا ہون۔ پس آنحضرت بیمار شد
وجناب ولایت مآب در اوقات نمازہای پنجگانہ بمسجد میرفت وابوبکر وعمر پرسش حال سیدہ می نمودند
تا آنکہ بیماری آنحضرت سنگین شد آن ہر دو کس گفتند ای علی در میان ما وفاطمہ رنجشی کہ واقع
شدہ بود تو بہتر میدانی پس اگر مناسب دانی اجازت فرما تا عذری از تقصیر گناہ خود بیان نمائیم
فرمود شما دین باب اختیار دارید پس آن ہر دو بسر دروازہ حجرہ مطہرہ حاضر شدند وآنجناب
اندرون دولت سرا رونق افزا گشت وفرمود کہ شیخین حاضر اند میخواہند کہ سلام نمایند
بر شما پس مرضی شما چیست آنحضرت فرمود خانہ خانۂ شما است ومن زوجۂ مطیعہ شما ام پس
ہرچہ مرضی شریف باشد بجا آرید فرمود چادر بسر گیر پس مقنعہ مطہرہ را بر سر کشید وروی خود را
جانب دیوار گردانید پس ہر دو آمدند گفتند کہ راضی شو از ما خدا راضی شود از تو۔ الخ۔
یہہ روایت بہی مثل روایت سابقہ کے آشکارا طور پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت شیخین حضرت زہرا کے

پاس گھر مین داخل ہوئی اور علل شیخ المشایخ کی روایت کا خلاصہ جواز التہ الغین مین مذکور ہی یہہ ہی
بلکہ اسمین سی یہہ ہی اول حضرت سیدہ نے قسم کہائی کہ مین نہ اجازت دونگی اور نہ شیخین سے کلام
کرونگی بعد اوسکی بسفارش حضرت امیر اجازت دی اور شیخین اندر داخل ہوئی تو اب مجیب لبیب کی خدمت مین
التماس ہی کہ اگر زبیر وغیرہ کا حضرت زہرا کے گہر مین آنا باوجودیکہ وہ اہلسنت کی نزدیک اعاظم اہل اسلام
اور عشرہ مبشرہ مین سی ہین بے ادبی نہین بلکہ بیدینی ہی قرار پائی تو اب بلحاظ ان روایات کی حضرت
شیخین کے حضرت سیدہ کی پاس گہر مین داخل ہونی کی نسبت باوجود اسکی کہ حضرات شیعہ شیخین کے جناب
مین کونسی برائی اور گستاخی ہی جو نہین کرتے حضرت مجیب منصف مزاج ان روایات کے حق مین کونسا
بیدینی کا مرتبہ ثابت فرماینگے اور کس وجہ بیدین انکو ٹہرا دینگے - اور کچھ ان روایات پر منحصر نہین حضرات شیعہ تو
معاذ اللہ حضرت سیدہ کی مجمع فساق و اہل نفاق و شقاق مین جانے بلکہ انمین سی ہر ایک کی دربدر پہرنے کی
روایت کرتے ہین الفاظ روایت عنقریب ذکر کر آیا ہون دو چار ورق اولٹ کر دیکھہ لیجیئی اور دیکھکر انصاف
سی فرمائیی کہ یہہ روایت جو ازالۃ الخفا سے نقل فرمائی ہی بیدینی ہی یا یہہ روایات جو حضرات شیعہ نے
روایت فرمائی ہین اگر آپنے اس روایت کو بنظر انصاف بیدینی فرمایا ہی تو انشاء اللہ تعالے ان روایات کو
جو آپکی اکابر علماء نے نقل فرمائی ہین بعد ملاحظہ بشرط انصاف و عدم عصبیت و حمیت جاہلیہ بیدینی و جاہلیت کی ساتھہ
تعبیر فرماینگے ہم تو کچھہ عرض نہین کر سکتی آپ اپنی انصاف سی جو چاہین فرمائین اور اگر روایات گذشتہ کا
دیکھنا گران بار خاطر گرامی ہو تو بحمد اللہ تعالے میری تتبع قاصر مین اور بہی روایات ہین بخوف طوالت
صرف استبصار سے جو اسوقت میری سامنی موجود ہی ایک روایت نقل کرتا ہون - باب الصلوٰۃ علی الجنازہ
معہا امراۃ مین روایت ہی علی بن الحسین عن عبد الرحمن بن ابی نجران و سندی بن محمد و محمد
ابن الولید جمیعا عن عاصم بن حمید عن یزید بن خلیفۃ قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام فسألہ
رجل من القمیین فقال یا ابا عبد اللہ تصلے النساء علی الجنازہ قال فقال ابو عبد اللہ ع ان رسول اللہ ص

۵۱ - یزید بن خلیفہ کہتا ہے کہ مین امام ابو عبد اللہ کے پاس تہا کہ اہل قم مین کے ایک شخص نے آپ سی سوال کیا
ای ابو عبد اللہ کیا عورتین بہی جنازہ کی نماز پڑہین امام ابو عبد اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ص نے - ۱۲ -

کانت فیما ھدر دم المغیرۃ بن ابی العاص وحدث حدیثاً طویلا وان زینب بنت النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ توفیت وان فاطمۃ خرجت فی نسائھا فصلت علی اختھا یہہ روایت حضرت سیدہ کو گھر سے
نکلنی پر دلالت کرتی ہی اور واضح ہو کہ یہہ نکلنا دوسری روایات استبصار سے ہی ناجایز قرار پاتا ہی - عنہ
عن العباس بن عامر عن ابی المغرا عن سماعۃ عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ ع قال لیس ینبغی للمراۃ
الشابۃ ان تخرج الی الجنازۃ تصلی علیھا الا ان تکون امراۃ قد دخلت فی السن - علی بن فضال عن
محمد بن علی عن محمد بن یحیی عن غیاث بن ابراھیم عن ابی عبد اللہ ع قال لا صلوۃ علی جنازۃ معھا
امراۃ - علاوہ ازین وہ روایت جو حضرت کلینی نے حضرت بضعۃ المعصوم ام کلثوم کی نسبت فرمائی ہے
کمال دینداری پر مبنی ہی وہ نہایت حیا و دینداری سے اول فرج غصبت منا امام سے اونکی نسبت روایت
فرماتے ہین فی الواقع اہل سنت سے یہہ ہرگز ممکن نہین کہ ادنی مولوی سنی دختر کی نسبت ایسی فحش
اور بازاری باتین کہین چہ جائیکہ سیدہ مطہرہ کے جناب مین حاشا وکلا یہہ حضرات شیعہ ہی کی کمال رشادت
اور نہایت ولاو تمسک ومحبت اہل بیت طاہرین ہے کہ اوسکی آڑ مین جو چاہتی ہین فرماتی ہین نہ خدا سے
ڈرتی ہین نہ رسول سے شرم کرتے ہین خدا کی لئی ذرا انصاف کی آنکھین کھولکر فرمائین کہ کوئی ادنے مجتہد یا
مولوی شیعہ کی بیٹی کی نسبت کوئی شیعہ انکی شاگرد ولنسی یا اونکی دوستون سے ہولیسی کلمات جو آج
آپکی بزرگ اہلبیت کی دشمنون کے جناب مین کہتی ہین کہہ سکتا ہی لا واللہ ثم لا واللہ حضرت سیدہ کا ایسے مجمع
مین تشریف لیجانا روایت کرنے کو رشادت اور ولا و تمسک سے تعبیر کرون یا انکی دربدر پھرنے کو رشادت
اور ولا و تمسک کہون یا آپکی پاس ایسی لوگونکی آنے کو یا حضرات شیعہ کی اس فحش بیانی کو عترت طاہرہ
کی نسبت رشادت اور ولا و تمسک قرار دون ایک ہو تو عرض کرون ع دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا
انا للہ وانا الیہ راجعون - مگر غالباً یہہ دلسوزی محض بغض اہلسنت اس بنا پر ہے کہ حضرت سیدہ سلام اللہ
علیہا اہلبیت مین معدود و محسوب ہون اور حضرت کا داخل اہلبیت ہونا غالباً اسی روز سیاہ کی لئی تسلیم

ف۱ تجسد اونکی جنکا خون مباح کر دیا تھا مغیرۃ بن ابی العاص تھا اور طویل قصہ بیان فرمایا اور کہا کہ زینب حضرت [illegible] کی صاحبزادی
نی وفات پائی اور حضرت فاطمہ عورتونکی ساتھ نکلین اور اپنی بہن کے جنازہ کی نماز پڑھی ۱۲ - ف۲ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ جوان
عورت کو شایستہ نہین کہ نماز جنازہ کی لئی نکلی مگر یہہ کہ سن رسیدہ عورت ہو ۱۲ ف۳ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہی کہ جس جنازہ کی ساتھ عورت ہو اوس پر نماز ہی نہین ۱۲

کیا گیا ہی ورنہ اگر حسب فرمودہ صاحب شافی شارح کافی کلینی وصاحب کنز العرفان دیکھا جاوی جسکی عبارت ہم اوپر نقل کر آئی ہین تو اِس تطویل کے کچھہ حاجت نہین اور ان توجیہات کی کچھہ ضرورت نہین کیونکہ جب حضرت سیدہ کا اہلبیت مین معدود ہونا محتمل ہے بلکہ اگر اہل بیت مین معدود ہین تو مجازاً اور فی الحقیقت اہلبیت مین شامل نہین تو بس قصہ ہی طی ہو چکا آپ کس منہ سے بے ادبی اور بے دینی کا اعتراض فرمائینگی کیونکہ یہہ سب قصے تو اسلیئے بنا رکہا تہا کہ آپ اہلبیت مین شمار کیجاتے تہین سو آپکی صاحب شافی اور صاحب کنز العرفان نے ایک کرشمہ مین سارا عقدہ ہی حل کر دیا واقع مین یہہ کتاب مین اسم با مسمیٰ نکلین **قولہ** اس عبارت سے وہ راستی وصدق نقل روایت جو صاحب تحفہ نے فرمائی ہی کہ حضرت زہرا ہم ازین نشست وبرخاست انہا بکدر وناخوش بود الخ خوب واضح ہی جناب امیر کی نشست وبرخاست سے جناب زہرا معاذ اللہ مکدر وناخوش ہوئی ہونگی۔ **اقول** صاحب تحفہ قدس سرہٗ کی صدق وراستی نقل روایت مثل روز روشن ظاہر وباہر ہی لیکن اسکا کیا علاج کہ آپنے شاید قسم کہا رکھی ہے کہ عبارت کی صحیح مطلب کو ہرگز فہم تک رسائی ندینگے۔ پہر اسپر کیا کچھہ حق الیقین کا ادعا اور انصاف کا کیسا کچھہ زعم ہے لیکن آپ بہی مجبور ہین آپ کیا کرین جیسا کچھہ صاحب نزہہ وتشیید وغیرہ نے غلط صحیح فرما دیا آپنے اعتقاد کر لیا اور اگر ایسا نکرین تو کیا کرین حضرت میر صاحب گستاخی معاف کیجا ازین نشست وبرخاست انہا بکجا نشست وبرخاست جناب امیر اگر زیادہ نہین تو صرف اتنا ہی کسی طالب علم سے دریافت کر لے سمجہہ لیجیی کہ مجموع من حیث المجموع کا حکم افراد من حیث الافراد کی حکم سے مباین اور مغائر ہوا کرتا ہے اسکی صدہا مثالین عالم مین موجود ہین اگر ایک پتہر کو ہزار آدمی اوٹہا سکتے ہین تو ہر ایک ہرگز نہین اوٹہا سکتا اور اگر ایک رسی بہت سی تاگون سے بنی ہوئی سے ہاتہی کو باندہ سکتی ہین۔ تو ایک بال سے ہاتہی نہین بندہ سکتا۔ علاوہ ازین جو حکم کسی قید خاص کے ساتہہ مقید ہو اسکو محض اپنی غلط خیال سے مطلق سمجہہ کر معترضانہ مخالف کے مقابل ہونا کسقدر خلاف عقل اور ناانصافی ہے یہہ حضرات یہہ خیال نہین فرماتے کہ وہ قید جسکی ساتہہ یہہ حکم مقید ہو رہا ہے۔ وہ علت مدار حکم ہے گویا فی الحقیقت حکم اوس حیثیت پر جو بمنزلہ وصف کے ہے دائر اور مدار ہو رہا ہی لیکن

چونکہ عموماً حیثیات واوصاف توابع ہوتی ہین اور بدون وجود موصوفات کی وجود خارجی ہی معرا ہوتی ہین اسلیئی موصوفات کا ذکر ضروری ہوتا ہی لیکن اوس سی یہہ سمجہنا کہ ذوات موصوفات کے مطلقاً محکوم علیہا ہی طلبہ ایسا نو جی خوان انہی بہی بعید ہی پس اس اعتراض سی حضرت مجیب لبیب اور اونکی ادن بزرگوارونکی جنہون نے تحفہ پر اس قسم کے اعتراضات کیی ہین کمال عقل وفہم اور انصاف وتحقیق حق واضح ہوتے ہی معہذا حضرت مجیب کا ناخوشی تک درحضرت زہرا سی جناب امیر کے ساتہہ اسقدر استنکاف محض اپنی اکابر کے تصریحات کے ناواقفیت یا تجاہل کے وجہہ سی ہے ورنہ حسب تصریح علمائ ساطین قوم حضرت معصومہ کا جناب امیر کو (دروغ بر گردن راوی) جنین پردہ نشین تا طبع بجاست سی تشبیہ فرمانا اور خائنین در خانہ گریختہ کے مثل فرمانا کونسی خوشدلی پر اور صفائی طبیع پر مبنی ہی اور خاص اس معاملہ مین قرائن صاف طور پر دال ہین کہ جناب سیدہ اس نشست وبرخاست سی مکدر یا ناخوش تہین - قرینہ اول یہہ ہی کہ بعد تہدید حضرت عمرؓ کے حضرت سیدہ نے مہاجرین وانصار مین سے کسیکی دروازہ پر جاکر شکایت نہین فرمائی کہ لوگو عمر میرا گہر جلانا چاہتا ہے تعجب ہی کہ چند درخت خرما کی بہی تو (معاذ اللہ دروغ برگردن راوی) یون مجمع مہاجرین والانصار مین فریاد وفغان فرماوین اور اتنے بڑی امر کو سنکر اسطرح خاموش ہوکر بیٹہہ رہین دوسرے عمرؓ سے سنکر آپنے اونکو بطور اتمام حجت کی بہی کچہہ جواب نہ دیا جس سی معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہہ ہی منشا تہا تیسرے یہہ کہ حضرت امیر وغیرہ کو یہہ ہی صلاح دی کہ جاؤ اپنی رائی آپ سوچو اور میری پاس نہ آؤ صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہہ ہی مدعا تہا جو عمر رضی اللہ عنہ کی دہمکی کے پردہ مین ظاہر فرمایا اور بوجہ کمال اخلاق کی آپ اوسکو بے پردہ نہین فرماتے تہین پس حضرت مجیب خوب غور وتامل کے ساتہہ بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین اگرچہ انصاف کی امید تو نہین **قولہ** اس تناقض سے جو صاحب تحفہ کی عبارت مین واقع ہی بخوف طوالت اغماض کرکے حضرت مجیب نے اقوال آتیہ کا جواب لکہتی ہین **اقول** یہانتک مجیب لبیب نے جسقدر اعتراضات فرمائے اور اغماض نہین کیا اوس مین حضرت کا مرتبہ علم وانصاف وتحقیق حق واضح ہوچکا اگر یہان بہی کچہہ فرماتی تو بخوبی آپکی ادب سیا تہا کہ ایک

وجہہ غلطی کا اور رنگ جاتا لیکن معلوم ہوتا ہی کہ اپنی دین کچھہ سمجھکر ہی چپکی ہو رہی ہم تنی ہی انصاف کو شکر گذار ہین گو تناقض کا ہونا اور بوجہ طوالت اغماض کرنا تہہ دلبیان فرماتے ہین **قال الفاضل المجیب** (قولہ) چنانچہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سے پُر اور اقوال عترت بیشمار اونکی مدائح مین وارد ہین۔ (اقول) کیون حضرت شروع مین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو الخ لکھنا اور بعد مین فقط لفظ صحابہ لکھکر کتاب اللہ سے اونکی فضائل کا مدعی ہونا اسکو کیا کہتے ہین ہم تو بپاس ادب کچھہ نہین کہہ سکتے مگر آپ منصف ہین آپ ہی ارشاد فرمائین۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** سبحان اللہ ہماری مجیب لبیب عبارت کو دیکھتی ہین نہ مطلب سمجھتے ہین اور اعتراض فرمادیتے ہین۔ اے حضرت بندہ کی عبارت کو تو دیکھیے کہ کیا عرض کیا گیا ہی پھر اعتراض فرمائیے اب مین اپنی عبارت نقل کرتا ہون اہل انصاف ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ اوسپر اعتراض ہماری مجیب کا بجا ہی یا بیجا (لیکن منتہی معظم اختلاف کا یہہ ہی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اہلسنت تمام امت سے باعتبار مرتبہ اعلی و افضل اور ایمان مین اثبت و اکمل اعتقاد کرتے ہین چنانچہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سے پُر ہی اور اقوال عترت بیشمار اونکی مدائح مین وارد ہین) یہہ عبارت ہی جسپر حضرت مجیب معترض ہین اور ناز کرکے فرماتے ہین کہ ہم بپاس ادب کچھہ نہین کہہ سکتے۔ حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ شروع مین خلفاء ثلثہ رضا کو لکھنا اگر اس سے مراد یہہ ہی کہ صرف خلفاء ثلثہ رضا کو لکھا اور عموماً صحابہ کا ذکر نہین کیا تو محض غلط ہی شروع مین عموماً صحابہ کی فضلیت کو ذکر کیا گیا ہی اور بعد اوسکی ثانیاً بطور تخصیص بعد تعمیم خلفاء ثلثہ کو بوجہ غایت اہتمام کے ذکر کیا گیا ہے اور اگر حصر مراد نہین ہی تو صحیح ہی لیکن مفید نہین بلکہ اعتراض مہمل ہے اور اگر لفظ کرام سے آپ متردد و مشکک ہین تو کیا آپ باایہمہ مناظرہ دانی اتنا بھی نہین جانتے کہ اہلسنت کا مذہب جمیع صحابہ کے نسبت کیا ہی علاوہ اسکی اگر بالفرض شروع مین صحابہ کرام کا ذکر نہوتا اور صرف خلفاء ثلثہ رضا کا ہی ذکر ہوتا اور بعد اوسکے لفظ صحابہ لکھکر کتاب اللہ سے اونکی فضائل کا دعوی کیا جاتا تاہم کچھہ حرج نہین تہا اور نہ حسب اصول اہلسنت کوئی اعتراض تہا کیونکہ جو فضائل بحیثیت صحابیت اور بہا جریت اور

انصارت وغیرہ کی بیان کی گئی خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم اوسمین فرد کامل ہین تو اونکی فضائل اوس مین
بالاولی ثابت ہونگی مثلاً جناب امیر کا ذکر کرکے اگر فضائل اہل بیت کا دعوی کیا جاوی تو کیا
یہہ خیال ہو سکتا ہی کہ حضرت امیر کے فضیلت اس سے ثابت نہو گی حاشا وکلا بلکہ بالاولی آپکے
فضائل ثابت ہونگی۔ ہم سے آپ کیا دریافت فرماتے ہین کسی اہل انصاف سے پوچھہ لیجیے
آپ کو بتا دیگا کہ آپ کا اعتراض محض بے سمجھی اور نا انصافی کی وجہ سے ہے **قولہ** پہلی عرض
ہو چکا ہی کہ صحابہ کرام کے فضیلت سے انکار نہین مطلق صحابہ کی فضیلت مین گفتگو ہی جیسا کہ
قرآن شریف سے فضائل ثابت ہین ایسی ہی ذمائم و رزائل بھی ثابت ہین چنانچہ بطور نمونہ ایک آیت
لکھی گئی ۔ **۲ قولہ** ہمین یہہ ہی عرض کیا جا چکا ہی کہ حسب نصوص اکابر قوم صحابہ کرام کا
وجود عنقا صفت محض فرضی اور ادعائی ہے پس آپکا یہہ فرمانا صرف بوجہ اغماض تصریحات اپنی
علماء کی ہی اور اگر آپ مدعی ہین تو بسم اللہ ہمین میدان ہین چوگان ہین گو ۔ تشریف لائیے اور اپنی
اصول پر جن صحابہ کو کرام سمجھتے ہین کتاب اللہ سے اونکا کرام ہونا ثابت فرمائیے۔ جبکہ صحابہ کی قرآن
شریف سے فضائل بھی ثابت ہین اور رزائل بھی ثابت ہین تو کیا خداوند تعالے کو معاذ اللہ سہو واقع
ہوا تھا یا بداء واقع ہوا جو اس اختلاف فاحش کا سبب ہوا یا یہہ کہ فضائل عثمان جامع القران نے
اضافہ کر دیئی اور اگر یہہ غرض ہی کہ بعض کے فضائل اور بعض آخر کی ذمائم اور رزائل مذکور ہین تو برائی خدا
ذرا تعیین تو کیجیی اور اپنی مقبولین کو غیر مقبولین سے تمیز تو دیجیی حق یہہ ہی کہ قرآن شریف
مین حق تعالی شانہ نے عموماً صحابہ کرام کے مدارج دنیوی و اخروی بیان فرمائی اور نہ خداوند
تعالی ہو لا نہ اوسکو بداء واقع ہوا اور نہ کسینی قرآن مین کمی بیشی کی اور خداوند تعالی نے اونکی معاصی کے
مغفرت کا وعدہ فرمایا جو اونکی گناہ ہین وہ معفو اور جسقدر معاصی ہین وہ مغفور ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور جو آیت بطور نمونہ لکھی تہی اوسکی نسبت بھی ظاہر کر دیا
گیا کہ جس دعوی کے ثبوت مین یہہ نمونہ پیش کیا تہا نے بحقیقت اوسکی ہی نمونہ نہین بلکہ حضرت کی علم
و فہم اور انصاف و تحقیق حق کا ایک عمدہ نمونہ ہی **قولہ** ثالث خلفاء ثلثہ کی شان مین

اقول جیساکہ آپ خصوصیت کی ساتھہ انکی فضلیت کے مدعی و معتقد ہین ایک ہی آیت لکھیی
اسمین بھی محب لبیب ہی کو انشاء اللہ تعالے زیادہ دقت پیش آئیگی ۔ حضرت بہی تو خصوصیت
کی ساتھہ جناب امیر کی فضلیت کی مدعی و معتقد ہین بلکہ رسل الوالعزم سے بہی افضل سمجھتے ہین
چنانچہ سابقاً ثابت کرچکا ہون تو آپ اسکی ثبوت کے لیئے ایک ہی آیت تحریر فرما دیجیئے
اور اگر آپ ہم سے اول اسکی طالب ہین تو لیجیئے ہم ہی گذارش کرتے ہین لیکن یاد رہی کہ اسیطرح
اپنی دعوی کا بہی ثبوت موافق اپنے اصول کے دینا ہوگا ۔ اب سنیئے کہ سورہ نور مین خداوند تعالی شانہ
فرماتا ہی ۔ ولا یاتل[۱] اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمہاجرین
فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ؕ[۲] باتفاق اہلسنت
و شیعہ یہہ آیت شریفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شان مین نازل ہوئی کہ آپنے قصہ افک مین مسطح
بن اثاثہ پر بوجہ اسکی کہ اوس سے بہی اپنی کچہہ شرکت و گفتگو پائی گئی تہی انفاق ترک فرما دیا تہا
یہہ آیت نصاً ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضلیت کو ثابت کرتی ہی ۔ دوسرے سورہ واللیل مین حق تعالے
نے ارشاد فرمایا ۔ وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی[۳] یہہ آیت بہی حضرت ابوبکر رض کے شان مین
نازل ہوئی تفسیر مجمع البیان مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی لکہا ہی ۔ وعن[۴] ابن الزبیر
قال ان الایة نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر بن فہیرة وغیرہما
فاعتقہم والاولی ان یکون الایات محمولة علی عمومہا فی کل من یعطی حق اللہ من مالہ
وکل من یمنع حقہ سبحانہ اور دوسری جگہ ارشاد ہے ان اکرمکم[۵] عند اللہ اتقاکم تو جب ابوبکر اتقی ہوئی تو عند اللہ
اکرم و افضل بہی ہوئے ہونگی تیسری[۶] والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون[۷] تفسیر مجمع البیان مین ہے
قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر ۔ ظاہر ہی کہ اسجگہ حضرت ابوبکر رض کے

---

[۱] اور قسم نہ کہاوین بزرگی والی تم مین اور کشایش والی اسپر کہ دیوین ناطے والونکو اور محتاجون کو اور وطن چہوڑنے والونکو اللہ کے راہ مین اور چاہی معاف کرین اور درگذرین کیا تم نہین چاہتی کہ اللہ تمکو معاف کری اور اللہ بخشنے والا ہی مہربان ۱۲ [۳] اور بچا دیگی اوس سے بڑے پرہیزگار کو جو دیتا ہے اپنا مال پاک کرنے کو ۱۲ [۴] ابن الزبیر سے مروی ہی کہ یہہ آیت ابوبکر کے شان مین نازل ہوئی کیونکہ اونہونے وہ غلام جو مسلمان ہوگئی تہی مثل بلال اور عامر بن فہیرہ کی خرید کر آزاد کئی اور اولے یہہ ہی کہ آیات اپنی عموم پر ہر ایک اوس شخص کے حق مین جو خدا کے راہ مین اپنا مال خرچ کرتا ہی اور جو خدا کے حق کو ادا نہین کرتا محمول ہے ۱۲ [۵] بیشک خدا کی نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہی جو تم مین زیادہ پرہیزگار ہے [۶] جو سچ لایا اور جسنے اسکی تصدیق کی وہی پرہیزگار ہین ۱۲ [۷] کہتے ہین جو سچ لیکر آیا رسول ہین اور جسنے تصدیق کی ابوبکر ہین ۱۲

تخصیص کے بجز اسکی اور کوئی وجہ نہین کہ آپ اس باب مین فرد کامل تھے اسے سبب سے آپکا لقب
صدیق قرار پایا جسکو حضرات ائمہ نے بھی بیان فرمایا - علاوہ اسکی آیت اشداء علی الکفار - خاص
خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی صفت ہے اور اسکا مصداق جنگ بدر کی قصہ مین درباب اسیران بدر حضرات
شیعہ نے بھی تسلیم فرما لیا ہے علاوہ ان سب کے آیت استخلاف واضح طور پر خلفا رضی اللہ عنہم کے
فضیلت کو ثابت کر رہی ہے علاوہ انکے اور بہت سی آیتین پیشتر گذارش کر چکا ہون برائے
خدا انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین قرآن کے تحریف کے درپے نہون آئندہ آپکو اختیار ہے

قولہ اقوال عترت جو بیشمار تحریر فرماتے ہین معلوم نہین کہ اس سے آپکی کیا مراد ہے اگر مقبولہ خود
مراد ہے تو وہ خصم پر حجت نہین - **اقول** اگر اقوال عترت مقبولہ خود مراد ہون تاہم مطلقاً
یہہ فرمانا کہ خصم پر حجت نہین آپکی اپنے بزرگون کے اقوال کی ناواقفیت کی دلیل ہے بیشک عدم
حجت اسوقت ہے جبکہ غیر مسلمہ خصم ہون اور جبکہ خصم انکو تسلیم کرتے ہون تو اگرچہ مقبولہ خود ہون
خصم پر حجت ہونگی اب سنیی علامہ عبد الرزاق لاہجی اپنے گوہر مراد مین صحت روایات اہل سنت کی
تصریح فرمائی ہے وہ تحریر فرماتے ہین کہ اہل انصاف در فرقہ سنیان محدثین ایشا نند کہ ہرچہ از پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ باہشان رسید بے کم وکاست روایت می نمایند انتہی ملخصاً عن الازعام - پس جبکہ خصم نے
صحت روایات خصم تسلیم کر لیا تو کیا وجہ کہ اوسپر حجت نہون - **قولہ** اور اگر متفق علیہ دو فریق
تو سب سے پہان ہین اسکے بعد آپکی علماء ہماری کتابون سے بزعم خود کل دو قول نقل کئے ہین جیسا کہ
آیات بینات والے اپنی رسالہ مین لکھتے ہین ہر ایک کا جواب اپنی محل پر دیا گیا ہے پس آپکا انکو
اقوال بیشمار لکھنا مبالغہ شاعرانہ ہے - **اقول** حضرت میر صاحب آپ آنکھین کھولکر دیکھیے کہ بحول
اللہ تعالے علماء اہل سنت نے کیا کچھہ کیا باوجودیکہ آپکی علماء نے اپنی تمام عمر اخفاء محامد وفضائل
صحابہ اور بیان مثالب ومطاعن مین صرف کر دی تو ایسی حالت مین ایسی ایک قول کا ملنا جو صحابہ کے
فضائل پر دلالت کرے عجائبات قدرت الٰہی سے ہے جیسا خوارج کی کتابون مین فضائل ومحامد
حضرت امیر رضہ کا پایا جانا نہایت مستبعد اور کرامت جناب امیر سے ہے چہ جائیکہ حسب اعتراف سامی نو

صحت روایات اہلسنت مسلم خصم ہے از قول لاہجی

قول ہا کی جاوین ائمہ کا ایک حکم ہی واجب التسلیم ہی اور جب نوبت بہ ایک حکم فرماوین توافسوس
کہ علمائے شیعہ اوسمین انکی تکذیب فرماوین اور ان اقوال کی تحریف کرین باانہمہ یہہ تعداد حسب
اعتراف مجیب لبیب ہی ورنہ فی الحقیقت اقوال بیشمار شیعہ کی کتب سے نکل سکتی ہین چنانچہ اس عاجز نے
ابحاث سابقہ مین ایک موقع پر (۲۳) اقوال نقل کیے جو صحابہ کی فضائل پر عموماً یا خصوصاً دلالت کرتے ہین
حالانکہ کتب موجودہ کا بھی پوری طرح سے بوجہ قلت فراغ تتبع نہین ہوسکا اگر سامان کتب کافی
موجود ہو اور فراغت ہو اور حسب طریقہ علمائے شیعہ انجمن کے طور پر اس کام کو اہلسنت ہی کرین۔ تو
اوسوقت حضرت مجیب کو معلوم ہو۔ اسوقت ایک حدیث طویل کافی کے ذہن مین ہی لیکن خوف
تطویل اجازت نہین دیتی لیکن مختصراً حوالہ دیتا ہون کہ فروع کافی کے باب من یجب علیہ الجہاد[1] ومن
لا یجب مین علی بن ابراہیم عن ابیہ عن بکیر بن صالح عن القاسم بن یزید عن ابی عمر الزبیری
عن ابی عبد اللہ قال قلت اخبرنی عن الدعاء الی اللہ والجہاد فی سبیلہ ہو لقوم لا یحل الا لہم الخ
روایت ہی اوسکو ملاحظہ فرمایئے اور غور کیجیے کہ کسطرح خلفاء ثلثہ رض کے استحقاق امامت کو ثابت کرتی ہے
اور مہاجرین کی رفاقت کو حضرت صلعم کے ساتھہ واضح کرتے ہی اور یہہ کہ ان حضرات نے باجازت
خداوند تعالی کسری و قیصر پر جہاد کیا اور کفار پر شدید اور مسلمانون پر رحیم تھے اور یہانتک خلوص دل سے
عبادت خداوند تعالے کی کہ حق تعالے نے ان کی تعریف توریت و انجیل مین ہی نازل فرمائی۔ غرض
اس حدیث سے صلاح حال و مآل خلفاء رضی اللہ عنہم ثابت ہوئی چنانچہ مفصل یہہ روایت عنقریب
ثبوت خلافت مین ہم بیان کرین گے اور علی ہذا القیاس روایت غوالی اللآلی ابن جمہور و دیگر مفسرین امامیہ کے
اسیران بدر کے معاملہ مین جب حضرت صلعم نے مشورہ فرمایا تو ابوبکر صدیق رض نے اخذ فدیہ کا مشورہ دیا اور عمر فاروق رض
نے قتل کی رائے دی تو آپنے فرمایا مثلک[2] یا ابابکر مثل ابراہیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی

---

[1] یہہ تمام روایت اور اسکا ترجمہ بحث اثبات خلافت مین مذکور ہی۔ [2] ای ابوبکر میری کہاوت ابراہیم کے ہی کہ اونہی کہا
جسنے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہی اور جسنے میری نافرمانی کی تو تو بخشش والا مہربان ہی اور ای عمر تیری
مثل نوح کی ہی جبکہ اونہی کہا ای پروردگار نہ چھوڑ زمین پر کوئی کافر بسنے والا۔ ۱۲

فانك غفور رحيم ومثلك يا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر على الارض من

الكافرين ديارا اسجگہ عبارت فخر رازی امامیہ کی منتہی الکلام سے نقل کرتا ہون - روایت است کہ در روز بدر هفتاد تن اسیر گرفته بودند از آن جمله عباس وعقیل بودند حضرت رسالت صلی اللہ در باب ایشان با صحاب مشورہ فرمود ابوبکر گفت کہ اکثر اصلاح این قوم اقارب و عشائر تواند اگر هر یک بقدر طاقت و استطاعت فدای بدهند باشد کہ روزی بدولت هدایت برسند و حالا عدد مسلمانان زیاده شود عمر گفت یا رسول اللہ ایشان تکذیب کردند ترا و بیرون کردند اینها ائمہ کفر اند همه را بفرما تا گردن زنند و هر یکی از ایشان قدارا عقیل بعلی بسپار و عباس را بحمزه و فلان را بمن تا گردن زنیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ حق سبحانہ وتعالے دلهای مردم را آگاه است کہ نرم میسازد بمرتبہ کہ نرم تر از شیر است و دیگر دلها میباشد کہ سخت تر از سنگ مثل تو ای ابابکر همان مثل ابراہیم علیہ السلام است کہ گفت فمن تبعنی فانہ منی و من عصانی فانک غفور رحیم ومثل تو ای عمر همچو مثل نوح است وقتیکہ گفت رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا و این دو حالت کہ نرمی و سختی است کہ از انبیاء صادر میشود بحسب مقام و مقتضاء وقت خوب است چه بعضی از کفار هستند کہ بسیار شدید اند در کفر و ایمان از ایشان متوقع نیست و نه از اعقاب ایشان اینجا استیصال مناسب است و دل سختی و اگر بخلاف است نرمی و خوشخوئی بعد از این حضرت فرمود اصحاب را اگر خواهید بکشید و اگر خواهید دیت بستانید ایشان دیت را اختیار کردند - پس جناب مجیب کا لفظ بیشمار کو مبالغہ شاعرانہ سمجھنا محض بوجہ ناواقفیت اپنی کتب کی ہی وبس **قولہ** بعض خلفاء ثلثہ کے شائمین ان قوموں سے بھی بعض ہین - **اقول** حضرت مجیب بیدادن اقوال کو جو عموماً مناقب صحابہ کرام مین وارد ہوئی ہین بوجہ کمال دین و دیانت و علم و فراست خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی شائمین نہین سمجھتے کہ لفظ بعض اطلاق فرماتے ہین حالانکہ یہہ غلط ہی کیونکہ جو قول عموماً صحابہ کی منقبت پر دلالت کریگا خلفاء ثلثہ رضوان اللہ بالاولی اوسمین شامل اور اوسکی مصداق ہونگی - **قال الفاضل المجیب** - قولہ - اور شیعہ اونکو خلاف ثقلین بد تر از کفار و منافقین جانتی ہین (نعوذ باللہ من ذلک) **اقول** - اپکی اس قول سے معلوم ہوتا ہی کہ معاذ اللہ

شیعہ صحابہ کرام کو ایسا جانتے ہین - یہہ محض افترا ہی حاشا وکلا کہ شیعہ کا یہہ اعتقاد ہو **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** جناب مجیب کے اس جرأت کو آفرین اور اس ہمت پر شاباش نہ اپنی کتابین دیکھین نہ اپنے علماء کی شہادتین سنین بیچارے صحابہ کس گنتی مین ہین آپکے بزرگوارون نے تو انبیاء و ائمہ کو بھی کفر و خیانت سے نچھوڑا اور صحابہ مین سے تو فسق و کفر و نفاق و ارتداد سے شاید ہی کوئی بچا ہو تو شاید کرام کی تسلیم علے سبیل الفرض ہوگی پس اسکو اہلسنت کا افترا کہنا طرفہ تماشا ہی - یہہ وصف تو گستاخی معاف جناب کی ہی اکابر مین پایا جاتا ہے کہ ائمہ پہ افترا کرتے تھے بہتان باندھتے تھے جھوٹی روائتین بنا کر انکی طرف سے شائع کرتے تھے اور حضرت کی کتابون مین یہہ بھی موجود ہی - الشیعۃ کانوا یکذبون علے الائمۃ وھم قد نادوا منھم علے ما ذکرہ الکلینی فی الکافی عن ذوالفقار بالیقین ہم اگر شیعہ کا یہہ اعتقاد نہین ہی اور صحابہ کرام کو کرام جانتے ہین اور اپنے بزرگوارون کے جنھون نے کرام ہونے سے صحابہ کو خارج کیا ہی تکذیب کرتے ہین تو مرحبا بالوفاق وحبذا الاتفاق - **قولہ** ہان جنکا نفاق انکے نزدیک ثابت ہی اور روایات اہل سنت بھی اسکی مساعدت کرتے ہین انکو بھی بیا سمجھتے ہین کہ کل کے ایسے گول مول بات لکھنے اور سبکو خلط ملط کرنا انصاف سے بعید ہی **اقول** وہ منافقین کہ جنکا نفاق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت ہی اہلسنت کے نزدیک ہرگز عداد صحابہ مین معدود نہین اہلسنت کے نزدیک صحابیت کے واسطے ایمان خاتمہ تک ہونا شرط ہی حاشا وکلا کہ اہلسنت کی روایتین نفاق صحابہ کی مساعدت کرتی ہون لیکن ہان حضرات شیعہ کے روایات صحابہ کرام کے ارتداد و نفاق کو صاف صاف بیان کرتے ہین پس حقیقت مین خلط ملط آپکے بزرگان دین نے اپنی روایات مین فرمار کہا ہی نہ ہمنے - **قولہ** یہہ کب ممکن ہی کہ شیعہ خلاف ثقلین کے مثل حضرات اہلسنت کے اسی امر مین تو مخالفت در جھگڑہ ہی **اقول** حضرت میر صاحب یہہ محض آپکا اور آپکے بزرگون کا زبانی دعوی ہے تشیع کو اور اتباع ثقلین کو کیا علاقہ شیعیت تو اتباع ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم اور میثمی اور زرارہ اور سالم بن ابی حفصہ اور ابو الجارود اور ابو بصیر

لہ شیعہ ائمہ پر جھوٹی باتین تھوپتے تھے - اور امام شیعون سے اذیت پاتے تھے -

وغیرہ کے دین کا اتباع ہی آپ جدلیات کو چھوڑیں اور اپنی کتابوں سے اس امر کی تحقیق فرمائیں اگر انصاف سے دیکھیں گا تو معلوم کیجئیگا کہ یہہ طریقہ انہی حضرات کا اور ان کے بزرگوں کا ایجاد و اختراع ہی کہ ہمیشہ تراش تراش کر اور بنا بنا کر ائمہ رضی اللہ عنہم کی طرف نسبت کرتے تھے اور ائمہ انکی تکذیب فرماتے تھے کسی پر لعنت فرماتے تھے کسیکو شر من الیہود والنصاریٰ فرماتے تھے پس جو طریقہ ایسے بزرگواروں کے توسط سے لیا جائیگا وہ ہرگز ثقلین کے مطابق نہیں ہوگا تعجب یہہ ہی کہ شیعہ نے ان حضرات کی درایات و روایات کو مطاعن صحابہ و عقیدہ امامت میں تو پیشوا قرار دے رکھا ہی کیا وجہ ہی کہ الٰہیات میں انکی روایات و درایات کو قبول نکیا چونکہ ان حضرات کا کسیقدر حال معہ روایات سابق میں ہی بیان کرچکا ہوں اسلیئے اس موقع پر اسی قدر قلیل پر اکتفا کرکہ حضرات شیعہ نے جو خلاف ثقلین اپنی اصول و فروع میں کیا ہی اوسکو نقل کرتا ہوں۔ (۱) وجوب معرفت خدا تعالیٰ عقلاً ہی حالانکہ یہہ ثقلین کے مخالف ہی کتاب اللہ۔ ان الحکم الا للہ[۱] لا الہ الا الحکم. یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید عترت۔ روی الکلینی عن ابی عبد اللہ[۲] انہ قال لیس للہ علی خلقہ ان یعرفوہ وللخلق علی اللہ ان یعرفهم (۲) اکابر شیعہ مثل زرارۃ بن اعین اور بکیر بن اعین اور سلیمان بن جعفری اور محمد بن مسلم کا عقیدہ ہی کہ خدا تعالیٰ ازل میں نہ عالم تھا نہ سمیع نہ بصیر اور یہہ صریح مخالف ثقلین ہے (۳) اتباع صاحب الطاق اور بعض اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بعض اشیاء کو قبل وجود نہیں جانتا چنانچہ شیخ مقداد صاحب کنز العرفان اسکا قائل ہی کہ جزئیات سے قبل وجود خدا تعالیٰ جاہل ہے اور یہہ بالکل خلاف ثقلین ہے (۴) ابو جعفر طوسی و شریف مرتضیٰ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عین مقدور بندہ پر قادر نہیں یہہ کسطرح موافق ثقلین ہے (۵) شیعہ اعتقاد کرتے ہیں کہ کلام اللہ میں صحابہ نے تحریف کی اور یہہ عقیدہ بالکل مخالف کتاب اللہ و عترت کی ہی (۶) کہتے ہیں کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو بداء واقع ہوتا ہی اور یہہ صریح مخالف ثقلین ہی (۷) اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ غیر شیعہ کے ضلالت اور گمراہی پر راضی ہی اور یہہ مخالف ثقلین ہی (۸) اعتقاد رکھتے ہیں کہ

حضرات شیعہ جو اصول و فروع میں خلاف ثقلین کرتے ہیں

---

[۱] نہیں ہی حکم مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ خبردار اسیکی ہی حکم ہی۔ جو چاہتا ہی کرتا ہی۔ اور جو قصد کرتا ہی حکم کرتا ہی۔ [۲] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہی وہ فرماتے ہیں کہ خدا کو بہی مخلوق پر لازم نہیں ہی کہ وہ اوسکو پہچانے اور مخلوق کے لیے خدا پر واجب ہی کہ وہ انکو پہچنوائے۔ ۱۲۔

(۹) عقائد خداتعالی پر واجب ہین بہت سی چیزین خداتعالی محکوم عقل کا ہی اور بحکم عقل
رکہتی ہین کہ نبدی بلکہ تمام طیور و بہائم وحیوانات اپنی اپنی افعال کے خالق ہین اور خداتعالے کو انکی
افعال مین کچہہ دخل نہین اور یہہ عقیدہ مخالف ثقلین کے ہی (۱۰) اعتقاد رکہتی ہین کہ ائمہ تمام
انبیا اور رسل سے عند اللہ افضل ہین مگر رسول اللہ صلی اللہ سے اور یہہ عقیدہ ثقلین کے مخالف ہی۔
(۱۱) اعتقاد رکھتی ہین کہ انبیا اور ملائکہ کی پیدائیش بطفیل حضرت علی کے ہی اگر حق تعالے حضرت
علی کو پیدا نکرتا تو انبیا اور ملائکہ اور جنت کو پیدا نکرتا اور یہہ مخالف عقل و نقل ہے (۱۲) اعتقاد
رکہتی ہین کہ خداتعالے نے انبیا سے اور ملائکہ سے ائمہ کی ولایت اور انکی اطاعت کا میثاق لیا۔
(۱۳) اعتقاد رکھتی ہین کہ انبیا ائمہ کے انوار سے اقتباس کرتے تہی (۱۴) اعتقاد کہتی ہین
کہ قیامت مین تمام انبیا حضرت علی کے محتاج ہونگی۔ (۱۵) اکابر امامیہ انبیا سے صدور کفر و
ثبوت کبیرہ روایت کرتے ہین۔ (۱۶) کہتے ہین کہ جبکہ خداوند تعالے نے انبیا سی میثاق
لیا تو حضرت آدمؑ نے انکار کردیا (۱۷) کہتی ہین کہ بعض رسل نے رسالت سی عذر کیا اور استعفا دیا۔
(۱۸) کہتی ہین کہ بعض مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی وجہ سی وحی کو رد کیا اور تبلیغ
احکام سے تقاعد کیا (۱۹) اعتقاد کہتی ہین کہ ائمہ اور انکی اعدا قبل قیامت زندہ کیی جاینگی جسکو
رجعت سی تعبیر کرتے ہین۔ (۲۰) اعتقاد کہتی ہین کہ امامیہ مین سے کسیکو معصیت صغیرہ و کبیرہ
پر عذاب نہوگا (۲۱) مذی اور ودی اور آب استنجا کو پاک قرار دیتی ہین (۲۲) شراب کو ابن عقیل
وغیرہ نے طہارت کا حکم دیا ہی (۲۳) کہتی ہین کہ اگر حسین عورت کو حالت نماز مین بغل مین لیوی
یہانتک کہ نخیر ش و انتشار ہو اور سر ذکر کو محاذی سوراخ عورت کے کری اور مذی بہی بہکر گہٹنون
تک پہونچی تاہم نماز جائیز ہے (۲۴) بعضی فرماتے ہین کہ نماز مین اکل و شرب مفسد نہین (۲۵)
کہتی ہین کہ بعض سورتین پڑہنی سی نماز فاسد ہوجاتی ہی۔ (۲۶) پانی مین غوطہ لگانی کو مفسد
صوم فرماتے ہین (۲۷) کہتی ہین کہ اغلام سے روزہ فاسد نہین ہوتا (۲۸) لونڈیون کے
فروج کو عاریۃ دینا جائیز فرماتے ہین (۲۹) عورت منکوحہ اور مملوکہ اور مانگی ہوئی اور وقف

کی ہوئی اور امانت رکھی ہوئی اور متعہ کے ساتھ لواطت کو جائز فرماتی ہین (۲۷) متعہ دوریہ کو جائز قرار دیتی ہین اور اسکی صورت یہہ ہی بہت سی مرد ایک عورت کو ساتھ متعہ کرین اور دور و نوبت مقرر کرلین کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی نوبت مین جماع کری علی ہذا القیاس بہت سی ابواب فقہ کی مسائل کثیرہ ہین مشتی نمونہ از خروار و قطرہ نمونہ از بحار بہ نہایت تلخیص و اختصار کے ساتھہ صواقع و تحفہ وغیرہ سے نقل کر دی جناب مجیب غور فرماوین اور سوچین کہ ثقلین کا اتباع اسیکا نام ہے باقی رہا نفس کلام اللہ کے ساتھہ جو سلوک کیا جاتا ہی وہ آئندہ کتاب اللہ کی بحث مین ذکر کیا جائیگا۔ جناب مجیب اگر زیادہ تفصیل چاہینگی تو ہم تفصیل کے واسطے بھی حاضر ہین بعد اسکی اب یہہ امر واضح ہو گیا کہ جو جملہ مجیب لبیب نے تحریر فرمایا (اہلسنت سی اسی امر مین تو مخالفت و جھگڑہ ہی) نہایت صحیح ہی

قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ لیکن حضرات شیعہ کی جہانتک دسترس ہی ابطال فضائل اور اظہار مطاعن مین بجد و جہد ساعی ہین۔ **اقول**۔ بے شک جنکی فضائل کتاب اللہ و اقوال عترت سی ہرگز ثابت نہین اور اہلسنت خواہ مخواہ فضائل انکی ذمہ لگاتی ہین اور وہ مطاعن جو وحشت از بام افتادہ ہین کہ چھپائے سی نہین چھپ سکتی چھپانا چاہتی ہین ان فضائل کے باطل اور ان مطاعن کے اظہار مین کوشش کرتے ہین تاکہ امر حق ظاہر ہو۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** بحول اللہ وقوتہ گذشتہ ابحاث مین مناقب و محامد صحابہ کرام کا اثبات کتاب اللہ سے بھی اور اقوال ائمہ سی بھی مختصراً کیا گیا اب ہم دیکھتی ہین کہ مجیب لبیب تسلیم فرماتے ہین یا برخلاف تحریر خود فضائل ثابتہ کو باطل فرماتے ہین بڑے مطاعن جناب مجیب نے دو ذکر فرمائی تھے انقضاض عن صلوۃ الجمعہ اور تخلف عن بیعۃ الصدیق سو بحمد اللہ انکا بھی قلع و استیصال واجبی کیا جا چکا ہی پس حضرات شیعہ برخلاف شہادات کتاب اللہ و ارشادات ائمہ فضائل صحابہ کی ماہتاب کو مشتہائی خاک سی چھپانا چاہتی ہین اور انکی انوار اپنی مونہون سے بجھانا چاہتی ہین اور زبردستی اپنی تراشی ہوئی ذمائم کے نجاسات سی انکی دامہائی مطہرہ کو ملوث کرنا چاہتی ہین اور جن صحابہ کو کرام نے علم کر رکھا ہی انکو بھی تو سہام ملامت سی خالی نہین چھوڑتے ہین۔ با این ہمہ صدوق الشیعین

باوجود ارتداد صحابہ کے خصال مین یہہ بھی فرماتے ہین کہ بارہ ہزار صحابہ ایسی تھی جو کوئی اونمین سے
جبری اور قدری اور حروری نہ تہا رات دن خدا کی خوف سی رویا کرتے تھی دو ہزار انصار تھی
اور آٹھہ ہزار مہاجر تھی اور دو ہزار وہ تھی جو ہنگام فتح مکہ اسلام لائی تھی - پس کیا ان بارہ ہزار کے
فضائل خواہ مخواہ اہلسنت ہی انکی ذمہ لگاتے ہین اور انکی مطاعن جو طشت از بام ہین اہلسنت
ہی چھپاتے ہین - یا یہہ انکی فضائل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہین
معاذ اللہ اگر بفرض محال یہہ ہی امر حق قرار پاوی جسکی درپے حضرات شیعہ ہین تو نہ خدا کی باقی
رہتی ہی نہ رسل کے رسالت نہ انبیاء کی نبوت نہ ائمہ کی امامت نہ اہلبیت کی حرمت نہ صحابہ کی صحابیت
پہر کسپر امر حق کے اظہار کے سعی کا دعوی - لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ربنا افتح بیننا و بین
قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین - **قال الفاضل المجیب** - قولہ - چونکہ مقدمہ
اختلاف خلافت بھی اسی اصل سی ناشی ہے اور حضرات شیعہ کو اپنی بڑی فضیلت باعتبار
اپنی اصول مذہب کے کب گوارا تھی اگرچہ ثقلین اوسکی نبوت کرتے مدہین سلیئ خلافت کی
اصول و شروط ایسی وضع فرمائی کہ جنکی مراعات سی مدعا حاصل ہوا اور ابطال استحقاق خلافت اپنی زعم مین
ہو جاوی (اول) یہہ اصل ہی در اصل بجای خود نہین جیسا کہ پہلی گذارش ہوا کہ کل صحابہ اچھی نہ تہی حتی کہ ایک خاتم المحدثین
بعض کے شان مین صاحب خیانت و شرارت و پیشہ مردودان جناب الہی تحریر فرماتے ہین - **یقول العبد الفقیر
الی مولاہ** اس اصل کا در اصل بجای خود ہونا سابقا اپنی موقع پر مشرح بیان کیا جا چکا ہی حاجت اعادہ نہین ہیجگہ اگر
کسی جدید عنوان سی مجیب لبیب اسکا اعادہ فرماتی تو تعقب کیا جاتا اور خاتم المحدثین کے کلمات کی نسبت بھی مفصلا مذکور ہو چکا ہی لیکن یہجگہ
بھی مختصرا عرض ہے کہ خاتم المحدثین نے صحابہ کے حق مین یہہ لفظ نہین لکھی خصوصا لفظ مردودان جناب الہی ہرگز صحابہ کے حق مین نہین لکھا یہہ محض انکا
یا مجیبین تحفہ کا افترا ہی اور بالفرض اگر صحابہ کے حق مین لکھا ہی تو بطور الزام و نقل مذہب شیعہ کے لکھا ہی وبس اور جناب مجیب نے
جو یہہ جملہ تحریر فرمایا - (کل صحابہ اچھی نہ تھی) اگر مراد اس سے سلب کلی ہے تو البتہ کہا جا سکتا ہی
کہ یہہ ایک جملہ ہی جو انصاف و راستی و صدق سی باعتبار اپنی روایات و اصول مذہب کے سرزد ہوا ہی اور اگر کل
مجموعی کی طرف نفی راجع ہی تو خلاف نصوص و روایات ہی - چنانچہ بارہا اس غلطی پر متنبہ کیا جا چکا ہی

اور نیز اچھا نہونا مرتبہ تشکیک مین ہی اگر اس سی یہہ مراد ہی کہ معصوم نہ تہی اور شیعہ جیسا ائمہ کو انبیاء سی بھی بہتر اور بہتر فرماتے ہین ایسی نہ تھی تو صحیح و مسلّم نہ معصوم تھی اور نہ انبیاء سے بہتر بلکہ مساوی بہی نہ تہی اور اگر اچھی نہونے سی یہہ مراد ہے کہ مرتد اور غاصب حق خلافت و فدک اور غیرہ دین اور محرف کلام رب العالمین تھی تو غلط اور کذب و افترا اور وساوس و تخیلات حضرات شیعہ سی ناشی ہے

قوله ہا تین یہہ فرمائی کہ مقدمہ خلافت ہی وہ مقدمہ ہی کہ جس سی صحابہ کی فضائل و رذائل پرکھی جاتی ہین

اقول - یہہ حصر بالکل غلط اور باطل ہی فضائل و رذائل صحابہ و غیر صحابہ کے پرکھی جانے کے صدہا عقبات اور ہزارہا مراحل زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین قطع ہو چکی اور انواع انواع کے تکلیفات مین آزمائشین ہو چکی اور طرح طرح کے صدمات مین امتحان ہو چکا اول جب سی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور دعوت شروع فرمائی اور کفار آمادہ فساد و ایذا رسانی ہوئی جن لوگون نے اسوقت حضرت کی تصدیق فرمائی اور حضرت پر ایمان لائی اور کفار کی ایذائین سہی اور کبھی اپنی مال و جان و آبرو کا پاس نہین کیا علی الاعلان بے خوف و خطر آوازہ دعوت اسلام کو بلند رکھا چنانچہ بہت سی اکابر قریش انکی دعوت کی وجہ سے مشرف با یمان ہوئی اور بہت سی غلامون کو جو ایمان لائی تھی اور کفار کے پنجہ تکلیف مین گرفتار تھی اپنی خالص مال سے خرید کر آزاد کیا اور کفار کی تکلیف دہی سے اونکو رہائی دلوائی - اور سفر و حضر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار اور رفیق غمگسار رہی دین اسلام کی محبت مین ازواج و اولاد اور خویش و اقارب سی پیوند توڑا اور مال و منال کو چھوڑا اپنی وطن سے موںہ موڑا راہ غربت اختیار کی مصیبت کو سر پر لیا - صعوبتین جھیلین اذیتین سہی تکلیفین اوٹھائین کفار و دار الکفار سی قطع تعلق کر کے حضرت کے قدمون مین پڑ رہنی کو دارین کی سعادت سمجھا - اور جنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی رفقاء و اہل وطن کو اپنی گھرون مین جگہ دی جان و مال سے خدمت کر کے دارین کی سرخروئی حاصل کی دین و اسلام کے اشاعت مین ساعی ہوئی غزوات و سرایا مین اعلاء کلمۃ اللہ کے لئی اپنی جانونکو معرض ہلاکت سی نہین بچایا اپنی جانونکو حضرت کے نفس نفیس کے آڑ بنائی رکھا - دین اسلام کو عالم مین پھیلایا کفر و اہل کفر کو مخذول

ذلگونسار کیا۔ آزمائشون کے بھٹی مین انکی میل کچیل دور ہوئی اور سوہان فیض صحبت پیغمبر نے انکو مصفا و مجلا کیا۔ انوار آفتاب رحمت خداوندی جل شانہ سے انکی قلوب منور ہوئی اور اشعہ ماہتاب فیوض و برکات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی دل روشن ہوئی عالم خلق و امر کو قطع کیا ملکوت کے سیر کیے حقیقۃ الحقائق کو بچشم قلب مشاہدہ کیا۔ جب انکی جان نثاریان اور خدمات نمایان برگزیدہ جناب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور پسندیدہ حضرت کبریائی جل و علا شانہ ہوئین۔ تو خداوند علام الغیوب کی بارگاہ عالی متعالی سے انکی صلہ مین رضا و خوشنودی کے تمغی عطا ہوئی اپنی رسول کے زبانی دخول جنت کا وعدہ فرمایا انکی خطایا و زلات کی مغفرت اور معاصی و سیئات کی کفارہ کا مژدہ سنایا گیا تو گویا آزمائش ختم ہو چکی اور انکی محامد و فضائل جوہری ہو چکی تو پھر مقدمہ خلافت پر آزمائش کا حصر کرنا اور کہنا کہ مقدمہ خلافت ہی سے فضائل و رزائل پرکھی جاتے ہین سراسر غلط اور بدیہی البطلان ہی معیار آزمائش اور محک امتحان وہ مراحل تھی جو حضرت کے زمانہ مین طی ہوئی منافق و مخلص ممتاز ہو گئی حق تعالے نے فرمادیا۔ ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ۔ ام حسبتم ان تترکوا الخ۔ اور ایسی بزرگان دین اور اکابر اہل یقین کے عیوب کا تجسس کرنا اپنی عمر عزیز کو رائگان برباد و تلف کرنا ہے کسی نے صحیح کہا ہے قلبہ جوید۔ اضاع العمر فی طلب المحال۔ بعد اگر یہی مقدمہ ہی جس سے فضائل و رزائل پرکھی جاتی ہین تو بفرض محال علی سبیل التسلیم ہم کہتی ہین کہ حسب تصریحات علماء شیعہ فضائل و رزائل پرکھی گئی بعض نے جنکو وصیت تجہیز و تکفین تہی حضرت کے جنازہ اطہر کو تین روز تک بلا دفن رکھا حضرت کے وصال کا کسیکو نہ غم ہوا نہ بیہوشی ہوئی اپنی دنیاوی سلطنت اور چند درخت خرما کی پڑ گئی جسکی بیجا نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت کا پاس کیا کہ آپنے صبر و سکوت کی وصیت فرمائی تہی نہ دودمان نبوی کے آبرو کا پاس کیا کیونکہ بدر پہنچی تھی

ف ۔ اللہ وہ نہین کہ چھوڑ دیگا مسلمانون کو جسطرح پر تم ہو۔ جب تک جدا نکرے ناپاک کو پاک سے اور اللہ یون نہین کہ تمکو خبر دے غیب کی۔ ۱۲

منافقین کے ہم پیالہ وہم نوالہ رہی اپنی دین کو انکی خواہشون کے مطیع رکہا کسی شہر کو
دار الاسلام نہ بنایا - معاذ اللہ اللھم انی اتوب الیک مما افتروا ہولاء - اور بعض نے حضرت کے
دین کو اختلاف عظیم سے بچا کر سنبہالا - اور عالم مین شائع کیا ہزارہا ملک فتح کئی ہزارہا کو
سلک اسلام مین منسلک کیا حضرت کی وصال کے صدمہ مین یہانتک بیہوش ہوئی کہ آپکے
انتقال کا انکار کر دیا - پس اگر اسی مقدمہ کو معیار امتحان قرار دیا جاوی تو ہم کہتے ہین کہ آپ
ہی نے یہہ فضائل و رزائل کے امتیاز فرمائی ہی پہر جسپر چاہی فضائل منطبق کیجئے اور جسپر چاہی
رزائل **قولہ** حب ریاست و حکومت و طمع نفسانی و حرص دنیا فانی اسقدر غالب ہوئی
کہ باوجود تہدید و ترہیب و تخویف حضرت نبوی ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیمۃ
کما فی صحیح البخاری آپسمین مخالفت و تشاجر کر کے نعش اطہر جناب رسول خدا کو بے غسل و کفن
و دفن چہوڑ کے خلیفہ بن گئی اور اہل بیت کی جنکی تمسک کا حکم تہا بات بہی نپوچہی بات پوچہنی کے کیا
معنی بجائی تسلی و تشفی کے گہر جلانے کی دہمکی دی نظر انصاف سی بخاری کو ملاحظ فرمائی کتب
تاریخ و سیر کو دیکہئی تو آپکو معلوم ہو کہ وقت انعقاد بیعت کیا کیفیت تہی - **اقول**
یہان تو مجیب بسبب جوش بغض و عناد مین اگر جامہ سے باہر ہوگئی توسن زبان بے لگام ہوگیا -
انصاف و تحقیق حق کو بالائی طاق رکہکر جو منہہ مین آیا فرمانا شروع کر دیا - خیر ہم آپکی کلمات
تشنیع کے جواب مین کچہہ نہین لکہتی لیکن آپنی بخاری کے حدیث سی استدلال کر کے صحابہ کی
حرص و طمع کو بزعم خود ثابت کیا ہی اسکا جواب و تحقیق ضرور ہوئی پس واضح ہو کہ مجیب لبیب جب
اپنی استدلال مین اس حدیث کو پیش فرمائین تو اول انکو ثابت کرنا چاہیئی کہ ستحرصون مین خطاب
کسکو ہی ظاہر ہے کہ تمام صحابہ تو قطعاً مراد نہین ہو سکتی کہ بالاتفاق حرص علی الامارت تمام افراد
صحابہ سی واقع نہین ہوئی تو لامحالہ بعض صحابہ مراد ہونگی اور اسکے مصداق وہ بعض ہین جو بلا
استحقاق امارت کی طالب ہوئی چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ چنانچہ منا امیر و منکم
امیر مین لفظ امیر اسپر قرینہ اور دال ہے اور حضرت امیر معویہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بہی طالب امارت ہوئی

قول ۲ جواب ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیمۃ الخ

اور خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہرگز طالب امارت نہین ہوئی اور نہ اوسپر حرص کی آپ کتب سیر و تاریخ ملاحظہ کیجیے حضرت صدیق اکبر نے اپنی خطبہ مین جو بمقابلہ انصار پڑہا فرمایا کہ عمر یا ابوعبیدہ کی ہاتہہ بعیت کرلو۔ اور اوسوقت حضرت فاروق نے اپنی اوپر سے دفع کیا اور صدیق رض کے ہاتہہ پر بعیت کرلی اگر حرص دنیاوی اور طمع نفسانی ہوتے تو ہر شخص اپنے نفس کو امارت کے لیے مقدم کرتا اور کچہہ بھی نہوتا تو اسقدر ضرور ہتا کہ حضرت ابوبکر رض کے قول پر فاروق رض چپکے ضرور ہوجاتے تو اس سے بروی عقل و انصاف معلوم ہوتا ہی کہ ان حضرات کو ہرگز طمع نفسانی اور حرص دنیاوی نہین تہی بلکہ امارت کیطرف استشراف بہی نہین تہا لیکن ہان تصفح تصریحات علماء شیعہ سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بروی روایات قوم جناب امیر اس دنیاوی امارت پر حریص اور طماع رہی نسخہ سلیم بن قیس ہلالی کی روایت مینہی سے نقل کرتا ہون۔ فلما کان اللیل حمل علی فاطمة علی حمار واخذ بید یہ الحسن والحسین فلم یدع احدا من اھل بدر من المھاجرین ولا من الانصار الا اتاہ فی منزلہ وذکر حقہ ودعا الی نصرتہ الخ یہہ روایت کس طرح صراحتہً معاذ اللہ حضرت کے حرص اور طمع پر دلالت کرتی ہی اور اگر اس سے تسکین نہو تو نہج البلاغة کو کہولیئے اور زیادہ تتبع اور تلاش کی ضرورت نہین صرف خطبہ شقشقیہ کے شروع مین دیکہیے اوسمین ابتدا ہی مین یہہ الفاظ ہین۔ واللہ[1] لقد تقمصھا فلان وانہ لیعلم ان محلی منھا محل القطب من الرحی۔ ان الفاظ سے کس قدر حسرت ٹپکتی ہی جسکا مدار صرف حرص و طمع پر ہی ابن میثم شارح نہج اپنی شرح مین جو اسوقت میری سامنی کہلی پڑی ہوئی ہی اس خطبہ کے شرح مین لکہتا ہی۔ واذا[2] ثبت انہ نافس فی ھذا الامر کان الظن غالبا بوجود الشکایة منہ وان لم یسمع ذلک فضلا عن ان امر الشکایة بلغت مبلغ التواتر المعنوی لکثرتھا وشہرتھا الخ۔ اور یہہ ہی شارح اسی خطبہ کی شرح مین کسیقدر آگی بڑہکر لکہتا ہی

[1] خدا کی قسم فلان شخص نے (بزور) قمیص خلافت پہن لیا۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ خلافت مین میرا مرتبہ ایسا ہی جیسا کیلی کا چکی مین۔ ۱۲

[2] اور جب ثابت ہوا کہ جناب امیر نے امر خلافت کیطرف رغبت فرمائی تو غالب ظن یہی ہے کہ آپسے شکایت پائی گئی ہو گی اگرچہ مسموع نہو۔ مزید بران یہہ شکایت بسبب شہرت اور کثرت کے تواتر معنوی کی درجہ کو پہونچ گئے ہے۔ ۱۲

والشوریٰ[1] مصدر کالنجویٰ وخلاصۃ خبرهم انه لما طعن عمر دخلت علیه وجوه الصحابة وسألوه
ان یستخلف رجلاً یرضاه فقال لا احب ان اتحملها حیاً ومیتاً فقالوا الا تشیر علینا فقال ان احببتم
فقالوا نعم فقال الصالحون لهذا الامر سبعة وهم سعید بن زید وانا مخرجه منهم لانه من اهل بیتی
وسعد بن ابی وقاص وعبد الرحمن بن عوف وطلحة والزبیر وعثمان وعلی فاما سعد فیمنعنی منه
عنفه ومن عبد الرحمن فانه قارون هذه الامة ومن طلحة فتکبره ومن الزبیر فشحه ومن عثمان حبه
لقومه ومن علی حرصه علی هذا الامر الخ اور علاوہ اسکی نہج البلاغۃ کی بہت سی مواضع سی جناب امیر رض
کی حرص و طمع امارت پر صاف صاف ثابت ہوتی ہے اور اس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہے
ومن کلام له فی معنی عثمان علامہ متبحر کمال الدین ابن میثم لکہتا ہی وفیه[2] اشارة الی غرضه من المنافسة فی هذا
الامر هو صلاح حال المسلمین واستقامة امورهم وسلامتهم من الفتن اس سے آگی بڑہکر علامہ لکہتا ہی
فان[3] قلت السوال من وجهین الاول ما وجه منافسته فی هذا الامر مع انه منصب یتعلق بامور الدنیا
وصلاحها مع ما اشتهر عنه من الذم للدنیا والاعراض عنها وذمها ورفضها - اس تصریح سے کچہہ صرف جناب
امیر رض کے حرص و رغبت بطرف امارت ہی ظاہر نہین ہوتی اس سے یہہ بہی ثابت ہی کہ حرص بر امارت
مسلمانون کی صلاح حال اور رفع فتن کے غرض سے اعظم ارکان دین سی ہے اور اگر آپکی نزدیک حرص
امارت مطلق حرام ہی تو معاذ اللہ جناب امیر مرتکب ہوئی اور اگر صلاح کے غرض سی جائز ہی تو اگر
فرض کرین کہ جناب خلفاء نے حرص کی تہی تو کچہہ محل طعن نہین کیونکہ انکی حرص علی الامارۃ بغرض
صلاح حال امت تہی چنانچہ انکی ایام امارت مین جو صلاح امور امت ہوئی وہ شیعہ کو بہی تسلیم ہی

[1] شوری مصدر ہی جیسا نجویٰ - اور خلاصہ قصہ یہہ ہی کہ جب حضرت عمر رض مجروح ہوئی تو بڑے بڑے صحابہ انکے پاس گئے اور انسی یہہ چاہا کہ جسکو پسند فرماوین خلیفہ مقرر فرماوین حضرت عمر نے جواب دیا کہ مین پسند نہین کرتا کہ بار خلافت کا حیات اور موت مین اپنی اوپر اوٹہاؤن پہر صحابہ نے پوچہا کہ بطور مشورہ ہی فرما دیجیی حضرت عمر رض نے جواب دیا کہ ہان اگر تم چاہو انہون نے کہا اچہا - پس فرمایا کہ اس کام کے لایق سات آدمی ہین - سعید بن زید اسکو تو مین ان مین سے نکالنا چاہتا ہون کیونکہ وہ میری اہل بیت سے ہے - اور سعد بن ابی وقاص و عبد الرحمن بن عوف اور طلحہ اور زبیر اور عثمان اور علی - لیکن مجہکو سعد سے تو اسکی درشت خوئی روکتی ہی اور عبد الرحمن سے یہہ کہ وہ اس امت کا قارون ہی اور طلحہ سے اسکا تکبر اور زبیر سے اسکا بخل اور عثمان سے حب قوم اور علی سے حرص علی الامارۃ ۱۲ [2] اسمین طرف اشارہ ہی کہ جناب امیر کی غرض خلافت مین حرص و رغبت کرنے سے مسلمانونکی حال کی اصلاح اور انکی امور کی استقامت اور فتنون سے انکی سلامتی تہی [3] اگر اعتراض دو وجہ سے ہی اول تو یہہ کہ باوجودیکہ امر خلافت دنیاوی منصب ہی جو امور دنیا اور دنیا کی صلاح کے متعلق ہی تو پہر انکو حرص و رغبت کی کیا وجہ تہی حالانکہ آپکی دنیا اور دنیا سے بے رغبتی مذمت اس سے اعراض اور ترک

[illegible]

اور وہ استقامت ہرگز جناب امیرؑ کے ایام خلافت مین نصیب نہوئی اس کے ثبوت مین بھی ہم علامہ متبحر ابن میثم کی ہی تحقیق پیش کرتے ہین۔ وقد کان لھم ممن سلف من الخلفاء استقامة[۱] اجزاءان کان لا تبلغ عندہ کمال استقامتہا او دلی ہو۔ دفع فتن خود بدیہی ہے کہ ایام خلافت جناب امیر فتنو مین ہی گذری اور خلافت آخر تک منتظم نہوا غرضکہ حرص علی الامارت جو بظاہر مجیب کے نزدیک مطلق حرام ہی جناب امیر سے پائی گئی۔ اگر یہہ بھی کافی نہو تو خصال صدوق جو اسوقت میری سامنی کہلی ہوئی رکھی ہے اوسمین ایک روایت طویل الذیل نقل ہے جسمین بیان آزمائش و امتحان جناب امیر کا ہی ایک یہودی کے جواب مین کہ اوسنی سوال کیا تہا کہ اوصیا کے لیئے سات مواضع امتحان کے حیات نبی مین ہوتی ہین اور سات مواضع بعد وفات کی ہوتی ہین تو اس روایت مین اکثر مواضع سے آپکی حسرت امارت پر اور طمع و حرص ظاہر ہوتے ہی پس اگر ستحرصون علی الامارة مین خطاب اصحاب کو ہی تو جناب امیر باعتبار روایات آپکی اولی و اقدم اسکی مصداق ہین کیونکہ انصار تو اپنی دعوی سے باز بھی آگئی لیکن (دروغ برگردن راوی) جناب کے آخر تک یہہ ہی حسرت و تمنا رہی پس آپکی اس دلاء اہلبیت و محبت عترت کی آپکی مذہبی بہائی قربان ہوجائین کہ ستکون ندامة یوم القیامة کا اول مصداق جناب امیر ہی کو قرار دیا۔ اور واضح رہی کہ حضرت امیر مامور بالسکوت اور محکوم علیہ بالصبر تہی کہ زمانہ خلفا مین چون و چرا نفرمادین کیونکہ خدا تعالی اور رسول خدا ہر قسم کی تدابیر کرکے معاذ اللہ عاجز ہوچکی تہی ہرچند چاہا کہ حضرت امیر بعد حضرت رسالتمآب کے جانشین ہون اور کسیطرح غاصبین کی دستبرد سی یہہ حق محفوظ رہی آخر کچہہ پیش نہ چلی اور لاچار ہوکر صبر و سکوت کا حکم کرنا پڑا لیکن اوسپر صبر و سکوت ان سی نہوسکا اونہون نے اگر اوسطرف مخالفت کی تہی تو ادہر انہون نے اسطرف حکم کو نمانا۔ باقر مجلسی کی حیات القلوب سے خاتم المتکلمین نے منتہی الکلام مین وصیت نامہ کی روایت طویل نقل کی ہے اوسمین سے ملخصاً نقل کرتا ہون و از جملہ امور یکہ بر ان حضرت شرط گرفت بامر جبرئیل از جانب خداوند عالمیان ان بود کہ گفت یا علی وفا کنی آنچہ درین نامہ ہست از دوستی کسیکہ با خدا و رسول دوستی

---

[۱] گذشتہ خلفا کیلئے استقامت رہا اگرچہ آپکے نزدیک کمال استقامت تک نہ پہنچا ہو آپکی خلافت سے حاصل ہوا نہ پہنچا ہوا تہا۔ ۱۲

کنند واز دشمنی کسی کہ با خدا و رسول دشمنی کنند بیزاری نمودن از ایشان و بران کہ صبر کنی بر فرو خوردن خشم ایشان و بر رفتن حق و غصب کردن خمس تو و ضائع کردن حرمت تو حضرت امیر گفت بلی یا رسول اللہ صلعم اور اس سے بھی سیری نہو تو اپنی ابن میثم کی شہادت سنیئے شرح نہج البلاغہ مین تحریر فرماتا ہی وانہ کان معہودا علیہ ان لا ینازع فی امر الخلافۃ قولہ اور یہہ امر بھی ہی کہ یہہ کشش و کوشش تمہید و مقدمات نزاع کے ہین حسب تصریحات قوم اگر حضرت کو اوسوقت اعوان بہم پہونچتی تو آپ قتل و قتال سے دریغ نفرماتے پس اس ولادہ تمسک پر آفرین کہ علاوہ حرص و طمع کے آپکو عاصی اور مخالف امر الٰہی اور وصیت رسالت پناہی ٹھہرایا۔ غرض خلاصہ یہہ ہی کہ حسب تصریحات شیعہ آپنے حرص و طمع فرمائی اور یہہ حرص و طمع آپکی شرعاً جائز نہ تھی۔ اس سے صاف طور پر فعلیت خلافت ہی منتفی نہین ہوئی بلکہ استحقاق و لیاقت خلافت بھی منتفی ہوگئی باایہمہ اگر آپ استحقاق کا ذکر چھیڑینگے تو آپ کو اول ثبوت پیش کرنا ہوگا اور بعد اوسکی ہم معارضہ دوسری استحقاق اور فعلیت سے کرین گے پس اگر آپ بدوہی استحقاق حدیث منحصرون مین سے بعض کو مستثنیٰ فرمائین تو چشم ما روشن دل ما شاد ہم بھی بشرطیکہ علی سبیل الفرض حرص و طمع خلفاؔ کو تسلیم کرلین یہہ ہی عرض کرینگے باقی جسقدر اس عبارت مین عتیہراضات و مطاعن ہین اونکا جواب پیشتر گذارش ہوچکا ہی حاجت تکرار نہین **قولہ** معاذ اللہ کہ جس امر کی ثبوت کی تقین شاہد ہون وہ شیعونکو گوارا ہو شیعونکا مذہب ہی تمسک ثقلین سے اور اسی امر مین ہمارا آپکا نزاع ہی۔ یہہ محض آپکا خیال ہی **اقول** اگرچہ اس معاملہ مین قریب ہم بحث کرچکی ہین جس سے ادعا تمسک کے پوری کیفیت واضح ہوتی ہے لیکن یہان بھی اتنی گذارش ضرور ہی کہ جناب میر صاحب یہہ محض آپکا خیال ہی خیال ہے جسکا دار و مدار کسیقدر اس امر پر بھی ہی کہ آپ اپنی روات کی نسبت جو آپکی علماء کی تصریح کی موافق مطرود و مردود بارگاہ جناب ائمہ ہین حسن ظن بوجہ سادہ لوحی کے رکھتے ہین اگر آپ نفسانیت کو چھوڑ دین اور جدلیات کو ترک کرکے بانصاف اپنی ہی کتابونکا ملاحظہ فرما دین تو آپ پر یہہ عقدہ بخوبی حل ہوسکتا ہی واللہ یہدی من یشاء

ل؎ اور حضرت امیر سے یہہ عہد لیا گیا تہا کہ امر خلافت مین جھگڑا نہ کرین۔ ۱۲

الی صراط مستقیم معہذا اگر ایسا ہی تمسک ہی تو پہر اون ارشادات ائمہ مین جو فضائل صحابہ و خلفا مین وارد ہین کیون تاویلات بعیدہ اور توجیہات رکیکہ کرکے اونکو مسخ کرتے ہین اونکو اپنی ظاہر پر رکہکر سیدہی طرح تسلیم کر لیجئیے کہ واقع اور نفس الامری طور پر یہی تمسک پایا جاوی اور جب تک یہہ نہین تب تک ثقلین کا تو تمسک نہین ہان اپنی اہوار کا تمسک ہی اللہم احفظ تومنامنہ ۔

قولہ اصول و شروط خلافت واقعی ایسی ہی ہونے چاہئین چنانچہ دو شرطون کو تو آپ ہی تسلیم کرتے ہین اور چونکہ خلفاء ثلثہ مین عصمت کا متحقق ہونا محال ہی اسلیئے اس شرط سے درگذر تے ہین ۔ **اقول** یہہ وہ مسئلہ ہی جو پیشتر بارہا مذکور ہوچکا ہی اور اسکا جواب بہی مذکور ہوا کہ یہہ آپکی غلطی اور ناواقفیت ہی کہ آپ تسلیم وقوع کو تسلیم اشتراط خیال کرتے ہین وشتان بینہما ایسے توہمات اور خیالات مین تو مبتلا ہین اکثر دلائل ایسی ہی مزعومات پر مبتنی ہین عصمت خلفا کا محال ہونا بیان کرنا اوسوقت اپنی موقع پر ہی کہ جب کوئی شخص مدعی عصمت ہو اور جب کوئی مدعی عصمت نہین تو محض بفائدہ ہی پس بر محل یہہ ہے کہ ہم کہتی ہین ائمہ مین عصمت کا متحقق ہونا محال ہی اور بجز اوہام و خیالات کے کوئی دلیل عقلی و نقلی حضرات ائمہ کی عصمت پر قائم نہین ہی ۔

قولہ جبکہ ہم نص کے قائل ہین تو وضع اصول کی نسبت ہماری طرف کیونکر صحیح ہوسکتی ہی ۔ **اقول** سبحان اللہ حضرت کا یہہ افادہ کمال ہی دانشمندی اور علم ۔ اور واقفیت اور فہم پر مبنی ہی ۔ ای حضرت آپ یہہ کیا فرمانے لگے اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ ہم اثبات اصول مین نص کے قائل ہین ۔ تو وضع اصول کے نسبت ہماری طرف غیر صحیح ہے تو مسلم لیکن خلاف واقع کیونکہ نص کا قائل ہونا اشتراط امامت و خلافت مین مدنظر ہی نہ اثبات اصول مین اور اثبات اصول و شرائط کے لیئے حضرات کی پاس کوئی نص قطعی موجود نہین بسم اللہ اگر ہو تو لایئے اور اگر مقصود یہہ ہی کہ ہم جب خلافت و امامت ائمہ مین نص کے قائل ہین تو نسبت وضع اصول باطل ہی تو یہہ بالکل واہی ہی اور ایسی پوچ دلیل ہی کہ ادنے طالب علم بہی پیش نکری کیونکہ آپکا خصم یہہ کہتا ہے کہ یہہ آپکا نص کا قائل ہونا یہہ ہی تو نہین اصول موضوعہ مین سے ہی جنکی نسبت آپکی طرف کیجاتی ہی وضع

اصول کے نسبت کی امتناع کو نص امامت کے اصول مین ہونے سے کیا تعلق بلکہ اگر آپ تامل فرماوینگی
تو اس سے وضع اصول کی نسبت تائید ثابت ہوگی کیونکہ جب بلا نص نص کے اصول مین ہونی
کی قائل ہوئی تو خود یہہ ہی اصل موضوع پائی گئی اور اس انتساب کی تائید وتقویت ہوگئی۔ پھر اس
علم و استعداد پر ہماری محبیب کے کیا کچھہ دعوی اور فرماتے ہین کہ ہمارے مقابلہ مین وہ بھی ساکت
اور وہ بھی متحیر۔ **قولہ** ہان یہہ ضرور ہی کہ یہہ وہ اصول و شرائط ہین کہ غیر مستحق کے خلافت
ضرور باطل اور مستحق کے بدستور ثابت وقائم رہتی ہی گو عوام الناس خلیفہ مانین اور ظاہری ریاست
حاصل تہو۔ **اقول** یہہ وہ اصول و شرائط ہین کہ اگر انکو تسلیم کیا جاوی تو مستحق وغیر مستحق کے
خلافت کی جڑ کاٹتی ہین بشرطیکہ واقعی اور نفس الامری طور پر موافق کتاب و سنت وجدان شرائط کا
احاد انسانیہ مین تفحص اور تجسس کیا جاوی کیونکہ تمام افراد مین سوائی انبیاء علیہم السلام کے کوئی
معصوم نہین اور اگر اس سے قطع نظر کیجاوی تو یہہ وہ شرائط ہین کہ مستحق وغیر مستحق کے خلافت
کو ثابت و متحقق کرتے ہین علی الخصوص جبکہ انکی ساتھہ مین اوس طریقہ کا بھی انضمام کیا جاوے
کہ جس طریقہ سے علما شیعہ وجدان شرائط ائمہ مین بیان فرماتے ہین کیونکہ ہر ایک شخص کے
واسطے دعوی وجدان شرائط گھڑا جا سکتا ہی اور اوسکی اقوال مخالفہ کی توجیہہ کیجا سکتی ہی مثلاً زیدیہ
کہتے ہین کہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم امام برحق ہیں اگر وہ یہہ کہین کہ اینن تمام
شرائط عصمت ونص وافضلیت پائی جاتے ہین اور اقوال مخالفہ کی تاویل کرین تو فرمایئے کہ آپ
کیونکر حضرت زید رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ان شرائط سے باطل فرمائیگا علی ہذا اسمعیلیہ کہ انکی حق
مین تو شیعہ اولاً نص کے بھی قائل ہیں۔ تو اثناعشریہ انکی امامت کو کیونکر باطل کرینگی۔ **قال الفاضل النجیب**
قولہ۔ جب دیکھا کہ شروط ثلثہ سے تطویل کلام مخل مقصود ہی اور تقریب مرام حاصل نہین۔ اسلیئی
بعض حضرات نے ہاشمیہ کو بڑہایا اور جب دیکھا۔ کہ پھر بھی عباسیہ کی خلش دور نہین
ہوئی تو علویہ کو وضع فرمایا تاکہ مطلب بسہولت نکل آوی۔ (اقول) آپ غور فرماوین کہ آپکا
یہہ لکھنا کیونکر صحیح ہو اگر تطویل کلام مخل مقصود ہو تو ہاشمیہ و علویہ کا بڑہانا اور زیادہ تر تطویل

ہوگی پہر مخل کو بڑہانی کی کیا حاجت ہی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اس قول کے
جواب مین ہمارے مجیب لبیب نے آخر تک جسقدر تحریر فرمایا ہی اوسمین حضرت کا اندازہ علم و اجتہاد و غور
فہم و ادراک قابل معاینہ ہی اور دیکہنا چاہیی کہ مینے کیا عرض کیا ہت حضرت اوسکی جواب مین کیا
فرمارہی ہین۔ ای حضرت آپ تطویل کلام سے کیا سمجہی کیا اس سے آپ یہہ سمجہی کہ بیان شرایط مین
عبارت کی تطویل ہوگی یا آپ نے یہہ خیال کیا کہ اثبات شرایط مین بمقابلہ خصم تطویل کلام ہوگی
اول یہہ ہی ابطلان ہی جملہ ہلیئی بعض حضرات نے الخ اسکو باطل کرتا ہی ثانی بہی باطل ہی کیونکہ
ثبوت قیاسی تو نہین بلکہ ثبوت کا دارمدار کسی اصل شرعی پر ہی جو اسکات خصم کے لیئے
کافی ہوگی تو اسمین بہی تطویل کلام نہوئے بلکہ اسکا مطلب یہہ ہی کہ شرایط ثلثہ مین عبارت امکان
وقوع کی تعمیم ہے جو مخل مقصود ہے تو اسلیئی زیادہ قیود لگاکر اوسمین تقلیل اشتراک کی فرمائی
اور بعض افراد کے ساتہہ مین مخصوص کیا تاکہ امکان وقوع اشتراک کی تعمیم کی گفتگو
کوتاہ ہووین ہاشمیہ و علویہ کو بڑہانا گفتگو کو کوتاہ کرنا ہے نہ طویل کیونکہ ظاہر ہی کہ جسقدر قیود مخصصہ
بڑہائی جاینگی اوسیقدر تخصیص ہوتی جایگی۔ معہذا معنی ثانی کے بہی توجیہہ ممکن ہی پس آپکا یہہ فرمانا
کہ ہاشمیہ و علویہ کے بڑہانی سے زیادہ تر تطویل ہوگی نہایت تعجب انگیز ہے اور مخل سمجہنا اور بہی زیادہ عجیب ہے
اب لیجیئی کسیقدر مفصل گذارش کرتا ہون بغور و تامل متوجہ ہوکر سنیی اول شرایط ثلثہ وضع ہوئی
اور جب بعض دور اندیشون نے اسکی تعمیم کو مخل مقصود پایا۔ اور دیکہا کہ ہر شخص مدعی خلافت ہو و جدان
شرایط کا مدعی ہوسکتا ہی تو ہلیئی ہاشمیت کو بڑہایا پہر بہی کسیقدر تعمیم باقی ہی۔ کہ تمام بنی ہاشم
عباسیہ وغیرہ مدعی ہوسکتی تہے تو علویہ کو بڑہایا لیکن یہہ تخصیص بہی حسب مدعا کافی نہوئی اور اسمین
حنیفیہ کا جداخرخشہ لگا ہوا تہا اور حسنیہ کا علیحدہ کہٹراگ تہا اور روز کی تخصیصات اور آئی
دن کے تقلیبات سے بغاوت کا زیادہ اشتباہ پیدا ہوتا تہا۔ تو اسلیئی اثنا عشریہ دانشمند ون نے
ایسی قید لگائی کہ تمام جہگڑا ہی فیصلہ کردیا اور کہدیا کہ یہہ حصر شخصی ہے کہ بجز خاص بارہ
شخصون کے کوئی امام نہین اور جو انکی سوا دعوی کرے وہ ایسا اور ایسا چنانچہ ہمارے مجیب نے

ہی اپنی اسی قول مین اس حصر کی تسلیم کو ظاہر فرمایا ہی - کاش اگر اول ہی سی اس تعمیم کا نام ہی
نہ لیتی اور اس حصر کو نباہتی تو آج یہہ وقت کیون پیش آتی - لیکن کیا کرین جب قرون اولی مین
اسکا پتا و نشان ہی نہین تہا اسلئے اسکو کیونکر کر سکتی تہے اگر حضرت مجیب کو دعوی ہو تو ہماری مجیب
اپنی دوازدہ امام کی امامت دلیل قطعی سے ثابت کر دکہلائین - تو اس سے صاف معلوم ہوا
کہ یہہ محض بنائی ہوئی باتین ہین - مع ہذا اگر شرائط ہی مین اونکے تامل سے خیال کیا جاوے
تو واضح ہوتا ہی کہ ان شرائط کی وضع ہی ٹہیک نہین کیونکہ اوسمین لوازم کو بھی شرائط قرار دیا ہے
فی الحقیقت بعد نص کے کسی شرط کی حاجت نہین جب شارع کسی امر کی بنسبت تنصیص فرماوے
تو اوسمین کوئی حالت منتظرہ باقی نہین رہتی غایۃ ما فی الباب عصمت و افضلیت لازم ہونگی تو
انکو شرائط مین داخل کرنا بالکل لغو اور فضول ہی اور غلط جب نص پائی جائیگی تو اوسکی لوازمات عصمت
و افضلیت بھی پائی جائینگی لان الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ - **قولہ** واقعہ مین شرائط ثلثہ ایسی جامع
و مانع ہین کہ انسی بخوبی مقصد حاصل و تقریب مرام تام ہے **اقول** یہہ دعوی غلط ہی کیونکہ جب تک
انکی ساتہہ مین قید حصر نہ لگائی جائیگی تب تک ہرگز مانع نہین ہونگی اور جب محتاج انضمام قید آخر ہوئی
تو یہہ فرمانا کہ انسی تقریب مرام تام ہی غلط ہی اگر یہہ دعوی صحیح ہوتا تو شیعہ مین باہم اختلاف نہوتا
آپ شیعہ کی خلاف نصوص کے اعتقادات کو ملاحظہ فرمائیے تاکہ انکی کیفیت آپ پر بخوبی واضح ہو جائی
قولہ اگر ہاشمیہ و علویہ داخل شروط امامت مین تو انہین شرائط ثلثہ مین داخل مین کیونکہ شرائط
ثلثہ مین نص بہی ہی اور نص انہین حضرات کے شان مین ہے نہ غیر کے جیسا کہ آپ بفحوای حدیث
الائمۃ من قریش امامت و خلافت قریش کا ہی حق سمجھتے ہین نہ غیر کا - پس آپکا یہہ فرمانا
کہ بعد مین ہاشمیہ علویہ کو بڑہایا بیجا ہی خود نہین **اقول** جسقدر افراد خاصہ ہوتی ہین
وہ سب اپنی عام کے نیچے داخل ہوا کرتے ہین قاعدہ مسلمہ ہی اسکا کون منکر ہی لیکن کلام اسمین
ہی کہ عام مین انواع خاصہ کے تقیید محض بوجہ تقلیل اشتراک بنائی گئی پس اسکا کیا جواب حضرت
کی کلام مین یہہ امر ہوتا ہی اور بجواب اسکی یہہ کہنا کہ خاص ہے اوس عام مین داخل ہی صدا

اس جملہ کا ہی کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان علاوہ اسکی یہہ داخل ہونا بانضمام تفسیری
تقیہ کی ہے جو کہ خصم اوسکو بھی موضوع قرار دیتا ہے معہذا اگر داخل ہونا ہی باعث ترک
ذکر اشتراط ہی تو بوجہ تلازم نص کے ساتھ عصمت و افضلیت کا ذکر بھی بیفائدہ ہے پہر آپکی
تفریع اور فرمانا کہ اضافہ ہاشمیہ و علویہ بجای خود نہین محض آپکی ذہنی مقدمہ پر متفرع ہوگی
اس عبارت موجودہ مین ہرگز بجائی خود نہین ۔ **قولہ** اور چونکہ امامیہ کی نزدیک امامت
و خلافت راشدہ شرائط ثلثہ ہی سے متحقق ہوتے ہین نہ مطلق قہر و غلبہ و تسلط و حکومت و ریاست ظاہری سے
اور جب شخص مین تحقق شرائط ثلثہ متصدی امر خلافت ہوا اور گو اوسکو حکومت و ریاست ظاہری
حاصل ہو وہ خلیفہ مستحق و راشد نہین ہے ۔ پہر عباسیہ کے خلش دور کرنیکی ہمکو کیا ضرورت تھی وہ تو
شرائط ثلثہ سے یہہ دور ہو چکی تھی جو اور خلفاء غیر مستحقین کا حال ہے وہی ان عباسیہ وغیرہ کا ۔
اقول اختلاف فیما بینہم نص کے بابت تو واقع مین ہے موجود ہی باقی رہی عصمت و افضلیت
وہ ہر دو ایسی چیز نہین جو بداہۃً معلوم ہو سکی تو لامحالہ کسی ایسی بدیہی امر کی طرف ضرورت داعی
ہوئی جسمین مجال گفتگو نہ ہی اس سبب سے خلفاء غیر مستحقین کے خلش دور کرنیکی ضرورت
پڑی ہاشمیہ ۔ علویہ ۔ فاطمیہ وغیرہ ایسی بدیہی چیزین ہین جسمین مجال کلام نہین تو حسب مناسبت
مصلحت وقت انکو اضافہ کرتے گئی ۔ تو یہہ فرمانا کہ ہمکو کیا ضرورت تھی یہہ محض اسوجہ سے ہی کہ زمانہ
سابق کو جبکہ باہم شیعہ مین تکاذب و تجاحد و تخالف تھا زمانہ حال پر قیاس فرمایا ہی اور مطلق
قہر و تسلط سے تحقق خلافت راشدہ کی تعریض اگر راجع بسوی اہلسنت ہی تو اول اسکو دلائل سے
ثابت کرنا چاہیی پہر بعد اسکی طعن و تعریض فرماوین ۔ **قولہ** اور یہہ بات اہل حق ہی نہین کہتے
بلکہ اہل سنت بھی جن اشخاص مین انکی مذہب کی شرائط پائی نہین جاتے وہ بہی اونکو خلیفہ مستحق
نہین کہتے گو ظاہری حکومت اونکو حاصل ہو ۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی شروع تاریخ
الخلفاء مین فرماتے ہین ولم اورد احدا ممن ادعی الخلافۃ خروجا ولم یتم لہ الامر ککثیر من
العلویین وقلیل من العباسیین ولم اورد احدا من الخلفاء العبیدیین لان امامتہم غیر صحیحۃ لامور

منہا انہم غیر قرشیین وانما سمتہم بالفاطمیین جہلۃ العوام ولا نجدہم مجوسی انتہی بقدر الحاجۃ

اقول پہر اس سے کیا حاصل اسکا انکار کسنے کیا تہا آپ پہلی اعتراض کو ہی نہین سمجہے اول اوسکو بغور سمجہیے اوسوقت جواب کے درپے ہوجیے۔ **قولہ** اورچونکہ یہہ شرائط ثلثہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ و روایات ائمہ کرام و اقوال صحابہ فخام سے ثابت ہین او واقعہ مین جامع مانع ہین اسلیے ہمکو اور شرائط کی وضع کرنے کی کیا حاجت ہے **اقول** شرائط ثلثہ کی ثبوت کی نسبت کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ و روایات ائمہ کرام و اقوال صحابہ فخام کا اسوقت دعوی فرماتے ہین مگر معلوم نہین کہ اپنی اس رسالہ مین ان شرائط کی ثبوت کی وقت وہ آیات و احادیث و روایات و اقوال کیا غار سرمن رائی سی برامد نہین ہوئی تہی یا فراموش ہوگیی تہی اور نیز اس ماہ مین جو ہمارے مجیب لبیب کا رنگونی مناظرہ مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ مدرس ہائی اسکول لدہیانہ سے عصمت کے اشتراط مین ہوا اور مجیب لبیب ساکت ہوئی اور ثبات نکرسکی اور زک کہائی کیا اوسوقت تک یہہ آیات و احادیث و روایات و اقوال تصنیف و تالیف نہین ہوئی تہی لیکن یہہ تحریر تو مناظرہ سے پہلے ہی ہے معلوم نہین وہ کس دن کے واسطے رکہی گئی ہین۔ اور شرائط کی نسبت جامعیہ و مانعیہ کا دعوی بہی بالکل غلط ہے نہ جامع ہین نہ مانع۔ جامع تو اسلیئے نہین کہ اول جناب امیر رضی اللہ عنہ اگر مامور بصبر اور وصی بالسکوت تہی تو اونہون نے اوس حکم اور وصیت کی برخلاف کیا جو سراسر معصیت ہی اور خلاف عصمت ہے اسکی نسبت کچہہ روایات مذکور ہوچکی ہین اور اگر زیادہ دل چاہی تو قصہ میراث عباس رضی اور قتل ابوبکر شجع کو ملاحظہ فرمائیے اور اگر مامور بصبر و سکوت نہین تہی تو پہر اہل بیت کی تذلیل قرآن کی تحریف دین کی تخریب کسنے کرائی معاذ اللہ حسب اصول شیعہ یہہ سب حضرت کے ذمہ علاوہ اسکی طفل پر حد جاری کرنا وغیرہ احکام صریح مخالف عصمت ہین۔ تو اس شرط نے پہلے تو حضرت امام الائمہ سید النبیین والمرسلین ما خلا خاتم النبیین کو ہی خارج کردیا۔ بعد اونکی امام ثانی شیعہ کہ اونہون نے بے وجہ خلافت جو نیابت رسول ہی خود بخود ایک غیر مستحق بلکہ بقول شیعہ کافر کے حوالہ کردی اور اسلام و اہل اسلام کو معرض تلف مین ڈالدیا یہہ ہی اعظم معاصی مین سے ہی تو اس

شرط سے آپکو بہی خارج کیا۔ انکے بعد امام ثالث شیعہ نے حسب تصریح قوم بیت المال کے مال میں بے اجازت امام
تصرف کیا جو حرام تہا اور بپاداش اسکے امام نے اونکی زدوکوب کا قصد کیا اور نیز تقیہ جو واجب تہا
ترک کرکے جوانان اہل بیت کو تہ تیغ بیدریغ ظلمان کرایا اور نساء و ذراری اہلبیت کو ذلیل
و خوار کرایا تو آپکی اس شرط نے انکو بہی خارج کیا پہر اب تبلائیے جامع کیونکر رہے۔ اور اگر ان حضرات
کے اقوال کو دیکہا جاوے تو خلاف شرائط ثابت ہوتا ہے۔ نہج البلاغۃ میں حضرت عثمان کے پیام کے
جواب میں ارشاد ہے۔ واللّٰہ لقد دفعت عنہ حتی خشیت ان اکون آثما اس سے صاف ثابت ہے
کہ آپکو اپنی اس فعل میں معصیت اور اثم کا خوف ہے اور آپکا یہہ ارشاد لا تکفوا عن مقالۃ
بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی یاد آتا ہے شاہد نہج البلاغۃ میں ہے یہہ بہی نقیض
عصمت کو ثابت کرتا ہے پس ہر سہ شرائط حضرت مشکل کشا ہی کے قول سے باطل ہوگئی والحمد للّٰہ
علی ذلک اور عدم نفیت عنقریب اقوال گذشتہ میں مذکور ہوچکی ہے باینہمہ اگر حضرت مجیب کو دعوی تہا
تو دو چار ہی آیات و روایات و اقوال و احادیث بیان فرمائی ہوتی۔ **قولہ** مگر ان حضرات اہلسنت
چونکہ ایسے خلفاء کی خلافت کے قائل ہیں جو بدون دلیل عقلی و نقلی محض موقع و فرصت پاکر خلیفہ بن بیٹھے
البتہ اونکو ایسے اصول وضع کرنیکی اشد ضرورت تہی چنانچہ اونہوں نے ایسا ہی کیا **اقول**
اہلسنت ہرگز ایسے خلفاء کی خلافت کے قائل نہیں ہیں جو موقع و فرصت پاکر خلیفہ بن بیٹھے اور جنکی
خلافت دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہیں ہے بلکہ ایسے خلفاء کی خلافت کے قائل ہیں جنکی خلافت
ثبوت کتاب اللہ سے مثل مہر روشن واضح ہے اور ائمہ کو بہی اونکی ہی اقتدار کا حکم تہا اور ہرگز اجازت نہ تہی
کہ اونکی مقابلہ میں دم ماریں۔ یا چون و چرا کریں۔ تمام عمر ائمہ کا اونکی مطیع رہنا ہے اونکی حقیت خلافت
کی لیے شاہد عدل کافی ہے پس ایسے خلفا تہے جنکے اصول و شرائط پر واقع ہوئی اور کتاب و سنت سے اونکو موید تہی پہر اصول
و شرائط خلافت کی لیے اہلسنت نے قرار دیے والحمد للّٰہ وضع اہل السنت کے ماخذ صحیح سے قرار پائی بخلاف اصول موضوعہ اہل تشیع
کی اونکی تکذیب جابجا خود کلام ائمہ سے **قولہ** اور جب بنظر غور دیکہا کہ وہ بہی امامیہ کے شرائط ثلثہ نہایت ہی درست ہیں تو باوجودیکہ اونکے
مقابلہ میں ان شرائط کو خلاف عقل و نقل کہتے رہے۔ مگر پہر بہی ان میں سے

دو شرطین تسلیم کرہی ہین **اقول** شرائط ثلثہ کی درستی کی نسبت اہلسنت کا ذکر تو رہنی دیجئے اگر کبھی خود بھی آپکی دلائل کیطرف متوجہ ہوتے ہونگی تو آپکا دل ہی جانتا ہوگا کہ دلائل سے ثابت ہین یا نہین اور دو شرطونکا تسلیم کرنا وہ غلطی ہے جو آپکی زبان پر جاری ہی اور چند بار اسپر ہم متنبہ کرچکی ہین **قولہ** اور چونکہ عصمت کیطرح خلفاء ثلثہ مین ثابت نہ کرسکتی تہی اسلیے اسکی ماننی سے مجبور ہی **اقول** بحمد اللہ تعالی اہلسنت کا مقتدا و پیشوا مسائل دینیہ مین کتاب اللہ و سنت ہی وہ خلاف اوسکی کوئی امر کسی مین ثابت نہین کرتے اور جو جسقدر ثابت ہوگیا اوسمین چون و چرا نہین کرتے بخلاف مقتدایان شیعہ کے کہ اونہون نے اپنا مقتدا اپنی اہوا کو قرار دی رکہا ہی خلاف کتاب سنت جسکی لیئی جو دل چاہتا ہی ثابت کردیتی ہین اور جس سے جو دل چاہتا ہی حسب موقع سلب کردیتی ہین نہ کتاب سنت کو دیکہتی ہین نہ ائمہ کی سنتی ہین منجملہ اونکی یہہ مسئلہ عصمت ہی کہ زبردستی ائمہ کے سر منڈہتی ہین حالانکہ نہ کتاب اللہ اسکی مساعدت کرتی ہی نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوسکتا ہی پس اہلسنت کو اس مسئلہ کے نہ ماننی میں مجبوری اسوجہ سے ہی کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت نہین نہ وہ کہ جو ہماری مجیب نے گمان کیا چنانچہ دوسری دونون شرطونکا بہی اسوجہ سے انکار کیا گیا ہی **قولہ** مگر خلفاء ثلثہ کے لیئی بنا پر انبیا کی عصمت مین قدح کرنے لگی **اقول** اس جملہ کا مطلب تو آپ یا آپکی مذہبی بہائی سمجہینگی خلفاء کے لیئی انبیاء کی عصمت مین قدح کرنے سے کیا مراد ہی اگر یہہ مطلب ہی کہ چونکہ خلفاء کو معصوم نہین اعتقاد کرتے اور انبیاء کو اگر معصوم اعتقاد کرینگے تو خلفاء سے افضلیت انبیاء پر لازم آئیگی اسلیے انبیاء کی عصمت مین قدح کرکے اونکو بہی معصوم ہونے سے خارج کرتے ہین تا کہ افضلیت لازم نہ آوی تو یہہ تو بالکل غلط اور واہیات ہی بلکہ مذہب اہلسنت کی خلاف ہی صحیح مذہب اہلسنت یہہ ہی کہ انبیاء معصوم ہین اور سوا انبیاء کی کوئی شخص خلفاء ہین سے ہو یا ائمہ مین سے ہرگز معصوم نہین اور اگر کچہہ اور مراد ہی جو خلاف سیاق عبارت اپنی بطن مین اعتبار کر رکہا ہی تو صاف طور پر بیان کرنا چاہیئے بلکہ بات اصل یہہ ہی کہ حضرات شیعہ کی عادت ہی کہ اگر کسیکو بڑہاتی ہین تو یہانتک بڑہاتی ہین کہ اوسکو حد اعتدال سے خارج کردیتے ہین اور گراتے ہین تو یہانتک گراتی ہین کہ حد

[illegible]

اعتدال سے نکال دیتے ہیں مثلاً اسی مسئلہ عصمت انبیاء میں یہانتک بڑہے کہ صغائر و کبائر سے سہواً وعمداً قبل النبوت اور بعد النبوت معصوم قرار دیا یا گرایا تو یہانتک گرایا کہ انبیاء کی نسبت کفر اور حسد وغیرہ سے بہی دریغ نکیا ائمہ کی نسبت یا تو یہانتک مبالغہ کیا کہ نبیین و مرسلین سے بہی اونکا درجہ اونچا کردیا یا گرایا تو یہہ نوبت پونچائی وہ امور اونکی طرف منسوب کیے کہ کفار و فجار کو بہی اونکی نسبت سے ننگ و عار ہو فروع میں اسکی ایسی مثال ہے کہ مثلاً صوم کی یہانتک احتیاط کہ پانی میں غوطہ لگانے سے بہی ٹوٹ جائے یا بے احتیاطی کیے تو یہانتک کہ اغلام سے بہی نہ ٹوٹے پس مذہب کیا ہے مرزا رفیع السودا کی ہجو یا مدح ہے کہ کبھی عرش بریں پر بٹہلا دیا اور کبھی تحت الثرے میں گرا دیا یا میر و مرزا انیس کے مرثیوں کے بند ہیں کہ ہر شعر میں بیشمار مبالغہ کی بہت جناب امیر رضی اللہ عنہ نے ایسی لوگونکی واسطے فرمایا ہے جو نہج البلاغہ میں کئی جگہ شریف رضی نے نقل کیا ہے سیہلک[1] فی صنفان محب مفرط یذہب به الحب الی غیر الحق ومبغض مفرط یذہب به البغض الی غیر الحق وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموه والزموا السواد الاعظم فان ید الله علی الجماعة انتہی بقدر الحاجۃ اور نہج البلاغۃ میں دوسری جگہ فرمایا یہلك[2] فی رجلان محب مطر و باہت مفتر حسب ارشاد جناب امیر تمام فرق شیعہ و خوارج و نواصب اس وعید میں داخل ہوئی کسقدر اطرا فی المدح اور افراط فی المحبت ہے کہ حضرت کا مرتبہ انبیاء سے بہی بڑہا دیا بحمد اللہ تعالیٰ اہلسنت یہان بہی ثابت الاعتقاد اور راسخ القدم رہے انبیاء کو انبیاء کی درجہ میں رکہا اور خلفاء کو اونکی درجہ میں رکہا نہ اونکی درجہ میں اعتدال سے کمی بیشی کی نہ اونکی درجہ کو اعتدال سے گہٹایا بڑہایا۔ اور اگر روایات شیعہ کا تتبع کیا جاوے تو صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ حضرات شیعہ نے ائمہ کی وجہ سے عصمت انبیاء میں جرح قدح کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی انکار امامت سے روایات او حسد کا قصہ اوپر اسکا ذکر اوپر مذکور ہوچکا ہے علاوہ ازین روایات قوم ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جسقدر مصائب و آلام میں مبتلا ہوئی سب بوجہ انکار امامت ائمہ مبتلا ہوئی

[1] قریب ہے کہ میرے باب میں دو گروہ ہلاک ہونگے ایک تو افراط کی ساتھہ مجکو دوست رکہنے والے کہ میری محبت اونکو ناحق کی طرف لیجائیگی دوسرے نہایت دشمنی رکہنے والے جنکو دشمنی و بغض کیطرف لیجائیگی اور میرے باب میں بہتر حال والے سب سے بہتر ہیں پس ضرور لازم ہوا اونکو اور بڑی جماعت کو اختیار کرو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے ۱۲ [2] ہلاک ہونگے میرے باب میں دو شخص افراط کے ساتھہ دوست رکہنے والا اور مفتری بہتان باندہنے والا ۱۲

اور یہہ اونکو سزا اسی انکار کی دیگئی اس سے اہل انصاف و عقلا صاف سمجھہ سکتی ہین کہ حضرات شیعہ نے ہی ائمہ کی لئی انبیاء کی عصمت مین جرح و قدح کی ہی نہ اہل سنت نے **قوله** غرضکہ امامت و خلافت کے بارہ مین ان حضرات کے اقوال نہایت ہی مضطرب ہین اگر حضرت مجیب یہہ سلسلہ جاری رکھین گے تو انشاء اللہ تعالے بحث امامت مین انکا ذکر بخوبی آئیگا۔ **اقول** معلوم نہین ہماری مجیب نے یہہ نتیجہ کس جملہ کا ماسبق سے پیدا کیا ہی اور پہلی کونسا اختلاف و اضطراب اہلسنت کا مسئلہ امامت مین ذکر کیا ہی جسکی طرف یہہ غرض ایما کرتے ہی۔ اگر بالفرض اہلسنت کو مسئلہ امامت مین باہم اختلاف ہو تو یہہ اختلاف بحمد اللہ تعالی کچھہ قادح نہین کیونکہ اہلسنت کی نزدیک مسئلہ امامت فروع مین سے ہی اور بالاتفاق اختلاف فی الفروع ممنوع نہین ہی حالانکہ اہلسنت مین اس کے بابت کوئی معتد بہ اختلاف نہین ہی لیکن اگر اختلافات فرق شیعہ کو عموماً اور اختلافات فرقہ امامیہ کو خصوصاً دیکھا جاوی اور آپس مین باہم جو کچھہ تہافت و تناقض و تکاذب و تجاحد ہی اوسکو غور کیا جاوی تو بی اختیار آیت وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ۔ زبان سے نکلتی ہی اور آیت اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اوسپر صادق آتی ہی خوف تطویل ہی اور یہہ مقام بھی تطفلی و استطرادی ہی ورنہ اس بحث کو ہم بسط کے ساتھہ قید تحریر مین لاتے لیکن جسکو اس اختلاف کے دیکھنی کا شوق ہو وہ مبسوطات مثل صواعق و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ کو دیکھی۔ لیکن اسجگہ مجیب لبیب سے میری اس گذارش پر ناخوش نہون کیونکہ یہہ اختلاف فی الحقیقت آپکا یا آپکی اکابر علما کا قصور نہین ہی بلکہ حسب تصریحات قوم یہہ کشتی تو خضر ہی کی ڈبوئی ہوئی ہی یہہ اختلاف تو بقول حضرات شیعہ ائمہ کا ڈالا ہوا اور ان ہی کا تعلیم کیا ہوا ہی کلینی مین باب اختلاف الحدیث مین منصور بن ابی حازم سے روایت ہی[۱] قلت لابی عبد اللّٰه اسئلك عن المسئلة فتجيبني فيها بالجواب ثم يجيئك غيري فتجيبه بجواب آخر فقال انا نجيب الناس على الزيادة والنقصان اور بحار الانوار مین ہی[۲] عن محمد بن بشير وعن حريز عن ابی عبد اللّٰه قال قلت لانه ليس شیء اشد علی من اختلاف

---

[۱] منصور بن ابی حازم کہتا ہی کہ مین نے امام ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ مین آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہون آپ اوسمین کچھہ جواب دیتے ہین پھر دوسرا شخص آپکے پاس آتا ہی اوسکو آپ دوسرا جواب فرماتے ہین۔ فرمایا لوگونکو ہم کم و بیش جواب دیتے ہین ۱۲

[۲] راوی کہتا ہی کہ مین نے امام ابو عبد اللہ رض سے کہا کہ مجھپر کوئی چیز ہماری اصحاب کی اختلاف سے زیادہ سخت نہین ۱۲

اصحابنا قال ذلک من قبلی اور بحار مین ہی عن زرارۃ عن ابی جعفر قال قال سالتہ عن مسئلۃ فاجابنی قال ثم جاء رجل فسالہ عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی ثم جاء رجل فسالہ عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی فلما خرج الرجلان قلت یا ابن رسول اللہ رجلان من اھل العراق من شیعتک قدما یسئلان فاجبت کل واحد منہما بغیر ما اجبت بالاخر فقال یا زرارۃ ان ھذا خیر لنا وابقی لنا ولکم ولو اجتمعتم علی امر واحد لقصدکم الناس ولکان اقل لبقائنا وبقائکم فقلت لابی عبد اللہ - الی ان قال فاجابنی بمثل جواب ابیہ اور بحار مین ہی عن ابی عبد اللہ قال انی لاتکلم علی سبعین وجہا فی کلہا المخرج - نقلا عن عام - توان روایات سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہہ اختلاف فی الدین حضرات ائمہ کا ہی تلقین کیا ہوا ہی اور واضح ہی کہ اسکی تاویل مین اختلاف امتی رحمۃ کو پیش نکیجیگا کیونکہ حسب تصریح صدوق جو علل الشرائع مین کی ہی اس حدیث مین اختلاف سی مراد اختلاف فی البلدان ہی نہ اختلاف فی الدین - پس اپنی اختلافات و اضطرابات سی اغماض کرکے اہل حق کیطرف اضطراب و اختلاف منسوب کرنا طرفہ تماشا ہی - **قال الفاضل المجیب** - قولہ - پس جناب مخاطب کا یہہ قول (ماخذ ان اصول موضوعہ کا محض خلافت خلفاء ثلثہ کا وقوع ہی) بجای خود نہین - اقول - معلوم نہین کہ جناب مجیب نے اپنی کس قول و مقدمہ پر یہہ تفریع فرمائی ہی اگر اصول خلافت مسلمہ خود کو اول مدلل تحریر فرماتے اور پہر خلفاء ثلثہ کی خلافت پر اونکو ثابت کرتے بعد مین ایسا لکہتے تو مضائقہ نتہا - اب جناب کا یہہ قول بجای خود معلوم نہین ہوتا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** حضرت مجیب نے یہہ عجب قسم سے اعتراض فرمایا ہی شروع سی کچہہ مفہوم ہوتا ہی اور آخر سی کچہہ اور سمجہہ مین آتا ہی اول تحریر فرماتی ہین معلوم نہین کہ یہہ تفریع کس قول و مقدمہ پر ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ تفریع اسوجہ سی غلط ہی کہ ما سبق مین اسکا مفرع علیہ کوئی قول و مقدمہ نہین ہے اور آخر مین لکہتی ہین کہ اگر اپنی اصول کو مدلل لکہکر خلفاء پر ثابت کرتے اور پہر تفریع کرتے تو صحیح تہا

---

[1] فرمایا یہہ میری طرف سی ہی [2] زرارہ کہتا ہی کہ مینی امام ابو جعفر سی ایک مسئلہ پوچہا آپنے مجکو جواب دیا پہر دوسرے شخص نے آکر پوچہا اسکو میری جواب کے مخالف جواب دیا پہر تیسری شخص نے پوچہا اوسکو ہم دونو کے جواب کے مخالف جواب دیا جب وہ دونو چلے گئی مینی عرض کیا ای رسول اللہ کی فرزند عراق کی دو شخص آپکی شیعہ مین سی پوچہنی کے لیئے حاضر ہوئی آپنے ہر ایک کو دوسرے کے مخالف جواب دیا فرمایا ای زرارہ ہماری لئیے یہی بہتر اور ہماری تمہاری بقا کا سبب ہی اور اگر تم ایک بات پر اتفاق کروگی تو تمہارا قصد کرینگے اور ہماری تمہاری بقا قلیل ہوگی [3] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہی فرمایا

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ متفرع علیہ باین ہمہ موجود ہی لیکن چونکہ بدل نہیں گیا ایسی تفریع تمام ہے قطع نظر اس سے جبکہ جس منشا اعتراض پیدا کرنا غرض مخصم
منقلب کیا گیا اور اس پر بطلان عرض کے تفریع کر گئی تو کون کہہ سکتا کہ یہہ تفریع صحیح نہیں ہے یہہ معنی مانا کہ دلیل پر بھی تفریع ہو سکتی تھی لیکن اس سے یہہ کہ لازم نہیں آتا
کہ جس دلیل تفریع صحیح ہے نہ ہو تفریع فی الحقیقت ذکر ایسی امر کا ہوتا ہے جو اپنی ما سبق کے متفرع ہو اور بطلان اعتراض قطعاً اوسکے انقلاب کے فرع ہی تو اوسکو تفریع کے طور پر
ذکر کرنا ہی صحیح ہوا آپ مکرر غور فرمایئے اور عبارت کو سوچئے **قولہ** مہندا یعنی جو یہہ لکھا تھا تو کہتا کا جواب ہی دیا تھا افسوس کہ جناب نے کتاب ملاحظہ نہیں فرمائی
ورنہ ایسا ہرگز تحریر نفرماتے جواب میں ازالۃ الخفا کی عبارت لکھکر اپنا مطلب ثابت کرتا ہوں - اگر محل گفتگو ہو تو بسم اللہ حضرت فرماویں ازالۃ الخفا کی مقصد اول کے
فصل اول قسم صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ مطبع مذکور مین یہہ عبارت درج ہے مسئلہ در طرق انعقاد خلافت انعقاد خلافت بچہار طریق واقع شود طریق اول بیعت اہل
حل و عقد از علماء و قضاۃ و امراء و وجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود و اتفاق اہل حل و عقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آن ممتنع
است و بیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ حضرت عمرؓ در خطبہ آخر خود فرمودہ اند فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ہو ولا الذی بایعہ
تغرۃ ان یقتلا - و انعقاد خلافت حضرت صدیق بطریق بیعت بودہ است - طریق دوم استخلاف خلیفہ است مستجمع شروط را
یعنی خلیفہ عادل بمقتضای نصح مسلمین شخصی را از میان مستجمعین شروط خلافت اختیار کند و جمع نماید مردمان را و نص کند باستخلاف وی
و وصیت نماید باتباع وی پس این شخص میان سائر مستجمعین خصوصیتی پیدا کند و قوم را لازم است کہ ہمان شخص را خلیفہ سازند
انعقاد خلافت حضرت فاروق ہمین طریق بود - طریق سوم شوری است و آن آنست کہ خلیفہ شائع گرداند خلافت را
در میان جمعی از مستجمعین شروط و گوید از میان این جماعت ہر کرا اختیار کنند خلیفہ او باشد پس بعد موت خلیفہ
تشاور کنند و یکی را معین سازند و اگر برای اختیار شخصی را یا جمعی را معین کنند اختیار ہمان شخص یا ہمان جمع معتبر
باشد و انعقاد خلافت ذی النورین ہمین طریق بود کہ حضرت فاروق خلافت را در میان شش کس شائع ساختند و آخر ہا
عبدالرحمن بن عوف برای تعیین خلیفہ مقرر شد و وی حضرت ذی النورین را اختیار نمود طریق چہارم استیلا است چون خلیفہ بمیرد
و شخصی متصدی خلافت گردد بغیر بیعت و استخلاف و ہمہ را بر خود جمع سازد باستیلاف قلوب یا بقہر و نصب قتال خلیفہ شود و لازم
گردد بر مردمان اتباع فرمان او در آنچہ موافق شرع باشد و این دو نوع است یکی آنکہ متولی مستجمع شروط باشد و صرف منازعین
کند بصلح و تدبیر از غیر ارتکاب محرمی و این قسم جائز است و رخصت - و انعقاد خلافت معاویۃ ابن ابی سفیان بعد حضرت
مرتضی و بعد صلح امام حسن ہمین نوع بود انتہی بقدر الحاجۃ - غور فرمایئے کہ یہہ چہار طریق انعقاد خلافت کی لکھی ہین
کسی طریق کو بھی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کیا ہے حالانکہ یہہ کتاب خاص اسی باب مین بڑے زور و شور سے

تحریر ہوئی ہی ہر طریقہ کے ثبوت مین ہر خلیفہ کی خلافت سے بطور شہادت لکھی ہی پس میرا یہہ لکھنا کہ ماخذان اصول موضوعہ کا وہی خلافت خلفا کا وقوع ہی انصاف فرمایئے تو نہایت ہی درست ہی اور جناب کا یہہ لکھنا کہ بجای خود نہین واقعہ مین بجای خود نہین

اقول عنوان تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ یہہ اعتراض ہماری مجیب لبیب کا مایہ افتخار ہی وسرمایہ ناز ہی پیشتر اسکی جواب مین جو کچھہ الزاماً و اجمالاً گذارش کیا گیا تہا افسوس کہ ہماری مجیب لبیب نے اپنی طبع آشکیونین وسکوت تامل کی نظر سے ملاحظہ نہین فرمایا لہذا ضرور ہوا کہ کسیقدر تفصیل کے ساتہہ لکھا جاوے تاکہ مجیب لبیب کو معلوم ہو جاوے کہ یہہ اعتراض محل گفتگو ہی نہین بلکہ محض غلط ہی اور منشا اسکا یہہ ہی کہ ازالۃ الخفا کے مطلب کو نہین سمجہے پس صنیح ہو کہ حاصل اعتراض دو امر ہین اول یہہ کہ اہلسنت نے چند اصول وضع کیے ہین جن سے انکے نزدیک خلافت متحقق ہوتی ہی اور چونکہ یہہ اصول موضوعہ کتاب وسنت سے ثابت نہین تو باطل ہوئی اور خلافت جسکا ثبوت ان اصول پر موقوف تہا وہ بہی باطل ہوئی دوسرا امر یہہ ہی کہ جن طریقوں سے خلافت خلفاء ثلثہ واقع ہوئی ہی انہین طریقونکو اصول قرار دیا ہی اور یہہ ایک قسم کا مصادرہ علی المطلوب ہی لیکن جہانتک غور کیا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ لزوم مصادرہ علی المطلوب بالکل غلط او رباطل ہی کیونکہ مصادرہ علی المطلوب اوسکو کہتے ہین کہ مدعا کو عین دلیل یا جزو دلیل قرار دیا جاوے اور یہان کوئی بہی نہین کہتا پس یہہ حضرت مجیب کے کمال مناظرہ دانی ہی کہ مناظرہ کی اصطلاحات کی بہی خبر نہین بہر معلوم نہین کہ یہہ جو تحریر فرماتی ہین کہ ابتدا سے تنہیں مناظرہ مذہبی کا شوق رہا ہی محض تہدید ہی یا حقیقت قلم ہی شاید حضرت کو دور اور مصادرہ علی المطلوب باہم مشتبہ ہوگئی ہونگی اور دور کو مصادرہ علی المطلوب سمجہہ گئی ہونگی کہ ایسا اس مبحث مین دور کا شبہہ پڑتا ہی جسکی تقریر جواب کیطرف ہم تبرعاً متوجہ ہوتی ہین اوسکی تقریر یہہ ہی کہ اہلسنت نے چند اصول وضع کیے ہین جن پر خلافت کا تحقق موقوف ہی اور خلافت کی حقیت کو ان اصول سے ثابت کرتے ہین اور پہر ان ہی اصول کی حقیت کو خلافت پر موقوف کر رکہا ہی کہ ماخذ ان اصول کا خلافت خلفا قرار دی گئی ہی تو اہلسنت کے اصول پر دور لازم آتا ہی اب اسکی جواب کیطرف توجہ فرمایئے مروّل کی بہت گذارش ہی کہ واضح ہو کہ خلافت خلفا کی بارہ مین اہلسنت کی دو فریق ہین بعض کے رای یہہ ہی کہ یہہ خلافت منصوصہ ہی چنانچہ صاحب ازالۃ الخفا اور مرزا کی بہی یہہ ہی رای ہی اور بعض فرماتے ہین کہ منصوص نہین ہی بلکہ بیعت اہل حل وعقد واجماع سے ثابت ہی لیکن چونکہ اس جگہ فریق اول کے مسلک پر گفتگو واقع ہوئی ہی کیونکہ مجیب لبیب نے عبارت ازالۃ الخفا کو اپنا مستدل قرار دیا ہی تو اول اسی مسلک کی بنا پر جواب کی تقریر کیجاتی ہی ظاہر ہی کہ مسلک فریق اول پر خلافت خلفا رضی اللہ عنہم نص شرعی سے ثابت ہی از نصوص جلیہ وخفیہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقوال اہلبیت وصحابہ رضی اللہ عنہم بتفصیل تمام کما لا مزید علیہ ازالۃ الخفا مین نقل کر دی ہین اور الزامی نصوص بہی کسیقدر لبس مین نقل کر دی ہین تو جبکہ خلافت نص سے ثابت ہی تو لامحالہ عند اللہ حق ہوگی اور جن طریقوں سے وہ خلافت واقع ہوگی وہ اوضاع اور اصول بہی

حق ہونگی تو اس اعتبار سے جب خلافت خلفاء منصوص ہوئی اور حق ہوئی تو وہ اوضاع و اصول کہ جنپر یہہ خلافت
حقہ مبتنی تھی وہ بھی حق ہوئی۔ تو پھر یہہ کہنا کہ جنپر خلافت کا تحقق موقوف ہے اگر اس سے مراد قطع نظر حقیت
عند اللہ سے تحقق خارجی محض ہے تو لازم باطل ہے اور نہ آپکو کچھہ مفید اور نہ ہمکو کچھہ مضر ہے کیونکہ جب دارمدار حقیت
خلافت کا نص پر ٹھہرا تو اگر بالفرض یہہ اصول کتاب و سنت سے ثابت نہوں تو بھی خلافت خلفاء ثلثہ کی حقیت
مین کچھہ نقص نہین بلکہ برعکس اسکے بوجہ حقیت خلافت کی یہہ اصول بھی حق ہوجائنگی اور اگر مراد یہہ ہے کہ وہ اصول
جنپر خلافت کی حقیت کا تحقق موقوف ہے تو بدیہی البطلان ہے کیونکہ جب خلافت منصوصہ ہوکر حق
ہوچکی تو اوسکی حقیت کسی اصل پر موقوف نہوگی اوسکی حقیت کے واسطے کوئی حالت منتظرہ باقی نہوگی
اگرچہ اس تقریر سے لزوم دور کا بطلان بھی واضح ہے لیکن مناسب ہے کہ بغرض رفع خلجان حضرت مجیب خاص
پیرایہ مین اوسکو ادا کیا جاوے۔ پس سنیئے اس قیاس مین اگر توقف سے مراد توقف حقیت ہے تو صغری کاذب ہے
اور قیاس غیر منتج اور اگر مراد توقف وقوع خارجی خلافت ہے تو کبری کاذب اور قیاس عقیم پس لزوم توقف
الشی علی نفسہ باطل۔ دوسری یہہ کہ اس قیاس مین جہتہ توقف متحد نہین کیونکہ صغری مین بطور نفس وقوع
کی ہے اور کبری مین بطور حقیت کے تو حد اوسط مکرر نہوا تو نتیجہ کاذب ہوگا۔ غرض ہر کیف ازالۃ الخفاء
دیکھہ کر یہہ سمجھنا کہ خلافت راشدہ ان اصول پر موقوف ہے بالکل غلط ہے اگرچہ بعد اسکی کچھہ ضرورت باقی نہین رہی
کہ دوسری مسلک پر جواب کی تقریر کیجاوے کیونکہ مبنی اعتراض کا مسلک اول پر ہی تھا لیکن تبرعاً ہم دوسری
مسلک پر بھی مختصراً جواب کی تقریر کرتے ہین تاکہ ہماری مجیب کے دل مین کوئی ہوس و انتظار باقی نرہجاوے
اس مسلک پر ہم کہتے ہین کہ وہ اصول جنپر خلافت کا تحقق موقوف ہے خلافت پر موقوف نہین بلکہ اول
اون اصول کا کتاب و سنت سے ثابت ہے اور باقی اوسپر متفرع تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ اول بیعت صدیقی
بیعت حل و عقد و اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی ہے اور حجیت بیعت اہل حل و عقد آیت کنتم خیر امۃ سے ثابت ہے
اور نیز اسکی صحت و حقیت کلام جناب امیر المومنین جو چند جگہ نہج البلاغۃ مین مذکور ہے اور خود شارح نہج
البلاغۃ سے مفہوم ہوتی ہے (۱) انما الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی
رجل و سموہ اماما کان ذلک للہ رضی سے اوسپر جو کچھہ مجیب کا اعتراض ہے اور اوسکو دلیل الزامی قرار دی ہے

اسکا جواب ہم اوسی موقع پہ بیان کرین گے۔ مگر مختصراً یہان اسقدر جاننا چاہیی کہ خود اس عبارت کا سیاق
اور دوسری عبارات کا جو اس بارہ مین وارد ہوئی ہین اسکا مکذب ہی۔ (۲) لانہا بیعۃ واحدۃ لا یثنی
فیہا النظر ولا یستانف فیہا الخیار الخارج منہا طاعن والمروی فیہا مداھن (۳) وکانت
امور اللہ علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم ترجع قولہ وکانت امور اللہ الی قولہ ترجع ای انکم
کنتم اہل الاسلام والحل والعقد فیہ لانہم المہاجرون والانصار
شرح نہج البلاغۃ (۴) ولعمری لئن کانت الامامۃ لا تنعقد حتی یحضرہا
عامۃ الناس ما الی ذلک سبیل ولکن اہلہا یحکمون علی من غاب عنہا ثم لیس للشاہد ان یرجع وللغائب
ان یختار الا وانی اقاتل رجلین رجلا ادعی ما لیس لہ وآخر منع الذی علیہ ترجمہ این عبارت بزبان فارسی اینست کہ علی بن
حسن نام دوست اینست وقسم بزندگانی من اگر امامت منعقد نشود تا آنکہ حاضر شوند جمیع مردمان نمی باشد
بانعقاد امامت راہی در ہیچ زمان واین جواب انکار معاویہ است واہل شام اجماع را بر بیعت آن امام علیہ السلام
بنا بر آنکہ اجماع محتاج است در انعقاد بجمیع اہل اسلام وآنحضرت اشارت فرمود باین کلام باین وجہ کہ اجماع
برین وجہ امکان ندارد واگر ممکن باشد عاقل اورا در غایت دشواری میشمارد بلکہ معتبر در انعقاد اجماع
اتفاق اہل حل وعقد است از امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بر امری از امور چنانچہ اشارہ فرمود بدانکہ لیکن
اہل امامت حکم میکنند بر کسیکہ غائب است از ان پس ازان نیست مر حاضر را یعنی را ہیچو طلحہ وزبیر کہ از بیعت
رجوع نماید ونہ غائب را ہیچو معاویہ کہ اورا برائی خویش اختیار سازد۔ الخ۔ نقلاً عن ازالۃ الغین۔ اور جب بیعت
اہل عقد صحیح ہوئی تو بیعت صدیقی حق ہوئی اور چونکہ خلافت ثلاثہ باقیہ اسی پر متفرع اور مبنی ہین وہ
بہی معہ اصول خود صحیح اور حق ہوئی اور اگر مجیب بسبب بعض صحابہ کی تاخر کا خیال کرین تو اول تو اسکا
جواب خود ارشادات جناب امیر مین موجود ہی معہذا یہہ ثابت فرماوین کہ یہہ تاخر بوجہ قدح استحقاق خلافت
تہا جب تک یہہ ثابت نہوگا اوسوقت تک اعتراض لغو اور فضول ہوگا۔ تو اس سلک پر برعکس دعوی
خلافت کی لیے اصول کا ماخذ ہونا مثل روز روشن ظاہر و باہر ہی اور لزوم مصادرہ علی المطلوب جناب نقش
برآب بلکہ لمعان سراب ہی۔ ہماری مجیب کی تقریر اعتراض کے بعینہٖ مثال ہی جیسا طفل کراہی چلنا

نہ سیکہا ہوا وہ ٹہکر چلنے کا قصد کرتا ہی اور گرجاتا ہی ہر جگہ پانون لڑکہڑاتا ہی کسی جگہہ بہی تقریر اعتراض یا جواب کے
ٹہیک نہین پہر اسپر دعوی کیا کچہہ پس مسلک ثانی پر ماخذ اصول کا خلافت کو قرار دینا اور اصول کو
موضوعہ کہنا بالکل غلط ہی اور مسلک اول پر خلافت کو ماخذ اصول کا قرار دینا تو صحیح ہی چنانچہ
پہلی تحریر مین بہی اسکی طرف ایما کیا گیا تہا لیکن اوسکی نسبت یہہ کہنا کہ بطور خود چند اصول
وضع کیے ہین یہہ بالکل باطل ہے کیونکہ جو امر کسی دلیل شرعی سی ماخوذ ہو اگر اوسپر موضوع ہونے کا
اطلاق کیا جاوی تو تمام دین موضوع ٹہر گیا - علی الخصوص اہل تشیع کا تو دین اصول و فروع جو اکثر حرف
ائمہ ہی سے علیہم السلام ماخوذ ہی قطعاً موضوع ہوگا غرضکہ مطلقاً خلافت کا ماخذ ہونا محل اعتراض نہین ہی - اگر اول
منصوصیت خلافت باطل کرتے اور بعد اوسکی یہہ لکہتے تو مضائقہ نہ تہا - اور یہہ قول اب قطعاً بیجا ہی خود نہین
پس میری گذارش کے تردید اس بنا پر ہی کہ نہ ازالۃ الخفا کے مطلب کو سمجہا اور نہ بندہ کی گذارش کو بنظر تامل اور
انصاف کی ملاحظہ فرمایا سو خیر اسکا کچہہ علاج نہین - **قال الفاضل المجیب** - قولہ - کیونکہ فی الحقیقت
یہہ کام حضرات شیعہ کا تہا کہ مبنی انکی اصول موضوعہ کا محض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
ہی جسکو قلم کی الزام اہلسنت کیطرف نسبت فرماتی ہین - **اقول** - شیعہ اپنی اصول کو دلائل عقلیہ
اور اون دلائل نقلیہ سی جو موید عقل ہون ثابت کرتے ہین اور چونکہ امامت کو بہی اصول سے جانتی ہین
اس اصل کو بہی مثل اور اصول کی انہی دلائل سے ثابت کرتے ہین - **یقول العبد الفقیر لطف اللہ لہ**
ہماری حضرت مجیب نے جن دلائل کو عقلیہ تصور فرما رکہا ہی وہ فی الحقیقت صور خیالیہ و وہمیہ ہین
علاوہ ازین جسقدر مخالف فرقے ہین سب اپنی اپنی اصول کی نسبت اسیطرح شد و مد سی صحت
وحقیت کے قائل ہین - اگر یہہ دعوی بلا دلیل معتبر ہی تو سب فرق کے حقیت کی قائل ہوجینگی - ورنہ
اپنی اصول کے لیے دلائل حقہ کی فکر کیجیے - ہم جہانتک غور و تامل سے بنظر انصاف دیکہتے ہین حضرات
اصول مخصوصہ مین کہین اس دعوی کی تصدیق نہین پاتے - ائمہ کا انبیا سے افضل ہونا آپ ہی فرمائیے
کہ بدیہیات اولیہ مین سی ہی - ائمہ اور انکی اعدا کی رجعت - امام آخر الزمان کی غیبوبت - وجوب
علی اللہ تعالی - حسن و قبح عقلی - مساوات اول الائمہ کی خاتم الانبیاء کے ساتہہ جیسا صاحب نافع

بعض اصول اہل تشیع دلائل عقلی و نقلی سے ثابت نہین -

اپنی شرح مین تصریح کی - ائمہ کے عصمت اونکا علم کان وما یکون واختیار موت وحیات وغیرہ بہت سا مسائل ہی
ہین کہ اونہین صرف جدلیات واقناعیات پر ہی قانع ہین اگر انصاف سے ملاحظہ فرماوین تو حقیقت حال
منکشف ہوجاوی - لیکن جب عقل وانصاف کو کام مین نہ لاوین تو اختیار ہی جو دل چاہی فرماوین زبان و
قلم کو کون روک سکتا ہی - **قولہ** اور ہر امر کی ثبوت کی لیئی مقدمات وشرائط کا ہونا ضروری ہی **اقول**
اگر مقدمات وشرائط واقعی اور نفس الامری مراد ہین تو مسلم لیکن حضرت مجیب کو مفید نہین کیونکہ شرائط مقبولہ
کی لیئی نفس الامری ہونا غیر مسلم ہی اور اگر عام مراد ہی تو خود غلط ہی **قولہ** پس جب بنظر تحقیق اس بات پر
غور کیا تو عقل سلیم وکتاب خداوند علیم واحادیث رسول کریم وروایات ائمہ کرام واقوال صحابہ عظام سے
بخوبی ثابت ہوا کہ عصمت وافضلیت ومنصوصیت خلافت وامامت کے لوازم مین سے ہی - اسلیئی ان شرطونکو ضروری
سمجھا - **اقول** عقل سلیم تو وہی ہی جو حضرت مجیب کو خصوصاً اور تمام فرقہ شیعہ کو عموماً قسام ازل کی
مرحمت ہوئی اور کتاب علیم وہ ہوگی جو جناب امیر نے ایام تخلف بیعت گہر کے اندر تخلیہ مین جمع فرمائی
اور ائمہ مین سے ہر ایک کی پاس ایکی بعد دیگری صندوق تقیہ مین بند چلی آئی اور احادیث رسول کریم
و روایات ائمہ کرام وہی ہین جو حضرات زرارہ اور مومن الطاق وغیرہ مقتدایان قوم جنکا مجملاً احوال
مذکور ہوچکا ہی انہی صدیقین کے واسطہ سے حضرات شیعہ مین شائع اور مشتہر ہوئی - اور اقوال صحابہ
تو انہین صحابہ کی ہونگی جنکی مفصل حالات متقدمین ومتاخرین طاب اللہ ثراہم انکشاف بیان فرماتے چلے آئی
اور کسیقدر سابق مین گذارش بہی ہوچکا - پہر ایسی عقل اور ایسی کتاب اور ایسی احادیث و
روایات اور ایسے اقوال پر ناز وافتخار فرمانا ہماری حضرت مجیب جیسی منصف ودانشمند کا ہی کام ہی
ہم تو جہانتک غور کرتے ہین تو اوسکو خلاف عقل اور خلاف کتاب اللہ اور خلاف احادیث رسول اللہ
اور خلاف ائمہ وصحابہ پاتے ہین - اور اسلیئی شرائط ثلثہ کو ضروری نہین سمجہتی قال تعالی وانا او
ایاکم لعلی ہدی او فی ضلال مبین **قولہ** اور چونکہ یہہ شرائط ثلثہ خلفاء ثلثہ مین بالمرہ مفقود ہین
اور اہل سنت بلکہ خود خلفاء بہی اسکی مقر ہین اسلیئی اونکی خلافت کو امامت وخلافت راشدہ جو مراد
نیابت رسول سے ہی نہین جانتی - **اقول** یہہ شرائط ثلثہ مسلمہ حضرات ائمہ مین بہی بالمرہ

مفقود ہین چنانچہ باعتراف ائمہ ثابت ہی تو انکی امامت وخلافت راشدہ کو بہی نما ہیئی چونکہ مقام بسط نہین اسلیئے چند روایات پر اکتفا کرتا ہون بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیے صحیفہ کاملہ مین تو آپ بطور ورد پڑہتے رہتے ہونگے مگر کبھی ترجمہ پر عالی بہی توجہ فرمائیے ۔ قد ملك الشيطان عنانی فی سوء الظن وضعف اليقين[ا] والی اشکو فی سوء مجاورته لی وطاعة نفسی له ۔ ایضًا انا الذی افنت الذنوب عمره[۲] ۔ نہج البلاغۃ مین شریف الرضی جناب امیر سے نقل فرماتے ہین ۔ لا تکفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانی لست بفوق ان اخطی ولا آمن من ذلك فی فعلی الخ[۳] ایضًا ومن کلام له علیه السلام لما اراده الناس علی البیعة بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غیری فانا مستقبلون امرا له وجوه والوان لا تقوم له القلوب ولا تثبت علیه العقول وان الآفاق قد اغامت والمحجة قد تنکرت واعلموا انی ان اجبتکم رکبت بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموه وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا[۴] اور ذوالفقار مین حسین بن بسطام نیشاپوری سے منقول ہی روی محمد بن ابی عمیر عن ابراهیم بن عبد الحمید عن علی بن عبد الله الحسین زین العابدین انه قال رجل انکم اهل البیت مغفور لکم قال فغضب وقال نحن احری ان یجری فینا ما اجری فی ازواج النبیؐ انا نرجو المحسن ضعفین من الاجر وللمسیئنا ضعفین من العذاب ثم قراء یا نساء النبی من یأت منکن بفاحشة الخ[۵] اگر آپ بانصاف سے ملاحظہ فرمائینگے تو ان روایات سے واضح ہوجائیگا کہ یہہ شرائط فی الواقع شرائط نہین اور ائمہ ان کی اپنی اندر مفقود ہونیکے معترف تہے اب بمعارضہ اسکی انبیاء کو ذکر فرمائیے پہلی دلائل شرعیہ سے ثابت کیجیے بعد اسکی اقوال و افعال کے تاویلات وتوجیہات کے درپے ہوجیے ورنہ ہر کسیکی واسطے وجدان شرائط کا قائل ہوکر اسکی اقوال و

[ا] تحقیق شیطان میری لگام اور ضعف یقین مین میری باگ کا مالک ہوگیا ہے اور مین اسکی بُری ہمسایگی اور اپنی نفس کے اسکا مطیع ہونیکا شکوہ کرتا ہون [۲] مین وہ شخص ہون جسکی تمام عمر گناہون نے فنا کردی ۔ ۱۲ [۳] حق بات اور راست مشورہ سے تم باز نہ رہو کیونکہ مین خطا سے برتر نہین ہون اور نہ مین اپنی فعل مین خطا سے مامون ہون [۴] آپ کی کلام جبکہ بعد قتل عثمان کے لوگون نے آپسے بیعت کا ارادہ کیا مجکو چہوڑ دو اور میری سوا کسی دوسری کو تلاش کرو کیونکہ ہم ایسی امر کیطرف متوجہ ہونیوالے ہین جسکی کئی مختلف طریقے اور رنگا رنگ ہین کہ دل اسکی لیے ٹہر نہین اور نہ عقلین اسپر ثابت قدم رہتی ہین اور دنیا تاریک ہوگیی اور صاف رستہ نا آشنا ہوگیا اور جانو اگر مین تمہاری درخواست قبول کرونگا تو تمکو اپنی علم کے موافق لیچلونگا اور کسی قایل کے قول اور عتاب کرنیوالے کی عتاب کیطرف کان نہ رکہونگا اور اگر تم مجکو چہوڑ دوگے تو مین تم مین کا ایک جیسا ہون اور شاید مین زیادہ مطیع ہون جسکو تم امیر بناؤ اور مین اس سے کہ تمہارا امیر ہون یہہ بہتر ہی کہ وزیر ہون [۵] امام زین العابدین سے مروی ہی کہ ان سے کسی شخص نے کہا کہ تم لوگ اہل بیت بخشی ہوئی ہو تو آپ ناخوش ہوئی اور فرمایا کہ ہم زیادہ مستحق ہین کہ جو حکم ازواج نبی مین جاری ہوا ہم مین بہی جاری ہو ہم اپنی نیکوکارون کے لیے دوچند اجر کے اور اپنی گنہگارون کے لیے دوچند عذاب کے امیدوار ہین

افعال کے تاویلات مین معارضہ پیش کیا جا سکتا ہی لیکن کوئی عاقل اسکو ثبوت نہین قرار دیگا۔ اور قطع نظر کا اثبات قیاس علی الانبیاء سے کرنا قطع نظر اس سے قیاس ہے قیاس ہی قیاس مع الفارق ہی **قوله** پس شیعونکی اصلی غرض اپنی اصول کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کرنا و احقاق حق و ابطال باطل ہی **اقول** و لن یصلح العطار ما افسد الدهر جب وہ اصول خلاف عقل و نقل ہین تو حضرات شیعہ کی سعی و کوشش سے اثبات منجملہ محالات ہی اور اس جد و جہد کا نتیجہ بجز ابطال حق اور اثبات باطل اور کچھ نہین اور نہ یہہ غرض حاصل شدنی ہے **قوله** اور یہہ ظاہر ہی کہ اس صورت مین غیر مستحقین کے خلافت ثابت نہ ہوگی۔ **اقول** بلکہ یہہ ظاہر ہی کہ مستحقین کے بھی خلافت اس صورت مین ثابت نہ ہوگی کیونکہ ائمہ کی بھی خلافت باطل ہو جاویگی **قوله** نہ یہہ کہ محض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ کی غرض سے بدون قیام دلیل و حجت ان شرائط کو خلافت و امامت مین معتبر جانتی ہین جیسا کہ حضرت مجیب اور اہلسنت کا وہم و خیال ہی حاشا و کلا **اقول** اہلسنت کا یہہ ہی خیال نہین کہ آپ بدون قیام دلیل و حجت ان شرائط کو خلافت و امامت مین معتبر جانتی ہین بلکہ اہلسنت بدلائل قاطعہ و شہادات ائمہ یہہ ثابت کرتے ہین کہ باوجود قیام دلائل عدم اشتراط کے ان شرائط کو حضرات شیعہ نے خلافت مین معتبر مان رکھا ہی پس جب یہہ حال ہی تو ان اصول موضوعہ کے وضع محض بغرض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہی و بس۔ **قوله** ہان چونکہ بدون قیام دلیل حضرات اہلسنت ان خلفاء کی خلافت کے قائل ہین لہذا انکو ضرور ایسی اصول کے جنکی سوا وقوع خلافت کوئی دلیل نہین سخت حاجت تھی لہذا حضرات نے ایسی اصول وضع فرمائی۔ **اقول** خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے حقیت مثل روز روشن ظاہر ہو رہی ہی آفتاب نص قرآنی اور حدیث نبوی صلی اور اقوال و افعال ائمہ نے اوسکی چہرہ ثبوت سے حجاب خفا یک لخت دور کر دیا۔ آیات و احادیث بقدر مذکور ہو چکی ہین اسوقت نہج البلاغہ کی خطبہ کا ایک جملہ یاد آیا جو ثبوت مدعا مین بشرطیکہ انصاف سے دیکھا جاوی نص ہی واذا المیثاق فی عنقی لغیری قطع نظر اس سی کہ اس جملہ کی الفاظ سے کیا مضمون پیدا ہوتا ہی جو کچھہ اس جملہ سے مینی مدعا سمجھا ہی مین اوسمین متفرد نہین ہون بلکہ ہمین حضرت ابن میثم بحرانی بھی میرے ہی رحمہ اللہ تعالی ہم زبان ہین اور انہین بھی اپنی مختصر شرح مین جو اسوقت میرے پاس موجود ہی مجبور ہو کر صاف کہنا پڑا کہ بیعت ابی بکر کا میثاق ہی

جو جناب امیر کے گردن مبارک مین تہا الحضرت آپ ابن میثم کی شرح بیکر میری اس گذارش کو مطابق کرکے بھی اور
دیکھیے جناب امیر کسطرح حقیت خلافت کو تسلیم فرماتی ہین اور شاید اگر آپ تمام خطبہ کے شرح ملاحظہ فرمائینگے تو یہہ بھی
معلوم ہوگا کہ جناب رضی نے اوسمین کیا قطع و برید فرمائی ہے پس بفضل اللہ تعالے اہلسنت بدون قیام دلیل کے
خلافت کے قائل نہین ہوئے اور یہہ ہی وجہ ہی کہ اونکو اصول گہڑنے کی ضرورت نہوئی تو حضرت مجیب کا یہہ ارشاد
(جنکے سوا وقوع خلافت کوئی دلیل نہین) بالکل غلط اور خلاف واقع ہے منشا اسکا یہہ ہی کہ کتب فریقین سے
بیخبر ہین اور جو کچھہ دیکھا ہے اوسکا مطلب نہین سمجھے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قال الفاضل**
المجیب - قولہ - ورنہ جبکہ ثبوت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کتاب اللہ و شہادات ائمہ رضی اللہ
عنہم سے واقع ہے تو اہلسنت کو وضع اصول کی کچھہ ضرورت نہین - اقول - اگر حضرت مجیب کا یہہ قول
درست ہو تو شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفاء مین چار طریقے انعقاد بیعت کے کیون تحریر فرمائی ہین اور ہر ایک کے
ثبوت کیلیے شرائط و مقدمات وغیرہ کا ہونا ضرور ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
ازالۃ الخفاء کی عبارت کو تامل سے ملاحظہ فرمایئے اور اوسکی مطلب کو سمجھیے با اینہمہ ہمہ دانی آپنے اوسکا
مطلب نہین سمجھا طریق رابع کی شق ثانی کو اگر آپ بتامل ملاحظہ فرمائینگے تو یہہ عقدہ حل ہو جائیگا **قولہ**
تعجب ہے کہ حضرت کتابونکو ملاحظہ نہین فرماتے جو دل مین آتا ہے لکھے جاتے ہین ورنہ ہر کتاب مین طرق
و شرائط وغیرہ تحریر ہین - **اقول** اگر کتابون کے ایسی ملاحظہ کیطرف دعوت کیجاتی ہے جیسا کہ جناب نے ملاحظہ کتب
فرمایا ہے تو ایسا ملاحظہ بیفائدہ ہی نہین بلکہ مضر ہے چنانچہ جناب پر واضح ہو گیا اور اگر نظر انصاف و تحقیق
ملحوظ خاطر ہے تو بندہ بہی جناب کیخدمت مین اس امر کا ملتمس ہے کہ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنفُسَكُمْ
پر عمل فرمایئے اور بندہ کی نسبت تو انشاء اللہ تعالے بشرط نظر انصاف واضح ہو جائیگا کہ کتابونکا ملاحظہ کیا ہے
یا نہین کیا باقی رہا طرق و شرائط کی نسبت کب انکار ہے آپ گذارش کو بغور ملاحظہ فرمایئے **قولہ** معہذا اور
خلفا کی خلافت کا ثبوت خلیفہ اول کی خلافت کے ثبوت پر موقوف ہے اگر حضرت خلیفہ اول کی خلافت
صحیح ثابت ہو جاوے تو پہر جائے گفتگو نہین - **اقول** حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ
کی خلافت کی صحت و حقیت مین بحول اللہ تعالی کچھہ تردد و گفتگو نہین ہے کیونکہ جسکی حقیت کتاب اللہ

شاہد ہو اور جناب امیر نے اوسکی حقیت تسلیم فرمادین اور اوسکی میثاق کو اپنی گردن مین لازم تصور فرمادین۔ اوسکی صحت مین بروئی دین وایمان کیا گفتگو باقی رہی۔ اور جب اوسکی صحت حقیت مین شک وشبہ نہین رہا تو خلاف سہائی باقیہ بہی صحیح ہوئی **قولہ** کہ جب اس خلافت کی انعقاد کا حال دیکہا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ ایسی حالت اضطراب واضطرار مین واقع ہوئی ہی کہ کسی شہادت کی بہی نوبت نہین پونہچی۔ **اقول** جب اس خلافت کا حال دیکہا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اس سے اعلاء کلمۃ اللہ حاصل ہوا دین رضی خداوند تعالی کی تمکین ہوئی اسلام مسلمین کو غلبہ وشوکت ہوئی کفار ومرتدین مقتول ومخذول ہوئی اور وہ وعدہ خداوند تعالے جو خلافت حقہ کی نسبت تہا بروئی کار آیا اسلیئے ہر عاقل کے نزدیک ایسی خلافت کے لیئے اوسکا حالت اضطرار مین واقع ہونا اور کسی شہادت کا واقع نہونا کچہہ مضر نہین کیونکہ خداوند تعالی علیم وقدیر اوسکا ذمہ دار ہوچکا تہا تو جو خلافت موعود من اللہ تعالے تہی وہی واقع ہوئی اور اس خلافت سی انکار نص قرآنی سے انکار ہی اور اوس سے ناخوشی لیغیظ بہم الکفار کا مصداق ہی علاوہ ازین شہادت کی ضرورت اوسوقت ہی کہ جب کوئی منکر ہو اور جبکہ وہان کوئی منکر ہی نہین تہا تو شہادت کی پیش کرنے کی کیا ضرورت مگر تعجب تو یہہ ہی کہ جناب امیر نے بہی تو بوقت شوری کوئی شہادت پیش نہ فرمائی اور نہ امیر معویہ کی بہی مقابلہ مین کوئی حجت بجز بیعت اہل حل وعقد کے پیش فرمائیے تو اگر شہادت پیش نکرنا دلیل عدم حقیت خلافت کی ہی تو آپکی اس قاعدہ سے جناب امیر کی خلافت کی عدم حقیت ثابت ہوتی ہی **قولہ** اوس طوفان بے تمیزی مین کہ جناب سرور کائنات کے انتقال فرمائی ہی سقیفہ بنی ساعدہ مین جو ایسی ہی کا مونکی لیئی تہا ایک شور وغل منا امیر ومنکم امیر ونحن الامراء وانتم الوزراء کا بلند ہوا اور ہر گروہ نفسی نفسی کہنی لگا بہلا ایسی ثبوت وشہادت کا کیا موقع ہوسکتا ہی نہ کوئی آیت قرآنی اپنی مطلب کے موید بیان کرتا تہا نہ دلیل عقلی دعوی میں لاتا تہا نہ اس باب مین عترت سی کچہہ پوچہا بدون قول فیصل بخوف اسکی کہ مبادا انصار سے یا کسی اور قبیلہ سے کوئی خلیفہ ہوجائی اور ریاست حکومت ہاتہہ سے نکل جاوے حضرت ثانی نے اول کو خلیفہ بنا دیا چنانچہ روایت بخاری اسپر شاہد ہی۔

اقول مجیب ہمہ کے کلمات ناسزا اور طعن کا تو ہم کیا جواب لکھین۔ ہان اسقدر گذارش ضروری
ذرا عقل کو شوائب نفسانیت سے خالی فرما کر سوچین کہ جب شور وغل منا امیر ومنکم امیر اور نحن الامرا و انتم الوزرا
کا بلند تہا اور ہر گروہ نفسی نفسی کہتا تہا تو ایسی نفسا نفسی مین باوجودیکہ کوئی آیت یا کوئی دلیل پیش
نہین ہوئی ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے دعوی کو کیون قبول کرلیا اور بلا دلیل کیونکر اطاعت
منظور کرلی صرف ایک شخص کے بعیت وہ بہی اپنی گروہ مین سے مخالفین کے بعیت اور اطاعت کرلینے
کیونکر حجت ہوگئی حالانکہ بقول آپکے خود اوسی گروہ کے اکابر و اعیان اوس جلسہ مین موجود نہ تہے اور انسے
مشورہ نہین لیا گیا تہا اور وہ اسکی مخالف تہی تو ایسی حالت مین عقل سلیم کیونکر تسلیم کرسکتی ہے کہ انصار
جو اپنی امامت پر مصر تہے بلا حجت و دلیل صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعیت کیوجہ سے بعیت کرلیتے اگر لیا
ہوتا تو انصار مین سے ایک شخص اوہکر سعد بن عبادہ رضہ کے ہاتہہ پر مثلا بعیت کرلیتا کیون انکی بعیت کو
اپنی لیی حجت قرار دیتی ورنہ کم از کم یہہ ہوتا کہ تا حاضر ہونے باقیماندگان وجوہ مہاجرین کے اپنی بعیت کو
موقوف رکہتے تو اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انصار نے جب تک انپر حجت تام نہوئی
اور حق منکشف نہین ہوا ہرگز بعیت نہین کی تو حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ انصار نے اول کو خلیفہ بنادیا
بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ خلافت بعیت وجوہ مہاجرین اور اعیان انصار سے منعقد ہوئی ہے ہان اول اس خلافت
راشدہ کے انعقاد کی شرکت کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی موفق ہوئے پس روایت بخاری کا اسجگہ
ذکر کرنا بے سود بلکہ بے موقع ہے مع ہذا جب ہم جناب امیر رضی اللہ عنہ کی استدلال کو دیکہتے ہین جبکہ آپکو اس
بعیت کی خبر پہونچی اور آپنے ارشاد فرمایا تو وہ بہی کچہہ اس سے زیادہ نہین ہے یاد آتا ہے کہ نہج البلاغۃ
مین منقول ہے کہ آپنے فرمایا جو سطاوی ابحاث مین مذکور ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ درخت کو لیا اور پہل کو
چہوڑ دیا۔ **قولہ** ائمہ کی شہادات کا جو ذکر فرمایا ہے مقام حیرت ہے اسوقت امام بالفعل جناب
امیر تہے انکی کسینے بات ہی نہ پوچہی وہ تجہیز و تکفین آنحضرت مین مشغول و درنج والم مین مبتلا تہے کہ ادہر
خلیفہ بن بیٹہے۔ **اقول** بیشک مجیب ہمہ کے لیے یہہ مقام حیرت ہے کیونکہ جب حضرت امیر کو
امام بالفعل تسلیم کرلیا تو دوسرونکی امامت کے لیے شہادت کا صادر ہونا مقام حیرت ہی ہوگا۔ لیکن

فی الواقع یہہ مقام کچہہ مقام حیرت نہین کیونکہ یہہ جملہ (اسوقت امام الفصل جناب امیر ہی تہی) غلط ہی اور ضلالت کتاب اللہ تسلیم کررکہا ہے جسکی وجہہ سے اس حیرت اور بردوبات مین گرفتار ہین - صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتہہ دلی عداوت اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے ساتہہ زبانی محبت نے اکثر جگہہ اصول و فروع مذہب شیعہ مین اسطرح کے اوجہادی اور پیچیدگیان ڈال رکہی ہین کہ نہ آجتک وہ کسی سے سلجہی اور نہ قیامت تک سلجہین ولن یصلح العطار ما افسد الدھر - انہین شہادات کی بارہ مین علامہ ابن میثم نے اپنی شرح کبیر نہج البلاغۃ مین تحت شرح خطبہ للہ بلاد فلان مین جو تعارض و تناقض بیان کرکے جواب تحریر فرمایا ہی قابل ملاحظہ اولوالابصار و منصفان روزگار ہی ذرا مجیب صاحب بہی ملاحظہ فرمالین - اور اگر یہہ حیرت متعلق نفس وقوع شہادات کی ہی تو اسکا جواب بجز اسکی کچہہ نہین کہ اپنی کتب معتبرہ دیکہکر اپنی طمانیت فرمالیوین - باقی رہا یہہ کہ انکی کسی نی بات نپوچہی سو جو امر بابت استخلاف صحابہ موعود تہا وہ لامحالہ واقع ہونیوالا تہا کچہہ ضرور نہین تہا کہ ہر ایک سے پوچہا جاتا اور مشورہ کیا جاتا علاوہ ازین وہ وقت ایسا تنگ تہا کہ اگر اس امر مین تاخیر واقع ہوتی تو خطرہ وقوع فتنہ کا اندیشہ تہا - اور نیز جب اکثر اکابر مہاجرین مع انصار موجود تہی تو بعض اکابر کا موجود نہونا خلل انداز وہ قادحین نے الالتحاق ہی تو نہیے کچہہ مضر نہین - اور رنج والم مین مقید ہونا اسکا جواب ابحاث سابقہ مین گذر چکا ہی کہ حسب روایات سامی غلط ہی ہرگز رنج والم وفات شریف مین مبتلا نہ تہی ہان اگر تہی تو اپنی دنیاوی حکومت کے غصب کے رنج والم مین مبتلا تہی کیونکہ امامت دینی کا تو غصب کرنا طرف غاصبین کے دست قدرت سے خارج تہا - ظاہری تسلط ہی آپکی قبضہ سے غصب ہوا تہا تو اوسیکا رنج والم تہا علاوہ اسکی اہل بیت رضوان اللہ علیہم تو حلول مصائب کے وقت عزیمت یعنی صبر و استرجاع کو اختیار فرماتے ہونگی اور اپنی خدمت خاص یعنی ہدایت خلق مین مشغول ہوتے ہونگی چنانچہ بحمد اللہ اسکی موید روایات بہی موجود ہین

حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنا الحسن مقبل الدقاق قال حدثنا یعقوب بن یزید عن الحسن بن علی بن فضال عن محمد بن عبد اللہ الکوفی قال لما حضرت اسمعیل بن ابی عبد اللہ الوفات جزع ابو عبد اللہ جزعا شدیدا قال فلما غمضہ دعا بقمیص غسیل

او جدید فلبسه ثم تسرج وخرج یأمر وینهی قال فقال له بعض اصحابه جعلت فداك لقد ظننا انا لا ننتفع بك زمانا لما رأینا من جزعك فقال انا اهل بیت نجزع ما لم تنزل المصیبة فاذا انزلت صبرنا انتهی عن ازالة العین ٥٢ وقال الصادق علیه السلام انا اهل بیت نجزع قبل المصیبة فاذا نزل امر الله عز وجل رضینا بقضائه وسلمنا الامر ولیس لنا ان نکره ما احب الله لنا انتهی عن من لا یحضره الفقیه پس جبکہ حق تعالیٰ کی پسندیدہ امر کو مکروہ ہی نہیں سمجھتے بلکہ محبوب سمجھتے ہونگے تو رنج والم کیا اور جزع وفزع کیونکر ہاں جزع وفزع قبل المصیبت حسب روایات شیعہ بمثل مشہور قبل از مرگ واویلا بیشک انبیا وائمہ ع کی شان کے شایان ہے حضرات سحبان لسانی جو دل چاہے ہی انکی جناب کیطرف نسبت فرمادیں لیکن جزع وفزع قبل البلا کے علت اگر یہ ہے کہ بلا موہوم الوجود یا متوقع الوجود ہے تو جزع وفزع بعد حلول البلا بدرجہ اولی بلکہ قبل الوجود زیادہ مستحق جزع ہے اور اگر امر آخر ہے تو محتاج بیان ہے۔ اور یہ بھی اوسی من لا یحضرہ میں یہ بھی موجود ہے۔ وقال ٥٣ علیه السلام ان البلاء والصبر یستبقان الی المومن فیأتیه البلاء وهو صبور وان البلاء والجزع یستبقان الی الکافر فیأتیه البلاء وهو جزوع اور نیز مذکور ہے ٥٤ ولما قبض علی بن محمد العسکری رای الحسن بن علی علیهما السلام قد خرج من الدار وقد شق قمیصه من خلف وقدام انتهی اب ذرا اہل انصاف ان روایات میں بغور وامعان نظر فرماوین اور جناب مجیب بھی بنظر انصاف ملاحظہ کریں روایتین اولین ورابعہ کو صغری بناوین اور ثانیہ کو کبری قرار دیوین اور نتیجہ کے مضمون کو ائمہ کی شان سے تطبیق دیوین بعد اسکے اگر مذہب شیع سالم باقی رہی تو اہلسنت سے دست گریبان ہونے پر تیار ہوں لیکن انصاف شرط ہے۔ **قولہ** اور بعد فراغ امور ضروریہ اور انعقاد بیعت کے ابوبکر رض حسب شہادت روایت ازالۃ الخفا جو تحریر ہوچکی ہے خانہ حضرت زہرا میں نقض خلافت کے مشورے کرتے تھے اور اس خلافت کے برہم کرنیکی تدبیرین فرماتے تھے جسکی بابت خلیفہ ثانی نے انکے گھر جلانے کی دھمکی دی تھی

---

٥١ جب اسمعیل ابن ابی عبد اللہ کی وفات قریب پہونچی تو امام ابو عبد اللہ نے نہایت زاری وفغان کی اور جب وفات ہوچکی تو آنجناب نے ... کپڑا پہنا اور باہر نکلے اور امر ونہی فرمانے لگے آپکے بعض اصحاب نے عرض کیا ہمیں گمان تھا جب ہم نے آپکا جزع دیکھا تو یہ گمان تھا کہ ہم ایک مدت تک آپ کی برکات سے منتفع نہ ہونگے فرمایا ہم اہلبیت جبتک مصیبت نازل ہو جزع فزع کرتے ہیں اور جب نازل ہو جائے تو صبر کرتے ہیں ۱۲ ٥٢ امام جعفر صادق نے فرمایا ہم اہلبیت مصیبت سے پہلے جزع فزع کرتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کا حکم نازل ہو جاتا ہے تو راضی بقضا ہو جاتے ہیں اور اسکے حکم کو تسلیم کرتے ہیں اور ہمکو یہ نہیں چاہئے کہ جو چیز خدا ہمارے لئے پسند کرے اسکو مکروہ سمجھیں ۱۲ ٥٣ امام علیہ السلام نے فرمایا مصیبت اور صبر مومن کیطرف دوڑتے ہیں پس مصیبت اسکے پاس پہنچتی ہے اور وہ صابر ہوتا ہے اور مصیبت اور بے صبری کافر کیطرف دوڑتے ہیں پس مصیبت اسکے پاس پہنچتی ہے اس حال میں کہ وہ بے صبر ہوتا ہے ۱۲ ٥٤ جب علی بن محمد عسکری کے فرزند ... کی وفات ہوچکی تو علی بن الحسن کو دیکھا کہ گھر سے نکلے اور ...

نقض خلافت کی شوری کی روایات اور انکا جواب

کیاہی تمام شہادت ہی **اقول** اگرچہ ماسبق مین اسکا جواب مذکور ہوچکاہی لیکن اسجگہ بہی
چونکہ ہماری مجیب لبیب نے مکرر ذکر فرمایا اوسکا اعادہ باضافہ افادات کیاجاتا ہی واضح ہو کہ اگر مذہب
تشیع پر بناء گفتگو ہو تو حضرت مجیب ہی جواب کا فکر فرمادین کہ اولاً حضرتؑ بسبب ترک تقیہ واجبہ وسکوت
مامورہ وعدم منازعہ آثم ہوتے ہین - اور ثانیاً حضرتؑ ایک لغو اور بیفائدہ امر مین مبتلا ہوئی اگر بسبب علم ماکان وما یکون
آپکو معلوم تہا کہ یہہ امر شدنی نہین اور نیز اوس روایت کی بہی تکذیب ہوتی ہی جو آپکی عالم الغیب والشہادۃ
ہونے پر دلالت کرتی ہی ثالثاً باوجود اوس قوت وشجاعت مفرطہ کی جو روایت بساط سے بمقابلہ
ومقاتلہ قوم عاد ومعاملہ قتل ابوبکرؓ اشجع عامل فدک سی معلوم ہوتی ہے اور باوجود اوس عقل وفراست کاملہ کے
جسکا بیان ناممکن ہی آپ کا زنان پردہ نشین مین حسب روایات شیعہ مانند جنین ملطخ بنجاسات ارحامین
منہمک بمعاصی وسیئات کی بیٹہکر خفیہ مشورہ کرنا اور اپنی مدعا پر کامیاب نہونا اور ذرا سی دہمکی سے
اپنی دعوی سے دست بردار ہو کر بیعت کرنا علاوہ اسکی کہ اصول شیعہ پر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہی مکذب روایات ہے
جنمین تو وہ تو ڑ اونکی محامد کی روایت کی ہین - اور اگر مذہب اہل سنت کی اعتبار سے گفتگو منظور ہو تو سنی اہل سنت
جناب امیر کو معصوم کب کہتی ہین اور عالم ماکان وما یکون کب تسلیم کرتے ہین اگر آپنے ابتدا مین بالفرض
نقض خلافت کی شوری کیے تو یہہ خطا تہی ہمرنگ خطا اجتہادی کی اور بعد اوسکی جب آپ متنبہ ہوئی
اور اوسکی حقیت پر کماحقہ وقوف حاصل کیا تو بیعت بہی کی اور شہادات بہی بیان فرمائی - غرض جبتک
بیعت نہین کی ممکن ہی کہ شہادات بیان نفرمائی ہون اور جب حق منکشف ہوگیا اور بیعت کرلی اور
رنجش دور ہوگئی بعد اوسکی شہادات بہی بیان فرمائی ہون اسمین کونسا تناقض اور کیا استحالہ ہی اور یہہ تقریر
اوسوقت تک ہی کہ ہم علی سبیل التنزل نقض خلافت کے مشورونکی وقوع کو تسلیم کرلین لیکن بحول اللہ تعالی
ہمکو یہہ امر حاصل ہی کہ ہم ابتداءً وقوع مشورونکو ہی باطل کرین - اہل حق کے نزدیک خلافت صدیقی
حق ہی اور وہ بیعت اہل حل وعقد وجوہ مہاجرین وانصار سے واقع ہوئی اور صحابہ مین سے کوئی فرد اوسکا
مخالف نہ تہا اور کسیکو حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی استحقاق خلافت مین انکار یا شک
وتردد نہ تہا حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کو بہی اگر ملال تہا تو اس امر کا تہا کہ ہمکو شریک مشورہ کیون نہ

تو کیا مضائقہ ہے اہل حل وعقد مین سے تھی تو ہم مستحق مشورہ تھی چنانچہ جو عذر بھی کیا گیا وہ پذیرائی جناب ہوا
اور وجہ اسکی بخشش ور ہو گئی اور بیعت علی الاعلان فرمائی اور فرمایا کہ ہمکو اسمین کلام نہیں ہے کہ ابوبکرؓ احق بالخلافت
ہین چنانچہ اس مضمون کو حدیث بخاری صراحۃً مثبت ہے اور جب ہم حدیث ازالۃ الخفا کو جو جناب مجیب کا
مستدل ہے دیکھتے ہین تو اسمین یہہ الفاظ ہین فیشاورہما ویرجعون فی امرہم جسکا ترجمہ مجیب نے
یہہ کیا ہے اور جناب سیدہ سے مشورہ کرتے تھے اور اپنے کام مین مراجعت کرتے تھے اور ان الفاظ مین
کہان ہے کہ آپ نقض خلافت ہی کے مشورے کرتے تھے اور صرف مشورہ کرنے سے کیونکر لازم آیا
کہ وہ مشورے نقض خلافت ہی کے تھے بلکہ حضرت امیر کے نزدیک وہ خلافت منعقد ہو چکی تھی اگرچہ بعض
اکابر شریک نہ تھے کیونکہ بیشتر روایات شیعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت کے نزدیک سب کا حاضر ہونا انعقاد
کے واسطے ضروری نہین ہے تو پہر کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ اسکی نقض کے بابت دیدہ دانستہ مشورے
اور تدبیرین کرتے اور کیا ضرور ہے کہ ہم خطا آپکی جناب مین منسوب کرین بلکہ فی الحقیقت یہہ مشورے
اس امر کے لیے تھے کہ جب اہل حل وعقد نے بیعت صدیقی مین بلا مشورہ سبقت کی اور استبداد کیا
اگرچہ ضرورۃً ہوا تاہم مقتضائے بشریت باعث ملال اور باعث تاخیر بیعت ہوا اور عموماً صحابہ کو آپکا یہہ ملال
اور یہہ تاخیر باعث ناخوشی اور کشیدگی ہوئی تو جب کشیدگی ورنجش طرفین سے ہوئی تو جناب امیرؓ
اور انکے ساتھیون نے چاہا کہ کسیطرح ابوبکر رضی اللہ عنہ تنہا ہمارے پاس آئین اور ہم اپنی برادرانہ شکایت
کرین اور وہ عذر اپنا بیان فرماوین تو باہمی شکر رنجی دور ہو اور ظاہری ملال رفع ہو اور بیعت کرلین کیونکہ
اگر یہہ قصہ مجمع مین ہو تو مبادا بسبب اسکے کہ مختلف الطباع لوگ جمع ہونگے کوئی ایسا امر نہ ہو جاوے جو باعث
زیادتی ملال ہو بس صرف اسی امر مین مشورہ تہا اور اسی بابت تخلیہ مین گفتگو ہوتے تھی چنانچہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تنہا بلایا اور گو حضرت عمرؓ تنہا جانے سے مانع ہوئی لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تنہا
تنہا تشریف لیگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور اسمین ابوبکرؓ کے حقیت بالخلافت کا اقرار
کیا اور عدم مشورہ اور استبداد بالبیعت کی شکایت فرمائی حضرت ابوبکرؓ نے بجواب اسکے انکی فضائل مجاہد
بیان فرمائی اور عدم مشورہ استبداد کا عذر کیا جو قبول ہوا اور شکایتین رفع ہوئی اور پھر اخیر بیعت ہو گئی

چنانچہ آخر تک باہم شیر و شکر ہین اور شہادات فضائل و محامد خلفا رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہین
یہہ مدعا ہین صحاح اہلسنت و تصریح علما شیعہ سے بدلالت مطابقی ظاہر و باہر ہی چنانچہ میر محمد باقر داماد نے
نبراس مین اسکو تسلیم کیا ہی اور تشیید المطاعن کے مجلد ثانی مین عبارت مذکور ہی چونکہ خوف تطویل تہا اسلیی محذوف
روایات مختصراً عرض کیا گیا۔ اب باقی رہا یہہ امر کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ازالہ مین
یہہ جملہ جو تحریر فرمایا ہی (جمع شدن درباب نقض خلافت مشورہ بکار میبردند) پہر اسکی کیا معنی ہونگی
سو اسکا جواب یہہ ہے کہ اولاً ظاہر ہی کہ منشا اس ملال کا یہہ ہی امر خلافت تہا تو جب گروہ مخالف نے
خفیہ مشوری کیی تو اگرچہ یہہ مشوری بابت نقض خلافت کی نہون تاہم عوام مین شورش و اختلال
پیدا ہونی کے باعث مشعر نقض خلافت کی ہوسکتی ہین علی الخصوص ایسی حالت مین جبکہ منافقین
اور اعدا دین تخریب دین متین کے کمین مین بیٹہی ہوئی ہون تو چونکہ یہہ مشوری منتج نقض خلافت
تہی تو اسلیی انپر اطلاق کیا گیا کہ یہہ مشورہ نقض خلافت کی بارہ مین تہی اسکی صد ہا نظیرین عالم مین موجود ہین
چنانچہ قائل خطا گو قاتل کہتی ہین اور ظاہر ہے کہ اس راز مخفی کو جو حضرت زہرا رض کی دولت سرا مین
ہوتا تہا حضرت عمر رض تک ان بزرگوارون سے تو کسینی نہین پہونچایا ہوگا جو باعث اسقدر
جوش و خروش کا ہوا جس سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر رض نے ان مشورونکی ظاہری حالت سے
سبب نقض خلافت کا سمجہکر اسقدر تنبیہ فرمائی اور اسیوجہ سے کہا گیا کہ یہہ مشوری نقض خلافت کی بابت تہی۔ ثانیاً
سلمنا کہ یہہ مشوری درباب نقض خلافت کرتے تہے لیکن اسکی معنی یہہ کہانسی پیدا کیی کہ یہہ مشورہ
کرتے تہی کہ جسطرح ہوسکی خلافت کو توڑ دیں بلکہ درباب نقض خلافت مشورہ میکردند کی معنی یہہ ہین
کہ نقض خلافت کی بارہ مین مشوری کرتے تہی کہ آیا نقض خلافت مناسب ہی یا نہین چنانچہ بالآخر
یہہ قرار پایا کہ نقض خلافت حقہ مناسب نہین اور بیعت فرمائی۔ ثالثاً سلمنا کہ یہہ مشوری درباب نقض
خلافت باین مراد تہی جو حضرت مجیب نے سمجہی ہی لیکن یہہ حکم مجموعہ کیطرف نسبت کیا گیا ہی جسکا
صدق بعض کے طرف نسبت کرنے سے بہی ہوسکتا ہی تو ہم یہہ نہین تسلیم کرتے کہ یہہ حکم حقیقۃً
جناب امیر رض اور حضرت زبیر رض کی طرف راجع ہی بلکہ یہہ فعل حقیقی طور پر ان حضرات کا تہا جو

اونمین ادنیٰ درجہ کی تہی اور مہمات شرع پر اونکو پورا وقوف حاصل نہ تہا لیکن چونکہ حضرت امیرؑ اور زبیرؓ اونمین سرگروہ تہی اور بڑہی ہتی تو بشرکت مجموعی مجازاً ان حضرات کیطرف بہی وہ فعل منسوب ہوگیا چنانچہ عبارت تحفہ کی اسی طرف ناظر ہی پس انصاف سی ملاحظہ فرمائیے اگر بالفرض ان حضرات سے اس قسم کی مشورے واقع ہوئی بہی ہوں تو بہی وقوع شہادات کو مضر نہین ہان اسقدر گذارش باقی رہگئی کہ ہمارے مجیب صاحب یہہ جو تحریر فرمارہے ہین کہ (خلیفہ ثانی نے اونکے گہر جلانے کی دہمکی دی تہی) اور پہلی تحریر مین یہہ عبارت ہے (اور بیعت لینے کے لیے گہر جلانے کی دہمکی دی اگرچہ قصہ احراق بیت فاطمہؓ بہت سے اہلسنت کی کتب معتبرہ مین درج ہے مگر چونکہ بعض علمائے عصر انکار کرتے ہین اور شیعون کا افترا بتاتی ہین سلیئے گذارش ہے) تو اس سے معلوم ہوا کہ مجیب کو دہمکی اور قصہ احراق مین متمایز اور تفرقہ نہین حالانکہ فرق بدیہی ہے۔ **قولہ** پہر جناب امام حسنؓ و امام حسینؓ علیہما السلام نے جو بالقوہ امام تہی خلیفہ اول و ثانی کو ہر ایک کی خلافت کے زمانہ مین فرمایا کہ منبر سے اوتر کیونکہ یہہ میری باپ کی جگہ ہے اور ہر دو خلیفون نے بجز اقرار کے کچھہ چارہ نہ دیکہا چنانچہ کتب معتبرہ اہلسنت مثل تاریخ الخلفاء و کنز العمال مین یہہ حال تحریر ہے پہر مین حیران ہون کہ کس جرأت سے ہماری مجیب فرماتے ہین کہ خلافت خلفائے ثلثہ شہادات ائمہ سے واقع ہوئی۔ **اقول** ہماری حضرت مجیب کے جوش و خروش کو دیکہنا کہ کس شد و مد سے اپنی روایات سے چشم پوشی فرماکر فرمارہے ہین۔ اجی حضرت آپکی یہان تو بالقوہ نبی بہی معصوم نہین چہ جائیکہ امام بالقوہ ہو آپ اپنی کتابونکو تو ملاحظہ کیجیے اپنی علما کی شہادتونکو تو سنیئے تفسیر صافی مین جو اسوقت میری سامنے کہلی ہوئی رکہی ہے محمد بن مرتضیٰ معروف ملا محسن حضرت آدم کے قصہ مین تحریر فرماتے ہین وفی العیون[1] عن الرضا قال لہما لا تقربا ہذہ الشجرۃ واشار لہما الی شجرۃ الحنطۃ ولم یقل لہما ولا تاکلا من ہذہ الشجرۃ ولا مما کان من جنسہا فلم یقربا تلک الشجرۃ وانما اکلا من غیرہا لما ان وسوس الشیطان الیہما ثم قال وکان ذلک من آدم قبل النبوۃ ولم یکن

[illegible]

---

[1] عیون مین امام رضاؑ سے مروی ہے خداتعالے نے آدم و حوا کو گیہون کے درخت کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس درخت کے نزدیک مت ہو جیو یہہ نہین فرمایا تہا کہ نہ اس درخت کو نزدیک ہونا اور نہ اسکی ہم جنس کے تو وہ اوس درخت کی نزدیک نہین ہوئی اور درخت دوسرے مین سے کہایا جبکہ شیطان نے اونکو بہکایا پہر فرمایا اور یہہ آدم سے نبوت سے پیشتر واقع ہوا تہا ۔۱۲

ذلک بذنب کبیر استحق به دخول النار وانما کان من الصغائر الموهوبة التی تجوز علی الانبیاء
قبل نزول الوحی الیهم فلما اجتباه الله تعالی وجعله نبیا کان معصوما لا یذنب صغیرة ولا کبیرة
قال الله تعالی فعصی آدم ربه فغوی ثم اجتباه فتاب علیه وهدی وقال ان الله اصطفی آدم ونوحا الآیة۔
وفی روایة ان الله عز وجل خلق آدم حجة فی ارضه وخلیفة فی بلاده لم یخلقه للجنة وکانت المعصیة
من آدم فی الجنة لا فی الارض لتتم مقادیر امر الله عز وجل فلما اهبط الی الارض وجعل حجة وخلیفة
عصم لقوله عز وجل ان الله اصطفی آدم ونوحا الآیة۔ ان روایات سے واضح ہے کہ قبل النبوة نبی
بالقوہ سے ایسی معصیت کا صدور جسکی پاداش مین جوار خداوند تعالے سے بعید کیے گئے اور جنت سے نکال دیے
اور بتوسط ائمہ معصومین دعا والتجا جناب الٰہی مین کی جب معافی ہوئی جائز ہے بلکہ واقع پس اگر بالقوہ
ائمہ سے کوئی ایسی معصیت جس سے مستحق خلود یا دخول نار نہون اور وہ معصیت ہم جنس اس معصیت کے ہو
جو حضرت آدم سے بروایات سامی صادر ہوئی علی الخصوص حالت طفولیت اور عدم تکلیف مین جو مصداق
حدیث رفع القلم کی ہے تو بلحاظ روایات سابقہ کیا استحالہ واستبعاد ہے لیکن ہم اس قول کو حسب ارشاد جناب
امیر بمقتضای سن اوسی فعل کے برابر سمجھتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ ودوش مبارک پر
سوار ہونے کی بابت مروی ہوا۔ قطع نظر اس سے مجیب کا مدعا اوسوقت ثابت ہو جبکہ امور مفصلہ ذیل
ثابت ہون۔ (۱) آپکو اوسوقت رفع تقیہ جائز ہو (۲) لفظ اب سے مراد حضرت علی ہون (۳)
مقصود بیان استحقاق امامت جناب امیر ہو۔ (۴) آپ اوسوقت کامل العقل ومکلف ہون
(۵) عرفاً آپکی اقوال وافعال زمانہ طفولیت پر محمول ہوکر قابل اعتماد وقبول نجانین جائین مع الکل محال
اما امر اول پس حسب زعم شیعہ جن قاسطین مارقین وناکثین نے معاذ اللہ جناب فاطمی کے دشمنونکی

ل۔ اور کچھ بہت بڑا گناہ بھی نہین تھا کہ جس سے دخول نار کے مستحق ہون اور وہ صرف گناہ صغیرہ بخشا ہوا تھا جو انبیا
سے نزول وحی سے پہلے جائز ہین۔ پھر جبکہ خدا نے برگزیدہ کرکے نبی بنایا تو معصوم ہوگئے کہ نہ گناہ صغیرہ کرتے تھے نہ کبیرہ حق تعالی نے
فرمایا۔ آدم نے اپنی رب کے نافرمانی کی پس گمراہ ہوا۔ پھر خدا نے اوسکو برگزیدہ کیا اور اوسکی توبہ قبول کی اور ہدایت کی
اور فرمایا اللہ نے آدم اور نوح کو برگزیدہ کیا۔ اور ایک روایت مین ہے۔ اللہ تعالے نے آدم کو جنت کے لیے
نہین پیدا کیا تھا بلکہ اوسکو اپنی زمین مین حجت اور اپنے شہرونمین خلیفہ پیدا کیا تھا۔ اور گناہ آدم سے جنت مین ہوا تھا نہ زمین مین
تاکہ اللہ کے امر کی تقدیر پوری ہو پس جب زمین پر اوتارا اور حجت اور خلیفہ بنایا تو معصوم ہوگئے بسبب قول تعالی کی۔ ان اللہ اصطفی آدم ونوحا الآیہ۔ ۱۲۔

گھر کو جلایا اور ضرب شمشیر یا تازیانہ سے صدمہ پونہچا کر محسن شش ماہہ اسقاط کرایا اور برسر منبر فاحشہ کے
ساتھہ متہم کیا اور اسد اللہ سے جبرًا گلی مین رسی ڈالکر بیعت لی اور بنات طیبات کو غصب کیا اور فدک
چھینا اون سے کیا توقع تہی کہ وہ ایسی فتنہ انگیز باتونسے سکوت کرین گے۔ اور نیز اماین معصومین کا
کیا عجب ہوگا جو ایذا رسانی سے باز رہینگی پس رفع تقیہ کی کوئی وجہ نہین۔ معہذا تعجب ہے کہ خلافت
صدیقی ہے تو جو بظاہر حسب تصریحات مطابق شرع تہی اسقدر ستکرہ فرماوین اور خود ہی بلاضرورت اوس خلافت
حوالہ امیر معویہ فرماوین تو معلوم نہین کہ حسب اصول ثقہ خدا و رسول کو کیا جواب دینگے۔ زیادہ تعجب صاحب
تشیید المطاعن سے ہے کہ باین تبحر اوسنے بجواب طعن صدیقی کے عدم تقیہ کی علت زمانہ وجود حضرت فاطمہ رض
قرار دیا ہے اور یہہ خیال نفرمایا کہ حسب روایات شیعہ پہلے کونسا دقیقہ بیحرمتی کا اوٹھا رکھا ہے جو اب حضرت
فاطمہ کا لحاظ کرینگی یا ڈر جائینگی علاوہ اسکے یہہ علت خود زمانہ خلیفہ ثانی مین جو یہہ ہی قول امام ثالث سے
صادر ہوا نہین جاری ہوگی - امر ثانی ہم کہتے ہین کہ لفظ ابیہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لین نہ
جناب امیر کیونکہ اطفال کے عادت ہے جب اپنی بزرگ کے جگہ کسیکو بیٹھا دیکھتے ہین یا اپنی بزرگ کا
کپڑا کسیکو پہنے دیکھتے ہین تو ناگوار سمجھتے ہین اور متقاضی نزع ہوتے ہین تو چونکہ ہمیشہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس جگہہ دیکھا - اب اونکی جگہ دوسری لوگونکو بیٹھا دیکھکر بمقتضاء عمر غبطہ فرمایا
اور فرمایا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر اور یہہ ہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے اوسکی تصدیق فرمائی
اور نیز اپنی ہونے سے بھی نفی نہین فرمائی بلکہ فرمایا سچ ہے تیری باپ کا منبر ہے نہ میری باپ کا۔ اور دوسری
یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر ہے نہ میری باپ کا اور آپکی مفارقت کو یاد فرماکر رو پڑے ہی
پہر صاحب تشیید کا اسکو حاشیہ تشیید مین بضم نفس پر محمول کرکے مقدح جواب ہوا طرفہ تماشا ہے۔
امر ثالث اگر مقصود بیان استحقاق تہا تو ایسے الفاظ سے بیان کرنا جسمین اثبات ثبوت خلاف مقصود کہ
خلاف فصاحت اور نہایت مستبعد ہے اور کچھہ مفید نہین چنانچہ اس عبارت سے بفرض محال اگر یہہ ہی
مدعا ہو تو ہرگز پایہ ثبوت کو نہین پہنچتا - پس اگر بیان استحقاق مقصود تہا اور موافق تصریح مذہب
تشیید مخالفین کا کچھہ خوف نتہا تو یون فرماتے - ایہا الناس ان مستحق الخلافۃ بعد جبکی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو ابی علی بن ابیطالب و ان ابابکر تقمصہا غصبا وعدوانا فانزلوہ عن منبر جدی فانہ لیس لہا اہلا [۱] - اوسوقت شیعہ کو گنجایش استدلال ہولی ورنہ ایسی ہیز امر کو ایسی طرح چیستان اور پہیلی مین بیان کرنا اور ایسی عبارت مین ادا کرنا جسمین خلاف مقصود اقرب الی الفہم ہو کوئی عاقل تجویز نکریگا - امر رابع بدیہی البطلان ہے انبیا کی نسبت ارشاد ہے فلما بلغ اشدہ واستوی جو صراحۃً دال ہے کہ نبوت بعد بلوغ اشد اور استوی عنایت ہوئی اور مفسرین شیعہ نے اشد کے معنی کمال عقل کے فرمائے ہین محمد بن مرتضی المعروف ملا محسن تفسیر صافی مین تحت قولہ تعالے فاراد ربک ان یبلغا اشدہما ای العلم وکمال الرای [۲] فرماتے ہین تو اس ہے صاف ثابت ہے کہ زمانہ بلوغ اشد سے پیشتر کمال عقل ورائے حسب شہادت ملا محسن مفسر نہ تہا معہذا استثنا اطفال کا عموماً تکالیف شرعیہ سے اسکی دلیل ایسی واضح ہے جسمین کچھہ خفا نہین - امر خامس کے بطلان کے لیے حاجت بحث استدلال نہین یاد آتا ہے کہ خود جناب امیر نے جناب حسنین کے اس قول کی نسبت جو معذرت فرمائی اور شیعہ روایت کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ تم بچا بنتی سو کہ حضرت کے دوش مبارک پر سوار ہو جایا کرتے تہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اونکی حالت صبا پر محمول فرماکر قابل مواخذہ واعتبار نہین سمجہا پس ایسی استدلال خصم کے روبرو پیش کرنا حضرت مجیب جیسے ہی دانشمند کا کام ہے مگر کیا کرین جب استدلال صحیح بہم نہ پہونچین تو کیا ان ابلہ فریب تقریرون سے بہی دل خوش نکرلین - یہہ معلوم نہین کہ کس صلہ پر یہہ جرأت ہے اور کس بہروسہ پر دعوی تناقض مابین اقوال ائمہ وشہادات ہے - **قولہ** جبکہ یہہ خلافت کتاب اللہ وشہادات ائمہ وغیرہ سے واقع نہین ہوئی جیسا کہ بیان کیا گیا اسلیئے اہل سنت کو وضع اصول کی اشد ضرورت ہوئی - **اقول** جبکہ مجیب لبیب کی شبہات کا استیصال قرار واقعی کیا جاچکا تو وہ ہی امر حق محقق باقی رہگیا کہ خلافت خلفاء رضوان اللہ تعالے علیہم کتاب اللہ اور شہادات ائمہ علیہم السلام سے

[۱] ای لوگو مستحق خلافت بعد میری نانا صلے اللہ علیہ وسلم کے میری پدر بزرگوار علی بن ابیطالب ہین اور ابوبکر نے قمیص خلافت غصب وتعدی کے طور سے پہن لیا ہے - اسکو میری نانا کے منبر سے اتار دو - کیونکہ یہہ اوسکا اہل نہین ہے - ۱۲ [۲] پس تیرے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونو اپنی کمال عقل کو پہنچ جائین

واقع ہی اور اہل سنت کو اوسکی لیئی اصول بنانیکی کچھہ ضرورت نہین **قال الفاضل المجیب**
قولہ - ہان خلافت راشدہ جسکا ثبوت کتاب اللہ و شہادات ائمہ سی ہی جن اصول و شروط
پر واقع ہوئی ہی اہل سنت کی نزدیک وہی اصول صلوح و وقوع کی لیی معتبر ہین - اقول -
اس آپکی قول سے معلوم ہوا کہ سوای کتاب اللہ و شہادات ائمہ ؑ کی بہی خلافت راشدہ کی لیی
اصول و شروط ہین پہر آپکا یہہ فرمانا کہ اہل سنت کو وضع اصول کے کچھہ ضرورت نہین - کیونکر
صحیح ہو - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اس اعتراض سی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت
مجیب اپنی پہلی تحریر کی اصل مطلب کو بہول ہوئی ہین جو ایسا بے سر و پا اعتراض فرماتی
ہین لیجیئی اب مین مختصراً خلاصہ مطلب تحریر سابق عرض کرتا ہون اور اوسپر جو کچھہ مینی عرض کیا تہا
وہ بہی مختصراً لکہتا ہون اہل انصاف خود دیکہہ لیوین - کہ اوسپر ہماری مجیب کیا فرما رہی ہین اولاً
جناب مجیب تحریر فرماتی ہین شیعہ کی نزدیک امامت مشروط بشرائط ثلثہ نص و عصمت و افضلیت ہی
اور اہلسنت ان شرائط کو شرط خلافت نہین مانتی بلکہ بطور خود چند اصول وضع کیی ہین جن سی اونکی
نزدیک خلافت متحقق ہوتی ہی اور ماخذ ان اصول موضوعہ کا محض خلافت خلفاء ثلثہ متنازعہ فیہا کا
وقوع ہی اور یہہ ایک قسم کا مصادرہ علی المطلوب ہی انتہی - بندہ نے اوسپر بایں مضمون عرض کیا کہ
جبکہ خلافت خلفاء ثلثہ رض کتاب اللہ و شہادات ائمہ رض سی ثابت و واقع ہی تو اہلسنت کو اوسکی
اثبات کی لیی اصول گڑہنی اور بنانیکی کچھہ ضرورت نہین لیکن ظاہر ہی کہ خلافت کچھہ خلافت خلفاء ثلثہ مین ہی
منحصر نہین ہی اور اگرچہ لفظ خلفاء مقید بثلثہ نہ تہا تاہم بقرینہ سیاق عبارت خلافت متنازعہ
فیہا ہی مفہوم ہوتی تہی اور ظاہر ہے کہ بعد خلافتہائی منصوصہ راشدہ کی دوسری خلافتونکی لیی
اصول کے ضرورت تہی تو جب یہہ خلافتہای راشدہ حق ہو گئی اور اونکا ثبوت کتاب اللہ سی ہوا اور ائمہ ؑ نے
انکی حقیت کی نسبت شہادات فرمائی تو جن اصول پر یہہ خلافتہای راشدہ واقع ہوئی ہین وہ اصول
لامحالہ حق ہونگی اور جو خلافت اون اصول کے مطابق واقع ہوئی - وہ بہی حق و منعقد ہو گئی پس اوسپر مجیب لبیب کا
یہہ فرمانا کہ اس قول سے معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ کی لیی سوائی کتاب اللہ و شہادات ائمہ کے بہی

اصول و شروط ہین تو آپکا یہہ فرمانا کہ اہل سنت کو وضع اصول کی کچھہ ضرورت نہین کیونکہ صحیح عوام
فہم مطلب عبارت سے ناشی نہین تو کیا ہے کیونکہ اولاً اس کلام سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ مجیب نے کتاب
و شہادات کو ہی اصول قرار دیا ہے حالانکہ یہہ غلط ہے کیونکہ عبارت تحریر سابقہ سے صاف واضح ہے کہ
اسجگہ اصول سے وہ قواعد کلیہ مراد ہین جو اپنی جزئیات پر منطبق ہون نہ قضایائے شخصیہ علاوہ اسکی کتاب
و شہادات پر اس امر کا اطلاق نہین ہو سکتا کہ یہہ وہ اصول ہین جو بطور خود وضع کیے ہین جنکا
الزام لگایا گیا تھا۔ ثانیاً مینی یہہ عرض کیا تھا کہ خلافتہائے متنازعہ فیہا کے لیے وضع اصول
کی ضرورت نہین لیکن جو اصول کہ اون سے مستنبط ہین وہ اصول وقوع و صلوح کے لیے معتبر
ہین اور اس سے ہر ایک نو کی دہاید سمجھہ سکتا ہے کہ اس سے یہہ مراد نہین ہے کہ وہ اصول مستنبط جو
خلافتہائے متنازعہ فیہا سے پیدا ہوئی ہین اپنی ہی صلوح و وقوع کے لیے معتبر ہونگی اگر انکا اعتبار
ہوگا تو آیندہ کی لیے ہوگا۔ لیکن ہماری مجیب لبیب اپنی کمال دانشمندی سے یہہ سمجھہ گئے
کہ گویا لفظ صلوح و وقوع کا مضاف الیہ معنوی وہی خلافتہائے متنازعہ فیہا مراد ہین اور غلط
سمجھکر اعتراض فرما دیا۔ ثالثاً حضرت مجیب نے ہی کسطرف ان اصول کا الزام لگایا تھا جو بلا حجت
شرعیہ کی بہوائے نفسانی از خود وضع کیے جاوین اور بندہ کمترین نے اون ہی اصول موضوعہ کا
انکار نسبت خلافتہائے متنازعہ فیہا کیا ہے تو اب اس اعتراض مین معلوم ہوتا ہے کہ ہماری مجیب
اپنی اصلی قید کو فراموش فرما گیے ہین جو متعلق اثبات اصول کی دہمکی دیتی ہین۔ اور یہہ تمام گفتگو
اوسوقت تک ہے کہ ہم جناب مجیب کی خاطر سے تسلیم کرلین کہ ازالۃ الخفا کا مطلب جو ہماری مجیب نے
سمجھا ہے وہ صحیح ہے ورنہ فی الحقیقت اگر دیکھا جاوے تو ہماری مجیب اصل مطلب ازالۃ الخفا تک ہی
نہین پہونچے مگر سوچین اور اہل علم و انصاف سے پوچھین بندہ نے ہی ابحاث سابقہ مین اس کو مجملاً و مختصراً
بیان کیا ہے۔ **قولہ** معہذا تاوقتیکہ وہ اصول و شروط مفصل بیان نہ ہون اور دلائل خارجی سے
ثابت نکیے جاوین یہہ کہنا کہ جن اصول و شروط پر واقع ہوگی ہے اہل سنت کے نزدیک ہی اول
صلوح و وقوع کے لیے معتبر ہین مصادرہ علی المطلوب ہے **اقول** سبحان اللہ حضرت مجیب نے

مناظرہ دانی ختم ہی کیون جناب میر صاحب ذرا سوچیے اپنی تو ہہی کہ مصادرہ علی المطلوب کسکو کہتے ہین اور بیان مصادرہ علی المطلوب کیونکر لازم آتا ہے **قولہ** اور نیز اس تکرار سے بظاہر کسی طرح کی فائدہ لوم نہین ہوتا - **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف ذرا تو انصاف کو کام فرمایئے آپ نے کہان تکرار دیکہی ورنہ کسی دوسرے سے پوچہیے کہ یہہ تکرار ہی یا نہین پہلی یہہ تو فرمایئے کہ تکرار کسکو کہتے ہین تعجب ہے کہ جناب اپنی تکرارات بیفائدہ نہین دیکہتے جوکہ بندہ بنظر اغماض و مسامحت قلم انداز کرآیا ہی نقض خلافت کی مشوری - پہر جلالی کی دہکی فعلیت اثبات جناب امیر - جناب امیر کی تجہیز و تکفین حضرت مین مشغولی - ابتلا رنج و الم مین کسیکا بات نپوچہنا وغیرہ یہہ سب امور اور علاوہ انکی بہت سی امور جو اسی ایک صفحہ مین مذکور ہین قطع نظر تکرارات تمام کتاب سے اگر یہہ تکرارات بیفائدہ نہین تو کیا ہی اب انصاف سے سوچکر دیکہیے اور فرمایئے کہ تکرار بیفائدہ اسکو کہتے ہین جو آپکے عبارات مین موجود ہی یا اسکو کہتے ہین جو آپنے بندہ کی عبارت مین پیدا کیا **قولہ** ان لفظان سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جس خلافت کا ذکر حضرت نے پہلے کیا ہی وہ خلافت راشدہ نہین - **اقول** عبارت کا مضمون سمجہنا یہہ خاص آپکا ہی حصہ ہی بیشک خلافت کا ذکر پہلے اسطرح اس عبارت مین کرچکا ہون (ورنہ جبکہ ثبوت خلافت خلفا رضہ کتاب اللہ و شہادات ائمہ سے واقع ہی تو اہل سنت کو وضع اصول کی کچہہ ضرورت نہین ہی) اور ہر ایک ذکی و بلید اس عبارت کو دیکہکر سمجہہ سکتا ہی کہ جو خلافت کتاب اللہ و شہادات ائمہ سے ثابت ہوگی وہ کیونکر راشدہ نہوگی خلافت کا راشدہ ہونا اپنی اختیار سے جسکو چاہا راشدہ کہدیا جسکو چاہا امارت سلطنت کہدیا نہ کتاب اللہ کی سے نہ ائمہ کی فرض نہ یہہ مضمون ہماری مجیب نے خوب سمجہا لیکن یہہ کچہہ نئی بات نہین حضرت مجیب اور انکی اکابر علما ہمیشہ کتاب و سنت کی مضامین ایسی ہی سمجہتی چلی آتے ہین یا ہذہ اول قارورۃ کسرت فی الاسلام **قولہ** اور واقعہ مین بہی یہہ ہی بات ہی **اقول** جو خلافت کہ کتاب اللہ اور شہادات ائمہ سے ثابت ہو اوسکو خلافت راشدہ نہ اعتقاد کرنا ہماری مجیب جیسی منصف کا ہی کام ہی پس یہہ محض ہماری جناب مجیب کے ظن مین ہی نہ واقعہ مین **قولہ** حضرت کا یہہ فرمانا

کہ شہادت ائمہ سے خلافت راشدہ ثابت ہے سمجھہ مین نہین آتا کیونکہ خلافت راشدہ و امامت دونو لفظ مرادف ہین۔ ائمہ خود خلفاء راشدین ہین اونکی شہادت اپنی سوا کیکی خلافت راشدہ پر کیا معنی۔ اگر وہ ائمہ ہین تو خود خلفاء راشدین ہین اور اگر خلفاء راشدین ہین تو وہی امام ہین پھر سوائے خلفاء راشدین کے اونکی غیر کو ائمہ کہنا کیا معنی رکھتا ہے **اقول** اسجگہ ہمارے مجیب صاحب نے اپنی کمال لیاقت و دانشمندی سے دو اعتراض خلط کر کے ذکر فرمائی اول متعلق وقوع شہادات اور ثانی متعلق اطلاق لفظ ائمہ ان دونو اعتراضونسے اہل علم پر بخوبی روشن ہو سکتا ہے ع کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم۔ پہر شہادات ائمہ سے ثبوت خلافت راشدہ کی عدم فہم کی دلیل جو کچھہ ارشاد ہوئی وہ اور بہی نور علی نور ہے لیجیے سنیے اس تقریر کی اغلاط مختصر گذارش ہین اولاً خلافت راشدہ اور امامت کو (مرادف) مترادف فرمایا ہے اس پر مبنی ہے کہ آپنے شاید میزان منطق اور تہذیب بہی نہین دیکھی جو حضرت کو مرادف کی تعریف معلوم ہو لی اور اگر ازالۃ الخفا کی بعض عبارات آپکو شبہ ڈالین تو واضح ہو کر بعد تامل وہ آپکی مفید مدعا نہونگے جو کچھہ فرمائین سوچ سمجھکر فرمائین۔ ثانیاً مسلما کہ یہہ ہر دو لفظ اصطلاحاً مترادف ہین لیکن کس کے نزدیک اگر شیعہ کے نزدیک مرادف ہے تو اہل حق پر اونکی مسلمات حجت نہین اور اگر اہل حق کے نزدیک مرادف ہے تو بداہۃً غلط ہے آخر یہہ تو آپ نے بہی سنا ہوگا کہ امام مالک رح امام شافعی رح امام غزالی رح امام رازی رح علی العموم اطلاق کرتے ہین اور اونکو ہرگز خلفاء مین سے نہین سمجھتے اگر آپنے ایسا ہی مرادف سمجھہ رکہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مین بہی ہر جگہ یہہ ہی سمجھتے ہونگے تو پہر ائمۃ الکفر مین کیا کہیگا قرآن کو اگر پیش کیجیگا تو پہر آپکی خصم کو بہت وسعت اور گنجائش ہو جائیگی اور آپ تنگ ہونگے علاوہ اسکی ابن بابویہ نے خصال مین روایت کی ہے عن ابی عبد اللہ ع[1]

قال ثلثۃ یدخلہم الجنۃ بغیر حساب وثلثۃ یدخلہم النار بغیر حساب فاما الذین یدخلہم الجنۃ بغیر حساب فامام عادل وتاجر صدوق وشیخ افنی عمرہ فی طاعۃ اللہ عز وجل واما الثلاثۃ

[1] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا تین شخص ہین جو جنت مین بے حساب داخل ہونگے اور تین شخص ہین جو دوزخ مین بے حساب داخل ہونگے جو جنت مین بے حساب داخل ہونگے وہ امام عادل ہے تاجر راستباز اور وہ بڈہا جسنے اپنی عمر عبادت مین صرف کر دی اور وہ تینون ۱۲

اذن بعد خاتم الله النار بغیر حساب فاما جائر وتاجر کذوب وشیخ زان - تو اس روایت مین تو ان
دو ہی دیکھیے اور فرمایئے کہ امام سے کیا مراد ہے چونکہ اسوقت نقل روایت سے مقصود اسی قدر ہے اسلیئے اس حدیث
شریف کی تفصیل فوائد کسی دوسری وقت پر منحصر کرتا ہون ثالثاً عموماً ائمہ کا خلفاء راشدین ہونا یہہ جو
آپ نے مسلمات سے ذکر فرمایا ہمپر حجت نہین ہو سکتا کیونکہ اوسکی بناء فاسد پر مبنی ہی - رابعاً اگر حصر مراد ہے تو سراسر
غلط اور غیر مسلم ہے جس سے دریافت کیجیگا آپکو بتلا دیگا کہ جب خلفاء اور ائمہ باہم متقابل مناظرین کو ہونگی
تو ائمہ سے ائمہ اہل بیت مراد ہونگی اور خلفاء سے خلفاء ثلثہ تو یہہ بہی غلط اور از قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہے
خامساً اگر ائمہ خود خلفاء راشدین ہین اور خلفاء راشدین ائمہ ہین تو ہم کب کہتے ہین کہ وہ اپنی سوائے
کسیکی خلافت راشدہ پر شہادت دیتے ہین بلکہ بعضہم لبعض شہادت دیتے ہین اور اسکو کوئی انکار
نہین پس اپنی سوائی کسیکی خلافت پر شہادت کے معنی دریافت کرنا بالکل لغو اور بے معنی ہے
سادساً یہہ فرمانا کہ اگر وہ ائمہ ہین تو خود خلفاء راشدین ہین الخ فی الجملہ مسلم ہے لیکن یہہ قضیہ
محض ایک وجودی حکم پر دلالت کرتا ہے اس سے نفی غیر کی سمجھنا سراسر غلط ہے - پس عبارت حقر کے
معنی باعتبار ظاہر ہین یا باین معنی کہ جن حضرات کے امامت کی تم معتقد ہو انہین کی شہادت
سے خلفاء ثلثہ کی خلافت راشدہ ثابت ہوتی ہے یا یہہ کہ جو متفق علیہم امام فی الدین ہین انکی شہادت سے
ثابت ہوتا ہے کہ خلافت ثلثہ راشدہ ہین یا یہہ کہ وہ ائمہ جنکی خلافت و امامت اپنی زمانہ مین راشدہ
متفق علیہ ہے انکی شہادات ثابت کرتے ہین کہ خلافت ثلثہ سابقہ خلافتین راشدہ ہین اور ان
سب توجیہات مین کچھہ خلل نہین پس اگر اب بہی آپ نہ سمجھین اور ہٹ دہرمی کرین تو خدا سمجھی
قولہ اور ثبوت کتاب اللہ اور شہادات ائمہ کا جواب پہلی گذر چکا ہے **اقول** اس کا جواب
کا جواب بہی وہین ملاحظہ فرمالیجی گا **قال الفاضل المجیب** - قولہ بخلاف حضرات شیعہ کی
کہ انکی اصول ثلثہ با وجود دیکہ دلائل شرعیہ سے ثابت نہین مستلزم دو دین یا الغوتیہ اول یا آخرین لان الشی
اذا ثبت ثبت بلوازمہ تو لزوم مصادرہ علی المطلوب علی اصول اہل السنۃ بالکل باطل ہے - اقول - اصول ثلثہ کی

ے جو ملو نرخ مین بیحساب دخل ہونگی وہ امام ظالم اور جہوٹا سوداگر اور بڈہا زانی - ۱۲

سنیت آپکا یہہ کہنا کہ دلائل شرعیہ سی ثابت نہین دعوی بلا دلیل ہی اگر کوئی دلیل تحریر فرماتے تو توجہ
کیا جاتا۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** سبحان اللہ ہماری مجیب لبیب با این ہمہ
ادعاء مناظرہ دانی اول خود ہی اپنی تحریر سابقہ مین اپنے اصول ثلثہ کی سنیت اپنی خلاف منصب بے دلیل
دعوی فرمائین کہ ہماری شرائط ثلثہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سی ثابت ہین اور جب مانع نے اوسکی ثبوت کو
منع کیا تو اولٹی اوس سے اوسکی منع پر دلیل کے طالب ہوتی ہین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ ہمارا
منصب کیا ہی اور اوسکا منصب کیا ہی نہ منصب ہی کی خبر ہی نہ حضرت کو یہہ معلوم کہ دعوی کسکو
کہتی ہین اور منع کیا چیز ہی اور دلیل کا محتاج کون ہی اور کون نہین پھر اوسپر یہہ کہتے ہین [illegible]
قولہ سوای عصمت کے دو شرطون یعنی فضلیت خلفا و نص کے حضرات اہل سنت بہی
قائل ہین اگر شیعہ کے اصول ثلثہ دلائل شرعیہ سی ثابت نہین تو حضرات ان شرطونکو کن دلائل سی ثابت
کرتے ہین۔ **اقول** یہہ وہی غلطی ہے جو بارہا ہماری مجیب لبیب سی سرزد ہوئی ہی اور ہم متنبہ
کر چکی ہین اور اب بہی ہم متنبہ کرتے ہین کہ حضرت یہہ آپ غلط سمجہی ہوئی ہین اہل سنت ہرگز ان
شرائط کو شرائط نہین جانتی آپ وجود کو اشتراط سمجہہ رہی ہین جو منشا اس غلطی کا ہی جانتے ہین
ہم اتنے وجود اور اشتراط مین بون بعید ہی جو اطفال مدرسہ پر بہی مخفی نہوگا **قولہ** یہہ کب ہوسکتا ہی
کہ اہل سنت غیر شرعیہ دلائل سے کسی امر کی قائل ہون۔ **اقول** بیشک آپکی یہہ صحیح و درست فرمایا
یہہ ہرگز ممکن نہین کہ اہلسنت کسی امر کی بلا قیام دلائل شرعیہ قائل ہون اوسپر تمسک یشیع ہین جو آنکی لیے
تو حسن و قبح بہی شرعی ہی وللہ الحمد والفضل ما شہدت بہ الاعداء **قولہ** گو خلافت پر کوئی
دلیل شرعی قائم ہو۔ **اقول** کیون حضرت اسکو کیا کہتی ہین پس اپنی اصلی حالت پر آگئی اجی حضرت
کیا آپکے نزدیک کتاب اللہ دلیل شرعی نہین لیکن اس رسالہ مین تو آپ اوسکی قطعیت کا اعتراف فرمایے
ہین گو آپکے اکابر علما کی خلاف ہو چنانچہ اوس موقع پر انشاء اللہ ہم اسکو ثابت کرینگے پہر [illegible]
بارہ مین کیون قابل قبول نہین اگر ائمہ نے تقیۃ کچھہ فرمایا ہو تو حق تعالی شانہ نے تو تقیہ نہین
کیا ہوگا ذرا اوسکو بتامل صادق دیکہیے اور اپنی علمار کی تاویلات کو اوسکی ساتھہ میزان انصاف مین

تو یہی تو معلوم ہو جائیگا کہ اہل سنت بلا دلیل شرعی خلافت کے قائل ہوئی ہین یا بدلائل ولکن اللہ یہدی
من یشاء۔ **قولہ** چونکہ دور کا ذکر آپنے بالاجمال کیا ہی مجہے بہی اجمالاً جواب بہی گذارش کہ ہر چند آپکی
کتب عقائد وغیرہ سے یہہ ہر سہ شرائط خصوصاً پہلے دو شرطین یعنی فضلیت و نص تو ضرور
ثابت ہین مگر ہماری مقابلہ مین انہی انکاری چنانچہ انشاء اللہ تعالی دلائل شرائط مین انکا ذکر کسیقدر
تفصیل سے آئیگا۔ مگر یہان اسقدر گذارش ہی کہ اگرچہ آپ امامت مین ان شرائط کے منکر ہین مگر ثبوت
نبوت مین تو ضرور ہی قائل ہونگی جو جواب آپ وہان فرماوین۔ وہی جواب ہماری طرف سے امامت مین کہ تالی
نبوت ہی قبول فرمائیے۔ **اقول** یہہ غلطی وہی ہی جسپر بارہا تنبیہ کیا جاچکا ہی کہ اہلسنت کے
نسبت تسلیم اشتراط فضلیت و نص کا مبنی محض ایک خفیف التباس پر ہی جو ادنے طلبہ پر بہی
واضح ہوسکتا ہی باقی رہا لزوم دور کے جواب مین جو بطور الزام ارشاد ہوا ہی کہ اہلسنت ان شرائط
ثلثہ کے اگر امامت مین منکر ہین تو نبوت مین تو ضرور قائل ہونگی سو جو جواب اس دور کا دینگی وہی جواب
ہماری طرف سے یہان قبول کرین اس الزام کا مدار محض اسی گمان پر ہماری مجیب لبیب نے رکہہ چہوڑا ہی
کیونکہ فرماتے ہین (مگر ثبوت نبوت مین تو ضرور قائل ہونگی) اول چاہیے تہا کہ شرائط ثلثہ کا اشتراط
اہل سنت کی نزدیک ثابت فرماتی لہذا بعد اوسکی الزام دیتی اب بہی اگر کچہہ ہوش اور خیال ہو تو بسم اللہ لیکن پہلے
اس ہی شرائط اور لوازم مین تغائر اور امتیاز سمجہہ لین بعد اگر ثبوت مثلاً نص پر موقوف ہو اور
نص موقوف نبوت پر تو البتہ دور لازم آوی لیکن ہم کہتے ہین کہ نبوت کا توقف محض اجتبا اور اصطفاء
خداوندی پر اور ظہور اوسکا موقوف معجزات پر ہے نہ نص پر بخلاف شرائط ثلثہ امامت کے کہ امامت
موقوف نص پر اور نص موقوف عصمت و فضلیت پر اور عصمت و فضلیت موقوف امامت پر تو امامت
اپنی نفس پہ موقوف ہوئی اور یہہ ہی دور ہی قطع نظر اس سے ان ہی شرائط ثلثہ مین جو دوسری خرابی
آپ ہی کے تقریر سے لازم آئی وہ بہی ملاحظہ فرمالیجیے وہ یہہ کہ آپنے امامت کو ثانی نبوت قرار دیا
تو لامحالہ یہہ شرائط ثلثہ امامت منبوت کے بہی شرائط ہونگی۔ تو ہم ایک قیاس بنائینگی جسکا کبری وہ قضیہ
کلیہ ہوگا جو آپ اپنی تحریر سابق مین تحریر کر آئے ہین وہ یہہ کہ جسمین یہہ شرائط متحقق ہون

وہ امام خلق ونائب رسول ہی) قیاس اسطرح ہوگا - الرسول یوجد فیہ ہذہ الشرائط
وکل من یوجد فیہ ہذہ الشرائط فہو امام ونائب عن الرسول ینتج الرسول نائب
عن الرسول - اور یہہ بدیہی البطلان ہی اور لزوم لغویۃ کے جواب مین تو آپ طرح ہی دیگیی معلوم
ہوتا ہی کہ شاید سمجھی ہی نہین ورنہ ادنی ہی نبوت کی معارضہ فاسدہ سی ٹالتی **قولہ** اور لزوم مصادرہ
علی المطلوب آپکی ہی پچھلی قول سے ثابت ہی **اقول** ای جناب گستاخی معاف پہلی آپ
مصادرہ علی المطلوب کے تعریف سیکھیی اوسکی بعد اعتراض کیجیی - اسکا کیا علاج کہ آپ یہہ بھی نہین
جانتی کہ مصادرہ علی المطلوب کسکو کہتی ہین یہہ آپکا عذر کافی نہوگا کہ مین محض فارسی خوان ہون **قال
الفاضل المجیب** - قولہ - پس اگر جناب مخاطب کو اصل اختلاف مین بحث منظور تہی
تو اول صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان وفضائل مین بحث شروع کی ہولی جو آخر منجر بہ بحث امامت
ہولی - اقول - مجکو کسی اختلاف مین خواہ اصل ہو خواہ فروع بحث کی ضرورت نہ تہی کیونکہ کتب
مناظرہ فریقین موجود ہین اور اونمین ہر قسم کی بحث لکھی ہے منصف وحق کے طالب کے لیی کافی ہی
صرف بپاس خاطر عزیز عنایت فرمای دلی جنکا حال شروع مین تحریر ہوا یہہ سوال لکھا گیا اور جو کچہہ لکھا جاتا ہی یا لکھا
جاویگا محض اونکی خاطر سی ہوگا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** - ای جناب - آپ
اصل منشاء سوال ہی نہین سمجھی آپنے اپنی سوال مین تحریر فرمایا تہا (فرقہ اہل سنت وجماعت
وشیعہ اثنا عشریہ مین اگرچہ اصولاً وفروعاً بہت سی اختلاف مین مگر بہت بڑی مخالفت امر خلافت
مین ہی) تو اس ہی مین جنابنے گویا ظاہر فرمایا تہا کہ علت تخصیص بابحث مسئلہ خلافت کے
اوسکی عظمت ہی بندہ نے اوسپر یہہ عرض کیا کہ اگر یہہ ہی علت ہی تو اصل سی نزاع معاملہ
صحابہ ہی اوسپر جناب اپنی ضرورت کا قصہ لے دوڑی بندہ نے کب آپکی ضرورت کا اثبات کیا تہا
جو آپنے اوس سے تبری وتحاشی فرمانی شروع کی در ہمی تا کو اصلی غرض تحریر سوال سے پاس
خاطر عزیز عنایت فرمای دلی تہی لیکن یہہ تو جنابنے تحریر نہین فرمایا کہ اصل فرمائش اونکی یہہ ہی
تہی کہ مسئلہ امامت مین ہی سوال لکہا جاوی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ اونکا مدعا یہہ تہا کہ کسی

مسئلہ مین بحث شروع ہو جاتی کیونکہ وہ خود چندان اس مسلک سے واقف نہین تہی لیکن یہہ تعیین مسئلہ جنابنے بطور خود مناسب سمجھکر فرمائی سو یہہ عذر بہی خاطر عزیز کا بہی بیجا نہین **قولہ** پہلی گذارش ہو اکہ اصل اختلاف ماخذ مسائل دین ہے نہ محض فضائل بعض صحابہ **اقول** اسیجگہ یہہ بہی عرض ہو چکا ہے کہ اس اصل کے اصل بہی وہی معاملہ صحابہ ہے کیونکہ انکی ماخذیت اور عدم ماخذیت باعتبار انہی اوصاف کے ہے جنمین فریقین اہلسنت و شیعہ باہم مختلف ہین -

قولہ حضرت نے یہان محض لفظ صحابہ تحریر فرمایا جس سے سمجھا جاتا ہے کہ شیعہ کل صحابہ کے فضائل و ایمان مین گفتگو رکہتے ہین حاشا و کلا یہہ ہرگز نہین کہ کل صحابہ کے فضائل کے منکر ہون یا کل کے ایمان مین کلام ہو - بلکہ بعض کے فضائل وغیرہ کی نسبت البتہ گفتگو ہے - اور یہہ صرف اہل حق ہی نہین کہتے بلکہ حضرات اہلسنت کا بہی یہہ ہی حال ہے جیسا کہ پہلے ثابت کیا گیا ہے کہ کل صحابہ کے فضائل کے یہہ حضرات بہی قائل نہین - **اقول** شروع رسالہ مین کسیقدر تفصیل کے ساتھہ بیان کیا جا چکا ہے کہ علماء شیعہ کو کل صحابہ کے فضائل و ایمان مین گفتگو ہے یا بعض کے اور اسیجگہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات شیعہ علی الخصوص ہمارے مجیب کو تمام صحابہ کے فضائل و ایمان مین گفتگو ہے کیونکہ انکے نزدیک معصیت خلاف مروت ہے اور صحابہ مین سے بالاتفاق کوئی معصوم نہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سب صحابہ سوائے سماک بن خرشہ یوم احد جنگ سے فرار کر چکے اور بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ سوائے مقداد کے حسب روایات طائفہ مذکورہ سابقہ مرتد ہو چکے تو فرمایئے وہ کونسے صحابہ ہین جنکا ایمان اور جنکی فضائل و محامد مسلم ہین اور بفرض محال اگر پانچ چار بلکہ دس بیس بہی ہوئی تو لاکھون کے شمار مین کس تعداد مین محسوب ہونگے باقی رہا اہل سنت کی نسبت یہہ الزام کہ وہ بہی کل صحابہ کے فضائل کے قائل نہین محض دہوکہ دہی اور افترا ہے اہلسنت کے نزدیک تو کوئی ولی امت ادنے صحابی کے رتبہ کو بہی نہین پہونچ سکتا مگر پہر بہی عصمت صحابہ مسلم نہین پس مطالبہ اہلسنت صحابہ کی خطایا انکی مذمت کے واسطے بیان کرنا بالکل بے سود ہوگا اہلسنت کو باوجودیکہ انکی فضائل کا اعتراف ہے انکی عصمت مسلم نہین تو انکو یہہ روایات کچہہ مضر نہین **قولہ** فضائل ایطرف بعض کو

آگے خاتم المحدثین صاحب حیات و اشرار فساد پیشہ و مردودان جناب الٰہی تحریر فرماتے ہین
اقول بحول اللہ وقوتہ اسکا مفصل جواب ابحاث سابقہ مین جسجگہ ہماری حضرت مجیب نے بڑی
شدومد سے یہہ اعتراض فرمایا ہے تحریر ہوچکا ہے حاجت تکرار و اعادہ نہین مگر اسقدر گذارش ہے کہ اگر
بالفرض یہہ کلمات الزامًا نہین لکھے تاہم یہہ کہنا کہ صحابہ کو مردودان جناب الٰہی لکھتے ہین محض کذب
افترا اور بہتان ہے۔ **قولہ** ہان اگر ان امور مین خلفاء ثلثہ کی بابت تحریر فرمائی تو مضائقہ نہ تہا
کل صحابہ کے فضائل کے نہ آپ قائل ہین نہ ہم **اقول** اگر آپکو اور علماء شیعہ کو صرف خلفاء ثلثہ رضکی ہی
فضائل و ایمان مین گفتگو ہوتی تو بیشک کچہہ مضائقہ نہ تہا کہ خلفاء ثلثہ کے ہی بابت تحریر کیجئے
لیکن آپکو تو حسب روایات کافی وغیرہ سوای چند چار یا چہہ صحابہ کے سب ہی کے فضائل و ایمان مین گفتگو ہے
معہذا آپ بہی اگر سوای خلفاء ثلثہ کے باقی صحابہ کے فضائل و ایمان کو آپ تسلیم فرمائین تو ہم صرف
معاملہ خلفاء ثلثہ ہی پیش کرینگے اور جبکہ آپکو ہزارون بلکہ لاکہون صحابہ کے فضائل و ایمان مین کلام ہو
تو پہر خصوصیت خلفاء ثلثہ بالکل بیجا ہوگی اسوقت عام طور پر بحث ہوگی جسمین خلفاء ثلثہ بہی داخل
ہونگی باقی رہا یہہ کہ اہلسنت کی طرف یہہ نسبت کرنا کہ کل صحابہ کی فضائل کے قائل نہین محض کذب و افترا ہے
منشا اس غلطی کا یہہ ہے کہ فضائل کو ملزوم عصمت تصور کر رکہا ہے اور یہہ سراسر غلط ہے **قولہ**
و نیز یہہ بحث ہے آپکی قول کے موافق بالآخر منجر بہ بحث امامت ہے ہوتی سو خیر ہمنے اول ہی شروع کردی
اب آپکا اختیار ہے۔ **اقول** افسوس کہ اعتراض کچہہ ہے آپ کچہہ سمجہہ رہے ہین سوال از آسمان
جواب از ریسمان۔ تاہم جو کچہہ ہو آپنے جو بحث شروع فرمائی وہ خواہ علت بدایت کے موافق ہو یا مخالف
آپنے بہت اچہا کیا۔ آفرین و مرحبا اصل غرض یہہ تہی کہ علت کچہہ بیان کی اور بحث کچہہ شروع کی
تو شاید بزعم خود اس خاص مبحث مین وثوق کچہہ زیادہ ہوگا ورنہ ہماری طرف سے تو جو بحث چاہیے شروع
کیجیے ہم خود کیا دعوی کرین جناب کو خود معلوم ہو رہیگا۔ **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ لیکن جناب مخاطب کو شاید مسئلہ امامت مین زیادہ دعوی ہے اور اسکی بحث پر وثوق

واعتماد ہوگا اسلیئے اوّل اسکو چھیڑا۔ اقول۔ مسئلہ مختلف فیہ مین دعوی اور وثوق واعتماد کی اسی
مسئلہ کی خصوصیت نہین۔ یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ حضرت مجیب کے
دعوی اور وثوق و اعتماد کا حال کسیقدر ابحاث گذشتہ مین اہل انصاف کے ذہن نشین پر منکشف ہو چکا ہی
اور رہا سہا آئندہ کھل جائیگا لیکن تعجب یہہ ہی کہ باوجود محض فارسی خوانی کے یہہ اعتماد و وثوق
کس راہ سی آیا اور مرتبہ حق الیقین کا کیونکر حاصل ہوا ہم جہانتک تحریر کو دیکھتی مین اوس سے
تو صرف یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ محض دعوی ہی دعوی ہی۔ اور کیا عجب ہی شاید بعض
اوقات مین آدمی کو غلطی پر بھی اعتماد اور وثوق ہو جاتا ہوگا جیسے بعض بیوقوف اپنی آپکو دانشمند
تصور کر لیتے ہین اور بعض جاہل اپنی زعم مین عالم بن بیٹھتے ہین آخر آپکو معلوم ہوگا کہ علما نے ایک
قسم یقین کا جہل مرکب بھی تو قرار دیا ہی جو اعتقاد جازم خلاف واقع کا نام ہی۔ قولہ
مگر چونکہ اس مسئلہ مین پہلی سے گفتگو تھی جیسا کہ گذارش ہوا اور واقعی یہہ بھی مسئلہ اہم تھا
اسلیئے اسکو چھیڑا گیا اقول یہہ عذر جناب نے اسی تحریر مین فرمایا اگر اصل مین
اسکو ظاہر فرماتے تو کچھہ گفتگو نہی۔ باقی اہمیت متنازعہ فیہا اس مسئلہ کے تو آپ ثابت کر چکے
نسکی اور جو کچھہ ثابت فرمایا وہ مفید مدعا نہین تو انحصار اہمیت اس مسئلہ مین جسکا دعوی اس
عبارت مین کیا گیا ہی بالکل غلط اور دعوی بلادلیل ہے۔ قال الفاضل المجیب
قولہ۔ پس ہم اس خاطر منظور کر کے گذارش کرتے ہین۔ جناب مخاطب مدعی ہین کہ شروط ثلثہ امامت
یعنی نص و عصمت و فضلیت دلائل عقلیہ و نقلیہ سی ثابت ہین تو اوّل جناب کو لازم ہی کہ تعریف
امامت کی فرما دین اور بعد اوسکی شروط ثلثہ مین سے ہر ایک کی تعریف کر کے ہر ایک کو دلائل معقولہ
سی ثابت فرما دین۔ اقول۔ آپکی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہون یقول العبد الفقیر
الی مولاہ حضرت تسلیم قولہ مجیب کو امید ہی کہ بفضل الہی آپ امامت اور سہ شرائط
کی تعریف بخوبی جانتی ہونگی مگر بخیال میری اس قول (اور اپنی اصول خلافت جو کہین پہلی
اونکی تعریف صراحۃً فرما کر) کی منقلب کرنے کے لیے ایسا تحریر فرمایا اقول مین جانتا ہون

خواہ نہین جانتا آپ سے دریافت کرنے مین کیا حرج ہی اگر مین جانتا ہون تو یہہ کیا ضرور ہے کہ آپ
اوسکی موافق ہی ہون معہذا جبکہ آپکو جمیع مسائل مین وثوق واعتماد ہی اور حق الیقین کا مرتبہ
حاصل کر لیا ہی تو محض پوچھنی ہی پر منقلب کرنے کی ڈر سے کیون گھبراتی ہین اور آب ندیدہ
موزہ کشیدہ کیون ہوئی جاتے ہین مگر تعجب یہہ ہی کہ یہان تو بندہ کی علم کی ایسی معتقد ہوئی
کہ یہہ امر خود بخود تسلیم کر لیا کہ مین امامت اور اوسکی شرائط کی تعریف بخوبی جانتا ہونگا اور جسجگہ امامت کے
فردم مین ہونے پر مبنی مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہی وہان کیون ایسے ناخوش
ہوئی کہ میری جاننے کو بھی بے علمی سے تعبیر کیا **قولہ** افسوس کہ جناب نے میری عرض قبول
نفرمائی مین آپکی ارشاد کی تعمیل بسر و چشم کرتا ہون متوجہ ہوجیے - **اقول** جناب کا ارشاد
بے موقع و بے محل تھا اسلیے کہ مدعی ہو کر اپنی مدعا کی اثبات سے گریز و اعراض کرنا اور دوسرے سے
مطالبہ اثبات معتقدات کرنا بے محل تھا اسلیے جناب سے اول مطالبہ کیا گیا جب جناب اپنی
واجب سے سبکدوش ہوجائینگی اور اپنی دعوی کو خصم پر ثابت فرماوینگی تو البتہ اوسوقت جناب
کو استحقاق مطالبہ دلیل ہوگا و دونہ خرط القتاد - باقی رہا بندہ کی گذارش قبول فرمانا گو جناب نے
اپنا ذمہ ہی وجوب سے بزعم خود فارغ کیا ہو اور فی الحقیقت صحیح ہو یا نہو اوسکا بندہ ممنون
عنایات ہی **قولہ** امامت کی تعریف یہہ ہی دین دنیا کے جمیع امور مین نیابت پیغمبر سے
کل امت کا مقتدا و پیشوا ہوتا عصمت ایسی حالت سے مراد ہی کہ خداوند تعالی کے لطف
و عنایات سے کسی شخص مین ثابت ہو کہ اوس حالت کے سبب سے باوجود قدرت کے بدی کو گناہ
کی خواہش و رغبت اس شخص سے منتفی ہوجاوی - نص سے یہہ غرض ہے کہ خدا و رسول سے صاف
حکم اوسکی امامت کی بابت صادر ہو - افضلیت کے یہہ معنی ہین کہ کل امت سے جسکا امام ہو صفات
حمیدہ و اخلاق ستودہ مین افضل ہو **اقول** یہہ تعریفات بوجوہ چند محل بحث مین اولا
یہہ کہ امامت کی جو تعریف فرمائی ہی یہہ تعریف قطع نظر اس سے کہ حقیقی ہی یا لفظی یہہ تعریف لغتہً
ہی یا اصطلاحاً اگر اول ہی تو بے محل و نیز غلط کیونکہ باعتبار لغت کے اس لفظ کے یہہ معنی بائی

ہی نہین جانتے اور اگر ثانی ہے تو اصطلاح شرع ہے یا غیر شرع اگر غیر شرع ہی تو قابل التفات نہین
اور اگر اصطلاح شرع ہی تو لسان شارع سے اسکا اثبات واجب ہے ورنہ دعوی بے دلیل کے
قابل سماعت ہی ہمکو تو تتبع موارد کلام شارع سے جن مواقع مین یہہ لفظ بلا قرینہ اطلاق کیا گیا ہے
جو حسب قاعدہ دلیل حقیقت شرعیہ ہونی کے ہے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ حد اپنے محدود پہ
منطبق نہین کیونکہ جامع نہین - حق تعالے شانہ نے حضرت ابراہیم کی نسبت ارشاد فرمایا -
اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا[1] - اور نیز انبیاء[ع] کی باب مین ارشاد فرمایا - وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّۃً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا[2]
اور بدیہی ہی کہ انبیاء کی امامت باعتبار تعریف مذکور کی صحیح نہین ہی - ثانیاً سلمنا کہ یہہ اصطلاح
شرعی اور حقیقت شرعیہ ہی تو جسجگہ بلا قرینہ صارفہ اسکا اطلاق ہوگا یہہ ہی معنی مراد ہونگی
تو پھر کیا وجہ ہی کہ امام کے قول کو نہین مانتی اور جو کچھ امام علیہ السلام نے نسبت شیخین[رض] فرمایا
ہما امامان عادلان اوسمین کیون معنی حقیقی شرعی مراد نہین لیتی اور کسواسطے تاویلات بعید
از عقل فرماتے ہین - ثالثاً یہہ تعریف مانع بھی نہین ہی کیونکہ یہہ تعریف اون انبیاء پر بھی صادق
آتی ہے جو کسی رسول کے بعد اوسکی شریعت کے احیاء کے واسطے بعد اندراس اسکے مبعوث ہوئی حالانکہ علمائے
اس اصطلاح کے اونکو امام اور خلیفہ راشد نہین کہتی - رابعاً عصمت کی تعریف حالت کے ساتھہ فرمائی
ہی کہ جسکی ثبوت پر ثابت رہتے ہین اوسکی سبب سے معصیت کی رغبت منتفی ہو جاوے اور یہہ غلط ہی کیونکہ عوام
مومنین مین بھی بعض اوقات یہہ حالت بعنایت الٰہی پیدا ہو جاتی ہی کہ رغبت معصیت اوس
حالت کے سبب اوس وقت منتفی ہو جاتی ہی اور اسکا انکار مکابرہ ہی حالانکہ آپ اوسکو عصمت نہین فرماتی
اور تعریف عصمت اوسپر صادق آتی ہی ہان اگر ملکہ کے ساتھہ تعریف کیجاتی تو شاید صحیح ہوتی
مراد ہمین معنی راسخ کے ہین اور حالت مین معنی تغیر و تبدل کے - خامساً لفظ خواہش و رغبت سے
یہہ مفہوم ہوتا ہی کہ بدون رغبت کے مثلاً سہواً نادانستگی کی حالت مین صدور معصیت جائز ہی
حالانکہ آپ اسکی قائل نہین ہین - سادساً تقیہ کی آڑ مین تو حضرات نے کبائر بلکہ کفر و شرک تک

[1] مین تجکو لوگونکا امام بنانیوالا ہون ۱۲ [2] یعنی اونکو امام بنایا کہ ہمارے کام کے ہدایت کرین - ۱۲ -

ہی [illegible] ثابت کردیا جو [illegible] ابلیس و رغبت کرتے ہین کیونکہ تقیہ حسب تعریف قوم وہی ہی موافقت [illegible]
فیما [illegible] ہی تو پھر عصمت کس کا نام ہی ۔ ست بعاً افضلیت کی تعریف مین تو [illegible]
رہے [illegible] تمام مسلم ہی شرح کرڈالا اجی حضرت ذرا اس تعریف کو اپنی معرف پر محمول تو فرمائیے [illegible]
ذرا یہہ بھی تامل فرماکر دیکھیہ لیجیے کہ دور مصرح لازم آتا ہی یا آپکا وہی مصادرہ علی المطلوب [illegible]
[illegible] یہہ بھی تحقیق کیجیگا کہ یہی افضلیت کا صفات حمیدہ واخلاق پسندیدہ [illegible]
[illegible] کثرت ثواب اور قرب من اللہ تعالے پر ہی اور غیر مدرک الا بالشرع بعد اسکے
اپنی تعریف صحیح فرماکر درج جواب کیجیگا چونکہ خوف طوالت تہا اسلیے مختصراً اعتراضات متعلق بعضہا
فی البعض عرض کردیے۔ **قوله** اور ان ہرسہ شرائط کی دلائل کے نسبت اگرچہ اسقدر گذارش کافی ہی
کہ جب امامت ثانی مرتبہ نبوت ہی اور نیابت نبی سے مراد ہی پس جو دلائل کہ عصمت انبیاء پر دال ہین
وہی بعینہا یا کچھہ تغیر سے عصمت ائمہ پر دال ہونگی اور ظن غالب ہی کہ عصمت انبیاء کے آپ قائل ہی ہونگی
افضلیت خلفاء کی آپ معتقد ہین نص کے باب مین یہہ آپ تحریر فرماتے ہین کہ اہلسنت نص کے
علی الاطلاق منکر نہین پس اس صورت مین ہمکو ہرسہ شرائط کے دلائل کے بیان کرنیکی چندان ضرورت
نہ تہی مگر چونکہ آپنے بپاس خاطر یہہ بحث منظور فرمائی ہی اسلیے اسکی رعایت ہمکو بہی ضرور ہی **اقول**
یہہ تقریر دلفریب بالکل ناتمام بلکہ غلط ہی اگر ثانی مرتبہ نبوت سے نیابت کی علاوہ کوئی دوسرا مرتبہ مراد ہی
تو اوسکی شرح کرنے چاہیے اور اوسکا ثبوت پیش کرنا چاہیے اور اگر نیابت ہی مراد ہی اور جملہ (نیابت
نبی سے مراد ہی) عطف تفسیری واقع ہی تو مسلم لیکن یہہ کہنا کہ جو دلائل عصمت انبیاء پر دال ہونگی
وہی بعینہ عصمت ائمہ پر دال ہونگی سراسر غلط ہی کیونکہ اسکا مدار اسپر ہی کہ اصل مین جسقدر اوصاف
ہونگی وہی فرع مین بہی ہونگی حالانکہ یہہ بداہتہ غلط ہی ہان اگر فیما بین اوصاف اصل و نائب تسا[illegible]
فرماتے تو مضائقہ نہ تہا اور اگر یہہ مراد ہی کہ بعض اوصاف اصل نائب مین ہوتے ہین تو قطع نظر ترجیح بلا
مرجح یہہ آپکا قیاس غلط اور باطل ہوگا عصمت انبیاء کا مین قائل ہون اور اس امامت کو احیاء شرائع [illegible]

---

[1] تقیہ اہل خلاف کے موافقت ہی اونکی دینی امور مین ۔ ۱۲

اور اجرائی شعائر و مراسم اسلام مین نیابت نبوت اعتقاد کرتا ہون لیکن باوجود اسکی اوصاف نبوت کو
نبی کے ساتھہ مختص سمجھتا ہون اور اوصاف امام کو اوسکی ساتھہ۔ اور عصمت لوازم نبوت سے ہے پس
پس ثبوت عصمت کے لیے امام مین بجائی دلائل کے امامت کو صرف نیابت نبوت کا ہونا کافی سمجھنا
محض ہماری مجیب کے ناجائز تقلید ہے کیونکہ یہہ ہی غلطی اونکی شہید ثالث وغیرہ کو بہی سد راہ حق ہوئی
وہ مجالس المومنین کے ذکر محمد بن بابویہ قمی مین فرماتے ہین زیرا کہ امام قائم مقام نبی ست در جمیع امور
مگر در اسم نبوت و نزول وحی اور اگر زیادہ تتبع کیا جاوی تو نزول وحی کا بہی مختصات نبوت سے ہونا
باطل ہوگا اپنی امام کلینی کے حدیث ملاحظہ فرمائیے عن السجاد[له] ان علی بن ابی طالب کان محدثا
وھو الذی یرسل اللہ الیہ الملک فیکلمہ ویسمع صوتہ ولا یری الصورۃ عن تحف اور کتاب
مختوم بخواتیم الذہب اور مصحف فاطمی اگر بطور وحی کے نازل نہین ہوئی تو کیونکر آئی۔ بہرکیف معلوم ہوتا ہے کہ
شاید خصوصیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مثل نکاح چار سے زائد اور ہبہ نفس سے نکاح کا ہونا وغیرہ
مختص بہ نسبت عوام امت کی ہین نہ نسبت ائمہ کے تو اب یہہ اصل آپکی اور آپکی اہل نحلت کی ہے مسلم ہے نہ اہل
حق کے اور اپنی مسلمات سے خصم کو الزام دینا یہہ آپ جیسی مناظرہ دان ہی کا کام ہے علاوہ اسکی یہہ
محض قیاس ہے جسکو آپ فروع مین بہی قابل اعتبار نہین سمجھتے تو معلوم نہین کہ ایسی کیا مجبوری پیش آئی
کہ جسکی بدولت اصول عقائد مین اسکو تسلیم کرکے مستدل قرار دیا۔ علاوہ یہہ دلائل آپکی مدعا کو کیونکر مثبت
ہونگی کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ دلائل عصمت انبیاء باعتبار اوس مذہب کے وارد کیے ہین کہ جسمین
انبیاء کی عصمت صرف زمانہ نبوت مین تسلیم کی گئی ہین اور عصمت معتقد علیہا سامی جسکی آپ اثبات کے
درپے ہین وہ ہی جو صغائر و کبائر سے سہواً و عمداً از عہد تا لحد ہو تو جس مدعا پر آپ یہہ دلائل وارد فرماتے
ہین خصم پر اوسنی حجت لانا بالکل لغو اور باطل ہے۔ پس میرا انبیاء کی نسبت عصمت کا قائل ہونا ائمہ کے
عصمت کو مستلزم نہین اور آپکا قیاس قیاس مع الفارق اور غلط ہے۔ باقی رہا اشتراط افضلیت و نص صریح

[له] امام سجاد سے مروی ہے کہ حضرت علی رضہ محدث تہی اور محدث وہ ہوتا ہے کہ جسکی طرف خدا فرشتہ بہیجے وہ اوس سے باتین کرے اور وہ اوسکی آواز سنی اور صورت نہ دیکہی ۱۲

ثبوت مین صرف میری اعتقاد فضلیت کو جو خلفاء کے نسبت ہی کافی سمجھنا اور میری اس قول کو
مکتفی خیال کرنا کہ اہل سنت علی الاطلاق نص کے منکر نہین وہ بدیہی غلطی ہی جو ادنے طالب ہی کرین
اور ہماری علامہ مجیب گذشتہ ابحاث مین بہت جگہ کہہ چکی ہین اور ہم متنبہ کر چکی ہین اب اس
تقریر سی صاف و واضح ہوگیا کہ ہماری مجیب لبیب کو ہر سہ شرائط کے دلائل کے بیان کرنے کی کسقدر
ضرورت تہی لیکن کیا کرین ہماری پاس خاطر کے رعائت لابد ہی تہی اسلیے جب کوئی دلیل ہم
نہ پوہنچی تو امام رازی کے ہی دامن مین پناہ لی ولات حین مناص - **قوله** لہذا گذارش ہی کہ اگرچہ
دلائل عقلیہ و نقلیہ عصمت امام بیشمار ہین اور نیز بہت سی ہماری علماء کرام نے کتب مبسوطہ
کلامیہ مین تحریر فرماتے ہین مگر یہان صرف اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ آپکی محققین فحول نے بہی انکو
لکہا ہی تاکہ آپکو بہی جائے اعتراض نہ ہی - **بیت** خواہی کہ شود خصم تو عاجز ز سخن + می بند لگام قول
پیران کہن + خصم از سخن تو چون نگردد ملزم + ادرا بسخنہائی خودش ملزم کن + **اقول**
ای حضرات اہل انصاف ہماری حضرت مجیب کے اشد مزید انصاف کو دیکہنا چاہیی کہ اس میدان مین دنیا
مین کسقدر طریق عدل سی منحرف ہی کہ بحث اثبات عصمت ائمہ از عہد تا لحد مین دلائل عصمت
انبیاء کے جو زمانہ نبوت مین ہی تسلیم کیگئی ہی پیش فرماتے ہین اسکا نقص مجملاً گذشتہ
قول کے تحت مین عرض کر چکا ہون اور انشاء اللہ تعالے ہر ہر دلیل کے ساتہہ اوسپر جرح قدح
کرکے اوس خطا پر متنبہ کرونگا کہ جو ہماری مجیب اور انکی ہم مذہبونکو واقع ہوئی ہی پہر بالتہہ
خوبہا کس ناز و افتخار سی رباعی زیب جواب فرماتے ہین - **قوله** پوشیدہ نہ ہی کہ امام
فخر الدین رازی صاحب نے سولہ [۱۶] دلیلین عصمت انبیاء علیہم السلام پر قائم کی ہین کہ وہ سب بغیر کسی
عصمت ائمہ علیہم السلام مین جاری ہین بنظر اختصار اونمین سی بعض لکہی جاتے ہین حضرت مجیب
تفسیر کبیر ملاحظہ فرمائین - امام صاحب موصوف سورہ بقر پارہ اول رکوع ۴ مین ذیل
قولہ تعالے فازلہما الشیطان عصمت انبیاء مین اختلاف مذاہب کے ذکر کی بعد فرماتے ہین والمختار
عندنا انہ لم یصدر عنہم الذنب حال النبوۃ البتۃ لا الکبیرۃ ولا الصغیرۃ ویدل علیہ وجوہ احدہا لو صدر الذنب

عنہم لکانوا اقل درجة من عصاة الامة وذلك غیر جائز بیان الملازمة ان درجات الانبیاء کانت
فی غایة الجلال والشرف وکل من کان کذلک کان صدور الذنب عنہ افحش الا تری الی قولہ تعالی
یا نساء النبی من یأت منکن بفاحشة مبینة یضاعف لہا العذاب ضعفین والمحصن یرجم وغیرہ
یحد وحد العبد نصف حد الحر واما انہ لا یجوز ان یکون النبی اقل حالا من الامة فذلک
بالاجماع انتہی۔ آپ ہی غور فرمایئے کہ یہہ دلیل بعینہ عصمت امام مین بہی جاری ہے ائمہ کے
درجہ بہی نہایت شرف وجلال مین ہین پس ایسی گناہ کا صادر ہونا بہی افحش ہوگا اور یہہ
بات کہ امام کا امت سے کم درجہ ہونا جائز نہین ہے افضلیت کی بحث سے ظاہر ہے چنانچہ
اسکا بیان بہی آگے آئیگا آپ افضلیت خلفاء کی معتقد ہین۔ **اقول** یہہ دلیل جو امام
رازی نے عصمت انبیاء مین وارد کی ہے کسیطرح عصمت ائمہ کو مثبت نہین ہوسکتی ہے
اور بوجوہ محل بحث ہے اولاً ظاہر ہے کہ ائمہ مطیع انبیاء اور داخل افراد امت ہین انبیا نہین
جو جلال و شرف انبیاء کو حاصل ہے ائمہ کو نہوگا کیونکہ بالاجماع ہر نبی اپنی تمام امت سے اجل
واشرف ہے ائمہ اگر جلال و شرف کی کسی مرتبہ مین واقع ہون تاہم افراد امت سے خارج نہین
ہوسکتے اور انبیاء کی جلال و شرف کو نہین پہونچ سکتے تو صدور معصیت اگر منافی ہے تو اوس
غایت درجہ کے جلال و شرف کو منافی ہے جو صرف انبیا ہی کو حاصل ہے اور افراد امت کو حاصل
نہین ہوسکتا افراد امت مین سے اگر کسیکو کوئی شرف و جلال حاصل ہو وہ غایت درجہ کا جلال
و شرف بداہتہ نہوگا تو صدور معصیت کو بہی منافی نہوگا پس در صورت صدور معصیت مستلزم
کونسی استحالہ کو ہوگا ہمین کیا استحالہ ہے کہ امت مین کا فرد اعلی فرد سافل ہوجاتا ہے۔ ثانیاً افراد
امت مین سے ائمہ سے لیکر عدول و صلحاء امت تک جسقدر افراد و اصناف ہین سبکو اپنی مرتبہ
کے موافق جلال و شرف حاصل ہے صحابہ مقبولین غایت درجہ جلال و شرف مین واقع ہین بلکہ اوصیاء
مثل ابوطالب غایت درجہ شرف جلال مین واقع ہین ازواج مطہرات مین آپکی نزدیک حضرت
ام سلمہ رضہ غایت درجہ شرف و جلال مین واقع ہین اہلبیت سوای ائمہ خصوصاً حضرت

[illegible]

فاطمہ رضی اللہ عنہا جو آیت تطہیر مین ہی داخل ہین غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین
تابعین لہم باحسان غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین علی ہذا القیاس محدثین فقہا
اخیار مین صدیقین متکلمین خصوصاً جنکی شان مین ہی لولاهم[١] لانقطعت آثار النبوة غایت درجہ
شرف وجلال مین واقع ہین علاوہ ان سبکے نائب صاحب الزمان جو ہنگام غیبت کارکن ہی
جسپر تمام دین کا دارومدار ہوگا غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہی پس اگر شرف وجلال
مطلق مستلزم عصمت ہی تو تمام مذکورین معصوم ہونگی- ولم یقل بہ احد- اور اگر شرف خاص ہی
تو وہ فقط انبیا کا شرف وجلال ہے جو غایت اعلی درجہ کا ہی ائمہ کی شرف وجلال کا استلزام کسی
دوسری دلیل سی ثابت فرمایئی- ودونہ خرط القتاد- ثانیاً نبی کا امت سی اشرف واجل
واعلی وافضل ہونا اور اقل جلالاً ہونا امام رازی نے باجماع ثابت کیا ہی لیکن ائمہ جو کہ خود
افراد امت مین داخل ہین آپ اونکا اسطرح اجل واشرف ہونا ہی بالاجماع ثابت کیجیی
ورنہ اس دلیل سی ہاتھ دہو لیجیی اور ائمہ کو قیاساً علی الانبیا امت سی افضل کہنا ہماری
مجیب جیسی ہمہ دان کا کام ہی ورنہ فی الحقیقت یہہ تفضیل محال ہی کیونکہ مستلزم محال کو ہی
تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ ائمہ احاد امت مین داخل ہین پس اگر تمام امت سی افضل ہونگی
تو اپنی نفس سی بھی افضل ہونگی اور یہہ محال ہی کیونکہ مستلزم محال کو ہی وهو تفضیل الشئ علی نفسہ پس
فضیلت ائمہ قیاساً علی الانبیا وباطل ہو ہی اور اگر ائمہ سی مراد ماعدا انفسہم ہی تو پھر انبیا پہ
قیاس کرنا بدیہی البطلان ہی اور تمام دلیل لغو- رابعاً آپ ائمہ کو اگر اس دلیل سی معصوم
کہتی ہین تو اس وجہ سی کہتی ہین کہ جو علت عصمت انبیا ہی وہ بعینہ ائمہ مین بھی پائی جاتی یعنی
جیسی انبیا غایت درجہ جلال وشرف مین واقع ہین اسطرح ائمہ بھی واقع ہین اور جسطرح انبیا کا
امت سی کم درجہ ہونا جائز نہین ائمہ کا بھی امت سی کم درجہ ہونا جائز نہین تو بوجہ اشتراک
اس علت کے جیسی انبیا معصوم ہین ائمہ بھی معصوم ہونگی اور یہہ صریح قیاس ہے کیونکہ قیاس کے

[١] اگر یہہ لوگ نہوتے تو نبوت کے آثار منقطع ہوجاتے ١٢

تعریف صاحب معالم الاصول نے یہہ کی ہی - القیاس ھو الحکم علی معلوم بمثل الحکم الثابت علی معلوم[۵۱]
آخر لاشتراکہما فی العلۃ اور یہہ تعریف بداہتہً اس جگہ صادق آتی ہی اب ہم اس کی علت کو
دیکھتے ہین ظاہر ہی کہ یہہ علت منصوصہ تو ہنین ہی - تو مستنبطہ ہوئی پہر اگر آپ معالم الاصول
وغیرہ کتب اصول دیکھین گے تو معلوم ہوگا کہ وہ قیاس جسکی علت مستنبطہ ہو آپکی نزدیک بالاجماع
باطل ہی معالم الاصول مین مذکور ہی - والمشترک[۵۲] جامعًا و علۃ وھی اما مستنبطۃ او منصوصۃ
و قد اطبق اصحابنا علی منع العمل بالمستنبطۃ الا من شذ وحکی اجماعہم فیہ غیر واحد منہم
وتواتر الاخبار بانکارہ عن اھل البیت و بالجملۃ فمنعہ یعد من ضروریات المذھب اور بالفرض
ہمنے تسلیم کیا کہ علت منصوصہ ہی ہوئی تاہم مستلزم جواز عمل کو ہوگی نہ وجوب اعتقاد کو کیونکہ
باب اعتقادات مین ظنیات کو دخل ہنین ہی پس یہہ دلیل ثبوت عصمت ائمہ مین بالکل
ناکافی ہوئی - خامسًا وصف جلال و شرف جو انبیاء مین موجود ہی ہم کہتے ہین کہ وہ بہی معلول
کسی علت کا ہی اور وہ علت نبوت ہی یعنی وہ جلال و شرف جسکی علت نبوت ہی مستلزم عصمت ہی
اور ظاہر ہی کہ وہ جلال و شرف جسکی علت نبوت واقع ہی ائمہ مین بالمرہ مفقود ہی تو یہہ قیاس
بہی لغو ہوا کیونکہ علت جامعہ اصل اور فرع مین مشترک ہی نہین - سادسًا حکم علی المشتق علیت
ماخذ پر دلیل ہوتا ہی پس انبیاء پر حکم اجل و اشرف ہونے کا کیا گیا ہی تو ظاہر دلیل ہی کہ اس
حکم کے علت نبوت واقع ہی - یعنی یہہ شرف و جلال جو انبیاء کو حاصل ہوا ہی اوسکی علت نبوت
اور اصطفاء خداوند تعالے شانہ ہی اور یہہ حکم جبکہ معلول نبوت ہوا تو زمانہ نبوت ہی پر مقصور ہوگا
اور جب زمانہ نبوت پر مقصور ہوا تو اوسکا لازم یعنی عصمت وہ بہی زمانہ نبوت پر مقصور ہوگی
پس اگر بالفرض محال یہہ دلیل عصمت ائمہ مین جاری ہو تو ہماری مجیب کے مدعا کو مثبت نہوگی کیونکہ

---

۵۱ قیاس وہ حکم ایک امر معلوم پر ہی مثل حکم دوسری امر معلوم کے بسبب اسکی کہ دونو علت مین مشترک مین ۱۲

۵۲ اور مشترک کو علت اور جامع کہتے ہین اور علت یا مستنبطہ ہوتے ہو یا منصوصہ اور ہماری اصحاب بجز شاذ کے
سب متفق ہین مستنبطہ پر عمل منع ہی اور بہت لوگون نے اسمین اجماع بیان کیا ہی اور اہل بیت سے اسکا انکار متواتر ثابت ہی
الغرض اسکی ممانعت ضروریات دین سے ہے - ۱۲ -

مدعی اثبات عصمت از عہد تا سحہ ہی اور اس دلیل سی غایت سی غایت یہہ ثابت ہوگا کہ ائمہ زمانہ امامت
مین معصوم ہین وأین ہذا من ذاک - ہہذا مدار اس دلیل کا اس پر ہی کہ اگر انبیا سی معصیت صادر
ہوگی تو انبیا ربا اینہمہ جلال و شرف عصات امت سی اقل درجہ ہونگی اور ظاہر ہی کہ اسکا جریان
اوسی وقت ممکن ہی جبکہ نبوت ہو اور جب نبوت نہین تو امت کہان ہوگی کیونکہ امت بعد
بعثت ہوگی اور جب امت نہوئی تو اقل درجہ ہونا بصورت صدور معصیت لازم نہ آیا تو عصمت
قبل نبوت ثابت نہوئی تو اس دلیل سی عصمت قبل الامامت کیونکر ثابت ہوگی پس ہماری حضرت
مجیب ذرا انصاف سی ملاحظہ فرماوین کہ یہہ دلیل عصمت ائمہ مین کیونکر جاری ہوسکتی ہی -

قولہ پہر امام صاحب موصوف فرماتے ہین ثانیہا ان بتقدیر اقدامہ علی الفسق وجب
ان لایکون مقبول الشہادۃ بقولہ تعالیٰ ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا لکنہ مقبول الشہادۃ و
الا لکان اقل حالا من عدول الامۃ وکیف لانقول ذالک وانہ لامعنی للنبوۃ والرسالۃ الا
انہ یشہد علی اللہ تعالیٰ بانہ شرع ھذ الحکم وذاک وایضا فہو یوم القیمۃ شاھد علی الکل لقولہ تعالیٰ لتکونوا
شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا - چونکہ امام ہی احکام شریعت بیان فرماتا ہے
اور شہادت دیتا ہی کہ خدا و رسول نے یہہ حکم امت کے لیے مشروع کیا ہی پس یہہ دلیل بہی عصمت
امامت مین جاری ہی کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین قول خلیفہ کو دین مین
حجت اور اختلاف کے حیرت کا مخلص فرماتے ہین چنانچہ مقصد اول کے فصل دوم مین یہہ عبارت
درج ہی صفحہ ۱۴ مطبوعہ مطبع مذکور کے آخر سی شروع ہوتی ہی - واز لوازم خلافت خاصہ آنست
کہ قول خلیفہ حجت باشد در دین نہ بآن معنی کہ تقلید عوام مسلمین او را صحیح باشد زیرا کہ این معنی
از لوازم اجتہاد است و در خلافت عامہ بیان آن گذشت نہ بآن معنی کہ خلیفہ فی نفسہ بے اعتماد ہر تنصیص
آنحضرت صلعم واجب الطاعت باشد زیرا کہ این معنی غیر نبی را میسر نیست بلکہ مراد اینجا منزلتیست مین
المنزلتین لتفصیل این صورت آنست کہ آنحضرت صلعم حوالہ فرمودہ باشند بتفضی امور را انجہمی بخصوص
اسم او پس لازم شود متابعت او چنانکہ لازم میشود متابعت امراء جیوش آنحضرت صلعم بمقتضائے امر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آن حضرت فی خلفاء راشدین را بن میفرماید که قول زید بن ثابت را در فرائض مقدم باید
ساخت بر اقوال مجتہدین دیگر و قول عبد اللہ بن مسعود را در قرأت و فقه و قول ابی بن کعب را در قرأت
بر قول دیگران و قول اہل مدینه را نزد یک اختلاف امت بر قول دیگران آنحضرت بتعلیم اللہ عز و جل
دانستند که بعد آنحضرت اختلاف ظاہر خواہد شد در امت در بعض مسائل بحیرت در اندازند فت کالہ
آنحضرت ص ہدایت فرمودند و مود که مخلص آن حیرت برای ایشان تعین فرمایند و درین باب حجتی برای
امت قائم کنند و این معنی ثابت ہست برای خلفاء اربعه۔ انتہی بقدر الحاجة ۔ پس یہہ دلیل بھی
عصمت امام مین جاری ہی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا شاہد ہونا احادیث اہل سنت سی
ثابت ہی پس وہ جناب بھی معصوم ہین۔ **اقول** یہہ دلیل بھی مثبت مدعا نہین اور بوجوہ
چند اسمین اختلال ہی چنانچہ در وجوہ اختلال جو دلیل اول کے ابطال مین بیان کیے گئے ہین اس دلیل
مین بھی جاری ہین اور علاوہ انکی اور بھی بعض وجوہ ہین جو قادح استدلال ہین۔ پس مختصر اگذارش ہی
اولاً اس دلیل کا مدار اسپر ہی کہ رسول خدا ؐ بنص تمام امت پر شہید ہی یا بالبداہة خداوند تعالیٰ کے
پر شہید ہی کہ اوسنی یہہ احکام مشروع فرمائی اور نیز اسپر ہی کہ رسول کا عدول امت سی کم درجہ
ہونا باطل ہے اب ہم امام کو دیکھتی ہین تو نہ وہ بحکم نص تمام امت پر شہید ہی اور نہ خداوند تعالیٰ کے
پر اسکی تشریع احکام کا شہید ہی۔ امر اول کے وجہ یہہ ہی کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی وَکَذٰلِکَ
جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا [۱]
اور اس آیت شریفہ کا حاصل یہہ ہی کہ ہمنی تمکو امت وسط اسلیے بنایا ہی کہ تم امم ماضیہ پر جبکہ وہ
اپنی رسل کے تبلیغ کا انکار کرینگی انکی رسل کے تبلیغ کے شہادت دو اور رسول ؐ تمہارا تمہاری توثیق
فرمادی اور تمہاری صدق فی الشہادت پر شہادت دیوی تو اسمین حسب قاعدہ اصول مسلمہ
سامی یا خطاب اون لوگونکو ہی جو ہنگام نزول آیت موجود تھی یا خیار امت کو یا تمام امت کو
بہرکیف اگر یہہ شہادت اول مستلزم عصمت ہی تو ہزار ہا آحاد امت معصوم ہونگی کیونکہ

[illegible]

[۱] اور اسیطرح کیا ہمنی تمکو گروہ عدل تا کہ تم لوگون پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو ۔ ۱۲

اس شہادت مین سب شامل ہین اور شہادت رسول مین حق تعالے شانہ نے کسیکو امت مین سے شریک نہین فرمایا اور نیز رسول کی شہادت فی نفسہا کیا کم ہی جو کسی دوسری کی شریک کرنیکی ضرورت واقع ہو اور نیز مستلزم اسکو ہی کہ جو شخص احاد امت مین سے شریک شہادت رسول ہوگا اسکی شہادت اپنی صدق و توثیق پر ہوگی دہو بدیہی البطلان اور ظاہر ہی کہ جب یہہ شہادت جناب امیر کے واسطے ثابت نہوئی تو عصمت بہی ثابت نہوئی۔ امر ثانی کے وجہ یہہ ہی کہ جملہ وانہ لا معنی للنبوۃ والرسالۃ الا ان یشہد[ف] علی اللہ تعالی انہ شرع ھذا الحکم وذاک کے یہہ معنی ہین کہ رسول بلا توسط کسی بشر کی بلکہ بتوسط وحی الٰہی کے یہہ شہادت دیتا ہی کہ یہہ احکام خداوند تعالے نے مشروع فرمائی اور یہہ شہادت قطعاً امام کو میسر نہین کیونکہ شہادت شہید ثالث شوستری ثابت ہو چکا کہ نزول وحی خاصہ رسول ہی امام اگر شہادت دیتا ہی تو رسول پر شہادت دیتا ہی اور بواسطہ رسول کے کہتا ہی کہ حق تعالی نے بواسطہ اپنی رسول کے امت کے لیے فلان احکام مشروع فرمائی اور یہہ امر کچہہ محض امام کے ساتہہ مخصوص نہین بلکہ ہر ایک علما و فقہا و مجتہدین و قضات و نواب و رواۃ وغیرہ سب کے سب اپنی اپنی درجہ کی موافق اس امر کی شہادت دیتی ہین کہ خدا تعالی نے بواسطہ اپنی رسول کے یہہ احکام امت کی لیے مشروع فرمائی تو یہہ شہادت بہی کسیطرح مستلزم عصمت کو نہین ورنہ یہہ سب فرقہ معصوم ہون پس اس تقریر سی صاف و واضح ہی کہ ہماری مجیب نے جو عبارت ازالۃ الخفا سی استدلال کیا ہی وہ محض لغو اور قلت فہم ہی ورنہ اگر تہوڑی سی بہی فہم ہو تو ازالۃ الخفا کی عبارت سے مثل روز روشن ظاہر ہی اور اس سے سمجہا جا سکتا ہی کہ خلیفہ کا قول بالاستقلال بلا توسط تنبیہ رسول دین مین حجت نہین وہ فرماتے ہین ونہ بایں معنی کہ خلیفہ فے نفسہ بے اعتماد بر تنبیہ آنحضرت صلعم واجب الطاعت باشد اس عبارت سی جو مطلب بصراحۃ ظاہر ہی وہ ادنی فارسی خوان بہی سمجہہ سکتا ہی لیکن معلوم نہین ہماری حضرت مجیب نے باینہمہ ادعای ہمہ دانی کیونکر اوسکو اپنا مستدل قرار دیا

[ف] نبوت اور رسالت کے سوا اسکی اور کچہہ معنی نہین ہین کہ خدا پر گواہی دی کہ اوسنی یہہ حکم مشروع فرمایا ہی ۱۲

اہل انصاف ملاحظہ فرمائین اور اگر اوربہی کچہہ نکہین تو حضرت کی خوش فہمی کے تو ضرور ہی داد دیوین
باقی رہا یہہ جملہ کہ جناب امیر کا شاہد ہونا احادیث اہل سنت سے ثابت ہی یہہ محض بات عاشقان
بیشاخ آہو کا مصداق ہی اگر واقعی ثابت ہی تو لاتی ہم بہی تو آپکا پایہ علم دیکہین علاوہ
اسکی احادیث احاد کو اگر بالفرض صحیح بہی تسلیم کرلین تو آپ حضرات ہی فرماتی ہین کہ اعتقادیات
مین احادیث احاد کو کچہہ دخل نہین علی الخصوص جبکہ بعض کے معارض واقع ہو۔ معہذا ہم نے
جناب امیر کی شہادت کا کب انکار کیا ہی لیکن یہہ شہادت مستلزم عصمت نہین کیونکہ اگر
یہہ مستلزم عصمت ہوگی تو لازم آئیگا احاد امت معصوم ہونگی۔ اور امام کے امت سے کم درجہ ہونیکے
پہلی دلیل کے جواب مین اسکی بحث گذر چکی ہی۔ ہم بخوف تطویل اوسکا اعادہ نہین کرتے۔ ثانیاً
بفرض محال اگر جناب امیر کا رسول کی شہادت مین شریک ہونا ثابت ہو بہی تاہم آپکا مدعا ثابت
نہین ہوسکتا کیونکہ آپ صرف عصمت جناب امیر ہی کی تو قائل نہین ہین بلکہ آپکے نزدیک ائمہ
احد عشر باقی بہی معصوم ہین اونکی شہادت بہی ثابت کیجیے ورنہ اونکی عصمت سے دست بردار
ہوجیے۔ ثالثاً یہہ دلیل مثبت مدعا مجیب نہین ہی کیونکہ مدعا اثبات عصمت کا ہی معصیت
صغیرہ اور کبیرہ سے سہواً ہو خواہ عمداً اور وہ اس سے ثابت نہین ہوتا وجہ اسکی یہہ ہی کہ اس
دلیل کا مدار در صورت صدور معصیت کی عدم قبول شہادت پر ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ ایسی معصیت
کی ساتہہ مخصوص ہی جسکا صدور مستلزم رد شہادت ہو پس جو معاصی ایسی ہین جنکا صدور مستلزم
رد شہادت کو نہین مثلاً سہواً کوئی صغیرہ گناہ صادر ہوجاتی کہ وہ ممتنع نہو حالانکہ اوسکا صدور
بہی شیعہ امامیہ کے ممتنع الصدور معتقد ہی۔ رابعاً اس دلیل مین قیاس در قیاس واقع ہی کیونکہ جناب
امیر المومنین کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرکے حکم عصمت کا لگایا ہی اور باقی گیارہ
ائمہ کو جناب امیر پر قیاس فرمایا وہو ظاہر البطلان **قولہ** پہر امام رازی صاحب فرماتی ہین

لو صدرت المعصیۃ من الانبیاء لکانوا مستحقین للعذاب لقولہ تعالیٰ ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ
نار جہنم خالدین فیہا ولاستحق اللعن لقولہ تعالیٰ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ولاجتمعت الامۃ علی ان احد

من الانبیاء لم یکن مستحقا للعن ولا العذاب فثبت انه ما صدرت المعصیة عنهم انتہی اسطرح ہم کہتے ہیں کہ اگر ائمہ علیہم السلام سے گناہ صادر ہوتا تو مستحق عذاب ولعن کے ہوتے اور اہل اسلام کا اجماع ہے کہ ائمہ برحق یعنی جناب امیر علیہ السلام و دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام مستحق لعن و عذاب نہ تہی پس ثابت ہوا کہ ان حضرات سے گناہ صادر نہین ہوا ہے **اقول** یہہ دلیل بہی مثل دلائل سابقہ مخدوش اور محل بحث ہے ہم کہتے ہین کہ جناب فاطمہ رضا اور صحابہ مقبولین اور ذریہ طاہرہ غیر مستحق لعن و عذاب کے تہے تو پہر یہہ بہی معصوم ہونگی۔ بلکہ ادنے ادنے صلحاء امت و اہل تقوی مستحق لعن و عذاب خلود نار نہین منشاء اس تلبیس اور سفسطہ کا یہہ ہے کہ امامت کو ہم جنب نبوت جیسا کہ خود معتقد ہین دیا ہے خصم کی نزدیک بہی سمجہہ لیا ہے حالانکہ خصم اسکو تسلیم نہین کرتا اور چونکہ وصف نبوت بالبداہتہ بالاتفاق ایک ایسا وصف ہے جسمین غایتہ تقرب اور کمال خصوصیت حق تعالے کی جناب کے ساتہہ حاصل ہے اور کوئی وصف امامت وغیرہ اس منصب کو بالاتفاق نہین پہونچتا تو جو منافات کہ اس وصف عالی کو عدم استحقاق عذاب ولعن کے ساتہہ ہوگی وہ منافات کسی دوسری وصف کے ساتہہ نہوگی اور جو استحالہ و فساد اس وصف کی ساتہہ اجتماع استحقاق لعن و عذاب سے لازم آویگا وہ کسی وصف کی تہہ اجتماع سے لازم نہ آویگا تو پس نبوت مین اس دلیل کے جاری کرنے مین یہہ معارضہ پیش نہین ہوسکتا علاوہ اسکی یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ اہل اسلام کا اجماع ہے کہ ائمہ برحق یعنی جناب امیر و دیگر ائمہ طاہرین مستحق لعن و عذاب نہ تہی پہلی آپ ان تمام حضرات کے بالاجماع امامت تو ثابت فرمائی۔ اوسکی بعد اجماعی ہونی عدم استحقاق لعن و عذاب کا دعوی کیجیئے اور بالاجماع ثبوت امامت محال ہے غرض اس دلیل سے بہی حضرات کا معصوم ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔

قولہ پہر امام صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ انہم کانوا یامرون الناس بطاعۃ فلو لم یطیعوہ لدخلوا تحت قولہ تعالے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم الی قولہ کیف یجوزون ا... لیے الانبیاء آخر مین امام صاحب فرماتے ہین کہ جو بات واعظین امت کو لائق نہین کیونکر جائز ہے کہ وہ انبیاء کے طرف نسبت کیجائی ائمہ بہی آدمیونکو خدا کی اطاعت کا حکم کرتے تہی کیونکہ امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر تعریف تفصیلی امامت مین داخل ہی پس اگر ائمہ خود اطاعت اللہ جل شانہ نکرین تو اس آیت
کی تحت مین داخل ہون اور جو بات کہ واعظین امت کو لائق نہین وہ ائمہ کی طرف کیونکر نسبت کیجاوے

اقول یہہ دلیل بہی ثبوت عصمت ائمہ مین مثل دلائل سابقہ کے مجروح و مخدوش ہی کیونکہ
اگر مطلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مستلزم عصمت عند المجیب ہی تو پہر قضات و ناہیان اور وعاظ
وغیرہ کو بہی معصوم تسلیم فرماوین اور یہہ امر بدیہی ہی کہ مرتبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اندر انکیا کی
عصمت مین شک نہین بالاجماع نہین تو امام رازی رح نے فرد اعلی اعتبار فرماکر ہین تحقیق عصمت یقینی ہوگا
حاصل یہہ کہ وصف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اولاً و بالذات انبیاء کو ثابت ہی اور ثانیاً و بالتبع ائمہ
وقضات و محتسبان و وعاظ مین بہی پایا جاتا ہی تو جو امر ادنے درجہ کی لوگونکی شان کے لائق نہین وہ اعلے
درجہ والونکی بہی ممتنع و محال ہوگا کیونکہ اوس مرتبہ کے ساتھہ اوس امر کو منافات تامہ ہوگی اور یہہ ضرور نہین
کہ اگر کوئی امر اعلی درجہ والونکی واسطے ممتنع ہوجاوے تو ادنے درجہ سے بہی ممتنع ہوجاوے لائق نہونا
دوسری بات ہی اور ممتنع ہونا دوسری ہان اسقدر مراتب متفاوتہ مین ضرور ہوگا کہ جو مراتب بعض
درجہ عالیہ کی ساتھہ ہونگی اونکو لحوق و قرب اور مشابہ اوس مرتبہ کے ساتھہ زیادہ ہوگا اور جو مراتب درجہ
سافلہ سے اقرب ہونگی اونکو اوس درجہ کے اوصاف کے ساتھہ زیادہ تشارک ہوگا پس چونکہ مرتبہ
امامت و خلافت کو مرتبہ نبوت سے زیادہ لحوق و قرب ہی تو اسلیے ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر معصوم
نہین تو محفوظ ہین ۔ اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ یہہ معارضہ اوسی صورت کے ساتھہ مختص ہی جبکہ
حکم فرد عالی سے متجاوز ہوکر کسی دوسری مرتبہ سافلہ مین بہی جاری کیا جاوے اور اگر اوسی مرتبہ
پر منحصر رکہا جاوے تو معارضہ نہین ہوسکتا ۔ علیٰ ہذا سہو و نسیان مین بہی یہہ دلیل جاری
نہین ہوسکتی پس مدعا حضرت مجیب ثابت ہونا بہی ممتنع ہی اب بعد ختم جواب ادلہ سامی
جو امام رازی سے منقول ہوئی مختصراً اسقدر اور گذارش ہی کہ علاوہ مفاسد مذکورہ کے عموماً
آپکی استدلال مین یہہ فساد ہی کہ آپکو یہہ بہی معلوم نہین کہ عدم عصمت انبیاء کے صورت مین
جو محالات لازم آتے ہی اون محالات کا عدم عصمت ائمہ کے صورت مین کونسا لزوم ثابت

ابطال تقریر ثالث عصمت مطلب کی جو تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی سے ماخوذ ہی [illegible]

مدعا ہے اور کونسا نہیں آپنے صرف اپنی قلت استعداد کے سبب سے وہم بیجا کیا اور آپکی کیا حقیقت ہے
آپکی چلپی وغیرہ نے النعیین وغیرہ مین جنکی آپ خوشہ چین ہین یہہ غلطی کہائی - ایسے علمای اعلام
کی نسبت قلت استعداد کا گمان تو مستبعد ہے لیکن ہان انتصار مذہب کے واسطے بغرض فریب
دہی جہال ایسکی تکب ہے جو ہونگی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ امام رازی نے دلائل منقولہ مین عدم عصمت انبیا کی تقدیر
مین جو لزوم محالات بیان کیا ہے مثلاً پہلی دلیل مین عصاۃ امت سے اقلیت تمرہ کا لزوم ہے اور دلیل ثانی مین غیر مقبول الشہادہ ہونیکا
لزوم ہے اور غیر مقبول الشہادہ ہونی مین عدول امت سے اقل مرتبہ ہونے کا لزوم ہے اور دلیل
ثالث کین استحقاق لعن و عذاب کا لزوم ہے اور دلیل رابع مین دخول تحت قولہ تعالی اتامرون
الناس - الخ - کا لزوم ہے پس عدم عصمت ائمہ کی صورت مین یہہ لزوم محالات تین طرح
ہو سکتا ہے یا بالاولویت ہوگا یا بالمساوات ہوگا یا بالضعف والقلت ہوگا لزوم بالاولویہ
اور بالمساوات اگر مستلزم ثبوت مدعا ہو تو لیکن لزوم ثالث ہرگز مثبت دعوی نہیں لیکن
ثبوت لزوم اول اور ثانی ائمہ کین محال - کیونکہ مستلزم فضلیت یا مساوات ائمہ کی انبیا سے ہے جو اجماعاً
سو ثبوت لزوم بالاولیہ والاولویہ اور بالمساوات باطل ہوا اور ثبوت لزوم بالضعف والقلت مفید ثبوت
مدعا نہیں تو اوسپر استدلال کا مدار رکہنا محض قلت فہم و استعداد یا دہوکہ دہی پر مبنی ہے آپ میری
گذارش کو خوب غور سے ملاحظہ فرمائین اور سوچین واللہ الہادی **قولہ** غرضکہ اسیطرح کل دلائل
جو امام صاحب نے عصمت انبیا مین تحریر فرمائی ہین وہ بعینہ یا کسیقدر تغیر سے عصمت ائمہ
مین جاری ہین بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا گیا آپ تفسیر کبیر کا یہہ مقام ملاحظہ فرمادین **اقول**
مینے ارشاد سامی کی تعمیل کی اور تفسیر کبیر کا یہہ مقام دیکہا اوسکے دیکہنے کا جو نتیجہ پیدا ہوا وہ
جناب پر بخوبی منکشف ہو گیا ہوگا - غالباً جناب نے یہہ وہ دلائل نقل فرمائی جو بعینہ بلا تغیر
عصمت ائمہ مین بزعم جناب جاری ہوتے ہین سو اونکا بعینہ کیا بلکہ بتغیر بہی عصمت ائمہ مین جاری
ہونا جناب پر خصوصاً اور ارباب انصاف پر عموماً منکشف ہے اور اون دلائل سے جو بتغیر یسیر
عصمت ائمہ مین بزعم جناب جاری ہوتی ہین چشم پوشی اور اغماض فرمایا حالانکہ ثبوت عصمت

مین بعض ادن دلائل مین سی اقوی تہی خالی از علت نہین - غرض اہل عقل و انصاف کی نزدیک دلائل
مذکورہ سی جو بعینہ عصمت ائمہ مین بزعم مجیب صاحب جاری ہوسکتی ہین حال دلائل غیر مذکورہ کا قیاس
کیا جاسکتا ہی - **قولہ** اب آپکی خاتم المحدثین صاحب کی تقریر جو تحفہ کے باب ششم عقیدہ سوم
مین تحریر فرمائے ہی لکہی جاتی ہی - اس سی عصمت ائمہ ثابت ہی گو صاحب تحفہ اسکی منکر ہین وہ
عبارت یہ ہی - والحق مرتبہ نبوت و فائدہ بعثت مقتضی عصمت این بزرگواران ست بچند وجہ اول
آنکہ اگر از انبیا گناہان عمداً صادر شوند و امت مامور ست باتباع ایشان قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی - و خود ایشان از معاصی و گناہان مردم را باز میدارند و نہی میکنند پس تناقض در میان
دعوت قولی و فعلی لازم آید - دوم آنکہ اگر گناہ کنند باید که باشد عذاب معذب شوند لقولہ تعالی
اذا لاذقناک ضعف الحیوۃ وضعف الممات و لقولہ تعالی یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ
مبینۃ یضاعف لہا العذاب ضعفین - و معذب شدن خاصہ باشد عذاب منافی و مخالف منصب
نبوت ست زیرا که نبی شفیع امت ست و پناہ نیکی و بدی ایشان ست و چون خود در کار خود
درماندہ باشد شفاعت که کند و شہادت که ادا نماید - سیوم آنکہ اگر گناہ میکردند مثل سلاطین
جبابرہ میشدند که مردم را زجر میکنند و سیاست می نمایند بر رسوم فاسدہ و ارتکاب فواحش و خود بعمل
می آرند و لابد روش انبیا از ملوک جابرہ و سلاطین ظالم ممتاز و متباین می باید - چہارم آنکہ اگر گناہ
کنند مستوجب ایذا و اہانت و عقوبت گردند و قد قال اللہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم
اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا - پنجم آنکہ اگر گناہ ایشان بر امت ظاہر شود ارتکاب
نمایند از اطاعت ایشان و از نظر ایشان بیفتند بلکه من بعد تصدیق نکنند و تکذیب نمایند و گویند
اگر ایشان در اخبار و مواعید صادق است میگفتند خود چرا مرتکب این کار میشدند انتہی بیان دلیل
اول یہ ہی که اللہ جل شانہ فرماتا ہی که اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اولی الامر کی اطاعت
مثل اطاعت خدا و رسول کی موثر ہی که جنکی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول کی ہی وہ معصوم ہون
ورنہ وہ ہی تناقض لازم آئیگا - باتفاق مفسرین فریقین اولی الامر سی مراد ائمہ و خلفا ہین - اور اگر

آیت مین جو توجیہات بلحاظ مابعد کی آئیونکی اہل سنت کرتے ہین اون سب کو لفظ اطیعوا باطل کرتا ہی **اقول** جریان اس دلیل کا عصمت ائمہ مین بوجوہ محل بحث ہی مختصراً گذارش ہی اولاً اس استدلال مین غلطی یہہ ہی کہ اطاعت کو اور اتباع کو ہم معنی سمجھہ لیا حالانکہ ان دو نو الفاظ کے معانے مین جو بہی تغایر ہی وہ ادنی طلبہ پر بہی مخفی نہین رسول کے حق مین اطاعت اور اتباع ہر دو نازل ہوئی ہین اور اولوا الامر سی اگر مراد ائمہ ہی ہون تاہم اونکی حقین صرف اطاعت وارد ہوا ہی اتباع وارد نہین ہوا اور علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے استدلال عصمت انبیا پر لفظ اتباع سی کیا ہی اطاعت سی نہین کیا پس یہہ ہماری مجیب لبیب کی خوش فہمی اور عالی ہمہ دانی ہی کہ اس استدلال کو لفظ اطاعت مین لگیگی حالانکہ اوسمین جاری نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اگر ائمہ سے معصیت صادر ہو تو ہم کہہ سکتی ہین کہ ہم اونکی اتباع کی مامور نہین جو معصیت مین بہی اتباع لازم آوے اور اونکا معصیت مین بہی اتباع کرین اور اگر معصیت کا حکم کرین تاہم اطاعت واجب نہین کیونکہ مطاع مطلق نہین ہین بلکہ مطاع محدود ہین کیونکہ واسطہ اطاعت خدا و رسول ہین اور نیز لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[1] بہی مانع ہی بخلاف اتباع کے کہ ادلۂ اتباع بحق ائمہ منصوص نہین اور اگر کہین وارد ہوا ہو تو ظاہر ہی کہ اتباع مطلق نہین بلکہ وہ بہی محدود ہی اور حق تعالے شانہ نے رسول کے پیروی کو مطلق اپنی محبت کی ساتہہ مرتبط کیا ہی جو کسی امام کے حق مین نہین ہوسکتی فرمایا ہی قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ[2] حق تعالے شانہ رسول کے اتباع کو سبب محبت خدا اور سبب مغفرت ذنوب قرار دیتا ہے اور ائمہ مین یہہ امر سراسر مفقود ہی۔ ثانیاً اس آیت سے یہہ دعوی کہ اطاعت امام مثل اطاعت خدا و رسول ہی بالکل غلط ہی ہرگز آیت سی مماثلت ثابت نہین ہوتی اور نہ آیت مین کوئی لفظ مماثلت پر لفظاً و تقدیراً دال ہی اور حرف

---

[1] جسمین خالق کے معصیت ہو اوسمین مخلوق کی اطاعت نہین [2] تو کہہ اگر تم اللہ کو دوست رکہتی ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکہیگا اور تمہاری گناہ بخشیگا۔ ۱۲

تشبیہ یا ملفوظ یا مقدر ہی پس یہہ محض ہماری مجیب کا کمال علم ہی و بس۔ ثالثاً یہہ جملہ کہ اولو الامر
کی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول ہے ہماری مجیب کے کمال علم پر واضح دلالت کرتا ہی کیونکہ
اگر مماثلت سے مراد صرف تشارک اور مماثلت فی الجملہ ہی تو مسلم لیکن بداہۃً مفید مدعا نہیں
کیونکہ نفس مماثلت مستلزم نہیں کہ جو حکم مشبہ بہ کیواسطے ثابت ہو وہ مشبہ کے واسطے بھی ثابت
ہو ورنہ تشبیہ قائلین ہی غترس ہو اور صورت انسان علی الجدار ناطق علاوہ اسکے جو حکم کہ آپ
ائمہ میں جاری کرتے ہیں وہی ہم اون اولو الامر میں جاری کرینگے جنکو امام عام خاص
ولایات پر عامل و حاکم مقرر فرما کر بھیجی جیسی زیاد بن ابیہ دعی ابی سفیان کہ جناب امیر کا
عامل بنا وہ بھی واجب الاطاعت ہونے میں آپکی نزدیک مثل خدا و رسول کے ہی
تو وہ بھی معصوم ہو معہذا ہم یہہ بھی سوال کرینگی کہ امام کی اطاعت مثل خدا و رسول کے ہولی
اور آپنے رسول کی اطاعت کے ساتھہ مماثلت سے تو ائمہ کو خاصہ رسول سے یعنے عصمت
میں شریک فرمایا کیونکہ ظاہر ہی کہ عصمت صرف صفت رسول ہے تو رسول کے ساتھہ ائمہ کی مماثلت
ائمہ میں عصمت کو ثبوت کی مقتضی ہوگی لیکن ائمہ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت کی ساتھہ
بھی مماثلت فرمایے تو اس مماثلت کے اعتبار سے ائمہ کو خداوند تعالے کی کونسی خاصہ میں شریک
فرمائیگا اور اگر مماثلت سے مراد مساوات ہی تو غلط اور غیر مسلم ہی اولو الامر کی اطاعت مساوی
اطاعت خدا و رسول کے ہرگز نہیں ہوسکتی کیونکہ خدا و رسول کو جو کچھہ امر فرماوی اوسمیں ذرا گنجایش
چون وچرا کی نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ سراسر تشریع ہی اور اولو الامر کا امر تشریع نہیں اور وہ زیر
تامل ہوسکتا ہی اگر موافق کتاب و سنت ہی تو واجب الاطاعت ہوگا ورنہ نہیں چنانچہ خود جناب
امیر نے اسکی نسبت شہادت فرمائی جو نہج البلاغہ میں منقول ہی لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ
بعدل فانی لست بفوق ان اخطی خود خداوند تعالی نے اپنی کلام مجید میں اسکی طرف اشارہ
فرمایا اور فرمایا۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول الخ اس سے صاف معلوم ہوسکتا ہی

سلہ اسکا ترجمہ سابق گذر چکا ہی ۱۲ سلہ تم اگر کسی چیز میں جھگڑو تو اسکو اللہ اور رسول کی طرف لوٹادو ۱۲

کہ امراء اولوالامر مین تنازع ممکن ہی لیکن امر خدا و رسول ہر حال واجب الاطاعت ہی اور اونمین تنازع ہی ممکن نہین بلکہ شارع کا فیصلہ او نہی کے امر کے ساتھہ منوط ہی تو اس سی صاف ظاہر ہی کہ دعوی مساوات بین الاطاعتین صریح دہوکہا ہی جسکا منشا کم فہمی ہی۔ رابعاً اگر اولوالامر سے مراد ائمہ و خلفا ہین اور اونکی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول کے ہی تو حسب شہادت جناب امیر جسکو شریف رضی نے نہج البلاغۃ اور ابن میثم بحرانی نے اپنی شرح مین نقل کیا ہی ابوبکر رض و عمر رض و عثمان رض رضی اللہ عنہم ہی امام حق اور معصوم ہونگی علامہ رضی نہج البلاغۃ کے خطب و من کلام لہ علیہ السلام لما ارادہ الناس بالبیعۃ بعد قتل عثمان مین نقل فرماتے ہین وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ ابن میثم اسکی شرح مین تحریر فرماتے ہین قولہ وان ترکتمونی ای کنت کاحدکم فی الطاعۃ لامیرکم ولعلی اکون اطوعکم لہ ای لقوۃ علمی بوجوب طاعۃ الامام اس عبارت کو اگر آپ دیکہین تو مختصر شرح ابن میثم مین نہ دیکہین بلکہ شرح کبیر مین ملاحظ فرماوین ظاہر ہی کہ جو شخص خود امام مفترض الطاعۃ و خلیفہ برحق ہو تو وہ خود مطاع ہوگا اوسپر کسیکی اطاعۃ لازم نہین تو جناب امیر علیہ السلام اہل حل و عقد سے اونکی بعیت کے ارادہ کے وقت یہہ ظاہر فرما رہی ہین جسمین صاف لزوم اطاعۃ امیر ذمہ جناب ثابت ہوتا ہی تو اس سے صاف مفہوم ہوتا ہی کہ اوسوقت خود جناب امیر امام مفترض الطاعت نہین تہی بلکہ امام مفترض الطاعت وہ شخص ہی جسکو اہل حل و عقد امام بناوین اور جس سے وہ بعیت کرین اور خلفا ثلثہ رض اہل حل و عقد کی بعیت سے امام ہوئی تو وہ امام حق اور خلیفہ مفترض الطاعت اور اولوالامر ہوئی اور اونکی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول کے باعتبار اوس مماثلت کے جو مماثلت کہ آپ مراد لیتے ہونگی

- خامساً یہہ جو ہماری مجیب صاحب تحریر فرماتے ہین کہ باتفاق مفسرین فریقین اولوالامر سے مراد ائمہ ہین اگر اس سے مراد حصر ہی کہ سوای ائمہ کی اور کوئی مراد نہین تو غلط ہی باتفاق مفسرین حصر باطل ہی کیونکہ اس حکم مین امرا و عمال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہی شامل ہین بلکہ نزول اس آیت کا حسب تصریح محدثین و مفسرین اہل حق امرا سرایا مین واقع ہوا ہے

اخرج البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن جریر وابن المنذر
وابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قوله
اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم قال نزلت فی عبد الله بن حذافة بن قیس
بن عدی اذ بعثه النبی صلی الله علیه وسلم فی سریة واخرج ابن عساکر من طریق السدی
عن ابی صالح عن ابن عباس واخرج ابن جریر عن میمون بن مہران فی قوله واولی
الامر منکم قال اصحاب السرایا علی عہد النبی صلی الله علیه وسلم - درمنثور الی غیر ذلک
من الروایات اور نیز مجتہد جامع شروط بھی منقوص نہیں ہے علی الخصوص جب کہ امام غیبت امام میں کارکن ہوگا اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ اہلسنت نے بھی آیت کو وجوب تقلید ائمہ مجتہدین میں بطور استدلال وارد کیا ہے کیونکہ اسکی موید تفسیریں
بروایات وارد کی ہیں - اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن عطاء فی قوله
اطیعوا الله واطیعوا الرسول قال طاعة الرسول اتباع الکتاب والسنة واولی الامر منکم قال اولی
الفقه والعلم واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس فی قوله
تعالی واولی الامر منکم یعنی اهل الفقه والدین واهل طاعة الله الذین یعلمون الناس معانی دینهم
ویامرونهم بالمعروف وینهونهم عن المنکر فاوجب الله طاعتهم علی العباد واخرج ابن ابی شیبة
وعبد بن حمید والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم
وصححه عن جابر بن عبد الله فی قوله واولی الامر منکم واخرج ابن ابی شیبة وابن جریر عن ابی العالیة
فی قوله واولی الامر قال هم اهل العلم الا تری انه یقول ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر

۱؎ بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس سے بطریق سعید بن جبیر تفسیر قولہ تعالی اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں روایت کی ہے کہ یہ آیت عبد الله بن حذافہ کے باب میں نازل ہوئی جبکہ حضرت صلی الله علیہ وسلم نے انکو لڑائی پر بھیجا تھا ۲؎ ابن عساکر نے ابن عباس سے بطریق سدی اور ابن جریر نے میمون سے تخریج کی ہے کہ فرمایا اطیعوا الله میں اولی الامر سے مراد حضرت کے زمانہ کے چھوٹے چھوٹے لشکر کے افسر ہیں ۳؎ عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عطا سے آیت اطیعوا الله میں تخریج کی ہے کہا رسول کی اطاعت کتاب و سنت کا اتباع ہے اور اولی الامر اہل فقہ اور علم ہیں - اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے قولہ تعالی اولی الامر میں تخریج کی ہے کہ مراد اس سے اہل فقہ اور دین ہیں اور انکی اطاعت واجب ہے جو لوگوں کو دین کے احکام سکھاتے ہیں اور لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں پس خدا تعالی نے انکی اطاعت بندوں پر واجب کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے اور اسکو صحیح کہا جابر بن عبد الله سے قولہ تعالی اولی الامر میں تخریج کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے ابو العالیہ سے قولہ تعالی اولی الامر میں تخریج کی ہے

منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم اور اگر حصر مراد نہین ہی بلکہ جو لغۃً مدلول لفظ اولی الامر ہی وہ
اس حکم مین شامل ہی تو پھر ہماری مجیب ہی فرمائین کہ آپکی ثبوت مدعا کی کیا سبیل ہی ائمہ کی
عصمت کی خصوصیت کس دلیل سے ثابت کیجیئگا اور اوسکو عام مخصوص منہ البعض کس دلیل سے
قرار دیجیئگا - سادساً - اطاعت مامور بہا سے یا عام مراد ہی کہ وجوب اطاعت بطور تقیہ ہو یا بلا
تقیہ - یا خاص مراد ہی اگر عام مراد ہی تو پھر حضرات شیعہ کو اسکا فکر فرمانا چاہیئے کہ تمام سلاطین جابرہ
حتی کہ یزید بھی حسب اصول شیعہ واجب الطاعت ہو کر اولو الامر مین داخل ہو گیا اور معصوم قرار پایا
کیونکہ تمام امراء جور باعتبار تقیہ کے واجب الطاعت ہین - اور اگر خاص مراد ہی یعنی وہ خاص اطاعت
جو بلا تقیہ ہو تو چشم ما روشن ہم بھی اطاعت خاص ہی کہتے ہین یعنی وہ خاص اطاعت جسمین
خدا و رسول ص کی معصیت نہو تو اس صورت مین حضرات شیعہ نے بھی اطاعت مین ایک قید
لگا کر اوسکو مخصوص کیا اور ہمنی بھی ایک قید لگائی اور اطاعت کو خاص کیا - لیکن کوئی وجہ نہین ہی
کہ حضرات شیعہ نے جو قید لگائی ہی وہ تو صحیح ہو اور ہمنی جو قید لگائی وہ غلط ہو جائی بلکہ سیاق
آیت ہماری ہی تخصیص کے صحت کو مثبت ہی تو مدعا شیعہ جو اثبات عصمت ائمہ ہی باطل ہوا -
سابعاً حضرات ائمہ نے حضرات شیعہ کیلیئے اس آیت سے عصمت ائمہ پر استدلال کی گنجائش
ہی نہین چھوڑی ہی - لیکن یہہ ان حضرات کی کمال دانش و علم و حیا و شرم ہی کہ اس آیت سے عصمت
ائمہ پر بمقابلہ اہل حق استدلال لاتی ہین وجہ اسکی یہہ ہی کہ عصمت ائمہ پر اس آیت سے صحت استدلال
اس امر پر موقوف و منحصر ہی کہ لفظ اولو الامر سی صرف ائمہ معصومین ہی مراد ہون کیونکہ اگر یہہ
لفظ غیر معصومین کو بھی شامل ہوگا تو پھر اسکی دلالت ثبوت عصمت پر قطعاً باقی نہ رہیگی
بلکہ اوسوقت اسکا مدلول وہی مدعا ہوگا جو کہ اہل حق اس آیت سے کہتے ہین - پس مین کہتا ہون
کہ جناب ائمہ رضی اللہ عنہم نے حسب نقل و روایت عروۃ المحدثین شیعہ ابن بابویہ قمی الملقب
بصدوق طائفہ و حسب تاویل و تصحیح خاتم المحدثین بل مجدد مذہب شیعہ علامہ باقر مجلسی تصریح فرمادی ہے
کہ اولو الامر سی ملوک مراد ہین اور جب ملوک مراد ہوئی تو وہ بھی معصوم ہونگی کیونکہ عصمت

اور نو الامر ہیں آیت نفس سے روایت شیخ ابن بابویہ قمی نے خصال مین ورق ۳۱۵ پر نقل کی ہے اور اوس سے علامہ مجلسی بحار الانوار کے جلد اول مطبوعہ سلطانی ۲۵۵ صفحہ پر نقل کرتے مین روایت طویل ہے مختصر عرض کرتا ہون۔ القطان عن احمد الهمدانی عن علی بن الحسن فضال عن ابیه عن مروان بن مسلم عن الثمالی عن ابن طریف عن ابن نباتة قال قال امیر المؤمنین کان الحکماء فیما مضے من الدهر تقول ینبغی ان یکون الاختلاف الی الابواب لعشرة اوجه اولها بیت الله عز وجل لقضاء نسکه والقیام بحقه واداء فرضه والثانی ابواب الملوک الذین طاعتهم متصلة بطاعة الله عز وجل وحقهم واجب ونفعهم عظیم وضررهم شدید والثالث ابواب العلماء الذین یستفاد منهم علم الدین والدنیا الی آخره قال علامہ مجلسی اسکی شرح کرتے ہین اور فرماتے ہین بیان یحتمل ان یکون المراد بالملوک ملوک الدین من الائمة وولاتهم ویحتمل الاعم فان طاعة ولاة الجور ایضا تقیة من طاعة الله انتهی۔ حدیث سے صاف روشن ہے کہ جنکی اطاعت خدا تعالی کی اطاعت کے متصل ہے جیسا کہ آیت اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر مین پائی جاتی ہے وہ ملوک ہین اور یہی ہے کہ ملوک کا اطلاق ائمہ پر نہین ہوتا بلکہ اون ہی امرا وسلاطین پر ہوتا ہے جنکو تسلط ظاہری حاصل ہو لیکن علامہ مجلسی نے اپنی حفظ مذہب کے لیے دو احتمال پیدا کیے اول یہہ کہ ملوک سے مراد ملوک دین ہین جو ائمہ اور اونکی ولاۃ کو شامل ہے دوسرا احتمال یہہ کہ ملوک سے عام مراد ہو جو ملوک دین اور ملوک دنیا کو مشتمل ہو۔ بروے احتمال اول قطع نظر اس سے کہ یہہ اطلاق غلط اور خلاف عرف ہے شیعہ کے سراسر مخالف اور ہماری

سلہ جناب امیر المومنین ع نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ کے حکیم نے کہا ہے کہ دس قسم کے دروازون پر آمد ورفت رکہنا مناسب ہے اول بیت الله پر آمد ورفت اوسکی نسک ادا کرنے اور اوسکی حق کے برپا رکہنے اور اوسکی فرض کے بجالانے کی لیئے۔ دوسری اون بادشاہون کے دروازہ جنکی فرمان برداری خدا تعالے کی فرمان برداری کے ساتھہ ملی ہوئی ہے اور اونکا حق واجب ہے اور اونکا نفع بڑا ہے اور اونکا ضرر سخت ہے۔ تیسری علماء کی دروازہ جن سے دین دنیا کا علم حاصل ہوتا ہے۔ ۱۲

سلہ بیان۔ احتمال ہے کہ بادشاہون سے مراد دین کے بادشاہ ہون جو ائمہ اور اونکی صوبے ہین اور احتمال ہے کہ عام بادشاہ ہون۔ کیونکہ ظالم بادشاہونکی فرمان برداری بہی بطور تقیہ الله کی طاعت سے ہی واجب ہے

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

مدعا کو مثبت ہی - کیونکہ جب علاوہ ائمہ کے اونکی ولاۃ وحکام کی اطاعت بہی خدا تعالے کی اطاعت
کی تصمن ہوئی تو وہ بہی لفظ اولو الامر مین داخل ہوئی اور جب اونکی بہی اطاعت کے مثل خدا و
رسول و ائمہ کی مامور ہوئی تو اس سے لازم آیا کہ یہہ بہی معصوم ہون لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک
سوائی ائمہ کے اور کوئی دوسرا معصوم نہین - تو اگر اس آیت سے عصمت اولو الامر پر استدلال فرماوین
اور اس آیت سے عصمت اولو الامر قطعی الثبوت سمجہین تو پہر سوائی ائمہ کے عصمت کے ولاۃ وحکام ائمہ
کی عصمت بہی قبول فرماوین اور اونکو بہی معصوم اعتقاد کرین ورنہ ائمہ کی عصمت سے بہی ہاتہ دہو بیٹہین
اور پروردی احتمال ثانی علاوہ اسکی کہ یہہ عموم اطلاق بہی خلاف عرف ہی اور نیز الزام سابق اور اعتراض
گذشتہ بیان بہی وارد ہوتا ہی یہہ حدیث تمام ملوک جائرہ بنی امیہ و عباسیہ بلکہ تمام ملوک کفار کی
عصمت کو بہی مثبت ہوگی کیونکہ وہ بہی اولو الامر مین داخل ہوئی اور وہ بہی واجب الاطاعت حسب زعم
شیعہ کے مثل خدا تعالے کی ہوئی والعیاذ باللہ - تو وہ بہی معصوم ہوئی چنانچہ وجہ سادس مین ہم اسکو بیان
کر چکے ہین لیکن امید ہی کہ حضرات شیعہ اونکو معصوم نفرماوینگی تو پہر ائمہ کی عصمت کا بہی ثبوت اس
آیت سے محال ہی - الحمد للہ کہ جناب امیر کی ہی ارشاد سے بطلان دلیل شیعہ ثابت ہوا اور عدم
عصمت ائمہ اس آیت سے واضح ہو کر فیصلہ ہوا - بعد اسکی ہم ارباب انصاف کو تکلیف دیتے ہین
ذرا متوجہ ہو کر ہماری مجیب کی اوس عبارت کا جو خاتمہ دلیل پر بطور دفع دخل مقدر اور حفظ ما تقدم
کی تحریر فرمائی ہی مطلب فرمائین تو سہی اور ہماری مجیب کے دین و دیانت و عقل و فراست کو بہی
قیاس فرمائین پہلی تو یہہ دیکہین کہ ما بعد کے آیتون سے کیا مراد ہو سکتی ہی جنکی لحاظ سے اہل سنت
اس آیت مین توجیہات کرتے ہین یہہ تو ظاہر ہی کہ یہہ آیت لفظ تاویلا پر ختم ہو چکی اسکی
ما بعد کے آتین بلکہ تمام رکوع جو لفظ ما بعد سے متبادر الی الفہم ہی وجوب اطاعت خدا اور رسول پر
صراحۃً دال ہین اور اسکی موکد ہین - تو اون آیات کے لحاظ سے اہلسنت کوئی ایسی توجیہ نہین کرتے
جس سے وجوب اطاعت خدا اور رسول مین فتور پڑے اور اگر اہلسنت بلحاظ ما بعد کی آیات کی کوئی
توجیہ کرین تو کیا قباحت ہی تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض مین کیون داخل ہون

اور قاعدہ القرآن یفسر بعضہ بعضاً کو کیون ترک کرین اور اگر ما بعد کے آیتون سے مراد جملہ شرطیہ متفرعہ ہی جو فان تنازعتم سے شروع ہوتا ہی اور تتمہ اسی آیت کا ہی تو قطع نظر اس سے کہ یہہ اطلاق محاورہ مین کس درجہ غلط ہی اسکی بعینہ وہ نظیر ہی کہ کوئی ملحد بے دین ہوا پرست لاتقربوا الصلوٰۃ سے نماز کی ممانعت پر اور کلوا واشربوا سے وجوب مطلق اکل و شرب پر استدلال کری اور کہی کہ اسمین جو توجیہات بلحاظ ما بعد کے مخالفین کرتے ہین اونکو لفظ لاتقربوا الصلوٰۃ اور کلوا واشربوا باطل کرتا ہی سبحان اللہ علم و فہم ہو تو ایسا اور انصاف ہو تو ایسا۔ ع

بر این عقل و دانش بباید گریست۔ اور اگر ما بعد سے مراد اور الفاظ ہین جو بعد اسکی قرآن مین بعید واقع ہوئی ہین۔ تو اول تو سیاق کلام اوسپر دلالت نہین کرتا پہر جمعیت آیات صحیح نہین علاوہ اسکی یہہ کہنا کہ لفظ اطیعوا باطل کرتا ہی بالکل غلط ہی **قولہ** اور دلیل دوم کا بیان اولہ امام رازی صاحب کے بیان مین ہو چکا۔ یہی شفاعت سوا ائمہ بہی شفیع ہونگی فاضل رشید ایضاح لطافۃ المقال مین حضرت امام رضا علیہ السلام کی مناقب کے ذکر مین کتاب فصل الخطاب سے نقل کرتے ہین۔ عن الرضا انہ قال من شد رحلہ الی زیارتی استجیب دعاؤہ و غفرت ذنوبہ و من زارنی فی تلک البقعۃ کان کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کتب لہ ثواب الف حجۃ مبرورۃ و الف عمرۃ مقبولۃ و کنت انا و ابائی شفعاءہ یوم القیمۃ انتہی یہہ روایت اسپر نص ہی کہ حضرت امام رضا اور اونکی ابا و طاہرین زائرین قبر اقدس امام کی شفاعت فرماینگی اور شفاعت حضرت شاہ صاحب کے افادہ سے عصمت کے لوازم سے ہی پس الحمد للہ اونکی ہی اعتراف سے عصمت ائمہ ثابت ہی۔ **اقول** اس دلیل کا جواب بہی بیان ادلہ امام کی جواب مین گذر چکا ہی لیکن شفاعت کے بابت جو عجیب روایت فصل الخطاب سے دیکہا کہ غلطیون مین پڑی ہین اونپر متنبہ کرنا ضرور ہی اسلیے مختصر گذارش ہی اول یہہ روایت حسب قاعدہ حدیث ہی نہین بعد اوسکی صحت مین کلام ہی صاحب فصل الخطاب التزام صحت روایات نہین کیا ہی جو اوسکا وارد کرنا تصحیح روایت سمجہا جاوی چنانچہ بہت سی روایات این

بابویہ قمی سے نقل کی ہین جسمین ہے بعض روایات سے ہماری مجیب لبیب نے آئندہ ابحاث مین استدلال
کیا ہی اوسکا جواب انشاء اللہ تعالے بشرح وبسط اوسیجگہ مذکور ہوگا اور ظاہر ہی کہ ابن بابویہ
اہل سنت کے روا ت مین سے نہین ہے بلکہ خواجہ نصر اللہ نضر اللہ مثواہ صواقع مین
اوسکو زاملۃ الکذب سے تعبیر فرماتے ہین معہذا قاعدہ ہی کہ جو روایات ثواب اعمال مین
مروی ہین اور اونمین تہوڑی تہوڑی اعمال پر بڑی بڑی مثوبات موعود ہین وہ اکثر مصنوعات
وموضوعات ہین۔ خاتم المحدثین قدس سرہ العزیز عجالہ نافعہ حدیث مین قواعد کلیہ وضع کی
بیان مین فرماتے ہین ہشتم افراط وعید شدید بر گناہ صغیر یا افراط وعد عظیم بر فعل
قلیل چنانچہ من صلی[1] رکعتین فلہ سبعون الف دار فی کل دار سبعون الف بیت
وفی کل بیت سبعون الف سریر علی کل سریر سبعون الف جاریۃ۔ بلکہ
احادیث این نوع را خواہ در ثواب باشند وخواہ در عذاب موضوع باید شناخت۔ نہم آنکہ بر عمل
قلیل ثواب حج وعمرہ ذکر نماید انتہی۔ باوجود اسکی یہہ روایت حدیث لاتشد الرحال کے بہی معارض ہے
پس قابل رد ہی بفرض محال سلمنا کہ یہہ حدیث صحیح سالم عن المعارضہ ہی لیکن تاہم ہماری مجیب کا
استدلال اس سے خطا ہی وجہ اسکی یہہ ہی کہ شفاعت دو قسم ہی شفاعت عامہ ہی کہ تمام امت
کی شفاعت ہو یہہ خاصہ رسول کا ہی اور شفاعت صغری شفاعت خاصہ ہی کہ خاص خاص
لوگونکی کیجاوے اور یہہ شفاعت صغری عوام صلحا مومنین کو بہی حاصل ہوگی چنانچہ روایات کثیرہ
اہل سنت وشیعہ کے کتابونمین اسکی موید مروی ہین اور یہہ شفاعت جو اس روایت مین مروی
ہوئی ہی وہ شفاعت خاصہ وصغری ہی کیونکہ زائرین قبر اقدس کے ساتھہ مختص ہے تو یہہ مقتضی
عصمت کو نہین ہوسکتی قطع نظر اس سے یہہ جو فرمایا کہ شفاعت شاہصاحب کے افادہ سے
عصمت کے لوازم سے ہی یہہ بہی غلط ہی شاہصاحب کے کلام سے ہرگز یہہ افادہ نہین کہ شفاعت

---

[1] جو دو رکعت پڑہی اوسکی لیی ستر ہزار گہر اور ہر گہر مین ستر ہزار دالان اور ہر دالان مین ستر ہزار تخت
اور ہر تخت پر ستر ہزار چہوکریان۔ ۱۲

عصمت کے لوازم مین سے ہی ہان اگر کوئی یہہ کہی کہ شفاعت و عصمت دونو نبی مین مجتمع ہین
اور نبی کے اوصاف لازمہ مین سے ہین تو مستبعد نہین لیکن ادعائی تلازم اور پھر شاہ صاحب کی
کو افادہ ہی سے سراسر غلط ہی پس اگر اسکا نام اعتراف عصمت سے جیسا کہ آپ حضرت شاہ صاحب
قدس سرہ کی طرف منسوب کرتے ہین تو بیشک آپ میدان مناظرہ جیت چکی یہان تو فارسی
خوانی کا ہی جلوہ شاید کچھہ بیش بہا ہی۔ **قولہ** تیسری دلیل یہی یعنیہ ائمہ علیہم السلام عصمت مین جابجے
کیونکہ اگر ائمہ گناہ کرتے تو مثل سلاطین جابرہ کے ہوتے کہ اوجداد میونکو رسوم فاسدہ اور ارتکاب
فواحش پر زجر و سیاست کرین اور خود وہ لہو عمل مین لائین اور ضرور ہے کہ ائمہ و خلفاء راشدین جنکی
روش ملوک جابرہ و سلاطین ظالم کی روش سے جدا ہو۔ **اقول** یہہ دلیل بہی عصمت ائمہ مین
مثل دلائل سابقہ بوجوہ سابقہ منقوض ہے۔ از عہد تا لحد سہواً و عمداً اس دلیل سے عصمت ثابت
کہیں تب مدعا ثابت ہوگا۔ افسوس کہ سوق دلیل کے وقت آپ اپنی مدعا کو بہول جاتے ہین تنا ہی
خیال نہین رہتا کہ مدعا کیا ہے اور ہم دلیل کیا بیان کر رہی ہین علاوہ ازین وہ ائمہ خیالی جو از عہد
تا لحد عوام کے زمرے مین سے اور تمام عمر بہی کبہی رائحہ حکومت کا نہین سونگہا نہ امر و نہی کا اختیار
ہوا نہ زجر و سیاست کبہی کی ہمیشہ دوسرو نکی محکوم و مطیع رہے اونکو ملوک سے کیا مناسبت
اور سلاطین سے کیا نسبت پس اس دلیل سے اونکی عصمت پر استدلال لانا اور دلیل کے مضمون سے چشم
پوشی و تغافل کرنا ہمارے مجیب جیسی منصف کا ہی کام ہے۔ ہان اگر اس دلیل سے بانضمام ارشاد
جناب امیر کے جو نہج البلاغہ مین منقول ہوا ہے واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین
خلفاء ثلثہ کی عصمت پر استدلال کیا جاوے اور شارح ابن میثم نے جو کچھہ اپنی شرح کبیر مین اسکی
شرح مین تحریر فرمایا ہے ملحوظ رکہا جاوے تو ہمارے منصف مزاج مجیب اسکو بعید نہین اوس استدلال کو حق
سمجھین شارح ابن میثم فرماتے ہین۔ وفیہ اشارۃ الی ان غرضہ من المنافسۃ فی ہذا الامر ہو صلاح
حال المسلمین واستقامۃ امورہم وسلامتہم عن الفتن وقد کان لہم ممن سلف
من الخلفاء قبلہ استقامۃ وان کانت لا تبلغ عندہ کمال استقامتہا لو ولی ہو ہذا

اسکا ترجمہ سابق میں گذر چکا ۱۲

[illegible]

اسکا ترجمہ سابق میں گذر چکا ۱۲

الامر فلذالک اتسم لیسلمن ذلک الامر ولاینازع فیه - حاصل جناب امیر کے ارشاد
کو دیکھی بعد اوسکی شارح کے عبارت مین غور فرمایئو تو تحقیق امت حقہ اور خلافت راشدہ کا
اس سے ہین معلوم ہوگا اور پہلی اس سے عنقریب گذشتہ اقوال مین حضرت رضؑ کی ارشاد سے
خلفار کی اطاعت کی تسلیم گذارش کرچکا ہون تو اس سے عصمت خلفار بخوبی ہماری محبیب
مستنبط کرسکتی ہین - اگرچہ بخوف تطویل اس ارشاد مین ہم بسط کے ساتھہ بحث نہین کرسکتی
لیکن تاہم اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہین کہ اس ارشاد سے وہ الزامات کہ جن سے شیعہ
خلفاء ثلثہ رضؑ کے دامنہای پاک کو ملوث کرتے ہین وہ بشہادت جناب امیر باطل اور لغو ہین نہ
جناب سیدہ پر کوئی ظلم ہوا نہ معاذ اللہ بنات طیبات غصب ہوئین نہ قرآن تحریف ہوا
نہ صحابہ پیغمبر صلعم مرتد ہوئی بیہ سب ہشامین وزرارہ وابوبصیر وغیرہ کے جاہدان اور ابن بابویہ
و مجلسی وغیرہ کے البنان کا ذخیرہ ہی جو ہر موقع مین نیا رنگ پکڑتا ہی اور کسیطرح ٹہیک نہین
ٹہیتا خود جناب امیر کی کلام اوسکی مکذب ہو رہی ہے **قولہ** اور وجہ چہارم کی تقریر یہہ ہی
کہ اگر امام گناہ کرے تو مستوجب ایذا اور اہانت وعقوبت ہو - وقد قال اللہ تعالی وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ط اس آیت کے تحت مین
نیشاپوری لکھتے ہین قیل نزلت فی اناس من المنافقین کانوا یوذون علیا کرم اللہ وجہہ
اور نیز احادیث سے ثابت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے ایذا رسول خدا کی ایذا ہی من اذا علیا فقد اذانی
اور جب ایک امام مین یہہ بات ثابت ہو تو کل مین ثابت ہوگی **اقول** یہہ وجہ بہی ثبوت
عصمت ائمہ مین غلط اور پوچ ہی اور نہ یہہ دلیل وہ دلیل ہے جسکو شاہصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
عصمت ابنیا مین بیان فرمایا ہی بلکہ یہہ صرف ہماری مجیب لبیب کا ایجاد بندہ ہی شرح
اس اجمال کی یہہ ہی کہ دلیل شاہصاحب کا خلاصہ یہہ ہی کہ حق تعالے شانہ ابنیا کے
حق مین ارشاد فرماتا ہی - اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ[1]

---

[1] جو لوگ ایذا دیتی ہین اللہ کو اور اوسکی رسول کو خدا نے انہپر دنیا اور آخرت مین لعنت کی ہی اور اونکی لیئے خواری کا عذاب تیار کیا ہی - ۱۲-

واعدلهم عذابا مهینا - اسمین حق تعالی نے رسول کے ایذا کو اپنی ایذا فرمایا اور مطلق ایذا کو سبب
لعن و عذاب کا قرار دیا - اور جب مطلق ایذا سبب لعن و عذاب کے ہوئی تو اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے
کہ اونسے معصیت کا صدور ممکن نہین ورنہ وہ مستوجب ایذا کے ہوتے اور اونکی مطلق ایذا سبب
لعن و عذاب کا نہوتی اور یہہ دلیل ائمہ مین بامرہ مفقود ہے کیونکہ جو دلیل عصمت ائمہ مین جاری
کی ہے اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حق تعالے شانہ مومنین کے شان مین فرماتا ہے[۱] والذین یوذون
المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا - اول تو حق تعالے
شانہ نے اس آیت مین عام مومنین و مومنات کی نسبت یہہ حکم فرمایا اور عموم جمع معرف باللام
سے مستفاد ہے اور نیز حکم علی المشتق علیۃ ماخذ پر دلیل ہے سو جسجگہ علت پائی جائیگی یہہ حکم پایا جائیگا
مسلّما کہ نزول خاص جناب امیر کی ہی نسبت ہو لیکن العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص
السبب قاعدہ مسلمہ فریقین ہے ورنہ اکثر قرآن سے لغو ہو جائیگا کیونکہ اکثر آیات خاص مواقع
اور خاص لوگونکے حق مین نازل ہوئی ہی اگر خوف تطویل نہوتا تو ہم اسکو فریقین کے تفاسیر سے ثابت
کرتے افسوس کہ ہمارے مجیب کو اتنی ہی خبر نہین دوسرے یہہ کہ مومنین کے ایذا کو حق تعالی شانہ نے
اپنی ایذا نہین فرمایا جیسا کہ رسول ؐ کے ایذا کو اپنی ایذا فرمایا اور اس صورت مین ذکر جلال
بطور توطیہ و تمہید کے واقع ہوا ہے تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جسطرح ایذا رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ایذاء خدا تعالے ہے اسطرح ایذاء مومنین ایذاء خدا تعالے نہین پس اسمین مابہ الفرق اگر پیدا ہوگا
تو یہہ ہی ہوگا کہ رسول ؐ معصوم ہے اسلیئے اوسکی ایذا مین حق تعالے نے اپنی ایذا کو شامل
فرمایا اور اوسکی ایذا کو اپنی ایذا قرار دیا اور مومنین و مومنات معصوم نہین تو اونکے ایذا کے ساتھ
اپنی ایذا کو شامل نفرمایا بلکہ بغیر ما اکتسبوا کی قید کے ساتھہ مقید فرمایا جس سے مفہوم ہوتا ہے
کہ ان سے اکتساب ایسے افعال کا جنپر مستحق ایذا کے ہون ممکن ہے - تیسرے یہہ کہ اگر مومنین سے

۱؎ اور جو لوگ ایذا دیتے ہین ایمان والون اور ایمان والیون کو بدون کیے کام کے تو اوٹھایا اونھون نے جھوٹ کا
بوجھہ اور صریح گناہ ۱۲

مراد ائمہ کو قرار دیا تو لفظ مومنات کو کہان لیجا کر ڈالینگے اور کس محل پر محمول کرینگے - چوتھی یہہ کہ خدا تعالے
نے ایذاء مومنین کو بغیر ما اکتسبوا کے ساتھہ مقید فرمایا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ جو لوگ ناحق بدون
پاداش کسی جرم کے مومنین و مومنات کو ایذا دیتی ہین وہ حمال اوزار بہتان اور آثام ہین اور جو
لوگ کہ کسی فعل کے بدلہ مین ایذاء دیتے ہین وہ اس وعید سے خارج ہین - تو اس سے مثل
روز روشن واضح و صریح ہوا کہ مومنین و مومنات عموماً مصدر ایسی اعمال کے ہوسکتی ہین جنکی پاداش
مین مستوجب ایذا کے ہون بخلاف رسول کے کہ حق تعالے نے اوسکی ایذا کو کسی قید کے ساتھہ
مقید نہین فرمایا - بلکہ اوسکو مطلقاً سبب لعن و عذاب کا قرار دیا - جس سے صرف اوسکی عصمت
ثابت ہوتی ہی اور ائمہ کی عصمت ہرگز ثابت نہین ہوتی - پانچوین یہہ کہ جب نص قرآنی سے
ثابت ہوگیا کہ مطلق ایذا مومنین محرم نہین تو یہہ جو حدیث مین وارد ہوا کہ من آذا علیا
فقد آذانی - نہ ہمکو کچھہ مضر ہی اور نہ ہماری مجیب کے مفید مدعا کیونکہ یہہ ایذاء جناب امیر جسکو
اپنی ایذاء رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ وہی ایذا ہی جو بغیر ما اکتسبوا ہو نہ مطلق ایذا - معہذا
اگر ہماری مجیب لبیب ایسی ہی مطلق ایذاء جناب امیر کو ایذاء جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتی ہین
اور رسول کی ایذاء خدا کی ایذاء ہی اور خدا کی ایذاء کفر ہی تو پہر اون کلمات موذیہ کی نسبت جنکا
جناب سیدہ رض کی زبان مبارک سے نکلنا نسبت جناب امیر رض کی علماء طائفہ شیعہ بیان فرماتی
ہین کیا فرماینگی - مانند جنین پردہ نشین شدی - الخ ظاہر ہی کہ ایسی کلمات ناشی اگر بما اکتسبوا
ہین تو عصمت سنبہالی اور اگر بغیر ما اکتسبوا ہین تو حسب روایت خود جناب سیدہ رضی اللہ عنہا
کی ایمان سی معاذ اللہ ہاتھہ دہو بیٹہیے کیونکہ ایسی کلمات جگر خراش ممکن نہین کہ باعث کوفت قلب
و سوزش دل نہون - علی الخصوص بے وجہ ناحق اور ایسی ضیق کی حالت مین چنانچہ روایت خصال
ابن بابویہ سے جو ایک یہودی کے جواب مین جناب امیر رض نے اپنی مواضع ابتلاء ذکر فرمائی ظاہر ہی
اور نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حسب روایت سامی جبکہ بصرہ کی بیت المال کا مال غصب کرکے
مکہ آبیٹہی یہہ سی جناب کے ایذاء کا باعث ہی - چنانچہ جیسا کچھہ درد انگیز خط آپنی اونکو لکہا ہی

روایت مو ... ترجمہ صفحہ [illegible]

۵۷

وہ کسی پر مخفی نہین ہے ہم سابق مین نہج البلاغہ سے اوسکی نقل کر آئے ہین خود حضرت عباس رضہ نے بہی
جبکہ ام کلثوم رضہ کا نکاح حضرت عمر رضہ سے بجبر خلاف رضا جناب امیر بطمع نفسانی کیا کیسی کچہہ
جناب کو ایذا پہونچائی عقیل رضہ صاف امیر معویہ سے جا ملے یہہ بہی آپکی ایذا کا باعث تہا
صحابہ مقبولین رضہ نے سوائے مقداد کے آپکو مخذول کیا اور تخلیف اس وغیرہ مین اطاعت نہ کی یہہ بہی
آپکی ایذا کا سبب تہا - امام حسین رضہ نے بیت المال کے عمل مین بلا اجازت تصرف فرمایا جس سے آپ
یہانتک ناخوش ہوئی کہ ریحان رسول کے جنکو آپ دوش مبارک پر سوار کرتے تہے مارنے کا
قصد کیا - اور ظاہر ہی یہہ ہر ایک کا فعل دوسری کے سخت ایذا کا باعث ہوا - امام حسن رضہ نے
خلافت امیر معویہ کے سپرد فرمائی - یہہ بہی آپکی ایذا کا سبب تہا - اگر آپ بقید حیات ہوتے
تو قطعاً متاذی ہوتی - قطع نظر اس سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایذا کا سبب ہوا یہانتک
کہ آپنے اوسکو اپنی ناک مبارک کے کٹنے سے بدتر سمجہا - محمد بن الحنفیہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے
ہمرہی و اعانت سے تاخیر و تقاعد کیا یہہ کس قدر آپکی ایذا کا باعث ہوگا بعد اوسکی امام سجاد سے امامت
کی بابت تنازع کیا یہانتک کہ نوبت حجر الاسود کی حکومت کی پہونچی یہہ بہی یقیناً جناب امام سجاد
کی ایذا کا باعث ہی کہانتک عرض کرون یہہ آپکا قاعدہ انشاء اللہ تعالی کسیکی ایمان کو بہی
سلامت باقی نہین چہوڑیگا - اگر آپ اسکی علی العموم والاطلاق قائل ہین تو ان بزرگوارونکی ایمانون کا
فکر فرمائیے جہتی اگر ایک امام مین عصمت ثابت ہوئی تو پہر کل اماموں مین اسکا ثبوت یا بطریق
قیاس ہوگا - اور وہ باب اعتقادات مین مفید نہین یا کسی دوسری طریق سے ہوگا اوسکو بیان
کرنا چاہیے کہ وہ کیا ہی اور دیکہنا چاہیے کہ وہ شرعاً باب اعتقادات مین کارآمد ہوسکتا ہے یا نہین
غرضکہ اہل انصاف روزگار اس دلیل کو دیکہکر ہمارے مجیب کے فہم و انصاف کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہین
ہم اس سے زیادہ کیا عرض کرین - **قولہ** وجہ پنجم کا بیان ظاہر ہے کہ اگر ائمہ کے گناہ واسطے پیر
ظاہر ہون تو اطاعت سے استنکاف کرین - اور اونکی نظرون سے گر جائین اور اونکی احکام وغیرہ کی تصدیق
و تعمیل نکرین - بلکہ تکذیب کرین کہ اگر یہہ مواعید وغیرہ کے بیان مین سچے ہوتے تو خود کیون انکا خلاف کر

مرتکب ہوئی۔ **اقول** - عصمت ائمہ مین اس دلیل کا ذکر سننے کے قابل ہی اہل انصاف سمجھ گئے
ہونگے کہ عصمت ائمہ مین اسکا بیان مصداق اس شعر کا ہی **بیت** چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا - بالجملہ اس دلیل کا مبنی اس امر پر ہی کہ ائمہ بالاستقلال مبلغ
شریعت ہین - پس اگر یہی تو یہہ مسئلہ علماء شیعہ کے مسلمات سے ہی کہ تمام امور شریعت کے مثلاً تحلیل و تحریم
وغیرہ سب ائمہ کو سپرد کر رکھی ہین - اہل حق ہرگز اسکو تسلیم نہین کرتے وہ انبیاء کو انبیاء سمجھتے ہین اور ائمہ
کو ائمہ اصل کو اصل اور تابع کو تابع پھر اپنی مسلمات سے خصم کو الزام دینا ہمارے محبیب جیسے قائل
والانصاف پرست کا ہی کام ہی ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام حیات ہی مین دین
تکمیل ہو چکا تھا اور الیوم اکملت لکم دینکم نزول اجلال پا چکا تھا اور امام صرف مروج شرع ہی
اور اسکا کام یہی ہی کہ امت کو شریعت کاملہ پہچا دے تو وہ اگر مرتکب معصیت ہو تو اسکی اطاعت سے
استنکاف کی کچھ معنی نہین ہین اور نہ اونکی احکام جو مطابق شرع ہون عدم تصدیق و تعمیل کی
کوئی صورت ہی اور جو احکام کہ شرع کے موافق نہون وہ خود بعض واجب الاطاعت نہین تو امام کی
اطاعت من حیث انہ متبع الشرع ہی نہ بحیثیت متبع تو لزوم ان امور کا مطلق نہوگا - معہذا
حق تعالی شانہ نے ائمہ کی اطاعت کی بابت صاف ارشاد فرما دیا فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
وَالرَّسُولِ جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اگر کسی امر مین امت و اولوا الامر باہم تنازع کرین اوسکو
کتاب و سنت کیطرف لوٹا دین اگر موافق ہو قبول کرین ورنہ رد کرین تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے
کہ یہہ کچھ ضرور نہین کہ امام کا قول و فعل موافق شرع ہی ہو اور یہی عدم عصمت ہی پس جبکہ امت کے
ہاتھ مین میزان مستقیم شرع موجود ہی تو اونکو امام کے غیر معصوم ہونے سے کیا ڈر اور کسی حکم مین
امام کی تصدیق نکرنے سے کیا خوف بخلاف نبی کے کہ اگر اوس سے استنکاف کرین اور اسکو تصدیق
نکرین بلکہ تکذیب کرین - تو دین و شریعت ہی درہم برہم ہو جائے پس اس دلیل سے عصمت ائمہ
مین استدلال کرنا ایک تعجب انگیز قصہ ہی علاوہ اس بحث کے باقی نقوض و اعتراضات جو اس
استدلال پر وارد ہوتی ہین - وہ ان اعتراضات سے جو ہم دلائل سابقہ کے ابطال مین بیان کر آئی ہین

معلوم ہوسکتی ہین بخوف طوالت ہم انکو ترک کرتے ہین **قولہ** الحمد للہ کہ آپکی خاتم المحدثین کے ہی تقریر سے عصمت ائمہ ثابت ہو شاید اب تو آپ بھی مان ہین۔ **اقول** ہماری محبوب یہہ آپکا محض زعم و توہم ہی۔ جو بمقتضا حبک الشیٔ یعمی و یصم آپکا سد راہ تحقیق ہے ورنہ نفس الحقیقت جو امر کتاب و سنت سے ثابت نہو بلکہ عقل و نقل کے خلاف ہو اوسکا ثبوت خاتم المحدثین رح کے تقریر سے ہرگز نہین ہوسکتا ہی مین امید کرتا ہون کہ اگر آپ بنظر انصاف و تحقیق جو اس مسئلہ مین غور فرماینگے تو آپ کو بھی معلوم ہوجائیگا کہ واقعی یہہ امر خلاف عقل و نقل ہے بلکہ آپکی روایات مذہب کے بھی مخالف ہی۔ علامہ مجلسی نے جلد اول بحار الانوار کی باب کتمان العلم مین چند روایات تخریج فرمائی ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون کا مصداق ائمہ علیہم السلام ہین۔ عن حمران عن ابی جعفر[۱] علیہ السلام فی قول اللہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب یعنی بذلک نحن واللہ المستعان عن ابن ابی عمیر عمن ذکرہ عن ابی عبد اللہ[۲] علیہ السلام ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی فی علی علیہ السلام عن عبد اللہ بن بکیر عمن حدثہ عن ابی عبد اللہ[۳] علیہ السلام فی قولہ اولئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون قال نحن ھم وقد قالوا ھوام الارض عن بعض اصحابنا عن ابی عبد اللہ[۴] علیہ السلام قال قلت لہ اخبرنی عن قولہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب قال نحن نعنی بھا واللہ المستعان ان الرجل منا اذا صارت

---

[۱] امام ابو جعفر ع سے تفسیر قولہ تعالے (جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ کہ اوتارا ہمنے دلائل اور ہدایت سے بعد اسکی کہ بیان کر دیا ہمنے اوسکو لوگون کے لیے کتاب مین) مین مروی ہی کہ اس سے ہم مراد ہین اور اللہ سے مدد چاہتے ہین ۱۲ [۲] امام ابو عبد اللہ ع سے مروی ہی کہ آیت ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی حضرت علی ع کے باب مین نازل ہے ۱۲ [۳] امام ابو عبد اللہ ع سے تفسیر قولہ تعالے اولئک یلعنہم اللہ و یلعنہم اللاعنون مین مروی ہے فرمایا وہ ہم ہین۔ اور کہا ہے کہ حشرات الارض ہین ۱۲ [۴] امام ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راوی نے آپ سے سوال کیا مجھکو خبر دیجیے۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب سے فرمایا اوس سے ہم مراد ہین۔ اور اللہ سے مدد طلب ہے ۱۲

الیہ لم یکن لہ اولم یسعطلا الا ان یبین للناس من یکون بعدہ ورواہ محمد بن مسلم قال ہم
اہل الکتاب۔ ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ائمہ علیہم السلام اللہ تعالی کی دین چھپانی والے
اور (معاذ اللہ توبہ توبہ مین کیونکر اس کلمۂ کفر کو نقل کرون) خدا کے اور لعنت کرنی والونکی لعنون مین پہلی اور
دوسری روایت سے بخوبی یہہ مدعا ثابت ہے چوتھی روایت اس مدعا کے اثبات کے لیئے بہت بڑی
قوی دلیل ہے تعجب حضرات شیعہ نے بمقتضاے کمال دلدادگی و تمسک اونکی دشمنونکو اللہ کے آیتین
چھپانے والے اور ملعون ٹھہرایا تو اونکی غیر معصوم ہونی کو ہی ثابت نہین کیا بلکہ کفار سے بھی برائی مین
بڑھا دیا۔ حضرت علامہ باقر مجلسی نے اس صریح کفر کو اس طرح چھپانا چاہا ہے کہ وہ صرف تیسری روایت
تفسیر مین جو عبد اللہ بن بکیر سے مروی ہے فرماتے ہین بیان ضمیر ہم راجع الی اللاعنین
بھلا کوئی عاقل منصف علامہ کی اس پوچ توجیہ سے اس کفر صریح کو جو ان روایات سے مثل آفتاب
روشن ہے پوشیدہ سمجھہ سکتا ہے۔ اگرچہ ہمکو علامہ کی اس تاویل بلکہ تحریف کے ابطال کی کچھہ ضرورت
نہ تھی کیونکہ اہل فہم و انصاف سیاق عبارات سے خود سمجھہ سکتی ہین لیکن بنظر تسکین خاطر محبین بسبب
ہم مختصر بیان پر اکتفا کرتے ہین۔ پہلی اور دوسری روایت مین جسقدر آیت لکھکر فرمایا ہے کہ اس سے
ہم مراد ہین۔ اوسمین لاعنین کا ہرگز ذکر نہین کیا بلکہ اوسمین صرف کاتمین کا ہی ذکر ہے جس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ کاتمین مین نہ لاعنین علاوہ ازین لفظ واللہ المستعان فرمانا خود اسکی ثبوت
کی دلیل ہے کہ آپ کاتمین ہین کیونکہ اسکا اطلاق شفقت اور تکلیف کے وقت ہوتا ہے چنانچہ
واللہ المستعان علی ما تصفون۔ چوتھی روایت اسکی ثبوت مین نص صریح ہے کیونکہ اوس سے
صاف ثابت ہے کہ یا مراد ائمہ ہین یا اہل کتاب اور ظاہر ہے کہ لاعنین مین یہہ دونو احتمال جاری
نہین ہو سکتی کیونکہ اہل کتاب لاعنین نہین۔ ہان بعض انکی کاتمین کے حق مین جو ملعونین ہین
نہ لاعنین تو یہہ دونو احتمال کہ مراد یا ائمہ ہون یا اہل کتاب اوسی صورت مین صحیح ہو جبکہ ضمیر
ہم کی راجع لفظ الذین یکتمون یا اولئک کیطرف ہو قطع نظر اس سے اس روایت مین حضرت
امام نے بعد اس بیان کے کہ اس سے ہم مراد ہین اوسکی تائید مین یہہ بھی فرمایا کہ ہر امام سابق

واجب ہی کہ وہ خلافت خلیفہ لاحق پر نص فرماوی اور اوسکو ہرگز جایز نہین کہ وہ نص نکری اور اوسکو چھپاوی تو اس سی صاف معلوم ہوا کہ مقصود اس آیت سی بیان تہدید ہی لیکن اسمین کوئی ایسا لفظ جو عدم وقوع کتمان یا وقوع کے محتمل ہونے پر دلالت کرے وارد نہین بلکہ یہہ کلام صریح وقوع کتمان پر دال ہی چنانچہ اہل کتاب اسیوجہ سی اسکی مصداق ہین تو اس سی معاذ اللہ ائمہ رضا کے دشمنونکا بروایات حضرات شیعہ کا تعین حق ہونا ثابت ہوا اور علامہ مجلسی کو یہہ دسوکہہ شدید تیری روایت سی پڑگیا ہوگا کہ اوسمین وقد قالوسوام الارض مذکور ہی تو اوسکی تقابل سے سمجھا جا سکتا ہی کہ یہہ تفسیر لاعنون کی ہی نہ کاتمین کے مگر یہہ اسوقت ہی کہ جبکہ یہہ مقولہ ائمہ کا تسلیم ہو اور اگر اسکو مانع منع کری اور کہی کہ یہہ جملہ بعض روات شیعہ کا اپنی ناموس مذہب کے حفاظت کے لیے تراشا ہوا ہی تو اوسوقت علامہ کا یہہ توہم ہی باطل ہوگا۔ طرفہ تماشا یہہ ہی کہ علامہ مجلسی کو خود ہی اس جملہ کی نسبت یقین نہین کہ یہہ جملہ ائمہ کا مقولہ ہی بلکہ علامہ کے نزدیک احتمال ہی کہ یہہ جملہ ائمہ کا ارشاد ہو اور احتمال ہی کہ مولف کے جس سے علامہ نے نقل کی ہی کلام ہو اور احتمال ہے کہ بعض روات کا اضافہ ہو پہر جب اسقدر احتمالات قائم ہین تو استدلال نہین ہو سکتا ہی علامہ مجلسی فرماتا ہی قولہ[1] وقد قالوا اما کلام علیہ السلام فضمیر الجمع راجع الی العامۃ او کلام المولف او الرواۃ فیحتمل ارجاعہ الی اہل البیت علیہم السلام ایضا بفرض محال سمنا کہ ضمیر ہم لاعنین کیطرف ہی راجع ہی اور حضرات ائمہ ہی بقول حضرات شیعہ کے لاعنین ہین لیکن ہم کہتی ہین یہہ بہی برائی سے خالی نہین کیونکہ جناب امیر نے اپنی شیعہ کے سب اور لعن کو مکروہ اور ناپسند فرمایا ہی تو جو امر اوسنے امت کے لئی ناپسندیدہ ہو ائمہ کی جناب مین کیونکر نسبت کیا جا سکتا ہی ۔ ومن کلام لہ[2] وقد سمع قوما من اصحابہ یسبون اہل الشام ایام حربہم بصفین انی اکرہ لکم ان تکونوا

---

[1] وقد قالوا یا تو امام علیہ السلام کا کلام ہی تو اس صورت مین ضمیر جمع کی ضمیر عامہ (اہلسنت وغیرہ) کیطرف پہریگی یا یہہ کلام مولف کتاب (مفسر عیاشی) کا ہی یا دوسری راویونکا کلام ہی تو اس صورت مین احتمال یہہ بہی ہی کہ ضمیر اہلبیت علیہم السلام کیطرف راجع ہو ۔ ۱۲

[2] آپکا کلام جبکہ آپنے ایک گروہ کو سنا کہ اہل شام کو سب کرتے ہین اور برا کہتے ہین جنگ صفین کے ایام مین ۔ مین تمہارے لیے مکروہ اور ناپسند سمجھتا ہون کہ تم سباب (برا کہنے والے) ہو ۔ ۱۲

سبابین - تعجب ہی اپنی شیعہ کے لیی تو لعان و سباب ہونا ناپسند فرماتین اور خود اسقدر لعان
ہون کہ خدا تعالے اونکو اس وصف سے ذکر فرماوی یہہ صرف حضرات مدعیان ولاء و تمسک
کی زبانی ولا کا مقتضا نہین تو اور کیا ہی **اقولہ** اب نص کا بیان سنیی گو آپنی بتقلید اپنی
خاتم المحدثین کے ان شرائط کے سنبت فرمایا ہی کہ (باوجودیکہ دلائل شرعی سے ثابت نہین ہین لازم
دور ہین) مگر نص کا وجوب اقوال صحابہ و علماء کرام اہلسنت سے ثابت ہی صحیح مسلم کی کتاب
الامارت مین باب الاستخلاف ملاحظہ فرمائی کہ جناب ابن عمر ترک استخلاف کو ضیاع ملک و مردم کا
سبب جانتی تہی چنانچہ اپنی اس عقیدہ مین ایسی راسخ تہی کہ جب سنا کہ اونکی پدر بزرگوار بدون
استخلاف دنیا سے انتقال فرمانا چاہتی ہین تو نہایت ہی تدین و تورع سے اپنی باپ اور امام
وقت کو نصیحت فرمائی بخوف طوالت نقل عبارت نہین کرتے آپ دیکہہ لین کہ وہ استخلاف
کو نہایت ہی ضروری سمجھتی ہین اور اوسکی ترک کو عین تضییع و افساد مردم جانتی تہی اور اوسکی تارک کو
اوس راعی سے مشابہت دی ہی کہ شتر و غنم کو مہمل چہوڑ کر کہین چلا جاتا ہی غور فرمایئی کہ آپکی
خاتم المحدثین جو اس عقیدہ کو مخالف عقل و نقل فرماتے ہین کیا حضرت ابن عمر کے شان مین بہی ایسا
ہی فرماینگی یا خاتم المحدثین صاحب نے صحیح مسلم ملاحظہ نہین فرمائی تہی - **اقول** بحول اللہ و قوتہ
جبکہ ہم دلائل عصمت کا ابطال و استیصال کر چکی تو ہمکو کچہہ ضرورت نہ تہی کہ ہم ابطال دلائل نص و
افضلیت مین اپنا وقت گران بہا ضائع کرین کیونکہ جب عصمت ہی باطل ہو گئی تو تمام امامت ہی
اصولاً و فروعاً باطل ہو گئی تو پہر اشتراط افضلیت و نص باطلہ کے ابطال کی کچہہ حاجت نہ رہی
لیکن ناظرین مناظرہ کے رفع خلجان اور اپنی مجیب لبیب کے مزید اطمینان کے لیی ہم اسطرف
بہی متوجہ ہوتے ہین اور مختصر گذارش کرتے ہین چونکہ ہماری مجیب کی عادت ہی کہ استدلال کے
وقت اپنی دعوی کو بہلا دیتی ہین مدعا کچہہ ہوتا ہے اور دلائل کچہہ لاتے ہین اسلیی مناسب ہے
کہ ما بہ النزاع مسئلہ مجملاً بیان کرین اور ناظرین اوراق اور اپنی مجیب کو یاد دلائین کہ آپکا یہہ دعوی ہی
اگر دلائل اسکی مطابق ہوئی تو البتہ قابل التفات ہونگی ورنہ لائق توجہ بہی نہین سمجہی جاینگی

پس واضح ہو کہ اس جگہ مابہ النزاع اہل سنت و شیعہ مین مسئلہ اشتراط نص و فضلیت ہے شیعہ معتقد مین
کہ امام کے لیے نص و افضلیت مثل عصمت کے شرط ہے اگر نص و فضلیت نہو۔ تو امامت باطل ہے اور
اہلسنت کہتے ہین کہ جیسے امام کے واسطے عصمت شرط نہین اسیطرح نص و فضلیت بہی شرط نہین ہے
عصمت سوای انبیا کی کسی بشر مین نہین پائی جاسکتی نص و فضلیت کا تحقق ہوسکتا ہے
لیکن اگر انکا تحقق نہو تو بہی امامت متحقق ہوسکتی ہے ہمارے مجیب اسجگہ اس امر کی اثبات کے درپے
ہین کہ اشتراط نص کو ثابت فرمائین اور اوسکے اثبات کے لیے چونکہ مسئلہ اعتقادی ہے دلائل قطعیہ
بہم پہونچائین تو پس خلاصہ دعوی مجیب لبیب یہہ ہے کہ امامت کے لیے شرعاً نص جلی خداوند تعالے
کیطرف سے شرط ہے اگر نص نہ پائی جاویگی تو امامت و خلافت منعقد نہوگی پس مدعا کو اپنی حافظہ مین
محفوظ رکہکر ہماری گذارش سنئین کہ جب یہہ مسئلہ آپکے نزدیک اصول بلکہ اصل اصول دین
مین سے ہے تو اول واجب تہا کہ اوسکی اثبات کے واسطے دلائل قطعیہ پیش کرتے اس مقام میں
جسقدر آپنے دلائل ذکر فرمائی ہین اگر اونکی غلطیون اور مفاسد سے جو مسئلہ متنازعہ فیہا مین
جاری کرنے سے لازم آتی ہے چشم پوشی کیجاوے اور بفرض محال اونکو صحیح تسلیم کر لیا جاوے تاہم آپکی
مدعا کی مثبت نہین ہوسکتی بہلا قطعی مدعا دلائل ظنیہ سے کیونکر ثابت ہوسکتا ہے مع ہذا قطع نظر
اس سے کہ آپکا مدعا قطعی ہو یا ظنی اسقدر تو ضرور ہے کہ دلیل اس امر کو ثابت کرے کہ در صورت عدم
تحقق نص کے عدم تحقق امامت ہوگا اب آپ فرمائیے کہ آپکی کونسی دلیل سے بدلالت مطابقی
یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اگر نص نہو تو امامت متحقق نہوگی۔ اب مین تفصیلی طور پر دلیل دلیل پر
بحث کرتا ہون بعون الصاف سینے۔ دلیل اول صحیح مسلم کی کتاب الامارۃ سے جو ابن
عمر رضہ کے قول کا ماحصل نقل کرکے اوس سے اس مدعا پر استدلال کیا ہے بالکل غیر مفید
مدعا ہے اور غلط کیونکہ ابن عمر رضہ کے قول سے آپکا مدعا اوسوقت ثابت ہوگا جبکہ آپ یہہ ثابت
فرماوینگے کہ جو خلافت و امامت بلا نص کے استخلاف واقع ہوئی وہ اونکی نزدیک باطل ہے اور ظاہر ہے
کہ خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ ابن عمر رضہ کے نزدیک بلا نص واقع ہوئی بلکہ اولی کے بہی

اثبات ضرورت نص امامت پر صحیح مسلم سے دلیل کا ابطال

ابن عمر کے نزدیک یہہ ہی کیفیت ہی کیونکہ جناب خلیفہ ثانی رضہ کی اس قول کے جواب مین کہ
ان لم استخلف سکوت فرمایا۔ اور رد نہین کیا اور ثانیہ فرع اولی کے ہی تو مدعا مجیب لبیب
اسوقت ثابت ہو جبکہ ابن عمر رضہ کے قول سی بطلان خلافت خلفا ئی اربعہ بسبب عدم ورود نص
کی ثابت ہو جاوی اور یہہ محال ہی۔ پس اس روایت سی استدلال کرنا اس پر مبنی ہی کہ ہماری
مجیب لبیب اپنی مدعا سی سنغافل ہین۔ ابن عمر رضہ کے اس قول سی اگر بفرض محال وجوب نص
ثابت ہو بہی تاہم مستلزم اشتراط نہین کہ مفید مدعا ہو۔ آپنی دیکہا ہوگا کہ امام نودی رحہ نے
اس حدیث کے شرح مین عدم وجوب نص پر اجماع لکہا ہی تو ہوسکتا ہی کہ حضرت ابن عمر رضہ
نص کو اولی و مستحسن سمجہتی ہون۔ لیکن بعض علماء اسلام مستحبات کو بہی عمل مین مثل واجب کے سمجہتی
ہین اور نیز قاعدہ ہی کہ ہر شخص اپنی مدعا کو حتی الوسع مدلل پیرایہ مین بیان کیا کرتا ہے تو اسلیے
اونہون نے اوسکو اس مدلل پیرایہ مین ظاہر فرمایا۔ لیکن جب جواب سن لیا تو چونکہ امر ضروری
نہتا اسلیے سکوت فرمایا اور مکرر اس باب مین لب کشا نہوئی کیونکہ جو دلیل حضرت عمر رضہ
نی ذکر فرمائی وہ بداہتہً اس امر پر دال ہی کہ استخلاف و عدم استخلاف ہر دو جائز ہین واجب نہین
اور نیز یہہ بہی ممکن ہی کہ ابتدا مین دفعتہً حضرت ابن عمر رضہ کے ذہن مین لزوم نص آیا ہو
لیکن جبکہ حضرت امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ کی زبانی دلائل قاطعہ سی عدم لزوم معلوم ہو گیا
تو اپنی قول سی رجوع فرمایا۔ معہذا جبکہ خلیفہ ثانی رضہ نے اونکی جواب مین عدم وجوب نص
بیان فرمایا اور صحابہ مین سی کسی نی وسکا رد و انکار نہین فرمایا تو اجماع سکوتی ہو گیا۔
پس خاتمہ دلیل پر جو کچہہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نسبت ہماری مجیب نے تحریر کیا
وہ کمال وقاحت کے دلیل ہی مدعا کو دلیل سے ثبوت کی بو بہی نہین پونہچی اور زبان درازی
شروع کردی حضرت ابن عمر رضہ کا عقیدہ اشتراط نص کا جو مستلزم عدم انعقاد خلافت غیر
منصوصہ کو ہی پہلی ثابت فرمایا ہوتا اور اوسکی بعد کچہہ کہا ہوتا لیکن جب دیدہ بصیرت کحل
فہم و انصاف سی خالی ہو تو بجز سکوت کے کیا جواب دیا جاوی۔ **قولہ** جناب ابن عمر رضہ

ہی پر منحصر نہین ہی اور صحابہ کا بہی یہہ ہی اعتقاد ہے چنانچہ خواجہ کابلی صواقع مین جسکا ترجمہ آپکی خاتم المحدثین نے فرماکر اور تہوڑا سا تغیر و تبدل کر کے تحفہ لکہا ہی۔ ذیل قول جناب امیر علیہ السلام یا بعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر الخ مطلب ثانی مقصد رابع امامت مین فرماتے ہین و

ذهب بعضهم[1] الی ان الامام یجب ان یکون منصوصا علیه نصا جلیا او خفیا والیه ذهب عبدالله بن مسعود وابو الدرداء وحذیفة ابن الیمان وانس بن مالک وابو هریرة وغیرهم وجم غفیر من المحدثین وشرذمة من الاصولیین وطایفة من المتکلمین وجماعة من الفقهاء انتهی حیرت

و تعجب ہی کہ آپکی خاتم المحدثین نے باوجودیکہ اس کتاب کے اکثر بلکہ کل مضامین ترجمہ کئی ہین اس مقام کو ملاحظہ نفرمایا ورنہ اس جراءت سی اس عقیدہ کی نسبت نفرماتی کہ یہہ عقیدہ عقل و نقل کے خلاف ہی۔

اقول یہہ دلیل بہی زبان حال سے چلاکر کہہ رہی ہی کہ ہماری مجیب کو اپنی مدعا کی خبر نہین ہی اور نیز اس دلیل سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہی کہ ہماری مجیب نے یا ہماری مجیب کے اوس بزرگ نے جس سی وہ اسکو نقل فرماتے ہین نقل عبارت صواقع مین کمال دیانت فرمائی ہی اور جو جملہ کہ اپنی مذہب کے مخالف اور اس عبارت کی مابعد بہت ہی قریب مذکور ہی اور گویا تتمہ اس عبارت کا ہی اسکو حذف کردیا سمجہا ہوگا کہ صواقع عزیز الوجود کتاب ہی کہان دستیاب ہوئی ہی جو کوئی معاینہ کرکے غلطی نکالیگا۔ لیکن خداتعالے کے فضل و کرم سی اس عاجز کو یہہ کتاب بلا وقت میسر ہوگئی اسلیے اصل کتاب سی پوری عبارت اہل انصاف کے سامنے پیش کرتا ہون اہل انصاف ملاحظہ فرماوین اور یہہ بہی پرکہین کہ ہماری مجیب لبیب کی مدعا سی اس دلیل کو کچہہ تعلق ہی یا نہین۔

ذهب بعضهم الی ان الامام یجب ان یکون منصوصا علیه نصا جلیا او خفیا والیه ذهب عبدالله بن مسعود وابی الدرداء وحذیفه بن الیمان وانس بن مالک وابی هریرة وغیرهم وجم غفیر من المحدثین وشرذمة من الاصولیین وطایفة من المتکلمین

[1] بعض اسطرف گئی ہین کہ امام کا منصوص ہونا خواہ نص جلی سے ہو یا خفی واجب ہی اور اسیطرف گئی ہین عبداللہ بن مسعود اور ابو درداء اور حذیفہ بن الیمان اور انس بن مالک اور ابو ہریرہ اور محدثین کی ایک بڑی جماعت اور اصولیین کا ایک گروہ اور متکلمین کا ایک فرقہ ۱۲

اثبات مدعائے خصم از عبارت صواقع و عدم دیانت ابو الاعجاز

وجماعۃ من الفقہا[ف۱] وتمسکوا بالاحادیث الواردۃ فی خلافۃ الخلفاء الاربعۃ واختلفوا فی النص والجمہور علی انہ جلی وجمع علی انہ خفی والیہ ذھب الحسن البصری واتفقوا علی انہا تثبت بالاجماع ان لم یتعین الافضل ولم یوجد النص انتہی۔ اس عبارت کے آخر کا جملہ واتفقوا سے جو بداہتہ مدعا کی نقیض کو ثابت کرتا ہے ترک فرمایا تاکہ استدلال بوجہ اتم راست ہو لیکن اگر یہہ نقل میں خیانت نہیں تو کیا ہے۔ لیکن اگر اس جملہ سے قطع نظر کیجاوے تاہم یہہ عبارت ہمارے مجیب کے ثبوت مدعا میں کچھہ فائدہ بخش نہیں ہے۔ کیونکہ نص عام ہے جلی ہو یا خفی اور آپکا دعوی اثبات نص جلی کا ہے تو اس صورت میں آپکا دعوی خاص ہے اور دلیل عام ہے اور دلیل عام سے خاص مدعا کا ثبوت ناممکن ہے اور اگر بغور وتامل دیکھا جاوے تو دلیل و مدعا میں باہم عموم وخصوص نہیں بلکہ تغایر وتباین ہے تفصیل اسکی یہہ ہے کہ آپکی نزدیک انعقاد امامت کے لیے یہہ شرط ہے کہ حق تعالے کی طرف سے اس طرح نص وارد ہوئی ہو کہ فلان شخص بعد فلان نبی یا فلان امام کے اوسکا خلیفہ ہے اگر اسطرح نص نہوگی تو امامت وخلافت متحقق نہوگی اور صحابہ میں سے کوئی اسکی لزوم واشتراط کا قائل نہیں اور سنی اوسکو ضروری نہیں سمجھا اور نص جلی سے بھی یہہ مراد نہیں ہے کہ جو معتقد علیہ سامی ہے۔ چنانچہ جملہ وتمسکوا بالاحادیث الواردۃ فی خلافۃ الخلفاء الاربعۃ اس مدعا پر ظاہر دلیل ہے تو بس دلیل و مدعا باہم متغایر ہوئی پس ایسی پوچ اور غلط دلیل پر اسقدر ناز وافتخار۔ اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت صواقع میں اس بعث کے تئے دیکھنے کا الزام بالکل لغو اور ناجائز ہے علی الخصوص جبکہ شاہ صاحب مم کی عبارت کو جو تحفہ میں مذکور ہے دیکھا جاوے وہ فرماتے ہیں وامامیہ میگویند کہ نصب امام بر خدا واجب است پس میباید کہ منصوص بود از جانب خدا واین عقیدہ

[ف۱] اور فقہا میں سے ایک جماعت اور ان احادیث سے دلیل پکڑی ہے جو خلفاء اربعہ کی خلافت کے بارہ میں واقع ہوئی ہیں اور نص کے باب میں اختلاف ہے جمہور اس پر ہیں کہ نص جلی ہے اور ایک جماعت اسپر ہے کہ وہ نص خفی ہے حسن بصری اسطرف گئے ہیں اور اسپر سب متفق ہیں کہ اگر افضل متعین نہو اور نص نہ پائے جاوے تو خلافت اجماع کے ساتھہ منعقد ہوجاتی ہے۔ ۱۲

مخالف عقل ونقل ہے۔ معلوم نہین یہہ مدعا جو مجموعہ امرین کا ہی اور جسکو شاہ صاحب بصر مخالف
عقل ونقل فرمارہی ہین اسکو ہماری محبنے کیونکر موافق عقل ونقل کے ثابت کیا ذرا تو انصاف فرمائین
اپنی دلیل کو بھی ملاحظہ فرمائین اور جسکی نسبت شاہ صاحبنے فرمایا کہ خلاف عقل ونقل ہی اوسکو
بھی دیکھین اور سوچین بعد اوسکی اپنی طعن کو میزان انصاف مین رکھکر تولین تو صاف معلوم
کرلینگے کہ آپ نہ عبارت صواعق کو سمجھی اور نہ تحفہ کو سمجھی اور نہ خود اپنا مدعا ہی ضبط فرمایا خدا تعالی
توفیق انصاف وراہ راست عطا فرماوی۔ **قولہ** اگرچہ اس مقام مین ہم بہت کچھہ گفتگو
کرسکتی ہین مگر بنظر اختصار ترک کرکے اب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی نص کے باب مین
شہادت لکھتی ہین کہ یہہ حضرت جناب مشہور آپکی خاتم المحدثین کے والد ماجد ہین اگرچہ تحفہ مین انکی
البعت مین توریہ فرمایا ہے مگر نہایت ہی درجہ کی تعریف وستائش فرمائی ہی حتی کہ اپنی ازالۃ آیات
آلہی معجزہ از معجزات جناب رسالت پناہی انکی شان مین لکھا ہی جیسا کہ پہلی بھی گذر چکا ہی
اقول نہایت افسوس ہوا کہ اس مقام پر آپنے بہت کچھہ گفتگو نہ فرمائی۔ جس قدر اس
مقام پر گفتگو واقع ہوئی ہی اوسی سی آپکے علم وفہم وانصاف کی کیفیت اور استدلال کی حالت
بخوبی منکشف ہوگئی ہی اور اگر اور کچھہ گفتگو فرماتے تو اور زیادہ اغلاط فاضحہ ثابت ہوکر اوس
دعوی کو باطل کرتے جو آپنے ابتداء جواب مین فرمایا ہی۔ بہتر ہوا کہ آپنے اختصار کے پیرایہ مین اسکو
ترک فرمایا۔ اور جو کچھہ حضرت شاہ صاحب کی نسبت لفظ جناب مشہور لکھکر تعریض فرمائی اور بروجہ
ادعاء تہذیب واخلاق کے بد تہذیبی کا جامہ پہنا اسکی جواب مین ایسی تعریضین بلکہ اس سی زیادہ
ہم بھی بہت سی مجتہدین حال وماضی وغیرہ کی نسبت عرض کرسکتی ہی لیکن ہم بجز سکوت وصبر
اسکا کچھہ جواب نہین دیتی۔ اسکی بعد جو شہادتین کہ نص کے ثبوت کی بابت حضرت شاہ ولی اللہ
رحمۃ اللہ علیہ سی نقل فرمائی اونکی کیفیت بھی ملاحظہ ہو۔ **قولہ** آپ بنظر غور وانصاف ملاحظہ فرمائیے کہ جو
تقریرین ہم نص کے باب مین کرتے ہین بعینہ وہی حضرت شاہ صاحب ازالۃ الخفا مین رقم فرماتی
ہین مقصد اول فصل دوم لوازم خلافت خاصہ کے نکتہ سوم مین جو صفحہ ۲۰ مین واقع ہی

یہہ عبارت تحریر ہی نکتہ سوم آنکہ خلافت امر خطیر است و نفوس بنی آدم مجبول بر اتباع ہوا و شیطان
در بنی آدم جاری مجری آلام چون خلافت برای شخصی مستقر شود احتمال دارد کہ جور پیش گیرد
در مقاصد خلافت تہاون صریح بعمل آرد و ضرر این خلیفہ در امت مرحومہ اشد باشد از ضرر ترک
استخلاف دی و این احتمال کثیر الوقوع است نمی بینی کہ بادشاہان ہمہ الا ماشاء اللہ درین
مہلکہ گرفتار شدہ اند و میشوند تا وقتیکہ این احتمال بر انداختہ نشود بوعدہ الٰہی با یاد صافی کہ نزد
حصول آنہا جور و تہاون ممتنع عادی گردد - و ظن قوی بعدل و قیام خلیفہ بامر ملت بظہور رسد
استخلاف چنین شخصی خیر محض نباشد و نفوس بنی آدم تا با است او طمینان پیدا نکنند کہ سیکی
مرشد خلائق گردد و ملی ایشان در ظاہر و باطن محتمل کہ در علم و حال خود غلط کردہ باشد و دیگران
بعض قرائن متمسک شدہ ہمان غلط را رواج دادہ باشند و ما احسن ما قیل - بیت ای بسا ابلیس
آدم روی ہست * پس بہر دستی نشاید داد دست * تا اعتماد بر علم و حال شخصی بحدیث مستفیض
صادق و مصدوق و اشارات او حاصل نشود کار تمام نیست پس خلافت کاملہ بما انست کہ ثبوت
بصاحب آن داشتہ باشیم بنص شارع و اشارات او انتہی بقدر الحاجۃ - اس عبارت کو تامل و انصاف
سے ملاحظہ کیجیے جیسے کہ اس سے نص کا وجوب ثابت ہوتا ہی ویسے ہی عصمت خلیفہ بہی ثابت ہی
بباعث خوف طوالت ہم اسکی الفاظ پر بسط و نشاط سے بحث نہین کرتے اسیقدر اشارہ
کافی سمجہتے ہین - **اقول** اس دلیل کو بہی مدعا سے کچہہ ربط نہین ہی - اور یہان بہی اپنا
مدعا ہولی - جو نص کہ عبارت منقولہ ازالۃ الخفا سے مفہوم و مستنبط ہوتی ہی اگر وہی نص
معتقد علیہ جناب مجیب و برادر نکی ہم مذہبونکی ہی تو مرحبا بالوفاق لیکن یہہ نص وہی نص ہی جو آیت سورہ
نور وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ اور حدیث اِن تؤمروا ابابکر اور اسکی امثال سے ثابت ہوتی ہی
اور نیز یہہ وہی وعدہ خداوندی ہی جسنی احتمال اتباع ہوا کا استیصال کر دیا اور وقوع جور
و تہاون کو ممتنع عادی بنا دیا اور یہہ نص و اشارات وہ ہین جن سے صرف تحقق خلافت
مستلزم ہوتا ہی نہ انعقاد اور یہہ نص و اشارات متعدد اشخاص کے واسطی ہی ایک وقت مین

بلا تعیین تقدم و تاخر ممتنع نہیں ہیں پس اگر آپ اسکی قائل ہوں تو بھی ہماری آپکی کچھہ نزاع نہیں
اور اگر نص معتقد علیہ سامی جسکی اثبات کا دعوی کیا گیا ہی یہہ نہیں ہے بلکہ وہ نص جلی ہی کہ جو
علما قوم ائمہ اثنا عشر کی واسطے دعوی کرتے چلی آئی ہیں تو اوسکو اشتراط کو اس دلیل سی یا کسی
دلیل سی ثابت فرمائیے میں اس استدلال پر بہت ہی حیرت ہوں کہ مجیب لبیب نے اپنی آپکو کم از کم
فارسی خوان تو ضرور ہی تسلیم کیا تھا لیکن اس استدلال سے تو اس دعوی کے بہی ثبوت میں تردد ہوتا
ہی - کیونکہ اگر فارسی خوان ہوتے تو کیا اس عبارت کا بہی مطلب نہیں سمجھہ سکتے تہی کہ جسکا
سہل الماخذ ہونا مثل روز روشن ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپکی سامنی کسی نے یہہ عبارت پڑہکر سنادی
ہوگی آپنی لفظ نص کا سنکر کمال دانشمندی سی سمجھہ لیا کہ بس ثبوت نص میں حجت قاطعہ ملگئی
اور خصم کے سامنی پیش ہی کر دیا - افسوس کہ آپنی بسط و نشاط سے اس عبارت کے الفاظ پر بحث
نہیں فرمائی - پہر جبکہ آپ اس عبارت سی نص کو جو سیکا سوق اہتا ثابت نہیں کر سکی
تو عصمت کو تو کیا ثابت کرینگی - **قولہ** اور سینی مقصد اول کے فصل ہفتم کے مقصد دوم
مقدمہ تحفہ تستین صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ مطبع مذکورہ میں یہہ فرماتے ہیں دلیل اول استقرار احادیث
کہ در باب فتن روایت میکنند دلالت ظاہرہ دارد برانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر
وقائع آتیہ تقریر فرمودہ است و ہر واقعہ را بلفظی ادا کردہ کہ رضای خدا تعالی یا سخط بان ازان
مفہوم شود چون این مقدمہ را شناسیم بعد ازان قوی یقین می نمائیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خلیفہ اول و ثانی و ثالث کہ بر منبر وی بودند و در اختلاف قوم در استخلاف ایشان فتنہ بر پا است
و کارہای عظیم مثلاً فتح فارس و روم بر ایشان بخود البتہ تعیین فرمودہ اند عاقل نتوانند تجویز کرد کہ اہم مہمات انگیز اندر
درمیان امور جزئیہ تمام تمام سید بعجائب هذا بهتان عظیم انتہی بقدر الحاجہ یہہ دلیل بعینہ وہی تقریر ہی کہ اہل حق خلیفہ
منصوص ہونے میں بیان کرتے ہیں اور حضرت شاہ صاحب نے اصل اس دلیل کے ہماری ہی تقریر سی اخذ کر کے
بعض الفاظ زائد اپنی طرف سی زیادہ کیے ہیں اور بجای مطلق خلیفہ و امام کے خلفاء ثلثہ کا بالخصوص ذکر کیا ہی
حاصل یہہ ہی جو ہم کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت پر ایسی شفقت

وعطوفت رکھتی تھی کہ احکام جزئیہ ومسائل فروعیہ نہایت تشریح وتفصیل سے بیان فرمائی حتی کہ
آپکی مصاحبت وعورتوں سے مباشرت بلکہ بیت الخلا تک کو آداب پر واقف فرمایا کوئی مسلمان کب
تجویز کرسکتا ہے کہ آنحضرت باایں ہمہ شفقت ورافت ایسی اہم مہمات کو کہ امت کے جمیع مصالح دینی ودنیوی
اوس سے وابستہ ہین مہمل چھوڑ دین اور اوسپر نص نفرماوین اور امت کو معاذ اللہ عمداً اختلاف
وتنازع وفتن جر مین ڈال دین۔ **اقول** ہماری علامہ مجیب نے جو اس جگہ عبارت ازالۃ الخفا
سے نقل کی وہ بالکل بے سود ہے کیونکہ ثبوت مدعا مجیب سے اوسکو کچھہ تعلق نہین علی الخصوص حضرت
صاحب ازالۃ الخفا نے صدر اس بحث مین تصریح فرما چکی ہین وپیش از شروع در تقریر ان نکتہ ایست
مہمہ کہ ترتیب دلائل وتقریب آن مسائل بمعرفت او موقوفست وآن نکتہ ایست کہ مراد ما از تعین
خلیفہ کہ بوجوب ولزوم آن زبان میکشائیم نہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات
خود مسلمانان را جمع فرمایند وبہ بیعت آن خلیفہ امر نمایند الخ اس سے صاف وصریح ہے کہ وہ
نص جسکا دعوی کیا گیا ہے وہ مراد نہین اور وجہ اسکی بجز بطلان کے اور کوئی نہین اور ظاہر ہے
کہ جب وقائع آیندہ کی تقریر فرمائی جس سے رضا یا سخط خداوندی اوسکی ساتھہ مفہوم ہوئی تو وہ
خلافت حقہ جسمین اختلاف کے سبب فتنہ کا اندیشہ نہ تھا اور بڑی بڑے اعلی درجہ کی
کامونکے درہم وبرہم ہونے کا خوف تھا اولی واحق بالبیان ہے بہ نسبت اوس خلافت کے
کہ جسمین یہہ اندیشہ نہ تھا بلکہ اوسمین خود اختلاف واقع ہونیوالا تھا اور اوس اختلاف
پر بھی مطلع فرمادیا اور یہہ تقریر واطلاع بطور کشف واقعہ اور بطور اخبار بالغیب واقع ہوئی
تو یہہ غلط ہے کہ بجائی مطلق خلیفہ کے خلفاء ثلثہ کو ذکر کیا کیونکہ حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنہم کے ذوات مقدسہ کے ساتھہ وقائع عظیمہ متعلق تھی کہ جسمین کوئی اونکا شریک نہین
ہے اسلیے بالخصوص اونکا ذکر کیا نہ کسی دوسری وجہ سے باقی رہا یہہ کہ یہہ دلیل حضرات
شیعہ کے تقریر سے اخذ کی گئی ہے اور کچھہ الفاظ کم وبیش کیے گئے ہین سوا اہل انصاف جنھون نے
اول سے آخر تک کتاب ازالۃ الخفا کا مطالعہ کیا ہے اور حضرات شیعہ کی تقاریر علمیہ اونکی

بطلان اوس نص کا جسکا دعوی کیا ہے

پیش نظر مین معلوم کر سکتی ہین کہ ابتداء حدوث مذہب شیع سے یا جس روز سے کہ اس مذہب کے
علماء نے حجاب تقیہ کا چہرۂ مذہب سے اوٹھا کر طریق کلام کو جاری کیا آجتک کسی شخص نے
علماء شیعہ مین سے بیان معانی کتاب و سنت مین باین خوبی و اسلوبی کوئی تقریر دیکھی ہے
اگر کوئی ہو تو مجیب لبیب ہی نام لین علاوہ اسکی ابتداء زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنہ مین جناب رضا اون ہی کے ہم مشرب رہی اون ہی کی موافق مسائل فرماتی رہی۔ اپنا قرآن
جو متمسک اعظم و ثقل اکبر ہے پردۂ تقیہ مین ایسا چھپایا کہ بجز ائمہ کی اوسکو کسینے پڑہا نہ کسینے
دیکھا اپنی زمانہ خلافت مین بہی تقیہ کے وہی حالت رہی اور بعد اوسکی تمام ائمہ یکی بعد دیگری
حضرت ہی کی قدم بقدم چلی آئی اور ہمیشہ تقاریر علمیہ اور مسائل دینیہ موافق اہل سنت کے
بیان کرتے چلی آئی پہر اگر یہہ اکابر اہلسنت سی اخذ نہین کیا تو کہانسے آیا اپنی مفسرین کو دیکھیے
کہ عموماً علوم مختلفہ کے بیان مین خوشہ چین خرمن فیوض اہلسنت مین تفسیر صافی کو دیکھیے کہ اوسکی
مصنف نے اس بارہ مین اپنی مفسرین پر کیسی تشنیع فرمائی تفسیر مجمع البیان جو نہایت
معتبر تفاسیر مین سی ہی ایک صفحہ اوسکا آپ پڑہ لین تو میری قول کے تصدیق ہو جاتی ہے
اگر زیادہ تکلیف گوارا طبع سامی ہو تو رسالۃ المکاتیب ہی دیکھ لیجیے کہ فاضل اجل مولوی نور الدین
حسین اس بارہ مین کس درد انگیز افسوس کے ساتھہ فرماتی ہین صفحہ ۱۵ پر یہہ عبارت مکتوب ہی متاخرین
بسبب عدم مہارت فن حدیث حقیقت الامر را ادراک نکردہ بکاسہ لیسی عامہ پرداختہ اند
و منشاء این امر غیر از قلت استعداد در فن حدیث شریف چیزی دیگر ملحوظ نیست جبکہ علماء
اہل تشیع باعتراف خود ہمیشہ کاسہ لیس اہلسنت رہی تو بڑی شرم کے بات ہی کہ شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹا الزام اخذ دلیل کا لگاتی ہین اور کوئی ثبوت پیش نہین کر سکتی اور اپنی
علماء کی حالات کو لحاظ نہین فرماتی۔ بیشک نمک حلالی اسیکا نام ہی لیکن جو دلیل کہ مجیب
لبیب نے ثبوت نقض مین بیان فرمائی اور اونکی اکابر بڑی افتخار کے ساتھہ بثبوت اس مدعا
مین بیان فرماتی چلی آئی ہین استمداد کی تردید اور اوسکا جواب ضرور ہی پس واضح ہو

کہ حضرات شیعہ کو مثل مشہور الغریق[١] یتشبث بکل حشیش۔ جب کوئی دلیل ثبوت مدعا مین نہین
ہوتی تو ایسی ہی واہی دلیلون سے ہی اپنا دل خوش کر لیتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ جیسا
مدعا ہوتا ہے اوسکے لیے ویسی ہی دلیلونکی ضرورت ہوتی ہے جبکہ امامت اور اوسکی شرائط
موقوف علیہ اور اصل اصول دین سے ہین تو کیا اونکا ثبوت ایسی ایسی دلیلون سے جو محض
خیالی ہین اور جسکی تائید کسی کتاب و سنت سے نہین ہوتی بلکہ بالعکس کتاب و سنت
سے اونکی تکذیب ہوتی ہے ہو سکتا ہے ہرگز نہین قطع نظر اس سے یہہ دلیل خود مستدل پر
منقلب ہے کہ حق تعالے شانہ نے کلام مجید مین جسکی محافظت کا وعدہ فرمایا اور اکمال دین کا
مژدہ سنایا اور اصول دین مین سے کوئی چیز ایسی نہین جسکو حق تعالے نے بیان نفرمایا ہو
بلکہ فروعات فقہیہ عبادات و معاملات مین سے صوم و صلوۃ و حج و زکوۃ و نکاح و طلاق و بیع
و شرا و اعتکاف وغیرہ تک بیان فرمائی تو باوجود اس رافت و رحمت کے کہ خداوند تعالے کو اپنی بندونکی
ساتھہ ہے کوئی مسلمان کیونکر تجویز کرسکتا ہے کہ حق تعالے فروعات کو تو باین اہتمام بکرر
سہ کر بیان فرماوی اور کلیۃ ایسی اصل اصول دین اور اہم المہمات کو مہمل چھوڑ دی جسکے ساتھہ عباد کے
تمام مصالح دینی و دنیوی منوط ہون اور عمدۃ عباد کو تنازع و تشاجر مین ڈالدی
بلکہ علاوہ فروع دین کے مثلین اور پرانی قصے بلکہ متشابہات تک فرمادی اور اصول دین کو
چھپا رکھی اور بعض نفرماوی اور تارک واجب ہووے سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ تعجب ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و رسالت کے کتب سابقہ مین خداوند تعالے نے خبر دی اور حضرت
عیسی علیہ السلام نے تو صاف نام ظاہر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔ [٢] وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَأْتِی مِنْ بَعْدِی
اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ کا خلیفہ راشد جو انبیا و رسل سابقہ سے افضل ہے اوسکا کہین
ذکر نہین فرمایا حالانکہ عباد کا ایمان اسی پر موقوف تھا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ اصول
دین ہی مین سے نہین ورنہ خود خداوند تعالے نے ہی اپنی کلام مین نص فرماتا۔ معہذا ہم کہتے ہین

[١] ڈوبتا ہر ایک گھانس پھونس پہ ہاتھ ڈالتا ہے ١٢ [٢] اور خوشخبری دینے والا رسول کے جو آئیگا میرے پیچھے نام اوسکا احمد ہے ١٢—

کہ امر امامت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمل چھوڑ دیا اور عمداً امت کو باوجود شفقت دریافت
اختلاف وتشاجر مین ڈال دیا اور یہہ کچھہ اسی پر منحصر نہین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نام بنام نص فرماتی اور کہتے کہ میری بعد فلان اور اوسکی بعد فلان خلیفہ وامام ہی بلکہ بارگاہ
خداوند تعالے سے اس مہم کا متکفل ہوا اور تمکین دین کا وعدہ فرمایا اور حضرت رسالت پناہ ہی
صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا کہ حسب وعدہ خداوندی جو خلافت واقع ہوگی وہ حق ہوگی
اور منہاج نبوت پر ہوگی تو آپ کو کچھہ حاجت نرہی کہ آپ خلافت پر تخصیص خاص
فرماوین لیکن آپنے خلفا راور اونکی اوصاف اور مدت خلافت کو صراحۃً اور اشارۃً بیان فرمادیا
اورسب سی آخر مین بطور تمہید وتنبیہ یہہ کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی قائم مقام
امام صلوات مقرر فرمایا بعد وفات سرور کائنات علیہ افضل الصلواۃ والتسلیمات کی وعدہ صادق
خداوندی نے جلوہ ظہور پکڑا اور خلافت موعودہ بروی کار آئی اور تمکین دین مرضیہ حاصل
ہوئی تو اب اس ہی جسکو ذرا ہی بہی عقل ہی معلوم کرسکتا ہی کہ نص نہونے کی صورت مین
کس امر کا احتمال باقی رہا اور کونسا تخالف وتشاجر ہی کہ جسمین امت کو ڈالدیا تہا وہ تشاجر کی
اندیشہ کو تو خود خداوند تعالے کے بہی وعدہ صادقہ نے بیخ دین سے اوکہاڑ دیا تہا بلکہ اگر
بقول شیعہ رسول اللہ علیہ وسلم نے نص فرمائی تو باوجود اوس شفقت وعطوفت ورافت ورحمت
جو امت مرحومہ کی حالت پر مبذول تہی تمام امت کو جسکو سالہا سال کی محنت ومشقت مین صدہا
طرح کی اذیتین اوٹہا کر مسلمان کیا تہا اس نص کی بدولت ورطۂ ضلالت مین اوندہا ڈالدیا
اگر یہہ نص نہوتی تو کیون لاکہون آدمی کفر مین مبتلا ہوتے۔ کیا توحید ونبوت ومعاد کا
اعتراف کافی نہ تہا۔ غرض جسقدر مفاسد کو یہہ نص متضمن ہی ترک نص ہرگز نہین اپنیہہ
نص بہی ہی یوم غدیر خم فرمائی یا کوئی اور اسکا نص ہونا تو ظاہر ہی اور اگر کوئی اور ہو
تولاییے پیش کیجیے علاوہ ازین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود رافت ورحمت
نص فرمائی بہی سہی لیکن کیا فائدہ ہوا جبکہ خداوند تعالے نے انکو ممکن نہ دی اور اپنی رعب کو

جو لطف تھا اپنی دم سے نہ اوتارا تو جو امور دینی و دنیوی اوسکی ساتھہ وابستہ تھی وہ کیونکر
حاصل ہوئی اور نیز نص سے کیا فائدہ ہوا جبکہ امام نے غائب ہوکر باوجودیکہ تمام منافع دینی و دنیوی
اوسکی ساتھہ وابستہ تہی سبکو خاک مین ملادیا اور امت کو عمدًا اختلاف و تنازع و تشت جر مین ڈالدیا
کیا کوئی شخص جسکو ذرا دین اسلام کا لحاظ ہوگا وہ ایسا کہہ سکتا ہے علاوہ ان سب کے ہماری مجیب کے
نزدیک اگر قطع عرق تنازع نص ہی پر منحصر تہا تو یہہ بھی بداہتہً غلط ہے کیونکہ جو تنازع و تشاجر
و تکاذب و تجاحد در بارہ نص فرق شیعہ مین عمومًا اور امامیہ مین خصوصًا واقع ہو رہا ہے اوسکو دیکہکر
بے اختیار آیت وَکَفَی اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ زبان پر جاری ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے
کہ اگر واقعی نص ہوتی تو یہہ اختلاف و تنازع جو نص انہونکی ہی اختلاف و تنازع سے بدرجہا بڑہکر ہے
واقع ہوتا تو معلوم ہوا کہ یہہ باتین تراشی ہوئی ہین۔ بس۔ اگر خوف تطویل نہ تہا تو اس اختلاف
کو مفصل بیان کرتا لیکن چونکہ صواقع و تحفہ و سیف مسلول وغیرہ مین بشرح و بسط مذکور ہے جسکا دل
چاہی وہان دیکہہ لیوی **قولہ** اگرچہ اس عبارت پر بہت کچہہ گفتگو ہو سکتی ہی مگر بخیال
اختصار عرض یہ کرسکے اسقدر گذارش ہے کہ باوجودیکہ خلیفہ رابع بہی خلفاء اہلسنت کے خلفاء
راشدین مین ہین اور اونکی خلافت بہی مدت سے تیس سالہ مین ہی واقع ہوئی مگر حضرت شاہ صاحب نے کمال
تورع اور تدین سے محض خلفاء ثلثہ کا ہی ذکر کیا ہے یہہ بہی قابل غور ہے تمسک عترت والائمہ اہلبیت کی یہہ ہی
معنی ہین۔ **اقول** یہہ تو آپنے اپنی ہی حق مین بہت اچھا کیا کہ اس عبارت پر بہت
گفتگو نہین فرمائی کیونکہ جسقدر زیادہ گفتگو فرماتی اوسیقدر آپکی استعداد و لیاقت کی زیادہ قلعی
کہلتی سو اسکا کسی پر کچہہ احسان نہین۔ باقی رہا شاہ صاحب پر خلیفہ رابع کے نہ ذکر کرنیکا
الزام یہہ محض عدم فہم مرام و وسوسہ ہے ظاہر ہے کہ خلافت رابعہ کے حقیت متفق علیہ بین
الفریقین ہے اوسکی بیان کرنے کی کچہہ ضرورت نہین اثبات اگر مقصود ہے تو خلافت خلفاء ثلثہ
کا ہے جو متنازعہ فیہا ہین سو انکا بیان کرنا ضروریات سے اگر ایسی مواقع مین خلافت رابعہ کا
ذکر نکیا جاوی تو جبکہ اوسکو خلافت حضرت تسلیم کرلیا ہے تو ہماری شان و دلائل مین کچہہ قصور

واقع نہین ہوسکتا اگر آپ مدعی ہین تو وجوب ذکر کو کسی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کیجیے
مہمات سے موقع استدلال مین کام نہین چلتا - اور نیز بیان کرنا اس امر کا مقصود ہے کہ ان
خلافتو نمین اختلاف واقع ہوتا تو جن مہمات دینی و دنیوی کو یہہ خلافتین متضمن تھین مثل
فتح روم و فارس و غیرہ ممالک اور شیوع اسلام کے وہ سب درہم و برہم ہوجاتے چونکہ یہہ خصہ
خاص خلفاے ثلثہ ہی کا ہے اسلیے وہ اس بیان کیلیے مخصوص ہین تو اونہین کا ذکر کیا گیا
علاوہ ازین ہم اکثر روایات مین بہت جگہ دیکھتے ہین کہ صرف جناب امیر کا ذکر ہوتا ہے
اور باقی ائمہ کا نہین ہوتا تو کیا اس سے استدلال ہوسکتا ہے کہ حضرات کو ائمہ باقیہ سے بغض تھا
قرآن شریف میں حق تعالے شانہ نے بعض مواضع مین بعض انبیاء کا ذکر فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر نہین فرمایا اسیطرح بعض انبیاء کا ذکر فرمایا اور بعض کا ذکر ترک فرمایا چنانچہ ارشاد ہے
منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقصص علیک [1] حالانکہ وہ بھی انبیاء تھے اور نیز کفار کا
ذکر کیا تو اس سے حسب قاعدہ خود کیا سمجھیگا - یہہ حضرت ہی کی نادانی ہے کہ ترک ذکر کو
دلیل بغض کے قرار دیتے ہین اور بلا دلیل خلافت ولاءت تمسک کہتے ہین - **قولہ** اور نیز امامت کا
اہم المہمات ہونا بھی اس عبارت سے ثابت ہے جسکا شاید آپکو انکار ہے - **اقول**
جبکہ آپ میری انکار مین شک و متردد ہین تو کچھ ضرورت نہین تھی کہ اسکا جواب لکھا جاوے
لیکن چونکہ یہہ شک نہین محض تجاہل ہے اسلیے ہم آپکو آپکی غلطی پر متنبہ کرتے ہین واضح ہو کہ
ہماری اور آپکی مسئلہ امامت مین یہہ اختلاف ہے کہ آپ اوسکو اصول دین مین سے مثل توحید
و نبوت کے سمجھتے ہین اور ہم فروع دین مین سمجھتے ہین اگر اسکی اہم المہمات ہونے کا انکار ہے
تو باین اعتبار ہے کہ یہہ مسئلہ اصول مین سے نہین ہے اور اس عبارت سے اوسکا ہرگز اصول دین سے
ہونا ثابت نہین ہوتا اگر آپ اس عبارت یا کسی عبارت سے امامت کا اصول مین سے ہونا
ثابت فرماتے تو بجا تھی خودستائی ورنہ صرف یہہ فرمانا کہ اس عبارت سے امامت کا اہم المہمات ہونا

[1] بعض انبیاء تو وہ ہین جنکا ہمنے قصہ بیان کردیا ہے اور بعض ایسے ہین کہ جنکا قصہ نہین بیان کیا - ۱۲

ثابت ہی اس پر مبنی ہی کہ آپ نے محل نزاع سے تجاہل فرمایا ہی **قولہ** او سینی آر فصل و مقصد مقدمہ مین بصفحہ ۲۷۳ یہہ عبارت مرقوم ہی دتعیین ثانی ہر کہ کتاب فضائل الصحابہ را از اصول خوانده باشد و فن معرفت الصحابہ را تتبع نموده باشد البتہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحق ہر یکی از اصحاب خود کہ نشست و برخاست بآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داشتند نفس رانی فرموده است و کلمہ کہ مرآت حاصل عمر او تواند بود بزبان شریف جاری شده و این قصص بیرون از شمار است ہرگاہ برای ہرکسی کلمہ دان ساختہ بر کبار اصحاب خود در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وزیر و مشیر او بودند بعد وی صلی اللہ علیہ وسلم تحمل اعبار خلافت نمودند چرا نفس رانی نفرموده باشد و خلافت ایشان از دو حال بیرون نیست یا خیر است یا شر اگر خیر است بهترین جمیع خیرات است کہ من سن سنة حسنة فی الاسلام کان لہ اجرها واجر من عمل بها این بزرگواران را مثل اجور جمیع مجاہدین و جمیع آنانکہ بسعی ایشان مہتدی شده اند حاصل است و اگر شر است بدترین شرہاست زیرا کہ دین محمدی را برہم زدند و امام معصوم را ترسانیدند بهر تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور خیریہ اصحاب خود را کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن متصف شدند بیان فرماید چرا امر عظیم را اما الی الخیر واما الی الشر بیان نفرماید اگر خیر است لطف خدای تعالی و رافت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تقاضا مینماید کہ بران خیریت مطلع سازند تا مردم آن خیر را خیر دانند و بآن اہتمام نمایند و اگر شر است لطف الہی و رافت حضرت رسالت پناہی تقاضا میفرماید کہ بر شریت آن مطلع سازند تا مردم آنرا شر دانند و حجة اللہ برایشان قائم شود و اگر نوع ثانی می بود آن نیز بیان امر خلافت است نوعی از تعیین خلفاست کہ فلان فلان بخلافت حقیق نیستند و حقیق غیر ایشان است بالجملہ استقراء سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تکلم بر احوال صحابہ دلالت ظاہره دارد کہ خلفا را بیان فرموده است و تعیین خلفا بوجہ اتم کرده است انتہی بقدر الحاجة سیہہ تقریر جو خلفائے

وجوب نص کے بارہ مین حضرت شاہ صاحب نے فرمائی ہے نہایت ہی متین ولطیف ہے اور تحقیق
وتدقیق کی داد دی ہے خلفا رپر وجوب نص کو خوب ظاہر کرتے ہین چونکہ ہمارا مطلب اسجگہ صرف
اسقدر ہے کہ خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا واجب ہے اور یہہ شاہ صاحب کی اس دلیل سے بخوبی
واضح ہے لہذا اس بابمین کلام کہ شارع علیہ السلام نے خلفا ثلثہ کی صحت خلافت مین نص
فرمائی یا بطلان خلافت مین اور انکی صحت خلافت مین فضول معلوم ہوتی ہے **اقول**
یہہ دلیل بہی جو ہمارے مجیب نے ازالۃ الخفا سے نقل کے ہے انکی مدعا سے غیر مربوط ہے یہان بہی انکو
مدعا یاد نرہا حضرت آپکا مدعا اشتراط نص کا اثبات ہتا پہر براہ خدا ذرا تو دیکھیے کہ اس
عبارت مین اشتراط کس جگہ سے مفہوم ہوتا ہے انصاف کی آنکہون پر ایسی ہی تو نہ باندہی
اول تو اس عبارت سے وجوب نص ہی ثابت نہین کیونکہ نص متنازعہ فیہ کی اثبات کو
یہہ عبارت متضمن نہین ہے اور جس نص کو یہہ عبارت متضمن ہے جسکو ہمارے مجیب نے اپنا
مستدل قرار دیا ہے وہ متنازعہ فیہ نہین ہے اور اگر یہہ ہی قیاس وجوب نص متنازعہ فیہ مین جاری
کرین اور یہہ مقصود ہو کہ اسی دلیل سے وجوب نص متنازعہ فیہ بہی ثابت ہے تو غیر مسلم ہے
بلکہ ہم کہتے ہین کہ وجوب نص متنازعہ فیہ کو یہہ ہی دلیل مانع ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ
وعلیہ وسلم نے بیان وقائع واوصاف صحابہ سب کچھہ بیان فرمایا اور ہر ایک شی کی اونکی
تعیین سے خبر فرمادی تو اب نص متنازعہ فیہ کے کچھہ حاجت نرہی - اور نیز یہہ ہی یاد رکھیگا
کہ آپکے نزدیک وجوب نص مین وجوب علی اللہ ہے جسکی اہلسنت سخت منکر ومخالف ہین پس پہلے
اسکا اثبات بہی ملحوظ رکہیے معہذا اگر وجوب نص بفرض محال ثابت بہی ہو تو اشتراط
کی ثبوت کو یہہ مستلزم نہین پس ثبوت اشتراط مین اسکو پیش کرنا قلت تدبر پر مبنی ہے - قطع نظر
اس سے یہہ دلیل اقناعی ہے جو اثبات اصول مین کار آمد نہین ہوسکتی - لیکن جس مدعا کے اثبات کے
لیے حضرت شاہ صاحب نے ذکر فرمائی سو اول تو وہ اصول مین نہین پہر جسقدر دلائل اقناعی وخطابی
ذکر فرمائی ہین وہ سب بطور مویدات کی اوس دلیل کے ذیل مین واقع ہین جو قطعی طور پر نص

قرآنی سی مدعا کو ثابت کر رہی ہے لیکن وہ مدعا آپکی مدعا سی بمراحل بعید ہی - فی الواقع یہہ تقریر
بلکہ تمام تقاریر جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت متین و لطیف ہین اور تحقیق حق کے
وادی ہی - ع - والفضل ما شہدت بہ الاعداء + لیکن آپکو کچھہ مفید نہین چنانچہ
گذارش ہوچکا **قولہ** تاہم اسقدر لکھنی سی باز نہین رہ سکتی کہ ایسی دلیل سی خلافت
خلفاء ثلثہ کی صحیح معلوم نہین ہوتی کیونکہ اونکا غیر منصوص علیہ ہونا ایسا واضح ہی کہ
آپکی خاتم المحدثین نے تحفہ مین اسکا اقرار کرلیا ہی چنانچہ باب ہفتم تحفہ مین وہ یہہ تحریر فرماتی
ہین زیرا کہ خلفاء ثلثہ نزد اہلسنت نہ معصوم اند و نہ منصوص علیہ و در افضلیت ہم گنجائش بحث بسیار است
پس جبکہ خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا آپکی خاتم المحدثین کے والد ماجد کی دلیل سی ضروری ثابت
ہوا اور یہہ خلفاء اہلسنت کے ہی حسب اقرار صاحب تحفہ منصوص علیہ نہین تو اونکی خلافت
صحیح نہی **اقول** ای حضرات اہل انصاف ذرا ہماری مدعی انصاف مجیب کے اس
دلیل کو جو ابطال خلافت خلفاء ثلثہ پر قائم فرمائی ہی ملاحظہ کیجیے اور اوس سی آپکی غور فہم و
غزارت علم اور رتبہ اجتہاد و انصاف کا اندازہ فرمائیے اور دیکھیے حضرت کو کیسی پوچ و لچر
شبہات سد راہ حق ہورہی ہین باینہمہ دعوی یہہ ہی کہ ہمنی حق الیقین کا رتبہ تحقیق مسائل
مین حاصل کرلیا ہی اس دعوی کو دیکھیے اور اس دلیل کو ملاحظہ فرمائیے زمین و آسمان کا فرق کی
زیادہ فرق پائیگا اگرچہ اس لغو دلیل کے ابطال کے اور اوسمین تضییع اوقات کے چندان ضرورت
نہ تھی لیکن چونکہ ہماری مجیب لبیب نے بڑی ناز و افتخار سی بیان فرمائی ہی اسلیے مناسب معلوم ہوا
کہ مختصراً اسکی بطلان پر متنبہ کیا جاوی - پس واضح ہو کہ اول تو آپنے یہہ غلطی کہائی ہی کہ آپنے جو
وجوب نص ازالۃ الخفا سی مستنبط کیا ہی اوسکو شرط اور موقوف علیہ صحت خلافت سمجھہ لیا
حالانکہ اگر بالفرض وجوب نص تسلیم بھی کر لیا جاوی تو مستلزم اشتراط نہین دوسری بڑی خطا یہہ ہوئی
کہ جو وجوب نص حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی عبارت سی سمجہا تہا صاحب تحفہ علیہ الرحمہ کی
اعتراف عدم منصوصیت خلفاء کو اوسی نص پر محمول فرمایا جسکا وجوب عبارت ازالۃ الخفا سے سمجہا تہا

حالانکہ یہہ ایسی بدیہی غلطی ہے جس سے ادنی طلبہ بھی شرماوین جس شخص کو عبارت فارسی کے سمجھنے کا تھوڑا سا بھی سلیقہ ہو وہ بخوبی سمجھہ سکتا ہی کہ صاحب ازالۃ الخفا نے نص سے کونسی نص مراد رکھی ہی۔ یہہ سے متنازعہ فیہ ہی یا کوئی اور ظاہر ہی کہ یہہ نص متنازعہ فیہ تو مراد نہیں ہے کیونکہ وہ عبارت جو ہم اوپر بیان کرائی ہین بدلالت مطابقی اسپر دال ہی وہ فرماتی و آن نکتہ آنست کہ مراد ما از تعیین خلیفہ کہ بوجوب دلند و آن لب بکشائم نہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات خود مسلمانان را جمع فرمایند و بہ بیعت آن خلیفہ امر نمایند بالفعل از افعال مفہوم استخلاف درین حالت بعمل آرد۔ چنانچہ الحال بر تخت نشاندن و چتر بر سر نہادن مفہوم استخلاف میباشد اور بخوبی سمجھہ سکتا ہی کہ صاحب تحفہ نے عدم منصوصیت سے کونسی عدم منصوصیت مراد رکھی ہی ظاہر ہی کہ وہ بھی عدم منصوصیت مراد رکھی ہی جو متنازعہ فیہ بین الفریقین ہے اور وہ منصوصیت جسکا وجوب صاحب ازالۃ الخفا نے بیان فرمایا صاحب تحفہ کو اوسکا ہرگز انکار نہیں جسکا صاحب تحفہ کو انکار ہی وہ اوس سے بالکل جدا ہی پس یہہ ہماری مجیب کے فارسی دانی اور خوش فہمی ہی کہ دونو کو ایک سمجھہ گئے۔ پھر ان باتو نپر کیا یہہ دعوی انصاف ہی ہاں اگر آپ انصاف سے اپنی بیان کی روایات و عبارات کو ملاحظہ فرماوین تو معلوم کرلین کہ اونسے بھی عدم اشتراط نص ثابت ہوتا ہی زیادہ تکلیف کی ضرورت نہیں صرف نہج البلاغہ کی شرح ابن میثم کو ملاحظہ فرمائیے۔ (۱) المیثاق[1] ما لزمهم من بیعته ابی بکر بعد ایقاعها ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم یمکننی المخالفة بعده۔ اس عبارت کو بغور دیکھیے اور فرمائیے کہ خلافت صدیقی آپکی نزدیک بہرحال غیر منصوصہ ہی تو پھر خلافت غیر منصوصہ کا میثاق لازم کیونکر ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اشتراط نص باطل بلکہ یہہ بھی دلیل بطلان اشتراط عصمت و افضلیت کو بھی مثبت ہی اور اس دلیل سے صحت خلافت صدیقی مثل روز روشن ثابت ہی (۲)

[1] میثاق وہ ہے جو کہ آپ پر بیعت ابی بکر اوسکی واقع کرنیکے بعد لازم ہوگئی یعنی ناگاہ قوم کا عہد مجھپر لازم ہو گیا پھر اوس سے مجھے بھی مخالفت جبسے نہو سکی ۱۲۔

اوس خطبہ مین جسکی ابتدا یہہ ہی ومن خطبۃ لہ لما خصمہم روایت نقل فرماتے ہین الائمۃ[1]
من قریش جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کو عام قریش مین شائع فرما دیا تو
بعد اوسکے دعوی تخصیص بعض ائمہ اثنا عشر مین محض تراشی ہوئی بات معلوم ہوتی ہی اور یہہ تحقیقت
وہ نص جسکی ثبوت کا دعوی فرماتی ہین اسکی مخالف ہی شارح ابن میثم کے جواب کو بہی جو اسجگہ
افادہ فرمایا ہی ملاحظہ فرمایئےگا۔ (۳) وہ خطبہ جسکی ابتدا یہہ ہی ومن کلام لہ
الی معویۃ اما بعد فقد اتتنی منک موعظۃ اسکی شرح مین علامہ ابن میثم نے جو خط جناب
امیرؑ کا نقل کیا ہی وکنت امرأ[2] من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما
اصدروا وما کان اللہ لیجمعہم علی الضلال ویضربہم بعمی اس عبارت سی صاف
ظاہر ہی کہ جب مہاجرین کا اجماع خطا پر نہین ہو سکتا تو نص کا اشتراط باطل ہوا (۴)
اسی خطبہ مین اسکی بعد ہی مذکور ہی واما ما[3] میزت بین اہل الشام واہل البصرۃ وبینک
بین طلحۃ والزبیر فلعمری ما الامر فی ذلک الا واحد لانہا بیعۃ واحدۃ الخ قولہ
لانہا الخ اس عبارت کو بنظر تامل دیکہا جاییگی معلوم ہوگا کہ کس صراحت سی اشتراط نص کو
باطل کر رہی ہی اور اگر اطراف وجوانب کلام کو ملحوظ خاطر رکہیگا تو یہہ بہی معلوم ہو جاییگا کہ یہہ
دلیل من باب مجارات الخصم نہین ہی (۵) یہہ امر بہی بدیہی اولی ہی کہ اگر معاذ اللہ خدا تعالی
ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ نص امامت واجب ہوتی تو وہ عام طور پر اسطرح
نص فرماتی جسمین کوئی خفا باقی نہ رہتا۔ بلکہ یہہ امر اصول دین سی تہا اور جب اسمین نزاع
ہونی والا تہا تو ضرور تہا کہ اکثر مجالس نشست وبرخاست مین اسکی نسبت تفسیر
فرماتے بلکہ قرآن منزل مین بطور وحی متلو کے نازل ہوکر ورد زبان اکابر واصاغر ہوتا کہ

---

۱ امام قریش مین سی ہین ۱۲ ۲ مین بہی ایک شخص مہاجرین سی ہون وارد ہوا مین جسطرح وہ وارد ہوئے اور لوٹا جسطرح وہ لوٹے اور اللہ انکو گمراہی پر اکہٹا نکریگا۔ اور انکو حق سی نابینا نہ بنائیگا ۱۲ ۳ لیکن تونی جو کچھ اہل شام اور اہل بصرہ مین اور اپنی مین اور طلحہ وزبیر مین فرق بیان کیا پس اپنی حیات کی قسم جہت یہہ ایک ہی امر ہی کیونکہ ایک بیعت ہے ۱۲

اور اوسمین ہر ایک امام کا نام تک بیان کیا جاتا تاکہ پھر کسیکو اوسمین مجال تردد و انکار باقی نرہتی - اور اگر بالفرض تفصیص تفصیل کے صورت ہین اور لوگ اسمین مخالف ہوتی تو شیعہ خصوص امامیہ کی تو باہم کچھہ اختلاف واقع نہوتا لیکن جب انکی بھی باہم تکاذب و تجاحد پایا جاتا ہی - تو اس سے صاف یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ محض بنائی ہوئی باتین ہین نص عنوہ کسیکی واسطی نہین ہوئی پس نص یہہ ہے کہ جو نہج البلاغہ مین بایں الفاظ مروی ہے الائمۃ من قریش اور نص وہ ہی جو آیات کلام مجید اور احادیث مرویۂ اہل سنت سے ثابت ہی

(۶) محمد بن حنفیہ اور امام سجاد کا باہم نزاع اور حجر اسود کا حکم بنانا صاف دلیل ہے کہ امامت منصوصہ نہین ورنہ کیا محمد بن حنفیہ پر بھی مخفی ہوتا جو جناب امیر کا اصل بازو کی تہا اور اگر محمد بن حنفیہ کو معلوم تھا تو نہایت مستبعد ہے کہ نص خداوندی و رسالت پناہی مین تو چون چرا فرمائی اور حجر اسود کی فیصلہ کو منظور کر لیا حجر اسود کی فیصلہ کے نسبت اتنا اور بھی یاد رکھیگا کہ اسمین بھی باہم اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ حجر اسود نے امام سجاد کی امامت کی تصدیق کی اور بعض کہتی ہین کہ امامت محمد بن حنفیہ کے شہادت دی علاوہ انکی اور بہت دلائل ہین جو عجلت وقت اونکی نقل کے فرصت نہین دیتا اسلیے اسی پر اکتفا کرتا ہون -

قولہ نص کے بارہ مین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تیسری دلیل یعنی اسی مقصد و فصل و مقدمہ مین صفحہ ۳۲ مین تحریر فرماتی ہین دلیل ثالث ہر کہ فن مغازی را تتبع نمودہ باشد دانستہ باشد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ برای غزوہ از مدینہ شریفہ سفر میفرمودند شخصی را حاکم مدینہ میفرمودند و مسلمین را گاہی مہمل نگذاشتہ اند پس چون کوس رحلت از دنیا نواختند و غیبت کبری پیش آمد آن سیرت مرضیہ خود را چرا مراعات نفرمایند اگر تامل کنی در رفت نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدند گذاشتن امت بغیر نسق محال دانی و اگر صلاح عالم کہ سبب بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است پیش نظر داری شناعت گذاشتن بنی آدم بعد سعی بلیغ در تربیت و اصلاح آنہا تنہا فت و تناقض انگاری و اگر بسیرت علیہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم در نصب حکام و قضات و تفویض ہر امری بمستحق آن نظر برگماری بغیر
استخلاف پدر و دکردن بنیا ستنکر و مستبعد شماری استقرا اکثر افراد و احوال و حکم کردن
بموجب آن در افراد و احوال باقیہ یکی از اودہ خطا بیہ ست کہ در معرفت احکام بآن اکتفا نمیتوان
کرد و قصص نصب ثواب بعد برآمدن در عزدات از آن واضح تر ست کہ بنقل شمہ از آن
احتیاج افتد انتہی یہہ دلیل بہی نہایت متین لطیف ہی اگر اہل حق بمعب ملہ اہلسنت
یہہ دلیل بیان کرتے تو حضرات سنیہ کیا کیا کچہہ نہ کہتے اور حماقت و عقل کے سخافت کیطرف منسوب
کرتے عقل و نقل کے خلاف فرماتی مگر چونکہ حضرت شاہ صاحبنے یہہ دلیل بیان فرمائی ہی اب
مجال نہین کہ اس کے جرح و قدح مین چون بہی کرسکین ۔ **اقول** اس ضعیف ادر واہی
استدلال پر ہماری حبیب لبیب کا یہہ نازو افتخار و جوش و خروش قابل تماشا ہی انکی حضرت
میر صاحب جناب کو اسکی بہی کچہہ خبر ہی کہ وہ مدعا جسپر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
اس دلیل کو اپنا مستدل قرار دیا ہی کچہہ اور ہی اور وہ مدعا جسپر آپ اس دلیل کو کہینچا تانی
کر کے گہسیٹتے مین کچہہ اور ہی باہم ہر دو دعوونکی تغائر و تباین ہی گستاخی معاف پہر اگر
اہلسنت حماقت و سخافت عقل کے طرف آپکو منسوب نکرین اور تحمیق و تجہیل نکرین تو اور کیا
کرین کیونکہ حماقت کی کام پر کچہہ تحمیق ہی نہین ہی ۔ اور تغائر حضرت شاہ صاحب کے دعوی کا
آپکی دعوی سے ایسا بدیہی ہی کہ محتاج بیان نہین اور ما قبل مین ہم کسیقدر بیان بہی کرائی
مین اب بہی اگر شک ہی تو کسی فارسی خوان سے دریافت کر لیجیگا عبارت ازالۃ الخفا
کی پڑہکر انشاء اللہ تعالے آپکو بتلا دیگا ۔ اور یہہ اس دلیل کا آپکی مدعا مین جاری ہونا یہہ بہی ایسا ہی
بدیہی ہے چنانچہ اسکیر کسیقدر آپ بہی متنبہ ہوئی اور آئندہ عبارت مین بزعم خود اس اعتراض
کو رفع کرنے مین تمام علم اصول و معقول کو خرچ کر ڈالا ۔ چنانچہ اوسکی کیفیت ہم اوسی
قول کے شرح مین آپ پر اور ناظرین پر واضح کرینگی چونکہ یہہ دلیل متین اور لطیف حسب
اقرار سامی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدعا کو پوری پوری مفید و مثبت ہی

اور کچھہ گنجایش چون وچرا کی نہین ایسی ہم کو کچھہ تامل ہی نہ آپ بہی کچھہ چون کرسکتے ہین لیکن
آپ کی مدعا کو جو شاہ صاحب عہ کی مدعا کی مباین ہی ہرگز مثبت نہین ایسی بحول اللہ وقوتہ اوسکو
سنت بہت کچھہ تغلیط کرسکتے ہین اور سب کچھہ کہہ سکتے ہین لیکن جناب کا یہہ خیال کہ یہہ
دلیل چونکہ شاہ صاحب نے بیان فرمائی اسلیے اہمین چون وچرا نہین کرسکتے محض غلط ہی منشا
اوسکا یہہ ہی کہ اہل سنت کی کتابونکو بغور ملاحظہ نہین فرمایا ہمیشہ اہل سنت قول راجح کی تقویت
اور ضعیف کے تضعیف وتزییف کرتے رہتی ہین اگر آپ ازالۃ الخفا کو بہی دیکہینگے تو اس دعوی کا
ثبوت پاوینگے۔ **قولہ** اگرچہ شاہ صاحب کی پچہلی کلام اس دلیل مین استقرا کیطرف راجع ہی
لیکن شروع کلام صریح دلالت کرتے ہی کہ یہہ دلیل قیاس بالاولویت کی بالاتفاق معتبر ہی
اور عقل بہی اوسکی اعتبار پر صراحۃً دلالت کرتے ہی راجع ہی۔ **اقول** یہہ ہی قول ہی کہ جسمین
ہماری مجیب لبیب نے اپنا علم اصول خرچ فرمایا اور چند اصطلاحات بطور دفع دخل مقدر ذکر فرمائین
لیکن بمثل مشہور ہنوز دہلی دور است مطلب کو پہونچنا تو درکنار ایسی غلطیون مین غلطان وپیچان ہوئی
کہ جو حضرت کے دعوی فضل وکمال علم واجتہاد کی نقیض پر واضح دلائل ہین پس صنف اسمع ہو کہ ہمارے
فاضل مجیب نے اس دلیل کو قیاس بالاولویت قرار دیا اور یہہ فاحش غلط ہی کیونکہ قیاس بالاولویت اگر
تسلیم کرلین کہ قیاس ہی اسجگہ ہرگز جاری نہین ہوسکتا اسکی مثال ولا تقل لہما اف سی اثبات
حرمت ضرب وشتم ہی جو بالاولی حرمت تافیف سی مفہوم ہوتے ہی اسجگہ اصل مین حرمت کا
حکم منصوص ہی کہ حق تعالی نے بالتنصیص اسکو حرمت تافیف بیان فرمائی تو چونکہ اصل مین
یہہ حکم قطعی تہا اور فرع مین بالاولویت ثابت ہوا تو قطعی ہوا بخلاف ما نحن فیہ کی کہ اسمین
نہ اصل ہی نہ فرع فرع نہ اصل مین حکم وجوب بنص قطعی ثابت ہی بلکہ نفس وجوب بہی ثابت
نہین پس جسکو فرع قرار دے رکہا ہی اوسمین کیونکر وہ حکم بطور وجوب قطعی کی ثابت ہوگا
تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ احوال وسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سفر غزوات وغیرہ
مین پائی جاتے ہتی۔ اس امر پر دال ہین کہ آپنے جب کبہی سفر فرمایا تو کسیکو مدینہ پر خلیفہ وحاکم

مقرر فرمایا اب اسکو بنظر غور ملاحظہ فرمایئی کہ آپکی قیاس بالاولویت کی اگر اصل ہے تو یہہ ہے سفر
غزوات وغیرہ ہی پس اسکی اصالت کو دیکھیی اور یہہ دیکھیی کہ اسمین حکم کونسا ہے اور وجوب اسکا
کس دلیل سے ثابت ہی اور علت اوس حکم کی کیا ہی اور جبکہ اصل کے یہہ کیفیت ہے تو فرع
کی کیا حالت ہوگی پس اسکا قیاس بالاولویت کہنا صریح غلطی ہے علاوہ ازین لفظ لیکن
کو سابقہ جملہ سابقہ کا استدراک فرمایا جسکا حاصل یہہ تھا کہ شاہ صاحب کی آخر کلام
استقرار کی طرف راجع ہے اگر اس استدراک سے یہہ غرض ہے کہ ہرگاہ شروع کلام اس دلیل
کے قیاس بالاولویت ہونے پر دلالت کرتی ہے تو راجع الی الاستقرار ہونے کا اعتبار نہ رہا
تو یہہ صریح غلط ہی کیونکہ آخر کلام اول کلام کے لیے مغیر ہوتی ہے نہ بالعکس سو قیاس بالاولویت
ہونا باطل ہو نہ رجوع الی الاستقرار۔ معہذا جبکہ دارمدار تتبع و استقرار احوال پر ہی ہے تو
اوسکو کوئی کیونکر رفع کرسکتا ہے اور اگر غرض یہہ ہے کہ قیاس بالاولویت جو شروع کلام سے
مفہوم ہوتا ہے وہ اس دلیل مین بجای خود معتبر ہے اور رجوع الی الاستقرار جو پچھلی کلام سے
معلوم ہوتا ہے وہ بھی جگہ معتبر ہے اور ایک دوسری کو مزاحم ومنافی نہین تو
اوس سے بھی زیادہ بدیہی غلطی ہے کیونکہ یہہ ایک دلیل ہے جو اعتبار قیاس بالاولویت
اس دلیل کے قطعی ہونے کو مستلزم ہے اور اعتبار رجوع الی الاستقرار اسکی ظنیت کو مقتضی ہے
تو ایک ہی دلیل قطعی بھی ہوئی اور ظنی بھی معہذا اتنا تو آپ بھی جانتے ہونگے کہ قطعی
اور غیر قطعی سے مرکب قطعی نہین ہوسکتا پھر معلوم نہین کہ اس استدراک نے آپکو کیا
فایدہ دیا اور بفرض محال اگر قیاس بالاولویت ثابت بھی ہو تو آپکو کیا مفید ہے اسکے بعد
اسقدر اور گذارش ہے کہ یہہ بھی حضرت کی رای عالی ہے کہ قیاس بالاولویت کو قیاس کہنا
صرف علامہ طوسی کے نزدیک ہے ورنہ آپکے یہان محقق وغیرہ نے اسکی قیاس ہونے سے
انکار کیا ہے معالم الاصول بحث قیاس مین مذکور ہے۔ وھو العلامۃ [illegible]

۱ علامہ طوسی تہذیب مین اور بہت لوگ عامہ مین سے اسطرف گئے ہین ۱۲

الی ان تحدیدا الحکم فی تحریم التافیف الی انواع الاذی الزائد عنہ من باب القیاس وسموہ بالقیاس الجلی وانکر ذلک المحقق وجمع من الناس ۔ اور جو لوگ کہ ایسی قیاس ہونے کے منکر ہین وہ اسکو مفہوم الموافقہ اور فحوی الخطاب وغیرہ اسماء سے مسمی کرتے ہین اس سے یہہ بہی معلوم ہو سکتا ہی کہ یہہ بجز نصوص کے دوسری جگہ جاری نہین ہو سکتا پہر معلوم نہین ہمارے فاضل مجیب باینہمہ علم وفضل ایسی کیون بہکی کہ اپنی اصول و فروع کی بہی خبر نہی ۔ ہم نے مانا کہ حضرت کا قیاس بااولویت عقلاً معتبر ہے لیکن کہان معتبر ہے جسجگہ جاری ہو اوسیجگہ معتبر ہی یا جسجگہ جاری ہو وہان بہی اسکو معتبر سمجہیگا اگر وہان بہی معتبر ہے تو بجز اسکی کہ اوسکی اعتبار کرنے والی صرف ہمارے فاضل مجیب ہی کی عقل ہو اور کسی فرد بشر کی نہو گی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قولہ** اور سینے پہر اسی صفحہ مین فرماتے ہین دلیل رابع اگر شریعتی را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای دفع مفاسد عالم واصلاح جہان بیان بجا آوردہ بچشم عبرت تتبع کنی شک نداری درانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن مقربات کہ افراد بنی آدم را از حضیض بہیمیت باوج ملکیت رساند بیان فرمودہ بعد ازان ہرچہ حاجت آن ناس است از آداب معیشت ومکاسب ومعاملات وتدبیر منازل وسیاست مدن ہمہ را مشروع ساختہ وہر نا بایستی کہ در انجا بود ازان منع وزجر نمودہ وازان ہمہ گذشتہ تحسینات وسد ذرائع مفاسد دواعی اثم را بوجہ اتم مبین گردانید وہر چیزی بیان کردہ ارکان وشروط وآداب مفصل ساختہ مثل این حکیم دانا وشفیق مہربان عقل تجویز میکند کہ امت خود را در عین مہلکہ بسپارد وتدبیر خلاص ایشان نفرماید در غزوہ تبوک متوجہ شام شود اشارہ قوۃ غضبیہ ومیکند وایشان را تخویف نماید ونامہ بکسری نویسد کہ آتش غیرت بسبب آن بدماغ او رسد ووی از کمال رعونت خود قاصدی پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرستد وقصد اہانت کند ومتنبیان مانند مسیلمہ کذاب

۵؎ کہ اوس حکم کا تعدیہ جو حرمت تافیف مین ہی انواع تکلیفات کیطرف جو تافیف سے زائد ہین ازباب قیاس سے ہی اور اسکا قیاس جلی نام رکہا ہی اور محقق اور ایک جماعت نے اسکا انکار کیا ہی ۔ ۱۲

واسود عنسی از زمین عرب برخاسته باشند ومردم ضعف الاسلام در پی ترویج کفر افتاده باشند
وسور قرآن مانند عصا فیر در دست مردم پراگنده باشند بحکمت این حکیم دانا ورافت این مشفق
مهربان مناسبت دارد که تدبیر اصلاح عالم ناکرده امت خود را از زیر دست خلیفه بسپرده از عالم
بگذرد - سوال اگر گوئی همه احکام در شرع مبین نشده است بلکه بسیاری از احکام بقیاس مجتهدین
حواله گذاشته اند نصب خلیفه هم از احکام غیر مبینه باشد گو - جواب گوئیم چیزی که در زمان
آنحضرت صلی الله علیه وسلم واقع بود جز آن بآن حضرت رسیده لابد اصلاح آن حضرت صلی الله
علیه وسلم فرموده است اگر خیر است تقریر نموده واگر شر است منع فرموده والا تقریر بر معصیت
لازم آید وآن محالست بتضاد عصمت وچیزیکه قریب الوجود وقریب الحصول بود آنرا بیان
فرمود واگر چیزی آنچه بعید الوقوع است اشارت شبهات بآن نکرد وآن عین رحمت است حکمیکه
بقیاس مجتهدین حواله کرده اند آن وقایع بعید الوقوع است نه قریب الوقوع واقعه که تقریره
آن کردیم قریب الوقوع است پیش پا افتاده که هر عاقلی وقوع آنرا بعد گمعد میداند شتان
بین القیاسین بازبر قیاس مجتهدین انرا حواله کرد که عقل بتحقیق آن مستقل باشد آنچه بعید ری
محض باشد وتعیین خلیفه که در زمان آئنده تغییر وتبدیل نکند وسعی او مفید مطالب
مقصوده باشد امری موکول بترجمان لسان غیب که عقل را مدخل نتوان بود - انتهی غور کرنا ہی
کہ اس دلیل کا ہر حرف ہماری مدعا کو کیسا ثابت کرتا ہی اور وہ چارون اصول انعقاد بیعت
خصوصًا اصل اول کہ حضرت شاہ صاحب نے اس کتاب کے شروع مین لکھی ہین کیسی ہبا منثورا
ہوگئی بخوف طوالت زیادہ نہین لکھہ سکتی **اقول** یہہ دلیل بھی مثل دلائل سابقہ
ہماری فاضل مجیب کے مدعا سے بمراحل بعید ہی کیونکہ اولًا یہہ دلیل بھی دلائل خطابیہ مین سے ہے
اور ظنی ہی تو اس مدعا کو جو اصل اصول دین مین ہی ہرگز مثبت نہو گی - ثانیًا جو رفض
کہ اس عبارت سے مفہوم ہوتی ہی یا اوس بغض پر محمول ہی جو مدعا شاہ صاحب رحمۃ الله علیہ
کا ہی اور یا اوس بغض پر حمل کیجیگا جو ہماری فاضل مجیب کا مقصود بالاثبات ہی اگر بغرض

احتمال وہی نص مراد ہو جسکی اثبات کی مجیب در پی ہین تاہم مانع کو گنجایش ہی کہ وہ اس
استدلال کو منع کری اور وہ یہہ کہی کہ محتمل ہی کہ وہ نص مراد ہو کہ جو مدعا حضرت شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اور قاعدہ ہی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تو یہہ استدلال جب تک
کہ رفع احتمال نکیا جاوی باطل ہوگا اور اس احتمال کا رفع ہونا محال ہی اور ظاہر ہی کہ اگر
اس نص کو اوسپر محمول کیا جاوی جو شاہ صاحب رح کا مدعا ہی اور بروی عقل و نقل اوسی
پر محمول ہی تو اس صورت مین اس دلیل سی ہماری مجیب کے مدعا کی ثبوت کی کوئی سبیل
نہین ـ باقی رہا یہہ جو آپ فرماتی ہین کہ اس دلیل سی چارون اصول انعقاد بیعت کے
خصوصاً اصل اوّل بہا منثورا ہوگئی سو یہہ ہماری فاضل مجیب کے خوش فہمی ہی منشا اوسکا
یہہ ہی کہ اول نص سی وہ نص سمجھی جو اپنا مدعا تہا بعد اوسکی یہہ سمجھی کہ یہہ نص انعقاد کیلیے
کافی تہی حالانکہ یہہ ہر دو امر فاسد تہی نہ نص سی وہ نص مراد تہی جو مجیب نے سمجہہ رکہی
اور نہ یہہ نص انعقاد کے لیے کافی ہی کیونکہ یہہ نص محض کاشف وقائع اور مثبت استحقاق ہی
پس بطلان اصول کا دعوی محض غلط فہمی سی ناشی ہے اور بناء فاسد علی الفاسد ـ
قولہ پہر صفحہ ۳۰۳ مین فرماتے ہین دلیل خامس غلبہ بر جمیع ادیان در رسالت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منظور بود کما قال عزّ من قائل هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى
وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ وکما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالتواتر انہ بشر بفتح فارس والروم فی اول بعثتہ بمکۃ وفی اول قدومہ بالمدینۃ وعند وفاتہ
واگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریب عباد باین فریضہ مختومہ نکنند ادای واجب نکردہ باشند
[illegible] زیرا کہ فتوح فارس و روم لہذا آن چنین نیست کہ بدون نصب خلیفہ راشد میسر شود
و [illegible] خلیفہ اتی خلیفہ کان کفایت نمیکند زیرا کہ برای امر قوت نفسی ساعد
نصب مستحق یا غیر مستحق مشتبہ ست و قرعۂ اختیار برای کسی زدن کہ برای آن موفق باشد
[illegible] امتیان بیرون است و مقدمۃ الواجب واجبۃ و [illegible]

نزول معلوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود کہ پیدا شدنی ہست بنزول یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ و اوائل این فتنہ در زمان شریف ظہور کرد کہ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی
سر برداشتند و بالقطع معلوم بود کہ آن متنبیان و مرتدان اگر دست یابند ملت اسلام را برہم
زنند و مسلمانان را استاصل سازند و دفع این فتنہ سوای نصب خلیفہ راشد ممکن نیست و نہ ہر خلیفہ
باشد بلکہ شخصی عزیز القدری کہ بند سر غیب برای این امر عظیم تعیین فرماید و دفع ضرر واجب ست
و حقیقت حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ بغیر تقریب بخیر و تبعید از شر متحقق نمیشود و قال اللہ تعالی
اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ - اگر درین آیت فہم خود را کار فرما شوی
بدانی کہ مقاتلہ با کفار اشرار و دفعتاً بغیر نصب خلیفہ امکان نیست و ہر خلیفہ آن قائم نمیتواند شد
بل واحد بعد واحد و تمیز این واحد از عقول عامہ خارج ست پیغامبری باید کہ از ملقی غیب تعیین
آن نماید و فتنہ اختلاف ظاہر بیان در تعیین خلافت فرو نشاند و آتش شغب قدح کنندگان
بعض مصائب عرفیہ و مثالب رسمیہ بآب زلال معارف حقہ اطفا نماید و اگر تاریخ ملوک را بخوانی
البتہ بدانی کہ در مثل این حالات مضطر شدہ اند نصب بادشاہی عزیز الوجود و در تعیین آن بادشاہ
گاہی بدلیل نجوم متمسک میشدند و گاہی بر رویا و استخارہ و گاہی بفراست حکیمی یا بر کہانت او اعتماد
داشتہ باشند و تجربات این قصص از حد شمار بیرون ست و اگر یاد نداری مگر قصہ رای زدن
زال پہلوان بعد قتل نوذر گفتن او - **بیت** نزیبد بجز پہلوی تاج و تخت * بیابد یکی
شاہ فرخندہ بخت * کہ باشد برو فرہ ایزدی * بتابد ز گفتارا و بخردی * و در آخر کار
برزید و طہماسپ اتفاق نمودن و قصہ ضعف سلطنت کاوس در وقت پیری او و خواب دیدن گودرز
کہ اصلاح سلطنت فارس بخلافت کیخسرو خواہد بود و گیو را فرستادن برای آوردن کیخسرو از
اقصای توران این نیز کفایت میکند - انتہی - اقول - اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ان فصیح
کلموں اور ان عمدہ عبارتوں سے حضرت شاہ صاحب کا کیا مطلب ہے مگر الحمد للہ کہ یہی
تقریریں ہمارا مدعا ثابت اور آپکا مطلب باطل کرتے ہیں کیونکہ جب ان دلیلوں سے خلیفہ

نص کا وجوب ثابت ہو گیا تو ہمارا مطلب بکمال وضوح حاصل اور اس باب مین آپکی تمام شبہین دفع
و باطل ہو گئین — **اقول** یہہ دلیل بہی مثل دلائل گذشتہ کے ہرگز آپکی مثبت مدعا نہین ہے —
اور اگرچہ آپ اس دلیل کے تعریف فرماتی ہین اور اوسکو تسلیم کرتے ہین اور اپنا مثبت مرام
اعتقاد کرتے ہین لیکن فے الحقیقت اگر آپ نظر غور سے ملاحظہ فرماینگی تو آپکو واضح معلوم
ہو جائیگا کہ یہہ دلیل آپکی خرمن مطالب کے لیے صاعقہ آتش بار ہے کہ جسنی اصول مطالب کا
بیخ و بن سے استیصال کر دیا قطع نظر مفاسد استدلالات سابقہ کی جو یہان بہی لازم آتی
ہین اس اجمال کی شرح ذرا گوش انصاف رہوش سے سنیے واضح ہو کہ مختصر اخلاصہ مطالب
دلیل یہہ ہے کہ خداوند تعالے شانہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے دین اسلام کا
جمیع ادیان پر غالب کرنا منظور تہا چنانچہ لیظہرہ علی الدین کلہ ارشاد ہوا اور نیز وعدہ تہا
کہ دین اسلام کو تمکین کامل دینگی اور خوف کو زائل کر دینگی اور اسکی جگہ امن تام عطا فرماینگی پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم بقا کیطرف رحلت فرمائی اور یہہ امور جب قوۃ سے
مستعد فعلیت پر جلوہ گر ہوئی کیونکہ خود دو سلطنتین عظیمہ پہلو بہ پہلو تہی وہ اسوقت تک
اس قوت و شوکت پر تہی کہ جنکو ہر طرح غلبہ تہا اور اونسے امن ہونا عقل سلیم ہرگز تسلیم
نہین کر سکتی تہی تو لا محالہ ایسے شخص کی ضرورت ہوئی جو نبی کے قائم مقام ہو اور اوسکا
فعل بمنزلہ فعل رسول کے ہو اور مراد خداوند تعالے کی ظہور کا جارحہ بنے ہو دو سلطنتین پامال
ہوجائین مرتدین نے جو اسوقت سر اوٹہایا تہا اونکی سرکوبی فرما دی اور نائرہ فتن معاندین کو اب
تدابیر حسنہ سے فرو کر دی اور جسقدر امور داخلی و خارجی مین تشتت ہو اوسکو منتظم فرما دی
اور ایسے شخص کا دریافت ہونا عقول عامہ سے خارج ہے تو اسلیے ضرور ہے کہ ایسے عزیز الوجود کو
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب سے تلقی فرما کر متعین فرما دی کہ جسکی ہاتہ پر یہہ مہمات
صبر انجام ہوں اب ہم آپکی بعد اس دلیل کے مطالب کو آپکی ائمہ کی حالات سے مطابقت کر کے
دیکہتی ہین تو مثل روز روشن صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اون حضرات کے

ہاتہون نہ روم فتح ہوا نہ فارس فتح ہوا نہ مرتدین کی بیخ کنی ہوئی نہ اسلام غالب و شائع ہوا
نہ دین کی تمکین ہوئی نہ خوف زائل ہوا نہ امن حاصل ہوا بلکہ برخلاف اسکی ہمیشہ خائف
و مختفی و غیر مامون رہی دین ہمیشہ مغلوب رہا کفار و منافقین کی خوف سے ہمیشہ جہوٹ
بولتی رہی اور غلط مسائل امت کو بتلاتی رہی ثقل اعظم آجتک تیرہ سو ۱۳۰۰ برس گذر گیئی وہی
محرف اور غلط امت مین مروج رہا کبہی اوسکو نہ سنبہالا ثقل اصغر کے ساتہہ کیا کچہہ سلوک
ہوئی اور کچہہ اوسکا چارہ نہو سکا بلکہ خلعت خلافت حقہ اپنی بدن سے جدا کرکے ایک ایسی
غیر مستحق کو عطا فرمادیا کہ جس سے کیا کچہہ دین و اسلام مین فتن پہیلی کہ جنکی نظیر شاید عالم
مین نہو پہر کیا ایسی ہی اشخاص عیب سے انصرام مہمات کے لیے متعین ہوئی ہین اور ایسے
حضرات معاذ اللہ بقول آپکی جو انحطاط دولت دین کے جارحہ ہوئی سبب غلبہ دین کے
ہوسکتی ہین سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ ہم کہانتک عرض کرین در خانہ اگر کس است یک حرف
بس است پس اگر بفرض محال اس دلیل سے وجوب نص مدعا بہا ثابت ہوجاوی تو اوسکا
مصداق کونسی ائمہ کو قرار دیجیگا۔ اور ثبوت اشتراط نص محال ہے وجوہات گذشتہ سے
یہہ امر بخوبی واضح ہوچکا ہے اعادہ کی ضرورت نہین۔ **قولہ** اگرچہ کسیقدر طول ہوگیا
مگر شاہ صاحب کا ایک دقیقہ اور سن لیجیے پہر فضیلت کے دلائل گوش توجہ سے اصغا فرمائیے
انصاف کرنا آپکا کام ہے عبارت سطورہ کی متصل ہے فرماتی ہین و اینجا دقیقہ ایست
اگر فہم کنی اکثر معضلات آسان شود و سنۃ اللہ جاری است بر آن کہ چون اکثر خلق
بشدتی در مانند بر سموات و الارض الہامی با تقریبی می فرستد تا اصلاح عالم با آن تدبیر
و رفع شدت صورت گیرد بعث رسل و نصب مجدد دین بر سر مایۃ و چیزہا ہمی بسیار متفرع
برہمین اصل است سری کہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت غلبہ کفر در آفاق
تقاضا کردہ است۔ کما جاء فی الحدیث القدسی ان اللہ مقت عربہم وعجمہم الا بقایا من اہل الکتاب۔
وانی اردت ان ابتلیک وابتلی بک الحدیث

همان سر چون آنحضرت صلی الله علیه وسلم از عالم ادنی بعالم اعلی انتقال فرمود و هنوز ظهور دین
حق چنانکه می بایست نشده و اسباب اختلال دین حق بهم رسیده بار دگر برقع از روی خود
کشاد و تعیین خلیفه ثم خلیفه نمود تا آنکه مراد حق تمام شد و موعود او منتجز گشت و چنانکه معرفت
شخصی که متحمل اعباء نبوت میشود از علوم بشر خارج است و لهذا جاهلان گفتند لولا نزل
هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم همچنان معرفت شخصی که اعباء خلافت حمل نماید و آن مراد
حق بکمال رساند مقدور بشر نیست انهمه تدبیر غیب است که از پس پرده کارها میکند و لابد است
که پیغامبر آن شخص معین ارشاد فرماید انتهی بقدر الحاجة - یهہ کلام بلاغت نظام اہل حق کے
مطلب کو نہایت ہی صراحة سے ثابت کرتے ہیں اور طالب حق کو ہدایت کے منزل پر پونہچاتی
ہی کیونکہ اس سے بذریعہ وحی یزدانی وارشاد رسول ربانی خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا ہر ادنی
واعلی پر بالوجوب ثابت ہی اور یہہ بہی صاف ظاہر ہی کہ انسان کا مقدور نہین کہ متحمل
اعباء خلافت اور لائق مسند امامت کو پہچانے **اقول** اس کلام بلاغت نظام کی
نسبت جسقدر تعریف وتوصیف ومدح وثنا فرمائی بجا ودرست ہی وہ اسی کے قابل ہی لیکن مین اپنی
اس تعریف کے نسبت وہ اور کہتا ہون جو جناب امیر رضی اللہ عنہ نے کسی موقع پر فرمایا تہا
کلمة حق ارید بها باطل اگرچہ دلائل سابقہ کی جوابات مین آپکی تمام استدلالات کا بخوبی ابطال
ہو چکا ہی لیکن یہان بہی اسقدر گذارش ضرور ہی کہ یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ اس سے بذریعہ
وحی یزدانی وارشاد رسول ربانی خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا بالوجوب ثابت ہی یہہ بالکل غلط ہی
کیونکہ ظاہر ہی کہ وجوب سے مراد حسب قاعدہ شیعہ وجوب علی اللہ ہی اور اس دلیل سے وجوب
علی اللہ کا عدم ثبوت اجلی بدیہیات سے بہی زیادہ اوضح ہی بلکہ وجوب علی اللہ کا بطلان
جابجا قرآن مجید اور احادیث رسول کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ اور اقوال ائمہ سے ثابت ہی
معہذا اگر معاذ اللہ خدا تعالی پر بعث رسل واستخلاف ائمہ واجب ہی تو اوسکی علت غائی
یہہ ہی کہ عالم کے اصلاح ہو اور وہ شدت کہ جسمین لوگ مبتلا ہون رفع ہوجاوے تو اصلاح

[illegible] وجوب علی اللہ کا ابطال

عالم کی ہیشتر واجب ہوئی اور جب اصلاح عالم کی خدا تعالی پر واجب ہوئی تو پھر وقوع فساد بخبر اسکی
کیونکہ ممکن ہی کہ خدا تعالے تارک واجب ہو تو جب وقوع فساد ممکن ہوا تو بعث رسل کی کیا
ضرورت رہی اور اوسکا وجوب محض لغو ہوگیا تو وجوب نفس خود اس دلیل سے باطل ہوگیا
علاوہ ازین جو عبارت کہ مابعد متصل اس عبارت منقولہ کے مذکور ہی اور جسکو ہماری فاضل مجیب نے
اپنے مخالف مطلب سمجھکر نہین لکھی ہی وہ خود اس استدلال کو بیخ و بن سے اوکھاڑ رہی ہی
حضرت شاہ صاحب اس عبارت منقولہ کے بعد ہی فرماتی ہین ۔ واگر فرض کنیم کہ بعض انواع
تعیین بگذارد و آن نخواہد بود الا او جہت اعتماد بر تکفل الٰہی کہ یا بی اللہ والمومنون الا ابا بکر اس سے
صاف ظاہر ہی کہ جب کہ خداوند تعالے شانہٗ اسکی سرانجام کا متکفل ہو چکا تو ضرورت نہین ہی
کہ تعیین و تخصیص خاص فرمادی تو وہ نص جسکی آپ تمام عبارت ہین درپی اثبات ہین ہبارٗ
منثورا ہوگئی ۔ انکو چاہیئی کہ آپ خاص نص مدعا یہ کی ثبوت کی لیئی دلیل کے ف رفرماوین ورنہ
دلیل عام کے ضمن مین مدعا خاص کا ثبوت محال ہی ۔ اور یہہ جو آپ فرماتی ہین کہ بشر کے مقدور
نہین کہ متحمل اعباء خلافت اور لائق مسند امامت کو پہچان سکی اس سے اگر مراد یہہ ہی کہ جو خلافت
کی بوجھہ کو اوٹھا سکی اور مواعید خداوندی استخلاف سے اوسکی ہاتھون پر پوری ہون اور کفار
و فجار و فساق و اشرار کا ہم پیالہ و ہم نوالہ نہ بنی تو مسلم نفس الواقع ایسی شخص کے پہچان مقدور
عوام اناس نہین لیکن یہہ ظاہر ہی کہ انکو کچھہ مفید نہین اور اگر مراد یہہ ہی کہ ایسی خلیفہ کی
پہچان مقدور بشر نہین ہی جو بوجہ خلافت اوٹھا نسکی بلکہ کفار و فجار کے ہمیشہ ہم پیالہ و ہم نوالہ
رہی بلکہ اوسکی مسامحت و مداہنت اور ضعف اور جبن کے سبب دین اسلام تباہ و برباد ہو اور
باوجود قدرت کے کسی امر کی اصلاح اوس سے نہوسکی یا فرض کرد ایسا شخص ہو کہ جسکی نسبت
انصرام مہمات خلافت مین تردد ہوا ور یہہ معلوم نہو کہ سرانجام امور خلافت اس سے ہوسکیگا
یا نہوسکیگا تو یہہ غیر مسلم ہی بلکہ ایسا غلط ہی کہ محتاج دلیل نہین پہر باوجود اپنی علماء کی تصریحات
دیکھنے کے جو ائمہ کے حالات انکے متعلق ہین یہہ فرمانا کہ انکی پہچان مقدور بشر نہین

آپ ہی کے علم و انصاف پر زیبا ہے - علاوہ ازین اس پہچان اور عدم پہچان کا قضیہ تو خود
حضرت امیر علیہ السلام نے ہی منفیصل فرما دیا اور اون خطبات مین جو نہج البلاغۃ اور اوسکی شروح مین
منقول ہین یہہ قصہ چکا دیا شرح اس اجمال کی یہہ ہے کہ علامہ ابن میثم بحرانی اپنی شرح کبیر نہج
البلاغۃ مین اوس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہے ومن کتاب له[۵۱] الی معویة اما بعد فقد
اتتنی منك موعظة موصلة الخ فرماتے ہین وکنت امرءً من المهاجرین اوردت کما اوردوا
واصدرت کما اصدروا وما کان الله یجمعهم علی ضلال ولا یضربهم بعمی جس سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ اہل حل و عقد مہاجرین و انصار جب کسی پر اتفاق کرلین اور مجتمع ہوجاوین وہی امام و خلیفہ
برحق ہے خواہ وہ اون امور کی حصول کو جو مقاصد خلافت ہین اوسکی نسبت جسکو امام بناوین
معلوم کرین یا نکرین اور پہچانین یا نہ پہچانین کیونکہ بشہادت جناب امیر رضہ اونکا اجماع
ضلال پر محال ہے تو معلوم ہوا کہ حسب ارشاد جناب امیر رضہ بیعت اہل حل و عقد کافی ہے چنانچہ
دوسری خطبہ مین ہے[۵۲] اوسکو بصراحت ظاہر فرمایا وانما الشوری للمهاجرین والانصار فاذا اجتمعوا
علی رجل وسموه اماما کان ذلك لله رضی اس ارشاد سے بداہتہ واضح ہے کہ اجماع اہل حل و عقد خلاف
مرضی حق ہو نہین سکتا تو حسب ارشاد جناب امیر رضہ آپکا یہہ کہنا کہ ہمپر امام کا پہچاننی ہے
اوسکی منصوص ہونے پر استدلال کرین - **قوله** پس یہہ بعینہ ہماری تقریر ہے کہ ہم کہتے ہین
کہ چونکہ امامت مین عصمت شرط ہے اور عصمت کا علم معلوم بشر نہین اسلیے ضرور ہے کہ امام منصوص
الله والرسول ہو - پس فرق لفظ عصمت کے ہونے نہونے مین ہے ورنہ مطلب ایک ہے
اقول اول تو یہہ ہی غلط کہ بجز عصمت کے آپکی تقریر مین اور حضرت شاہ صاحب کی تقریر
مین درباب نص کچھہ فرق نہین کیونکہ اولاً آپ اسکو وجوب علی الله کے قائل ہین اور حضرت شاہ صاحب
اوسکی قائل نہین اور نہ کوئی عاقل مومن اوسکا قائل ہوسکتا ہے - اور ثانیاً آپ ایک نص کے فرق خاص
مثبت ہین جسکا اثبات نہ عقل سے ہوسکتا ہے نہ نقل سے اور شاہ صاحب رحمۃ الله کے بیان سے
ہرگز اوسکا اثبات نہین ہوتا - معہذا یہہ فرق جو عصمت کے ہونے نہونے کا ہے کہ جو فرق

ضیاء و ظلام کے فرق سے بھی زیادہ ہے کیا آپکے نزدیک کچھہ فرق نہیں ہے - اسکی اوپر تو دلیل
کی صحت و غلط ہونے کا مدار ہے - چونکہ عصمت خود باطل ہے چنانچہ گذارش ہو چکا اسلیے جو
اوسپر مبنی ہے وہ بھی از قبیل بناء فاسد علی الفاسد اور باطل ہے اور حضرت شاہ صاحب کی
ہمیں ایک ایسی امر حق پر متفرع جسمین مخالفین کو بھی چون کرنے کی گنجایش نہیں ہے پس
ان میں کچھہ فرق نہ سمجھا اور اس دلیل کو بعینہ اپنی دلیل سمجھا اور یہہ کہنا کہ ورنہ مطلب یکسان ہے
ہماری مجیب صاحب جیسے مدعی انصاف کے سوا کسی دوسری عاقل کا کام نہیں - **قولہ**
اگر حضرات اہل سنت ہماری تقریر لفظ عصمت کے سبب پسند نفرماوین اور اس سے گھبرائیں
اور انکار کے لیے آمادہ ہون تو حضرت شاہ صاحب کی یہہ عبارتین جو اوپر مذکور ہوئی پیش نظر
رکھین اور ہماری لفظونکا خیال نفرماکر تنازع لفظی نفرماوین بلکہ مطلب کے اتحاد پر نظر کرکے
اسکو تسلیم کریں اگر ہم عبارہ منقولہ از ازالۃ الخفا پر بسط سے گفتگو کرتے تو ایک کتاب ہو جاتی
اور بہت طول ہوتا محض اسی خیال سے صرف اشارات ہی پر اکتفا کیا گیا حضرت مجیب صاحب
بغور انکو ملاحظہ فرمائیں انہیں عبارہ سے عصمت بھی بخوبی ثابت ہے بلکہ اگر نظر وقیق سے دیکھا
جاوے تو عصمت کی ہے لیے ان امور کی ضرورت ہے جو شاہ صاحب نے بیان فرمائی ہین مگر چونکہ خلفاء
ثلثہ مین عصمت مفقود ہے اون معانی کو اور الفاظ سے بیان کیا ہے انصاف کے یہہ ہی
معنی ہین - **اقول** بفضل اللہ تعالے حضرت شاہ صاحب کی عبارتین اہلسنت کے
پیش نظر ہین اور وہ اونکی مطلب و مدعا سے بخوبی واقف و آگاہ ہین اور جسقدر آپ بھی سمجھتے ہیں
چنانچہ آپ ہی فرما چکی - (کہ اگرچہ آپ جانتی ہین کہ ان فصیح کلمون اور عمدہ عبارتو نسے حضرت
شاہ صاحب کا کیا مطلب ہے) لیکن آپ کیا کرین اپنی انصاف کے ہاتھہ سے لاچار ہین اگر
ان عبارتونکو اپنی مدعا کی طرف نہ کھنچین تو اور کیا کرین - کتاب و سنت سے تو دلائل کا میسر
ہونا معلوم تو اب ایسی مجبوری کی حالت مین اپنا دل یون ہی خوش کرلین پھر اسکا
نام جواب رکھہ چھوڑا ہے اور اسپر یہہ جوش و خروش ہاں شاید عوام کالانعام تو وہ ہوکہا

کہا جائیگی اور کہہ دینگی کہ جناب میر صاحبنے دلائل نص تحریر فرمائی بدنہ اہل علم و انصاف ایسے جواب سے
سکوت بہتر سمجھتے ہین - جب نص کا یہہ حال ہی جو سوق لہ ان دلائل کا ہی تو دلالت پر حال
ثبوت عصمت کہ جسکی طرف اشارہ ہی اور نیز عصمت جسکا اون دلائل سے بھی ثابت
نہو سکی جنپر کیا کیا کچھہ ناز و افتخار رہتا تو ان دلائل سے آپ کیا ثابت کر سکینگے مشتی نمونہ
از خروار و قطرہ انموذج بحار حضرت کے اشارات ہی سے بسط گفتگو کا حال معلوم ہوگیا اور بخوبی صحیح صحیح
صحیح اندازہ کر لیا گیا فی الحقیقت آپنے دانشمندی کو کام فرمایا کہ کلام مین بسط نہین کیا
اور اشارات ہی پر اکتفا فرمایا - کہ بندہ نے بھی بجواب اوسکی محض اشارات پر ہی اکتفا کیا اور
مجملا و مختصراً آپکو آپکی غلطیون پر متنبہ کر دیا اگر جناب بسط و تفصیل کے طرف متوجہ ہوتے تو اچھے
آپ ہی اندازہ فرما لیجیے کہ بندہ بھی بجواب اوسکی کیا کیا کچھہ آپکی استدلالات کے ساتھہ سلوک
کرتا اور آپکی ذخیرہ دلائل پر کیسی صواعق اعتراضات نازل ہوتی باقی رہا خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنہم مین عصمت کا مفقود ہونا سو یہہ اہل سنت کے نزدیک کچھہ خلفاء ثلثہ کی ہی ساتھہ مخصوص
نہین بلکہ اہل بیت و صحابہ بلکہ سوای انبیاء تمام افراد انسانی اسمین شامل ہین لیکن اگر خدا نخواستہ
اہل سنت بھی معاذ اللہ خلاف کتاب و سنت مثل حضرات شیعہ کے خلفاء کے لیے بھی عصمت
ہوتے اور اونکی عصمت کے لیے بھی دلائل جیسی حضرات شیعہ ائمہ کی لیے پیش کرتے ہین پیش کرتے
تو آپ کے دلائل سے کچھہ زیادہ ہی مضبوط ہوتی مگر اہلسنت کا امام معتقد اونکو کتاب و سنت ہی
جو اوس سے ثابت نہو وہ معتبر نہین بخلاف حضرات شیعہ کے کہ باوجودیکہ عصمت کتاب اللہ یا
کسی دلیل قطعی سے ثابت نہین پہر اوسکی ایسے معتقد ہین کہ اصول دین مین سے سمجھہ رکھا ہی
اور اسی پر کیا منحصر ہی بہت مسائل فروعی و اعتقادی ہین جنمین یہہ ہی حال ہی کتاب اللہ
کی معانی کو پہیر پہیر کر اوس طرف کہینچتی ہین اور نہین کہینچتی تاویلات بعیدہ رکیکہ کرتے ہین
اور کسی کل سیدہی نہین بیٹہتی واقعی انصاف کے بہی معنی ہین اہل سنت کو حاشا للہ
یہہ انصاف کہان نصیب ہو سکتا ہی **قولہ** اب اس بحث کو ختم کرتے ہین

اور افضلیت کو شروع کرتے ہین اسکے دلائل جنکی یہہ ہی عقل و نقل سے ثابت ہی اول ایک
دو عقلی دلیلین عرض ہین غور سے سنیے خلافت ریاست عامہ دین و دنیا سے مراد ہی اور
غرض اس سے شرائع الہیہ و معالم ربانیہ کی ترویج اور مسائل دینیہ و احکام شرعیہ کا پھیلانا
اور حدود و ثغور کا ضبط و جہاد کرنا اور ظالم سے مظلوم کا انصاف لینا وغیرہ ہی اور یہہ
سب کام اسطرح ہونی چاہیین کہ رضاء الہی حاصل ہو اور یہہ بات ظاہر ہی کہ جو شخص
اعلم و اتقی و اورع و اعقل و افضل ہوگا بیشک اوس شخص سے کہ جو علم و ورع و تقوی وغیرہ
مین کم نسبت اوسکی کم ہوگا خلافت کے امور مطلوبہ بوجہ احسن بجا لائیگا اور حصول مرضی
حق تعالی جسطرح اس سے ہوگا مفضول سے ہرگز نہوگا اور یہہ بھی ظاہر ہی کہ ایسے شخص سے جو خلافت
کی امور بوجہ حسن انجام کری خلافت لیکر ایسی مفضول کو دین کہ یہہ امور اوس سے
ویسی سرانجام نہو سکین عقل مستقیم و رای سلیم کے نزدیک نہایت ہی قبیح و شنیع ہی
اقول یہہ شبہہ بھی مثل اپنی اختین کی خلاف عقل و نقل باطل ہی اور جسقدر دلائل اسجگہ
ذکر ہوئی ہین وہ ہرگز مثبت مدعا مجیب نہین ہین بلکہ افضلیت کے معنی جو ہمارے مجیب
لبیب نے سمجہہ رکھی ہین اور اس عبارت سے مفہوم ہوتی ہین اور سابق مین تعریف افضلیت
مین بھی تحریر کرائی ہین وہ بھی غلط اور خلاف تصریحات علماء قوم ہین اسلیے ضرور ہوا کہ اول
مجیب لبیب کو اونکی علماء کی نصوص سے افضلیت کو بتلا دیا جاوے کہ اوسکا دار و مدار کن
امور پر ہی بعد اوسکے ناظرین رسالہ مجیب صاحب کی غلطی کو خود سمجھہ لینگی اور تھوڑی سی
تنبیہ کے بعد فاضل مجیب بھی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائینگی۔ پس واضح ہو کہ پہلی افضلیت کے
تعریف ہمارے فاضل مجیب نے یہہ فرمائی (افضلیت کے یہہ معنی ہین کہ کل امت سے جسکا اہم
صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ مین افضل ہو) اسجگہ مدار افضلیت کا صفات حمیدہ
و اخلاق ستودہ پر رکہا کہ ملکات نفسانیہ ہین اور اس دلیل کے ضمن مین فرمایا (جو شخص
اعلم و اتقی و اورع و اعقل و افضل ہوگا) گویا اسجگہ ہمارے مجیب نے صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ کی

تفصیل بیان کردن - قطع نظر اس سے کہ اجمال وتفصیل باہم موافق ہیں یا نہیں جب ہم علماء قوم کے
تصریحات کو اس بارہ میں دیکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ نفس محبت کا افضلیت کی نسبت
یہ اعتقاد بالکل خطا ہے اور مدار فضل کا اوس پر ہرگز نہیں انکے شیخ مفید صاحب اپنی رسالہ افضلیت
امیر المومنین میں جو اسوقت میرے سامنے موجود ہے تحریر فرماتے ہیں[سلہ] - وفصل وقد اعتمد اکثر اهل
النظر فی التفضیل علی ثلث طرق احدها ظواهر الاعمال والثانی علی السمع الوارد بمقادیر
الثواب وما دلت علیه معانی الکلام والثالث المنافع فی الدین بالاعمال انتهی بقدر الحاجة
اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ افضلیت کا مدار اوصاف و اخلاق پر نہیں شیخ صاحب
اسی رسالہ میں دوسری جگہ بیان اختلاف مسئلہ تفضیل میں فرماتے ہیں وتوقف منهم نفر
قلیل فی هذا الباب فقالوا لسنا نعلم اکان افضل ممن سلف من الانبیاء او کان مساویا لهم
او دونهم فیما یستحق به الثواب آپکے حضرت علم الهدی اپنی املائیہ میں فرماتے ہیں -
اعلم انه لا طریق من جهة العلم والعقل الی القطع بفضل مکلف علی اخر لان الفضل الراجع
فی هذا الباب هو زیادة استحقاق الثواب ولا سبیل الی معرفة مقادیر الثواب من ظواهر
فعل الطاعات اور اسکے کچھ بعد فرماتے ہیں - فان دل سمع مقطوع به من ذلك علی شیء عول علیه
والا کان الواجب التوقف عنه والشك فیه آپکے علم الهدی صاحب نے توفیصلہ ہی کردیا
کہ افضلیت کا مدار زیادتی استحقاق ثواب پر ہے اور اوسمیں عقل کو کچھ دخل نہیں ہے صرف
اوس نقل وسمع پر جو قطعی ہو موقوف ومنحصر ہے پھر اب آپ اپنی افادہ کو اس سے
مطابق کیجیے اور انصاف سے دیکھیے کہ آپ اوسکی موافق ہیں یا مخالف - سنیے اگر افضلیت کا
مدار اخلاق حمیدہ وصفات پسندیدہ پر ہو تو لازم آوے کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام

سلہ فصل اہل نظر نے تفضیل میں تین طریقوں پر اعتماد کیا ہے - ایک تو ظاہرے اعمال دوسری شارع سے سنی ہوئی جو مقادیر ثواب میں وارد ہوا اور جسپر معانی کلام دلالت کریں - تیسری دین میں منافع جو اعمال سے حاصل ہوئی ہوں - ۱۲

افضل ہون کیونکہ جب ہم تفاسیر شیعہ سے حضرت موسی علی نبینا علیہ السلام کے حالات دریافت کرتے ہین تو آپکی اخلاق کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ آپ مین بجای اخلاق حمیدہ کی معاذ اللہ اخلاق ناپسندیدہ تھے تفسیر صافی مین سورہ کہف مین جو معاملہ حضرت موسیٰ کا اپنی اوستاد خضر کے ساتھ واقع ہوا اوسکا بیان یون ہے [1] القمی عن الباقر لما اخبر رسول اللہ قریشا بخبر اصحاب الکھف قالوا اخبرنا عن العالم الذی امر اللہ موسی ان یتبعہ وما قصتہ فانزل اللہ عزوجل واذ قال موسی لفتٰہ قال وکان سبب ذلک انہ لما کلم اللہ موسی تکلیما فانزل علیہ الالواح وفیہا کما قال وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئ موعظۃ وتفصیلا لکل شئ رجع موسی الی بنی اسرائیل فصعد المنبر فاخبرہم ان اللہ قد انزل علیہ التوراۃ وکلمہ قال فی نفسہ ما خلق اللہ خلقا اعلم منی فاوحی اللہ الی جبرئیل ادرک موسی فقد ہلک واعلمہ ان عند ملتقی البحرین عند الصخرۃ رجل اعلم منک فصر الیہ وتعلم من علمہ فنزل جبرئیل علی موسی واخبرہ وذل موسی وعلم انہ اخطأ ودخلہ الرعب وقال لوصیہ یوشع ان اللہ قد امرنی ان اتبع رجلا عند ملتقی البحرین واتعلم منہ فتزود یوشع حوتا مملوحا وخرجا۔ اگرچہ اس روایت مین بہت سے فواید منطوی ہین لیکن بخیال تصویب فہم ناظرین پر حوالہ کرکے صرف بیان مقصود پر اکتفا کیا جاتا ہے وہ یہہ کہ بعض فوائد الی حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام سے اعلم تھے اور بحکم خداوندی حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم اونکی تھامنے کی مامور ہوئی اور یہ ارشاد خداوند تعالی بقصد عاشیہ برداری کلمند واستمرشاد اپنی اوستاد کی تلاش مین اپنی وصی کو لیکر

---

[1] قمی نے امام باقر سے روایت کی ہے جب حضرت صلعم نے قریش کو اصحاب کہف کا قصہ سنایا اونہون نے کہا کہ ہمکو اوس بڑے عالم کا قصہ سنا و جسکی اتباع کا خدا نے موسی کو حکم فرمایا تھا تو اللہ تعالی نے یہہ آیت واذ قال موسی لفتٰہ نازل کی فرمایا اسکا سبب یہہ ہوا جب خدا نے موسی سے کلام کی اور تختیان اوتاری اور اون مین حسب ارشاد ہر شی کی نصیحت اور ہر شی کی تفصیل لکھدی موسی بنی اسرائیل کی طرف لوٹے اور اونکو خبر دی کہ خدا نے اوسپر توریت نازل فرمائی اور کلام کی اور اپنی دلمین کہا کہ خدا نے کسیکو مخلوق مین مجھسے زیادہ جاننے والا نہین پیدا کیا خدا نے جبرئیل کیطرف وحی کی کہ موسی کی خبر لی کہ وہ ہلاک ہوچکا اور اسکو جتا کہ ملتقی البحرین مین صخرہ کے پاس ایک شخص ہے وہ تجھسے زیادہ جاننے والا ہے اوسکی طرف جا اور اوسکی علم سے سیکھ جبرئیل موسی کے پاس آئی اور خبر دی اور موسی کو پست بنایا اور موسی سمجہا کہ مینے خطا کی اور ڈرا اور اپنی وصی یوشع کو کہا کہ خدا نے مجکو ایک شخص کے پیروی اور سیکھنے کا حکم دیا ہے جو ملتقی البحرین

بیابان نوردو دشت غربت ہوئی اور پہر بعد ملاقات کو کس عہد و پیمان سی ہمراہ ہوئی کہ مین کسی
معاملہ مین چون وچرا نکرونگا چنانچہ بصراحت تمام نص قرآنی مین مذکور ہی - اسکی بعد کا قصہ سنیئی
غلام کے قتل پر حضرت موسیٰ کو کیسا کچہہ جوش آیا اور اپنی عہد و پیمان کو یک لخت توڑ ڈالا -
اور اپنی اوستاد کی کیسی بیحرمتی فرمائی - فی العلل[1] عن الصادق فغضب موسی واخذ
بتلبیبہ وقال اقتلت الآیہ قال الخضر ان العقول لاتحکم علی امر اللہ بل امر اللہ یحکم
علیہا فسلم لما تری واصبر علیہا فقد کنت علمت انک لن تستطیع معی صبرا -
اس سی یہہ بہی یاد رکہیگا کہ عقول پر امر اللہ حاکم ہی نہ بالعکس جیسا کہ حضرت شیعہ معتقد ہین
اور اوسکی کچہہ آگی مذکور ہی - فی القمی[2] عن الرضا فی تتمۃ الحدیث السابق فمروا ثلثہم حتی انتہوا
الی ساحل البحر وقد شحنت سفینۃ وہی ترید تعبر فقال ارباب السفینۃ نحمل ہولاء الثلثۃ
نفر فانہم قوم صالحون فحملوہم فلما جنحت السفینۃ فی البحر قام الخضر الی جوانب السفینۃ
فکسرہا وحشاہا بالخرق والطین فغضب موسی غضبا شدیدا وقال للخضر اخرقتہا
لتغرق اہلہا لقد جئت شیئا امرا فقال لہ الخضر الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا -
قال لاتؤاخذنی بما نسیت ولا ترہقنی من امری عسرا فخرجوا من السفینۃ فنظر الخضر الی
غلام یلعب بین الصبیان حسن الوجہ کانہ قطعۃ قمر وفی اذنیہ درتان فتاملہ الخضر وقتلہ
فوثب موسی علی الخضر وجلد بہ الارض فقال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا
نکرا فقال الخضر الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا اور اس سی یہہ بہی ثابت ہوا کہ اعلمیت
مستلزم افضلیت کو نہین کیونکہ حضرت خضر اعلم تہی اور افضل نہ تہی اور سنیئی کہ قارون کے
لیی خلاف رضا رخدا وندی عذاب کے خواستگار ہوئی اور جب عذاب نازل ہوا تو ہر چند قارون نے

[1] علل مین امام صادق سی مروی ہی کہ موسی غصہ ہوئی اور خضر کی گردن پکڑ لی اور کہا اقتلت نفسا الخ خضر نے کہا کہ عقول
خدا کی امر پر حاکم نہین ہین بلکہ اللہ کا امر عقلون پر حاکم ہی پس جو کچہہ تو دیکہہ رہا ہی اوسکو تسلیم کر اور اوس پر صبر کر مین تو
جان چکا تہا کہ تو میری ساتہہ صبر نہین کر سکیگا - ۱۲

الحاح وزاری کی لیکن شدت غضب نبی علیہ السلام ایک ممنوع نہوئی جو جناب خداوندی مین ناپسند ہوئی اور حق تعالے نے اونہین کلمات کے ساتھہ موسیٰ کو عار دلایا جن کلمات کے ساتھہ قارون نے آپ کو عار دلایا تہا مختصراً عبارت تفسیر لکھتا ہون ـ وقد کان قارون قد امر ان یغلق باب القصر فاقبل موسی فاومی الی الباب فانفرجت ودخل علیہ فلما نظر الیہ قارون علم انہ قد اوتی بالعذاب فقال یا موسی اسألك بالرحم الذی بینی وبینك فقال لہ موسی یا ابن لاوی لا تزدنی من کلامك یا ارض خذیہ فدخل القصر بما فیہ فی الارض ودخل قارون الی رکبتیہ فبکی وحلفہ بالرحم فقال لہ موسی یا ابن لاوی لا تزدنی من کلامك یا ارض خذیہ فابتلعتہ بقصرہ وخزائنہ وھذا ما قال موسی لقارون یوم اھلکہ اللہ عزوجل فعیرہ اللہ عزوجل بما قالہ لقارون فعلم موسی ان اللہ تبارك وتعالیٰ قد عیرہ بذلك فقال یا رب ان قارون دعانی بغیرك ولو دعانی بك لاجبتہ فقال اللہ عزوجل یا ابن لاوی لا تزدنی من کلامك فقال موسی یا رب لو علمت ان ذلك لك رضی لاجبتہ انتہی بقدر الحاجۃ علاوہ اسکی قبطی کو مار ڈالنا اور اپنی بڑی بہائی بے گناہ کی جو بنی تہے داڑہی پکڑ کر کہینچنا الواح تورات جو عطیہ خداوندی تہا اور جسمین موعظہ اور تفصیل ہر ایک شی کی مذکور تہی شدت غضب مین ڈال دینا حضرت کی اخلاق و اوصاف پر پوری دلیل ہے حضرت ہارون کے اخلاق کی نسبت جو ہم اوسکی تفصیل آگی مین دیکہتی ہین تو اوسکی تفسیر سورہ اعراف تحت آیت واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ قال ابن ام مین لکہا ہے ۲ الکافی عن امیر المؤمنین

---

۱ قارون نے حکم کیا تہا کہ محل کا دروازہ بند کیا جاوی موسیٰ آئی اور دروازہ کیطرف اشارہ کیا وہ کہل گیا اندر اوسکی پاس گئی جب موسیٰ کو قارون نے دیکہا سمجہا کہ عذاب آیا ـ کہا ای موسیٰ مین تجہسی بواسطہ اوس رحم کے جو میری اور تیری درمیان ہے سوال کرتا ہون موسیٰ نے اوسکو کہا ای لاوی کے بیٹی مجہسی زیادہ کلام مت کر ای زمین لی اسکو پس محل اور جو کچہہ اوسمین تہا زمین مین اوتر گیا اور قارون بہی گہٹنون تک دہنس گیا پہر قارون رویڑا اور موسیٰ کو رحم کی قسم دینی لگا موسیٰ نے کہا ای لاوی کی بیٹی مجہسی زیادہ بات مت کر ای زمین اسکو لی پس زمین نے اوسکو اور محل اور خزانون کو نگل لیا یہہ وہ بات جو قارون کی ہلاکی کے دن موسیٰ نے کہا ـ پہر خدا تعالے نے موسیٰ کو اس کلام سے جو قارون کو کہی تہی عار دلایا اور موسیٰ سمجہی کہ خدا تعالے نے اوس کلام سے مجہکو عار دلایا عرض کیا ای پروردگار قارون نے تیری غیر کے واسطہ سے مجہکو پکارا تہا اگر تیری واسطے سے پکارتا تو مین قبول کرتا اللہ تعالے نے فرمایا ای لاوی کے فرزند مجہسی زیادہ بات مت کر موسیٰ نے عرض کیا ای پروردگار اگر مین یہہ جانتا کہ اسمین تیری رضا ہے تو مین قبول کرتا ۱۲ ـ ۲ کافی مین جناب امیر رضی اللہ عنہ سے خطبہ وسیلہ مین مروی ہے ۱۲

فی خطبۃ الوسیلۃ انہ کان اخاہ لابیہ وامہ و القمی مثلہ عن الباقر و الصادق قیل کان ہارون اکبر من موسی بثلث سنین وکان حمولا لینا ولذلک کان احب الی بنی اسرائیل انتہی

اب ہم اون روایات میں تامل کی نظر سے دیکھتے ہین اور حسب قاعدہ حضرات شیعہ کے عقل کو حسن و قبح میں خدا پر بھی حاکم ہے اس معاملہ مین حکم کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت موسیٰ مین اخلاق ناپسندیدہ تھی اور اگر بالفرض ظاہر سے پھیر کر تاویل بھی آپ فرمائینگی تو بس غایۃ ما فی الباب یہہ ثابت ہوگا کہ فی الجملہ بعض مواقع مین درشتی و سختی و غلظت و فظاظت محمود ہوتی ہے لیکن بروی عقل جسکو احکم الحاکمین کہنا آپکی قاعدہ کی بموجب واجب ہے بداہۃً یہہ ثابت ہوتا ہے کہ علی العموم لین و رفق بہ نسبت درشتی و عنف کی زیادہ محمود و پسندیدہ ہین اور اگر یہہ تسلیم نکرینگی تو لازم آیگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہون آپکی نسبت حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم[2] اور روف رحیم آپکی صفات خاصہ مین ہین علی العموم وقائع و احوال آپکی رفق و لینت و رافت و رحمت کی شاہد حال ہین اساری بدر کا قصہ شاید آپکو یاد ہوگا۔ الحاصل اگر مدار تفضیل کا اخلاق حمیدہ پر ہی تو حضرت ہارون وغیرہ جنمین رفق و لینت پائی جاتی ہے حضرت موسیٰ سے افضل ہونگی اور نیز حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب امیر المؤمنین والد بزرگوار سے افضل اور امام سجاد اپنی والد سے افضل ہون اور یہہ آپکی نزدیک بدیہی البطلان ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ مدار افضلیت کا اخلاق حمیدہ پر نہین ہے جو مدرک بالعقل ہو بلکہ مدار زیادتی استحقاق ثواب پر ہی اور غیر مدرک بالعقل چنانچہ بیان تعریف افضلیت مین ہم اوسکی طرف ایما کر چکی ہین اب بعد ہٰذا گذارش ہے کہ اگر عقل ہیولیٰ کی قید سے ایجاد و اختراع ہی قطع نظر اس سے عقلاً افضلیت کا جاننا اسپر موقوف ہے

[1] کہ ہارون موسیٰ کا حقیقی بھائی تھا۔ اور قمی نے مثل اسکی امام باقر اور امام صادق سے روایت کی ہے کہتے ہین۔ کہ ہارون موسیٰ سے تین سال بڑے تھے اور نہایت متحمل اور نرم مزاج تھے اسی سبب سے بنی اسرائیل انکو زیادہ دوست رکھتے تھی ۱۲۔ [2] پس خدا کی رحمت کے سبب تو انکے لیے نرم ہو گیا ہے۔ ۱۲۔

کہ حروب و وقائع وغیرہ معاملات مین اوس سے تدابیر حسنہ ظاہر ہون اور ثمر نتائج محمودہ کو
ہون اور اپنی ناخن تدابیر صائبہ سے پیچیدہ معاملات کی گتھیونکو عمدہ طور پر سلجھا دی اور جب
ائمہ کی تاریخی حالات کو دیکھا جاتا ہے تو اس سے ہرگز یہہ نہین ثابت ہوتا کہ آپ اعقل تھے
اور نہین تو قصہ تحکیم کو ہی ملاحظہ فرمالیجیے یا خلع اپنی خلیفہ ثانی کو ہی دیکھہ لیجیے غرضکہ ایام
خلافت مین جسقدر معاملات پیش آئی اونمین سے کوئی بہی سلجھا اور کوئی بہی الجھا ہوا اور خلافت سے جو غرض
حق تعالے کی تہی کہ ترویج شرائع الٰہیہ و معالم ربانیہ ہو اور مسائل دینیہ و احکام شرعیہ پہیلین کچھہ بہی
حاصل ہوئی اور جب کچھہ حاصل نہوئی تو آپکو قاعدہ کلیہ معلوم ہی ہوگا اذا خلا الشی عن مقصودہ
لغا - علاوہ ازین اعقلیت کی ضرورت تو اوسوقت ہے جبکہ معصوم نہون اور جب معصوم ہون
اور سہو اونکا اور خطا کا صادر ہونا اونسے محال ہو تو پس یہہ قید محض لغو ہے - اعلم ہونی کی قید
بہی غلط ہے وجہ اسکی یہہ ہی کہ جب امامت تالی نبوت ہے تو اوصاف مشارکہ مین بہی فرعیت
ہو گی نبوت کو جب نظر تامل سے دیکھا جاتا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا مدار محض اصطفا
و اجتبا خداوند تعالی شانہ پر ہے حق تعالے اپنی عباد مین سے جسکو چاہتا ہے برگزیدہ فرمادی کسیکو
کچھہ زور خداوند تعالی پر نہین اور نہ کچھہ اعتراض لایسئل عما یفعل اوسکی شان ہے اور نہ یہہ ہے
کہ جو اعلم اہل زمان ہو وہی نبوت کے واسطے برگزیدہ ہو ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم امی پیدا ہوئی اور بعثت تک امی رہی کسی قسم کی ظاہری تعلیم نہین پائی
اور اس زمانہ مین صدہا علما و احبار دین موسوی و عیسوی کی موجود تہی جنکو کتب سماوی
از بر تہی اور مسائل شرعیہ مستحضر لیکن خلعت رسالت ہمارے پیغمبر نبی امی صلوات اللہ علیہ وسلامہ
کو ہی عطا ہوا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ - گو بعد نبوت کی حق تعالے شانہ اپنی
نبی کے سینہ کو مرات لوح محفوظ بنا دی اور اوسکی قلب کو گنجینہ علوم و معارف فرمادی
اسیطرح امامت کا حال ہونا چاہیے کہ جو امام ہو وہ محض اصطفا خداوندی سے ہو چنانچہ انتہی اجہ
نفس سے ہر ال ہے اور قبل از امامت اوسکا اعلم اہل زمان ہونا ضروری نہو بلکہ باتباع رسول امی علیہ

گو بعد امامت بسبب محدثیۃ کی کہ خاصہ امام ہی اعلم ہو جاوی لیکن پہلی ہی اوسکی اعلمیۃ کا ادعی
ہونا خطا ہی اور آپکو اس بحث مین حضرت موسی و خضر کا قصہ یاد ہوگا باوجودیکہ خضر اعلم تھی
تو بہی حضرت موسیٰ اونسی افضل تہی۔ باقی رہا یہہ کہ خلافت فاضل سی لیکر مفضول کو
دینا عقلا نہایت قبیح ہی اسمین یہہ تو فرمایی کہ فاضل سی خلافت لینی کے کیا معنی
ہین لینا فرع استخلاف کی ہی اور جب استخلاف نہین تو لینا کیونکر متحقق ہوگا ہان اگر اسکی
معنی یہہ ہین کہ فاضل کو چہوڑ کر مفضول کو خلافت دینا ہی تو صحیح ہی مگر اسکی نسبت گذارش ہی
کہ ہم اسکی قبح کو تسلیم نہین کرتے کیونکہ نص قرآنی ثابت ہی کہ حق تعالی نے فاضل کو چہوڑ کر
مفضول کو امامت عطا فرمائی۔ حضرت شمویل علیہ السلام جو اپنی زمانہ مین نبی اور اورع اور افضل
اور اعلم اور اتقی تہی حق تعالے نے اونکو چہوڑ کر طالوت کو امام بنایا جو اونسی کم تہی تو اس سی ثابت ہوا
کہ فاضل کو چہوڑ کر مفضول کو امام بنانی کا قبح محض آپکی احکام الہی کمین عقل سے ناشی ہے ورنہ فی الحقیقۃ
عند اللہ تعالے کچہہ قبح نہین مسلما قبح سہی لیکن یہہ ہی قبح و شناعت بعینہ چین
ثواب و عمال مین بہی جاری ہی کیونکہ جیسی امامت تالی نبوت ہے نیابت تالی امامت ہی اور نقلا
قبیح ہی کہ فاضل کو چہوڑ کر مفضول کو کسی ملک پر نائب اور حاکم مقرر کرکے بہیجا جاوی اور
اس سی زیادہ اقبح و اشنع یہہ ہی کہ حکومت اوس شخص سی لیکر جو عمدگی سے اوسکی امر انصرام
بجا لا رہا ہو کسی دوسری ایسی کو دیدین جسکا حال ابہی تک تجربہ مین نہ آچکا ہو اسکی بعد آپ
شرح نہج البلاغۃ یا متن ہی کو کہولیی اور جناب امیر کے حالات کو ملاحظہ فرمایی کہ آپ نے کس
کس کو حاکم بنایا اور کس کس کو معزول فرمایا اور کہان تک اس شرط کی رعایت رکہی تاکہ
آپکو اسکی اشتراط کی بابت بندہ کی قول کی تصدیق ہو جاے اور ہم بہی کسی موقع پر انشاء اللہ تعالے
آپکو متنبہ کرینگی **قولہ** اور نیز افضل کے ہوتے مفضول کی خلافت کے بطلان پر عقل
اور طرح بہی دلالت کرتی ہی اور وہ یہہ کہ اگر مفضول افضل کے ہوتے خلیفہ ہو تو لازم آئی افضل
مفضول کا محکوم ہو اور اشرف ادون کی تواضع کا مامور ہو کیونکہ افضل مفضول کی رعایا میں سے

ہوگا اور رعایا خلیفہ کی تواضع کرینی ماموری اور یہہ بات عقلاً نہایت قبیح ہی اور اگر آپ ہماری
عرض قبول نہین کرتے تو فخر الدین رازی صاحب کی تقریر سنیی وہ سورہ بقر کی تفسیر مین
جس مقام پر کہ ان لوگونکی دلائل بیان کیی ہین کہ جو انبیا کو ملائکہ پر تفضیل دیتی ہین یہہ فرماتی
ہین۔ واحتج من قال بفضل الانبیاء علی الملائکۃ باموراحدھا ان اللہ تعالی امر الملائکۃ
بالسجود لآدمؑ وثبت ان آدمؑ لم یکن کالقبلۃ بل کانت السجدۃ فی الحقیقۃ لہ واذا ثبت
ذلک فوجب ان یکون آدم افضل منہ لان السجود نہایۃ التواضع وتکلیف الاشرف
بنہایۃ التواضع للادون مستقبح فی العقول فانہ یقبح ان یومر ابوحنیفہ ان یخدم
اقل الناس بضاعۃ فی الفقہ فدل ھذا علی ان آدم علیہ السلام کان افضل من الملائکۃ
انتہی۔ **اقول** یہہ دلیل ہی بمراحل عاسی بعید ہی اور بوجوہ چند محل بحث ہی اولاً یہہ کہ گفتگو
اشتراط افضلیت مین ہی اور یہہ دلیل ہرگز مثبت اشتراط نہین کیونکہ اشتراط اوسوقت ثابت ہو
جبکہ دلیل مفضول کے امامت کی عدم انعقاد پر یقیناً دلالت کری یہان اگرہی تو لزوم قبح ہی
جسپر عنقریب بحث کیجائیگی ہان اگر اہل حل وعقد کسیکو خلیفہ کرین تو البتہ افضلیت کو
رعی رکھین اور اگر کوئی فاضل جامع شرائط افضل کے ہوتے متصدی خلافت ہو تو اوسکی
خلافت کی عدم انعقاد پر یہہ دلیل ہرگز دلالت نہین کرتے۔ ثانیاً افضل کا مفضول کے لیی
مامور ہونی اور اشرف کا ادون کی لیی محکوم ہونی کا لزوم ہی غلط ہی ہم کب کہتی ہین کہ فاضل
مفضول کا مامور اور اشرف ادون کا محکوم ہو بلکہ ہم یہہ کہتی ہین کہ وہ قانون شریعت جسکو
حق تعالے شانہ نے بواسطہ رسول کے امت کی لیی دستور العمل مقرر فرمایا ہی تمام امت کیا افضل
وکیا مفضول اور کیا شریف اور کیا وضیع سب اوسکی محکوم وماموو ہین امام کا حکم اگر واجب
الاطاعت ہی تو اوسی حیثیت سی ہے کہ وہ حکم موافق قانون شریعت ہو چنانچہ خود ہماری
فاضل مجیب بہی فرما چکی ہین کہ غرض اوس سی شرائع الہیہ ومعالم ربانیہ کی ترویج ہی پس
اگر کوئی ایسا نہو جو اوس حیثیت واعتبار سی خالی ہو تو وہ ہرگز واجب الاطاعت نہین ہوگا

مثلاً اگر امام کہے کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے یا اپنا تمام مال میرے حوالہ کردے - یا
فی سبیل اللہ لٹادے یا مجکو سجدہ کرے تو یہ حکم ہرگز واجب الامتثال نہوگا چنانچہ قولہ تعالےٰ
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ سے اسکی طرف اشارہ ہے بخلاف رسولؐ کے کہ جمیع قول و افعال مگر مختصات
وغیرہ سب امت کے لیے تشریع ہے کیونکہ امت کے لیے شریعت کا حصول بدون واسطہ رسولؐ
کے ممکن نہین - بالجملہ ہر جگہ فاضل کا مفضول کے محکوم ہونا لازم نہین آتا - ثالثاً سلمنا افضل
مفضول کا محکوم ہو لیکن ہم اسکا قبیح ہونا تسلیم نہین کرتے کیونکہ بالاتفاق طالوتؑ سے
حضرت شموئیلؑ بلکہ حضرت داؤدؑ افضل تھے اور اونکے محکوم اور تابع ہوئے اور حضرت خضرؑ سے
حضرت موسیٰؑ نصاً افضل تھے اور اونکے مامور و مطیع ہوئے تو معلوم ہوا کہ افضل کا مفضول کے مطیع و تابع ہونا
قبیح نہین ورنہ لازم آوے کہ معاذ اللہ شارع آمر بالقبیح ہو جو کہ عقلاً و شرعاً قبیح بلکہ محال ہے
تو لزوم قبیح عقلاً و شرعاً باطل ہے - رابعاً بالفرض و التسلیم اگر افضل کا محکوم ہونا مفضول
کے لیے قبیح و شنیع ہے تو سب جگہ ہے تعین نواب عمال و حکام سرایا و جیوش و نصب قضاۃ
وغیرہ مین سب جگہ جاری ہوگا لیکن جب ہم اس معاملہ مین جناب امیرؑ کے حالات کا تتبع
کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے ہرگز اسکی پابندی نہین کی ہے اور اس قبیح کو قبیح
نہین جانا آپ شرح نہج البلاغۃ ہی کو ملاحظہ فرمالیجیے مختصراً تنبیہاً گذارش کرتا ہون کہ آپ نے
عمر بن ابی سلمہ کو جو حضرت ام المومنین ام سلمہ کی صاحبزادی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ربیب تھے بحرین کی حکومت سے معزول فرماکر نعمان بن عجلان کو مقرر فرمایا حالانکہ حضرت
عمر بن ابی سلمہ نے امارت کی مہمات کو ایسی طرح ادا کیا کہ مورد تحسین و آفرین تھے چنانچہ اوسی کتاب مین
موجود ہے تو کیا نعمان عمر سے افضل تھے اور ظاہر ہے کہ عمر بن ابی سلمہ نہ حضرت امیرؑ کے کسی کام کی
موقوف علیہ تھے اور نہ حضرت آپکے محتاج تھے پھر بلا ضرورت داعیہ کیون آپنے ارتکاب قبیح
فرمایا اور بانضمام عصمت اور بھی زیادہ اقبح و اشنع ہے اور اسیطرح محمد بن ابی بکر کو امارت مصر
معزول کرکے اشتر کو مقرر فرمایا اور اپنی جنبش سے دو امیرون سے جو زیاد بن نضر اور شریح

ابن ہانی تھی اور اونکی اتباع پر مالک بن حارث اشتر کو امیر کیا اور اونکو لکھا فاسمع له واطع امرہ
ان سب کو رہنے دیجیے زیاد بن ابی سفیان کو فارس پر امیر کیا اسکا مختصر احال گذارش کرنا
ضرور ہے آپ شروح نہج البلاغہ سے مطابق فرمالین - یہہ شخص سمیہ لونڈی کا بیٹا کمبخت
زبان کا فصیح و بلیغ دو زبان آور تہا ایک روز حضرت عمر رضی کی روبرو مجلس مین ایسی تقریر
کی - کہ حاضرین کو نہایت پسند خاطر ہوئی عمرو بن العاص بولی کاش اگر یہہ قریشی ہوتا تو تمام
عرب کو اپنی لاٹھی سے ہانکتا - ابو سفیان نے کہا خدا کی قسم یہہ قریشی ہے اور اگر تو جانی تو معلوم
کرلے کہ یہہ قبیلہ کی عمدہ لوگو نمین سے ہے عمرو بن العاص نے پوچہا کہ اسکا باپ کون ہے قسم کہا کر
کہا مینی اسکو اسکی مان کے رحم مین رکہا تہا عمرو بن العاص نے کہا تو پہر اسکو اپنے ساتہہ نسب
مین کیون نہین ملالیتا - اوسنی امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کیطرف اشارہ
کرکے کہا کہ اس سے ڈرتا ہون کہ میری بدن پر میری کہال ہی جلاویگا چونکہ اسکی باپ کا
تعین نہین اسلیے اسکو زیاد ابن سمیہ اور زیاد بن ابی سفیان اور زیاد بن ابیہ کہتے ہین - جناب
امیر رضی نے اپنی زمانہ امارت مین اسکو فارس کا حاکم مقرر فرمایا بعد اوسکی حضرت کو معلوم ہوا
کہ امیر معویہ رضی اسکو تحریص و ترغیب دے رہا ہے اور اپنی ساتہہ ملانا چاہتا ہے تو آپنے زیاد کو
خط لکہا جو نہج البلاغہ مین مروی ہے - اوس خط کو پڑہکر قسم کہا کر کہا کہ حضرت نی بہی ابو سفیان
کی دعوی کے صدق کی شہادت دی قد شہد بہا ورب الکعبہ انجام یہہ ہوا کہ حضرت
امیر المومنین کو چہوڑ کر امیر معویہ سے جاملا اور اوسکا جو کچہہ نتیجہ نکلا سب کو معلوم ہے غرضکہ
ایسی شخص کو جسپر ولد الزنا ہونے کا ظن غالب تہا آپنے فارس پر حاکم مقرر فرمایا حالانکہ
ولد الزنا نجس عین ہے اور اوسکا جہوٹا تک نجس ہے من لایحضرہ مین ہے ولا یجوز الوضو بسور[1]
الیہودی والنصرانی وولد الزنا والمشرک - اور ہرگز ولد الزنا مومن نہین ہوتا ابن بابویہ قمی خصال مین روایت کرتے ہے
عن ابی عبد اللہ لایدخل حلاوۃ الایمان قلب سندی ولا خوزی ولا زنجی ولا کردی ولا بربری

[1] یہودی - نصرانی - ولد الزنا - مشرک کی جہوٹے پانی سے وضو جائز نہین ہے - ۱۲

خصال ابن بابویہ

ولا نبئك نهی ولا من حملته[۵] شریح بن حارث کو جو خلفا رکی زمانہ سی قاضی تھی اپنا قاضی مقرر فرمایا ان حالات کو دیکھنی سے صاف ظاہر ہی کہ آپنے تعین مین افضلیت کو ملحوظ خاطر نہین فرمایا - پس اس سی عدم استمرار افضلیت ائمہ بین ہی ثابت ہوا - خامساً امام رازی رح کی دلیل کو جو افضلیت انبیا رمین بیان کی ہی اپنا استدلال قرار دینا غلط ہی اور اوسپر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہی - کیونکہ امام کی دلیل کے استدلال کا مدار سجود پر ہے جو نہایت تواضع ہی اور نیز سجود بھی اسطرح کہ بالاستقلال حضرت آدم کو ہی تھا یہہ نہین تھا کہ سجود تے الحقیقت خدا تعالی کو تھا اور حضرت آدم محض واسطہ تھی اور فاضل مجیب کی دلیل مین نہ نہایت تواضع سی کہ امت امام کی اطاعت کیلیے مامور ہی بشرطیکہ حکم موافق شرع ہو اور یہہ اطاعت ہرگز نہایت تواضع نہین نہایت تواضع جب ہو کہ جب امت امام کو سجدہ کرنیکی لیے مامور ہو پس یہہ کہنا کہ رعایا خلیفہ کے نہایت تواضع کے لیے ہی غلط ہی اور نہ تواضع یا اطاعت بالاستقلال ہے بلکہ امام کی اطاعت اس حیثیت سی ہی کہ وہ واسطہ اطاعت خدا و رسول ص ہی آپ خود فرما چکی ہین کہ مقصود امامت سی ترویج شرایع الٰہیہ و مسالم دینیہ ہی اور اگر آپ کو دعوی ہو کہ امام کے لیے امت مامور بہ نہایت تواضع ہے اور امام بالاستقلال متبوع و مطاع ہی تو ثابت کیجیے اور دلیل دیجیے - سادساً اس دلیل کا ذکر کرنا اور اوسکا جواب جو امام رازی رح نے اون لوگونکی طرف سی دیا ہی جو ملائکہ کے تفضیل کے قایل ہین ذکر نکرنا کسقدر نا انصافی ہی - لیجیی ہم اوس جواب کو نقل کرتے ہین اور جواب استدلال کو اوسپر ختم کرتے ہین -

اجاب القائلون بتفضيل الملك عن الحجة الاولى فقالوا قد سبق بيان ان من الناس من[۲] قال المراد من السجود التواضع لا وضع الجبهة على الارض ومنهم من قال انه عبادة عن وضع

[۱] امام ابو عبد اللہ سی مروی ہی کہ ایران کے شہر یعنی سندھ اور خوزی اور زنگی اور کردی اور بربری اور نبک زنگی کمین ۱۲ ضمن نہین سہجا ورنہ ولد الزنا کے دکمین ہین ۱۲ - [۲] جو لوگ فرشتونکی تفضیل کے قایل ہوئی ہین - اونھون نے پہلی حجت کا جواب دیا ہی کہ پہلی گذر چکا - کہ بعض لوگ کہتی ہین کہ سجود سی مراد تواضع ہے نہ پیشانی رکھنا اور بعض کہتی ہین ۱۳ -

الجبهة[1] علی الارض لکنہ قال السجود للہ تعالی وآدم قبلة السجود علی هذین القولین لا اشکال اما اذا سلمنا ان السجود کان لآدم فلم قلتم ان ذلک لا یجوز من الاشرف فی حق الشریف وذلک لان الحکمة قد یقتضی ذلک کثیرا من حب الاشرف واظهارا لنهایة فی الانقیاد فان للسلطان ان یجلس اقل عبیده فی الصدر وان یامر الاکابر بخدمتہ ویکون غرضہ من ذلک اظهار کونهم مطیعین لہ فی کل الامور منقادین لہ فی جمیع الاحوال فلم لا یجوز ان یکون الامر ههنا کذلک وایضا الیس من مذهبنا انہ یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید وان افعالہ غیر معللة ولذلک قلنا انہ لا اعتراض علیہ فی خلق الکفر فی الانسان ثم فی تعذیبہ علیہ ابد الآباد واذا کان کذلک فکیف یعترض علیہ فی ان یامر الاعلی بالسجود للادون انتہی **قولہ** آپ تفسیر بیضاوی ملاحظہ کیجیے تحت آیت فلما انبأهم باسمائهم للخ وہ یہہ لکہتے ہین واعلم ان هذه الآیات تدل علی شرف الانسان ومزیة العلم وفضلہ علی العبادة وانہ شرط فی الخلافة بل العمدة فیها انتہی بقدر الحاجة اور نیز اسکی اخیر مین یہہ لکہتے ہین وان آدم افضل من هؤلاء الملائکة لانہ اعلم منهم والاعلم افضل لقولہ تعالی هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون دیکہیے آپکی قاضی صاحب اسکو شرط خلافت بل العمدہ فرماتے ہین — **اقول** یہہ استدلال تو اوس استدلال سے بہی کہین بڑہکر ہی جیسا کسینے لا تقربوا الصلوة سے کیا تہا اوس کمبخت نے تو صرف قید ہی کو حذف کرکے معنی مقصود کو بگاڑا تہا اور جملہ کے معنی حقیقی ٹہیک رکہی تہی لیکن ہمارے فاضل مجیب نے تو نہ سیاق عبارت کا ہی لحاظ فرمایا اور نہ جملہ کے معنی صحیح رکہی پس واضح ہو

---

[1] کہ سجدہ اہتارکہنا ہی ہی لیکن سجدہ اللہ تعالے کو ہتا اور آدم سجدہ کی لیی بطور قبلہ کے ہتی اور ان دونو اقوال سے کچہہ اشکال نہین لیکن جب یہہ تسلیم کرین کہ سجدہ آدم کو تہا تو تم یہہ کیون کہتے ہو کہ یہہ اشرف سے شریف کی حق مین جائز نہین اور یہہ اسوجہ سے کہ بسا اوقات حکمت اسکی مقتضی ہوتی ہی کہ اشرف کی محبت اور اوسکی نہایت اطاعت ظاہر کیجاوی - بادشاہ کو اختیار ہی کہ کمترین غلامان کو صدر مین بٹہلا دی اور اکابر کو اوسکی خدمت کا حکم کری اور اوسکی غرض اس سے اظہار اطاعت وانقیاد تمام امور واحوال مین ہو تو کیا جائز نہین ہی کہ یہان بہی اسیطرح ہو اور نیز کیا ہمارا مذہب نہین ہی کہ خدا تعالے جو چاہتا ہی کرتا ہی اور جسکا ارادہ فرماتا ہی حکم کرتا ہی اور اوسکی افعال معلل نہین ہین اسی سبب سے کفر کے پیدا کرنے مین انسان مین اوسپر کچہہ اعتراض نہین ہی اور نہ پہر اوسکی ابد الآباد تک عذاب کرنے مین کچہہ اعتراض ہی تو اور جب یہہ حال ہی تو اوسپر اسمین کیونکر اعتراض ہو سکتا ہی کہ وہ اعلی کو ادنی کی سجدہ

کہ ابتدا اس قصہ کے یہہ ہی کہ حق تعالی شانہ نے ملائکہ سی فرمایا کہ ہم زمین مین نائب بنانا چاہتے ہین
وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً تو اب اس سی اہل انصاف
و علم و عقل و فہم بخوبی سمجہہ سکتی ہین کہ خلافت سی کونسی خلافت مراد ہی اور حضرت آدمؑ
کس معنی کر خلیفہ تہی کیا اسجگہ وہ خلافت جو ہماری اور ہماری مجیب کے متنازعہ فیہا ہی اور
جسمین اسوقت گفتگو ہو رہی ہی اور جسکی لیی شرائط ثلثہ بعض عصمت و فضلیت مختلف فیہا
بین الفریقین ہین وہی خلافت مراد ہے اگر وہی خلافت مراد ہی تو فرمائین تو سہی
کہ حضرت آدم علیہ السلام کونسی نبی کے خلیفہ تہی یا کوئی اور خلافت مراد ہی افسوس کہ ہماری
مجیب کو یہہ ہی خبر نہین کہ اسجگہ خلافت سی کونسی خلافت مراد ہی اگر قرآن شریف یاد
نہین تہا تو کہولکر دیکہہ لیا تہا یا کسی سنی حافظ سی ہی پوچہہ لیا ہوتا تاکہ سیاق عبارت
ہی سی واضح ہو جاتا کہ یہہ حضرت آدم کا قصہ ہی اور خلافت سی مراد خلافت نبوت ہی علاوہ
ازین اسجگہ ہماری فاضل مجیب کے علم و فہم پر آفرین ہی کہ اس عبارت کو اشتراط افضلیت
کی دلیل سمجہکر پیش کیا ہی اور اپنی کمال دانشمندی اور وفور علم سے یہہ سمجہی (وانہ شرط فی الخلافۃ)
مین وانہ کی ضمیر شرف یا نفس کیطرف راجع ہی حالانکہ اطفال کافیہ خوان بہی سمجہہ سکتی ہین
کہ یہہ غلط ہی پہر اوس پر طرہ یہہ ہی کہ اس ہی آگی فرماتی ہین کہ دیکہیی آپکے قاضی صاحب
اسکو شرط خلافت بل العمدہ فرماتی ہین اسجگہ بہی لفظ (اسکو) پر اکتفا فرمایا اور یہہ نفرمایا
کہ قاضی صاحب کسکو شرط خلافت فرماتی ہین سلمنا آپکی سیاق عبارت کی خلاف مرجع
ضمیر (وَانہ) کا علم ہی اور لفظ اسکو بہی علم ہی کیطرف راجع ہی لیکن تاہم مدعا سی
بعید ہی کیونکہ یہہ جب ثابت ہو کہ جب اعلمیت افضلیت کو مستلزم ہو حالانکہ یہہ استلزام
آپکی اعتراف سی باطل ہی آپ نی افضلیت کی تعریف مین اوسکا دار و مدار اخلاق حمیدہ اور
صفات پسندیدہ پر رکہا تہا اور شروع دلائل مین اعلم و اورع و اتقی و اعقل ہونے پر
رکہا تہا جس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اعلمیت مستلزم افضلیت کو نہین بلکہ اوسکی

لیے اور صفات کا حاصل ہونا ضروریات سے ہی علی الخصوص ملکات نفسانیہ کا ہونا واجبات سے ہے
پس جبکہ اعلمیت مستلزم افضلیت کو نہین ہے تو یہہ استدلال ہی لغو ہوا - قطع نظر اس سے
جب ہم نفس اس عبارت مین تامل کی نظر سے دیکھتے ہین تو بداہتہً معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عبارت
ہرگز مثبت مدعا نہین کیونکہ قاضی رح فرماتے مین وانہ شرط فی الخلافۃ بل العمدۃ فیہا اور ظاہر ہے
کہ لفظ بل اسجگہ ترقی کے واسطے نہین ہے کیونکہ شرط بہ نسبت عمدہ ہونے کے اعلی واقوی ہے تو ترقی
ادنی سے اعلی کیطرف ہوتی ہے نہ بالعکس اور اگر ترقی تسلیم کیجاوے تو اعلی ہے جو شرط ہے ادنی کے
طرف جو عمدگی ہے ہوگی کیونکہ شرط موقوف علیہ ہوتی ہے اور عمدگی کو اولویتہ ہے نہ موقوف علیہ
تو لابد لفظ بل اسجگہ اضراب کے واسطے ہوگا اور اتیان بلفظ الشرط محض بغرض مزید تاکید ہوگا تو گویا
قاضی رح نے لفظ بل العمدۃ فیہا کہکر یہہ ثابت کر دیا - وانہ شرط فی الخلافۃ سے یہہ مراد نہین
کہ وہ موقوف علیہ خلافت کا ہے اور اگر یہہ معنی ہونگی تو لفظ بل العمدۃ فیہا محض لغو ولاطائل
مخل مقصود ہوگا پس قاضی صاحب کا یہہ قول آپکو کچھہ مفید نہین بلکہ مضر ہے کیونکہ عدم استلزام
پر دلالت کرتا ہے نہ استلزام پر **قولہ** حدیث سنیے آپکی علامہ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع
و جامع صغیر مین روایت کی ہے - ایما رجل استعمل رجلا علی عشرۃ انفس وعلم ان فی العشرۃ
افضل ممن استعمل فقد غش اللہ ورسولہ وغش جماعۃ المومنین ع - عن حذیفۃ انتہی
اب ذرا انصاف فرمائیے کہ جب مفضول کیحکومت دس آدمیونپر جائز نہو اور اوسمین خدا و
رسول وجماعت مومنین سے دغا لازم آوے پس تمام مومنین پر مفضول کی حکومت مین کہ ہول
وانفس وغیرہ کا مثل نبی اولی تصرف ہو کسقدر قباحت وشناعت لازم آئیگی **اقول** اس
حدیث کی معنی آپنے جو کچھہ سمجھے غلط مین یہان افضلیت سے افضلیت متنازعہ فیہا
ہرگز مراد نہین کہ من حیث مزیتہ استحقاق الثواب عند اللہ افضل ہو بلکہ اسجگہ افضلیت سے
مراد بالفضل الجزئی ہے کہ جو متعلق بجا آوری مقاصد ریاست وشرائط سرداری کی ہو مثلاً اگر کسی
سریہ یا جیش پر حاکم مقرر کیا جاوے تو وہ شخص زیادہ لائق ہوگا جو خاص فن حرب وطعان

[illegible]

وضرب مین زیادہ ماہر وخبیر ہو اور اشجع ہو اور خداع حرب اور اوسکی چالونسی واقف ہو
اور اگر کسیکو کسی ملک پر حاکم کیا جاوی تو وصف تالیف قلوب بغیر رہن اور سیاست
بدون ظلم اوسمین اعلی درجہ کا ہو یا مثلاً باوجود مساوات یا کمی کے کسی خاص مصلحت کی وجہ سے
مقدم کیا جاوی - مثلاً کسی خاص سانحہ کی وجہ سی اوسکی سعی وکوشش اوسمین زیادہ موثر
متصور ہو آپکو معلوم ہوگا کہ طالوت سی حضرت شموئیل علیہ السلام و داود علیہ السلام افضل تھی باوجود
اسکی حق تعالے نے مفضول کو امام مقرر فرمایا اور ظاہر ہی کہ یہہ کچہہ ضرور نہین کہ جس شخص کو
زیادتی استحقاق ثواب حاصل ہو اور ولی کامل ہو وہ مہم متعلقہ کو بہی سب سی عمدہ طور پر
انجام دیوی علاوہ ازین ہم کب کہتی ہین کہ مراعات افضلیت نہین چاہیی ہم اگر انکار کرتی
ہین تو اشتراط کا انکار کرتے ہین - اس حدیث سی صرف اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ جب کسی کو
عامل بنایا جاوی تو لحاظ افضلیت ضرور ہی ہم بہی یہہ ہی کہتی ہین کہ جب کسیکو امیر یا عامل بنایا جاوی
تو افضلیت ملحوظ رکہنا چاہیی لیکن اس سی یہہ کیونکر ثابت ہوا کہ اگر افضلیت فوت ہوگئی
تو امارت غیر منعقد ہوگی اور اوسکی اطاعت واجب نہوگی بلکہ اگر تامل کی نظر سی دیکہا جاوی
تو اسی روایت سی انعقاد مفہوم ہوتا ہی کیونکہ خدا ورسول و جماعت مومنین کے ساتہہ غش تو اوسی
وقت ہی جبکہ اوسکی امارت منعقد ہوگی اور وہ واجب الاطاعت ہوگا اور اگر وہ واجب الاطاعت
ہی نہین ہوا اور اوسکی امارت ہی منعقد نہین ہوئی تو مثل عوام کے رہا اور کیا غش ہوا وہ تامیر
ہی لغو ہوگئی غرضکہ افضلیت کی مراعات سی انکار نہین اشتراط سی انکار ہی تحفہ اثنا عشریہ
کی بحث افضلیت مین تو کو بہی آپنے دیکہا ہوگا آری اگر نصب رئیس بہ بیعت اہل حل
وعقد باشد می باید کہ نصب افضل کنند در ریاست وشرائط سرداری نہ در امور دیگر آری
نبی وولی کامل عالم متبحر ہمیشہ جمیل الطرفین کہ از وی امور سرداری یک خانہ سرانجام نمی تواند شد
در ینجا فضیلتی دیگر می باید - اس سی قطع نظر آپکو بحث مین عنقریب معلوم ہوچکا ہی
کہ جناب امیر نے اس شرط کا لحاظ نہین فرمایا کیونکہ جب زیاد جیسی شخص کو ایک ملک کا

حاکم بنا دیا تو بس اس سے بڑھکر اور کیا عدم رعایت اس شرط کی ہوگی پس اس سے معلوم ہوا کہ یہہ شرط جناب امیر رضہ کے نزدیک منسوخ ہے اور معمول بہ نہین یا آپ معدوم نہین ہونگیہ خدا اور رسول صلعم و جماعت مومنین کے ساتھ غش کیا۔ معاذ اللہ **قولہ** ایک دو اور حدیث شاہ ولی اللہ صاحب رح کی نقل کلام مین آئیگی اس مقام مین عترت کی شہادت سُن لیجیے ایکی عالم جلیل فاضل نبیل خواجہ محمد بن محمد بن محمود مشہور بمحمد پارسائی باوجود سخت تعصب کے کتاب فصل الخطاب کے آخر مین بعد ذکر ائمہ اثنا عشر ابو جعفر قمی علیہ الرحمۃ سے علامات امام مین جناب امام رضا ع سے ایک طویل روایت لکھے ہے چونکہ شیخ عبد الحق صاحب دہلوی نے بھی وہ روایت رسالہ مناقب و احوال ائمہ اطہار مین جسکا ذکر فاضل رشید نے بھی ایضاح مین کیا ہے نقل کی ہے لہذا بخوف طوالت شیخ صاحب دہلوی کی بھی فارسی روایت پر اکتفا کرتے ہین وہ اس رسالہ کی اخیر مین بعد ذکر ائمہ فرماتی ہین عبارتہ ہکذا و این ابو جعفر قمی مذکور در علامات امام و مفضل وی از امام علی رضا آوردہ است کہ فرمود امام را علامات است کہ عالم تر و حاکم تر و حلیم تر و پرہیزگار تر و شجاع تر و عابد تر از دیگران باشد و ولادت کردہ شود مختون و وی پاک باشد و از پیش و پس یکسان بیند و چون از شکم مادر بر زمین آید مرو و کف دست افتد و او از شہادتین بر آورد و محتلم نشود و چشم او بخواب رود و دلش بیدار بود و محدث باشد و در وی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر وی راست آید و نزد وی سلاح آنحضرت صلعم باشد و شمشیر او ذوالفقار و نزد وی مصحف فاطمہ رضہ بود و نزد وی صحیفہ بود کہ در وی نامہای مخالفان او تا روز قیامت باشند ثبت بود و بول و غائط او را کسی نبیند و زمین موکل بود بر فرو بردن آنچہ بیرون آید از و و بوی وی خوشتر از بوی مشک بود و بر مردم از نفسہای ایشان نزدیکتر بود و مہربان تر از مادر و پدر و متواضع ترین مردم بود مر حق را عز و علا و امر معروف کنندہ و نہی از منکر کنندہ تر بود و از ہمہ خلق دعائی او مستجاب بود کہ اگر بر سنگ دعا کند دو پارہ شود و موید بروح قدس بود و میان او و خدا عمود وی بود از نور کہ بیند در وی

اعمال بندگان او و هرچه بدان محتاج بود گاهی بسط کرده شود و برای او پس بماند و گاهی قبض
کرده شود و از وی پس نماند و امام زائیده شود و بزاید و تندرست بود و مریض بشود و بخورد و بنوشد
و جماع کند و بخسپد و شادمان شود و غمگین شود و بخندد و بگرید و بمیرد و در قبر نهاده شود
و زیارت کرده شود و حشر کرده شود و ایستاده کرده شود در موقف عرصات و عرض کرده شود
برای اعمال پرسیده شود از انها و اکرام کرده شود و شفاعتش قبول کرده شود و دلیل در
دو خصلت ست یکی علم و دیگر استجابت دعوات و ائمه بعد از پیغمبر صلی الله علیه وسلم
کشته شده اند بشمشیر و زهر و این کشته شدن در حقیقت و نفس الامر است نه چنانکه
غلات گویند علیهم اللعنة که ایشان کشته نشده اند و در حقیقت بر مردم شبه ایشان انداختند
و این سخن دروغ است چه این مخصوص از انبیا و اولیا بعیسی بن مریم ع است چه وی را از
زمین زنده برداشتند در میان زمین و آسمان روح او را قبض کردند و چون بر آسمانش بردند
روح او را در بدنش باز آوردند و امامت بزرگتر و عظیم تر است از آنکه مردم بعقل بکنه آن برسند
و او را بکسب حاصل کنند امام مخصوص است بتمام فضل بی طلب و کسب بلکه محض اختصاص است
از مفضل وهاب حکما متحیر و عقلا قاصر و ادبا عاجز و بلغا محصور از وصف نشانی از نشانهای او
و فضلی از فضائل او مید بدارد حق تعالی مخزن از علم و حکمت خود آنچه نمی دهد غیر او را۔ انتهی
اگرچہ اس روایت سے جو خرابی کہ مذہب اہلسنت و خلافت و امامت خلفا ثلثہ و دیگر خلفا
متغلبہ پر کہ ان اوصاف سے موصوف نہ تھے آتی ہے بسبب تو کی بلکہ ادنی صاحب فہم پر پوشیدہ
نہیں مگر یہاں مدنظر صرف شرط افضلیت امام کا ثابت کرنا ہے اور وہ اس روایت سے
اظہر من الشمس ہے قطع نظر اور اوصاف مندرجہ روایت ہذا کے شروع علامات امام میں
یہہ الفاظ ہیں عالم تر و حاکم تر و حلیم تر و پرہیزگار و شجاع تر و عابد از دیگران باشد اور یہی
افضلیت پر دال ہیں کہ اہل حق خلافت و امامت کی شرط جانتے ہیں حضرت مجیب یا انکے
کسی ہم مذہب کو یہہ وہم ہو کہ چونکہ یہہ روایت ابوجعفر قمی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے اسلیے

اہل سنت پر حجت نہین کیونکہ یہہ وہم فاسد چند وجوہ سے مردود ہے اوّل یہہ کہ خواجہ پارسا اور
شیخ عبدالحق دہلوی نے اس روایت کی نقل کے بعد سکوت کیا ہے اور ہرگز انکار یا رد کا اشارہ
تک نہین کیا اور آپکے خاتم المحدثین کے نزدیک نقل کے بعد سکوت تسلیم کی دلیل ہے دوم روایات
شیخ ابوجعفر قمی علیہ الرحمۃ خواجہ پارسا کی نزدیک مقبول و شیخ ممدوح معتبر و قابل احتجاج ہے وروایت
کی ہین چنانچہ اس سے پہلی چند روایتین نقل کر کے کہتے ہین - اخرج ہذہ الاحادیث
الخمسۃ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی وکان من شیوخ الشیعۃ
ومشہوریہم استشہد بہ البخاری رح فی کتاب الطب الخ اور شیخ عبدالحق صاحب
اس رسالہ مین فرماتے ہین - واین پنج حدیث ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی ابن بابویہ
القمی اخراج کردہ وابن بابویہ از شیوخ شیعہ ومشہوران ایشان ست بخاری در کتاب خود در کتاب
الطب بوی استشہاد کردہ ودر حدیثیکہ مضمونش اینست کہ شفا در سہ چیز ست حجامت کردن وعسل
خوردن وداغ نہادن گفتہ رواہ القمی عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس اینچنین آوردہ ست
در کتاب الانساب امام ابوسعید عبدالکریم محمد السمعانی انتہی - **اقول** ہماری فاضل
مجیب اس روایت کو نقل کر کے خوشی سے پہولی نہین سماتی جامہ سے باہر ہوئی جاتی ہین اللہ
اللہ اسپر کیا کچہہ اترائی ہین اور کیسا کچہہ نازش وافتخار ہے گویا میدان مناظرہ آج آپ ہی کے
ہاتہہ ہے اور بزعم خود مذہب اہلسنت پر کیسی کچہہ خرابی ڈالی مگر یہہ خبر نہین کہ یہی روایت
بدولت بطرد فرح کے بدلے حزن وغمگینی اور نازش وافتخار کے عوض ذلت وشرمندگی نصیب ہوگی
ہم تو کیا عرض کرین اہل انصاف خود دیکہہ لینگے اور انصاف سے بول اوٹہینگے کہ یہہ آپکا نازو
افتخار بجا ہے یا بیجا او تعلی وترفع روا ہے یا ناروا ہمکو سخت افسوس ہے کہ آپنے فصل الخطاب
کو ماقبل ومابعد سے ذرا بہی نہ دیکہا کہ آپکو معلوم ہوجاتا کہ یہہ روایت کس موقع کی ہے اور کس
عبارت سے اسکا ربط ہے اور کس مدعا کی لیے نقل کی گئی ہے اگر آپ بتامل کتاب کو ملاحظہ فرماتے
تو مین یقین کرتا ہون آپ اس روایت کو اہل حق کے مقابلہ مین نقل تک بہی نہ فرماتے

چہ جائیکہ آپ نازو افتخار او سپر فرمائین اگرچہ آپنے اس روایت کو رسالہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کیا ہی لیکن چونکہ اصل روایت فصل الخطاب کی ہی اور رسالہ مناقب مین بہی اوسی سی ترجمہ لیا گیا ہی۔ اسلیی ہم اصل فصل الخطاب ہی کو پیش نظر رکہکر متصدی جواب ہوتی ہین کہ یہہ ترجمہ کی جواب سی بہی مستغنی ہوگا۔ ہمکو ضرورت نہ تہی کہ بجواب اس روایت کی ہم ابوجعفر راوی کی اسقاط و تضعیف اور روایت کی تغلیط و تزییف کی طرف متوجہ ہوتی کیونکہ بحول اللہ و قوتہ ہماری پاس اسکا جواب ہادم بنیان استدلال اور قاطع عرق شبہ موجود ہی جسکو ہم آئندہ گذارش و پیشکش کرینگی لیکن جبکہ ہماری مجیب صاحب نی بطور دفع دخل مقدر کی فرمایا ہی اور گویا بزعم خود دلائل سی ثابت کردیا کہ راوی کی تکذیب ممکن ہی اور نہ روایت کی تغلیط ہوسکتی ہی تو ضرور ہوا کہ ہم اپنی مجیب لبیب کو اونکی غلطی پر متنبہ کردین واضح ہو کہ صحت و عدم صحت و اعتبار و عدم اعتبار روایت باتفاق فریقین عدالت و عدم عدالت اور صدق و کذب رواۃ پر منحصر ہی۔ آپکی شہید ثانی صاحب معالم الاصول مین تحریر فرماتی ہین ملخصاً عرض کرتا ہون۔ وللعمل بخبر الواحد شرائط کلہا تتعلق بالراوی[1] الاول التکلیف الثانی الاسلام الثالث الایمان الرابع العدالۃ وہی ملکۃ فی النفس یمنعہا عن فعل الکبائر و الاصرار علی الصغائر و منافیات المروۃ الخامس الضبط علی ہذا القیاس آپکو معلوم ہوگا کہ اہلسنت کی نزدیک بہی روایت کا اعتبار اوسیکی اعتبار پر ہی اگر آپنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہی کوئی رسالہ متعلق اصول حدیث ملاحظہ فرمایا ہوگا تو معلوم ہوگا کہ شیخ رحمہ اللہ بہی یہہ ہی فرماتی ہین اور طریق معرفت عدالت بہی چند امور پر موقوف ہی معالم الاصول ہی مین دیکہہ لیجیی لکہا ہی

[1] خبر واحد پر عمل کرنی کی لیی شرائط ہین۔ سب متعلق راوی کی ہین پہلی شرط مکلف ہونا ہی دوسری اسلام تیسری ایمان چوتہی عدالت اور وہ نفس مین ایک ملکہ ہے جو اوسکو کبیرہ گناہونکی کرنی اور صغیرہ گناہون پر اصرار کرنی سی روکتا ہی اور مروت کی مخالف باتونسی پانچوین ضبط ہی۔ ۱۲

تعرف عدالة الراوی بالاختبار بالصحبة المتأکدة وملازمته بحیث تظهر احوالہ ویحصل الاطلاع علی سریرتہ بحیث یکون ذالک ممکنا وھو واضح ومع عدمہ باشتہارھا بین العلماء واھل الحدیث وبالقرائن المتکثرة المتعاضدة وبالتزکیة من العالم بہا انتہی بقدر الحاجة۔

پس جب ہم روایت مذکورہ کی راوی ابوجعفر قمی کی حالات کی طرف تفحص کے نظر سے متوجہ ہوکر دیکھتی ہین تو اہل حق کے اسماء الرجال مین اسکا کہین نام و نشان بہی نہین یا بی عدول وحفاظ مین تو کہان ضعفاء ومجاہیل مین بہی حضرت کا کہین پتا و نشان نہین تقریب التہذیب تغنی میزان الاعتدال انمین کسی مین آپکا ذکر نہین ہان شکلمین نے مناظرہ کی کتابو مین آپکا ذکر کیا ہی مجملاً و صاف ہی منا ہپکی مین مولانا خواجہ نصر اللہ رحمہ اللہ نے صواقع مین اور حضرت خاتم المحدثین علامہ دہلوی نے تحفہ مین ذکر فرمایا ہی سو مولانا خواجہ نصر اللہ رحمہ تو اسکا کلمہ ازالة الکذب سی یاد فرماتے ہین اور تحفہ مین آپنے خود ہی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ کس درجہ کی تکذیب فرمائی بخاری کی طرف نسبت کرنا کہ اونہی اپنی صحیح مین ابوجعفر قمی سے استشہاد کیا ہی سراسر غلط ہی بخاری اور اسکی شرح بفضلہ تعالیٰ[1] نادر الوجود نہین جسکا دل چاہی دیکہہ لیوی اوسمین ہرگز ابوجعفر قمی سے استشہاد نہین بلکہ وہ قمی جس سے امام بخاری نے استشہاد فرمایا ہی اور شخص ہی اور اس قمی کے سنا سہی قسطلانی مین ہی رواہ القمی بضم القاف وتشدید المیم المکسورة یعقوب بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن ھانی بن عامر بن ابی العامر الاشعری من اھل قم مدینة عظیمة حصینة واھلہا شیعة مما وصلہ البزار[2]

---

[1] راوی کے عدالت اسقدر پختہ صحبت اور ملازمت کو ساتہہ آزمایش سے معلوم ہو جاتی ہی کہ اوسکی احوال ظاہر ہو جاوین اور اوسکی چہپی ہوئی حالات پر اطلاع ہو جاوی جسجگہ ممکن ہو اور یہہ امر واضح ہے اور جب یہہ نہو سکی تو عدالت علماء اور اہل حدیث مین شہرت سو معلوم ہو تی ہی ۔ اور قرائن سے جو بہت سی ہون اور باہم ایک دوسری کی تقویت کری ۔ اور نیز کسی جاننی والے کو تزکیہ سے بہی معلوم ہو جاتی ہی ۔ ۱۲

[2] قمی بضم قاف اور تشدید میم مکسورہ سے یعقوب بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن ہانی بن عامر بن ابی العامر اشعری قم کے لوگون مین سے ہے اور قم ایک بڑا مستحکم شہر ہے ۔ اور اوسکی باشندے شیعہ ہین ۔ ۱۲ ۔

اور اسیطرح دوسری شروح مین بہی اسکی تشریح ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ یہہ ابو جعفر ضعفاء مجاہیل ہی مین نہین بلکہ اہل حق اسکو وضاعین وکذابین مین سے سمجہتی مین خواجہ پارسا اور شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہما کی کتابون مین جو یہہ لکہا ہوا ہی کہ بخاری نے اس سے استشہاد کیا اسکو توثیق سمجہنا بالکل غلط اور نقش برآب بالمعان سراب ہی کیونکہ یہہ توثیق نہین بلکہ حکایت ملزوم توثیق سے بلکہ حکایت در حکایت کیونکہ خواجہ صاحب انساب سمعانی سے حکایت کرتے ہین اور صاحب انساب بخاری سے اور یہہ بہی ہی کہ صحت حکایت محکی عنہ کی موافقت پر موقوف ہی اگر حکایت محکی عنہ کی مطابق ہی تو حکایت صحیح اور قابل اعتبار ہوگی اور اگر محکی عنہ کی مطابق نہین ہی تو ہرگز قابل اعتبار نہین اور اسجگہ حکایت مرو محکی عنہ کی مطابق نہین بخاری کے استشہاد کا حال تو واضح خدمت ہو ہی چکا ہی دوسری حکایت انساب کے نسبت عنقریب واضح خدمت کیا جائیگا۔ باقی رہا خواجہ صاحب رحمہ اللہ کا خلاف واقع حکایت کرنا اگر فی الواقع صحیح ہو اور یہہ جملہ الحاقیہ نہو چنانچہ قرائن دیگر الحاق یہان ہین اور ہم عرض خدمت کرینگے باعث کسی حرج یا خوف کا نہین ہی کیونکہ ہمنی کب دعوی کیا ہی کہ خواجہ صاحب سہو وخطا سے معصوم ہین اگر اونہون نے ایسا لکہا اونسی خطا ہوئی بحمد اللہ مذہب اہلسنت ایسا نحیف بیضا ہی کہ اوسمین نہ کسیکی غلطی سے احتمال نقصان ہی اور نہ غلطی کا اتباع کیا جاسکتا ہے کیونکہ اصل امام کتاب وسنت کو قرار دی رکہا ہی نہ اپنی اہوا کو والحمد اللہ علی ذالک لیکن جب ہم قرائن مین غور کرتے ہین تو ظن قریب یقین کے ہوتا ہی کہ خواجہ محمد پارسا کی کتاب فصل الخطاب مین یہہ عبارت[1] استشہد بہ البخاری فی کتابہ فی کتاب الطب فقال فی حدیث الشفاء فی ثلثۃ شرطۃ محجم وشربۃ عسل وکیۃ بنار رواہ القمی عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کذا فی کتاب الانساب للامام ابی سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی الحاقی ہی کیونکہ اولاً جو جملہ کہ اس عبارت سے

[1] بخاری نے اپنی کتاب کے کتاب الطب مین اسکے ساتھ استشہاد کیا ہی اور دو حدیث ہین جنکا حاصل یہہ ہی شفا تین چیز مین ہی پچہنے لگوانا اور شہد پینا اور داغ دینا اور منع کیا ہی ... کہا ہی اس حدیث کو قمی نے لیث سی اور اوسی مجاہد سی اور اوسی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اسیطرح امام ابو سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی کتاب انساب مین ۱۲

پہلی متصل کو ہی وکان من شیوخ الشیعۃ و متھمی رئیسھم اسکی بالکل مخالف و منافی ہی کیونکہ وہ جملہ
پکار کر کہہ رہا ہی کہ یہہ شخص شیوخ شیعہ اور مشہورین اونکی سی ہی تو قابل رد و انکار سی علما اہلحق
کی اصول حدیث کی رسائل مین علی الخصوص شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی تحریرات
مین جناب نے مطالعہ فرمایا ہوگا کہ جو شخص متہم بدعت ہو وہ درجہ اعتبار سی ساقط ہی علی الخصوص اگر
بدعت تشیع مین ملوث ہونا جسکو اہلحق رفض سی تعبیر فرماتے ہین اوسکا اولی شبہہ مسقط
اعتبار ہی اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ روایت کی صحت کا مدار صدق راوی پر ہی اور ان حضرات کے
نزدیک کذب للتقیۃ جائز بلکہ فرض قطعی ہے جسکی تارک کو دین سی خارج فرماتے ہین تو اونکی
صدق و کذب کی حالت ایسی ملتبس و مشتبہ ہوگئی کہ تمیز امتیاز احدہما عن الآخر محال
و ممتنع ہوگیا تو جس شخص کے نسبت یہہ کہا گیا کہ یہہ متہم بہ بدعت رفض ہی تو گویا اوس سے
یہہ مراد ہوئی کہ درجہ اعتبار سی ساقط ہی تو جس شخص کے لیے اذعان و یقین کے ساتھہ یہہ لکھا
گیا ہو کہ یہہ شخص اس جماعت کا سرگروہ اور امام ہی اور از سرتاپا تشیع مصطلح مین غرق ہو
تو اوسپر قیاس کر لینا چاہیی کہ اوسکا سقوط اعتبار کس درجہ مین ہوگا اور جب اوسکا
سقوط و عدم اعتبار اسدرجہ پر پہنچ گیا تو اب یہہ جملہ استشہد بہ البخاری الخ جو فی الجملہ
وثوق و اعتبار پر دال ہی گویا جواز اجتماع نقیضین کا حکم ہی ۔ علاوہ ازین بخاری اور
اوسکی شروح عزیز الوجود نہین اور ہر زمانہ مین اسکی یہہ ہی تداول و کثرت رہی ہی چنانچہ خود
امام ہی سے اسکی روایت آلاف کی درجہ کو پہنچی تہی اور نیز خواجہ پارسا اپنی کتاب مین بخاری
سی روایات نقل فرماتے ہین اور اوسکی بعض شروح سی ہی نقل کرتے ہین تو ایسی
حالت مین عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کرتے کہ باوجود علم اس امر کے کہ ابوجعفر شیوخ شیعہ
سی ہی بلا مراجعت اصل کتاب کے محض سمعانی کی نقل پر اوسکو اسدرجہ معتبر اور صحیح سمجہین
کہ اوسکو اپنی کتاب مین ہی داخل کردین غرض بہر کیف سیاق و سباق کو دیکہکر اس
جملہ کے الحاقی ہونیکا قوی شبہہ پیدا ہوتا ہی ۔ معہذا یہہ کہنا کہ اس روایت کی نقل کے

بعد سکوت کیا اور ہرگز رد یا انکار نہین کیا سراسر غلط ہی کیونکہ جب ما سبق مین بیان ہوچکا تہا
کہ اس روایت کا راوی شیوخ شیعہ اور مشہورین مین سی ہی تو اب حاجت اسکی رد و انکار کی
باقی نہین رہی کیونکہ اوس سی معلوم ہوچکا تہا کہ جسقدر روایات بواسطہ اس راوی کی جنمین
یہہ متفرد ہوگا مروی ہونگی وہ قابل اعتبار نہونگی سو فی الحقیقت کلام سابق مین اس روایت
پر بہی رد و انکار ہوچکا تہا اور نیز بعد ختم روایات اہلبیت سی نقل کیا ہے کہ وہ اپنی دعا مین کہا
کرتے تہی اللّٰہم العن الرافضۃ فانہم یتہموننا ـ[1] تو اب یہہ صریح رد و انکار نہین تو کیا ہی
پہر تعجب ہی کہ آپ یہہ فرماتے ہین کہ رد و انکار کا اشارہ تک نہین کیا اور بفرض محال اگر یہہ ادعا
صحیح ہوتا ہم ہماری مجیب کا استدلال بالکل فاسد ہی کیونکہ جب یہہ بات محقق ہوچکی کہ ابوجعفر
راوی شیوخ شیعہ سی ہی تو پہر اگر کسی روایت مین استشہاد کیا تو اوس سی جمیع مرویات کی
نسبت اعتبار اور وثوق سمجہنا سراسر غلط اور نادانی ہی کیونکہ قاعدہ ہی کہ اگر کسی متہم بدعت کا
وثوق و اعتبار بہی ہو تو اوسکی مرویات کا اعتبار مقصور اون ہی روایات تک ہی کہ جن روایات
مین اپنی مذہب کیطرف دعوت نہین کی اور جن روایات مین مذہب کیطرف دعوت پائی
جاویگی وہ قطعا واجب الرد و الانکار ہونگی سو اگر بخاری نے بالفرض ابوجعفر سی روایت مین استشہاد
ہی کیا ہی تو یہہ روایت وہ روایت ہی جسمین دعوت اپنی مذہب کیطرف نہین پائی جاتی تو اس
روایت سی استشہاد مطلق اوسکی وثوق پر دال نہین اور اس سی اوس روایت کی تصحیح و تقویت
نہین ہوسکتی جسکو ہماری مجیب نے اپنا مستدل قرار دے رکہا ہی کیونکہ اوس روایت مین صاف
اور صریح اپنی مذہب کیطرف دعوت ہی تو حسب قاعدہ مذکورہ وہ روایت جس سے ہماری مجیب نے
استدلال فرمایا ہی قابل قبول نہین ہوسکتی ـ لیکن بحمد اللہ تعالی و بحولہ و قوتہ ہمکو اس کے
کچہہ ضرورت نہین کہ ہم ابوجعفر کی تکذیب کرین یا روایت کی عدم اعتبار کو اس بناء پر ثابت
کرین ـ کیونکہ جب اس عبارت کو اسکی ماقبل سی دیکہا جاتا ہی تو صاف معلوم ہوتا ہی

[1] الہی رافضیون پر لعنت فرما کہ وہ ہمپر تہمت لگاتے ہین ـ ۱۲

کہ خواجہ پارسا نے کچھہ ما سبق سے مذہب شیعہ ائمہ کی بابت بیان کرنا شروع کیا ہی اور چونکہ
اس مدعا کی یہی ضرور تہا کہ شیعہ ہی کی روایات نقل کرتے تو لامحالہ اونکی روایات کو نقل فرمایا
جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جملہ استشہد بہ البخاری الخ اپنی ما سبق سے بے جوڑ اور بی ربط
ہی اور ایسی ہونے کا گمان ہوتا ہی لیکن نقل روایات کے اثنا میں بعض روایات شیعہ کے
جو موافق روایات اہلسنت کی واقع ہو گیئی تو اسلیے اونکی بعد ہی چند روایات اہل سنت کی بہی
ذکر کرکے پہر اصل بیان کیطرف عود کیا جو کہ مقصود تہا یعنی بیان مذہب شیعہ جو ائمہ کی نسبت تہو
کر دیا تو اس سے یہہ سمجہنا کہ خواجہ نے روایت مذکورہ اپنی مقبولہ بیان کے تہی سراسر غلطی ہی منشا
اس غلطی کا یہہ ہی کہ اول تو یہہ نہین سمجہی کہ یہہ مذہب شیعہ کا اونکی روایات سے بیان ہو رہا ہے
دوسری یہہ غلطی ہوئی کہ جو روایات اثنا میں تبعًا اہل سنت کی مذکور ہوئی تہی اونکی نسبت یہہ
نہین خیال کیا کہ یہہ محض بطور جملہ معترضہ کہ ہین اوسکی بعد یہہ خبط ہوئی کہ جب روایات اہلسنت
کو ختم کرکے اصل مدعا کی طرف رجوع کیا تو اوسکو یہہ نہین سمجہا کہ رجوع الی المقصود ہی بلکہ یہی
دانشمندی سے یہہ سمجہہ گیئی کہ خواجہ صاحب یہہ اپنا مذہب اور اپنا معتقد علیہا بیان کرتی ہین
حالانکہ یہہ گمان بالکل غلط تہا اب مین تمام عبارت متعلقہ من اولہا الے آخرہا فصل الخطاب
کی نقل کرتا ہون اور ناظرین جو اپکے حضرات مین عمومًا اور اپنی محبوب کی خدمتمین خصوصًا
گذارش کرتا ہون کہ ذرا ملاحظہ فرماوین اگرچہ نقل تمام عبارت خالی از اطناب و تطویل نہین
لیکن چونکہ مدار نقل عبارت پر ہی اسلیے آپ مجکو معاف فرمائینگی — وقال الامام فخر الملۃ[۱]
والدین الرازی ایضًا رحمہ اللہ فی کتابہ المحصل اما الامامیۃ فالذی استقر علیہ رایہم ان
الامام بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ ثم ولدہ الحسن ثم اخوہ الحسین

[۱] اور نیز امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب محصل مین فرمایا ہے۔ لیکن جمہور امامیہ کی رای ٹہری ہی ہے کہ امام بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہین پہر اونکی فرزند حسن رضی اللہ عنہ پہر اونکی بہائی حسین رضی اللہ عنہ —

ثم ابنه علی زین العابدین ثم ابنه محمد الباقر ثم ابنه جعفر الصادق ثم ابنه موسیٰ
الکاظم ثم ابنه علی الرضا ثم ابنه محمد التقی ثم ابنه علی النقی ثم ابنه الحسن الزکی ثم ابنه محمد
القائم المنتظر رضی الله عنهم اجمعین و لقد کان بینهم فی کل هذه المراتب اختلافات و روی عن جعفر
الصادق رضی الله عنه باسناده عن ابائه الکرام رضی الله عنهم عن امیر المومنین علی رضی الله
عنه انه سئل عن حدیث کتاب الله و عترتی من العترة فقال رضی الله عنه انا والحسن والحسین و
الائمة الی المهدی رضی الله عنهم لا یفارقون کتاب الله عز وجل و لا یفارقهم حتی یردوا
علی رسول الله صلی الله علیه وسلم حوضه و عن السید زین العابدین علی بن الحسین رضی الله عنهما عن
سید الشهداء الحسین بن علی عن امیر المومنین علی رضی الله عنه انه قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم الائمة بعدی اثنا عشر اولهم انت یا علی و آخرهم المهدی الذی یفتح الله سبحانه علی یده
مشارق الارض و مغاربها و فی حدیث ابی عبد الله جعفر الصادق رضی الله عنه عن ابائه عن علی
رضی الله عنهم انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اثنا عشر من اهل بیتی اعطاهم الله عز و جل
فهمی و حکمتی و خلقهم من طینتی فویل للمتکبرین علیهم بعدی و عن وکیع رحمة الله
باسناده عن سید الشهداء الحسین بن علی رضی الله عنهما انه قال منا اثنا عشر مهدیا اولهم
علی بن ابی طالب رضی الله عنهم و آخرهم المهدی القائم بالحق یحیی الله تعالی به الارض بعد موتها

ل پھر انکے فرزند زین العابدین پھر انکے فرزند محمد باقر پھر انکے فرزند جعفر صادق پھر انکے فرزند موسیٰ کاظم پھر انکے فرزند علی رضا پھر انکے فرزند
محمد تقی پھر انکے فرزند علی نقی پھر انکے فرزند حسن زکی پھر انکے فرزند محمد القائم کہ بیٹھا منتظر والی جنکا انتظار ہے۔ خدا ان سب سے راضی ہو اور انکے
فرقوں کو ان مراتب کے ہر ایک مرتبہ میں باہم اختلافات ہیں۔ امام جعفر صادق سے بواسطہ انکے آبا کرام رضی اللہ عنہم کے جناب امیر سے کہ جنہیں حدیث
کتاب اللہ و عترتی میں پوچھا کہ عترت کون ہے تو فرمایا میں اور حسن اور حسین اور ائمہ مہدی تک رضی اللہ عنہم ہمیشہ کتاب اللہ سے جدا نہ ہونگے اور وہ انسے جدا
نہ ہوگی یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے۔ امام زین العابدین سے بواسطہ سید الشہدا امام حسین کے جناب امیر سے مروی ہے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بعد بارہ امام ہونگے اے علی ان میں کا اول تو ہے اور ان میں کا آخر مہدی ہے جسکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ مشارق
و مغارب زمین کو فتح کریگا۔ امام جعفر صادق کی حدیث میں بواسطہ انکے آبا کرام کے جناب امیر سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے میری اہلبیت میں بارہ شخص ہیں اللہ تعالیٰ نے انکو میری سمجھ اور میری حکمت عطا فرمائی ہے اور انکو میری مٹی سے پیدا کیا ہے پس ہلاکی
ہو انپر جو میرے بعد انکا انکار کرینگے۔ وکیع سے بواسطہ اسکی سند کے سید الشہدا امام حسین سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہم میں بارہ مہدی ہیں پہلے علی
بن ابی طالب اور پچھلا مہدی حق کا قائم کرنے والا اسکے سبب سے اللہ تعالیٰ زمین کو آباد کریگا۔ ۱۲

ويظهره دين الحق على الدين كله ولو كره المشركون وعن ابي عبد الله جعفر الصادق

رضي الله عنه انه قال منا اثنا عشر مهديا مضى ستة وبقي ستة ويضع الله تعالى في السادس ما احب

اخرج هذه الاحاديث الخمسة ابو جعفر محمد بن علي بن الحسين بن موسى بن بابويه القمي وكان

من شيوخ الشيعة ومشهوريهم استشهد به البخاري رحمه الله في كتابه في كتاب الطب فقال في حديث الشفاء في

ثلاث شربة محجم وشربة عسل وكية نار رواه القمي عن ليث عن مجاهد عن ابن عباس رضي

الله عنهما كذا في كتاب الانساب للامام ابي سعد عبد الكريم بن محمد السمعاني رحمه الله وقد

اخرج ابو جعفر القمي هذا باسناده عن جابر بن سمرة رضي الله عنه انه قال اتيت النبي صلى

الله عليه وسلم فسمعته يقول ان هذا الامر لن ينقضي حتى يملك اثنا عشر خليفة كلهم فقال كلمة خفيت لم

افهمها قلت لابي ما قال فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم من قريش وفي رواية كلهم

يعمل بالهدى ودين الحق وفي رواية وليس بعزيز ان يجمع الله تعالى هذه الامة يوما او نصف يوم

وان يوما عند ربك كالف سنة مما تعدون وحديث جابر بن سمرة رضي الله عنهما

اخرجه البخاري ومسلم والترمذي وابو داود رحمهم الله وقد مضى عن قريب روايات هذا

الحديث ورواته وعن ابي جعفر القمي هذا باسناده عن علي رضي الله عنه انه قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم ابشروا ابشروا ابشروا ثلاث مرات انما مثل امتي كمثل غيث لا يدرى

ل اور دین حق کو تمام ادیان پر غالب کریگا اگرچہ مشرکوں کو برا لگے ۱۲ ل۲ امام جعفر صادق سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہم میں بارہ مہدی ہیں چھ گذر گئے چھ باقی ہیں اور اللہ تعالی چھٹے میں جو چاہیگا رکھیگا۔ ان پانچوں حدیثوں کی تخریج ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ قمی نے کی ہے اور وہ شیعہ کے شیوخ اور انکی شہرت یافتوں میں سے ہے۔ بخاری نے اپنی کتاب کے کتاب الطب میں انکی حدیث سے استشہاد کیا ہے اور اوس حدیث میں جسکا مضمون یہ ہے کہ شفاء تین چیزوں میں ہے۔ سینگی لگانا شہد پینا آگ سے داغ دینا لکھا ہے کہ اسکو قمی نے لیث سے اور اوس نے مجاہد سے اور اوس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اسیطرح امام ابی سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی کتاب الانساب میں ہے اور اوس ابو جعفر قمی نے اپنی سند سے جابر بن عبد اللہ سے تخریج کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے یہ امر تمام نہو گا یہانتک کہ بارہ خلیفہ مالک ہونگے سبکے سب قریش سے ہونگے اور ایک روایت میں ہے سبکے سب ہدایت اور دین حق پر عمل کرینگے اور ایک روایت میں ہے کچھ دشوار نہیں ہے کہ خدا تعالی اس امت کو ایک دن یا آدھا دن اکٹھا کردے اور ایک دن تیرے پروردگار کے نزدیک تمہاری گنتی کے موافق ہزار برس کے برابر ہے اور جابر بن سمرہ کی حدیث بخاری ومسلم وترمذی وابو داود نے تخریج کی ہے ... اور عنقریب اسکی روایات اور راویات گذر چکی ہیں اور اسی ابو جعفر قمی سے بواسطہ اوسکی اسناد کے جناب امیر سے

اوله خير ام آخره وكيف يهلك امة انا اولها واثنا عشر خليفة من بعدي والمسيح عيسى بن
مريم آخرها وفي كتاب نوادر الاصول في معرفة اخبار الرسول صلى الله عليه وسلم تأليف
الشيخ الامام العارف الولي ابي عبد الله محمد بن علي الحكيم الترمذي قدس الله تعالى
روحه ونور ضريحه في الاصل الرابع والعشرين والماية حدثنا الحسين بن عمر بن شقيق البصري
قال حدثنا سليمان بن طريف عن مكحول عن ابي الدرداء رضي الله عنه انه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم خير امتي اولها وآخرها وفي وسطها الكذب حدثنا صالح بن عبد الله
قال حدثنا عيسى بن ميمون البصري عن بكر بن عبد الله المزني عن ابن عمر رضي الله عنهما انه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل امتي مثل المطر لا يدرى اوله خير ام آخره اخبرنا صالح بن حماد
الاحج عن ثابت البناني عن انس رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله حدثنا الفضل
بن محمد حدثنا ابراهيم بن الوليد بن سلمة الدمشقي ثنا ابي ثنا عبد الملك بن عقبة
الافريقي الواسطي عن ابي يونس مولى ابي هريرة رضي الله عنه عن عبد الرحمن بن سمرة قال
بعثني خالد بن الوليد بشيرا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم مؤتة فلما دخلت
عليه قلت يا رسول الله فقال على رسلك يا عبد الرحمن اخذ اللواء زيد بن حارثة
فقاتل زيد حتى قتل رحم الله زيدا ثم اخذ اللواء جعفر فقاتل جعفر حتى قتل رحم الله جعفرا ثم

ل اوسکا اول بہتر ہے یا آخر اور وہ امت کیونکر ہلاک ہوگی کہ جسکی اول مین مین اور بارہ خلیفہ میری بعد اور مسیح ابن مریم اوسکی آخر
مین ہے اور کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول تالیف شیخ امام ابی عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی قدس اللہ روحہ و نور
ضریحہ کا ایکسو چوبیسوین اصل مین ہے ابو درداسے بسند مذکورہ روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بہتر امت
اول اور آخر اوسکا ہے اور اوسکی درمیان مین جھوٹ ہے۔ اور ابن عمر سے بسند مذکورہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری
امت کی مثال مثل بارش کے ہے کہ یہ نہیں جانا جاتا کہ اوسکا اول بہتر ہے یا آخر۔ اور بواسطہ انس رضہ کے بسند مذکور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مثل اوسکی مروی ہے۔ اور عبد الرحمن بن سمرہ سے بسند مذکورہ روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مجھکو جنگ موتہ کے روز خالد بن ولید
نے فتح کی خوشخبری سنانے کی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیجا جب مین حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ تو
فرمایا ای عبد الرحمن ذرا صبر کر زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا اور قتال کیا یہانتک کہ مقتول ہوا اللہ تعالے زید پر رحمت کرے
پھر جعفر نے جھنڈا لیا وہ لڑا یہانتک کہ مقتول ہوا اللہ تعالے جعفر پر رحمت کرے۔ ۱۲

اخذ اللواء عبد الله فقاتل فقتل رحم الله عبد الله ثم اخذ اللواء خالد ففتح الله لخالد[له]
فخالد سيف من سيوف الله فبكى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم حوله
فقال ما يبكيكم فقالوا وما لنا لا نبكي وقد قتل خيارنا واشرافنا واهل الفضل منا
قال لا تبكوا فانما مثل امتي مثل حديقة قام عليها صاحبها فاجتث رواكيها
وهيا مساكنها وحلق سعفها فاطعمت عاما فوجا ثم عاما فوجا ثم عاما فوجا فلعل اخرها
طعما يكون اجودها قنوانا واطولها شمراخا والذي بعثني بالحق ليجدن ابن مريم في
امتي خلفا من حواريه حدثنا علي بن سعيد بن مسروق الكندي قال حدثنا عيسى بن
يونس عن صفوان بن عمرو السكسكي عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير الحضرمي قال لما اشتد
جزع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على من اصيب مع زيد بن حارثة يوم موتة
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدركن المسيح من هذه الامة اقوام انهم لمثلكم
او خير منكم ثلاث مرات ولن يخزي الله تعالى امة انا اولها والمسيح اخرها قال ابو عبيد الله
رحمه الله فمن الله سبحانه على هذه الامة خصوصا ثم عدد المنة فقال كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ والموصوف
بالسطة هو الموصوف بالعدل لا يميل الى افراط ولا الى نقصان فالميزان لسانه في وسطه

سلہ پہر عبد اللہ نے جہنڈا لیا اور لڑکر مقتول ہوا اللہ تعالے عبد اللہ پر رحمت کری پہر خالد نے جہنڈا لیا پس اللہ نے خالد کو فتح دی اور خالد اللہ کی تلوارون میں سے ایک تلوار ہی پس اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑی اور وہ آپکی گرد تہی آپنے پوچہا تم کیون روتے ہو عرض کیا ہم کیونکر نہ روئین حالانکہ ہماری بہتر اور اشراف اور بزرگی والے مقتول ہوئی فرمایا مت روؤ کیونکہ میری امت کی مثال مثل اوس باغ کی ہی کہ اوسکا مالک اوسکی بیخ کہود ڈالی اور اوسکی کہجور کے تنہ میں سے دوسری کہجور نکلی ہوئی کو اکہاڑا اور اوسکی رہنی کے جگہ کو تیار کیا اور اوسکی شاخون کو صاف کیا پس اوسنی ایک سال ایک جماعت کو پہل دیا پہر دوسری سال اور جماعت کو پہر تیسری برس اور جماعت کو پس شاید پچہلے پہل والا اچہا خوشون والا اور لمبی شاخون والا ہو پس اوس ذات کی قسم جس نے مجہکو حق کے ساتہ بہیجا ہی ابن مریم میری امت میں اپنی حواریون کا جانشین پائیگا - عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہی جبکہ جنگ موتہ کے دن انہیں جو زید بن حارثہ کی ساتہ شہید ہو تہی اصحاب کا واویلا سخت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا اس امت کی بعض لوگ عیسی بن مریم کو پائینگے وہ تم جیسی یا تمسی بہتر ہونگی اور اللہ تعالے اوس امت کو رسوا نہین کریگا جسکا اول مین اور آخر مین مسیح ہو گا - ابو عبد اللہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے اس امت پر خصوصا احسان کیا پہر احسان گنا اور فرمایا تم بہتر امت ہو جو لوگونکی لیے نکالی گئی ہی - اور اسیطرح کیا ہمنی تمکو گروہ بہتر اسلیے کہ تم لوگون پر گواہ ہو اور جو وسط ہونی کے ساتہ موصوف ہی وہی عدل کے ساتہ موصوف ہی جو افراط و تفریط کی طرف مائل نہو پس ترازو کا کانٹا اوسکی بیچ مین ہوتا ہی - ۱۲

وباستواء الطرفين والكفتين يستوي لسان الميزان ويقوم الوزن فجعلت اوائل هذه
الامة واواخرها ممن يهدون بالحق وبه يعدلون فجعل اولها واخرها ككفتي الميزان
يستويان وما بينهما من الكدر والشح والعوج كلسان الميزان يستقيم ولا يميل هكذا
وهكذا لباستواء الكفتين فمعناه ان يجي هذا الوسط بعد بين الكفتين فانه ان مال
الوسط الى اي الجانبين مال الى ركن وثيق فغير استواء هاتين الكفتين اعوجاج هذا
الوسط وتجبه الا يرى انه عمهم فقال وكذلك جعلنا كم امة وسطا اي عدلا وفي وسط
الامة اعوجاج فكما كان في استواء الكفتين استقامة اللسان فكذلك في استواء اوائل
هذه الامة واواخرها يقوم الوسط فلا يهلك وقد جاء في الخبر انه سيظهر العلم في اخر الزمان
ويقبل الناس على امر الله سبحانه حتى يتم حجته على عباده وقد اخرج ابو جعفر القمي المذكور في
علامات الامام وذكر فضل الامام عن الرضا رضي الله عنه انه قال للامام علامات يكون
اعلم الناس واحكم الناس واحلم الناس واتقى الناس واسخى الناس واشجع الناس
واعبد الناس ويولد مختونا ويكون مطهرا ويرى من خلفه كما يرى من بين يديه واذا وقع
على الارض من بطن امه وقع على راحتيه رافعا صوته بالشهادتين ولا يحتلم وينام عينه ولا
ينام قلبه ويكون محدثا ويستوي عليه درع رسول الله صلى الله عليه وسلم ويكون عنده

ل اور دونوں پلونکی برابری سے کانٹا ہی برابر رہتا ہی اور وزن بھی برابر رہتا ہی ایسی اس امت کی پہلی اور پچھلی وہ لوگ کی گئی جو سچا راہ بتاتے
ہین اور سچ کے ساتھ انصاف کرتے ہین پس اوسکی اول اور آخر کو مثل ترازو کے دو پلونکی کیا جو برابر رہتے ہین اور اونکی درمیان میں کدورت اور کجی ہو
جیسی ترازو کا کانٹا مستقیم رہتا ہی اور پلونکی برابری کے سبب ادہر اودہر نہین جھکتا تو اس سے مراد یہہ ہی کہ ان دو پلونکی سبب یہہ درمیان
بھی بچت پا جائیگا کیونکہ اگر درمیان ان دو جانبون مین سے کسی طرف مائل ہوگا تو مضبوط رکن کیطرف مائل ہوگا - تو ان دونو
پلون کی ناہمواری اس درمیان کی کجی ہی - کیا تجکو معلوم نہین ہے کہ خدا تعالے نے عام طور پر فرمایا ہی (اسیطرح کیا ہمنے تمکو عمدہ گروہ)
حالانکہ وسط امت مین کجی ہے سو جسطرح پلونکی برابری مین کانٹے کی ہمواری حاصل ہوتی ہی - اسیطرح اس امت کے پہلون
اور پچھلون کی صلاحیت سے وسط کا قیام ہی تو وہ ہلاک نہوگا - اور حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانہ مین علم ظاہر ہوگا اور لوگ اللہ کی
دین کیطرف متوجہ ہونگے یہانتک کہ اللہ کی حجت اوسکی بندون پر پوری ہو - اور وہی ابو جعفر قمی مذکور نے علامات امام مین تخریج کی ہی
اور امام کی بزرگی امام رضا رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہی اونہون نے فرمایا ہی امام کے یہی نشانیان ہین وہ یہہ کہ لوگون مین سب سے زیادہ عالم ہو اور سب سے
زیادہ حاکم اور سب سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع اور سب سے زیادہ عابد ہو اور مختون اور ستھرا پیدا ہو
جیسا سامنے سے دیکھی ایسا ہی پیچھے سے دیکھی اور جب ان کے پیٹ سے نکلے کلمہ شہادتین پکار کر کہتا ہوا ہتھیلیونکی بل زمین پر آوے اور محتلم نہوا اور
آنکھیں سوتی اور دل بیدار ہو اور فرشتہ اوس سے کلام کرتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زرہ اوسکی بدن پر برابر آتی ہو اور اوسکی پاس ہو

سلاح رسول الله صلى الله عليه وسلم وسيفه ذو الفقار ويكون عنده مصحف فاطمة رضي الله
عنها ويكون عنده صحيفة فيها اسماء مخالفيه الى يوم القيمة ولا يرى له بول ولا غائط لان الله
تعالى قد وكل الارض بابتلاع ما يخرج عنه ويكون رائحته اطيب من رائحة المسك ويكون
اولى الناس منهم بانفسهم واشفق عليهم من ابائهم وامهاتهم ويكون اشد الناس تواضعا
لله تعالى ويكون اخذ الناس بما يامر به واكف الناس عما نهى عنه ويكون دعاؤه
مستجابا حتى انه لو دعا على صخرة لانشقت بنصفين ويكون مويدا بروح القدس بينه
وبين الله تعالى عمود من نور يرى فيه اعمال العباد وكلما احتاج اليه يبسط له فيعلم ويقبض
عنه فلا يعلم والامام يولد ويلد ويصح ويمرض وياكل ويشرب وينكح وينام ويفرح ويحزن و
يضحك ويبكي ويموت ويقبر ويزار ويحشر ويوقف ويعرض ويسأل ويكرم ويشفع ودلالته
في خصلتين في العلم واستجابة الدعوة والائمة بعد النبي صلى الله عليه وسلم رضي عنهم
قتلوا بالسيف او السم ويجري ذلك عليهم على الحقيقة لا كما يقول الغلاة عليهم اللعنة فانهم
يقولون انهم لم يقتلوا على الحقيقة وانه شبه على الناس امرهم فكذبوا عليهم غضب الله عز وجل
فانه ما شبه امر احد من انبياء الله سبحانه واوليائه للناس الا امر عيسى بن مريم عليهم الصلوة
والسلام لانه رفع من الارض حيا وقبض روحه بين السماء والارض ثم رفع الى السماء ورد

ف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتیار ہون اور اوسکی تلوار ذو الفقار ہو اور اوسکی پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مصحف ہو اور اوسکی پاس ایک ایسا صحیفہ ہو جس مین
اوسکی مخالفین کے نام ہون جو قیامت تک ہونگی اور اوسکا پیشاب پاخانہ کوئی نہ دیکھ سکی کیونکہ اوسکی فضلات کی نگلنی پر زمین مقرر ہی اور اوسکی خوشبو
مشک سی اچھی ہو اور لوگون کا اونکی جانون سی زیادہ اولی ہو اور اونکی ماں باپ سی زیادہ اون پر مہربان ہو اور اللہ کی سامنی سب سی زیادہ عاجزی
کرنے والا ہو اور جسکا حکم کری خود اوس پر سب سی زیادہ عمل کرنے والا ہو اور جن باتون سی منع کری خود سب سی زیادہ اون سی بچنی والا ہو اور اوسکی دعا ایسا تک
مستجاب ہو کہ اگر پتہر پر دعا کری تو بیچ سے دو ٹکری ہو جاوی۔ اور روح القدس کی ساتھ موید ہو اور اوسکی اور اللہ تعالی کے بیچ مین نور کا ایک ستون ہو
جسمین بندونکی اعمال دیکھی جسکی ضرورت ہو دیکھ لیا کری۔ کبھی اوسکی لیی بسط ہوتا ہی پس جانتا ہی اور کبھی قبض ہوتا ہی پس نہین جانتا۔ امام پیدا ہوتا ہی
اور اوس سی اولاد ہوتی ہی اور تندرست ہوتا ہی اور بیمار ہوتا ہی اور کہاتا ہی اور پیتا ہی اور نکاح کرتا ہی اور سوتا ہی اور خوش ہوتا ہی اور غمگین ہوتا ہی اور
ہنستا ہی اور روتا ہی اور مرتا ہی اور دفن ہوتا ہی اور زیارت کیا جاتا ہی اور (قیامت مین) اوٹہایا جاویگا اور ٹہرایا جاویگا اور پیش کیا جاویگا اور سوال کیا جاویگا
اور اکرام کیا جاویگا اور شفاعت قبول کیا جاویگا اور اوسکی دلالت دو خصلتون علم اور قبولیت دعا مین ہی اور امام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچھی مر کر اور
تلوار سی قتل ہوئی اور یہہ قتل ہونا واقعی ہی نہ جیسا غالی شیعہ کہتی ہین خدا تعالی اون پر لعنت کری وہ کہتی ہین کہ واقع مین مقتول نہین ہوی بلکہ لوگونکو
اونکا امر مشتبہ ہو گیا ہی پس وہ جہوٹی ہین خدا کا اون پر غضب ہو کیونکہ انبیا اور اولیا مین سوا عیسی بن مریم کے کسیکا امر مشتبہ نہین ہوا وہ زندہ زمین پر
سی اوٹہایا گیا اور اوسکی روح زمین آسمان کے بیچ مین قبض کیگئی۔ پہر آسمان پر بلند کیا گیا اور اوسکی روح اوسکو واپس دی گیی۔ ۱۲

عليه روحه وذلك قول الله عز وجل اذ قال الله يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي الاية[1]
ان الامامة اجل قدرا واعظم شانا من ان يبلغها الناس بعقولهم او ينالوهم بارائهم الامام مخصوص
بالفضل كله من غير طلب منه ولا اكتساب بل اختصاص من المفضل الوهاب تحيرت الحكماء
وتقاصرت الاولياء وعجزت الادباء وحصرت البلغاء عن وصف شان من شؤنه او فضيلة
من فضائله يوتيه الله عز وجل من مخزن علمه وحكمه مالا يوتي غيره وعن الرضا رضي
الله عنه انه قال ان سرك ان يلقى الله عز وجل ولا ذنب عليك فزر الحسين رضي الله عنه ان
بكيت على الحسين رضي الله ثم سالت دموعك على خديك غفر الله تعالى لك كل ذنب وان سرك
ان يكون لك من الثواب مثل ما لمن استشهد مع الحسين رضي الله عنه من اهل بيته وهم
ما لهم في الارض شبيه فقل متى ما ذكرته يا ليتني كنت معهم فافوز فوزا عظيما ولقد
نزل الى الارض من الملائكة اربعة الاف لنصره لم يوذن لهم فهم عند قبره شعث غبر الى ان
يقوم القائم رضي الله عنه فيكونون من انصاره وسئل الرضا رض عن قبر فاطمة رضي الله عنها
فقال دفنت في بيتها فلما زادوا في المسجد صار قبرها في المسجد وعن الرضا رضي الله عنه انه قال
من شد رحله الى زيارتي استجيب دعاؤه وغفرت له ذنوبه من زارني في تلك البقعة كان
كمن زار رسول الله صلى الله عليه وسلم وكتب الله له ثواب الف حجة مبرورة والف عمرة مقبولة

---

[1] اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے (جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھکو دنیا سے لیلونگا اور اپنی طرف اوٹھا لونگا) بیشک امامت باعتبار بزرگی قدر اور عظمت شان کے اس سے بالاتر ہے کہ لوگ اوسکو اپنی عقلوں سے پہنچ سکیں اور اوسکو رایوں سے لے سکیں امام پوری بزرگی کے ساتھ مخصوص ہے بدون طلب اور کسب کے بلکہ مفضل وہاب کیطرف سے محض اختصاص ہے اوسکی احوال میں سے ایک حال اور اوسکی فضائل میں سے ایک فضیلت کے وصف سے حکما حیران اور ولی قاصر اور ادیب عاجز اور بلیغ گونگے اللہ تعالیٰ اپنی علم وحکمت کی خزانہ سے جسقدر اوسکو دیتا ہے دوسری کو نہیں دیتا اور نیز امام رضا سے یہی فرمایا اگر تجکو پسند آوے کہ تو خدا سے ملے اور تجھپر کوئی گناہ نہو تو امام حسین رض کی زیارت کر اور اگر تو حسین رض پر رووے اور تیری آنسو رخساروں پر بہیں اللہ تعالیٰ تیری تمام گناہ بخشدیگا اور اگر تجکو خوش لگی کہ تجکو بھی اسقدر ثواب ملے جسقدر اونکو ملا ہے جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اونکی اہل بیت سے شہید ہوئی حالانکہ اونکی زمین پر اونکا مثل نہیں تو تو یہہ کہہ جو میں مجسے یاد کرتا ہوں ـ یا لیتنی کنت معہم فافوز فوزا عظیما ـ اور زمین پر چار ہزار فرشتہ اوسکی مدد کو بھی نازل ہوئی ـ لیکن اونکو اجازت نہوئی پس وہ اوسکی قبر کے پاس پراگندہ سر غبار آلودہ قائم رضی اللہ عنہ کی قیام تک رہینگی اور اوسکی مددگار رہینگی امام رضا سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پوچھا فرمایا اپنی گھر میں دفن ہوئیں اور جب مسجد میں بڑہایا تو اونکی قبر مسجد میں ہوگئی اور امام رضا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جو شخص میری زیارت کی لیے کجاوہ باندہے اوسکی دعا قبول ہو اور اوسکی گناہ معاف ہوں اور جو شخص اسجگہ میری زیارت کرے گویا اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیارت کی اور اوسکی لیے ہزار حج مقبول اور ہزار عمرہ مقبول کا ثواب لکہا جاویگا ١٢

وكنت انا وابائي شفعاؤه يوم القيمه وهذه البقعة روضة من رياض الجنة ومختلف

الملائكة لايزال فوج ينزل من السماء وفوج يصعد الى ان ينفخ في الصور وعن رسول الله صلى

الله عليه وسلم انه قال ستدفن بضعة مني بارض خراسان ما زارها مكروب الا نفس

الله تعالى كربته ولا مذنب الا غفر الله تعالى ذنوبه وعن الرضا رضي الله عنه من زارني وهو

على غسل خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه وعن الرضا رضي الله عنه من زارني عارفا بحقي غفر الله

تعالى له ما تقدم من ذنبه وما تاخر وعن الرضا رضي الله عنه من زارني في غربتي كان معي

في درجتي يوم القيمة مغفورا له وعن علي بن محمد بن الرضا رضي الله عنهم انه قال من زار الرضا

فاصابه في الطريق قطرة من السماء حرم الله تعالى جسده على النار وعن علي بن محمد الرضا

رضي الله عنهم انه قال من كانت له الى الله عز وجل حاجة فليزر قبر جدي الرضا رضي الله عنه وهو

على غسل وليصل عند راسه ركعتين وليسأل الله تعالى حاجته فانه يستجاب له ما لم يسأل

في ماثم او قطيعة رحم وان موضع قبره لبقعة من بقاع الجنة لا يزورها مؤمن الا

اعتقه الله تعالى من النار وادخله دار القرار وعن الصادق رضي الله عنه انه قال من

زار واحدا من الائمة فكانما زار رسول الله صلى الله عليه وسلم وقيل للرضا رضي الله عنه

علمني قولا بليغا كاملا اذا زرت واحدا منكم فقال اذا صرت الى الباب فقف واشهد

سلہ اور قیامت مین مین اور میری آبا اوسکی شفیع ہونگی اور یہہ جگہ جنت کی باغون مین ایک باغ ہی اور فرشتون کی آمد ورفت کی جگہ ہی نفخ صور تک ہمیشہ ایک جماعت فرشتونکی اوتریگی اور ایک چڑہیگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت ہی کہ فرمایا عنقریب میرا لخت جگر خراسان کی زمین مین دفن ہوگا جو سختی رسیدہ اوسکی زیارت کریگا خدا اوسکی سختی دور کردیگا اور جو گنہگار اوسکی زیارت کریگا اوسکی گناہ معاف کریگا۔ امام رضا رضی اللہ عنہ سی مروی ہی فرمایا جو شخص نہاکر میری زیارت کری اپنی گناہون سی ایسا پاک ہوجائیگا۔ جیسا کہ ماں کی پیٹ سی پیدا ہونے کی دن تہا امام رضا رضہ سی مروی ہی جو شخص میرا حق سمجہکر میری زیارت کریگا اوسکی اگلے پچہلے گناہ خدا تعالی بخشیگا۔ امام رضا رضہ سی مروی ہی جو شخص میری غربت مین میری زیارت کریگا قیامت کی دن میری ساتہہ میری درجہ مین بخشا ہوا ہوگا۔ علی بن محمد رضا رضی اللہ عنہم سی مروی ہی فرمایا جس شخص نے امام رضا کی زیارت کی اور راستہ مین اوسکو آسمان سی مینہ کا قطرہ پہنچ گیا اللہ تعالی اوسکی بدن کو آگ دوزخ پر حرام کردیگا۔ علی بن محمد رضا رضی اللہ عنہم سی مروی ہی فرمایا جسکو خدا کیطرف کوئی حاجت ہو چاہی کہ نہاکر دادا رضا کی قبر کی زیارت کری اور سرکے متصل دو رکعتین پڑہی اور اللہ سی حاجت مانگی تو اوسکی دعا قبول ہوگی جبتک کہ گناہ اور قطع رحم کے دعا نہ کری اور اوسکی قبر کے جگہ جنت کے ٹکڑون مین سی ایک ٹکڑا ہی جو مومن اوسکی زیارت کریگا اللہ اوسکو آگ سی آزاد کریگا اور اوسکو جنت مین داخل کریگا۔ امام صادق رضہ سی مروی ہی فرمایا جس نے کسی امام کی زیارت کی گویا اوسنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ امام رضا رضہ سی کسی نی کہا کہ مجکو کوئی بلیغ کامل کلمہ سکہلائیے کہ مین آپکی زیارت کی وقت پڑہون فرمایا جب دروازہ پر جاہی تو ٹہر اور شہادتین پڑہ

الثہا دتین وانت[1] علی غسل واذا دخلت ورأیت القبر فقف وقل الله اکبر الله اکبر
ثلثین مرة ثم امش قلیلا وعلیک السکینة والوقار وقارب بین خطاک ثم قف و
کبر الله عز وجل ثلثین مرة ثم ادن من القبر وکبر الله عز وجل اربعین مرة تمام مائة مرة
ثم قل السلام علیکم یا اهل بیت الرسالة ومختلف الملائکة ومهبط الوحی وخزان العلم
ومنتهی الحلم ومعدن الرحمة واصول الکرم وقادة الامم وعناصر الابرار ودعائم
الاخیار وابواب الایمان وامناء الرحمن وسلالة النبیین وعترة صفوة المرسلین صلی الله علیه
وسلم ورحمة الله وبرکاته السلام علی ائمة الهدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی
الحجی والنهی ورحمة الله وبرکاته السلام علی محال معرفة الله تعالی السلام علی مساکن ذکر الله
تعالی ومساکن برکة الله تعالی ومعادن حکمة الله تعالی سر الله عز وجل وحملة کتاب الله عز وجل
وورثة رسول الله صلی الله علیه وسلم ورحمة الله وبرکاته السلام علی الدعاة الی الله عز وجل
والادلاء علی مرضات الله عز وجل والمظهرین لامر الله عز وجل ونهیه والمخلصین فی توحید
الله سبحانه ورحمة الله وبرکاته انی مستشفع الی الله تعالی بکم ومقدمکم امام طلبی وارادتی ومسالتی
وحاجتی اشهد الله سبحانه انی مؤمن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرأ الی الله عز وجل من عدو

[1] اور تو نہایا ہوا ہو جب اندر جائے اور قبر دیکھے تو ٹھہر اور تیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ پھر تھوڑا سا تسکین و وقار کے ساتھ چل اور چھوٹے
قدم رکھ پھر ٹھہر اور تیس مرتبہ تکبیر پڑھ پھر قبر کے قریب ہو اور چالیس مرتبہ تکبیر پڑھ یہ پوری سو مرتبہ ہو گئی پھر کہہ تم پر سلام ہو
اے اہل بیت رسالت اور ملائکہ کی آمد و رفت کی جگہ اور وحی کے نزول کی جگہ اور علم کے خزانچی اور حلم کے ختم ہونے کی جگہ اور رحمت کی
کان اور کرم کے اصل اور امتوں کے سردار اور نیکوں کے عنصر اور بہتروں کی ستون اور ایمان کے دروازے اور خدا کی امانتدار اور انبیا کے
خلاصہ اور رسولوں کے برگزیدہ اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں سلام اور ائمہ ہدی اور اندھیروں کی چراغ اور تقوی کے
جھنڈے عقل و دانش والے اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں اللہ تعالی کی معرفت کی محلوں پر سلام اللہ تعالی کے ذکر اور برکت
کی مساکن پر سلام اور اللہ کے حکمت اور بھید کی کانوں پر اور اللہ کتاب کے اوٹھانے والوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں پر سلام اور
اللہ کی رحمت اور برکات ہوں خدا کی طرف بلانے والوں پر اور اللہ کی مرضی کی طرف راہ بتانے والوں پر اور اللہ کی امر و نہی کے ظاہر کرنے
والوں پر اور اللہ کے توحید میں اخلاص والوں پر سلام اور اللہ کے رحمت اور برکات ہوں میں اللہ کی یہاں تمہاری شفاعت چاہتا ہوں
اور اپنی مطلب اور سوال و ارادہ اور حاجت سے آگے تم کو پیش کرتا ہوں میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ مجھکو تمہاری ظاہر و باطن

پر ایمان ہے ۔ ۱۲

آل محمد من الجن والانس وصلى الله على محمد وآله الطاهرين وسلم تسليما وعن الرضا
رضي الله عنه وعن آبائه رضي الله عنهم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قيل له يا رسول الله متى يخرج
القائم من ذريتك فقال صلى الله عليه وسلم مثله مثل الساعة لا يجليها لوقتها الا هو
ثقلت في السموات والارض لا تأتيكم الا بغتة وبرواية اهل البيت في صفة المهدي
رضي الله عنه يحكم بالعدل ويامر به يخرج من تهامة يصدقه الله عز وجل في قوله ويصدق
الله عز وجل يجمع الله تعالى له من اقصى البلاد على عدة اهل بدر ثلثمائة وثلثة عشر رجلا
معه صحيفة مختومة فيها عدد اصحابه باسمائهم وبلادهم وحلاهم له علم اذا حان وقت
خروجه انتشر ذلك العلم وانطقه الله عز وجل وناداه العلم اخرج يا ولي الله وله
سيف مغمد فاذا حان وقت خروجه اقتلع ذلك السيف من غمده وانطقه الله عز وجل
وناداه السيف اخرج يا ولي الله فيخرج ويقيم حدود الله ويحكم بحكم الله عز وجل جبرائيل
عليه السلام عن يمينه وميكائيل عليه السلام عن يساره طوبى لمن لقيه وطوبى لمن احبه وطوبى لمن قال
به وعن ابي عبد الله جعفر الصادق رضي الله عنه انه قال منا اثنا عشر مهديا مضى ستة
وبقي ستة ويضع الله عز وجل في السادس ما احب ومما قيل في مرثية الرضا رضي الله عنه

ف اور مین آل محمد کی دشمن سی خواہ جن ہو یا انسان الله کی طرف بیزار ہون اور رحمت ہو الله کی محمد پر اور اوسکی اولاد طاہرین پر اور سلام ہو۔ امام رضا اور اونکی آبا سی روایت ہی کہ کسینی رسول الله صلی الله علیہ وسلم سی پوچھا یا رسول الله آپکی اولاد سی قائم کب ظہور فرمایگا حضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا اوسکی مثال قیامت کی ہی نہین ظاہر کریگا اوسکو اوسکی وقت پر بہاری ہی آسمانون مین اور زمینون نہین تمہاری پاس ہونیگی آپکی مگر ناگہان اور اہلبیت کی روایت سی ہی مہدی رضی الله عنہ کی صفت مین کہ وہ انصاف کریگا اور انصاف کا حکم کریگا۔ تہامہ کی زمین سی نکلیگا الله تعالی اوسکی قول کی تصدیق کریگا اور وہ الله تعالی کی تصدیق کریگا الله تعالی اوسکی پاس اقصی بلاد سی تین سو تیرہ آدمی بعدد تعداد اہل بدر کے اکٹھی کریگا اور اوسکی پاس ایک مہری صحیفہ ہوگا جسمین اوسکی اصحاب کی تعداد اور اونکی نام اور اونکی شہر اور اونکی حلیے اور اوسکا علم ہوگا جب اوسکی ظہور کا وقت قریب آئیگا تو یہہ علم منتشر ہوگا اور الله تعالی اوسکو گویا کریگا وہ پکاریگا اے ولی الله نکل اور اوسکی تلوار میان میں ہی جب اوسکی خروج کا وقت قریب ہوگا وہ تلوار اپنی میان سی نکلیگی اور الله تعالی اوسکو گویا کریگا اور تلوار اوسکو پکاریگی اے ولی الله نکل پہر نکلیگا اور الله کی حدود قائم کریگا اور الله تعالی کے حکم کے ساتھ حکم کریگا جبرئیل علیہ السلام اوسکی داہنی اور میکائیل علیہ السلام اوسکی بائین ہونگے مبارک ہو جو اوس سی ملا مبارک ہو جسنی اوسکو دوست رکھا مبارک ہو جو اسکا قائل ہو۔ امام ابو عبد الله جعفر صادق سی مروی ہے فرمایا ہم مین بارہ مہدی ہین چھہ گذر چکی اور چھہ باقی رہی اور الله تعالی چھٹی مین جو چاہیگا رکھیگا۔ امام رضا کے مرثیہ مین کسینی کہا ہے۔

اشعار قبر بطوس به اقام امام + حتم اليه زيارة ولمام + قبر سنا انواره يجلو العمى + وبتربه قد يدفع الاسقام + قبر اذا حل الوفود بربعه + رحلوا وحطت عنهم الاثام + ارواحكم موجودة اعيانها + ان عن عيون غيبت اجسام + تربة الرضا رضي الله عنه بطوس مباركة كان يستشفى بها الناس وعن بعض وزراء خوارزم انه اصابه البرص فدعا الله تعالى عندها فشفاه الله سبحانه فعمر في ذلك الوزير فيها عمارة انفق فيها قريبا من عشرة الاف دينار وعن بعض كبار اهل البيت انه كان يقول في دعائه **اللهم العن الرافضة فانهم يتهموننا** وعن زين العابدين علي بن الحسين رضي الله عنهما انه قال لرجل كيف رايت منزلة ابي بكر وعمر رضي الله عنهما من النبي صلى الله عليه وسلم فقال كمنزلتهما اليوم وعن زين العابدين رضي الله عنه انه قال اقرب ما يكون العبد من غضب الله عزوجل اذا غضب ومن كلامه رضي الله عنه العافية مرات خفي ومن كلامه قنوطك اعظم من ذنبك ومن روايته رضي الله عنه يقول الله عزوجل اذا عصاني من خلقي من يعرفني سلطت عليه من خلقي من لا يعرفني ومن كلامه رضي الله عنه يا اهل العراق احبونا حب الاسلام فما زال بنا حبكم حتى صار علينا عارا بلغ شيعتنا انا لا نغني عنهم من الله سبحانه شيئا وان ولايتنا لا تنال الا بالورع - انتهى بلفظه

له مرشد طوس مین قبر ہی جسمین امام مقیم ہی - اوسکی زیارت اور اوسکی طرف قریب واجب ہی - قبر جسکی انوار کی روشنی اندھی پن کو دور کرتی ہی - اور اوسکی مٹی سی بیماریان دور ہوتی ہین - ایسی قبر ہی جب جماعتین اوسکی صحن مین اوترتی ہین - کوچ کرتے ہین درگناہ اونسی دور ہوتی ہین تمہاری ارواح باعیانہا موجود ہین اگر تمہاری جسم اونکی انکہونسی غائب ہوگئی ہین - امام رضا کی قبر کی مٹی طوس مین مبارک ہی لوگ اوس سی شفا طلب کرتے ہتی - بعض وزراء خوارزم سی حکایت ہی اوسکو برص کی بیماری ہوگئی اوسنے اوس جگہ دعا مانگی پس اللہ تعالی نی اوسکو شفا دی اور وزیر نے دس ہزار دینار خرچ کرکے ایک عمارت بنوائی - بعض کبار اہل بیت سی مروی ہی کہ وہ اپنی دعا مین فرمایا کرتی ہتی الہی **رافضیون پر لعنت** فرما کہ وہ ہمپر تہمتین جہوٹی لگاتی ہین - اور زین العابدین علی بن الحسین سی مروی ہی کسی شخص نے اونسی کہا کہ آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا قرب کیسا دیکہا فرمایا جیسا آج اونکا مرتبہ ہی - امام زین العابدین سی مروی ہی فرمایا غصہ کے وقت بندہ اللہ کی غصہ سی زیادہ قریب ہوتا ہی - اور آپکے کلام مین سی ہی عافیت پوشیدہ بادشاہت ہی - آپکی کلام مین سی تیری ناامیدی تیری گناہ سی بڑی ہی - اور آپکی روایت سی ہی اللہ عزوجل فرماتا ہی - جب میری مخلوق مین سی میری نافرمانی وہ کرتا ہی جو مجکو پہچانتا ہی اوسپر اپنی مخلوق مین سی اوسکو مسلط کرتا ہون جو مجکو نہ پہچانتا ہو - اور آپ کی کلام سی ہی ای عراق والو ہمکو دوست رکہو بقدر اسلام کے محبت تمہاری محبت تو ہمپر عار ہوگئی ہماری شیعہ کو پہنچاوی کہ ہم اونکو اللہ تعالی سی کچہہ کفایت نہین کرسکتی اور ہماری ولایت و محبت بجز پرہیزگاری

اب اہل علم و انصاف اس عبارت مین بنظر تامل ملاحظہ فرماوین اور دیکھین کہ اول خواجہ پارسا رح
نی مذہب شیعہ ائمہ اثنا عشر کے نسبت امام رازی سی نقل فرمایا اوسکی بعد اونکی روایات خمسہ نقل فرمائی کہ جن
سی ائمہ اثنا عشر کی امامت کا ثبوت پایا جاتا ہی اور اون روایات کی مخرج کی مذہب کو بیان کردیا تا
لوگ اوسکی اون روایات سی دہوکا نہ کہاوین جو متضمن بیان مذہب کو ہوون - اور اگر الحاق نہین ہے
تو غلطی سے استشہاد بخاری نقلاً عن الانساب نقل کردیا بعد اوسکی اوسی قمی راوی سی چہٹی روایت
جو کتاب الخصال مین مروی ہی - اور مطابق روایات اہل حق ہی نقل کی اور اوسکی تخریج اہل سنت کی
روایات سی کرکے اوسکی تاویلات سابقہ کیطرف اشارہ کیا اور اونکو یاد دلایا اور اس روایت کی
نقل سے اس امر کی طرف ایما کیا ہی کہ روایات خمسہ سابقہ حضرت ابو جعفر کی موضوعہ و مخترعہ ہین
اور صحیح یہہ ہی جو موید بروایات اہل حق ہی بعد اوسکی ساتوین روایت اوسی سی نقل کی جو
کتاب الخصال مین مذکور ہی اور اوسمین بطور بشارت کے دو امر ارشاد ہوئی مین ایک یہہ کہ اُمت کے
مثل باران جیسی ہی جسکی اول و آخر کی تمیز (خیریت و نفع رسانی مین) دشوار ہی دوسری یہہ
کہ جس امت کی اول مین مین اور ائمہ اثنا عشر ہون اور آخر مین عیسی بن مریم ہون وہ کیونکر
ہلاک ہو سکتی ہی چونکہ فی الجملہ یہہ روایت بہی روایات اہل حق کے مطابق تہی جزو
اول پورا مطابق ہی جزو دوم مین ذکر خلفاء اثنا عشر حضرت قمی نے اپنی طرف سی تراش کر بڑہا دیا حالانکہ
اپنی مذہب کے بہی خلاف ہے کیونکہ ائمہ اثنا عشر کو اوائل امت مین شمار کرنا غلط ہی امام قائم
بالامر اواخر امت مین متصل حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہین نہ اوائل امت مین پس حضرت
صدوق کو حسب قاعدہ کلیہ اسکا خیال نہ رہا ورنہ یون فرماتے انا واحد عشر خلیفۃ من بعدی اولیہا
والامام القائم بالامر و عیسی بن مریم آخرہا - اور اگر ترکیب عبارت اسطرح ہی انا اولہا و اثنا عشر
خلیفۃ من بعدی والمسیح بن مریم آخرہا کہ مسیح کا عطف اثنا عشر پر ہی تو اول سی بہی زیادہ غلط
چنانچہ خود بدیہی ہے کہ ائمہ اثنا عشر کو جناب امیر سی لیکر آخر تک جانب آخر امت مین کہنا
بدیہی البطلان اور خلاف واقع ہی تو اسلیے خواجہ پارسا علیہ الرحمۃ نے اپنی روایات سی جو

فی الجملہ اِس روایت کی مطابق نہی ذکر داشارہ کردیا کہ اس روایت مین لفظ و اثنا عشر خلیفۃ من
بعدی حضرت قمی کا اقرار و اختراع ہی پہر یہہ روایات نقل کر کے اصل مقصود کیطرف جو ائمہ
کی بابت مذہب شیعہ کا بیان کرنا ہے رجوع کیا اور اوسی ابوجعفر قمی کے روایت علامات امام
مین نقل فرمائی جسکو ہماری فاضل مجیب نے اپنی استدلال مین پیش کیا اور اپنی کمال دانشمندی سی
یہہ سمجہہ گیی کہ یہہ روایت خواجہ پارسا کی مقبولہ ہے اور اوسپر یہہ قرینہ قرار دیا کہ چونکہ بعد نقل
روایت سکوت کیا تو یہہ سکوت دلیل قبول و تسلیم روایت ہی اور یہہ نہ سمجہی کہ مقصود اِس روایت کی
نقل سے صرف حکایت مذہب شیعہ ہی اسکو قبول و عدم قبول روایت سی کچہہ تعلق نہین اوسکی بعد
اور روایتین شیعہ کی متعلق بفضائل ائمہ نقل فرمائی اور خاتمہ روایات پر تمام مرویات شیعہ کو جو ائمہ کی
حق مین مبالغہ آمیز روایتین کرتی ہین اور اونکی مناقب و مدائح مین غلو و اغراق فرماتی ہین یہانتک
کہ انبیاء کے مرتبہ سی بہی بڑہا دیتی ہین جسپر جناب امیر کی پیشین گوئی خوب صادق آتی ہی یہلک
فی صنفان محب مفرط الخ روایات اہلبیت سے تکذیب فرمادی اور کبار اہل بیت سے نقل فرمایا
کہ وہ اپنی دعا مین بجناب باری عزشانہ عرض کیا کرتے تہی اللہم العن المرافضۃ فانہم یتعمونا
افسوس کہ اسپر بہی آپ یہہ ہی فرماتی ہین کہ خواجہ پارسا نی بعد نقل روایت سکوت کیا اور اسیکو
آپ تسلیم کے دلیل قرار دیتی ہین - اگرچہ یہہ بحث کسیقدر طویل ہوگیی ہی لیکن ایک گذارش باقی رہگیی ہی
ذرا گوش انصاف وہوش اسطرف متوجہ فرماکر سن لیجیی وہ یہہ کہ کمال تعجب اور نہایت افسوس ہے
کہ آپنے باوجودیکہ سن تمیز سی آپکو مناظرہ مین توغل و انہماک رہا اور بہت کچہہ کتابین دیکہہ ڈالی
اور بہت لوگونسی مباحثہ کیا گویا اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اسمین صرف کیا اور رسائل خلافیہ
وغیرہ مین حق الیقین کا مرتبہ بہی بزعم خود حاصل کرلیا اور گویا اپنی مجتہدین سی بہی گوی سبقت
لیگیی با اینہمہ ادعائی ہمہ دانی تحفہ کو بہی ملاحظہ نفرمایا جو اس دبستان کے اطفال کا پہلا سبق ہی
کہ اوسکی مصنف خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے اس شبہ کا کیسا استیصال کیا ہی مجہی امید ہی کہ اگر
آپ اوسکو ملاحظہ فرماتی تو اس دلیل کا نام بہی نہ لیتی لیجیی اب مین تحفہ کی عبارت نقل کرتا ہون

خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ تحفہ کے باب سیوم در ذکر احوال اسلاف شیعہ فرماتی ہین - محمد بن
علی بن بابویہ القمی و این قمی غیر آن قمی ست کہ بخاری بوی استشہاد کردہ ست و در روایت حدیث
الشفاء فی ثلث شرطۃ محجم و شربۃ عسل وکیۃ بنار در کتاب الطب از صحیح خود گفتہ ست
ورواہ القمی عن لیث عن مجاہد زیرا کہ این بابویہ قمی از قرن رابع ست و لیث از اہل قرن
ثانی امکان نیست کہ لیث را دیدہ باشد و از وی روایت کردہ و اگر روایت عن لیث را بر ارسال روایت بالواسطہ حمل کنیم حالانکہ خلاف
متعارف بخاری ست در امثال این مقامات ضرورت نمی شود زیرا کہ وفات بخاری سطہ ثابتہ ست پس ابن بابویہ از وی
متاخر ست بزمان بسیار بوی چہ قسم استشہاد تواند کرد و لنعم ما قیل فی میلاد البخاری و فاتہ
وسنی عمرہ ولد فی صدق وعاش حمیدا ومات فی نور و در این مقام بعضی از بزرگان متاخرین را
در فہم عبارت سمعانی غلط افتادہ چنان گمان بردہ اند کہ این قمی ہمان قمی ست کہ بخاری بوی
استشہاد نمودہ در اینجا نقل عبارت سمعانی کردہ شود و منشاء غلط بیان کردہ آید قال السمعانی فی
المنسوبین الی قم و ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی نزل بغداد وحدث
بہا عن ابیہ وکان من شیوخ الشیعۃ ومشہوری الرافضۃ روی عنہ محمد بن طلحۃ النعالی
ویعقوب بن عبد اللہ بن سعد القمی استشہد بہ البخاری فی صحیحہ فی کتاب الطب
فقال فی حدیث الشفاء فی ثلثۃ شرطۃ محجم وشربۃ عسل وکیۃ بنار رواہ القمی عن لیث
عن مجاہد عن ابن عباس والاستاد العمید ابو الطاہر سعد بن علی بن عیسی القمی
صار وزیر السلطان سنجر بن ملکشاہ الی آخر ما قال عبارت الانساب وصحح شراح
البخاری بان القمی الذی استشہد بہ البخاری ہو یعقوب بن عبد اللہ بن سعد القمی

ع ۔ سمعانی نے اونکے بیان مین جو قم کی طرف منسوب ہین کہا ہی اور ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی بغداد مین اُترا اور اپنے باپ سے وہان حدیث کی شیعہ کے شیوخ اور رافضیونکی شہرت یافتون مین ہے محمد بن طلحہ نعالی نے اوس سے روایت کیا اور یعقوب بن عبد اللہ بن سعد قمی بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب الطب مین اسکے ساتھہ استشہاد کیا ہی اور اوس حدیث مین جسکا حاصل یہہ ہی کہ شفا تین چیزون مین ہی سینگی لگوانا شہد پینا آگ کے ساتھہ داغ دلوانا کہا ہی روایت کیا ہی اسکو قمی نے لیث سی اور اوسنی مجاہد سی اور اوسنی ابن عباس سے اور استاد عمید ابو الطاہر سعد بن علی بن عیسی قمی جو سلطان سنجر بن ملکشاہ کا وزیر ہو گیا تھا آخر عبارت سمعانی تک - اور بخاری کی شارحون نے تصریح کی ہی کہ بخاری نے جس قمی کے ساتھہ استشہاد کیا ہی وہ یعقوب بن عبد اللہ بن سعد قمی ہے - ۱۲ -

لا[1] ابن بابویه والضابطة فی کتاب الانساب ان یعطف احد المنسوبین بنسبة واحدة علی
آخر بواو عطف مکتوبة بالحمرة فلعل ناسخ نسخة ذلک البعض سها فکتب تلک الواو
بالسواد حتی ظن من رواة ابن بابویه وان ما بعده وهو قوله استشهد به البخاری
مما یتعلق بحال ابن بابویه والواقع لیس کذلک بل تمت ترجمة ابن بابویه الی قوله
روی عنه محمد بن طلحة النعالی وابتداء بقوله ویعقوب بن عبد الله بن سعد
استشهد به البخاری فی ترجمة اخری وکل هذا نشاء من غلط الناسخ وتصرف النساخ
اشد تغلیطا من هذا القدر والله العاصم عن کل زلل - انتهی
بلفظہ الشریف اب اس تقریر سے صاف واضح ہو گیا کہ ابو جعفر قمی سے نہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے
استشہاد کیا اور نہ انساب مین بخاری کا اوس سے استشہاد منقول ہے صرف بعض متاخرین کو کاتب
کی غلطی سے غلطی واقع ہو گئی ہے اور واضح ہو کہ بالفرض اگر بعض سے مراد علامہ ذہبی رح کی خواجہ پارسا رح
ہی ہو تاہم اس تقریر کا مدار اسی امر پر ہے کہ اس عبارت کو خواجہ رح کی تسلیم کیجاوے اور اوسمین اوسکی الحاق کی
نسبت چون وچرا کی جاوے - چونکہ ثبوت الحاق کا انحصار قرائن خارجیہ ہی پر ہے جسمین گفتگو کی
گنجایش ہے اور جواب بدون اوسکے ہی سہل تھا تو اسلیے حضرت خاتم المحدثین صاحب تحفہ نے اوس عبارتکو
خواجہ پارسا رح کی ہی تسلیم وفرض کرکے جواب تحریر فرمایا تو اب بعد اوسکی اس تقریر مین اور تقریر سابقہ
مین جو متعلق الحاق بیان ہو چکی ہے باہم کچھہ تعارض وتناقض نہین ہے اب اسقدر گذارش کرنا اور باقی
رکھا ہے کہ بحمد اللہ تعالی ایسی ایسی واہیہ وموضوعات ومفتریات سے اہل سنت کی مذہب پر خدشہ
واقع ہونا محالات سے ہے - لیکن یہہ ہے روایت کہ جسکی ناصبیہ کاذبہ سے امارات وضع وافترا ظاہر

لا[1] ترا ابن بابویہ سی اور کتاب الانساب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جو لوگ ایک نسبت کے ساتہہ منسوب ہین اونمین سے ایک کے دوسری پر سرخی کا
واو دیکر اوسمین لکھہ کے عطف کرتا ہے شاید اس نسخہ کی کاتب نے یہہ واو سہوًا سیاہی سے لکھدیا یہانتک کہ یعقوب بن عبد اللہ ابن
بابویہ کی روات سے گمان کیا گیا اور یہہ کہ مابعد اوسکا اور وہ قول استشہد بہ البخاری ابن بابویہ کے حال سے متعلق ہے حالانکہ واقع مین ایسا نہین ہے
بلکہ ابن بابویہ کا حال قول روی عنہ محمد بن طلحۃ النعالی تک تمام ہو گیا تہا اور قول ویعقوب بن عبد اللہ بن سعد استشہد بہ
البخاری سے دوسرا حال شروع کیا اور یہہ سب کاتبون کی غلطی سے ناشی ہے اور کاتبون کی غلطی اس سے بہی زیادہ سخت ہوتی ہے
اور اللہ تعالی ہی نگہبان ہے ہر ایک لغزش سے - ۱۲ -

وباہر مین حضرات شیعہ کی مذہب پر خرابی ڈالنی کے واسطی کافی ہی شرح اس اجمال کی مختصر اینہی کہ اس روایت مین بعضی جملی ہین جو دوسری روایات کی معارض ومناقض ہین اور نیز باہم متعارض ہین (۱) اس روایت مین مذکور ہی کہ شجاع تر ہو اور جب ہم تتبع روایات وحالات ائمہ کرتے ہین تو نفی شجاعت ثابت ہوتی ہی روی الاخباریون کلہم من الامامیۃ عن ابی حمزۃ الثمالی عن علی بن الحسین قال ابو حمزۃ قال لی علی بن الحسین کنت متکئا علی الحائط وانا حزین متفکر اذ دخل علی رجل حسن الثیاب طیب الرائحۃ فنظر فی وجہی ثم قال ما سبب حزنک قلت الخوف من فتنۃ ابن الزبیر قال فضحک ثم قال یا علی ہل رایت احدا خاف اللہ ولم ینجہ قلت لا قال یا علی ہل رایت احدا سال اللہ فلم یعطہ قلت لا ثم نظرت فلم ار قدامی احدا فعجبت من ذلک فاذا بقائل اسمع صوتہ ولا اری شخصہ یقول یا علی ہذا الخضر عن تحفہ قطع نظر اس کی اس روایت سی قراین اور حالات کو حسب تصریح علما شیعہ جب دیکھا جاتا ہی تو کچھہ نفی شجاعت کی ہی نہین پائی جاتی بلکہ معاذ اللہ توبہ توبہ قطع نظر عدم شجاعت سی بغیرت وبیحفاظتی حضرات کی دشمنون کی طرف منسوب ہوتی ہی جناب امیر اور جناب حسنین رضی اللہ عنہم کی نسبت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت مین انکی مظلومی کی کیفیت بیان کرنے پر آتے ہین تو نہ شجاعت ہی چھوڑتی ہین اور نہ غیرت وحمیت ہی باقی رہنی دیتے ہین بلکہ دین وایمان تک خیرباد کہہ دیتی ہین (۲) محدث باشد یہہ بالکل خلاف کتاب اللہ ہی کیونکہ قرآن مجید مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بصراحت تمام مذکور ہی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نبوت آپ پر ختم ہو چکی اب ائمہ کو محدث کہنا حضرت کے ختم نبوت کو بالکل باطل کرتا ہی

ؔ امامیہ کے تمام اخباریون نے بواسطہ ابو حمزہ ثمالی کے امام علی بن الحسین سے روایت کی ہی ابو حمزہ نے کہا کہ مجھسی امام زین العابدین نے فرمایا مین اندوہ اور فکر کی حالت مین دیوار سے سہارا لگائی ہوئی تہا ناگاہ ایک شخص عمدہ لباس اچھی خوشبو دار آیا اور میری چہری کی طرف دیکھا اور کہا کہ تیری اندوہ کا کیا سبب ہی مینی کہا کہ مین ابن زبیر کے فتنہ سے ڈرتا ہون فرمایا وہ ہنس پڑا پہر کہا ای علی کیا تونی کسیکو دیکھا کہ خدا سی ڈرا ہو اور اسکو نجات نہ دی ہو ـ مین نے کہا نہین ـ کہا ای علی کیا تو نے کسیکو دیکھا ہے کہ خدا سی سوال کیا اور دستی نہ دیا ہو مینی کہا نہین بہر مینی نظر کی تو اپنی سامنی کسیکو نہ دیکہا مجکو اس سی تعجب ہوا ناگاہ ایک ایسی قائل کی آواز کو سنا جسکی صورت کو نہ دیکہتا تہا کہتا تہا ای علی یہہ خضر ہے ۱۲

کیونکہ محدثیت اسکا نام ہی کہ نزول وحی کا بواسطہ فرشتہ کے ہو لیکن اسطرح پر کہ فرشتہ کی حرف آواز مسموع ہو اور اوسکا مشاہدہ نہو خواہ اوسکا نام وحی رکھا جاوی یا نہ رکھا جاوی یہہ آپکی اختیار ہی آپکی حضرت کلینی نے امام سجاد سے روایت کی ہی وان علی بن ابی طالب[1] کان محدثا وھو الذی یرسل اللہ الیہ الملک فیکلمہ ویسمع الصوت ولا یری الصورۃ (۳) ونزد وی مصحف فاطمہ بود - کیا جناب امیر کا مصحف کافی نتہا جو صحیفہ جناب فاطمہ کے ضرورت پڑی (۴) وامر معروف کنندہ ونہی از منکر کنندہ تر بود کیا اسیکا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نام ہی کہ غلط مسائل خلق کو بتلا کر گمراہ کرین استبصار کو دیکہہ لیجیی حال منکشف ہو جائیگا اور قسم کہا کر امراء جور کی جہوٹی تعریفین اور خوشامد کرین خطبہ للہ بلاد فلان وغیرہ سے آپکی کیفیت منکشف ہو سکتی ہی اور کیا امر بمعروف ونہی از منکر اسیکا نام ہے جو جناب امام حسن نے خلع خلافت کر کے کیا (۵) دعای او مستجاب بود کہ بر سنگ دعا کند دو پارہ شود - افسوس کہ حکام ظالمین کے ظلم وزیادتیان سہتے سہتے ثقلین ذلیل وخراب ہوئی دین ودنیا ایک عالم کے درہم برہم ہوئی ائمہ اونکا دفع کر سکتی تہی اور نہ کیا اگر ظاہر سے فوج وسپاہ ذوعدد وعدد نہین تہی تو کاش کوئی دعای سحری ہی کام کرتے جن سے سعادت دین کا کام تمام ہوتا امت کی اصلاح ہوتی حق حقدار کو پہونچتا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جسقدر ائمہ کی زمانہ مین حکام وامراتہی جابر وظالم ودشمن دین نہ تہی ورنہ پہر استجابت کسر ان کے لیکر رہے چہوڑی تہی (۶) درمیان او وخدا عمودی بود از نور کہ بہ بیند دروی اعمال بندگان وہرچہ بدان محتاج بود یہہ جملہ اور وہ جملہ جو اسکے بعد متصل مذکور ہے باہم متعارض ہین اور وہ جملہ یہہ ہی وگاہی بسط کردہ شود برای او پس بداند وگاہی قبض کردہ شود از وی پس نداند جملہ اول دلالت کرتا ہی کہ ہر شی کو ہر وقت معلوم کر سکتی ہین تو ہر وقت بدون تخصیص شی دون شی وزمان دون زمان ہر ایک شی جسکی حاجت ہو معلوم کر سکتی ہین اور جملہ دوسرا اوسکا مدعا یہہ ہی کہ ائمہ بر دو حالتین

[1] اور علی بن ابی طالب محدث تہی اور محدث وہ ہی جسکی طرف اللہ فرشتہ بہیجی وہ اوس سے کلام کری اور آواز سنی اور اوسکی صورت نہ دیکہی -- ۱۲

طاری ہوتی ہین ایک حالت قبض کی اور دوسری حالت بسط کی حالت بسط مین غیبیات کو
جانتی ہین اور حالت قبض مین غیبیات کے ساتھہ علم متعلق نہین ہوتا اور نیز یہہ امر اسکی
بہی منافی جو اکثر علماء محدثین و فضلاء متبحرین نے جناب امیر کے واسطے علم ما کان و ما یکون اپنی
روایات سے ثابت کیا ہی کہ شاید بعض روایات بدرجہ تواتر کو پہنچتی ہونگی چنانچہ ثقۃ الاسلام
کلینی کافی مین اور ابن بابویہ نے خصال وغیرہ مین ثابت کیا ہی بنظر اختصار صرف ایک
روایت خصال سے اکتفا کرتا ہون ۔ حدثنا ابی و محمد بن الحسن رضی اللہ عنہما قال حدثنا سعد
بن عبد اللہ قال حدثنا محمد بن عیسی بن عبید و ابراہیم بن اسحق بن ابراہیم عن
عبد اللہ بن حماد الانصاری عن صباح المزنی عن الحارث بن حصیرة عن الاصبغ بن نباتة[52]
عن امیر المومنین علیہ السلام قال سمعته یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ علمنی الف
باب من الحلال والحرام ومما کان وما یکون الی یوم القیمة کل باب منها یفتح الف باب فذلك
الف الف باب حتی علمت علم المنایا والبلایا وفصل الخصومات اب اس روایت کو
ملاحظہ فرمایئے اور اس جماع سے مطابقت دیجیے بلکہ اس روایت سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ
جناب امیر کو جسقدر علم ما کان و ما یکون تہا وہ اس تعلیم کے طفیل تہا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرض کی حالت مین سرگوشی فرما کر تعلیم فرمایا تہا تو معلوم ہوتا ہے کہ مجموعہ دونوں کی محض
حضرات کا اختراع ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ یہہ تعلیم ائمہ باقیہ تک انہین پہنچی تو چاہیے کہ اونکو
علم ما کان و ما یکون نہو علاوہ ازین کتاب اللہ کی بہی مخالف ہی حق تعالی شانہ فرماتا ہی
وما تدری نفس ماذا تکسب غدًا[53] القمی عن الصادق قال هذه الخمسة اشیاء لم یطلع علیها[54]
ملك مقرب ولا نبی مرسل وهی من صفات اللہ تعالی اور فرمایا ہی عالم الغیب فلا یظہر

---

[52] اصبغ بن نباتہ جناب امیر سے روایت کرتا ہی کہتا ہی مینی جناب امیر سے سنا فرماتے تہی کہ مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے حلال سے اور حرام سے جو گذر چکا ہی اور جو آئندہ ہوگا ہزار باب تعلیم فرمائی کہ ہر باب ہزار باب کہولتا ہی تو یہہ دس لاکھہ باب ہوئی یہانتک کہ مین موتون اور مصیبتون اور جہگڑونکے فیصلہ کا علم سکہلایا گیا ۔ ١٢

[53] اور کوئی نفس نہین جانتا ہی کہ کل کو کیا کمائیگا ۔

[54] امام صادق سے روایت ہی ان پانچ چیزون پر نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی مرسل مطلع ہی اور یہہ اللہ کی صفات سے ہین ۔ ١٢

علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول[۱] الخ (۷) ابن بابویہ قمی نے جو روایت خصال میں بیان علامات امام میں لکھی ہے اوسکو نقل کرکے بعض فوائد بیان کرتے ہیں۔ عشر خصال من علامات الامام علیہ السلام[۲] عن ابی عبد اللہ جعفر بن محمد علیہما السلام قال عشر خصال من صفات الامام العصمۃ و النص وان یکون اعلم الناس واتقاہم للہ واعلمہم بکتاب اللہ وان یکون صاحب الوصیۃ الظاہرۃ ویکون لہ المعجزۃ والدلیل وینام عینہ ولا ینام قلبہ ولا یکون لہ فیئی ویریٰ من خلفہ کما یریٰ من بین یدیہ قال مصنف ہذا الکتاب معجز الامام ودلیلہ فی العلم واستجابۃ الدعوۃ فاما اخبارہ بالحوادث التی تحدث قبل حدوثہا فذلک بعہد معہود الیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وانما لا یکون لہ فیئی لانہ مخلوق من نور اللہ عزوجل واما رویتہ من خلفہ کما یریٰ من بین یدیہ فذلک لما اوتی من التوسم والتفرس فی الاشیاء قال اللہ عزوجل ان فی ذلک لآیات للمتوسمین۔ انتہی اب براہ مہربانی اس روایت کو ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے کہ آپکے صدوق صاحب نے اس روایت میں جو روایت سابقہ سے کسیقدر مخالف ہے ائمہ کی لیے معجزہ ثابت کردیا ہے بعد اسکی آپ اپنے صدوق صاحب کی تاویل بلکہ تحریف کا بھی معائنہ فرمائیے کہ اونہوں نے معجزہ کو علم کے ساتھہ مخصوص فرمایا اور اخبار بالحوادث کو معجزہ ہونے سے خارج کیا اور اوسکی نسبت فرمایا کہ اخبار بالحوادث بعہد معہود من الرسول ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ وہ ہونا چاہیے جو اپنا خانہ زاد ہو اور کسی سے ماخوذ ہو تو آپکے حضرت صدوق نے اعلم کو حضرت امیر کا خانہ زاد سمجھا اور یہہ خیال کیا کہ یہہ بعہد معہود الیہ من الرسول نہیں ہے حالانکہ اونہی اپنی کتاب الخصال کی وہ روایت جو اہی

---

[۱] بھید کا جاننے والا نہیں ظاہر کرتا اپنے بھید کو کسی پر مگر جو پسند کرلیا کسی رسول کو ۱۲ [۲] امام کی صفات سے دس خصلتیں ہیں عصمت اور نص اور یہہ کہ زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار اور زیادہ کتاب اللہ جاننے والا اور ظاہر وصیت والا ہو اور اوسکی لیے معجزہ اور دلیل حاصل ہو اور اوسکی آنکھہ سوتے اور دل بیدار ہو اور اوسکی سایہ نہو اور جیسا سامنے سے دیکھے ویسا ہی پیچھے سے دیکھے۔ اس کتاب کا مصنف کہتا ہے امام کا معجزہ اور دلیل علم اور قبولیت دعا میں ہے اور امام کے پیشین گوئیاں یہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے حاصل ہیں اور سایہ اسلیے نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے نور سے مخلوق ہے اور پیچھے سے دیکھنا یہہ سبب اسکے ہے کہ اوسکو فراست عطا ہوئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسمیں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے ۱۲

حصال سے نقل کیے گئی علمنی الف باب خود بطریق سنو عمر روایت فرمائی ہی حضرت کو وہ یاد
نہی علاوہ اسکی جب اخبار بالحوادث بعید معہود ائمہ ہی تو وہ عمر سو نوری جو روایت
سابقین بنایا گیا ہی وہ محض وضع و اختلاق ہے اور نیز قصہ قبض و بسط کا سبب ہے غلط ہوا
قوله سیوم یہہ کہ فاضل رشید نے شیخ عبد الحق صاحب دہلوی کی توصیف مین کتاب
الصباح لطافۃ المقال مین لکہا ہی کہ تصانیفش در علوم دینیہ مسلم الثبوت نزد علماء اہل سنت
وجماعت وکلامش بجہت اتصاف بجودت و انصاف مستند اصحاب دیانت و براعت است
انتہی بقدر الحاجۃ - اور یہہ روایت ہی شیخ عبد الحق صاحب کے تصنیف دینی مین بلا رد و انکار منقول ہے
چاہیئی کہ یہہ بہی مسلم الثبوت علماء اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہو - **اقول** فاضل رشید
رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز یہہ نہین فرمایا کہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ معصوم از سہو و خطا ہی بفرض محال
اگر یہہ بات ثابت بہی ہوجاوی کہ یہہ روایت بلا رد و انکار علی سبیل التسلیم نقل کی ہی تو بہی دیگر
صحت کو مقتضی نہین کیونکہ جب بداہۃً نقل مطابق منقول عنہ کے نہین تو کیونکر واجب التسلیم
ہوگی - معہذا اگر یہہ قاعدہ آپکا مسلمہ ہی تو ابن بابویہ کی تمام مرویات اور اسیطرح ابی طوسی
صاحب کے تمام روایات واجب القبول ہونگی علاوہ ان سب کے کافی کلینی جو کتاب اللہ سے بہی
اصح سمجہی جاتی ہی اوسکی روایات تو ضرور ہی واجب القبول ہونگی - اور متقدمین مین سے
جوالیقی و صاحب الطاق وغیرہ بہی مسلم الثبوت مین انکی روایات بہی بلا دلیل بہر حیثیت مقبول ہونگی
لیکن ہم دیکہتی ہین کہ یہہ بالکل غلط اور غیر معمول بہ ہی ہشام بن الحکم نے جوالیقی اور صاحب الطاق
پر رد لکہا ہی معالم العلماء محمد بن علی بن شہر آشوب مین دیکہہ لیجیی ہشام بن الحکم کے ترجمہ مین لکہا ہے
جس جگہ اوسکی مصنفات بیان کیی ہین - الرد علی ہشام الجوالیقی اور پہر لکہا ہی کتاب علی
شیطان الطاق اور واضح ہو کہ یہہ مبارک لقب آپکی ابن شہر آشوب کا ہی عطیہ ہی بندہ کے
طرف سے نہ خیال فرماوین کہ بندہ نے یہہ گستاخی نہین کی - آپکی امام کلینی جو مسلم الثبوت اور
کتاب کافی جو صحاح اربعہ مین اعلی مرتبہ اور امام پر پڑہی گئی ہی آپکو معلوم ہی کہ اوسمین تحریف

واسقاط آیات قرآنی کی نسبت روایات باسانید صحیحہ مروی ہین حالانکہ ابن بابویہ نے اون روایات
کو موضوع و مفتری اور اونکی قایل کو کاذب فرمایا ہی وقال شیخنا[ل] الصدوق رئیس المحدثین
محمد بن علی بن بابویہ القمی طیب اللہ ثراہ فی اعتقاداتہ اعتقادنا ان القرآن الذی
انزلہ اللہ علی نبیہ ھو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک
قال ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب نقلا عن التفسیر الصافی صفحہ نمبر ۱۵
اسیطرح ابن مطہر حلی نے حدیث لیلۃ التعریس اور حدیث ذی الیدین کو موضوع کہا ہی حالانکہ کلینی
مین باسناد صحیح مروی ہیں [illegible] سید مرتضی نے اپنی استاد الاستاد شیخ ابن بابویہ کی حدیث صحیح
جوشن کی بابت روایت کی ہی تکذیب کی ہی اور موضوع کہا ہی باوجودیکہ اوسکی سند ہی صحیح ہی
لیکن اتنا فرق ہی کہ ہمنی اون حدیث کی ہی جسکا [illegible] بالاتفاق مجروح تہی تکذیب
کی ہی اور حضرات نے اون روایات کو موضوع و مفتری کہا ہی جنکی سند کی صحت مسلم الثبوت
قرار دی پہر جواب [illegible] روایات [illegible] سی تجویز فرماوین وہی ہماری طرف سی
براہ مہربانی قبول فرماوین [illegible] روایات کی نسبت پہلی [illegible] مفصلا ہوچکا ہی **قولہ**
چہارم یہہ کہ اگر یہہ روایت جو خواجہ پارسا و شیخ عبد الحق نے علامات امام مین نقل کی ہی موضوع
و مفتری ہی اور ہم جانتے ہین کہ آخر حضرات اہل سنت کو شاید مجبوراً یہہ ہی کہنا پڑیگا سو لازم آئیگا
کہ حضرت خواجہ پارسا و شیخ عبد الحق صاحب نہایت ہی صاحب حیا و غیرت ہین کہ خود ہی اپنی بحث
مین اہل حق پر اس گمان و وہم سی کہ روایتین موضوعہ نقل کرکے جناب امیر کی افضلیت ثابت کرتے
ہین نہایت ہی تشنیعات شنیع و تعریضات قبیح وارد کی ہین یہہ کیا اندہیر ہی کہ بفحوای اَتَأمُرُونَ
النَّاسَ بِالبِرِّ وَتَنسَونَ اَنفُسَکُم تمام اپنی افادات کو پس پشت ڈالکر اسی امر کی خود مرتکب ہوی

[ل] ہماری شیخ صدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ قمی طیب اللہ ثراہ نے اپنی اعتقادات مین کہا ہی ہمارا اعتقاد یہہ ہی جو قرآن اللہ تعالی نے اپنی نبی پر نازل فرمایا تہا وہ وہی جو دو پٹھونکی درمیان ہے اور جو لوگونکی پاس ہی وہ اس سی زیادہ نہین ہے اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم کہتے ہین کہ یہہ زیادہ ہے وہ جہوٹا ہے ۔ ۱۲ ۔

کہ جسکا طعن اہل حق پر کرتے تھے یعنی ایسی حدیث موضوع و روایت مجعول کہ اونکے زعم مین محض
کذب و افترا ہی حضرت امام رضا کی نام لگا کر روایت کی اور اوسکو دینی کتاب مین جو ہدایت
خلق سیما اہل سنت کیلیے تصنیف کی ہی لکھی اور کچھہ بہی اوسکا رد و انکار نہ کیا بلکہ برعکس اوسکی راوی
کی توثیق و بخاری کا اعتماد نقل کیا اور سُنّی مسلمانونکو جو ضعیفونکی ایسی خرافات سے پاک مین گمراہ
کیا کیونکہ جب وہ دیکھینگی کہ ایسی عالم ثقہ و جلیل و معتمد نے اس حدیث کو اپنی دینی کتاب مین لکھا ہی
اور بجای رد و انکار کے اوسکی راوی کی توثیق کی ہی تو بیشک اوسکو حق سمجھینگی اور تصدیق کرینگی

اقول یہہ جوش و خروش ہماری محبیب کا محض اپنی اور اپنی اکابر کے خوش فہمی کے سبب سے
ہی کہ عبارت فصل الخطاب جسمین ترجمہ فصل الخطاب مذکور ہی نہین سمجھی ورنہ فی الحقیقت
نہ اوس روایت کی اوسمین توثیق ہے بلکہ رد و انکار ثابت ہی اور نہ کسیکو گمراہ کیا۔ اگر کوئی اپنی کوتہ
فہمی سے گمراہ ہو اوسکا الزام اونکی ذمہ نہین ہوسکتا ورنہ آدمی معانی قرآن کے نہ سمجھنے کی
وجہ سے گمراہ ہوگیی معاذ اللہ خدا تعالے پر اوسکا الزام آپکے نزدیک نہین حالانکہ وجوب لطف
کی بہی آپ قائل مین پس بحمد اللہ بقول سامی سنی مسلمان اب بہی ایسی خرافات سے پاک و منزہ
ہین اور اہل سنت کی تشنیعات و تعریضات کچھہ فضائل ائمہ کی ہی بابت نہین ہین بلکہ تمام الٰہیات
و نبوات و اعتقادات و عملیات کی نسبت ہین اگر آپ تہوڑی سی بہی تحقیقات اپنی روایات
و عقائد کی فرماوین تو آپ پر بہی واضح و لایح ہوسکتا ہی اور مشرح جواب اس دلیل کا ابحاث سابقہ
کی ضمن مین گذر چکا ہی اوس سے آپکو واضح ہوگیا ہوگا کہ ہمکو کچھہ مجبوری نہین کہ ہم اوس
روایت کو موضوع و مفتری ہی کہین گو فی الحقیقت موضوع و مفتری ہے پس
آپکا یہہ فرمانا صرف آپکی کمال فہم و نہایت دانشمندی کی دلیل ہی۔ باقی کلمات
ناملائم کا جواب ہم وابستہ قلم انداز کرتے ہین **قولہ** اب افضلیت کے باب مین حضرت
خلیفہ اول کی شہادت لیجیی۔ کنز العمال کے فرع اول خلافت ابوبکر باب ثانی کے
فصل ثانی کتاب الامارت حرف ہمزہ مین لکھا ہی عن علی قال لما الیها الناس

عن بیعة ابی بکر قال من احق بهذا الامر منی الست من صلی الست الست فذکر خصالا۔
خلیفہ اول کے یہہ کلام صریح اسپر دال ہی کہ سبقت اسلامیہ و خصائل شریفہ مزعومہ اپنی کو اپنی خلافت
کی افضلیت پر دلیل لائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک بہی احق خلافت وہی ہی
جو افضل ہو۔ **اقول** اجی میر صاحب ہمنی یہہ کب کہا ہی کہ افضل احق بالخلافت نہین
ہی مدعا کچہہ ہت آپ کچہہ فرمانے لگی اصل مدعا جسکی اثبات کا آپنے بیڑا اوٹہایا ہی وہ ہی
آپکی حافظہ شریفہ سے نکل گیا ہی پہلی اوسکو سوچکر یاد کریجی پہر اس روایت سے اوس مدعا پہ
استدلال کیجیی۔ افسوس کہ جناب نے یہہ خیال نفرمایا کہ ثبوت احقیة مثبت اشتراط افضلیت
نہین ہے بلکہ اگر آپ بنظر تامل ملاحظہ اس دلیل کا کرین تو اس آپکے ہی دلیل سے اثبات
عدم اشتراط افضلیت ہوتا ہی کیونکہ جسوقت ایک فرد کے لیی افضلیت اور احقیت ثابت
ہوئی اور ظاہر ہی کہ افعل التفضیل مین زیادتی نسبی ہوتی ہی جسکو اوسکی وضع مقتضی ہے
تو افراد باقیہ کے لیی بہی فی الجملہ فضل و حقیق بالخلافت ہونا ثابت ہوا پہر اگر خلافت حق
کو کسی وجہ سے نہ پہونچی اور حقیق کو پہونچ جاوی تو کوئی وجہ نہین ہے کہ منعقد نہو کیونکہ جب
حقیق بالخلافت ہونا اوسکی لیی پایا گیا تو وہ خود بالبداہة مستلزم انعقاد کو ہی ورنہ حقیق
ہونا باطل ہوگا دو ذکہ خلافت تو اوسی کی ثابت ہوا کہ افضلیت شرط انعقاد خلافت نہین
وہذا ہو المطلوب۔ **قولہ** چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالة الخفا مین اعتراف
کرتے ہین کہ اثبات خلافت خاصہ مین افضلیت کو دخل ہی مسند ابی بکر فصل رابع مقصد اول
واقع صفحہ نمبر ۵ مین یہہ عبارت لکھی ہے اما اثبات صدیق ہو خلافت حضرت فاروق را
بافضلیت او۔ فقد اخرج الترمذی عن جابر بن عبد الله قال عمر لابی بکر یا خیر الناس
بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ابو بکر اما انك ان قلت ذالك فلقد سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر واخرج ابو بکر
بن ابی شیبة عن زید بن حارث ان ابا بکر حین حضره الموت ارسل الی عمر یستخلفه فقال

[illegible]

الناس تستخلف علینا فظا غلیظا ولو قد ولیناکان افظ واغلظ فما تقول لربك اذا لقیته واستخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفنی اقول اللهم استخلفت علیهم خیر خلقك الحدیث واخرج ابوبکر بن ابی شیبة عن محمد عن رجل من بنی زریق فی قصة طویلة قال ابوبکر لعمر انت اقوی منی فقال عمر انت افضل منی

ناظر منصف درین آثار مضطر میشود درآنکه این اوصاف را دخلی هست در اثبات خلافت خاصه که در طبقه اولے بود والا ذکر این کلمات در مبحث اثبات خلافت خارج از قانون مخاطبات باشد انتهی۔ دیکھیے حضرت خلیفہ اول کے نزدیک افضلیت خلافت کے لیے ایسی ضروری تھی کہ باوجودیکہ اصحاب کرام خلیفہ ثانی کو فظ غلیظ کہتے تھے اور انکی خلیفہ کرنے سے خداوند تعالے سے ڈراتے رہے مگر چونکہ خلیفہ اول کے نزدیک وہ افضل تھے کچھہ بھی خیال نہ کیا اور خلیفہ کر ہی دیا۔ **اقول** یہہ دلیل بھی مثل دلیل سابق کے موافق مدعا نہیں اور اس سے بھی اشتراط افضلیت ثابت نہیں ہوتا کیونکہ حسب اعتراف فاضل مجیب اس دلیل سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ افضلیت کو اثبات خلافت خاصہ میں دخل ہے اور اسکا ہمنے انکار نہیں کیا۔ انکار صرف اشتراط کا ہے اور مطلق دخل ہونا بداہتہ مستلزم اشتراط کو نہیں پس اثبات اشتراط کے لیے اسکو پیش کرنا بیجا ہے خود نہیں اور جبکہ افضلیت کو دخل ہے تو بہنگام استخلاف ضرور اسکو ملحوظ رکھا جائیگا اور افضل احق بالخلافت ہوگا لیکن اس سے اشتراط افضلیت سمجھنا اور عدم انعقاد کا قائل ہونا خطا ہے اور خلیفہ بنانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو باوجود لوگونکی ڈرانی کے ایسا مثمر خیرات و منتج حسنات ہوا کہ ایک عالم مین خدا تعالے کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ڈنکا بجگیا اور حسب ارشاد جناب امیر وا للہ منجز وعدہ خداوند تعالے شانہ کا وعدہ استخلاف ظاہر ہوا اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ فراست صدیقی اس معاملہ مین رضای خداوند تعالے کے موافق ہوئی اور جو لوگ اس باب مین مخالف تھے اونکی فراست خطا پر تھی۔ باقی رہا فظ وغلیظ ہونا یہہ وہ صفت ہے جو مقبول و پسندیدہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکی اور اسکے زبدر کی

قصہ مین اسی وصف مین حضرت نوح علی نبینا علیہ الصلواۃ والسلام سی تشبیہ عطا ہوئی اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ اونکی شان ہی اونپر اعتراض لیغیظ بهم الکفار کا مصداق ہے - **قولہ** اب حضرت خلیفہ ثانی بانی مبانی خلافت خلیفہ اول کی شہادت لیجیی بخاری کی کتاب المحاربین باب الرجم الحبلی من الزنا اذا احصنت مین حدیث فلتہ مسطور ہے وہ بہت بڑی روایت ہی انعقاد بیعت خلیفہ اول کی کل کیفیت لکھی ہے اوسکی شروع سی مطلب کا فقرہ لکھتی ہین آپ وہ مقام ملاحظہ فرمائین وہ یہہ ہی - ولیس فیکم من یقتطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر الخ اب غور فرمایی کہ باوجود اس بیعت کی فلتۃً یعنی کار بے اندیشہ بدون مشورہ ہونے کی چونکہ آپکی خلیفہ ثانی کے زعم مین خلیفہ اول افضل تھے بدون مشورہ و اجماع و تامل یہہ بیعت صحیح ہوگیی چنانچہ آپکی خاتم المحدثین سطاعن ابوبکر طعن نہم مین یہہ عبارت لکھتی ہین کہ در آخر این کلام کہ شیعہ او را برای ترویج شبہ خود نقل کردہ اند این لفظ ہم واقع است وایکم مثل ابی بکر یعنی کیست در شما مثل ابوبکر در افضلیت و خیریت و عدم احتیاج بمشورہ و تامل در حق او - انتہی بقدر الحاجہ - **اقول** افسوس ہماری فاضل محب نے اس استدلال مین بہی وہ ہی غلطی کہائی جو دلائل سابقہ مین کہا چکی ہین اور یہہ دلیل بہی مثل دلائل سابقہ کے مدعا کے ساتھہ مربوط نہین ہی کیونکہ اس دلیل سی صرف اسقدر ثابت ہوتا ہی کہ افضلیت کو خلافت مین مدخل ہے اور ہم بہی کہتی ہین کہ افضلیت کو خلافت مین دخل ہی افضل احق بالخلافت ہی لیکن اس سی اثبات اشتراط افضلیت خیال محال ہی باقی رہا فلتہ کے معنی کار بے اندیشہ و بدون مشورہ کے فرماکر نفی اجماع کی فرمانا ہم تو کچھہ عرض نہین کرسکتی گستاخی مین شمار ہوگا - لیکن جناب ہی فرمائین کہ یہہ کہانتکی دیانت ہی کہ جو مفہوم لفظ کا نہین ہے اوسکو اوسپر چسپاں کرتی ہین - ذرا ادہر بہی تو سمجھی کہ اجماع کو فلتہ سی کیا تعلق ہی آپ اگر نظر انصاف سی ذرا بہی تامل فرمائینگی تو واضح ہو جائیگا کہ پہلی سے کام مین تامل و مشورہ نہ کرنا دوسرا امر ہے اور بے تامل و مشورہ ایک امر کو بالاجماع قبول کر لینا دوسرا امر اول کی نفی سی دوسری کی نفی سمجہنا حضرت کی خوش

فہمی کی دلیل ہے **قولہ** تعجب حیرت ہے کہ آپکی خاتم المحدثین افضلیت کو شرط خلافت نہین
مانتی بلکہ اوسکو بلدی مقابلہ مین خلاف عقل نقل فرماتے ہین اور خود ہی اسمقام مین تحریر فرماتے
ہین کہ بسبب افضل و خیر ہونے خلیفہ اول کے مشورہ و تامل کی ہی احتیاج نہین - **اقول**
یہہ آپکی حیرت و تعجب خود قابل حیرت و تعجب ہے کیونکہ اس قول سے (کہ بسبب افضل و خیر ہونے
خلیفہ اول کے مشورہ و تامل کے بھی احتیاج نہین) ہرگز اشتراط افضلیت پر دلالت نہین
بلکہ اس سے صرف اسقدر مفہوم ہوتا ہے کہ افضل احق بخلافت ہے - پس اس سے اشتراط سمجھنا
آپ جیسے منصف بنا خود دان و ذکی ذہین سے البتہ لائق سخت حیرت و تعجب کی ہوگا پھر اوسپر
اظہار حیرت و تعجب باعث مزید حیرت و تعجب اضعاف مضاعفہ ہے آپکی دلمین افضلیت
کچھہ ایسی سمائی ہے کہ آپکی عادت ہوگئی ہے کہ جسجگہ آپنے لفظ افضلیت دیکھا سمجھا کہ
اشتراط افضلیت کی دلیل ہے اور جھٹ پیش کردیا ہے بیت تیکہ در جہان فکار و چشم
بیدار هم توئی * هر کہ پیدا میشود از دور پندارم توئی * اور یہہ نہین خیال فرماتے کہ مقابلہ خصم
ایسی دلائل پیش کرنے سے بجز ندامت و شرمندگی کچھہ حاصل نہین ہے - **قولہ** اصل اجماع
جو حضرات سنیہ نے محض اس خلافت کے لیے وضع کی تھی اور اوسپر جو ناز ہی اوسکا بھی کچھہ
خیال نفرمایا **اقول** ای اہل دانش و انصاف خدا کے لیے ذرا اس جملہ کے مطلب کو فرمانا
اور اوس تعارض و تخالف کو جو فیمابین خلافت اور اجماع کے ہمارے فاضل محب نے واقع کیا ہی
دیکھنا اور ہمارے محب لبیب کے فہم کے داد دینا کہ لاحاصل اعتراض طبعزاد سے اپنا وقت ضایع فرمایا
سبحان اللہ - ایحضرت مشورہ و تامل کو اجماع کے ساتھہ تنافی و تضاد نہین ہے کہ اگر مشورہ
و تامل ہو تو اجماع ہی رفع ہوجاویگا بلکہ ممکن ہے کہ مشورہ و تامل ہوا ور اجماع نہو یا مشورہ و تامل نہو اور اجماع ہوجاے
اسمین کوئی استحالہ نہین ذرا تامل فرمایئے اور سوچیئے - **قولہ** افسوس ہے کہ آپکی خاتم المحدثین
اپنا قول بھی یاد نہین رکھتی اور یہہ بھول کچھہ اسی مقام پر منحصر نہین بلکہ تحفہ مین اکثر جا ایسا
ہوا ہی اور سبب اسکا آپ جانتی ہی مین ہم کیا عرض کرین **اقول** جہانتک ہمکو علم ہے

دیکھا التجربہ شاہد ہی ہم ایسی غلطی نہین کریا تو آپکی اور آپکی ان بزرگونکی جو تحفہ پر اعتراض کرتے ہین خوش
فہمی ہی یا محض عداوت وعناد ہے جسکی بدولت ع عیب نماید ہنرش درنظر * کا مصداق
ہو رہا ہی۔ آپنے اپنی اعتراض کا حال دیکھہ ہی لیا ہی اور حضرات کا حال بھی اسی پر قیاس فرما لیجیگا
پس آپ کا یہہ افسوس لائق افسوس کے ہی کہ مطلب خود نہ سمجھین اور الزام قائل کے ذمہ لگائین
علاوہ ازین آپکو معلوم ہی کہ زبان عناد سے خدا تعالے اور اوسکی کتاب پاک اور رسول بھی نہین
بچی تو مقابلہ اونکی تحفہ وصاحب تحفہ رح کے کیا حقیقت ہی بااینہمہ ہم صاحب تحفہ کو سہو
ونسیان سے معصوم بھی نہین سمجھتے **قوله** علاوہ اسکی اور بہت سے اقوال خلیفہ ثانی کی شرط
افضلیت پر دلالت کرتے ہین بخوف طوالت اونکو ترک کیا جاتا ہی **اقول** جبکہ آپنے اون
اقوال سے تعرض نہین فرمایا تو ہم بھی اونسے اغماض کرتے ہین اگر آپ اون اقوال کو ذکر فرماتے
ہم بھی انشاء اللہ تعالے درپی استیصال استدلال کی ہوتی **قوله** مگر اسقدر گذارش
کرنا ضرور ہی کہ خلیفہ ثانی کا افضلیت کو شرط خلافت جاننا ایسا صریح امر ہی کہ محققین اہل سنت
نی اوسکا اقرار کیا ہی چنانچہ صدر المحققین ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری مین کتاب
الاحکام فے اواخر الکتاب باب کیف یبایع الامام مین حدیث شوریٰ کی شرح مین
ابن بطال سے نقل کرتے ہین فان قیل بعض هولاء الستة افضل من بعض وكان رأى
عمر ان الاحق بالخلافة ارضاهم دينا وانه لا يصح ولاية المفضول مع وجود الفاضل
فالجواب انه لو صرح بالافضل منهم لكان قد نص على استخلافه وهو قصد ان لا يتقلد
العهدة فى ذلك فجعلها فى ستة متقاربين فى الفضل لانه تحقق انهم لا يجتمعون
على تولية المفضول ولا يالون المسلمين نصحا فى النظر والشورى وان المفضول منهم
لا يتقدم على الفاضل ولا يتكلم فى منزلة وغيره احق بها منه وعلم رضى الامة بمن رضى
به الستة - انتهى اس سے صاف ثابت ہی کہ علاوہ خلیفہ ثانی کے کل صحابہ کے نزدیک
افضلیت خلافت کے لیے شرط تھی کہ وہ مفضول کی خلافت صحیح نہ جانتی تھے **اقول**

یہہ استدلال بھی ہمارے فاضل مجیب کے لیے مثبت مدعا نہیں کیونکہ جملہ (وکان امرا عمران الاحق
بالخلافۃ ارضاھم دنیاً) بصراحۃ اس امر کو بیان کر رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہہ مذہب
تھا کہ احق بالخلافت وہ شخص ہے جو زیادہ دیندار ہو اور اس سے بالبداہۃ یہہ ثابت ہوتا
ہے کہ اشتراط افضلیت باطل ہے کیونکہ اسم تفضیل جسکی صفت واقع ہے اوسکی یہی ثبوت
فعل مع زیادت پایا جاتا ہے تو یہہ ہرگز اسکو مانع نہیں ہے کہ نفس فعل بدون زیادت کسیکی
واسطے ثابت ہو بلکہ باعتبار اقتضاء اصل وضع تفضیل کے وجود ایسے فرد کا ہونا چاہیے جسکی نسبت
زیادتی ثابت ہو ورنہ مبالغہ اور تفضیل مین کچھہ فرق باعتبار معنی کے نرہیگا جبکہ اس جملہ کا
مطلب ذہن نشین ہو چکا تو دوسرا جملہ جو اس جملہ سے مستنبط اور مستخرج ہے اوسکے مطابق ہونا
چاہیے اور اوسکا بھی مطلب صحیح واضح ہے کہ ولایت کے معنی تو یہہ کہے ہین اور لایصح کے معنی
لایجوز کے حاصل مدعا عبارت یہہ ہوگا - وانہ لایجوز تولیۃ المفضول مع وجود الفاضل یعنی
فاضل کے ہوتے مفضول کو متولی امور بنانا جائز نہیں - پس اس صورت مین یہہ جملہ اور جملہ سابقہ ہم
معنی ہوگئے کہ دونوں کا حاصل احقیۃ بالخلافت افضل کے لیے ہے اور اگر اس جملہ کو باوجودیکہ جملہ اولی کے
فرع ہے اوسکی طرف راجع نکیا جاویگا تو باہم اصل و فرع متعارض رہینگے - اسکی بعد سینی کہ خاتمہ جواب
عبارت سے جو لانہ تحقق سے آخر تک مذکور ہوئی یہہ سمجھا کہ کل صحابہ کے نزدیک افضلیت خلافت
کی ایسی شرط تھی کہ مفضول کی خلافت صحیح نجانتے تھے سراسر غلط ہے کیونکہ اول تو حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے خلافت کو تمام صحابہ مین دائر نہین کیا تھا بلکہ صرف چھہ شخصون مین منحصر
کر دیا تھا جنکا عبارت اعتراض مین صراحۃ ذکر ہے تو جسقدر ضمایر جمع کی اس عبارت مین
مذکور ہین وہ سب راجع بطرف ستہ متقاربین فی الفضل ہین تو اس سے ہمارے فاضل
مجیب کا کل صحابہ کو سمجھنا کمال خوش فہمی کا شاہد ہے اور دوسری یہہ کہ بصراحت اس عبارت
سے بھی فاضل کا احق بالخلافت ہونا ثابت ہوتا ہے - جو نہ ہمارے فاضل مجیب کو کچھہ
مفید ہے اور نہ ہمکو کچھہ مضر ہے - لیکن اس سے اشتراط سمجھنا البتہ تعجب انگیز ہے - منشا اسکا

مدعا کا نہ یا ان یا نہ اسی ہی۔ معہذا اگر بفرض محال یہہ دلیل مثبت اشتراط ہو تاہم ہماری مجیب کے
مذہب کو مفید نہین کیونکہ مسئلہ امامت جبکہ اصول مذہب سے ہی ہے تو اوسکا اور اوسکی شرائط کا اثبات
ایسی ادلہ سے ہونا چاہیے جو اپنی مدلول کو قطعی طور پر ثابت کرین ظنیات اسمین ہرگز کارآمد نہین
اور بالفرض اہل سنت کی نزدیک اگر افراد امامت کی کسی فرد مین اشتراط افضلیت ثابت ہو جائے
تو یہہ مسئلہ چونکہ اونکی نزدیک فروعات مین سے ہی اسلیے اوسکی ثبوت کی لیے ادلہ ظنیہ کافی ہونگی
اور قطعیہ کی ضرورت نہوگی۔ لیکن اون ادلہ کو علماء شیعہ کا بمقابلہ اہل حق پیش کرنا ثبوت
اشتراط افضلیت مین جو اونکی زعم مین اصول اعتقادیات سے ہی باطل ہوگا پس ہمارے مجیب
بسبب ان دلائل کو جنکو بزعم خود مثبت اشتراط سمجھہ رکھا ہی ہماری مقابلہ مین پیش کرتے ہین
اور جنپر بہت کچھہ ناز و افتخار فرماکر جامہ سے باہر ہوئی جاتی ہین گو فی الواقع مثبت اشتراط نہین
لیکن اگر واقع کی روسے اشتراط افضلیت ثابت ہو بہی تاہم اپنی مدعا کی ثبوت مین اوسکو پیش
کرنا سراسر غلط اور خلاف قاعدہ ہی علی ہذا القیاس جسقدر شرائط ثلثہ کی اثبات کے دلائل فرمائی
سب کی یہہ ہی حالت ہی کیونکہ حضرت مجیب کا گمان یہہ ہی کہ الزامی جوابات و استدلالات
کافی ہونگی چنانچہ فر ومباہات سے ابتداء بحث مین ایک رباعی بہی زیب جواب فرمائی تہی
جسکا اول مصرعہ یہہ ہے ع خواہی کہ شود خصم تو عاجز ز سخن + حالانکہ یہہ غایت درجہ
بدیہی غلطی ہی۔ اگر بفرض محال ان دلائل ہی سے یہہ مدعا ثابت ہوتا تاہم مفید مذہب شیعہ
نہین ہوسکتا اور خصم کو گنجایش ہی کہ اوسکو صرف اس وجہ ہی سے رد کرے کہ چونکہ ہر دو علماء
اہل سنت و شیعہ مین زمین و آسمان کا فرق ہی اونکی نزدیک مسئلہ متنازعہ فیہا فروعی اور انکی
نزدیک اصولی ہی تو کیا ضرور ہی اگر دلائل ظنیہ سے شرائط کا ثبوت اہلسنت کے نزدیک ہوتا ہو۔ تو
قطعی طور پر بہی ثبوت ہو کر مفید مدعا اہل تشیع ہو بلکہ جب دلائل ظنیہ ہین تو مثبت مدعا
قطعی کو نہین ہوسکتی۔ پہر باوجود ایسی موٹی موٹی اور فاحش غلطیونکی جو ہماری فاضل
مجیب سے سرزد ہوتی ہین یہہ دعوی کیونکر صحیح ہوگا کہ ہمنی تمام مسائل متنازعہ فیہا مین

مرتبہ حق الیقین کا حاصل کر لیا ہی - افسوس کہ اتنا بڑا دعوی کیا اور اسکا ثبوت کہین بہم نہ پایا
پس بجز اسکے کہ اسکو سہو و نسیان پر محمول کرکے ٹال دیا جاوی ہین تو اور کچھہ عرض نہین
کرسکتے کاش خود ہی چشم انصاف کہولکر ملاحظہ فرماوین - علاوہ ازین ترجمہ عبارت مین جو کچھہ
غلطیان واقع ہوئی اونکو ہم بخوف تطویل ترک کرتے ہین **قولہ** تعجب و حیرت ہی کہ آپکی
خاتم المحدثین نے باینہمہ تبحر فتح الباری کو بھی ملاحظہ نفرمایا کہ با وجود خلیفہ ثانی بلکہ کل صحابہ
کی افضلیت کو شرط خلافت جانتی ہیکے اس شرط کو لازم نہین مانتے اور نہین تو خلیفہ ثانی کے
تقلید تو اونکو لازم تہی **اقول** یہہ تعجب حیرت سامی اس سی ناشی ہے کہ باینہمہ ادعائی
ہمہ دانی آپنے فتح الباری کے عبارت کا مطلب نہین سمجہا - لیکن طرفہ یہہ ہی کہ اس
بی سمجہی پر اپنی سمجہہ پر یہہ کچہہ ناز ہی کہ خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فتح الباری کے نہ دیکہنے کا
الزام لگاتی ہین حالانکہ خود ہی علامہ کنتوری کے شرح ابن ہیثم نہ دیکہنے کے الزام کے جواب مین
یہہ فرماتے ہین (کچہہ ضرور ہی کہ علامہ نے شرح دیکہی ہو یا دیکہی ہو اور اوسکا مطلب سمجہی ہو)
افسوس کہ یہان اگر اپنی غلط فہمی کا خیال نہ آیا تہا تو کیا وہ عذر بہی محو خاطر سامی ہو گیا تہا
قولہ آپنے جو تقلید اپنی خاتم المحدثین کے ان شرائط کو دلائل شرعیہ کی خلاف فرمایا ہے
ظن غالب ہی کہ اب تو آپ ہی اس شرط کو مان لین کیونکہ اقتدا ہی صحابہ خصوصاً خلیفہ ثانی آپکو
لازم ہی - **اقول** جو کچہہ بہی ان دلائل کی نسبت گذارش خدمت کیا ہت وہ محض تقلیداً
ہی نہین تہا چنانچہ ابحاث سابقہ سی جناب کو معلوم ہو ہی گیا ہوگا پس مجہکو امید ہی
کہ جناب میری معروضات کو نظر انصاف و تامل سی خالی الذہن ملاحظہ فرماوینگی تو انشاء اللہ تعالی
آپ خود ان شرائط سی دست بردار ہو جاوینگی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قولہ**
اور نیز خلیفہ ثانی اور صحابہ کی یہہ رائی کہ افضلیت کو شرط خلافت جانتی تہی اگرچہ اس روایت
سی بخوبی واضح ہے مگر توضیحاً اسقدر اور گذارش ہے کہ بخاری کی کتاب الفضائل
مین حدیث سقیفہ ملاحظہ فرمائیے کہ خلیفہ ثانی نے خلیفہ اول کے جواب مین فرمایا -

بل نبایعک انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ
اور خلیفہ ثانی کی یہہ کلام صریح دلیل اسکی ہے کہ جو شخص بہتر و افضل ہو وہ خلافت کا احق ہو
اقول ہم بھی کہتے ہین کہ بیشک وہ شخص جو افضل ہو احق بالخلافت ہے لیکن اس سے
آپ کا مدعا کیا حاصل ہوا بلکہ وہ بھی غلط ہے جو اکثر استدلالات مین آپکو واقع ہوئی ہی
پس اسکا بھی پیش کرنا حضرت کی کمال فہم پر دلالت کرتا ہی افسوس فہم کا یہہ حال ہے اورین
نزاعیونکا وہ حال **قولہ** اور یہہ بھی ثابت ہوا حب الرسول بھی احق بالخلافت ہی اسکو
یاد رکھیکا اگر آپنے یہہ سلسلہ جاری رکھا تو پھر بھی کام آیگا۔ **اقول** تسلیم گذار ہون
گو بندہ کو پہلی سے بھی یاد ہے لیکن تعمیل حکم یاد کرلیا ہے اور اوسوقت کا بھی منتظر ہون
جسوقت یہہ لفظ کام آئیگا۔ **قولہ** غرضکہ اسوقت صحابہ نے خلیفہ ثانی کے اس قول کو
تسلیم کرلیا اور یہہ نہین کہا کہ افضلیت کو خلافت مین کیا دخل ہے شرط خلافت
افضلیت نہین تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک افضلیت شرط ہی **اقول** ای حضرات
اہل انصاف ہمارے فاضل مجیب کے اس دلیل کی خوبی و متانت و برجستگی و لطافت کو تو ذرا
ملاحظہ فرمائیگا کہ کسطرح اس دلیل سے کل صحابہ کے نزدیک اشتراط افضلیت ثابت فرمایا ہی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سی یہہ ثابت ہوتا ہی کہ افضلیت کو خلافت مین دخل ہے
اچھا مسلم لیکن دخل ہونی سے یہہ کیونکر لازم آیا کہ افضلیت شرط خلافت بھی ہوگئی علاوہ ازین
بجواب اس قول کے سکوت صحابہ کا کیونکر اشتراط کی واسطے حجت ہوگیا۔ ممکن ہے کہ یہہ
سکوت اسوجہ سے ہو کہ جب کہ ہر ایک کے نزدیک اوس خلافت کا تحقق ہوگیا تو کسینے اوسکی
حقیت پر کسی دلیل سے استدلال کرکے حق جانا ہو اور کسینے کسی دلیل سے مثلاً بعضنے نص قرآنی سے
اوسکی حقیت سمجھی ہو اور بعض نے احادیث سے اور بعض نے اونکی ساتھہ دلائل قیاسیہ بھی منضم
کیے ہون۔ تو چونکہ مدعا اور مطلوب ہر ایک کا متحد تھا تو کیا ضرورت تھی کہ ان دلائل مین
الجھتے جو اپنے اپنے مدعا کو موید تھی اور نیز باعتبار نفس الامر کی صحیح تھے اور مطابق واقع کرتے

مسئلہ افضلیت پر بعض امور کا ابطال

پس اس سکوت کو حجت سمجھنا البتہ باعث استعجاب ہی ۔ بہرحال اس سکوت کو تو آپ دلیل
تسلیم کی تسلیم فرماتے ہیں اور تعجب ہی کہ جناب امیرؑ کی سکوت کو جو بزمان خلفا ثلثہ فرمایا
بلکہ مسائل بہی ان ہی کے موافق بتلاتے رہی اور ساعی ہوکر یہہ کبھی نفرمایا کہ اہل بیت کے
سوا کوئی خلیفہ نہیں ہوسکتا ہی تسلیم کی دلیل تسلیم نہیں فرماتے علی ہذا القیاس جناب
امام حسن رضی اللہ عنہ کی سکوت کو بہی تسلیم نہیں کرتے اور یہ طعن بہی دیتے ہیں کہ تقیہ میں سے جنہونکے
سکوت فرمایا اور یہ کہتے ہیں کہ اگر کچھ خبر لے تو اسکو بہی تسلیم نہ کیجیگا ۔ بلا خوف کے
و بہی تقیہ کا جھگڑا ۔ خود ایک الزامی بات ہی کہ اصول شیعہ کے موافق بہی کوئی اسکو
تسلیم نہیں کرسکتا ۔ یہہ صرف اسلیے عرض کیا ہے کہ آپ نے سکوت کی حجیت کو تسلیم کرکے
استدلال فرمایا ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول فانت سیدنا و خیرنا و احبنا الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس اعتبار سے بہی تسلیم تہا کہ باعتبار
واقع کے صدیق رضی اللہ عنہ کو یہہ اوصاف حاصل ہیں اور اس اعتبار سے بہی تسلیم تہا کہ ان
اوصاف کو خلافت میں دخل ہے **قوله** اگرچہ بعض صحابہ جلیل القدر مثل ابن عباس و ابن
عمر وغیرہ کے یہہ رای کتب معتبرہ اہل سنت مثل ازالۃ الخفا وغیرہ میں مفصل درج ہی اراداہ
کہ گذارش کرتا بخوف اطناب باز رہا اگر حضرت مجیب چاہیں ازالۃ الخفا ملاحظہ فرماویں اکثر
علماء اہلسنت کا یہہ ہی مذہب ہی کہ افضل امام ہوتا ہی چنانچہ شرح مقاصد کے مبحث سادس
خاتمہ میں تحریر ہی ۔ ذهب معظم اهل السنة وكثير من الفرق الى انه يتعين للامامة افضل
اهل العصر **اقول** ظاہر ہی کہ جن دلائل سے جناب نے اشتراط افضلیت پر استدلال
فرمایا ہے تو وہ دلائل بہ نسبت ان دلائل کے جو ترک فرمائی اوضح و اقوی ہونگی تو جب
میں دلائل مذکورہ کو جو اوضح و اقوی تہی دیکھہ چکا اور انکو باطل کرچکا تو مشرکہ دلائل کے
دیکھنے کی کیا حاجت باقی رہی بلکہ جنکو ترک فرمایا ہے وہ دلائل مذکورہ سے کچھہ کم
درجہ کے ہی ہونگی تو جو انکا جواب ہی وہی جواب تقریبا انکا بہی ہی یہہ جیسی شرح مقاصد کے

عبارت آپکی مثبت مدعا نہین اور اوسکے مطلب کو آپنے نہین سمجھا افضل اہل العصر کی امامت
کیلیے متعین ہونے کے یہہ معنی ہین کہ اگر اہل حل عقد بیعت خلافت کیلیے امام کو منتخب کرین
تو چونکہ افضل احق ہی اوس سے تجاوز کر کے کسی دوسری کو امام بنا دین۔ افضل کے ہوتے
فاضل یا مفضول امام بنانا نہین چاہیے اور اسکی یہہ معنی نہین ہین کہ افضل بدون بیعت
اہل حل و عقد کے امام ہو جائیگا اور اوسکی انعقاد خلافت کیلیے بیعت اہل حل و عقد کی
حاجت نہوگی اور اگر افضل کے ہوتے فاضل یا مفضول امام ہوگیا تو اوسکا انعقاد نہوگا اور
اوسکی اطاعت لازم نہوگی پس اس سے بہی اشتراط کا ثبوت نہین ہو سکتا۔ **قولہ**
تعجب ہی و عبرت کا مقام ہی کہ آپکے خاتم المحدثین با اینہمہ والی ان اپنی کتابون مین احادیث
و اقوال صحابہ و علما ملاحظہ فرما کر اس شرط کو مخصوص بروافض سے فرماتے ہین اور اوسکی نفی
کتاب اللہ سے اپنی زعم مین ثابت کرتے ہین۔ **اقول** یہہ تعجب اس وجہ سے ہی کہ عبارتکے
مطالب تک ذہن رسائی آپ کی نہین ہوئی ورنہ اگر بنظر انصاف سے اون دلائل کو ملاحظہ فرمائینگے
اور معروضات فقیر کو بنظر انصاف دیکھینگے تو خود اپنی فہم پر تعجب فرماوینگے اور اوسیکو
عبرت کا مقام سمجھینگی چنانچہ پیشتر ہی عرض کیا جا چکا ہی۔ **قولہ** اگرچہ اور بہت سے
دلائل اسکی ثبوت مین ہین مگر بخوف طوالت ان سب سے قطع نظر کر کے اب کچہ شہادتین
آپکی خاتم المحدثین کے والد بزرگوار کے پیش کرتے ہین وہ کتاب قرۃ العینین مین لکہتے ہین
کہ۔ این سخن حق است کہ تا اعتقاد افضلیت مبلغ قرآن و سنت و مبین معانی مردم نکنند
خاطر بر اخذ شرائع جمع نگردد اور یہہ بہی اوسمین لکہا ہی شیعہ قائل شدہ اند باآنکہ امام می باید کہ افضل
آنست باشد معصوم و مفترض الطاعت و منصوب من عند اللہ و رسولہ و این قول متضمن
حق و باطل ہر دو شدہ است قول محقق آنست کہ افضلیت از امت بہ نسبت اہل خلافت
و نبوت کہ مقنن قوانین و مبلغ شرائع و مروج دین باشند لازم است ورنہ اعتماد کلی حاصل
نشود و بجای عصمت حفظ الہی و تائید ربانی بجبلت وقت می باید اثبات کرد دیکہا ہم قدر

طاعت بنصب من عند اللہ و رسولہ استخلاف بنص و اشارت می باید ذکر کرد تا سخن درست گردد
انتہی۔ اگرچہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ محض خلافت خلفاء ثلثہ بجا ہی کے بیہ شاہ صاحب
یہہ تاویل علیل بدون دلیل فرماتے ہی اور دعوی انکی اسی قول سے رد ہو سکتی ہے اور ہمارا دعوی
ثابت ہی مگر چونکہ یہہ محل صرف افضلیت کی ثبوت کا ہی اسلیے ہم اس سے تعرض نہین
کرتے اور افضلیت اس عبارت سے بخوبی ثابت ہے کہ افضلیت امامت کو لازم لکھتی ہیں

اقول چونکہ ہماری مجیب لبیب نے اسجگہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے
استدلال فرمایا ہے اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ کسیقدر بسط و تفصیل کے ساتھہ جواب گذارش
کرین تاکہ وہ شبہات جو ہماری فاضل مجیب کو عبارت ازالۃ الخفاء وغیرہ سے واقع ہوئی
ہیں رفع ہو جائیں اور اس دلیل مین قرۃ العینین سے دو جگہہ کی عبارتین نقل فرمائی ہین لیکن
ہم صرف دوسری عبارت کو جسکو ہماری مجیب صاحب مثبت مدعا زیادہ سمجھہ رکھا ہی
بتمامہ نقل کرتے ہین اس سے یہہ بھی واضح ہو جائیگا کہ بعض مواضع مین نقل عبارت مین
شاید سہواً خطا واقع ہوئی ہی و نیز این سخن بدان کہ شیعہ قائل شدہ اند باینکہ امام می باید
کہ افضل است باشد و معصوم و مفترض الطاعت منصوب من عند اللہ و رسولہ و این قول
متضمن حق و باطل ہر دو شدہ است قول محقق آنست کہ افضلیت از امامت بنسبت اہل خلافت
نبوت کہ متقنن قوانین و مبلغ شرائع و مروج دین ایشانند لازم است والا اجماع کلی حاصل
نشود و بجای عصمت حفظ الٰہی و تائید رحمانی بحسب عادت اللہ می باید اثبات نمود و بجای
افتراض طاعت بنصب من عند اللہ و رسولہ استخلاف بنص و اشارت می باید ذکر کرد
اہل سنت و جماعت ہمین قول محقق و منقح در شیخین بلکہ در خلفاء اربعہ اثبات نمودند تفصیل این
اجمال آنکہ افضلیت کہ میگویند در طبقہ اولی می باید کہ ہنگام احکام دین و ترویج شریعت
و تقنین قوانین آن بودند در ملک عضوض زیرا کہ در ملک عضوض حامل علم دیگر شد و اصحاب
دولت دیگر چنانکہ فتوی موقوف بود بر علم کثیر الحال انہمہ فتوہا را منقح کردہ نوشتہ اند

الحال عبارت والی ہی بایدولیس انتہی - اس عبارت مین لفظ اہل خلافت نبوت بترکیب
اضافی واقع ہی اور ہماری مجیب لبیب کی عبارت منقولہ مین واو عاطفہ زیادہ ہو کر اہل خلافت
ونبوت منقول ہوا ہی فرق باہمی صرف اطلاق وتقیید ہے اور عجب نہین کہ اصل نسخہ منقول
عنہ مین یہہ غلطی کاتب سی ہوئی ہو غرضکہ ہمکو اس سے چندان تعرض نہین ہے اسکی
بعد گذارش ہے کہ جو کچھہ افضلیت کے بارہ مین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر
فرمایا ہی نہ وہ آپکی مدعا کو مثبت ہے اور نہ اوسکی معارض ومخالف ہی جو حضرت خاتم المحدثین
رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ مین علم ششم از اطراف افضلیت کی نسبت تحریر فرمایا ہے وجہ اوسکی
یہہ ہی کہ خلاصہ مطلب عبارات حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو مواقع شتی مین بیان
فرمائی ہین یہہ ہی کہ خلافت ایک کلی ہے جسکی نحو افراد مختلفہ ہین اور اونکی عوارض جداگانہ
اور اس کلی کا اپنی افراد پر صدق بطور تشکیک کے ہی پس حاصل مدعا یہہ ہی کہ خلافت جو طبقہ
اولی مین پائی جاتی ہی وہ حسب تصریح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مدت
متعین تک ہی اور متصف بصفت خلافت نبوت ہی اور افراد خلافت مین اکمل ہی اسلیئے اوسکی
خواص مین سی چند امور ہین مثلاً اول لازم ہے کہ خلیفہ مہاجرین اولین اور حاضران حدیبیہ اور
حاضران نزول سورہ نور اور حاضران مشاہد عظیمہ مثل بدر وتبوک مین سی ہو - دوسری یہہ کہ مبشر
بالجنۃ ہو تیسری یہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی ساتھہ ایسا معاملہ فرمایا ہو جیسا کہ امیر
منتظر الامارت کے ساتھہ معاملہ کیا کرتا ہی - چوتھی یہہ کہ جن امور کے ظہور کا وعدہ حق تعالے
شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہو بعض اونمین سے اوسکی ہاتھہ پر ہی ظاہر
ہون - پانچوین یہہ کہ اوسکا قول دین مین حجت ہو بسبب تلویح وتنبیہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی - ساتوین یہہ کہ افضل امت ہو اس سی صاف ظاہر ہے کہ افضلیت گویا نتیجہ
اوصاف ولوازمات سابقہ کا ہی اور وہ خلافت نبوت جو طبقہ اولی مین پائی جاتی ہے
وہ منحصر خلفاء اربعہ پر ہی اور مخصوص اونہین کے ذوات مقدسہ کے ساتھہ ہی اسکی

بعد سیفنی کہ جو لوازم خلافت خاصہ کی مذکور ہوئی اگر ادنمین سے کسیکا تحقق خلیفہ مین نپایا جاوے
مثلاً افضلیت ہی مفقود ہو تو اس خلافت کی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین کہ وہ خلافت منعقد تو ہو جائیگی لیکن مرتبہ اکمل سے اوسکا انحطاط ہوگا اور
مرتبہ عزیمت سے نکلکر درجہ رخصت مین مستقر ہوگی لیکن اوسکے خلیفہ کی اطاعت واجب
ہوگی اوسکی تحت حکم جہاد جہاد کہلائیگا اوسکا نصب عمال و قضات و اخذ زکوۃ و صدقات
صحیح ہوگا حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ افضلیت ایسی شرط خلافت ہی کہ اگر وہ فوت ہو جاوی تو
مطلق خلافت باطل ہو جائیگی اور اوسکی اطاعت و اعانت اور اوسکی ساتھہ ہو کر جہاد معصیت ہوگا پس
منشا خلاف صاف ظاہر ہی کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے افضلیت وغیرہ کو شرط کمال قرار دیا ہی
جسکے فوت ہونے سے نفس خلافت فوت نہین ہو سکتی اور حضرات شیعہ نے اوسکو شرط نفس خلافت
ٹھرایا ہی جسکی فوت ہونی سے اونکی نزدیک اصل خلافت فوت ہو جائیگی پہر اگر حضرت شاہ
عبد العزیز رحمۃ اللہ نے تحفہ مین بمقابلہ شیعہ کے اشتراط افضلیت کا انکار کیا ہی تو وہ ہرگز
معارض اونکی والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کے نہین ہی کیونکہ حضرت صاحب تحفہ
نے جس اشتراط کا انکار کیا ہے وہ اشتراط وہ ہی جسکی شیعہ قائل ہوئی ہین وہ یہہ کہ
افضلیت کو شرط نفس خلافت قرار دیا ہی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
نے جس اشتراط کا اثبات فرمایا ہے نہ وہ اشتراط ہی کہ جسکی شیعہ مثبت ہین اور صاحب
تحفہ نافی بلکہ وہ اشتراط اس سے جدا ہے اور وہ اشتراط راجع الی الکمال ہی نہ نفس خلافت
کیطرف پس نفی و اثبات ادین مختلفین کیطرف راجع ہین اور آپکو شاید معلوم ہوگا
کہ تناقض مین آٹھہ وحدتین ماخوذ و معتبر ہین جب ادنمین سے کوئی فوت ہو جاویگی تناقض رفع
ہو جاویگا اور اجتماع جائز ہوگا اب اس تقریر سے یہہ بھی صاف واضح ہو گیا کہ جسقدر عبارتین ازالۃ الخفا یا قرۃ العینین
مین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مثبت اشتراط تحریر ہین ہماری محب لبیب کا اونسی
استشہاد صحیح نہین ہی اسلیے کہ اونکی مدعا کی موافق نہین اونکا مدعا اثبات اشتراط

افضلیت کاہی نفس خلافت کی واسطی اور اون عبارتون کا مدعا ثبوت اشتراط افضلیت کا واسطے
نفس خلافت کی نہین ہی بلکہ اکملیت خلافت کی واسطی ہے پس اگرچہ یہہ بادنیٰ غور اگرچہ عبارات
مین تامل کرنے سی واضح ہے تاہم اگر ہماری مجیب لبیب پر پوشیدہ رہا تو ہم معذور سمجہتے ہین
علاوہ ازین ہم پہلی گذارش کر آئی ہین کہ آپ کا مدعا جو اصول دین مین ہین ثبوت قطعی کو مقتضی
ہی اور ہماری واسطی اسکی ثبوت کے لیے دلائل قطعیہ کے اسلیے ضرورت نہین کہ اسکو اصول
مین سی نہین سمجہتے تو ہمکو دلائل ظنیہ کافی ہونگی لیکن آپ انکو ہماری مقابلہ مین اپنی
مدعا کی ثبوت مین کیونکر پیش کرسکتے ہین اور وہ آپ کے مدعا کو کیونکر ثابت کرسکتی ہین
پس ان دلائل کا اپنی دعوی کے ثبوت مین پیش کرنا صریح غلطی ہے جسکا منشا یا یہہ ہی
کہ آپ ہمیشہ اپنی دعوی کو بہول جاتے ہین اور یا یہہ ہے کہ دہوکہ دہی مدنظر عالی ہے

قولہ اب ذرا ازالۃ الخفا کو جو کثیر الوجود ہی ملاحظہ فرمایئی مقصد اول کے فصل دوم
واقع صفحہ ١٦ کو دیکہیے یہہ عبارت تحریر ہی وذلوازم خلافت خاصہ آنست کہ خلیفہ افضل
امت باشد در زبان خلافت خود عقلاً و نقلاً از انجہت کہ در نکتہ اولی تقریر کردیم کہ چون
خلافت ظاہرہ ہمدوش خلافت حقیقیہ است جمع شی در محل خود ثابت گردد لیکن اینجا این نکتہ
باید شناخت کہ غیر افضل خواص ریاست خواص را لائق نیست پس خلافت او مطلق نباشد
نصب غیر افضل حکم رخصت دارد بہ نسبت عزیمۃ و رخصت خالی از ضعفی نیست مورد
مدح مطلق نتواند شد و از آن جہت کہ در خلافت خاصہ تمکین دین مرضی من کل وجہ مطلوب است
و آن بغیر استخلاف افضل صورت نبندد چنانکہ حضرت مرتضی نزدیک استخلاف امام حسن فرمود
ان یرد اللہ بالناس خیرا فیجمعہم بعدی علی خیرہم - رواہ الحاکم -
بخلاف خلافت عامہ کہ آنجا تمکین دین مرتضی من وجہ دون وجہ مطلوب است لا من کل الوجوہ از انجہت کہ
خلافت خاصہ بقیہ است از نبوت زیرا کہ در حدیث آمدہ خلافۃ علی منہاج النبوۃ و نیز آمدہ
تکون نبوۃ و رحمۃ ثم خلافۃ و رحمۃ و جامع ہر دو ریاست عامہ است در دین و دنیا ظاہراً و باطناً

پس چنانکہ استثنا شخصی دلالت میکند بر افضلیت وی بر امت تا قبح از ستقبی جل ذکرہ مرتفع
گردد ہمچنان استخلاف شخصی بر امت دلالت می نماید بر افضلیت وی بر امت واز جہت
کہ عامل ساختن شخص مفضول خیانت است عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم من استعمل رجلا من عصابۃ وفی تلک العصابۃ من ھو ارضی للہ منہ
فقد خان اللہ وخان رسولہ وخان المومنین وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من ولی من امر المسلمین شیئا فامر علیہم احدا محاباۃ فعلیہ
لعنۃ اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا حتی یدخلہ جہنم اخرجہما الحاکم
ازینجا میتوان دانست کہ خلافت کبری چہ خواہد بود آری نزدیک تزاحم امور واختلاط خیر وشر وعدم نظام
امر علی ما ہو حقہ میتوان بر اہ رخص پیش گرفت واز انجہت کہ در وقت مشاورت صحابہ مدار
استخلاف افضلیت را نہادند ولفظ احق بہذا الامر گفتند وجمعیکہ مناقشہ داشتند در استخلاف
صدیق اکبر چون خطار ای خود برایشان ظاہر شد قائل شدند بافضلیت او واین مقتبس است
بر آنکہ استخلاف بافضلیت صادق باشد وافضلیت خلفا اربعہ ثابت است بترتیب خلافت پس ادلہ
بسیار اینجا بر سہ مسلک اتفاق کنیم مسلک اول آنکہ استخلاف این بزرگواران بنص واجماع ثابت شدہ
واستخلاف کذا لازم است افضلیت را کما مر تقریرہ انتہی بقدر الحاجۃ - اس عبارت کو بنظر غور وانصاف
ملاحظہ فرمایئے کہ عقلا ونقلا افضلیت کے قائل ہیں اور جس حدیث کا ہم وعدہ کر آئے ہے
وہ بھی اسمین مذکور ہے **اقول** قول سابق کے جواب مین جو تقریر مطلب حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت کی کر آیا ہون بعد اختتام بیان جاری ہے افسوس
کہ آپنے باوجود اس وضوح مرام اور ظہور مطلب کے عبارت کو نہ سمجھا اور مثل لا تقربوا الصلوۃ
کے استدلال فرمایا پس مختصر گذارش ہے متوجہ ہو کر سنیے یہی مدعا یہان حضرت شاہ صاحب
فرماتے ہین کہ جو خلافت نبوت کے مرتبہ کمال مین واقع ہے اور عالی مرتبہ ہے اوسکی یہی
افضلیت خلیفہ لازم ہے جس جگہ یہہ خلافت پائی جائیگی افضلیت بھی ضرور پائی جائیگی

اور جسجگہ افضلیت فوت ہوگی یہہ خلافت باعتبار اپنی اس مرتبہ کے فوت ہو جاویگی - دلیل اسکی خود شاہ صاحب کے ہی عبارتسے ظاہر ہی فرماتے ہین - (نصب غیر افضل حکم رخصت دارد بنسبت عزیمت و رخصت خالی از حکمتی نیست و مورد مدح مطلق نتواند شد) اس سے صاف ظاہر ہی کہ غیر افضل کی امامت و خلافت منعقد ہو جاتی ہے - لیکن مرتبہ عزیمت نہین بنتی اور مطلق مورد مدح نہین رہتی تو افضلیت شرط کملیت خلافت ہوئی نہ شرط نفس خلافت - اور اسکی تائید کی فرماتے ہین - آری نزدیک تزاحم امور و اختلاط خیر و شر و عدم انتظام ملی باو حفظ بیضہ اسلام رخص پیش گرفت یتعجب ہی کہ آپنے اس عبارت کو نقل کیا - اور اس سے استدلال فرمایا اور ان جملوں کو ندیکھا اور نہ انکی مطلب کو سمجھا - ای کاش کچہہ بھی فہم انصاف سے کام لیتی اب ملاحظہ فرمایئی کہ آپکا استدلال ان عبارتوں سے اور جو انکی مماثل ہین کیونکر صحیح ہوگا اور حدیث موعود کیا کارآمد ہوگی **قولہ** حیرت ہی کہ حضرت شاہ صاحب تو اس شرط کے عقلاً و نقلاً قائل ہون اور اونکی خلف رشید یعنی آپکے خاتم المحدثین اس عقیدہ کو مخصوص بعض جاہلین اور کتاب اللہ سے اوسکی مخالفت بزعم خود ثابت کرین اور کتب احادیث وغیرہ تو خیر - کاش یہہ کتاب اپنے پدر بزرگوار کی ہی جسکا حوالہ خود فرماتے ہین مطالعہ کرتے **اقول** اس افسوس کا مورد ہماری حضرت فاضل مجیب کے فہم شریف ہی ہی اور یہہ امر عبارات ازالۃ الخفاء وغیرہ کو دیکھکر اور بندہ کی گذارش سنکر ہر شخص سمجھہ سکتا ہی کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جسکی عقلاً و نقلاً قائل ہین حضرت خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ اوسکی ہرگز منکر و مخالف نہین یہہ معارضہ محض فاضل مجیب کی خوش فہمی سے ناشی ہی حضرت خاتم المحدثین نے اسکی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا وہ سراسر تا صحیح ہی یہہ عقیدہ مخصوص شیعہ کے ساتہہ ہی اور مخالف عقل و نقل کے ہی نہ اسکو کتاب اللہ مساعد ہی اور نہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی موید ثم ارجع البصر کرتین **قولہ** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس عقیدہ صحیحہ کی تقریر اسی مقام مین نہین فرمائی - بلکہ ملامت افضلیت ...

ایک طومار طویل الذیل لکہا ہی اور کتاب و سنت و اقوال صحابہ سی دلائل و براہین لائی ہین چونکہ
وہ عبارت طویل ہی اور اس تحریر مین طول نہونا چاہیی لہذا ہم نہین لکہتی اگر حضرت
مجیب لبیب چاہین تو ازالۃ الخفا کا ملاحظہ فرماوین ہم نشان بقید فصل و مقصد و صفحہ گذارش کرتے
ہین [illegible] و اثبات افضلیت شیخین کے مقصد اولی کا واقعہ صفحہ ۳۲۸ کو بنظر غور ملاحظہ فرماوین
[illegible] بیان لازمت و بیان خلافت خاصہ و فضلیت شخصی کہ باین خلافت مکرر
ساختہ اند [illegible] پس افضلیت لازم خلافت خاصہ گشت واللہ اعلم ہی **اقول**
[illegible] ازالۃ الخفا مین یہہ تمام ہی دیکہا علاوہ اسکی بہت مواضع مین افضلیت کے
[illegible] عبارات مین تامل کیا ہماری فاضل مجیب لبیب کے مفید مدعا نہین اور اس سے شرط افضلیت
[illegible] خلافت کی ہی ثابت نہین ہوتا جسکی اثبات کی ہماری فاضل مجیب لبیب لی ہین اور حاصل مطلب
دلائل [illegible] ہی جو پیشتر گذارش ہوچکا حاجت تکرار نہین **قولہ** اگرچہ افضلیت کی ثبوت مین جسقدر
گذارش ہوا منصف کو ہی کافی و وافی ہی اور کسیقدر طول ہی ہوگیا مگر اس شرط کا ثبوت مختصر سا آپکی خاتم المحدثین
کی تقریر سی ہی پیش کرتے ہین وہ او رسن لیجیی پہر اپنی اقوال باقیہ کا جواب گوش توجہ سنیی اور وہ
یہہ کہ آپکی خاتم المحدثین باب نبوت عقیدہ دوم مین یہہ تحریر فرماتے ہین وعقل نیز صریح دلالت
میکند کہ نبی [illegible] الاطاعت کردن وحی بسوی او فرستادن و او را آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق
ساختن و امام را نائب و تابع او گردانیدن بدون افضلیت نبی بر وصی متصور نیست و چون
این ہمہ معانی در حق نبی موجود اند و در حق امام مفقود ہیچ امام از امت ہیچ نبی افضل نشوانند بود
انتہی بقدر الحاجۃ یہہ کلام صریح دلالت کرتے ہی کہ نبی کا آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا
افضلیت کا سبب ہی اور امام کا متبوع ہونا اوسکی مفضولیت کا موجب ہی اور آپکی
خاتم المحدثین کی نزدیک بہی امر عقل صریح دلالت کرتے ہی پس بحمد اللہ کہ آپکی خاتم المحدثین کی اس افادہ سی امام کا
افضل ہونا سائر رعایا سی ثابت ہوگیا کیونکہ امام ہی آمر و ناہی حاکم علی الاطلاق ہی اور تمام رعایا اوسکی تابع ہین **اقول**
[illegible] نسبت [illegible] انصاف حامی کو بیانات مکدر کردیا ہی کہ سلیس سہل الماخذ عبارتونکو

آپ نہین سمجھتے اور اوسکی فہم مطالب مین سراسر خطا کی راہ پر چلتی ہین افسوس آپ جیسا ذکی الطبع مناظرہ دان جسنے تمام مسائل خلافیہ مین یہانتک تحقیقات کی ہو کہ مرتبہ حق الیقین کا حاصل کر لیا ہو ایسی عبارت مین ایسی فاحش غلطی کہاوی فیا للعجب ولضیعۃ الادب آپنے اس عبارت سے استدلال نہین فرمایا بلکہ اوسکو مسخ وتحریف کر ڈالا آپ سے مختصر گذارش ہے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نبی کا واجب الاطاعت ہونا اور وحی کا اوسکی طرف نازل ہونا اور آمر وناہی وحاکم علی الاطلاق ہونا اور امام کا اوسکی تابع ہونا یہہ مجموعہ اوصاف جو خداوند تعالی نے نبی مین ودیعت رکہی ہین اس امر کو مستلزم ہین کہ نبی امام سے افضل ہو اور بدون افضلیت نبی کے امام سے یہہ امور متصور نہین اور یہہ تمام اوصاف ہر ایک نبی مین پائی جاتے ہین اور امام مین مفقود ہین تو کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہوسکتا ہے آپنے اس سے استدلال اسطرح فرمایا کہ آمر وناہی وحاکم علی الاطلاق ہونا افضلیت کا سبب ہے اور یہہ امر یعنی آمر وناہی وحاکم علی الاطلاق ہونا امام مین بہی پایا جاتا ہے تو وہ بہی افضل ہوگا اس استدلال مین چند وجہ سے بحث وتامل ہے اول یہہ کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بصراحۃ ان امور کے امام مین نہ پائی جانے کو بیان فرمایا ہے آپنے اپنی استدلال مین اوسکی خلاف اوسکو تحریف کیا اور یہہ کہا کہ امام مین آمر وناہی وحاکم علی الاطلاق ہونا پایا جاتا ہے اور باوجود اسکی اس مخالف دعوی کو کسی دلیل سے ثابت نہین فرمایا پس شاہ صاحب کی عبارت سے یہہ کونسا استدلال ہے آپکو شاید یہہ خیال نہین رہا کہ اس تغیر سے تمام دلیل ہی درہم وبرہم ہو جاویگی اور اصل مدعا سے اوسکو کچہہ تعلق نہین رہیگا کیونکہ مدعا یہہ تہا کہ کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہوسکتا اور جب وہ اوصاف مخصوصہ کہ جن پر نبی کی فضیلت کا امام پر دار مدار تہا امام مین بہی پائی جانے تسلیم کریں تو تمام دلیل و مدعا کو مسخ کر دیا پس سنئے کہ تحقیقت یہہ استدلال شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دلیل سے نہین بلکہ اپنی مقدمہ مطویہ فی الذہن سے استدلال ہوا جسکا ثبوت نہ عقلاً ہوسکی اور نہ نقلاً

ثانیاً ہم کہتے ہین کہ سبب افضلیت مجموعہ صفات مذکورہ کا ہے نہ ہر واحد کیونکہ واجب الاطاعت ہونا علی العموم علت افضلیت نہین عمال وقضات بلکہ والدین واجب الاطاعت ہین اور افضلیت شرط نہین تو یہہ حضرت مجیب کی کمال مناظرہ دانے اور نہایت فہم و انصاف ہے کہ اوس مجموعہ مین سے بعض اوصاف لیا اور سپر حکم مجموعی محمول فرمایا اور یہہ سمجھا کہ مجموعہ کا حکم اجزا کی حکم سے جداگانہ ہوتا ہے انہین نزول وحی کو بہی شامل کیا ہوتا کہ امام کیو اسطے ثابت ہے چنانچہ آپکی حضرت کلینی نے محدث کو معنی مین ایک قسم کے نزول وحی کو روایت کیا ہے اور جب نزول وحی اور آمر وناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا ثابت ہوتا تو آپکا استدلال شاید صحیح ہوجاتا گو خصم کے نزدیک صحیح ہوتا یا نہین۔ ثالثاً سلمنا کہ آمر وناہی وحاکم علی الاطلاق ہونا مستلزم افضلیت ہے۔ لیکن ہم کب تسلیم کرتے ہین کہ امام آمر وناہی علی الاطلاق وحاکم علی الاطلاق ہے یہہ تو صرف حضرات شیعہ ہی نے خلاف عقل و نقل تسلیم فرمار کہا ہے پس اپنے مسلمات سے خصم کو الزام دینا ہماری مجیب لبیب کی کمال دانشمندی اور مناظرہ دانی ہے۔ ہم امام کو آمر وناہی و حاکم علی الاطلاق نہین کہتے بلکہ علی التقیید کہتے ہین کیونکہ وہ متبع قانون شرع ہے بخلاف نبی کے کہ اوسکی اوامر ونواہی خود تشریع ہین جو کچھہ وہ فرماوی وہ قطعاً حکم خداوند تعالے ہے اوسمین دوسرا احتمال نہین اور نہ کوئی دوسرا قانون اوسکی لیے ہے کہ جسکی مطابقت و عدم مطابقت سے اوسکی صحت و غلطی پر مطلع ہوسکین وہ دوسرونکی اوامر ونواہی کے لیے میزان و قانون ہے۔ رابعاً اس جملہ کا مطلب ہماری سمجھہ مین نہین آیا معلوم نہین یہہ کیا چیستان و پہیلی ہے (اور امام کا متبوع ہونا اوسکی مفضولیت کا موجب ہے) ہماری مجیب فرماوین تو سہی کہ حضرت نے اس جملہ مین مطلب رکہا ہے یا نہین ہماری خیال مین تو یہہ آتا ہے کہ متبوع اسم مفعول کا صیغہ تہا تو خیال کیا ہوگا کہ اوسکی لیے مخالف صیغہ اسم فاعل کا (فاضل یا افضل) تو مناسب نہین اور باعتبار معنی کے صحیح نہوگا اوسکی لیے اگر صحیح ہوگا تو ہمجنس مفعول کے واسطے

مفعول کا ہی صیغہ ہوگا اسلیے مفضولیت کا اطلاق کر دیا سبحان اللہ ع برین علم و دانش ببایدگریست ** بلکہ بباید خندید ۔ پھر اس فہم و لیاقت پر یہہ دعوی یہہ کچھہ ہندی کی شل شیوا ہی اس برتی پر تتا پانی **قوله** اب امید ہی کہ کوئی غبی بہی چہ جائیکہ ہماری مجیب سے ذکی دو ہوش اس شرط کا انکار نکریگا کیونکہ ہمنے عقل نقل کتاب و سنت حتی کہ اقوال شیخین و صحابہ و عترت و علما اہلسنت و والد ماجد آپکے خاتم المحدثین کے قول سے اس شرط کو بخوبی ثابت کر دیا والحمد للہ علی ذلک **اقول** جسقدر آپنے افضلیت بلکہ شرائط ثلثہ کی ثبوت میں دلائل پیش فرمائی اور بزعم خود عقل و نقل کتاب و سنت و اقوال شیخین و صحابہ و عترت و علماء اہلسنت سے ثابت کیا وہ فی الحقیقت نقش بر آب بلکہ لمعان سراب تہا بحول اللہ و قوتہ تعالی ہماری معروضات سے جو اوسکے متعلق جرح و قدح کیے گئی ایک لخت بتمامہ کرماد اشتدت الریح فی یوم عاصف ہبا منثور ہوگیا اور مثل تار پود عنکبوت کی ہمنے اوسکو توڑ پھوڑ کر رکھہ دیا ۔ اور مثل آفتاب نیمروز کی واضح کر دیا کہ یہہ استدلالات محض حضرت مجیب کی اور اونکی بزرگونکی خوش فہمی سے ناشی ہین اب بعد اسکی یقین ہی کہ کوئی اجہل الجہلا بہی چہ جائیکہ ہماری فاضل مجیب جیسی ذکی الطبع و ذی ہوش ان شرائط کو تسلیم نکریگا کیونکہ جو امر عقل و نقل کے خلاف ہو اوسکو کوئی عاقل و منصف تسلیم نہین کرسکتا واللہ الموفق للرشاد **قال الفاضل المجیب** قوله ۔ اور بیان کرنا چاہیے کہ مدار وجوب نص کا اس اصل پر ہے کہ لطف علی اللہ واجب ہے یا نہین اگر ہے تو اسکا اثبات بہی ضروری ہے ۔ اقول ۔ ہم آپکی علماء و صحابہ مقبولہ کی اقوال سے وجوب نص ثابت کر چکی آپ اپنی علماء سے دریافت کیجیے کہ وجوب نص کا مدار اس اصل پر ہے یا کس اصل پر ۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ہماری فاضل مجیب علماء و صحابہ کی اقوال سے جیسا کچھہ وجوب نص ثابت فرما کر آئی وہ اہل علم و انصاف پر بخوبی واضح ہوچکا اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ محض نقل او رفع الوقتی بلکہ گریز ہے جب ان حضرات کو وارد گیر ابحاث کے شکنجہ مین پہنسنی کا خوف ہوتا ہے تو اسیطرح راہ فرار ڈھونڈتی ہین علاوہ ازین

یہہ کیا ضرور ہی کہ جو چیز وجوب نص کے لیے آپکی نزدیک اصل و مدار ہو وہ ہی ہماری نزدیک
ہی ہو۔ ہماری نزدیک سرے ہی سے وجوب علی اللہ ہی غلط ولغو ہی لیکن آپکی نزدیک
بر وئی آپکی عقل کے خداوند تعالے عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا کی ذات پاک پر لطف وجوب کا حکم
اور وجوب علی اللہ ثابت ہی اور وجوب نص کا مدار بہی اسی پہ ہے۔ لیکن چونکہ
وجوب نص کے دلائل ہی مین بہت غلطان وپیچان ہوئے اور ہزار وقت وہ ہی
غلط سلط دلائل نقل کیے تو اب اگر اس اصل کے دلائل کو چہیڑا جاتا تو دلائل بہم پہونچنی تو
تو معلوم لیکن بحکم المبنی علے الفاسد فاسد جسقدر دلائل ثبوت وجوب نص مین ذکر فرمائی
ہی وہ بہی لغو اور لاطائل ہو جاتے اس دو مبنی پر آفرین ہی **قولہ** اگرچہ اسیقدر جواب
کافی تہا اور جو عبارتکہ ازالۃ الخفا کی نقل ہوئی ہین اونمین اس وجوب کا مدار بہی اسیقدر
لکہا ہی مگر ہم حضرت مجیب کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہین اور مدار ہی اس وجوب کا عرض کرتے
ہین چونکہ امامت کے لیے عصمت ضروری ہی چنانچہ ثبوت اسکا گذر چکا اور عصمت
سوائی اللہ جل شانہ کے کوئی نہین جانتا اسلیے ضرور ہی کہ امام منصوص من اللہ ورسول
ہو۔ عبارت ازالۃ الخفا سے بہی یہہ بات ثابت ہی گو شاہ صاحب نے لفظ عصمت صریح نہین لکہا
اور وہ بپاس خلافت خلفا ثلثہ یہہ لفظ کیونکر لکہہ سکتی تہی۔ **اقول** کتب عقائد
شروح تجرید و شرح باب حادی عشر المسمی بالنافع یوم المحشر کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل
امامت کا ہی مدار اس اصل پر ہی کہ لطف علی اللہ واجب ہی اوسکی یہہ شرائط بہی خواہ بلاواسطہ
خواہ بالواسطہ اوسی اصل کیطرف راجع ہونگی۔ لیکن وجوب لطف کا نام کیونکر لین اسلیے
نہ اوسکی اصالت کا اقرار کرتے ہین اور نہ اوس سے انکار ہی فرماتے ہین اگر اقرار کرین
تو اوسکا ثبوت کہانسے لاوین اور انکار کرین تو یہہ ڈر ہی کہ کل کو خصم دست بگریبان ہوگا
اسلیے آپنے وجوب نص کا مدار وجوب عصمت کو ٹہرایا اور اصل سوال (کہ وجوب نص کا مدار
اس اصل پر کہ لطف علی اللہ واجب ہی یا نہین) کی جواب مین لا و نعم کچہہ نفرمایا یہہ مناظرہ مین

دارو گیر خصم سے بچنے کے ہتکھنڈے نہین تو کیا ہین۔ لیکن آپکا خصم بجوج کب پیچھا چھوڑنے والا ہے اور جو وجوب لطف کو اچھا بنے دیا اگر وجوب عصمت پر ہی کچھہ ناز ہے تو ہمنے اوسکی دلایل پر بھی مختصر اوہ کچھہ جرح و قدح کی ہے جو آپ جانینگے اور حضرت شاہ صاحب رح نے اگر عصمت کو نہین لکھا تو بپاس خلافت خلفا نہین بلکہ بپاس کتاب سنت نہین لکھا کہ خلاف کتاب وسنت کیونکر لکھہ سکتے ہین **قولہ** اور لطف علی اللہ کا جو ذکر کیا ہے اور اوسکا ثبوت چاہا ہے اگرچہ یہہ اصل بھی اپنے محل پر ثابت کیگئی ہے مگر چونکہ یہہ بحث الٰہیات سے متعلق ہے لہذا اوسکی ثبوت کی چندان ضرورت نہین **اقول** جناب میر صاحب یون تو آپکا جو دل چاہے فرمائین نہ آپکو ثبوت آلہیات کی ضرورت نہ بنوانکے حرف ایک امامت ہی امامت کافی ہے لیکن پہلے آپ اپنے خصم کے گذارش سنیے اوسکے بعد فرمایئے کہ آپکو وجوب لطف کے ثبوت کی ضرورت ہے یا نہین وہ یہہ گذارش خدمت والا کرتا ہے کہ وجوب عصمت نص وغیرہ بلکہ تمام مبحث امامت کیلیے وجوب لطف علی اللہ اصل ہے یا نہین اگر ہے اور فے الواقع آپکے نزدیک اوسکی اصالت مسلّم ہے تو یہہ اصل فاسد ہے کیونکہ مستلزم محال کو ہے تو وہ فرع جو اس اصل پر متفرع ہوگی وہ بھی فاسد و باطل ہو گئے تو گویا آپکے خصم نے اس صورت مین آپکے مسئلہ امامت کو معہ اوسکے لواحق کے سیدا بحث ہی مین باطل کرنا چاہا اور خیال کیا کہ ابطال دلایل مین زیادہ تجشم استدلالات کی ضرورت نہین ہے اسپر جناب والا کا یہہ فرمانا کہ چونکہ یہہ بحث آلہیات سے متعلق ہے لہذا اسکی ثبوت کی چندان ضرورت نہین آپ ہی انصاف سے فرماوین کہ بموجب آداب مناظرہ کے صحیح ہے یا غلط ہے اور آپکو بحث امامت ہی مین اوسکے ثبوت واثبات کے ضرورت ہے یا نہین۔ علاوہ ازین اس بحث کے آلہیات سے متعلق ہونے سے اگر یہہ غرض ہے کہ اسکو امامت سے کچھہ تعلق نہین تو غلط ہے چنانچہ ابھی بوضاحت ہوچکا ہے اور اگر نفی علاقہ کی امامت سے مقصود نہین تو پھر یہہ ارشاد فرمانا کہ اسکی ثبوت کی چندان ضرورت نہین میدان مناظرہ سے گریز ہے۔ **بیت**

حرف مطلب کو میری سنکی بصد ناز کہا + ہم سمجھتی نہین بکتا ہی یہہ سودائی کیا + شاید لفظ چیدان ہلیبی بڑا ہلیوگا کنی جگہ ضرورت تو ہی لیکن بمقابلہ کشمکش شکنجہ انظار کی کا نلم بکین سمجھی گئی قال الفاضل المجیب قولہ۔ اور اختلاف نص کے صورت مین کسکو امام سمجھا جائیگا۔ اقول۔ اسکا مطلب سمجہہ مین نہین آتا جبکہ نص کی شرط ہمنی ثابت کردی اختلاف نص کے کیا معنی اگر نص مین اختلاف ہی تو نص ہی کہان ثابت ہوئی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ حضرت میر صاحب واقعی اسکا مطلب جناب کے فہم شریف مین نہ آیا ہوگا کیونکہ باوجود اینہمہ ادعائے تبحر آپکو اپنی مذہب کے روایات و نصوص کی خبر نہین ہی لیجیی ہم ہی خدمت سامی مین گذارش کرتے ہین کہ حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ کی جو دو فرزند تھی ایک اسمعیل دوسری حضرت موسی کاظم اونمین سے آپکی فرزند کلان اسمعیل تھی جنکو آپ حسب تصریح صاحب تذکرۃ الائمہ سب سے زیادہ محبوب رکھتی تھی اور بہت پیار کرتے تھے اور قدر و منزلت مین تمام اولاد سے زیادہ برگزیدہ و ممتاز سمجھتی تھی اول حضرت نے امامت کو اونکی نامزد فرمایا اور اونکی ہی امامت کی نص فرمائی یہہ ہی وجہ ہوئی کہ ایک جم غفیر اسمعیل کی امامت کا قائل ہی اور فرقہ اسمعیلیہ کے نام سے موسوم ہے بعد اسکی حسب روایات حضرات شیعہ (دروغ برگردن راوی) جب اسمعیل مصدر افعال ذمیمہ و حرکات قبیحہ کا ہوا تو حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ نے امامت کو بنام امام موسی کاظم کے منصوص فرمایا اور اپنی اصحاب کے جواب مین جو بابت اختلاف نص صادر ہوا بدا کا عذر فرمایا آپ کے رئیس المتکلمین نے نقد المحصل مین اپنی پیشوایان دین سے نقل کیا ہی کہ حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ اسمعیل پسر خود را قائم مقام خویش فرمودہ بود امامتش نص بنمودند چون امور ناشائستہ از صدور یافت امامت را بنام موسی کاظم قرار دادند و بجواب اصحاب عذر بدا را آغاز نہادند۔ نقلا عن ازالۃ الغین اور سکی تائید و تقویت کلینی کی روایت سے ہوتی ہے جسکو خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین مین نقل کیا ہی۔ بدا للہ فی ابی محمد بعد ابی جعفر ما لم یکن یعرف لہ کما بدا لہ فی

بعد مضی اسمٰعیل بلکہ روایت کلینی ہی اس اختلاف کے علاوہ دوسرا اختلاف ابی محمد اور ابی جعفر مین بہی معلوم ہوتا ہی پس ان روایات کو ملاحظ فرمایئے اور انکا مطلب سمجھیے اور اختلاف نص کو دیکھیے بندہ کی گذارش بہی سمجھہ مین آجائیگی بعد اسکی جواب کا فکر کیجیے اور اگر پہر بہی سمجھہ مین نہ آوی تو بندہ کا قصور نہین ہے **قولہ** کیا بارگاہ خداوندی مین بہی مثل تخالف و تشاجر صحابہ اختلاف واقع ہوتا ہے **اقول** جناب کیا آپکو معلوم نہین ہی حسب روایات حضرات شیعہ کے بارگاہ خداوندی مین (معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد) مثل تخالف و تشاجر صحابہ بلکہ مثل عوام اختلاف ہوتا ہی اور بمقتضاء ان روایات کے جائز ہی کہ (نعوذ باللہ) خداوند تعالیٰ شانہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً اول خلاف مصلحت نادانستگی سے کوئی ارادہ یا امر فرمادی اور بعد اسکی امر قرین مصلحت اسپر ظاہر ہوا اور اسکا حکم فرمادی اور اسکو لفظ بدا سے تعبیر فرماتے ہین چنانچہ روایات سابقہ مین پہلی نادانستگی سے اسمٰعیل کے نام خلاف مصلحت امامت کی نص ہوئی اور جب اس سے اعمال ناشائستہ سرزد ہوئی اور معلوم ہوا کہ پہلی نص جو اسکی نام تہی خلاف مصلحت تہی تو پہر دوسری دفعہ حضرت امام موسیٰ کاظم کے نام امامت کی نص فرمائی اور عذر کر دیا کہ پہلی نص مین خدا تعالیٰ کو (معاذ اللہ) بدا واقع ہو گیا تہا۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہت روایتین ہین جو اس بدا کو ثابت کرتی ہین تفسیر صافی سورہ رعد تحت قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء روایت مذکور ہی والعیاشی عن الباقر انہ قال کان علی بن الحسین یقول لو لا اٰیۃ فی کتاب اللہ لحدثتکم بما یکون الی یوم القیمۃ فقلت اٰیۃ اٰیۃ قال قول اللہ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ اس روایت سے صاف ظاہر ہی

[1] ابو جعفر کے پیچھے ابو محمد مین اللہ کو بدا جو اسکی پہلی نہین پہچانا جاتا تہا واقع ہو گیا جیسا اسمٰعیل کے گذرنے کے بعد ابو موسیٰ مین ہوا تہا۔ ۱۲

[2] مفسر عیاشی نے امام باقر سے روایت کی ہی کہا امام زین العابدین فرمایا کرتے تہی اگر کتاب اللہ مین ایک آیت نہوتی تو مین تمکو قیامت تک ہونے والی باتونکی خبر دیتا۔ مین نے پوچہا کونسی آیت ہی فرمایا یہ قول جسکا ترجمہ یہ ہے مٹاتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت رکہتا ہے اور اوسکی پاس ہے اصل کتاب ۱۲

کہ حضرت امام کو اگر حالات آئندہ کے بیان کرنے مین خوف تہا تو یہہ بہی ہے کہ شاید
بطور پروار کے بدل سدل ہو جاوے اور ہم جہوٹے ہون اور نہین بیان فرماتے تہے تو اسی وجہ سے نہین
بیان فرماتے تہے اور علاوہ اسکی تفسیر صافی کے مواضع مختلفہ سے بدلالت النص بدا ثابت ہے
اور نیز خاتم المحدثین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین جو اسکی نسبت بہت روایات
نقل فرمائے ہین اونمین سے تبرکاً چند روایات نقل کرتا ہون - وما رواہ ایضاً صاحب الکافی [۱]
فی کتاب النکاح فی باب اللواط فی تضاعیف حدیث رواہ بالاسناد عن ابی جعفر ع
ھذا موضع الحاجۃ منہ قال لہم لوط یا رسل ربی فما امرکم ربی قالوا امرنا ان ناخذھم
بالسحر قال فلی الیکم حاجۃ قالوا وما حاجتک قال تاخذونھم الساعۃ فانی اخاف ان
یبدو فیھم لربی وما رواہ صاحب الکافی فی باب بداء خلق الانسان من کتاب
الحقیقۃ ان اللہ یقول للملکین الخلاقین اکتبا علیہ قضائی وقدری ونافذ امری
واشترطا لی البداء فیما تکتبان اور تفسیر صافی مین ہے [۲] وعن الصادق انہ سئل عن قول اللہ
تعالیٰ ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم قال کتبھا لھم ثم محاھا ثم کتبھا
لابنائھم فدخلوھا واللہ یمحو ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب لیکن بقدر گذارش اور بہی ہے
کہ اس بداء مذکورہ کو نسخ کہہ سکتے ہین تامل و سمجہیگا بدا کو آپکے علماء محققین نے اسطرح بیان فرمایا ہے
یقال بدا لہ اذا ظہر لہ رای مخالف للرای الاول وظہر لہ من الامر مالم یکن ظاہرا —

---

۱ اور نیز وہ جو صاحب کافی نے کتاب نکاح کے باب لواط مین ایک حدیث کے ضمن مین بواسطہ اپنی اسناد کے ابو جعفر سے روایت کیا ہے اوسمین سے بقدر حاجت یہہ ہے کہ فرشتونکو لوط نے کہا اے میرے بہیجے ہوئے پیغامبر میرے پروردگار کے تمکو میرے پروردگار نے کیا حکم کیا ہے اونہون نے کہا ہمکو حکم کیا ہے کہ ہم اونکو وقت سحر کے پکڑ لین کہا تو مجکو تمہاری طرف حاجت ہے اونہون نے پوچہا کیا حاجت ہے کہا کہ اسی وقت پکڑو کیونکہ مین ڈرتا ہون کہ کہین اونمین میرے پروردگار کو بدا ہو جاوے اور وہ جو صاحب کافی نے کتاب عقیقہ کے باب بدء الخلق مین روایت کی ہے اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والے دونو فرشتونکو فرماتا ہے میری قضا اور میری تقدیر اور میرا حکم جاری لکہو اور میرے لیے بدا کی شرط جو کچہہ لکہو اوسمین کر لیجو

۲ امام صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اونسے کسی نے اس آیت سے پوچہا ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم فرمایا اونکے لیے اوسکو لکہا تہا پہر مٹا دیا پہر اونکی اولاد کے لیے لکہا اور وہ داخل ہوے واللہ یمحو ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ۱۲ —

اور بدا مین نادانستگی اور خلاف مصلحت ہوتی ہے بخلاف نسخ کے کہ نسخ مین بیان اتمام مدت ہوتا ہی
دین غرضکہ بدا و نسخ سرد متغائر و متبائن ہین انہین اتحاد نہین **قوله** اسکو مفصل تحریر فرما کر سمجھائین
تا کہ جواب گذارش ہو **اقول** ہمنے مفصل گذارش کر کے بخوبی سمجھا دیا حسب وعدہ جواب عنایت
ہو۔ **قال الفاضل المجیب** قوله۔ اور زمان فترت مین کیا حکم ہوگا۔ اقول
وہی جو زمان فترت نبوت مین ہوتا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**
یہہ جواب محل بحث و تامل ہی کیونکہ فترة الرسل کے معنی حسب تصریح صاحب تفسیر صافی
فتور الارسال اور انقطاع الوحی کے ہین جس سی مراد وہ زمانہ ہی جسمین رسالت بند ہو جاوے
اور وحی منقطع ہو جاوے تو ہماری فاضل نے جو فترة امامت کو فترة رسالت پر قیاس کیا وہ قیاس
قیاس مع الفارق اور غلط ہی کیونکہ شرائع سابقہ کے نسبت خداوند تعالی شانہ کیطرف سے
حفظ اور بقا کا وعدہ نہین تہا یہہ ہی وجہہ ہوتی ہے کہ لوگ اون مین کم متغیر کر دیتی تہی
اور کتاب اللہ کو تحریف کر ڈالتی تہی بعد اوسکی جب کوئی نبی مبعوث ہوتا تہا تو اوسکی تجدید
کرتا تہا اور جو کچھہ اوسمین خرابیان ہوتی تہی رفع فرماتا تہا کوئی مستقل شریعت جداگانہ دیکر
بہیجا جاتا تہا جب ہمارے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم الی کافة العرب والعجم مبعوث
ہوئی اور خداوند تعالی شانہ نے کتاب نازل فرما کر دین کی تکمیل فرمائی اور اوسکی حفظ و صیانت
کا وعدہ فرمایا اور تمام ادیان پر دین اسلام کی غلبہ کا مژدہ سنایا تو اس سے صاف معلوم
ہوتا ہی کہ اس شریعت مین تغیر واقع نہوگی اور اوسکی کتاب محرف نہوگی تو اگر ایسی شریعت مین
فترة امامت واقع ہی جسکا واقع ہونا کچھہ ضرر رسان نہین ہی تو اوسکو ایسی شرائع کی فترت رسالت پر قیاس
کرنا جو مندرس ہو چکی ہو اور نہ اوسکی کتاب باقی ہو اور نہ اوسکی احکام اپنی حال پر ثابت
رہی ہون سخت بدیہی غلطی ہے قطع نظر اس سی فترة کا واقع ہونا ہی خود وجوب
لطف کے خلاف ہی گویا اگر نبی مبعوث نفرماوی یا امام منصوص نفرماوی تو معاذ اللہ
آپکی نزدیک خدا تعالی خود تارک واجب و ملام ہوگا تعالی شانہ عما یصفون اور ظاہر ہی

کہ قضیہ موجبہ مین وجود موضوع کی ضرورت ہی تو اگرچہ حضرات شیعہ خلاف کتاب اللہ وشواہد حسیہ محض ایک خبر واحد کی وجہ سے جو خود ہی جناب امیر سے روایت کرتے ہین لا یخلو الارض من قائم للہ بحجۃ اما ظاہر مشہور[1] واما خائف مغمور زمان فترت کے منکر ہین لیکن ہمارے فاضل مجیب نے انصاف فرمایا اور فترت کو قبول فرمایا مگر تیاس مین غلطی کھائی سو خیر ہم اسکو بھی غنیمت سمجھتے ہین۔

قال الفاضل المجیب۔ قولہ او بعد تحقق امامت نزع وخلع جائز ہی یا نہین۔

اقول۔ اس سوال سے بھی تعجب ہی جبکہ ہم ثابت کرینگے کہ امامت کا کام ہی امام بنانا نہین ہے بلکہ منصوص من اللہ ومن الرسول ہونا چاہیے تو بعد تحقق امامت نزع خلع کے کیا معنی۔

سیقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی بے شک اس سوال سے جناب کو تعجب ہوگا لیکن سبب تعجب اسوجہ سے ہوگا کہ اپنے خلیفہ دوم جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کا قصہ مصالحت محفوظ خاطر اشراق آثر نرہا ہوگا اور عنقریب بزعم خود منصوصیت امام ثابت کرائی ہین تو ایسی حالت مین اس سوال سے زیادہ استعجاب ہوگا لیکن جناب اوسی قصہ مصالحت کو دیکھین اور مصالحت نامہ کو تاریخ کی کتابون مین دیکھین تو یہ استعجاب جو سوال سے ناشی ہوا ہی رفع ہوجائیگا اگرچہ دوسری حیرت لاحق حال ہوجائیگی اول مصالحت نامہ کی نقل کرتا ہون یعنی میرزا غیاث الدین شیرازی نے جنکا تشیع انکی تاریخ سے ثابت ہی اپنی تاریخ مسمی حبیب السیر مین جلد دوم صفحہ ۱۴ و ۱۵ پر مصالحت نامہ با این الفاظ لکھا ہی[2] بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما صالح علیہ الحسن بن علی بن ابیطالب ومعویہ بن ابی سفیان صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ امر المسلمین علی ان یعمل فیہم بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ وسیرۃ الخلفاء الصالحین ولیس لمعویۃ

---

[1] اللہ کی زمین امام سے خالی نہین ہوتی یا تو ظاہر مشہور ہوتا ہی اور یا ڈرا ہوا چھپا ہوا۔۱۲۔ [2] بسم اللہ الرحمن الرحیم یہہ وہ ہی جسپر حسن بن علی بن ابیطالب نے معویہ کے ساتھ مصالحت کی ہے اس شرط پر کہ مسلمانون کی امر کی ولایت اسکو سپرد کردی اس شرط پر کہ عمل کرے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرت خلفاء صالحین پر عمل کرے اور اسپر کہ معویہ۔۱۲

بن ابی سفیان ان یعهد الی احد من بعده عهدا بل یکون الامر من بعده شوری بین المسلمین وعلی ان الناس امنون حیث کانوا من ارض الله فی شامهم وعراقهم وحجازهم ویمنهم وعلی ان اصحاب علی وشیعته امنون علی انفسهم واموالهم ونسائهم واولادهم وعلی معویة بن ابی سفیان بذلک عهد الله ومیثاقه وما اخذ الله علی احد من خلقه بالوفاء بما اعطی الله من نفسه وعلی ان لا ینبغی للحسن بن علی بن ابیطالب ولا لاخیه الحسین ولا لاحد من اهل بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم غایلة سرا ولا جهرا ولا یخیف احدا منهم فی الافاق شهد علیه بذلک وکفی بالله شهیدا فلان وفلان والسلام اس صلحنامہ کی کلمات کو غور وتامل سے ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت امام نے امیر معویہ کو کیا چیز تسلیم فرمائی وہ تولیت اور ولایت امر المسلمین ہے جو تعبیر امامت سے یا کوئی اور چیز ہے اگر ولایت امر المسلمین کے سپرد فرمائی ہے تو پھر آپ ہی فرمایئے کہ امامت کو اپنے سے خلع کیا یا نہیں کیا اب فرمایئے آپکی وہ نص کہاں گئی جسکو آپ ثابت فرما کر آئی تھی۔ اور علاوہ اسکے وہ جملے علی ان یعمل فیهم بکتاب الله وسنة رسوله وسیرة الخلفاء الصالحین اور بل یکون الامر من بعده شوری بین المسلمین مذہب شیعہ پر کیسے کچھ خرابی وآفت ڈالتے ہیں اور چند تشیع کی نکالتے ہیں چونکہ مقصود اختصار ہے اسلیے اشارہ کیے دیتے ہیں اہل فہم

ف بن ابی سفیان کو اختیار نہیں کہ اپنے بعد کسیکو اپنا ولی عہد بنا دے بلکہ اسکے بعد امر مسلمانوں میں بعد مشورہ کے ہوگا اور اسپر کہ لوگ اللہ کے شہروں میں جسجگہ ہونگے خواہ شام میں اور عراق میں اور حجاز میں اور یمن میں مامون ہونگے اور اسپر کہ علی کے اصحاب اور اسکے شیعہ اپنی جانوں اور مالوں اور عورتوں اور بچوں پر امون ہونگے۔ اور اس معاملہ میں معویہ بن ابی سفیان پر خدا کا عہد اور میثاق ہے اور جو کچھ اللہ نے عہد لیا ہے کسی سے اپنی مخلوق میں سے وفا کرنے اوس عہد پر جو اوسنے اپنی طرف سے خدا کے ساتھ کیا ہے اور اس شرط پر کہ نہ حسن بن علی بن ابی طالب کو اور نہ اسکے بھائی حسین کو اور نہ اہلبیت سے کسیکو کوئی فریب ہوگا نہ پوشیدہ اور نہ ظاہر اور نہ کوئی اونمیں سے کسی پر ظلم کریگا اسپر فلان فلان گواہ ہوئے اور اللہ گواہ کافی ہے۔ ۱۲ منہ

ذکا سمجھے ہین - ہان بیان اسقدر باقی رہگیا کہ حضرت امام نے خلافت و امامت حضرت
امیر معویہ کو تسلیم تو فرما دی - لیکن بیعت بھی فرمائی یا نہین فرمائی سو اسکو ہم حبیب السیر
مین دیکھتے ہین - اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نے بیعت بھی فرمائی کذا اعتبار رہ
چون امام ہمام در اہل اسلام بقبضه اقتدار معاویہ شام درآمد روزی عمرو بن العاص بمعویہ
گفت کہ حسن را بگو کہ خطبه خواند و مردمان استماع نمایند و ضعف و نقصان او ظاہر گردد و معویہ
نمود کہ حسن رضی اللہ عنہ از ادای خطبه عاجز خواہد آمد و خلائق را معلوم خواہد شد کہ او را
قابلیت این امر نبوده معویہ نخست از قبول این سخن ابا نموده بالآخر بنابر الحاح عمرو آن
امر را از امام حسن التماس نمود آنحضرت ملتمس او را مبذول داشته در مجلسی کہ جمہور اعیان عراق
وشام حاضر بودند بر منبر صعود فرمود و فرمود کہ ایہا الناس بہترین مراکب تقوی ست
و بدترین حمق فجور ست و بدرستی کہ اگر شما طلب نمائید از جابلقا و جابلسا مردی را کہ جد او محمد
باشد نیابید کسی غیر از من و برادرم حسین و میدانید کہ خدا تعالی شما را ہدایت داد بجد من و نجات بخشید
از غوایت و شما را عزیز گردانید بعد از ذلت و بسیار ساخت بعد از قلت و بدرستیکہ معویہ
با من نزاع کرد در امری کہ حق من بود پس من برای قطع فتنه و صلاح امت این مہم را
بوی باز گذاشتم و ترک محاربه گفته ریختن خون اہل شام روا نداشتم بہر آئینه شما ملامت
کنید مرا کہ این امر را بغیر اہل آن دادم و این حق را در غیر موضعش نہادم اما قصدم صلاح
امت بود وان ادری لعله فتنة لكم ومتاع الى حين چون سخن بدینجا رسید معویہ
بی طاقت شده گفت بس است ای ابو محمد فرود آی و بروایتیکه در کشف الغمه مرقوم گشته
در آن خطبه مذکوره مسطور است کہ قد بایعت[1] معوية ورأيت ان حقن الدماء خير من سفكها ولم
ارد بذلك الا صلاحكم وبقائكم وان ادري لعله فتنة لكم ومتاع الى حين

---

[1] تحقیق یعنی اس سے بیعت کرلی ہے اور میری رای مین یہہ آیا کہ خون ریزی سے اونکی حفاظت بہتر ہے اور میرا ارادہ اس سے بجز تمہاری بہتری کے اور بقا کے اور کچھہ نہین ہے اور مین نہین جانتا ہے شاید تمہاری یہی فتنہ اور ایک وقت تک نفع لوٹہانا ہو - ۱۲

و ازین عبارت چنان مستفاد میشود کہ امام حسن با معویہ بیعت نمودہ و از کتب اہل سنت نیز ہمین معنی فہم میشود اما باتفاق علماء امامیہ امام حسن علیہ السلام دست بیعت بمعاویہ نداد والعلم عند اللہ الملہم الرشاد — اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ جناب امام حسن نے امیر معویہ کے ساتھہ بیعت بہی فرمائی اور جب کشف الغمہ کی روایت مین بیعت کا واقع ہونا بنص صریح موجود ہی اور امام ممدوح بالیقین فرماتے ہین تو پہر یہہ کہنا کہ علماء امامیہ کا اتفاق ہی جناب امام نے امیر معویہ کے ہاتھہ پر بیعت نہین کی سراسر پوچ اور لغو ہی **قولہ** یہہ بعینہ ایسا سوال ہی کہ کوئی کہے کہ بعد تحقق نبوت نزع و خلع جائز ہی یا نہین جو جواب اسکا حضرت مجیب دین وہی ہماری طرف سے قبول فرماوین **اقول** یہہ بعینہ ایسا سوال جب ہو کہ جب کسی نبی نے خلعت نبوت کسی کافر و فاسق کو بخشا ہو اور کسی کافر کے ہاتہہ پر بیعت کی ہو اور اوسکا ربقہ اطاعت اپنی گردن مین ڈالا ہو اور اگر ایسا نہین ہوا تو یہہ سوال بہی بعینہ ایسا سوال نہین ہو سکتا لیکن اگر ہماری مجیب لبیب کے نزدیک کسی نبی سے بہی ایسا واقع ہوا ہو جیسا کہ انکی امام ثانی ذی عشیر سے ہوا تو اوسکی جواب دہ وہی ہین نہ ہم بخلاف اہل سنت کے کہ اول حضرات شیعہ کی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا بزعم خلافت غاصبانہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم مین خلع کیا اور ہر سہ خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتہہ پر بیعت فرمائی اور یہہ بیعت کرنا کسی طرح ہو علی الظاہر جسیر دار و مدار جمیع امور ہی اپنی ہی امامت کا خلع اور دوسروں کی امامت کی تسلیم ہی اگرچہ یہہ خلع قبل از وقوع بیعت اہل حل و عقد ہوا لیکن آپکی نزدیک بیعت کی وقوع اور عدم وقوع کو انعقاد خلافت مین کچہہ دخل نہین ہی بعد اوسکی حضرت امام ثانی رضی اللہ عنہ نے بیعت اہل حل و عقد کے بعد اور باعتبار ظاہر استقرار خلافت کی بعد امیر معویہ کے ساتہہ اس طور مصالحت کی کہ ولایت امور خلائق کے جو خدا اور رسول سے آپکو مفوض و مخصوص تہی اپنی سے جدا کی اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم فرمائی اور خداتعالیٰ کو اوسپر گواہ کیا اور اوسکی ہاتہہ پر بیعت کر لی پس جب ائمہ مین نزع

اور خلع کا وجود پایا جاتا ہی اور انبیا میں کہین نہین پایا گیا تو پہر اس قسم کے جواب
دینا اپنی لیاقت اور مادہ قابلیت کو ظاہر کرنا ہے اور دار و گیر ابحاث سے جان
چہوڑانا جیسا کہ اس بحث مین جو کچہہ جواب بعد اختتام شرائط ارشاد ہوئی ہین سب کے
کیفیت ایسی ہی کہ ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ ہمارے فاضل مجیب کو ان جوابات مین ماده
فراتنگ نظر آرہا ہی اور رہائی مد نظر ہے ولس ولات حین مناص قال الفاضل
المجیب قوله اور در صورت تخطیہ احدہما الآخر کسکو صواب پر سمجہا جائیگا اور کسکو
خطا پر۔ اقول۔ یہہ سوال بہی حیرت انگیز ہی جبکہ عصمت ثابت ہو جائے اور دو یا زیادہ اشخاص
معصوم ثابت ہون انکو آپسمین تخطیہ کی کیا معنی عصمت اور خطا یعنی چہ ہرگز آپسمین تخطیہ
ممکن نہین۔ یقول العبد الفقیر الی مولاه الغنی لاریب آپکو یہہ سوال
حیرت انگیز معلوم ہوتا ہوگا کیونکہ اول آپنے خلاف عقل و نقل ائمہ کی عصمت تسلیم فرمالی
بعد اوسکے آپکو اوس تخطیہ کی خبر نہوئی جو ایک امام نے دوسرے امام کی نسبت فرمایا اور کتب
کتب معتبرہ مین موجود ہی پس آپکو یہہ سوال حیرت انگیز نہ معلوم ہو تو تعجب ہی جبکہ آپکو ابتک یہہ
اطلاع ہی نہیں ہے تو ہم بہی ہم ہی گذارش کرتے ہین کہ صاحب
کشف الغمہ وغیرہ امامیہ نے نقل کیا ہی کہ جب اوس مصالحت کی خبر جو فیمابین حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ واقع ہوئی تہی امام حسین رضی اللہ عنہ کو پہونچی تو
آپنے یہہ خبر وحشت اثر سنکر یہہ کلمہ ہا مد زبان مبارک سے نکالا اور فرمایا لو جز انفی لکان احب الی مما فعله اخی
اب عاقل اس عبارت کے مضمون مین تامل فرماوے اور سوچے کہ یہہ عبارت کس درجہ شناعت و قباحت فعل امام حسن رضی اللہ
عنہ پر دلالت کرتی ہی لفظ جز انف کے معنی خواہ حقیقی لیے جائین یا مجازی بر طور اس پر
دلالت کرتی ہین کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہہ فعل جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک
اس درجہ قبیح و شنیع تہا کہ جز انف کو اوس سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ سمجہتے ہین اور امام حسن
رضی اللہ عنہ اوس ہی فعل کو صلح سے تعبیر فرماوین تو ظاہر ہی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا

اوسکو قبیح سمجھنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا تخطیہ صریح ہی پس ہم پوچھتے ہین کہ عصمت اور خطا یعنی چہ علاوہ ازین اوائل رسالہ ہذا مین گذر چکا ہی کہ ایک دفعہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی عسل سے ایک ضیف کے لیے بقدر ایک رطل کے عسل لے لیا تھا اسپر جناب امیر نے بقدر غیظ و غضب فرمایا کہ مارنے کا قصد کیا اور عار استحقاق بیت المال کا پذیرا نفرمایا بلکہ تصرف قبل القسمت کو ناجایز فرمایا اور حضرت امام نے جسقدر عسل بیت المال سے لیا تھا نے العذر جناب امیر نے قسم اول بازار سے خرید کر کے اوسیقدر اوسمین داخل فرمایا اور ظاہر ہے کہ یہہ تخطیہ ہی پس اب فرمایئے کہ عصمت اور خطا یعنی چہ ـ لیجیے آپ امکان تخطیہ کے بھی منکر تھے ہمنے آپکو اوسکا وقوع ثابت کر دیا ـ اور نیز شروع اس رسالہ مین ہم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جناب امیر رضی اللہ عنہ کی نسبت تخطیہ کرنا اور کلمات مستہجن مثل جنین پردہ نشین ہمحم شدہ الخ فرمانا بیان کر آئی ہین آپکو یاد ہوگا اب جسکو نظر آتا ہی کہ آپ حصار احتجاج مین محصور ہو کر بجا دامن قصہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام کو سمجھینگے اور الزاما اسکو پیش فرماینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ اول اوسکا تخطیہ ہونا باطل ہی علاوہ اسکا ایسی خطا ہونا جس سے انبیا معصوم ہین غیر مسلم ہے اور بفرض محال اگر انبیا مین تخطیہ واقع ہو بھی تو چونکہ انبیا باتفاق فریقین معصوم ہین اور انکی عصمت دلائل قطعیہ سے ثابت ہی تو پہلی انکی تاویل ضرور ہوگی بخلاف ائمہ کی کہ نہ انکی عصمت مسلم اور نہ اوسپر کوئی دلیل مثبت قائم ہی تو اوسکو انبیا کی تخطیہ پر قیاس کرنا کیونکر صحیح ہوگا **قولہ** مگر ہم حسب مذاق حضرت مجیب عرض کرتے ہین کہ بفرض محال اگر یہہ امر ثابت بھی ہو تو اسی طرح سمجھا جائیگا جسطرح انبیا ایک دوسری کا تخطیہ فرماوین جو جواب حضرت مجیب وہان دینگے وہی یہان بھی تصور فرماوین ـ **اقول** ہماری فاضل مجیب کو فرض محال کے تکلیف اوٹھانی کی کچھہ ضرورت نہین ہمنے آپکی ہی روایات سے وقوع تخطیہ ثابت کر دیا اب فرمائین کہ انبیا مین کونسا تخطیہ واقع ہوا ہے جو اس تخطیہ کے برابر ہو جسکو مشترک الجواب تصور فرما رکھا ہی

علاوہ ازین اسکا دارو مدار ثبوت عصمت ائمہ پر ہی اور اوسکو ہم سابق مین باطل کر آئی ہین تو یہ بنا
محض بنا فاسد علے الفاسد ہوگی۔ قطع نظر اس سے اگر اسکو تامل سے دیکھا جاوے تو یہ مشترک
الالزام بھی نہین ہوسکتا کیونکہ جو تخطیہ ائمہ مین واقع ہوا ہی وہ اسطرح ہی کہ امام بالفعل نے
امام بالقوہ کی تخطیہ فرمایا ہی اور اگر یہہ ہی صورت تخطیہ کے انبیا مین فرض کیجاوے تو چونکہ
عصمت انبیا قبل البعثۃ علی الخصوص صغائر سے مختلف فیہ مین اہل سنت ہی اسلیے کہا جاسکتا ہی
کہ نبی بالفعل کا تخطیہ کرنا نبی بالقوہ کی نسبت صحیح ہے۔ اور جیسا آپکی حکم کے بموجب ہمنے ما
جواب کو آپکی طرف سے ائمہ مین بھی تصور فرمایا تو یہہ ثابت ہوا کہ جو تخطیہ ائمہ مین واقع ہوگا
اوسمین امام بالفعل صواب پر ہوگا اور امام بالقوہ خطا پر تو غسل کے قصہ مین جناب امیر رضی اللہ عنہ
صواب پہ ہے اور معاملہ صلح مین جناب امام حسن رضی اللہ عنہ صواب پر ہی یسیحی بطلان
عصمت کو بیان تو خود تسلیم فرمالیا **قال الفاضل المجیب** - قولہ اور نیز عصمت کا
تحقق جمیع عمر مین ہی یا بعض مین — اقول - مذہب اہل حق یہہ ہی کہ از مہد تا لحد عصمت
محقق ہی **یقول العبد الفقیر الے مولاہ** چونکہ عصمت کی نسبت سابق مین
بہت کچھہ بحث ہوچکی ہی جو کافی ہی اسلیے اوسکی اعادہ کی ضرورت نہین یہان فقط اسقدر گذارش
ہی کہ قطع نظر اس سے کہ ابتدا عصمت از مہد صحیح ہی یا نہین کیونکہ شاید آپکو معلوم نہین ہوگا
کہ اسمین بھی باہم اختلاف ہی اسلیے اسکو مذہب اہل حق فرماتے ہین - بحث اثبات عصمت
مین جسقدر دلائل ذکر فرمائی ہین اونمین سے کوئی دلیل بھی عصمت از مہد پر دلالت نہین کرتی
کاش اثبات کے وقت بھی یہہ بھی دعوی ملحوظ خاطر سامی ہوتا **قال الفاضل المجیب**
قولہ جب جناب مجتہد صاحب اپنی شرائط کو دلائل کے ساتھہ بیان فرماوینگی تو اوسپر رد و قدح اوسطرح
ہوگی — اقول - ہمنی آپکے ہی کتب سے یہہ شرائط مدلل بیان کردیے اگر آپ رد و قدح اپنی
علما کی کلام و صحابہ کی اقوال پر کرسکتی ہین تو بسم اللہ کیجیے ہمارا ہر طرح فائدہ ہی - **یقول
العبد الفقیر الے مولاہ** - سبحان اللہ یہہ ہماری فاضل مجیب کے

فہم و دانش اور مناظرہ دانی ہے کہ اپنی استدلالات کی ابطال کو کلام علما و اقوال صحابہ پر رد و قدح
سمجھتے ہین۔ کیون حضرت اگر آپنے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا ارشادات ائمہؒ یا اقوال صحابہ یا تحقیقات علما سے غلط استدلال کیا اور اپنی فاسد مدعا پر
استشہاد کے طور پر غلطاً پیش کیا اور آپکے خصم نے آپکو آپکی غلطی پر متنبہ کیا اور آپکو جتلایا
کہ آپکا استدلال ان دلائل سے غلط ہی اور انکو آپکے ثبوت مدعا سے کچھہ مساس نہین اور اونکو
دلائل سے ثابت کردیا تو کیا اس صورت مین آپ یہہ ہی فرماوینگے کہ آپکے خصم نے کتاب اللہ
و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عترت پر رد و قدح کے اور آپ ایسی دہمکی سے ڈرا کر
اپنی استدلالات کی ابطال و رد و قدح کسے باز رکہینگے۔ قطع نظر اس سے کہ ایسی غلط اور واہی باتین
آپکی ایسی ثبوت فضل و کمال مین مضر و قادح ہین آپکے خصم کو ہرگز رد و قدح سے باز رکہنے والے
نہین اور نہ آپکا خصم آپکی ایسی باتون پر کان رکہیگا۔ پس آپکا اسطرح کہنا کچھہ فائدہ نہین
بلکہ نقصان ہی۔ چنانچہ جب ہماری رد و قدح سے آپکو روز سیاہ نظر آئیگا تو معلوم ہوگا کہ آپکے
کسقدر ضرر رسان ہی **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ سر دست جنابنے دعوی کیا کہ
یہہ مدعا بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہی اور کوئی دلیل ذکر نہین فرمائی تو دعوی بلا دلیل کے واسطے تو محض
لا نسلم ہی جواب ہی بلکہ لا نسلم کے بہی حاجت نہین کیونکہ دعوی بلا دلیل خود ہی غیر مقبول ہی
ان مدلل جوابکے واسطے آیندہ اپنی دلائل کے ساتھہ منتظر رہین۔ اقول۔ اگرچہ اسکی جواب
مین بہی کچھہ گذارش ہوتا اور اسیقدر شروع مین عرض کیا گیا ہی مگر چونکہ کوئی مطلب کی بات نہین
اسلیے صرف اسیقدر گذارش ہی کہ ہمنے آپکی ارشاد کی تعمیل کردی اب ہم حسب وعدہ منتظر ہین۔
یقول العبد الفقیر الے مولاہ ہم ہی اسجگہ صرف اسیقدر گذارش کافی سمجھتے
ہین کہ ہمنے اپنا وعدہ وفا کیا اور آپکی استدلالات کا مدلل جواب آپکی دلائل کے ساتھہ گذارش
کرکے آپکا انتظار رفع کردیا اب ہم حسب وعدہ الضاف کے منتظر ہین۔ **قال الفاضل
المجیب**۔ قولہ۔ سہہ مذ اجمالاً مختصراً اسقدر گذارش ہی کہ جن شرطکی نسبت

دعوی فرمایا ہی کہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سی ثابت ہین اونکی تکذیب خود کلام امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سی جسکو شریف رضی نے نہج البلاغۃ مین ذکر کیا ہی۔ وانما الشوری للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضی ملخصًا بقدر الحاجۃ۔ اقول الحمد للہ کہ شرائط ثلثہ اون دلائل عقلیہ و نقلیہ سی جو آنکی سی علمانے اپنی کتب معتبرہ دینیہ مین لکھی ہین ثابت کی گیی یقول العبد الفقیر الی مولاہ بحول اللہ وقوتہ شرائط ثلثہ کی ثبوت کو اون دلائل عقلیہ و نقلیہ سی جو ہماری علمانے اپنی کتب معتبرہ دینیہ مین لکھی ہین بالکل زیر و زبر کا امتحانا کر آئی ہین اوس سی بخوبی یہہ بات ثابت ہوئی ہی کہ شرائط خلاف عقل و نقل تسلیم کر رکھی ہین نہ اونکی عقل مساعد ہی اور نہ نقل موید ہے **قولہ** آپنے جو یہہ تقلید اپنی خاتم المحدثین کے کردہ حضرت اپنی خوش فہمی سے اس قول جناب امیر المومنین علیہ السلام کو مکذب ان شرائط کا سمجھتی ہین یہہ قول نقل کیا ہی اسکا ہی جواب سنیئی **اقول** شاید ہماری مجیب بسبب کچھہ ملہم یا محدث ہونے کی بھی مدعی ہین۔ اگرچہ خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ہمار فخر ہی لیکن معلوم نہین اسجگہ ہماری مجیب کس دلیل سے تقلید سمجھی آنکی عادت ہوگیی ہے کہ ہرگاہ کسینی کوئی دلیل پیش کی خیال کر لیا کہ تحفہ سے نقل کی ہوگی گو آپکی کتابین بدقت میسر آئی ہین لیکن خداوند تعالے کی فضل سے بعض کتابین اس عاجز کو میسر آگئی ہین منجملہ اونکی نہج البلاغۃ اور اوسکی شروح ہین پس ہمنی جو کچھہ عرض کیا تھا تحفہ سی نقل نہین کیا تھا بلکہ نہج البلاغۃ سی ملخصًا عرض کیا تھا باقی رہا خوش فہمی سو اس بحث مین انشاء اللہ تعالے بخوبی واضح ہوجائیگی کہ آپکی اور انکا برکی خوش فہمی ہے جنہون نے اس کلام کو دلیل الزامی قرار دیا ہے یا خاتم المحدثین کی خوش فہمی ہے کہ اونہون نے اسکو دلیل تحقیقی ٹھہرایا ہے **قولہ** اول ہم اس روایت کو جسکی تلخیص آپنے فرمائی ہی تحفہ سے نقل کرتے ہین آنکی خاتم المحدثین

تحفہ مین یہہ تحریر فرماتے ہین ۔ منہا ما اوردہ الرضی فی نہج البلاغۃ عن امیر المؤمنین
فی کتاب کتبہ الی معاویۃ وھو اما بعد فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک
وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی
ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما
الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ
رضی فان خرج منہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی قاتلوہ علی
اتباعہ غیر سبیل المؤمنین وولاہ اللہ ما تولی واصلاہ جہنم وساءت مصیرا۔ انتہی
اب اسکا جواب یعنی یہہ امر بخوبی ثابت ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے خلیفہ اول کی بیعت
بفور انعقاد خلافت نہین کی بلکہ اوسکی برہم کرنے کی تدبیرین فرماتے رہی چنانچہ ازالۃ الخفا
کی عبارت جو قصد احراق بیت جناب سیدہ علیہا السلام مین نقل ہوئی ہی اسپر شاہد ہی
اور بعد مین جو بیعت فرمائی وہ بھی بخوشی نہین کی چنانچہ بروایت بخاری بلکہ صحیحین تا شش ماہ
وحیات جناب سیدہ بیعت نہین کی اور اس روایت مین یہہ الفاظ ہین وکان لعلی
من الناس وجہ حیات فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس
مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ پس اگر اس خط سے جو جناب امیر ع نے معاویہ کیطرف تحریر فرمایا ہی
خلیفہ اول کی صحت خلافت ثابت ہو اور جناب امیر علیہ السلام اسکی معتقد ہون تو لازم آتی ہی
کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ برحق وامام مطلق سے تا شش ماہ منحرف رہی
ہون اور ایسی برحق خلیفہ کے خلافت وامامت برہم کرنے کی ایسی مشورہ کرتے رہی ہون
حالانکہ کتاب اللہ مین يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
مِنْكُمْ وحدیث رسول اللہ مین من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ
موجود ہی اور جناب امیر علیہ السلام کی شان اس سے ارفع ہی بلکہ اصل بات یہہ ہی کہ یہہ
خط ... معاویہ کو تحریر فرمایا ہے چونکہ معویہ خلفاء سابق کو برحق خلیفہ جانتا تھا

اور اونکا ہی حاکم کردہ تہا اسلیے جناب امیر نے اوس پر حجت ختم فرمائی چنانچہ اس خطبہ کے
یہہ الفاظ انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم اسپر صاف
دلالت کرتے ہین اگر یہہ امر تحقیقی ہوتا تو اسکی لکہنے کی کیا ضرورت تہی اور خصوصاً وہ
فقرہ جو آپکو خاتم المحدثین اپنی تحریر عسلی سے اصل سمجہے تہی یعنی لزمتك وانت بالشام
الزامی تحریر پر دال ہے کیونکہ یہہ داب تحریر نہین ہے کہ اپنی مسلمات کو بیان کرکے
خصم پر کوئی بات لازم کرین - **اقول** ہمنی تبرعاً اجمالی طور پر جناب امیر کا
والانامہ جو بنام امیر شام تحریر فرمایا مخصوصاً بصراحۃ تکذیب شرارت ثلثہ کے لیے اور فی الحقیقت
استیصال اصول و فروع مذہب تشیع کی غرض سے گذارش خدمت کیا تہا بجواب اوسکے جناب نے
اوسکی تحقیقی ہونے سے تو انکار کیا اور الزامی ہونا اوسکا تسلیم فرمایا گویا اس امر کو تسلیم کرلیا
کہ اگر یہہ کلام جناب امیر رضی اللہ عنہ سے بطور تحقیق کے صادر ہوئی ہو تو شرارت ثلثہ بلکہ
تمام اصول و فروع مذہب شیعہ کے باطل اور کرماد اشتدت بہ الریح ہباء منثورا ہوگا و
بس ایک نگاہ پر ٹہرا ہے فیصلہ دلکا + اب ہمپر لازم ہے کہ اوس خطبہ کی الزامی ہونیکا
بطلان اظہر من الشمس وابین من الامس کرکے دکہلا وین اور ثابت کردین کہ یہہ خطبہ الزامی
طور پر تحریر نہین ہوا بلکہ واقعی و تحقیقی طور پر جناب نے تحریر فرمایا ہے - پس واضح ہو کہ جب ہم آپ
خطبہ کی جملونکو اور اونکی مضامین ہین غور و تامل کی نظر سے دیکہتے ہین تو تمام خطبہ مین اول
سے آخر تک کوئی حرف ایسا نہین پاتے ہین جو اوسکی الزامی ہونے پر دلالت کرتا ہو اسلیے
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول تمام خطبہ کی نقل شرح ابن میثم بحرانی سے کیجاوی اور بعد اوسکے اوسکی
جملونسے ثابت کیا جاوے کہ یہہ الزام نہین بلکہ تحقیق ہے اوس خطبہ کی شرح مین جسکا
شروع یہہ ہے - ومن کلام لہ علیہ السلام وقد اشار الیہ اصحابہ بالاستعداد لحرب
اھل الشام بعد ارسالہ الی معویۃ جریر بن عبد اللہ - شارح ابن میثم تحریر فرماتا ہے

لے یہہ آپکا ارشاد کلام میں سے ہی جبکہ آپکی اصحاب نے اہل شام کی لڑائی کی لیے مستعد ہونیکا مشورہ جریر بن عبد اللہ کو معویہ کی طرف بہیجنی کے بعد دیا ۱۲

[margin note, illegible]

ثم كتب معها اما بعد فان بيعتي بالمدينة لزمتك وانت بالشام لانه بايعني القوم
الذين بايعوا ابابكر وعمر وعثمان على ما بايعوهم عليه فلم يكن للشاهد ان يختار
ولا للغائب ان يرد وانما الشورى للمهاجرين والانصار اذا اجتمعوا على رجل فسموه
اماما كان ذلك لله رضى فان خرج من امرهم خارج لطعن او رغبة ردوه الى ما خرج
منه فان ابى قاتلوه على اتباعه غير سبيل المؤمنين وولاه الله ما تولى ويصليه
جهنم وساءت مصيرا وان طلحة والزبير بايعاني ثم نقضا بيعتي فكان نقضهما كردهما
فجاهدتهما على ذلك حتى جاء الحق وظهر امر الله وهم كارهون فادخل فيما دخل
فيه المسلمون فان احب الامور الي فيك العافية الا ان تتعرض للبلاء فان تعرضت له
قاتلتك واستعنت بالله عليك وقد اكثرت في قتلة عثمان فادخل فيما دخل فيه الناس
ثم حاكموا القوم احملك واياهم على كتاب الله فاما تلك التي تريدها فخدعة
الصبي عن اللبن ولعمري ان نظرت بعقلك دون هواك لتجدني ابرأ قريش من دم
عثمان - واعلم انك من الطلقاء الذين لا تحل لهم الخلافة ولا يعرض فيهم الشورى
وقد ارسلت جرير بن عبد الله وهو من اهل الايمان والهجرة فبايع ولا قوة الا بالله انتهى

ل پھر اسکے ساتھ لکھکر بھیجا بعد حمد وصلواۃ کے میری بیعت مدینہ مین تجھپر لازم ہوگئی باوجودیکہ تو شام مین ہی کیونکہ مجھسے ان لوگون نے اوس امر پر بیعت
کی ہی جنہون نے جس امر پر ابوبکر و عمر و عثمان سے بیعت کی ہتی تو اب حاضر کو کچھ اختیار نہی اور نہ غائب رد کر سکتا ہی شورہ صرف مہاجرین و انصار کا ہی
جب وہ کسی شخص پر مجتمع ہو جاوین اور امام بنالین وہ اللہ کی نزدیک بہی پسندیدہ ہی پھر اگر کوئی نکلنی والا اوسمین طعن یا اوس سے اعراض کی نکلی اوسکو ادہر
پہانسی نکلاہی ہوتا اور اگر انکار کری تو اوس سے مومنین کے رستہ کے سوا پیروی کرنے پر لڑین اور اللہ اوسکو متوجہ کریگا جدہر وہ پہرا ہی اور داخل کریگا اوسکو
دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ ہی اور طلحہ اور زبیر نے مجہسی بیعت کی پہر بیعت توڑ دی تو یہہ اونکا بیعت توڑنا بمنزلہ اونکی ردت کی ہوا تو مینے
اوسپر اونسی جہاد کیا یہانتک کہ آ پہنچا سچا وعدہ اور غالب ہوا اللہ کا حکم اور وہ ناخوش ہی تو تو بہی داخل ہو جا جسمین مسلمان داخل ہوئی ہین
کیونکہ مجہکو وہ امر زیادہ پسندیدہ ہی جسمین عافیت ہو مگر یہہ کہ تو بلا کی درپی ہو پس اگر تو بلا کی درپے ہوگا تو مین تجہسی لڑونگا اور تجہپر خدا سے اعانت
چاہونگا - اور تونی عثمان کے قاتلون مین بہت گفتگو کی ہی تو جسمین لوگ داخل ہوئی ہین تو بہی داخل ہو - پہر قوم سے میری طرف محاکمہ کر مین تجہکو اور اونکو
کتاب اللہ پر اوٹہاونگا اور یہہ جو تو چاہتا ہی تو بچہ کو دودہ سی فریب دینا ہی اور میری زندگانی کی قسم اگر تو اپنی عقل سے بدون ہوائے نفسانی کے
نظر کریگا تو مجہکو قریش مین عثمان کے خون سے سب سے زیادہ بری پائیگا اور جان تو کہ تو طلقا مین سے ہی جنکی لیے نہ خلافت کا زیور حاصل
ہوسکتا ہی اور نہ اونکو کچہہ مشورہ کی سی تعرض ہے اور مینے تیری طرف جریر بن عبد اللہ کو بہیجا ہی اور وہ اہل ایمان اور ہجرت سے ہی
پس بیعت کرلے ولا قوۃ الا باللہ - ۱۲

عاقل منصف اول اس تمام خط کی عبارت کو اجمالی نظر سے دیکھے کوئی جملہ یا کوئی حرف وغیرہ
اس خط کی الزامی ہونے پر دلالت کرتا ہے ہرگز نہین تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہہ خط
الزامی نہین اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ خبر فی الحقیقت حکایت ہوتے ہے اور اوسکا محکی عنہ یا تو
حال واقع ہوتا ہے یا اعتقاد متکلم بلکہ اعتقاد متکلم کا محکی عنہ ہونا ہے اسی وجہ سے معتبر ہے کہ متکلم
اپنی اعتقاد کو مطابق واقع کے سمجھتا ہے یہہ ہی وجہ ہے کہ صدق وکذب کا مدار جمہور کے
نزدیک تطابق و عدم تطابق واقع پر ہوا ہے پس جب کوئی متکلم کسی خبر کے ساتھہ تکلم کریگا تو سامع بمجرد استماع
خبر کے یہہ سمجھیگا کہ متکلم نے حال واقع یا اپنے اعتقاد کی حکایت کی اور اسقدر سمجھنے
مین کسی قرینہ حالیہ یا مقالیہ کا محتاج نہوگا اور ظاہر ہے کہ تبادر الی الفہم ہی حقیقت کی ہے
لفظ موضوع کی اطلاق کے بعد جو معنی کہ بلا احتیاج قرینہ متبادر الی الفہم ہونگی اوسکو حقیقی
سمجھا جائیگا اور جو معنی کہ کسی قرینہ سے سمجھے جاوینگے اور محتاج سمجھنے مین قرینہ کی طرف
ہونگی اوسکو حقیقت نہین کہا جائیگا بلکہ اوسکو مجاز کہینگے تو اب اگر اس خط کی مضمون
کو حقیقی سمجھا جائیگا تو تمام عبارت اپنی معنی حقیقی پر محمول ہوگی اور بسبب تبادر الی الفہم
ہونے کے کسی قرینہ کی محتاج نہوگی اور سمجھا جائیگا کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ حال واقع کی
حکایت فرما رہے ہین - اور اگر اوسکو الزامی سمجھا جاوے اور تصور کیا جاوے کہ حضرت بطور
الزام کے حکایت حال اعتقاد مخاطب کے فرما رہے ہین تو یہہ عبارت اپنی معنی حقیقی پر محمول
نہوگی اور بسبب عدم تبادر الی الفہم کے محتاج قرینہ کی طرف ہوگی اگر کوئی قرینہ پایا جاویگا
تو اپنی حقیقت سے متجاوز ہوکر اس معنی پر محمول ہوگی ورنہ نہین - اب تفصیلی نظر سے اہل فہم
و انصاف ہر ایک جملہ کی مضمون کو بغور ملاحظہ فرماوین اور دیکھین کہ اس کلام مین کوئی
قرینہ پایا جاتا ہے جس سے اسکا الزامی ہونا سمجھا جاوے یا نہین اور واضح رہے کہ قرینہ خارجیہ جو
کلام کو معنی حقیقی پر محمول ہونے سے مانع ہووہ ہوتا ہے جو عام طور پر متبادر الی الفہم ہو
اور ہر شخص اوس سے سمجھ سکے کہ یہہ کلام مصروف عن الظاہر ہے اور ما نحن فیہ مین ایسا قرینہ

مفقود ہی اور جسکی نسبت ادعا ہی وہ بلا دلیل ہی اور غیر مسلم اول جملہ لانہ بایعنی القوم الذین
بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی مابایعوہم علیہ - ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ جملہ حال
واقع کی حکایت ہی اور اپنی محکی عنہ کے مطابق ہی اور یہہ اخبار باعتبار واقع کے صحیح ہی
کیونکہ جن لوگون نے خلفاء ثلثہ سے بیعت کی تہی اور اہل حل وعقد تہی اونہون ہی نے
حضرت سے ہی بیعت کی - دوسرا جملہ فلم یکن للشاہد ان یختار ولا للغائب ان یرد
ہی اس جملہ مین کوئی قرینہ دلالت نہین کرتا کہ برخلاف واقع کے صرف مخاطب کے
اعتقاد پر مدار کلام ہی اور اسکی معنی فاذا عندکم لیس للشاہد ان یختار الخ مین اور جب
کوئی قرینہ موجود نہین تو یہہ جملہ اس معنی خلاف متبادر ظاہر پر محمول ہوگا بلکہ اپنی معنی حقیقی
پر جو متبادر الی الفہم عند عدم القرینہ ہوتا ہی محمول ہوگا اور وہ یہہ کہ بیعت اہل حل وعقد کی
صورت مین باعتبار واقع ونفس الامر کے نہ شاہد اختیار کرسکتا ہی نہ غائب رد کرسکتا ہی جب
بیعت اہل عقد کی واقع ہوگئی تو پھر کسیکو چون وچرا کی گنجایش نہی تیسرا جملہ وانما الشوری
للمہاجرین والانصار ہی اس جملہ مین ہی کوئی قرینہ نہین جو اسکی الزامی ہونے پر دلالت
کرے بلکہ اگر اس عبارت مین تامل کیا جاوی تو صراحۃً ثابت ہوتا ہی کہ اس سی مراد
تحقیق ہے اور الزام نہین کیونکہ لفظ انما مفید حصر کو ہی جسکی معنی یہہ ہوئی کہ شوری صرف
مہاجرین وانصار ہی مین منحصر ہی اور کسی دوسری کو اوسمین دخل نہین تو گویا ضمناً اسجگہ
یہہ ثابت کیا کہ مخاطب کو جو طلقاء مین سی ہے شوری مین بہی کچھہ دخل نہین تو خلافت کا
مستحق کیونکر ہو سکتا ہی اور اس حصر کے بموجب یہہ تقریر اوسی وقت صحیح ہوسکتی ہی جبکہ اسکو
تحقیق پر محمول کیا جاوے اور اگر اسکو الزام پر حمل کیا جاوی تو باطل ہی کیونکہ امیر معویہ اس
امر کے قائل نہین کہ شوری منحصر مہاجرین وانصار مین ہے - بلکہ اونکی نزدیک شوری مین
تمام مسلمین کو دخل ہی چنانچہ اس خط کی جواب مین جو خط امیر شام نے جناب امیر کی خدمت مین
بہیجا ہی اوس سے ظاہر ہی اور اوس خط کو ہم آیندہ نقل کرینگے اس جگہ کچھہ بے موقع

نہین ہی اگر ہم اپنی دعوی کے ثبوت مین شارح ابن میثم کے عبارت جو اس جملہ کی شرح
مین لکھی ہے نقل کرین اہل انصاف و فہم اوس عبارت سے بخوبی سمجھہ لینگی کہ یہہ عبارت
بلکہ تمام خط تحقیقی ہی یا الزامی وھذہ عبارتہ وحصر الشوری والاجماع فی المہاجرین و
الانصار لانهم اهل الحل والعقد من امة محمد فاذا اتفقت کلمتهم علی حکم من الاحکام
کاجتماعهم علی بیعته وتسمیته اماما کان ذلک اجماعا حقا انتہی بقدر الحاجہ
چوتہا جملہ فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلک للہ رضی ہی اس مین ہی کوئی
قرینہ نہین جس سے سمجہا جاوے کہ مراد فی الواقع نہین یا یا عنہ المخاطب ہے اور صارف عن الحقیقہ ہو
تو اس عبارت کا خلاف واقع اور کذب پر محمول کرنا بلا قرینہ کیونکر جائز سمجہا جائیگا کیونکہ
بلا ضرورت مصیر الی المجاز جائز نہین تو بس یہہ عبارت محمول اپنی معنی حقیقی پر ہوگی اور حاصل
معنی یہہ ہوگا کہ اگر لوگ یعنی اہل حل وعقد مجتمع ہو کر کسی شخص کو امام بناوین تو وہ شخص
فی الواقع عند اللہ امام ہوجائیگا اور اوسکی امامت خداتعالی کے نزدیک پسندیدہ ہوگی
پانچوان جملہ فان خرج منهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ما خرج منه ہی
اس جملہ مین ہی کوئی حرف نہین جو صارف عن الحقیقة ہو اور الزام ہونے پر دلالت کرے
تو اپنی معنی حقیقی پر محمول ہوگا اور شبہہ مطابق واقع نفس الامر کے متصور ہوگی چہٹا جملہ
فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المومنین وولاه اللہ ما تولی واصلاه جهنم و
ساءت مصیرا ہی۔ اس عبارت مین ہی کوئی لفظ نہین جو اسکی الزام ہونے پر دلالت کری
بلکہ یہہ عبارت بصراحت اس امر پر دال ہے کہ مراد تحقیق ہے نہ الزام کیونکہ یہہ عبارت بطور اقتباس کے
کلام اللہ سے ارشاد ہوئی ہی اور اس آیت شریفہ کی طرف مشیر ہی جو سورہ نساء مین ہی

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولی
ونصله جهنم وساءت مصیرا ۔ اور اس آیت سے استدلال فرما کر امیر معویہ لعنہ اللہ
کو متنبہ کیا کہ یہہ استدلال گویا نص قرآنی کے ساتہہ استدلال ہے اور اسمین گنجائش شک وشبہ کے

نہین ہے تو یہ کیونکہ بعض سبیل کا مبنی علاوہ اجماع کے نص قطعی پر ہوا جسمین شک وشبہ کو دخل
نہین ہوسکتا اور ایکا ہی ہے کہ اتباع غیر سبیل کے مذمت حق تعالے شانہ نے بطور الزام
نہین فرمائی بلکہ سبیل کی تحقیق فرمائی ہے اور اس آیت شریفہ سے کسیکو الزام نہین دیا بلکہ
واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے فرمایا ہی پس جناب امیر نے اوسی آیت شریفہ کو اوسی قسم کے
اپنی مدعا کی ثبوت مین پیش فرمایا تو کیونکر ممکن ہی کہ اوسکو الزام پر محمول کیا جا کیونکہ اگر
اسکو الزام پر محمول کیا جاوے تو یہہ ثابت ہوگا کہ جناب امیر اس آیت شریفہ کے مضمون کے
منکر تھے معاذ اللہ یہہ بداہتہً غلط ہی - پس اس جملہ سے مثل جملہ اولی کے واضح ہوگیا کہ یہہ تمام
نامہ تحقیق واقع پر مبنی ہی اور حضرت علماء شیعہ کی خوش فہمی ہے کہ اس کلام کو الزام پر محمول
کر کے اوسکی معنوی تحریف فرماتے ہین اور کریں تو کیا کرین صریح دیکھتے ہین کہ مذہب
تشیع کی بیخ وبنیاد اکہڑی جاتی ہی اسلیے ہاتھ پانو مارتے ہین تو اس تمام عبارت مین
باوجود اسقدر بسط وتطویل کے باایہمہ عقل وفراست ودانش وکیاست ایک حرف بہی
ایسا تحریر نفرمایا جو اس کلام کے الزامی ہونے پر دلالت کرتا حالانکہ بدون قرینہ کے
ہرگز الزام پر حمل نہین کیا جاسکتی بلکہ جسقدر بسط کیا اور جسقدر جملے بڑہائی اونسے اس امر کا ثبوت
قوی ہوتا گیا کہ اس عبارت کی بنا تحقیق پر ہی الزام ہرگز ممکن نہین پس اگر اب بہی اوسکو
الزام ہی پر محمول کیا جاوی تو اس سے یہہ ثابت ہوگا کہ معاذ اللہ حضرت امیر کو عبارت
نویسی کا کچہہ بہی سلیقہ نہین تہا اور آپکو یہہ بہی خبر نہین تہی کہ کس مضمون کیلیے قرینہ کی حاجت
ہی اور کونسی معنی قرینہ سے مستغنی ہین علاوہ اسکی جو عبارت کہ اسکے بعد اس خط کی شارح نے بڑہائی
جسکو حضرت صفی صاحب نے ساقط کردی ہی جسکو ہم اوپر نقل کرآئی ہین وہ بہی دلالت کرتے ہی
کہ مقصود الزام نہین وہ جملے یہہ ہین - وان طلحۃ والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی وکان
نقضہما کردتہما فجاہدتہما جب حقیت خلافت دلیل اجماعی ونصی سے ثابت فرما چکے
اوسکے بعد یہ فرماتے ہین کہ طلحہ اور زبیر نے بیعت خلافت جو دلائل حقہ سے ثابت تہی

تو ڑی اور یہہ نقض مثل رد تقے کے ہی کیونکہ گویا انکار رشک کا ہے اصلی یعنی یا دنسی جہاد کیا تو اس سے
معلوم ہوا کہ سابق مین جو کچھہ فرمایا تھا وہ تحقیق تھا الزام نہین تھا اسکی بعد فرماتی ہین
فادخل فیما دخل فیه المسلمون فان احب الامور الی فیك العافیة
پھر مکرر امیر معویہ کو اتباع سبیل المومنین کی تاکید فرماتے ہین کہ جسمین مسلمان داخل ہوئی
تو بہی داخل ہو کیونکہ وہی حق ہی اور اوسمین عافیت ہی اور مجکو پسندیدہ وہی امر ہی کہ جسمین
عافیت ہو - اس سی صاف ظاہر ہے کہ جسکو مسلمان اختیار کرین وہ حق ہوگا اور اوسمین
عافیت دارین منصور ہوگی تو وہ امر جسکو کبراء اہل اسلام نے کیا اور اہل حل و عقد نے متفقہ
کیا وہ کیونکر حق نہوگا - پس اس عبارت نے بالبداہت ثابت کردیا کہ تمام دلیل سابق
تحقیقی ہی الزامی نہین - اسکی بعد آخر خط مین تحریر فرماتے ہین واعلم انك من الطلقاء
الذین لا تحل لهم الخلافة ولا تعرض لهم الشوری اس عبارت کی
بالکل واضح ہی کہ یہہ الزام نہین بلکہ تحقیق ہی کہ باعتبار واقع و نفس الامر کے خلافت و شوری
مین طلقاء کو کچھہ دخل نہین خلافت ہی سواے طلقاء کے اور لوگونمین ہی اور اہل شوری بہی
سوای طلقاء دوسری آدمی ہین تو اس سی سمجھا گیا کہ شوری حق ہی پس اس کو اپنی شرائط کا
بطلان سمجھہ لیجیے گا - اب اسکی بعد گذارش ہی کہ جو جواب اس خط کا امیر معویہ نے تحریر کیا
اور جو کچھہ اوسکا جواب الجواب جناب امیر نے تحریر فرمایا ہم اوسکو شرح سی نقل کرتے ہین
آپ اونکو ملاحظہ فرماوین اور دیکھین کہ وہ خط بدیہی طور پر ثابت کر رہی ہین کہ ان تحریرات سے
مدار الزام پر نہین اور یہہ دلائل از باب مجارات الخصم ہی ہرگز نہین بلکہ بیان واقع اور تحقیق نفس الامر
[1] فاجابه معوية اما بعد فلعمری لو بایعك القوم الذین بایعوك وانت بریٔ
من دم عثمان کنت کابی بکر وعمر وعثمان ولکنك اغریت بعثمان وخذلت

---

[1] پس معاویہ نے اسکا جواب لکھا - اما بعد تجسی جنہون نے بیعت کی ہی اگر وہ تجسی بیعت کرتے اور عثمان کے خون سی بری ہوتا تو تو بہی مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے ہوتا لیکن تو نے عثمان پر (فتنہ کی آگ کو بہڑکایا اور اس سی مددگارون کو جدا کردیا - ۱۲ -

عنه الانصار فاطاعك الجاهل وقوى بك الضعيف وقد ابى اهل الشام الا قتالك حتى تدفع اليهم قتلة عثمان فان فعلت كانت شورى بين المسلمين ولعمري ما حجتك على كحجتك على طلحة والزبير لانهما بايعاك ولم ابايعك وما حجتك على اهل الشام كحجتك على اهل البصرة لانهم اطاعوك ولم يطعك اهل الشام فاما شرفك في الاسلام وقرابتك من النبي صلى الله عليه وسلم وموضعك من قريش فلست ادفعه وكتب في آخر الكتاب قصيدة كعب بن جعيل اور بعض روایات سے اس خط کے الفاظ اسطرح معلوم ہوتے ہیں من معوية بن ابي سفيان الى علي بن ابي طالب اما بعد فلو كنت على ما كان عليه ابو بكر وعمر وعثمان ما قاتلتك ولا استحللت ذلك ولكنه انما افسد عليك حقي خطيئتك في عثمان وانما كان اهل الحجاز الحكام على الناس حين كان الحق فيهم فلما تركوه صار اهل الشام الحكام على اهل الحجاز وغيرهم من الناس ولعمري ما حجتك على اهل الشام الخ اب اس خط کے مضمون میں اہل انصاف ودانش تامل فرماویں اگر جناب امیر کا خط الزامی ہو تو بالکل مہمل ولغو ہی ہوا جاتا ہے کیونکہ امیر معویہ کے خط سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جب خلیفہ خلافت

ت تو جاہل نے تیری اطاعت کی اور ضعیف بسبب تیری قوی ہوگیا اور اہل شام نے سوای تیری قتال کی انکار کیا یہانتک کہ تو عثمان کی قاتلونکو حوالہ کردی پھر اگر تو نے ایسا کیا تو خلافت بطور مشوری کے مسلمانون مین ہوگی اور میری زندگانی کی قسم جیسی تیری حجت طلحہ اور زبیر پر ہی مجھپر نہین کیونکہ انہون نے تجسے بیعت کی تھی اور مین نے بیعت نہیں کی اور جیسی تیری حجت بصرہ والون پر ہی اہل شام پر نہین کیونکہ انہون نے تیری اطاعت کی ہی – اور اہل شام نے تیری اطاعت نہین کی اور لیکن تیری بزرگی اسلامی اور تیری قرابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیرا مرتبہ قریش سے پس مین اسکو نہین اوٹھاتا اور خط کے آخر مین کعب بن جعیل کا قصیدہ لکہا ۱۲ ث معویہ کیطرف سے علی بن ابی طالب کیطرف – اما بعد – اگر تو اوس طریق پر ہوتا جس پر ابو بکر و عمر و عثمان تھے تو مین تجسے نہ لڑتا اور نہ تیرا قتال حلال جانتا لیکن صرف عثمان کے معاملہ مین تیری خطا نے میری بیعت کو تیری ساتھہ بگاڑدیا اور حجاز والے لوگون پر حاکم اوسوقت تک تھی جب تک انمین حق رہا اور جب انہون نے حق چھوڑدیا تو اہل شام حجاز والون اور دوسری لوگون پر حاکم ہین اور میری حیات کی قسم تیری حجت اہل شام پر ایسی نہین جیسی اہل بصرہ پر ہے – الخ – ۱۲ –

لائق نہو اور مہمات خلافت کو سرانجام نہ کر سکے تو بیعت اہل حل و عقد سے وہ شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا ہے تو جب اوسکا یہہ مذہب ہے تو اوسکو یہہ الزام دینا کہ ہماری خلافت ثابت ہے کیونکہ ہم سے اہل حل و عقد نے بیعت کی ہے اور جس سے اہل حل و عقد نے بیعت کی وہ خلیفہ ہے بالکل پوچ اور لغو ہوگا اسلیے کہ معویہ رضی اللہ عنہ بیعت اہل حل و عقد کو بدون وجود صلاحیت کے بالکل لغو اور فضول سمجھتا ہے بلکہ اس پوچ الزام پر بسط کلامی اور تطویل اور بھی زیادہ بیہودہ ہے چنانچہ اہل ذوق صحیح اسکو بخوبی سمجھہ سکتے ہیں اور صاحب تحفہ علیہ الرحمۃ نے اسیکی طرف اشارہ فرمایا ہے اسکے بعد اس خط کا جو کچھہ جواب جناب امیر رضی نے تحریر فرمایا اور اوسکو آپکے حضرت رضی نے نہج البلاغۃ مین نقل کیا ہے لیکن اپنی عادت شریفہ کے موافق حضرت رضی نے اوسمین کمی و بیشی فرمائی اور سبب اسکا آپ جانتے ہی ہین کہ حضرت رضی جناب امیر کے خطوط مین ایسا تصرف کیون فرماتے ہین اور کسواسطے اونکی تحریف کرتے ہین اسلیے ہم اصل خط شرح ابن میثم سے نقل کرتے ہین اور بعد اسکے شارح نے جو کچھہ تحریف کی نسبت لکھا ہے نقل کرینگے

سلہ فكتب جوابه من عبد الله علي امير المؤمنين الى معوية بن صخر اما بعد فانه اتاني كتابك كتاب امرء ليس له بصر يهديه ولا قائد يرشده قد دعي الهوى فاجابه وقاده الضلال فاتبعه فهجر لاغطا وضل خابطا ان قال زعمت انما افسد علي بيعتك ولست امرءا من المهاجرين اوردت كما اوردوا واصدرت كما اصدروا

سلہ جناب امیر نے اوسکا جواب لکھا اللہ کے بندہ امیر المومنین علی کیطرف سے معویہ بن صخر کیطرف اما بعد میرے پاس تیرا خط آیا ایسے شخص کا خط تہا کہ نہ اوسکی بینائی تہی جو راہ دکہلاوے اور نہ کہینچنے والا تہا جو سیدہا رستہ چلاوے خواہش نفسانی نے اوسکو بلایا اوسنے اوسکی اجابت کی اور گمراہی نے اوسکو کہینچا تو اوسنے اوسکا اتباع کیا پس بیہودہ بکواس کی اور شبہہ مین گمراہ ہوا یہانتک کہ فرمایا تو نے گمان کیا کہ تیری بیعت کو میرے ساتھہ بگاڑ دیا۔ مین بہی ایک شخص مہاجرین مین سے ہون وارد ہوا مین جسطرح وہ وارد ہوئے اور بولا جسطرح سے وہ لوٹے ۱۲

وما كان الله ليجمعهم على ضلال ولم يضربهم بعمى واما ما ميزت بين اهل الشام واهل البصرة وبينك وبين طلحة والزبير فلعمري ما الامر في ذلك الا واحد لانه بيعة واحدة لا يثنى فيها النظر ولا يستانف فيها الخيار والخارج منها طاعن والمروي فيها مداهن

اس خط سے جیسی کچھ خرابی و مصیبت مذہب شیعہ پر واقع ہوئی ہے بے پایان اور خارج از بیان ہے اور جو کچھ فواید و منافع اس سے حاصل ہوتے ہین اونکا حصر و احاطہ خارج از حیطہ امکان ہے لہذا بخوف اطناب حوالہ اذہان صافیہ اولو الابصار و البصائر کرکے صرف اس مبحث کی متعلق اسقدر بیان کرتے ہین کہ یہہ خط صریح دلیل ہے کہ جو کچھ مضامین پہلی خط مین مرقوم تہی جنکی نسبت الزامی ہونیکا دعوی کیا گیا تہا وہ سب تحقیقی تہے اور الزامی ہونا اونکا بالکل باطل ہے پس واضح ہو کہ جناب امیر رضہ نے اپنی پہلی خط مین جسمین بحث واقع ہو رہی ہے جو کچھ تحریر فرمایا تہا امیر معویہ نے اوسکی جواب مین اوسکی مضامین مین سے دو امر کی تردید کی اور ایک امر کو کنایۃً غیر مسلم رکہا اور باقی امور کو تسلیم کیا جناب امیر نے دلیل اول یہہ تحریر فرمائی تہی کہ میری خلافت اہل حل و عقد کی بیعت سے کہ جنکی بیعت سے ابوبکر و عمر رضہ و عثمان رضہ کی بہی خلافت ثابت ہوئی تہی واقع ہوئی چونکہ اوس خلافت کی حقیت جو بیعت اہل حل و عقد سے واقع ہو عند اللہ و عند المومنین واقعی اور نفس الامری ہے اسلیے اوسمین نہ حاضر کو بدل سدل کا اختیار نہ غائب کو رد کی گنجایش اور اہل شوری صرف مہاجرین و انصار ہین جبکو وہ امام

ف اور اللہ تعالے اون کو گمراہی پر اکہٹا نہین کرے گا اور اونکو اندہے پن مین مبتلا نہین فرمایگا اور جو کچھ فرق اہل شام اور اہل بصرہ مین اور طلحہ و زبیر اور اپنے مین فرق کیا ہے۔ پس میری زندگانی کی قسم اسمین صرف ایک حکم ہے کیونکہ ایک بیعت ہے نہ اسمین مکرر نظر ہو سکتی ہے نہ دوبارہ سے اختیار ہو سکتا ہے اسمین سے نکلنے والا طعن کرنے والا ہے اور اس مین توقف کرنیوالا مداہن ہے ۲

بنائین اور جسپر وہ اکھٹے ہو جائین وہی خدا کی نزدیک بہی پسندیدہ ہوگا امیر معاویہ نے
اسکی جواب مین اس امر کو تو تسلیم کیا کہ بے شک آپ سے اہل حل وعقد نے بیعت کی ہے
اور وہ مہاجرین وانصار نے جنہون نے خلفاء ثلثہ سے بہی بیعت کی اونہون ہی نے
آپکو بہی خلیفہ بنایا گویا امیر معویہ نے قیاس کے صغری کو تسلیم کیا لیکن کبرے قیاس کو
نمانا اور اوسکی کلیت کو باطل کیا اور کہا کہ یہہ غلط ہے کہ جس شخص سے مہاجرین وانصار
بیعت کر لین وہ امام برحق ہے بلکہ اگر وہ شخص جس سے اہل حل وعقد بیعت کرین صلاحیت خلافت
نرکھتا ہو تو وہ بیعت اہل حل وعقد سے خلیفہ نہین ہو سکتا اور آپ خلافت کی صلاحیت نہین
رکہتے کیونکہ تمہا خلافت کا سرانجام نہین کر سکتے اور قوی سے ضعیف کا حق نہین دلا سکتے بلکہ
بلکہ امام برحق کے خون مین شریک ہوئی کہ اونکی مدد نکی یہانتک کہ بغاۃ نے اونکو شہید
کر ڈالا پس اگر تم مین صلاحیت خلافت ہوتی اور جیسی صالح الخلافت ابوبکر و عمر و عثمان
تہی ایسی ہی تم بہی ہوتے تو بیعت اہل حل وعقد تمکو بہی مفید اور باعث انعقاد خلافت
ہوتے اور جب تم مثل خلفاء سابقین کے صالح الخلافت نہین تو تمکو بیعت اہل حل وعقد
کچھہ مفید نہین اور نہ اونکی بیعت سے تمہاری خلافت بسبب عدم صلاحیت کی منعقد
ہو سکتی ہے اگر تم مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے ہوتی تو مین تمہاری ساتھہ ہرگز قتال نکرتا اور
جب تم جو رپیشہ ہوگئی تو اب خلافت تم مین سے نکل گئی اسکی جواب مین جو کچھہ جناب امیر نے
تحریر فرمایا وہ قابل دیکھنے کے ہے حضرات شیعہ خصوصا ہماری مجیب لبیب بغور ملاحظہ فرمائین
حاصل جواب یہہ ہے کہ تیری کتاب پہونچی ایسے شخص کی کتاب کہ اوسکی لیے عقل ہادی نہ کوئی قائد
رہنما ہے ہوا کا مطیع ضلال کا متبع ہو کر بیہودہ گوئی کی اور خبط کے ساتھہ ہاتھہ پانو ماری جو
معاملہ شہادت عثمان مین ذکر کیا اور سقوط صلاحیت خلافت اور فساد بیعت کا سبب
سمجہا اور فارق میری اور خلفاء ثلثہ کے درمیان جتایا کیا سو بالکل بے عقلی اور ضلال اور بیہودہ
گوئی اور خبط ہے کیونکہ مین بہی مہاجرین مین سے ایک شخص ہون جیسے وہ وارد ہوئی مین

مین بھی وارد ہوا۔ اور جیسی وہ صادر ہوئی مین بھی صادر ہوا اور خدا تعالے اونکو یعنی
مہاجرین کو گمراہی پر اکٹھا نہین کریگا۔ اور سبکو اندہی پن مین مبتلا نہین فرمائیگا۔ حاصل یہہ
کہ بموجب اعتراض کے اگر مین صالح للخلافت نہون اور بدون میری صلاحیت کی اہل حل
وعقد نے میرے ساتھہ بیعت خلافت کی ہو تو سب اہل حل و عقد وجوہ مہاجرین و اعیان
انصار گمراہی پر ہون کہ غیر صالح للخلافت کو خلیفہ بنا دیا اور مہاجرین و انصار کا گمراہی
پر مجتمع ہونا محال ہے کیونکہ خدا تعالے ہرگز اونکو گمراہی پر مجتمع نہین فرمائیگا اور نہ اونکو حق پر
نابینا کریگا تو اس سے ثابت ہوا کہ جب وجوہ مہاجرین و انصار نے میری ساتھہ بیعت کی
تو مین صالح للخلافت ہون ورنہ لازم آوے کہ تمام مہاجرین و انصار گمراہی پر مجتمع ہون اور
یہہ محال ہے اور ثبوت اس استحالہ کا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ سے ہے اب
اوس خط کی عبارت مین بانضمام مطلب اس خط کے عاقل منصف تامل فرماوے اور سوچے کہ آیا
اوس سے مقصود قطع نظر قرینہ اور عدم قرینہ کے الزام ہے یا تحقیق۔ اس خط کی عبارت نے
مثل روز روشن کے روشن کر دیا کہ پہلے خط مین جسقدر مضمون شوری کے متعلق تہا وہ
سب تحقیقی تہا ہرگز الزامی نہین تہا کیونکہ اگر اوسکو الزامی تسلیم کیا جاوے گا تو یہہ
جواب بالکل لغو اور مہمل ہو جاویگا۔ یعنی کہ جب امیر معویہ رض بیعت مہاجرین و انصار کو
بدون صلاحیت لغو سمجھتے ہین تو پہر اونہین مہاجرین و انصار کے بیعت سے الزاماً
اپنی صلاحیت استحقاق خلافت ثابت کرنا بالکل خلاف عقل ہوگا دوسرا معاملہ جناب امیر نے
طلحہ و زبیر کا تحریر فرمایا ہے کہ اونہون نے بیعت توڑی اوریہی اونسے جہاد کیا سو اگر
تو بہی مخالفت کریگا تو تجسے بہی جہاد کرونگا۔ امیر معویہ نے اسکا جواب لکہا کہ میری
اور طلحہ و زبیر اور اہل شام اور اہل بصرہ کے معاملہ مین زمین و آسمان کا فرق ہے جیسی
آپکی حجت طلحہ و زبیر و اہل بصرہ پر قائم ہے مجہپر قائم نہین ہو سکتی کیونکہ طلحہ و زبیر نے
آپکی بیعت کی تہی اور مینے آپ سے بیعت نہین کی اور اہل بصرہ نے آپکا ربقہ اطاعت

اپنی گردنوں میں ڈال لیا تھا اور اہل شام نے نہیں قبول کیا تو آپ کی بیعت و اطاعت
جنہوں نے قبول کیے اون ہی پر لازم ہے نہ جنہوں نے قبول کی ہی اور نہ ہمیں لازم ہو سکتی ہی
جناب امیرؑ نے اوسکی جواب میں یہہ مضمون لکھا اور قسم کہا کر فرمایا کہ اسمین کچھہ فرق نہیں
حاضر و غائب سب برابر ہیں کیونکہ ایک بیعت ہی نہ اسمین مکرر سوچکر کچھہ ہو سکتا ہی
اور نہ اسمیں تو کچھہ اختیار ہو سکتا جو ایک دفعہ منعقد ہوگئی وہ ہوگئی اوسمین گنجائیش
چون و چرا کی کچھہ نہیں رہی حاضر و غائب سب پر لازم ہوگئی جو شخص اوسمین سی خارج ہو
وہ گویا اوسمین طاعن ہی اوسکی ساتھہ جہاد کرنا واجب ہی کہ سبیل المومنین کا مخالف ہی
اور جو اوسمین متوقف ہو وہ مداہن ہی اور یہہ بھی ایک قسم کا نفاق ہی شارح فرماتا ہی
قولہ[ا] الخارج منہا الخ قسمہ من لم یدخل فی بیعتہ الی قسمین لانہ اما خارج عنہا
وهو الطاعن فی صحتها ویجب مجاهدته لمخالفته سبیل المومنین واما متوقف
فی ذلك وحکمه انه مداهن وهو نوع من النفاق قاسمہ اہل انصاف اس جواب کو ہی ملاحظہ فرماویں
کہ اہل حل و عقد کی بیعت کی ثبوت کو جناب الزاماً فرمارہی ہیں یا تحقیقاً اور قسم اوسکی الزام
ہونے پر کہا رہی ہیں یا تحقیق ہونے پر اگر الزام ہے تو اوسنی کب اسکو تسلیم کیا تھا
اور اگر تحقیق ہی تو فہو المراد غرض جواب بجواب کے انضمام سی مثل آفتاب نیمروز روشن ہوگیا
کہ پہلی خط میں حضرت نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہے وہ الزامی طور پر نہیں بلکہ تحقیقی طور پر ہی
اور جس امر کو کنایۃً غیر مسلم رکہا وہ یہہ تھا کہ حضرت نے شوری کو مہاجرین و انصار میں
منحصر فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ طلقا کو اوسمین کچھہ دخل نہیں تو اسکی عدم تسلیم کیطرف کنایۃً

ا قولہ الخارج منہا الخ جو لوگ آپکی بیعت میں داخل نہیں ہوئی اونکو دو قسمونپر منقسم کیا کیونکہ یا تو بعد
بیعت کے اوسمیں سی نکلنی والا تھا اور وہ اوسکی صحت میں طعن کرنے والا ہی اور اس سی مومنین کے رستہ کی
مخالفت کے سبب جہاد کرنا واجب ہی اور یا بیعت مین متوقف ہی اور اسکا حکم یہہ ہی کہ وہ مداہن ہے
اور یہہ بھی نفاق کی ایک قسم ہے ۱۲

ایسا کہا اور کہا کہ اگر تم قاتلین عثمان رضہ کو ہماری حوالہ کردو تو خلافت شوریٰ بین المسلمین ہوگی

گویا عموماً اہل اسلام جسکو خلیفہ بنا دین وہی خلیفہ ہوجاویگا کچھہ تخصیص اہل حل عقد کی نہین۔

اب اسکے بعد حسب وعدہ جناب امیر کے خطونکی تحریف کی سنیت جو کچھہ الزام حضرت رضی

کیطرف شارح نے قائم کیا ہے اسکو نقل کرتے ہین شارح اس جواب الجواب کی شرح

مین جسکا شروع یہہ ہی ومن کتاب لہ علیہ السلام الی معٰویۃ اما بعد فقد اتتنی منک موعظۃ

موصلۃ لکہتی ہین فکتب جوابہ من عبد اللہ علی امیر المؤمنین الی معٰویۃ بن صخر

اما بعد فانہ اتانی کتابک کتاب امرئ الی قولہ خالطا ثم یتصل بہ ان قال زعمت

انما افسد علی بیعتک ولکنت امرأ من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت

کما اصدروا وما کان اللہ لیجمعہم علی ضلال ویضربہم بعمی واما ما میزت

بین اہل الشام واہل البصرۃ وبینک وبین طلحۃ والزبیر فلعمری ما الامر فی

ذلک الا واحد ثم یتصل بہ قولہ لانہا بیعۃ عامۃ الخ آخر مین شارح کہتا ہی

ومما ینبہ علی ہذا ان ہذا الفصل المذکور لیس من الکتاب الاول لان

الاول لم یکن فیہ ذکر موعظۃ حتی یذکرہا فی جوابہ غیر ان السید

اضافہ الی ہذا الکتاب کما ہو عادتہ فی علم مراعات ذلک وامثالہ انتہی۔

اب تو آپکو تحریف کا یقین ہوا کہ رضی صاحب نے اپنی طرف سے خطبہ مین عبارت جا اسمین

نہین تہی اضافہ کردی اور واضح ہو کہ یہہ عبارت جو زعمت انما افسد سے شروع ہو کر بعمی

بعمی پر ختم ہوئی جو مخالف مذہب کے تہی یہہ بہی حذف فرمادی ہی تاکہ کسیکو موقع استدلال کا

ہاتہہ نہ آوے اسکے بعد جو دوسری کتاب نقل کی ہی جسکا شروع یہہ ہی۔

لہ اور منجملہ ان امور کے جن پر متنبہ کرنا چاہیے یہہ ہے کہ یہہ فصل مذکور پہلے خط مین سے نہین۔ کیونکہ پہلے خط مین موعظت کا ذکر نہ تہا یہانتک کہ اسکی جواب مین اسکا ذکر ہوتا مگر یہہ کہ سید نے اس خط مین اضافہ کردیا۔ جیسا کہ انکی عادت ہی کہ اسطرح جیسی امور کی رعایت نہین کرتے۔ ۱۲

[illegible]

ومن کتاب له الی معویة فاراد قومنا قتل نبینا الخ شارح اوسکی شرح مین فرماتے ہین
ثم یتصل به[له] قوله ولعمری الخ وهذا خبط عجیب من السید رح مع وجود
کتبه فی کثیر من التواریخ اب آپ دیکھیی کہ شارح انکی سید کے نسبت دق ہو ہو کر کیا کیا
کچھ فرما رہی ہین خیر یہہ ایک بطور جملہ معترضہ کی حضرت مخاطب کو جتلا دیا ہی یاد رکھین
اور کچھ اسی جگہ خاص نہین بلکہ یہہ قطع و برید بہت جگہ ہی اب پھر ہم اصل مقصود کیطرف
رجوع کرتے ہین اور گذارش کرتے ہین کہ جناب امیر کی کلام بلاغت نظام سے واضح
وعیان ہو گیا کہ خلفاء راشدین کے بیعت اجماع اہل حل وعقد سے منعقد ہوئی اور خداوند تعالے
کی رضوان کے تور لی اونپر تو روشنی ڈالا اور جس شخص نے اوس سے انحراف کیا بغاۃ مین معدود
ہو کر مستوجب جہاد ہوا بلکہ جہنم کا مستحق ہوا اب فرمایئے کہ جناب امیر خلفاء راشدین کے
خلافت کی وقت اگر ہمراہ مہاجرین و انصار کے تہی جیسا کہ معتقد اہل حق کا ہی تو ہمارا مراد
اور اگر مہاجرین و انصار سے خارج تہی حاشا ثم حاشا معاذ الله جو کچھ لازم آتا ہی ظاہر
و باہر ہی آپکے بہی زبان اوسکی اداکی طاقت رکہتی ہے اگرچہ بعد اس وضوح و تبیان کے
حاجت نہین رہی کہ ہم اوس خط کا تحقیقی ہونا اور بہی ثابت کرین۔ لیکن تبرعاً حضرت مجیب کے
مزید اطمینان کے لیے تہوڑی سی اور بہی گذارش کرتے ہین ذرا متوجہ ہو کر سنئے علاوہ اوسکی
کہ جو کچھ نہج البلاغہ سے نقل کیا گیا اور جگہ بہی جو وارد ہوا ہے اوسمین مذکور ہین اسپر اول دلیل
ہین کہ حضرات ائمہ اہل حل و عقد کو تسلیم کرتے تہی اور امامت کو اجماع سے منعقد اعتقاد کرتے
تہی بلکہ ثبوت اجماع کے لیے اجتماع جمیع کا شرط نہین سمجھتے تہی اول ہم ازالۃ الغین سے
نقل کرتے ہین۔ ولعمری لئن کانت الامامة لا تنعقد حتی یحضرها عامة الناس
ما الی ذلک سبیل ولکن اهلها یحکمون علی من غاب عنها ثم لیس للشاهد ان یرجع ولا للغائب

[له] پہر اسکی ساتہہ متصل ہے قولہ ولعمری الخ اور یہہ سید رح سے عجیب قسم کا خبط ہی باوجودیکہ جناب امیر کے خطوط اکثر تواریخ مین مذکور ہین ۱۲-

ان يختار الا و الى اقاتل رجلين رجلا ادعى ما ليس له واخر منع الذى عليه

ترجمہ این عبارت بزبان زواری امامیہ کہ علی بن حسن نام اوست اینست وقسم بزندگانی
من اگر امامت منعقد نشود تا آنکہ حاضر شوند جمیع مردمان نمی باشد بانعقاد امامت راہی در
ہیچ زمان واین جواب انکار معویہ است واہل شام را بر بیعت آن امام علیہ السلام بنا بر آنکہ
اجماع محتاج است در انعقاد جمیع اہل اسلام وآنحضرت اشارت فرمود باین کلام کہ اجماع باین جمع
امکان ندارد واگر ممکن باشد عاقل اورا در غایت دشواری میشمارد بلکہ معتبر در انعقاد اجماع
اتفاق اہل حل وعقد است از امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر امری از امور چنانچہ اشارت فرمود
بدان ولیکن اہل امامت حکم میکنند برکسیکہ غائب است از ان پس از آن نیست مرحاضر را کہ
ہمچو طلحہ وزبیر کہ از بیعت رجوع نماید ونہ غائب را ہمچو معاویہ کہ اورا برای خویش اختیار سازد الخ
بلفظہ اس عبارت کو تامل کی نظر سے ملاحظہ فرمادین اور اوسکی ترجمہ کو جو آپکی زواری نے کیا ہی
پڑھین اور دیکھین کہ کس صراحت کی ساتھہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے اہل حل وعقد کی اجماع کو
ثابت فرمایا اور اوسکی اجماع سے انعقاد امامت کو تسلیم فرمایا اور انعقاد اجماع کے لیے حضور جمیع
کی نسبت عدم اشتراط ظاہر فرمایا اور حضور بعض کو کافی فرمایا اور بدیہی ہے کہ یہہ عبارت
الزامی نہین تو وہ خطبہ جو مابہ النزاع ہی اور اوسیکی ہم معنی ہے وہ بہی الزامی نہین ہوسکتا
الحمد للہ والمنۃ خود جناب امیر نے اہل حل وعقد کی اجماع کی حجیت انعقاد خلافت
کیلیے ثابت فرماکر اور مہاجرین وانصار کے اتفاق پر ترتب رضاء الہی بتاکر خود ہی
مذہب شیع کو بیخ وبنیاد سے قلع وقمع کردیا الا- دوسری نہج البلاغۃ مین ایک خطبہ ہی
جسکا شروع یہہ ہی- ومنہا فی خطاب اصحابہ وقد بلغتم من کرامۃ اللہ منزلۃ تکرم بہا
اماؤکم اس خطبہ مین یہہ جملہ کہ ہی وکانت امور اللہ علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم ترجع[1]
شارح ابن میثم اپنی مختصر شرح مین اس جملہ کی شرح اس طرح فرماتے ہین

[1] اور اللہ کے کام تمپر وارد ہوتے تہی اور تمسی نکلتے تہی اور تمہاری طرف لوٹتی تہی-

قولہ کانت امور اللہ الی قولہ ترجع ای انکم کنتم اهل الاسلام والحل والعقد
فیہ وھم المهاجرون والانصار اب ان الفاظ کو ملاحظہ فرماییے اور دیکھیے
کہ حضرت اپنے اصحاب کو اہل حل وعقد فرماتے ہین اور شارح کی تصریح سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اہل حل وعقد مہاجرین وانصار ہین اور جب اہل حل وعقد ہونا ثابت ہوا
تو آپکی شرائط ثلثہ باطل ہوئی تو اصل اصول دین آپکا جو امامت ہے وہ بھی باطل ہوا بلکہ
تمام اصول و فروع بھی باطل ہوگیے اور ظاہر ہے کہ یہ خطبہ بخطاب اپنے خواص اصحاب
کی ہے تو اسمین نہ الزامی ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے اور نہ تقیہ کے گنجایش ہوسکتی
ہے تیسری جو صلح نامہ فیما بین حضرت امام حسنؑ اور حضرت امیر معاویہؓ تحریر ہوا تھا
اور اوسکی نقل ہم عنقریب اوپر کر چکے ہین اوسکی چند الفاظ کی نقل اپنے مدعا کی اثبات کے
لیے کرتے ہین ہماری فاضل مجیب ملاحظہ فرماوین چنانچہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ
امر المسلمین علی ان یعمل فیہم بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
وسیرۃ الخلفاء الصالحین وسیرۃ الخلفاء الراشدین المهدیین
واقع ہوا چنانچہ صاحب ازالۃ الغین کے مخاطب نے اسیطرح ضبط کیا ہے اور دوسرا جملہ اسکی
متصل مذکور ہے ولیس لمعویۃ بن ابی سفیان ان یعهد الی احد من بعدہ
بل یکون الامر من بعدہ شوری بین المسلمین انتہی یہ ہر دو جملے اس صلح نامہ کے حقیت خلافت خلفا
اور صحت و حقیت اوس بیعت کو جو بطور شوری کے بین المسلمین واقع ہو ثابت کرتے ہین اور جبکہ
یہ امر ثابت ہوگیا تو تمام مذہب تشیع اصولاً و فروعاً باطل ہوگیا اور مذہب اہل حق ثابت ہوا والحمد للہ
علی ذلک بعد اسکے اسقدر گذارش کرنا ضرور ہے کہ ہماری فاضل مجیب نے اس خط کو الزامی ہو
پر جب اونکو کوئی دلیل ہم نہ پہونچی تو تاخر بیعت کو قرینہ الزام قرار دیا اور حدیث بخاری کو
جو مشعر ہے کہ جناب نے تا ایام حیات فاطمہ رضی اللہ عنہا بیعت نہین فرمائی اپنا مستدل
ٹھہرایا تو ضرور ہوا کہ مختصر ہم اسکا بھی جواب گذارش کرین پس واضح ہو کہ ہمکو مجملاً اسکی

جواب مین اسیقدر کافی ہی کہ یہہ فی الحقیقت قرینہ ہی نہین ہی کیونکہ اولاً تاخیر غیر مسلّم ہے چنانچہ ابھی عرض ہوتا ہی۔ ثانیاً اگر تاخیر تہا تو قدح فی الاستحقاق غیر مسلم اور باطل ہے ثالثاً ممکن ہی کہ تاخیر خطاء اجتہادی کے وجہ سی ہو۔ رابعاً اس تاخیر کی دلالت اس لحظ کے الزامی ہونے پر تسلیم نہین کیجا سکتی کیونکہ اگر بالفرض اس تاخیر بیعت سی آپکی ناخوشی مفہوم ہوتی ہو بہی تو سالہا سال تک آپکا خلفا کی ساتہہ تمام دنیاوی و دینوی امور مین رفیق و غمگسار رہنا صریح اسکا مبطل و ناسخ ہے ہان اگر آپ رضی اللہ عنہ خلفاء کی بیعت سی تمام عمر ناخوش رہتی اور اونکی کیسی کام مین شریک نہوتی اور اونکی اعانت نکرتے اور وہان سی مہاجرت کرکے کہین نکل جاتے اور تمام عمر خلفاء کی عداوت مین رہتی تو شاید یہہ کلام اس قرینہ سی الزامی سمجھی جاتی۔ علاوہ ازین اسیقدر واضح گذارش ہی کہ جناب امیر کا مذہب معلوم ہوچکا ہی کہ انعقاد خلافت کی واسطی جمیع کی بیعت کو ضروری نہین سمجھتی تو جب اکثر افراد اہل حل وعقد نے بیعت کرلی خلافت منعقد ہوگیی تو جناب نے یہہ خیال فرمایا کہ بیعت تو منعقد ہوچکی ہے خواہ مین بیعت کرون یا نکرون اور آپکی دلمین بطور شکر رنجی کے استبداد و عدم مشورہ کی وجہ سی ملال تہا ہی نہ یہہ کہ معاذ اللہ آپکو استحقاق خلافت خلیفہ اول مین تامل ہو اسلیی آپنی تاخیر فرمایا اور یہہ نہین ہوا کہ آپنے اطاعت سی انحراف کیا ہو اور اگر کبھی اتفاقاً بالفرض ہوا ہو تو مذہب آپکو معصوم اعتقاد کرنے مین غرض جناب امیر کو استحقاق خلیفہ اول کی نسبت مین کبھی تردد نہین ہوا اور نہ کبھی استحقاق خلافت کا انکار کیا باقی رہا نقض خلافت کی مشورہ کی بابت ہم شروع رسالہ مین عرض کرچکی کہ روایت سی صراحۃً یہہ مفہوم نہین ہوتا کہ نقض خلافت کے مشورہ کیی ہون بلکہ چونکہ یہہ اجتماع و مشوری منجر بفساد تہی تو اسلیی اونکو نقض خلافت کے مشورہ کہا گیا بعد عذر و معذرت کے صفائی ہوگیی تو بخوشی و طیب نفس بیعت کرلی۔ چنانچہ یہہ بہی اوس روایت مین مذکور ہی جسکی تلخیص بخاری سی ہماری مجیب

لبیب نے فرمائی علاوہ ازین ہم حسب مذاق اہل محبت لبیب یہ بہی کہہ سکتے ہین کہ حسب روایات شیعہ کے یہہ بہی ممکن نہین کہ جناب امیر بعد انعقاد خلافت صدیقی بیعت کرنے اور تخلف فرماوین بلکہ شش ماہ تک منحرف رہین کیونکہ بکمال تاکید و تشدید آپ سے صمت و سکوت کا عہد لیا گیا تہا اور عدم منازعہ و مناقشہ کا قسمی وعدہ کرایا گیا کتاب مختوم مختوم بخواتیم الذہب اسی مدعا کی واسطے نازل ہوئی وصیت نامہ آسمانی شہادات و خواتیم کے ساتہہ مرتب ہوا تہا سابق مین ہم شرح نہج البلاغۃ سے نکہہ چکے ہین[1] وکانت معہودا علیہ ان لاینازع فی امر الخلافۃ الخ اور صدہا روایات اسیر ذوال ہین تحفہ مین روایت نقل کے ہی[2] روی ابان بن عیاش عن سلیم بن قیس الھلالی وغیرہ عن غیرہ ان عمر قال لعلی ان لم تبایع ابابکر لتقتلنک قال لہ لولا عھد عھدہ الی خلیلی لست اخونہ لعلمت اینا اضعف ناصرا واقل عددا - قرآن کے تحریف پر اسیوجہ سے نہ بولے نبات طیبات کے معاذ اللہ توبہ توبہ غضب پر بہی چون وچرا نہ کی صدہا احداثات اور ابتداعات ہوئی اور جنکی اسی باعث سے بیٹہی دیکہا کیے تو باوجود معصومیت کی کیونکر ممکن ہی کہ حکم آلہی کا خلاف فرماوین اور وصیت رسالت پناہی پس پشت ڈالدین اور تسلیم خلافت مین چون وچرا فرماوین ہان یہہ ممکن ہی کہ بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم مفارقت مین مبتلا رہے ہون اور بعد اسکی جمع مصحف مین مشغول رہے ہون جسکی نسبت قسم کہائی تہی کہ جبتک جمع نہین کرونگا چادر نہین پہنونگا - تفسیر صافی مین ہی[3] روی علی بن ابراہیم القمی باسنادہ عن ابی عبد اللہ قال ان رسول اللہ قال لعلی

---

[1] جناب امیر سے عہد لیا گیا تہا کہ امر خلافت مین جہگڑا نہ کرنا ۱۲

[2] سلیم بن قیس ہلالی وغیرہ سے روایت ہے کہ عمر نے علی سے کہا اگر تو ابوبکر سے بیعت نہین کریگا تو بیشک ہم تجہکو قتل کر ڈالینگے حضرت علی نے جواب دیا کہ اگر عہد نہ ہوتا جو میرے خلیل نے مجہسے لیا ہی کہ جسکو مین توڑ نہین سکتا تو تو جانتا کہ ہم مین کون ضعیف تر مددگار والا اور تہوڑی تعداد والا ہے ۱۲

[3] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہی کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا - ۱۲

یا علی[1] ان القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذوہ واجمعوہ ولا تضیعوہ کما ضیعت الیہود التوراۃ فانطلق علی فجمعہ فی ثوب اصفر ثم ختم علیہ فی بیتہ وقال لا ارتدی حتی اجمعہ قال کان الرجل لیاتیہ فیخرج الیہ بغیر رداء حتی جمعہ

اور ظاہر ہی کہ اس جمع وتالیف کی ہی ایک ممتد زمانہ چاہیی — اس سے فارغ ہولی کہ حضرت فاطمہ رضی کی دلجوئی اور تیمار داری مرض جانکاہ مین مشغول ومبتلا ہولی ہونگی تو ان شاغلوں کی وجہ سے تا حیات فاطمہ رضی اللہ عنہا عقد بیعت مین تاخیر رہا ہوگا ورنہ بطور منافسہ ادر بنا رغیہ کی ہرگز ممکن نہین کہ آپنے بیعت سے تاخیر فرمایا ہو بہرحال برخلاف روایات معتمدہ اہل سنت کے اگر اس تاخیر کے وقوع کو جو روایت منقولہ سے مفہوم ہوتا ہی تسلیم کر لیا جاوے تو فریقین کے نزدیک بروایات خود واجب التاویل اور مصروف عن الظاہر ہی اہل سنت کے نزدیک تو ظاہر ہی کہ ابوبکر صدیق خلیفہ برحق تہی اور اونسی انحراف کبیرہ تہا تو بغرض طہارت ذیل جناب امیر تاویل واجب ہی اور شیعہ کے نزدیک اسی ہی اظہر ہی کیونکہ امام معصوم کا خلاف حکم خدا اور رسول کرنا محال ہے تو تاویل لازم ہوئی باقی رہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجاہت کا حال سو شرح نہج البلاغہ اور تالیفات مجلسی سے خوب روشن ہی کہ خلفاء وصحابہ کے نزدیک کیسی وجاہت تہی کیا اسی کا نام وجاہت ہی کہ کوئی دقیقہ تذلیل وتوہین وبے حرمتی کا (معاذ اللہ خاک بدہن دشمنان آن پاک نژاد —) اوٹہا نہ رکہا تفصیل کسیقدر سابق مین مذکور ہوچکی تو جنہون نے خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حقوق غصب کیے اور ضرب وتوہین کیے اور گہر کو جلا ڈالا تو وہ اونکی وجاہت کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیا رعایت کرینگی

[1] ای علی قرآن میرے فرش کے پیچھے صحیفہ اور ریشم اور کاغذ مین ہی اوسکو لیکر اکہٹا کریجیو اور ضائع نکیجیو جسطرح یہودیونے توراۃ کو ضائع کر دیا پس علی نے اوسکو جمع کیا زرد کپڑی مین پہر اوس پر مہر لگائی اپنے گہر مین اور فرمایا مین تا وقتیکہ اسکو جمع نہ کرلون چادر نہ پہنونگا — کہ بعض شخص آپکے پاس آتا تہا تو بیدون چادر آپ اوسکی لیے نکلتی تہے یہانتک کہ آپنے اوسکو جمع کرلیا — ۱۲ —

تاں اسقدر گذارش کرنا رہا جاتا ہے کہ یہہ روایت بخاری کے جسکو ہماری مجیب لبیب نے
اپنی استدلال مین پیش کیا ہی دوسری روایت صحیحہ سی معارض ہے جسمین صاف مذکور ہی
کہ حضرت علی و زبیر نے ابتدا انعقاد خلافت مین بیعت فرمائی اور وہ روایت ابن سعد اور
حاکم اور بیہقی نے تخریج کی ہی اور الفاظ اوسکو ملخصا صواعق سے نقل کرتا ہون[1] ثم بایعہ
المهاجرون والانصار وصعد ابوبکر المنبر ونظر فی وجوہ القوم فلم
یر الزبیر فدعا بہ فجاء فقال قلت ابن عمة رسول الله صلی الله علیہ وسلم وحواریہ اردت
ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفة رسول الله صلی الله علیہ وسلم
فقام فبایعہ ثم نظر فی وجوہ القوم فلم یر علیاً فدعا بہ فجاء فقال قلت ابن عم رسول الله
صلی الله علیہ وسلم وختنہ علی بنتہ اردت ان تشق عصا المسلمین فقال
لا تثریب یا خلیفة رسول الله صلی الله علیہ وسلم فبایعہ اور نیز اسیکی قریب دوسری روایت
ابن حجر نے صواعق مین نقل کی ہے[2] واخرج موسی بن عقبة فی مغازیہ والحاکم
وصححہ عن عبد الرحمن بن عوف قال خطب ابوبکر فقال والله ما کنت حریصا علی الامارة
یوما ولا لیلة قط ولا کنت راغبا فیہا ولا سألت الله فی سر وعلانیة ولکن
اشفقت من الفتنة وما لی فی الامارة من راحة لقد قلدت امرا عظیما

---

[1] پہر آپسے مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ اور ابوبکر منبر پر چڑہی اور وجوہ قوم مین نظر کی زبیر کو نہ پایا اوسکو بلوا بھیجا آئی فرمایا مین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہوپہی کا بیٹا اور انکا حواری تو نے مسلمانون کی جماعت کا تفریق کرنا چاہا کہا ای رسول اللہ کے جانشین ملامت نہیں پس اٹہا اور بیعت کی پہر وجوہ قوم مین نظر کی اور علی کو نہ دیکہا بلایا وہ آئی فرمایا مینی کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا اور آپکا داماد تو نے مسلمانون کی جماعت کا تفریق کرنا چاہا۔ کہا ای خلیفہ رسول اللہ کے ملامت نہین پہر بیعت کی ۱۲۔ [2] موسی بن عقبہ نے اپنی مغازی مین اور حاکم نے تخریج کی ہے اور تصحیح کی ہے عبد الرحمن بن عوف سے کہا خطبہ پڑہا ابوبکر نے اور کہا کہ اللہ کی قسم مین امارت پر کبہی کسی دن اور نہ کسی رات حریص تہا اور نہ مین اوسمین راغب تہا اور نہ پوشیدہ و ظاہر خدا سے اسکا سوال کیا ہے لیکن مین فتنہ سے ڈرا اور مجہکو امارت مین کچہ راحت نہین جسمین ایک امر عظیم گلی مین پہنایا گیا ہون ۔ ۱۲ ۔

مَا لی بہ من طاقۃ ولا ید الا بتقویۃ اللہ تعالی فقال علی والزبیر ما غضبنا الا لانا اخرنا عن المشورۃ وانا نری ان ابا بکر احق الناس بہا انہ لصاحب الغار وانا لنعرف شرفہ وخیرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوۃ وھو حی اوجب ہم اس روایت مین جو ابو سعید سے مروی ہوئی اور اوس روایت مین جو بخاری مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہوئی اور ہمارے مجیب لبیب نے اوسکو اپنا مستدل قرار دیا ہی وجوہ تطبیق کو دیکھتے ہین تو ظاہر ہے کہ حضرت ام المومنین کا اون مجامع مین شریک ہونا ثابت نہین بلکہ بظاہر بہایت مستبعد ہی اور ابو سعید خدری راوی حدیث بیعت حضور ان مجامع مین شریک تہی تو وہ جو کچھہ بیان کرینگی اپنی مشاہدہ محسوس اور اپنی معاینہ سے روایت کرینگی اور بدیہی ہی لیس الخبر کالمعاینۃ[۵۲] تو اسلیے روایت ابو سعید کے جو مثبت بیعت ہی بنسبت روایت ام المومنین کے جو نافی ہے ارجح ہوگی علاوہ ازین حضرت ام المومنین کے روایت متضمن نفی کو ہی اور حضرت ابو سعید کے روایت متضمن اثبات کو اور قاعدہ ہی کہ عند الترجیح اثبات نفی پر مقدم ہے اور مثبت نافی سے ارجح واقوی ہی علی الخصوص جبکہ اسکی ساتھہ اوس آیت وحدیث کو بھی منضم کیا جاوے جسکو ہمارے فاضل مجیب نے منضم کیا ہی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ و من مات ولم یعرف امام زمانہ الخ اور اس ضمیمہ سے خیال کیا جاوے کہ حضرت امیر کے شان ارفع ہی کہ خلیفہ برحق سے ناخوش او منحرف رہین ۔ چنانچہ سابقاً روایت بحار مجلسی گذر چکا ہی کہ تقیۃ امراء جو رہی مثل خدا و رسول کے واجب الاطاعۃ ہین اور اولو الامر کے زمرہ مین معدود ہین تو ان

[۵۱] جسکی بجز اللہ کے تقویت کے مجکو طاقت اور قوت نہین تو اسپر علے اور زبیر نے کہا ہم ناخوش نہین ہوئی مگر اسپر کہ ہم مشورہ سے پیچھے ہٹائی گئی ۔ اور ہم جانتی ہین کہ ابوبکر لوگون مین سب سے زیادہ اوسکی مستحق ہین کیونکہ وہ یار غار ہین اور اون کے بزرگی اور بھلائی کو ہم پہچانتی ہین ۔ اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندہ حیات مین نماز کے امامت کا اونکو حکم فرمایا تہا ۔ ۱۲ ۔ [۵۲] خبر معاینہ کی برابر نہین ہوتے ۱۲ ۔

وجوہ مذکورہ سے ابوسعید کے روایت کو حسب قاعدہ رجحان و اعتبار ہوگا تو اب اس صورت مین مرجع نفی بعیت اول کا جو روایت بخاری مین ام المومنین سے ہے یا تو علم اور اطلاع کی طرف ہے کہ آپکو بعیت سابقہ کی اطلاع نہین ہوئی اور یا وہ بعیت ہے جسکے بعد کچھہ ملال و شکر رنجی نہی ہو چونکہ بعیت اول کے بعد بہی نے ابجملہ ملال رہا تھا اور معاملہ فدک اوسکا ضمیمہ ہوکر اور باعث کشیدگی ہوگیا اور دلجوئی و تیمارداری حضرت زہرا اور بہی مشغولی اور عدم حاضری مجلس خلیفہ برحق کا سبب ہوا اوسکی بعد جب آپنے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی پاس بلاکر تفصیلاً معذرت فرمائی اور افضلیت کا اقرار کیا اور مکرر بعیت کی تو قلب شریف ملال و کدورت سے بالکل صاف ہوگیا اور عام طور پر سمجھا گیا کہ آپنے بعیت فرمائی بہر کیف جہانتک روایات مین دیکھا جاتا ہے تو آپ کا ملال یا تاخر عدم اہلیتہ و صلاحیت خلیفہ صدیق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہین تھا جو قادح یا مضر اجماع ہو کہین رواۃ نے اسکو صراحۃً بیان کیا۔ ما غضبنا الا انا اخرنا عن المشورہ اور کہین کنایۃً روایت کیا اور کہا[1] ولکنا کنا نری ان لنا فی ھذا الامر نصیبا اور ظاہر ہے کہ بقرینہ سیاق عبارت ہذا الامر نصیبا سے مراد مشورہ ہے کیونکہ ماقبل اس عبارت کا یہہ ہے وحدث انہ لم یحملہ علی الذی صنع نفاستہ علی ابی بکر و لا انکارا للذی فضلہ اللہ بہ[2] اور بعد مین مذکور ہے واستبد علینا تو اس عبارت کے ماقبل و مابعد کے لحاظ سے ہرگز یہہ معنی معلوم نہین ہوتے کہ لنا فی ہذا الامر نصیبا سے مراد استحقاق خلافت ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہہ فرماتے ہون کہ ہم جانتی تہی کہ خلافت ہمارا حق ہے یہہ حضرات شیعہ کی خوش فہمی ہے اور روایت مسلم کی ابوسعید سے جو تاخر بعیت پر دال ہے اوسکو شراح بخاری نے بسبب عدم

---

[1] اور لیکین ہم جانتی تہے کہ ہم کو بہی اس امر مین حصہ ہے ۔ ۱۲

[2] اور بیان کیا کہ ابوبکر پر بڑائی اور اسکی فضیلت کے انکار نے کچھہ اسپر برانگیختہ نہین کیا جو کام کیا ہے ۔ ۱۲

اسناد زہری کی ضعیف کہا ہی اور صواعق محرقہ مین لکہا ہی قال البیہقی[1] واما ما وقع
فی صحیح مسلم عن ابی سعید من تاخر بیعتہ هو وغیرہ من بنی هاشم الی
موت فاطمۃ فضعیف فان الزهری لم یسندہ ۰ وایضاً فالروایۃ الاولی عن ابی
سعید هی الموصولۃ فیکون اصح انتہی پس بعد اس تحقیق کے ثابت ہوا کہ استحقاق و صلاحیت
خلیفہ اول سے جناب امیر کو کبہی انکار نہین ہوا اور روایت تاخیر بیعت کی مرجوح ہی اور
اوس سے استدلال ہمارے فاضل مجیب کا صحیح نہین ہی اور خدا اونکی سفید مدعا تو اس جملہ کا
تحریر فرمانا - انہ با یعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان اسوجہ سے ہی
کہ وہ خلافتین عند اللہ اور ہماری نزدیک اور تمہاری نزدیک حق تہی اور بیعت اہل حل و عقد
سے ثابت ہوئی ہین اور جس سے وہ بیعت کرین اوسکی خلافت حق ہی تو اس جملہ سے اوسکی
استدلال فرمایا کہ اوسکی حقیت مین کسیکو کسیطرح کا تامل نہ تہا اور ہمیشہ دانشمندونکا قاعدہ ہی
کہ ایسی ہی دلائل سے استدلال کیا کرتے ہین کہ جنکی حقیت مثل آفتاب نیمروز روشن ہو۔
پس یہہ دلیل بہی ایسی قضایا حقہ سے مرکب ہی کہ جنکی حقیت عند اللہ و عند الفریقین
مسلم ہی اور فی الحقیقت یہہ دلیل اوسی وقت تام ہوسکتی ہے بلکہ لاجواب ہی جبکہ اسکو
تحقیقی التسلیم کہا جاوی اور مقدمات حقہ سے مرکب سمجہی جاوی کیونکہ حسب واقع اور نفس الامر مین
اور عند اللہ و عند الفریقین صحت حقیت خلافت کے اجماع اہل حل و عقد سے ثابت ہوتی
ہی اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی بہی حقیت خلافت اسیطرح اور اسی دلیل سے ہم ثابت
کرسکتے ہین تو آپ ہی فرمائیے کہ اس دلیل کا کیا جواب ہی اور امیر معویہ رضہ اوسکی کیونکر تردید
کرسکتے ہین اگر اسکی جواب مین یہہ کہین کہ صحت حقیت خلافت بیعت اہل حل و عقد پر

---

[1] بیہقی نے کہا ہی کہ جو روایت ابو سعید سے مسلم مین واقع ہوئی ہی موت فاطمہ رضی اللہ عنہا تک
بیعت جناب امیرؑ و دیگر بنی ہاشم کی بابت وہ ضعیف ہی کیونکہ زہری نے اوسکو مسند نہین کیا اور نیز پہلی روایت
ابو سعید سے موصولہ ہے تو وہ اصح ہوئی - ۱۲ ف

اوسوقت مترتب ہوتی ہی جبکہ بیعت اہل حل و عقد صالح للخلافت کی واسطی واقع ہو چنانچہ خلفاء
ثلثہ کی ایسی ہوے ہیں اور اگر غیر صالح کے لیے واقع ہوگی جیسا کہ جناب کے لیے ہوئی
تو وہ بیعت مثبت نہوگی تو ظاہر ہی کہ یہہ تردید بالکل مردود ہی اور اسکا جواب خود جناب امیر
نے اوس خط مین جو اسکی جواب مین لکھا تحریر فرمایا وہ یہہ کہ جب خداوند تعالے نے صحت
خلافت بیعت اہل حل و عقد پر رکھدی ہی تو جسکو وہ خلیفہ بناوینگی اور باختیار خود جسکی ہاتھہ
بیعت کرینگی وہ صالح الخلافت ہوگا اسلیے اوسکی خلافت حق ہوگی کیونکہ خداوند تعالے
اونکو ہرگز گمراہی پر مجتمع نہین فرماویگا اور اگر اونکی بیعت خلافت باختیار خود کسی غیر صالح
للخلافت کے ہاتھہ پر واقع ہوجاوے تو سب گمراہ اور ضال ہوگئے اور تمام ضلالت پر مجتمع
ہوگئے اور یہہ محال ہی تو اہل حل و عقد کا کسی شخص کے بیعت پر متفق ہونا خود اوسکی صلاحیت
اور اہلیت کی دلیل ہے اور اس جواب کا کچھہ جواب نہین ہوسکتا نہ امیر معویہ اسکا کچھہ
جواب دیسکتے ہین اگر حوصلہ ہو تو آپ ہی اونکی طرف سے اسکی تردید کیجیے اور اگر اس دلیل کو
دلیل الزامی کہا جاوے تو ناقص و ناتمام ہے اور ہرگز مثبت مدعا نہوگی اور اسکی جواب مین
جناب امیر ملزم و محجوج ہوجاوینگے کیونکہ جب امیر معویہ نے بجواب اسکی اہل حل و عقد کے
بیعت پر ترتب حقیت کی لیے صلاحیت و عدم صلاحیت کا فرق نکالا تو اب
فرمایئے الزام تو باطل ہوگیا اب جناب امیر کو مرحلہ ثبوت صلاحیت و اہلیت کا پیش آیا تو
اوسکو خود اس بیعت اہل حل و عقد سے ثابت نہین کرسکتی کیونکہ واقعی اور نفس الامری نہین
تو دوسری کسی دلیل کیطرف مثل نص و عصمت کی رجوع فرماوینگی اور یہہ دلایل ایسی ہین کہ صد
ہا مواقع و مراحل پیش آئی لیکن کبھی ظاہر نہین کی گئین اب انکی نسبت امیر معویہ کو اونکی
ابطال مین اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حضرت یہہ دلائل خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین کبھی
پیش ہوئی ہین جو آج میرے مقابلہ پیش کیجاتے ہین اور جب لوگون نے تسلیم
نہین کی تو مین کیونکر تسلیم کرون تو آپ ہی فرمایئے کہ حضرت امیر کے پاس اسکا کیا

جواب ہی اور اس مرحلہ سے کیونکر خلاصی ممکن ہی بجز اسکی کہ آپ ملزم و محجوج ہوں اور
اگر جناب نے کوئی امر اسوقت تراشا بہی ہو تو اوس جواب کا ملحوظ خاطر رکہنا ضرور ہوگا جو
اسکی جواب میں خود حضرت نے تحریر فرمایا ورنہ وہ بالکل لغو ہوگا ساور اس قول میں جو آپنے
یہہ جملہ تحریر فرمایا (اور خصوصاً وہ فقرہ جو آپکے خاتم المحدثین اپنی تبحر علمی سے اصل
سمجہہ گئی ہین یعنے لزمتك وانت بالشام الزامی تحریر پر دال ہی کیونکہ یہہ داب تحریر نہین ہے
کہ اپنی مسلمات کو بیان کرکے خصم پر کوئی بات لازم کرین) معلوم نہین آپنے کس
حالت میں یہہ جملہ تحریر فرمایا نہ مدعا صحیح ہی نہ دلیل دعوی کے مطابق اور اسکی مثبت ہی
اب سنیے کہ حضرت خاتم المحدثین ع کی نسبت الزاماً تحریر فرمایا کہ وہ جملہ لزمتك و
انت بالشام کو اپنی تبحر علمی سے اصل سمجہہ گئی تو اس جگہ اصل و فروع کو کیا دخل ہی اور
یہان اصل سے کیا مراد ہے اور اسکی اصل ہونے کی کیا وجہ ہے خط مذکور مین جناب
امیر نے اول اپنا دعوی ذکر فرمایا اور وہ یہہ ہی جملہ ہی یعنے لزمتك وانت بالشام
اور اسکی بعد اسکی دلیل بیان فرمائی پس جملہ مذکورہ اس اعتبار سے کہ مکتوب مین داخل ہی
اصل ہے اور اس اعتبار سے بہی اصل ہی کہ دعوی مقصود وہی ہی جسکا اثبات مدنظر ہی
پہر حضرت شاہصاحب کو الزام دینا کہ وہ اپنی تبحر علمی سے اصل سمجہہ گیے اور گویا فی الحقیقت
اصل نہین ہے سراسر نافہمی ہی قطع نظر اس سے جسجگہ حضرت شاہ صاحبنے اس خط کو
نقل فرمایا ہی اور اوسپر بحث کی ہی چنانچہ ہماری فاضل مجیب ہی اسیجگہ سے اس خط کو نقل
فرماتے ہین وہان اس جملہ کا کچہہ مذکور نہین ہے اور نہ اسکی اصالت و عدم اصالت سے
تعرض فرمایا ہی اور اس جملہ سے تعرض کرنیکی کوئی وجہ بہی نہین ہی کیونکہ یہہ محض دعوی
ہی دعوی ہی اگر بحث و گفتگو واقع ہوئی ہی تو دلیل کی نسبت ہی کہ دلیل مقدمات
الزامیہ مسلمہ خصم سے استدلال فرمایا ہی یا مقدمات حقہ ثابتہ فے نفس الامر سے اور اس
جملہ کی اصالت و عدم اصالت کو دلیل کی تحقیقی و الزامی ہونے سے کیا تعلق غرض

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی اصابت سے تعرض فرمایا اور اگر ہو بھی تو اسکی اصابت مین کچھہ
تردد نہین مدعا حاصل ہوا ہی کرتا ہی - پس یہہ الزام محض لغو اور پوچ ہے جسکا مدار ہماری
فاضل مجیب کے خوش فہمی پر ہی تحفہ کے جوابات مین کہین کچھہ مضمون دیکھا ہوگا بے سمجھے اسکو
کچھہ سے کچھہ نقل و ترجمہ کر دیا اسکی بعد یہہ لکھنا کہ یہہ جملہ الزامی تحریر ہونی پر دال ہے سراسر
لچر اور واہیات محض ہی مدعا کو دلیل کے الزامی یا تحقیقی ہونے پر دلالت سی کیا علاقہ اسلیے
خواہ دلیل الزامی ہو خواہ تحقیقی ہو وہ ہر طرح اپنا مسلمہ ہی اور خصم کا غیر مسلمہ اگر اوسکا ثبوت صحت
وحقیت نفس الامری وعند الخصم مطلوب ہوگا تو دلیل تحقیقی ذکر کیجاویگی ورنہ اگر صرف
اسکات والزام خصم مقصود ہوگا تو دلیل الزامی ذکر کیجاوی گی پس یہہ کہنا کہ یہہ جملہ تحریر کے
الزامی ہونے پر دال ہی حضرت کے کمال تبحر علمی پر دال ہی ہان حضرت کی تبحر علمی سے
کچھہ بعید نہین کہ اس جملہ مین جو لفظ لزمتک کا واقع ہوا چونکہ مادہ الزام کا تھا تو اس سے
جنابنے اپنی تبحر علمی کے بدولت سمجھا ہو کہ یہہ مادہ الزام اس تحریر کے الزامی ہونے پر
دال ہی اسکی بعد اسکی دلیل ارشاد ہوئی کیونکہ یہہ داب تحریر نہین ہے کہ اپنی مسلمات کو بیان
کرکے خصم پر کوئی بات لازم کرین سبحان اللہ یہہ دلیل اور یہی حضرت کے تبحر علمی خصوصًا
مناظرہ دانی پر صریح دلیل ہے کیون حضرت یہہ دلیل جو جملہ لزمتک وانت بالشام کے
الزام ہونے پر وارد فرماتے ہین اوسکو کیونکہ مثبت ہی ذرا سمجھائیے تو سہی کاش
آپکے ان افادات تازہ کو کوئی منصف لبیب دیکھے اور آپکو آپکی علم اور فہم اور مناظرہ دانی کی داد دی
اس عبارت سی صاف مستفاد ہوتا ہی کہ جملہ لزمتک وانت بالشام کو بھی آپ مسلمات
خصم سے سمجھی ہوئی ہین حالانکہ یہہ مدعا ہی یہہ اگر مسلم خصم ہو تو وہ خصم ہی کیون بنی اور
دلیل سے اوسکی اثبات کی ہی کیا ضرورت پڑی ای حضرت یہہ دعوی ہی جو صرف اپنا ہی
مسلم ہی اور خصم اسکا منکر ہی اب اس دعوی کا دلیل سے ثابت کرنا مطلوب ہی قطع نظر
اس سے ہم پوچھتی ہین اس قول سی کہ یہہ داب تحریر نہین کہ اپنی مسلمات سی خصم پر کوئی

بات لازم کرین) کیا مراد ہی اگر یہہ مراد ہی کہ ایسی اقوال سی جو صرف اپنی ہی مسلمات
ہین اور خصم اونکو تسلیم نہین کرتا اور واقعہ اور نفس الامر کی اعتبار سی مسلم ہین خصم پر کوئی
بات لازم کرنا داب تحریر نہین تو صحیح و مسلم لیکن آپکو مفید نہین کیونکہ اس دلیل کی
نسبت ہم کب کہتی ہین کہ صرف جناب امیر کی ہی مسلم ہی اور باعتبار واقع کے غیر
مسلم ہی اور اگر یہہ مراد ہی کہ اپنی مسلمات سی گو وہ حقہ واقعہ اور مسلم خصم ہی کیون
نہون ایسی خصم پر کسی امر کا لازم کرنا خارج از داب تحریر ہی تو غلط ہی اور اسکی غلطی
ایسی بدیہی ہی کہ اوسپر حاجت دلیل پیش کرنیکی بھی نہین اور ہم اس دلیل کو
ایسا ہی کہتی ہین مثلاً کوئی شخص اہل اسلام مین سے کسی مسلمان پر قرآن کے آیت
پیش کری یا حدیث پیش کرے یا اجماع پیش کرے تو اوسکو کوئی الزامی دلیل نہین
کہیگا حالانکہ اوسنی اپنی مسلمات سی خصم کو الزام دیا جاتا ہی غرضکہ یہہ جملہ عجیب
وغریب ہی جو حضرت کی تبحر علمی کو آشکارا طور پر بیان کرتا ہی اور علم و فہم و مناظرہ
دانی کا پورا پورا اندازہ بتاتا ہے **قولہ** جناب امیر علیہ السلام چونکہ حجت خدا تھی
خصم پر ایسی حجت ختم فرماتی تھے کہ پھر جواب کا موقع نہ ہی۔ **اقول** اس دلیل کا
ایسی حجت ہونا جسکی پھر جواب کا موقع نہ ہی اوسیوقت ممکن ہی جبکہ اسکو باتباع
اہل سنت دلیل تحقیقی قرار دیجادی اور اوسکی بموجب حضرت امیر کا حجت خدا ہونا
بھی بقول شیعہ ثابت ہوجائیگا اور اگر اس دلیل کو حسب تقریر علماء شیعہ دلیل الزامی
کہا جاوے تو پھر یہہ دلیل ہی تام نہین چہ جائیکہ عدیم الجواب ہو اور حضرت کا حجت
خدا ثابت ہونا تو درکنار الزام مفحم ہونا لازم آئیگا چنانچہ مفصلاً ہم ابھی گذارش کرتے ہین
قولہ جیسا کہ بعد انعقاد بیعت وخلافت خلیفہ اول جب حضرت کو بیعت کیواسطی بلایا
تو آپنے فرمایا کہ تمنی قرابت رسول کے ذریعہ سی انصار سی خلافت لی ہی اب تم بھی از روئی انصاف
کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کون اقرب ہی چونکہ تمنی حق پایا ہی اسکو حق دو؛

جواب بجز سختی و درشتی حسب عادت خود خلیفہ ثانی نے کچھ نہ دیا اور جواب ہی کیا تھا
چنانچہ یہ کل حال کتب معتبرہ تواریخ مثل روضۃ الصفا وغیرہ میں مفصل و مشرح مندرج ہے

اقول اس کلام میں بوجوہ چند بحث و کلام ہے اولاً اس قصہ کو اہل سنت کی معتبر
کتابوں سے ثابت کیجیے اوسکے بعد جواب لیجیے اور کتب معتبرہ کے اندراج کی نسبت جو کچھ
آپنے تحریر فرمایا اگر معتبرہ سے اپنی کتب معتبرہ مراد ہیں تو ہم پر حجت نہیں اور اگر ہماری
معتبرہ مراد ہیں تو پہلے اعتبار ثابت فرمایئے اور روضۃ الصفا کا معتبر ہونا غیر مسلم ہے ثانیاً
خود آپکی ہی کتب معتبرہ میں اس طرح مروی نہیں نہج البلاغۃ جو نہایت معتبر کتاب ہے
اوسمیں لکھا ہے و من کلام له[1] علیه السلام لما انتهت الی امیر المومنین انباء السقیفة
بعد وفات رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ما قالت الانصار قالوا قالت
منا امیر ومنکم امیر قال فهلا احتججتم علیهم بان رسول الله صلی الله علیه وسلم
وصی بان یحسن الی محسنهم ویتجاوز عن مسیئهم قالوا وما فی هذا من الحجة فقال
لو کانت الامارة فیهم لم تکن الوصیة بهم ثم قال فماذا قالت قریش قالوا احتجت بانها
شجرة الرسول فقال احتجوا بالشجرة واضاعوا الثمرة انتهی - دیکھو نہ اس مجلس میں خلیفہ
ثانی کا حاضر ہونا ہی نہ حق خدمت کا مطالبہ ہے نہ خلفاء سے کلام و گفتگو ہی نہ
باہم سختی و درشتی ہی ہے بلکہ صرف اسقدر مذکور ہے کہ جب آپکو سقیفہ کی خبریں پہنچی تو آپنے
حال دریافت فرمایا اور یہ کلام فرمایا اور اگر وہ ہی روایت معتبرہ ہوتی تو وسیاہی آپکے
رضی صاحب نقل فرماتے کہ اول علی المقصود ہوتی - ثالثاً یہ مطالبہ اپنی حق کا کرنا

[1] اور آپکی کلام یہ ہی ہے جبکہ سقیفہ کی خبریں بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکے پاس پہنچیں پوچھا انصار نے کیا کہا اونہوں نے جواب دیا کہ [illegible] فرمایا تم نے [illegible] دلیل کیوں نہ پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تو قریش نے کیا کہا [illegible]

اور خلفاء کے ساتھ معاملہ خلافت مین جو ان وجہ اکرنا سراسر خلاف حکم الٰہی و وصیت
رسالت پناہی ناجائز اور حرام تھا تو کیونکر ممکن ہی کہ آپ باوجود عصمت کے مرتکب
معصیت کے ہوئی چنانچہ آپکی ایک خطبہ مین جسکا شروع یہہ ہی و منہ کلام فی
بیعۃ عثمان فرماتے ہین واللّٰہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین و لم یکن فیہا جور الخ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ روایت
بالکل غلط اور موضوع و مفتری ہے ـ رابعاً جب ہم نفس اس الزام مین تامل کرتے
ہین تو اسکو غلط اور لوچ پاتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اس دلیل سے ہرگز احتجاج
صحیح نہین ہو سکتا ہی اور نہ کوئی عاقل اس دلیل کو لائق احتجاج سمجھ سکتا ہی کیونکہ
یہہ دلیل حضرت نے اپنی حقیت خلافت کے لیے حسب زعم اولیا سامی فرمائی ہی
پس ہم دیکھتے ہین کہ اس سے آپکی احقیت خلافت کیسطرح ثابت نہین ہوتے کیونکہ
آپکی اس قول سے کہ قریش نے شجرہ کو پکڑا اور ثمرہ کو ضائع کیا یا یہہ مراد ہی کہ ابعد کو لیا
اور اقرب کو چھوڑ دیا تو اس سے آپکی خلافت متنازعہ فیہا یعنی بلافصل ہرگز ثابت
نہین ہوتے بلکہ اس تقریر سے لازم آتا ہی کہ حضرت عباس و عقیل احق بالخلافت ہین
کیونکہ حضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے اقرب العصبات ہین اعمام کا درجہ بنی الاعمام
سے مقدم ہے ـ یا یہہ مراد ہی کہ اصول کو لیا اور فروع کو چھوڑا تو اس سے بھی واضح ہی کہ
جناب امیر اسجگہ اپنی آپکو فروع ہونے سے تعبیر فرماتے ہین حالانکہ ابن العم فروع
مین داخل نہین اور اگر احقیت بالخلافت فروع کے لیے ثابت ہوگی تو حسنین
بہ نسبت جناب امیر احق بالخلافت ہونگے اور اگر فرعیۃ مجازیہ مراد ہی تو قطع نظر اس سے کہ ایسی
امور مین مجازیۃ کو دخل نہین اور لفظ شجر اور ثمر اوس سے ابا کرتا ہی یہہ لازم آتا ہی کہ اسامہ
بن زید احق بالخلافت ہون غرض یہہ دلیل کسی پہلو سے ٹھیک نہین بیٹھتی اور کسی کا مستدل ہی
نہین ہو سکتے ـ ایسی واہی دلائل کا حضرت کے طرف منسوب کرنا گویا آپکی حجت
خدا ہونے مین قدح کرنا ہی کہ معاذ اللّٰہ حضرت کو سلیقہ استدلال کا کچھ بھی نہین تھا

خاصگا ظاہر ہی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو اوسوقت سقیفہ بنی ساعدہ مین انصار کے
دعوی خلافت کے تردید مین جو دلیل پیش کے ہتی جسکو سب نے تسلیم کیا اور کسی نے چون وچرا
نہین کی اور جو متفق علیہ فریقین ہے وہ یہہ حدیث ہی کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
الائمة من قریش[١] صورت استدلال یہہ ہتی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نص سے
امامت کا خاص قریش مین ہونا ثابت ہوا اور جسمین انصار شریک نہین ہوسکتے تو انصار کا
استحقاق باطل اور اونکا مطالبہ بے محل ہوا اور اس حدیث متفق علیہ شیعہ و اہل سنت سے
یہہ بہی واضح ہی کہ جب امامت قریش کا ہی حق ہی تو نفس اس حق مین تمام قریش متساوی
الاقدام ہین کیونکہ الفاظ نص سے کسیکی تخصیص و ترجیح مفہوم نہین ہوتے اور ظاہر ہی
کہ خداوند کریم کے نزدیک اور اوسکی عباد مین سے محترم وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو اور یہہ
ان اکرمکم عند الله اتقکم[٢] ارشاد ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
پیارا وہی ہے جو احکام الہی کا زیادہ مطیع ہو خواہ حر ہو یا عبد عربی یا عجمی چنانچہ شرح
نہج البلاغة مین آپ سے نقل ہوا ہی[٣] ان ولی محمد من اطاع الله وان بعدت لحمته وان
عدو محمد من عصی الله وان قربت قرابته ـ اسیواسطی خداوند کریم نے
حضرت نوح کے فرزند کی نسبت انه لیس من اهلك فرمایا تو اس سے صاف ظاہر ہی کہ
مدار قرب کا قرب قرابت پر نہین بلکہ اوسکی لیے دوسری اوصاف کی ضرورت ہی تو اس سے
واضح ہوا کہ اس حدیث مین حضرت ؐ نے خاص قریش ہی کو اس فضل خاص کے ساتھ
مخصوص فرمایا کہ الائمة من قریش یہہ خصوصیت محض توقیفی ہے عقل کو اس مین دخل نہین
ہی اور قاعدہ ہی کہ جو امر شارع علیہ الصلوة سے خلاف قیاس ثابت ہوا اوسکا تعدیہ نہین
ہوسکتا اور شیعہ کے نزدیک تو قیاس عموماً یون ہی جائز نہین ہی حضرت خلیفہ اول رضی

---

[١] امام قریش مین سے ہونگی ١٢ [٢] خدا کے نزدیک تم مین بزرگ زیادہ وہی جو تم مین زیادہ پرہیزگار ہو ١٢

[٣] محمد کا دوست وہی ہی جو خدا کی اطاعت کرے اگرچہ اوسکی قرابت بعید ہو اور محمد کا دشمن وہ ہی جو خدا کی نافرمانی کرے اگرچہ اوسکی قرابت قریبہ ہو ١٢

اگر اس حدیث سے انصار کی امامت کو رد کیا تو اپنی نص سے رد کیا جو خلاف قیاس محض توقیفی
تھی تو اگر جناب امیر نے اوسکو سنکر یہہ فرمایا ہو احتجوا بالشجرۃ واضاعوا الثمرۃ جیسا کہ
شیعہ کا زعم ہے اور واقع میں ایسا آپ نے نہیں فرمایا ہوگا تو گویا آپ نے خلاف قیاس نص
میں قیاس کیا اور یہہ ایسی خطا ہے کہ مجتہدین امت سے بھی صادر نہیں ہو سکتی آپ کے شیعہ
نے معالم الاصول میں تحریر فرماتے ہیں القیاس هو الحکم علی معلوم بمثل الحکم
الثابت لمعلوم آخر لاشتراکهما فی علة الحکم فموضوع الحکم الثابت یسمی اصلا و
موضوع الآخر یسمی فرعا والمشترک جامعا وعلة وهی اما مستنبطة او منصوصة
وقد اطبق اصحابنا علی منع العمل بالمستنبطة الا من شذ وحکی اجماعهم فیه
غیر واحد منهم وتواترت الاخبار بانکاره عن اهل البیت علیهم السلام وبالجملة
فمنعه یعد من ضروریات المذهب واما المنصوصة ففی العمل بها خلاف بینهم
فظاهر المرتضی المنع ایضا الخ اور نیز اس متفق علیہ نص سے یہہ بات بھی ثابت ہوئی
کہ تخصیص ائمہ اثنا عشر کے غلط اور بلا دلیل ہے کیونکہ جب ایک حکم ایک بڑی قبیلہ کی طرف
عموما نسبت کیا گیا ہے وہ اوسکی تمام افراد کو شامل ہوگا اور اوس قبیلہ کی افراد میں سے جسمیں
وہ حکم پایا جاویگا معتبر اور صحیح ہوگا ورنہ ظاہر ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت
بابت نص فرماتے کہ ائمہ کے ہی واسطے ہے تو الائمہ من قریش کی کیا ضرورت تھی پس
معلوم ہوا کہ وہ نص بعض حضرات کی تراشی ہوئی ہے الغرض یہہ الزام ایسا ہی الزام ہے
کہ جسکو تھوڑا سا بھی عقل ہوگی وہ اس الزام کا جناب امیر کی طرف منسوب کرنا نہایت
بعید سمجھیگا اور حضرات شیعہ کو اسی پر کیا کچھہ افتخار و ناز ہے اور اسیکو لاجواب
سمجھتے ہیں افسوس کہ ایسے وقت میں تمام نصوص وصایا حضرت کو فراموش ہو گئیں اور یاد آیا
تو یہہ ایک ناقص لغو استدلال یاد آیا فاعتبروا یا اولی الالباب **قولہ** اسیطرح اس خط میں
معاویہ کو ارقام تحریر فرماتے ہیں کہ تو خلفا سابقہ کی خلافت کو حق جانتا ہے اور مہاجرین

وانصار کا شوری حجت سمجھتا ہے میری بیعت بھی تجھپر لازم ہے کیونکہ یہہ بیعت بھی اون
اشخاص نے کی ہے کہ جنہون نے خلفاء سابقہ کی بیعت کی تھی **اقول** حضرت
خط کے آخر جملونکے مطلب کا خلاصہ بھی تو ذکر فرمایا ہوتا تاکہ بزعم سامی الزام کو اور
زیادہ تقویت ہوتی۔ آخر کس مصلحت سے اونکے مضمون کو ترک کیا ہے ہم سابق تفصیل کے
ساتھہ گذارش کر آئے ہین کہ یہہ دلیل الزامی نہین ہوسکتی اور یہہ جو ہمارے فاضل
مجیب اپنی کمال سمجھ اور دین سے فرماتے ہین کہ تو خلفاء سابقہ کی خلافت کو حق
جانتا تھا اور مہاجرین وانصار کا شوری حجت سمجھتا تھا یہہ ہرگز اون الفاظ سے
مفہوم نہین ہوتا اگر اس عبارت کے یہہ معنی ہون تو مصداق مثل المعنی فی بطن الشاعر کا
ہوگا اور کیا ضرورت ہے جو بے ضرورت خلاف اصل ارتکاب حذف کا اختیار کیا جاوے
پس صاف اور سیدہا مطلب اوس عبارت کا یہہ ہے جو ہم کہتے ہین کہ جناب نے تحریر فرمایا
میری ہاتہہ پر بیابعین خلفاء نے بیعت کی ہے اوسمین کسی حاضر و غائب کو چون وچرا
کی گنجایش نہین ہے کیونکہ شوری کا استحقاق صرف مہاجرین وانصار ہی کو ہے جب وہ
کسی امر پر مجتمع ہو جاوین اور کسیکو امام بنالین تو اوسمین خدا کی رضامندی ہے اور اگر
کوئی طعن یا بدعت کرکے اوسمین سے نکلے اوسکو اوسمین لوٹاؤ اور اگر انکار کرے تو
لڑو۔ اور خدا اوسکو جہنم مین ڈالیگا۔ آپ اس مضمون کو بھی مطابق اصل عبارت کے سمجھیے
اور اپنی مدعا کو بھی مطابق سمجھیے اور انصاف سے دیکھیے کہ کونسا ترجمہ مطابق عبارت
کے ہے پھر آنکھین کھولکر دیکھیے کہ الزام ہے یا تحقیق واللہ ہو الموفق **قولہ** آنکہ خاتم المحدثین جو
یہہ فرماتے ہین کہ روسیہ بدیہی است کہ بیعت مہاجرین وانصار را کہ ہرگز مرعیہ پوشیدہ
نبود اگر جوئی ہمی شمرد چرا در حیات حضرت امیر درمجالس ومکاتیب خود ذکر نمیکرد
انتہی بقدر الحاجۃ۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ لازم نہین کہ ہر آدمی اپنے ہر قول
وفعل مین ہمیشہ صواب پر ہی ہو اور اوسکی افعال واقوال مین تناقص نہو بلکہ اکثر ہوا

واصحاب دنیا کا یہہ ہی حال ہی کہ جسمین اپنا نفع دیکھتے ہین وہ اختیار کرلیتے ہین جب خلفا
ثلاثہ کی خلافت مین اپنا دنیوی فایدہ دیکہا اونکی صحت وحقیت خلافت کا قائل ہوگیا
اور جب سمجہا کہ جناب امیر علیہ السلام کے صحت خلافت مین وہ فایدہ دنیوی نہی گا منکر و
باغی ہوگیا ورنہ آپ ہی فرماوین کہ اگر معویہ خلفا ثلثہ کی صحت خلافت پر مہاجرین و انصار
کی بعیت کا قائل نہ تہا تو اونکی خلافت اوسکی نزدیک کیونکر اور کس دلیل سی ثابت ہوئی تہی کیا
معویہ جو رجال المومنین اور اصحاب رسول اللہ صلعم سی ہی اجماع اہل حل وعقد کو حجت نجانتا تہا
اور وہ بہی مثل روافض بغض وعصمت وافضلیت کا قائل تہا یا اوسکی نزدیک خلافت کے
اور شرطین تہین اگر یہہ بات ہی تب ہی اجماع حجت نرہا اور خلیفہ اول کے خلافت
جو اجماع سے ثابت ہی اور اہل سنت کا اسپر بنا ہی درست نرہی **اقول** اگرچہ اسکا جواب
ہماری کلام سابق سی واضح ہے لیکن چونکہ حضرت مجیب کو عبارت تحفہ کی فہم مین
خطا ہوئی اور یہہ مضمون اسپر بطور اعتراض بیان فرمایا ہلیسی آپکے خوش فہمی کا اظہار
ہی واجبات سی ہی پس واضح ہو کہ ای حضرت سید صاحب سخن فہم جناب پر ختم ہے
جواب تو آپنے تحریر فرمایا لیکن پہلے تحفہ کی عبارت کا مضمون تو سمجہا ہوتا بے سوچے
سمجہے انا پ شنا پ یوہین لکہہ دینا کونسی عقل کا کام ہی چونکہ تحفہ عام طور پر جبجگہ
دستیاب ہوتا ہی نقل عبارت کے کچہہ ضرورت نہین صرف بیان مضمون پر اکتفا
کرتا ہون اور اوسکی بعد آپکی جواب کی خوبیان ظاہر ہوجاینگی حضرت خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ
اس دلیل کے الزامی ہونے کی ابطال مین فرماتے ہین کہ اگر یہہ دلیل الزامی ہو تو الزامی
دلیل کے واسطی لازم ہی کہ اوسکی مقدمات مسلم عند الخصم ہون - لہذا امیر معویہ کے نزدیک
یہہ مقدمات کب مسلم ہی اوسکا مذہب جو اوسکی خطوط سے جو حضرت امیر کی خطوط کی
جواب مین بہیجی اور امیہ و یزیدیہ کی کتابوں مین مذکور ہین ظاہر ہوتا ہی وہ یہہ ہی کہ جو سلطان
قرشی کہ جہات امامت کو سر انجام کرسکی اور تنفیذ احکام و جہاد کفار و سیاست رعایا

اور تجہیز جیوش اور سد ثغور پر قادر ہو اور مسلمانون مین سی ایک جماعت اوسکی ہاتہہ پر بیعت کرلین
خواہ وہ جماعت اہل مدینہ اور مکہ ہون یا اہل عراق و شام وہ امام ہے اور جسکی اندر یہہ صفات
مذکورہ نپائی جائین اور وہ نہ قادر ہو اور دفع مفاسد نکر سکی گو وہ مہاجرین اولین سے ہو
اور اگرچہ اوسکی ہاتہہ پر مہاجرین و انصار نے بیعت کی ہو وہ صالح امامت اور اہل للامامۃ نہین اور
بیعت اہل حل و عقد سی وہ امام نہین ہو سکتا پس جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت امیر معویہ رضی
کی نزدیک اسیواسطی صحیح نہین ہے کہ اوسکی زعم مین جناب مین یہہ اوصاف مفقود تہی
بلکہ علاوہ فقدان اوصاف کی کہ جو خلافت کی لیی شرط ہین بوجہ اتہام قتل عثمان رضی اللہ عنہ
اور اونکی قاتلین کے حمایت کے حضرت کو غیر مصلح اور ساعی فی الارض بالفساد گمان کرتا
تہا چنانچہ بارہا مجالس و مکاتیب مین اوسکا ذکر کیا اور طنز و تعریض کے طور پر تخطیہ کیا تو ایسی
حالت مین جبکہ اوسکی نزدیک معاذ اللہ جناب امیر مین شرائط صحت خلافت ہی مفقود
ہین اور آپ اہل و صالح للخلافت ہی نہین ہین تو بیعت مہاجرین و انصار اوسکی نزدیک
کیا حقیقت و وقعت رکہہ سکتی ہے اور یہہ بیعت اوسکی نزدیک کیونکر صحیح اور مسلم ہو سکتی
ہی اور اس بیعت سی اوسپر کیونکر الزام دیا جا سکتا ہی بخلاف خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی کہ بحول اللہ
و قوتہ ان سب صفات کے ساتہہ متصف تہی مرتدین کی قوت و شوکت کو اون ہی کی ہمت
عالیہ نے خاک مین ملایا کسری و قیصر کے بڑی بڑی سلطنتین اون ہی کی حسن تدبیر سی
پامال ہو کر اہل اسلام کے قبضہ مین آئی شرق سے غرب تک اسلام کا شیوع اون
ہی کی قوت ایمانی اور نیک نیتی کا ثمرہ ہی اور اون ہی کے نامہ اعمال مین ثبت ہی
جناب امیر اسیواسطی ہمیشہ حسرت سے فرماتے ہی ابتلیت بقتال اہل القبلہ
اور اس سی زیادہ اونکی قوت و شوکت و ہمت و شجاعت و حسن تدبیر کی کیا دلیل
ہو سکتی ہے کہ اونہون نے امت کو بزور و زبردستی ایسی شخص کے ہاتہہ سی غصب
کیا جو شجاعت مین یکتا اور تہوّر مین لاثانی اور جراءت مین بے مثل تمام قوم عاد کو تن تنہا

ایک لحظہ مین دار الفنا کو پونہچا دیا اور منصوص من اللہ اور منصوب من الرسول تہا موت و حیات کا
بہی اوسکو علم تہا بلکہ اختیاری تہی اگر تمام بروی زمین کی آدمی بہی اوسکی مقابلہ مین ہون
تو کچہہ پرواہ کرتے لا لانہ تہا فی الواقع ایسی شخص سی زبردستی غصب کرنا بڑی شجاعت اور
عقل کی دلیل ہے بلکہ اس سی زیادہ یہہ بہی کہ معاذ اللہ تو یہ تو یہ خدا و رسول نے بہی ڈر کر بکمال تاکید
و تشدید اشجع الناس و اعقل الناس کو فرمایا کہ تو انکی مقابلہ مین چون و چرا کچہہ نکیجو اور
بہول سی بہی کبہی اپنی حق کا نام نلیجو اور انسی بیعت بہی کر لینا اور جسطرح گذری تقیہ کے
پردہ مین اطاعت و آشتی سی گذارنا پس جب انکی اندر یہہ کمالات و جوہر تہی تو جب
اہل حل و عقد نے انکی ہاتہہ پر بیعت کر لی تو معویہ کو اسمین کیا چون و چرا کی گنجایش تہی اور کسی
متدین عاقل کو اوسمین چون و چرا نہین ہو سکتی اب اسپر آپکا یہہ فرمانا کہ (اگر معویہ
صحت خلافت خلفا ببیعت مہاجرین و انصار کا قائل تہا تو انکی خلافت اوسکی
نزدیک کیونکر اور کس دلیل سی ثابت ہوئی تہی) بالکل لغو اور پوچ ہو گیا منشا اوسکا یہہ تہا
کہ مطلب عبارت کا نہین سمجہی اور بعد اوسکی یہہ فرمانا کہ (کیا عصمت یعنی افضلیت کا
قائل تہا یا اوسکی نزدیک اور شرطین تہین تب بہی ثبوت خلافت باجماع نرہا) اس سی بہی
زیادہ لغو و بیہودہ ہی عبارت تحفہ کو سمجہی اوس سے بخوبی واضح ہی کہ اوسکو کون امر تسلیم
خلافت جناب امیر سے مانع تہا اور وہ خلفاء ثلثہ مین موجود ہی یا مفقود نہ اوسکی
نزدیک شرائط ثلثہ شرط خلافت تہی نہ کوئی اور شرط تہی بلکہ بیعت اہل اسلام کو مع وجود الالٰہیہ
و بہا تحیۃ شرط خلافت کہتا تہا جو اوسکی زعم مین جناب امیر مین مفقود تہی اور خلفاء
ثلثہ مین موجود۔ پس بروئی اوسکی مذہب کے خلفاء ثلثہ رض کی صحت خلافت مین تامل و تردد
نہین ہو سکتا رہا یہہ الزام کہ امیر معویہ نے جبتک خلفاء ثلثہ کی خلافت مین اپنا دنیوی
فائدہ دیکہا انکی حقیقت خلافت کا قائل رہا اور جب سمجہا کہ جناب امیر کی خلافت مین
وہ فائدہ نہی گا منکر دیا تھا ہو گیا عجیب و غریب ہی کیا آپکی نزدیک امیر معویہ بہی شل

جناب امیر کی محدث و غیب دان تہا کہ وہ اول ہی سمجہہ گیا کہ حضرت کی خلافت مین وہ زیادہ
نہین لگا کیا امیر معویہ زیاد بن ابی سفیان سے بہی زیادہ برا تہا کہ آپنے اوسکو عامل مقرر فرمایا اور
امیر معویہ کو نکر دیتے ـ علاوہ انہین اگر آپکی نزدیک یہہ امر شنیع ہی تو آپکو حضرت محمد بن حنفیہ نے
جناب سید الشہدا کی رفاقت ترک کی اور یزید کی خدمت اور آستانہ بوسی کا احترام
باندہا و دشمنان میہما ـ آپکی صحابہ مقبولین ہین جناب امیر کیخدمت چہوڑ کر خلفا کا عامل ہونا
قبول فرمایا ـ پس آپکی نزدیک اگر یہہ حضرات مطعون بطلب دنیا ہین تو امیر معویہ بہی ہین
ورنہ جو جواب یہان دین وہ بہی وہان بہی قبول فرما دین ـ **قولہ** واقعی یہہ الزامی
حجت جناب امیر نے او سپر ایسی ختم فرمائی تہی کہ اوسکا کچہہ جواب نہ لیکا اور حرف دو کاغذ
سفید و سادہ بچپیدہ کرکے اور یہہ عبارت لکہکر من معویہ بن ابی سفیان الی علی بن
ابی طالب بہیجدیئے چنانچہ ابن ابی الحدید نے زبیر بن بکار سے جو محدثین اہل سنت سے ہے
نقل کیا ہے کہ اوسنے جریر بن عبد اللہ بجلی سے ایک طویل روایت کی ضمن مین روایت کی ہے
فلما جاء هذا الكتاب وصل بين ابيضين ثم طوا بهما وكتب عنوانهما من معوية
بن ابي سفيان الى علي بن ابيطالب ودفعها الي لا اعلم ما فيها ولا اظنها الا جوابا و
بعث معي رجلا من بني عبس لا ادري ما معه فخرجا حتى قدمنا الكوفة واجتمع
الناس في المسجد لا يشكون انها بيعة اهل الشام فلما فتح علي الكتاب لم يجد شيئا انتهى
پس جو مذہب اسکا آپکی خاتم المحدثین نے لکہا ہے اگر وہی ہوتا تو اس خط کی جواب مین کیون نہ
اسکو لکہا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ حجت الزامی او سپر ایسی ختم ہوئی تہی کہ بجز سادہ کاغذ کچہہ
جواب نہ دیسکا کیونکہ ایسی مجبوری الزامی حجت ہی مین ہو سکتی ہی ورنہ اور قسم کا جواب تو ہر شخص
اپنی عقل کے موافق دے سکتا ہی **اقول** امیر معویہ رضہ کے جواب نہ بہیجنی اور سادہ کاغذ بہیجکر
بہیجنی کی نسبت جو کچہہ لکہا وہ حضرت کے باوجود ادعائی ہمہ دانی کے کمال تبحر علمی پر صریح
دلالت کرتا ہے اور اوسکی تکذیب ہماری پہلی قول سے جسمین ہمنی ابن میثم سے جواب

اور جواب الجواب نقل کیا ہی کما حقہ ہوئی ہے اور ابن ابی الحدید باوجود معتزلی ہونی کے اگرچہ
علماء شیعہ کے نزدیک فی الجملہ معتبر ہی لیکن بمقابلہ ابن میثم اسکا قول ہرگز قابل احتجاج
نہین ہوسکتا ہی اور اہلسنت پر اسکی قول و روایت سے حجت لانا ہماری فاضل مجیب جیسی مناظرہ
دان کا ہی کام ہی غرض آپ شرح ابن میثم دیکھہ لیجیئی آپکو ابن ابی الحدید کی روایت کی غلطی
معلوم ہوجائیگی اور ثابت ہوجائیگا کہ امیر معویہ نے ایسا جواب دیا کہ اگر یہہ تحریر الزام ہو
تو آپ بالنعم مفحم ہون اور اگر بالفرض سادہ کاغذ ہی پیچیدہ کرکے بہیجدیا تو اس سے ہماری مجیب
لبیب کا یہہ مطلب سمجہنا کہ چونکہ جواب کچہہ نہ دی سکا اسلیے سادہ کاغذ لپیٹ کر بہیجدیا
بالکل غلط ہی بلکہ ممکن ہے کہ اس جہ سے سادہ کاغذ بہیجا ہو کہ اس امر کی طرف اشارہ ہوجاوے
کہ آپکا مدعا بیان حاصل شدنی نہین ہے چونکہ آپنے جریر کے ہاتہہ جو خط بہیجا ہت اوسمین
بیعت کی واسطے لکہا تہا تو یہہ سادہ کاغذ اوس سے انکار کے طور پر بہیجا تاکہ اوسمین ناکامیابی
پر دلیل ہوجائی - یا ممکن ہے کہ سادہ بہیجنے سے ایما اسطرف ہی کہ یہہ تحریر قابل جواب
ہی نہین کیونکہ پہلی آپ اپنے آپ کو اہل اور صالح للخلافت تو ثابت کرین - باقی رہا
یہہ فرمانا (کہ ایسی مجبوری الزامی حجت ہی مین ہوسکتی ہے - ورنہ اور قسم کا جواب
تو ہر شخص اپنی عقل کے موافق دی سکتا ہے) حضرت کی کمال مناظرہ دانی پر دال ہی
حضرت کو یہہ ہی ابتک معلوم نہین کہ اقسام ادلہ مین سے کونسی دلیل زیادہ قوی اور معتبر
ہوتی ہے - حضرت میر صاحب الزامی دلیل کے واسطی یہہ لازم نہین ہے کہ باعتبار واقع
اور نفس الامر کے ہی صحیح ہو یا نہو پس اگر اوسکی صحت ہوتی ہی تو صرف بزعم مستدل عند الخصم
ہوتی ہی خواہ واقع مین اور عند الخصم غلط ہی کیون نہو اور ہم اس تحریر کو جو دلیل تحقیقی
اور مقدمات حقہ سے مرکب کہتی ہین اوس سے یہہ مراد ہی کہ یہہ دلیل عند اللہ حق ہے
اور باعتبار واقع کے صحیح تو ہر ایک مسلمان کو اوسکا اتباع واجب ہی کیونکہ اسکی حقیقت
اصول شرع سے ثابت ہو وہ تمام اہل اسلام کو واجب القبول ہے اور مستدل اور خصم دونو کے

نزدیک مسلم ہوگی اب خیال فرمائیے یہہ تحقیق قوی ہی جو سب کے مسلم ہو یا وہ الزام قوی ہے
جو صرف خصم کا ہی بزعم مستدل مسلم ہو۔ اگر بالفرض اسپر بھی امیر معویہ کیطرف سلی آپ ہی
اعتراض فرماوین جو انہون نے کہا ہی سو اوسکا جواب وہی ہی جو جناب امیر نے تحریر
فرمایا کہ جب خداتعالے نے اتباع سبیل المومنین کا حکم فرمایا اور اوسکی مخالفت سے ڈرایا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میری امت گمراہی پر مجتمع نہوگی تو اب یہہ کہنا
کہ بیعت اہل حل وعقد کی غیر صالح للامامت کے واسطے ہوئی گویا سب کے تضلیل ہے جو مستلزم
تکذیب خداوند تعالے شانہ ہی چنانچہ اسکا جواب امیر معویہ رض کی طرف سے ہماری نظر سے نہین
گذرا اور اگر کوئی اسکا جواب ہوگا ہی تو غالباً اوسی قسم کا جیسا پہلی جواب دیا تھا جسکے
تردید ایک جملہ مین کردی گئی تو اب آپ خیال فرمائین کہ اگر اس تحریر کو الزامی سمجھا جائے تو
امیر معویہ کے اعتراض کا کچھہ جواب نہین ہوسکتا اور جب تک اسکو تحقیقی تسلیم نفرماوین
اوسوقت تک یہہ خط لاجواب نہین ہوسکتا لیکن اسکے تحقیقی ہونے مین مذہب تشیع کو
دست بردار ہونا پڑیگا کیونکہ یہہ خط قلع اساس تشیع بالبداہتہ کررہا ہی۔ **قولہ**
جب یہہ ثابت ہوگیا کہ یہہ خط اوسکو الزاماً لکھا گیا ہی تو یہہ فقرہ انما الشوری الخ بھی الزام
ہی ہی آنکی خاتم المحدثین یہہ جو فرماتے ہین کہ باز چشم پوشی نمودن لزاطراف وجوانب
کلام کرزائد برقت بر الزام است الخ انکی اس تحریر سے سخت تعجب ہی کیونکہ دلائل الزام
اسطرح بیان کرنے چاہین کہ مخالف کے نزدیک اونکی قدر ومنزلت ہو اور یہہ بدون لحاظ کلام
تو کہ بر شرط ہو نہین سکتا۔ **اقول** جو کچھہ آپنے بزعم خود ثابت سمجھا تھا کہ یہہ خط
الزاماً لکھا گیا ہے وہ محض نسیج عنکبوت تھا اوسپر بندہ نے جو کچھہ گذارش کیا
اوسسے مثل روز روشن صاف واضح ہوگیا کہ اس خط کا الزامی ہونا غلط اور باطل ہی بلکہ تحقیقی ہونا
ثابت ہی خاتم المحدثین کی تحریر سے اگر آپکو سخت تعجب لاحق حال ہو تو کچھہ تعجب
نہیہ عجب سوا آپکا فہم عبارات مین یہہ ہی حال ہے کہ سمعل عبارت مین غلطان وپیچان

ہوئی ہین اور نہین سمجھتے اگر اس عبارت کو بہی نہ سمجھی تو کچھہ تعجب نہین اس کلام مین
قدر الزام ہی جسقدر زیادہ بسط کیا ہی وہ صاف طور پر اسکی تحقیقی ہونے پر دال ہے
تو جب آپ کیطرف پڑہائی جائیگی جو الزامی ہونے کو باطل کرینگی تو کیونکر مخالف کے نزدیک
باعث قدر و منزلت دلیل کے ہونگی تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہین پہر حشو ہی
کرنا اطراف و جوانب کلام کو جو زاید قدر الزام سے ہی الزام عرف اسیقدر سے حاصل
ہوسکتا ہت کہ ذکر بیعت کو باقی دیتی اور باقی عبارت کو فاذا اجتمعوا علی رجل سے آخر
تک الزام مین کچھہ دخل نہین ہی ترک کرتے امام معصوم بفایدہ کیون جہوٹ بولی اور وہ بہی
خدا تعالی پر کان للہ رضی ویصلہ جہنم وساءت مصیرا کمال تشدد و تحسین و تاکید
دیگر کے ساتھہ معاذ اللہ غرض کلام کی اطراف و جوانب جو زاید قدر الزام سے ہین وہ
ہین جنکو الزام مین کچھہ دخل نہین بلکہ کذب بیجا محل بدر الزام کے مخالف ہین پس مخفی
بسط و نشاط کرنا سراسر بیجا اور ناجایز ہی افسوس کہ کلام ملکن اسقدر بسط و نشاط ہو
اور ایک لفظ بہی ایسا نہ فرماوین جو اسکی الزام ہونے پر دال ہو بلکہ جسقدر بسط کرین وہ
اور اسکی تحقیقی ہونے پر زیادہ دلیل ہوتا جاتا ہی آپ ہی کی اعتقاد کے بموجب حجت خدا
کی ایسی کلام ہوسکتی ہے کہ ارادہ کچھہ کرین اور زبان سے اوسکی خلاف کچھہ ظاہر ہو معاذ اللہ
سن سو رہین **قولہ** مجملا ایسہ کلام کو بطور الزام فرماوے مگر واقع مین یعنی صدق
محض حق ہی اور اسی سی بطلان خلافت خلیفہ اول ثابت ہی کیونکہ خلیفہ اول کی بیعت
پر سب مہاجرین و انصار کا اجماع نہین ہوا کیونکہ جناب امیر و بنی ہاشم و غیرہ سعد
بن عبادہ نے بیعت نہین کی چونکہ اسمین ذات ستودہ صفات جناب امیر بہی
داخل ہے کیونکہ آنحضرت بہی جملہ مہاجرین بلکہ رئیس المہاجرین تہی پس نفس
ہماری مؤید ہی اس تقریر پر چاہیے کہ شش ماہ تک خلیفہ اول خلیفہ و امام نہون الخ
الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اسوقت ہماری فاضل محب نے اس دلیل کا تحقیقی ہونا

قبول فرمایا شعر ای مسیحا میرے ایام پہلے آئینگے جب + بن بلائی میرے گھر آپ چلی آئینگی + ہماری فاضل مجیب فرماتے ہین گو یہہ کلام بطور الزام کے ہی لیکن واقع مین عین صدق و محض حق ہے اور ہم تحقیقی اوسیکو کہتے ہین کہ جو باعتبار واقع اور نفس الامر کے عین صدق و محض حق ہو تو جب یہہ کلام باعتبار واقع کے عین صدق و محض حق ہے تو ہر ایک جملہ اوسکا مطابق واقع کے ہی اور صغری و کبری قیاس کے عند اللہ حق ہین تو صغری قیاس اقترانی کا جو اس دلیل سے مستنبط ہوتا ہی یہہ ہے کہ لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علی ما بایعوہم علیہ اور اسکا کبری یہہ ہوگا وکل من بایعہ ہولاء القوم فلیس لمن شہد بیعتہم ان یختار غیر من بایعوہ ولا للغائب عنہا ان یردہا اور یہہ ہر دو صغری و کبری حسب اعتراف فاضل مجیب عین صدق و محض حق ہین تو نتیجہ اسکا بھی حق ہوگا وہ یہہ کہ انہ لیس لاحد من حضر او غاب ان یرد بیعتہم الی اور یہہ اس امر کو مستلزم ہی کہ حاضر و غائب سب پر بیعت لازم ہو گئی کیونکہ جب عند اللہ حق ہوئی تو کسیکو حاضرین و غائبین مین سے چون و چرا کی گنجائش نہین ہو سکتی عبارت شرح ابن میثم کی اسکی موید عرض کرتا ہون – فقولہ اما بعد[1] الی قولہ الشام صورۃ الدعوی وقولہ لانہ بایعنی الی قولہ علیہ صورۃ صغری القیاس ضمیر من الشکل الاول لینتج منہ ملزوم تلک الدعوی لغایۃ صدقہما بصدق ملزومہا وتقدیر الکبری وکل من بایعہ ہولاء القوم فلیس لمن شہد بیعتہم ان یختار غیر من بایعوہ ولا للغائب عنہا ان یردہا ینتج انہ لیس لاحد من حضر او غاب ان یرد بیعتہم وذلک یستلزم کونہا لازمۃ لمن حضر او غاب وہذہ النتیجۃ ہی قولہ فلم یکن الی قولہ

[1] قولہ – اما بعد سی قولہ الشام تک دعوی کے تصویر ہی اور قولہ بایعنی سے قولہ علیہ تک شکل اول سے قیاس کا صغری ہی تاکہ اس سی اس دعوی کے ملزوم کا نتیجہ حاصل ہو جائی کیونکہ اوسکی لزوم کے صدق کو منتج ہے اور کبری کی تقدیر یہہ ہی: کل من بایعہ ہولاء فلیس لمن شہد بیعتہم ان یختار غیر من بایعوہ ولا للغائب عنہا ان یردہا۔ تو نتیجہ یہہ ہوگا لیس لاحد من حضر او غاب ان یرد بیعتہم – اور یہہ مستلزم اسکو ہی کہ بیعت حاضر اور غائب کو لازم ہو جائے ۱۲ –

یرہ وقولہ وانما الی قولہ تولی تقریر لکبری القیاس وحصر الشوری والاجماع فی
المهاجرین والانصار لانهم اهل الحل والعقد من امة محمد صلی الله علیه وسلم
فاذا اتفقت کلمتهم علی حکم من الاحکام کاجتماعهم علی بیعته وتسمیته اماما کان
ذلك اجماعا ورضی لله ای رضا له وسبیل المؤمنین الذی یجب اتباعه فان خالف
امرهم وخرج عنه بطعن فیهم او من اجمعوا علیه کخلاف معویة وطعنه فیه بقتل عثمان
ونحوه او ببدعة کخلاف اصحاب الجمل وبدعتهم فی نکث بیعته ردوه الی ما خرج عنه فان
ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المؤمنین حتی یرجع الیه وولاه الله ما تولی واصلاه
جهنم وساءت مصیرا ۔ اگرچہ اس عبارت سے اس دلیل کا تحقیقی ہونا صاف وصریح
مفہوم ہوتا ہے ۔ لیکن چونکہ بمقابلہ اعتراف سامی اس عبارت سے اوسکی تحقیقی ہونے
پر کسی شاہد وبرہان کی ضرورت نہین تو یہہ عبارت صرف بطور تنبیہ وتشریح اجزاء قیاس
عرض کی گیی ہے تو جب اس کلام کا حسب اعتراف فاضل مجیب عین صدق اور
محض حق ہونا ثابت ہوا تو اس کلام مین ابوبکر وعمر وعثمان کے حقیت خلافت کی ساتھہ
اپنی خلافت کے حقیت پر استدلال کیا ہے اگر اونکی خلافت کے صحت وحقیت کسی دلیل
سے باطل ہو تو آپ کے خلافت بھی ثابت نہوگی اور اگر اونکی خلافتین حق ہونگی تو چونکہ یہہ خلافت
بھی اون ہی پر متفرع اور اون ہی کی قدم بقدم ہے یہہ بھی حق ہوگی تو اس کلام کے
عین صدق محض حق ہونے کی صورت مین ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ کی

ف اور یہہ نتیجہ قولہ فلم یکن سے قولہ یرد تک ہے اور قولہ انما سی قولہ تولی تک کبری قیاس کی تقریر ہے اور شوری اور اجماع کو مہاجرین
وانصار مین حصر کیا کیونکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ ہی اہل حل وعقد ہین جب وہ متفق ہو گئے کسی حکم پر احکام مین سے
ہو جاوین جیسا آپکی بیعت اور آپکی امام بنانے پر تو یہہ اجماع صحیح اور اللہ کا پسندیدہ اور مومنین کا رستہ جسکا اتباع واجب ہی ہوگا پھر
اگر کوئی اونکی امر کی مخالفت کری اور اونمین سے اونپر طعن کرکے نکلی جیسا کہ معویہ نے خلاف کیا اور جناب عثمان قتل عثمان
کا طعن کیا یا مثل اسکی یا کوئی شخص بدعت کرکے نکلی جیسا اصحاب جمل نے خلاف کیا اور بدعت نکالی تو اونکو پھیر لاوینگے اوس جگہ سے
جہان سے وہ نکلا ہی اور اگر انکار کرے تو اوسکو مسلمانون کے سواد وسرے رستہ کی پیروی کرنے پر یہان تک کہ اسطرف لوٹے اور متوجہ رہیگا کہ اوسکو اللہ
پھیرا ہی اور جہنم مین اوسکو داخل کریگا اور وہ بری جگہ ہے ۔ ۱۲ ۔

اولاً یہی اور ثبوت حقیت خلافت جناب امیر ثانیاً کیونکہ اولاً اجماع و بیعت اہل حل و عقد کے
صحت حجیت ثابت ہوئی بعد اوسکی صحت و حقیت خلافت خلفار ثابت ہوئی اوسکے بعد
حضرت کی خلافت کی حقیت ثابت ہوئی اسیر ہمارے فاضل مجیب کا یہہ ارشاد کہ اسی سے
بطلان خلافت خلیفہ اول ثابت ہی کیونکہ خلیفہ اول کی بیعت پر سب مہاجرین و انصار کا
اجماع نہین ہوا الخ قابل تماشا ے منصفان روزگار اولوالبصار و الابصار ہی کیونکہ اس
قول مین کہان ہی کہ انعقاد خلافت کے لیے تمام مہاجرین و انصار کی بیعت کی ضرورت ہی
اور اس کلام مین کس جگہ اشتراط اجماع جمیع اہل حل و عقد حقیت خلافت کے لیے لکہا ہی
اسمین تو صاف و صریح مثل آفتاب روشن ہے کہ میری ہاتہہ پر بیعت اون لوگون نے
کی۔ جنہون نے ابوبکر و عمر و عثمان کی ہاتہہ پر کی تہی خواہ وہ تمام مہاجرین و انصار تہی
اور خواہ وہ بعض تہے اور خواہ وہ دس تہی یا پانچ تہے یا ہزار تہے یا دس ہزار تہی
جسقدر تہی اونکی بیعت کرنے سی انعقاد خلافت ثابت ہوا اور حقیت خلافت متحقق ہوئی
خواہ جناب امیر و بنی ہاشم و سعد بن عبادہ شریک تہی یا نہین تہی حضرت امیر نے اس
قول عین صدق و محض حق مین یہہ تسلیم فرما لیا کہ جنہون نے خلفاء سے بیعت کی وہ
کوئی تہی اور اگرچہ بالفرض وہ مہاجرین بہی نہین تہی کیونکہ معرفت حجیت جو شرط ہجرت
علی زعوم الامامیہ ہی مفقود تہی تاہم اونکا بیعت کرنا موجب حقیت خلافت تہا پس
بر دعوی عدم ثبوت خلافت خلفار کو ذرا سوچیں اور دلمین شرمائیں حفظت شیئاً و
غابت عنک اشیاء خود اس خط کا یہہ جملہ فلم یکن للشاہد ان یختار ولا للغائب ان یرد
اور شارح کا یہہ قول فلیس[1] لمن شہد بیعتہم ان یختار غیر من بایعوہ ولا للغائب
عنہا ان یردہا اور یہہ فرمانا وذلک یستلزم کونہا لازمۃ لمن حضر او غاب

---

[1] اور شخص کو اونکی بیعت مین حاضر ہوا اوسکو یہہ امر حاصل نہین ہے کہ اوسکی سوا کسیکو اختیار کرے جسکی ساتہہ اہل حل و عقد نے بیعت کی ہی اور نہ غائب کو حاصل ہے کہ اوسکو رد کرے ۱۲ ع
اور یہہ حاضر و غائب پر لازم ہونے کو مستلزم ہی ۱۲

بدلالت مطابقی اس امر کو مثبت ہے کہ بعد اون لوگون کے جنہون نے خلفاء ثلثہ سے بیعت کی
تھی کسی ثقات کے غیبت اور کسی متخلف کا تخلف اسکو قادح نہین ہے اور نہ اوسکی انعقاد
کو مانع ہے بلکہ جب اونہون نے بیعت کر لے چونکہ اونکا ضلالت پر اکھٹا ہونا محال ہے
اور سب کا حق سے الگ ہونا ناممکن ہے اسلیے وہ خلافت راشدہ ہوئی ہے اور سب حاضرین وغائبین
پر لازم ہو چکی ہے تو جیسا طلحہ و زبیر و امیر معویہ و جمیع اہل شام پر باوجود اونکی تخلف کی لازم
ہوگئی ہے اسیطرح جناب امیر و زبیر و بنی ہاشم و سعد بن عبادہ پر لازم ہوگئی تھی پس
جبکہ حسب اعتراف سامی یہ کلام عین صدق اور محض حق ہوئی اور فی الواقع ایسی ہی ہے
اور اسی سے جو آپ نے اپنی خوش فہمی سے بطلان خلافت خلفاء سمجھا تھا وہ بالبداہت باطل
ہوا تو اس سے ملاحظہ فرمایئے کہ آپکے شبہ اکثر الہ ثلثہ بلکہ تمام امامت بلکہ تمام اصول و فروع کا
کیا حال ہوا سب پر مقتضی پانی پھر گیا اور مٹی چھنت گئی اور آپکے جناب امیر کی اعتراف
سے حقیت مذہب اہل حق ثابت ہوئی والحمد للہ علی ذلک مضمون آیت ۔

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله صادق آیا

باقی رہا نفس تخلف کی نسبت گزارش ہے کہ جناب امیر و حضرت زبیر کے تخلف کے نسبت
بہت مفصلاً عرض ہو چکا ہے سعد بن عبادہ کا بیعت سے تخلف کرنا
مرجوح اور ضعیف ہے چنانچہ صواعق اور صواقع اور منتہی الکلام وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے اور ابن میثم
بحرانی نے بھی اپنی کبیر شرح نہج البلاغہ مین اوسکی طرف لفظ قیل سے اشارہ کیا ہے وتخلف

سعد بن عبادة وهو مريض فادخل منزله وقيل انه بقي ممتنعا من البيعة حتى مات

بحوران فی طریق الشام ۔ علاوہ ازین حسب اقرار سامی اگر بفرض محال
خلیفہ اول چھ ماہ تک امام نہون اور بعد چھ ماہ کے کام الملوک خلیفہ برحق

ف اور سعد بن عبادہ کو مرض کی حالت مین اٹھا کر گہر مین لیگئی اور کہا گیا ہی کہ وہ بیعت سے باز رہا یہانتک
کہ راستہ شام مین حوران مین اوسنی وفات پائی سے بود ۔

ہو جاوین تو آپ خیال کر لیجیے کہ مذہب شیعہ کی استعمال کے واسطے تو یہہ بھی بہت کچھ ہے
پھر آپکا بعد چھہ ماہ کے خلافت کو حق تسلیم کرنا خود آپکی حق مین باعتبار آپکی مذہب کے
سم ہو گیا۔ اچھا اگر آپکی دین و ایمان و عقل و انصاف کے موافق خلیفہ اول چھہ ماہ تک
خلیفہ نہون اور بعد شش ماہ اونکی خلافت ثابت ہوتی ہو تو آپ اوسی وقت سے اونکی
حقیت خلافت کے قائل و معتقد ہو جیئے شش ماہ کے لیے پھر ہم آپ سے سمجھ لینگے
ہان خوب یاد آیا اسکی توجیہہ آپکی نہایت شکر گذار ہین کہ آپنے اس کلام کو باعتبار واقع و نفس
الامر کے عین صدق و محض حق تسلیم فرمایا۔ لیکن آپنے اوسکے بعد یہہ کیا فرمایا
کہ (یہہ کلام گو بطور الزام فرمائی) اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ یہہ کلام دلیل الزامی ہے
لیکن باوجود اسکی یہہ واقع مین عین صدق اور محض حق ہے تو ظاہر البطلان ہے
کیونکہ دلیل الزامی صرف اوسکو کہتے ہین جو صرف مسلمہ خصم ہو اور بطور مجازات
مع الخصم ذکر کیجاوی اور اگر یہہ مراد نہین ہے تو اسکی ذکر کی کیا ضرورت تھی اور کیا
اسمین فائدہ تھا۔ ظاہر ہے کہ دلیل تحقیقی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہی کہ خصم پر
مدعا کو لازم کرین اور اسکا تسلیم کرنا واجب ہو۔ غرض الزام و تحقیق کا اجتماع اسجگہ ذکر فرمانا
صرف حضرت مجیب کے مناظرہ دانی کے اوضح دلیل ہے۔ ہم نے یہہ جملہ صرف آپکی
دعوی مناظرہ دانی کی وجہ سے ذکر کردیا ہے وبس۔ **قولہ** اور نہج البلاغہ
مین اس خطبہ سے چند ورق پہلے ایک خطبہ موجود ہی جسمین یہہ عبارت ہی لا یقع اسم
المہاجر علی احد الا بمعرفة الحجة فمن عرفها و اقر بها فهو مهاجر اور ابن ابی الحدید
نے اسکی شرح مین لکھا ہی لا یصح ان یعد الانسان من المهاجرین الا بمعرفة امام
زمانہ وهو معنی الا بمعرفة الحجة فی الارض قال فمن عرف الامام و اقر بها
فهو مهاجر۔ انتهی۔ جناب امیر علیہ السلام کے اس فرمان کے بموجب خلیفہ اول کی
بیعت کرنیوالی مہاجرین ہی نہ ہے کیونکہ اسوقت حجۃ اللہ و امام وقت جناب

امیر علیہ السلام بہی کہ اونہوں نے نہ پہچانا اور اگر موافق اہل سنت کے اسکی معنی لیے جائین
تو معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام و بنی ہاشم وغیرہ مہاجرین نہین ہیں **اقول**
اس قول مین بوجوہ چند بحث ہے۔ اولاً افسوس کہ ہماری فاضل مجیب نے شرم و حیا کو
بالای طاق رکہکر رضی شیعی اور ابن ابی الحدید معتزلی بلکہ شیعی کے اقوال سے ہمپر استدلال
فرمایا ہم نے کب تسلیم کیا ہے کہ یہہ خطبہ قول جناب امیر علیہ السلام کا ہے ہم ایسی پوچ و لچر
اقوال کو جو باعتبار لغت و اصطلاح کے ہرگز صحیح نہین کب جناب امیر کیطرف منسوب
کرتے ہین ثانیاً ہمنے کب کہا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسی
حجۃ اللہ اور امام مطلق تہے جنکی نہ پہچاننے سے آدمی مہاجر نہین رہتا۔ ثالثاً ہمنے ہرگز
نہین کہا ہے کہ ثبوت ہجرت کے واسطے معرفت خلیفہ وقت شرط ہے۔ رابعاً ہم ہرگز
نہین کہتے کہ جناب امیر و بنی ہاشم وغیرہ کو امام وقت کی معرفت نہین تہی خامساً
ہم کہتے ہین کہ اس قول مین امام سے مراد خلیفہ نہین بلکہ رسول ہے اور اوسکی معرفت سے
مراد اسپر ایمان لانا ہے یعنی مہاجر انسان اوسوقت ہوتا ہے جبکہ رسول پر ایمان لاکر
ہجرت کرے ورنہ مہاجر نہین ہوتا۔ سادساً اگر مہاجر ہونا معرفت خلیفہ پر ہی موقوف
ہو تو ہم کہتے ہین کہ حسب مذاق شیعہ خلفاء ثلثہ اور اونسے بیعت کرنے والے سب مہاجرین
نہ تہے کیونکہ اونکو معرفت حجۃ اللہ فے الارض حاصل نہ تہی اسلیے کہ اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے علی زعمہم الامامیہ جناب امیر کی خلافت و امامت کی نسبت ہزارہا نصوص سنکر
تہی صدہا مرتبہ تاکیدات و تشدیدات قارع صماخ ہوئی اور یہی نہین تو خم غدیر کا
خطبہ تو ضرور یاد تہا جو اب تک اہلسنت کی بہی کتابون مروی ہے علاوہ ازین بہت
روایتین شیعہ کی اسپر دال ہین کہ صحابہ نے نکث عہد کیا اور حیا کو پس پشت
ڈال دیا خلاصہ یہہ کہ اسمین کسی شیعہ کو چون و چرا نہین ہے کہ صحابہ حضرت امیر کو
امام برحق و خلیفہ مطلق جانتے تہے لیکن باوجود امام برحق جاننے کے بطمع نفسانی

متصدی خلافت ہوئی اور حق جناب امیر کا غصب کیا غرض اس ساری گفتگو سے
یہہ ثابت ہوا کہ علی زعمہم تمام صحابہ جناب امیر کو خلیفہ برحق پہچانتی تہی - لیکن
معاذ اللہ طمع نفسانی کے ہاتہہ سے لاچار ہوکر مخالفت اختیار کررکہی تہی پس اس سے ثابت
ہوا کہ وہ مہاجرین ہوئی کیونکہ مہاجر ہونے کے جو شرط معرفت امام کی ہی وہ اونمین پائی
گیئی اور چونکہ مہاجر ہونے کے واسطی صرف معرفت شرط ہی تسلیم و انقیاد کا ہونا اس سے
مفہوم نہین ہوتا اسلیی عدم انقیاد و تسلیم اونکی مہاجر ہونے کو مضر اور قادح نہوئی
چنانچہ خداوند تعالے شانہ نے اوس معرفت کو جو کہ کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حاصل تہے جسکو ان الفاظ کے ساتہہ تعبیر فرمایا ہے یَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ[1] و
جَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا[2] ایمان کے تحقق کے واسطی
کافی نہین فرمایا اور یا نحن فیہ مین صرف معرفت ہی ضروری ہی اور وہ متحقق ہے تو مہاجر
ہونا صحابہ کا متحقق ہوا - سابعاً آپکی صحابہ مقبولین ہی جنہون نے خلفاء ثلثہ کی
بیعت کی اور اونکی حکم کے موافق خدمات بجا لائی کوئی عامل ہوا اور کوئی حاکم ہوا وہ بہی مہاجرین
نہ ہی جو جواب اونکی طرف سے دیجیگا وہی ہماری طرف سے قبول کیجیگا ثامناً باعتبار
لغت کی مہاجر وہ ہی جو ایک جگہ سے چہوڑ کر دوسری جگہ چلا جاوی اور اصطلاح شرع
مین وہ ہی جو مومن دار الکفر سے قطع تعلق کرکے اور جدا ہوکر دار الایمان مین آکر
متوطن ہو پس معرفت خلیفہ کی ہجرت کے لیی نہ لغۃً ہی نہ اصطلاحاً تاسعاً اگر فرض
کوئی شخص دار الکفر مین ایمان لاوی اور اوسکو چہوڑ کر دار الاسلام مین توطن اختیار کری
تو ظاہر ہی کہ اسوقت بعد غیبت کبری کے امام کی معرفت شیعان اخص الخواص
بہی حاصل نہین ہی چہ جائیکہ ایک بیچارہ نومسلم کو حاصل ہو تو ایسی حالت مین شیعیان

---

[1] اوسکو پہچانتی ہین جیسا اپنی بیٹونکو پہچانتی ہین ۱۲ [2] اور اونہون نے اسکا انکار کیا براہ ظلم
اور بڑائی کے اور اونکو دلون نے اوسکا یقین کرلیا تہا ۱۲

پاک اوسکی ہجرت کو معتبر کہینگی یا نہین - عاشرًا بطور حل گذارش ہے کہ آپنے اپنی عادت
قدیمہ کے موافق اس عبارت کے فہم مین بہی خطا کی اور تصحیح مطلب سے بہی علی مختصر
شرح ابن میثم بحرانی کی عبارت اسکی متعلق نقل کرکے اصل مطلب عرض کرتا ہون
شیخ کمال الدین بحرانی فرماتے ہین قوله والهجرة قائمة على حدها الاول ای
لما كانت حقيقة الهجرة ترك منزل الى آخر لم يكن تخصيصها بهجرة الرسول صلى الله
عليه وسلم من مكة الى المدينة ومن تبعه مهاجرا بها مخرجا لها عن حدها اللغوي واذا كانت
كذلك كان مراده من بقائها على حدها الاول صدق قولها على من هاجر اليه والى الائمة
من اهل بيته عليه السلام في طلب دين الله كصدقها على من هاجر الى الرسول ص
وفي معناها ترك الباطل الى الحق كقوله ومن يهاجر في سبيل الله الآية وكقوله
صلعم المهاجر من هاجر ما حرم الله عليه والمقصود من الهجرة ليس الا اقتباس
الدين وتعرف كيفية سبيل الله وهذا المقصود حاصل ممن يقوم مقام الرسول ص بحيث
لا فرق الا النبوة والامامة ولا مدخل لاحد هذين الوصفين في تخصيص مسمى
الهجرة بمن قصده دون من قصد الائمة - انتهى لفظه الحاجة شارح کی یہہ کلام صاف صریح
طور پر دلالت کرتی ہے کہ جناب امیر کا مقصود اس کلام سے یہہ ہی کہ واہمہ تخصیص کا رفع
ہوجائی اور تحقق ہوجائے کہ جسطرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین متحقق تہی اب بہی

ل قوله والهجرة قائمة على حدها الاول - یعنے جبکہ حقیقت ہجرت کی ایک مکان کو چہوڑکر دوسری جگہ جانا ہے
تو اوسکو ہجرت رسول کے ساتہہ خاص کرنا جو کہ مکہ سے مدینہ وغیرہ کیطرف ہوئی لغوی حد سے نکالنی والا نہین اور جب یہہ ہی تو اوسکی حد اول پر
باقی رہنے سے مراد اوسکا صدق ہے اونپر جنہون نے جناب کیطرف اور ائمہ اہلبیت کیطرف اللہ کی دین کی طلب مین ہجرت کی جیسا اونکا
صدق ہے اونپر جنہون نے رسول کیطرف ہجرت کی اور اوسکی ہم معنی ہی باطل کو چہوڑکر حق کیطرف ہجرت کرنا جیسا کہ قول لک ومن
یہاجر فی سبیل اللہ الآیہ اور مثل قول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر وہ ہے جو حرام چیزون سے ہجرت کرے اور ہجرت سے غرض دین کے حاصل کرنے
اور اللہ کی راہ کی کیفیت پہچاننے کے اور کچہہ مقصود نہین اور یہہ مقصود رسول کے قائم مقام سے حاصل ہے کیونکہ دونون مین بجز نبوت اور امامت
کچہہ فرق نہین اور ان دونو صفتون کو مسمی ہجرت کی تخصیص مین اونکی ساتہہ جنہون نے رسول کا قصد کیا اونکی ساتہہ جنہون نے ائمہ کا قصد کیا کچہہ دخل نہین ہے ۱۲

متحقق اور ظاہر ہے کہ رسولؐ کے زمانہ میں جن لوگوں نے بعد ایمان لانے کے دار الکفر کو
چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں توطن اختیار کیا تو اونکو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی معرفت اور تسلیم و انقیاد حاصل تھی تو اس اعتبار سے وہ لوگ مہاجرین تھے اور
اسلیے خداوند تعالے نے جا بجا اونکا مہاجرین کے نام سے ذکر کر کے مشرف فرمایا
تو جب اونکا مہاجر ہونا مشخص ہوگیا تو پھر اونکی لیے کسی حالت منتظرہ کی ضرورت جسپر اونکا
نہیں رہی اور نہ اور کوئی موقوف علیہ ہے لیکن اس قرن کے بعد کے لوگ جو امام کے
زمانہ میں ہجرت کرینگے اونکی لیے بموجب اس قول کے اوس امام کی معرفت ضرور
ہوگی وبس لیکن اگر نظر تدقیق سے دیکھا جاوے تو تخصیص اس امر کی کہ معرفت امام موجود
شرط ہجرت ہے بالکل غلط ہے کیونکہ مشاہدہ تو شرط نہیں اخبار پر بھی اکتفا ہے تو جس طرح گذشتہ
ائمہ میں سے ہر کسیکو پہچان کر بلکہ نبی ہی کو پہچان کر ہجرت کی جاسکتی ہے وہ مہاجر ہے
اور جملہ ولا یدخل لاحد ھذین الوصفین فے تخصیص مسمی الحجۃ الخ اسپر صاف
دلالت کرتا ہے کہ معرفت لا علی سبیل التعیین کسیکی ہونی چاہیے علاوہ ازین کیا ضرور ہے کہ
حجت سے مراد بتقلید ابن ابی الحدید خلیفہ ہو بلکہ حجت سے مراد علم خداوندی ہے جو نبی نے
اور خلیفہ نے پہنچایا اور ایمان کیطرف دعوت کی جو شخص اوس حکم خداوندی کو جو انبیاء اور ائمہ
کی واسطے سے پہنچا پہنچانی اور ایمان لا کر دار الکفر سے قطع تعلق کر کے دار الاسلام میں آیا ہو
وہ مہاجر ہے چنانچہ عبارت آئندہ اسپر دلالت کرتی ہے ولا یقع اسم الاستضعاف[1]
علی من بلغتہ الحجۃ پس اسجگہ حجت سے خلیفہ مراد لینا خود غلط ہے۔۔ ان حسب بحث اول
فاضل مجیب جیب خط انہ یا یعنی القوم الذین الخ یعنی صدق محض حق ہے جو ثبت حقیت
خلافت خلفائے ثلثہ ہے اور بجائے خود امام کو حجت اعتقاد کر سکتا ہے جسکی نہ پہچاننے سے
مہاجر ہونا باطل ہوتا ہے اور یہہ بھی اعتراف ہے کہ جناب امیر نے خلفائے ثلثہ کو خلفائے

[1] استضعاف کا نام اوسپر واقع نہیں ہوتا جسکو حجت پہونچ چکی ہو۔ ۱۲

نہین مانا تو لازم آیا کہ حضرت امیر و بنی ہاشم و زبیر وغیرہؓ مہاجر نرہی اور من لم یعرف
امام زمانہ کی وعید مین زیادہ نہین تو شش ماہ تک حسب اعتراف فاضل مجیب داخل
ہوئی تعجب یہہ ہی کہ مہاجرین ہوئے نین تو یہہ تصرف کیا لیکن انصار ہونے
مین کچہہ کیون نہ تراشا گیا۔ شارح ابن میثم کی کلام سے جو اس خطبہ کے متعلق ہی
معلوم ہوتا ہی کہ اس جملہ مین ہی آپکی حضرت رضی نے قطع و برید فرمائی ہی بہ تحقیق مین
لکہتے ہین والکلمۃ وماقبلہا ومابعدہا وھو قولہ یقع اسم الھجرۃ الی قولہ قبلہ کلمات
ملتقطۃ منقطعۃ اب آپ اس گذارش کو ہی ملاحظہ فرمایئے اور اپنی استدلالات کو ہی دیکہیے **قولہ** جناب
امیر علیہ السلام حجت خدا تہی ایسی کلام جامع مانع فرماتے تہی کہ مخالف کو چون و چرا
کی گنجایش ہی نرہی **اقول** یہہ تو حضرات کا محض زبانی دعوی ہے دعوی ہے
جسقدر اسکی ثبوت مین تحریر فرمایا وہ فی الحقیقت اس دعوی کو تو مثبت نہین ہان اسکی
نقیض کو مثبت ہی چنانچہ جو کچہہ مجملاً و مفصلاً گذارش ہو چکا منصف لبیب کے لیے وہ
ہی کافی و وافی ہی۔ **قولہ** انما الشوری الخ اصل مین وہ قصہ مین قایع بنیان خلافت
خلفاء سابقہ ہی اور ظاہر مین اونکی مذہب کے موافق ہی سوای حجت آلہی یہہ ہر کسیکا کام
نہین **اقول** معاذ اللہ توبہ توبہ اصول تشیع مین حجت آلہی اوسکا نام ہی جو ظاہر
مین کچہہ اور باطن مین کچہہ اور اوسکا قول ذو وجہین ہو ایسی حضرت امیر کی کلام مین یہہ
اعجاز ہی جیسا آپ بلحاظ ہر و باطن یکسان نہ تہا ظاہر مین خلفاء سابقہ کے ساتہہ خلا و ملا
محبت و الفت رکہتے تہی اور باطن مین خلاف و عداوت اوسیکا اثر گویا حسب زعم
مجیب لبیب آپکی کلام مین ہی کہ اوسکا ظاہر کچہہ و باطن کچہہ اور ہی ہی لیکن سوای مخلصین لسانیے
کہ دوسرونکو اوسکا سمجہنا محال ہی اہل فہم اس تقریر سی اس قول کے لغو اور واہی ہونے
کو علاوہ یہہ ہی سمجہہ گئی ہونگی کہ اصول تشیع پر جناب امیر معاذ اللہ وحاشاہ عن ذلک

ــــــــــــــــ

ــــہ اور یہہ کلمہ اور اسکا ماقبل اور مابعد اور وہ قولہ لا یقع اسم الہجرہ سی قولہ قبلہ تک کلمات ملتقط اور منقطع ہین ۱۲ـــ

صفت نفاق مین تمام منافقین سی بڑہکر تہی کہ اونکا راز تو فاش ہی ہوگیا ہتا لیکن یہہ
عقدہ کہل ہی نہین سکتا نعوذ باللہ من ذلک — ان حضرات دشمن دوست نما اہلبیت
سی کوئی پوچہی کہ ایسی واہیات باتونسی جن سے علاوہ توہین اہلبیت کی خود اپنی عقل و فہم پر
دہبہ لگی اور الزام آدمی کیا حاصل ہے اسیکی بدولت ہماری فاضل مجیب اپنی اون روایات
کی صحت سنی ہا تہہ دہو بیٹہین جنمین تو وہ تو وہ مناقب شجاعت و شوکت بمقابلہ خلفا
روایت کیی جاتے ہین کیونکہ جب جناب امیر کو یہانتک اخفا منظور تہا اور یہانتک
رعایت فرمائی تہی کہ محض اونکی خوشنودی کے واسطے ایسی کلام فرمائی تہی جو بظاہر
اونکی موید ہو اور فی الحقیقت اونکی خلافت کی قاطع بنیان ہو تو کیونکر ممکن ہے کہ ایسی
امور جو باعث اثارہ و ہیجان فتن ہون برملا عمل مین لاوین بعدہ ہماری فاضل
مجیب نے اپنی زبان شریف سی یہان ہی اسقدر اعتراف فرمایا کہ یہہ کلام بظاہر خلاف
کی مذہب کے موافق ہی اور یہین ہمارا مدعا ہی کیونکہ جب ہمکو ظاہر کا ہی مامور و پابند فرمایا ہے
اور یہہ حکم نہین کیا کہ لوگونکی دل چیر کر دیکہین تو جب ظاہر کے اعتبار سی حسب اعتراف
سامی ہماری موید ہی تو ہماری استدلال کے حقیت کے لیی بس ہی خداوند تعالے کی یہان
ہی ہماری لیی یہہ ہی آپکی حجت الہی کا قول سند کافی ہوگا اور واضح رہی کہ ظاہر مین
اس خط کا خلفا رضی کی مذہب کے موید ہونا اوسی وقت ممکن ہی جبکہ اوسکو دلیل تحقیقی
قرار دیا جاوے اور عدم وجدان اجماع سی بطلان خلافت پر حجت لایا جاوی اور اگر
اوسکو دلیل الزامی قرار دین جیساکہ علماء شیعہ نے تو ہم فرمار کہا ہی تو بہر بظاہر موید
ہونا بہی غلط ہوگا تو اس صورت مین آپنے اوسکی تحقیقی ہونے کا اعتراف فرمالیا
والحمد للہ — باقی رہا اس قول کا فی الحقیقت قاطع بنیان خلافت خلفا ہونا سو
بحول اللہ تعالے و قوتہ بخوبی ہم اسکا قلع بنیان کر چکی ہین ضرورت اعادہ نہین قال
الفاضل المجیب — قولہ — اور دوسری جگہ مذکور ہے — وانہ لابد للناس من

امیر برّ او فاجر یعمل فی امرتہ المؤمن و یستمتع فیہا الکافر[۱] — اقول حضرات
اہل سنت کے فہم و عقل پر تعجب ہی کہ اصل مطلب کو نہیں سمجھتے فحوائی کلام کو نہین
دیکھتے ماقبل و مابعد کا کچھہ خیال نہین کرتے جہان لفظ امیر وغیرہ دیکھا اور فوراً سند الزاماً
نقل کر دیا اور اپنے زعم مین اہل حق کو جواب دیدیا آدمی کو کچھہ تو عقل و علم سے بہی کام لینا
چاہیے انصاف بالائی طاعت مشہور ہی یقول العبد الفقیر ای لیے مولاہ الغنی
اسکی جواب مین ہم اور کچھہ نہین صرف اسقدر باوب گذارش کرتے ہین کہ اہل علم و انصاف
فریقین کے مذہب کی تحقیقات کا اصولاً و فروعاً عموماً اور ہماری اور ہماری فاضل
مجیب کے تقریرات کا خصوصاً موازنہ کر کے دیکھین اور جو کچھہ امر واجبی انصاف سے اونکی
سمجھہ مین آوی فرماوین۔ قولہ اب ذرا انصاف فرماوین کہ اگر آپکا یہہ توہم صحیح ہو
تو اوس سے لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک عدالت بہی شرط
امامت نہتی کیونکہ آپکی غرض اس نقل کرنے سے یہہ ہی کہ آنجناب نے فرمایا ہی کہ آدمیونکو
امیر نیک یا فاسق و فاجر سے چارہ نہین پس اگر عصمت شرط امامت ہوتی تو فاجر کی امامت
امامت کیون صحیح ہوتی حالانکہ جناب امیر نے فاجر کی امامت صحیح فرمائی و فاجر معصوم
نہین اگر یہہ بات درست ہی تو باوجود ادعائی تمسک اہل بیت حضرات اہل سنت عدالت
کی قید کو وقت نصب ہی کیون نہو کیون لگاتی ہین چنانچہ آپکی خاتم المحدثین تحفہ مین فرماتے
ہین آری در وقت نصب باید کہ مرتکب کبایر و مصر بر صغائر نباشد کہ یعنی عدالت است
اقول مناظرہ دانان روزگار و ارباب قانون توجیہ و استدلال کہان ہین جو ہماری
فاضل مجیب سلمہ کے ادعائی مناظرہ دانی کا تماشا دیکھین کہ حضرت کو اپنی منصب کا بہی
ہوش نہین رہا بندہ نے ابطال شرائط امامت کیلیی الزاماً نہج البلاغۃ کی ایک عبارت

---

[۱] اور یہہ کہ ضرور ہے کہ لوگون کے لیے امیر خواہ نیک ہو یا فاجر مومن اوسکی امارت مین عمل کر
اور کافر اوسمین فائدہ اوٹہاوے — ۱۲

نقل کیے تہی جس سے صاف متحقق ہوتا ہی کہ امامت کے لیے عصمت وغیرہ تو ایک طرف عدالت بہی شرط نہین ہی کیونکہ فاسق وفاجر کی امامت کو جناب امیر نے بزعم شیعہ تسلیم فرمائی اور فرماتے ہین وانہ لابد للناس من امیر برا وفاجر اس کے جواب مین ہمارے حضرت فاضل مجیب ارشاد فرماتے ہین (کہ اگر آپکا یہہ توہم صحیح ہو تو لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک عدالت بہی شرط امامت نہو) مین کہتا ہون کہ یہہ توہم نہین بلکہ واقعی مضمون ہی جو اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہی کہ بزعم شیعہ جناب امیر کے نزدیک عدالت بہی شرط امامت نہین پس اسکا لزوم آپکو ہی مخالف ومضر ہی نہ ہمکو اور آپ ہی اسکی جوابدہ ہین نہ ہم تو اس لزوم سے آپکا ہمکو ڈراتا یہہ آپکی مناظرہ دانی اور کمال عقل وفہم کی دلیل ہے ہمنے خود اسی لزوم کے لیے نقل عبارت کی ہے تا اہلسنت الزام دینا کہ جب تم بہی مدعی تمسک اہلبیت ہو تو یہہ الزام درباب تعارض عدالت تمہاری بہی مخالف ہی اور زیادہ عقل وفہم سامی کا اندازہ ہوتا ہی کیونکہ جب یہہ لزوم محض نہج البلاغہ کی عبارت سے ہے تو اس سے اہل حق کو الزام دینا اسپر خلاف عقل ہی ہم کب کہتے ہین کہ جو آپکی رضی صاحب نے نقل کیا ہی وہ صحیح ہے **قولہ** اگر فرمایئے کہ ہمنے الزامًا یہہ روایت پیش کیے ہی جو اعتراض اسپر ہوگا اوسکی جوابدہ شیعہ ہین نہ اہلسنت **اقول** یہہ تو صاف واضح تہا کہ یہہ الزامًا عرض کیا گیا ہی پہر جواب مین اس حشو وتطویل سے کیا فائدہ تہا ہان اس کلام سے یہہ مترشح ہوتا ہی کہ پہلے تو بزعم خود جواب لکہا اوسکی بعد تنبہ ہوا اور آنکہہ کہلی تو معلوم ہوا کہ یہہ جواب تو کچہہ بہی نہین ہے کیونکہ خصم الزام دیتا ہی تو اوسکو اسطرح پہیرا سو اسکی کیفیت بہی آئندہ ملاحظہ ہو۔ **قولہ** اسکے جواب مین گذارش ہی کہ اول تو کتاب نہج البلاغہ ثقات اہلسنت مثل قوشجی وتفتازانی ویعقوب لاہوری وگاذرونی کے اعتراف سے جناب امیر کی کلام سے ہے **اقول** سبحان اللہ ثقات اہلسنت کے اعتراف سے نہج البلاغہ کا کلام جناب امیر ہونا اب عزر ثابت

ورانچنگی حالانکہ ہمنی انکی فاضل متبحر ابن میثم شارح نہج البلاغۃ کے اعتراف سے ثابت کردیا کہ
کہ اسمین جابجا حضرت رضی صاحب کی طرف سے خلط وخبط وحذف والحاق ومحو واثبات ہے
پس کیونکر ممکن ہے کہ اہل سنت جو کلام حق وباطل کے امتیاز کے لیے نقاد ومعیار ہین اسکو
خالص کلام جناب امیرؑ کا تسلیم کرلین اہل سنت کے اصول حدیث کا عام قاعدہ ہے
کہ جس روایت کے سلسلہ سند مین کوئی راوی اگر غیر ثقہ واقع ہو تو اسکو صحیح نہین
سمجھتے پس نہج البلاغۃ کی روایت جو صرف بواسطہ حضرت رضی صاحب کے ہے
اسکو کیونکر کلام جناب امیر کا باور کرین گے- علی الخصوص اسمین صدہا جگہ اسکی عقیدہ فاسدہ
کیطرف دعوت پائی جاتی ہے- ہان نہج البلاغۃ کو جناب امیر کی ایسی کلام کہین تو
کچھ بعید نہین جیسا کہ توراۃ وانجیل کو جو آب یہود ونصاری کے پاس ہے یا بعد
تحریف کے بھی کلام خداوند تعالے شانہ کی سمجھتے ہین- اور آپکو یہہ تسلیم کچھ مفید نہین ہے

قولہ ثانیًا اہل سنت کے اور کتابونمین یہہ کلام جناب امیر علیہ السلام سے وارد ہے
چنانچہ شہرستانی نے کتاب ملل ونحل ترجمہ خوارج حکمیہ مین لکھا ہے ولما سمع امیر المؤمنین
علی رضی اللہ عنہ ھذہ الکلمۃ قال کلمۃ عدل یراد بہا جور انما یقولون لا امارۃ و
لابد من امارۃ برۃ او فاجرۃ اور در منثور مین ذیل آیت اَطِیعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُولَ الخ یہہ عبارت
لکھی ہے اخرج البیہقی عن علی بن ابیطالب قال لا یصلح الناس الا امیر بر او فاجر الخ
اور اسکی وجہ بھی بیان فرمائی ہے ہمنی صرف اشارہ کردیا ہے آپ تفسیر مذکورہ کا یہہ مقام
ملاحظہ فرماوین ثالثًا اہل سنت نے مثل اسی کلام کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے بھی نقل کیے ہے چنانچہ کنز العمال کے کتاب الامارۃ حرف الالف مین تحریر ہے- لابد للناس
من الامارۃ برۃ او فاجرۃ فاما البرۃ فتعدل فی القسم وتقسم بینکم بالسویۃ واما الفاجرۃ
فیبتلی فیہا المومن . والامارۃ خیر من الھرج قیل یا رسول اللہ وما الھرج قال القتل و
الکذب طب عن ابن مسعود- انتہی اب فرماتے ہین کہ اگر کوئی ان روایتوں سے دلیل لائی

نہج البلاغۃ اہل سنت کے نزدیک معتبر نہین ہے
بلحاظ اعتراف ابن میثم رضی صاحب نے خلط وخبط کیا ہے

کہ جناب امیر علیہ السلام وجناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجار کے امارت وخلافت
جائز فرمائی اور تم عدالت کی قید گو وقت نصب ہی ہو کیون لگاتی ہو تو آپ کیا
جواب فرمائینگے کیونکہ یہان باب تاویل خود جناب نے ہی بند کردیا ہی بالجملہ جو جواب
اب عدالت کے شرط قائم رکھنے کے واسطے فرمائین وہی ہماری طرف سے عصمت
مین قبول فرمائین۔ **اقول** وللہ الحمد ہر چیز کہ خاطر میخواست + آمد آخر ز پس
پردۂ تقدیر پدید + یہان تو ہمارے فاضل مجیب نے اپنی شرط عصمت کی خود اپنے ہاتھ سے
جڑ کاٹ ڈالی۔ تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ اسجگہ امارت برہ اور فاجرہ ہماری روایات
سے ثابت کرکے فرماتے ہین کہ یہہ جیسا عصمت کی منافی ہی ویسا ہی عدالت کی
مخالف ہی جو معتقد علیہ اہلسنت ہی پس جو جواب عدالت کی طرف سے اہلسنت دیوین
وہی جواب شیعہ کی طرف سے عصمت کے بارہ مین قبول فرمادین۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی
جواب ہمارے فاضل مجیب کو عصمت کے بابمین تسلیم ہوگا خواہ اوس جواب سے عصمت
باقی رہی یا نہ رہی۔ پس واضح ہو کہ جو مذہب اہل سنت کا اشتراط عدالت کی نسبت ہی۔
اوسکو یہہ روایات ہرگز مخالف نہین ہین اول روایات کے الفاظ مین تامل کرنا چاہیے اور
پہر مذہب اہلسنت کو سمجھکر اوسکی مطابق کرنا چاہیے روایات کے الفاظ سے صاف ظاہر
ہی کہ امارت ضروری ہی خواہ برہ ہو یا فاجرہ اور امیر ضرور ہونا چاہیے خواہ برہ ہو یا فاجر اور وقت
ضرورت واحتیاج اگر امیر برہ نہو سکے تو فاجر ہی ہونا چاہیے مثلاً کوئی شخص فاجر اپنی غلبہ
واستیلا کی وجہ سے امیر ہوگیا یا اہل حل وعقد نے کسی بر کو امیر بنایا تھا اور بعد امارت کے
وہ فاجر ہو گیا اور جور پیشہ ہوگیا تو ایسے وقت مین اس امارت فاجرہ کو بھی تسلیم کیا جاویگا
کیونکہ اوسکے رفع مین نائرہ قتل وقتال متضمن افساد نفوس مشتعل ہوگا جو بہ نسبت اس
امارت کے مفاسد کے اشد ہی۔ بالجملہ اسوقت اس امارت کی لابدیت جو لفظ لابد سے
مفہوم ہوتی ہے صادق ہے پس اب ہم مذہب اہل سنت مین اشتراط عدالت کی

نسبت تامل کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ اشتراط عدالت اہلسنت کی نزدیک اوسوقت
کی ساتھہ مخصوص ہی جبکہ اہل حل وعقد باختیار خود دانستہ کسی شخص کو امیر بناوین اور اگر یہہ صورت
نہو تو انعقاد امارت کے لیے بھی اشتراط عدالت نہین ہے بلکہ وہ امارت فاجرہ ہی منعقد
ہو جاویگی اور انواع زکوۃ وعشر وخراج اوسکو ادا کرنے سے ادا ہو جائیگا اوسکی ساتھہ
ہوکر جہاد جہاد کہلائیگا اوسکی غنائم واموال فے وسبایا وغیرہ سب حلال ہونگی غرض
اس تقریر سے یہہ ثابت ہوا کہ یہہ روایات مذہب اہل حق کے درباب اشتراط عدالت
منافی نہین ہین اور نہ اہل حق کے نزدیک اشتراط عدالت بالعموم ہے بلکہ ضرورت اور لابدی
وقت مین شرط عدالت ساقط ہو جاتی ہی اور امارت غیر عادلہ منعقد ہو جاتی ہی چنانچہ
اشتراط قرشیت کے بارہ مین یاد آتا ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہہ ہی
لکھا ہی پس حسب المسلم جناب مجیب جب ہم اس جواب کو جو ہمنی اشتراط عدالت کی بارہ مین
اہلسنت کی طرف سے دیا ہی حضرت مجیب کیطرف سے بھی قبول کرتے ہین تو اوسکا حاصل
یہہ نکلتا ہی کہ ہماری فاضل مجیب بلکہ تمام شیعہ عصمت کی مسئلہ مین اس امر کے معتقد ہین
کہ اشتراط عصمت علی العموم ثابت نہین بلکہ اگر کوئی شخص بنص خداوندی یا باختیار
اہل حل وعقد امام ہو تو وہ معصوم ہوگا اور اگر کوئی شخص بدون نص یا بیعت اختیاری اہل
حل وعقد مدعی ریاست ہو اور دار الاسلام پر اپنا تسلط واستیلا کرے تو اوسکی امارت
باوجود فقدان عصمت کے بھی منعقد ہو جائیگی اور باوجود عدم عصمت کے اوسکی امارت منعقد ہوکر
اوسکو نصب عمال وقضات و اخذ جزیہ وخراج وصدقات وقسمت غنائم وغیرہ حلال ہوگی
اور ظاہر ہی کہ عصمت کے لیے ہی نص کی ضرورت ہی جب اشتراط عصمت مرتفع ہوگیا
تو نص بھی مرتفع ہوئی پس حسب ارشاد امنی فاضل مجیب کے ہمنے اشتراط عصمت مین اس
جواب کو ہمنی اونکی طرف سے نہایت شکر گذاری کے ساتھہ قبول کرلیا اور اگر اپنی اس
قول پر مستقیم رہینگی اور اس سے نہین پھرینگی تو مذہب تشیع سے پھر چکی اور اوسکو باطل اور غلط

تسلیم کر چکے اور فی الواقع وہ مذہب اسی لائق تہا **قولہ** یہہ جواب تو الزامی تہا
اب بغور عقل گوش توجہ سے سنئیے یہہ کلام بلاغت نظام خوارج لئام کے مقابلہ مین جو آنکے
قولہم کو بارادہ باطل کہتے تہے لاحکم الا للہ صادر ہوا ہے کیونکہ نہج البلاغہ مین اس
عنوان سے اسطرح مسطور ہے ومن کلام لہ علیہ السلام فی معنی الخوارج لما سمع
علیہ السلام قولہم لاحکم الا للہ فقال کلمۃ حق یراد بہا الباطل نعم لاحکم
الا للہ ولکن ہؤلاء یقولون لا امرۃ وانہ لابد للناس
من امیر بر او فاجر الخ جناب امیرؑ نے جب اونکا یہہ قول لاحکم الا للہ سنا
تو فرمایا کہ یہہ کلمہ حق ہے مگر اس سے باطل مراد لی گئی ہے خوارج نے اسکی اصل معنے ہی نہین
سمجہی اور باطل معنے سمجہکر گمان کیا ہے کہ ہمکو رئیس کی متابعت درکار نہین اسکے جواب مین
فرمایا لابد للناس الخ غرض اس سے یہہ ہے کہ چونکہ انسان مدنی الطبع ہے اور بدون مشارکت بنی
نوع اسکے کام تمام نہین ہوتے اور مشارکت و اجتماع بدون سیاست منجر بفساد و افساد ہوتا ہے اور
جانون مالون کی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے پس انسان کی جبلی یہہ بات ہے کہ بدون رئیس و امیر خواہ
نیک ہو خواہ بد زندگی بسر نہین کر سکتا اور مطلق امارت سے انکا انکار بدیہی امر کا انکار ہے چنانچہ
یہی سبب تہا کہ باوجود اس انکار زبانی کے عبد اللہ بن وہب کو اپنا امیر کر لیا اور بدون امیر اونکا
کام منتظم نہوا چنانچہ ابن ابی الحدید نے لکہا ہے انہم کانوا فی بدو امرہم یقولون ویذہبون
الی انہ لاحاجۃ الی الامامۃ ثم رجعوا عن ذلک القول لما امروا علیہم
عبد اللہ وہب الراسبی انتہی **قول** اب ہم اس حل کی بہی قلعی کہولی دیتے ہین ذرا گوش
توجہ سے سنئیے کہ شیعہ کے نزدیک حسن و قبح عقلی ہین عقل جسکے حسن کی شہادت دے وہ
حسن ہے اور جسکے قبح کی شہادت دے وہ قبیح ہے چونکہ آپکو اسکا اعتراف ہے کہ شروع
رسالہ مین اہل حق پر حسن و قبح شرعی ہونے کی نسبت طعن فرمایا ہے تو اسلئے
حاجت نقل روایات و تصریحات علمایہ نہین ہے اب ہم مطلق امارت کو دیکہتے ہین تو بروے عقل

نہایت ضروری علوم سے ہے اور چونکہ انسان مدنی الطبع ہے اسکی امور کا انتظام
و اجتماع بدون مشارکت ابنای نوع کے ممکن نہین اور مشارکت و اجتماع بوجہ اختلاف طبایع
منجر بفساد ہے تو سیاست لابدی ہے جو بدون امارت حاصل نہین ہو سکتی تو امارت
خواہ جابرہ ہو یا عادلہ انسان کے لیے لابد اور ضروری ہے اور واجب عقلاً اقسام حسن مین
داخل ہے بلکہ اقسام حسن مین بھی اعلیٰ قسم ہے کیونکہ اوسکی اقسام مین سے مندوب وغیرہ
بھی ہین پس جبکہ امارت مطلقہ خواہ عادلہ ہو یا فاجرہ حسن ہوئی اور حسن مین بھی اعلیٰ درجہ کے
یعنی واجب ہوئی تو پھر خلاف حکم عقل کے حکم شرع سے وہ قبیح اور ناجائز اور حرام نہین
ہو سکتی اور نہ حکم شرع بمقابلہ حکم عقل کے جو بدیہی ہے حسب اصول قوم مسموع ہو سکتا ہے
ہان یہہ سہی چونکہ مرتبہ تشکیک کو بہت گنجایش ہے تو اوسکی اعتبار سے یہہ ممکن
ہے کہ فیما بین ہر دو قسم امارت یعنی عادلہ و فاجرہ کی تشکیک ہو اور امارت عادلہ امارت
فاجرہ سے اولیٰ و احق ہو چنانچہ عقل اسکی استحسان کے بھی بالبداہت شہادت دیتی ہے
جسکا کسی عاقل کو انکار نہین اور اگر فاضل مجیب یا اونکی کسی ہم مذہب کو یہہ شبہہ ہو کہ امام
برحق کے ہوتے امام جائر کے ضرورت اور اوسکا لابدی ہونا غیر مسلم ہے اور جب ضروری
نہوئی تو قبیح ہوئی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو اس صورت مین یہہ عبارت خطبہ کے
لغو اور مہمل ہو جائیگی کیونکہ ہم پوچھتے ہین امارت مطلقہ خواہ عادلہ یا فاجرہ ضروری ہے
یا غیر ضروری ہے۔ اگر ضروری ہے تو مدعا حاصل اور اوسکی ضرورت سے انکار باطل اور اگر غیر ضروری
ہے تو خطبہ مین مطلق لامارت برہ یا فاجرہ کو ضروری کہنا غلط اور کذب ہوا اور نیز اوسکی
ضرورت کا ابھی اعتراف کر چکے ہین اوسکی مناقض ہوگا دوسری یہہ کہ امام کے غیبت مین
علی الخصوص جبکہ غیبت کبریٰ حاصل ہو تو اوسوقت بداہتہً عباد امام برحق کی بیعت
کرنے مین عاجز ہین اور اوسکو کسی تدبیر و حیلہ سے حاصل نہین کر سکتی چنانچہ ابن زہرہ
اسی وجہ سے ہین لکھ کر مومنین ساکنان دار الایمان ایران ہلکی منتظر مین اور امارت ایسی

لابدی ہی کہ بدون اوسکی مدت قلیل بہی گذارنا دشوار ہی تو اگر امارت فاجرہ کی ایسی وقت مین بہی ضرورت ہوگی تو کس وقت ہوگی اور ثابت ہوگا کہ مطلق امارت و سیاست کے کچہہ ضرورت نہین علاوہ ازین اگر بالفرض امام ہی موجود ہو لیکن کوئی شخص کسی حیلہ و تدبیر سے لوگونکو اپنی طرف راجع کر لے اور امیر بن جاوے اور سند امارت پر ایسا استحکام پیدا کری کہ اگر اوسکی عزل کا نام ہی لیا جاوے تو ہیجان فتن و ثوران حوادث و مفاسد کا یقین ہوں تو ایسی وقت مین کوئی سلیم العقل اوسکی ضرورت ہونیکا انکار نہین کرسکتا تو جب امارت مطلقہ عقلاً لابدی اور حسن ہوئی تو لامحالہ شرعاً بہی حسن ہوئی کیونکہ بر خلاف حکم عقل شرعاً قبیح نہین ہوسکتی اور جب عقلاً و شرعاً لابد اور حسن ہوئی تو کم از کم اتنا تو ضرور ہوگا کہ ضرورت کی وقت مین منعقد ہوجاوے اور شرعاً و عقلاً اوسپر احکام امامت کی جاری ہوں اور جہاد و قسمت غنائم وغیرہ مین اوسکا حکم شرعاً نافذ ہو اور شرعاً اوسکی اطاعت واجب ہو اور عموم اولی الامر مین شمار کیا جاوے چنانچہ مذہب اہل سنت کا بہی اس بارہ مین یہہ ہے کہ ایسی امارتین ضرورۃً منعقد ہوجاتے ہین اور نیز شرعاً احکام امارت جاری ہوتی ہین اور اونکی اطاعت واجب ہوتی ہی اور اگر خود ان ہی الفاظ مین جو نہج البلاغۃ مین ہین تامل کیا جاوی تو مفہوم ہوتا ہی کہ جناب امیر نے اس کلام مین لابد للناس من امیر برّ او فاجر فرمایا مسلم او کافر نہین فرمایا حالانکہ انسانی ضرورت کسو لی مین امارت مسلمہ اور کافرہ دونو برابر ہین سب سیاست اوس ہی حاصل ہوتے ہین کافرہ سی بہی حاصل ہوتی ہی اور انتظام و اجتماع و دفع فساد و افساد جیسی اوس سے متصور ہی اس سی بہی متصور ہی باوجود اسکی حضرت امیر نے کافر نہین فرمایا کیونکہ کافر کے امامت کسیطرح صحیح نہین ہے و لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا ارشاد ہی اور مسلم کے امامت گو فاجر ہو ضرورۃً منعقد ہوجاتی ہی اور یہہ ہی مذہب اہل سنت کا ہی جو موافق ارشاد جناب امیر ہی بخلاف مذہب شیعہ کے کہ اونکی نزدیک کسی مومن کی امامت کیسا ہی متقی و پرہیزگار بلکہ

پہلا جزو
اور الفاظ تو کہ نہین
کہ یکافر و کافر
ایمان و ارتہم
بیان ۱۲۵۰

قرشی فاطمی حسنی حسینی ہو اوسکی امامت علاوہ ایمہ اثنا عشر کے ہرگز صحیح نہین اور کیسے ہی ضرورت کے وقت مین ہو منعقد نہین ہوسکتی سوائے ایمہ اثنا عشر کے کوئی شخص واجب الاطاعۃ نہین ہوسکتا اور نہ اوسکے ساتھہ ہوکر جہاد جایز ہے اور جو سبایا و اموال کفار کہ اوسکی جہاد سے حاصل ہون نہ وہ حلال ہین اسلئے حنفیہ وغیرہ وغیرہ کی بابت علماء شیعہ مبتلائے تشویش ہین بہرحال اس تقریر سے ثابت ہوا کہ یہہ مذہب حضرت ع کے ارشاد کے سراسر منافی و مخالف ہے اور جناب امیر کے اس ارشاد سے بطلان عصمت واضح طور پر ثابت ہے مگر اوسکے سمجھنے کے لئے بھی عقل بینا چاہیئے۔ وباللہ التوفیق **قولہ** بالجملہ اس قول سے جناب امیر ع کی غرض یہہ ہے کہ انسان کو باعتبار اسکے مدنی الطبع ہونے کے امیر سے چارہ نہین نیک ہو یا فاجر اس سے یہہ قیاس نہین کرسکتے کہ امام مصطلح شرعی جو نایب رسول سے مراد ہے وہ بھی فاجر ہوسکے پس یہہ کلام بلاغت نظام جناب امیر لتعیش انسان کے بیان مین ہے نہ حکم شریعت مین **اقول** ہمارا مدعا بھی اسی غرض سے جو جناب امیر رض کی اس کلام سے ہی حاصل ہے کیونکہ جب کوئی فرد افراد امامت مین سے ایسی ثابت ہوئی کہ جو باوجود عدم عصمت کے بھی منعقد ہوئی تو آپ کا دعوے عصمت باطل ہوا اور ہمارا مدعا ثابت ہوا باقی رہا خلیفہ راشد اور امام مصطلح کا فاجر ہونا سو اسکے ہم بھی معتقد ہین بیشک فاسق و فاجر خلیفہ راشد نہوگا لیکن یہہ اسکو مستلزم نہین کہ معصوم ہو کیونکہ عصمت اور فسق و فجور کے درمیان مین مراتب کثیرہ ہین اور نہ خلیفہ راشد کا فاجر نہونا اسکو مستلزم ہے کہ غیر راشد امام بامامت عامہ نہوسکے ممکن ہے کہ علے سبیل التنزل ضرورۃً اوسکی امامت منعقد ہوجاوے اور اوس سے منافع دینی و دنیوی حاصل ہون اور کچھہ نہو تو انتظام و سیاست و شوکت اسلام تو ضرور حاصل ہونگی غرض انسان کو باعتبار مدنی الطبع ہونے کے جب امیر نیک یا فاجر سے چارہ نہین تو جناب امیر کا یہہ ارشاد اگر تعیش انسان کے بیان مین ہے لیکن تمام مستلزم حکم تشریع کو ہوگا او تشریع اس امر کی

جو بروے عقل انسان کو لازم و متحتم ہے مخالف عقل ہو گی چنانچہ فے الواقع ایسا ہی ہے کہ
تشریع اسکے خلاف واقع نہین ہوئی بلکہ جا بجا روایات سے اسکی تائید و تقویت ثابت ہوتی
ہے اسوقت صرف ایک ہی روایت پر اکتفا کرتا ہون ابن بابویہ قمی نے خصال مین روایت
کی ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ثلثۃ ید خلھم اللہ الجنۃ بغیر حساب
وثلثۃ ید خلھم النار بغیر حساب فاما الذین ید خلھم الجنۃ بغیر حساب
فامام عادل و تاجر صدوق وشیخ افنی عمرہ فی طاعۃ اللہ عز وجل واما
الثلاثۃ الذین ید خلھم اللہ النار بغیر حساب فامام جائر
و تاجر کذوب وشیخ زان اس روایت سے صاف واضح ہے کہ ائمہ مین جزا و سزا کو عدل
و جور کے ساتھ جو بعد امامت کے فصل خصومات وغیرہ مین پیش آتے ہین منوط و مربوط فرمایا ہے
اور اصل بناء فساد یعنے انعقاد امامت جائرہ کی نسبت کچھ نہین فرمایا اول واجب تھا کہ اوسکی
نسبت عدم انعقاد بیان فرماتے اور لوگون کو ہدایت کرتے کہ اوسے شرع خلع کرادیں اور امام
جائر پر خروج کرین جب یہ نہین فرمایا تو معلوم ہوا کہ امامت جائرہ جیسی کچھ ہاتی ضرورۃً منعقد
تو ہو گئی اب اوسکے مفاسد سے جو آیندہ محتمل ہین کہ امام جائر سے صادر ہون اوسکو تخویف
و ترہیب ضروری ہوئی۔ علاوہ ازین یہ جو حضرات شیعہ کی عادت ہے کہ جہان
کہین لفظ امام کا اپنے مذہب کے مخالف دیکھا اوسکے معنے لغوی لینے پر تیار ہو گئے
اس حدیث سے وہ بھی باطل ہو گیا اور ثابت ہوا کہ امام فاجر سے بامامت عامہ نہ بامامت
خاصہ راشدہ لفظ امام اصطلاحی کا مصداق ہے۔ کیونکہ لفظ امام اپنے معنے اصطلاحی شرعی
مین حقیقۃ شرعیہ ہے اور عدول حقیقۃ سے تاوقتیکہ کوئی قرینہ صارفہ نہو جایز نہین قاعدہ مسلمہ ہے کہ حتی الامکان

---

[۱] امام ابو عبد اللہ رض سے مروی ہے فرمایا تین شخص ہین جنکو اللہ تعالے بلا حساب جنت مین داخل کریگا اور
تین ہین جنکو دوزخ مین بلا حساب داخل کریگا جنکو جنت مین بلا حساب داخل کریگا وہ ایک امام عادل دوسرا سچا سوداگر

نصوص اپنی ظواہر پر محمول ہوتے ہیں پس ظاہر ہے کہ اس جگہ بامقابل دو لفظ امام
عادل اور امام جائر واقع ہیں پس ان دونو لفظوں سے یا ہر دو جگہ معنی لغوی مراد ہیں اور یہہ
باطل ہے کیونکہ اول تو کوئی قرینہ نہیں جو حقیقت شرعیہ سے صارف ہو علاوہ ازین جو سلاطین
وخلفاء کہ عادل گذری ہیں جنکا اب تک عدل ضرب المثل ہے مثل کسری نوشیروان و عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ و عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ وہ سب برخلاف زعم امامیہ
اس وعدہ کی مستحق ہونگی اور اگر ایک جگہ معنی اصطلاحی اور دوسری جگہ معنی لغوی مراد لیے جاوین
تو یہہ بھی صحیح نہیں کیونکہ وجود قرینہ جو صارف عن الحقیقت ہو غیر مسلم ہے علاوہ ازین تقابل
صحیح نہیں ہوگا بلکہ خود تقابل قرینہ ہے اور اس امر پر دال ہے کہ جو معنی لفظ امام اول کے ہونگے
وہی ثانی کے ہونگی اور تقابل کے بطلان سے کلام درجہ فصاحت سے بھی ہبوط کریگا بلکہ مہمل
ہو جائیگا تو اب متعین ہوا کہ ہر دو جگہ معنی اصطلاحی ہی مراد ہیں چونکہ اور کوئی محتمل باقی
نہیں اور نہیں ہر دو جگہ معنی اصطلاحی ہونے پر بوجہ انعقاد خلافت ائمہ جور کے جو بجہہ کہ مصیبت
وآفت مذہب شیعہ پر واقع ہوئی ہے محتاج بیان نہیں چونکہ اس تحریر میں اطناب ہوتا جاتا ہے
اسلیے ہم اسکی شرح وبسط کو کسی دوسری وقت پر منحصر کرتے ہیں - **قولہ** اور اگر
معاذ اللہ یہہ بات جائز ہوتی تو فرمائیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت
کیون نہ کی اور کیون شہید ہوئی بلکہ اصلی بات یہہ ہے کہ انسان کو حاکم سے چارہ نہیں
امام معصوم کو جب رعایا برایا کی امور میں تمکین نہ دیں اور اس سے منازعت کرکے اوسکی
اصلی مقام سے ممانعت کریں تو اس صورت میں حفظ نوع انسانی و حصول انتظام امور کے
لیے گو وہ کیسا ہی ہو امیر و حاکم سے گزیر نہیں **اقول** کیون حضرت اور اگر معاذ اللہ
یہہ بات جائز ہوتی تو اول الائمہ و افضلہم کیون خلفاء ثلثہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی
اور کیون اونسے مثل امام ثالث رضی اللہ عنہ کے مناقشہ کرکے ہنگامہ کارزار گرم نہ کرتے
یہانتک کہ یا اپنے حق کو پہنچتے یا مثل جناب امام ثالث کے شربت شہادت چکھتے

اور نیز اگر معاذ اللہ یہہ بات جائز نہوتے تو کیون جناب امام ثانی رضی اللہ عنہ امیر معویہ کو
خلافت تسلیم کر دیتی اور کیون اوس سے بیعت کر لیتی اور باوجود وعدہ وعید کیون
جدال و قتال نہ کر گئے یا اپنی حق کو پاتے۔ یا درجہ شہادت پہ پہونچتے اور مصداق
اس شعر کے ہوتے بیت ورنہ شاید بدوست رہ بردن، شرط عشقست در طلب مردن
ع حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء - افسوس کہ آپکو امام ثالث کا بہی
قصہ یاد رہا اور امام اول و ثانی کا فراموش ہوگیا یہی ہم ہی آپکو یاد دلا دیا کا بینگک
مثل خبیر علاوہ ازین جبکہ دلائل و بینات واضحہ سی اس بات کا ضرورۃ جائز ہونا
ہمنی حسب اصول امامیہ ثابت کر دیا تو اب اسکی ہی جواب دہ اہل التشیع ہی ہونگی
معہذا حاصل اس دلیل کا جو ہماری فاضل مجیب نے عدم انعقاد بیعت امام جائر کی
نسبت بیان فرمائی ہے یہہ ہی کہ معاذ اللہ اگر امامت جائرہ منعقد ہوتے تو امام
حسین رضی اللہ عنہ ضرور بیعت فرماتے اور شہید نہوتے اور جب اونہون نے بیعت
نفرمائی اور یہانتک لڑے کہ شہید ہوگیے تو اس سے معلوم ہوا کہ امامت یزید جو امامت
جائرہ تہی صحیح نہوئی تو کوئی امامت جائر منعقد نہوگی بعدم الفصل فیہا۔ بندہ
عرض کرتا ہی کہ خود اس دلیل سی بالبداہت یہہ امر ثابت ہی کہ امامت مین جیسا مناقشہ
کرنا امام معصوم کا دلیل اور قرینہ اوسکی بطلان اور عدم انعقاد کا ہی اسیطرح تسلیم
امامت اور مناقشہ نکرنا دلیل اوسکی صحت کی ہے علی الخصوص ایسی حالت مین ترک
مناقشہ کرنا کہ حالت عدم عجز اور خوف کی ہو۔ اب ہم ائمہ کی حالات کو در باب تسلیم
خلافت کی نظر تفصیلے سی دیکھتی ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ جناب امیر نے زمانہ خلفاء ثلثہ
مین انکی خلافتونکو تسلیم کیا اور یہہ تسلیم و انقیاد بسبب عجز و بیچارگی و خوف کے نہین تہا
بلکہ اسوجہ سے تہا کہ یہہ خلافتیں مطابق رضاء خداوند تعالے شانہ واقع تہین چنانچہ یہہ امر
آپکے اون بعض خطبونمین جو نہج البلاغۃ مین شریف رضی نے جمع کیی ہین بصراحۃ درج ہے

وہ خطبہ یہ ہے ومن کلام لہٗ لما عزموا علی بیعۃ عثمان لقد علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علیّ خاصۃ التماسا لاجر ذلک وفضلہ وزھدا فیما تنافستموہ من زخرفہ وزبرجہ۔ انتہی۔ اس خطبہ سے مثل آفتاب روشن ہے کہ جناب امیر نے باوجود اپنے دعوے احقیت بالخلافہ کے جسکا مدار حسب مزعوم امامیہ وجود نص وعصمت وافضلیت پر ہے خلافت غیراہل کو تسلیم فرمائی اور قسم خدائے پاک کی کھا کر فرمایا کہ مین جبتک مسلمانون کے کام درست رہینگے اور بجز میری ذات خاص کے کسی پر جور وظلم نہوگا اوسوقت تک خلافت کو تسلیم کرونگا اور اوسمین چون وچرا نہ کرونگا تو اس سے صاف جو آپ کا منشا ظاہر ہوتا ہے یہہ ہے کہ اگر مسلمانون کے اوپر اس خلافت مین جور ہوا اور اونکی حق تلفی ہوئی تو اوسوقت مناقشہ کرونگا اب دیکھا چاہیئے کہ جناب امیر کے اس ارشاد سے مذہب تشیع پر کیسی کچھہ آفت وبلا نازل ہوئی کیونکہ ظاہر ہے کہ جناب امیر نے اخیر زمانہ خلافت تک اوسمین مناقشہ اور منافسہ نہین فرمایا اور کچھہ چون وچرا نہین کی اور پہلی دونون خلافتون مین حقیقت کا بہی نام نہین لیا اور ہمیشہ سر تسلیم خم رکہا اور یہہ تسلیم کچھہ عجز اور بیچارگی اور تقیہ کے وجہ سے نہ تہی کیونکہ اگر عجز اور بیچارگی کے وجہ سے ہوتی تو ما سلمت امور المسلمین ولم یکن الخ بالکل مہمل ہوجائیگا بلکہ یہہ سکوت وتسلیم حقیہ خلافت کیوجہ سے تہا اور اس وجہ سے تہا کہ خدا اور رسول کیطرف سے حکم سکوت وتسلیم تہا چنانچہ فاضل بحرانی نے اپنی شرح مین دوسری جگہ لکہا ہے وانہ کان معہودا علیہ ان لاینازع فی امر الخلافۃ پہر اگر

ترجمہ آپ کی کلام کے جبکہ لوگون نے عثمان کی بیعت کا قصد کیا بیشک تم جانتے ہو کہ مین بہ نسبت دوسرے کسی شخص کے احق بالامامت ہون اللہ کی قسم مین تسلیم کرونگا جبتک مسلمانون کے امور سلامت رہینگے اور اوسمین بجز میری ذات خاص کے کسی پر ظلم نہوگا اسکے اجر اور بزرگی کی طلب کیلئے اور جسکی زینت اور خوش آیندگی مین تمنی رغبت کی ہے اوسمین بے رغبتی کے سبب سے ۔۔۱۲

ان خلافتوں میں کسی پر جور ہوتا تو ضرور جناب امیر مناقشہ فرماتے کیونکہ آپ نے فرمایا کہ اوسوقت تک خلافت تسلیم ہی جب تک کسی پر جور نہو تو جناب امیر کی تسلیم و عدم مناقشہ کی وجہ سے ثابت ہوا کہ یہہ خلافتیں منعقد نہیں بلکہ اس سے یہہ بھی ثابت ہوا جو کچھہ تودہ تودہ روایات متضمن کمال ظلم و جور کے جو خلفاء رض کے ہاتھوں اہلبیت رض پر واسطے مقبولین پر ہوئے بشہادت جناب امیر کے کذب و زور و افترا و بہتان ہیں چنانچہ ہم شرح کبیر ابن میثم سے ملخصاً احداثات عثمان رض نقل کرتے ہیں - واما الاحداثات المنقولة عنه فالمشهورة منها عشرة الاولی تولیة امور المسلمین من لیس اهلا من الفساق مراعاة للقرابة دون حرمة الاسلام کالولید بن عقبة وسعید بن العاص وعبد الله بن السرح - الثانیة رده للحکم بن ابی العاص - الثالثة انه کان یوثر اهله بالاموال العظیمة الرابعة انه حمی الحمی الخامسة انه اعطی من بیت مال الصدقة المقاتلة وغیرها السادسة انه ضرب عبد الله بن مسعود السابعة انه جمع الناس علی قراءة زید بن ثابت واحرق المصاحف الثامنة اقدم علی عمار بن یاسر بالضرب التاسعة اقدامه علی ابی ذر حتی نفاه الی الربذة العاشرة تعطیل الحد الواجب علی عبید الله بن عمر فانه قتل الهرمزان مسلما انتهی اب ان احداثات کو دیکھکر ہر شخص سمجھہ سکتا ہی کہ یہہ احداثات ظلم اور جور ہیں بعض انمیں سے عموماً حقوق اہل اسلام پر جور و تعدی ہے اور بعض خاص کسیر اصحاب پر لیکن حضرت امیر کی ذات خاص کے متعلق انمیں سے کوئی نہیں ہی اگر فی الواقع انکا وقوع صحیح ہوتا تو ضرور تہا کہ حضرت مناقشہ فرماتے اور جب آپنے تسلیم میں آخر تک چون و چرا

ﻟﮧ اور یہہ عثمان سے منقول دس ہیں انمیں مشہور دس ہیں اول یہہ کہ فاسقوں کو بسبب رعایت قرابت کے بدون حرمت اسلام امور مسلمین پر متولی کرنا جیسا ولید بن عقبہ اور سعید بن العاص اور عبد اللہ بن سرح دوسری حکم بن ابی العاص کو لوٹا لینا تیسرے اپنی لوگونکو اموال عظیمہ کیساتھ مخصوص کرتے تھے چوتھی انہوں نے چراگاہ کو محفوظ کیا پانچویں یہہ کہ بیت المال سے مقاتلہ وغیرہ کو دیا چھٹی عبد اللہ بن مسعود کو مارا ساتوین لوگونکو زید بن ثابت کی قراءت پر اکٹھا کیا اور باقی مصاحف کو جلادیا آٹھوین عمار بن یاسر کو پٹوایا نوین ابوذر کو ربذہ کیطرف جلاوطن کردیا دسوین حد کو جو عبید اللہ بن عمر پر واجب

نہین کی تو معلوم ہوا کہ یہہ احداثات محض ان جلیسی حضرات کے محدثہ و مخترعہ ہین جو لعون ولاعن ائمہ ہین اور جنکی مونہہ پر کتنی ہی پیشاب کیا تہا اور فی الواقع ایسی کذبات کے پاداش ایسی ہی تہنے چاہیہی اور شارح ابن میثم نے اسجگہ کسیقدر انصاف کیا اور بعد بیان احداثات محدثہ یہہ لکہا وقد اجاب الناصرون[ا] لعثمان عن ھذہ الاحداثات باجوبۃ مستحسنۃ وھی مذکورۃ فی المطولات اب پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین اور گذارش کرتے ہین کہ ابن میثم بجواب دوسرے خطبہ کے شرح مین جسکا عنوان یہہ ہے۔ ومن کلام لہ ع لما ارید علی البیعۃ بعد قتل عثمان دعونی والتمسو غیری الخ فرماتے ہین قولہ[۲] وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم ای کنت کاحدکم فی الطاعۃ لامیرکم بل لعلی اکون اطوعکم لہ ای بقوۃ علمہ بوجوب طاعۃ الامام۔ خدا کیلیے کوئی عاقل منصف ان نصوص صریحہ کو دیکہے کہ جناب امیر حسب تقریر و اعتراف ابن میثم کس وضاحت کے ساتہہ فرما رہی ہین کہ مجہکو چہوڑکر جسکو تم امام بناؤ مین بہی تم مین کا ایک ہون جیسی تمپر اسکی اطاعت واجب ہوگی ویسی ہی مجہپر بہی واجب ہوگی بلکہ امید ہے کہ مین بہ نسبت تمہاری زیادہ مطیع و فرمانبردار ہون کیونکہ جب امام واجب الاطاعت ہی تو مین ادائی واجب مین زیادہ ساعی ہونگا ہیلیی کہ اطاعت امام کو وجوب کا علم آپکو سب سی زیادہ ہے اب فرمایئی کہ اگر امامت منعقدہ ہی نہین ہوئی تو وجوب اطاعت اور وہ بہی امام منصوص و معصوم مفترض الطاعت پر کیا اور امام معصوم کی اطاعت مین مثل عوام کے ہونے کو کیا معنی یہان یہی فرمادیجیگا کہ حضرت نے تقیۃً کہا

[ا] اور تحقیق ان بدعتون کی عثمان کے حامیون نے عمدہ عمدہ جواب دیی ہین جو بڑی بڑی کتابون مین مذکور ہین ۱۲

قولہ[۲] وان ترکتمونی الخ اور اگر تم مجہکو چہوڑ دوگے تو مین تم کا ایک جیسا ہون اور شاید مین زیادہ سننی والا اور اطاعت کرنے والا ہون جسکو تم اپنی امر کا متولی بناؤ یعنی مین تم مین کا ایک جیسا ہون تمہاری امیر کی فرمان برداری مین بلکہ شاید مین اسکا تم سی زیادہ مطیع ہون یعنی بسبب اسکی کہ آپکو امام کی طاعت کی وجوب کا قوی علم ہی ۱۲

بیان کیا ہی مسئلہ شرعی ہے سبحان اللہ فہم و انصاف ہمارے فاضل مجیب پر بس ختم ہو چکا جناب
امیر کے اس ارشاد نے ہر سہ شرائط نص و عصمت و افضلیت کا بھی بیخ و بن سے استیصال
کر دیا اور بصراحت ثابت کر دیا کہ اہل حل و عقد جسکو امام بنا دین وہی امام ہے اور واجب الاطاعت
اور ظاہر ہے کہ حسب اصول امامیہ درمیان امامت بارہ اور امامت فاجرہ کے اور کوئی واسطہ
نہین ہے بلکہ جو امامت کہ غیر منصوص معصوم کے واسطے ثابت ہوگی کائناً من کان وہ امامت
فاجرہ ہوگی کیونکہ امام معصوم کا حق اوسمین غصب ہوا ہے اور جناب امیر نے اپنے ارشاد مین
امارت اور امیر دونکو صرف دو قسمونمین محصور فرمایا ہے لابد للناس من امیر بر او فاجر اور ہر ایک
قسم کا حکم جدا ہے امارت بارہ راشدہ خلافت عادلہ ہوگی اور امارت فاجرہ امارت جائرہ ہوگی
اسیطرح امیر بار خلیفہ راشد و امام عادل ہوگا اور فاجر جائر ہوگا اس مسئلہ مین بھی ہم
فاضل مجیب اپنے کو یہی حکم مقرر کر گئے ہین وہ اس خطبہ مانحن فیہ کی شرح مین فرماتے ہین
سلہ وممایوید ذلک ان اکثر الخلق متفقون علی ان امراء بنی امیۃ کانوا فجارا عدا
رجلین او ثلثۃ کعثمان و عمر بن عبد العزیز اور جب یہہ فاجر نہین تو بار اور انکی امامت
امامت بارہ ہوئی جو امارت راشدہ کے مرادف ہے پس عصمت وغیرہ شرائط بالکل باطل ہو گئی
اگرچہ اس معروض مین کسیقدر طول ہو گیا ہے مگر اسقدر اور گذارش ہے کہ امامت مطلقہ
خواہ عادلہ ہو یا جائرہ آپ بھی اوسکو اشد ضروری ہونے کے قائل ہین کہ دنیاوی مصالح
عباد کے اوسکی ساتھہ منوط و مربوط ہین بدون اوسکی انتظام ممکن نہین ہے اور اوسکی حالت
یہہ ہے کہ اگر اوسکی نزع و خلع کا نام بھی لیا جاوے تو اوسمین ایسی ایسی نوائب و فساد کا مشتعل
ہونا یقینی ہے کہ جسمین بحیثیت دین و دنیا کے ضرر و نقصان ہے اور دین کے حیثیت سے
بھی جب ہم نظر کرتے ہین تو اوسمین بہ نسبت ضرر کے فائدہ زیادہ ہے اگر نقصان ہے

سلہ اور اوسمین سے جو اوسکی تائید کرتا ہے یہہ ہی کہ اکثر مخلوق اسپر متفق ہین کہ امراء بنی امیہ بجز دو یا تین
شخصونکی مثل عثمان اور عمر بن عبد العزیز کے فاجر تھے ۔ ۱۲

توخاص انکی ذوات کی واسطی ہے اور جبکہ ائمہ اور مجتہدین وعلما احیاء مراسم دین واجراء شعائر
اسلام مین مشغول ہین تو اونکی فسق وفجور سے اسلام مین ضرر کا اندیشہ نہین چنانچہ خود فاضل
بحر لنے اپنی شرح مین اسکی بہی شہادت دیتی ہین[۱] ومما یویدہ ذلک ان اکثر الخلق
متفقون علی ان امراء بنی امیة کانوا فجارا عدا رجلین او ثلثة کعثمان وعمر بن
عبد العزیز وکان الفئ یجمع بهم والبلاد تفتح فی ایامهم والثغور الاسلامیة
محروسة والسبل امنة والقوی ماخوذ بالضعیف ولم یضر جورهم شیئا فی تلک
الامور ۱۲ پس جب مجوز کے امامت مین یہہ امور مثل سد ثغور وبنا قناطر وجسور وتجہیز جیوش وفتح
بلاد وقلاع وجمع فی واسن طرق وفصل خصومات علی الحق ہوتے ہین تو اونکی فجور سے
اسلام مین کوئی ضرر شدید نہ پہونچا تو اونکی امامت کو وہ فاجر ہی سہی باعتبار دنیا کے
توحسب اعتراف فاضل مجیب لابدی ہے لیکن باعتبار دین کے بہی اوسکی منافع
اوسکی مضار سے بہت زیادہ ہین تو ایسی ضرورت کی حالت مین جبکہ وہ لابدی ہو اور اوس سے
گزیر نہو بروی عقل ہرگز جائز نہین کہ اوسکو غیر منعقد کہا جاوے اور اوسکی ساتہہ جہاد کو
ناجائز اور اوسکی فئی کو حرام اور اوسکی اطاعت کو جو امور موافق شرع مین ہو معصیت اور
ناجائز قرار دیا جاوے سبحانک ہذا بہتان عظیم توجب بروی عقل اوسکا واجب ہونا
ثابت ہوا توحسب قاعدہ امامیہ اگر شرع سے اوسکی حرمت اور عدم جواز کا حکم صادر ہو تو
لازم آوی کہ معاذ اللہ خدا تعالی نے قبیح کا حکم کیا اور ترک اصلح ولطف فرمایا کیونکہ اسوقت اصلح
ولطف یہہ ہی تہا کہ اوسکی جواز ورخصت انعقاد کا ضرورۃً حکم دیا جاتا تعالی شانہ عن
ذلک علوا کبیرا پس اس تمام گفتگو سی ثابت ہوا کہ حضرت نے اس خطبہ مین حکم تعیین امیر کا ہی

---

۱ اور منجملہ اسکی جو اسکی تائید کرتا ہے یہہ ہی کہ اکثر مخلوق اسپر متفق ہی کہ امراء بنی امیہ بجز دو تین شخص کے فاجر تھی جیسی
عثمان اور عمر بن عبد العزیز فاجر نہتی اور اونکی سبب اموال غنیمت جمع ہوتے تہی اور بلاد اونکی ایام مین فتح ہوتی تہی اور اسلامی
کہاٹیان محفوظ تہی اور رستے امن تہی اور قوی ضعیف کے حق کے عوض پکڑا جاتا تہا اور اونکی جور نے اسمین کچہہ نقصان نہین پہنچایا تہا ۱۲ ۔

نہین فرمایا بلکہ حاکم شرعی ہی بیان فرمایا ہی تو اوس بیان سے ثابت ہوتا ہی کہ عصمت امامت کی لیے
شرط نہین معہذا جب ہم ان ہی الفاظ مین تامل کرتے ہین اور قطع نظر دوسری قرائن
و عبارات سے جو اوپر بیان کر آئی ہین دیکھتے ہین تو بداہۃً سمجھ مین آتا ہی کہ عصمت امامت کے
لیے شرط نہین کیونکہ جناب امیر نے منحصر فرمایا کہ یا امام نیک ہوگا یا امام فاجر ہوگا سلمنا
فاجر کے امامت ناجائز اور غیر منعقد ہی لیکن امامت بر و نیک کے تو ضرور جائز در اشد ہی کیونکہ
خلوان دونون سے جائز نہین اور ظاہر ہی کہ نیک کے واسطے یہہ ہی کچھہ لازم نہین ہے کہ وہ معصوم
ہی تو مطلق بر کے امامت جائز و منعقد ہوئی جو معصوم و غیر معصوم کو شامل ہی تو اگر بالفرض
فاجر کے امامت صحیح نہو تا ہم ہمارا استدلال اس عبارت سے بے غبار ہی اور اس عبارت سے
بطلان عصمت کالشمس فی النصف النہار والحمد للہ علی ذلک اس بحث کے تفصیل
مین ہمکو اور بہی گنجایش ہی اور مضامین ذہن مین ہین لیکن خوف تطویل اجازت نہین
دیتی اگر موقع ہوا تو انشاء اللہ تعالے کسی موقع پر عرض کرین گے یار باقی و صحبت باقی

قولہ جناب امیر علیہ السلام کے اس قول کی مثال یہہ ہی کہ لابد للناس من قوت اور قوت
عام ہے حلال اور حرام سے اگرچہ شرع حرام کی اجازت نہین دیتی مگر انسان کو قوت لابدی ہی اگرچہ
حلال ایسے حاصل کری شرع کی پابندی کے ہو اور اگرچہ حرام سے ہو تو خلاف شرع ہے اسیطرح
امام شرعی کے عصمت وغیرہ شرائط جو بدلائل شرعیہ و عقلیہ ثابت ہین اگر ایسی امام کی اطاعت
کرین اور اسکو امام مانین تو شرع کی پابندی کی ہو ورنہ چونکہ حاکم سے چارہ نہین کسی نہ
کسیکو ضرور حاکم و امیر کرین گے جیسا کہ خوارج لیام نے باوجود انکار زبانی آخر کو حاکم کیا

اقول اسموقع پر ہماری فاضل مجیب نے مثال قوت کی تحریر فرمائی اور قوت کو نظیر
علیہ قرار دیا یہہ بعینہ ہماری مدعا کی موید ہی اور فاضل مجیب اسکی نقل مین مصداق مثل مشہور
کالباحث عن حتفہ بظلفہ کے ہین تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ امام مطلق کا لابدی
ہونا جناب امیر کی شہادت اور جناب مجیب کے اعتراف سے ثابت ہو چکا ہی کہ لوگونکو

واسطی امام لابدہی نیک ہو اگر نیک میسر نہو سکی تو فاجر ہی ضرور ہی کیونکہ احد ہما سی گزیر
اور جب اسکا لابد ہونا ثابت ہوا لاچار ہی اور ضرورت کی وقت مین اوسکا انعقاد بطور
رخصت بلکہ حسب روایات امامیہ اوسکی صحت اور اوسکا جواز انعقاد بطور وجوب و عزیمت کی
ہوگا کیونکہ مقیس علیہ اسکا قوت ہی کہ لابد للناس من قوت من حلال کان او حرام پس اگر
انسان کو قوت حلال سی میسر نہوا اور مضطر ہو قوت حرام کی طرف تو بشہادت نص صریح
قرآنی جو چند جگہ کلام مجید مین ارشاد ہی تناول حرام اوسکی لیی رخصت ہی چنانچہ آیاتہ فَمَنِ اضْطُرَّ
غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ
فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ بلکہ حسب نصوص روایات شیعہ ایسی حالت مین اوسپر فرض ہی کہ حرام کو
قوت بنا دی اور اگر اوسنی حرام سمجھکر ترک کیا اور مرگیا تو کافر مرا کیونکہ حق تعالے نے جس چیز کو
اوسکی حق حلال فرما دیا تہا اوسکو اوسنی حرام سمجہا تفسیر صافی مین تحت تفسیر قولہ تعالی
فمن اضطر جو روایت لکہی ہے اوسی پر اکتفا کرتا ہون فی الفقیہ عن الصادق فمن
اضطر الی المیتة والدم ولحم الخنزیر فلم یاکل شیئا من ذالک حتی یموت فہو
کافر اب تم اوسی حکم کو جو مقیس علیہ مین موجود ہی مقیس یعنی امامت مین جاری کرتی ہین تو یہہ حاصل ہوتا ہی
وکذالک من اضطر الی الامامة الفاجرة فلم یقبلہا ولم ینقد لہا حتی مات
فہو کافر یعنی اگر کوئی شخص امامت فاجرہ کیطرف مضطر ہوا اور اوسکو حرام سمجھکر اوسکا مطیع
و منقاد نہوا اور نا لی یہانتک کہ مرجاوی تو وہ شخص کافر ہی کیونکہ جس چیز کو خداوند تعالے نے
اوسکی لیی حلال فرما دیا اوسکو اوسنی حرام سمجہا اور مقابلہ حکم خداوندی اپنی عقل کو دخل دیا تو مستحق کفر ہوا

ف پہر جو شخص مضطر ہو نہ بے حکمی کرتا ہے نہ زیادتی تو اوسپر گناہ نہین ۱۲ ف پہر جو شخص لاچار ہو بہوک مین نہ گناہ پر
ڈہلنی والا تو اللہ بخشنی والا ہی مہربان ۔ ف نقیہ مین امام صادقؑ سے مروی ہے جو مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کیطرف
مضطر ہو اور اونمین کچہہ نہ کہا دی یہانتک کہ وہ مرجاوے وہ کافر ہی ۱۲ ف اسیطرح جو امامت فاجرہ کیطرف
مضطر ہوا اور اسکو قبول نکری اور مطیع نہو یہانتک کہ مرجاوے وہ کافر ہے ۱۲

تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ ضرورت و اضطرار کے وقت مین شریعت تناول غیرت حرام کی
رخصت و اجازت دیتی ہی بلکہ فرض فرماتی ہی اور اوسکی تارک و منکر کو کافر کہتی ہی تو اونکی
جب ایسی حالت مین قوت حرام سے کیا تو عین اتباع شرع کیا اور اگر حلال کے تفحص
و تلاش مین رہا اور اوسکو ترک کیا تو سراسر مخالفت شریعت کے اور کافر مرا اور ظاہر ہی کہ حکم
امامت بہ نسبت اکل کے اکد و اہم ہی تو امامت کی اضطرار کے صورت مین اوسکا انکار بالاولی
منتج بکفر ہوگا پہر ہماری مجیب کا یہہ ارشاد کہ اگرچہ حرام سے ہو تو خلاف شرع ہی ناحق فتنہ
مین سراسر غلط ہی منشا اوسکا یہہ ہی کہ آپکو با اینہمہ ادعائی ہمہ دانی اپنی گہر کے بہی خبر
نہین ہے۔ الحمد للہ کہ جو مثال آپنے اپنی مدعا کے ثبوت مین پیش کیے تہی وہ ہی
اوسکی مکذب اور خود جناب پر منقلب ہوگئی الحمد للہ اولا و آخرا و ظاہرا و باطنا —
قال الفاضل المجیب قولہ۔ اگر شک ہو تو نہج البلاغۃ نکال کر دیکہہ لیجیے اور انصاف
سے فرمایئے کہ آپکا دعوی سچا ہی یا امیر المومنین رض کا ارشاد سچا ہی۔ اقول۔ بے شک
یہہ نہج البلاغۃ مین ہی اور جناب امیر علیہ السلام کا یہہ ارشاد سراسر ارشاد عین صدق محض
حق ہے مگر آپ اسکا مطلب نہین سمجہے اگر گستاخی معاف کلمہ یراد بہا الباطل کا مضمون سمجہے
صادق ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی جب یہہ ارشاد جناب
امیر جو نہج البلاغۃ مین منقول ہے محض صدق اور عین حق ہے اور ہمنی بدلائل صحیحہ ثابت
کر دیا کہ اسکا مطلب بہی وہی ہی جو ہم سمجہے اور جو کچہہ آپنے سمجہا تہا وہ غلط اور آپکی
اصول کے برخلاف تہا تو انصاف سے فرمایئے کہ کلمۃ حق ارید بہا الباطل کس پر صادق آیا
اور اسکا مصداق کون ہوا چنانچہ اگر اس گذارش کو بروی عقل و انصاف ملاحظہ فرمائینگے
تو آپ کو بہی اسکی بخوبی تصدیق ہو جائیگی۔ قولہ اور چونکہ ہمارا دعوی جناب امیر و
رسول خدا و دیگر ائمہ ہدی علیہم السلام کے اقوال سے مقتبس ہی بیشک سچا ہی اقول
بیشک آپکا دعوی آپکی زعم مین اقوال جناب امیر و رسول خدا و ائمہ ہدی سے مقتبس اور سچا

ہوگا لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ فے الواقع آپکا اقتباس صحیح ہو بلکہ فے الحقیقت آپکا
اقتباس غلط ہے چنانچہ ہم دلائل سے ثابت کر چکے اگر اسیطرح ہر ایک فرقہ کے دعوی
اقتباس کو مطابق واقع سمجہا جاوے تو خوارج بہی کہتے ہین کہ ہمارا دعوی خدا و رسول خدا
کے ارشادات سے مقتبس ہے بلکہ یہود و نصاری و مجوس وغیرہ تمام اہل ملل یہہ کہتے ہین کہ ہمارا
دعوی خدا و رسل کے کلام سے مقتبس ہے پہر معلوم نہین کہ جناب کو اونکی تسلیم کرنے مین
کیون انکار ہے پس جو جناب اپنی انکار کے وہان دلیل قائم کرین وہی دلیل یہان
بہی سمجہہ لین۔ ہان جناب میر صاحب آپ نے شروع جواب مین یاد آتا ہی کہ ہمپر
اعتراض فرمایا تہا کہ ہمنے اپنے خطبہ مین جو تقدیم آل کے صلوۃ و سلام مین اصحاب پر کی تہی
تو آپنے فرمایا تہا کہ یہہ خلاف مذہب اہل سنت کے ہی کیونکہ باعتبار مذاہب اہلسنت کے
تقدیم اصحاب کے آل پر ہونی چاہیے اور وجہ اوسکی یہہ ہی کہ آپکے نزدیک تقدم فے الذکر
مستلزم تقدم فے الرتبۃ کو ہی پس اسجگہ جو آپنے رسول خدا پر جناب امیر کو مقدم فرمایا
کیا آپکے نزدیک جناب امیر رسول خدا سے من حیث الرتبۃ افضل مین جیسا کہ یہہ تقدیم
حسب زعم سامی مقتضی ہے اگرچہ آپکی بہت سی روایات سے مستنبط ہوتا ہی کہ جناب
امیر جیسا تمام انبیا سے حسب اعتقاد شیعہ افضل ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بہی افضل ہین لیکن چونکہ زبانی طور پر خاص حضرت کی نسبت اسکا انکار کیا ہے
اور عبارت اس مضمون کے متعلق ہم پہلے نقل کر چکے ہین تو اسلیے دریافت کر لیا گیا

قولہ اور حاشا کہ ہمارا دعوی اور اس ارشاد مین کسی قسم کی مخالفت ہو سرد بجائے
خود درست ہین **اقول** یہہ صرف جناب کا زعم ہے ورنہ واقع مین جناب امیر کے
ارشاد اور آپکے دعوی مین سراسر تناقض و تخالف ہی کیونکہ جناب امیر کا ارشاد
ضرورۃً مطلق لئارت کی صحت کو مقتضی ہے اور آپکا دعوی اوسکی عدم صحت کو مقتضی
لیس حاشا وکلا کہ آپکے دعوی اور جناب امیر کے ارشاد مین باہم توافق ہو نقیضین کا

اجتماع باتفاق وحدات ثمانیہ محال ہے اور جناب امیر کے ارشاد مین تو کچھہ تردد نہین
ہے لہذا آپکا دعوی باطل ہے کیونکہ اگر آپکا دعوی صحیح ہو تو جناب امیر کا ارشاد غلط ہوگا
پس ہر دو بجائی خود درست کسیطرح نہین ہو سکتے **قولہ** آپ عقل سے علم ہی کی انصاف سے
سے کام لین **اقول** بحول اللہ وفضلہ سنی تو اپنے عقل و علم و انصاف خداداد
سے کام لیا تھا مگر افسوس کہ آپنے اسپر عمل نفرمایا اور گستاخی معاف آیت اتامرون الناس
بالبر وتنسون انفسکم کا مضمون آپکے مصادق آیا اور ہم اب بھی بیشک گذارش ہی امیر
قائل ہین اور جو کچھہ عرض کرتے ہین وہ اپنی علم و عقل و انصاف سے کام لیکر عرض کرتے ہین
اور دعا کرتے ہین کہ خداوند تعالے جناب کو بھی توفیق عطا فرماوی آمین اللہم آمین ربنا افتح
بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین **قال الفاضل المجیب** - قولہ اسکی بعد فرمایا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا اگر اس
کلام کے موافق ہے تو مرحبا بالوفاق اور اگر مخالف ہے تو کسکو حق کہیگا اور کسکو باطل کیونکہ
باب تاویل مسدود ہے - اقول کلام بلاغت نظام جناب امیر علیہ السلام کے معنی
اور اصلی مراد و غرض ہو لی آپکا شبہ رفع کیا گیا اور اپنی دعوی شرائط ثلثہ کو انکی ہی علما
مستند کی کلام سے ثابت کردیا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
جناب امیر رضی اللہ عنہ کی کلام کے معنی اور اوس سے اصلی غرض جو کچھہ آپنے سمجھی ہے
وہ جناب کے مزعوم پر ہی منحصر ہی صحت اور واقعیت سے اوسکو کچھہ مساس بھی نہین اور اس
کلام سے معنی مذکورہ کو اصلی غرض سمجھنا قبیلہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ سے ہی اور شرائط
ثلثہ کا ابطلان تو ایسا جلی و بدیہی ہے کہ کسی عاقل پر مخفی نہین رہ سکتا علی الخصوص
جناب نے جسقدر ثبوت لکھا وہ تو نہایت ہی پوچ تھا بندہ نے جو کچھہ اوسپر گذارش
کیا ہے اگر اوسکو بنظر انصاف ملاحظہ فرمائینگے اور انصاف ملحوظ رکھینگے تو خود ہی بطل و تسلیم
اور اگر بعد ملاحظہ معروضہ بندہ پھر بھی دلمین شبہات خطور کرین تو ہم پھر بھی تحریر و تقریر

حاضر ہین واللہ ہو الموفق **قولہ** آپ چاہتی ہین کہ جو ہمنی سوال مین دریافت کیا ہی
وہ ہمسی ہی پوچھین اور اس سے غرض آپکی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اسیطرح بحث مین طول
ہو اور آپ اعتراض و شبہات کرتے رہین اور اصل سوال کے جواب ہی سے بچ جائین
اقول جب ہمنی جناب امیرؑ کی ارشادات مسلمہ سامی سے آپکی شرائط اور مسئلہ امامت کا
ابطال کر دیا تو وہ سوال جو آپ ہمسے کرتے تہی آپ پر ہی منقلب ہوا اور آپکو ہی اوسکا
جواب دینا لازم ہوا پہر اگر ہمنی آپ سے دریافت کیا کہ حضرت نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا
یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا تو آپ اس سے کیون گہبراتے ہین اور اگر آپ اعتراضات
و شبہات سے ڈرتی ہین اور طوالت پسند نہین فرماتے تو قصہ مختصر کیجیی اور زبانی ہمسے خود
گفتگو کر لیجیی جلد فیصلہ ہو جائیگا اور جب ہمنی آپکی شرائط کا بطلان مثل آفتاب نیمروز روشن
کر دیا اور مسئلہ امامت مسلمہ سامی باطل ہو گیا تو ہمکو آپکے سوال کے جواب ہی کی کیا ضرورت
رہی اور جواب دہی سے بچنے کی کیا حاجت اگرچہ ہمکو مناسب یہہ تہا کہ ہم آپکی سوال کا جواب
اوسوقت لکہتی کہ جب آپ اپنی مسلمہ مسئلہ امامت کو اور اوسکی شرائط ثلثہ کو بدلائل ثابت فرماتے
حالانکہ اسوقت تک جسقدر دلائل مثبت شرائط ثلثہ تحریر فرمائے ہین وہ دلائل اون شرائط کو آپکے
اصول پر بہی ثابت نہین کرتے اور خصم کے اصول پر تو اوسکا ثبوت از قبیل محالات ہی
لیکن ہم انشاء اللہ تعالی حسب فرمایش ایما بن خاطر سامی خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی
خلافت کا ثبوت عقلی و نقلی دلائل سے خدمت مین ابہی ابہی پیش کرینگی تا کہ آپکو بہی حسرت
اعتراضات باقی نہ رہ جاوے فانتظروا ولا تکونوا من المستعجلین **قولہ** اگرچہ ہم
اس سوال کا جواب بہی مفصل و مدلل دے سکتی ہین اور جب موقع آئیگا انشاء اللہ تعالی آپکو
بخوبی معلوم ہو جائیگا اور اگر آپ کچہہ انصاف و غور کرینگے تو سمجہہ جائینگی کہ ہمارا یہہ
دعوی زبانی ہی نہین ہے یہہ جواب جو لکہا گیا ہے نمونہ ہی مگر اسوقت صرف خیال
مذکورہ بالا سی اسکا جواب عرض کرنا مصلحت نہین جانتی **اقول** جسقدر جناب نے

تحریر فرمایا ہی وہ بیشبہ نمونہ ہی جس سے بخوبی آپکے مناظرہ دانی اور پایہ علم معلوم ہوسکتی ہین یہہ ہی وجہ ہوئی کہ جب اس ہیچمدان نے آپکی علم و فہم کا اندازہ کرلیا تو آپکے جواب کیلیے بکراہت قلم اوٹہایا اور تمام دلائل کو فجعلنا ہا حصیدا کان لم تغن بالامس کا مصداق کردیا بلکہ نہ اس تحریر کو قابل جواب اور نہ جناب سامی کو اس حیثیت سے لایق خطاب سمجہا جاسکتا ہی یہہ ہی وجہ تہی کہ آپکے تحریر کا دوسری حضرات نے جواب تحریر نفرمایا جس سے دماغ سامی مین یہہ سمایا کہ ہمچون دیگری نیست اگر وہ حضرات پہلو تہی نفرماتے تو جناب کو یہہ حوصلہ کبہی نہوتا پس ہمنی جہانتک انصاف سے دیکہا اور غور کیا مجکو تو یہہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنی ضروریات دین اور اصول مذہب کو بہی ثابت نہین کرسکتی تو آپکا یہہ دعوی محض زبانی اور تقلیدی ہے جسقدر مواقع آئی کہ جسمین آپنے بہت کچہہ زور لگایا جب ان مین ہی آپ سے کچہہ نہوسکا تو اور کونسا موقع ہے کہ جسمین آپ کچہہ کرکے دکہلاوینگے آپ کسی مصلحت سے اور کسی خیال سے جواب مین تعلل کیجیے اور جان بچائیے لیکن جب کبہی آپ کچہہ فرماینگے انشاء اللہ تعالے ایسی شکنجہ ابحاث مین کہینچی جاینگی کہ راہ فرار تنگ ہوگی الا ان حزب اللہ ہم المفلحون وان جندنا لہم الغالبون۔ **قولہ** آپکے ارشاد کی ہمنی تعمیل کردی اب آپ براہ مہربانی ہماری ہی عرض قبول فرماوین **اقول** آپنے تو کیا ہماری گذارش قبول فرمائی اور کیا قبول فرماسکتے ہین لیکن ہم آپکے حکم کی تعمیل کرلیتے ہین اور خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کو بدلائل تحقیقیہ الزامیہ عقلیہ ونقلیہ ثابت کرتے ہین ذرا تہوڑی دیر کیلیے انصاف دوست ہوکر سنین اور یہہ ہی اختیار ہی کہ چاہی دشمن انصاف ہوکر مہر منیر کے نور پر خاک افشانی کرین جب ہمنی ایکی نمونہ سے آپکی ذخیرہ علم و فہم کا بخوبی اندازہ کرلیا ہی تو ہماری نظر مین آپکی اعتراضات طنین ذباب سے زیادہ وقعت نہین رکہتی فشمر ذیلک واجلب علینا بخیلک ورجلک آپ بیشک دل کہولکر اعتراضات قدیم و جدید و طریف و تلمید جسقدر ہوسکتی ہون فرمائین

اثبات خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم

واضح ہو کہ اس رسالہ مین جسقدر دلایل کہ ہم مواقع مختلفہ مین لکہہ آئی ہین اونمین بہت دلائل
ایسی ہین جو خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو واضح طور پر ثابت کرتے ہین
چنانچہ بعض جگہ ہمنی اسطرف اشارہ بہی کر دیا ہی لیکن چونکہ ہمارے فاضل مجیب کے فرمائش
یہہ معلوم ہوتے ہی کہ بحث اثبات خلافت جداگانہ مستقل طور پر ہو اسلیے ہم جب
ارشاد سامی اس بحث کی مستقل طور پر لکھنے کے لیے آمادہ ہوتے ہین پس سبسے پہلے ہم اول
معاملات فیما بین جناب امیر و خلفاء ثلثہ کو دیکہتے ہین اور سوچتے ہین تو اول مرحلہ آپ کے
باہمی محبت و عداوت کا ہی اہلسنت کہتے ہین کہ یہہ حضرات باہم یکجان و دل و شیر و شکر
تہی نہایت محبت و الفت سے اخذ اور تواضع تعظیم رکہتے تہے اہلبیت فضائل
و محامد بیان فرماتے تہی ہر ایک دوسری کا خیر خواہ دلی تہا۔ اور اگر بمقتضای بشریت
کبہی کسی معاملہ مین دوستانہ شکر رنجی ہو جاتے تہی تو وہ زائل ہو جاتے تہی اور اوسکو قلوب مین
ہرگز قرار نہو تا تہا اور کبہی خلاف بحض بوجہ جوش حمایت اختلاف جتہا دی ناشی ہوتا تہا جو اونکی مراتب عالیہ کو کم
نکرتا تہا۔ حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ جناب امیر کے ساتہہ اونکو کمال عداوت تہی بلکہ
تمام اہلبیت نبوت کی ساتہہ یہی حال تہا آپکا حق منصوص خلافت غصب کیا اور کوئی
دقیقہ تکلیف رسانی اور تذلیل کا اوٹہا نہین رکہا یہانتک کہ قتل کا بہی قصد کیا تو لامحالہ جناب
کو بہی اونسی ویسی ہی بغض و عداوت تہی لیکن جناب امیر مظلوم و مجبور و بے یار و انصار تہی
اسلیے ہمیشہ تقیہ کے پردہ مین اونکی ساتہہ خلا و ملا رکہتے تہے تقیہ کے طور پر کبہی کبہی
اونکی تعریفین بہی فرماتی تہی اور خلفاء ثلثہ بہی زمانہ سازی کے طور پر اونکو اپنی شامل رکہتے تہے
اور ظاہری مدارات و تواضع و تعظیم سے دریغ نہین کرتے تہی۔ لیکن جب ہم کتاب اللہ
کو دیکہتے ہین اور روایات و واقعات مین تامل کرتے ہین تو دعوی اہل سنت کا حق اور دعوی
شیعہ کا باطل پاتے ہین۔ اما آیات پس اولاً خداوند علام الغیوب صحابہ کو خیر امت
ارشاد فرماتا ہی اور ظاہر ہی کہ اوسکی مخاطب وہی صحابہ ہین جنکو حضرات شیعہ کرام

(جناب امیر و خلفاء رضی اللہ عنہم کے باہمی معاملات کا بیان)

سمجھتے ہین بلکہ خطاب تمام صحابہ موجودین وقت نزول آیت کو عام ہے پس اگر یہہ امور منافی
اولے فرقہ صادر ہوں جنکے صدور کا حضرات شیعہ دعوی فرماتے ہین تو صحابہ خیر امت نہوتے
بلکہ شر امت ہوتے کیونکہ باوجود صدہا معجزے دیکھنے کے اور برسہا برس فیض صحبت نبوی اٹھانیکے وہ
مرتکب ایسے اعمال شنیعہ کے ہوئے۔ ثانیاً موقع مدح و امتنان مین ارشاد فرمایا ہے هُوَ الَّذِي اَيَّدَكَ
بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَا اَلَّفْتَ
بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اگرچہ بحیثیت نزول یہہ آیت مخصوص با انصار ہو لیکن حسب
قاعدہ العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب تمام صحابہ کو عام ہے اور کمال مدح و امتنان
کو بھی زیادہ مناسب اور چسپان یہہ ہی ہے علاوہ ازین عقل سلیم کب یقین کرتی ہے
کہ خداوند تعالے انصار کے تو کینہ دیرینہ کو رسول کے اعانت کے واسطے نکال دے اور قریش یا
جو باہم اسقدر محارب نہ تھے وہی کے مخذول کرنے کے واسطے بغض و عداوت کے آگ بھڑکا دے کر
یہانتک نوبت پہنچائے کہ جب خدا تعالے نے باہم اونکے دلونمین الفت ڈالدی تو اب یہہ کہنا
کہ آثار و اضغان جاہلیہ کے اونکے دلونمین کامن تھے جو وقت غصب خلافت
بروئے کار آئی سو اسمین خداوند تعالے کو جھٹلانا ہے اور سنیے علامہ کمال الدین ابن میثم بحرانی
شرح نہج البلاغہ مین بیعت سقیفہ کی بارہ مین جو یہہ لکہا ہے فقام بشر بن سعد الخزرجي
وكان يحسد سعد بن عبادة ان يصل اليه هذا الامر البتہ قابل ملاحظہ اہل دین و دیانت ہے
حق تعالے شانہ سورہ حجرات مین فرماتا ہے اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ
كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ اس آیت شریف

ترجمہ اوسی نے تجکو زور دیا اپنی مدد کا اور مومنون کا اور اونکے دلونمین الفت ڈالی اگر تو خرچ کرتا جو کچھہ ساری دنیا مین ہے ہرگز نہ سکتا الفت دیکھ اونکے دلونمین لیکن اللہ نے الفت ڈالی اونمین ۱۲ لفظ کے عموم کا ہی اعتبار ہے نہ سبب کے خاص ہونیکا ۱۲ بشر بن سعد اوٹھا اور وہ سعد بن عبادہ کا حسد کیا کرتا تہا کہ مبادا انہین امارت پہنچ جاوے ۱۲ جب رکہی منکرون نے اپنے دلمین کد جاہلیت کی ضد تو اتارا اللہ نے اپنی طرف کا چین اپنے رسول اور مسلمانون پر اور قائم رکہا اونکو ادب کی بات پر اور وہی تہے اوسکی لائق اور ہے اللہ ہر چیز سے خبردار ۱۲

خداوند تعالے نے مدح صحابہ اسطرح فرمائی کہ جب کفار نے حمیت جاہلیہ اختیار کی تو اللہ نے رسول صلعم پر اور مومنین پر تسلی نازل فرمائی اور کلمہ تقوی اونکو لازم کردیا اور وہ اوسکے ساتھہ احق اور اوسکے اہل تھے اور خدا ہر چیز کو جانتا ہے پس غیر ممکن ہے کہ جب وہ ایسی اوصاف کے ساتھہ ممدوح تھے تو اون مین حمیۃ جاہلیہ موجود ہو۔ غایتہ کوشش حضرات شیعہ کی ان نصوص مین یہہ ہے کہ یہہ کہین کہ عمومات ان نصوص کے مخصوص باءمہ ہین یا ببعض مقبولین صحابہ لیکن چونکہ ایسی احتمالات جو ناشی عن غیر دلیل ہر ایک نص مین پیدا ہو سکتی ہین اور خوارج بھی بالمقابلہ یہہ ہی احتمال پیدا کر سکتے ہین اور خود نصوص کے عمومات انکو رد کرتے ہین لہذا ہمکو اونکی ابطال کیطرف توجہ کرنے کی کچھہ ضرورت نہین۔ اما روایات پس اولا شیخ ابن بابویہ قمی ملقب بصدوق خصال مین روایت کرتے ہین[1] حدثنا ابی ومحمد بن الحسن بن احمد بن الولید بن محمد بن یحیے العطار رضی اللہ عنہم قالوا حدثنا سعد بن عبداللہ عن محمد بن الحسن بن الخطاب عن الحسن بن علی بن فضال عن علی بن عقبۃ عن الحرب بن المغیرۃ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال جاء ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالے عنہم الی امیر المؤمنین علیہ السلام حین دفنت فاطمۃ علیہا السلام فی حدیث طویل قال لہما فیہ اما ما ذکرتما انی لم اشہدکما امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فانہ قال لایری لی عورتی غیرک الا ذہب بصرہ فلم اکن لاوذی کما بہ انتہی بقدر الحاجۃ اس حدیث کو دیکھیے اور آخر جملہ کو ملاخطہ فرمایے اوس سے کسقدر محبت شیخین کے ساتھہ مترشح ہوتے ہے اور کیسی الفت ٹپکتی ہے جناب امیر کو یہہ گوارا نہوا کہ اونکی بینائی جاتی رہے

[1] ابن بابویہ نے بسند خود امام ابو عبداللہ ع سے روایت کی ہے فرمایا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم امیر المومنین رض کی پاس آئی جبکہ فاطمہ رضہ کو دفن کیا۔ طویل حدیث مین۔ اوسمین جناب نے اون دونوسے فرمایا تمنے جو یہہ ذکر کیا کہ مینے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین مین نہ بلایا سو اسکی وجہ یہہ تھی کہ حضرت نے فرمایا کہ میری بدن پنہانی کو بجز تیری کوئی نہ دیکھیگا مگر یہہ کہ اوسکی بینائی جاتی رہیگی تو مین نہین چاہتا کہ تمکو اسکی ایذا پوہنچاؤن ۱۲۔

اگر باہم عداوت ہوتے اور شیخین نے حق خلافت غصب کیا ہوتا تو اس سے بہتر کوئی موقع عداوت نکالنے کا اور اپنے حق کے لینے کا نہیں تھا شیخین کو حضرت کے تجہیز و غسل میں اپنی خواہش کے موافق شریک کر لیتے اور جب وہ نابینا ہو جاتے تو اوسوقت اپنا حق بسہولت حاصل کر لیتے نہ لشکر کشی کی نوبت آتی نہ جدال و قتال کا ہنگامہ ہوتا بلکہ کسی حیلہ و تدبیر کی بھی ضرورت نہ پڑتی وہی حضرت عباس جو اول بیعت کے لیے آمادہ ہوئی تھی اب بھی وہی بیعت کر لیتے اور وہ بارہ آدمی جنہوں نے فرمایا تھا کہ ابوبکر کو منبر سے اوتار دینا چاہیے اور خلافت سوای جناب امیر کے اور کسیکا حق نہیں جیسا کہ بمطابق روایت صدوق کے سب برملا جاکر امر خلافت میں ابوبکر سے جھگڑے اور منبر پر آ گئے تھے اوسوقت سب موجود تھی جب مزاحم سے میدان صاف دیکھتے پھر کسیکو سوای جناب امیر کے کیوں مقدم ہونے دیتے اگرچہ روایت طویل ہے تاہم اوسکی نقل خالی از فائدہ نہیں ہے اسلیے ہم اصل روایت خصال سے نقل کرتے ہیں الذین انکروا علی ابی بکر جلوسہ فی الخلافۃ اثنا عشر عن زید بن وہب قال کان انکروا علی ابی بکر جلوسہ فی الخلافۃ وتقدمہ علی علی بن ابیطالب علیہ السلام اثنا عشر رجلا من المہاجرین والانصار کان من المہاجرین خالد بن سعید بن العاص والمقداد بن الاسود وابی بن کعب وعمار بن یاسر وابو ذر الغفاری وسلمان الفارسی وعبد اللہ بن مسعود وبریدۃ الاسلمی وکان من الانصار خزیمۃ بن ثابت ذو الشہادتین وسہل بن حنیف وابو ایوب الانصاری وابو الہیثم

ف زید بن وہب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے ابوبکر پر مسند خلافت پر بیٹھنے اور علی بن ابی طالب پر سبقت کرنے کے بابمیں انکار کیا تھا بارہ آدمی مہاجرین و انصار سے تھے مہاجرین میں سے خالد بن سعید بن العاص مقداد بن اسود۔ ابی بن کعب۔ عمار بن یاسر۔ ابوذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ عبد اللہ بن مسعود بریدہ اسلمی تھے اور انصار میں سے خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین سہل بن حنیف۔ ابو ایوب انصاری۔ ابو الہیثم ۱۲۔

ابن التیهان وغیرهم فلما صعد المنبر تشاوروا بینهم فی امره فقال هلا ناتیه
فننزله عن منبر رسول الله صلی الله علیه وآله قال آخرون ان فعلتم ذلك اعنتم
علی انفسکم فقال الله عز وجل ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة ولکن
امضوا بنا الی علی بن ابی طالب علیه السلام نستشیره و نستطلع امره فاتوا
علیا علیه السلام فقالوا یا امیر المومنین ضیعت نفسك وترکت حقا انت اولی به
وقد اردنا ان ناتی الرجل فننزله عن منبر رسول الله صلی الله علیه وآله فان الحق
حقك وانت اولی بالامر منه فکرهنا ان ننزله دون مشاورتك فقال لهم
علی علیه السلام لو فعلتم ذلك ما کنتم الا حربا لهم ولا کنتم الا کالکحل
فی العین وکالملح فی الزاد وقد اتفقت علیه الامة التارکة
لقول نبیها والکاذبة علی ربها عز وجل ولقد شاورت فی ذلك اهل بیتی
فابوا الا السکوت لما یعلمون من وغر صدور القوم وبغضهم لله عز وجل
ولاهل بیت نبیه علیهم السلام یطلبون بثارات الجاهلیة والله لو فعلتم
ذلك لشهروا سیوفهم مستعدین للحرب والقتال کما فعلوا ذلك حتی قهرونی

ابن تیہان وغیرہ تھے۔ جب ابوبکر منبر پر چڑھی اونہون نے باہم اوسکی معاملہ مین مشورہ کیا بعضون نے کہا کہ ہم کیون نہ آکر اوسکو حضرت کے منبر سے اوتار دین۔ دوسرون نے کہا کہ اگر تم ایسا کروگے تو تم اونکی اپنی جانون پر اعانت کروگی اور اللہ تعالے نے فرمایا ہی اپنی ہاتہون کو ہلاکی مین نہ ڈالو لیکن چلو علی بن ابی طالبؑ سے مشورہ کرین اور اوسکا امر دریافت کرین علیؑ کے پاس آئی اور کہنے لگی ای امیرالمومنین تو نے اپنی نفس کو ضایع کردیا اور تو نے اپنی اوس حق کو جسکا تو زیادہ مستحق تہا چہوڑ دیا اور ہم چاہتی ہین کہ اس شخص کے پاس جاکر اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے اوتار دین کیونکہ یہہ حق تیرا حق ہی اور تو اسکا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اوسکی اور ہمنے ناپسند سمجہا کہ اوسکو بدون تیری مشورہ کے اوتار دین علی علیہ السلام نے فرمایا اگر تم ایسا کروگی تو تم اونکی لیے بجز لڑائی کے اور کچہہ نہوگی اور تم ایسی ہوگی جیسا آنکہہ مین سرمہ اور کہانا مین نمک اور تحقیق امت اپنی نبی کے قول کو چہوڑنیوالی اور اپنی پروردگار پر جہوٹ باندہنیوالی اوسپر متفق ہوگیی اور اس بابت مین اپنی اہلبیت سے مشورہ کیا تو بجز سکوت کی کچہہ نا کیونکہ قوم کے دلونکی کینیون اور اللہ تعالے اور اہلبیت نبی کے ساتہہ دشمنی کو جانتی ہتی کہ جاہلیت کو عداوتین نکالینگی خدا کی قسم اگر تم ایسا کروگی تو وہ لڑائی کے واسطی مستعد ہو کر تلوارین کہینچ لینگی چنانچہ اونہون نے ایسا کیا ہہا تا کہ مجہکو مقہور[illegible]

وغلبوني على نفسي ولببوني وقالوا لي بايع والا قتلناك فلم اجد حيلة الا ان
ادفع القوم عن نفسي وذلك اني ذكرت قول رسول الله صلى الله عليه واله يا علي
ان القوم نقضوا امرك واستبدوا بها دونك وعصوني فيك فعليك بالصبر
حتى ينزل الله الامر الا وانهم سيغدرون بك لا محالة فلا تجعل لهم
سبيلا الى اذلالك وسفك دمك فان الامة ستغدر بك بعدي
كذلك اخبرني جبرئيل عليه السلام عن ربي تبارك وتعالى ولكن ايتوا الرجل
فاخبروه بما سمعتم من نبيكم عليه السلام ولا تجعلوه في الشبهة في امره ليكون
ذلك اعظم للحجة عليه وابلغ في عقوبته اذا اتى ربه وقد عصى نبيه وخالف
امره قال فانطلقوا حتى حفوا بمنبر رسول الله صلى الله عليه واله يوم الجمعة فقالوا
المهاجرون والانصار ان الله عز وجل بدا بكم في القرآن فقال لَقَدْ تَابَ
اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فبكم بدا فكان اول من بدا وقام
خالد بن سعيد بن العاص باذلاله ببني امية فقال يا ابا بكر اتق الله فقد
علمت ما تقدم لعلي بن ابي طالب من رسول الله صلى الله عليه واله الا تعلم ان

سلہ مغلوب کیا میری نفس پر اور مجکو تنہا کیا اور کہا کہ بیعت کر لے ورنہ ہم تجکو مار ڈالینگے پس میں نے نہ پائی کوئی حیلہ سوا اسکے کہ قوم کو
اپنی نفس سے دفع کروں اور وہ یہہ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں فکر کیا کہ ای علی قوم نے تیرا امر توڑ دیا اور بدون
تیری اوسپر مستقل ہو گئی اور تیری بابت میں میری نافرمانی کی تو تجکو صبر کرنا لازم ہے یہانتک کہ اللہ اپنا امر نازل کرے خبردار یہہ لوگ
میری بعد ضرور تیری ساتھہ غدر کرینگے تو انکی لیے کوئی راہ اپنی ذلیل کرنے اور خون بہانے کی مت دیجیو کیونکہ امت میری بعد
غدر کرینگے مجکو جبرئیل نے پروردگار تعالے سے ایسی خبر دی ہے لیکن اس شخص کے پاس جاؤ اور جو کچھہ اپنی نبی
علیہ السلام سے سنا ہوا وسکو جتا دو یقینی طور پر اوسکی امر میں تاکہ یہہ اوسپر جبکہ وہ اپنی رب کی نافرمانی اور اوسکی مخالفت
کر کے اوسکی پاس آئیگا بڑی حجت اور ابلغ فی العقوبت ہو کہا پس وہ چلی یہانتک کہ حضرت کی گھر کو جمعہ کے دن گھیر لیا
انصار نے کہا کہ اللہ تعالے نے قرآن میں پہلے تم کو ذکر کیا ہے اور فرمایا لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار تو تمہارا
ہی پہلے ذکر کیا ہے پس جسنے اول ابتدا کی اور بنی امیہ پر ناز کر کے اوٹھا خالد بن سعید بن العاص تھا کہا ای ابو بکر خدا سے
ڈر تو جانتا ہے جو کچھہ علی بن ابی طالب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذر چکا ہے کیا تو نہیں جانتا ۱۲

رسول الله صلى الله عليه واله قال لنا ونحن محتوشون في يوم بني قريظة وقد اقبل على رجال منا ذوي قدر فقال يا معشر المهاجرين والانصار اوصيكم بوصية فاحفظوها واني مودع اليكم امرا فاقبلوه الا ان عليا اميركم من بعدي وخليفتي فيكم اوصاني بذلك ربي وانكم ان لم تحفظوا وصيتي فيه وتوازروه وتنصروه اختلفتم في احكامكم واضطرب عليكم امر دينكم وولي عليكم الاشرار الا وان اهل بيتي هم الوارثون من بعدي والقائمون بامر امتي اللهم فمن حفظ منهم وصيتي فاحشرهم في زمرتي واجعل لهم من مرافقتي نصيبا يدركون به نور الآخرة اللهم ومن اساء خلافتي في اهل بيتي فاحرمه الجنة التي عرضها السموات والارض فقال عمر بن الخطاب اسكت يا خالد فلست من اهل الشورى ولا ممن يرضى بقوله فقال خالد بل انت اسكت يا ابن الخطاب فوالله انك لتعلم انك تنطق بغير لسانك وتعتصم بغير اركانك وان قريشا لتعلم انك الامها حسبا واقلها ادبا واخملها ذكرا واقلها من الله عز وجل ومن رسوله وانك لجبان عند الحرب بخيل في الجدب لئيم العنصر ما لك في قريش مفخر وسكت خالد فجلس ثم قام ابو ذر رحمة الله عليه الى آخر الحديث الطويل —

ف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ ہم بنی قریظہ کے دن مجتمع تھے ہماری بڑی مرتبہ والے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے مہاجرین و انصار کی جماعت میں تمکو ایک وصیت کرتا ہوں اوسکو یاد رکھو اور میں تمکو ایک امر سونپتا ہوں اوسکو قبول کرو۔ دیکھو علی بن ابی طالب میری بعد تمہارا امیر اور میرا جانشین تم میں ہے۔ مجکو میرے پروردگار نے یہہ وصیت فرمائی ہے اور تم اگر میری وصیت کو یاد نہ رکھو گے اور اوسکی مدد نہ کرو گے تو اپنے احکام میں مختلف ہوگے اور تمہارے دین کا امر مضطرب ہوگا اور تمہارے شریر لوگ تمپر حاکم ہونگے۔ دیکھو میری اہل بیت ہی میرے پیچھے وارث ہیں اور میری امت کے امر کے برپا رکھنے والے الہی جو لوگ میری وصیت یاد رکھیں انکا میری گروہ میں حشر فرما اور انکو میری رفاقت کا حصہ عطا فرما جس سے آخرت کا نور حاصل ہو اور جو اہل بیت میں میری بری جانشینی کرے۔ اوسکو جنت سے محروم فرما جسکی چوڑائی آسمان و زمین ہیں عمر بن خطاب بولا اے خالد چپ رہ تو نہ اہل شوریٰ میں سے ہے اور نہ لوگوں میں سے جنکا قول پسندیدہ ہو۔ خالد نے جواب دیا بلکہ تو ہی چپ رہ اے ابن خطاب خدا کی قسم تو جانتا ہے کہ تو بغیر اپنی زبان کے بولتا ہے اور بغیر اپنے ارکان کے پناہ پکڑتا ہے خدا کی قسم قریش جانتے ہیں کہ تو زیادہ ملامت کے قابل ہے حسب میں اور کم ہے ادب میں اور گمنام ذکر میں خدا کے و رسول سے اور تو لڑنے کے وقت نامرد اور قحط میں بخیل ہے قریش میں تیرے لئے کوئی فخر نہیں اور خالد سکوت اوسکی اصول نے رد کیا اور بیٹھ گیا

اسیطرح زمانے حضرت صدوق شیعہ کے ہر ایک سے اپنی اپنی بولیان بولی - اس حدیث مین
جو کچہہ چہپا یا ہہکی روایا یعنی ہین ہین انکی تخریج کو حوالہ اونہان صحافیہ اذکیا کرکے جسکی ہم درپے
ہین اوسکو لکہتے ہین روایت سابقہ مین صدوق سے بدلالت واضحہ ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیر کو
شیخین کے ساتہہ کمال محبت والفت تہی اور کسی قسم کی عداوت ودشمنی نہین تہی نہ خلافت کو
اپنا ہی خاص حق سمجہتے تہی اور نہ شیخین کو غاصب خلافت سمجہتے تہی ورنہ اوس سے بہتر خلافت
لینے کا کوئی موقع نہ تہا کہ بدون شمشیر سیوف و تیران وفتن بسہولت ہاتہہ آتی تہی - ثانیا حضرت
شیعہ کے صدوق نے خصال مین روایت فرمائی ہے حدثنا احمد بن جعفر الهمدانی
رضی اللہ عنہ قال حدثنا ابراهیم بن هاشم عن ابیه عن ابن ابی عمیر عن هشام بن
سالم عن ابی عبد اللہ قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله وسلم
اثنا عشر الفا ثمانیة الاف من المدینة والفان من غیر المدینة والفان من الطلقا
لم یر فیهم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی ولا صاحب رای کانوا یبکون
اللیل والنهار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل الخبز الخمیر
اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کرام جنکی دائمی مجاہدہ بیان کیگئی مین بارہ ہزار تہی اب ہم پوچہتے ہین
کہ جسوقت بیعت سقیفہ واقع ہوا اور خلافت غصب ہوئی اوسوقت یہہ حضرات کہان تشریف
رکہتے تہی کیا معاذ اللہ یہہ حضرات بہی اون ہی مین سے ہین جو بعد وفات سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کے مرتد ہوگئے تہے اور سوای ابوذر وسلمان اور عمار اور مقداد کے روت سی کوئی نہین بچا تہا
بلکہ سوای مقداد کے کوئی بہی ایسا نہین ہے کہ جسکو شک ہوا ہو اور اوسکی دلمین کچہہ شبہ نہ ہوا ہو
پس اگر یہہ مرتدین ہین سے ہین تو یہہ طویل وعریض مناقب ومجاہدہ بالکل لغو وہیچ ہونگے جب انہون نے
امام حق سے انحراف کیا اور امام باطل کے اعانت وتائید کی تو اونکی تمام اعمال صالحہ حبط وباطل
ہوگیی اور غصب خلافت کی اور اونکی ظہور ورقاب پر رہی اگر یہہ لوگ امام برحق کو مخذول
نکرتے اور اوسکی اعانت وتائید کرتے تو حق اپنی مرکز سے کیون متجاوز ہوتا تو جب امام

معصوم کے زبانی جو مامور باظہار حق تہی انکی اسقدر مدح وثنا ہوئی تو قطعاً معلوم ہوا کہ یہہ
لوگ وہ ہین جو کُل صحابہ مین سے ہین اور جو کاملین فی الایمان ہین تو ایسے حضرات سو جو موصوفین بمدح وتحسین
کی نسبت محال ہے کہ وہ اہل بیت نبوت کے دشمن ہون اور امام حق کو مخذول کرین یا خلافت غصب کئے ہوئے ہین
یا خود غصب کرین پہر بعد اسکی اگر حضرت شیخین رضی اللہ عنہما انہین داخل ہین جیسا کہ تعریف
و توصیف ائمہ سے جو خصوصیت کی ساتھہ فرمائی واضح ہوتا ہے کہ کہین انکو امام عادلان فرمایا اور
کسی جگہ انکی عظمت اسلام مین بیان فرمائی اور کبہی صدیق کے لقب سے مخاطبین کے تذکرہ فرمائی
اگر وہ انہین داخل ہین تو ہمارا مدعا حاصل ہے اور اگر بفرض محال شیخین ان بارہ ہزار مین داخل نہین
ہین تاہم ہمارا مطلب حاصل ہے کیونکہ بے شبہہ یہہ جماعت بہی انکی معاونین ہین سے ہی اور جنکی
اعانت لیہہ جماعت ممدوحہ کرتی وہ بہی لامحالہ ممدوح ہونگی تو جو ایسی محامد کے ساتھہ موصوف ہون انکی
نسبت بروی عقل سلیم خیال کر لینا چاہیے کہ انکو اہلبیت نبوت کے ساتھہ ولا و تمسک کسقدر
ہوگا اور اہلبیت کو انکی ساتھہ نظر عنایت ومحبت کسدرجہ ہوگی ثالثاً جبکہ حضرت فاروق نے
غزوہ روم مین خود بنفس نفیس جانے کا قصد کیا اور آپ سے مشورہ کیا تو آپنے یہہ مشورہ دیا جو
نہج البلاغۃ مین موجود ہے - ومن کلام لہ وقد شاورہ عمر بن الخطاب فی الخروج
الی غزو الروم وقد توکل اللہ لاہل ہذا الدین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ والذی
نصرہم وہم قلیل لا ینتصرون ومنعہم وہم قلیل لا یمتنعون حی لا یموت انک
متی تسر الی ہذا العدو بنفسک فتلقہم فتنکب لا یکن للمسلمین کانفۃ دون
اقصی بلادہم ولیس بعدک مرجع یرجعون الیہ فابعث الیہم رجلاً مجرباً واحفز
معہ اہل البلاء والنصیحۃ فان اظہر اللہ فذاک ما تحب وان تکن الاخری
کنت ردءاً للناس ومثابۃ للمسلمین - انتہی اب اس شوری کے الفاظ مین غور
کرنا چاہیے اور اس سے اندازہ کر لینا چاہیے کہ باہم کسدرجہ اتحاد ونصح تہا اور جناب امیر جناب
فاروق کو کانفۃ المسلمین وردء للناس ومثابۃ للمسلمین سمجہتے تہے اور آپ یہہ بہی خیال

کرتے ہیں کہ اگر حضرت فاروق شہید ہوگئے تو بعد آپکے فوج اسلام کا کوئی مرجع و ملجا نہ ہوگا اسیطرح جب حضرت فاروق رضؓ نے خود بنفس نفیس فارس پر فوج کشی کا قصد کیا اور جناب امیر سے مشورہ فرمایا تو جناب امیر نے اوسکے جواب میں جو کچھہ فرمایا نہج البلاغہ سے نقل کرتا ہوں

ومن کلام لہ ع ل وقد استشارہ عمر بن الخطاب فی الشخوص لقتال الفرس بنفسہ ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ وھو دین الله الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من الله والله منجز وعدہ وناصر جندہ ومکان القیم بالامر مکان النظام من الخرز یجمعہ ویضمہ فان انقطع النظام تفرق وذھب ثم لم یجتمع بحذافیرہ ابدا والعرب الیوم وان کانوا قلیلا فھم کثیرون بالاسلام عزیزون بالاجتماع فکن قطبا واستدر الرحی بالعرب واصلھم دونک نار الحرب فانک ان شخصت من ھذہ الارض انتقضت علیک العرب من اطرافھا واقطارھا حتی یکون ما تدع وراءک من العورات اھم الیک مما بین یدیک ان الاعاجم ان ینظروا الیک غدا یقولوا ھذا اصل العرب فاذا اقتطعتموہ استرحتم فیکون ذلک اشد لکلبھم علیک وطمعھم فیک فاما ما ذکرت من مسیر القوم الی قتال المسلمین فان الله سبحانہ ھو اکرہ لمسیرھم منک وھو اقدر علی تغییر ما یکرہ واما ما ذکرت من عددھم فانا لم نکن نقاتل فیما مضی بالکثرۃ

ل اور ترجمہ انکے کلام کے جبکہ عمر بن خطاب نے اہل فارس سے لڑائی کو دسطے خود جانیکا مشورہ کیا اس دین کی فتح و شکست کچھہ کثرت وقلت پر نہیں ہی اور یہہ اللہ کا دین ہی جسکو غالب کیا اور اوسکا لشکر ہی جسکو بڑہایا یہانتک کہ جہانتک پہنچا تہا پہنچا اور جسجگہ سے ظاہر ہونا تہا ظاہر ہوا اور ہمسے وعدہ ہی اور اللہ تعالی اپنے وعدہ کا پورا کرنیوالا اور اپنے لشکر کا مددگار ہی اور امام منزلہ رشتہ کے ہوتا ہی لڑی میں کہ اوسکو اکہٹا کرتا ہی اور ملاتا ہی اور اگر لڑی ٹوٹ جاتی ہی تو پوتیں پراگندہ ہوجاتی ہیں اور جاتی رہتی ہیں پھر سب کبھی فراہم نہیں ہوتے اور عرب اسوقت اگرچہ تعداد میں قلیل ہیں لیکن اسلام کیوجہ سے کثیر ہیں اور اپنے اتفاق کے سبب سے عزت وشوکت والے ہیں تو تو کیلی چکی کی بن اور عرب سے چکی چلا اور اپنی آڑ میں لڑائی کی آگ بہڑکا کیونکہ اگر تو خود اس میں سے اوٹہیگا تو تجہپر عرب اوسکے کنارونسے ٹوٹ پڑینگے یہانتک کہ توجہ تیری پیچہے کی خفاظت کیطرف زیادہ ہوگی اوس سے کہ جو تیرے سامنے ہی اور عجمی اگر کل تجہکو دیکھینگے تو کہینگے یہہ اصل عرب ہی

والفالکنا تعالی بالنصر والمعونۃ — انتہی جناب امیر کے اس کلام سے جسقدر خوبیان اہلسنت کے لیے حاصل ہوئی ہین اور جسقدر دلائل ثبوت حقیت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے لیے پیدا ہوئی ہین اونکی بیان تفصیلی کے لیے تو ایک دفتر چاہیے یہہ رسالہ اوسکی گنجائش نہین رکھتا یہان اسقدر گذارش کرتا ہی کہ اس کلام سے اندازہ کر لینا چاہیے کہ فیما بین جناب امیر و جناب فاروق کس درجہ اتحاد و ربط و ضبط تہا اور یہہ بہی سمجہنا چاہیے کہ جناب امیر خواہ اوسوقت کے اسلام کو بزعم شیعہ خواہ وہ ارتداد تہا یا طغیان اور خواہ فسوق تہا یا عصیان وہ دین فرماتے ہین کہ جسکی غلبہ کا تمام ادیان پر خداوند کریم نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تہا اور غایت ارسال تہی هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ارشاد ہوا تہا اور اوس دین کو اوس دین سے تعبیر فرماتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین تہا اور اس دین کو جسپر خلفاء تہی اور جسکی تائید و تقویت کرتے تہی جناب امیر نے خدا کا دین قرار دیا اور جناب امیر نے اوسوقت کے اہل اسلام کو خواہ معاذ اللہ مرتد تہے یا کافر اور خواہ ناکثین و مارقین اور غاصبین و ناصبین عداوت اہل بیت تہی یا فوج جند اللہ اور خدا کا شکر فرمایا اور فرمایا کہ ہم خداوند تعالی کے وعدہ کے منتظر ہین یعنی اوسکا وقت یہہ ہی جو کہ خداوند تعالی نے ہم سے وعدہ فرمایا اور وہ وعدہ تمامہ یہہ ہی جسکی شرح اپنے چند جگہ تشریح کی ہی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور جناب امیر نے فرمایا کہ خداوند تعالی اپنی وعدہ کو جو ہم سے کیا ہی

ف وعدہ کیا اللہ نے جو لوگ تم مین سے ایمان لائی اور کیی نیک کام البتہ پیچھی حاکم کریگا اونکو زمین مین جیسا حاکم کیا تہا اون سے اگلون کو اور جمادیگا اونکی لیی اونکا دین جو پسند کر دیا اونکو واسطی اور دیگا اونکو ڈر کے بدلی مین امن میری بندگی کرینگی شریک نہ کرینگی میرا کسیکو اور جو ناشکری کری اس سے پیچھی سو وہ لوگ ہین نا فرمان ۔ ۱۲

ضرور پورا فرمائیگا اور اپنی لشکر کو جو یہہ موجود ہی بے شک ظفر منصور کریگا چنانچہ جسطرح جناب
امیر نے فرمایا تہا اوسکی مطابق واقع ہوا خداوند تعالے نے دین اسلام کو اپنی خلفاء کے ہاتہوں
تمام ادیان پر غالب کیا اور تمام ادیان مغلوب ہوئی اور اپنا وعدہ پورا فرمایا اور بواسطہ خلفاء کے
دین مرتضی کو تمکین دی اور اہل اسلام کے خوفناک حالت کو اس سے بدل دیا دو سلطنتین عظیم الشان
کسری و قیصر کے جو پہلو مین تہی جنکا سخت خوف تہا اور ہر وقت کہٹکا رہتا تہا پامال
ہوگیی اور اہل اسلام کے قبض و تصرف مین آئی اسلام کے نور نے شرق و غرب مین اطراف و اکناف
عالم کو منور کر دیا اور ظلمت کفر دور ہوگیی پس یہہ سب کچہہ اگر خلافت ہائی راشدہ کا ثمرہ
نہین ہے تو کیا ہی اوسکی بعد جناب امیر نے خلیفہ فاروق کو قیام کا امر فرمایا اور فرمایا کہ اگر تم شہید
ہوگیی تو یہہ اجتماع ہرگز نہو سکیگا اوسکی بعد فرمایا کہ ہم زمانہ گذشتہ یعنے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین کثرت فوج و سپاہ پر نہین لڑاتے تہے بلکہ خداوند تعالی کی امداد و اعانت سے
کفار سی لڑاتے تہی اور اب بہی چونکہ وہی حالت ہی وہی اسلام کے سپاہ ہی جسکی خداوند
تعالے نے ملائکہ سی امداد فرمائی ہی اور وہی کفر و اسلام کا مقابلہ ہی۔ وہی اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد
مقصود ہی۔ تو پہر اب کیون خدا تعالے کی نصرت کے بہروسہ پر قتال کیا جاوی پس جو
کچہہ حضرت امیر نے اسجگہ فرمایا عاقل منصف اوسمین غور فرمائی کہ حضرت نے خلفاء کے
اور اونکی خلافت کے کسقدر تعریف و توصیف بیان فرمائی اور کسقدر اونکی حقانیت کو
بدلائل ثابت فرمایا اور طرفہ یہہ ہے کہ اوسکی ناقل بہی حضرت شریف رضی جیسی غالی
شیعی ہین۔ ہمکو اسجگہ خوف اطناب و تطویل ہی ورنہ ہم انکی تصدیق کے لیی تمام و کمال عبارت
کمال الدین بحرانی کی شرح سے جو اسکی متعلق ہے نقل کرتے اب ہی جنکو تفصیل کا شوق
ہو وہ علامہ بحرانی کی شرح کبیر کو مطالعہ فرمادین۔ رابعاً نہج البلاغۃ کی اوس خط
کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب لہ الی معویہ فاراد قومنا قتل
نبینا الخ علامہ ابن میثم بحرانی نے خط کی وہ عبارت نقل کرتے ہین جو آپکی شریف صاحب

نہج البلاغہ میں حذف فرمائی ۔ وہی ہذہ وذکرت ان اجتبی لہ من المسلمین اعوانا

ایدہم بہ فکانوا فے منازلہم عندہ علی قدر فضائلہم فے الاسلام وکان

افضلہم فی الاسلام کما زعمت وانصحہم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ

الخلیفۃ الفاروق ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصاب

بہما لجرح فی الاسلام شدید یرحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا ۔۔ انتہی ملخصا

لبیب جناب امیر کی اس کلام کو تامل دیکھی اور سوچی کہ جناب نے شیخین کے فضائل و مناقب

کس وجہ تاکید شدید کے ساتھ قسم کہا کر بیان فرمائی اور فرمایا کہ مجھکو اپنی عمر و زندگانی کی قسم

تحقیق شیخین کا مرتبہ اسلام میں البتہ عظمت والا ہی اب اس جملہ کو دیکھنا چاہیے کہ

حضرت رضی اللہ عنہ نے مزید تاکید کے غرض سے تمام اقسام تاکید کی اس جملہ میں ختم

فرمادی اور اس جملہ کو قسم کے ساتھ اور جملہ اسمیہ کی ساتھ اور ان کے ساتھ اور لام کے ساتھ

موکد کیا تاکہ منکرین کو گنجایش انکار کی کسی راہ سے باقی نرہی جمیع جہات سے انکار کا رستہ

مسدود ہوجاوے اور فرمایا کہ ان کا انتقال اسلام میں سخت زخم ہی خدا ان دونو پر رحم

فرماوی اور انکی نیک کاموں کی انکو جزا عطا فرماوی خیال کرنا چاہیے کہ جناب امیر شیخین کے

انتقال کو اسلام میں سخت زخم فرماتے ہیں پس اگر معاذ اللہ شیخین موصوف ان اوصاف

کے ساتھ ہوتے جو حضرات شیعہ فرماتے ہیں اور مصدر ان اعمال کے ہوں جنکی حضرات شیعہ مدعی

ہیں تو جناب امیر کا یہ ارشاد سراسر کذب ہوگا اور ان کا انتقال ہرگز اسلام میں زخم نہ سمجھا جاےگا

بلکہ انکا وجود اسلام میں زخم ٹھہریگا ۔۔ لیکن جناب امیر کے ارشاد کا کذب ہونا تو محال ہی

تو ثابت ہوا کہ جو کچھ حضرات شیعہ فرماتے ہیں وہ ثقلین کے مخالف ہی اور ضلالت اور

جو کچھ اہلسنت کہتے ہیں وہی حق اور موافق ثقلین کے ہے خامسا جناب امیر رضی اللہ عنہ نے اپنی

دختر نیک اختر ام کلثوم (جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھیں) کا نکاح حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردیا جو کمال اتحاد و محبت کی واضح دلیل ہے اگر حضرت فاروق میں

بحیثیت دین ذرا بھی کوتاہی ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ جناب امیر سے جبراً وظلماً جیسا کہ شیعہ کا
زعم ہے اس کام کو کرا سکتے اس عقد نکاح کی نسبت جو کچھ ہمارے مجیب نے تحریر فرمایا ہے
اسکا جواب مفصل ہم آئندہ انشاء اللہ تعالے اوسی موقع پہ عرض کرینگے سادساً حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین کو بمنزلہ سمع وبصر کے فرمایا صاحب آیات بینات نقل فرماتے
ہیں شیخ ابن بابویہ قمی نے کتاب معانی الاخبار میں امام موسی رضا سے روایت کی ہے
عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابا بکر منی بمنزلۃ
السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد وتفسیر امام حسن عسکری سے نقل
کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے صحبت کی منقبت میں ابوبکر صدیق سے کہا کہ جعلک منی بمنزلۃ السمع
والبصر والراس من الجسد وبمنزلۃ الروح من البدن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ان کلمات ہدایت آیات سے صاف واضح ہے کہ شیخین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے نزدیک کیا مرتبہ تھا اوسی سے قیاس کر لینا چاہیے کہ خدا تعالے کی جناب میں
اونکی کیسی قدر ومنزلت ہوگی تو جب انکا یہ مرتبہ ہے تو اہل بیت کو اونکے ساتھ کس قدر محبت ہوگی اور
اونکو اہل بیت کے ساتھ کیسی الفت ہوگی اور اسی سے ثابت ہوا کہ جو کچھ شیعہ کل مناقب ایک دوسرے
کی نسبت فرمائینگے وہ حق اور واقعی اور نفس الامری ہوگی نہ ازراہ تقیہ کذب اور زور - سابعاً خاتم
المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے عوالی اللآلی ابن جمہور وغیرہ سے نقل کیا ہے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ سبعین اسیراً یوم بدر وفیہم العباس وعقیل
ابن عمہ فاستشار ابا بکر فیہم فقال قومک واہلک استبقہم لعل اللہ یتوب علیہم
وخذ الفدیۃ یقوی بہا اصحابک فقال عمر کذبوک واخرجوک فقدمہم
واضرب اعناقہم فانہم ائمۃ الکفر ولا تاخذ منہم الفداء مکن علیاً من عقیل
وحمزۃ من العباس ومکنی من فلان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
لیلین قلوب رجال حتی یکون الین من اللبن ویقسی قلوب رجال حتی یکون اشد

من الحجارة مثلك یا ابابکر مثل ابراهیم اذ قال فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی
فانک غفور رحیم ومثلک یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من
الکافرین دیارا انک ان تذرهم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا ثم
قال ان شئتم قتلتم وان شئتم فادیتم ویستشهد منکم بعدتهم قالوا بل نأخذ
الفداء فاستشهد بعدتهم باحد کما قال صلی الله علیه وسلم حضرت صلی الله علیه وسلم
کے اس ارشاد سے دیکھنا چاہیے کہ شیخین کا مرتبہ کسقدر عظیم وجلیل ثابت ہوتا ہے جب بشہادت
سید الانبیاء والرسل علو مرتبہ شیخین کا یہانتک پہونچا کہ اپنی ذاتی اوصاف مین اولوالعزم
رسل کے ساتھہ تشبیہ حاصل ہوا تو پہر اسکی بعد کونسی فضلیت باقی رہگئی۔ اور جب شیخین کے اوصاف
وکمالات وملکات نفسانی اسقدر رفیع المنزلت ہوئی اور اونکا اسلام مین یہہ رتبہ ہوا
تو اس سے قیاس کرلینا چاہیے کہ اونکو اہلبیت نبوت کی ساتھہ کیا تعلق ہوگا اور اہل بیت کو انکی
کی ساتھہ کیسا ارتباط ہوگا اور کوئی عاقل باور کرسکتا ہی کہ جنکی کمالات کمالات نبوت کی ساتھہ
مشابہہ ہون وہ منافق وفاجر ہون یا وہ غاصب خلافت ہون یا وہ اہلبیت کے
توہین وتذلیل کرین اگر وہ نفس الواقع ایسی ہون تو معاذ اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد خلاف واقع ہوگا اور آپکے ارشاد کا خلاف واقع ہونا محال ہے تو ان حضرات کا
بہی منافق وغاصب ہونا محال ہوا قطع نظر اس ارشاد سے کہ جسمین شیخین کو تشبیہ انبیا کا تمغہ
عطا فرمایا متعلق مشورہ فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شیخین سی اساری بدر کی بابمین
اس امر پر واضح دلیل ہے کہ حضرات خلفاء کو جناب رسالتمآب مین کمال قرب حاصل تہا اور
بمنزلہ وزیرین کی تہی کہ آپ حسب ارشاد وشاورهم فی الامر مہمات امورمین اونسی مشورہ لیتی تہی پس
جن حضرات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ قرب ومنزلت حاصل ہوا انکو بدی
کی ساتھہ یاد کرنا اور دشمن اہلبیت نبوت اعتقاد کرنا کسقدر اسلامی طریقہ سے بعید ہے
نعوذ باللہ من ذلک ثامناً تفسیر مجمع البیان مین سورہ واللیل کے تفسیر مین

تحت قولہ تعالے وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی لکہا ہی
وعن ابن الزبیر ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین
اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرہ وغیرہما فاعتقہم والاولی ان یکون
الآیات محمولۃ علی عمومہا فی کل من یعطی حق اللہ من مالہ وکل من یمنع
حقہ سیما تاسعاً آیات بینات مین مجمع البیان سے نقل کیا ہے قال اللہ تبارک
تعالی وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُتَّقُوْنَ قیل الذی
جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر عن ابی العالیۃ والکلبی عاشراً جب حضرت ام المومنین عائشہ
رضی اللہ عنہا کے برأت نازل ہوئی منجملہ ان لوگون کی جنہوں نے افک کے باب مین کلام کی تہی
مسطح بن اثاثہ تہی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی پاداش مین وہ نفقہ کو جو مسطح پر کیا کرتے
تہی بند کردیا تو اسپر حق تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ
مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُہٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ
لْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اس آیت شریفہ
مین حق تعالے شانہ نے ابوبکر صدیق کو اولوالفضل ہونے سے تشریف بخشی اور خلعت فضیلت
عطا فرمایا منتہاے جد وجہد حضرت صدوق کا جو ان دس آیات کے جواب مین ہے
قابل مطالعہ اہل فہم ودانش ہے ہمکو تطویل مانع ہے ورنہ اونکی رسالہ امامت سے وہ جواب
نقل کرتے اور اہل فہم وانصاف کے روبرو پیش کرتے اور اگر یہہ سلسلہ جاری رہا تو
انشاء اللہ تعالے عرض کرینگے غرض بحول اللہ وقوتہ شہادات کتاب اللہ
سے اور ارشادات رسول اللہ صلعم سے اور افادات ائمہ سے مثل روز روشن واضح ہوا
کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما خدا اور رسول خدا کی نزدیک مقرب اور صاحب مراتب بعید
اور مدارج عالیہ تہی اور اہلبیت کی ساتہہ باہم محبت ونصح رکہتی تہی چنانچہ حسب نقل
مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ آپکی مولانا باقر مجلسی بحار مین فرماتے ہین

کہ جناب امیر نے بارہا قسم شرعی کہا کر فرمایا کہ میری دلمین کوئی عداوت یا غبار و ملال
شیخین کے نسبت نہین ہے تو جسقدر انکی مناقب وفضائل زبانی ائمہ کی بیان ہوئے
وہ نفس الامری اور مطابق واقع کے ہین تقیہ پر ہرگز محمول نہین ہو سکتی اور یہہ بھی ثابت
ہوا کہ جو کچھہ قبائح و ذمائم سے حضرات شیعہ انکے دامنہائی پاک کو ملوث کرتے ہین وہ
سراسر خدا اور رسول و ائمہ کے تکذیب ہے اور دین و اسلام سے خروج ہے پس جب خلفاء رضی اللہ
عنہم کے فضائل ومناقب و علو مرتبہ عند اللہ والرسول و محبت والفت باہم اہلبیت کے
ساتھہ ثابت ہو چکی جو بظاہر اثبات خلافت کے لیے تمہید اور فی الحقیقت ثبوت
خلافت کے لیے برہان موثق اور مزید تقویت و تائید ہی تو اب ہم ثبوت حقیت خلافت
خلفاء کے دلائل عقلیہ و نقلیہ کتاب و سنت و اقوال ائمہ سے مختصراً بیان کرتے ہین
لیکن چونکہ ہماری فاضل مجیب کے نزدیک انکی عقل سب پر قاضی و حاکم ہے اسلیے ہم اول
دلیل عقلی ہی ذکر کرتے ہین جس سے مثل بدیہی اولی کے ثبوت حقیت خلافت ہو جاوے
پس واضح ہو کہ امامت مثل نبوت کی اصول دین مین سے ہی اور تالی نبوت ہی جن اوصاف
خاصہ اور خواص مہمہ کے ساتھہ نبوت مخصوص و متصف ہی انہین اوصاف و خواص
کی ساتھہ امامت بھی متصف ہی یہہ ہی وجہ ہے کہ عصمت و فضلیت بعض شرائط
نبوت ہی تو شرط امامت بھی ہے چنانچہ عموماً تمام امامیہ کو اسپر اتفاق ہی اور خصوصاً جناب
ہماری فاضل مجیب نے شروع جواب مین اسکا اعتراف فرمایا ہے اور فرمایا ہے (اور ان
ہر سہ شرائط کی دلائل کے نسبت اگرچہ اسقدر ہی گذارش کافی تھی کہ جب امامت تالی مرتبہ
نبوت ہی اور نیابت نبی ہی مراد ہے پس جو دلائل عصمت انبیاء پر دال ہین وہی بعینہ
یا کچھہ تغیر سے عصمت ائمہ پر دال ہونگی) اور نیز اسیواسطے امام اور نبی مین کچھہ فرق نہین
تمام احکام مین متحد ہین اگر فرق ہے تو صرف اسم نبوت اور نزول وحی مین فرق ہی
چنانچہ آپکی شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین بتقریب ذکر

دلیل اول بر اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلاثہ (عقلی)

محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ القمی ورق نمبر ۱۶۲ پر فرماتے ہین زیرا کہ امام
قائم مقام نبی است در جمیع امور مگر در اسم نبوت و نزول وحی - اس سے بدلالت مطابقی
ثابت ہی کہ امام نبی کے تمام اوصاف مین شریک ہی سوائی اسم نبوت اور نزول وحی کے یعنی منصب
ہدایت امامت جیسا نبی کے ساتھہ منوط ہی ویسا ہی امام کے ساتھہ مربوط ہی اور حفظ شریعت
جسطرح نبی پر موقوف ہی اسیطرح بعد نبی کے امام پر بھی منحصر ہے اور جسطرح نبوت لطف
خداوندی ہی اور خداتعالے پر واجب ہی اسیطرح امامت بھی لطف خداتعالی ہی اور اوسپر
واجب ہی اور جیسی نبوت کسی شخص کے واسطے بدون نص خداوند تعالے کے کسی بنائے کر
نہین ہولی اسیطرح امامت بھی بدون نص خداوند تعالی لوگونکی اجتماع سے نہین ہو سکتی
اور جسطرح نبی کے ساتھہ معارضہ اور تحدی مین کوئی شخص اوسپر غالب نہین ہو سکتا
اسیطرح امام کے ساتھہ معارضہ و تحدی کرکے کوئی اوسپر چیرہ دست نہین ہو سکتا
بلکہ قطع نظر اون اوصاف کے جنکا بہت بڑا تعلق نبوت اور امامت کے ساتھہ ہے بعض
چھوٹی چھوٹی اور جبلی اوصاف مین بھی تشارک و اتحاد ہی چنانچہ جیسا نبی کا دل بیدار
اور آنکھہ خفتہ ہوتی ہی اسیطرح امام بھی بیدار دل و چشم در خواب ہوتا ہے جیسا نبی کے
سایہ نہین ہوتا امام کے بھی سایہ نہین ہوتا جیسا نبی آگی پیچھی سے یکسان دیکھتا ہی
اسیطرح امام بھی آگی پیچھے سے برابر دیکھتا ہے جیسا معجزہ اور محبت استجابت الدعا نبی
کو حاصل ہوتی ہے امام کو بھی حاصل ہوتے ہیں جیسا نبی محتلم نہین ہوتا امام بھی محتلم
نہین ہوتا - علی ہذا القیاس بہت سے ایسے اوصاف و خواص ہین کہ جن مین نبی و امام باہم
مشارک ہین اور وہ اوصاف کہ جنکا تعلق بحسب ریاست عامہ دینوی و دنیاوی خلق کے ساتھہ
یا خالق کے ساتھہ ہی اونمین کوئی صفت ایسا نہین کہ جسمین باہم اتحاد و اشتراک نہوا الا اطلاق
اسم نبوت سو یہہ ایک لفظی امر ہی کہ جو راجع الی الاصطلاح ہے ورنہ لغۃً یہہ اطلاق بھی صحیح ہی
اور لفظ امام تو قطعی عام ہے جسکا اطلاق لسان شرع مین انبیا پر بھی کیا گیا ہی

اور دوسری نزول وحی کا جو حسب دعا حضرت شہید ثالث انبیا کے ساتھہ مختص ہی ائمہ میں
نہیں پایا جاتا ہی لیکن حضرت شہید ثالث کا یہ زعم باطل ہی کیونکہ ائمہ کو خصوصاً جناب امیر کو
آنحضرت محدث تو فرماتی ہی ہیں اور محدثیت سے تفسیر شیخ محمد بن یعقوب الکلینی اسکا نام یہ ہے
کہ نزول فرشتہ کا ہو اور اوسکی آواز سنی لیکن اوسکی شخص کو نہ دیکھے پس اگر اسکا نام وحی
نہیں ہے تو یہ امر ہی راجع اسی لئے الاصطلاح ہے اور نزاع لفظی ہے غرض جو صفت
یہہ وہ وصف ایسی ہیں کہ جنمیں انبیا سوائی ائمہ کے منفرد ہیں۔ اور جب یہ اتحاد و اشتراک
فی الاوصاف ثابت ہوا تو ہم کہتی ہیں کہ منجملہ اوصاف نبی کے ایک یہہ بھی وصف
ہی کہ انبیا کی ساتھہ عادت اللہ جاری ہے کہ نبی کے مقابلہ میں جتنی نبوت کا جھوٹا دعوی
کرنیوالا ہرگز اپنی دعوی میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہی بمقابلہ معجزات نبوی کے اوسکی
سب استدراجات منقلب اور منعکس ہو جاتے ہیں نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالا ہمیشہ
انجام کار مخذول اور مقہور ہوتا ہی اور ہرگز فروغ نہیں پا سکتا حضرت آدم علیہ السلام سے
آجتک کوئی نظیر ایسی نہیں ملیگی کہ کسی شخص نے بمقابلہ کسی نبی کے نبوت کا جھوٹا دعوی
کیا ہو اور وہ اپنی دعوی میں کامیاب ہوا ہو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور سجاح وغیرہ کے
قصص و حکایات تاریخ کے واقفوں پر مخفی نہیں اور کیونکر ممکن ہے کہ خداوند تعالے بمقابلہ
اپنی نبی و رسل کے جھوٹے مدعی کو غالب اور کامیاب کرے اگر ایسا ہو تو محض تلبیس ہی خداوند
تعالے شانہ سورہ مومن میں ارشاد فرماتا ہی وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا
یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ آیۃ[1]
جسکا حاصل یہہ ہی کہ خداوند تعالے جھوٹی مسرف کے رہنمائی بینات اور معجزات کی طرف
نہیں کرتا کہ نبوت کا جھوٹا دعوی کرکے کامیاب ہوجاوے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسی کا

[1] اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو پڑیگا اوسپر اوسکا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تم پر پڑیگا کوئی وعدہ جو وہ کرتا ہے بیشک اللہ ہدایت نہیں
دکھاتا اوسکو جو ہو حد سے گذرنے والا جھوٹا ۔ ۱۲

دعوی کذب نہین ہوسکتا کیونکہ اگر یہہ دعوی کذب ہوتا تو یہہ معجزات اسکی لیے اوربینات ظاہر نہوتے اور خداتعالے ان پر قدرت ندیتا - صاحب تفسیر صافی اسکی تفسیر مین لکھتے ہین ایہ قیل احتجاج ثالث ذو وجھین احدھما انہ لو کان مسرفا کذابا لما ھداہ اللہ الی البینات ولما عضدہ بتلک المعجزات اورجب نبوت اس صفت کیساتہہ متصف ہی اور نبی کے ساتہہ عادت اللہ جاری ہے کہ متنبی ہمیشہ مخذول ہوتا ہی تو چونکہ امامت بہی جمیع اوصاف جوہریہ مین نبوت کے ساتہہ متحد ہی اور مقاصد مین اوسکی شارک ہی توامامت بہی لامحالہ اس صفت کے ساتہہ متصف ہوگی اور امام کے ساتہہ بہی یہہ ہی عادت اللہ جاری ہوگی کہ اگر کوئی شخص نیابت رسول اور امامت کا جہوٹا دعوی کری وہ ہرگز اپنی دعوی مین کامیاب نہوگا اور مخذول و مقہور ہوگا اگر ایسا نہو تو قطع نظر اون مفاسد بیشمار اور قبائح غیر متناہی کے جو اس تلبیس سے لازم آتی ہین اشتراک فی الاوصاف اور اتحاد فی الخواص جو نبوت کے ساتہہ ہی وہ فوت ہوجاویگا تو ضرور ہوا کہ امامت کو بہی یہہ وصف لازم ہو اور امام مین بہی یہہ خاصہ پایا جاوی بعد اسکی ہم جناب رسالتماب صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے خلفا مین بموجب اس قاعدہ کے تامل کی نظر سے دیکہتی ہین بعد اس امر کے ہم فرضا حسب زعوم شیعہ تسلیم کرتے ہین کہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلافصل امام برحق اور خلیفہ راشد جناب امیر ہی تو بداہتہ یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ حسب قاعدہ اگر جناب امیر بلافصل نایب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امام برحق اور خلیفہ راشد ہون تو جو لوگ بالمقابل کذبا وعدوانا مدعی خلافت ہوئے وہ مخذول و مطرود ہون اور اونکی خلافت ہرگز مسلم نرہی بلکہ اونکا انجام خواری وخرابی وتباہی وبربادی ہو لیکن جب ہم واقعات مین نظر کرتے ہین تو معاملہ بالعکس پاتی ہین او رقصہ منقلب دیکہتی ہین اور وہ یہہ کہ بعد وفات جناب سرور

ایہ کہتی ہین کہ یہہ تیسرا استدلال ذووجہین ہی ایک تو یہہ کہ اگر موسی مسرف کذاب ہوتا تو اللہ تعالے اوسکو بینات کیطرف ہدایت نکرتا اور ان معجزات سی اوسکو تقویت ندیتا - ۱۲

کائنات علیہ وعلی آلہ افضل التحیات والتسلیمات جناب امیر کے سامنے اور آپکی موجودگی مین تین شخص
یکے بعد دیگری مدعی خلافت ہوئی اور امامت کا دعوی کیا اول ان تین سے ابوبکر صدیق
ہین دوسرے عمر بن الخطاب تیسری عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم پس دو حال
سے خالی نہین کہ یا یہہ تینون حضرات اپنی دعوی مین کاذب تہی یا صادق اگر کاذب
تہی تو واجب تہا کہ وہ اپنی دعوی مین کامیاب نہوتی بلکہ مخذول ہوتے لیکن ہم مثل
روز روشن دیکہتی ہین کہ وہ اپنی دعوی امامت مین ایسی کامیاب ہوئی کہ اسلام سرحد سے بہی
فی الجملہ بڑہ گئی اور اونہون نے اپنی اپنی دعوی کی تصدیق اسلام کے نمایان ترقی
کرکے ایسی طرح دکہلائی کہ اپنی دعوی کو بینہ وبرہان کر دیا اور خداوند تعالے نے اونکو وہ
قدرت دی کہ دینوی اور دنیاوی ترقیات اسلامیہ انہین سے رسول کا جارہ ہوئی تفصیل اسکی
یہہ ہے کہ اسلام کے دو شقین اور دو جہتین ہین ایک جہت دینی ترقیات اور دوسری جہت دنیاویہ
ترقیات جہت دینی تو اس صورت سے ہے کہ مثلاً شریعت کا شیوع و رواج ہو حدود
وقصاص جاری ہون۔ عالم مین کتاب الجہاد کا درس ہو کفر و کفار نگونسار ہون اور
کلمۃ اللہ ہی العلیا صادق آوی شعائر اسلام کا شور شور ہو او علی ہذا القیاس اور ترقیات
جہت دنیاویہ کے یہہ صورت ہے کہ مثلاً مال و دولت سے اہل اسلام مین کثرت ہو اور ریاست و
فرمانروائی اہل اسلام ہون سلاطین باجگذار اسلام ہون قریٰ و امصار و ولایات اور قطائع
و جاگیرات اہل اسلام کے بکثرت قبض و تصرف مین آئی ہون وغیر ذلک اب ہم دونو اسلامی
حالتونکی ترقی کو جو زمانہ خلفاء ثلثہ مین ہوئی نظر عمیق سے دیکہتی ہین تو صاف معلوم ہوتا ہی
کہ اہل اسلام کے دونو حالتونکی ترقی زمانہ خلفاء ثلثہ مین اوج کمال پہونچ گئی تہی پہر جب
ہم دعوی خلافت کی ساتہہ وجوہ خلافت مین غور کرتے ہین تو تین طرح سے پاتی ہین
اول تو یہہ کہ خداوند تعالے نے ان خلفاء کی واسطی سے گویا تمام عالم مین شعائر اسلام کو
پہیلایا اور دین اسلام کو اونکی ذریعہ سے تمام ادیان پہ غالب کیا کثرت جہاد سے

کفر و کفار انکو نشانہ ہو کر کلمۃ اللہ ہی العلیا کا مصداق ان ہی خلافتونکا ثمرہ اوران ہی کی
سعی کا نتیجہ ہی غرض جو اصلی غرض ارسال رسل اور نصب خلفا سے تہی کہ دین اسلام کو
شیوع ورواج ہو بخوبی خلفا ثلثہ کی خلافتون سے حاصل ہوا۔ اور خداوند تعالے نے
اونکو ان مہمات کے تمکین عطا فرمائی اگر یہہ حضرات اپنی دعوی خلافت مین کاذب
ہوتے تو ممکن نہ تہا کہ وہ بمقابلہ خلیفہ وامام برحق کے اپنی دعوی مین کامیاب ہوتے
اور حق تعالے اونکو مقاصد خلافت کے حصول پر تمکین دیتا۔ دوسری یہہ کہ اسلام
کی شق دنیاوی کے ترقی بہی خلفا کے ذریعہ کمال کو پہونچ گئی اور خزائن کسری
وقیصر جنکا وعدہ حصول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے کہودنے
کی وقت فرحت وانبساط کے ساتہہ فرمایا تہا ان ہی خلافتونکی بدولت اہل اسلام کے
ہاتہہ آئی بلکہ ہر چہار طرف سے اموال لوٹ پڑے اور خزائن کے موںہہ کہول گئی اگرچہ صرف
دنیاوی ترقی حقیت کی عموما دلیل نہین ہوسکتی۔ لیکن چونکہ حصول وعدہ خداوند
کو متضمن ہی جو رسول کے زبانی ہوا اور نیز بانضمام ترقی دینوی البتہ قطعی ثبوت حقیت
خلافت کی دلیل ہوسکتی ہے۔ تیسرے یہہ کہ اونکے زمانہ خلافت مین اونکی خلافتون کو
تمام اقاصی وادانی نے انا بغرضیہ اور قول ذلیل سب نے حق تسلیم کرلیا جس سے
ہمارا مدعا یہہ ہی کہ خداوند تعالے نے اونکو وہ قدرت وتمکین دی کی تمام حوزہ اسلام اونکی مطیع
ومسخر ومنقاد ہوگیا اور یہہ تسخیر وانقیاد اور یہہ بجاآوری دستور اعمال مہمات خلافت آخر تک
یکسان بہ تمکین اللہ تعالی رہی بلکہ الی یوم القیمۃ جماعت عامہ اسلام جنکی شان مین نہج البلاغۃ
مین ہی وان ید اللہ علی الجماعۃ وایاکم والفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطان[ف۱]
اور سواد اعظم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنکی شان مین ہی فالزموا السواد الاعظم سوا

[ف۱] بیشک اللہ کا ہاتہہ جماعت پر ہی اور اپنی آپ کو تفریق باہمی سے بچاؤ کیونکہ جدا ہونے والا اونہین سے
شیطان کے واسطی ہی ۱۲۰

چند ہی متشیعین کے حقیت خلافت خلفا ثلثہ کے معتقد اور قائل رہنگی پس اس سے زیادہ
خداوند تعالے کیطرفسے اور کیا تمکین و عطا ہی قدرت ہو سکتی ہی تو اس سے مثل آفتاب کے
ظاہر و باہر ہوا کہ یہہ حضرات خلفا اپنی دعوی خلافت مین ایسی صادق تھی کہ اوس سے زیادہ کسی کو
حاصل نہین ہوا ان امام غائب کے لیی دعوی کیا جاتا ہی اور مثل بدیہیات اولیہ کی ثابت ہوا
کہ یہہ دعوی جو حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
امام بلا فصل جناب امیر تھی اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ظالم اور غاصب خلافت
تھی کہ حق جناب امیر کا بزور غصب کرکے متقمص خلافت ہوگئی کذب اور باطل اور لغو اور
لاطائل ہے کیونکہ اگر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امام بلا فصل جناب امیر ہوتے
اور خلفا محض جابر و غاصب اور جہوٹے مدعی خلافت بمقابلہ خلیفہ برحق ہوتے تو ہرگز اپنی
دعوی مین کامیاب نہوتے اور وہی سنت اللہ جو مدعیان نبوت مین جاری ہوئی
ہی ان مدعیان خلافت مین بہی جاری ہوتی تو اس سے مثل آفتاب نیمروز ثابت ہوا
کہ حضرات خلفا رضی اللہ عنہم امام برحق اور خلیفہ راشد تھی۔ اب مجکو یہہ خیال ہوتا ہی
کہ بعض کم فہم اسوجہ سے کہ اونکو مقدمات دلیل کے پوری طور پر ذہن نشین نہوئی شاید یہہ
اعتراض کرین کہ بہت سے ملوک اسلام مثل امیر معویہ رضہ کے ایسی ہین کہ جنکو خداوند تعالی نے
بمقابلہ اعدا کے کامیاب فرمایا اور اونکو تمکین دی اور صدہا قری و امصار اونکی سعی و کوشش
سے مفتوح ہوئی تو اس دلیل کے اعتبار سے اونکو بہی امام برحق اور خلیفہ راشد کہنا چاہیی
حالانکہ وہ سلاطین باتفاق فریقین خلفاء راشدین مین سے نہین ہین۔ تو اسکا جواب
اولا یہہ ہی کہ اس دلیل کے مقدمات کا مبنی صرف مذہب خصم پر ہی اگر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہی
تو اصول شیعہ پر بہی وارد ہوتا ہی اسکا جواب بہی وہی دیوین ہم کب کہتی ہین کہ نبوت
و امامت متشارک فی الاوصاف والخواص ہین ہم کب قائل ہین کہ امام قائم مقام نبی ہی
الخ۔ اور جب یہہ مقدمات مسلمہ خصم ہین تو جو اونپر ایراد ہو اوسکا جوابدہ خصم ہی نہ ہم

ثانیاً مسلم لیکن ہم کہتے ہین کہ بعد خلفاء کے ترقیات اسلامی ہر دو جہت دینوی اور دینی مین کامل طور پر کسی کو تمکین نہین ہوئی اور اگر قدرت و تمکین ہوئی ہے تو صرف دنیاوی ترقی مین جو مقاصد سلطنت سے ہی ہوئی ہے اور دینوی ترقی جو اہم مقاصد خلافت سے ہے ہرگز حاصل نہین ہوئی اسکو بھی ہم بحول اللہ تعالے وقوتہ آپکی کتب معتبرہ سے ثابت کرسکتے ہین علامہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نہج البلاغۃ کی اپنی شرح کبیر مسمی بمصباح السالکین مین اوس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہے ومن کلام لہ ؑ فی بیعۃ عثمان لقد علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ الخ فرماتے ہین فان قلت[ل] السوال من وجہین الاول ما وجہ منافسۃ فی ہذا الامر الخ الثانی کیف سلم ہہنا عند خوف الفتنۃ ولم یسلم لمعویۃ ولطلحۃ والزبیر مع قیام الفتنۃ فی حربہم قلت الجواب عن الاول ان الخ وعن الثانی ان الفرق بین الخلفاء الثلثۃ وبین معویۃ فی اقامۃ حدود اللہ والعمل بمقتضی اوامرہ ونواہیہ ظاہر انتہے ملخصاً۔ ثالثاً ہم گذارش کر آئے ہین کہ مدعی امامت کی کامیابی کے لیے اپنی دعوی امامت مین جیسی ترقیات اسلامیہ کے ہر دو شق کے ضرورت ہے اسطرح یہہ بھی ضروری ہے کہ جماعت عامہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو خلیفہ راشد اعتقاد کرتے ہون اور سواد اعظم امت محمدی نے اونکو حق تسلیم کرلیا ہو تاکہ اوس جماعت کا اتفاق جسپر ید اللہ ہے اور جنکی شان مین وما کان اللہ لیجمعہم علی ضلالۃ دیفرہم بعجمے فرماتے ہین اوس خلافت کے

[ل] اگر تو اعتراض کرے سوال دو وجہ سے ہے اول تو یہہ کہ امامت مین آپکی رغبت کی کیا وجہ ہے الخ۔ دوسری یہہ کہ یہان تو وقت خوف فتنہ کے تسلیم کرلیا اور معویہ اور طلحہ و زبیر کے لیے باوجود قیام فتنہ کی تسلیم نکیا مین کہتا ہون پہلی اعتراض کا جواب یہہ ہے الخ اور دوسری کا جواب یہہ ہے کہ خلفاء ثلثہ مین اور معویہ مین اللہ کے حدود کے قائم کرنے مین اور اوسکی امر و نہی کے مقتضا کی موافق عمل کرنے مین فرق ظاہر ہے ۱۲۔

حقیقت کی دلیل ہوجاوی پس جسقدر سلاطین اسلام گذری ہین اونکو سنی خلیفہ راشد نہین
تسلیم کیا نہ اونکو سواد اعظم امام برحق اعتقاد کرتا ہی بلکہ وہ خود بھی مدعی خلافت
نہین ہوئی اور اگر ہوئی تو اوائل امارت مین غلطی سی ہوئی بعد اوسکی آخر اپنی ملوک
اسلامی مین ہونے کا اعتراف کیا ہی تو اوسنی یہہ دلیل منقوض نہین ہوسکتی اب
دلائل نقلیہ سنیے دلیل ثانی حق سبحانہ وتعالے سورہ نور مین اوسوقت کے مومنین کو
خطاب کرکے ارشاد فرماتا ہی — وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت
لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم
من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلك
فاولئك هم الفاسقون حاصل یہہ ہی کہ خدا تعالے نے اون لوگونکی ساتھہ تم مین سی
جو ایمان لائے ہین اور عمل صالحہ کیے ہین وعدہ فرماتا ہی کہ اونکو بیشک زمین مین خلیفہ بناویگا
جیسا اوسنی پہلے لوگونکو خلیفہ بنایا اور البتہ ٹھراویگا اونکی لیے اوس دین کو جو پسندیدہ ہے
اونکے واسطے اور بیشبہ اونکی خوف کو امن سی بدل دیگا میری پرستش کرینگے اور کسیکو میری ساتھہ
شریک نکرینگی اور اسکی بعد جنہون نے اس نعمت کی ناشکری کی پس وہی فاسق ہین اس آیت
شریفہ سی چند فوائد حاصل ہوئی اول تو یہہ کہ حق تعالے نے بعض مومنین حاضرین عند نزول الآیہ کی
ساتھہ یہہ وعدہ فرمایا من اگر تبعیضیہ ہی تو ظاہر ہی اور اگر بیانیہ ہی تو اولاً من بیانیہ ضمیر
مخاطب مجرور پر داخل نہین ہوتا ہے رسائل نحو مین دیکہا ہوگا کہ من تبیینیہ کی علامت صحت وضع
لفظ الذی کی اوسکی جگہ ہی اور ظاہر ہی کہ اسجگہ لفظ الذی نہین داخل ہوسکتا اور اگر بتکلف
بتاویل بعید اسکو بیانیہ کہا جاوی تاہم مخاطبین کے استخلاف سی بعض کا استخلاف مراد ہی
اور چونکہ اوسکا نفع تمام کو شامل ہوتا ہی اسلیے سب پر اطلاق کیا گیا عرف مین شایع ہی کہ جب
کسی قوم مین سلطنت ہوتی ہی تو باوجودیکہ ایک ہی بادشاہ ہوتا ہی لیکن تمام قوم کی
سلطنت کہلاتی ہی کیونکہ اوسکا نفع اون سب کی طرف عاید وراجع ہوتا ہی اور فی الجملہ

خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے اثبات کی دوسری دلیل آیت سورۂ نور سے

وہ بھی حاکم ہوتی ہین اب آپ کیا کہئے نہین ادنی ادنی گوری تک بھی حکومت کرتے ہین
اور اپنی حکومت سلطنت سمجھتے ہین ۔ علاوہ ازین اگر سنی تعیفیہ کے آپ ابطال کے در پی ہون
اور تعیین ثابت کرین تو حضرات شیعہ اس آیت سے امام مہدی رض کا استخلاف مراد لیتی ہین
وہ باطل ہوگا جو جواب اوسکی طرف سے دیوین وہی ہماری طرف سے بھی قبول فرماوین ۔ رہا حضرت
عند نزول الآیت ایسی خاصۃ مذکور ہین کہ اصولیین شیعہ نے تصریح فرمائی ہے کہ جو کلام کہ خطاب
شافہہ کے لیے موضوع ہے وہ حاضرین کے ساتھہ ہی مختص ہوتی ہے آپکی علامہ شہید ثانی معالم
الاصول مین اپنی صفحہ ۶۲ پر فرماتے ہین ۔ وما وضع لخطاب المشافہۃ نحو یا ایہا
الناس دیا ایہا الذین امنوا لایعم بصیغتہ من تاخر عن زمن الخطاب وانما یثبت
حکمہ لہم بدلیل اخر وھو قول اصحابنا واکثر اھل الخلاف ۔ اور ظاہر ہے کہ یہہ عبارت
موضوع ہماشافہہ ہی تو حاضرین کے ساتھہ مخصوص ہوگی دوسری یہہ کہ خداوند تعالی نے وعدہ فرمایا
اونمین سے بعض کو خلیفہ بناویگا اور اسوجہ سے بھی کہ خداوند تعالے کی وعدہ مین بدا اور خلف محال ہے
لہذا یہہ وعدہ واقع ہوگا ورنہ خلف وعدہ لازم آویگا ۔ جو محال ہے اور جو امر مستلزم محال کو ہو
خود محال ہے اب وقوع استخلاف موعود کی دو احتمال ہین اول یہہ کہ وعدہ استخلاف سے
یہہ مراد ہو کہ ہم بنفس بالاستخلاف کرینگے اور جب بنفس بالاستخلاف فرمادی تو وعدہ پورا ہوگیا
دوسری یہہ کہ موعود یہہ ہی کہ ہم خلیفہ بناوینگے اور بنفس استخلاف واقع کرینگے لیکن
احتمال اول بوجوہ باطل ہے اول معنی استخلاف ایقاع فعل خلافت ہے اور بدیہی ہے
کہ امر بالشی عین شی نہین اور نص بالاستخلاف عین استخلاف نہین تو اس صورت مین
لازم آتا ہے کہ وعدہ تو کچہہ فرمادی اور کری کچہہ اور یہہ بھی خلف وعدہ ہے ۔ ہان بعض جگہہ

۱؎ اور جو الفاظ خطاب شفاہ کے لیے موضوع ہین مثل یا ایہا الناس اور یا ایہا الذین امنوا کے اپنی صیغۃ سے ان
لوگون کو شامل نہین ہوتے ۔ جو زمانہ خطاب سے پیچھے ہین اور اسکا حکم انکے لیے صرف دوسری دلیل سے ثابت
ہوتا ہے اور ہماری اصحاب کا اور اکثر اہل خلاف کا یہہ ہی قول ہے ۱۲

مجازاً بقرائن خارجیہ استخلاف سے نفس یا لا استخلاف ہی مراد ہوتا ہے اور یہہ اصل کو کچھہ معارض نہیں ۔ ثانیاً بعد استخلاف کی جو امور کہ حق تعالیٰ شانہ نے بمنزلہ نتائج و ثمرات استخلاف کی بیان فرمائی ہیں مثل تمکین دین مرضی کے اور تبدیل خوف کے امن سے وہ بداہتہ مستلزم ہیں کہ وعدہ استخلاف سے مراد نفس استخلاف ہی نہ نفس یا استخلاف کیونکہ وقوع ان امور کا متفرعاً علی الاستخلاف اسیوقت ضروری ہی جبکہ وعدہ نفس استخلاف ہو اور اگر نفس یا لا استخلاف ہو تو وقوع ان امور کا ضروری نہیں کیونکہ جب نفس نفس یا استخلاف وقوع نفس استخلاف کو ہی مستلزم نہیں تو ان امور کو جو نفس استخلاف پر مترتب ہیں کیونکر مستلزم ہوگی کیونکہ اگر حق تعالے استخلاف پر نفس فرماوی تو یہہ ضرور نہیں ہے کہ وہ واقع ہی ہو بلکہ جائز ہے کہ عباد اوسکو نمانیں اور اوسپر عمل نکریں چنانچہ حسب زعم شیعہ ایسا واقع ہوا تو پھر ترتب ان ثمرات و نتائج کا کیونکر ہو سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ ثمرات و نتائج بھی داخل وعدہ ہیں تو خلف وعدہ ایمین لازم آیا اور یہہ محال ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ احتمال ثانی متعین ہی ۔ ثالثاً حق تعالے شانہ نے اس موعود کو اس فعل کے ساتھہ تشبیہ دی ہی جو گذشتہ لوگوں مین پہلے ہو چکا اور ظاہر ہے کہ پہلے لوگوں مین صرف نص یا لا استخلاف نہین تھا بلکہ نفس استخلاف تھا تفسیر صافی مین ہی وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في الارض ليجعلنهم خلفاء بعد نبيكم كما استخلف الذين من قبلهم يعنے وصاة الانبياء بعدهم تو اس تشبیہ سے صاف ثابت ہوا کہ وقوع نفس استخلاف مراد ہی ۔ رابعاً حضرات شیعہ اسی آیت کو امام مہدی کے استخلاف پر محمول فرماتے ہین اور ظاہر ہی کہ اگر احتمال اول مراد ہو تو وہ مستلزم نفس استخلاف اور اوسکی

سلہ وعدہ دیا اللہ نے تم مین سے جو ایمان لائی اور نیک کام کیی البتہ خلیفہ بنائیگا اونکو ملک مین البتہ بنائیگا اونکو خلیفہ تمہارے نبی کے پیچھے ،، جیسا تھا اگلی لوگون کو خلیفہ بنایا " یعنے انبیا کے اوصیا کو اونکا جانشین کیا ،،

نتائج کو نہیں تو یہہ دلیل خود جناب امام مہدی کی امامت و غلبہ و شوکت کے ثبوت مین ناقص و ناتمام ہوگی۔ خاص کر جس حال مین استخلاف سے مراد ہو لیکن لا نسلم کہ نص سے وہی نص مراد ہو کہ جس خصوصیت کے ساتھہ اور جیسا کہ اوسے حضرات شیعہ فرماتے ہین بلکہ نص سے مراد نص جلی ہو یا خفی کسی نہ کسی ساتھہ اور کسی طرح کا ساتھہ ہو جیسا کہ اہلسنت خلفاء ثلثہ کی خلافت کے لیے نص کے قائل ہین آپنے ازالۃ الخفا کا مطالعہ فرمایا ہے اوس سے بخوبی یہہ امر ثابت ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی وعدہ تمکین دین مرضی اور تبدیل امن بعد الخوف مین کوئی احتمال نہین اور اوسکی وقوع مین موعود لہم کے لیے کچھہ شک و تردد نہین ہے تو ثابت ہوا کہ اگر وعدہ نص ہے تا ہم متضمن وعدہ استخلاف کو بھی اور اوسکا وقوع لازم و متحتم ہے۔ تیسری یہہ کہ اس استخلاف سے مراد وقوع سلطنت جائرہ جیسی فساق و فجار یا اشرار و کفار کرتے ہین مراد نہین ہے بلکہ مراد وہ خلافت و ریاست راشدہ و امامت و سلطنت حقہ ہے جو احیاء شرایع دین و احیاء شعائر اسلام کے لیے ہو اور جس سے عالم مین احیاء مراسم اسلام پایا جاوے اور اسپر وجوہ چند دلالت کرتے ہین اول یہہ کہ جب حضرات شیعہ کے مفسرین نے اس آیت شریفہ کو حسب روایات خود حضرت امام مہدی کی استخلاف پر محمول فرمایا ہے چنانچہ محمد بن مرتضی صاحب تفسیر صافی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔ والقمی نزلت فی القائم من آل محمد والمجمع المروی من اہل البیت انہا فی المہدی من آل محمد قال وروی العیاشی باسنادہ عن علی بن الحسین انہ قرأ الآیۃ وقال ہم واللہ شیعتنا اہل البیت یفعل

---

۵۱ تفسیر قمی مین ہی کہ یہہ آیت قائم آل محمد ؑ (امام مہدی) کے بارہ مین نازل ہوئی اور تفسیر مجمع مین ہے کہ اہلبیت سے مروی ہے کہ یہہ آیت آل محمد ؐ کے مہدی کے باب مین ہے کہا اور عیاشی نے اپنی اسناد کے ساتھہ امام زین العابدین سے روایت کی ہی کہ آپنے یہہ آیت پڑھکر فرمایا کہ خدا کی قسم یہہ ہم اہلبیت کی شیعہ ہین۔ ۱۲

ذلك علي يدي رجل منا وهو مهدي هذه الامة وهو الذي قال رسول الله[1] لو لم يبق من الدنيا الا يوم يطول الله ذلك اليوم حتى يلي رجل من عترتي اسمه اسمي يملاء الارض عدلاً وقسطاً كما ملئت ظلماً وجوراً قال روي مثل ذلك عن ابي جعفر وابي عبد الله وفي الاكمال عن الصادق في قصة نوح وذكر انتظار المؤمنين من قومه الفرج حتى اراهم الاستخلاف والتمكين قال وكذلك القائم فانه تمتد ايام غيبته ليصرح الحق عن محضه ويصفو الايمان من الكدر بارتداد كل من كانت طينته خبيثة من الشيعة الذين يخشى عليهم النفاق اذا احسوا بالاستخلاف والتمكين لهم والامر المنتشر في عهد القائم الى غير ذلك من الروايات تو ظاہر ہی کہ اونکی خلافت تو حضرات شیعہ کے نزدیک منصوصہ راشدہ ہی تو اگر اس آیت سی استخلاف حق مراد ہی نہین اور خلافت راشدہ پر یہہ آیت دال ہی نہین تو اس کا نزول امام مہدی کے لیے جنکی خلافت راشدہ ہی کیونکر ہو سکتا ہی اور یہہ سب روایات جنمین نزول آیت کا امام غائب عن الابصار حاضر في الامصار کی لیے بیان کیا گیا ہی اور دعوی کیا گیا ہی کہ اس استخلاف موعود سی مراد استخلاف

---

[1] یہہ وعدہ ہم مین سی ایک شخص کے ہاتہہ پر پورا ہوگا اور وہ اس امت کا مہدی ہوگا اور وہ وہ ہی جسکی لیی رسول اللہ نی فرمایا اگر دنیا سی بجز ایک دن کے باقی نرہیگا تو خدا تعالی اوسکو طویل کریگا یہانتک کہ ایک شخص میری عترت سے حاکم ہوگا میرا ہمنام ہوگا جیسا زمین ظلم وجور سی پر ہوگی اسیطرح عدل وانصاف سی بہر دیگا کہا اور ایسی ہی روایت امام ابوجعفر اور ابوعبد اللہ سے ہی - اور اکمال مین امام صادق سے نوح کے قصہ مین ہی مومنین کی اونکی قوم مین سی کشایش کے انتظار کا ذکر کیا یہانتک کہ اونکو استخلاف وتمکین دکہلایا فرمایا اور اسیطرح قائم ہی کہ اوسکی غیبت کا زمانہ دراز ہوگا تاکہ خالص حق ظاہر ہوجاوی اور ایمان کدورت سی صاف ہوجاوی اون شیعون سی جنپر نفاق کا خوف ہی ہر ایک کے ارتداد کے ساتھہ جنکی خبیث مٹی ہے جب استخلاف اور تمکین اونکی لیے دیکہینگے اور امر پہیلا ہوا قائم کے زمانہ مین ہوگا - ۱۲ -

امام مہدی ہی سب لغو ولاطائل ہو جاینگی تو ثابت ہوا کہ مراد استخلاف سے استخلاف حق اور خلافت
وامامت حقہ ہی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ بعض روایات مین جو حضرات شیعہ ائمہ سے
نقل کرتے ہین کہ مراد استخلاف سے استخلاف وتمکین فی العلم ہے سراسر کذب وافترا ہے تفسیر
صافی مین نقل کیا ہے[۱] وفی الکافی عن الصادق انہ سئل عن ہذہ الآیۃ فقال ہم
الائمۃ وعن الباقر ولقد قال اللہ فی کتابہ لولاۃ الامر من بعد محمد خاصۃ
وعد اللہ الذین امنوا منکم الی قولہ فَاُولٰئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ یقول استخلفکم
لعلمی ودینی وعبادتی بعد نبیکم کما استخلف وصاۃ آدم من بعدہ حتے
یبعث النبی الذی یلیہ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا یقول یعبدوننی بایمان
لانبی بعد محمد فمن قال غیر ذلک فاولئک ہم الفاسقون فقد مکن
ولاۃ الامر بعد محمد بالعلم ونحن ہم فاسئلونا فان صدقناکم فاقروا وما
انتم بفاعلین اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ اول تو استخلاف جو مقید بقید فی الارض ہو اوسکا اطلاق
جب تک سلطنت اور تسلط ظاہری فی الارض حاصل نہو نہین ہوسکتا دوسری یہہ کہ
کلمات آیۃ خود حکومت ظاہری کو مستلزم ہو رہی ہین کہ اونکا حصول بدون سلطنت
ظاہری کے صرف استخلاف فی العلم سے ممکن نہین ہے علاوہ ازین مخالف اون روایات کے ہے
جو سابقاً گذارش ہو چکی ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت کا نزول امام مہدی کے حق
مین ہے اور اس استخلاف سے استخلاف امام مہدی مراد ہے افسوس کہ یہہ حضرات نہ خدا

---

[۱] کافی مین امام صادق سے مروی ہے اوسنے کسیقدر اس آیت سے پوچھا فرمایا وہ ائمہ ہین اور امام باقر سے مروی ہے بتحقیق
اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے خاص اماموں کے لیے فرمایا۔ وعد اللہ الذین امنو منکم الخ حق تعالے
فرماتا ہے کہ خلیفہ بناونگا مین تمکو اپنے علم اور دین اور عبادت کے واسطے تمہارے نبی کے بعد جیسا خلیفہ بنایا آدم کے
اوصیاء کو اونکے پیچھے یہانتک کہ اوس کے پیچھے نبی مبعوث ہو۔ میری عبادت کرینگے اور کسیکو میرا شریک
نہ کرینگے فرمایا میرے ایمان کے ساتھ پرستش کرو گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کوئی نبی نہیں ہے جو اسکی سوا کہے
وہ فاسق ہین بتحقیق تمکین دی ہے ولاۃ امر کو بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مین اور وہ ہم ہین پس ہم سے پوچھو اگر ہم تمسے سچ کہین تو اقرار

و رسول سے ڈرتی ہین نہ انکو کسی حیا و شرم فرماتے ہین اور جو دل چاہتا ہی جسمین اپنی مخلصی
و نجات کی امید ہو اوسکو علماء سے صورت دیکھتی ہین خدا و رسول ائمہ سے اقتداء با مذہبی ہین دوسری
یہہ کہ حق تعالے شانہ نے اس وعدہ کو مومنین عاملین صالحات کی ساتھہ فرمایا ہی اور
قاعدہ ہی کہ حکم علے المشتق علیہ ماخذ پر دلیل ہوتا ہی تو معلوم ہوا کہ کمال ایمان اور غایۃ
صلاح فی العمل اس استخلاف موعود کے علت واقع ہی اور بغایت بدیہی ہی کہ جس موعود
خداوندی کا موقوف علیہ اور جسکی علت ایمان اور اعمال صالحہ ہونگی وہ امر خیر اور حق اور رشد
محض ہوگا اور خداوند تعالے کے نزدیک مرضی اور پسندیدہ ہوگا تو جب استخلاف کو
بھی حق تعالی نے ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھہ منوط و مربوط فرمایا ہی تو یہہ استخلاف
استخلاف حق اور پسندیدہ جناب باری جل و علا شانہ ہوگا ۔ تیسری یہہ کہ حق تعالی شانہ
نے اس آیت شریفہ میں صرف استخلاف ہی کا تو وعدہ نہین فرمایا کہ اوسکو سلطنت کے
اور بیہی تسلط وغیرہ پر محمول کرینگی گنجایش ہو بلکہ اوسکی ساتھہ یہہ بہی وعدہ فرمایا کہ اوسکی ساتھہ مین
ہم اوس دین کی بہی تمکین اونکی لیے کرینگے جو دین کہ ہمارے نزدیک مرضی اور پسندیدہ
ہی اور یہہ وعدہ فرمایا کہ ہم اونکی خوف کو جو کفار و منافقین سے لاحق حال ہے امن
کی ساتھہ بدل دینگے اب ان وعدوں سی صاف ظاہر ہی کہ جو استخلاف کہ ان فوائد کو مثمر و منتج ہوگا
وہ یقیناً خلافت جایزہ ہوگی اسکی بعد بطور اخبار کے فرمایا کہ جب استخلاف پردہ غیب سے
منصہ ظہور پر جلوہ گر ہوگا اور اوسکی ثمرات و نتایج کمال تمکین دین اور زوال خوف و حصول
امن تام عالم میں شیوع پذیر ہونگی تو لوگ میری عبادت میں مشغول ہونگے اور کسیکو
میری شریک نہین کرینگے تو معلوم ہوا کہ وہ وقت ایسا وقت ہوگا جسمین شریعت
کامل طور پر مروج اور شایع ہوگی اور بدیہی ہے کہ جو خلافت اسکو متضمن و مشتمل ہوگی
وہ راشدہ او رحقہ ہوگی ۔ اسکی بعد ارشاد ہوا کہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک
هم الفاسقون یعنی بعد اس نعمت عظمی کے جو شخص اسکا کفران کرین پس وہی

فاسق ہین ظاہر ہی کہ حق تعالے شانہ نے اوس ہی انکار و کفران اور اوسپر یورش و
طغیان کو کمال فسق سے تعبیر فرمایا جس سے اوسکا بڑی نعمت اور کمال احسان
خداوندی ہونا مفہوم ہوتا ہی اسیلیے موقع امتنان مین اوسکو بیان فرمایا پس اگر یہہ
خلافت محض سلطنت اور خلافت جائرہ ہو تو اوسکا انکار تو بجای خود عند الشیعہ واجب
اور اوسکی نقض کی تدابیر لازم و متحتم ہین چہ جائیکہ خداوند تعالے اوسکو موقع امتنان مین
بیان فرماوی اور اوسکی انکار کو فسق سے تعبیر فرماوی تو اس سی صنیع واضح طور سے معلوم ہوا
کہ جب یہہ استخلاف اسقدر پسندیدہ جناب باری ہی کہ اوسکو موقع احسان و امتنان
مین بیان فرمایا اور اوسکی انکار کو فسق کے ساتہہ تعبیر فرمایا تو وہ استخلاف کمال حقیت و رشد
کی ساتہہ متصف ہوگا - چوتہی یہہ کہ حق تعالے شانہ نے اس استخلاف کو اپنی ذات
پاک کیطرف منسوب فرمایا ہی کہ ہم خلیفہ بناوینگی اور ہم تمکین دینگی اور ہم تبدیل خوف کی
امن کے ساتہہ کرین گے اور جب اسکا متکفل خود خداوند کریم ہوا اور اسکا ذمہ دار ہوا
پہر اوسنی جب وعدہ پورا کیا اور خلیفہ بنایا اگر وہ خلافت جائرہ تہی تو یہہ فعل خداوند تعالے
کا قبیح ہوا تعالے عن ذالک علوا کبیرا پس علی مذہب الشیعہ صدور قبیح نسبت جناب
باری لازم آیا وہو محال تو معلوم ہوا کہ یہہ استخلاف سلطنت و خلافت جائرہ نہوگی بلکہ بالیقین
حقہ و خلافت راشدہ ہوگی - علامہ طوسی تجرید مین لکہتے ہین واستغنائہ وعلمہ یدلان[1]
علی انتفاء القبح عن افعالہ اسکی بعد گذارش ہی کہ جب خداوند تعالے نے خلیفہ بنانیکا
وعدہ فرمایا تو لامحالہ یہہ وعدہ واقع ہونیوالا ہی اب باقی رہا یہہ امر کہ یہہ وعدہ کس زمانہ مین
واقع ہوا اور موعود لہم اس وعدہ کی کون ہین اور یہہ خطاب کسکو ہی سو اسمین تین احتمال
ہین ولا رابع لہا باتفاق الفریقین - احتمال اول یہہ ہی کہ اس وعدہ کا وقوع زمانہ

---

[1] اور اوسکی بے پروائی اور اوسکا علم اوسکی افعال سے برائی کے دور ہونے پر دلالت کرتے ہین - ۱۲

حیات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایام فتح مکہ مین ہوا اور استخلاف سے مراد
استخلاف مومنین کا ہی بجای کفار کے اور موعود لہم اوسکے مومنین ہین جو اوسوقت
موجود تہی اور اون ہی کو خطاب ہی دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اسکی موعود لہم حضرت امام مہدی
رضی اللہ عنہ اور انکی اتباع ہین اور یہہ وعدہ اون ہی کے زمانہ خلافت مین پورا ہوگا
تیسرا احتمال یہہ ہی کہ یہہ خطاب صحابہ حاضرین عند نزول الآیۃ کو ہی اور اوسکی موعود لہم
خلفاء اربعہ ہین رضی اللہ عنہم اور یہہ وعدہ جناب خلفاء اربعہ کی زمانہ خلافت مین پورا ہوچکا ہی
اور خداوند تعالے نے بعد وفات جناب رسالتماب صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی آپکی جگہ خلفاء
اربعہ کو خلیفہ بنایا لیکن ان ہر سہ احتمالونمین جہانتک ہم غور کرتے ہین اور اپنی ایمان وانصاف
سی تامل کرتے ہین تو پہلی دونو احتمالونکو غلط پاتے ہین اور تیسری احتمال کو متعین سمجھتی
ہین اگرچہ ابطال احتمال اول پر ہمکو کچہہ چندان تجشم استدلال کی ضرورت نہ تہی کیونکہ
مفسرین محدثین شیعہ نے اسکو امام مہدی پر محمول کرکے اور اوسکی نزول کا مورد متعین کرکے
خود اس احتمال کو باطل کردیا لیکن چونکہ بعض شیعہ جب شکنجہ انظار علماء اہلسنت مین گرفتار
ہوکر میدان فرار تنگ دیکہتی ہین تو ایسی پوچ احتمال اورواہی توجیہین پیش کرنے لگتی
ہین اسلیئی مناسب ہی کہ مختصرا اس احتمال کے ابطال کیطرف بہی اشارہ کیا جاوی اور ضمناً
وتبعاً اوسکا ابطال بہی معرض اثبات مین لایا جاوی پس صاف واضح ہوکہ پہر دو احتمالات کا
بطلان ایسا واضح وبدیہی ہی اگر ذرا آیت مین تامل کیا جاوی تو انکا بطلان بے تکلف فہم
مین آسکتا ہی احتمال اول کے ابطال کے لیے پس یہہ ہی وجوہ کافی ہین کہ اولاً حق تعالیٰ
شانہ نے یہہ وعدہ مومنین کے ساتہہ فرمایا ہی - اگر مراد اس سے فتح مکہ ہوتا تو یہہ وعدہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ہوتا اور جناب بہی مومنین ہی اوسمین داخل ہوتے ثانیاً یہہ کہ خداوند
تعالے نے فتح مکہ کو بصورت رویا کی دکہلا دیا تہا اور چونکہ انبیاء کے خواب بہی
وحی ہوتی ہے تو اسلیئی اوسکا وقوع قطعی ہوتا ہی چنانچہ خداوند تعالے نے ارشاد فرمایا

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ اور نیز وسکو فتح کے ساتھ تعبیر فرمایا ہی
وَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا - اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ - تو اس سے بشرط
ذوق سلیم صاف سمجھہ مین آتا ہی کہ یہہ واقعہ دوسرا ہی - ثالثاً ممکن ہی کہ اس آیت کا
نزول بعد فتح مکہ کے ہو - رابعاً مسلمنا کہ نزول اس آیت کا قبل فتح مکہ کی ہی تاہم
عند الشیعہ فتح مکہ پر حمل کرنا صحیح نہین ہے کیونکہ اس صورت مین وعدہ استخلاف کو الذین
امنوا وعملوا الصلحت کے ساتھ مقید کرنا اور تخصیص موعودلہم کے اہل ایمان و صلاح کی
ساتھ کرنا بالکل لغو ہوگا - اور قید الذین امنوا وعملوا الصلحت کی سراسر فضول ہوگی کیونکہ
حسب تصریحات قوم یہہ امر بخوبی ثابت ہی کہ بعد کفار مکہ کے استخلاف جیسا کاملین
فی الایمان اور عاملین صالحات کو نصیب ہوا ویسا اوس سے زیادہ اون صحابہ کو نصیب ہوا
کہ بزعم شیعہ بدتر از کفار تھی نعوذ باللہ من ذلک - اور اگر سب مومنین اور عاملین صالحات
تھی تو جیسا بالوفاق ہم ہی یہہ ہے کہتے ہین خامساً ممکن نہین کہ اس آیت کا مورد
فتح مکہ ہوسکی کیونکہ اس آیت مین بعد استخلاف کی جو دو صفتین ذکر فرمائی ہین اونکا
مصداق ہرگز فتح مکہ کا زمانہ نہین ہوسکتا اول ارشاد فرمایا کہ خدا تعالے اونکی لیے دین
پسندیدہ کو متمکن اور راسخ کریگا اور دوسری فرمایا کہ اونکی مطلق خوف کو امن سے
بدل دیگا اور امن تام حاصل ہو جایگا اور یہہ دونو امر فتح مکہ کے زمانہ مین حاصل نہین ہوئی
کیونکہ جب دو سلطنتین عظیمہ کسری و قیصر کی جو بالکل مخالف اسلام کے تھی پہلو بہ پہلو
لگی ہوئی تھین جنکی ظاہری قوت و شوکت اور عدد و عدد کے مقابلہ مین اہل اسلام کو
کچھہ نسبت نہ تھی تو ایسی دشمنونکی موجودگی مین جب تک وہ مغلوب نہون اور اونکی شوکت
وعظمت نہ ٹوٹی کیونکر کہا جا سکتا ہی کہ دین کو تمکین واستقرار حاصل ہوگیا اور خوف
امن سے بدل کر امن تام حاصل ہوگیا بلکہ تمام عرب مین ہی اسلام شائع نہین ہوا تھا

بلکہ علی زعمہم حضرت کی اصحاب اکثر منافقین و کفار و فساق تھی تو ایسی حالت مین کیونکر تمکین
دین اور امن تام حاصل ہو سکتا ہی تو اس سی بداہتہً معلوم ہوا کہ اس آیت کا مورد فتح
مکہ نہین ہو سکتا۔ شاید اسجگہ ہماری خاصم مخاطب کو یہہ شبہہ واقع ہو کہ حق تعالے شانہ
فتح مکہ کے بیان مین بہی فرماتا ہی آمنین محلقین رؤسکم و مقصرین لا تخافون جس سے
ثابت ہوتا ہی کہ ایام فتح مکہ مین امن حاصل ہوگیا اور خوف زائل ہوگیا تو اس صورت مین
مصداق ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا کا یہی واقعہ فتح مکہ ہوگا جواب اس
شبہہ کا یہہ ہی کہ یہہ شبہہ عدم تدبر اطراف و جوانب کلام اور نظم کے ماقبل و مابعد مین غور
نہ کرنے سی ناشی ہوا ہی ورنہ فی الحقیقت آمنین اور اسمین فرق از زمین و آسمان کا ہی
کیونکہ آیت سورہ فتح مین اسطرح واقع ہے لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ
آمنین محلقین رؤسکم و مقصرین لا تخافون جس سے صاف واضح ہی کہ اسجگہ امن عدم
خوف دخول مسجد کی قید واقع ہو رہی ہے جسکی معنی یہہ ہین کہ جو خوف تمکو دخول مسجد
کی وقت کفار مکہ سی بسبب اپنی ضعف و قلت اور کفار کے شوکت و کثرت کے ہوتا وہ خوف
تمکو دخول مسجد حرام کے وقت نہوگا اور اس خوف سی تم آمن ہوگی نہ یہہ مراد ہی کہ تمکو
اسوقت امن تام اور عدم خوف کامل حاصل ہو جاویگا یہہ تو سراسر واقع کے اور عقل کے
خلاف ہی جب تک وہ سلطنتین مخالف ذوات قوت و شوکت برابر موجود ہین ہرگز خوف
زائل نہین ہو سکتا اور امن تام حاصل نہین ہو سکتا تو بقرینہ سیاق نظم ماقبل مین ادنے
تامل سے مفہوم ہو سکتا ہی کہ اسجگہ امن عدم خوف سی وہی مراد ہی جو کفار مکہ سے حاصل
ہوا اور آیت سورہ نور مین ارشاد فرمایا ہی۔ لیستخلفنہم فی الارض ولیمکنن
لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا اس نظم کے سیاق سی بداہتہً واضح ہی
کہ حق تعالے شانہ نے وعدہ فرمایا ہی کہ اللہ تعالے تمکو جانشین فرمائیگا جسکی سبب سی
تمہارا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا اور تمہاری دین کو مستقر و متمکن فرمائیگا اور جسقدر

کفر و کفار کی شوکت ہی سب ٹوٹ جائیگی اور انکو خوف کے بدلی امن مطلق ارزانی فرمائیگا
جسکو تہوڑی سی بہی فہم ہو وہ اس نظم کے سیاق سے اور اطراف و جوانب مین تدبر
کرنے سے سمجہہ سکتا ہے کہ اس آیت شریفہ مین حق تعالے شانہ نے حصول امن اور
زوال خوف کی نسبت ارشاد فرمایا ہے وہ امن تام اور خوف کامل ہے جو بعد زوال سلطنت
کسریٰ و قیصر کے ہوگا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف اشارہ فرمایا
وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا پس معلوم ہوا کہ یہہ حصول امن اور زوال خوف وہی ہے
اور وہ امن اور عدم خوف دوسرا اسکو محمول نہین کرسکتی تو اس موعود کا فتح مکہ پر
حمل کرنا باطل ہوا اور احتمال ثانی کا بطلان بہی نظم کلام سے صاف واضح ہے کیونکہ
اول تو حق تعالے شانہ نے یہہ وعدہ الذین امنوا کی شان فرمایا ہے جو حقیقۃً جمع ہے اور باعتبار معنی حقیقی جمع کے کم سے
کم اسکی صدق کیلیے تین فرد کا ہونا لابد ہے تا کہ معنی حقیقی جمع کے صادق آوین صاحب مسلم الاصول نے لکہا ہے
فائدہ اقل مراتب صیغۃ الجمع الثلثۃ علی الاصح وقیل اقلہا اثنان [1]
بہر کیف اقل مراتب صیغہ جمع کے لیے ایک فرد ہونیکا کوئی قائل نہین پس اگر ایک فرد پر
محمول کیا جاویگا تو معنی مجازی پر محمول ہوگا اور حمل علی المجاز جب تک حمل علی الحقیقۃ
متعذر نہو جائز نہین ہے اور یہان کوئی قرینہ قائم نہین ہے کہ جو معنی حقیقی سے صارف
ہو صیرورت الی المجاز کو مقتضی ہو تو اسکا حمل کرنا امام مہدی رضی اللہ عنہ پر جو ایک فرد ہین
جائز نہوا ثانیا یہہ وعدہ حق تعالے شانہ نے حاضرین عند نزول الآیۃ کے ساتھہ فرمایا
چنانچہ ارشاد۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم یعنی خدا نے
وعدہ فرمایا ہے تم مین بعض اون لوگونکیلیے جو مومنین اور عاملین صالحات ہین کہ انکو
اپنی رسول کا جانشین و خلیفہ بناویگا تو یہہ خطاب حاضرین کو ہے اور سابق مین علما سے
گذارش ہوچکا ہے وما وضع للخطاب المشافہۃ لا یعم بصیغتہ من تاخر عن زمن الخطاب

---

[1] فائدہ صیغہ جمع کے مراتب کا کم درجہ تین مین اور بعض کہتے مین دو مین - ۱۲ -

اور یہ بھی ہے کہ امام مہدی حاضرین عند نزول السورۃ سے نہیں ہیں اور اونکی خلافت کے حمل کرنے
پر نہ کوئی دلیل دلالت کرتی ہے تو یہ آیت اونکی خلافت پر حسب قاعدہ محمول نہیں ہو سکتی
ثالثاً خداوند کریم جل وعلا شانہ نے اس استخلاف کو اوس استخلاف کے ساتھہ تشبیہ دی ہی
جو انبیاء سابقین کے زمانہ میں سنت اللہ جاری تھی کہ بعد انبیاء کے اونکی خلفاء اونکی جانشین
ہوتی تھی اور اونکی شریعت کی ترویج کرتے تھی اور امور باقیماندہ نبوت حق تعالے اونکی
ہاتھوں پر پوری فرماتا تھا اور ظاہر ہے کہ جب انبیاء سابقین کے جانشین اونکی بعد
خلیفہ ہوتے تھی اور مہمات خلافت کو سرانجام فرماتے تھے چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام
کی بعد حضرت یوشع اونکی خلیفہ اور جانشین ہوئی پس اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خلافت آپکی بعد گذری دو ہزار سال کے ہو تو قطع نظر اس سے کہ مستلزم نقصان مرتبہ
رسالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت انبیاء سابقین ہے تشبیہ ناقص و ناتمام ہو گی
کیونکہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب خلافت راشدہ متمکن نہوئی اور آخر تک فساق
وفجار کا غلبہ رہا حالانکہ انبیاء سابقین کے خلفاء اونکی بعد ہی متمکن ہوگئی تو اس سے بداہۃً
معلوم ہوتا ہی کہ آپکی قوت نبوت اور مرتبہ رسالت بہ نسبت انبیاء گذشتہ کے کم ہی اگر دس
پانچ سال امام مہدی نے خلافت فرمائی اور ایسی رسول کا جو افضل الرسل ہی تمام زمانہ امتداد
نبوت میں معدودی چند سال کے واسطی ایک خلیفہ کو تمکین عطا ہوتی اور باقی تمام زمانہ نفاق
وشقاق وکفر وفسق سے مملو رہا تو وہ استخلاف کیا وقعت رکھہ سکتا ہی اور اون انبیاء کے
کیونکر ہم پلہ ہو سکتا ہی کہ جنکی خلفاء و اوصیاء اونکی متتابع پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً تجدید
دین اور احیای شریعت کرتے رہی اور یہ تشبیہ کیونکر تام ہو سکتی ہی اور باقی ائمہ
جب اونکو تمکین ہی عطا نہیں ہوئی اور ہمیشہ خائف و مختفی رہی وہ خود بین سے ساقط
ہوگئی کیونکہ اونکا وجود و عدم برابر ہوگیا تو اس تشبیہ سے صاف بداہۃً ثابت ہوا کہ اس
استخلاف سے استخلاف مہدی مراد نہیں ہے بلکہ وہ استخلاف مراد ہی جو بعد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے متصلاً متتابعاً ہوا اور خداتعالے نے اوسکو تسلط اور تمکین عطا فرمایا اور اوس سے عالم مین دین شیوع پذیر ہوا اور وہ استخلاف بجز استخلاف خلفاء اربعہ کے اور کوئی نہین اور اسکی اتصال و قریب ہونے پر وہ روایت بھی دلالت کرتے ہین جو صافی مین اسی آیت کے تفسیر مین مذکور ہے۔ وفی الجوامع[1] عن النبی علیہ السلام قال زویت لی الارض فاریت مشارقہا و مغاربہا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا آپکے نحو کی چھوٹے چھوٹے رسائل مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ سین استقبال قریب کا فائدہ دیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب اسلام شائع ہونے والا ہے اور یہہ تمام مشارق و مغارب زمین کے جو حضرت کو دکھلائی گئی ہین وہ عنقریب مملکت اسلام مین داخل ہونگی اور دوسری روایت جو صافی مین مروی ہے وہ بھی اسیکا گویا مصداق ہے قال[2] و روی المقداد عنہ انہ قال لا یبقے علے الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ الاسلام بعز عزیز او ذل ذلیل اما ان یعزہم اللہ فیجعلہم من اہلہا واما ان یذلہم فیدینون لہا غرضکہ اس تفسیر سے اس آیت کا امام مہدی کی خلافت پر حمل کرنا صحیح نہوا۔ رابعاً حق تعالے شانہ اس آیت کے خاتمہ پر یعہ بیان اس نعمت کا ارشاد فرماتا ہے ومن کفر بعد ذالک فاولئک ہم الفاسقون یعنی بعد اتمام اس نعمت کے جو لوگ اسکی ناشکری کرینگے وہ فاسق ہین اور اس سے اشارہ اسطرف ہے کہ بعد حصول استخلاف بعض اہل ایمان و صالح من الصحابۃ الحاضرین عند نزول الآیۃ جنکی تعداد حد جمع تک پونہچیگی اور تمکین و استقرار دین اور بعد تبدیل خوف از امن اس نعمت کا کفران واقع ہوگا تو خداوند تعالے شانہ نے

---

[1] تفسیر جوامع مین نبی علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا سمیٹی گئی میری لئے زمین اور اسکی مشرق و مغرب کنارہ دکھلایا گیا اور عنقریب میری امت کا ملک وہانتک پونہچیگا جہانتک میری لئے سمیٹا گیا ۱۲ [2] مقداد نے روایت کی ہے کہ فرمایا زمین پہ کوئی گہر مٹی اور نہ اون کا باقی رہیگا مگر اسمین خداتعالے اسلام کو داخل کریگا کسی عزیز کی عزت کی سنت یا کسی ذلیل کی خواری کی ساتہہ یا انکو خدا عزت دیگا کہ انکو اوسکی اہل مین سے کریگا اور یا انکو ذلیل کریگا کہ وہ اوسکے مطیع ہوجاینگے ۱۲

بطور تخویف اور بصورت تحذیر کے ان لوگوں کی صفت کی خبر دی کہ جو مصداق اس کفران نعمت کے
ہونگے اور چونکہ خلافت امام مہدی میں اسطرح نہیں پایا جائیگا۔ تو اس واسطے اس آیت کو
خلافت مہدوی پر محمول نہیں کر سکتے اور ظاہر ہے کہ یہہ کفران جو بزمانہ خلفاء اربعہ
رضی اللہ تعالے عنہم میں جسطرح جناب رب العزت عز اسمہ نے خبر دی تھی کہ اول استخلاف
ہوگا۔ پھر تمکین دین اور تبدیل خوف ہوگا پھر کفران کے وقوع کیطرف ایما فرمایا تھا اسیطرح
واقع ہوا اول استخلاف ہوکر تمکین دین اور تبدیل خوف واقع ہوئی بعد اسکے کفران نعمت کا
قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے واقع ہوا تو اس سے بداہتہً ثابت ہوا کہ مصداق
اس آیت کا خلافت مہدویہ نہیں ہوسکتی بلکہ خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم ہی خاص ہے
ہمکو اسمیں ان دلائل کے بیان کرنیکی کچھ ضرورت نہیں کہ یہہ آیت سوای خلافت خلفاء
اربعہ کو کسی دوسری خلافت پر محمول نہیں کیونکہ جناب امیر رضی نے خود اسکا فیصلہ فرما دیا اور اسکا
تصفیہ چکا دیا آپنے فرما دیا کہ اس وعدہ کا زمانہ وہی ہے جو خلافت خلفاء کا زمانہ ہے اور
اسکے مصداق وہی حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ وہ مصداق تمام اوصاف مذکورہ
فی الآیت کے ہیں اور توضیح کرکے اسکو شریف رضی نے نہج البلاغہ میں نقل فرمایا جسکو بعینہ
ہم وہ خطبہ شرح نہج البلاغہ سے نقل کرتے ہیں اور چند جگہ شارح ابن میثم نے اپنی شرح میں
اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اسکو نقل کرتے ہیں خطبہ یہہ ہے ومن کلام لہ علیہ السلام وقد
استشاره عمر بن الخطاب فی الشخوص لقتال الفرس بنفسه ان هذا الامر لم یکن نصره
ولا خذلانه بکثرة ولا بقلة وهو دین الله الذی اظهره وجنده الذی اعده
وامده حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من الله والله منجز وعده
وناصر جنده ومکان القیم بالامر مکان النظام من الخرز یجمعه ویضمه فان
انقطع النظام تفرق وذهب ثم لم یجتمع بحذافیره ابدا والعرب الیوم وان
کانوا قلیلا فهم کثیرون بالاسلام عزیزون بالاجتماع فکن قطبا واستدر الرحی

بالعرب واصلهم دونك نار الحرب فانك ان شخصت من هذه الارض انتقضت

عليك العرب من اطرافها واقطارها حتى يكون ما تدع وراءك من العورات اهم

اليك مما بين يديك ان الاعاجم ان ينظروا اليك غدا يقولوا هذا اصل العرب

فاذا اقتطعتموه استرحتم فيكون ذلك اشد لكلبهم عليك وطمعهم

فيك فاما ما ذكرت من مسير القوم الى قتال المسلمين فان الله سبحانه هو

اكره لمسيرهم منك وهو اقدر على تغيير ما يكره واما ما ذكرت من عددهم فانا لم

نكن نقاتل فيما مضى بالكثرة وانما كنا نقاتل بالنصر والمعونة انتهى۔ اگرچہ اس ارشاد

سے ہمکو بے شمار فواید حاصل ہوتے ہین لیکن بسبب خوف تطویل اپنی اعراض اغماض کرکے

اپنی مدعا کی طرف جسکی ہم درپے ہین رجوع کرتے ہین وہ یہہ کہ جناب امیر نے اس خطبہ

مین زمانہ حصول موعود آیت سراپا ہدایت کو زمانہ خلفاء کا قرار دیا۔ اور اس دین کو وہ

دین فرمایا جسکا غلبہ موعود ہی اور اس لشکر کو وہ لشکر فرمایا جو اللہ کا لشکر ہی اگرچہ اس

خطبہ سے بھی یہہ مضمون واضح ہی لیکن علامہ ابن میثم کے شرح کبیر سے یہہ مدعا آشکارا

طور پر ثابت ہوتا ہی۔ ہلیے ہم جو کچھہ شارح ابن میثم اس خطبہ کے شرح مین تحریر فرماتے

ہین لکھتے ہین وقوله[1] ان هذا الامر الى قوله للاجتماع صدر الكلام المبنى عليه

الراى تقرر فيه اولا ان هذا الامر اى امر الاسلام ليس نصره بكثرة ولا

خذلانه بقلته وبنى على صدق هذه الدعوى بانه دين الله الذى اظهره وجنوده

هى جنده الذى اعده وامده من الملائكة والناس حتى بلغ هذا المبلغ

---

[1] قولہ ان ہذا الامر سے قولہ للاجتماع تک کلام کا صدر ہی تاکہ اسپر رائے قائم کری۔ تو پہلی یہہ ثابت کیا کہ اس امر یعنی امر اسلام کی فتح نہ کچھہ کثرت پر ہی اور نہ اسکی شکست کچھہ قلت پر ہی اور اس دعوی کے صدق پر اسطرح مبتنی کیا کہ وہ اللہ کا دین ہی جسکو غالب کیا اور اسکی لشکر اللہ کا لشکر ہے جسکو تیار کیا اور جسکی مدد فرشتون اور آدمیون سے کی یہانتک کہ اس رتبہ مین پونہچا اور شہرونکی کنارونین نکلا۔ ۱۲۔

وطلع فی آفاق البلاد حیث طلع ثم وعدنا بموعود هو النصر والغلبة والاستخلاف
فی الارض کما قال وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیۃ وکل وعد من اللہ فهو منجز لعدم
الخلف فی جزء وقوله ناصر جنده یجری مجری النتیجة اذ من جملة وعده نصر جنده
وجنده هم المؤمنون فالمؤمنون منصورون علی کل حال سواء کانوا قلیلین
او کثیرین ثم شبه مکان القیم بمکان الخیط من العقد وجه التشبیه هو قوله
یجمعه ویضمه الی قوله ابدا آخر شرح تک جو نہایت طویل و عریض ہی اور اس خطبہ
شرح کی آخر میں پھر تحریر فرمایا [۵۲] واما ما ذکرت من عددهم الخ فهو ان عمر ذکر کثرة القوم
وعددهم فاجابه بان کثیر قتال المسلمین فی صدر الاسلام فانه کان من غیر کثرة و
انما کان بنصر اللہ ومعونته فینبغی ان یکون الحال الآن کذلک فهو یجری مجری
التمثیل کما اشرنا الیه فی المشورة الاولی وعد اللہ تعالی المسلمین بالاستخلاف
فی الارض وتمکین دینهم الذی ارتضی لهم وتبدیلهم بخوفهم امنا کما هو مقتضی
الآیۃ فیه ما الحاجة۔ اس خطبہ کے الفاظ سے اور شہادت و بیان شارح سے ثبوت حقیت
خلافت ایسا عیان ہی کہ جسکو بیان کی حاجت نہیں بلا دو از ین دوسرا خطبہ جو نہج البلاغۃ
مین منقول ہے ۔ ومن کلام له وقد شاوره عمر فی الخروج الی غزو الروم بنفسه

---

[۱] پھر ہم سے وعدہ فرمایا اور فتح اور غلبہ اور ملک مین جانشین کرنا ہی چنانچہ فرمایا وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا
الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم الآیۃ ۔ اور اللہ کا جو وعدہ ہی وہ ضرور پورا ہوگا کیونکہ اسکی خبر مین خلاف
نہین ہوسکتا اور قوله ناصر جنده نتیجہ کے قائم مقام ہی کیونکہ منجملہ اسکی وعدہ کے اپنی لشکر کی مدد ہی اور اسکا
لشکر مومن ہین تو مومن ہر حال منصور ہین خواہ تہوڑی ہوں یا بہت پہر امام کے مرتبہ کو ڈوری سے دانہ کی تشبیہ دی اور وجہ تشبیہ
قوله یجمعه ویضمه ہی تو ابدا تک [۲] قوله اما ما ذکرت من عددهم الخ وہ یہ ہی کہ عمر نے قوم کی کثرت تعداد بیان کر کیا تھا تو آپ نے
صدر اسلام مین مسلمانون کا قتال یاد دلا کر جواب دیا کہ وہ کثرت سے نہین تھا بلکہ نصرت اللہ کی مدد و نصرت سے تھا تو یہی اسی حال پر ہونا لائق ہی تو یہ قائم مقام

وقد توکل الله لاهل هذا الدین باعزاز الحوزة وستر العورة والذی نصرهم وهم قلیل لا ینتصرون ومنعهم وهم قلیل لا یمتنعون حیّ لا یموت انک متی تسر الی هذا العدو بنفسک فتلقهم فتنکب لا یکن للمسلمین کانفة دون اقصی بلادهم ولیس بعدک مرجع یرجعون الیه فابعث الیهم رجلا محربا واحفز معه اهل البلاء والنصیحة فان اظهر الله فذلک ما تحب وان تکن الاخری کنت ردءا للناس ومثابة للمسلمین۔ اسکی شرح مین شارح ابن میثم فرماتے ہین۔ قوله وقد توکل الله الی قوله لا یموت صدر لهذه النصیحة والرای بنبه علی وجوه التوکل علی الله والاستناد الیه فی هذا الامر وخلاصتها انه ضمن اقامة دینه واعزاز حوزة اهله وکنی بالعورة عن هتک الستر فی النساء ویحتمل ان یکون استعارة لما یظهر علیهم من الذل والقهر لو اصیبوا فضمن ذلک سبحانه ستر ذلک بافاضة النصر علیهم وهذا الحکم من قوله تعالی وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا۔ انتهی بقدر الحاجة۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ مصداق اس آیت کا زمانہ خلفاء رضی الله عنہم ہی اور اہل تشیع کے مسلمہ خلفاء ہین اور انکا اس وعدہ کا زمانہ خلفاء اربعہ مین ہوا اور مثل آفتاب کے نیم روز روشن ہی کہ جناب امیر خلافت خلفاء کو حق اعتقاد فرماتے تھی

سلمہ قوله وقد توکل الله سے قوله لا یموت تک اس رای اور نصیحت کا صدر ہی جسمین الله پر توکل کرنے اور اسکی طرف سہارا لگانیکے متنبہ کیا ہے اور نتیجہ اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ الله تعالی اس دینکے قائم رکھنی اور دین والونکی عزت دینی کا ضامن ہوا ہی اور لفظ عورت کی تشبیہ عورتونکی بے پردگی سے کنایہ کیا اور احتمال ہے کہ یہ اسکی لیی استعارہ ہو جو ذلت وسختی انکو پہنچی اگر مغلوب ہون تو خدا تعالے اسکی پردہ پوشی کا ضامن ہوا۔ اپنی مدد کے بہیجنے کی ساتھ اور یہ حکم قوله تعالی وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا سے ماخوذ ہے ۱۲

اور آپکو یقین تہا کہ جو کچہہ وعدہ خداوند تعالے نے مومنین کے ساتہہ تمکین دین اور تبدیل خوف اور حفظ وحمایت اور غلبہ وعصیانت کی فرمائی ہین اون سب کے انجاز کا وقت یہہ ہی زمانہ خلفاء کا ہے اور جو کچہہ مفسرین ومحدثین شیعہ نے اس کے خلافت مہدویہ پر حمل کرنے کی کوشش کیے ہین وہ بالکل اسکی مخالف ہی اور جسقدر توجیہات لاطائل ملہ اس آیت کے خلافت مہدویہ پر کرنے مین کی ہین وہ سب کہبا ہنثور ہوگئین بلکہ یہہ بہی ثابت ہوا کہ وہ سب تودہ تودہ روایات جو جناب امیر سے درباب شکایت غصب خلافت خلفاء کی نسبت کے گئین ہین وہ سب محض افترا واختلاق ہین ۔ اور خلافت خلفاء امامت حقہ اور خلافت راشدہ ہی اور حضرات خلفاء امام برحق اور خلیفہ راشد ہین جناب امیر کے اس ارشاد سے تمام شکوک وشبہات وخلجان واحتمالات رفع ہوگیے والحمد للہ علی ذالک دلیل ثالث ثبوت حقیت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم یہ وہ خط ہی جو سابق مین بہی نہج البلاغت اور اوسکی شرح سے تعبیر بسیر نقل کیا گیا ہی اما بعد فان بیعتی بالمدینة لزمتك وانت بالشام لانه بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر وعمر وعثمان علی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوری للمهاجرین والانصار فاذا اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلك لله رضی فان خرج من امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المؤمنین وولاه الله ما تولی ویصله جهنم وساءت مصیرا وان طلحة والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی فکان نقضهما کردتهما فجاهدتهما علی ذلك حتی جاء الحق وظهر امر الله وهم کارهون فادخل فیما دخل فیه المسلمون فان احب الامور الی فیك العافیة الا ان تتعرض للبلاء فان تعرضت له قاتلتك واستعنت بالله علیك وقد اکثرت فی قتلة عثمان فادخل فیما دخل فیه الناس ثم حاکموا القوم الی احملك وایاهم علی کتاب الله فاما تلك التی تریدها

حذو عنا الصبي من اللبن ولعمري وان نظرت بعقلك دون هواك لتجدني ابرء قريش من دم عثمان واعلم انك من الطلقاء الذين لا يحل لهم الخلافة ولا يتعرض فيهم الشورى وقد ارسلت اليك جرير بن عبد الله وهو من اهل الايمان والهجرة فبايع ولا قوة الا بالله۔ اس خط سے ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ مثل آفتاب کے روشن ہی۔ اور غایۃ کوشش علماء شیعہ کے اسکی تاویل مین یہہ ہی کہ اسکو دلیل الزامی کہکر اپنی مذہب کے جان بچاتے ہین اور ظاہر ہی کہ ایسی ایسی واہی اور بیہودہ تاویلات بلکہ تحریفات سے ناموس مذہب گیر و دار علما سے مصئون و مامون نہین رہ سکتا ع کفر محمل ست کہ عیب تو ویرا گردد۔ چونکہ بحمد اللہ وقوتہ اس دلیل کے تحقیقی ہونیکا اثبات اور الزامی ہونیکا ابطال پیشین مین عنقریب گذر چکا ہی اسلیے حاجت اعادہ و ضرورت تطویل بحث نہین

دیکھتی دلیل رابع نہج البلاغت مین ایک خطبہ آپکی شریف رضی نے اپنی عادت شریفہ کی موافق کالعم بدیل سے منتقلاً نقل کیا ہی جسکا عنوان یہہ ہی۔ ومن کلام له یجری مجری الخطبة فقمت بالامر حين فشلوا الخ اس خطبہ کے خاتمہ کی عبارت یہہ ہی فنظرت[1] في امري فاذا طاعتي قد سبقت بيعتي واذا الميثاق في عنقي لغيري عاقل جب اسکو غور سے دیکھے اور عجیب قدرت خداوندی کا تماشا کرے ایسا ہی کہ شارح ابن میثم اس سے صاف تر اور صاف فرماتے ہین انکی عبارت نقل کرتا ہون قوله[2] فنظرت في امري الخ فيه احتمالان احدهما قال بعض الشارحين انه مقطوع من كلام يذكر فيه حاله بعد وفات الرسول صلى الله عليه وسلم وانه كان معهودا اليه ان لا ينازع في امر الخلافة بل ان

---

[1] مینے اپنی امر مین سوچا ناگاہ میری طاعت میری بیعت سے سابق ہوچکی تھی اور غیر کا میثاق میری گردن مین تھا ۱۲

[2] قولہ فنظرت فی امری الخ اسمین دو احتمال ہین ایک تو یہہ ہی کہ بعض شارحین نے کہا کہ یہہ اوس کلام مین سے مقطوع ہی جسمین رسول اللہ صلی اللہ کے وفات کی پیچھے کا حال اور یہہ کہ آپ سے عہد لیا گیا تھا کہ امر خلافت مین جھگڑا نہ کرین ۔ ۱۲

حصل له بالرفق والا فليسل فقوله فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی ای طاعتی لرسول الله صلی الله علیه وسلم فیما امرنی به من ترک القتال قد سبقت بیعتی للقوم فلا سبیل لی الی الامتناع منها وقوله واذا المیثاق فی عنقی لغیری اے میثاق رسول الله صلی الله علیه وسلم وعهده الی بعدم المشاقة وقیل المیثاق ما لزومن بیعة ابی بکر بعد ایقاعها ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم تمکنی المخالفة بعده الاحتمال الثانی ان یکون ذلک فی تضجره وتبرمه من نقل اعباء الخلافة وتکلف مداراة الناس علی اختلاف اهوائهم ویکون المعنی انی نظرت فاذا طاعة الخلق لی واتفاقهم علی قد سبقت بیعتهم لی واذا میثاقهم قد صار فی عنقی فلم اجد بدا من القیام بامرهم ولم یسعنی عند الله الا النهوض بامرهم اور اوسکی آخر مین لکھا والاول اشهر بین الشارحین عاقل جناب امیر کی کلام مین تامل کری اور شارح کی تصریح کو ملاحظہ کری اور دیکھے کہ خلافت صدیقیہ کا ثبوت حقیت اس کلام سی کس وضوح وصراحت وظہور وبداہت کے ساتھہ ہو رہا ہی بندہ اوسکو مختصر عرض کرتا ہی کہ شارح کے بیان سی یہہ معلوم ہو چکا ہی کہ یہہ کلام اوس کلام کا مقطوع ہی جسمین اپنا وہ حال جو بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا بیان فرمایا ہی پہلی عبارت جو شارح نے پڑھی ہی وانه کان معهودا الیه ان لا ینازع فی الامر

سلہ ہمارا اگر نرمی سے حاصل ہو جاتی منہا ورنہ باز رہیں بیان فرما رہی ہین پس آپکا ارشاد (کہ مینی اپنی امر مین سوچا ناگاہ میری طاعت میری بیعت سی سبقت کر چکی تھی) یعنی میری طاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ترک قتال کے اب مین میری بیعت سے قوم کے لیے سابق ہو چکی تو اب اوس سے باز رہنی کی طرف رستہ نہین ہے اور آپکا ارشاد (اور ناگاہ غیر کا میثاق میری گردن مین تہا) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میثاق اور عہد عدم منازعت مین اور بعض کہتی ہین کہ میثاق وہ ابوبکر کی بیعت تہی جو بعد واقع کر لینے کے لازم ہو گیی تہے یعنی قوم کا میثاق مجکو لازم ہو گیا تو بعد اوسکی مجھسی مخالفت نہو سکی دوسرا احتمال یہہ ہی کہ یہہ آپکا ارشاد مہمات خلافت کی بار سے دلتنگ اور بیزار ہی مین اور لوگونکی مدارت کی تکلف مین باوجود مختلف خواہشون کے ساتھ ہوا اور معنی یہہ ہونگی مینی دیکہا لوگونکا میری طاعت کرنا اور مجہپر اتفاق کرنا انکی میری ساتہہ بیعت سی آگی

الخلافة بل ان حصل له بالرفق والا فليمسك۔ دلالت کرتے ہیں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو طمانیت تھی اور معلوم تھا کہ بعد وفات شریف کے خلافت ان کو حاصل
ہوگی اور چونکہ اوسوقت اہلیت وصلاحیت خلافت چند اشخاص مین وافر تھی جنمین
جناب امیر بھی اس صفت اہلیت للخلافت مین شریک تھے اور حسب تصریح علامہ ابن میثم
کی شرح خطبہ شقشقیہ مین ثابت ہی کہ حضرت امیر کو استشراف الی الخلافت تھا اور دوسرے
بہت جگہ سے بھی شرح نہج البلاغت مین یہہ امر ثابت ہی چنانچہ وقت بیعت حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمایا۔ لقد علمتم انی احق بہا من غیری اور شارح
اسکی شرح مین بطور اعتراض وجواب کے لکہتا ہی فان قلت السوال من وجہین الاول[1]
ما وجہ منافسۃ فی ھذا الامر مع انہ منصب یتعلق بامور الدنیا ولا
مع ما اشتہر عنہ من الزہد فیہا والاعراض عنہا ودفعہا ورفضہا قلت الجواب
عن الاول ان منصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منصبا دنیاویا و
ان کان متعلقا باصلاح احوال الدنیا لکن لا لکونہا دنیاویا بل لانہا
مضمار الاخرۃ ومزرعہا الخ تو اس سے صاف ثابت ہی کہ آپکو رغبت واستشراف الی
الامارت تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپسے عہد لیا تھا کہ اگر خلافت کسی دوسری کو
حاصل ہو تو منازعت نکرنا کیونکہ جسکو حاصل ہوگی وہ اہل للخلافت ہوگا اور صحابہ غیر اہل کو خلافت
کو کبھی ہرگز تسلیم کرینگے پس جب وہ خلافت حقہ اور امامت راشدہ ہوگی تو اوسکی
منازعت ممنوع ہوگی چنانچہ آپنے ارشاد فرمایا لقد علمتم انی احق بہا من غیری

---

[1] اس جگہ اعتراض دو وجہ سے ہے پہلی یہہ کہ منصب خلافت باوجودیکہ متعلق اصلاح امور دنیا ہی اور آپکی
زہد اور اعراض اور ترک مشہور ہی پہر اوسمین آپکی رغبت کی کیا وجہ ہی پہلے اعتراض کا جواب یہہ ہی کہ رسول اللہ کا
منصب اگرچہ احوال دنیا کی اصلاح سے متعلق ہی تاہم منصب دنیاوی نہین ہی لیکن اوسکا تعلق دنیا کی ساتھ
بحیثیت دنیاوی ہونیکی نہین ہی بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ آخرت کی کہیتی کے جگہ ہی ۱۲

واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین شارح نے شرح مین لکہا ہے[۱] وفیہ اشارۃ الی ان غرضہ من المناقشۃ فی ہذا الامر ہو صلاح حال المسلمین و استقامۃ امورہم و سلامتہم عن الفتن وقد کان لہم ممن سلف من الخلفاء ہٰذہ الاستقامۃ الی آخر ما قال۔ تو آپنے خلافت کو اوسی شرط کے ساتہہ تسلیم کیا کہ جو شرط خلافت راشدہ کی ہی گویا یہہ فرمایا کہ اگر یہہ خلافت راشدہ ہوگی تو تسلیم کرونگا ورنہ نہین اور اگر مطلقاً عدم منازعت کا عہد لیا گیا ہتا تو یہہ آپ کا ارشاد دعا فوا اللہ انا سر امر لغو ہوگا اور خلاف وصیت رسول کے ہوگا اور یہہ ہی وجہہ ہی کہ آپنے زمانہ خلفا مین منازعہ و مناقشہ نہین فرمایا اور امیر معویہ کے ساتہہ منازعہ فرمائی اور فتنہ کا کچہہ خوف نفرمایا۔ اگر مطلقاً عدم منازعہ معہود ہتی تو آپ کا یہہ مناقشہ امیر معویہ کے ساتہہ سراسر خلاف معہود ہی اور باعث ثوران فتن تو اگر خوف فتن کی وجہہ سے خلفار کے ساتہہ ترک منازعہ کی تو یہان ظاہر وقوع فتن ہتا تو معلوم ہوا کہ آپنے عدم منازعت اسی وجہہ سے نہین فرمائی کہ وہ خلافتین راشدہ نہین او حضرت کا ارشاد ہی عدم منازعہ کی بابت گویا شرط اسی شرط کے ساتہہ ہتا کہ اگر امور مسلمین سلامت رہین تو عدم منازعت معہود ہی یعنی اگر خلافت راشدہ ہو تو عدم منازعت معہود ہی حاصل یہہ کہ آپکی استشارات کی وجہہ سے عہد عدم منازعہ لیا گیا ہتا اور اصل یہی کہ جو خلافت واقع ہوگی وہ راشدہ ہوگی اوسکی ساتہہ منازعہ نکرنا اور اوسکی نقض کے تدابیر نکرنا بلکہ تمہاری لیے اگر اوسکے حصول بالرفق ہو سکے تو بہتہا کیونکہ منجملہ صالحین للخلافت کے ایک آپ ہی ہین اور اگر حصول اوسکا بالرفق نہو اور اہل حل وعقد آپسے بیعت نکرین بلکہ کسی دوسری سے بیعت کرلین تو اوس سے منازعت سے باز رہنا چاہیی اور اس عبارت سے یہہ ہی صریح مستفاد ہی کہ اوس وقت تک خلافت کامل

---

[۱] اور اسمین اسطرف اشارہ ہی کہ آپکی غرض خلافت مین رغبت سے مسلمانونکے حال کی درستی اور اونکی کامونکی استقامت اور اونکی فتنونسے سلامتی ہتی اور گذشتہ خلفار کی یہی ہی استقامت اور درستی امر کی حاصل تہی ۱۲–

جناب امیر کو نہین ہوا ہے ظاہر ہی کہ ضمیر حصل کے امر خلافت کیطرف راجع ہی اور یہہ جملہ مدخول ان شرطیہ کا ہی جو باعتبار اپنی اصل وضع کی مشکوک پر داخل ہوتا ہی یعنی یہہ ہوئی کہ اگر تمہاری لیی حصول امر خلافت بسہولت ہوسکی تو فبہا اور اگر حصول نہو۔ تو منازعت سی باز رہنا چاہیی۔ غرض حصول امر خلافت حضرت کی لیی مشکوک ہی اور موقوف اس پر ہی کہ اگر بیعت اہل حل وعقد کے آپکی ساتہہ واقع ہوگی تو حصول خلافت ہوگا ورنہ نہین تو اس سے صاف منصوصیت خلافت جناب باطل ہوگی اور حصول امر خلافت کا وارمدار بیعت اہل حل وعقد پر ہوا خیر یہہ ایک جملہ معترضہ تہا جو درمیان مین مذکور ہوا اصل مقصود یہہ ہی کہ اس عبارت سے بانضمام عبارت خطبۂ ثانیہ واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین مثل آفتاب روشن ہی کہ عہد عدم منازعت صرف اسوجہ سی تہا کہ جو خلافت واقع ہوگی وہ خلافت راشدہ اور امامت حقہ ہوگی اور اسکی ثبوت سی جو آفت کہ مذہب شیعہ پر واقع ہوئی بے پایان اور اوسکا بیان خارج از حد امکان ہی اسکی بعد دوسرا جملہ جو جناب امیر کی کلام مین سی نہج البلاغۃ مین مذکور ہی یہہ ہی فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی یعنی بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مینی اپنی امر مین تامل کیا اور سوچا تو ناگاہ میری طاعت میری بیعت سی سبقت کرچکی تہی اس جملہ کی ترکیب ملاحظہ کی واضح ہے کہ لفظ طاعتی اور بیعتی مین مصدر مضاف طرف یاء متکلم ہورہا ہی اور اسمین دو احتمال ہین اول یہہ کہ مصدر مضاف الی المفعول ہو اور اوسکا فاعل محذوف ہو اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ مصدر مضاف الی الفاعل ہو اور مفعول محذوف ہو احتمال اول چند وجوہ سی باطل ہے اولاً یہہ کہ اضافت الی المفعول خود قلیل ہی چنانچہ رسائل نحو مین مذکور ہی شرح جامی مین ہی وقد یضاف[1] ای المصدر الی المفعول سواء کان مفعولاً بہ

---

[1] کبہی مصدر مفعول کیطرف مضاف ہوتا ہی خواہ مفعول بہ یا ظرف یا مفعول لہ ہو فاعل کے بہ نسبت قلیل ہے ۱۲

اوظرفا اومفعولا له على قلة بالنسبة الى الفاعل اور رضی شرح کافیہ صفحہ ۱۵۹ مین لکھا ہی

وانما یضاف الی المفعول اذا قامت القرینة على کونه مفعولا اما بمجی تابع له

منصوب حملا على المحل نحو عجبنی ضرب زید الکریم او بمجی الفاعل بعده صریحا

کقوله ع امن رسم دار مربع و مصیف لعینیک من الشون وکیف او بقرینة

معنویة نحو عجبنی اکل الخبز۔ تو جب یہہ تفصیل ہے تو اسکو کثیر الاستعمال پر بلاضرورت وبلاوجہ

بلاقرینہ ترجیح دینا باطل ہے۔ ثانیًا یہہ کہ حسب تصریح شارح جب اس کلام کو اوس حال کے

بیان پر محمول کیا جاوی جو بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا تو بالکل واقع

کی اور سیاق کلام کے مخالف ہوگا کیونکہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبقت

طمعة الناس له على البیعت واقع ہوئی ہی نہین اور حذف مثل عند اللہ وغیرہ کو تسلیم کرنا

خود خلاف ظاہر وخلاف اصل ہی۔ ثالثًا ظاہر ہی کہ یہہ کلام بطور تحسر کے صادر ہوئی اور

بدیہی ہی کہ اضافة الی المفعول کی صورت مین تحسر وتحزن کی کوئی وجہ نہین کیونکہ جناب

مطاع ہو گئے مین جسکی طرف خواہش و اشتراف تھا کیا تحسر لاحق ہوسکتا ہی ہان جبکہ

اضافت الی الفاعل ہو اور آپ مطیع ہون تو اوس وقت تحسر کا اظہار زیبا اور شایان ہی

رابعًا۔ اگر اس عبارت کو جناب امیر کے اوس تحسر پر محمول کیا جاوی جو بدلول احتمال ثانی کا ہی

کہ آپ نے اپنی زمانہ خلافت مین اعباء خلافت کے ثقل سے دلتنگ ہو کر یہہ فرمایا تو بیہودگی

اوس سے بھی زیادہ واضح ہی بین شرحین اظہر نہین پس بوجوہ مذکورہ ثابت ہوا کہ لفظ طمعتی

اور بیعتی مین اضافت مصدر کے الی الفاعل ہے اور اضافت الی المفعول نہین ہی چنانچہ

شارح ابن میثم بھی اسیکا قائل ہوا ہی کہ مصدر مضاف الی الفاعل ہے اور مفعول محذوف ہی لیکن

سلہ جبکہ اوسکی مفعول ہونے پر قرینہ قائم ہو یا کوئی اوسکا تابع منصوب حملا على المحل نہ آجائی جیسا عجبنی ضرب زید الکریم یا فاعل اوسکی بعد صریح واقع ہو جائی جیسا قول شاعر مین یا کوئی قرینہ معنویہ ہو جیسا اعجبنی اکل الخبز ۱۲

اب گفتگو اس مین ہی کہ دونو مصدر کی لیی مفعول کیا محذوف ہی سو اسمین تو ہمارا اور شارح ابن
میثم کا اتفاق ہی جو لفظ بیعتی کا مفعول محذوف کیا ہی شارح فرماتا ہی فاذا اطاعتی قد
سبقت بیعتی للقوم فلا سبیل لی الی الامتناع منہا اور ہم بھی یہہ ہی کہتی ہین کہ جب
بیعت اہل حل وعقد سی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد اور امام برحق ہوگئی تو عموما
حاضر وغایب کو اور اوسکو کہ جسنی بیعت کی تہی اور جسنی نہین کی تہی ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کی اطاعت واجب ولازم ہوگئی تو اوسکو آپ فرماتی ہین کہ یعنی اپنی امر مین فکر کیا
تو معلوم ہوا کہ اس سی پہلی کہ مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کرون میرا
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اطاعت کرنا سابق ہوچکا ہت صرف ہماری اور شارح
ابن میثم کے درمیان مین درباب اظہار تقدیر مفعول لفظ بیعتی اسقدر فرق ہے کہ شارح صاحب
گول سول لفظ قوم کا فرماتے ہین اور صاف لفظ ابی بکر نہین کہتی اور ظاہر ہی کہ مراد شارح
کی لفظ قوم سے ابوبکر کی ہے چنانچہ جملہ آئندہ کے شرح مین بھی اگرچہ لفظ قوم کا فرمایا
لیکن ابوبکر کا نام بھی لیا جس سے بصراحت معلوم ہوتا ہی کہ قوم سے مراد
ابوبکر ہین کیونکہ مطلق قوم کے بیعت کی کچھ معنی نہین اگر تھی تو بیعت ابوبکر کی تہی
اور شارح بیچارہ معذور ہی ابوبکر کا نام کیونکر لے جانتا ہی کہ تمام مذہب کا استیصال
ہوا جاتا ہے لیکن تاہم مجبور ہو کر ایسا لفظ لکہا جو بمنزلہ نام کہنی کے ہی لیکن لفظ
طاعتی کے مفعول مین ہمارا اور شارح صاحب کا باہم فی الجملہ اختلاف ہی شارح
صاحب لفظ طاعتی کے مفعول کی تقدیر یہہ نکالتی ہین فاذا طاعتی لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فیما امرنی بہ من ترك القتال اور ہم یہہ کہتی ہین فاذا طاعتی لابی بکر
لاجل انعقاد خلافتہ ولکونہ اماما حقا اسکی تقدیر ہے لیکن ہماری تقدیر صحیح ہی
اور تقدیر شارح کی خلاف صواب ہی کیونکہ اولا اس تقدیر سے جو شارح نے پیدا
کی ہی اذا مفاجاتیہ انکار کرتا ہی اسلیے کہ اذا مفاجاتیہ کا مدلول تو یہہ ہی کہ وہ

جملہ جو مدخول اذا کا ہی اوسکی مضمون کا حصول بعد حصول مضمون جملہ سابقہ کے بغتۃً
او فجأۃً ہوا کرتا ہی اسواسطی اوسکو مفاجاتیہ کہتی ہین شرح جامی مین ہی[۱] یقال فاجأہ
الامر مفاجاۃ من قولہم فجئتہ فجاءۃ بالضم والمد اذا لقیتہ وانت لا تشعر
خرجت فاذا السبع واقف اسکی مثال نحو مین مذکور ہی اوس سے بخوبی یہہ مدعا
فہم مین آسکتا ہی اب ہم مانحن فیہ مین اسکو دیکھتی ہین تو بموجب تقدیر شارح کی حصول
مضمون جملہ کا جو مدخول اذا کا ہی مفاجاۃً صادق نہین آتا کیونکہ نہایت بدیہی ہی
کہ جس امر کی نسبت خداوند تعالے کیطرفسی احکام بتاکید نازل ہوئی ہون اور رسول علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اوسکی بابت عہود موثقہ اور مواثیق موکدہ لیی ہون وصیت نامہ
یا بیان کو شہادات لکھا گیا ہو کتاب مختوم بخواتیم خاص اسی مطلب کے لیی نازل
ہوئی ہو اور وہ پاس بطور حرز جان موجود ہو تو ایسی حالت مین کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی
عاقل اس امر کا قائل ہو کہ حصول مضمون ایسی جملہ کا جسکا مدلول ایسا موثق وموکد ہی
بغتۃً اور مفاجاۃً ہو فہل ھذا الا کذب صراح ومین بواح ہان بموجب ہماری تقدیر
کلام کے البتہ حصول مضمون جملہ مفاجاۃً اور بغتۃً ہونا صحیح اور درست صادق
آتا ہی کیونکہ دفعۃً بیعت اہل حل وعقد سے خلافت صدیقیہ منعقد ہوگئی اور ہرایک
عام وخاص پر اوسکی اطاعت لازم ہوگئی تو جناب امیر نے اوسکی نسبت فرمایا کہ یعنی
اپنی امر مین سوچا تو اچانک اطاعت ابو بکر کو جو ذرا پیشتر لازم نہین تہی اپنی بیعت کرنے سی
پہلی اپنی اوپر لازم پایا پس اس صورت مین یہہ تقدیر اذا مفاجاتیہ کو نہایت چسپان
اور اسکی ساتہہ نہایت مربوط ہی اور بخوبی حصول مضمون جملہ بطور مفاجات کے
ہوتا ہی علاوہ ازین جسکو فہم کلام کا ذوق صحیح ہے وہ سمجہہ سکتی ہین کہ اسجگہ دو مصدر

---

۱ بولتی ہین فاجاہ الامر مفاجاۃً ماخوذ قول عرب سی فجئتہ فجاءۃً بالضم والمد جب تو اوس سے ملے اور
اوسکو خبر نہو ۔ ۱۲

مضاف فاعل کیطرف جو بینہما متحد ہی اور وہ ضمیر متکلم کی ہی واقع ہین اور جب وہ متحد فی الحکم
ہین کہ دونو وجوب اطاعت کو مقتضی ہین اور متحد فی الفاعل ہین کہ دونو کا فاعل
متکلم ہے تو اوسکو مناسب اور چسپان یہی ہے کہ مفعول بھی دونو کا متحد ہو اور یہہ
امر ہماری تقدیر کی صورت مین ہے نہ شارح صاحب کے تقدیر کی تو اس سے ثابت ہوا
کہ تقدیر کلام یہہ ہی فاذا اطاعتی لابی بکر قد سبقت یعنے[۵] اور ظاہر ہی کہ لزوم
وجوب اطاعت بدون صحت حقیت خلافت متصور نہین تو اس سے ثابت ہوا کہ جناب
امیر کے نزدیک خلافت صدیقیہ حقہ اور خلافت راشدہ واجب الاطاعت ہی وھو المطلوب
قطع نظر اس سے اگر ہم صحت تقدیر شارح کو تسلیم بھی کر لین تا ہم اوسکا مآل بھی وجوب لزوم
اطاعت ابی بکر ہی کیونکہ شارح کی تقدیر یہہ ہی فاذا طاعتی لرسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فی ترک المنازعة والقتال اور ظاہر ہی کہ اوسکی معنے یہہ ہی ہین[۵۱] فاذا طاعتی لرسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اطاعة ابی بکر اور نہایت بدیہی ہے کہ فاذا طاعتی
لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اطاعة ابی بکر[۵۲] اور فاذا اطاعتی لابی بکر
کا مدعا اور مآل ایک ہی پس اس تقدیر مین بھی ہماری اور شارح کی تقدیر مین صرف لفظی فرق ہوا
اور باعتبار معنے کے ایک وہی باقی رہا اس امر کا ثبوت کہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ابو بکر کی اطاعت کی بارہ مین محض بوجہ مصلحت عدم ثوران فتنہ تھی یا یہہ کہ یہہ اطاعت
بوجہ حقیت خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی سو اسکو ہم بعون اللہ تعالے
ابھی جملہ سابقہ کی شرح مین بیان کر چکے ہین کہ جناب امیر کا خلافت کو تسلیم کرنا اور بیعت
کرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ خلافت کو حقہ اور راشدہ سمجھتے تھے بعد اسکی تیسرا جملہ جو آخر مین
مذکور ہی یہہ ہے واذا المیثاق فی عنقی لغیری یہہ جملہ ثبوت حقیت خلافت مین

---

[۵۱] اچانک میری فرمان برداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے لیے ہو گئی تھی فرمانبرداری مین [۵۲] اچانک
میری فرمانبرداری ابو بکر کے لیے ۱۲

گویا نص صریح ہے اور شارح نے بہی اس جملہ کی شرح مین اسکو مثبت خلافت تسلیم فرمایا ہی شارح
ابن میثم اسکی شرح مین فرماتے ہین قولہ واذا المیثاق فی عنقی لغیری[1] ای میثاق
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعہدہ الی بعدم المنازعۃ وقیل المیثاق
ما لزمنی من بیعۃ ابی بکر بعد ایقاعہا ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم
یمکننی المخالفۃ بعدہ شارح نے اس جملہ کی دو تقدیرین لکہی اور دو معنی بیان کیے
ظاہر و بدیہی ہے کہ اس عبارت کے معنی ثانی جو شارح نے بیان کیے وہ سراسر ہماری
مدعا کی مثبت ہین اور قالع اساس تشیع کیونکہ لزوم بیعت ابی بکر رضی اللہ عنہ بجز اسکی
ممکن نہین کہ انکی خلافت حقہ راشدہ ہو کیونکہ بسبب اصول التشیع کی کوئی شخص بجز امام
برحق کے واجب الاطاعت نہین اور جو شخص غصبا و عدوانا متقمص خلافت ہو اوسکی
اطاعت اوسکی اعانت اوسکی حمایت حرام ہے اور اوسکی اطاعت واعانت کرنے والے آثم
اور مرتکب حرام کے اور اوسکا خذلان واجب ہے۔ پس جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی
بیعت جناب امیر پر لازم ہوگئی اور یہ لزوم بنص رسول تہا۔ اور بدون خلافت راشدہ
ہونے کی لزوم ہو نہین سکتا تہا تو معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت حقہ
اور امامت راشدہ تہی اور اس سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ جناب امیرؓ اوسوقت نہ خلیفہ تہی
اور نہ امام تہی اور یہی شرائط ثلثہ عصمت و نص و فضیلت ہی بالکل باطل ہوگیی اور خود آپکی علامہ
ابن میثم بلکہ شریف رضی بلکہ خود جناب امیرؓ نے ان دو جملونمین مذہب تشیع کا استیصال
کردیا علی الخصوص لفظ بعد ایقاعہا جو شارح نے بڑہایا ہی عجب غیرت الٰہی کا تماشا دکہلاتا ہی
شارح نے توجیہ قید جس غرض سے لگائی ہی وہ ہر شخص سمجہہ سکتا ہی لیکن وہ بالکل لغو اور

---

[1] اور ناگاہ غیر کا میثاق میرے گردن مین تہا یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عہد و میثاق عدم
منازعت مین اور بعض کہتے ہین میثاق وہ ہے جو ابو بکر کی بیعت کا میثاق اوسکو واقع کرنے کی بعد آپ کو لازم
ہوگیا یعنی قوم کا میثاق مجہپر لازم ہوگیا اور بعد اوسکے مخالفت نہو سکی ۱۲

باطل ہے اگر ہماری محبیب نبیب اوسکی درپی ہوئی توہم انشاء اللہ تعالے بدلائل اوسکی بطلانکو
ثابت کردکھاینگی حق یہہ ہے کہ یہہ جملہ ہماری نہایت مفید مدعا ہی اور ہماری نہایت
کارآمد ہی اور تقدیر اس جملہ کی یہہ ہی واذا میثاق بیعة ابی بکر بعد ایقاع القوم
ایاھا فی عنقی اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ بیعت کے انعقاد کا دارمدار بیعت
اہل حل وعقد پر ہی اور شارح نے باعتبار تقدیر اول کے جو اول معنی بیان فرمائی ہین
وہ غلط ہین چنانچہ اس سے پہلے جملہ کے بحث سی اونکا بطلان بخوبی ثابت ہوتا ہی علاوہ
اسکی جو پہلے گذارش ہوا کہ لفظ اذا مفاجاتیہ اس تقدیر سے ابا کرتا ہے یہہ التماس ہی
کہ اس جملہ کے لیی مقدر ومحذوف کی کچہہ ضرورت نہین اور ظاہر ہے کہ حذف وتقدیر کا
ارتکاب اوسی جگہ کیا جاتا ہی جسجگہ بدون حذف وتقدیر کے تصحیح عبارت ممکن نہو سو ظاہر
حذف خلاف اصل ہے اور یہہ جملہ بجمیع اجزائہ المذکورہ تام ہی محتاج کسی خبر کی حذف یا تقدیر
کا نہین ہی کیونکہ اس جملہ کے اصل عبارت اسطرح ہے فاذا میثاق الغیر فی عنقی
اور یہہ خود جملہ تام ہے جو اپنی تمامی مین محتاج کسی جز کا نہین بجز اسکی کہ خبر ظرف مستقر کہ
جو محتاج متعلق کا ہی سو اوسکی تقدیر خارج از بحث ہی پس اس عبارت مین بجز تقدیم وتاخیر کے حذف
کا قائل ہونا بالکل بے ضرورت وخلاف اصل وناجایز ہی تو اس صورت مین معنی صاف وصحیح
ہین کہ مینی اپنی امر مین فکر کیا ناگاہ میثاق غیر کا میری گردن مین تہا اور پہلے شارح
کی تصریح سی معلوم ہوچکا ہے کہ لفظ غیر سے مراد قوم ہی جس سے مراد ابوبکر ہین اور یہان
حذف مضاف الیہ یعنی لفظ رسول کا بطلان ثابت کیا گیا تو اسکی معنی یہہ ہین فاذا میثاق
ابی بکر من لزوم بیعتہ بعد ایقاع القوم ایاھا فی عنقی فلم یمکننی المخالفة
بعدہ اور وہ تقدیر جو شارح نے بیان کی ہے غلط ہوگیی اور دونو جملی باہم خوب

۱؎ ناگاہ ابوبکر کا میثاق اوسکی بیعت کے لزوم مین بعد واقع کرنے قوم کے اوسکو میری گردن
مین تو بعد اوسکی مجہسی مخالفت نہوسکی ۱۲ـ

مرتبط ہوگئی اور اذا مقاجاتید کے بہی مناسب ہوگیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وفات کو بیان حال کے ساتھہ بھی نہایت چسپان ہوگیا اور حاصل عبارت یہہ ہوا
نظرت فی امری فاذا طاعتی لابی بکر قد سبقت بیعتی لہ واذا المیثاق الغیر
وھو ابو بکر من لزوم بیعتہ ووجوب طاعتہ علینا بعد ایقاع القوم ایاھا فی
عنقی فلا سبیل الی الامتناع منھا ولا یمکننی مخالفتھا۔ علاوہ ازین اگر شارح
کی اس تقدیر کو صحیح تسلیم کرلیا جاوے تو بھی ہماری مدعا کی منقص نہین چنانچہ ہمارے
جملہ کے تقدیر مین گذارش ہوچکا ہی بلکہ ہماری مدعا کے موید ہی کیونکہ میثاق رسول اللہ
وعہدہ الی بعد من المشاقۃ کا حاصل اور میثاق رسول اللہ فی لزوم بیعۃ
ابی بکر و طاعتہ کا حاصل ایک ہی اور یہہ معنی۔ میثاق ابی بکر فی لزوم بیعتہ و طاعتہ
کا ہی بلکہ ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و میثاق کا اور زیادہ موکد ہوگیا اور بمنزلہ
دعوی آشتی بینہ و برہان ہوا الحمد للہ کہ خود جناب امیر کی اعتراف اور آپکی جناب
رضی کے نقل اور جناب شارح ابن میثم کی شرح سے صحت و حقیت خلافت خلفائے ثلثہ ثابت
ہوئی اور جھگڑا چکا۔ **بیت** کیا لطف جو غیر پردہ کہولے + جادو وہ جو سر پہ چڑھکے
بولے۔ دلیل خامس۔ شریف رضی نے نہج البلاغۃ مین ایک خطبہ نقل کیا ہی جسمین تمام
وہ مناقب و صفات بیان فرمائی ہین جنکا مصداق شیخین کے سوا ممکن نہین کہ کوئی دوسرا
شخص ہو خطبہ یہہ ہی ومن کلام علیہ السلام للہ بلاء فلان[1] فلقد قوم الاود وداوی
العمد اقام السنۃ وخلف الفتنۃ وذہب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرہا
وسبق شرہا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکہم فی طرق متشعبۃ

[1] فلان شخص کے آزمایش خدا کے بہی ہی خدا کی قسم لوسنی کجی کو سیدھا کیا اور بیماری کا علاج کیا اور سنت کو برپا کیا اور فتنہ پیچھے چھوڑا اور پاکدامن بے عیب گیا خلافت کی بہلائی کو پہنچا اور برائی سے گذر گیا خدا کی طاعت کی اور حق تقوی ادا کیا لوگوں کو ایسے رستوں مین چھوڑ کر کوچ کر گیا کہ ان مین گمراہ راہ یاب نہ ہوسکے اور ہدایت پانیوالا یقین نہ کرسکے

دلیل خامس

لا یہتدی فیہا الضال ولا یتیقن المہتدی - انتہی بندہ کمترین عرض
کرتا ہی کہ ممدوح ان اوصاف مدائح کی یا ابوبکر ہین یا عمر یا رجل ثالث لیکن جائز نہین
کہ مراد رجل ثالث ہو کیونکہ جو رجل ثالث کہ مراد ہے یا ابوبکر و عمر سے پہلے ہی یا پیچھے
ظاہر ہے کہ پیچھے بجز عثمان رضی اللہ عنہ کی اور کوئی نہین اور ظاہر ہی کہ حضرت عثمان
مراد نہین اور نہ کوئی اسکا قائل ہوا تو لا محالہ یہہ ممدوح وہ رجل ہوگا جو ابوبکر و عمر سے پہلے
زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تھا اور اوسی زمانہ مین وفات پا گیا لیکن
چند وجوہ سے ممکن نہین کہ یہہ توصیف ایسی شخص کے ہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زمانہ مین ہے وفات کر گیا ہو کیونکہ اولاً حین وجود جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا موجود ہی وحی نازل ہوتے تھی اور تمام امور وحی خداوندی سے سرانجام پاتے ہین
اور خود جناب امیر بھی موجود ہین و بفضلہ تعالی آپکو بوجہہ قرب منزلت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہر امر کے رتق و فتق مین دستاندازی ہے اور بفضلہ تعالے اوسوقت آپ
مخذول و متروک بھی نہین ہین تو ایسی حالت مین کسی ایسی شخص کے جو نہ امام ہوا اور نہ بالقوہ خلیفہ
راشد ہوا ایسی اوصاف کے ساتھہ موصوف کرنا جو خاص امام کے واسطے ہون سراسر کذب
و خلاف واقع ہے علاوہ ازین ثانیاً اس خطبہ کی الفاظ خود اس سے ابا کرتے ہین کیونکہ
اصاب خیرہا و سبق شرہا کی ضمیرین خلافت کیطرف راجع ہین شارح ابن میثم فرماتے
ہین والضمیر فی خیرہا و شرہا للخلافۃ وان لم یجر ذکرہا لکونہا
معہودۃ او لتقدم ذکرہا - انتہی - اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص موصوف
ان صفات کا ہی اوسنی خلافت کو پایا اور بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
خلافت سرانجام کرکے تمام برائیون سے بچکر اور تمام خوبیون کو سمیٹ کر [illegible]
لگیا ایسا شخص بجز حضرت ابوبکر یا عمر [illegible] کے اور کوئی نہین [illegible]
مستحضر ہوا کہ وہ رجل جو موصوف ان صفات کا ہی یا ابوبکر ہے [illegible]

کوئی نہیں ہوسکتا۔ ثالثاً اگر سوای ان دونوں کی کوئی تیسرا بھی تو آپکے قطب صاحب
راوندی اور آپ فرماوین تو سہی وہ کون ہے اور اوسکا نام تو لین بھلا جو
ایسا نمودار شخص ہوا جس کے ایسی اوصاف ہون عقل سلیم کب تسلیم کرتی ہے
کہ وہ ایسا مجہول الاسم والجسم عنقا صفت ہو کہ جسکو کوئی بھی نہ پہچانے اور کون امر ہے
کہ حضرت امیر نے جو اوسکا نام نہیں ذکر فرمایا تو اوسکی وجہ یہہ ہی ہوگی کہ بوجہ اوسکی شہرت
کی اوصاف ہی کے ذکر کو نام کے ذکر سے مغنی سمجھا اور صرف اوصاف کی ذکر پر اکتفا
کیا اور جب کوئی آپکو اور آپکی راوندی صاحب کو ایسا شخص جو موصوف ان اوصاف کا ہو
نہیں معلوم ہوتا تو محض یہہ تخییل و وسوسہ ہی اور آپکی قطب صاحب کے مکاشفہ کی غلطی ہی
اگر مصداق ان اوصاف کا حضرات کو دستیاب ہوجاتا تو زمین و آسمان کو باہم ملا دیتی
اور کیسا کچھہ غل شور نہ مچاتے تو معلوم ہوا کہ بجز ابوبکر رض و عمر رض کے تیسرا شخص موصوف
ان اوصاف کا نہین ہوسکتا ہی رابعاً سلمنا کچھہ اسی موقع پر منحصر نہین ہی بلکہ جناب
امیر نے بعض اور مواقع مین بھی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی قریب قریب ایسی
تعریف و توصیف فرمائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہان بھی جناب امیر تعریف و توصیف
انہیں کی فرما رہی ہین نہ شخص ثالث کی جیسا کہ آپکی قطب صاحب نے توہم فرمایا چنانچہ
بجواب خط امیر معویہ رضی اللہ عنہ کے تحریر فرماتے ہین جسکو علامہ ابن میثم نے اپنی شرح
کبیر مین نقل کیا ہی وذکرت ان اللہ اجتبی له من المسلمین اعوانا ایدہ بهم
فکانوا فی منازلهم عنده علی قدر فضائلهم فی الاسلام وکان افضلهم فی الاسلام
کما زعمت وانصحهم لله ولرسوله الخليفة الصديق وخليفة الخليفة الفاروق

سلہ اسکا ترجمہ صفحہ ۱۳۰ پر گذر چکا ہی ۱۲

ولعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید یرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا ۔ انتہی بقدر الحاجت[1] اور یہہ عبارت اوس خطبہ کے شرح مین مذکور ہے جسکا عنوان یہہ ہے ومن کتاب له الی معویۃ فاراد قومنا قتل نبینا الخ اس تعریف مین جو حضرت نے قسم کہا کر شیخین کے فرمائی جسکو حضرت رضی نے خطبہ مین سے نکال ڈالا ہے۔ دو جملہ ایسے جامع ذکر فرمائی ہین جو اون صفات عشرہ مذکورہ سابقہ کو مع شئی زاید جامع ہین پس اولی یہہ ہے کہ ان دونو جملونکی مضمون کو اوس خطبہ کے مضمون سے اور اس مدح و توصیف کو اوس مدح و توصیف سے مقابلہ کر کے دیکہتے ہین اور موازنہ کرتے ہین پس اس خطبہ مین پہلا جملہ اس خط کا ان مکانهما فی الاسلام لعظیم ہے اور دوسرا جملہ ۔ وان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید ہے ظاہر ہے کہ ہر شخص سے علی الخصوص خلیفہ کے دو حالتین ہین ایک یہہ کہ اوسکا معاملہ خدا کے ساتہہ جو اپنی ذاتی امور مین ہو مثل تقوی و صلاح اعمال و ادای طاعات و عبادات بجا آوری حقوق اللہ مین ہوگا دوسرا یہہ کہ اوسکا معاملہ عباد کے ساتہہ اونکی حقوق کے بجا آوری کے متعلق ہوگا جناب امیر نے اپنی دونو جملونمین بہ تو امر دونکو جمع فرمایا اور دونو حقوق کے ادا کرنے کی نسبت ایسی مدح و توصیف فرمائی جو اعلی درجہ کی ہے اور جو حق تعریف کا ہے پہلا جملہ ان مکانهما فی الاسلام لعظیم اگرچہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بجا آوری کو شامل ہے لیکن ہم علی سبیل التنزل کہتے ہین کہ اس سے مراد اونکی عظمت مکانی فی الاسلام صرف باعتبار بجا آوری حقوق اللہ اور کمال تقوی ہے چنانچہ ارشاد ہے ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور دوسرا جملہ ان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید بصراحت اونکی مدح باعتبار کمال بجا آوری حقوق العباد کے بیان کر رہا ہے یہانتک کہ اون پر مصائب موت کا واقع

---

[1] اسکا ترجمہ صفحہ ۱۴۳ پر گذر چکا ہے ۱۲۔

ہونا یعنی اونکا وفات پانا اسلام مین سخت زخم ہی یا یون کہی کہ ہر خلیفہ کے دو حالتین ہوتی
ہین ایک زمانہ حیات کے کہ جو اپنی زمانہ حیات مین خیرات وحسنات کا حقوق اللہ اور
حقوق العباد کو بجا لا کر ذخیرہ جمع کرے دوسری یہہ کہ بعد اوسکی وفات کے امت مین اوسکی
وفات کا کیا اثر پیدا ہوا اور اوسکی فقدان سے امت کو کیسا صدمہ پونہچی پس ظاہر ہی کہ پہلا
جملہ زمانہ حیات کے حسنات کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے واشگاف بیان کر رہا ہی
جسکا حاصل یہہ ہی کہ اونسی ایسی اعمال حسنہ ظہور پذیر ہوئی جو اونکی باعث عظمت مرتبہ کے
عند اللہ تعالے ہوگیی اور دوسرا جملہ واقعات بعد وفات کو پکار کر کہہ رہا ہی کہ اونکی نقل
کی سبب سے اسلام کو سخت زخم پہونچ گیا ہی چنانچہ مشاہد ومحسوس ہی عیان را چہ بیان
کہ شیخین کے انتقال سے اسلام کو ایسا سخت زخم پونہچا جو پہر مندمل نہوا آب ہم ان
دو جملونکی مضمون کو باعتبار پہلے دو حالتونکی اوصاف عشرہ سابقہ سے مقابلہ ومواز نہ
کرکے دیکہتی ہین تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ اوصاف عشرہ مین سے پہلا وصف خلق اللہ
کو اعوجاج اور کجی کو سیدہا کرنا اور دوسرا وصف اپنی مواعظ بالغہ کے ساتہہ امراض
نفسانیہ عباد کا معالجہ اور مداوا کرنا - تیسرا وصف سنت نبوی کا قائم کرنا جبکہ اوس سے
مراد ہو کہ خود موافق سنت کے عمل کرنا - چہارم وصف دنیا سی قلیل العیب رخصت ہونا
یعنی معاصی قلیلہ کے ساتہہ جانا قلت کا لفظ اسی واسطے فرمایا ہی کہ معصوم نہی آٹہوان
وصف خداوند تعالے کے پوری طور پر بندگی بجا لانا نوان وصف اتقا کرنا خدا
تعالے کے حقوق کے ساتہہ اور اوسکی حقوق کو اوسکی عقوبت کے لحاظ سی بجا لانا یہہ
چہہ اوصاف گویا اوس جملہ کے شرح اور تفصیل ہین جو اس خط مین اول مذکور ہوا یعنی
ان مکا نہما من الاسلام لعظیم جو مجملاً ان سب صفتونکا جامع ہے اور تیسرا وصف
اگر اوس سے مراد یہہ ہی کہ سنت نبوی کا لوگونمین جاری کرنا اور لوگونکو اوسکا پابند کرنا
اور عامل بالسنۃ بنانا اور چوتہا وصف فتنہ کو پیچہے چہوڑنا پانچوان وصف سینا ؟

پاک صاف لوگونکی مذمت لینے اپنی حقوق کی نسبت جانا ساتوان خلافت کے بہلائی عدل و انصاف و اقامت دین حاصل کرنا اوسکے شرور یعنی فتن اور خونریزی سے محفوظ رہنا دسوان ایسی حالت مین دنیا سے رخصت ہونا کہ بعد مین لوگ جہالتونکی پیچیدہ رستونمین گمراہ ہوگئی ہون کہ جن مین گمراہ کو راہ پانے دشوار ہو اور راہ یاب کو اپنی راہ پا لینی پہ پورا اعتماد نہو پانچون وصف متعلق حقوق العباد کے ہین اور گویا شرح جملہ ان المصائب طما فی الاسلام بجراح شدید کی ہین بلکہ چوتہا اور دسوان وصف تو گویا اس جملہ کا ترجمہ اور مرادف ھی ہی چنانچہ ظاہر ہے ہمنی بخوف تطویل اجمالاً ذکر کردیا ہے اور تفصیلاً ہر ایک وصف کو جداگانہ اوسکی شرح کرکے جملہ کے اندر داخل کرکے نہین بیان کیا اگر ایسا کیا جاتا تو زیادہ طوالت ہوتی اہل فہم خود سمجھ لین سکے اگر جملہ اوصاف عشرہ مذکورہ سابقہ دو جملونکی ساتہہ باعتبار دوسری دو نو احتمالونکی مقابلہ کرتے ہین تو واضح ہوتا ہے کہ جملہ اولی یعنی قد کان اِن ملکا ھما الخ ممدوح کے اون اعمال حسنہ کی جو اپنی زمانہ حیات مین بجا آوری حقوق اللہ یا حقوق العباد ہی کی ہی گویا فہرست ہوگی ہے اور جملہ ثانیہ ان المصائب طما الخ اون حالات اور واقعات کو ظاہر کر رہا ہی جو ممدوح کے وفات کے بعد پیش آئی اور اون صدمونکی خبر دی رہی ہی جنکی سبب سے ممدوحین کے انتقال کے بعد اسلام زخمی اور مجروح ہوگیا اور یہہ ہی دونو امر ہین کہ جنکی شرح اور تفصیل اوصاف عشرہ مین مذکور ہی چنانچہ پہلا وصف اور دوسرا اور تیسرا اور پانچوان اور چھٹا اور ساتوان اور آٹھوان اور نوان جملہ اولی کے شرح ہے جنمین اون حسنات کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ ممدوح اپنی زمانہ حیات مین بجا آوری حقوق اللہ یا حقوق العباد ہی کرکے عظمت مرتبہ خدا تعالی کی نزدیک پیدا کرکے لیگیا اور چوتہا اور دسوان وصف جملہ ثانیہ کی شرح ہی اور اوسمین اون مصیبتونکا بیان ہی کہ جو وفات ممدوح کے سبب سے اسلام اور اہل اسلام کو پہونچی غرض یہہ تفصیل اور یہہ اجمال باہم پوری طور پر مطابق ہین تو اس تقریر سے ثابت ہوا

کہ مدح وثنا کسی تیسری شخص کے نہیں بلکہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی یا جناب
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی۔ خامساً علامہ ابن میثم نے بھی اسیکو ترجیح دی ہی کہ موصوف
ان اوصاف کا یا ابوبکرؓ ہے یا عمرؓ بلکہ اپنی رای مین حضرت ابوبکرؓ کو بہ نسبت جناب عمرؓ
کی ترجیح دیتا ہی ہم علامہ کی کلام اوسکی شرح کبیر سے نقل کرتے ہین اہل عقل و انصاف
ملاحظہ فرمائین والمنقول ان المراد بفلان عمر وعن القطب الراوندی انہ اراد
بعض الصحابۃ فی زمن الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممن مات قبل وقوع
الفتن وانتشارها وقال ابن ابی الحدید ان ظاہر الاوصاف المذکورۃ فی الکلام
یدل علی انہ اراد رجلا ولی امر الخلافۃ قبلہ لقولہ قوم الاود وداوی العمد
ولم یرد عثمان لوقوعہ فی الفتنۃ وتبعہا بسببہ ولا ابابکر لقصر مدۃ خلافتہ
وبعد عہدہ عن الفتن وکان الاظہر انہ اراد عمر واقول ان اراد تہ لابی بکر
اشبہ من ارادتہ لعمر لما ذکرہ فی خلافۃ عمر وذمہا یہ فی خطبتہا المعروفۃ
بالشقشقیۃ کما سبقت الاشارۃ الیہا انتہی بقدر الحاجۃ اس عبارت سے
صاف ظاہر ہے کہ شارح کے نزدیک لفظ فلان سے سوای ابوبکرؓ عمرؓ کے شخص ثالث ہی کا
مراد ہونا مرجوح ہے کیونکہ اول بطور نقل کے بیان کیا کہ مراد لفظ فلان سے عمر مین قطب راوندی

ف اور منقول یہی ہی کہ مراد لفظ فلان سے عمر بن خطاب ہی اور قطب راوندی سے منقول ہی کہ مراد بعض
صحابہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو فتنون کی واقع ہونے اور پھیلنے کے پیشتر انتقال کر گیا مراد رکھا ہی اور ابن ابی الحدید نے
کہا کہ ظاہر اوصاف اس پر دال ہین کہ وہ شخص مراد ہی جو آپ سے پہلے امر خلافت کا متولی ہوا بسبب اس قول کے کجی کو سیدھا
کیا اور بیماری کا علاج کیا۔ اور عثمان تو مراد نہین ہے کیونکہ وہ فتنو مین پڑا اور اوسکے سبب سے فتنی پھیلے اور ابوبکر
بھی بسبب کمی مدت خلافت اور بسبب دور ہونے زمانہ خلافت کے فتن سے مراد نہین ہے تو گویا اظہر یہ ہی
کہ عمر بن خطاب کو مراد رکھا۔ اور مین کہتا ہون ابوبکر کو آپ کا مراد رکھنا بہ نسبت عمر کے زیادہ مشابہ حق ہی کیونکہ خطبہ
شقشقیہ مین خلافت عمر کی مذمت کی ہی چنانچہ اوسکی طرف اشارہ گذر چکا۔ ۱۲

قول نقل کیا ہی اوسکے بعد ابن ابی الحدید کے قول سے جس میں عقلی طور پر بطلان قول راوندی کا
ثابت کیا گیا تھا اور بتلایا گیا ہے کہ قطب راوندی کا قول بجائی عبارت کے سراسر
مخالف ہی اور بیان کیا گیا ہے کہ اظہر یہی ہی کہ مراد حضرت عثمان ہیں پھر شارح خود کہتا ہی
کہ اشبہ بحق یہی ہی کہ مراد ابو بکر صدیق ہیں پس شارح ابن میثم اور ابن ابی الحدید متفق ہیں
کہ شخص ثالث مراد نہیں اور تیسرا شخص مصداق ان اوصاف کا نہیں ہو سکتا ہی جو شخص کہ قطب
صاحب کے دونگا تالی یا قصور مکاشفہ ہی کہ نہ عبارت کو سمجھتے ہیں نہ اسکے مضمون کو سمجھتے
ہیں اور اپنی توجیہیں چلے جاتے ہیں خواہ الفاظ سے پیدا ہو یا نہو خیر تھا اس ہی کیا بحث
خدا تعالی انکو اس ایمانداری اور دیانت کے جزا دیوے [illegible]
من عالم الخ - ہماری غرض یہ ہی کہ موصوف ان اوصاف کا ابو بکر ہیں [illegible]
ہی کیا اور یہ بھی ہے کہ جو شخص موصوف ان اوصاف کا ہوگا وہ خلیفہ راشد اور امام برحق ہوگا
نہ ظالم و غاصب و فاسق و فاجر کیونکہ امام باغی اور وہ قطعاً باتفاق شیعہ مراد نہیں یا ملوک سلاطین اور انہیں یہ وصف
قطعاً مفقود تھیں یا خلفاء راشدین ہیں اور یہی محل اوصاف کے ہیں لیکن ان میں سے کوئی مراد نہیں سوا ابو بکر یا عمر کے
[illegible] خلیفہ راشد ہونا ثابت ہوا ہم ان صفات عالیہ کو بغرض وضع نفع شرح کے لکھتے ہیں وقد وصف

بامور احدها تقويمه للاود وهو كناية عن تقويمه لاعوجاج الخلق عن سبيل
الله الى الاستقامة فيها الثاني مداواته للعمد واستعار لفظ العمد للامراض
النفسانية باعتبار استلزامه للاذى كالعمد ووصف المداواة لمعالجة
تلك الامراض بالمواعظ البالغة والزواجر القارعة القولية والفعلية الثالث اقامته

ل اور تحقیق چند اوصاف کے ساتھ اوسکو موصوف کیا اول اوسکا کجی کو سیدھا کرنا اور یہ کنایہ ہے اس سے کہ اوسنے خلق کی کجی کو
اللہ کی رستہ سے استقامت اور ہمواری کیطرف سیدھا کیا - دوسری اوسکا بیماری کا علاج کرنا اور لفظ عمد کو
امراض نفسانیہ کے لیے چونکہ وہ بھی مثل عمد کی تکلیف کو مستلزم ہی استعارہ کیا اور پوری نصیحتوں اور جھڑکیوں قولیہ اور
فعلیہ کے ساتھ امراض کے معالجہ کو مداوات کے ساتھ وصف کیا -- ۱۲ --

للسنة ولزومها الرابع تخليفه للفتنة اى موته قبلها ووجه كون ذلك مدحا له
هو اعتبار عدم وقوعها بسببه فى زمنه بحسن تدبيره الخامس ذهابه نقى الثوب
واستعار لفظ الثوب لعرضه ونقاه سلامته عن دنس المذام السادس
قلة عيوبه السابع اصابة خيرها وسبق شرها والضمير فى الموضعين يشبه
ان يرجع الى المعهود مما هو فيه من الخلافة اى اصاب ما فيها من الخير المطلوب
وهو العدل واقامة دين الله الذى به يكون الثواب الجزيل فى الآخرة والشرف
الجليل فى الدنيا وسبق شرها اى مات قبل وقوع الفتنة فيها وسفك الدماء
لاجلها الثامن اداؤه الى الله طاعته التاسع اتقاؤه له بحقه اى ادى حقه خوفا من
عقوبته العاشر رحيله الى الآخرة تاركا للناس بعده فى طرق متشعبة من الجهالات
لا يهتدى فيها من ضل عن سبيل الله ولا يستيقن المهتدى فى سبيل الله
انه على سبيله لاختلاف طرق الضلال وكثرة المخالف له اليها والواو فى قوله و
تركهم للحال - عاقل منصف ان اوصاف عاليه میں غور کرے اور دیکھے جو کچھ ابن ابی الحدید اور ابن میثم رحمہم اللہ
میں صحیح ہے یا جو کچھ قطب راوندی نے فرمایا ہے میں اور نیز یہ بھی خیال کرے کہ یہ اوصاف مجموعۃً بجز خلیفہ راشد کے

ف تیسرے اوسکا سنت کو قائم کرنا اور اوسپر قائم رہنا - چوتھی فتنوں کا پیچھے چھوڑنا یعنے فتنوں سے پہلے مرجانا
اور یہہ اسوجہ سے اوسکی مدح ہے کہ اوسکی حسن تدبیر سے اوسکے زمانہ میں فتنے واقع نہوئے - پانچوین اوسکا پاکدامن جانا اور ثوب کو
اوسکی آبرو کیلیے استعارہ کیا اور ثوب کی پاکیزگی کو اوسکی سلامتی کیلیے برائیون سے رہنے مذمت و ملامت کی میل کچیل سے استعارہ کیا - چھٹی اوسکی
عیوب کا کم ہونا - ساتوین خلافت کی بھلائیکا پانا اور اوسکی برائی سے محفوظ رہنا اور ضمیر خیرہا و شرہا کی مشابہ بحق ہیہ ہے خلافت کیطرف
راجع ہے جو معہود ہے یعنی خلافت سے جو چیز مطلوب ہے اور وہ عدل کی نا اور اللہ کا دین قائم کرنا جس سے عمدہ بدلا آخرت مین اور بڑی
بزرگی دنیا مین حاصل ہوتی ہے وہ اوسنے پالیا اور خلافت کی شر سے بچا یعنی فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے اور خلافت پر خونریزی ہونے سے پیشتر
وفات پاگیا آٹھوین اوسکا اللہ تعالے کی طاعت و بندگی کو ادا کرنا نوین اوسکا تقوی کرنا جو کہ حق تقوی کا ہے یعنی اوسکی عذاب کے خوف
سے اوسکا حق ادا کیا دسوین اوسکا لوگونکو اپنے پیچھے جہالت کی پراگندہ راہوں میں چھوڑنا کہ اوسے گمراہ راہ پاسکے اور نہ راہ پانیوالا اپنے راہ

کسی مین پائی جا سکتی ہین حاشا وکلا اور خلفا مین سی جب ایک کی بہی خلافت راشدہ ثابت ہوگیی تو سب کے
ثابت ہوگیی تو اس سی ثابت ہوا کہ خلفا خلیفہ راشد تھی اور یہہ ہی مدعا ہمارا اور یہہ تغلیط قول قطب الدین
راوندی کے جو کی گیی ہی بشرط تسلیم اس امر کی ہی کہ راوندی کا مدعا یہہ ہی ہو کہ مراد رجل سی وہ رجل
ہی کہ جو زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تہا اور اسی زمانہ مین قبل از وقوع فتن وفات
پا گیا ورنہ علامہ ابن میثم نے جو عبارت متضمن مضمون مذہب راوندی نقل کی ہی اوس سی صرف
اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ رجل سے مراد ایک صحابی ہی جو وقوع اور انتشار فتن سے پہلے فوت
ہوگیا اور ظاہر ہی کہ یہہ عبارت ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتے کہ مراد رجل سی کوئی شخص
ثالث سوای ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ہو بلکہ یہہ عبارت صاف دلالت کرتے ہی
کہ مراد یا ابوبکر رض ہے یا عمر رض کیونکہ اولاً وہ شخص جو موصوف ان صفات کا ہو یہہ ممکن نہین
کہ زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مصدر ان اوصاف کا ہو سکی۔ اور ثانیاً
ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارہا ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ زمانہ حیات
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اوسنے وفات پائی ہو بلکہ اس سی صاف مفہوم
ہوتا ہی کہ بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی زندہ رہا۔ ہان وقوع
اور انتشار فتن سے پہلے رحلت کر گیا اور ایسا شخص بجز ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کے
اور کوئی دوسرا نہین۔ ابن ابی الحدید سی علامہ ابن میثم نے صاف طور پر نقل کیا ہی
کہ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ خلافت شیخین بعض شوائب فتن سے بالکل پاک اور صاف
ہی زمانہ فتن بعد وفات جناب فاروق شروع ہوا ہی پس حضرات شیخین پر مضمون
عبارت راوندی۔ انہ انما اراد بعض الصحابۃ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ممن مات قبل وقوع الفتنۃ وانتشارہا بخوبی صادق آتا ہی اور
اس عبارت سی معلوم ہوتا ہی کہ راوندی کے نزدیک بہی مراد رجل سے یا ابوبکر ہین
یا عمر لیکن صاف نام نہین لیتا اور نام لے تو کیونکر لیے اوسکو اپنی مذہب کے

مدح رخصت شیخین میں بھی از خود اپنے ہاتھوں سے اپنی مذہب کا استعمال کری پس بحمد اللہ
بقول صاحب الاقتناب شیعہ علامہ ابن میثم و ابن ابی الحدید ثابت ہوا کہ مراد ابو بکر بن
یا عمر الحمد للہ علی وضوح الحق و فضوح الباطل اب وہ جواب بھی
ضروری ہے چاہئے جو حضرات شیعہ نے اس کلام کے جواب میں فرمائے ہیں۔ جواب
اول یہہ ہے کہ یہہ مدح اون لوگوں کی اصلاح کے لیے فرمائی ہو کہ جو
صحت حقیت خلافت شیخین کے معتقد تھے اور نا بھی ہے کہ یہہ جواب نہایت واہی
ہے کیونکہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپنے یہہ مدح ویسی ہی کے خوشی فرمائی تھی لیکن ہم یہہ پوچھتے
ہیں کہ یہہ مدح مطابق واقع و نفس الامر کے تھی یا نہ تھی اگر مطابق واقع کے نہ تھی۔ تو
معاذ اللہ اپنی لوگوں کی خوشی کے واسطے قسم کھا کر اس جھوٹ بولی اور جھوٹ
و فریب کے ساتھہ لوگوں کا راضی کرنا چاہا اور خدا تعالے کی ناراضی کے ساتھہ لوگوں کی رضا
چاہی اور ایسا ہی رسالت کی تبلیغ حضرت سید الوصیین کی شیخین کے مدح و ثنا حضرت کے
زبانی خلافت کے بارہ میں سنکر اونکی حقیت خلافت کے معتقد ہوں اور زیادہ گمراہی
میں پڑیں پہر اگر بقول ابن میثم کے آپکو ایسا ہی جھوٹ بولکر کام نکالنا تہا تو
بمقابلہ امیر معویہ کے اسطرح کیوں جھوٹ بولکر کام نہ نکالا۔ وہاں تو امیر معویہ کی مذمت
اور اپنی مدح میں فرماتے ہیں کہ وہ فریب کرتا ہے اور ہم دغا اور فریب نہیں کرتے
پس آفرین ہے حضرات شیعہ کے ولا و تمسک پر کہ اسکے پردہ میں کیا کیا خوبیاں حضرات
ائمہ کیطرف منسوب فرماتے ہیں اور اگرچہ مدح مطابق واقع کے ہے تو ہمارا مدعا ثابت
اور یہہ جواب لغو اور باطل ہے۔ دوسرا جواب اسکا یہہ فرماتے ہیں کہ یہہ مدح بطور
طنز و تعریض عثمان اور اونکی توبیخ کے تھی باین معنی کہ بعد اوس شخص کے جو ان صفات
کی ساتھہ متصف تھا جو شخص خلیفہ ہوا وہ ان صفات کی اضداد کے ساتھہ متصف تھا
یعنی کہ خلافت عثمانی میں فتنے اوٹھے اور اونہوں نے بیت المال کو بیجا صرف کیا جسکو

سبب سے اون پر بنا ہوا یہہ جواب بھی ویسا ہی ضعیف اور واہی ہے جیسا کہ پہلا جواب تہا
کیونکہ اسمین بہی وہی کلام ہے کہ جو اوس جواب مین کی گئی ہے علاوہ اسکی ابن انصاف
نظر انصاف سے دیکہین کہ اس کلام مین کوئی ایسا لفظ مذکور ہے جو طعن و تعریض یا
توبیخ پر دلالت کرتا ہو۔ حیدر ایہہ سب ڈہکوسلہ گہڑا ہوا ہے کیونکہ جناب امیر نے خدا کی قسم
کہا کر فرمایا تہا کہ واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ
ظاہر ہے کہ آپنے باوجود اس جور و ظلم کے سکوت فرمایا تو بقول شیعہ اپنی یمین مین جہوٹے یعنی
حانث ہوئے اور عاصی۔ علاوہ ازین یہہ جواب خود ہماری موید ہے اور صاف دلالت
کرتا ہے کہ مراد یہان سے قطعی یا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہین یا عمر رضی اللہ عنہ کیونکہ طعن و تعریض
جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گئی تو یہہ بنسبت کسی خلیفہ سابق کے کی گئی گویا یہہ کہا
گیا کہ فلان خلیفہ تو ان محامد و اوصاف کے ساتھہ متصف تہا اور یہہ خلیفہ اون اوصاف
سے متصف نہین اور ظاہر ہے کہ پہلے کوئی خلیفہ بجز ابو بکر رض و عمر رض کے نہین ہوا کہ وہ ان اوصاف
کی ساتھہ متصف ہو اور اگر واقع مین وہ خلیفہ جسکی بہ نسبت عثمان رض کو تعریض کی گئی ہے
ایسا نہو تو طعن و تعریض کے غلط ہونے کی علاوہ عثمان رض اور اونکی اولیا کہہ سکتی مین
کہ آپنے غلط فرمایا پہلے ایسا کون ہوا ہے جو موصوف باین صفات ہو آپ خود معتقد
نہین ہین کہ پہلے ایسا کوئی ہوا ہو تو جہوٹ سے الزام نہین ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ یہہ
مدح و صفت و ثنا و منقبت ابو بکر رض کی ہے یا عمر رض کی اور واقعی و نفس الامری ہے اور جب یہہ
ثابت ہوا تو حقیت خلافت کا ثبوت اسکی گویا فرع ہے وہ بہی ثابت ہوئی باقی اسکی
بحث اوسجگہ کیجائیگی جسجگہ ہماری فاضل مجیب نے بہت کچہہ جوش و خروش فرمایا ہے۔

دلیل سادس۔ آپکی امام الائمہ امام کلینی نے فروع کلینی مین باب من یجب علیہ الجہاد و من لا
یجب مین ایک طویل حدیث نقل کی ہے جسکو خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی
رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین مین نقل کیا ہے چونکہ وہ حدیث مثبت خلافت خلفاء

تلثہ رحمٰ اسلیے ہمرہی اوس حدیث کو انہین سے نقل کرتے ہین علی بن ابراھیم
عن ابیہ عن بکر بن صالح عن القاسم بن یزید عن ابی عمیر الزبیری عن
ابی عبد اللہ قال قلت اخبرنی عن الدعاء الی اللہ والجہاد فی سبیلہ اھو لقوم
لا یحل الا لھم ولا یقوم بہ الا من کان منھم ام ھو مباح لکل من وحد اللہ
عزوجل وامن برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ ومن کان کذا فلہ ان یدعو
الی اللہ عزوجل والی طاعتہ وان یجاھد فی سبیلہ فقال ذلک لقوم لا یحل
الا لھم ولا یقوم بذلک الا من کان منھم قلت من اولئک قال من قام بشرائط
اللہ عزوجل فی القتال والجہاد علی المجاھدین فھو المأذون لہ فی الدعاء الی اللہ عزوجل
ومن لم یکن قائما بشرائط اللہ عزوجل فی الجہاد علی المجاھدین فلیس بمأذون لہ
فی الجہاد ولا الدعاء الی اللہ حتی یحکم اللہ فی نفسہ ما اخذ اللہ علیہ من شرائط الجہاد
قلت فبین لی یرحمک اللہ تعالی قال ان اللہ تبارک وتعالی اخبر فی کتابہ الدعاء الیہ ووصف الدعاء الیہ فجعل
ذلک لھم درجات یعرف بعضھا بعضا ویستدل ببعضھا علی بعض فاخبر انہ

ترجمہ ابو عمیر زبیری امام ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہی کہا مینے عرض کیا یا حضرت مجکو اللہ کیطرف بلانی اور اوسکی راہ مین
جہاد کرنے کی خبر دیجیے کیا وہ کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ بجز اونکی کسی دوسرے کیو حلال نہین ہے اور اوسکو
بجز اونکی کوئی دوسرا برپا نہین کرسکتا یا وہ ہر ایک شخص کو جو وحدانیت الٰہی کا قائل اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا معترف ہو مباح ہے کہ اللہ سے اور اوسکی بندگی کیطرف بلائی اور اوسکی راہ مین جہاد کرے فرمایا یہہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہے
کہ بجز اونکی کسی کیو حلال نہین اور سوای اونکی اوسکو اور کوئی برپا نہین کرسکتا مینے عرض کیا وہ کون لوگ ہین فرمایا جو شخص اللہ کے
شرائط کے ساتھ قتال و جہاد مین مجاہدین پر قائم ہو وہ اللہ عزوجل کیطرف دعوت کا مجاز ہی اور جو اون شرائط
کی ساتھ جو مجاہدین پر جہاد مین مین قائم نہو تو وہ جہاد کا اور خدا کی طرف دعوت کا مجاز
نہین ہے تاوقتیکہ اللہ اوسکی نفس مین شرائط جہاد کا جو اوسپر مقرر کی ہین حکم کر دی مینے عرض
کیا تو بیان فرمائیے خدا آپ پر رحمت کر دی فرمایا اللہ تبارک وتعالے نے اپنی کتاب مین اپنی طرف
دعوت کی خبر دی اور اوسکو بیان کیا اور اونکی لیے اوسکی درجہ مقرر کیے جنمین بعض کو بعض سے
پہچانین اور بعض پر بعض سے استدلال کرین پس خبر دی ۱۲ -

تبارک وتعالی اول من دعا الی نفسه فدعا الی طاعته واتباع امره فبدأ
بنفسه فقال والله یدعوا الی دار السلام ویهدی من یشاء الی صراط المستقیم
ثم ثنی برسوله فقال ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم
بالتی هی احسن یعنی بالقرآن ولم یکن داعیا الی الله عز وجل من خالف امر الله و
یدعو الیه بغیر ما امر فی کتابه والذین امر ان لا تدعی الابه وقال فی نبیه صلی الله علیه واله
وانک لتهدی الی صراط مستقیم یقول لتدعو ثم ثلث بالدعاء الیه بکتابه ایضا فقال
ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم ای یدعو ویبشر المؤمنین ثم ذکر من اذن له فی الدعاء الیه بعده
وبعد رسوله فی کتابه فقال ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینهون
عن المنکر واولئک هم المفلحون ثم اخبر عن هذه الامة وممن هی وانها
من ذریة ابراهیم ومن ذریة اسمعیل من سکان الحرم ممن لم یعبدوا غیر الله قط الذین وجبت
لهم الدعوة دعوة ابراهیم واسمعیل من اهل المسجد الذین اخبر عنهم فی کتابه انه اذهب عنهم الرجس
وطهرهم تطهیرا الذین وصفناهم قبل هذا فی صفة امة ابراهیم الذین عناهم الله تبارک وتعالی فی قوله ادعوا

سلہ کہ اللہ تبارک وتعالی نے سب سے پہلی اپنی دعوت کو اور اپنی بندگی اور فرمانبرداری کیطرف بلایا پہلی اپنی
آپ کو ذکر کیا اور فرمایا (اللہ جنت کیطرف بلاتا ہی اور جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہی) دوسری اپنی رسول کو
مقرر کیا اور فرمایا (اپنی پروردگار کی رستہ کیطرف دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور دلیلیں دے جھگڑ اچھی
طریقہ سے) یعنی قرآن کے ساتھ اور جو اللہ کے حکم کا مخالف ہو اور قرآنی حکمونکو سوا اوسکی غیر طرف بلائی تو وہ اللہ کیطرف بلانے والا نہیں ہو سکتا
اور دین سے امر کو کہ بجز اوسکی دعوت نہیں کیجاتی تے اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے باب میں فرمایا (اور بیشک سیدھی راہ دکھاتا ہے)
یعنی بلاتا ہی پھر تیسری اپنی کتاب کی دعوت کو بیان کیا اور فرمایا (یہہ قرآن محکم طریقہ کی طرف راہ دکھلاتا ہی) یعنی بلاتا ہی اور خبر دیکر
سناتا ہی پھر انکا ذکر کیا جنکو اپنی اور اپنی رسول اپنی کتاب کے بعد دعوت کی اجازت دی ہی اور فرمایا (تم میں سی ایک ایسی جماعت ہونی
چاہیی جو بھلائی کیطرف بلائیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اور یہہ لوگ فلاح یاب ہیں) پھر اس امت کی خبر دی کہ یہہ کون لوگ ہیں
اور یہہ ابراہیم و اسمعیل کے اولاد حرم کے رہنی والے ہیں جنہوں نے خدا کی سوا کبھی کسیکی عبادت نہیں کی اور جنکو ابراہیم و اسمعیل
کی دعا واجب ہوئی اور مسجد والے ہیں جنکی خبر اپنی کتاب میں دی ہی کہ ان سے پلیدی دور کرکے انکو خوب پاک کردیا اور جنکا ذکر
ہمنے پہلے وصف بیان کیا ابراہیم کے امت کی صفت میں اور جنکو اللہ تبارک وتعالی نے اپنی اس قول میں ادعوا الی اللہ ۱۲ م

الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني [1] يعني اول من اتبعه على الايمان به والتصديق له
وبما جاء به من عند الله عز وجل من الامة التي بعث فيها ومنها واليها قبل
الخلق ممن لم يشرك بالله قط ولم يلبس ايمانه بظلم وهو الشرك ثم ذكر
اتباع نبيه صلى الله عليه واله وسلم واتباع هذه الامة التي وصفها
في كتابه بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر وجعلها داعية اليه واذن له
في الدعاء اليه فقال يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك من المؤمنين
ثم وصف اتباع نبيه من المؤمنين فقال عز وجل محمد رسول الله والذين
معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا
من الله ورضوانا سيماهم في وجوههم من اثر السجود ذلك
مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل وقال يوم لا يخزي الله
النبي والذين امنوا معه نورهم يسعى بين ايديهم وبايمانهم يقولون
ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انك على كل شيء قدير يعني اولئك

---

[1] على بصيرة انا ومن اتبعني سے مراد رکھا ہے یعنی سب سے پہلے جنہوں نے حضرت کی پیروی کی آپ پر ایمان لائے اور آپکی تصدیق کری مین اسکی جو آپ خدا تعالی کے پاس سے لائے اس امت سے جسکی طرف مبعوث ہوئے حق کو قبول کیا اور کبھی اللہ کو ساتھ شرک نکیا اور نہ اپنے ایمان کے تئیں ظلم کو جو شرک ہے ملایا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ذکر کیا اور اس امت کی اتباع جسکا اپنی کتاب مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ وصف فرمایا اور انکو اپنی طرف بلانیوالے قرار دیا اور انکو دعوت کا اذن فرمایا اور کہا (ای نبی تجکو اللہ اور تیری پیروی کرنیوالے مومنین کافی ہین) پھر مومنین اپنے نبی کے پیروی کرنیوالونکا وصف بیان کیا اور فرمایا (محمد اللہ کا رسول ہے جو اسکے مصاحب ہین کافرون پر سخت اور آپس مین نرم ہین تو انکو رکوع سجدہ کرتے ہوئی دیکھتا ہے کہ طلب کرتے اللہ سے فضل و رضوان کو انکی علامتین انکی چہرون پر سجدہ کے نشان ہین یہ انکو مثل ہے توراۃ مین اور انکی مثل انجیل مین) اور فرمایا (جسدن نہ رسوا کریگا اللہ نبی کو اور انکو جو اسکی ساتھ ایمان لائے انکا نور انکی داہنی بائین دوڑتا ہوگا کہینگے ای رب ہمارے پورا کر ہماری لیے ہمارا نور اور بخش ہمکو تو ہر شے پر قدرت والا ہے ۱۲ —

المؤمنين[له] فقال قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ثم حلاهم ووصفهم كيلا يطمع
في اللحاق بهم الا من كان منهم فقال فيما حلاهم ووصفهم الَّذِينَ هُمْ
فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ الى قوله
تعالى أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
ثم حلاهم ووصفهم كيلا يطمع في اللحاق بهم الا من كان منهم فقال
فيما حلاهم به ووصفهم وقال في وصفهم وحليتهم ايضا الَّذِينَ لَا يَدْعُونَ
مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ الآية ثم اخبر انه اشترى من هولاء المومنين ومن كان
على مثل صفتهم أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ
ثم ذكر وفائهم له بعهده ومبايعته فقال وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ
فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ فلما نزل
هذه الآية إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ

[له] یعنی پہہ مومنین اور فرمایا (بیشک کامیاب ہوگے ایمان والے) پہر اونکو زینت بخشی اور اونکا وصف کیا تا کہ بجز اونکی جو اونمین سے ہو اونمین ملنے کے طمع نکرے تو اونکی زینت اور وصف مین فرمایا (جو اپنی نماز مین خشوع کرتے ہین اور جو بیہودہ سے منہ پہیرتے ہین - الی قولہ تعالےٰ - یہہی وارث ہین جو جنت فردوس کے وارث ہونگے ہمیشہ اسمین رہینگے) پہر اونکو زینت بخشی اور وصف کیا تا کہ بجز اوسکی جو انمین سے ہو انمین ملنے کی طمع نکرے تو انکی صفت و حلیہ مین فرمایا (جو نہین پکارتے ہین اللہ کے ساتھہ دوسری معبود کو الآیۃ) پہر خبر دی کہ اوسنے ان مومنوں سے اور جو انکی صفت پر ہین ا نکے جانون اور مالون کو اسکے عوض مین کہ اونکی لیے جنت ہوگی اللہ کے راہ مین لڑینگے پس مارینگے اور مرینگے اللہ کا سچا وعدہ ہے - توریت اور انجیل اور قرآن مین پہر اونکی عہد کے پورا کرنیکا - اور بیعت کا ذکر کیا (اور جو پورا کرے اپنی عہد کو اللہ سے تو شاد ہو تمہاری بیعت کا جو تمنی کی ہے اور یہہ بڑے کامیابی ہے) جب یہہ آیت - ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ - ۱۲ -

الجنة قام رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا نبي الله ارايتك الرجل
ياخذ سيفه فيقاتل حتى يقتل الا انه يقترف من هذه المحارم اشهيد هو فانزل
الله عز وجل التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ
السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ
لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ففسر النبي صلى الله عليه وسلم المجاهدين
من المومنين الذين هذه صفتهم وحليتهم بالشهادة والجنة وقال
التائبون من الذنوب العابدون الذين لا يعبدون الا الله ولا يشركون
به شيئا الحامدون الذين يحمدون الله على كل حال في الشدة والرخاء السائحون
وهم الصائمون الراكعون الساجدون الذين يواظبون على الصلوات
الخمس الحافظون لها والمحافظون عليها بركوعها وسجودها في الخشوع
فيها وفي اوقاتها الآمرون بالمعروف بعد ذلك والعاملون به والناهون
عن المنكر والمنتهون عنه قال فبشر من قتل وهو قائم بهذه الشروط بالشهادة

ف نازل ہوئی تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اوٹھا اور عرض کیا یا نبی اللہ بتلایئے ایک شخص ہے
کہ اپنی تلوار لیکر لڑتا ہے اور مقتول ہوتا ہے لیکن وہ حرام کاموں کا مرتکب ہوتا ہے کیا وہ شہید ہے تو اللہ نے
نازل فرمایا (توبہ کرنیوالے بندگی کرنیوالے شکر کرنیوالے روزہ رکھنیوالے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے بھلائی
کا حکم کرنیوالے برائی سے روکنے والے اللہ کی حدود کے نگہبانی کرنیوالے اور خوشخبری دے ایمان والونکو) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجاہدین کی اون ایمان والونکی جنکی یہہ صفت اور یہہ زیور ہے شہادت اور جنت کے ساتھ تفسیر
فرمائی اور فرمایا گناہوں سے توبہ کرنیوالے جو سوائے خدا کے کسیکی عبادت نہیں کرتے اور اسکو
اوسکا شریک نہیں کرتے شکر کرنیوالے جو ہر حال سختی و نرمی مین شکر کرتے ہین روزہ رکھنیوالے
رکوع سجدہ کرنیوالے جو پانچوں نمازونپر مداومت کرتے ہین اور اونکی رکوع سجود کے اور اونکی خشوع اور اوقات
کی نگہداشت کرنے والے ہین اسکی پہلے بات کا حکم کرنیوالے اور خود اوسپر عمل کرنیوالے اور برائی سے روکنیوالے
اور خود باز رہنیوالے فرمایا پس خوشخبری سنا دو ان شرطونکے ساتھ قائم ہوکر مقتول ہو شہادت ۱۲

والجنة ثم اخبر تبارك وتعالى انه لم يامر بالقتال الا اصحاب هذه الشروط فقال عز وجل اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وان الله على نصرهم لقدير الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله وذلك ان جميع ما بين السماء والارض لله عز وجل ولرسوله ولاتباعهم من المومنين من اهل هذه الصفة فما كان من الدنيا في ايدي المشركين والكفار والظلمة والفجار من اهل الخلاف لرسول الله صلى الله عليه وسلم والمولي عن طاعتهما مما كان في ايديهم ظلموا فيه المومنين من اهل هذه الصفات وغلبوهم عليه مما افاء الله على رسوله فهو حقهم افاء الله عليهم ورده اليهم وانما معنى الفيء كلما صار الى المشركين ثم رجع مما قد كان عليه او فيه فما رجع الى مكانه من قول او فعل فقد فاء مثل قول الله عز وجل فان فاؤا فان الله غفور رحيم اي رجعوا ثم قال وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ وقال اِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

---

۱ اور جنت پر خدا تعالے نے خبر دی کہ اوسنے بجز ان شرطوں والونکے کسیکو قتال کا حکم نہیں فرمایا پھر خدا عز وجل نے فرمایا (اذن دیا گیا اونکے لیے جنسے لوگ لڑتے ہیں اس سبب سے کہ اونپر ظلم ہوا ہی اور اللہ اونکی مدد پر قادر ہے جو لوگ نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق لیکن یہہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے) اور یہہ اسلیے کہ تمام جو کچھہ آسمان اور زمین میں ہے اللہ تعالے اور اوسکے رسول اور اوسکی پیروی کرنے والے مومنونکا ہی جنکی یہہ صفت ہی تو جو کچھہ دنیا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفون اور اوسکی نافرمانون مشرکین اور کافرون اور ظالم اور فاجرونکے قبضہ میں ہے اوسمین اس صفت کے ایمان والونپر ظلم کیا ہی اور اونپر غلبہ کرکے لیلیا۔ جو کچھہ اللہ نے اپنے رسول کو پلٹوا دیے وہ اونکا حق ہی کہ اللہ نے اونپر لوٹا یا اور کہ حرف فے کے معنی ہر وہ شی جو مشرکون کی طرف چلی جاے پہر لوٹ آئی جس حال پر تہی۔ تو جو چیز اپنے مکان پر لوٹ آئی تو اوسکو لیکے لفظ فاء ہے چنانچہ اللہ عز وجل کا قول فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم یعنے اگر لوٹین پہر فرمایا۔ فان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم اور فرمایا۔ وان طائفتان من المومنین ۱۲

اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احدهما على الاخرى فقاتلوا التي تبغي
حتى تفيء الى امر الله اى ترجع فان فاءت اى رجعت فاصلحوا بينهما بالعدل
واقسطوا ان الله يحب المقسطين يعني بقوله تفيء ترجع فذلك الدليل على
ان الفيء كل راجع الى مكان قد كان عليه او فيه ويقال للشمس اذا زالت قد فاءت
الشمس حين يفيء الفيء عند رجوع الشمس الى زوالها وكذلك ما افاء الله على المومنين
من الكفار فانما هي حقوق المومنين رجعت اليهم بعد ظلم الكفار اياهم
وذلك قوله اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا ما كان المومنين احق به
منهم وانما اذن للمومنين الذين قاموا بشرائط الايمان التي وصفناها وذلك
انه لا يكون ماذونا في القتال حتى يكون مظلوما ولا يكون مظلوما حتى يكون
مومنا ولا يكون مومنا حتى يكون قايما بشرائط الايمان التي شرط
الله عز وجل على المومنين والمجاهدين فاذا تكاملت فيه شرائط الله عز وجل
كان مومنا واذا كان مومنا كان مظلوما واذا كان مظلوما كان ماذونا في الجهاد

سلـ اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احديهما على الاخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء الى امر الله - يعني لوٹے فان
فاءت - يعني لوٹے فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين - تو مراد تفيء سے يہہ ہے کہ لوٹنے
تو يہہ دليل ہے کہ فيء ہر وہ شی ہے جو اپني پہلے حال مين لوٹ آوے اور سبب کہتے ہين جب آفتاب ڈھل جاوے قد فاءت الشمس
جبکہ آفتاب کے زوال کيطرف روشني کے وقت سايہ پھر آوے اور ايسيہی جو کچھہ مومنونکو الله نے کفار سے بطور غنيمت کے
دلوايا ہے وہ صرف مومنونکا حق ہے جو اونکو مرحمت بعد کفار کے ظلم کے اونہين واپس آگيا - اور يہہ الله کا قول ہے
(اذن ديا گيا اونکو جنسے کفار لڑتے ہين بسبب اسکے اونپر ظلم ہوا ہے) مومن بہ نسبت اونکے زيادہ حقدار
نہين تهے اور صرف اون مومنونکو اذن ديا گيا ہے جو ايمان کے شرائط کے ساتھہ متصف ہين جنکا ہم بيان کر چکے
اور يہہ ايسيلئے کہ ماذون في القتال نہين ہوتا يہانتک کہ مظلوم ہوا اور مظلوم نہين ہوتا - يہانتک کہ مومن
ہوا اور مومن نہين ہوتا يہانتک کہ ايمان کے اون شرائط کے ساتھہ قائم ہو جو الله نے مومنون اور مجاہدون کے ساتھہ
شرط کی ہے پس جب اوسمين الله تعالے کے شرطين پوري ہونگي تو مومن ہوگا اور جب مومن ہوگا مظلوم ہوگا
اور جب مظلوم ہوگا ماذون في الجهاد ہوگا - ۱۲

[1]بقوله عز وجل اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم
لقدير الاية وان لم يكن مستكملا بشرايط الايمان فهو ظالم من ينبغي
ويجب جهاده حتى يتوب وليس مثله ماذونا في الجهاد والدعاء الى الله
عز وجل لانه ليس من المؤمنين المظلومين الذين اذن لهم في القتال فلما
نزلت هذه الاية اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا في المهاجرين
الذين اخرجهم اهل مكة من ديارهم واموالهم احل لهم جهادهم بظلمهم
اياهم واذن لهم في القتال فقلت فهذه الاية نزلت في المهاجرين بظلم مشركي
اهل مكة لهم فما بالهم في قتال كسرى وقيصر ومن دونهم من مشركي قبائل
العرب فقال لو كان انما اذن لهم في قتال من ظلمهم من اهل مكة لم
يكن لهم في قتال جموع كسرى وقيصر وغير اهل مكة من قبائل العرب سبيل
لان الذين ظلموهم غيرهم وانما اذن لهم في قتال من ظلمهم من اهل
مكة لاخراجهم اياهم من ديارهم واموالهم بغير حق ولو كانت الاية انما

[1] بسبب قول عز وجل کے - اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر الایۃ - اور اگر مستکمل ایمان
کی شرائط کو مستکمل نہو تو وہ ظالم ہے اوسپر جہاد کرنا واجب ہے یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسا شخص جہاد کرنے اور
اللہ کی طرف بلانے مین ماذون نہین کیونکہ وہ اون مومنین مظلومین سے نہین ہے جنکو جہاد کا اذن ہوا ہے جب
آیت اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا - اون مہاجرین کے باب مین جنکو اہل مکہ نے اونکے شہرون اور مالونسے نکال
دیا تہا اوتری تو بسبب ظلم کفار کے اونکو جہاد حلال ہوا اور قتال کی اجازت ہوئی مینے عرض کیا یہہ تو مہاجرین
مین بسبب ظلم مشرکین مکہ کے نازل ہوئی پہر کسری وقیصر وغیرہ مشرکین قبائل عرب سے لڑائی کا کیا حال ہے فرمایا اگر صرف
اہل مکہ کی لڑائی کا اذن ہوتا تو پہر کسری اور قیصر کے لشکر اور قبائل عرب غیر اہل مکہ سے لڑائی کی کوئی راہ نہین کیونکہ ظلم کرنیوالے
اونکے غیر ہین اور اونکو صرف اہل مکہ کے قتال کا اذن تہا جنہون نے اونپر ناحق اونکی گہر بستی اور مالونسے نکالنے کا ظلم
کیا تہا اور اگر اس آیت سے ۱۲ —

(ے) عنت المهاجرين الذين ظلمهم اهل مكة كانت الاية مرتفعة الغرض عمن
بعدهم اذا لم يبق من الظالمين والمظلومين احد وكان فرضها مرفوعا
عن الناس بعدهم اذا لم يبق من الظالمين والمظلومين احد وليس
كما ظننت ولا كما ذكرت ولكن المهاجرين ظلموا من جهتين ظلمهم اهل
مكة باخراجهم من ديارهم واموالهم فقاتلوهم باذن الله تعالى لهم
في ذلك وظلمهم كسرى وقيصر ومن كان دونهم من قبائل العرب والعجم
بما كان في ايديهم مما كان المؤمنون احق به منهم فقد قاتلوهم باذن
الله عز وجل لهم في ذلك وبحجة هذه الاية يقاتل مؤمنو كل زمان وانما اذن
الله عز وجل للمؤمنين الذين قاموا بما وصف الله عز وجل من الشرائط التي
شرطها الله على المؤمنين في الايمان والجهاد ومن كان قائما بتلك الشرائط
فهو مؤمن وهو مظلوم ومأذون له في الجهاد بذلك المعنى ومن كان
على خلاف ذلك فهو ظالم وليس من المظلومين وليس بمأذون له في القتال

ے صرف مہاجرین ہی مراد ہوں جنپر اہل مکہ نے ظلم کیا تو پچھلوں سے اس آیت کا مدعا ہی مرتفع ہو جائے جبکہ
اون ظالموں اور مظلوم مومنین سے کوئی باقی نرہی اور اونکے بعد یہہ فرض ہی اوٹھہ جائے جبکہ ظالم اور مظلوم کوئی
باقی نرہی اور ایسا نہیں ہے جو تو نے گمان کیا اور بیان کیا لیکن مہاجرین دو طرح سے مظلوم ہیں اہل مکہ نے
تو انکو گہروں اور مالوں سے نکالنے میں ظلم کیا تو انہوں نے خدا کی اذن کے ساتھہ لڑے اور کسری و قیصر وغیرہ قبائل عرب نے
اسپر قبضہ کرنے میں ظلم کیا جو مومنوں کا حق تہا انسے بہی خدائے عز و جل کی اجازت سے لڑے اور اس آیت کی
حجت کے ساتھہ ہر زمانہ کے مومن لڑینگے اور اللہ نے صرف ان مومنوں کو اجازت دی ہے جو اللہ کے اون شرائط
کے ساتھہ قائم ہوں جو اللہ نے مومنوں سے ایمان اور جہاد میں کہے ہیں اور جو اون شرائط کے ساتھہ قائم ہو وہ مومن اور مظلوم
اور ماذون فی الجہاد ہے اسی سبب سے اور جو اسکی خلاف ہو وہ مظلوم نہیں ظالم ہے اور نہ اسکو قتال کا اذن ہے

ولا بالنهی عن المنکر والامر بالمعروف لانه لیس من اهل ذلک ولا ماذون له فی الدعاء الی الله عز وجل لانه لیس مجاهد امثله وامر بدعائه ولا یکون مجاهدا من قد امر المومنون بجهاده وخطر الجهاد علیه ومنعه منه ولا یکون داعیا الی الله عز وجل من امر بدعاء مثله الی التوبة والحق والامر بالمعروف والنهی عن المنکر ولا یأمر بالمعروف من قد امر ان یومر به ولا ینهی عن المنکر من قد امر ان ینهی عنه فمن کانت قد تمت فیه شرائط الله عز وجل التی وصف بها اهلها من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وهو مظلوم فهو ماذون فی الجهاد کما اذن لهم لان حکم الله عز وجل فی الاولین والاخرین وفرائضه علیهم سواء الا من علة او حادث یکون والاولون والاخرون ایضا فی منع الحوادث شرکاء والفرائض علیهم واحدة یسال الاخرون من اداء الفرائض عما یسال عنه الاولون ویحاسبون عما یحاسبون ومن لم یکن علی صفة من اذن له فی الجهاد من المومنین ولیس من اهل الجهاد لیس بماذون له فیه

اور نہ بھلائی کی حکم اور برائی سے روکنی کے اوسکا اجازت ہی کیونکہ وہ اسکا اہل نہین ہے اور نہ خدائے عز وجل کیطرف بلانے کا مجاز ہے کیونکہ وہ اون جیسے لوگونمین سے جن سے جہاد کرنے اورجنکو خدا کے طرف بلانے کا حکم ہے اور وہ شخص مجاہد نہین ہوسکتا جسکی جہاد کا مومنونکو حکم ہوا یا اوسکو جہاد ممنوع ہوا اور وہ شخص خدا کی طرف داعی نہین ہوسکتا جسکو توبہ اور حق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلانے کا حکم ہو اور وہ شخص بھلائی کا حکم نہین کرسکتا جسکی بھلائی کے حکم کیے جانے کا حکم ہو اور نہی عن المنکر نہین کرسکتا جسکو خود بازرہنی کا حکم ہوا اگر جس شخص مین الله کے شرائط پوری ہون جنکی اہل کا اصحاب نبی صلی الله علیہ وسلم سے وصف فرمایا اور وہ مظلوم ہو تو وہ ماذون فی الجہاد ہے جیسے اونکو اذن تہا کیونکہ الله کا حکم اور اوسکی فرائض مین پہلے اور پچھلے برابر ہین مگر یہہ کہ کوئی علت یا حادثہ پیش آوے اور پہلے اور پچھلے ہی حوادث کے منع مین شریک ہین اور فرائض ہین متحد مین جن فرائض سے پہلے پوچھے جاتے ہین پچھلے بہی سوال کیے جاینگے اور جسکا پہلونسے حساب ہوگا پچھلونسے بہی ہوگا اور جو شخص اونکی صفت پر نہو مومنونسے جنکو جہاد کی اجازت ہی تو وہ

حتی یعنی بما شرط الله عز و جل علیه فاذا تکاملت فیه شرائط الله عز و جل علی المومنین والمجاهدین فهو من الماذونین لهم فی الجهاد فلیتق الله عز و جل عبد ولا یغتر بالامانی التی نهی الله عز و جل عنها من هذه الاحادیث الکاذبة علی الله التی یکذبها القرآن ویتبرء منها ومن حملتها وروایتها ولا یقدم علی الله عز و جل بشبهة لا یعذر بها فانه لیس وراء المتعرض للقتل فی سبیل الله منزلة یوتی الله من قبلها وهی غایة الاعمال فی عظم قدرها فلیحکم امرء لنفسه ولیرها کتاب الله عز و جل ولیعرضها علیه فانه لا احد اعرف بالمرء من نفسه فان وجدها قائمة بما شرط الله علیه فی الجهاد فلیقدم علی الجهاد وان علم تقصیرا فلیصلحها ولیقمها علی ما فرض الله علیها من الجهاد ثم لیقدم بها وهی طاهرة مطهرة من کل دنس یحول بینها وبین جهادها ولسنا نقول لمن اراد الجهاد وهو علی خلاف ما وصفنا من شرائط الله عز و جل علی المومنین والمجاهدین لا یجاهدوا ولکن نقول قد علمنا کم ما شرط الله عز و جل

۱ یہانتک کہ اللہ کے شرطون کو پورا کری پس جب ان مین اللہ کی شرائط جو مومنون اور مجاہدون پر ہین پوری ہون تو وہ انہین سے ہی جنکو جہاد کا اذن ہے تو بندہ خدا سے ڈری اور ان جہوٹی باتون کی امید دن سے جنکو قرآن جہٹلاتا ہے دہوکہ نہ کہائے اور جسکو اٹہا نیوالون سے اور جسکی روایت سے بیزار ہوتا ہی فریب نہ کہا دی اور اللہ عز و جل پر شبہ کے ساتھ پیش قدمی نکری کیونکہ اللہ کے راہ مین تعرض کرنیکی سوائی کوئی مرتبہ نہین ہے کہ اوس سے پہلے اللہ دیوی اور وہ امیدونکی منتہا ہی اپنی قدر کی عظمت مین پس چاہیے کہ کتاب اللہ کو اپنی نفس کے لیے حکم بنا دی اور اوسپر پیش کرے کیونکہ اپنی آپکو اپنی نفس سے زیادہ کوئی پہچاننی والا نہین اگر اپنی نفس کو اللہ کی شرطونپر قائم پادی تو جہاد پر پیش قدمی کری اور اگر کوتاہی سمجہی تو اوسکی اصلاح کری اور اون شرطونپر قائم کری جو اللہ نے جہاد مین مقرر کیے ہین پہر میل سے جو دشمنی اور جہاد مین حائل ہے پاک صاف ہوکر پیش قدمی کری ۔ جو لوگ کہ جہاد کا ارادہ کرنیوالے اون اوصاف پر نہین ہین جو مومنین مجاہدین کے ہین ہم اونکو یہہ نہین کہتی کہ وہ جہاد نکرین لیکن ہم کہتی ہین کہ ہمنی تمکو سکہلا دیا ہے جو اللہ نے ۱۲

علی اهل الجہاد الذین بایعہم واشتری منہم انفسہم واموالہم بالجنان فیصلح اہ اما علم من نفسہ من تقصیر عن ذلک ولیعرضہا علی شرائط اللہ فان رای انہ وفی بہا وتکاملت فیہ فانہ ممن اذن اللہ عزوجل فی الجہاد وان ابی ان لا یکون مجاہدا علی ما فیہ من الاصرار علی المعاصی والمحارم بالاقدام علی الجہاد بالتخبیط والعمی والقدوم علی اللہ عزوجل بالجہل والروایات الکاذبۃ فلقد لعمری جاء الاثر فیمن فعل ہذا الفعل ان اللہ عزوجل ینصر ہذا الدین باقوام لا خلاق لہم فلیتق اللہ عزوجل امرؤ ولیحذر ان یکون منہم فقد بین لکم ولا عذر لکم بعد البیان فی الجہل ولا قوۃ الا باللہ حسبنا اللہ علیہ توکلنا والیہ المصیر - انتہی بحکمہ

اس حدیث کی عبارت سمجھی سے ترجمہ و بیان حاصل مطلب نہیں ہوسکتا بخوف طوالت ترجمہ اور حاصل مطلب بیان کرنا ترک کردیا مگر ہم ترجمہ اور حاصل مطلب نہیں لکھتے لیکن چند فوائد جو بدلالت اس حدیث سے واضح ہیں بیان کرکے اپنی مدعا کی ثبوت پر جو اثبات خلافت ہے استدلال کرتے ہیں پس واضح ہو کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جہاد اور دعوت الی اللہ کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص ہے یا ہر مومن جو خدا کو یکتا کرتا ہے تو فرمایا کہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ بجز ان کے کسی کو حلال نہیں ہے میں نے عرض کیا

ف اون اہل جہاد پر شرط کی ہے جنکی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا پس آدمی اپنی نفس میں اسکو جو کوتاہی پاوے اسکی اصلاح کرے اور اسکو اللہ کے شرائط پر پیش کرے پھر اگر دیکھے کہ وہ ان میں پوری ہوگئی ہیں تو وہ انہیں سے ہے جنکو جہاد کا اذن ہے اور اگر باوجود معاصی اور حراموں پر اصرار کے اور خبط اور اندھی پنا کی ساتھ جہاد پر اقدام کرے اور نادانی اور جھوٹے روایتوں کی ساتھ اللہ عزوجل پر پیش قدمی کی اسکو نامنظور ہے پس جسکو اپنی زندگانی کی قسم جو یہ کام کرے اوسکی بابت حدیث وارد ہوئی ہے (تحقیق اللہ عزوجل اس دین کی ایسی اقوام کے ساتھ مدد کرتا ہے جنکو آخرت میں حصہ نہیں ہے پس آدمی کو چاہیے کہ خدا سے ڈرے اور خوف کرے کہ انمیں سے ہو - تمہاری واسطے بیان کردیا ہے اور بعد بیان کے جہل میں تمہاری لیے کچھ عذر نہیں ولا قوۃ الا باللہ حسبنا اللہ علیہ توکلنا والیہ المصیر ۱۲ ———

وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ اسکی یہی شرائط ہاین جو لوگ مستجمع شرائط ہون وہی ماذون نے الجہاد
ہونگے مینی عرض کیا بیان کیجئے فرمایا کہ خداتعالے نے اسکی درجات مقرر فرمائی ہین اور درجہ بدرجہ
بیان فرمکر آخر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو مومنین بیان فرمایا اور فرمایا کہ یہہ
لوگ مصداق آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار
رحماء بینہم الآیۃ کے ہین پہر اونکو اوصاف مندرجہ آیت قد افلح المومنین الذین
ہم فی صلوتہم خاشعون الآیۃ کے ساتہہ متصف فرمایا کہ اونہین ہوتی کے ضمن کرکے
مگر جو اہین ہی سو پہر اونکا وصف آیت والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر کے ساتہہ
بیان کیا پہر خبردی کہ خداتعالے نے اونکی مالون اور جانونکو جنت کے بدلے خرید لیا راہ
خدا مین مارین اور مرین جب یہہ آیت نازل ہولی ان اللہ اشتری من المومنین
انفسہم الآیۃ تو ایک شخص نے پوچہا یا رسول اللہ ایک شخص اپنی تلوار لیکر مقابلہ کرتا ہے
یہانتک کہ مقتول ہوتا ہے کیا وہ شہید ہے تو یہہ آیت نازل ہولی التائبون
العابدون الحامدون الآیۃ حضرت نے اس آیت کی تفسیر فرمائی اور فرمایا شرط
شہادت اور جنت کا اوسکو ہی جو ان اوصاف کے ساتہہ متصف ہوکر مقتول ہو پہر خداوند
تعالے نے خبردی کہ خدا نے کسیکو قتال کا امر نہین کیا مگر جو لوگ کہ ان شرائط کی ساتہہ
متصف ہون چنانچہ ارشاد ہی اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الآیۃ اور یہہ اسلیے
کہ تمام اشیا ما بین السماء والارض خدا و رسول کی اور اون مومنین کی ہین جو ان اوصاف کے ساتہہ
موصوف ہون پس جو کچہہ کفار کے قبضہ مین ہی وہ سب مومنین موصوفین باصفات
کا ہی لیکن کفار نے مومنین پر ظلم کیا اور اونپر غالب ہوگئی اور جب مظلوم ہولی
تو ماذون نے الجہاد ہولی اور مظلوم نہین ہوتا جب تک کہ مومن نہو اور مومن
اوسوقت ہوگا جب شرائط مذکورہ کے ساتہہ متصف ہو۔ پس جو شخص شرائط
مذکورہ کے ساتہہ متصف ہوگا مومن ہوگا اور جو مومن ہوگا مظلوم ہوگا اور جو مظلوم ہوگا

ماذون فی الجہاد ہوگا بدلیل قولہ تعالے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الآیۃ
جب یہہ آیت مہاجرین کے لیے نازل ہوئی جنکو کفار مکہ نے اونکی گھروںسے نکال دیا تہا
تو اونکے لیے بسبب اونکی مظلومی کے جہاد حلال ہوا۔ سینے عرض کیا کہ یہہ آیت مہاجرین
کے لیے تو اس وجہ سے نازل ہوئی کہ اونپر اہل مکہ نے ظلم کیا تہا پہر کیا وجہ ہے کہ کسری وقیصر
اور سوا اونکے مشرکین عرب سے کیوں لڑے نہ اونہوں نے ظلم کیا نہ گہروںسے نکالا۔ فرمایا
کہ اگر اذن بالقتال خاص بسبب ظلم اہل مکہ کے ہو تو پہر واقعی کسری وغیرہ کی جواز قتال
کی کوئی سبیل نہیں اور یہہ فرض قتال ہی لوگوںسے اوٹھہ جائیگی لیکن اسطرح نہیں جیسا
تونے گمان کیا بلکہ کفار کا ظلم دو طرح ہے اہل مکہ کا ظلم تو یہہ ہے کہ مومنین کو اونکی
گہروںسے نکالا اور کسری وغیرہ کا ظلم اسطور ہے کہ جو کچھہ اونکی قبض وتصرف مین ہے
وہ مومنین کا حق ہے جسپر کفار ظلماً غالب ہوگئے تو خدا کے حکم اور اجازت کے موافق
مومنین نے کسری وقیصر وغیرہ سے مقابلہ کیا اور اسیطرح ہر زمانہ کے مومن اس آیت کے
دلیل سے کفار کے ساتھہ مقاتلہ کرینگے پس اس حدیث سے بدلالت واضح ثابت متحقق ہے
کہ جن لوگوں نے کسرے وقیصر سے جہاد کیا وہ ماذون فی الجہاد تھے اور وہ خلفا ہین
رضوان اللہ علیہم اجمعین پس جب وہ ماذون فی الجہاد تھے تو معلوم ہوا کہ مظلوم
تھے اور مظلوم نہیں ہو سکتا جب تک مومن کامل نہو تو ثابت ہوا کہ وہ مومن کامل تھے
اور جب مومن تھے تو ثابت ہوا کہ متصف بشرائط واوصاف مذکورہ تھے کہ رسول کی
رفقا ومصاحبین کفار پر سخت مومنین کے ساتھہ نرم عبادت مین سرگرم بارگاہ خداوندی
مین اوسکے فضل ورضوان کے طالب اونکی خلوص ارادت وحسن عبادت کی وجہ خداوند
تعالے نے کتب مقدسہ توریت وانجیل مین اونکی مدح وتوصیف کو بطور مثل کے بیان فرمایا
اور اونسے وعدہ مغفرت اور اجر عظیم کا دار آخرت مین فرمایا اور جیسے دنیا مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے یار غار اور رفیق غمگسار رہے آخرت مین بھی اسکا نتیجہ اونکو یہہ ملیگا کہ

نورانونکی آگے آگے جلو مین ہوگا اور انبیاء کی ساتھہ جنت مین داخل ہونگے۔ اور نیز فلاح باب
کامل الایمان خاشعون فے الصلوٰۃ ہیہودگی سے مجتنب اور بعوض زکوٰۃ دینی والی عفیف
امانتونکے ادا کرنے والی عہد کی پورا کرنے والی اپنی سچے شہادتون پر قائم اور ان حضرات نے
بسبب ان اوصاف کے جنت الفردوس کو میراث مین پایا ہی گناہونسے توبہ کرنے والے
خدای وحدہ لاشریک کی پرستش کرنے والی ہر ایک حال مین خدا تعالے کی حمد کرنیوالے
روزہ رکھنی والے۔ نمازونکو اونکی اوقات پر پوری طور پر ادا کرنے والے لوگونکو
معروف کا حکم کرنے والی اور آپ بجا لانے والے منکر سے روکنی والے اور خود باز
رہنی والی۔ اور خدا کی حدود کی محافظت کرنے والے پس یہہ صفات ہین جنکی وجہ سے
حق تعالے نے مومنین کے جانون اور مالونکو جنت کے بدلے خرید لیا خدا کی راہ مین لڑین
تو مارین اور مرین خدا کا سچا وعدہ ہی توراۃ و انجیل و قرآن مین جس نے خدا کے ساتھہ اپنا
عہد پورا کیا خوش ہوا اپنی بیع کے ساتھہ اور یہہ بڑی کام یابی ہی پس یہہ اوصاف ہین جنکی ساتھہ
وہ ہیا جرین متصف ہین جنکو کفار نے مکہ سے نکالدیا اور ان اوصاف کے ساتھہ وہ مہاجرین
موصوف ہین جنہون نے باجازت تامہ خداوندی۔ اذن للذین یقاتلون الآیۃ کسریٰ
و قیصر کے ساتھہ جہاد کیا اور اونسے اپنا حق واپس لیا پس اگر معاذ اللہ یہہ حضرات جنکی شہادت
امام جعفر صادق رضہ جو ماموربالظہار ما ہو الحق تہی یہہ اوصاف ہین کافر و منافق ہون
اور غاصب خلافت مرتضوی اور فدک فاطمی ہون یا محرف قرآن اور محرق بیت اہل بیت
ہون یا اہلبیت کی تذلیل کرین یا معاذ اللہ بنات کو غصب کرین یا جناب فاطمی کو
صدمہ ضرب پہونچادین جس سے اسقاط محسن ہوکر مرد وفات پادین یا صحابہ مقبول کو زد و کوب
اور تذلیل و توہین کرین الی غیر ذلک من الافتراءات تو لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ امام
جعفر صادق رضہ نے جو کچھہ فرمایا وہ جہوٹ ہی اور اس باب مین آپ جہوٹی ہون اور یہہ
محال ہی تو ثابت ہوا کہ شیخین مجاہد قیصر و کسریٰ اوصاف مذکورہ کے ساتھہ قطعاً و یقیناً

متصف تھی اور ثابت ہوا کہ خدا و رسول کے نزدیک صاحب مراتب رفیعہ اور مدارج عالیہ تھی
اور انکی امامت حقہ اور خلافت راشدہ تھی والحمد للہ علی ذلک اور نیز اس سے بالبداہۃ اونکا
بھی بطلان واضح ہو گیا جو انکی علامہ رضی نے نہج البلاغت میں جا بجا ہونے سے
حجت یعنی امام کی شرط کی ہے - دلیل سابع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایام مرض الموت میں باوجودیکہ تمام اصحاب کبار مہاجرین و انصار اوسوقت حاضر و موجود تھے
مسجد نبوی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جا بجا پیشوای نماز مقرر فرمایا اور تمام
حاضرین پر امامت نماز میں مقدم کیا اور سب کا امام بنایا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمام حاضرین پر اوصاف استحقاق امامت میں
فضیلت اور تقدم رکھتے تھے چنانچہ حسب تصریح خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رفع اللہ
درجتہ فی العلیین انکے مولای مجلسی وغیرہ نے بحار وغیرہ میں اسکی روایات نقل فرما کر
جواب دیے ہیں قطع نظر اس سے اگر مجیب لبیب کو اسکا انکار ہے تو فرماویں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اشتداد مرض میں جو شب جمعہ سے لیکر صبح دوشنبہ تک ممتد رہا
جسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجز ایک دو بار کے مسجد میں نہیں تشریف لیجا سکے کون
امام تھا اور کسنے نماز پڑھائی ظاہر ہے کہ بلا اجازت تو نماز نہیں پڑھی ہو گی اور ضرور آپنے
کسیکو امام مقرر فرمایا ہو گا اور اصل صلوٰۃ کو بھی نہیں چھوڑا ہوگا تو آپنے کسکو نماز کیلیے
امام مقرر فرمایا اور یہہ واقعہ ایسا نہیں ہے کہ یاد نرہا ہو - قرب وفات کا واقعہ ہے ہاں اگر بعض
رواۃ شیعہ نے بنظر حفظ مذہب اس سے نسیان یا تناسی فرمائی ہو تو کچھہ تعجب نہیں لیکن
اہل تاریخ کو دیکھنا چاہیے وہ اس قصہ کو کیونکر بیان کرتے ہیں غیاث الدین بن ہمام الدین الحسینی
صاحب حبیب السیر اپنی کتاب میں لکھتا ہے نقلست کہ در ایام بیماری آن مقتدای انبیاء
و مرسلین در وقت ادای صلوٰۃ یک نوبت بمسجد شریف برد و شرائط امامت بجا آوردی
اما در آخر اوقات مرض سہ روز بیرون نتوانست آمد و دران ایام بموجب اشارہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ پیش نماز خلائق بود۔ اسیطرح اور مورخین نے بھی تصریح کی ہی پس اس سے انکار گویا آفتاب کو مشت خاک سے پوشیدہ کرنا ہی اور محض عناد و مکابرہ ہی پس باوجود اسکی کہ آپ پر واقعہ غصب خلافت منکشف تھا اور جانتی تہی کہ بعد آپکی یہہ لوگ خلافت مرتضوی غصب کرینگی تو ایسی حالت مین کہ سب اکابر مہاجرین واعیان انصار موجود ہون اور آپکا بھی وقت رحلت قریب ہو ایسا فعل کرنا جو موید اونکی ثبوت حقیت خلافت کو ہو بلکہ ناسخ نصوص خلافت مرتضوی ہو البتہ حسب روایات شیعہ موجب کمال استعجاب اولوالالباب ہی اول تو خود ایسی شخص کو اکابر مہاجرین وانصار پر امام مقرر فرمانا جو محض عشق وعاشقی کی وجہ سے مکہ چھوڑ کر نکلا ہو اور حرف ظاہر مین ہی کلمہ گو ہو حالانکہ سورہ برات وغیرہ نازل ہوچکی تھی دین کی تکمیل ہوچکی تہی ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب کا وعدہ پورا ہوچکا تھا اور حضرت کو ہر ایک کا حال معلوم ہوچکا تھا البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو افضل الانبیاء والرسل ہین حیرت خیز اور تعجب انگیز ہی پہر غصب خلافت کے کہٹکے نے اور زیادہ قابل حیرانی وتعجب کردیا تو اس سے صحیح معلوم ہوتا ہی کہ جن اصول پر یہہ لزوم ہے فی الحقیقت وہ اصول ہی موضوع ومفتری اور مخالف دین اسلام ہین اور نفس الواقع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر وقت مین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امام مقرر فرمانے سے یہہ ہی غرض تھی کہ اونکی خلافت کی طرف ایما جو قریب تنصیص کے ہی ہوجاوی چنانچہ سقیفہ بنی ساعدہ مین منجملہ دلائل کے ایک دلیل یہہ بھی پیش کیگیی تہی جسکو انصار نے بسر وچشم قبول کرلیا چنانچہ کتب اہل سنت مین مذکور ہی اور جب انصار نے اسکو قبول کرلیا اور بجہہ رود قدح وجوہ دیگر انہین کی تو اوسکو تائید وتقویت حاصل ہوگئی اور معلوم ہوا کہ یہہ امامت کبری کیلئے توطیہ وتمہید تہی ہم اسوقت اسی قدر قلیل پر اکتفا کرتے ہین بعد اسکی اگر باری فاضل مجیب نے کچہہ بہین لم ولا نسلم فرمائی تو انشاء اللہ تعالی مفصل

گذارش کرینگے ولیل ثامن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جو مامور باظہار حق
نہیں اور تقیہ اونکو جائیز نہ تہا بلکہ حسب وصیت آبا انکو یہ حکم تہا۔ حدث الناس وافتہم
ولا تخافن الا اللہ وانشر علوم اہل بیتک وصدق اباءک الصالحین
فانک فی حرز وامان اور ہرگز خلفا کی پاسداری نہ فرماتے تہے شیخین رضی اللہ عنہما
کی حقیقت فرماتے ہین ہما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیہما
رحمۃ اللہ یوم القیمۃ۔ نقلا عن کاشف۔ ارباب عقول اس عبارت کو ملاحظہ کرین اور کہین کہ یہہ کلام
نسبت حقیت خلافت شیخین کے لیے نص صریح ہی چونکہ جناب امام جعفر کو حکم تہا۔ وصدق اباءک
الصالحین لیس بموجب اس حکم کے آپنے یہ کلمات ارشاد فرمائی جو مصدق ہی کلام جناب امیر
جناب امام حسن رضی اللہ عنہما مین چنانچہ سوال ہین کسیقدر گذارش کر چکے ہین یہان بطور تذکرہ
کے اسیقدر گذارش ہی کہ پہلے معروض ہو چکا ہی کہ جناب امیر نے شیخین کی نسبت ارشاد فرمایا
ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصائب لہما فی الاسلام
لجرح شدید یرحمہما اللہ جزاہما باحسن ما عملا اب ہم نص جعفری کو اس کلام سے
مطابق کرتے ہین اور اسکی تصدیق اوس سے کرتے ہین ظاہر ہی کہ شیخین کے لیے امامت حقہ
کا ثابت ہونا متضمن ثبوت عدل اور قسط کو ہی اور نیز مستلزم اسکو ہی کہ حق پر تہی اور یہہ

گویا شرح ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصائب لہما فی الاسلام لجرح شدید
کی ہی اور اس سے پوری تصدیق اون دونو جملونکی ہوتی ہے۔ بعد اسکی فعلیہما
رحمۃ اللہ یوم القیمۃ اور جملہ یرحمہما وجزاہما باحسن ما عملا ظاہر ہی کہ بالکل
ہم معنی ہین اسمین کچہہ حاجت بیان ہی نہین ہی علاوہ ازین خطبہ للہ بلاد فلان
کو بہی مصدق ہی علی الخصوص فلقد قوم الاود وداوی العمد اصاب خیرہا

لہ لوگونسے حدیث بیان کر اور اونکو فتوی دے اور بجز خدا کے کسی سے نہ ڈر اور اہل بیت کے
علوم کو پہیلا اور اپنے آبا صالحین کی تصدیق کر تو حفاظت اور امان مین ہی ۱۲۔

حاشیہ [illegible]

ومستوشرھا۔ کی ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق گویا ھم معنی
اور مرادف ہین اور گویا جناب امام صادق نے جناب امیر کی کلام کی شرح فرمادی اور جناب امیر کے
اس کلام مین گو جملہ دعائیہ نہین لیکن اوصاف مذکورہ قطعاً مستلزم تعلیمہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ
کو ہین اسیطرح جناب امام صادق نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی کلام کی بھی تصدیق فرمائی
کیونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب خلافت امیر معویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم فرمائی تھی اور باہم
صلح نامہ تحریر ہوا تھا تو اول شرط یہ تحریر ہوئی تھی یسلم الیہ ولایۃ المسلمین
علی ان یعمل بینہم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ وسیرۃ الخلفاء
الراشدین۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسنؓ سے پہلے خلفاء راشدین بجز خلفاء اربعہ کے اور کوئی
نہین جب انکو ارشاد فرمایا اور انکی پیروی کا حکم فرمایا تو وہ اگر فی الواقع امام برحق اور خلیفہ
راشد نہوتے تو امام معصوم کے کلام مین کذب لازم آتی تو معلوم ہوا کہ وہ فی الواقع خلفاء راشدین
اور ائمہ برحق تھے اور جو کچھ انہون نے کیا وہ عدل و قسط تھا چنانچہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
نے اوسکی تصدیق فرمائی اور یہی اس کلام مین حضرت امام حسنؓ کے ارشاد کی گویا شرح کردی تو اب
مطابق وصیت نامہ کے حضرت امام جعفرؓ پورے پورے طور سے صادق آیا۔ وصدق اباءک
الصالحین اور واقعی آپنے مطابق حکم وصیت نامہ کے اپنی آباء صالحین کی پوری تصدیق
فرمائی۔ اور ظاہر ہے کہ چونکہ حضرت امام جعفر مامور باظہار حق تھے اور تقیہ جایز نہ تھا
اسلیے جو کچھ ظاہری طور پر آپنے ارشاد فرمایا وہ قابل قبول ہوگا اور جو کچھ اسمین خفیہ طور پر اوسکے
خلاف بیان کرین وہ باعتبار لفظ و معنی کے نہایت لغو اور پوچ ہے اوسکی نسبت جو منقول کیا جاتا ہے
وہ خرافات کا ایجاد و اختراع بحت ہوگا چنانچہ تصریح بعض علماء شیعہ کے بعض کی نسبت یہہ
ثابت ہے تو مجلسی نے صدوق کی نسبت ایک حدیث مین یہہ امر فرمایا ہے وانما فعل
ذلک لیوافق اهل العداء خود شریف رضی نے جناب امیر کے کلام مین کیا کیا کچھ
ابتری کی ہے کہ وہ تحریفات یہود و نصاری سے بھی بڑھ گئی ہے ایسی ما لاستعملت السیع

زیادتیونکو کیونکہ غلط بیقین تجب جاوی جو باعتبار لفظ و معنی کے غلط ہون باعتبار حالت
قایل کے غلط ہون باعتبار ناقل کے غلط اور کذب ہون کوئی قرینہ اونکی صدق پر شاہد ہو
ایسی زیادتیونکو صحیح تسلیم کرنا حضرات شیعہ کا ہی کام ہے اور وہ زیادتی اختراعی یہہ ہے جو
راوی اس حدیث کا کہتا ہے - فلما انصرف الناس قال له رجل من خاصته[۱] یا ابن
رسول الله لقد تعجبت مما قلت فی ابی بکر و عمر فقال نعم هما اما ما اهل النار
کما قال الله تعالی وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ واما العادلان
فلعدولهم عن الحق کقوله تعالی وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ واما
القاسطان فقد قال الله تعالی وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا
والمراد من الحق الذی کانا مستولیین علیه هو امیر المؤمنین حیث
اذیاه و غصبا حقه والمراد من موتهما علیه انهما ماتا علی عداوته من غیر ندامة
عن ذلک والمراد من رحمة الله رسول الله فانه کان رحمة العالمین وسیکون
خصما لهما ساخطا علیهما منتقما عنهما یوم الدین انتهی - اہل دانش انصاف اس زیادتی
کو جو رات شیعہ نے فرمائی ہے ملاحظہ فرماوین اور حضرات شیعہ کے علم و فضل و عقل و انصاف کی داد دین
کی داد دین اس بحث مین ہم یہہ تو بیان کر چکے ہین کہ اس نص صریح مین اگر اسکو ظاہر پر محمول کیا جاوے
پوری طور پر تصدیق انکی ابا اصحابین رضوان الله علیہم اجمعین کے ہوتی ہے لیکن اگر اس زیادتی

---

[۱] جب لوگ چلی گئی تو ایک شخص نے آپکی خاص مین سے پوچھا کہ ای رسول اللہ کے فرزند مجہی اوس سی تعجب ہے
جو آپنی ابوبکر و عمر کے حق مین فرمایا - فرمایا ہان - وہ دونو دوزخیونکی امام ہین - جیسا اللہ تعالی نے فرمایا (اور ہم نے
انکو امام بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہین) اور یہہ کہ وہ عادل ہین تو یہہ حق سے عدول کرتے اور پہرنے کی سبب سے مثل
قولہ تعالی کے (جنہون نے کفر کیا اپنی پروردگار کے ساتھہ برابر کرتے -) اور یہہ کہ قاسط ہین پس تحقیق اللہ تعالی نے
فرمایا کہ قاسط وظالم دوزخ کا ایندہن ہین اور حق سی مراد جسپر وہ غالب تہی امیر المومنین ہین کہ اسکو ایذا دی اور اسکا حق غصب کیا
اور اوسپر مرنی سے یہہ مراد ہے کہ یہہ دونون اسپر لعنت کیے اور اسکی عداوت پر مرے اور رحمۃ اللہ سے مراد رسول اللہ ہین کہ وہ رحمۃ للعالمین ہین اور انکا

روات کو صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو اس صورت میں ابا صالحین کی تصدیق نہو گی بلکہ تکذیب ہوگی
اب ہم اس زیادتی کی تکذیب پر دلائل قائم کرتے ہیں گو ہماری گذارش سابقہ سے اسکی تکذیب بخوبی
ہو چکی ہے اور علماء کے بخصوص اس زیادتی کی روایت کو جھوٹا کرتی ہیں اور صحیح ہو کر اگر جملہ
دعوے ہی ان مکابہا فی الاسلام التقطیع الخ اور کلام۔ ندیدہ طلاو فلان صریح اسکی اور اسکی روایت کی
تکذیب کرتے ہیں۔ ثانیاً علامہ بحرانی نے جو جواب اس اعتراض کا دیا ہے کیف سلم سہما ہم
یسلم المعویۃ وطلحۃ والزبیر مع قیام الفتنۃ فی حربہم۔ اور وہ یہہ ہے۔ الثانی ان الفرق بین الخلفاء
الثلثۃ وبین معویۃ فی اقامۃ حدود اللہ والعمل بمقتضی اوامرہ ونواہیہ ظاہر۔ اس کی صریح
ثابت ہوتا ہے کہ راوی نے جو علاوہ ان فاسطان کے معنی جابران ظالمان کے گھڑی ہیں محض دروغ ہے
کیونکہ خلفاء ثلثہ کا حدود اللہ کو قائم کرنا اور بموجب اوامر ونواہی خداوندی کے عمل کرنا یہہ ایسا ظاہر ہے
کہ جسکا شیعہ کو بھی اعتراف ہے اور ظاہر ہے کہ عدل وانصاف اسیکا نام ہے کہ حدود اللہ کو قائم کیا جاوے
اور بموجب اوامر ونواہی خداوندی کے عمل کیا جاوے اور حق پر ہونا بھی اسی پر منحصر ہے اور استحقاق دعا
ففی سلیہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ کا بھی اسی پر گویا موقوف ہے اور جب یہہ وصف شیخین میں جب
اعتراف علامہ بحرانی پائی جاتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ شیعہ میں سے کسی کو بجز خاص
وقت کے اسکا انکار نہیں اور بحرانی نے کو جھوٹا نہیں سمجھتے تو معلوم ہوا کہ حضرت امام نے جو کچھہ
فرمایا وہ اپنی ظاہر پر محمول ہے اور راوی نے جو اوسکے بعد میں تحریف فرمائی وہ کذب و دروغ ہے
ثالثاً ہم اس سے زیادہ صریح دلیل اور واضح تر عرض کرتے ہیں جس سے پوری تکذیب اس
زیادت اور اوسکی روات کی ہو جاوے۔ نہج البلاغت میں ایک خطبہ مذکور ہے جسکا عنوان یہہ ہے
واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ الخ یہہ خطبہ
صریح دلالت کرتا ہے کہ جناب امیر نے تسلیم خلافت اس شرط پر فرمائی تھی کہ امور مسلمین بخوبی درست رہیں
اور سلامت میں کسی پر جور وجفا ظلم وزیادتی نہو چنانچہ آخر خلافت خلفاء تک جناب نے اوس
تسلیم کو قائم رکھا اور کوئی امر ایسا واقع نہیں ہوا جس سے جناب امیر کو گنجائش مناقشہ ہجا

بلکہ چنانچہ شارح ابن میثم اسکی تصدیق فرماتے ہیں اور اسکی تائید میں کہتے ہیں قوله والله لاسلمن
ما سلمت امور المسلمین ای لاترکن المنافسة فی هذا الامر ما سلمت امور
المسلمین من الفتن وفیه اشارة الی ان غرضه من المنافسة فی هذا
الامر هو صلاح حال المسلمین واستقامة امورهم وسلامتهم عن الفتن
وقد کان لهم ممن سلف من الخلفاء قبله اس سے بدلالت مطابقی ثابت ہے کہ خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنہم ظلم وجور کی بو تک سے بالکل پاک وصاف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما مصداق هما امامان عادلان
قاسطان کانا علی الحق وماتا علیه فعلیهما رحمة الله یوم القیمة کی رہیں اور راوی حدیث نے
بعد اسکی جو کچھ من تلقاء نفس اضافہ کیا وہ سراسر کذب اور دروغ ہے اور جناب امیر علیہ السلام کی کلام
اور اجمالی کی تصریح سراسر اسکی تکذیب ہے۔ رابعاً خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ فاضل
اخباری کی جواب منتہی الکلام میں یہ عبارت نقل فرماتے ہیں اگر با انصاف تامل فرمایند صریح است کہ بنا بر
مزعوم امامیہ از خلفاء ثلثہ گو نسبت بہ امیر المومنین علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہما نقض عہد و نکث
بیعت و غدر و غصب فدک و دیگر قبیح اعمال ازان ہا سرزدہ اما باینہمہ باز در ظاہر طریقہ معاشرت ایشان
با اہل بیت عین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود و اجرای شعار اسلام بجز افعال معدودہ کہ در کتب کلامیہ و سیر
موجود و منشاء طعن و قدح است در شان ایشان بالمرہ نزد امامیہ نیز از میان بر نداشتہ بودند و پاس شرع متین را
نصب العین خاطر خود داشتند۔ یعنی فاضل اخباری کس تصریح کے ساتھ فرماتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ کا طریقہ
معاشرت اہل بیت کے ساتھ عین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین شیعہ و اہل سنت کے تھا اور اجرای شعار اسلام
کو امامیہ کے نزدیک بھی اوٹھا نہیں دیا تھا اور پاس شرع متین کو ہر وقت اپنی دلکی آنکھوں کے سامنے رکھتے تھے
پس جنکی باعتراف فاضل اخباری یہ اوصاف ہوں انکی نسبت مطاعن معلوم ہوتا ہے کہ یہ زیادتی کذب
و دروغ ہے اور یہ جو فاضل اخباری نے بعض اعمال معدودہ کی نسبت ذکر کیا یہ بھی جناب امیر کی
تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات کا کذب و افترا ہے چنانچہ ہم بارہا گذارش کر چکے اور ابھی
گذارش کیا ہے کہ جناب امیر کا تسلیم خلافت کو مشروط کرنا باصلاح امور اہل اسلام کے ساتھ ہے

پہر اوس تسلیم پر آخر تک قائم رہنا اور چون و چرا نکرنا اون افعال کو جو کتب کلامیہ اور سیر مین موجود ہین مثل
نکث بیعت و نقض عہد و غصب فدک وغیرہ سب کو ثابت کرتا ہی کہ موضوعہ و مفتریہ ہین کیونکہ جہول شیعہ سے
کوئی فعل ایسا سرزد نہین ہوا جسکا اثر خاص جناب امیر کے ذات بابرکات تک محدود ہو بلکہ جو فعل صادر
ہوا جسکو حضرات شیعہ معرض طعن و قدح مین بیان کرتے ہین وہ علاوہ جناب امیرؓ کے دوسرونکی
حقوق پر بہی موثر ہی مثلاً غصب خلافت یہہ ایسا فعل ہی کہ اس سے زیادہ دینوی اور دنیاوی حقوق
اہل اسلام کو کوئی چیز ضرر رسان نہین ہی چنانچہ خود ظاہر و بدیہی ہے غصب فدک خاص حق
جناب سیدہ معصومہ کا بلکہ آیندہ تمام بنی فاطمہؓ کا تہا جو تلف ہوا اور اس سے آیندہ ایک حصہ کا
نقصان جناب امیر کا بہی سمجہہ علی ہذا القیاس پس اگر انکا وقوع صحیح ہوتا تو معاذ اللہ
جناب امیر نے جو کچہہ واللہ لا سلمن ما سلمت امور المسلمین الخ فرمایا وہ جہوٹ تہا اور اگر
وہ سچ تہا تو ان امور کا وقوع کذب ہی لیکن ہم کہتے ہین جناب امیر کا ارشاد سچ تہا وہ ہرگز کذب
نہین لیکن یہہ امور محض اون جیسی لوگونکی تراشی ہوئی ہین جو لاعن و ملعون ائمہ تہے جنکی مونہہ
پر کتے پیشاب کرتے تہے جنکی صراحۃً ائمہ تکذیب فرماتے تہے جو ائمہ پر افترا و بہتان باندہتے
تہے پس انکی تکذیب کردینا البتہ قرین قیاس ہی۔ غرض یہہ دلائل اس باولی مخترعہ کی بخوبی تکذیب
کرتے ہین اور علاوہ انکی اور بہی دلائل عقلی ہین جو اس بناولی اور اوسکی روات کے تکذیب کرتے ہین
مگر ہمنے بخیال تطویل اور نیز اس خیال سے کہ ہر شخص جسکو ذرا بہی عقل و فہم اور علم و انصاف سے
حصہ ملا ہوگا وہ بمجرد دیکہنے اس باولی کی بداہۃً یقین کرسکتا ہی کہ یہہ محض بناوٹ اور جہوٹ
ہی انکی استیعاب کو ترک کردیا ہی **دلیل تاسع** جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب
خلع خلافت فرمایا اور امیر معویہ سے مصالحت کرکے اونکو تسلیم فرمائی اور صلحنامہ لکہا گیا جو علمائے
تاریخ نے نقل کیا ہی اور ہم سابق مین اوسکی نقل کرچکے ہین کہ اوسمین چند شرائط قرار پائی تہی
چنانچہ اول شرط یہہ تہی کہ کتاب و سنت و سیرت خلفاء راشدین پر عمل کری دوسری
شرط یہہ تہی کہ معویہ کو یہہ استحقاق نہین ہی کہ اپنی بعد کسیکو خلیفہ مقرر کری بلکہ بعد اوسکی

خلافت شوری کی طور پر بین المسلمین ہوگی چنانچہ عبارت صلحنامہ کی یہہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما صالح علیہ الحسن بن علی بن ابی طالب ومعویۃ بن ابی سفیان صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ امر المسلمین علی ان یعمل فیھم بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیرۃ الخلفاء الصالحین ولیس لمعویۃ بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من بعدہ بل یکون الامر من بعدہ شوری بین المسلمین انتہی بنقلہ الحاجۃ

یہہ دونو شرطین بداہۃ ایسی ہین جو ہماری مدعا کی مثبت ہین اور اصول شیعہ کی مبطل کیونکہ ظاہر ہی پہلی شرط مین بدلالت مطابقی ہماری دعوی کا ثبوت موجود ہی امیر معویہ سی معاہدہ فرمایا کہ سیرۃ خلفاء صالحین پر عمل کری اب فرمائیی کہ خلفاء صالحین کون ہین جنکو جناب امام صالحین یا راشدین سی تعبیر فرماتے ہین اس سی پہلے بجز خلفاء اربعہ کے اور کوئی خلیفہ نہین ہوا تو بجز اسکی کہ خلفاء صالحین سے خلفاء اربعہ مراد ہو اور کوئی صورت نہین اور خلفاء صالحین اوسیوقت ہوسکتی ہین جبکہ اونکی امامت حقہ اور خلافت راشدہ ہو نہ امارت فاجرہ تو یہہ شرط چندوجوہ سی مثبت مدعا ہی اول یہہ کہ جناب امام علیہ السلام نے اونکو خلفاء صالحین فرمایا اگر فی الواقع وہ خلفاء صالحین ہین تو ہمارا مدعا ثابت ہی اور اگر باعتبار فرض وہ خلفاء صالحین نہین ہین تو معاذ اللہ امام معصوم نے جھوٹ بولا دوسری یہہ کہ کتاب وسنت کی ساتھہ اونکی سیرت کوبھی معمول بہا شرط قرار دیا جس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اونکی سیرت اتباع شریعت مین یہانتک راسخہ ہی کہ جو اوسکا اتباع کریگا — فی الحقیقت شریعت کا ہی اتباع ہوگا اور انہون نے یہانتک اجرای شعائر شرع کیا اور پاس شرع کو اپنی افعال واقوال مین یہانتک ملحوظ خاطر رکہا کہ جو شخص اونکا اتباع کریگا وہ اتباع کتاب وسنت وسبیل شریعت سی جدا نہوگا اور یہہ مستلزم اسکو ہی کہ وہ خلفاء راشدین تہی اور اونکی خلافت خلافت راشدہ تہی — تیسری یہہ کہ جناب امام حسن ؓ نے وسیرۃ الخلفاء الصالحین ایسا لفظ فرمایا

جو خلفاء اربعہ کو شامل ہی جسمین جناب امیر اور جناب خلفاء ثلثہ برابر شریک ہین اور ہرگز خصوصیت کے
ساتھ اسکا اطلاق جناب امیر پر نہین ہو سکتا اور بدون امتیاز و فرق کے سب کی سیرت کی اتباع کو شرط
گردانا جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ رشد و صلاح مین علی کی نزدیک جناب امیر تھی ویسی ہی
خلفاء ثلثہ تھی اور جیسی اتباع سیرت جناب امیر کا پسندیدہ تھا ویسی ہی اتباع سیرۃ خلفاء
ثلثہ محمود و پسندیدہ تھا اور یہہ عین مدعا اہلسنت کا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ وقت تقیہ کا نہین اور
تقیہ کی بیان کی گنجایش ہی اور کتب سنت کا ہی ذکر فرمانا کافی تھا یہہ جو آپنے بڑہایا اس سے
صراحۃً معلوم ہو سکتا ہی کہ یہہ آپکا عقیدہ قلبی تھا اور دوسری شرط بھی ہماری مدعا کو
ثابت کرتی ہی دوسری آپنے یہہ شرط کی کہ معویہ ابن ابی سفیان کو اختیار نہین ہی کہ اپنی بعد
کسیکو خلیفہ بنا دی بلکہ امر خلافت کا مسلمین بطور مشورہ کے ہوگا اس شرط مین غور
کرنا چاہیی کہ واضح طور پر یہہ شرط شوری مسلمین کے تصویب اور تصحیح کرتی ہے اور اس سی
ثابت ہوتا ہی کہ جو خلافت بطور شوری کے واقع ہو وہ صحیح ہو اور جسپر اہل حل و عقد متفق
ہو جاوین وہ امر حق ہی پس اس سے صریح حقیت خلافت خلفاء ثلثہ ثابت ہوئی اور ثابت
ہوا کہ جو حضرات شیعہ نے نص کو شرط امامت قرار دی رکھا ہی یہہ باطل ہے **دلیل**
عاشر سید رضی نے نہج البلاغت مین ایک خطبہ نقل کیا ہی جو صراحۃً مثبت مذہب اہل حق
و مبطل مدعای شیعہ ہی ہم اسکو شرح نہج البلاغت سی نقل کرتے ہین جو کچھ شارح اسکی شرح
مین تحریر فرمایا ہی اپنی مدعا کی ثبوت مین اسکو بھی نقل کرتے ہین ومن کلام لہ لما
اراده الناس علی البیعۃ بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غیری فانا
مستقبلون امرا له وجوه و الوان لا تقوم له القلوب ولا تثبت علیه العقول
وان الآفاق قد اغامت والمحجۃ قد تنکرت واعلموا انی ان اجبتکم رکبت
بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب وان ترکتمونی
فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموه امرکم وانا لکم وزیرا خیر لکم

ہے امیرًا - انتہی عاقل منصف اس کلام کو ملاحظہ کرے اور اسکا مطلب سمجھے خصوصًا جو کچھ انتہا
آخر میں قول ان ترکتمونی سے ارشاد فرمایا ہے کیونکہ جس جملہ میں اور ہر ایک جملہ میں کا گویا

ہے پہلا جملہ جو جناب امیر نے ارشاد فرمایا ہے یہ ہے - فان ترکتمونی فانا کاحدکم
یعنی اگر تم مجھکو چھوڑ دو اور مجھسے بیعت نکرو تو میں تم میں کا ایک جیسا ہوں جیسے تم ہو
اطاعت امام واجب ہے اور مطیع مجھپر ہے واجب ہے یعنی اگر تم مجھسے بیعت کرو تو میں امام واجب
الاطاعت ہوں اور اگر تم بیعت نکرو تو پہر میں تمہیں جیسا شخص ہونگا یہہ معنی آپکے الفاظ صاف
و صریح میں جو خود الفاظ و سیاق سے مستنبط ہوتے ہیں اور شارح ابن میثم اس معنی کے شہادت
دیتا ہے اور غالبًا حضرت فاضل مجیب اسکی تحریف فرمائینگی اور فرمائینگے کہ حضرت امیر
اس کلام سے کوئی حکم شرعی نہیں بیان فرمایا بلکہ یہہ حالت جو واقع ہونے والی تھی بیان
فرمائی پس اسکے جواب میں قبل اسکے کہ ہم آپکی تہذیب ابن میثم کے قول سے کریں
یہہ گذارش کرتے ہیں کہ یہہ تو حضرات کو بھی مسلم ہے کہ ترک بیعت میں حضرت کا مثل
عوام کے ہونا صرف اسوجہ سے ہے کہ امت میں فتنہ نہ کھڑی ہوں - غرض انکے سکوت
کی محض خوف ثوران فتن ہی سے ہے وجہ ہے کہ جب ابوسفیان نے اور حضرت عباس نے
درخواست بیعت کی تو آپنے نامنظور فرمائی اور باوجود اس قوت و شجاعت منفرطہ
کی انہوں کے مطیع و منقاد خلفا بنی حالانکہ خلفا نے جو کچھ جایز و ناجایز چاہا کیا پس جب آپکا
سکوت و عدم مناقشہ بوجہ خوف فتنہ ہمیشہ رہا ہے اور یہاں بہی فتنہ کے خوف سے
یہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم مجھکو ترک کرو تو میں تمہارے میں سے مثل ایک کی ہونگا
اور ظاہر امر تمہارے شریک حال ہونگا پہر کیا وجہ ہے کہ امیر معویہ سے مناقشہ کیا اور جھگڑا
کیا باوجودیکہ فتنہ یقینی تہا جناب امام ثانی کی طرح مصالحت کر لیتے اور خلافت تسلیم
کرکے مطیع بن جاتے نہ تو کوئی جھگڑا ہوتا اور نہ کوئی فتنہ اٹھتا اسپر اگر آپ
مثل ابن میثم سیرت کا جھگڑا چھیڑینگی تو پہلے یہہ خیال فرمائیں کہ افسوس جناب امام

ثانی کو یہہ نہ سوجھی جو لاکھون مسلمانونکی دین و دنیا کی بربادی اپنی ہاتھ سے فرمائی اور اگر یہہ
فرمائین کہ بمقابلہ خوف فتنہ کی سیرت کا لحاظ ضروری نہ تھا تو ہم گذارش کرینگے کہ نہایت
افسوس ہے کہ جناب امیر نے ایک غیر ضروری امر کے لیے ہزارہا مسلمانونکی جانین ضایع
کرائین تو معلوم ہوا کہ محض ظاہری حالت ہی کو نہین بیان کیا بلکہ حکم شرعی بھی بیان
فرمایا علاوہ ازین اس صورت مین جملہ لاحقہ اور اسکی ترقی صحیح ہوگی پھر ابن میثم کی
شرح جسکو ہم جملہ آیندہ کی شرح مین نقل کرینگے - بالتصریح اسکی مکذب ہے اور نیز ترک
بیعت اور عدم ترک کے حالت کا امتیاز سب سے زیادہ اصول شیعہ پر لغو اور باطل ہے پس
ہماری فاضل مجیب کا یہہ زعم اس جملہ کی تاویل مین محض لغو اور لاطائل ہوگا دوسرا جملہ
جناب امیر نے یہہ فرمایا - ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم گویا جملہ سابقہ سے
بطور ترقی فرماتے ہین اور شاید مین تم سے زیادہ اوسکی حکم کا سننے والا اور اوسکی حکم کا
مطیع ہون جسکو تم اپنی امر کا والی بناؤ اور اپنا امام قرار دو - اب ہم پوچھتے ہین کہ جناب
امیر کی زیادتی سمع اور زیادتی اطاعت کی وجہ کیا ہے - جو لوگ ایسی ہین کہ جنہون نے
اون خلفا کو جنکو اہل حل وعقد نے خلیفہ بنایا ہے امام برحق سمجھہ رکھا ہے - تو وہ
تو اپنی غلطی کی وجہ سے کسیقدر معذور ہونگی لیکن جناب امیر نے بھی اگر اونکو امام برحق
اور خلیفہ راشد اعتقاد کر رکھا ہے تو ہو المراد اور اگر آپنے ظالم و غاصب در حق خاص ثابت
سمجھہ رکھا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اپنی سمع و اطاعت کو بہ نسبت عوام کے زیادہ فرماتے
ہین حالانکہ یہان انکی سمع و اطاعت محض ضروری ہین جو بنظر مصلحت وقت ہیجان فتن
کی خوف سے اختیار کی گئی و الضروریات تتقدر بقدرہا اور قدر ضرورت سے متجاوز نہین ہوسکتے ہین
پس اگر ضرورۃً اختیار کی گئی تھی تو وہ اسیقدر ہوتے جس سے ضرورۃ وقت رفع ہوجاتی
یہہ فرمانا آپکا کہ جسکو تم اپنا والی امر بناؤگی مین اوسکا تمہاری بہ نسبت زیادہ مطیع
ہونگا تو یہہ زیادتی سمع و اطاعت کی بجز اسکی ممکن نہین کہ آپنے اوس شخص کو

جسکو اہل حل وعقد نے امام بنایا ہی شرعاً واجب الاطاعت سمجھیہ کہا ہو اور جب آپ بروی حکم شرع واجب الاطاعت اعتقاد کرینگی تو بے شک بہ نسبت دوسرونکی آپ زیادہ اتیان بامور مین سرگرم ہونگی اور بدیہی ہے کہ کسی شخص کا شرعاً واجب الاطاعت ہونا اور جناب امیر کا اوسکی مطیع ہونا بدون اسکی ممکن نہین ہے کہ بروی شرع اوسکی امامت و خلافت صحیح منعقد ہو چنانچہ ہم اس مدعا کی ثبوت مین علامہ بحرانی کی عبارت کو اوسکی شرح سی نقل کرتے ہین اہل فہم و انصاف ملاحظہ فرماوین قوله وان ترکتمونی الخ ای کنت کاحدکم فی الطاعة لامیرکم بل لعلی اکون اسمعکم واطوعکم له ای لقوة علمی بوجوب طاعة الامام وانما قال لعلی لانه علی تقدیر ان یولوا احد ایخالف امر الله لایکون اطوعهم له بل اعصاهم واحتمال تولیتهم لمن کذلک قایم فاحتمال طاعته له قایم فحسن ایراد لعل انتهی بقدر الحاجة بحرانی صاحب کی عبارت سے اور ازنکی تصریح قابل ملاحظہ اولو الابصار ہی وہ فرماتے ہین کہ جناب امیر کا اسمع واطوع ہونا اسوجہ سی تہا کہ آپ حکم شرعی وجوب طاعت امام کے اعلم ہین اور آپ جانتی ہین کہ امام کے طاعت بروی حکم شرع واجب ہی اور ظاہر ہی کہ امامت تاوقتیکہ شرعاً منعقد نہو اور امام بروی شریعت امام صحیح نہو واجب الاطاعت نہین ہو سکتا تو اس سی صاف ثابت ہوا کہ اہل حل وعقد جسکو امام بناوین وہ شخص عند اللہ امام اور واجب الاطاعت ہی اور جناب امیر ہی اوسکو واجب الاطاعت اعتقاد فرماتے ہین اور جب شرعاً امام اور واجب الاطاعت ہوا تو آپ کیون نہ اوسکو امام سمجہینگی لیکن شارح بحرانی نے اسقدر قید اور لگائی کہ یہہ حکم عام نہین بلکہ لفظ لعل سی یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ احتمال ہے اہل حل وعقد ایسی شخص کو امام بناوین کہ جو مخالف امر اللہ کے ہو تو اوسوقت آپ اطوع نہونگی بلکہ زیادہ مخالف اور نافرمان ہونگی اگرچہ بحرانی کی یہہ قید بالکل غلط ہی کیونکہ اس احتمال کی عدم وقوع کی تکذیب وتغلیط خود جناب امیر بجواب امیر معویہ کے فرما چکی امیر معویہ نے آپکو اوس خط کے جواب مین جسمین آپنے امیر معویہ سی

بیعت طلب کی تھی اور یہ تحریر فرمایا تھا کہ میری ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر
وعمر وعثمان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو تم بھی اسکو قبول کرو۔ لکھا آیا تھا۔ کہ اگر آپ بھی مثل ابوبکر وعمر کے
ہوتے تو آپکی خلافت بیعت اہل حل وعقد سے صحیح ہوتی اور میں آپ سے ہرگز نہ لڑتا لیکن جب آپ
مثل ابوبکر وعمر کے نہیں بلکہ حدود وقصاص جاری نہیں کرسکتے یا قاتلین عثمان کے حامی ہیں
تو اس حالت میں بیعت اہل حل وعقد سے آپکی خلافت منعقد نہیں ہوسکتی اور اہل حل وعقد نے خطا کی
جو آپ جیسے شخص کی بیعت خلافت کی جو مہمات خلافت کو سرانجام نہیں کرسکتا اسکی جواب میں
جناب امیر نے تحریر فرمایا کہ وزعمت انا اقد علی بیعتی خطیئتک فی عثمان
کنت امرأ من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا
ماکان اللہ لیجمعہم علی ضلال ولیضربہم بعمی حاصل جواب یہ ہے کہ تو جو مجھ پر الزام خذلان قتل
عثمان کا لگاتا ہے اور اسوجہ سے مجکو صالح وراہل للخلافت نہیں سمجھتا اور گمان کرتا ہے کہ اہل حل وعقد
نے خطا کی جو غیر اہل کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گویا بالکل غلط اور لغو ہے کیونکہ میں بھی ایک
رجل مہاجرین میں سے ہوں جو انکا حال تھا وہی میرا حال ہے اگر میرے ذمہ الزام ہے تو سب کے
ذمہ الزام ہے اس معاملہ میں بھی کوئی خاص کام کہ جو سب مہاجرین سے علیحدہ ہو نہیں کیا پس
اگر اہل حل وعقد نے مجھسے بیعت کی اور میں غیر صالح للخلافت تھا تو لازم آتا ہے کہ وہ سب گمراہی
پر مجتمع ہوں اور سب کے سب حق سے اندھے ہوں اور یہ محال ہے تو اس سے صاف ثابت ہوا
کہ بیعت اہل حل وعقد کی صالح للخلافت کے ساتھ نہیں ہوسکتی ہے اور علامہ بحرانی نے
جو یہ احتمال قائم کیا کہ اہل حل وعقد کسی شخص کو امام بنادیں جو مخالف امر اللہ کے ہے یہ غلط ہے
اور جناب امیر کا جواب سراسر اسکو مکذب ہے لیکن با اینہمہ ہم اسکو علی سبیل التنزل تسلیم کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ اچھا اسی امام کو واجب الاطاعت اعتقاد کرو جسکو اہل حل وعقد
امام بنادیں اور وہ ایسی شرائط اور تمہید شرائط میں مخالف امر اللہ کی نہو اور خاص اسی
نوع میں جناب امیر کے ارشاد کو مانو اور اپنے علامہ بحرانی کو سچا سمجھو اور ظاہر ہے کہ

جناب امیر زمانہ خلافت خلفا ثلثہ مین اسمع و اطوع رہی کبھی کسی قسم کی چون و چرا نہین کی
باوجودیکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنکی شان مین من اغضبہا اغضبنی ہے بہت کچھ ناخوش و نارض
ہوئین اور کلمات قبیح و مستہجن مثل جنین پردہ نشین شدہ و خائنین ورفتا گریختہ الخ الی آخر
الکفریات فرمائی عیاں بمجمع مہاجرین و انصار مین جاکر اوبلا اور فریاد و فغان کے
مگر آپکو جوش نہ آیا ۔ بروایت صدوق الشیعہ چالیس آدمیون نے کبار مہاجرین و انصار
سے آپ سے ابتدا خلافت صدیقی مین درخواست کی کہ ہم ابوبکر کو مسند خلافت سے
اوتار دین آپنے منظور نہ فرمایا ۔ حضرت عباس اور ابو سفیان کے درخواست بیعت کو
قبول نفرمایا قسم قسم کی اذیتین اور صعوبتین جھیلین اور طرح طرح کی تذلیل و توہین سہی
لیکن سمع و طاعت کی عروۃ الوثقی کو ہاتھ سے نہ دیا پس جب باوجود ان باتونکے بھی
آپنے کبھی چون و چرا نفرمائی تو آپ سے زیادہ کون اسمع و اطوع ہوسکتا ہے کیونکہ امام کے واجب الاطاعت
ہونیکا آپکو بشہادت بحار الانوار قوی علم تھا اور جب امام بھی خداتعالے کے حکم سے کسی کو واجب الاطاعت
ہے تو اسکی اطاعت سے انحراف گویا خدا کے حکم سے انحراف ہے جو معصیت ہے قطع نظر
اس سے ہم پہلے بروایات شیعہ ثابت کر چکے ہین کہ سیرت خلفاء ثلثہ کی مثل سیرۃ الملوک
و سلاطین جائرہ کے نہین ہے بلکہ ترویج معالم دین اور احیاء شعائر اسلام مین سرگرم تھی
اور ہمیشہ پاس شرع شریف نصب العین اور مد نظر خاطر رکھتی تھی ۔ تو جب ایسی خلفاء
کو ویسی اسمع و اطوع نہونگی تو پھر کیسکی ہونگی ۔ پھر نہ صرف خلفا ثلثہ کے زمانہ مین انکی حکم
کی مطیع و منقاد رہی اور آیندہ کیلیے بھی بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
فرمایا کہ تم جسکو امام بنالو مین اوسکا مطیع و منقاد ہونگا اور یہ ثابت ہو چکا کہ آپکی
زیادتی اطاعت و انقیاد اسوجہ سے ہی کہ آپکو وجوب اطاعت امام کا علم زیادہ تھا جبکہ لوگ ہم
متیقن تو پایں جب کوئی دوسرا شخص امام حق اور واجب الاطاعت ہوا اور آپ اسکی
سرو چشم بحکم شرع مطیع ہوئی ۔ تو آپکی امامت منصوصہ باطل ہوگی اور بعض شیعون کے

امامت ثابت ہوئی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ امام برحق وہی ہے جسکی امامت کو اہل حل وعقد تسلیم
کرلیں اور متفق ہوکر اہل حل وعقد جسکو امام بنالیں اور خلفاء ثلثہ کو اہل حل وعقد نے امام برحق
تسلیم کرلیا ہے اور اونکو امام بنا لیا ہے تو وہ واجب الاطاعت اور امام برحق اور خلیفہ
راشد ہوئی - تیسرا جملہ جناب امیر نے ارشاد فرمایا - وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا - یعنی تمہارے
لیے میں وزیر ہوں یہہ بہتر ہے اس سے کہ میں تمہارا امیر ہوں حاصل یہہ ہے کہ میری امارت سے
تمہارے لیے میری وزارت بہتر اور خیر ہے اور ظاہر ہے کہ جس امارت کے آپ وزیر و مشیر اور جن
امراء کی آپ معین و ظہیر ہونگے وہ امارت بھی خیر ہوگی اور یہہ بھی ہے کہ خلافت ثلثہ سابقہ
میں جناب امیر وزیر و مشیر رہے ہمیشہ مہمات میں آپ سے مشورہ لیا جاتا تھا اور آپکے
مشورہ پر عمل کیا جاتا تھا تو وہ خلافتیں جنکے آپ وزیر تھے وہ حق اور خیر ہوئی باقی رہا
یہہ امر کہ یہہ خیریت کس امر کے طرف راجع ہے آیا صرف ظاہری یا دنیاوی سہولت حال
کیطرف راجع ہے یا مطلق باعتبار دینی و دنیاوی امور کے سبکے طرف عائد ہے لیکن ہم
کہتے ہیں کہ احتمال اول بعید ہے اور قابل اعتبار نہیں اور احتمال ثانی بوجوہ و دلائل صحیح و مستحق ہے
کیونکہ ظاہر ہے وہ ظاہری سہولت حال جسمیں دین و دنیا کا نقصان ہوا اسپر خیریت کا
اطلاق کسیطرح صحیح نہیں ہوسکتا امامت دین و دنیا کی امامت عامہ ہے جسکو ساتھہ دین اور
دنیا کی اصلاح حال مخلوط و مربوط ہے اور امام بمنزلہ نبی کے ہے کہ امت کے احوال دینی اور
دنیاوی کے اصلاح کرتا ہے لیکن تیسیر و سہولت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
منظور ہے اسیواسطے اوسکی شان میں - عزیز علیہ ما عنتم - ارشاد ہے خود خداوند تعالی ارشاد
فرماتا ہے - یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر - اور فرماتا ہے وما جعل علیکم فی
الدین من حرج - پس جب شارع کو تیسیر و سہولت مد نظر ہے تو اوسکو کون انکار کرسکتا ہے
ان امامت کا طریق ہو جاوے کہ جو کچھہ اونکی مرضی ہو وہ کریں یہہ امر اگر پہلی کسی
امام نے کیا ہوتا تو اوسوقت جناب کو اسکا فرمانا شایان تھا اور جب کسی امام نے

ایسا نہیں کیا اور نہ لوگ اسکی عادی تھی ہمیشہ امام اپنی رای یا مشورہ سے سرانجام مہمات
کرتے رہے تو ایسی حالت میں آپکا یہ ارشاد صرف سہولت حال کیطرف راجع نہیں ہو سکتا
علاوہ ازین مطلق خبر سے بلا قرینہ فرد ناقص بلکہ انقص مراد لینا یہ خود خلاف قاعدہ عرف اور غلط
ہے تعجب ہے کہ امام منصوص من اللہ منصوب من الرسول بالفعل ہو اور وہ کبھی اپنی حق کا
نام نہ لے اور اگر لوگ اوسکو چاہیں تو مدافعت اور تعلل فرماوے اور فرماوے کہ میری وزارت
تمہارے لیے بہتر ہے امارت سے قدر بہتر نہیں - خیر - دعوٰی والتمسوا غیری سے تک مقصد صاف
نہ تھا لیکن یہ مضمون منصوصیت خلافت کو باطل کر رہا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ انعقاد خلافت
بیعت اہل حل و عقد پر موقوف ہے چنانچہ ان جملوں سے پہلا جملہ صریح دلیل ہے واعلموا انی ان اجبتکم
رکبت بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب اسمین آپنے اجابت کو
ضمیر متکلم کیطرف منسوب فرمایا ہے یعنی اگر تمہاری التماس کے اجابت کرلونگا تو پھر تمکو اپنی رائے پر چلاونگا
اور تم سے اپنی علم کے موافق کام لونگا تو آپنے اپنے عمل و تصرف کو اپنی اجابت پر متفرع فرمایا ہے
تو معلوم ہوا کہ جب آپ اہل حل و عقد کی التماس کو قبول فرماوینگے خلیفہ بالفعل [illegible]
ہونگے کیونکہ انعقاد طرفین کے ایجاب و قبول و رضا و تسلیم سے ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ
بالفعل امام و خلیفہ نہ تھے ورنہ خلیفہ کو جو خدا تعالے کیطرف سے مقرر ہوا اجابت کے سوا چارہ
نہیں ہے - ان اجبتکم کچھ معنی نہیں رکھتا اگر اہمال امر خلافت اسوجہ سے تھا کہ امت کے
طرف سے اجابت و تسلیم میں کوتاہی ہے تو پھر ان اجبتم فرمانا مناسب تھا یعنی
تمہاری طرف سے تقصیر ہے اگر تم اجابت و تسلیم کرو گے - الخ - پس اس سے صراحۃً یہ ثابت
کر دیا کہ دار و مدار انعقاد خلافت کا بیعت اہل حل و عقد پر ہے اور جناب امیر ہرگز خلیفہ
منصوص نہ تھے جیسا کہ حضرات شیعہ کا ادعا ہے پس حاصل مطلب تحقیقی طور پر اسی عبارت کا
یہ ہے کہ آپکو معلوم تھا کہ اسوقت زمانہ خلافت نبوت میں کار ہائے نمایان اور مسائل فتوحات
بے پایان ہونے والی ہیں تو تعجب نہیں کہ کبھی آپکی خواہش ہوئی ہو کہ یہ کام میرے [illegible]

ہاتھ سے یہ کام ہوا اور یہ حسنات میرے نامہ اعمال میں درج ہوں لیکن چونکہ یہ امر مقدر نہ تھا اور اسکی کام کے لیے کارپردازان قضا وقدر نے اور لوگ مقرر کر رکھی تھی تو آپکا دست خواہش اوسکی وصول کیسے کوتاہ رہا بعد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ آپکو معلوم ہوا کہ زمانہ خلافت نبوت قریب الاختتام پونہچا اور ترقیات اسلام کا شباب ڈہل کے ساتھ ہبدل ہوگیا۔ اب باہم خانہ جنگیونکی گرم بازاری ہوگی تو اسلیے آپ نے بیعت کے قبول کرنے مین تعلل و تسویف فرمائی اور یہہ الفاظ صاف صحیح طور پر اس مدعا کو ثابت کرتے ہین فانا مستقبلون امرالہ وجوہ والوان لا یقوم لہ القلوب ولا تثبت لہ العقول وان الآفاق قد اغامت والمحجۃ قد تنکرت چنانچہ آپکی زمانہ خلافت مین ایسا ہی واقع ہوا اور شورہب فتن سے پاک نہوا یہانتک کہ زمانہ خلافت نبوت منقرض ہوگیا اور ملک عضوض کی نوبت آئی بسیار حسرت کے ساتھ جناب امیر نے فرمایا۔ ابتلیت بقتال اہل القبلۃ۔ غرض ہمکو اسکی مطلب سے کیا غرض اور اسکی غرض سے کیا مطلب ہمارا مدعا جسکی ہم اثبات کے درپے ہین یعنی ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ وہ بحول اللہ وقوتہ اس کلام سے بخوبی ثابت ہے

دلیل حادی عشر۔ امام ابو الفرج اصفہانی نے اپنی کتاب اغانی مین روایت درج کی ہے

عن ابی الابجر الاکبر قال جاء ابوسفیان الی علی بن ابیطالب فقال یا ابا الحسن ما بال ہذا الامر فی اضعف قریش واقلہا فواللہ ان شئت لاملانہا علیہم خیلا ورجلا فقال علی بن ابیطالب طال ما عادیت اللہ ورسولہ والمسلمین فما ضرہم ذلک شیئا انا وجدنا ابابکر لہا اہلا۔ اس روایت سے ثبوت حقیت خلافت صدیقی

ثبوت حقیت خلافت خلفاء از کتاب اغانی ابو الفرج اصفہانی

ف ابو الابجر اکبر سے مروی ہے کہا ابوسفیان علی بن ابی طالب کے پاس آیا اور کہا اے ابو الحسن امر خلافت کا کیا حال ہے کہ قریش مین سے ضعیف اور قلیل ترین مین ہے۔ خدا کی قسم اگر تو چاہے تو مین میدان کو سوار پیدلونسے بہردون علی بن ابی طالب نے فرمایا تو ہمیشہ اللہ کا اور رسول کا اور مومنونکا دشمن رہا اور تیری انکو کچھہ نقصان نہ پہنچا یا ہمنے ابوبکر کو خلافت کے لیے لائق پایا۔ ۱۲

بدلالت مطابقی ثابت ہوتا ہی اور دوسری خلافتین ہی جوکہ اسپر متفرع ہین تو جب اسکی
حقیت ثابت ہوئی تو اور ونکی ہی صحت و حقیت ثابت ہوگئی اور کچھہ شک و شبہ نرہا
مگر ہان۔ اسقدر گذارش ہے کہ جناب اگر صاحب اغانی ابو الفرج علی بن حسین اصفہانی
کی عدم اعتبار کا قضیہ پیش کرینگے تو ہم انکو انکی روایات درد ات کی حالات اور انکی علمای کے
تحقیقات عرض کرکے متنبہ کرین گے کہ اس صورت مین آپکی صحاح کی خیر نہین
اور غالب روایات قابل اخراج ہونگی جنکو معمول بہا اور معتمد علیہا اعتبار فرمار کہا ہی چونکہ
اس بحث مین بسیقدر اطناب ہو گیا ہی اسلیے اسکو اسیجگہ ختم کر لیتے ہین اور اقوال آتیہ کا
جواب لکھتے ہین۔ **قولہ** جبکہ ہمنی اپنی شرائط ثلثہ کو آپکے کتب معتبرہ سے
مدلل ثابت کر دیا اور ضمنا اسکا اسم الہمات ہونا ہی ثابت ہوگیا اور کچھہ انکی قول آتیہ مین
ثابت کیا جا یگا تو اب فرمائیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا۔یا
اس باب مین کیا ارشاد فرمایا۔ **اقول** دعوی اثبات شرائط ثلثہ بدلایل
محض سفیلا تخیل ہے ناشی ہی بزعم خود تخیل کرلیتی کہ ہم شرائط ثلثہ دلائل سے ثابت کر چکی ورنہ
فی الحقیقت انکا ثبوت محال ہی کیونکہ جو امور کتاب اللہ و سنت کی خلاف ہون انکا
ثبوت کتاب و سنت سی کیونکر ممکن ہی چنانچہ آپکی دلائل کے جواب مین گذارش ہو چکا اور اہم
الہمات ہونا جو بار بار آپکی زبان پر ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپکو اپنی عادت قدیمہ کی
موافق یہہ ہی یاد نہین کہ اس مسئلہ مین ارمتنازعہ فیہ کیا ہی چنانچہ ہم آئندہ قولمین
جسمین آپنے اسکی بحث کی ہی گذارش خدمت کرینگی اور جب شرائط ثلثہ کا آپ سی اثبات نہین
ہوسکا تو یہہ سوال آپ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین
کیا ارشاد فرمایا بے موقع ہے ہان یہہ موقع ہماری سوال کا ہی کہ جب شرائط ثلثہ باطل ہین
تو فرمایی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا
قولہ رہا آپکا یہہ قول کہ اگر اس کلام کے موافق ہے تو حبا بالوفاق الخ جواب اس

کلام کے اصلی معنی بیان کیے گئی اور ثابت کیا گیا کہ جو آپ سمجھے تھی وہ ہرگز اسکا مطلب نہین تو آپکا
شبہ مرتفع ہوگیا جو کچھہ جناب رسالتمآب نے اس باب مین فرمایا ہوگا ظاہر ہے کہ ہمین اور اس
کلام مین کچھہ فرق نہوگا اور ہرگز مخالفت نہوگی اور ہر دو ارشاد بجائی خود حق و درست ہونگے
اقول بحول اللہ وقوتہ ہم ثابت کرائی ہین کہ جو معنی آپنے اس کلام کے اصلی سمجھے تھی وہ محض
غلط تھی اور ناتمام بلکہ وہی معنی دوسری کلام مین کسیقدر ہماری موید تھی پس اس تحقیق سے محقق ہوچکا ہے
کہ اسکی اصلی معنی اور واقعی مطلب وہی تھا کہ جو ہم سمجھی تھی پس آپکا اعتراض کسیطرح اپکی اصول سے رفع ہونے
نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس باب مین جو کچھہ فرمایا وہ اسکی ہرگز موافق
نہین ہوگا **قولہ** تعجب ہے کہ باب تاویل آپنے کس دلیل سے مسدود کردیا ہے حالانکہ یہہ معنی
وہ عرض کیی ہین جو اصلی و واقعی ہین ورنہ اگر تاویل کیجائی تو تاویل کی بہت گنجایش تھی کیونکہ
باب تاویل نہایت وسیع ہے **اقول** جن دلائل سے ہمنی باب تاویل کو بند کیا ہے
وہ دلائل وہ ہین کہ جن سے ہمنی آپکی معانی کو باطل کیا ہے اور ماسبق مین مذکور ہوچکی ہین اور نیز
یہہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ یہہ معنی جو آپنے بیان فرمائی ہین محض خیالی ہین اور واقعی ایسی معانی کو
تاویل نہین کہا جاتا بلکہ یہہ تحریف معنوی ہے پس جس جگہ عبارت بجز ایک معنی کسی دوسری
معنی کو محتمل ہی نہو اور نہ بجز ایک معنی موضوع لہ کی کسی دوسری معنی کی ثبوت پر کوئی قرینہ
قائم ہو بلکہ نفی احتمالات پر قراین دلالت کرتی ہون تو ایسی حالت مین باب تاویل مسدود
ہوا کرتا ہے پس اس قاعدہ سے کہ باب تاویل واسع ہے یہہ استخراج کرنا کہ ہر جگہ جاری ہوسکتا ہے یہہ حضرت ہی کے علم و
فضل پر زیبا ہے بھلا اگر ایسا ہی باب تاویل واسع ہے تو نصوص صریحہ مین مثل اللہ الہنا محمد نبینا وغیرہ مین
تو تاویل کیجئی تعجب ہے کہ باوجود اسکی خطبہ غدیر من کنت مولاہ کو نص صریح استخلاف مین سمجھتی ہین اور
قابل تاویل نہین سمجھتی معلوم نہین کہ کس دلیل سے باب تاویل مسدود فرمایا پس باب تاویل کی وسعت اسکو
مقتضی نہین کہ ہر جگہ جاری ہوسکی - **قال الفاضل المجیب** - قولہ - باقی رہا -
اہلسنت سے یہہ سوال کہ خلافت انکی نزدیک امر دین مین - الخ سو اولا اسکی کچھہ ضرورت نہین

کیونکہ جب آپ امامت کو مع اوسکی شرائط کے بدلائل ثابت فرماوینگے تو اوسکا اہم المہمات ہونا بھی ثابت
ہوجائیگا اہلسنت کچھ ہی کہا کریں مقابلہ دلائل متین وحکمہ اونکے قول کیطرف کچھ التفات نہوگا۔ اقول جبکہ
بہت بڑا اختلاف اور مابہ النزاع اہل سنت وشیعہ میں امر خلافت ہی ٹہرا جیسا کہ ثابت کیا گیا
اور آپکے نزدیک بھی یہہ اعظم اختلاف کا ہے وہ بھی راجع بحث امامت ہی ہوتا ہی تو اس
سوال کی اشد ضرورت ہی کیونکہ جبتک وہ امر اہم المہمات اور مسائل شرعیہ میں سے عمدہ مسئلہ ثابت نہوگا
تب تک یہہ اختلاف موجب بدعت وضلالت وگمراہی وغیرہ نہوگا جو فریقین ایک دوسری کو کہتے
ہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** اہل انصاف دیکھین کہ
ہمنے کیا عرض کیا تہا اور ہماری محب لبیب اسکے جواب مین کیا فرما رہے ہین پہر جو کچھہ فرمایا ہی اوسکی
دلیل مدعا سے کچہہ مساس رکہتی ہی یا نہین یہہ محض حضرت کی سخن فہمی ہے آپنے سوال کیا تہا کہ امامت
امر دین سے ہے یا نہین اگر ہی تو اصول سے ہے یا فروع سے اسپر ہمنے عرض کیا تہا
کہ اس سوال کی کچہہ ضرورت نہین ہے کیونکہ جب مسئلہ امامت مع اوسکی شرائط کے بدلائل آپ
ثابت فرماوینگے تو اوس مسئلہ کا امر دین مین سے ہونا بھی ثابت ہوجائیگا اور اصول سے ہونا بھی
ثابت ہوجائیگا اسکے جواب مین آپ ارشاد فرماتے ہین کہ جب فیما بین اہلسنت وشیعہ بہت بڑا اختلاف
امامت مین ہی اور آپکے نزدیک بہی اعظم خلافیات راجع بحث امامت ہی تو اس سوال کی اشد
ضرورت تہی اور اسکی دلیل یہہ ارشاد ہوئے ہے کیونکہ جبتک وہ امر اہم المہمات اور مسائل
شرعیہ سے عمدہ مسئلہ ثابت نہوگا تب تک یہہ اختلاف موجب بدعت وضلالت نہوگا پس اس
تقریر سے ہماری اعتراض کا کیا جواب ہوا اور اس دلیل کو اپنی مدعا سے کیونکر ربط ہوا ظاہر ہے کہ جب
یہہ مسئلہ بہت بڑا مابہ النزاع ہی اور جب تک اسکا اہم المہمات ہونا ثابت نہوگا تب تک
یہہ اختلاف موجب ضلالت نہوگا تو اس سے صرف یہہ بات ثابت ہوئی کہ اوسکی اور اوسکی شرائط
کی اثبات کی ضرورت ہی جب وہ مع اپنی شرائط کی دلائل سے ثابت ہوگا تو اوسوقت یہہ
اختلاف موجب ضلالت بہی ثابت ہوجائیگا پس اسکی مع اوسکی شرائط کی اثبات کی ضرورت ہی

سوال کی اور بندہ نے بھی یہی عرض کیا تھا کہ اس سوال کی کچھ ضرورت نہیں آپ نے اسجگہ
محض دعوی بلا دلیل فرمایا ہے دلائل سے اونکو ثابت فرمایئے جو دین میں اور اصول میں سے ہونا
خود ثابت ہو جائیگا تو اس عبارت سے ہماری اعتراض کے تقویت ہوئی نہ ہماری اعتراض کا
جواب اور اس سے یہہ بھی واضح ہو گیا کہ مدعا تو اثنا ضروری ہونا سوال کا تھا اور دلیل سے اثنا
ضروری ہونا اثبات امر خلافت کا مع اوسکی شرائط کے ثابت ہوا۔ رہا اثبات امر خلافت
مع اوسکی شرائط کے سو اوسکی بحث گذر چکی رسالہ الضاف ملاحظہ فرمائیں۔ اور انصاف سے
بولیے کہ ہمیں اور بحث اہم المہمات ہونے کی نوبت آئی ہے اوسکی منتظر رہیں **قولہ**
الحمد للہ کہ ہمنے امامت کو مع اوسکی شرائط کے دلائل ثابت کر دیا **اقول** جن دلائل سے
آپنے امامت کو مع اوسکی شرائط بزعم خود ثابت فرمایا ہے اون دلائل کی کیفیت و حقیقت
بندہ بخوبی واضح کر چکا ہے اور بحول اللہ ثابت کر چکا ہے کہ یہہ دلائل ایسی واہی اور ضعیف
ہیں کہ انسے ہرگز ممکن نہیں کہ قیامت تک بھی ثبوت مدعا ہو سکے **قولہ** جو عبارت ازالۃ الخفا
سے نقل ہوئی ہیں اونمیں یہی لفظ یعنی اہم المہمات بلکہ اس سے بڑھکر مثل اسکی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تقریب عباد بآن فریضہ مشغول نکنند ادائی واجب نکردہ باشد حاشا من ذلک الخ
بتقریب اس آیت وافی ہدایت کا ترجمہ ہے کہ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ موجود ہے
آپ ان عبارت کو نظر غور سے الضاف سے مطالعہ فرمادیں۔ **اقول** آپکی اس تقریر سے
اور نیز تقریرات سابقہ و لاحقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو فیما بین اہلسنت و شیعہ مسئلہ امامت کی
اہم المہمات ہونیکی بارہ میں تنازع ہو رہا ہے اور آپکی اس مسئلہ میں خلاف ظاہر ہو چکا ہے اسمین
آپ یہی نہیں سمجھے کہ اصل مابہ النزاع کیا ہے اور کس چیز میں نزاع و خلاف ہے۔ آپکے فحوائی کلام سے
مترشح ہوتا ہے کہ آپ خلافت کے اہم المہمات ہونے اور نہونیکو مابہ النزاع سمجھے ہوئے
ہیں اور یہہ سمجھے ہوے ہیں کہ نزاع اوسکی ضروریت اور اہمیت میں ہے جیسی اہل سنت کی کتابوں میں
جسجگہ لفظ اہمیت یا اوسکی ہم معنی مل گیا وہی ثبوت مدعا کیلیئے بزعم خود بس ہے حالانکہ یہہ

خیال بالکل غلط اور سہو بے غور کیونکہ جس شخص نے احکام منصوصہ شرعیہ کا تتبع کیا ہی وہ سمجھ سکتا ہی کہ اکثر احکام
اہم اور ضروری ہیں اور بھی اکثر کا اس امر پر ... نہیں ہی کہ وہ اصول میں ہی ہوں ممکن بلکہ بہت سے احکام ایسی
ہیں جو [illegible] ہیں اور نہایت اہم اور ضروری ہیں کیا آپکے نزدیک صلوۃ و صوم اہم اور ضروری
نہیں ہیں کیا آپ ... اور نیز باقی ارکان اسلام کو اہم اور ضروری نہیں سمجھتے پس اہلسنت ...
کچھ ... نہیں ہی کہ وہ اصول ہی میں ہیں بلکہ ہو سکتا ہی کہ اسکی اہمیت [illegible]
ثبوت ... جیسا کہ آیات ... [illegible] عدل
کافی ہیں اور ... [illegible]
وسائل ... واجب واجب قاعدہ ... [illegible]
چنانچہ ... [illegible]
ظاہر ہے اور ... سمجھ سکتا ہے ... [illegible]
تقریر اہم ... وہ اصول میں بھی داخل ... جو امر اصول میں ہیں ... [illegible]
اہم اور ضروری ... مسئلہ امامت کو ... اہم اور ضروری ... لیکن اصول میں سے نہیں سمجھتے
اور ضرورت ... اسکو اصول دین میں داخل کرلیتے ہیں تو مسئلہ نزاع فیما بین اہل سنت و شیعہ
امر خلافت کا اہم اور ضروری ہونا نہیں ہے بلکہ اصول میں ہونا ہی اسلیے ہماری ... ہیں
وہ دلائل پیش کرنا جنکا مدلول صرف اہمیت خلافت ہو بالکل واہیات اور پوچ ہیں جنکا منشا
یہی ہی کہ مستدل نے محل النزاع کو ہی نہیں سمجھا اور تعیین محل نزاع کا اسکو معلوم ہوا نہ وہ دلائل اس
قابل ہیں کہ ہم انکو نظر التفات سے دیکھیں اور اصل وجہ اس نزاع و خلاف کے فیما بین اہلسنت
و شیعہ مسئلہ خلافت میں یہ ہی کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ عباد پر واجب ہے کہ کسیکو اپنا خلیفہ بنا دیں اور امام
مقرر کریں اور شیعہ کے نزدیک اسمیں عباد کو کچھ دخل نہیں ہی بلکہ کہتے ہیں کہ خدا پر واجب ہی
کہ وہ خلیفہ و امام کو مقرر فرماوے اور اہلسنت کے نزدیک جب استخلاف عباد پر واجب ہی تو اسکا
وجوب متعلق انکے عمل کے ہوا لیکن فرعی عملی ہوا پس مذہب اہلسنت کے اسکے ابطال کے لیے وہ

دلیل قابل جواب ہوگی جو اس مسئلہ کے فرعی ہونے کو باطل کریں اور اصولی ہونا ثابت کریں اور اسمین کوئی
موجود دلیل ازالۃ الخفا سے نقل کی ہے وہ ہرگز مفید مدعا نہیں ہے کیونکہ اوس سے اگر ثابت ہوتا تو یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ خلافت فریضہ محتومہ ہے و بس اور یہہ مسئلہ علم اسکی اصولی ہونے کو ہرگز نہیں بتلاتا ہے
کہ فریضہ محتومہ ہونا بادی ہے اور انکے عمل کے متعلق ہے تو اوس سے یہی اسکا فرعی ہونا ثابت
ہوا نہ اصول میں سے ہونا — رہا آیت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ سے استدلال اس عالم پر
اوس سے بھی زیادہ لغو ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو احکام وجوب و حرمت
و ندب و اباحت و کراہت اور علی ہذا القیاس قصص و امثال و متشابہات وغیرہ سے نازل ہوئے
اور جنکی نسبت حکم ہے کہ عباد کو پہنچا دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے کہ اون سب کے
تبلیغ فرما دیں اور کسی میں اخلال و کوتاہی نہ فرما دیں خواہ وہ اہم اور ضروری مثل فرائض کے ہوں یا نہ ہوں
پہر اگر بفرض محال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سے کسی امر کی تبلیغ میں اخلال فرما دیں
خواہ وہ امر ضروریات دین سے ہو یا نہ ہو تو بہی تبلیغ رسالت میں کوتاہی ہوگی اور مضمون آیت
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ صادق آویگا — پس اس آیت شریفہ سے اثبات اہمیت کہ شبہ آتا
للاسلام لاطائل ہے پس ان عبارات کو تاری فاضل مجیب انہوں نے خلاف فرمائی ہیں اور عقل و نقل سے کا ہم
معنہ انہ محض احتیاط اور یہی ثبوت ہے جن صحابہ کرام کے آپ فضیلت کی تقدیم میں اور یہی
معظم اختلاف کا انکی فضائل کو بھی اعتقاد کرتے ہیں وہ بھی اسکو ایسا اہم المہمات سمجھتے تھے کہ سید
کائنات و فخر موجودات کی نعش اطہر بدون تجہیز و تکفین کی چھوڑ دی اور اسکی طرف آپکی
صحابہ کرام متوجہ بھی نہوئی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں تا انکے اول کو خلیفہ بنا لیں و بیاب فرمائی
کہ اسمین یہہ جلدی و عجلت کہ سرے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور اہلبیت اطہار
کی ہمدردی و مروت پر دال ہے امر خلافت کے اہم المہمات ہونے کی غرض سے تہی یا کسی اور غرض سے
مفصل ارشاد ہو اور یہہ حال کل کتب احادیث و تاریخ و سیر میں درج ہے اور نہیں تو
مدارج النبوت کو ہی ملاحظہ فرما دیں اسمین بعینہ یہی لفظ یعنی اہم المہمات تحریر کیا

اقول اس استدلال مین بہی وہی خرابی موجود ہی کہ ہماری فاضل مجیب نے امر متنازعہ فیہ کو جسکا
اثبات مطلوب ہی اپنی عادت قدیمہ کے موافق پس پشت ڈال دیا اور اوسکو بہول گئی اور صرف
لفظ اہم المہمات کو چہین لیا اور یہہ نہ سمجہا کہ ما بہ النزاع کیا ہی اور اگر یہہ ثابت ہو گیا تو اس سے
خصم کا کیا نقصان ہوگا آفرین ہے اس علم و فہم پر اور شاباش اس حیا و شرم کو سقیفہ بنی ساعدہ
کی قصہ سے جو آپنے استدلال فرمایا ہی بالکل لاطائل و پوچ ہے کیونکہ غایۃ ما فی الباب اگر اس سے
لازم آتا ہی تو یہہ لازم آتا ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امرین ضرورین مین سے جو باہم
متعارض پیش آئی ایک امر کو جو زیادہ اہم تہا دوسری پر مقدم فرمایا۔ پس اس سے بجز اسکی
کہ یہہ ثابت ہو کہ امر خلافت اہم اور ضروری اور واجب ہی اور کیا ثابت ہوتا ہی سو اسکا کوئی منکر
نہین ہی جسقدر فرائض و واجبات عملی ہین وہ سب اپنی اپنی مرتبہ مین اہم اور ضروری ہین لیکن ما بہ
النزاع یہین ہی کہ امر خلافت اصول مین سے ہے یا فروع مین سے پس اس دلیل سے صاف ثابت ہی
کہ امر خلافت اصول مین سے تو نہین ہی بلکہ فروع مین سے ہے کیونکہ جو لوگ شریک بیعت سقیفہ
بنی ساعدہ تہی وہ سب علی الخصوص خلیفہ اول و خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہما وجوب امر خلافت کو
منوط بعملیات اعتقاد کرتے تہی تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہہ واجب اونکی نزدیک
از قبیل فروعات تہا - رہا یہہ امر کہ امر خلافت کا سر انجام تجہیز و تکفین نعش اطہر و اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم سے اہم اور اقدم تہا یہہ خود ظاہر ہی کہ امر خلافت ایسا مقدمہ ہی کہ اسپر استحکام
بنای دین و اسلام اور انتظام امر دین موقوف تہا اگر اس مین تزلزل آتا تو خدانخواستہ تمام دین
ہی درہم برہم ہو جاتا اور تجہیز و تکفین کی تاخیر سے کوئی خرابی لازم نہ آتی تہی اور یہہ قاعدہ ہی
کہ اہم الامرین کو دوسری پر مقدم کیا جاتا ہی مگر تعجب تو یہہ ہی کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے زمانہ خلافت
خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم مین اس خوف سے کہ اگر مین امر خلافت کا مطالبہ کرون اور اسمین مناقشہ
کرون تو یہہ تمام لوگ جو بظاہر کلمہ گو اور بباطن کافر ہین ظاہری اسلام سے بہی پہر جاوینگی
اور فتنی اوٹہہ کہڑی ہونگی امر خلافت کا مطالبہ نہ فرمایا اور اوسکو ترک کیا اور جو امر کہ شل

توحید و نبوت کو اصول دین مین سے تہا اوسکو بھی ڈال دیا تو گویا جناب امیر رضی اللہ عنہ نے موافق اصول شیعہ کے کفر و نفاق کو اصل اصول ایمان سے مقدم فرمایا اور کفر و نفاق کو بہ نسبت اصول دین کے اہم المہمات سمجہا تو اس سے معلوم ہوا کہ معاذ اللہ آپکے نزدیک کفر و نفاق اصل اصول دین سے اہم [illegible] نعوذ باللہ من ذلک - اور یہہ طعن کہ صحابہ نے نعش [illegible] [illegible]
اسکا جواب ہم ابحاث سابقہ مین مفصل گذارش کر چکے ہین [illegible]
النبوۃ وغیرہ مین خلافت کی نسبت لفظ اہم المہمات [illegible]
اور ہماری بحث کے مفید مدعا [illegible] کے انتساب سے [illegible]

قولہ شرح عقاید نسفی مین یہہ عبارت موجود ہے [illegible]
اهم المهمات بعد وفاة النبي عم نصب الامام حتى قدموه على الدفن
وكذا بعد موت كل امام ولان كثيرا من الواجبات الشرعية يتوقف عليه ا هـ
شرح عقاید نسفی تو شاید اہل سنت مین کتب درسیہ مین [illegible]
کہ یہہ کتاب بھی سبقاً پڑہی ہوگی پہر تعجب ہے کہ حضرت امامت [illegible]

اقول عبارت منقولہ شرح عقاید نسفی سے جو استدلال کا منشا ہے وہی خطا ہے جو ہماری [illegible]
واقع ہوگئی ہے کہ آپ محل النزاع کو فراموش فرما دیا ہے اور لفظ اہم المہمات کے دیکھتے ہی [illegible]
یہہ لفظ ملکر فرط خوشی سے جامہ سے باہر ہوگئی اور آنکھین بند کرکے [illegible]
کر دیا اور سمجھے کہ میدان مار لیا پہر اس فہم پر کسقدر دعوی اور کیا کچھہ ناز [illegible]
مین بجز اسکے کہ لفظ اہم المہمات مذکور ہے جو مفید مدعا نہین اور کون لفظ ہے جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ امامت اصول دین مین سے ہے - اور پہلے گذارش ہو چکا ہے کہ لفظ اہم المہمات
سے ثبوت اس امر کا ممنوع ہے کہ یہہ مسئلہ اصول مین سے ہے اور فروع مین سے نہین
شرح عقاید بیشک درسی کتاب ہے لیکن آپکو کچھہ مفید نہین بلکہ اس ناشایستہ استدلال کی مدعا سے تو اگر آیت قرآنی
بھی ہو تو بھی ثبوت مدعا محال ہے - پس اگر آپ ہماری امامت کو اہم المہمات

نہ سمجھنے سے تعجب فرماوین تو کچھہ تعجب نہین لیکن تعجب یہہ ہی کہ خود ہی سوال فرمادین (آپکی
نزدیک خلافت امور دین مین سے ہی یا نہین شق اول مین اصول مین سے ہی یا فروع
سے) اور خود ہی بھول جاوین یا بھولا دیوین **قولہ** جو امر واقع مین اہم ہی وہ کسی کے
ماننے نہ ماننے پر منحصر نہین اہم اہم ہی ہے مگر حضرات اہلسنت کا عجیب حال ہی کہ خود ہی ایک
امر کو اہم المہمات کہتے ہین بلکہ اوسکا ایسا ہونا بدلائل ثابت کرتے ہین اور باایں ہمہ خصم
سمت لیتے ہین اوسکو نہایت ہی اخف سمجھتے ہین **اقول** بے شبہ جو امر واقع مین اہم
ہی اوسکو کوئی مانے یا نہ مانے وہ ہر طرح اہم ہے لیکن اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ امر خلافت
باعتبار داخل اصول ہونے کے اہم ہی تو یہہ سراسر غلط ہوا اسوقت تک آپنے اسکی ثبوت
کی لیے نہ کوئی دلیل پیش کی نہ کوئی عجیب بیان فرمائی تو اسکو دعوے بلا دلیل کیونکر تسلیم
کیجاوے - اور اگر اہمیت خلافت اسطرح ملحوظ ہی جسطرح فرعیات بالواسطہ اہم ہوتی ہین
تو اسکا کوئی منکر نہین پس یہہ اہل سنت کا حال نہین ہی ہے جسپر آپکو تعجب ہی
یہہ صرف حضرت کے علم و فہم و فضل و کمال کی خوبی ہی کہ اہم ہونے اور اصول مین
ہونے مین امتیاز نہین فرماتی اور باہم تفرقہ نہین سمجھتے اہلسنت کے نزدیک اہمیت
وغیر اہمیت باعتبارات مختلفہ ہی لیکن البتہ حضرات شیعہ کی حالت عجیبہ قابل دیکھنے کے
ہی کہ خود ہی اسکو اہم المہمات اور اصول دین مین سے کہتے ہین اور خود ہی فرماتے ہین کہ ائمہ نے
کبھی خلافت کا نام بھی نہین لیا بلکہ بعض نے تو خلعت خلافت جو نائب نبوت ہی
ایک کافر و منافق کو عطائے رحمہم بخشد یا ان ہذا لشی عجاب **قولہ** جب ہمنے اسکو
اہم المہمات مدلل ثابت کر دیا تو اب آپکی ہی قول کے موافق اہلسنت کچھہ ہی کہا کرین یہہ امر
اہم المہمات ہی ہی بمقابلہ دلائل معتبرہ مذکورہ بالا اونکا قول معتبر نہین **اقول** بے شک اگر آپ
دلائل معتبرہ شرعیہ سے امر خلافت کا اصول مین ہونا ثابت کر دیتے تو اہلسنت کا قول
بمقابلہ دلائل شرعیہ کچھہ بھی معتبر ہوتا لیکن دلائل شرعیہ سے اسکا ثبوت کرنا نصیب نہ

اصول دین مین سے ہوے محال ہی آجتک آپکے اسلاف بزرگوار دنسی تو یہہ ثابت ہوہی نہین سکا تو آپ
کیا ثابت کرینگے اور جسکو آپنے اپنی زعم مین اثبات سمجہا تہا اسکو ہم نے منہدم کر ہی چکے ہین کہ یہہ
آپکی خوش فہمی کا ثمرہ تہا و بس **قال الفاضل المجیب** قولہ مع ہذا خلافت اہل سنت کے
نزدیک فروع دین سے ہے چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے
ازالۃ الغین مین تصریح کی ہے۔ **اقول** اگر واقعی امر خلافت فروع دین سے ہے تو منکر ترتیب
خلافت ضال و گمراہ کیون ہے حالانکہ مسائل فروعیہ مین ائمہ اربعہ اہلسنت مین اختلاف
کثیر ہے اور باینہمہ چارون برحق ہین کوئی ایک دوسری کو مبتدع و ضال نہین کہتا
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمکو اپنی مجیب کی خوش فہمی پر
کمال افسوس ہے کہ حضرت کو یہہ بہی معلوم نہین کہ کونسی مسائل و احکام مین جنکے انکار سے
مستحق تکفیر و تضلیل ہوتا ہے اور یہہ سمجہے ہوئے ہین کہ منکر فروع کو مطلقاً ضال نہین
کہا جا سکتا بلکہ صرف اسیوقت تکفیر و تضلیل کیجاویگی جب انکار اصول دین کا ہوگا۔
حالانکہ یہہ انحصار بالکل غلط اور باطل ہے کیا یہہ بات آپکو معلوم نہین ہے کہ اونہی اونسے فروعات کی
انکار سے مثل وضو و تیمم کے مستحق تکفیر و تضلیل کا ہو سکتا ہے حاصل یہہ ہے کہ ضروریات دین کا انکار
خواہ فروع ہی کیون نہون مستوجب تکفیر منکر ہوگا چنانچہ خود یہی ہے اور مسئلہ ترتیب خلافت
باوجودیکہ فروع مین سے ہے لیکن چونکہ ضروریات دین سے ہے اور قطعی الثبوت ہے پہلی اسکا
منکر بہی مستوجب تضلیل ہے پس استحقاق تضلیل منکر مسئلہ کی اصول دین مین سے ہونے پر
دلالت نہین کرتا علاوہ انکے وہ مسائل جنمین اجتہاد کو مساغ ہے اور ایک نوع کا خفا یا اشکال
یا اجمال اونکی نصوص و دلائل مین پایا جاتا ہے اور محتملات ناشیہ عن دلیل کی اونمین گنجایش
ہے تو ایسی اختلافات موجب رحمت ہین اور یہہ اختلافات مستوجب تکفیر یا تضلیل کے نہین ہین
چنانچہ ائمہ اربعہ اہل سنت مین جسقدر اختلافات ہین وہ اسی قسم کے ہین اور جب یہہ اختلاف
موجب توسعہ و رحمت ہین چنانچہ ارشاد ہے اختلاف امتی رحمۃ تو یہہ اختلافات

خلافت کو اصول دین سے قرار دینا باطل

مستحق تقلید کے نہیں ہو سکتے۔ اب ہم اپنی اس عاکے ثبوت پر آپکی معتبر کتاب معالم الاصول شہید ثانی کو دلیل لاتے ہیں۔ وہ بحث تجزیٔ اجتہاد میں صفحہ ۱۳۷[1] پر تحریر فرماتے ہیں اتفق الجمہور من المسلمین علی ان المصیب من المجتہدین المختلفین فی العقلیات التی وقع التکلیف بہا واحد وان الآخر مخطی آثم لان اللہ تعالی کلف فیہا بالعلم ونصب علیہ دلیلا فالمخطی مقصر فیبقی فی العہدۃ وخالف فی ذلک شذوذ من اہل الخلاف وہو بمکان من الضعف واما الاحکام الشرعیۃ فان کان علیہا دلیل قاطع فالمصیب فیہا ایضا واحد والمخطی غیر معذور وان کانت مما یفتقر الی النظر والاجتہاد فالواجب علی المجتہد استفراغ الوسع فیہا ولا اثم علیہ حینئذ قطعا بغیر خلاف یعتد بہ۔ پس اب ہی شہید ثانی کی شہادت کو ملاحظہ فرمایئے اور اپنے استدلال کو دیکھئے کچھ تو شرمایئے لیکن اسقدر گذارش کرنا باقی رہ گیا کہ تمام فرق شیعہ کو نیا ہیں جو کچھ اصول میں باہم تکاذب وتخاصم ہے خصوصاً فرق شیعہ امامیہ میں جو کچھ دربارۂ اثبات اختلاف ہے اوسکی نسبت ہم پوچھتے ہیں ہماری فاضل مجیب فرمائیں تو سہی۔ قطع نظر اس کے آپکے اکابر واسلاف مثل ہشام الجوالیقی اور مومن الطاق جنہیں ہشام الحکم نے انکو رفقا بیان

---

[1] جمہور اہل اسلام اسپر متفق ہیں کہ مجتہدین میں سے جو باہم اون عقلیات میں مختلف ہیں جنمیں تکلیف واقع ہوئی ہو ایک مصیب بصواب ہے اور دوسرا خطاپر ہے اور گنہگار کیونکہ اللہ تعالے نے اوسمین علم کی تکلیف دی ہی اور دلیل قائم کی ہے۔ پس مخطی اوسکی کوتاہی کرنے والا ہے تو اوسکے ذمہ پر باقی رہیگا اور اسمین اہل خلاف میں کے چند لوگوں نے خلاف کیا ہے اور وہ ضعف کے نہایت مرتبہ میں ہے اور لیکن احکام شرعیہ اگر اون پر کوئی قطعی دلیل ہو تو اوسمین بھی ایک ہی مصیب ہے۔ اور مخطی معذور نہیں اور اگر وہ اون احکام میں سے ہو جو نظر واجتہاد کی طرف محتاج ہیں تو مجتہد پر اوسمین کوشش کا خرچ کرنا ہے اور بدون خلاف کے جو قابل اعتبار ہو اسوقت اوسپر یقیناً گناہ نہیں ہے۔ ۱۲۔

کتابین لکھین جو صریح ضروریات دین کے منکر تہی اور اصول دین مین جمہور فرق اسلامیہ کے مخالف تہے اور خداوند تعالے شانہ عما یقولون علوا کبیرا کی جسم کے قایل ہین اونکی نسبت مفصل ارشاد فرمائین - اچہا فرق شیعہ اور فرق امامیہ کو اور اونکی اختلافات کو رہنی دو جناب امیر اور ثانی وثالث دربارہ تسلیم خلافت امیر معویہ جو اختلاف ہوا اگر یہہ مسئلہ اصول دین مین سے ہے اور اصولی اختلاف مستوجب تضلیل ہے تو معاذ اللہ اپنی اصول پر کسکی تکفیر و تضلیل کیجیگا اور نیز امام رابع شیعہ اور محمد بن حنفیہ مین باہم امامت مین اختلاف ہوا کہ ہر ایک شخص اون مین سے اپنی امامت کا مدعی اور دوسری کی امامت کا منکر ہوا تو فرمائیے کہ اپنی قاعدہ کے موجب کسکی تکفیر و تضلیل کیجیگا اور کسکو مبتدع اور ضال کہیگا اور جو کچہہ اختلاف کہ فروعات مین ہی اوسکا تو کیا ذکر کرون **قولہ** اس فروعی مسئلہ کے لیے آپکی خلیفہ ثانی نے خلیفہ اول کے بیعت سے تخلف کرنے والونکو اونمین جناب امیر علیہ السلام و بنی ہاشم اور آپکی عشرہ مبشرہ مین زبیر بہی تہی گہر جلانے کی دہمکی کیون دی اور ان حضرات کا کچہہ پاس لحاظ کیون نکیا فروعی اختلاف مین اس تشدد کے کیا معنی **اقول** اگر فروعی اختلاف آپکی نزدیک مستوجب تشدد نہین ہی تو جناب امیر جناب امام حسین رض پر اونکو عسل بیت المال سے بقدر ایک حلق کے لینی پر کیون اسقدر تشدد اور غضب فرمایا اور کیون اونکو مارنے کا قصد کیا اور اونکا پاس لحاظ کیون نکیا آپ ہی فرمائیے کہ فروعی اختلاف مین اسقدر تشدد کے کیا معنی - اور نیز جبکہ بزعم شیعہ مخالفین کے ڈر سے گہر مین دبک کر بیٹہ گیے اور اپنی حقوق و فدک وغیرہ کا نام تک نلیا اور جناب معصومہ حضرت فاطمہ رض نے حضرت کی (بروایات قوم و العہدۃ علیہم فیہا) کیا کچہہ تذلیل و توہین کی اور کیسی کیسی کلمات ناملائم و مستنکر فرمائی پس اگر فروعات مستوجب تشدد نہین ہوتے تو آپنے جناب امیر کی ایسی کیون تذلیل و توہین صرف فروعات کے لیے فرمائی اور کیون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور حضرت کی خوشنودی اور اونکی امامت و عصمت اور افضل الناس ہونے کا کچہہ لحاظ و پاس نفرمایا فروعات مین

اسقدر تشدد کیا یعنی - اسی ہی ایک طرف رکہو جناب ابن عم النبی و افقہ الناس ابن عباس
جنکا بشہادت روایات قوم بیت المال بصرہ سے کچھ مال لیکر مکہ آبیٹھنا اور جناب امیر کو اس امر کی
اطلاع ہائی اور آپنے ایک سخت تشدد کا خط لکھا جو نہج البلاغۃ میں درج ہے اور ہم ابحاث
سابقہ میں اوسکو نقل کر آئے ہیں اوسمیں یہانتک لکھا - فانک لو تفعل ثم امکنني الله
لا عذرن الله فیک و لا ضربنک بسیفی پس اگر فروعی اختلاف مستوجب
تشدد نہیں تو جناب امیر نے فروعات میں کیون اسقدر تشدد کیا اور کیون پاس لحاظ کچھہ
نکیا اور یہانتک فرمایا کہ اگر حسن حسین ایسا کام کرتے تو میں اونسے بہی مصالحہ نکرتا اور باطل
کو اونکی مظلمہ سے دور کرتا پس اگر فروعی اختلاف مستوجب تشدد نہیں ہوتا تو آپکی اس تشدد کی
کیا معنی اور ہمکی علاوہ جناب امیر نے اپنی عمال پر فروعات میں تشددات فرمائی وہ بہی آپکی
نزدیک ظلم اور ناحق ہونگی - قطع نظر اس قضیہ سے یہہ بہی آپکی نزدیک پایا گیا کہ حدود و قصاص
کا اجرا اور سیاست و تعزیر کا عمل سب ظلم ہے اور ناجائز کیونکہ یہہ امور بالاتفاق فروعیات ہیں اور فروعیات
میں ایسا تشدد جائز نہیں ہے تو یہہ بہی جائز نہونگی پس آپکی اس قاعدہ نے شریعت کا ایک بہت
بڑا حصہ بہی منہدم کردیا اور بناے اسلام کو بہی گرا دیا - آپ کے اس علم و فہم پر نہایت افسوس ہے
اور بڑا افسوس اس وجہ سے ہے کہ آپنے تمام عمر مناظرہ دانی اور موافق و مخالف کی کتابونکی
اوراق گردانی میں گذاری ہے علی الخصوص تحفہ اثنا عشریہ تو ازبر ہوگا پہر اسپر یہہ حال ہے
اب مختصر گذارش ہے کہ تحفہ میں جواب قصد احراق بیت سیدۃ فاطمہ کی ضمن میں لکہا ہے
کہ جناب فاروق کا یہہ قصد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد سے مستنبط ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے متخلفین عن الجماعۃ کی حق میں وعید تحریق فرمایا تہا حالانکہ جماعت
فروعات میں سے ہے یا واجب ہے یا سنت موکدہ پس اسکی ترک کی وجہ سے جب آپنے وعید احراق
صادر فرمایا تو معلوم ہوا کہ فروعات میں بہی تاکید و تشدید جاری ہوتے ہیں اگر آپکو
فن حدیث سے کچھہ بہی مس ہوتا تو صدہا احکام اس قسم کی بہم پہونچتی مثلاً چند ہی عرض

کرتا ہون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ترک صلوۃ کو کفر سے تعبیر فرمایا بغیر حج کئے مرنے کو یہودیت و نصرانیت سے تعبیر فرمایا جس قبطی کی نسبت اتہام تہا کہ اسنے آپکی لونڈی کے ساتھہ زنا کیا ہے حضرت علی رضہ کو اسکے قتل کا حکم فرمایا آپنے فرمایا لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت (اعاذنا اللہ من ذلک) لقطعت یدہا علی ہذا القیاس بلا مبالغہ صدہا ایسے واقعات فریقین کی کتابوں مین نکلینگے جو امر پر واضح و دلیل ہونگے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جناب امیر نے فروعات مین تہدیدات و تشدیدات فرمائے ہین۔ پس انکو یا اصول دین مین داخل سمجہیے یا اپنے قول سے رجوع کیجیے اور قائل ہو جیے کہ یہہ الزام غلط تہا اور فروعات مین تشدیدات شرعًا وارد ہوئی ہین ہمنے اسوقت بخوف تطویل چند اشارہ پر ہی اکتفا کیا ورنہ اگر پہر بہی ہماری جناب مخاطب کو شک رہیگا توہم انشاء اللہ تعالی اسکی بہت جزئیات فریقین کی کتابونسے نکالکر دکہلا دینگے **قولہ** فروعی مسائل سے جاہل موت جاہلیہ سے نہین مرتا ہے حالانکہ یہہ حدیث ومن لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ متفق علیہ ہے جاہل امام زمانہ موت جاہلیہ سے مرتا ہے اگر یہہ بات ہو کہ جاہل مسائل فروعیہ کا یہہ حال ہو تو انکے خلفاء ثلٰثہ بعض مسائل نہین جانتے تہے حتی کہ بعض الفاظ قرآنی کے معنی سے آگاہ نہ تہے انکا کیا حال ہوگا۔ **اقول** اس استدلال مین بوجوہ چند بحث ہے۔ اول تو اس روایت کی اہلسنت کے مذہب پر صحت ثابت کرنا چاہیے۔ دوسری یہہ کہ یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ اسجگہ لفظ امام سے مراد خلیفہ ہی ہے ہم کہتے ہین ممکن ہے کہ امام سے مراد نبی یا کتاب اللہ ہو جیسا کہ اطلاق لفظ امام کا کتاب اور نبی پر کتاب اللہ مین وارد ہے۔ تیسری یہہ کہ جب امامت انکے نزدیک اصول دین مین سے ہے اور اصول دین کی اثبات کیلیے دلائل قطعیہ کا ہونا ضروریات سے ہے اور یہہ خبر بعد تسلیم صحت خبر واحد ہے اور ظنی تو اس سے اصول دین کا اثبات ممنوع ہے چوتہی یہہ کہ حق سبحانہ تعالی نے معرفت نبی کو کافی نہین سمجہا اور اس امر کی خبر دی کہ کفار کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت حاصل تہی اور ارشاد فرمایا یعرفونہ کما یعرفون

جواب اس حدیث کا کہ من لم یعرف امام زمانہ الخ دلیل امامت ہو سکتی ہے

أَبْنَاءَهُمْ اور باوجود اس کمال معرفت کے اونکے حق مین تحقق ایمان کا نہی کافی معتبر نہین سمجہی گئی ہو
تو امام کے حق مین یہہ معرفت کیونکر معتبر ہوسکتی ہے پس اس معرفت سے یا وجوب ایمان مراد ہے
یا وجوب طاعت اول باطل ہے کیونکہ خداوند کریم نے اپنی کتاب مجید مین جسجگہ ایمان مذکور
فرمایا ہی یا ایمان باللہ ہے یا ایمان بالرسل یا ایمان بالکتب ہے یا ایمان بالمعاد کسیجگہ ایمان بالائمہ
نہین فرمایا اگر امامت بہی داخل اعتقادیات ہوتی تو کہین تو خداوند کریم تعالے شانہ اپنی
کتاب مین مذکور فرماتا اور جب کسیجگہ اوسکی نسبت ایمان کا ذکر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ مسئلہ
اصلی و اعتقادی نہین ہے تو فرعی عملی ہوا چنانچہ کتاب اللہ مین دوسری شق یعنی اطاعت کا
ذکر فرمایا اور وہ بہی اسطرح سے کہ عمال و قضات و نواب علما کو شامل ہے اور ظاہر ہے کہ حکم وجوب اطاعت
امیر کا خود فرعیات سے ہے اور متعلق بافعال عباد ہے تو معلوم ہوا کہ معرفت سے مراد ایمان
تو نہین ہے اگر ہے تو اطاعت ہے کیونکہ خداوند تعالے نے ایمان بالائمہ کی تکلیف نہین دی
بلکہ اونکی اطاعت کو مامور بہ فرمایا تو اس حدیث کے اس صورت مین یہہ معنی ہونگے من لم یطع
امام زمانہ فقد مات میتة جاهلية اور یہہ معلوم ہی ہوچکا ہے کہ حکم وجوب اطاعت
فروع مین سے ہے تو یہہ بمنزلہ اون فروعات کے ہوگا جنکی بنسبت تاکیدات شدید کے روایات
مین مذکور ہین مثلاً ترک صلوٰۃ سے کفر کے ساتہہ تخویف مذکور ہے ترک حج سے موت یہودیت
و نصرانیت سے ڈرایا گیا ہے ترک تقیہ کو خروج دین سے تعبیر کیا گیا ترک متعہ کو خروج اپنی جماعت سے
بیان کیا گیا ہے حالانکہ اونمین سے کوئی مسئلہ اصلی اعتقادی نہین سب فرعیات مین اسیطرح
اس مسئلہ فرعی مین بہی تغلیظ و تشدید کے طور پر آپنے یہہ ارشاد فرمایا - اسوجہ سے کہ بہت سی
فرائض و واجبات کا موقوف علیہ ہے بلکہ اجرائی شرائع اسلام و شعائر دین اس پر منحصر ہین
اگر اسمین خلل ہے تو تمام دین مین برہمی پیدا ہوگی اسیواسطے بزعم شیعہ جناب امیر نے بہی
سکوت فرمایا تہا تو ایسا مسئلہ فرعی جو موقوف علیہ تمام دین کا ہو بہت زیادہ مستحق
ہے کہ اوسکی ترک و اخلال سے موعید شدیدہ اور زواجر غلیظہ کے ساتہہ عباد کو ڈرایا جاوی

پس اس سے ہمارے مجیب کا خلافت کے اصلی اعتقادی ہونے پر دلیل لانا اونکی خوش فہمی کا بدیہی ثبوت ہے۔ پانچوین محل طعن و استدلال مین موت جاہلیت سے کیا مراد ہے اگر موت علی الکفر مراد ہے تو غلط ہے اسکا ثبوت دیجیے اور اگر موت جاہلیت کے ساتھہ تشبیہ مراد ہے کہ جیسے زمانہ جاہلیت مین لوگ خود مر جاتے تھے اور اونکا کوئی امام عام نہین ہوتا تھا ایسے ہی یہہ شخص بھی جو امام زمانہ کو نہ جانے اور اوسکا منقاد نہو خود مر مثل موت اہل زمانہ جاہلیت کی مریگا تو کوئی وجہ صحت طعن و استدلال کی نہین ہے۔ باقی رہا خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کی نسبت یہہ طعن کہ بعض مسائل نجانتے تھے اونکا کیا حال ہوگا سو اول تو اس طعن کی بنا ہی فاسد ہے کیونکہ اول یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ ہمارے نزدیک جمیع مسائل جزئیہ کا علم شرط ہے وہ دونہ خرط القتاد اور جب یہہ ثابت نہین تو پھر یہہ طعن محض غیر فاسد علی الفاسد ہے دوسرے یہہ کہ ہم کہتے ہین کہ بعض مسائل جناب امیر بھی نجانتے تھے چنانچہ جناب امیر نے قوم مرتدین کو جلوایا حالانکہ شریعت مین نار کی احراق نہین ہے اور نیز جناب امیر نے مظلوم کو بھی جلوایا اور جناب امیر نے غلمان و جواری پر حد جاری فرمائی من لا یحضر مین ہے وبہذا[1] ابو ایوب عن الحلبی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان فی کتاب علی انہ کان یضرب بالسوط و بنصف السوط و ببعضہ یعنی فی الحدود و اذا اتی بغلام او جاریۃ لم یدرکا و لم یکن یعطل حدا من حدود اللہ۔ حالانکہ رفع القلم عن ثلثۃ صریح حدیث متفق علیہ ہے اور نیز جناب امیر نے حد سرقہ معاف کردی من لا یحضر مین ہے[2] وجاء رجل الی امیر المومنین علیہ السلام فاقر بالسرقۃ فقال لہ امیر المومنین اتقرأ شیئا من کتاب اللہ عزوجل قال نعم سورۃ البقر فقال قد وھبت یدک لسورۃ البقرۃ حالانکہ یہ استغفار

[illegible]

---

[1] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا حضرت علی کی کتاب مین تھا کہ آپ پوری کوڑی سے اور آدھی کوڑی اور بعض کوڑے یعنی حدود مین مارتے تھے جب کوئی نابالغ لڑکا یا لڑکی لاتے تھے اور اللہ کے حدود کو معطل نہین کرتے تھے ۱۲

[2] ایک شخص امیر المومنین کے پاس آیا اور چوری کا اقرار کیا تو اوس سے جناب نے فرمایا کیا تو کچھہ قرآن بھی پڑھا ہوا ہے کہا ہان سورۃ بقر فرمایا تو تجکو تیرا ہاتھہ سورۃ بقر کے بدولت بخش دیا۔ ۱۲

حدود مین یہہ تشدد تہا کہ صبیان پر جاری کیجاتی تہی اور معطل نہین کیجاتے تہی یا یہہ کہ عاقل بالغ پر جاری نفرماتے اور معطل فرماتی اور خلاف شرع ایک قاعدہ گہڑ دیا کہ جب تک جنایۃ اقرار کرے تو امام کو اخذ و عفو کا اختیار ہے لیکن جب بینہ قائم ہو تو امام کو عفو کا اختیار نہین علاوہ ازین آپکے امام ابو جعفر سے من لا یحضر مین اسی قسم کی روایت ہی وروی المعلی عن محمد بن مسلم[1] عن ابی جعفر علیہ السلام قال سالتہ عن الصبی یسرق قال ان کان لہ سبع سنین او اقل رفع عنہ فان عاد بعد السبع قطعت بنانہ او حکت حتی تدمی فان عاد قطع منہ اسفل من بنانہ فان عاد بعد ذلک وقد بلغ تسع سنین قطعت یدہ ولا یضیع حد من حدود اللہ — اور یہلی شرع سے معلوم ہوچکا کہ اجرا حدود کا صبیان مرفوعین عنہم القلم پر خلاف شرع ہی اور جملہ ولا یضیع حد من حدود اللہ وغیرہ سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ یہہ محض سیاست اور تعزیر نہین تہی سے علی ہذا القیاس اور بہت مسائل ہین کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو اونکا علم نہ تہا پس جو حال جناب امیر اور دوسری ائمہ کا ہوگا وہی خلفاء ثلثہ کا ہوگا **قولہ** آپکی زعم مین جناب سیدہ علیہا السلام عدم ارث انبیا سے واقف نہ تہین انکی کیا کیفیت ہوگی **اقول** اونکی ہی ہماری نزدیک وہی کیفیت ہوگی جو کہ جناب امیر و دیگر ائمہ کی ہوگی اور جو کہ خلفاء ثلثہ کی ہوگی۔ **قولہ** اسکا اہم المہمات ہونا ثابت کیا گیا ہی اگر یہہ فروعی مسئلہ ہوتا تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اسکی نسبت ایسی الفاظ تحریر نفرماتی جو عبارۃ مین موجود ہین **اقول** یہہ تکرار بیفائدہ ہی عنقریب یہہ استدلال ہی گذر چکا ہی اور اسکا جواب ہی عرض کیا جاچکا ہی کہ یہہ عبارت ہرگز اس مسئلہ کی اصلی ہونے پر دلیل نہین ہوسکتی یہہ محض حضرت کے خوش فہمی ہی وبس **قولہ** آپکی ابن عمر جیسی جلیل القدر

---

[1] محمد بن مسلم امام ابو جعفر سے روایت کرتاہی کہا مینی ایسی لڑکی سے پوچہا جو چوری کری فرمایا اگر سات برس یا کم کا ہوا وس سے حد دفع کیجاوی۔ پہر اگر بعد سات برس کے پہر کری تو تو اوسکی پوریان۔ کاٹی یا چہیلے جائین یہانتک کہ خون آلودہ ہوجائین اگر پہر بہی کرے تو اوپر پوروں کے نیچے سے کاٹا جاے۔ پہر اگر نو برس کا ہوکر پہر بہی کرے تو اوسکا ہاتہہ کاٹا جاوی اور اللہ کے حدود مین سے کسی حد کو ضائع نکیا جاوی۔ ۱۲

صحابی اسکو ایسا اہم اور ضروری سمجھتے تھے کہ یزید تک کی بیعت کر لے اور خلع بیعت سے سخت
مانع ہوئی۔ آپ صحیح بخاری کی کتاب فتن باب اذا قال عند قوم شیئا اور صحیح مسلم کی کتاب
الامارۃ باب من فرق امر المسلمین وہو مجتمع کو ملاحظہ فرمائیں **اقول** یہاں بھی آپکی
وہی قدیمی خوش فہمی موجود ہے کہ ضرورت مطلقہ سے آپ اصلی اعتقادی ہونا سمجھتے ہیں
حالانکہ یہ بداہتہً غلط ہے چنانچہ چند بار عرض ہو چکا ہے ضرورت ہرگز مستلزم اصلی ہونے کی
نہیں ہے بلکہ صدہا فروعات بھی ضروری اور لابدی ہیں اور یہ جب ہے کہ ہم تسلیم کرلیں
کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یزید سے بیعت برضا ضروری سمجھکر کی تھی ورنہ ہم کہتے ہیں کہ اول یہ اتفاق
مستلزم وقوع بیعت ابن عمر کو نہیں ہیں اور اگر ہو بھی تو ممکن ہے کہ بکراہت بخوف سلب
نفوس ونہب اموال وغیرہ مفاسد کی ہو اور خلع بیعت سے بھی اسیواسطے مانع آئے ہوں
پس انکا استدلال اس سے باطل ہے آخر جناب امیر و دیگر مقبولین نے بھی تو خلفاء
ثلثہ کے ساتھ بیعت کی تھی جناب عقیل حضرت امیر کو چھوڑ کر امیر معویہ کی خدمت میں جا پہنچے
جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معویہ سے بیعت فرمائی محمد بن الحنفیہ یزید کے مطیع ہوگئے اور بیعت کرلی
غرض بہرکیف ابن عمر یا کسیکی ضروری سمجھنے سے اس مسئلہ کو اصلی اعتقادی اعتقاد
کرنا سراسر خبط ہے اور سوء فہم سے ناشی ہے **قولہ** ابن عمر تو اسکو ایسا ضروری سمجھتے
تھے کہ ایک رات بدون امام رہنا جائز نہ جانتے تھے حتی کہ وقت شب حجاج کے گھر تشریف
لائے تاکہ بیعت عبد الملک بن مروان فرماویں۔ چنانچہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ
وصاحب حیوۃ الحیوان وغیرہ یہ لکھتے ہیں۔ ان عبد اللہ بن عمر طرق علی الحجاج
بابہ لیلا لیبایع لعبد الملک کیلا یبیت تلک اللیلۃ بلا امام لانہ روی عن
النبی صلعم انہ قال من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ خلاصہ مطلب اسکا یہی کہا گیا
اور بعض کتب میں یہ بھی ہے کہ حجاج نے بیعت کے لیے اپنا پیر بڑھا دیا کہ ہاتھ خالی نہیں ہے
اقول بعد تسلیم صحت روایت مقتضا اس روایت کا یہ ہوگا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

بدون امام کے ایک رات بھی گذارنا جایز نسمجھتے تھے جیسا کہ ہمارے فاضل مجیب نے سمجھا ہی اور بہت ضروری سمجھتے تھے لیکن اس سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ ابن عمرؓ کے ضروری سمجھنے سے امامت اصول دین مین سے ہو جاے یہہ محض غلطی ہی کیونکہ ضروری طور پر کسی کام کرنے سے اوسکا ضروری ہونا بھی ثابت نہین ہوتا چہ جائیکہ اوسکا اصول دین سے ہونا ثابت ہو محتاط اور متورعین کا قاعدہ ہے کہ آداب اور سنن کو بھی التزام کے ساتھہ ضروری طور پر مثل واجبات کے ادا کیا کرتے ہین حالانکہ وہ فے الواقع ضروری نہین ہوتے پس ابن عمرؓ کے اس فعل سے جو بظاہر ضرورت کو موہم ہے خلافت کا ضروری ہونا بھی مفہوم نہین ہوتا اور غایۃ ما فے الباب بعد رد و قدح اگر بطور تنزل تسلیم کرلین تو اوسے اس قدر یہہ ثابت ہوا کہ بیعت امام ابن عمرؓ کے نزدیک ضروری اور اہم الواجبات سے تھی لیکن اس سے ہرگز یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ خلافت مسائل اصلیہ اعتقادیہ مین سے ہو یہہ تو اوسوقت ثابت ہوگا جب ضروری ہونا مسائل اصلیہ اعتقادیہ مین منحصر ثابت ہو جاے گا اور مسائل فرعیہ عملیہ سے ضرورت مرتفع ہو جاے گی اور یہہ محال ہے قطع نظر اسکے اس روایت کے الفاظ خود اس قصد کو موید نہین ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ سے تو صراحۃً ترتب موت جاہلیہ کا عدم معرفت امام پر ہے تو اس حدیث کے الفاظ سے معرفت کی ضرورت ثابت ہوتی ہے پس معرفت سے یا مراد معرفت ہی ہے یا ایمان ہے اور یہہ دو نو صحیح نہین پھر یا وجوب بیعت و اطاعت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ وجوب اطاعت نصًا ثابت ہی اور وجوب عقد بیعت بشرط تسلیم فوری نہین ہے کہ بدون اوسکے ایک رات بھی نگذرے چنانچہ خود ظاہر ہے پس اس سے واضح ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہہ فعل اس حدیث سے مستنبط نہین ہوسکتا تو نفس اس روایت مین ایک علت قادحہ موجود ہے علاوہ ازین بخاری کی حدیث صحیح اس قصہ کی مکذب ہے حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن سفیان حدثنا عبد اللہ ابن دینار قال شہدت ابن عمر حیث اجتمع الناس علی عبد الملک کتب انی اقر بالسمع والطاعۃ لعبد اللہ عبد الملک امیر المومنین علی سنۃ اللہ وسنۃ رسول اللہ ما استطعت وان بنی قد اقروا بمثل ذلک

۱ عبد اللہ ابن دینار نے کہا کہ جب لوگ عبد الملک کی خلافت پر مجتمع ہوے مین ابن عمر کے پاس حاضر ہوا اونہون نے لکھا کہ مین بقدر اپنی استطاعت کے اللہ اور رسول کے طریقہ پر امیر المومنین عبد الملک کے حکم سننے اور اطاعت کرنیکا اقرار کرتا ہون اور میری بیٹون نے بھی یہی اقرار کیا ہے ۱۲

اس روایت سے واضح ہے کہ حضرت ابن عمر رض نے عبد الملک کی بیعت بذریعہ خط کی تہی نہ یہہ کہ مثل روایت مجیب لبیب کے جو ابن ابی الحدید معتزلی شیعی وغیرہ سے نقل کی ہے ابن عمر رض نے حجاج کے گہر پر رات کے وقت بیعت کے واسطے گئے ہون اور اوسنے پانو پہیلایا ہو اور اس روایت بخاری سے یہہ بہی واضح ہے کہ ابن عمر کی خطی بیعت بہی عبد الملک کے ساتہہ ابتدا خلافت مین نہین ہوئی بلکہ بعد اجتماع و رفع اختلاف ناس واقع ہوئی اور جبتک اختلاف رفع نہولیا کسی سے بیعت نہین کی اور بلا بیعت رہے چنانچہ حضرت علی رض و امیر معویہ رض کے عہد مین بہی انکا یہی طریقہ رہا ہے۔ رہا یہہ طعن کہ حجاج نے بیعت کو ئی پانو پہیلا دیا اگر حجاج پر طعن ہے تو اوسنے صدہا مسلمانون کو بیگناہ قتل کیا وہ کیا کچہہ کم ہے اور اگر مقصود طعن ابن عمر ہے تو یہہ بہی بیجا ہے کیونکہ اس مین ابن عمر کا کیا قصور ہے جناب امیر کو ابن ملجم نے شہید کیا جناب امام حسین رض کو یزیدیون نے شربت شہادت چکہایا تو کیا اس سے اونکے شان مین خلل آگیا اسلئے اگر حجاج نے بیعت کیواسطے پانو بڑہایا تو اس سے ابن عمر کا نقصان نہین ہوتا ہان حجاج کے خبث پر دلالت واضحہ ہوتی ہے وبس **قولہ** اور نیز اگرچہ اس مسئلہ کو اہلسنت فروعی کہتے ہین مگر سب کتب اعتقادیہ کلامیہ مین بہی ذکر کرتے ہین چنانچہ شارح مواقف اسپر متنبہ ہوکر یہہ تحریر فرماتے ہین کہ انما ذکرناہا فی علم الکلام تاسیا بمن قبلنا اذ قد جرت عادة المتکلمین بذکرہا فی اواخر کتبہم للفا المذکور فی صدر الکتاب اس عذر کا ضعف ظاہر ہے کیونکہ مآل اسکا یہہ ہے کہ اعتراض اپنے سے دور کرکے علما سابقین کے ذمہ لگاتا ہے وہ فایدہ جسکا حوالہ صدر کتاب پر دیا ہے یہہ ہے فانہا وان کانت من فروع الدین الا انہا الحقت باصولہ دفعا لخرافات اہل البدع وصونا للائمة المجتہدین عن مطاعنہم کیلا یفضی بالقاصرین الی سوء اعتقاد فیہم یہہ کلام بہی کچہہ مفید نہین کیونکہ دو حال سے خالی نہین یا تو مسئلہ امامت معرفت و اعتقاد قلبی سے تعلق رکہتا ہے یا نہین اگر تعلق نہین رکہتا تو اسکا الحاق علم کلام سے کہ مراد ایسے ملکہ سے ہے کہ اوس سے عقائد دینیہ ثابت کرین کیون ہے۔ اور اگر متعلق ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ معرفت عدد و شرائط و فضیلت امام و تعیین تصدیق و حسن اعتقاد یا طعن و سوء اعتقاد ائمہ مین علوم کے قسم سے ہے نہ اعمال و افعال جوارح کی قسم سے یہہ اس

مسئلہ کو فروعی کہنا کس لئے ہے شاید یہہ ہی وجہ ہے کہ شارح نے اس توجیہہ و تاویل پر اعتماد نہ کر کے
تقلید اسلاف کا عذر کیا ہے اور اسکا ضعف ظاہر ہے **اقول** یہہ استدلال بھی مثل اور استدلالات
کے ہمارے مجیب لبیب کی خوش فہمی سے ناشی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابتک آپکے فہم مین یہہ ہی نہین
آیا کہ فیمابین اہل سنت و شیعہ کے وجہ اس نزاع و اختلاف کی کہ اہلسنت امامت کو فروع مین سے
کہتے ہین اور شیعہ اصول مین قرار دیتے ہین کیا ہے اگر یہہ بات آپکو معلوم ہوتی تو ہرگز یہہ استدلال
ہماری مقابلہ مین تحریر نفرماتے اگرچہ کسیقدر ہمنے پہلے بھی عرض کر دیا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
یہان بھی ظاہر کرین تاکہ واضح ہو جائے کہ اس قسم کی آپکے استدلالات بے اصل و بے بنیاد ہین پس
واضح ہو کہ مسائل فرعیہ وہ مسائل عملیہ ہین جنکا ایتان متعلق اعمال عباد کے ہو اور مسائل اصلیہ وہ
مسائل اعتقادیہ ہین جنکا ایتان متعلق اعتقاد عباد کے ہو اب ہم مسئلہ امامت کو دیکھتے ہین اور فریقین
کے مذاہب کو اوسمین خیال کرتے ہین تو علمائے شیعہ نے اوسکو اعتقادات مین دخل کیا ہے اور عمل عباد
کو اوسمین کچھہ دخل نہین دیا اہلسنت کہتے ہین کہ یہہ مسئلہ فروع مین سے ہے کیونکہ اسکا ایتان متعلق
اعمال عباد کے ہے وبس اور یہہ بھی جاننا ضرور ہے کہ فرعیات اگرچہ فی حد ذاتہ عملیات ہوتے ہین لیکن
بحسب قوت و ضعف ثبوت کے اونکا اعتقاد وجوب و ندب و اباحت و حرمت و کراہت علی قدر مراتبہا
لازم ہوتا ہے مگر چونکہ وہ مسائل فی حد ذاتہ متعلق اعمال عباد کے ہین اور اعتقادی ہونا اونکا بالتبع
اور بالواسطہ ہوتا ہے اسلئے وہ مسائل فروع سے خارج نہین ہوتے اور اصول اعتقادیات مین
داخل نہین کئے جاتے ظاہر ہے کہ صوم صلوۃ وغیرہ تمام عبادات و معاملات فقہیات باتفاق فریقین
عملیات ہین اور کوئی اونکو علم کلام مین داخل نہین کرتا مگر باوجود اسکے پھر ہر ایک حکم کا اپنے اپنے مرتبہ
کے موافق اعتقاد ضرور ہے اور ترک اوس مرتبہ مین اور اعتقاد خلاف مین اوسیقدر خرابی و برائی
ہے مثلاً اعتقاد عدم فرضیت صلوۃ و صوم مین لزوم کفر ہے و علی ہذا القیاس پس ہمارے مقابلہ مین کوئی
دلیل جبتک کہ وہ اس امر کو ثابت نہ کرے کہ خلافت کو فعل عباد سے کچھہ تعلق نہین اور اوسکے ایتان مین
عمل عباد کو کچھہ دخل نہین اور وہ محض اعتقادی ہے مفید نہوگی اب بعد اس تقریر کے ملاحظہ فرماوین

کہ ہمارے فاضل مجیب کا یہ استدلال کسقدر واہی اور ضعیف بلکہ باطل ہو گیا اس استدلال کا
مدار اس امر پر ہے کہ چونکہ متکلمین اہلسنت نے مسئلہ امامت کو علم کلام مین جو عبارت مسایل اعتقادیہ
سے ہے ذکر کیا ہے تو یہہ مستلزم اس امر کو ہے کہ یہہ مسئلہ بھی اعتقادی ہو اور یہہ نہین سمجھتے کہ منشا
اختلاف بین الفریقین کیا ہے وہ بیان صادق آتا ہے یا نہین آتا اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ ذکر
کرنا مستلزم اس امر کو نہین کیونکہ جائز ہے کہ اس ذکر کی کوئی علت خاص جداگانہ ہو چنانچہ شارح
مواقف نے اوس علت کو ظاہر کر دیا اور بالفرض اگر کوئی بھی علت نہوتی تاہم جب منشاء اختلاف
قایم تہا اور صراحۃً اہلسنت نے امامت کے بیان کو متعلق بافعال عباد قرار دیا ہے اور بالتصریح
اس مسئلہ کو فرعی کہا ہے تاہم اس ذکر کی تاویل و توجیہ ضروری تہی کیونکہ جبتک بناء اختلاف
قایم ہے اوسوقت تک اس مسئلہ کو صرف اسوجہ سے کہ علم کلام مین ذکر کیا گیا ہے اعتقادی قرار
دینا سراسر غلط تہا اور منشاء اختلاف سراسر اوسکو مکذب ہے رہا دلیل اس امر کی کہ یہہ مسئلہ فرعی
عملی ہے اصلی اعتقادی نہین ہے یہہ ہے کہ خداوندکریم تعالے شانہٗ نے اپنی کتاب مجید مین احکام اصلیہ
اعتقادیہ کو جو متفق علیہا بین الفریقین اصلیہ اعتقادیہ ہین مثل توحید و نبوت و معاد کے جابجا
بعبارات مختلفہ و عنوانات شتّٰے بیان فرمایا کہ جس مین کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجایش نہ ہے
اور تمام احتمالات کے عرق کو مستاصل کر دیا اور مسئلہ امامت کو کسیجگہ بھی واضح اور صاف طور پر
بیان نفرمایا صرف ایک جگہ اولوالامر کی اطاعت کا ارشاد فرمایا جو محتمل بہت سے معانی کو ہے
چنانچہ فریقین کے مفسرین نے تفسیر فرمائی ہے علاوہ ازین اطاعت خود متعلق باعمال عباد ہے
اگر یہہ مسئلہ اصلی متعلق باعتقاد عباد ہوتا تو خداوندکریم تعالے شانہ اپنی کتاب مین مثل دیگر اعتقادیات
کے اسکو بھی کیون ذکر نفرماتا اور بزعم شیعہ اپنے اس فرض سے کیون سبکدوش نہوتا اور ظاہر ہے
کہ خداوند تعالے شانہ عجز سے تو منزہ ہے پس جب اوسنے اسکا ذکر کہین نہین فرمایا
اور یہہ مسئلہ اس قبیل سے نہین کہ عقل اسکی ادراک مین مستقل ہو اور ہمارے نزدیک حسن و قبح شرعی
ہے تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ خداوندکریم کا اسکو ذکر نفرمانا اصول فریقین پر صریح دلیل ہے کہ یہہ مسئلہ

مسئلہ امامت فرعی ہونیکی دلیل

اصلی اعتقادی نہین ہے اور اگر یہہ نہین تو اصول شیعہ پر لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ خداوند تعالی
شانہ عاجز ہے یا تکمیل دین کی جو خبر دی ہے وہ کذب ہے اور فی الحقیقت اب تک تکمیل نہین ہوئی
سبحانہ و تعالی علواً کبیراً اگر یہہ کہو کہ بڑے عقول حاکم یہ خداوند تعالی شانہ کو بھی ہو بالتقیہ کرین
اس اشکال عقال بھی شاید کچھ مخلصی ممکن ہو علاوہ اسکے اسکی اثبات کے لئے اور بھی دلائل ہین لیکن
خوف تطویل اور عجلت وقت ہمکو انکے بیان کی اجازت نہین دیتی اب ہم اصل بحث کیطرف پھر رجوع
کرتے ہین جب یہہ امر ثابت ہو گیا کہ باعتبار اپنی ذات کو مسئلہ امامت فروع دین مین
اور متعلق باعمال عباد ہے تو متکلمین نے اگر اسکو کتب کلامیہ مین ذکر کیا ہے اور ملحق
بالاعتقادیات کیا ہے تو لامحالہ اسکے لئے کوئی علت اور وجہ خاص ہوگی شارح مواقف
اسکو بیان کیا کہ ہمنے اپنے اسلاف کی پیروی کرکے امامت کو علم کلام مین ذکر کیا ہے
اور اونہون نے اسوجہ سے علم کلام مین اسکو ذکر کیا ہے تاکہ اہل بدع واہوا کی خرافات
ائمہ دین اور خلفاء راشدین مہدیین سے دفع کرین پس اسپر ہمارے فاضل مجیب جو یہہ فرماتے
ہین کہ اسکا ضعف ظاہر ہے کیونکہ مآل اسکا یہہ ہے کہ اعتراض کو اپنے سے دور کرکے علماء سابقین
کے ذمہ لگایا ہے یہہ سراسر ضعیف ہے کیونکہ یہہ عذر اوسوقت ضعیف سمجھا جاتا جبکہ عذر مین
صرف تقلید سلف ہی کی بیان کی جاتی اور جب علاوہ اسکے اوسکی علت بھی بیان کی اور
کہا کہ سلف نے دفع خرافات اہل بدع کی غرض سے اسکو ملحق بالاعتقادیات کرکے علم
کلام مین ذکر کیا ہے تو اب اس عذر مین کوئی ضعف باقی نہین رہا اسکے بعد ہمارے فاضل
مجیب جو اس علت کی نسبت اعتراض فرماتے ہین اور لکھتے ہین کہ یہہ کلام بھی مفید نہین
ہے کیونکہ اگر امامت کا تعلق اعتقاد قلبی سے نہین ہے تو الحاق بالاعتقادیات کیون ہے
اور اگر تعلق ہے چنانچہ اوسکے حدود و شرائط وحسن اعتقاد و سوء اعتقاد کے ملاحظہ سے
ظاہر ہے کہ از جنس علوم ہین نہ اعمال تو فروعی کہنا کس لئے) سراسر پوچ و لغو ہے اور بوجوہ
چند باطل ہے (۱) اجمالی طور پر جو وجوہ شق قرار دیئے ہین کہ مسئلہ امامت یا تو معرفت

اور اعتقاد قلبی سے تعلق رکہتا ہے یا نہین یہہ بالکل غلط ہے کیونکہ کوئی دینی مسئلہ خواہ وہ
اصلی اعتقادی ہو خواہ فرعی عملی ایسا نہین ہے جسکا تعلق اعتقاد قلبی سے نہو جسقدر مسائل
دینیہ ہین اون سب کا تعلق اعتقاد قلبی کے ساتہہ ہے (۲) شق اول جس مین یہہ دعوے ہو
کہ اگر اوسکا تعلق اعتقاد قلبی کے ساتہہ نہین ہے تو الحاق کیون ہے بدیہی البطلان ہے
کیونکہ الحاق غالبًا ایسی ہی جگہ مستعمل ہوتا ہے جبکہ غیر جنس کو کسی کے ساتہہ شامل کیا جائے
شاید آپ کو ملحق بہ رباعی اور ملحق بخماسی کتب صرفیہ سے یاد ہونگے اور علاوہ اسکے اس معنی مین
کثیر الاستعمال ہے تو مسئلہ امامت فی حد ذاتہ فروعی ہے اور ایک وجہ خاص سے ملحق
بالاصول کیا گیا ہے اور وجہ اسکی کہ کیون ملحق کیا گیا وہ خود شارح مواقف نے ذکر کی ہے
اگر یہہ مسئلہ اصلی اعتقادی ہوتا تو پہر الحاق کے کچہہ معنے نہ تہے (۳) ہم اس شق کو اختیار
کرتے ہین اور الحاق کی وہی علت بیان کرتے ہین جو شارح مواقف نے بیان کی ہو
آپ اوسپر اعتراض فرمائیے بعد اوسکے فرمائیے کہ یہہ کلام مفید نہین جب تک آپ اسکو باطل
نکرین آپکا یہہ فرمانا کہ یہہ کلام مفید نہین آپکو کچہہ مفید نہین ہے (۴) شق ثانی کا
بطلان مثل روز روشن واضح ہے کیونکہ جسقدر مسائل دینیہ فرعیہ عملیہ ہین اونکی معرفت
حدود و شرائط و اعتقاد فرضیۃ و وجوب وغیرہ علوم کے قسم سے ہے نہ اعمال و افعال
جوارح کے قسم سے پہر اون مسائل کو بہی فروعی کہنا کسلئے اونکو بہی اعتقادیات مین داخل
کیجئے سبحان اللہ ہمارے فاضل مجیب کے علم و فضل کا یہہ حال ہے کہ جو شئے فی الجملہ از قسم
علوم ہو اوسکو بہی فروعی ہونے سے خارج فرماتے ہین اور اعتقادیات مین داخل کرتے
ہین۔ حالانکہ تمام مسائل فقہیہ معرفت اور علم مین داخل ہین اگر زیادہ نہین تو کیا آپ نے
علم الفقہ بہی کبہی نہین سنا ہوگا اور یہہ بہی نجانتے ہونگے کہ فقہ علم ہے پہر معلوم نہین
اوسکو اعتقادیات مین کیون نہین داخل کرتے (۵) کسی مسئلہ دینیہ کا اعتقاد قلبیہ سے
فی الجملہ تعلق ہونا ہرگز اسکو مستلزم نہین ہے کہ وہ مسئلہ اعتقادیات سے ہی ہو

بلکہ مسائل اعتقادیہ وہی ہونگے جنکا تعلق محض اعتقاد عباد کے ساتہہ ہو ورنہ عملیہ ہونگی
تو اونکا تعلق تو فی الجملہ اعتقاد قلبیہ کے ساتہہ ہی ہوگا بشرطیکہ وجدانیات نہون پس شق
ثانی سے جو یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ جن مسائل کا تعلق اعتقاد قلبیہ سے ہوگا وہ اصلیہ اعتقادیہ
ہونگے محض غلط ہے پس اس توجیہہ مین جو متکلمین اہلسنت نے مسئلہ امامت کی نسبت کتب کلامیہ
مین ذکر کرنے کے بارہ مین فرمائی ہے کسی قسم کا وہن وضعف نہین اور یہہ اعتراضات تضعیف
ہمارے فاضل مجیب کے خود ضعیف ہین۔ ہان اسقدر ضرور ہے کہ یہہ توجیہہ و تاویل شرح طلب ہے
جسکی وجہ سے شاید آپکو شبہہ واقع ہوا ہو پس شرح اوسکی یہہ ہے کہ متکلمین کا منصبی کام یہہ ہے کہ وہ
اپنی اعتقادیات کو دلائل سے ثابت کرین اور مخالفین کے اعتقادیات اور اونکی دلائل کو مدلائل
باطل کرین اور اونکا جواب دیوین اور ظاہر ہے کہ مسئلہ امامت ایسا مسئلہ ہے جو شیعہ کے نزدیک
داخل اعتقادیات ہے اور اہل سنت اوسکو داخل فروع اعتقاد کرتے ہین اور جب شیعہ کے نزدیک
اعتقادیات مین سے ہے تو لامحالہ متکلمین شیعہ اوسکو اور اوسکی دلائل کو اپنی کتب کلامیہ مین
ذکر کرینگے۔ اہل سنت اگر اوسکو اپنے اصول کے موافق اپنی کتب کلامیہ مین ذکر نکرین تو اوس
مسئلہ کا اصول مخالفین پر ابطال اور اوسکی دلائل کا جواب کیونکر دیوین اور ائمہ مہتدین کے
مطاعن مخالفین سے کیونکر صیانت و حمایت کرین اور اس اپنے منصبی کام سے کیونکر سبکدوش
ہون اور اگر ذکر کرین تو لازم آتا ہے کہ علم کلام مین جو عبارت مسائل اصلیہ اعتقادیہ سے ہے
فروع مین بحث ہو اور یہہ بہی بظاہر فی الجملہ خلاف قاعدہ ہے۔ لیکن یہہ نہایت بدیہی
ہے کہ علوم مین تبعاً اور استطراداً اون اشیاء کو ذکر کر دیتے ہین جو اون علوم اور اونکے
اغراض سے بالکل بیگانہ اور اجنبی ہوتے ہین اگر آپ تامل کرینگے تو علوم مین ایسے
بہت مسائل معلوم ہونگے دور نجایئے چہوٹے چہوٹے رسائل منطق مین ابتداءً بحث
الفاظ لکہتے ہین اور پہر عذر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ گو اس علم سے بحث الفاظ کو
تعلق نہین ہے لیکن ایک ضرورت خاص کے وجہ سے ہمنے ذکر کیا ہے اور اس سے

[illegible] نہیں آتا کہ بحث الفاظ داخل اصول مقاصد منطق ہو جائے اور کوئی شخص بیوقوف
بھی یہ اعتراض نہیں کرتا کہ تمہارے اس ذکر کرنے سے بحث الفاظ داخل
اصول منطق ہو گئی تو پھر مسئلہ امامت کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی ملحق بالکلام ہے جو
ایک وجہ خاص سے علم کلام میں ذکر کیا گیا ہے اور اس سے ہرگز نہیں سمجھا جاتا کہ وہ
داخل اصول ہو اور متکلمین کا عذر ضعیف ہو یہ صرف ہمارے فاضل مجیب کی خوش فہمی
تجربہ اور علوم کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے **قولہ** اگرچہ اسباب ہیں اور بھی گفتگو ہو سکتی تھی
مگر بخوف طول اختصار ہی کیا جاتا ہے **اقول** جسقدر گفتگو فرمائی وہ بھی غلط تھی اور
سب ناقابل تھی کہ کسی کے سامنے پیش کیجاتی اور جسقدر اور گفتگو فرماتے وہ بھی ایسی ہی
یا اس سے کم درجہ ہوتی یہہ معلوم نہیں کہ آپنے ایسی گفتگو میں کیا فائدہ سمجھ رکھا ہے
بجز اسکے کہ چند ناواقفوں کے نزدیک وقعت ہو اور یہہ سمجھیں کہ ہمارے مولانا وسیدنا
نے کسقدر طول طویل جواب لکھدیا اور کسقدر مضامین کا جوش ہے لیکن علماء کے
نزدیک تو ایسی لغو باتیں آپکی تحقیر کی باعث ہیں آئندہ جناب کو اختیار ہے **قولہ**
صرف اسقدر گذارش ہے گستاخی معاف ادعائے علم یہہ کہ امتحان لینے کی [illegible]
اب تک یہہ معلوم نہیں کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی یہہ مسئلہ کتب متداولہ عقائد میں
بشرح موجود ہے خاص خاتم المتکلمین کی تقلید کی کیا ضرورت تھی اور اُنکے حوالہ کی
کونسی حاجت۔ **اقول** امتحان لینے کی درخواست ہی ہرگز ادعائے کمال علم نہیں
سمجھا جاتا اور نہ امتحان لینے کے لئے بہت علم کی ضرورت ہے۔ یہہ حضرت کی کمال علم کی
خوبی ہے غایتہ یہہ ہے کہ بقدر امتحان کے علم کا ہونا کافی ہے یہہ دعوے کہ
اب تک یہہ معلوم نہیں کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی صریح کذب و دروغ ہے ظاہر
ہے کہ ہمنے لکھا تھا کہ مسئلہ امامت فروعی مسائل سے ہے جسکا خود آپکو اعتراف ہے لیکن
اسمیں جو حوالہ خاتم المتکلمین کا دیا گیا تھا اوسکی نسبت یہہ طعن ہے پھر یہہ کہنا

ابتک یہہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی جھوٹ ہوا یا نہین کیا مسئلہ کا
علم اسی پر منحصر ہے کہ کتب متداولہ عقاید کا حوالہ دیا جاوے تو جب علم ہو ورنہ نہوا اگر اسکا ثبوت
آپ کسی دلیل سے کر سکتے ہین تو بسم اللہ لائیے حضرت مسئلہ کے لئے ہمکو لا محالہ تقلید کی
ضرورت نہتی کہ متکلمین مین سے کسی کی تقلید کرتے۔ پس جسکو ہم اس مبحث کا خاتم المتکلمین
سمجھتے ہین اگر کوئی مسئلہ ہمنے اوس سے نقل کر دیا تو کیا خلاف قاعدہ کیا اور اس سے
کیونکر لازم آیا کہ ہمکو اس مسئلہ کا علم نہین۔ پس منجملہ حضرت کی خوش فہمیون کے ایک
اور یہہ بہی سہی ع این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر قال الفاضل المجیب قولہ
اور کتاب اللہ مین اوسکی نسبت وعدہ خیریت ہو چکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسکی مدت بیان فرمائی اور ایات سے جنکی قدر مشترک تصریح تک ہو چکی ہے
اوسکی ترتیب وقوع تک بیان کی گئی اقول لفظ وعدہ کے آگے جو لفظ لکہا ہے
بخوبی پڑہا نہین گیا معلوم نہین کہ حضرت نے خیریت جو بمقابلہ شریت ہے تحریر فرمایا کہ
یا جزئیت جو بمقابلہ کلیت ہے لکہا ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمنے
یہہ لفظ خیریت بجائے معجمہ منقوطہ بنقطہ من فوق وبعدہ یای منقوطہ بنقطتین من تحت
وبعدہا راء مہملہ بمقابلہ شریت لکہا ہے قولہ بہر حال ہر دو احتمال کا جواب گذارش
ہے اگر خیریت بمعنے نیکی ہے تو حضرت مجیب ہے نہایت تعجب ہے کہ اس لفظ کا یہہ کون موقع
تہا کیونکہ غرض اس خلافت سے اصطلاحی ہے جو نیابت رسول سے مراد ہے اسکی
نسبت لفظ خیریت لکہنے کے کیا معنے نیابت رسول تو خیر ہی ہوگی اقول یہہ اعتراض
سراسر خلاف عقل و نقل ہے کیونکہ بقاعدہ معقولیین اگر یہہ موقع لفظ خیریت کا نہین ہے اور
یہان خیریت صادق نہین آتی تو لا محالہ عدم خیریت جو اوسکی نقیض ہے اوسکا موقع
ہوگا اور وہ صادق آئیگی لاستحالہ ارتفاع النقیضین تو لازم آئیگا کہ خلافت راشدہ عدم
خیریت کے ساتہہ مجامع ہوا اور یہہ خلاف ہے کیونکہ یہہ مسلم فریقین ہے کہ خلافت راشدہ مجامع

خیریت اور مباین شریت ہی تو ثابت ہوا کہ اس لفظ کا یہہ ہی موقع ہی اور یہان خیریت صادق آتی ہے اور اس لفظ کا اطلاق اسجگہ غلط نہین بلکہ صحیح ہے قطع نظر اس سے ہمکو اپنے فاضل مجیب کے ادعاء کمال علم سے نہایت تعجب ہے کہ وہ ہمپر ایسا اعتراض فرماتے ہین باوجودیکہ اس قسم کے الفاظ جنپر ایسے مہمل اعتراضات وارد ہوسکتے ہین کتاب اللہ اور اقوال ایمہ مین بہی بہت موجود ہین چنانچہ ارشاد ہے وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم۔ ظاہر ہے کہ دابہ اوسی کو کہتے ہین جو ما یدب علے الارض ہو چنانچہ ابتدائی چہوٹے رسائل مین اسکو منقول عرفی کی مثال مین لکہا ہے پہر علے الارض کی قید آپکے نزدیک کون موقع تہا اور طائر وہی ہے جو جناحین سے پرواز کرے پہر یطیر بجناحیہ کا لفظ آپکے قاعدہ کے موافق بالکل لغو اور فضول۔ پہر معاذ اللہ خدا کی جناب مین عرض کیجئے کہ حضرت آپ سے نہایت تعجب ہے کہ ان الفاظ کا یہہ کون موقع تہا دابہ تو زمین پر چلا ہی کرتا ہے اور طائر دونو بازوون سے اوڑا ہی کرتا ہے پہر ان الفاظ کے فرمانے کی کیا معنے پہر جو کچہہ اوسکا جواب ملے اوسی قسم کا جواب ہمارے طرف سے بہی قبول ہو۔ علاوہ ازین وہ خلافت جو ما نحن فیہ سے متعلق ہے جسکو ہم راشدہ اور ہمارے فاضل مخاطب جائیزہ سمجہتے ہین یعنے خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہمکو اوسکی رشد و خیریت کے طرف اور اوسکی دلیل کے طرف اشارہ کرنا مد نظر تہا کہ جناب کو متنبہ کردین کہ جس خلافت کی ہم رشد و خیریت کے معتقد ہین وہ خلافت وہی ہے جسکی خیریت کا وعدہ کتاب اللہ مین ہو چکا آپ کا اوسکو جائیرہ سمجہنا مخالف کتاب اللہ کے ہے پس آپ انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ اس لفظ کا اسجگہ اطلاق کسقدر موزون اور

---

۵۱ اور نہین کوئی چلنے والا زمین مین اور نہ کوئی پرند جو اوڑتا ہے اپنے دونو بازوون سے مگر گروہ ہین تم جیسے ۱۲۔

بجائے خود ہے **قولہ** اور چونکہ اسکے تعیین بالقاء ربانی ووحی یزدانی بذریعہ رسول علیہ السلام کے ہوگی جیسا کہ ازالۃ الخفا کے عبائر منقولہ سے ظاہر ہے پھر اسکی نسبت کتاب اللہ مین وعدہ خیریت کے کیا معنے **اقول** چونکہ اسکی تعیین بالقاء ربانی ووحی یزدانی بذریعہ رسول علیہ السلام کے ہوگی جیسا کہ عبارات ازالۃ الخفاء سے واضح ہے اور وہ خیر محض ہوگی اسیواسطے کتاب اللہ مین اوسکی خیریت کا وعدہ ہوا اور صلاح وفلاح کی خبر دی اگر وہ غصب وعدوان وظلم وطغیان ہوتی تو اوسوقت اوسکی خیریت کی اخبار کی کچھ معنے نہی اور جب وہ خیر محض ہے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت اوسکی خیریت کا اخبار واقعی او نفس الامری کا اخبار ہے اور صحیح وبجا پھر یہہ فرمانا کہ پھر اسکی نسبت کتاب اللہ مین وعدہ خیریت کے کیا معنے) گنجائش نہین رکھتا اور اسکی کچھ معنے نہین۔ آپ اسکو سوچیے بہت موٹی بات ہے

قولہ اور اگر جزئیت بمقابلہ کلیت مراد ہے تب بھی سمجھ مین نہین آتا کہ اوسبحانہ تعالے ایسی اہم المہمات کی جزئیت کا وعدہ فرمائے اور کلیت سے اعراض کرے جس سے تمام مصالح امور دینی ودنیوی امت مرحومہ کے وابستہ ہین حالانکہ اور احکام مفصل مشرح ارشاد ہوں **اقول** یہہ شق محض ہمارے فاضل مجیب کی حدت ذہن وتیزی ذکا سے ناشی ہوئی ہے ورنہ اول تو یہہ ہی خیال کرنا چاہیئے کہ اس لفظ کا اسجگہ اطلاق کیونکر اور کس معنے کے اعتبار سے صحیح ہے اور اگر بتکلفات وتاویلات اس لفظ کی اطلاق کو اسجگہ بنایا بھی گیا تو پھر کتاب اللہ مین اسکی جزئیت کا وعدہ کہان مذکور ہے اور کلیت سے کیونکر اعراض ہے۔ خلافت کی جزئیت کے وعدہ کا قرآن شریف مین وجود تو اوسوقت صادق آئے کہ خلافت مطلقہ کلیہ مین سے ایک فرد خاص کا وعدہ مذکور ہو اور ظاہر ہے کہ اوسکا فرد خاص جزئی نہین پایا جائیگا مگر جبتک کہ اوسکا موصوف مذکور نہو اور اوسکے طرف اضافہ کر کے بیان نہ کی جاوے لیکن تمام قرآن شریف مین ایسی خلافت کسیجگہ مذکور نہین اور نہ کہین ایسی خلافت کا وعدہ ذکر فرمایا تو اس سے

صاف ثابت ہوا کہ کتاب اللہ مین خلافت کی نسبت وعدہ جزئیت ہونے کی کچھہ معنے
نہین رہا یہہ کہ اوسبحانہ وتعالے نے ایسی اہم المہمات کی کلیت سے اعراض فرمایا جسکی
ساتھہ تمام مصالح امت وابستہ ہین یہہ وہ اعتراض ہے کہ اگر آپ تامل فرمائینگے تو معلوم
کرینگے کہ اصول اہل تشیع پر ہی وارد ہوتا ہے کیونکہ اگر خداوند کریم نے اپنی کتاب مین
مسئلہ خلافت کو کلیۃً یا جزئیۃً اور اوسکی شرائط کو بیان فرمایا ہے تو فرمائیے کسجگہ اور
کس سورۃ مین بیان فرمایا ہے اور اگر نہین فرمایا تو ترک واجب کیا کیونکہ اسکا بیان کرنا
مثل اور فروع واصول کے لطف تہا جو بزعم آپکے خداوند تعالے شانہ عن ذلک پر
واجب تہا تو ترک لطف فرمایا اور نیز اخبار تکمیل دین اور اتمام نعمت آپکے اصول پر کذب ہوا
اور ہمارے نزدیک جب اوسکا خود خداوند تعالے متکفل ہوگیا اور اوسکے ایقاع کا وعدہ
فرمایا تو بعد اوسکے پہر کسی بیان کی حاجت نرہی معہذا ہمارے نزدیک اور ہمارے اعتقاد
مین حق تعالے شانہ پر کوئی چیز واجب نہین اوسکی ذات پاک اس سے کہ کوئی چیز اوس پر
واجب ہو منزہ ومبرا ہے اور اوسکی شان یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید ہے اور نیز مسئلہ خلافت
اصول مین سے ہی نہین ہے جسکا ثبوت کتاب اللہ ہی پر موقوف ومنحصر ہو تو پہر کوئی اعتراض
لازم نہین آتا **قولہ** حضرت مجیب نے جس وعدہ کا ذکر کیا ہے اوسمین غور وتامل سے کام
نہین لیا اور اصطلاحی ولغوی معنے مین تمیز نہین فرمائی اگر اس وعدہ کو ذکر فرمائینگے
تو اسکا جواب بہی تفصیل سے گذارش کیا جاویگا اجمالاً اسی قدر کافی ہے **اقول** ہماری
سمجہہ مین نہین آیا کہ خداوند کریم کے وہ وعدہ ہین اصطلاحی ولغوی وعدہ اصطلاحی و
لغوی کیا مفصل ارشاد فرمائین ہم اسکا ذکر مختصراً دلائل اثبات خلافت مین کر چکے
ہین اور تفصیلی جواب کے منتظر ہین **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی مدت بیان فرمائی الخ **اقول** شاید اس مدت سے خلافت
تیس سالہ حضرت مجیب کی مراد ہوگی اگرچہ عقلاً کسی طرح اس حدیث کا رسول مقبول سے

جو عقل کل تھے صادر ہونا سمجھہ مین نہین آتا کیونکہ تیس سالہ کی قید کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تیس سال مین ختم نہین ہوگئی کہ بعد مین خلافت کی ضرورت نرہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ناقص نہین چھوڑا کہ اس مدت مین کامل ہوگیا یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمارے فاضل مجیب نے اس حدیث کے مقدوح اور غیر معتبر ہونے کی جو علت بیان فرمائی ہے عجیب و غریب ہی فرماتے ہین کہ قید تیس سالہ کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی ہم کیون حضرت بیان واقع اور اخبار نفس الامر مین ضرورت اور عدم ضرورت کو کیا دخل جسطرح واقع ہونیوالا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالقاء ربانی و وحی یزدانی اوسکی خبر دیدی کہ خلافت علے مہناج النبوۃ اس زمانہ تک ممتد و متصل رہیگی اور بعد اسکے منقطع ہوجائیگی پہر یہہ فرمانا کہ مدت کی قید بے ضرورت ہے عدم فہم مرام ہی ناشی ہے اسکے بعد یہہ اعتراض کہ اس مدت مین امت ختم نہین ہوگئی جو بعد مین خلافت کی ضرورت نرہی اوس سے بہی زیادہ تعجب انگیز ہے ہم کب کہتے ہین کہ اس مدت مین امت ختم ہوگئی اور ہمنے کب کہا ہے کہ خلافت نبوۃ کی ضرورت نہین رہی لیکن ہان یہہ ضرور کہتے ہین کہ خداوند تعالے پر کوئی چیز واجب نہین اور اوسکو اختیار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے جب اوس سبحانہ تعالے نے چاہا خلافت علی مہناج النبوۃ رہی اور جب اوسنے چاہا منقطع ہوگئی اور عجب نہین کہ یہہ قتل خلیفہ ثالث کی پاداش اور اوسکا وبال ہو پہر یہہ کہنا کہ امت ختم نہین ہوئی یا ضرورت باقی نہین رہی سراسر لاطائل ہے۔ علاوہ ازین اگر ہم اپنے فاضل مخاطب کے اصول کے لحاظ سے ضرورت کو دیکھتے ہین تو دوازدہ کی قید کی بہی کچھہ ضرورت معلوم نہین ہوتی کیونکہ اولًا جب اونکو تمکین نہ دی تو اونکا وجود و عدم برابر ہوگیا اور تمکین دینا بہی ایک قسم کا لطف تہا جو واجب تہا اوسکو بہی ترک فرمایا اور نیز اکثر زمانہ وجود امام سے بسبب غیبت کے خالی رہا تو ایسے امام کے جو محض عنقا صفت ہو حشر تک

کوئی نہ پہونچ سکے نہ اوسکو کوئی دریافت کرسکے نہ وہ کسی کے ہاتھ آسکے کیا ضرورت
پس ایسے شخص کو امام بنانا کیا اسوجہ سے ہے کہ امت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ختم ہوگئی یا آجتک
سے ہے کہ امامت کی ضرورت نہین رہے یا کسی اور وجہ سے ہے جسکا ادراک خارج از عقول ہے
پہر اگر واقعی وہ ایسی ہی ہے کہ اوسکا درک عقل سے محال ہے تو بقول سامی عقلا کے
نزدیک ایسی امامت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہونا بعقل کل تہے محال معلوم
ہوتا ہے پہر اسکے بعد جو یہہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ناقص نہین
چہوڑا جو اس مدت مین کامل ہوگیا یہہ اون دونو سے طرفہ تماشا ہے ہم کہتے ہین کہ معاذ اللہ
حضرت نے دین ناقص چہوڑا جسکی اس مدت مین تکمیل ہوئی ہم تو خود خلافت علی منہاج النبوۃ
کہتے ہین جسکے صاف یہہ معنے ہین کہ خلفا قدم بقدم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے اور
اون قوانین کو جو حضرت نے بوحی ربانی ممہد فرمائے تہے اور اون طرق کو جنپر حضرت شرائع
آلہیہ کی بجاآوری مین چلتے تہے اپنا امام سمجہتے رہے معہذا باوجود اسکے کہ دین مین کوئی
کمی و کوتاہی باقی نہین رہی تہی اور یہہ جہات تمام و کمال اوسکا ہوچکا تہا پہر وعدہائے
حقہ خداوندیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب غلبہ دین اسلام و شیوع
شعائر ایمان اور فتح بلدان اور زوال خوف بالکلیہ اور حصول امن تام وغیرہ
ہوئی تہی اور ابہی تک پہر عدم مین تہی وہ سب خلفاء حقہ راشدہ کی سعی و کوشش
سے بر روئے کار آئی اور اون وعدون کے حصول مین خلفاء راشدین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا جارحہ ہوئے اور وہ اونکی خدمات نمایان اور فتوحات بے پایان حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کیطرف ہی منسوب ہوئین اور گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتہون
سے ظاہر ہوئین پہر بعد اسکے جب لوگون نے اس نعمت عظمے اور عنایت کبرے کی ناشکری
کی اور دو خلیفہ ظلماً شہید کئے گئے اور اونپر خروج و بغاوت ہوئی تو خداوند تعالے نے بحکم
ذلک بما کسبت اید یکم و ان اللہ لیس بظلام للعبید و بمقتضاء ذلک بان اللہ

لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَہَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ - الہی اس نعمت کو
اوٹھا لیا چنانچہ اس مضمون کو بہی اشارۃً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور
اہلسنت کی کتابون مین موجود ہے پس اس سے ظاہر ہوا کہ جب مہمات خلافت علی وجہ الکمال
اس خلافت کے زمانہ مین حاصل ہوئی تو یہہ ہی خلافت حقہ راشدہ تہی اور اس خلافت سے
مقصود سرانجام ان مہمات موعود کا تہا لیکن حضرات شیعہ کے اصول پر البتہ یہہ لازم آتا ہے
کہ دین ناقص تہا جسکی تکمیل کیواسطے امامت راشدہ مقرر ہوئی اور مکمل دین ہوا تہا جسکے واسطے
ائمہ مبعوث ہوئے اور اس سے بصراحۃً وبداہۃً لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین نہین ہین اور آپکا وصف ختم رسالت باطل ہے کیونکہ جو اوصاف خاصہ کہ نبی کے ہوتے
ہین مثل عصمت ونص وافضلیت وغیرہ کے جب ائمہ کیلئے ثابت کیئے تو گویا ائمہ کی نبوت کی معنیً مدعی
ہوئی اگرچہ اطلاق اسم نبوت اور نزول وحی سے تحاشی کرتے ہین لیکن یہہ ایک محض
لغو بات ہے کیونکہ اصطلاحاً لفظ نبی کا جیسے جاہا اطلاق کیا جسپر چاہا نہ اطلاق کیا اس
اصطلاحی اطلاق سے نزاع نہین رفع ہوسکتا - اور نزول وحی کا انکار صراحۃً غلط ہے
جب محدثیۃ کے قائل ہین تو لامحالہ وہ مشتمل نزول وحی کے ثبوت کو ہے پہر اعتقاد افضلیت
ائمہ کا تمام انبیاء ورسل اولو العزم وغیر اولو العزم پر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
باوجود اشتراک فے الاوصاف کے بداہۃً ثبوت نبوت ائمہ کو مستلزم ہے اور نیز انبیا علیہم
السلام کا ائمہ کے مراتب پر حسد کرنا اور اونکی امامت کے انکار سے مصیبتون مین مبتلا ہونا اور
ائمہ کے واسطے جناب سے زمین دعا کرکے مصائب سے رہائی پانا غایت تقرب جناب الہی کی دلیل ہے
جو درجہ نبوت سے کم نہین بلکہ کہین بڑہکر ہے - علاوہ ان سب باتون کے بڑی دلیل یہہ ہے
کہ ائمہ کا قول کتاب وسنت کا ناسخ اعتقاد کرتے ہین جو بداہۃً ائمہ کے ثبوت نبوت اور
حضرت کی ختم رسالت کے بطلان کو مقتضی ہے اور اس سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے
کہ دین ناقص تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آپکی تکمیل نہین ہوئی تہی

جو اوسمین نسخ وتبدیل کی ضرورت ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو ناقص چھوڑا تھا جسکی زمانہ ائمہ مین تکمیل ہوئی پس معلوم ہوتا ہی کہ بحکم آیت الیوم اکملت لکم دینکم تکمیل دین کا حضرت کے زمانہ مین ہونا حضرات شیعہ نے اعتقاد کر رکھا ہی وہ اپنی اصول کی ناواقفی کے وجہ سے ہی ویس **قولہ** معہذا خود حضرات اہلسنت یہہ حدیث بیان کرکے مشکل مین پڑ گئے اور اس مدت کی بعد کی خلافت کی رشادت کو بہی قائل ہین چنانچہ شرح عقاید نسفی مین بعد ذکر اس حدیث کو شارح لکھتا ہی وھذا مشکل لان الحل والعقد من الامۃ قد کانوا متفقین علی خلافۃ الخلفاء العباسیۃ وبعض المروانیۃ کعمر بن عبد العزیز مثلاً ولعل المراد ان الخلافۃ الکاملۃ التی لا یشوبہا شئ من المخالفۃ ومیل عن المتابعۃ یکون ثلاثین سنۃ وبعدھا قد یکون وقد لا یکون۔ انتہی **اقول** یہہ ہمارے فاضل مجیب کی مناظرہ دانی ہی کہ فرماتے ہین کہ اس حدیث کو بیان کرکے اہل سنت مشکل مین پڑ گئے حضرت کو یہہ بہی معلوم نہین کہ علماء اعتراض کو اشکال اور مشکل سے تعبیر کیا ہی کرتے ہین آپکی احادیث پر صدہا اعتراضات وارد ہوتے ہین اور محدثین اور شراح بیان کرتے ہین شرح نہج البلاغت مین جناب امیر کے اقوال سے مذہب پر کتنے اعتراضات شارح لکھتا ہی اور باوجود اسکے پھر کوئی نہین سمجہا کہ ہم مشکل مین پڑ گئے اور نہین تو جلد اول بحار الانوار باقر مجلسی کو بہی ملاحظہ فرمائین کہ صفحہ ۱۰۱ پر ایک روایت طویلہ امالی صدوق سے نقل کرتے ہین جسکی بعض جملے یہہ ہین فلما اصبح قال لہ الملک ان مکانک لنزھۃ قال لیت لربنا بھیمۃ فلو کان لربنا حمارا لرعیناہ فی ھذا الموضع فان ھذا الحشیش یضیع علامہ مجلسی اسکی شرح لفا کی بعد لکھتے ہین وفی الخبر اشکال من ان ظاھرہ کون العابد قائلاً بالجسم وھونافی استحقاقہ للثواب مطلقا وظاھر الخبر کونہ مع ھذہ العقیدۃ الفاسدۃ مستحقا للثواب

---

۵۱ جب صبح ہوئی تو اوسکو ملک نے کہا کہ تیری جگہ تو نہایت سبز ہے کہنے لگا کاش ہمارے رب کا چوپایا ہوتا اگر ہمارے رب کا گدہا ہوتا تو ہم اسکو اسجگہ چراتے کیونکہ یہہ گہاس ضائع ہوتی ہی ۱۲ ۵۲ اس خبر مین اشکال ہی اس سبب سے کہ اسکا ظاہر دلالت کرتا ہی کہ عابد جسم کا قائل تہا اور یہہ مطلقا استحقاق ثواب کے منافی ہے اس حدیث کا ظاہر یہہ ہی کہ یہہ شخص بسبب کمی عقل اور بیوقوفی کے باوجود اس عقیدہ فاسدہ کے ثواب کا مستحق ہے ۱۲

لقلة عقله ویلاً بعد اسکے علامہ مجلسی تاویل کرکے فرماتے ہین وعلی التقادیر لابد اما من ارتکاب تکلف تام فی الکلام او التزام فساد لبعض الاصول المقررة فی الکلام اب اسکو غور و انصاف سے ملاحظہ فرمائین اور جو شق دل چاہے اختیار کرین ہمارا اُسمین مدعا حاصل ہے۔ علاوہ ازین شارح نے وہین اوسکا جواب بھی جو شارح کی رای مین معتمد تہا لکہہ دیا اور اشکال مرتفع ہوگیا **قوله** آپکے پیر دستگیر صاحب غنیۃ الطالبین مین صرف تینتیس[۳] پرہی اکتفا نہین فرماتے اس حدیث کی مدت مختلف بیان کرکے حضرت معاویہ کو بہی خلیفہ راشد فرماتے ہین **اقول** آپ عبارت غنیۃ الطالبین کا مطلب یا غلط سمجہے یا مقصود ہو کہ وہی ہے اب ہم اصل عبارت نقل کرکے اپنا مدعا ثابت کرتے ہین حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ شروع فصل مین تحریر فرماتے ہین۔ ولیعتقد[۵] اهل السنة ان امة محمد ﷺ خیر الامم اجمعین وافضلهم اهل القرن الذین شاهدوه وامنوا به وصدقوه وبایعوه وتابعوه وقاتلوا بین یدیه وفدوه بانفسهم واموالهم وعزروه ونصروه وافضل اهل القرن اهل الحدیبیة الذین بایعوه بیعة الرضوان فهم الف واربع مائة رجل وافضلهم اهل بدر وهم ثلث مائة وثلاثة عشر رجلا عدد اصحاب طالوت وافضلهم اربعون اهل دار الخیزران الذین کملوا بعمر بن الخطاب وافضلهم العشرة الذین شهد لهم النبی بالجنة وهم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة والزبیر وعبد الرحمن بن عوف

[۵] اہل سنت اعتقاد کرتے ہین کہ امت محمد ﷺ کی تمام امتون سے بہتر ہے اور اُن مین افضل اُس قرن والے ہین جنہون نے حضرت کو دیکہا اور آپ پر ایمان لائے اور تصدیق کی اور بیعت کی اور متابعت کی اور آپکے ساتہہ لڑے اور اپنی جانون اور مالون کو آپ پر قربان کیا اور انکی امداد و اعانت کی اور اُس قرن والون مین افضل حدیبیہ والے ہین جنہون نے بیعت رضوان کی اور وہ چودہ سو[۱۴۰۰] مرد ہین اور ان مین افضل بدر والے ہین اور وہ تین سو تیرہ[۳۱۳] مرد ہین اصحاب طالوت کے گنتی کے برابر اور انمین افضل چالیس[۴۰] آدمی ہین دار خیزران والے جو عمر بن خطاب کے ساتہہ پورے چالیس ہو گئے اور انمین افضل وہ دس[۱۰] ہین جنکے لئے نبی ﷺ نے جنت کی شہادت دی اور وہ یہ ہین ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ طلحہؓ زبیرؓ عبد الرحمن بن عوفؓ سعدؓ سعیدؓ ابو عبیدہ بن الجراحؓ[۱۲]

وسعد وسعید وابو عبیدۃ بن الجراح وافضل ھولاء العشرۃ الابرار الخلفاء
الراشدون الاربعۃ الاخیار وافضل الاربعۃ ابو بکر ثم
عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وھولاء الاربعۃ الخلافۃ لبعد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ثلثون سنۃ ولیھا ابو بکر سنتین وشیئا وعمر عشرا
وعثمان اثنا عشر وعلی ستا ثم ولیھا معویۃ تسع عشر سنۃ وکان قبل ذلک
ولاہ عمر الامارۃ علی اھل الشام عشرین سنۃ پھر اسکے بعد دو ورق آگے
بڑھکر تحریر فرماتی ہیں۔ ثم خلافۃ معویۃ بن ابی سفیان ثابتۃ صحیحۃ
بعد موت علی وبعد خلع الحسن نفسہ عن الخلافۃ وتسلیمھا الی معویۃ لرای راٰہ
الحسن ومصلحۃ عامۃ تحققت لہ وھی حقن دماء المسلمین وتحقیق قول
النبی فی الحسن ابنی ھذا سید یصلح اللہ تعالیٰ بہ بین فئتین عظیمتین فوجبت
امامتہ لعقد الحسن لہ فسمی عامہ عام الجماعۃ لارتفاع الخلاف بین
الجمیع واتباع الکل لمعویۃ لانہ لم یکن ھناک منازع ثالث
فی الخلافۃ وخلافتہ مذکورۃ فی قول النبی وھو ما روی عن النبی انہ قال تدور رحی

۱؎ اور ان عشرہ ابرار مین سی افضل چار من خلفاء راشدین ہین اور ان چارون مین افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی ہین اور ان چارون
کی خلافت بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس برس ہین جسمین سی ابوبکر دو برس اور کچھ زیادہ متولی خلافت ہوئی اور عمر دس برس اور عثمان بارہ برس
اور علی چھہ برس پھر بعد اسکی معویہ انیس برس اوسکی متولی ہوئی اور اس سے پہلے اوسکو عمر رض نے امارت شام پر متولی کیا تھا بیس برس ۱۲۔
۲؎ پھر معویہ بن ابی سفیان کی خلافت بعد وفات علی اور بعد جدا کرنے امام حسن رض کے اپنی نفس کو خلافت سے اور سپرد کرنے خلافت کو امیر معویہ کو
بسبب رائے کے جو حضرت حسن نے سوچی اور بسبب تحقیق ارشاد نبی ام کے حسن رض کے بارہ مین کہ یہہ میرا فرزند سردار ہے اللہ تعالیٰ اسکی سبب سے دو بڑی
جماعتون مین اصلاح کریگا ثابت اور صحیح ہے پس اوسکی امامت امام حسن رض کو عقد کرنے سے اوسکو لئے لازم ہو گئی پس اوسکی برس کا نام
عام الجماعۃ رکھا گیا اسلئے کہ سب سے خلاف اوٹھہ گیا اور سب معاویہ رض کے تابع ہو گئی کیونکہ اوسوقت کوئی تیسرا شخص خلافت مین جھگڑا کرنے
والا باقی نرہا اور ماویکی خلافت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قول مین مذکور ہے اور وہ وہ ہے جو حضرت سے مروی ہوا کہ اپنے فرمایا پینتیس یا چھتیس ۱۲۔

الاسلام خمسا وثلثين سنة اوستا وثلثين سنة او سبعا وثلثين والمراد بالرحی في هذا الحديث القوة في الدين والخمس السنين الفاضلة عن الثلثين هي من جملة خلافة معوية الى تمام تسعة عشر شهراً من سنة و شهور لان الثلثين كملت بعلي رض كما بينا - اب اہل انصاف اس عبارت کو ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ ہمارے فاضل مجیب کا دعوے کہ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے امیر معویہ رض کو خلیفہ راشد فرمایا ہے غلط ہے یا صحیح مین کہتا ہون کہ ہمارے فاضل مجیب کا دعوے بالکل غلط ہے حضرت پیر دستگیر نے کسی جگہہ حضرت امیر معویہ کو خلفاء راشدین مین نہین شمار کیا اور کسی جگہہ خلیفہ راشد نہین لکھا ہمارے فاضل مخاطب کو لفظ خلافت سے اشتباہ پڑ گیا اور وجہ اوسکی اول یہہ ہے کہ پہلی عبارت مین صرف خلفاء اربعہ ہی کو خلفاء راشدین لکھا ہے حضرت امیر معویہ کی خلافت کا ہی اگرچہ ذکر کیا ہے لیکن نہ اوس خلافت کو خلافت راشدہ لکھا اور نہ امیر معویہ کو خلیفہ راشد فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معویہ کو خلیفہ راشد نہین لکھا دوسری یہہ کہ حدیث الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم يكون ملكا کے موافق اوسکا مصداق خلافت خلفاء اربعہ کو ہے قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین لفظ خلافت سے مراد خلافت نبوت ہے پھر اوسکے بعد جو خلافت امیر معویہ کو ذکر فرمایا اور اوس سے اوسکو خارج کیا تو معلوم ہوا کہ وہ داخل خلافت راشدہ نہین بلکہ خلافت بمعنے ملک و سلطنت ہے - تیسری یہہ کہ امیر معویہ کی خلافت کی نسبت لکھا کہ اوس کا ثبوت و صحت اوس وقت سے ہے جب سے حضرت امام حسن رض نے خلافت تفویض فرمائی تہی اور ظاہر ہے کہ پہلے اس سے اپنی اجتہادی خطا کیوجہ سے

ف سینتیس ۳۷ برس اسلام کی چکی چلیگی اور اس حدیث مین رحی سے مراد دین کی قوت ہے اور پانچ سال جو تیس سال سے زائد ہین وہ منجملہ خلافت معاویہ رض کے ہین - تیس برس اور کچھ مہینے پورے ہونے تک کیونکہ تیس برس حضرت علی رض کے ساتھہ پورے ہوگئے چنانچہ ہم بیان کر چکے ہین ۱۲ -

جو بسبب طلب قصاص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقع ہوئی تہی بغاۃ میں سے تھے جناب
امام حسن رضہ نے خلافت تفویض فرمادی خلیفہ تھے لیکن ایسی حالت میں اونکو خلافت راشدہ
نہیں کہہ سکتے چوتہی یہہ کہ خلافت حضرت معویہؓ کو مصداق حدیث تدور رحی الاسلام کا
قرار دیا اور اوسکی تفسیر میں لکہا کہ مراد رحی سے قوت اسلامی ہے اور ظاہر ہے کہ قوت
شوکت اسلامی بمقابلہ کفار کے غایت درجہ کو تہی کیونکہ امرا کا ایک شخص پہ مجتمع تہا
لیکن یہہ مستلزم اس امر کو نہیں ہے کہ وہ خلافت علی منہاج النبوت بہی ہو غایت
سے غایت یہہ ہے کہ سلطنتوں میں عمدہ سلطنت ہو پس اس سے ثابت ہوا کہ خلافت
امیر معویہ سے مراد خلافت راشدہ نہیں چنانچہ محشی نے بہی اسکی تصریح کی ہے قولہ رضی اللہ عنہ

اما خلافۃ معویۃ رضی اللہ عنہ الخ المراد منہ الامامۃ لا الخلافۃ التی کانت
للخلفاء الراشدین الاربعۃ لانہا خلافۃ النبوۃ
کما قالہ قاضی وغیرہ من المحدثین کما نقلہ
الامام النووی مفصلاً فی شرح صحیح مسلم رہا یہہ اطلاق لفظ خلافت
یا خلیفہ کا امیر معویہ رضہ کے حق میں سو اول تو سلطنت بہی بسبب واجب الاطاعت ہونے کے
اہل سنت کے نزدیک خلافت میں داخل ہے چنانچہ خلافت مطلقہ کے نیچے دو نوعیں ہیں
ایک خلافت خاصہ دوسری خلافت عامہ اور ظاہر ہے کہ خلافت عامہ ملک سلطنت ہی تو اطلاق
خلافت کا اسپر صحیح ہوا علاوہ ازین خلافت مطلقہ کی دو نوعین ایک خلافت نبوت
اور دوسری امارت وسلطنت ہیں اون دونو نوعوں میں تشکیک ہی اور ہر دو کلی مشکک
ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ باعتبار حصول قوت وشوکت وحصول مہمات خلافت و اتباع سیر
نبویہ علی وجہ الاکملیہ اور باعتبار توران و عدم توران فی بعض افراد خلافت خاصہ کے

سلہ اما خلافۃ معویہ الخ خلافت سے مراد امامت ہو نہ وہ خلافت جو چاروں خلفاء راشدین کو حاصل تہی کیونکہ وہ خلافت نبوت تہی
جیسا محدثین میں سے قاضی وغیرہ نے کہا ہے چنانچہ امام نووی نے مفصل شرح مسلم میں نقل کیا ہے ۱۲

بہ نسبت بعض کے اکمل و کامل و ضعیف و قوی کا تفاوت رکھتے ہین خود خلفا مین فضیلت علی ترتیب الخلافت واقع ہونا ثبوت مرتبہ تشکیک کی ایک بدیہی دلیل ہے امارت و سلطنت کے صدق مین اپنے افراد پر جسقدر تشکیک ہے وُہ محتاج بیان نہین جو ایسی واضح اور ظاہر ہے کہ اوسکے اثبات کی دلیل سے کچھہ ضرورت نہین اور ظاہر ہے کہ نوع ثانی کا فرد عالی نوع اول کے فرد سافل کے ساتھ بادی النظر مین ملحق و مشتبہ ہوگا کیونکہ درمیان دونون فردون کے بجز ایک باریک حد فاصل کے کوئی واسطہ نہین ہے اسلئے کہ خلافت کی بنیاد دو اصلون پر ہے اول اتباع سیرت نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم دوسری انتظام دافع اور سر انجام مہمات لیکن محض خلافت کے لئے اصل اول کو بہ نسبت اصل ثانی کے مرتبہ ہے کہ اول بمنزلہ موقوف علیہ کے ہے اور ثانی کو بھی فی الجملہ مدخل ہے کیونکہ جو ایک مرتبہ حصول اجر و ثواب کا ہوتا وُہ فوت ہوا اور رسول کے لئے ایجاز وعدہائے خداوندی مین چارہ نہ تہی۔ افراد عالیہ خلافت مین دونو اصلون کا تحقق اکمل وجوہ سے ہوگا اور افراد سافلہ مین اصل اول علی وجہ الکمال ہوگی اور اصل ثانی مین فی الجملہ نقصان ہوگا سلطنت کو خلافت نبوت سے اگر امتیاز ہے تو اصل اول کی وجہ سے ہے کہ اوسمین مرتبہ کمال بھی علی حسب المراتب انحطاط ہوگا اگرچہ اصل ثانی علی وجہ الکمال پائی جائے پس جو افراد عالیہ سلطنت کے ہونگے عجب نہین کہ افراد سافلہ خلافت نبوت سے اصل ثانی سے بڑہکر ہون لیکن اصل اول مین البتہ کمی ہوگی۔ تو جب باعتبار احد الاصلین کے مرتبہ ہوئی اگرچہ باعتبار اصل آخر کے کمی ہو اور وُہ کمی بھی ایسی بدیہی اور بین کمی نہو جسکا امتیاز ہر شخص کر سکے تو لامحالہ بادی النظر مین ہر دو نوعون کی افراد سافلہ و عالیہ مین ایک لحوق پایا گیا تو اگر باعتبار اسکے کسی نے قرب مجاورت کی وجہ سے مجازا افراد اعلے سلطنت پر ایسا لفظ اطلاق کر دیا جو موہم خلاف نبوت کو ہو تو کیا بیجا کیا اور اوسپر کیا طعن ہے رہا یہ کہ اگر آپ حضرت پیر دستگیر کی اس

قول سے استدلال فرماتے ہین وخلافتہ مذکورۃ فی قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم تو یہہ استدلال بالکل غلط ہے کیونکہ اسمین بلکہ کسی روایت سے اس خلافت کا خلافت نبوت ہونا متحقق نہین ہوا پس آپکا یہہ فرمانا کہ حضرت پیر دستگیر رضؓ نے امیر معٰویہ رضؓ کو خلیفہ راشد فرمایا ہے سراسر غلط اور کذب محض ہے علاوہ اسکے دوسرا کذب اور دہوکہ وہی یہہ ہے کہ تحریر فرماتی ہین ؎ اس حدیث کی مدت مختلف بیان کرکے تحریر فرماتے ہین ؎ حالانکہ یہہ محض غلط ہے کیونکہ لفظ اس کا مرجع یہہ ہے حدیث ثمثون سنتہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین اختلاف حضرت پیر دستگیر رضؓ نے کہین ذکر نہین فرمایا یہہ حدیث ہرگز اپنی مدت سے متجاوز نہین اور وُہ حدیث جسمین زیادتی مذکور ہے اس سے جداگانہ اور وُہ بالکل دوسری حدیث ہے اوسکا مدلول وما صدق علیہ کچہہ اور ہی چیز ہے **قولہ** اور نیز اگر یہہ حدیث صحیح ہو تو وہ دوازدہ خلیفے جنکی بشارت اکثر احادیث مین ہے کیسے ہونگے **اقول** پہلے ہم اوس حدیث کی الفاظ کو جو بشارت دوازدہ امام مین بطرق شتے وارد ہوئی ہے حضالل ابن بابویہ قمی سے نقل کرتے ہین بعد اوسکے اپنے فاضل مخاطب کو بتلائینگے کہ وُہ دوازدہ امام کیسے تھے اول حدیث ابن مسعود رضؓ کی ہے جو بواسطہ شعبی اور قیس ابن عبد اللہ اور جریر ابن اشعث اور مسروق کی روایت کی گئی ہے وہ یہہ کہ عبد اللہ بن مسعود نے ایک سائل کے جواب مین فرمایا۔ نعم عھد الینا نبینا صلے اللہ علیہ والہ ان یکون بعدہ [51] اثنا عشر خلیفتہ بعدد نقباء بنے اسرائیل۔ دوسری روایت جابر بن عبد اللہ رضے اللہ عنہ سے بواسطہ شعبی اور سماک بن حرب اور عامر بن سعد وغیرہ کے بالفاظ مختلفہ وارد ہوئی ہے عن جابر بن سمرۃ [52] قال کنت مع ابی عند النبی صلی اللہ علیہ والہ قال فسمعتہ یقول یکون بعدے اثنا عشر امیرا ثم

روایات بشارت دوازدہ امام ۱

[51] ہان ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد کیا ہے کہ بعد انکے بارہ خلیفہ ہونگے بنی اسرائیل کے نقیبون کی تعداد کے موافق ۱۲

[52] جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہا مین اپنے باپ کے ساتہہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا پس مینے حضرت سے سنا فرماتے تہے میرے بعد بارہ امیر ہونگے ۱۲

اخفى صوته فقلت لابي ما الذي قال رسول الله صلے الله عليه وآله قال كلهم من قريش
وعن الشعبي عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلے الله عليه وآله لا يزال هذا
الدين عزيزا منيعا ينصرون على من ناواهم الى اثنى عشر قال ثم قال كلمة اصمتنيها
الناس قال فقلت لابي او لابني ما كلمة اصمتنيها الناس قال كلهم من قريش
وعن جابر بن سمرة قال قال النبي صلے الله عليه وآله لا يزال هذه الامة مستقيما امرها
ظاهرة على عدوها حتى يمضي اثنا عشر خليفة كلهم من قريش فاتيته في منزله
قلت ثم يكون ماذا قال الهرج — وفي رواية عن جابر لا يزال هذه الامة صالحا
امرها ظاهرة على عدوها — وفي رواية عن عامر بن سعد قال كتبت الى جابر بن
سمرة مع غلامي رافع اخبرني بشي سمعته من رسول الله صلے الله عليه وآله فكتب
سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول جمعة عشية رجم الاسلمي لا يزال الدين
قائما حتى تقوم الساعة ويكون عليكم اثنى عشر خليفة كلهم من قريش تيسير زدا شرح بركلی سے
عن شرح البركلي قال في الكتاب ان هذه الامة فيهم اثنا عشر فاذا وفت عدة طغوا وبغوا وكان باسهم بينهم

ل۵ پھر کچھ آہستہ فرمایا مین نے اپنے باپ سے پوچھا حضرت نے کیا فرمایا کہا سب قریش سے ہونگے جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہا فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ دین ہمیشہ غالب مضبوط اپنے مخالفون پر فتحمند رہیگا بارہ خلیفون تک پھر آپنے ایک کلمہ فرمایا
جو لوگون کی ہجوم نے مجھکو سُننے نہ دیا تو مینے اپنے باپ یا بیٹے سے پوچھا کونسا کلمہ ہے جو لوگون نے مجھکو سُننے نہ دیا کہا سب قریش سے ہونگی اور جابر بن
سمرہ سے مروی ہے کہا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ امت ہمیشہ اپنے امر مین مستقیم اپنے دشمن پر غالب رہیگی یہانتک کہ بارہ خلیفہ گذرین
جو سب قریش سے ہونگی پھر مینے اپنے گھر پر حاضر ہوکر عرض کیا پھر کیا ہوگا فرمایا قتل۔ اور ایک روایت مین جابر سے ہے ہمیشہ اس امت کا
امر درست رہیگا اور اپنے دشمن پر غالب رہیگی اور ایک روایت مین عامر بن سعد سے ہے کہا مینے جابر بن سمرہ کے پاس اپنے غلام رافع کے
ہاتہہ لکھکر بھیجا کہ مجھکو کچھہ بتلا جو تونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو پس اوسکے جواب مین لکھا کہ مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ
کے روز سنا جسکی شام کو اسلمی سنگسار ہوا فرماتے تھے ہمیشہ یہہ دین برپا رہیگا قیامت تک اور تمپر بارہ خلیفہ ہونگے سب قریش سے ہونگے
شرح برکلی سے ہے کتاب مین کہا ہے کہ اس امت مین بارہ خلیفہ ہین جب انکی تعداد پوری ہوجائیگی تو سرکشی اور بغاوت کرینگے اور انکی لڑائی آپس مین ہوگی

چوتھی روایت عن ابی نجر قال کان ابو الخالد جاری فسمعتہ یقول ویحلف علیہ ان ہذہ الامۃ
لا تہلک حتی یکون فیہا اثنا عشر خلیفۃ کلہم یعمل بالہدی ودین الحق۔ پانچوین روایت
عن سفیان بن بردہ بن مکحول انہ قیل لہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ قال یکون بعدی
اثنا عشر خلیفۃ قال نعم وذکر لفظۃ اخری عن معمر عمن سمع وہب بن منبہ یقول یکون
اثنا عشر خلیفۃ ثم یکون الہرج ثم یکون کذا چھٹی روایت عن عمرو البکالی عن کعب
الاحبار قال فی الخلفاء ہم اثنی عشر فاذا کان عند انقضائہم واتی طبقۃ صالحۃ
عند اللہ لہم فی العمر کذلک وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا
الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین
من قبلہم وکذلک فعل اللہ ببنی اسرائیل ولیس بعزیز ان
یجمع ہذہ الامۃ یوما ونصف یوم وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون
اور صحیح مسلم مین جسقدر روایتین درباب ائمہ اثنا عشر وارد ہوئی ہین وہ تقریبًا ان روایات
مین سے بعض کے مطابق ہین لیکن غالبًا ابو داؤد کی روایت مین لفظ کلہم تجتمع علیہ الامۃ

ف ابی نجر سے مروی ہے کہا ابو خالد میرا ہمسایہ تہا مین اوس سے سنا قسم کہا کر کہتا تہا کہ یہہ امت ہلاک نہوگی
یہانتک کہ اوسمین بارہ خلیفہ ہونگے سب ہدایت اور دین حق پر عمل کرینگے۔ سفیان بن بردہ بن مکحول سے
روایت ہے کہ اوس شخص سے کہا کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے کہا ہان۔ اور دوسرا
لفظ ذکر کیا۔ معمر سے معمر نے اوس سے جسنے وہب بن منبہ سے سنا کہتا تہا کہ وہ بارہ خلیفہ ہونگے پہر قتل ہوگا پہر
یہہ ہوگا عمرو بکالی کعب احبار روایت کرتا ہے اوس نے اوسے کہا کہ وہ بارہ ہین اور جب اونکے گذرنے کا وقت قریب ہوگا
اور طبقہ صالحہ عبد اللہ آئیگا تو اونکی عمر مین زیادتی ہوگی اسی طرح وعدہ کیا ہے اللہ نے اونسے جو ایمان لائے اور نیک
کام کیے کہ اونکو ملک مین جانشین کریگا جسطرح جانشین کیا تہا پہلون کو اور اسی طرح اللہ نے بنی اسرائیل کے ساتہہ کیا
اور اللہ پر کچہہ دشوار نہین کہ اس امت کو ایک دن یا آدہے دن جمع کر دے اور ایکدن تیرے رب کے نزدیک
مثل ہزار برس کے ہے تمہاری گنتی سے ۱۲۔

زیادہ وارد ہوا ہے ۔ اب گذارش یہہ ہے کہ جس روایت مین تقیید خلافت کی ثلثون سنۃ
کے ساتھہ وارد ہوئی ہے وہ خلافت خلافت نبوت ہی جو علے الاتصال اسقدر زمانہ تک ممتد
رہیگی چنانچہ بعض روایات مین صریح خلافت نبوت وارد ہوا ہے اور نیز اس قسم کے الفاظ سے بہی
ارشاد ہوا ہے [ل] ان ھذا الامر بدا نبوۃ ورحمۃ ثم خلافۃ ورحمۃ غرض اس قسم کی روایات سے
صریح معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خلافت جسکی مدت تیس سال ارشاد ہوئی ہے خلافت نبوت ورحمت ہے
اور وہ روایت جو بشارت دوازدہ امام مین وارد ہوئی ہے وہ عام ہے اس سے کہ
خلافت نبوت ہو یا ملک سلطنت ہو علی الاتصال ہو یا بانقطاع کیونکہ جسقدر اوصاف
دوازدہ ائمہ کی نسبت بیان ہوئے اون سب کا حاصل یہہ ہی کہ اوس خلافت کو قوت و شوکت
ہوگی اور اوسمین اضطراب و تزلزل و وقوع فتن نہوگا وہ اپنے اعدا پر غالب رہیگی
اور بمقابلہ اوسکے کفار مغلوب و منکوس ہونگے اور امت اوپر مجتمع ہوگی اور یہہ اوصاف
کچھہ خلافت خاصہ پر ہی منحصر نہین ہین بلکہ یہہ عوارض عامہ ہین جو خلافت کے دونون نوع
مین پائے جاسکتے ہین خلافت خاصہ بہی ان کے ساتھہ متصف ہوسکتی ہے اور امارت
و سلطنت کو بہی ان صفات سے حظ و نصیب ہی پس ان دونون روایتون مین کسی
قسم کا تعارض نہین ہے ہان یہہ بات باقی رہ گئی کہ تمہی کے بعض روایات مین جو یہہ
الفاظ وارد ہوئے ہین کلہم یعمل بالہدے ودین الحق شاید ہمارے فاضل مجیب کو غلطی مین
ڈالین اور یہہ خیال فرماوین کہ یہہ وصف مستلزم خلافت خاصہ کو ہے لیکن یہہ زعم اگر ہو
تو بالکل باطل ہی کیونکہ اس وصف مین بہی صریح مرتبہ تشکیک ہے اور اوسکی صدق مین اپنے
افراد پر اولویت اور اشدیت کا فرق بدیہی ہے خلفاء راشدین بہی عاملین بالہدے ودین
الحق ہین اور سلاطین مین سے اونکی افراد عالیہ اور افراد متوسطہ بہی عاملین بالہدے ودین
الحق ہین لیکن ان مین اور اون مین باعتبار اس وصف کی امتیاز اور فرق ہے خلفاء

[ل] یہہ امر شروع ہوا ہے نبوت اور رحمت پہر خلافت اور رحمت ۱۲—

راشدین مین اس وصف کا صدق اولی و راشد ہی اور سلاطین کے افراد عالیہ و متوسطہ
مین اوس سے بعید اور ضعیف ہی لیکن صدق اس وصف کا گو فی الجملہ کم ہے تاہم پایا جاتا ہے
بلکہ سلاطین جائرہ جو سلاطین کے افراد سافلہ ہین اونمین بھی فی الجملہ پایا جائیگا اگر وہ
کفار کے ساتھہ جہاد کرینگے جو باعث تقویت دین ہی لیکن اون افراد کا اس وصف کے ساتھہ
اتصاف ایسا قلیل ہوگا کہ اگر اوسکو کالم یکن اعتبار کرین تو کچھہ مضائقہ نہین ہے
غرض یہہ وصف بھی مثل دوسری اوصاف کے عوارض عامہ مین سے ہی جو خلافت نبوت
اور امارت کو عام ہے اور ہرگز مستلزم خلافت خاصہ کو نہین پس جب یہہ امر ثابت ہوگیا
کہ وہ تعیین و تحدید خلافت خاصہ کے لئے ہی تہی اور یہہ بشارت عام ہے تو دونو
حدیثون مین باہم کچھہ تعارض و تناقض نہین رہا اسکی توجیہات اور بہی ہوسکتی ہین لیکن
ہم بخوف تطویل اونکو ترک کرتے ہین اب مجھکو یہہ خیال ہی کہ حضرت ابن بابویہ قمی صاحب
نے ان روایتون کو جو بشارت دوازدہ امام مین وارد ہوئی ہین اپنے مذہب کی تائید اور
تقویت مین نقل کیا ہی اور اپنے روایات مذہب کے موافق سمجہا ہی چنانچہ اسکی بعد وہ روایتین
نقل کی ہین جو اپنے رواۃ سے بشارت دوازدہ امام مین منقول ہوئی ہین اسلئے اون روایات
کو بلا رد و انکار قبول کر لیا ہی ورنہ شیخ نے جسجگہ مخالفین کے روایات خصال مین نقل
کی ہین وجہ نقل کی بیان کردی ہے چنانچہ روایت رکعتین بعد صلوۃ العصر عن عبد اللہ
ابن الاسود عن ابیہ عن عائشہ بیان کرکے آخر مین لکھتے ہین قال مصنف ہذا الکتاب[۱]
مرادی بایراد ہذہ الاخبار الرد علی المخالفین لانہم لا یرون بعد الغداۃ
و بعد العصر صلوۃ فاحببت ان ابین انہم خالفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فی قولہ و فعلہ
پس جب اسجگہ بعد نقل روایات سکوت کیا بلکہ سکوت نہین اپنی روایات جو بشارت دوازدہ

روایات متعلق بشارت دوازدہ امام مذہب شیعہ کے موافق نہین ہین۔

[۱] اس کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ حدیثون کے ذکر کرنے سے میری غرض مخالفین پر رد کرنا ہے کیونکہ وہ بعد فجر اور بعد
عصر کے نماز پڑہنا جایز نہین سمجہتی تو مینے چاہا کہ اس امر کو بیان کردون کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل مین خلاف کیا ۱۲

امام مین تھین وارد کین تو معلوم ہوا کہ یہہ روایات شیعہ کے نزدیک مقبول و معتمد ہین قطع نظر اس سے اگر بالفرض شیخ قمی کے نزدیک یہہ روایات معتبر نہون تاہم حسب شہادت امام صادق وامام کاظم معتبر وقابل قبول ہین کیونکہ ہم معنے اور مشابہ روایات اہل بیت کی ہین تفسیر صافی مین منقول ہے قال الصادق فما جاءک فی روایتہ من برا وفاجر توافق القران فخذ بہ وماجاءک فی روایتہ من بر او فاجر یخالف القران فلا تاخذ وقال الکاظم اذا جاءک الحدیثان المختلفان فقسہما علی کتاب اللہ وعلی احادیثنا فان اشبہہما فہو حق وان لم یشبہہما فہو باطل۔ ان دونون روایتون سے ثابت ہے کہ جو روایت موافق کتاب اللہ اور مشابہ احادیث ائمہ ہو وہ حق اور واجب القبول ہے اور یہہ روایات منقولہ صدوق بھی مشابہ اون روایات کے ہین جو ائمہ سے وارد ہوئی تو یہہ بھی واجب القبول ہونگی اور بعض روایات مین اگرچہ رواۃ اہلسنت ہین اور بواسطہ رواۃ اہلسنت کے منقول ہوئی ہین لیکن یہہ امر قادح فی الروایتہ نہوگا تو اب معلوم نہین کہ ان روایات کی موافق دوازدہ امام کو ہمارے فاضل مخاطب کیا سمجھینگے اور ان روایات کے صدمہ سے مذہب کی بناء کی انہدام سے صیانت کیونکر کرینگے۔ اور ان روایات سے مذہب تشیع کو چند وجوہ سے صدمہ پہونچتا ہے۔ اول یہہ کہ ان روایات سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ امت کو زمانہ ائمہ اثنا عشر مین استقامتہ امر اور غلبہ علی الاعداء اور ظہور دین اور اصلاح امر میسر ہوگا پس اگر اونکو ائمہ اثنا عشر حضرات شیعہ پر محمول کیا جاوے تو یہہ وعدہ اور اخبار جھوٹ اور کذب ہوگا کیونکہ ائمہ کے زمانہ مین برعکس اسکے اضطراب امر اور غلبہ اعداء اور اختفاء دین اور فساد امر حاصل ہوا تقل اعظم کا نام ونشان تک صفحہ گیتی سے گویا محو ہوگیا ائمہ کی خود

سلہ امام صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ تیرے پاس کسی روایت مین کسی فاجر راوی سے آوے جو قرآن کے موافق ہو تو اوسکو لے اور جو کچھ تیری پاس کسی روایت مین روائے فاجر کہ آوے جو قرآن کے مخالف ہو تو اوسکو نہ لے۔ امام کاظم نے فرمایا جب تیرے پاس دو متخالف حدیثین آئین تو اوسکو کتاب اللہ اور ہماری حدیثون سے مقابلہ کر اگر وہ اونکی مشابہ ہون تو وہ حق ہے اور اگر اون کے مشابہ نہو وہ باطل ہے۔ ۱۲

جیسی حالت رہی وہ محتاج بیان نہین دوسری یہہ کہ یہہ غلبہ اور استیلا جو زمانہ ائمہ اثناعشر مین موعود ہے یہہ منحصر اوسی زمانہ تک ہی اوسکے بعد ہرج و مرج و فساد و ہلاکت ہی اگر بعد ائمہ کے ہین تو حضرت عیسیٰ ہین اور وہ خود ائمہ سے کم درجہ ہین تو معلوم نہین کہ یہہ امامت جو ائمہ اثناعشر مین ہی منحصر اور ختم ہو چکی تہی کیا بعد اوسکے حسب ارشاد فاضل مجیب امامت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہو چکی کہ بعد ائمہ اثناعشر کے پہر امامت کی ضرورت نہین رہی یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ دین ناقص چہوڑا تہا جو زمانہ ائمہ اثناعشر مین مکمل ہو گیا تیسری یہہ کہ یہہ زمانہ مصداق آیت شریفہ وعد اللہ الذین امنوا منکم کا ہی کہ خداوند تعالے زمانہ بعض ائمہ مین انجاز وعدہ استخلاف و تمکین دین و ازالہ خوف و حصول امن فرمائیگا اور یہہ بہی جسقدر رگلوگیر مذہب تشیع ہے کسی دانشمند پر پوشیدہ نہین ہے **قولہ** ایسی حدیث مختلف اور مضطرب و مسلمہ خود کو ہمارے سامنے پیش کرنا مجیب کی مناظرہ دانی کے کمال پر دال ہے **اقول** ہم ابہی عرض کر چکے ہین کہ بشہادت امام صادق جو روایت کہ موافق قرآن کے ہو گو کیسے ہی راوی سے ہو واجب القبول ہو گی پس جب ہم اس سے پہلے اشارہ کر چکے تہے کہ یہہ خلافت کتاب اللہ سے ثابت ہی تو یہہ روایت جو موافق کتاب اللہ کے ہے ہی قابل قبول ہو گی رہا اختلاف و اضطراب جو اس روایت کی صحت کو مانع ہو اگر آپ ثابت فرماتے تو جواب ہی گذارش ہوتا البتہ یونہین بے دلیل دعوے کرنا ہمارے فاضل مجیب کی کمال مناظرہ دانی پر دلیل ہے **قال الفاضل المجیب** قولہ۔ اور بیانات سے الخ آپکے علماء کی کلام اور صحابہ کے اقوال و افعال سے اوسکا اہم المہمات دینی ہونا ثابت ہی پہر تعجب ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسکی تصریح کیون نفرمائی مسائل روزہ و نماز و غسل و وضو و تیمم حتے کہ آداب بیت الخلاء وغیرہ وغیرہ تک تو صاف مشرح و مفصل بیان فرمائے اس اہم مہمات کو ہی کیون چیستان و پہیلے کردیا کہ اشارہ و کنایہ مین ادا فرمایا کچہہ غور کیجئے اور انصاف فرمایئے۔ **یقول**

العبد الفقیر الی مولاہ الغنی جب اہلسنت کا اصل مذہب آپکو معلوم ہو چکا
کہ اونکے نزدیک خدا تعالے پر کوئی چیز واجب نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکی تبلیغ فرماتے ہین جو اوپر خدا تعالے کیطرف سے نازل ہوئی تو پھر یہہ
اعتراض بالکل بعید از عقل ہے علاوہ ازین جب خداوند کریم خود اوسکے ایقاع کا متکفل
ہو چکا تھا تو پھر کچھہ ضرورت باقی نہین رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو اوس
ہیئت کذائی کے ساتھہ بیان فرماتے جسکو حضرات شیعہ پسند فرماتے ہین اور ممکن ہے کہ اگر تصریح
کے ساتھہ استخلاف افراد معینہ کا کیا جاتا اور اوسوقت بغاوت اور بلوہ اور قتل خلیفہ پیش آتا
عجب نہین کہ باعث نزول عذاب کا ہوتا اسلیئے امت کے سپرد کیا گیا اور اوصاف و عوارض
بتاکر بمنزلہ تصریح کے کردیا گیا اور یہہ بھی ایک نوع کی تشریح و تفصیل ہے لیکن ہمارے
مجیب فرمائین کہ جب یہہ مسئلہ اہم المہمات اور اصول و مقاصد دین مین سے تھا اور خدا
تعالے پر واجب تھا کہ اوسکو بیان فرمادے باوجودیکہ اونے فروع کو بیان فرمایا
اس اہم المہمات کو ہی کیون چیستان و پہیلے کردیا کہ جو کتاب اللہ مین سے کہین بوجہی
نہین جاتی ہمکو تو غور و انصاف کا حکم ہوتا ہے جو بسر و چشم ہے لیکن کچھہ آپ بہی غور و
انصاف سے حصہ لیوین قال الفاضل المجیب قولہ۔ یہہ ہی امر باعث ہوا کہ اہل سنت مین
درباب نص و عدم نص اختلاف واقع ہوا پس یہہ دعوے کہ اہل سنت اس باب
مین نص کے قائل نہین علی الاطلاق صحیح نہین چنانچہ ملاحظہ صواعق سے یہہ
امر معلوم ہو سکتا ہے۔ اقول۔ اگرچہ اس قول کے جواب مین گفتگو ہو سکتی تہی مگر چونکہ
چندان مفید نہین بنظر اختصار کچھہ عرض نہین کرتے مگر اسقدر ضرور گذارش ہے
کہ آپکے خاتم المحدثین تحفہ کے باب ہفتم عقیدہ پنجم مین فرماتے ہین۔ زیراکہ خلفا
ثلثہ نزد اہل سنت نہ معصوم اند نہ منصوص علیہ و در افضلیت ہم بحث بسیار ہست الخ
پس اگر آپکا یہہ قول صحیح ہے تو آپکے خاتم المحدثین کا یہہ دعوے علی الاطلاق صحیح نہوگا اور

بظاہر الفاظ مین کوئی قید معلوم نہین ہوتی افسوس کہ آپکے خاتم المحدثین نے صواعق کا ملاحظہ نہین فرمایا ورنہ ایسا دعوے جسکی آپ ہی تکذیب فرماتے ہین نہ فرماتے

یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی جناب میر صاحب گستاخی معاف تحفہ کی عبارت کے مطلب کو تو آپنے سمجھا ہی نہین تھا بندہ کی گذارش کو بھی قبول نفرمایا اور نہ سمجھا لیجئے اب پھر گذارش کیجاتی ہے مکرر تحفہ کا ملاحظہ فرمائین اور سمجھین مسئلہ منصوصیتہ امام جو فیما بین اہلسنت وشیعہ مختلف فیہا ہے اوسمین دیکھنا چاہئیے کہ محل نزاع کونسا امر ہے جسکو اہلسنت منع کرتے ہین اور شیعہ اوسکو تسلیم کرتے ہین چونکہ تحقق نزاع کے لئے ضرور ہے کہ وہ مسئلہ جسمین نزاع واقع ہو رہی ہے باتحاد الاعتبارات فریقین کے نزدیک ماخوذ ہو تو اسلئے وہ نص کہ جسکا اشتراط حضرات شیعہ تسلیم فرماتے ہین اوسیکو حضرات اہلسنت منع کرتے ہین اور اگر وہ نہو بلکہ وہ نص جسکو شیعہ تسلیم کرتے ہین جدا ہوا ور جسکو اہلسنت تسلیم نہین کرتے ہین وہ دوسری تو نزاع ہی متحقق نہوگی پس وہ نص جسکو حضرات شیعہ امامت کے لئے شرط قرار دیتے ہین یہہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تصریح اسطرح استخلاف فرمایا کہ عام طور پر سبکو جمع کرکے آپنے ارشاد فرمایا ہو کہ اے لوگو فلان شخص کو تمہارے اوپر مین اپنا خلیفہ اور امام مقرر کرتا ہون میری بعد وہ میرا خلیفہ اور تمہارا امام ہے اوسکی اطاعت کیجو اور اوسپر ایمان لائیو اور اسکا اہلسنت انکار کرتے ہین اوسیکی نسبت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا زیرا کہ خلفاء ثلثہ نزد اہل سنت نہ معصوم اند نہ منصوص علیہ یعنے منصوص علیہ بنص متنازعہ فیہ نہین ہین چنانچہ سیاق عبارت سے متبادر الی الفہم ہے اور یہہ مطلق انتفاء نص کو مستلزم نہین بلکہ جائز ہے دوسری قسم کے نص- جو مثل روز روشن واضح کردی کہ استخلاف کسطرح واقع ہونیوالا ہے بطور اخبار کے جو حال واقع پر دلالت کرے واقع ہو جن حضرات نے نص کو خاص پہلی صورت کے ساتھہ مختص سمجھا خلفاء کو غیر منصوصہ فرمایا اور یہہ باعتبار عرف اقرب الی الفہم ہے اور جن

حضرات نے اخبارات اور بیانات واقعہ کے قدر مشترک کو ملحوظ فرمایا اور اوسکو بمنزلہ تنصیص
کے سمجھا اونہون نے منصوص کہا اور یہہ بہی باعتبار دلالت عقل صحیح اور قرین قیاس ہے
اور فی الحقیقت یہہ نزاع نہین ہے کیونکہ مرجع نفی واثبات کا امرین متغائرین ہین
فریق اول جسکی نفی کرتا ہے وُہ جدا ہے اور فریق ثانی جسکو ثابت کرتا ہے وُہ امر آخر ہے
بہرکیف اہل سنت مین سے کوئی شخص اس امر کا معترف نہین ہے کہ خلفاء منصوص اُوس نص
کے ساتہہ ہین جو متنازعہ فیہ درمیان اہلسنت وشیعہ ہے بلکہ بالاتفاق اُوس اعتبار سے
تمام اہلسنت خلفاء کو غیر منصوص اعتقاد کرتے ہین پس تحفہ مین جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے نفی منصوص علیہ ہونے کی کی ہے وُہ باعتبار اُوس نص کے ہے جو اہلسنت
وشیعہ مین متنازعہ فیہ ہے اور بندہ نے جو اثبات نص کا صواعق کے حوالہ سے کیا وہ
راجع اُوس نص کیطرف ہے جو متنازعہ فیہ نہین لیکن چونکہ ہمارے فاضل مجیب اپنی خوش
فہمی سے یہہ سمجہہ گئے کہ تحفہ مین منصوصیت سے بالکل انکار ہے اسلئے یہہ اعتراض فرمایا حالانکہ
ہمنے علی الاطلاق کی قید لگا کر متنبہ بہی کردیا تہا لیکن متنبہ نہ ہوا اور اس سے یہہ بہی
ظاہر ہوا کہ سوال مین بہی جو منصوصیت سے انکار تہا وُہ علی الاطلاق تہا کیونکہ نص
آپکے نزدیک منحصر فی فرد واحد ہے اور جب اوسکی نفی کردی تو کل منتفی ہوگئی پس
صاحب تحفہ کا دعوے صحیح ہے اور ہمنے اوسکی تکذیب ہرگز نہین کی افسوس کہ آپ نے
نہ تحفہ کا مطلب سمجھا اور نہ ہماری معروض مین تامل فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک جبتک
بظاہر الفاظ مین کوئی قید نہ ہو اوسوقت تک مضر نہین تعجب ہے کہ آپ اتنے بڑے مناظرہ وان
ومتبحر ہو کر ایسی بات فرمائین جسکی صدہا جگہ سے قرآن وحدیث مین تکذیب ہوتی ہے
فانہ یا یعنی القوم الذین بایع ابا بکر الخ مین کسجگہ بظاہر الفاظ مین قید ہے جو اوسکو
الزامی قرار دیا اور لفظ عندک مثلاً مقدر تجویز فرمایا قل کونوا حجارۃ او حدیدا
مین بظاہر الفاظ مین کہان قید ہے علی ہذا القیاس بہت جگہ اسکی نظیرین موجود ہین لیکن

کچہہ تو فہم وانصاف سے کام لین قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ اور حدیث تمسک با ثقلین
اور قصد احراق کا ذکر عجب ہے سبحان اللہ۔ اپنے گہر کی تو خبر لیجیے۔ اقول۔ امور دینی مین
حدیث تمسک کا ذکر آپکو کیون عجب معلوم ہوتا ہے اگر آپ اس قول کو بہی کہ اہلسنت کے
نزدیک خلافت فروع دین سے ہے تسلیم کر لین اور اوسکو فروعی مسئلہ اور نہایت
خفیف سمجہین تب بہی حدیث تمسک کا ذکر ضروری ہے تعجب ہے کہ آپ کو کیون تعجب
آتا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** حدیث تمسک کا ذکر اسواسطے
عجب معلوم ہوتا ہے اور اسلیے تعجب آتا ہے کہ اوس حدیث کا ذکر بطور طعن و
تشنیع کے کیا گیا ہے اور طعن وہ کر سکتا ہے جو پہلے خود عامل بالحدیث ہو
اور حدیث پر جبتک عمل ہی نہین اور خود بہی اوس سے بمراحل بعید ہین تو اس
صورت مین بمقتضاے أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ کے ہر ذی عقل و شعور کو اوسکا
ذکر عجب معلوم ہوگا اور ایسے شخص کے ذکر سے تعجب کریگا زبانی دعوون سے تمسک
نہین ثابت ہو سکتا حضرات شیعہ نے تو ہشامین اور زرارہ اور ابو بصیر وغیرہ کے
ساتہہ تمسک کیا ہے جنکے نامہ اعمال ماسبق مین مذکور ہو چکے ہین اگر اسیکا نام تمسک
بالثقلین ہے تو ایسے تمسک کو سلام ہے ہمارے فاضل مجیب کی اس تحریر سے یہہ بہی
معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک جو فروعی مسئلہ ہوتا ہے وہ نہایت خفیف ہوتا ہے حالانکہ
یہہ سراسر غلط ہے فروعیات کی خفیف ہونے کے کیا معنے **قولہ** آخر آپکے خلفاء مامور
بہ تمسک تہی یا نہ تہے **اقول** خلفاء رضی اللہ عنہم بحکم حدیث نجوم مقتدا اور بموجب آیت
اطاعت اولوالامر تہے اور مطاع اور اولوالامر کو جس طرح تمسک کرنا چاہیئے کیا
قولہ اگر مینے یہہ سوال کیا کہ بعد وفات آنحضرت صلعم جب مقدمہ خلافت کا پیش
آیا آپکے خلفاء نے اس باب مین اہل بیت سے کیا تمسک کیا تو کون سے تعجب کا
محل ہے تعجب اور حیرت تو یہہ ہے کہ باوجود ادعاے کمال دینداری اس باب مین

قصد احراق بیت

تمسک ہوا اور قصد احراق کیا **اقول** مقدمہ خلافت مین جبکہ ثقل اعظم اونکا متمسک ہی تو لا محالہ ثقل اصغر بہی اوسیکا متبع ہے تو یہہ سوال کہ خلفا نے اس باب مین اہل بیت سے کیا تمسک کیا البتہ محل تعجب ہی پہر اگر ہمنے اسپر حضرات شیعہ کے متمسکات اہلبیت سنا ہی جبکہ نئے تو ناخوش ہونے کی کونسی بات ہی لیکن ہم اسی مقدمہ مین جو بعد وفات سرور کائنات صلعم بنا مقدمہ پیش آیا سوال کرتے ہین کہ جب یہہ حادثہ پیش آیا اور آپ اس دار فانی سے رخصت ہوئی تو اوسوقت تک حضرات شیعہ کا وجود ہوا تہا یا نہین ہوا تہا اگر اوسوقت تک اونکو خلعت وجود عطا ہو چکا تہا تو فرمائی کہ اوسوقت ان حضرات نے کیا تمسک بالثقلین فرمایا کیا اوسوقت تک آیت يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ [1] وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ نازل نہین ہو چکی تہی یا یہہ کہ نازل ہوکر پہر منسوخ ہو چکی تہی اور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ کا حکم اوسوقت باقی نہین رہا تہا اور اگر اونکا وجود ہی نہین ہوا تہا تو پہر فرمائی کہ انکا وجود کسوقت حادث ہوا ہی۔ رہا قصد احراق بس اسکی بابت ہم پہلے ہی گذارش کر چکے ہین اور اب بہی مختصرا گذارش کرتے ہین کہ اولا حضرات شیعہ نے نفس احراق کا دعوی فرمایا۔ چنانچہ آپکی شیخ محقق طوسی تجرید کے مطاعن صدیق مین تحریر فرماتے ہین [2] وانه بعث الی بیت امیر المؤمنین علیه السلام لما امتنع من البیعة فاضرم فیه النار وفیه فاطمة وجماعة من بنی هاشم اور علاوہ حضرت طوسی کے دوسری حضرات نے بہی یہہ دعوی فرمایا پہر جب دیکہا کہ یہہ کاغذ کی ناؤ نہین بہتی اور متقدمین کی غلطی پر متنبہ ہوئی تو پچہلون نے اوس دعوی کو چہوڑ کر قصد احراق کا دعوی کیا اور اونہین سے ہماری فاضل مجیب بہی ہین اور متمسک اپنا اوس روایت کو قرار دیا جو ازالۃ الخفا مین منقول ہی جسکے الفاظ یہہ ہین [3] وایم الله ما ذاک بمانعی ان اجتمع هولاء النفر عندک ان آمرهم ان یحرق علیهم البیت اب عاقل ان الفاظ مین غور کرے اور حضرات شیعہ

[1] اے نبی کافرون اور منافقون سے جہاد کر اور اونپر سختی کر [2] اے ایمان والو دوستی نکرو اونسے جنپر خدا نے غصہ کیا ہی

[3] اور اوس نے امیر المومنین علیہ السلام کے گہر کیطرف جب اونہی بیعت سے انکار کیا بہیجا تو اوسمین آگ لگادی۔ حالانکہ اوسمین فاطمہ رضا اور بنی ہاشم کی جماعت تہی ۱۲

[4] اور خدا کی قسم یہہ مجکو کچہہ مانع نہین ہے اگر یہہ جماعت تیرے پاس اکٹھی ہوگی اس بات مین گہر جلانیکا اونپر حکم کرون ۱۲

دعوی کو دیکھو کہ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ ان الفاظ سے ہرگز قصد احراق جسکی ہماری
فاضل مجیب مدعی ہیں ثابت نہیں ہوتا کیونکہ قصد احراق ایک ایسی پختگی عزمیۃ کو مقتضی ہے جسمین
کچھہ شک وتردد نہو اور ظاہر ہے کہ اس روایت مین لفظ ما ذاک بمانعی مذکور ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ
یہہ مجکو روکنے والا نہین ہے جو صریح عدم قصد پر دال ہے اور محض تخویف کو مثبت ہے اور نیز اسجگہ لفظ
ان شرطیہ مستعمل ہے جو باعتبار اپنے اصل وضع کے امور شکوکہ محتملہ کے واسطے مستعمل ہوتا ہے اور یہہ
بداہۃً قصد وعزمیۃ کی منافی ہے - علاوہ ازین اس قسم کی عبارات عرف عام مین محض تہدید کیواسطے
بولے جاتے ہین اور اس سے مقصود محض تنبیہ وتہدید ہوتی ہے اور ہرگز قصد ایقاع فعل نہین ہوتا
چنانچہ جناب امیرؓ نے حضرت ابن عباس کی نسبت جبکہ وہ بصرہ کا بیت المال لوٹ کر بزعم حضرات
شیعہ مکہ آبیٹھے تھے اور جناب امیرؓ نے اونکو ایک عتاب آمیز خط تحریر فرمایا جسکی نقل ہم نہج البلاغت سے
اوپر کر چکے ہین اوسمین تحریر فرمایا ہے فاتق اللہ واردد الی ہولاء القوم اموالہم فانک
ان لم تفعل ثم امکننی اللہ منک لاعذرن الی اللہ فیک ولاضربنک بسیفی
الذی ما ضربت بہ احدا الا دخل النار ان الفاظ کو ملاحظہ فرمایئے کہ یہہ الفاظ آپکی زعم کے موافق
ابن عباس کے قتل کے قصد پر دلالت کرتے ہین پھر ہم پوچھتے ہین اگر یہہ مقصد قتل ہے تو قتل کسی نفس
مسلمہ کا الا باحدے ثلث النفس بالنفس والثیب الزانی والتارک لدینہ جائز ہے یا نہین
علاوہ اسکے ابن عباس نے وہ اموال واپس کیے یا نہین اگر واپس کردیے تو خود ابن عباس سے
جو اسکے جواب مین تحریر کیا اور لکہا کہ بیت المال مین میرا حق اس سے زیادہ ہے اسکے مخالف ہے
اور نیز کہین واپس کرنا اموال کا ثابت بھی نہین ہوا اور اگر واپس نہین کیا تو پہر حضرتؓ کو کبھی اونپر
قدرت ہوئی یا نہین اگر نہین ہوئی اور پہر اونکے ساتھہ کبھی نہین ملے تو شیعیان پاک ہین کیونکہ
داخل ہوئی اس صورت مین تو شل اور صحابہ کی اونکو بھی کافر ومرتد فرمایئے ورنہ کم سے کم حسب تحقیق
محقق طوسی تجرید مین مخالفوہ فسقۃ ومحاربوہ کفرۃ - فاسق تو ضرور ہے کبھی درنہ اور

---

[۱] مگر بسبب ایک امر تینون مین سے جان بجان کے اور ثیب زانیہ اور مرتد ۱۲ ۔ [۲] اوسکے مخالف فاسق ہین اور اوسکے محارب کافر ۱۲ ۔

صحابہ نے بھی ایسا کیا مقصور کیا ہے اور یہہ ترجیح بلا مرجح کیون ہے اور اگر قدرت ہوئی تو پھر جناب نے اونکے ساتھہ کیا معاملہ فرمایا اپنا قصد پورا کیا یا نہین اور اپنی قسم مین بار ہوئی یا حانث مفصل ارشاد ہو **قولہ** عجب نہین کہ آپکو بھی اسکا تعجب ہو ورنہ ضرور ہے کہ کچھہ جواب دیتے اور یہی وجہ ہے کہ جب آپسے باہمہ جودت طبع کچھہ جواب نہین سکا تو ناخوش ہوکر بہلا کر سننے دینے لگے **اقول** افسوس کہ آپنے ہماری گذارش کو نہ سمجھا ہمنے اجمالاً و مختصراً وہان بہی جواب دیا تہا اور لکہا تہا کہ قصد امور قلبیہ مین سے ہے جس سے ظاہر معلوم ہوتا تہا کہ اوسکا ادراک دشوار ہے اور جو الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے وہ ہرگز ایقاع پر دلالت نہین کرتا۔ پس یہہ حضرت کی خوش فہمی ہے کہ آپ تحریر فرماتے ہین کہ کچھہ جواب نہ دیا اور کچھہ جواب نہین سکا۔ چنانچہ اس جواب مین ہمنے اوسکو کسیقدر تفصیل کے ساتھہ عرض کیا ہے پس اگر آپ اب بہی نہ سمجہین تو اسمین فرمائیے کہ ہمارا کیا قصور ہے۔ باقی الفاظ نا ملائم کا ہم جواب نہین دیتے۔ **قولہ** ہمنے بیشک اپنے گہر کی خبر لی ہوئی ہے۔ آپکو اس سے کیا بالفرض ہم اپنے گہر کی خبر لین یا نہ لین مگر آپکے گہر کی خیر نہین کیونکہ اگر آپکا گہر سلامت ہوتا تو اوسکے سلامتی ثابت کرکے اور اوس سوال کا جواب دیکر ایسا تحریر فرماتے تو مضائقہ نہتا۔ **اقول** چونکہ یہہ عبارت محض خوش فہمی سے ناشی ہے کہ آپنے میری تحریر کو سمجہا ہی نہین اور اسکا جواب خالی از ہزل و ظرافت نہوگا اسلیے ہم اس عبارت کے جواب مین سکوت کرتے ہین۔ **قولہ** بفرض محال اگر آپکا یہہ وہم صحیح بہی ہو تب بہی آپ ہم جیسے ہوگئے پہر طعن کے کیا معنی **اقول** یہہ حضرت کی مناظرہ دانی ہے جو آپ فرماتے ہین کہ آپ ہم جیسے ہوگئے پہر طعن کے کیا معنے ورنہ فی الحقیقت جب ہماری گذارش کو صحیح تسلیم کرلیا تو گویا اپنے آپکو غیر متمسک بالثقلین تسلیم کرلیا اور نیز بزعم خود ہمکو اور ہمارے اکابر اعاظم کو بہی غیر متمسک سمجہہ رکہا تہا تو ہمارا آپ جیسا ہونا یہہ محض بزعم سامی ہے اور طعن کا مدار زعم سامی پر نہین ہے تو یہہ فرمانا کہ پہر طعن کے کیا معنی بالکل لغو ہوا اور یہہ کہنا کہ آپ ہم جیسے ہوگئے سراسر غیر مفید ہوا۔ علاوہ ازین یہہ طعن محض آپکے طعن کی تردید کیواسطے تہا

جسکا حاصل یہہ ہی کہ آپ ہمکو قصد اعراق کے ساتھہ مطعون فرماتے ہین اور ہماری طرف عدم تمسک
بالثقلین کا الزام لگاتے ہین آپ خود اس قسم کے مطاعن کے ساتھہ مطعون ہین اور ایسی الزامات کے
ساتھہ ملزم ہین تو آپکا طعن بیجا اور الزام نازیبا ہے کیونکہ جو شخص کسی طعن کے ساتھہ خود مطعون ہو وہ
کسیکو بروی عقل اوس طعن کا کیونکر الزام دیسکتا ہے۔ مثلاً شراب خوار شراب خوارکو زانی زانی کو
اور سارق سارق کو شراب خواری اور زنا اور چوری کے ساتھہ مطعون نہین کر سکتا ہے اور ایسا
کریگا وہ عموماً یہہ ہی جواب پاویگا کہ میان تو خود مرتکب اس فعل کا ہے پہر تو کس مونہہ سے ہمکو طعن
کرسکتا ہے پہر اگر وہ طاعن اوسکے جواب مین کہے کہ آپ ہم جیسی ہوگئی پہر طعن کے کیا معنے
تو عقلاً اوسکو بالکل از خارج از عقل سمجہنیگے۔ نہایت تعجب ہی کہ آپ ایسے بڑے مناظرہ دان
و عاقل و فہیم ہوکر ایسی بدیہی و صریح غلطی کرین جس سے عوام کو بہی احتراز ہو۔ **قال الفاضل
المجیب**۔ قولہ۔ بے شک حضرات شیعہ نے جیسا کتاب اللہ و عترت سے تمسک فرمایا ہی
اہل سنت کو وہ تمسک کہان نصیب ہی۔ اقول۔ واقعی یہہ آپکا فرمانا بہت درست ہی الحمد للہ
کہ حق برزبان جاری ہوگیا **بیت** وین سعادت بزور بازو نیست + تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔
یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنے۔ کلمہ حق ارید بہا باطل۔ غالباً حضرات
شیعہ کی سخن فہمی ایسی ہی ہے اور اکثر استدلالات کا مدار اسی قسم کے فہم عبارات پر ہے چنانچہ
ناظرین کتب قوم پر واضح ہی پہر اوسپر ناز و افتخار مزید بر آن۔ **قال الفاضل المجیب**۔
قولہ۔ بلکہ اہل سنت ایسی تمسک سے بیزار جان تبری و تحاشی کرتے ہین۔ اقول۔ اگر ایسا نکرین
تو خلفاء ثلثہ کی خلافت اور ائمہ اربعہ کی تقلید اور بہت لوگونسے جنکو اپنے زعم مین مقتدا و پیشوا
مان رکہا ہی تبری و تحاشی کرنے پڑی۔ **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنے**۔ بلکہ اگر
ایسا نکرین تو خدا تعالے سے اور اوسکے تمام انبیا و رسل سے اور دین و ایمان سے تبری و تحاشی
کرنی پڑے۔ اور حضرات ہشامین اور زرارہ اور ابو بصیر وغیرہ کا قلادہ تقلید گردن مین ہو اور حضرت
مومن الطاق جنکو آپکے علما شیطان الطاق فرماتے ہین امام و پیشوا ہون۔ نعوذ باللہ من ذلک

اللھم انا نعوذ بک من الحور بعد الکور **قولہ** اور حضرات اہل سنت جو محض لکیر کے فقیر ہین اور بدون دلیل اپنے اسلاف کے مقلد ہین یہہ بات کب گوارا کر سکتے ہین **اقول** بیشک اہل سنت محض احکام خداوندی تعالے شانہ وسنن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وسیرت صحابہ جنمین اہل بیت بہی شامل ہین وتابعین لہم باحسان کی لکیر کے فقیر ہین۔ نہ بجز کتاب اللہ انکو پاس کوئی دلیل ہے اور نہ سوائے سنت رسول اللہ اونکے پاس کوئی حجت اپنے عقول کو تابع اور محکوم ان دونو کا کر رکہا ہے نہ حاکم پہر وہ کتاب وسنت کی خلاف یہہ بات کیونکر گوارا کر سکتے ہین **قولہ** اسلیے مجبور تمسک کتاب اللہ وعترت رسول اللہ سے تبری وتحاشی کرتے ہیں **اقول** یہہ ہمارے حضرت مجیب کا فرمانا سراسر خلاف واقع اور بداہتہً غلط ہے کتاب اللہ کے ساتھہ تمسک حقیقۃً ومجازاً ولفظاً ومعنیً بفضل اللہ تعالے اہل سنت کا ہی حصہ ہے شہر شہر گانو گانو مین خدا تعالے کی فضل سے علماء وحفاظ کلام مجید موجود ہین حضرات شیعہ چونکہ قرآن سے اور اوسکے جامعین سے جنکو عند اللہ کمال قرب ومنزلت ہے تبری وتحاشی کرتے ہین اسکی پاداش مین خداوند کریم نے اونکو اس نعمت سے محروم فرمایا اور باوجود سر ورد ہونے کے اونکو کلام مجید یاد نہوا اور اپنا قرآن جو ائمہ پاس یکے بعد دیگرے چلا آیا وہ خود غار سر من رای مین شیعیان پاک سے مخفی ومستتر ہے اور اسی پر معانی کو بہی قیاس کر لیجیے چنانچہ مفسرین شیعہ میش خوشہ چین مفسرین وقراء اہلسنت رہے۔ ذرا تفسیر مجمع البیان طبرسی کو ہی ملاحظہ فرما لیجیے آری۔ وللارض من کاس الکرام نصیب عترت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تمسک اگرچہ حضرات شیعہ اسکے مدعی ہین مگر فی التحقیقت یہہ بہی اہل سنت کو ہی نصیب ہے ظاہر ہے کہ اہل سنت نے تمام عترت کو اعمام وعمات اور اونکی اولاد کو اور تمام بنات وزوجات واحفاد کو اپنا معتقد او پیشوا اعتقاد کر رکہا ہے بخلاف حضرات شیعہ کے کہ اونہون نے سوائے معدودی چند عترت کے سب کو خلعت کفر وفسوق کے ساتھہ تشریف بخش رکھی ہے۔ پس فی الحقیقۃ قضیہ منعکس اور معاملہ منقلب ہے کہ حضرات شیعہ مجبور ہوکر کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ ؐ سے تبری اور تحاشی کرتے ہین نہ اہلسنت حاشاہم عن ذلک

قال الفاضل المجیب - قولہ - کیا شک ہے یہہ بھی حق ہے کہ کتاب اللہ کو جسکا حافظ خود خداے
حقیقی تعالے شانہ ہی محرّف اور بیاض عثمانی قرآنی قرار دین چنانچہ مسلمات شیعہ سے ہے - اقول -
حضرت مجیب کے اس قول سے نہایت ہی تعجب ہے باوجود ادعاے علم و فضل شیعون پر ایسا اتہام لگانا
شان کے خلاف ہے آپنے محض صاحب منتہی الکلام وغیرہ کی تقلید پر اکتفا کیا تحقیق سے کام
نہ لیا کاش - اونکی ہی کلام کو بغور دیکھا ہوتا مسلمات شیعہ سے تو [illegible] کیا
شیعونکی کتابین تو آپکو نہین ملتی کاش منتہی الکلام و تحفہ وغیرہ کو بھی بغور دیکھکر [illegible]
جواب لکھنے بیٹھے ہین با معان نظر ملاحظہ فرماتے کتاب اللہ کی تعظیم و تکریم و تقدیس جو کہ شانی
اہل ایمان ہے حاشا کہ اسمین کچھہ بھی اختلاف ہو حضرات اہلسنت کا عجیب حال ہے کہ کبھی تو صاحب
منتہی الکلام فرماتے ہین کہ شیعون کے نزدیک بیاض عثمانی یعنے معاذ اللہ قرآن شریف سے کافی
کلینی صحیح تر ہے اور دلیل یہہ بیان فرماتے ہین کہ زبان ثقات شیعہ سے سنا گیا تھا اور کبھی
صاحب تحفہ ادعا کرتے ہین کہ تاریخ ابن قتیبہ نزد شیعہ معتمد تر از قرآن است - اور کوئی دلیل تحریر نہین
فرماتے - یہہ علماء حضرت اہل سنت کا حال ہے کہ خود شیعونکی نسبت ایسے افترا و اتہام اپنی طرف سے
منسوب کرتے ہین اور کوئی دلیل و سند بیان نہین کرتے یا کرتے ہین تو محض بے سند ہوتی بتلاتے ہین
اور کچھہ نہین ٹھہراتے - حیف صد حیف ہمارے حضرت مجیب نے بھی انکی تقلید سے یہہ لکھا ہے
اگر وہ بھی کسی کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرماتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے - یقول العبد الفقیر الی
مولاہ الغنی - اس مقام مین بوجوہ چند کلام ہے اول یہہ کہ یہہ مسئلہ بدیہیات اولیہ سے ہے
چنانچہ ابھی واضح ہو جائیگا اور بدیہیات محتاج دلیل نہین ہوتی جسکو مذہب شیعہ کی کچھہ بھی
واقفیت ہوگی وہ اس مسئلہ سے ضرور واقف ہوگا - دوسری یہہ کہ ہمنے اس مسئلہ مین صاحب منتہی الکلام
کی تقلید نہین کی بلکہ اپنی تحقیق پر اعتماد کیا ہے چنانچہ عنقریب گذارش ہوگا - ہان اگر تبعاً و استطراداً
کوئی روایت صاحب منتہی الکلام وغیرہ سے نقل کرین تو مضائقہ نہین ہے - لیکن یہہ مقتضی
تقلید کو نہین ہے پس یہہ محض ہمارے مجیب کا وہم و گمان ہے بے دلیل - تیسری یہہ کہ

صاحب منتہی الکلام اور صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہما کے اعتماد پر جواب لکہنا اگرچہ ہمارا فخر ہے - لیکن یہہ بہی انشاء اللہ تعالے ہمارے فاضل مجیب پر واضح ہو جائیگا کہ ہمنے محض تقلیدی جلب لکہنا ہے یا اپنی تحقیق سے ہی کام لیا ہے - معہذا یہہ طعن تو اوس وقت زیبا تہا جبکہ آپکی مضامین و جوابات آپکے خانہ زاد و نتیجہ طبیعت ہوتے اور جب آپ بہی محض ناقل اپنے بزرگونکے ہین اگر ہمنے اپنی بزرگون سے نقل کیا ہو تو کیا محل طعن ہے - چوتہی یہہ کہ یہہ بحث قرآن کی تحریف و عدم تحریف مین ہے یہہ ہماری فہم مین نہین آتا کہ ہماری فاضل مخاطبنے یہہ بیجا الفاظ کیون تحریر فرمائی (کتاب اللہ کی تعظیم و تکریم و تقدیم اجماعی اہل ایمان ہے - حاشا کہ اسمین کچہہ بہی اختلاف ہو) بہلا تعظیم و تکریم و تقدیم کا کیا ذکر تہا اور اوسکے لکہنے سے کیا فائدہ صاف لکہنا چاہیے تہا اگر آپکے یہان تحریف معتبر نہین اور باجماع باطل ہے تو لکہنا چاہیے تہا کہ کتاب اللہ کی عدم تحریف اجماعی اہل ایمان ہے حاشا کہ اسمین کچہہ بہی اختلاف ہو - سوال از آسمان و جواب از ریسمان - کی مثل یہان صادق ہے کہ گفتگو تحریف و عدم تحریف مین ہے اور ثبوت تعظیم و تکریم و تقدیم کا دیوین سبحان اللہ ہماری حضرت فاضل مجیب پر خوش فہمی ختم ہے حالانکہ یہہ مستلزم عدم تحریف کو نہین کیونکہ جائز ہے کہ یہہ تعظیم و تکریم بعلے وجہ التقیہ واجب ہو یا اسوجہ سے ہو کہ اس باقیماندہ مین آخر اکثر اصلی ہے الحاق تو کم ہے کیا کتب سماویہ محرفہ کی تعظیم و تکریم اجماعی اہل ایمان نہین ہے کیا اونکی تحقیر و اہانت اجماعی اہل ایمان ہے لیکن تعجب یہہ ہے کہ یہہ تعظیم و تکریم خلاف امام معصوم کے اہل ایمان کی کیونکر اجماعی ہوسکتا امام معصوم تو آیت امۃ ھی اربی من امۃ سنکر تذلیل و اہانت کی طور پر قرآن پہینک دیوین اور لایق اہانت سمجہین اور ہماری فاضل مجیب اوسکی تعظیم و تکریم کو اہل ایمان کے اجماعی فرماوین معلوم نہین امام معصوم کو اہل ایمان مین سے سمجہتے ہین یا نہین اور اونکی مخالفت خارق اجماع ہے یا نہین - مگر ہان آپ یہہ فرما سکتے ہین کہ میری مراد کتاب اللہ سے وہ کتاب ہے جو سرداب سرمن رای مین امام معصوم کے پاس صندوق تقیہ مین محفوظ ہے - معہذا اسلئے کہ تعظیم و تکریم اجماعی ہونے سے مراد یہہ ہے کہ عدم تحریف اجماعی اہل ایمان ہے تو اس سے

معلوم ہوا کہ جو لوگ قائل تحریف کی ہوئی ہین وہ اجماع اہل ایمان سے خارج ہین اور اونپر وتبیع غیر سبیل المومنین صادق آتا ہے ذرا اسکو یاد رکہیگا - اس صورت مین آپنے صدہا علما شیعہ متقدمین و متاخرین کو بی ایمان بنا دیا شاباش آفرین باد - پانچوین صاحب منتہی الکلام اور صاحب تحفہ نے بہی اس بارہ مین جو کچہہ تحریر فرمایا ہے بے دلیل نہین چنانچہ بندہ کی گذارش سے کسیقدر واضح ہوجائگا - چہٹی یہہ کہ بندہ کے نسبت فرماتے ہین کہ اگر وہ ہماری کسی کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرماتے تو ایسا ہرگز نہ لکہتے معلوم نہین یہان کتب معتبرہ حدیث وتفسیر کے ذکر سے کیون اغماض و اعراض فرمایا حالانکہ اسکا موقع و محل کتب حدیث وتفسیر مین اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کتب حدیث وتفسیر کا ذکر اسیواسطے نہین کیا کہ اونمین تحریف قرآن کا ذکر ہے اور روایات اوسکے ثبوت کے موجود ہین لیکن متکلمین نے جب دیکہا کہ خصم بے ڈہب گلوگیر ہوا ہے جس سے بدون انکار رہائی مشکل ہے اسلیے اونہون نے کہین انکار تحریف کردیا اور روایات کو توجیہات لاطائلہ سے نسخ و تحریف فرمایا ورنہ بعض جگہ متکلمین نے خود تحریف کو تسلیم کیا بلکہ دعوی کیا چنانچہ ہم نقل کرینگے - **قولہ** بہرحال جواب گذارش ہے یہہ جو کچہہ آپنے اس قول مین لکہا ہے محض دروغ بیفروغ ہے اگر آپکو دعوی ہی تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے یہہ آپنے کہانسے لکہا کہ یہہ مسلمات شیعہ سے ہے آپ اپنے دعوی مین اگر سچے ہین تو کوئی چہوٹی موٹی ہی دلیل بیان کیجے اور جواب سنیے - **اقول** ای حضرت میر صاحب جو کچہہ بندہ نے عرض کیا ہے وہ حق او مطابق نفس الامر در واقع کے ہی اوسمین کذب کو دخل نہین ہر افسوس یہہ ہے کہ آپکو اپنی کتب حدیث وتفسیر کی خبر نہین ہی اگر آپ ان کتابون سے دیکہتے تو ممکن نہ تہا کہ آپ اس دعوی کا انکار فرماتے لیجیے چہوٹی موٹی نہین بلکہ ہم موٹی موٹے دلائل واضحہ پیش کرتے ہین براہ عنایت ذرا متوجہ ہوکر سنین - احادیث متعددہ جو مختلف ائمہ سے مروی ہین اور اپنی کثرت کی وجہ سے گویا متواتر المعنے ہین اور درجہ قطعیہ کو پہونچ چکی ہین وہ بعبارت النص وقوع تحریف کو مثبت ہین اسوقت میرے سامنے صرف تفسیر صافی کہلی رکہی ہوئی ہے اوس سے بطور مشتے از خروارے و قطرہ از بحار نقل کرتا ہون محمد بن مرتضی المدعو بمحسن ... کے مقامات ہین ...

[illegible]

المقدمة[١] السادسة فی بنذ مما جاء فی جمع القرآن وتحریفه وزیادته ونقصه وتاویل ذلک روی علی بن ابراهیم القمی فی تفسیره باسناده عن ابی عبد الله علیه السلام قال ان رسول الله صلی الله علیه واله قال لعلی علیه السلام یا علی ان القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذوه واجمعوه ولا تضیعوه کما ضیعت الیهود التوریة فانطلق علی علیه السلام فجمعه فی ثوب اصفر ثم ختم علیه فی بیته وقال لا ارتدی حتی اجمعه قال کان الرجل لیاتیه فیخرج الیه بغیر رداء حتی جمعه وفی روایة ابی ذر الغفاری رضی الله عنه انه لما توفی رسول الله صلی الله علیه واله جمع علی علیه السلام القرآن وجاء به الی المهاجرین والانصار وعرضه علیهم لما قد اوصاه بذلک رسول الله صلی الله علیه واله فلما فتحه ابوبکر خرج فی اول صفحة فتحها فضائح القوم فوثب عمر وقال یا علی اردده فلا حاجة لنا فیه فاخذه علی علیه السلام وانصرف ثم احضر زید بن ثابت وکان قاریا للقرآن فقال له عمر ان علیا جاءنا بالقرآن وفیه فضائح المهاجرین والانصار وقد اردنا ان تؤلف لنا القرآن وتسقط منه ما کان فیه فضیحة وهتک للمهاجرین والانصار فاجابه زید الی ذلک ثم قال فان انا فرغت من القرآن علی ما سألتم واظهر علی القرآن

---

[١] چھٹا مقدمہ اسکی تہذیب سے بیان میں کہ جو قرآن کے جمع اور تحریف اور زیادتی اور نقصان کے باب میں آیا ہے اور اسکی تاویل میں۔ علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں اپنی اسناد کے ساتھ ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو فرمایا اے علی قرآن میری بچھونے کے پیچھے صحیفوں اور ریشم اور کاغذوں میں ہے اسکو تو ضائع نہ کیجیو جیسے یہودیوں نے توراۃ کو ضائع کر دیا۔ پس جمع کرنے لگے اسکو علی علیہ السلام زرد کپڑے میں یہاں تک کہ اوپر مہر لگائی اپنے گھر میں اور کہا اسکے فراہمی تک چادر نہیں پہنونگا۔ کہا اگر پاس کوئی شخص آتا تھا تو آپ اسکی طرف بدون چادر کے نکلتے تھے یہاں تک کہ آپ اسکو جمع کر چکے۔ اور ابوذر غفاری رضی کے روایت ہے میں جب رسول اللہ نے وفات پائی علی نے قرآن جمع کیا اور مہاجرین و انصار کے پاس لائی اور انپر پیش کیا کیونکہ حضرت نے انکو اسکی وصیت کی تھی جب ابوبکر نے اسکو کھولا تو پہلی ہی صفحہ میں قوم کی فضائح ظاہر ہوئی تو عمر اوچھل پڑا اور کہا اے علی اسکو واپس لیجا ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں پھر علی نے اسکو لیا اور چلے آئے پھر زید بن ثابت کو بلایا اور وہ قاری قرآن تھا اسکو عمر نے کہا کہ علی ہمارے پاس قرآن لایا تھا اور اسمیں مہاجرین و انصار کے فضائح تھی اور ہم چاہتے ہیں کہ تو ہمارے لیے قرآن جمع کرے اور اسمیں مہاجرین و انصار کی فضیحت اور ذہتک ہے اوسمیں سے ساقط کر دے۔ زید نے اسکو قبول کیا پھر کہا کہ جب میں قرآن سے تمہارے سوال کے موافق فارغ ہوا اور علی نے جو قرآن جمع کیا ہے ظاہر کیا ہے۔

الذی الفه الیسر قد بطل کل ما عملتم ثم قال عمر فما الحیلة قال زید انتم اعلم بالحیلة فقال عمر ما الحیلة دون ان نقتله ونستریح منه فدبر فی قتله علی ید خالد بن الولید فلم یقدر علی ذلک وقد مضی شرح ذلک فلما استخلف عمر سال علیا علیه السلام ان یدفع الیهم القران فیحرفوه فیما بینهم فقال یا ابا الحسن ان کنت جئت به الی ابی بکر فأت به الینا حتی نجتمع علیه فقال علی علیه السلام هیهات لیس الی ذلک سبیل انما جئت به الی ابی بکر لتقوم الحجة علیکم ولا تقولوا یوم القیمة انا کنا عن هذا غافلین او تقولوا ما جئتنا به ان القران الذی عندی لا یمسه الا المطهرون والاوصیاء من ولدی فقال عمر فهل وقت لاظهاره معلوم قال علی علیه السلام نعم اذا قام القائم من ولدی یظهره ویحمل الناس علیه فتجری السنة به ــ ملتقطاً عاقل منصف ان دونوں روایتوں میں تامل فرما ہوکہ اگر حسب ارشاد مجیب لبیب قرآن موجود میں تحریف نہیں ہوئی ہی تو جناب امیر کو اسقدر سعی وکوشش ومحنت ومشقت تنہا بلاشرکت اماموں ہماہیں اوٹہانے کی کیا ضرورت تہی اور حضرت صدیقؓ کی پاس بغرض اتمام حجت لالی کے کیا معنی اور اوسمیں فضائح مہاجرین وانصار نکلنا اوس سے بہی زیادہ لغو وکذب ونیز اور حضرت فاروقؓ کا رد کرنا اور زید بن ثابت کو بلاکر تحریف کا مشورہ کرنا اور اپکی قتل کے خالد کے ہاتھ سے تدبیر کرنا اور پہر اپنی خلافت کے زمانہ میں مکرر اس قصہ کا ازسر نو چہیڑنا بالکل واہیات اور خرافات ہو پس جنہوں نے یہہ روایت کی اور جو اسکے قائل ہوئی سب ہماری فاضل مجیب کے نزدیک دائرہ ایمان سے شاید خارج ہونگی اور اگر یہہ روایت صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ عبارت لفظ مثبت وقوع تحریف ہی

ل تو کیا تمہاری سب کاروائی باطل ہو جائیگی عمر نے کہا پہر اسکی تدبیر اور حیلہ کیا ہی زید نے کہا حیلہ کو تم زیادہ جانتے ہو عمر نے کہا بجز اسکے حیلہ کیا ہی کہ ہم اوسکو قتل کریں اور راحت پائیں تو خالد کے ہاتھ سے علی کے قتل کی تدبیر کی لیکن اوسپر قدرت نہوئی اور اسکی شرح گذر چکی پس جب عمر خلیفہ ہوئی تو علی سے مانگا کہ قرآن انکو دیوی تاکہ وہ اوسکی باہم تحریف کریں پس کہا ای ابا الحسن اگر تو اوسکو ابوبکر کے پاس لایا تہا تو ہماری پاس بہی لاتا کہ ہم اوسپر مجتمع ہوں علی نے فرمایا وہ بات دور گئی اوسکے طرف رستہ نہیں ہی ابوبکر کے پاس صرف اسلئے لایا تہا کہ تمپر حجت قائم ہو جائے اور قیامت کے دن یہہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل تہی یا کہو کہ تو اوسکو ہماری پاس نہیں لایا تہا جو قرآن میری پاس ہے اوسکو بجز ستہروں کی اور میری اولاد میں سے اوصیا کے اور کوئی نہیں چہو سکتا عمر نے کہا تو کیا اوسکے اظہار کا وقت معلوم ہی علی نے کہا ہان جب میری اولاد میں سے قائم (مہدی) اٹہیگا تو اوسکو ظاہر کریگا اور اوسپر لوگونکو برانگیختہ کریگا تو اوسکی سنت

اور بالبداہتہ ہماری محبیب کے دعوی کے مکذب ہیں اور سنیے وفی الکافی عن محمد بن
سلیمان عن بعض اصحابہ عن ابی الحسن علیہ السلام قال قلت لہ جعلت فداک
انا نسمع الآیات فی القرآن لیس ھی عندنا کما نسمعہا ولا نحسن ان نقراھا کما بلغنا
عنکم فہل ناثم فقال لا اقرؤا کما تعلمتم فسیجیئکم من یعلمکم اقول یعنی بہ
صاحب الامر علیہ السلام وباسنادہ عن سالم بن سلمۃ قال قرأ رجل علی ابی عبد اللہ ع
وانا اسمع حروفا من القرآن لیس علی ما یقرأھا الناس فقال ابو عبد اللہ ع کف عن
ہذہ القراءۃ اقرأ کما یقرأ الناس حتی یقوم القائم فاذا قام قرأ کتاب اللہ تع علی
حدہ واخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام وقال اخرجہ علی علیہ السلام الی
الناس حین فرغ منہ وکتبہ فقال لہم ھذا کتاب اللہ کما انزلہ اللہ علی محمد وقد جمعتہ
بین اللوحین فقالوا ھو ذا عندنا مصحف جامع فیہ القرآن لا حاجۃ لنا فیہ فقال
اما واللہ ما ترونہ بعد یومکم ھذا ابدا انما کان علی ان اخبرکم حین جمعتہ لتقرؤہ
وباسنادہ عن البزنطی قال دفع الی ابو الحسن ع مصحفا وقال لا تنظر فیہ ففتحتہ
وقرأت فیہ لم یکن الذین کفروا فوجدت فیہا اسم سبعین رجلا من قریش باسمائہم
واسماء آبائہم قال فبعث الی ابعث الی بالمصحف وفی تفسیر العیاشی عن ابی جعفر ع قال

---

[1] کافی میں بسند محمد بن سلیمان اور اوسکی بعض اصحاب کے ابو الحسن سے روایت ہے کہا میں نے آپکی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان ہوں ہم آیات قرآنی سنتے ہیں ہمارے نزدیک اسطرح نہیں ہے جسطرح ہم سنتے ہیں اور ہم ایسی طرح نہیں پڑھ سکتے جسطرح ہمکو تمسے پہنچا تو کیا ہم گنہگار ہوتے ہیں فرمایا نہیں تم پڑھو جسطرح تمنے سیکھا ہے پس عنقریب آئیگا جو تمکو سکھلائیگا اور اپنی سند کے ساتھ سالم بن سلمہ سے روایت کی ہے کہا ایک شخص نے ابو عبد اللہ ع پر چند حروف قرآنی پڑھے جو لوگوں کے قراءت کے موافق نہیں تھے اور میں سن رہا تھا ابو عبد اللہ نے فرمایا تو اس قراءت سے باز رہو اور پڑھو جسطرح لوگ پڑھتے ہیں مہدی ع کے قائم ہونے تک پس جب وہ قائم ہوگا کتاب اللہ کو اوسکی حد پر پڑھیگا اور وہ مصحف جو علی نے لکھا تھا نکالا اور کہا علی نے اوسکو جب وہ اوسکے لکھنے سے فارغ ہوئے تھے لوگوں کی طرف نکالا تھا اور کہا یہہ اللہ کی کتاب ہے جسطرح اللہ تعالی نے محمد پر نازل کی ہے اور میں نے اوسکو دو تختیوں میں جمع کیا ہے اونہوں نے کہا یہہ ہمارے پاس مصحف جامع ہے جس میں قرآن ہے ہمکو اوسکی کچھ حاجت نہیں ہے فرمایا اللہ کی قسم اس دن کے بعد تم اوسکو کبھی نہ دیکھوگے میرے ذمہ صرف یہہ تھا کہ جب میں نے جمع کیا تھا تمکو خبر کر دوں تاکہ تم اوسکو پڑھو اور اپنی اسناد کے ساتھ بزنطی سے روایت کی ہے کہا مجکو ابو الحسن نے مصحف دیا اور کہا کہ اسمیں نہ دیکھیو میں نے اوسکو کھولا اور سورہ لم یکن الذین کفروا پڑھی تو میں نے اسمیں ستر آدمیوں کے نام قریش کے اونکے باپوں کے نام

لولا[1] انه زيد في كتاب الله ونقص ما خفي حقنا على ذي حجى ولو قد قام قائمنا فنطق
صدقه القران وفيه عن ابي عبد الله عليه السلام قال لو قرئ القران كما انزل القينا فيه
مسمين وفيه عنه ان في القران ما مضى وما يحدث وما هو كائن كانت فيه اسماء
الرجال فالقيت وانما اسم الواحد منه في وجوه لا يحصى يعرف ذلك الوصاة وفيه
عنه عليه السلام ان القران قد طرح منه آي كثيرة ولم يزد فيه الا حروف و
قد اخطات به الكتبة وتوهمتها الرجال وروى الشيخ احمد بن ابي طالب الطبرسي طاب
ثراه في كتاب الاحتجاج في جملة احتجاج امير المؤمنين ع على جماعة من المهاجرين والانصار
ان طلحة قال له عليه السلام في جملة مسائله عنه يا ابا الحسن شيء اريد ان اسألك عنه
رايتك خرجت بثوب مختوم فقلت ايها الناس اني لم ازل مشتغلا برسول الله
صلى الله عليه وآله بغسله وكفنه ودفنه ثم اشتغلت بكتاب الله حتى جمعته
فهذا كتاب الله عندي مجموعا لم يسقط عني حرف واحد ولم ار ذلك الذي كتبت
والفت وقد رايت عمر بعث اليك ان ابعث به الي فابيت ان تفعل فدعا عمر الناس
فاذا شهد رجلان على آية كتبها وان لم يشهد عليها غير رجل واحد ارجاها فلم
يكتب فقال عمر وانا اسمع انه قد قتل يوم اليمامة قوم كانوا يقرؤن قرانا لا يقرؤه

---

[1] اگر کتاب خدا مین زیادتے اور نقصان نکیا جاتا تو ہمارا حق کسی عقلوالے پر پوشیدہ نرہتا اور اگر ہمارا قائم اوٹھکر کلام کریگا۔ تو اوسکے قرآن تصدیق کریگا۔ اور اوسمین ابو عبد اللہ ع سے مروی ہے فرمایا اگر قرآن پڑھا جاتا جسطرح نازل ہوا تو اوسمین ہم نام بنام ملتے اور اوسمین اوسی سے مروی ہے کہ قرآن مین جو کچھہ گذشتہ آئندہ ہی موجود ہے اوسمین لوگونکی نام تھے پس گرادیے گئے اور اوسمین ایک نام کئی طرح پر ہے جسکو وصاۃ پہچانتے ہین اور اوسمین اوسی سے مروی ہے کہ قرآن مین سے بہت آیتین کم کی گئی ہین اور زیادتی صرف چند حروف کی ہوئی ہے اور لکہنے والون نے خطا کی ہے اور لوگون نے وہم کیا۔ شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج مین منجملہ احتجاج امیر المومنین ع کے مہاجرین و انصار کی جماعت پر روایت کیا ہے کہ طلحہ نے منجملہ اپنی سوالات جناب امیر سے کہا ای ابو الحسن مین تجہسے کچہہ پوچہنا چاہتا ہون مینے تجکو دیکہا تہا کہ تو مہر لگا ہوا کپڑا ایک نکلا اور کہا ای لوگو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین مین مشغول رہا پہر کتاب اللہ مین یہانتک کہ مینے اوسکو جمع کیا پس یہہ کتاب اللہ میرے پاس فراہم کی ہوئی ہے جسمین مجہسے ایک حرف بہی کم نہین ہوا اور مینے نہین دیکہا تہا جو تونے لکہا تہا اور جمع کیا تہا اور مینے عمر کو دیکہا کہ تیرے پاس پیام بہیجا تہا کہ میرے پاس اوسکو بہیج تو تونے بہیجنے سے انکار کیا پہر عمر نے لوگونکو بلایا پس جب دو آدمیون نے ایک آیت پر گواہی دی اوسکو لکہہ لیا اور جس آیت پر بجز ایک کے کسینے گواہی ندی اوسکو چہوڑ دیا اور نہ لکہا پہر عمر نے کہا مین سنتا ہون کہ یمامہ کے دن قاری قتل ہو گئے

غیرهم فقد ذهب وقد جائت شاة الی صحیفة وکتاب یکتبون فاکلتها وذهب
ما فیها والکاتب یومئذ عثمان وسمعت عمر واصحابه الذین الفوا ما کتبوا علی عهد
عمر وعلی عهد عثمان یقولون ان الاحزاب کانت تعدل سورة البقرة وان النور نیف
ومائة آیة والحجر تسعون ومائة آیة فما هذا وما یمنعک یرحمک الله ان تخرج کتاب الله
الی الناس وقد عهد عثمان حین اخذ ما الف عمر فجمع له الکتاب وحمل الناس علی قراءة
واحدة فمزق مصحف ابی ابن کعب وابن مسعود واحرقهما بالنار فقال له علی یا طلحة
ان کل آیة انزلها الله عز وجل علی محمد صلی الله علیه وآله عندی باملاء رسول
الله وخط یدی وتاویل کل آیة انزلها الله علی محمد صلی الله علیه وآله وکل
حلال وحرام او حد او حکم او شیٔ یحتاج الیه الامة الی یوم القیمة مکتوب باملاء
رسول الله ص وخط یدی حتی ارش الخدش قال طلحة کل شیٔ من صغیر او کبیر او خاص
او عام کان او یکون الی یوم القیمة فهو عندک مکتوب قال نعم وسوی ذلک ان
رسول الله صلی الله علیه وآله اسر الی فی مرضه مفتاح الف باب من العلم تفتح کل باب
الف باب ولو ان الامة منذ قبض رسول الله اتبعونی واطاعونی لاکلوا من فوقهم
ومن تحت ارجلهم وساق الحدیث الخ وقال فی احتجاجه علی الزندیق الذی جاء

لـه جنکے سوا کوئی قاری نہ تھا مقتول ہو چکے ہیں تو قرآن جاتا رہا اور بتحقیق صحیفہ کے طرف بکری آئی جسکو لکھہ رہی تہی اور اسکو کہا گئی اور جو کچھہ
اوسمین تہا جاتا رہا اور عثمان اوسوقت کاتب تہا اور مینے عمر سے اور اوسکے اصحاب سے جنہون نے جمع کیا تہا جو کچھہ لکہا تہا عمر کے
زمانہ مین اور عثمان کے زمانہ مین سنا تہا کہ احزاب سورہ بقر کے برابر تہے اور نور ایک سو اور چند آیتین تہی اور حجر ایک سو نوے آیتین تہے
تو یہہ کیا ہے اور خدا تجہپر رحمت کرے تجکو کون مانع ہے اس سے کہ تو کتاب خدا کو لوگونکی طرف نکالے اور تحقیق عثمان نے قصد کیا ہے جبکہ لیا
جو کچھہ عمر نے جمع کیا تہا پس اوسکے لیے منتشر نکو اکٹھا کیا اور لوگونکو ایک قرات پر برانگیختہ کیا ابی بن کعب اور ابن مسعود کا
مصحف پہاڑ ڈالا اور آگ مین جلادیا۔ اوسکو علی نے جواب دیا اے طلحہ تحقیق ہر آیت جو اللہ عز وجل نے محمد پہ نازل کی ہے میرے پاس ہر
رسول اللہ کی لکھوائی ہوئی اور میرے ہاتھہ کی لکھی ہوئی اور ہر آیت کی تاویل جسکو اللہ تعالے نے محمد پہ نازل کیا اور ہر ایک حلال یا حرام یا حد
یا حکم یا کوئی چیز جسکی قیامت تک امت محتاج ہو رسول اللہ کی لکھوائے ہوئی اور میرے ہاتھہ کی لکھی ہوئی ہے گہرونٹ کی جتنی
طلحہ نے کہا ہر شے چہوٹی بڑی خاص یا عام گذشتہ یا آیندہ قیامت تک وہ تیرے پاس لکھی ہوئی ہے کہا ہان اور
اسکے سوا یہہ کہ رسول اللہ نے اپنی مرض مین ہزار باب کے علم سے کنجیان پوشیدہ عطا فرمائین ہین جنمین سے ہر باب ہزار باب کہولتا ہے
اور اگر امت جب سے رسول اللہ نے وفات پائی ہے میرا اتباع اور میری پیروی کرتے تو اپنی اوپر اور پانو کے نیچے سے کہاتے اور حدیث کو

الیہ مستدلا بایٓ من القراٰن متشابہ یحتاج الی التاویل وکان من سوالہ انی
اجد اللہ قد شہر ہفوات انبیائہ بقولہ وعصیٰ اٰدم ربہ فغویٰ وتکذیبہ نوحا لما قال ان
ابنی من اہلی بقولہ انہ لیس من اہلک ویوصفہ ابراہیم بانہ عبد کوکبا مرۃ ومرۃ
قمرا ومرۃ شمسا وبقولہ فی یوسف ولقد ہمت بہ وہم بہا لولا ان راٰی برہان ربہ
وبتہجینہ موسیٰ حیث قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی الاٰیۃ وببعثہ الی
داؤد جبرئیل ومیکائیل حیث تسوروا المحراب الی اٰخر القصۃ وبحبسہ یونس فی
بطن الحوت حیث ذہب مغاضبا مذنبا واظہر خطاء الانبیاء وذللہم ثم وری
اسماء من اغتر وافتن خلقہ وضل واضل وکنی عن اسمائہم فی قولہ ویوم یعض الظالم
علیٰ یدیہ یقول یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتی لم اتخذ فلانا خلیلا
لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی فمن ہذا الظالم الذی لم یذکر من اسمہ
ما ذکر من اسماء الانبیاء۔ آخر سوال تک اسکا جواب نقل کیا جاتا ہے لیکن چونکہ سوال وجواب
عبارتوں مین قدر حاجت سے زیادہ طول تہا اسلیئے ملخصاً بحذف واسقاط نقل کیے گیے جواب
عبارت جو مثبت مدعا ہے یہہ ہے ۔ فقال امیر المومنین واما ہفوات الانبیاء
وما بینہ اللہ فی کتابہ ووقوع الکنایۃ عن اسماء من اجترم اعظم مما اجترمتہ

لہ جو چند آیات متشابہات قرآنی کے ساتہہ جو تاویل کے محتاج ہیں ۔ مستدل ہو کر آیا تہا فرمایا اور اوسکے سوال سے یہہ تہا کہ مین
پاتا ہون اللہ نے انبیاء کے ہفوات مشہور کیے اپنی قول کے ساتہہ (اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس گمراہ ہوا)
اور نوح کے تکذیب کے ساتہہ جب اوسنے کہا ای پروردگار میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اپنی قول سے (وہ تیرے اہل سے نہین ہے)
اور ابراہیم کے اس امر کے وصف کی ساتہہ کہ اوسنے کبہی ستاروں کی پرستش کی اور کبہی چاند کی اور کبہی سورج کی اور اپنی قول کے ساتہہ
یوسف کے معاملہ مین (تحقیق قصد کیا زلیخا نے یوسف کا اور یوسف نے زلیخا کا اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکہتا) اور موسیٰ کے
برائی کے ساتہہ جب کہا ای رب دکہلا مجکو دیکہون مین تیری طرف فرمایا ہرگز نہین دیکہہ سکیگا مجکو) اور جبرئیل میکائیل کو
داؤد کیطرف بہیجنے کے ساتہہ جب وہ محراب پر چڑہہ آئے آخر قصہ تک اور یونس کو مچہلی کے پیٹ مین قید کرنیکے ساتہہ
جبکہ غصہ ناک گنہگار ہو کر چلا گیا ۔ اور انبیاء کی خطائین اور لغزشین ظاہر کین پہر توریہ کیا اونکی نامون مین جنہون نے فریب کہایا
اور فتنہ مین ڈالا اوسکی خلقت کو پس گمراہ ہوا اور گمراہ کیا اور کنایۃ اونکے اسماء کو ذکر کیا اپنے قول مین (جسدن کاٹیگا ظالم اپنے ہاتہون کو کہیگا
ای کاش ہوتا مین رسول کے ساتہہ رستہ ای افسوس کاش نہ بناتا مین فلان شخص کو دوست تحقیق غافل کر دیا مجکو یاد سے بعد اسکی آئی میرے
پاس) پس یہہ ظالم کون ہے جسکا نام نہین ذکر کیا جسقدر انبیاء کا نام ذکر کیا الخ سلہ پس فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے لیکن انبیاء کی ہفوات اور جو کچہہ

الانبياء[1] ممن شهد الكتاب بظلمهم فان ذلك من ادل الدلائل على
حكمة الله الباهرة وقدرته القاهرة وعزته الظاهرة لانه علم ان براهين
انبيائه تكبر في صدور اممهم وان منهم من يتخذ بعضهم الها كالذي كان من
النصارى في ابن مريم فذكرها دلالة على تخلفهم من الكمال الذي
تفرد به عزوجل الم تسمع الى قوله في صفة عيسى حيث قال فيه وفي امه كانا
ياكلان الطعام يعني ان من اكل الطعام كان له ثفل فهو بعيد مما ادعته
النصارى لابن مريم ولم يكن عن اسماء الانبياء تجبرا وتعززا بل تعريفا لاهل
الاستبصار وان الكناية عن اسماء ذوي الجرائر العظيمة من المنافقين في
القرآن التي ليست من فعله تعالى وانها من فعل المغيرين والمبدلين الذين
جعلوا القرآن عضين واعتاضوا الدنيا من الدين وقد بين الله تع قصص
المغيرين بقوله الذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله
ليشتروا به ثمنا قليلا وبقوله وان منهم لفريقا يلوون السنتهم بالكتاب وبقوله
اذ يبيتون ما لا يرضى من القول بعد فقد الرسول ما يقيمون به اود باطلهم
حسب ما فعلته اليهود والنصارى بعد فقد موسى وعيسى من تغيير التوراة والانجيل

---

[1] بنسبت دیگر کہ انبیا نے جرم کیا جنکے ظلم کی کتاب اللہ شاہد ہے تحقیق یہ پختہ دلائل سے ہے اللہ کے روشن حکمت اور غالب قدرت پر کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ اوسکے انبیا کے دلائل اونکے امتونکے دلونمین بڑی ہونگے اور انمین سے بعض کو معبود بنا لینگے جیسا نصاری سے ابن مریم بابین ہوا پس انکو اسلیے ذکر کیا تا کہ اونکی تخلف پر اوس کمال سے جسکے ساتھ اللہ عزوجل منفرد ہی دلالت ہوگیا تو نے نہین سنا اوسکا قول عیسی کے وصف مین اوسکی ماں کے بارہ مین فرمایا (دونو کھانا کھاتے تھے) یعنے جو کھائیگا اوسکا ثفل ہوگا اور جسکے ثفل ہوگا وہ بعید ہے اوس سے جو نصارے نے ابن مریم مین دعوے کیا ہے اور انبیا کے اسما سے براہ تکبر اور بڑائی کنایہ نہین کیا بلکہ اہل استبصار کے جتلانے کے واسطے۔ بڑے گنہگار منافقین کے ناموں سے کنایہ قرآن مین اللہ تعالے کے قول سے نہین بلکہ یہ تحریف و تبدیل کرنیوالونکے فعل سے ہی جنہون نے قرآن کو پارہ پارہ کیا اور عوض دین کے دنیا کو لیا اور اللہ تعالے نے محرفین کے قصے بیان کر دیے اپنے قول کے ساتھ۔ الذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ الخ اور اپنے قول کے ساتھ وان منھم لفریقا یلوون السنتھم بالکتاب۔ اور اپنے قول کے ساتھ۔ اذ یبیتون ما لا یرضی من القول رسول کے وفات کے پیچھے جس سے اپنے باطل کی کجی کو سیدھا کرین جیسا کہ یہود و نصارے نے بعد وفات موسے اور عیسے کے توراۃ اور انجیل کے تغیر ۱۲۔

وتحريف الكلم عن مواضعه وبقوله يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم
ويابى الله الا ان يتم نوره يعني انهم اثبتوا في الكتاب ما لم يقله الله ليلبسوا
على الخليقة فاعمى الله على قلوبهم حتى تركوا فيه ما دل على ما احدثوه فيه وحرفوه
منه وبين عن افكهم وتلبيسهم وكتمان ما علموه منه ولذلك قال لهم
لم تلبسون الحق بالباطل وتكتمون الحق وضرب مثلهم بقوله فاما الزبد
فيذهب جفاء واما ما ينفع الناس فيمكث في الارض فالزبد في هذا الموضع كلام
الملحدين الذين اثبتوه في القران فهو يضمحل ويبطل ويتلاشى عند التحصيل
والذي ينفع الناس منه فالتنزيل الحقيقي الذي لا ياتيه الباطل من بين يديه
ولا من خلفه والقلوب تقبله والارض في هذا الموضع هي محل العلم وقراره وليس
يسوغ مع عموم التقية التصريح باسماء المبدلين ولا الزيادة في آياته على ما اثبتوه
من تلقائهم في الكتاب لما في ذلك من تقوية حجج اهل التعطيل والكفر والملل
المنحرفة عن قبلتنا وابطال هذا العلم الظاهر الذي قد استكان له الموافق
والمخالف بوقوع الاصطلاح على الائتمار لهم والرضا بهم ولان اهل الباطل في
القديم والحديث اكثر عددا من اهل الحق ولان الصبر على ولاة الامر مفروض

ف اور کلمات کی تحریف اونکے مواضع سے کے اور اپنے قول کے ساتھہ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ
یعنی جو کچھ اللہ تعالے نے نہیں فرمایا اونہوں نے کتاب میں بڑھا دیا تاکہ مخلوق پر تلبیس کریں پس اللہ نے اونکے دلونکو اندھا کر دیا یہانتک کہ
اوسمین چھوڑ دیا جو دلالت کرے اوسپر جو اونہوں نے احداث کیا ہے اوسمین اور تحریف کیا ہے او بیان کیا اونکے بہتان اور تلبیس کو
اور اونکے چھپانے کو جو قرآن سے جانتے تھے اوسیواسطے اونکو فرمایا کیوں حق کو باطل کے ساتھہ ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو
اور اونکی مثل بیان کی اپنے قول کے ساتھہ - فاما الزبد فیذہب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض تو اسجگہ جھاگ ملحدین کے
کلام ہے جسکو قرآن میں بڑھایا پس وہ مضمحل و باطل و زائل ہوجائیگی تحصیل کے وقت اور اوسمین سے جو لوگونکو نافع ہے وہ تنزیل حقیقی ہے جسکے نہ سامنے سے باطل
آسکتا ہے نہ پیچھے سے اور دل اوسکو قبول کرتے ہیں اور ارض اسجگہ محل علم اور قرار علم ہے اور باوجود عموم تقیہ کے تحریف کرنیوالونکی نام کی تصریح
اور اسمین زیادتی جو کچھہ اونہوں نے اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے بیان کرنا جائز نہیں کیونکہ اسمین اہل تعطیل و کفر اور اون
مذہبوں کی دلیلونکی جو ہمارے قبلہ سے پھرے ہوئی ہیں تقویت ہے اور اس ظاہری علم کا ابطال ہے جسکو موافق و مخالف نے تسلیم کر لیا ہے
اونکی فرمانبرداری اور اونکے ساتھہ رضامندی پر اصطلاح واقع ہونے کی ساتھہ - اور اسلیے کہ اہل باطل ہمیشہ تعداد میں اہل حق سے زیادہ ہیں

لقول الله عز وجل لنبيه فاصبر كما صبر اولوا العزم من الرسل وايجابه مثل ذلك
على اوليائه واهل طاعته بقوله لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة فحسبك
من هذا الجواب عن هذا الموضع ما سمعت فان شريعة التقية تحظر التصريح باكثر منه
ثم قال عليه السلام واما ما ذكرته من الخطاب الدال على تهجين النبي والازراء به
والتانيب له مع ما اظهره الله تبارك وتعالى في كتابه من تفضيله اياه على ساير انبيائه
فان الله عز وجل جعل لكل نبي عدوا من المشركين كما قال في كتابه وبحسب جلالة
منزلة نبينا صلى الله عليه وآله عند ربه كذلك عظم محنته بعدوه الذي عاد منه اليه
في حال شقاقه ونفاقه كل اذى ومشقة لدفع نبوته وتكذيبه اياه وسعيه في مكارهه
ونقض كل ما ابرمه واجتهاده ومن مالاه على كفره وعناده ونفاقه والحاده في
ابطال دعواه وتغيير ملته ومخالفة سنته ولم ير شيئا ابلغ في تمام كيده من تنفيرهم
عن موالاة وصيه وايحاشهم منه وصدهم عنه واغرائهم بعداوته والقصد
لتغيير الكتاب الذي جاء به واسقاط ما فيه من فضل ذوي الفضل وكفر ذوي الكفر منه
وممن وافقه على ظلمه وبغيه وشركه ولقد علم الله ذلك منهم فقال ان الذين يلحدون
في آياتنا لا يخفون علينا وقال يريدون ان يبدلوا كلام الله ولقد حضروا الكتاب

ا؎ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو فرمایا (پس صبر کر جسطرح صبر کیا اولو العزم نے رسولوں اور اسیطرح اوسکا وجوب اونکے اولیا اور اہل طاعت پر بسبب قول اللہ تعالیٰ (البتہ تحقیق تمہاری لیئے رسول میں اچھی پیروی ہے) پس اس جواب سے اس موضع میں جو کچھ تو نے سنا کافی ہے کیونکہ تقیہ کا شرع ہونا اس سے زیادہ تصریح سے روکتا ہے پھر علیہ السلام نے فرمایا اور جو کچھ تو نے اوس خطاب کا ذکر کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت اور منقصت اور سرزنش پر دلالت کرتا ہے باوجود اسکے جو ظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اوسکے فضیلت سے تمام انبیا پر تحقیق اللہ عز وجل نے ہر نبی کے لیے مشرکین میں سے دشمن کیئے ہیں جیسا اپنی کتاب میں فرمایا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کی بزرگی کے موافق اللہ کے نزدیک اسیطرح اوسکی محنت کے بڑائی اوسکے دشمن کے ساتھ جو اوس سے اسکی طرف پہنچی ہے اوسکی نفاق اور خلاف کے حال میں ہر تکلیف اور مشقت اوسکی نبوت کی دفع کرنے اور اوسکے جھٹلانے اور اوسکے برائیوں میں کوشش کرنے اور اوسکی مضبوط کی ہوئی کے توڑنی میں اور جنھے اپنی کفر اور عناد اور نفاق اور بے دینی پر اسکے دعوے کے ابطال اور اوسکے ملت کی تغییر اور اوسکی سنت کے مخالفت اوسکو توجہ کردیا اور کوشش اوسکے مکر کے پورا ہونے میں اوس سے اور جو اوسکی ظلم اور بغاوت اور شرک میں اوس سے موافق ہوئی دشمنی کے دوستی سے لوگونکو نفرت دلانے اور اوس سے متوحش کرنے اور روکنے اور اوسکی عداوت پر اونکو بہکانے اور اوسکے قرآن کے جسکو وہ لیکر آیا تھا بدل ڈالنے کے قصد کرنے اور اوس میں سے بزرگی والونکی بزرگی اور کفار کے کفر کو ساقط کرنے سے زیادہ نہیں دیکھی اور یہ اللہ نے بھی اونسے معلوم کرلیا تھا پس فرمایا۔

كملا مشتملا على التاويل والتنزيل والمحكم والمتشابه والناسخ والمنسوخ
لم يسقط منه حرف الف ولا لام فلما وقفوا على ما بينه الله من اسماء اهل
الحق والباطل وان ذلك ان ظهر نقض ما عقدوه قالوا لا حاجة لنا فيه نحن مستغنون
عنه بما عندنا ولذلك قال فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا
فبئس ما يشترون ثم دفعهم الاضطرار بورود المسائل عليهم مما لا يعلمون
تاويله الى جمعه وتاليفه وتضمينه من تلقائهم ما يقيمون به دعائم كفرهم فصرخ
مناديهم من كان عنده شيء من القران فليأتنا به ووكلوا تاليفه ونظمه
الى بعض من وافقهم على معاداة اولياء الله عليهم السلام فالفه على اختيارهم
وما يدل التامل على اختلاف تمييزهم وافترائهم وتركوا منه ما قدروا انه لهم
وهو عليهم وزادوا فيه ما ظهر تناكره وتنافره وعلم الله ان ذلك يظهر ويبين
فقال ذلك مبلغهم من العلم وانكشف لاهل الاستبصار عوارهم وافترائهم
والذي بدئ في الكتاب من الازراء على النبي صلى الله عليه وسلم من فرية الملحدين
ولذلك قال يقولون منكرا من القول وزورا ويذكر جل ذكره لنبيه
صلى الله عليه واله ما يحدثه عدوه في كتابه من بعده بقوله وما ارسلنا

ل تاویل اور تنزیل اور محکم اور متشابہ اور ناسخ اور منسوخ پر مشتمل جسمین سے ایک حرف الف و لام بہی ساقط نہین ہوا تہا اونکے پاس حاضر کیا گیا پس جب وہ جو اسمین
اہل حق اور باطل کو تمام بیان فرمایا واقف ہوئے اور سمجہے کہ اگر یہہ ظاہر ہوا تو جو کچہہ ہمنے باندہا ہے ٹوٹ جائیگا تو کہنے لگے کہ ہمکو اسکی کچہہ
حاجت نہین ہے اور سبب اسکے جو ہماری پاس ہے ہم اس سے بے پروا ہین اور اسیلئے فرمایا (پس پہینک دیا اوسکو اپنی پیٹہونکے پیچہے
اور بدلے اسکے قیمت تہوڑی پس برا ہی جو کچہہ وہ خریدتے ہین) پہر اونکو ایسی مسائل کے وارد ہونیسے جنکی تاویل نہین جانتی تہی
قرآن کے جمع کرنے اور اکٹہا کرنے کیطرف اور اسمین بڑہانے کیطرف جس سے اپنی کفر کے ستون قایم کرسکین مضطر کیا پس اونکا منادی چلایا کہ
جس کے پاس قرآن مین کا کچہہ ہو وہ ہمارے پاس لیکر آوے اور اوسکی نظم و تالیف کو ایسی شخص کے سپرد کیا جو اولیاء اللہ کے دشمنی پر اونکا موافق تہا
پس وہی قرآن کو جمع کیا اونکی اختیار کے موافق جو دلالت کرتا ہے اوسمین تامل کرنا اونکی خلاف تمیز اور افترا پر اور چہوڑ دیا اوسمین سے جسکو نافع جانتا
تہا حالانکہ وہ اونکے لیے مضر تہا اور زیادہ کیا اوسمین جسکا واہیاتپن اور تنافر ظاہر ہے اور اللہ نے جان لیا کہ یہہ ظاہر ہو جائیگا پس فرمایا (یہہ اونکی
پہنچنے کی جگہہ ہے علم سے) اور کہل گیا اہل استبصار کے لیے اونکا عیب اور افترا اور جو کچہہ کتاب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منقصت کو
ظاہر ہیا وہ ملحدین کا افترا ہے اور اسیلئے فرمایا (کہتے ہین بری بات اور جہوٹ) و اللہ تعالی اپنی نبی سے اوسکی بابت جو اوسکا دشمن
اوسکی کتاب مین اوسکے پیچہے پیدا کریگا اپنی اس قول کے ساتہہ ذکر فرماتا ہے۔ اور نہین بہیجا ہمنے ۔۱۲۔

من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله

ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اياته يعني انه ما من نبي تمنى مفارقة ما يعانيه من

نفاق قومه وعقوقهم والانتقال عنهم الى دار الاقامة الا القى الشيطان المعرض

بعداوته عند فقدانه في الكتاب الذي انزل عليه ذمه والقدح فيه والطعن

عليه فينسخ الله ذلك من قلوب المؤمنين فلا يقبله ولا يصغي اليه غير قلوب المنافقين

والجاهلين ويحكم الله اياته ان يحمي اولياءه من الضلال والعدوان ومشايعة

اهل الكفر والطغيان الذين لم يرض الله ان يجعلهم كالانعام حتى قال بل هم اضل سبيلا

فافهم هذا واعمل به وقال في هذا الحديث بعد ان بين تاويل بعض المتشابهات

وانما جعل الله تبارك وتعالى في كتابه هذه الرموز التي لا يعلمها غيره وغير انبيائه و

حججه في ارضه لعلمه بما يحدثه في كتابه المبدلون من اسقاط اسماء حججه منه

وتلبيسهم ذلك على الامة ليعينوهم على باطلهم فاثبت فيه الرموز واعمى قلوبهم

وابصارهم لما عليهم في تركها وترك غيرها من الخطاب الدال على ما احدثوه

فيه وجعل اهل الكتاب المقيمين به والعاملين بظاهره وباطنه من شجرة اصلها

ف تجھسے پہلے کوئی رسول ورنہ کوئی نبی نہیں گذرا جب تمنا کرتا ہو ڈال دیتا ہے شیطان اوسکی آرزو مین پس منسوخ کرتا ہے اللہ اوسکو جو ڈالتا ہے شیطان پھر مستحکم کرتا ہے اللہ اپنی آیات کو) یعنے کوئی نبی نہیں ہے جو تمنا کرتا ہو مفارقت اوسکی جو رنج اوٹھاتا ہے اپنی قوم کے نفاق اور اونکی نافرمانی سے اور چاہتا ہو آخرت کیطرف اونسے انتقال کرنا مگر ڈال دیتا ہے شیطان جو اوسکی دشمنی سے تعریض کرنیوالا ہے اوسکی وفات کے وقت اوس کتاب مین جو اوسپر اوتری ہے اوسکی مذمت اور قدح اور اوسپر طعن کو پس اللہ تعالے اسکو مومنین کے دلوں مین منسوخ کرتا ہے وہ اسکو قبول نہیں کرتے اور منافقون اور جاہلون کے دلونکے سوا اوسکی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور مضبوط فرماتا ہے اپنی آیات کو اسطرح کہ بچاتا ہے اپنے دوستونکو گمراہی اور زیادتے سے اور اہل کفر وسرکشی کی موافقت سے جنکے لیے اللہ تعالے نے یہہ بھی پسند نکیا کہ اونکو مثل چوپایونکی کرے بلکہ فرمایا (وہ اون سے بھی زیادہ گمراہ ہین) پس اسکو خوب سمجھ لے اور اسپر عمل کر اور فرمایا علیہ السلام نے اس حدیث مین بعد اسکے کہ بیان کیا بعض متشابہات کی تاویل کو اور اللہ تبارک وتعالے نے اپنی کتاب مین یہہ رموز جنکو اوسکی اور اوسکے انبیا اور اوسکی حجتون کے سوا جو اوسکی زمین مین ہین کوئی نہیں جانتا صرف اسلیئے کہین کہ وہ اوسکا واقف تہا جو تحریف کرنے والے اوسکی حجتونکی نام ساقط کرینگے اور امت پر اوسکو خلط کرکے بدعت کرینگے تا اونکی باطل پر اعانت کرے پس اسلیئے اوسمین رموز رکھدئیے اور اونکو دلون اور آنکھونکو اندھا کردیا اسلیئے کہ اونپر اسکی اور اسکی غیر کے چھوڑنے مین خطاب سے ہے جو اونکی قرآن مین احداث کرنے پر دال ہے اور کیئی کتاب والے اوسکو قائم کرنے والے اوسکے ظاہر وباطن پر عمل کرنے والے اوس درخت سے جسکی جڑ ثابت ہے ۱۲

ثابت[ل] وفرعها في السماء تؤتي اكلها كل حين باذن ربها اي يظهر مثل هذا العلم
المحتمل في الوقت بعد الوقت وجعل اعدائها اهل الشجرة الملعونة الذين حاولوا
اطفاء نور الله بافواههم فابى الله الا ان يتم نوره ولو علم المنافقون لعنهم الله
ما عليهم من ترك هذه الايات التي بينت لك تاويلها لاسقطوها مع ما اسقطوا
منه ولكن الله تبارك اسمه ماض حكمه بايجاب الحجة على خلقه كما قال فلله الحجة البالغة
اغشى ابصارهم وجعل على قلوبهم اكنة عن تامل ذلك فتركوه بحاله وحجبوا عن
تاكيد الملتبس بابطاله فالسعداء يتنبهون عليه والاشقياء يعمهون عنه ومن لم
يجعل الله له نورا فما له من نور ثم ان الله جل ذكره بسعة رحمته ورافته بخلقه وعلمه
بما يحدثه المبدلون من تغيير كتابه قسم كلامه ثلثة اقسام فجعل قسما منه يعرفه
العالم والجاهل وقسما لا يعرفه الا من صفا ذهنه ولطف حسه وصح تمييزه ممن
شرح الله صدره للاسلام وقسما لا يعرفه الا الله وامناؤه والراسخون في العلم و
انما فعل ذلك لئلا يدعي اهل الباطل من المستولين على ميراث رسول الله صلى الله
عليه واله من علم الكتاب ما لم يجعل الله لهم وليقودهم الاضطرار الى الايتمار

ل اور اوسکی شاخ آسمان میں ہے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے یعنی ظاہر ہوتا ہے یہہ علم محتمل وقتاً فوقتاً اور اوسکے دشمن شجرہ ملعونہ والونکو ٹھہرایا جنھوں نے اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھانے کا قصد کیا۔ پس اللہ نے نہ مانا بجز اسکے کہ اپنے نور کو پورا کرے اور اگر منافقین یعنی اوس نقصان کو جو اون پران آیات کے چھوڑنے سے جنکی تیری لیے مین نے تاویل بیان کی ہے لازم آتا ہے جانتے تو اون کے ساتھہ جنکو قرآن مین سے نکال دیا ہے انکو بھی نکال ڈالتے لیکن اللہ تعالے کا حکم اپنی مخلوق پر حجت لازم کرنیکا جاری ہے چنانچہ فرمایا (اللہ کے لیے پوری حجت ہی) اونکی آنکھونکو اندھا کر دیا اور اونکے دلونپر پردہ ڈال دیا اسمین تامل کرنے سے پس اسکو اپنی حال پر چھوڑ دیا اور اپنی ابطال کے ساتھہ ملتبس کے تاکید کرنے سے روکی گئے پس نیک بخت اوسپر متنبہ ہوتے ہین اور بدبخت اوس سے اندھے ہوتے ہین اور جسکے لئے خدا نے نور نہین کیا پس اوسکے لیے کچھہ نور نہین ہے۔ پھر اللہ تعالے نے بسبب وسعت رحمت اور اپنی مخلوق کے ساتھہ مہربانی کے اور بسبب جاننے کے اوسکو جو تحریف کرنیوالے احداث کرینگے اوسکی کتاب کے تغیر سے اپنی کلام کو تین قسم پر منقسم کیا ایک قسم اوسمین سے وہ کہ جسکو عالم اور جاہل سمجھین اور ایک قسم وہ کہ جسکو بجز اوسکے جسکا ذہن صاف اور حس لطیف اور تمیز صحیح ہوا وہین سے جسکا اللہ نے اسلام کے لیے سینہ کھول دیا ہے نہین سمجھہ سکتا اور ایک قسم وہ ہی جسکو بجز اللہ تعالے اور اوسکے امانت دار اور راسخین فی العلم کے دوسرا کوئی نہین سمجھہ سکتا اور یہہ اسلیے کہا تاکہ اہل باطل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میراث علم پر مستولی ہوگئے ہین اوسکا دعوی نکرین جسکو اللہ نے اونکے لیے نہین کیا ہے ۱۲

[1] لمن والاه امرهم فاستكبروا عن طاعته تعززا وافتراء على الله عز وجل واغترارا
بكثرة من ظاهرهم وعاونهم وعاند الله جل اسمه ورسوله فاما ما علمه الجاهل والعالم
من فضل رسول الله من كتاب الله سبحانه فهو قول الله من يطع الرسول فقد اطاع الله
وقوله ان الله وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه
وسلموا تسليما ولهذه الاية ظاهر وباطن فالظاهر قوله صلوا عليه والباطن قوله
وسلموا تسليما اى سلموا لمن وصاه واستخلفه عليكم فضله وما عهد به اليه تسليما و
هذا مما اخبرتك انه لا يعلم تاويله الا من لطف حسه وصفا ذهنه وصح تميزه
وكذلك قوله سلام على آل يسين لان الله سمى النبي صلى الله عليه وآله بهذا
الاسم حيث قال يس والقرآن الحكيم انك لمن المرسلين لعلمه بانهم يسقطون
قول سلام على محمد كما اسقطوا غيره وما زال رسول الله يتألفهم ويقربهم ويجلسهم
عن يمينه وشماله حتى اذن الله عز وجل له في ابعادهم بقوله واهجرهم هجرا جميلا
وبقوله فما للذين كفروا قبلك مهطعين عن اليمين وعن الشمال عزين ايطمع
كل امرئ منهم ان يدخل جنة نعيم كلا انا خلقناهم مما يعلمون قال واما ظهورك

---

[1] اور تا کہ اونکو اپنی ولی امر کے فرمانبرداری کیطرف جنکی طاعت سے بسبب بڑائی کے اور اللہ تعالے پر افترار کے اور اپنی مددگاروں اور معاونوں اور خدا اور رسول کے دشمنوں کی کثرت پر دہوکہ کہا کے تکبر کیا ہے اضطرار کرینگے بہی۔ لیکن وہ جسکو عالم اور جاہل رسول اللہ کی فضیلت کتاب اللہ سے سمجھ سکے وہ قول اللہ سبحانہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور قولہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہے اور اس آیت کا ظاہر و باطن ہے پس ظاہر تو قولہ صلوا علیہ ہے اور باطن قولہ وسلموا تسلیما ہے یعنے تسلیم کرو اوسکے لیے جسکو تمپر وصی اور خلیفہ بنایا ہے اوسکی بزرگی کو اور جو کچھ اوسکی طرف معہود کیا ہے تسلیم کرنا اور یہہ اوس قسم سے ہے جسکی مین نے تجکو خبر دی کہ اوسکی تاویل بجز اوسکے جسکا ذہن صاف اور حس لطیف اور تمیز صحیح ہو نہیں جان سکتا۔ اور اسیطرح قولہ سلام علے آل یاسین کیونکہ اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس نام کے ساتھہ موسوم کیا ہے چنانچہ فرمایا یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین اسلیے کہ وہ جانتا تہا کہ وہ سلام علی محمد کو نکال دینگے جسطرح دوسرے اسمونکو نکال ڈالا اور ہمیشہ رسول اللہ اونکی تالیف کرتے رہے اور مقرب بناتے رہے اور اپنے دہنے بائین بٹہلاتے رہی یہانتک کہ اپنی قول کیساتھہ واہجرہم ہجرا جمیلا اور اپنے اس قول سے فما للذین کفروا قبلک مہطعین عن الیمین وعن الشمال عزین ایطمع کل امرئ منہم ان یدخل جنۃ نعیم کلا انا خلقناہم مما یعلمون۔ اونکے دور کرنے کا اذن دیا۔ فرمایا اور اس قول کے

علی مناکر قوله فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ولیس یشبه القسط فی الیتمی نکاح النساء ولا کل النساء ایتاما فهو مما قدمت ذکره من اسقاط المنافقین من القران وبین القول فی الیتمی وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القران وهذا وما اشبهه مما ظهرت حوادث المنافقین فیه لاهل النظر والتامل ووجد المعطلون واهل الملل المخالفة للاسلام مساغا الی القدح فی القران ولو شرحت لک کل ما اسقط وحرف وبدل مما یجری هذا المجری لطال وظهر وما تحظر التقیة اظهاره من مناقب الاولیاء ومثالب الاعداء - انتهی یہانتک بعقد روایات نقل کی گئے اونسے اجمالا بدلالت مطابقی قرآن مجید مین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحریف کا واقع ہونا مختلف ائمہ کی شہادت سے ثابت ہوا اب اسکے بعد کچھ روایات وہ بھی نقل کرون جن سے تفصیلی طور پر خاص خاص سورتون اور آیتون مین تحریف کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہوا گرچہ بندہ کے پاس بحول اللہ وہ رسالہ بھی موجود ہے جسمین مفصل ہر ایک سورۃ کی تحریفات من اولہ الی آخرہ درج ہین بلکہ علاوہ معمولی سورتون کے دو سورتین ایک سورۃ النورین اور دوسری الولایہ جو تمامہ قرآن مین سے نکال ڈالی گئے اور ابن شہر آشوب نے بھے کتاب المثالب مین لکھین ہین اوسمین تماما مذکور ہین اور ہم مفصل عرض کرسکتے ہین چنانچہ سورۃ النورین کا شروع اسطرح ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا الذین امنوا امنوا بالنورین الذین انزلنا ہما یتلوان علیکم

تفصیلی طور پر تحریف

لے بے ربط ہونے پر تیری اطلاع فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء اور قسط فی الیتامی عورتونکی نکاح سے شاہبت نہین رکھتا اور نہ سب عورتین یتیم ہین پس وہ اس قسم سے ہے جسکو قرآن مین سے مخالفین کے نکال دینے کا پہلے ذکر کرچکا ہون اور درمیان یتامی کے باب مین قول کے اور درمیان نکاح عورتون کے خطاب اور قصون تہائی قرآن سے زیادہ ہے اور یہہ اور جو اسکی مشابہ ہے اس قسم سے ہے جسمین منافقین کے احداثات اہل نظر اور تامل کے لیے ظاہر ہوگئی اور اہل باطل اور اسلام کے مخالف دین والون قرآن مین اعتراض کرنیکا رستہ پا لیا اور اگر مین تمام وہ بیان کرون جو نکالا گیا ہے اور تحریف وتبدیل کیا گیا جو اسکے قائم مقام ہے تو طول ہو اور جسکے اظہار کو دوستون کے مناقب اور دشمنون کے مثالب سے تقیہ باز رکھتا ہے وہ ظاہر ہوجاے - ۱۲

ابائی ویجد ربکم عذاب یوم عظیم نوران بعضها من بعض وانا السمیع العلیم
ان الذین یوفون بعهد الله ورسوله فی الہم جنات نعیم والذین یکفرون من
بعد ما امنوا بنقضہم میثاقہم وما عاہدہم الرسول علیہ یقذفون فی الجحیم
ظلموا انفسہم وعصوا الوصی اولئک یسقون من حمیم - الی الخر آیات اور سورۃ
الولایۃ کے ابتدائی فقرات یہہ ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا الذین
امنوا امنوا بالنبی والولی الذین بعثناہما یہدیانکم الی صراط مستقیم نبی وولی
بعضہا من بعض وانا العلیم الخبیر الذین یوفون بعہد اللہ لہم جنات النعیم
الی اخر الہفوات لیکن چونکہ اندیشہ تطویل واسن سلم ہین اوجہہ رہا ہے اسلیے صرف اوسی قدر قلیل پر
اکتفا کرتا ہون جو صاحب صافی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے اور جو روایات کہ تفسیر صافی سے نقل
ہو چکی ہین مفسر صاحب بعد نقل روایات لکھتے ہین - اقول[ا] المستفاد من مجموع ھذہ الاخبار
وغیرہا من الروایات من طریق اہل البیت علیہم السلام ان القرآن الذی
بین اظہرنا لیس بتمامہ کما انزل علی محمد بل منہ ما ھو خلاف ما انزل اللہ ومنہ
ما ھو مغیر محرف وانہ قد حذف عنہ اشیاء کثیرۃ منہا اسم علی علیہ السلام فی
کثیر من المواضع ومنہا لفظۃ ال محمد غیر مرۃ ومنہا اسماء المنافقین فی مواضعہا ومنہا
غیر ذلک وانہ لیس ایضاً علی الترتیب المرضی عند اللہ وعند رسولہ وبہ قال علی
ابن ابراہیم قال فی تفسیرہ واما ما کان خلاف ما انزل اللہ فہو قولہ تع کنتم خیر امۃ

[ا] مین کہتا ہون کہ ان احادیث سے اور سوائے انکی اور ان روایات سے جو بطریق اہل بیت مروی ہین - یہہ حاصل ہوتا ہے کہ جو قرآن ہمارے درمیان موجود ہے یہہ پورا نہین جسطرح کہ محمد پر نازل ہوا تھا بلکہ اسمین وہ بھی ہے جو مخالف ہے اوسکی جو خدا نے نازل کیا اور اس مین تحریف تغیر کیا ہوا ہے اور اسمین سے بہت سی اشیاء نکالی گئی ہین علی کا نام بہت جگہ سے نکالا گیا - لفظ آل محمد چند جگہ سے اور منافقین کے نام اپنی جگہ سے نکالی گئی وغیرہ وغیرہ اور یہہ خدا و رسول کے پسندیدہ ترتیب پر نہین + علی بن ابراہیم نے اپنے تفسیر مین کہا ہے اور لیکن جو خلاف نزول کے ہے پس وہ قولہ تعالے کنتم خیر امۃ ۱۲

اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله فقال[ل]
ابو عبدالله علیه السلام لقارئ هذه الآية خير امة تقتلون امير المومنين والحسين بن
علی فقیل له فکیف نزلت یا ابن رسول الله فقال انما نزلت خیر ائمة اخرجت للناس
الا ترى مدح الله لهم في اخر الاية تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله
ومثله انه قرئ على ابی عبدالله الذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا
قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما فقال ابو عبدالله عليه السلام لقد سالوا
الله عظيما ان يجعلهم للمتقين اماما فقيل له يا ابن رسول الله كيف نزلت فقال
انما نزلت واجعل لنا من المتقين اماما وقوله له معقبات من بين يديه ومن خلفه
يحفظونه من امر الله فقال ابو عبدالله عليه السلام كيف يحفظ الشی من امر الله
وكيف يكون المعقب من بين يديه فقيل له وكيف ذلك يا ابن رسول الله فقال انما
انزلت له معقبات من خلفه ورقيب من بين يديه يحفظونه بامر الله ومثله
كثير قال واما ما هو محذوف عنه فهو قوله لكن الله يشهد بما انزل اليك في على
كذا انزلت انزله بعلمه والملائكة يشهدون وقوله يا ايها الرسول بلغ ما انزل

[ل] اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله۔ ابو عبداللہ نے اس آیت کے پڑھنے والیکو فرمایا کہ امیر المومنین کو اور حسین بن علی کو قتل کرو اور بہتر امت ہو کسینے عرض کیا تو پھر یہہ آیت کیونکر نازل ہے ای رسول اللہ کے فرزند فرمایا صرف اسطرح نازل ہوئی خیر ائمہ اخرجت للناس کیا تو نہیں دیکھتا اللہ تعالے نے آخر آیت میں انکی مدح کی ہے کہ بھلائی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اسکی مثل یہہ ہے کہ کسینے امام ابو عبداللہ کے روبرو پڑھا الذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما۔ امام ابو عبداللہ نے فرمایا تحقیق بڑی امر کا سوال کیا یہہ کہ انکو متقیوں کا امام بنادے عرض کیا گیا ای رسول اللہ کے فرزند تو یہہ آیت کیونکر نازل ہوئی فرمایا یہہ اسطرح نازل ہوئی ہے واجعل لنا من المتقین اماما۔ اور قول اللہ تعالے له معقبات من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله ابو عبداللہ نے فرمایا امر اللہ سے شی کی کیونکر حفاظت ہوتی ہے اور معقب سامنے کیونکر ہوتا ہے عرض کیا گیا ای رسول اللہ کے فرزند یہہ کیونکر ہے فرمایا یہہ اسطرح نازل ہوئی ہے۔ له معقبات من خلفه ورقیب من بین یدیه یحفظونه بامر الله اور مثل اسکی بہت ہے اور اسمین جو محذوف ہے وہ قول تعالے لکن الله یشهد بما انزل الیک فی علی۔ اسیطرح نازل ہوئی ہے اور قول تعالے یا ایها الرسول بلغ ما انزل۔۱۲

الیک من ربک فی علی فان لم تفعل فما بلغت رسالته وقوله ان الذین کفروا
وظلموا آل محمد حقهم لم یکن الله لیغفر لهم وقوله وسیعلم الذین ظلموا آل محمد
حقهم ای منقلب ینقلبون وقوله تری الذین ظلموا آل محمد حقهم فی غمرات الموت ومثله
کثیر نذکره فی مواضعه قال واما التقدیم والتاخیر فان آیة عدة النساء الناسخة
التی اربعة اشهر وعشر قدمت علی المنسوخة التی هی سنة وکان یجب ان یقرأ المنسوخة
التی نزلت قبل ثم الناسخة التی بعد وقوله افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد
منه ومن قبله کتاب موسی اماما ورحمة وانما هو ویتلوه شاهد منه اماما
ورحمة ومن قبله کتاب موسی وقوله وما هی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیا
وانما هو نحیی ونموت لان الدهریة لم یقروا بالبعث بعد الموت وانما قالوا نحیی و
نموت فقدموا حرفا علی حرف ومثله کثیر قال واما الآیات التی هی فی سورة وتمامها
فی سورة اخری فقول موسی اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر اهبطوا مصرا
فان لکم ما سالتم فقالوا یا موسی ان فیها قوما جبارین وانا لن ندخلها حتی
یخرجوا منها فان یخرجوا منها فانا داخلون ونصف الآیة فی سورة البقرة ونصفها

ل الیک من ربک فی علی فان لم تفعل فما بلغت رسالته اور قوله تعالے ان الذین کفروا وظلموا آل محمد حقهم ای منقلب ینقلبون اور قوله تعالے تری الذین ظلموا آل محمد حقهم فی غمرات الموت ۔ اور مثل اسکی بہت ہی اوسکو اوسکی جگہ ذکر کرینگے اور لیکن تقدیم اور تاخیر پس تحقیق عورتونکی عدت دس دن چار مہینے کے آیت جو ناسخ ہی آیت منسوخہ پر مقدم کی گئی ہے جسمین سال بہر عدت ہی اور واجب تہا کہ آیت منسوخہ جو پیشتر نازل ہوئی پہلی پڑہی جاے پہر ناسخہ ہوتے جو پیچہی ہے اور قوله تعالے افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه ومن قبله کتاب موسی اماما ورحمه اور حقیقت مین اسطرح ہے ویتلوه شاهد منه اماما ورحمه ومن قبله کتاب موسی اور قوله تعالے وما هی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیی اور حقیقت مین اسطرح تہا نحیی ونموت ۔ کیونکہ دہریون نے مرنے کے بعد اوٹہنے کا اقرار نہین کیا تہا اور صرف وہ کہتے تہے کہ ہم زندہ رہینگے اور مر جاینگے پس ایک حرف کو دوسری حرف پر مقدم کردیا اور اسکی مثل بہت ہے فرمایا اور وہ آیتین جو خود ایک سورۃ مین واقع ہین اور اونکا تتمہ دوسری سورۃ مین ہے پس حضرت موسی کا قول اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر اهبطوا مصرا فان لکم ما سالتم اسکے جواب مین بنی اسرائیل نے کہا یا موسی ان فیها قوما جبارین وانا لن ندخلها حتی یخرجوا منها فان یخرجوا منها فانا داخلون ۔ آدہی آیت سورہ بقرہ اور آدہی ١٢ ـــ

فی سورۃ المائدۃ وقولہ اکتتبہا فہی تملی علیہ بکرۃ واصیلا فرد اللہ علیہم[1]

وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون

فنصف الآیۃ فی سورۃ الفرقان ونصفہا فی سورۃ العنکبوت ومثلہ کثیر انتہی

کلامہ علاوہ ازین تفسیر آیات مین اس قسم کے بہت روایتین ذکر کی ہین تفسیر سورہ نحل مین ہے وفی الکافی[2]

عنہ (عن الصادق) انہ قراء ان تکون ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم فقیل اما نقراءہا

امۃ ہی اربی من امۃ وما بیدہ فطرحہا - سورۃ واقعہ مین ہے القمی عن الصادق انہ قراء

وطلع منضود قال بعضہم لے بعض ونی المجمع رت العامۃ عن علی انہ قراء رجل عندہ

وطلح منضود فقال ما شان الطلح انما ہو وطلع کقولہ ونخل طلعہا ھضیم فقیل لہ الا

تغیرہ فقال ان القرآن لا یہاج الیوم ولا یحرک ورواہ عنہ ابنہ الحسن وقیس بن سعد

ورواہ اصحابنا عن یعقوب قال قلت لابی عبد اللہ وطلح منضود قال لا وطلع منضود

علاوہ انکے صدہا روایات ہین جو اثبات تحریف وابطال مدعا مجیب پر ادل دلیل ہین - اور جسقدر روایات

واحادیث ثبوت تحریف مین صاحب صافی نے بیان کی ہین اور ہم اوپر نقل کر آئے ہین - اگر اونپر تفصیل کیساتھ

بحث کیجاوے تو خوف تطویل دامنگیر ہے - بلکہ یہہ رسالہ شرح مطالب کو بھی متحمل نہین ہے اسلیے صرف

اسی قدر گذارش پر اکتفا کیجاتی ہے کہ روایات مذکورہ سے مثل روز روشن تحریف کا واقع ہونا اصول شیعہ

بتواتر قطعاً ثابت ہوا - اور فاضل مجیب کا دعوی کہ کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہے

---

[1] آیت سورہ مائدہ مین ہے اور قولہ تعالے اکتتبہا فہی تملی علیہ بکرہ واصیلا - پس اللہ تعالی نے اونپر رد کردیا وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون - آدہی آیت سورہ فرقان مین ہے اور آدہی سورہ عنکبوت مین ہے اور اس جیسا بہت ہے ۱۲ - [2] اور کافی مین امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے پڑہا - ان تکون ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم - کسینے عرض کیا کہ ہم تو اسطرح پڑہتے ہین - امۃ ہی اربی من امۃ تو آپ نے اپنے ہاتہ سے اشارہ کرکے اوسکو ڈالدیا - قمی نے صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے وطلع منضود - ایک دوسری کے طرف مائل - مجمع مین ہے عامہ نے علی سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے آپکے سامنے پڑہا وطلح منضود آپنے فرمایا طلح کا کیا حال ہے یہہ تو صرف وطلع ہے جیسا قولہ تعالے ونخل طلعہا ھضیم کسینے عرض کیا پہر آپ اسکو بدل کیون نہین دیتے فرمایا اب قرآن ہلایا جاتا ہے اور نہ جنبش دیا جا سکتا ہے اور اسکو آپ سے روایت کیا ہے آپکے فرزند حسن نے اور قیس بن سعد نے اور ہمارے اصحاب نے اسکو یعقوب سے روایت کیا ہے کہ مینے ابو عبد اللہ سے کہا وطلح منضود فرمایا نہین وطلع منضود ۱۲

جس سے بقرینہ سیاق عبارت یہہ مراد ہے کہ عدم تحریف قرآن اجماعی اہل التشیع ہی باطل ہوا اور ظاہر ہے
کہ اجماع کا انعقاد کسی حکم پر جبتک کہ پہلے اوسپر کوئی دلیل شرعی قائم نہو اور اوسکے لیے کوئی
اصل نہو نہین ہو سکتا۔ اور جبکہ نقیض حکم پر دلائل قطعیہ قائم ہون تو اس صورت مین خلاف
دلائل قطعیہ کے انعقاد اجماع محال اور غلط ہے اگر اجماع ہو گا تو وہ ایسا ہو گا جیسا نصاری کا اجماع
اسپر کہ عیسی بن مریم ابن اللہ ہین۔ اور ہرگز یہہ اجماع دلائل شرعیہ سے نہ سمجھا جائیگا اور اگر ان روایاتکو
جو عنوانات مختلفہ کے ساتھہ مختلف ائمہ سے مختلف رواۃ نے روایت کیا ہے کذب اور دروغ
اور افترا اور بہتان سمجھا جاوے تو یہہ کذب و افترا کسکی طرف منسوب ہوگا جناب ائمہ با وجود عصمت کے
بطور تقیہ جہوٹ فرما سکتے ہین لیکن ان روایات مین تقیہ کی گنجائش نہین بلکہ ان کا اظہار خلاف
تقیہ کے ہے کیونکہ مخالفین کے مخالف ہی تو ایسی حالت مین یہہ کذب ائمہ کیطرف کیونکر نسبت
کیا جائے اگر تقیہ کی گنجائش ہوتی تو حضرات شیعہ اس کذب و افترا سے اونہین کے پاک و انکو
ملوث فرماتے۔ اور رواۃ اگر ایک دو ہوتی یا ضعفا و مجاہیل و کذاب و ضناع ہوتی تو البتہ مضایقہ
نہہا کہ یہہ کذب اونہین کے نامہ اعمال مین سمجھا جاتا۔ لیکن جب ثقات و معتبرین کثیر التعداد نے روایت
کی ہے علی الخصوص اونہین سے ایکی ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی اور اونکے اوستاد علی بن
ابراہیم نے اپنے اساتذہ سے جو ثقات و معتبرین ہین تخریج کی ہے اور کوئی روایت معارض
انکی پائی نہین جاتی جسکی وجہ سے ان روایات کو دروغ سمجھا جاوے اور اگر ہے تو محمول تقیہ پر ہو سکتی ہے
تو ایسی صورت مین کذب رواۃ ہرگز قرین قیاس نہین بلکہ بداہۃ معلوم ہوتا ہے کہ انکی رواۃ عدول
وثقات نے جیسا ائمہ سے سنا اوسیطرح روایت کر دیا پس اگر آپ ان رواۃ کو جہوٹا بنائین یہہ بہی
بعید از انصاف ہی اور کوئی تیسرا احتمال باقی نہین رہا جو جہوٹ کا راستہ ہو مگر یہہ کہ تمام رواۃ نے
عن آخرہم خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے بغض و عداوت اور صحابہ کی مخالفت پر متفق ہو کر اپنی اسلام
مین یہہ رخنہ ڈالا اور یہہ افترا اور بہتان باندہا جس سے اپنے دین و ایمان کو اپنی ہاتہون آپ برباد
کر دیا اور آیت شریفہ کا مضمون صادق آیا یخربون بیوتہم بایدیھم وایدی المومنین فاعتبروا

یا ادلی الابصار اور اسکا قائل ہونا عین تسنن ہی - غرض روایات مذکورہ سے کلام مجید مین تحریف کا
خلفاء وصحابہ کیطرفسے واقع ہونا متواتر المعنے ثابت ہوگیا اب اسکے بعد ہمکو کچھہ ضرورت نہین تہی کہ ہم اپنی
فاضل مخاطب کے دعوے کے ابطال کے لئے یہہ ثابت کرین کہ اکابر واعاظم متشیعین کا مذہب ہی کہ قرآن
شریف مین تحریف ہوئی اور بعض متاخرین نے بہی تصریح کی ہے اور اسلیئے قرآن مجید کو اپنے مقابلہ
مین قابل حجیت واستدلال نہین سمجہا ہے کیونکہ جب ایک امر ائمہ سے متواتر المعنے ثابت ہو گیا
اور اوسمین کسی قسم سے نہ تقیہ کو راہ ہے نہ تاویل کی گنجائش ہے تو ایسے امر کا انکار فے الحقیقت امامت
ائمہ کا انکار ہے جسکو شاید ہماری فاضل مخاطب کفر والحاد اعتقاد فرماتے ہونگے لیکن چونکہ ہماری
حضرت مخاطب کو اسکی طرف تعطش نہ اَبدالوصف ہی اور بنہایت مبالغہ کے ساتہہ اسکا انکار ہے
اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نقل مذاہب بیان کرکے قوت وترجیح اصول وقواعد مسلمہ شیعیہ
تحریر کرین پس اسکی لیے بہی زیادہ تکلف کی ضرورت نہین ہے اوسی تفسیر صافی کا مقدمہ
سادسہ آخر سے ملاحظہ فرماوین وہ لکہتے ہین - واما[1] اعتقاد مشایخنا رحمہم اللہ فے ذلک
فالظاہر من ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد التحریف
والنقصان فی القران لانہ روی روایات فے ہذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم یتعرض لقدح فیہا مع
انہ ذکر فی اول الکتاب انہ یثق بما رواہ فیہ وکذلک استادہ علی بن ابراہیم القمی فان
تفسیرہ مملو منہ ولہ غلو فیہ وکذلک الشیخ احمد بن ابیطالب الطبرسی قدس سرہ فانہ ایضا
نسج علی منوالہما فی کتاب الاحتجاج اما الشیخ ابو علی الطبرسی فانہ قال فی مجمع البیان اما الزیادۃ

[illegible] امامیہ کا عقیدہ دربارہ تحریف قرآن

---

[1] اور لیکن اس بارہ مین ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کا اعتقاد پس ظاہر ہے محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ قرآن مین تحریف ونقصان کا
معتقد تہا کیونکہ اوسنے اس باب مین اپنی کتاب کافی مین بہت سی روایتین روایت کی ہین اور اونمین قدح سے تعرض نہین کیا باوجودیکہ اوسنے
شروع کتاب مین ذکر کیا ہے کہ وہ اون روایتون پر جو اوسمین روایت کئی ہین اعتماد کرتا ہے اور اسیطرح اوسکا اوستاد علی ابن ابراہیم
قمی اوسکی تفسیر اس سے بہری ہوئی ہے اور اوسکو اس مین نہایت غلو ہی اور اسیطرح شیخ احمد بن ابیطالب طبرسی قدس سرہ نے اپنی
کتاب احتجاج مین اونہی دونوکی منوال پر بنا کی ہے لیکن شیخ ابو علی طبرسی پس اوسنے مجمع البیان مین کہا ہے ۱۲

فيه فمجمع على بطلانه واما النقصان فيه فقد روى جماعة من اصحابنا وقوم من حشوية[له]
العامة ان في القران تغييرا ونقصانا والصحيح من مذهب اصحابنا خلافه وهو الذي
نصره المرتضى ره واستوفى الكلام فيه غاية الاستيفاء في جواب المسائل الطرابلسيات وذكر
في مواضع ان العلم بصحة نقل القران كالعلم بالبلدان والحوادث الكبار والوقائع
العظام والكتب المشهورة واشعار العرب المسطورة فان العناية اشتدت والدواعي
توفرت على نقله وحراسته وبلغت حدا لم يبلغه فيما ذكرناه لان القران معجز النبوة
ومأخذ العلوم الشرعية والاحكام الدينية وعلماء المسلمين قد بلغوا في حفظه
وحمايته الغاية حتى عرفوا كل شي اختلف فيه من اعرابه وقرائته وحروفه واياته فكيف يجوز
ان يكون مغيرا او منقوصا مع العناية الصادقة والضبط الشديد وقال ايضا
قدس الله روحه ان العلم بتفصيل القران وابعاضه في صحة نقله كالعلم بجملته وجرى
ذلك مجرى ما علم ضرورة من الكتب المصنفة ككتاب سيبويه والمزني فان اهل العناية
بهذا الشان يعلمون من تفصيلها ما يعلمونه من جملتها حتى لو ان مدخلا ادخل في كتاب
سيبويه بابا في النحو ليس من الكتاب لعرف وميز وعلم انه ملحق وليس من اصل الكتاب

له کہ قرآن میں زیادتی کا باطل ہونا تو متفق علیہ ہے لیکن کمی کا ہونا پس ہماری اصحاب میں سے ایک جماعت نے اور حشویہ عامہ میں سے ایک قوم نے
روایت کیا ہے کہ قرآن میں تغیر اور کمی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہمارے اصحاب کا مذہب اسکے خلاف ہے اور اسی کی مرتضی نے بھی نصرت کی ہے
اور جواب مسائل طرابلسیات میں کلام کو غایت درجہ استیفا پر پہنچایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ قرآن کی نقل کے صحت کا علم مثل علم شہروں
اور بڑے بڑے حوادث اور وقائع اور مشہور کتابوں اور عرب کے لکھے ہوئے شعروں کی ہے پس تحقیق اوسکی نقل و حفاظت پر توجہ شدید اور دواعی
وافر ہیں اور اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ امور مذکورہ اس حد کو نہیں پہنچے کیونکہ قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا
ماخذ ہے اور علماء اہل اسلام اوسکی حفظ و حمایت میں غایت درجہ کو پہنچ چکے یہانتک کہ اوسکی ہر ایک شی مختلف فیہ کو اعراب و قرات
اور حروف اور آیات کو پہچان لیا تو باوجود اس سچی توجہ اور نہایت ضبط کی کیونکر ممکن ہے کہ بدلا ہوا یا کم کیا ہوا ہو۔ اور نیز مرتضی
قدس روحہ نے فرمایا ہے کہ قرآن کے تفصیل و اجزا کا علم صحت نقل میں اوسکے مجموعہ کے برابر ہے اور یہ منزلہ اوسکی ہے جو کتب مصنفہ سے
بداہتہ معلوم ہے مثل سیبویہ اور مزنی کی کتابیں کیونکہ اس فن کے توجہ والے جسقدر اوسکے جملے کو جانتے ہیں اوسیقدر اوسکی تفصیل
واقف ہیں یہانتک کہ اگر کوئی شخص نحو کا کوئی ایسا باب کتاب میں بڑھا دے جو اوس میں نہو تو صاف پہچانا جائیگا اور جدا ہوگا
اور معلوم ہوگا کہ یہہ ملحق ہے اور اصل کتاب میں سے نہیں ہے ۔ ۱۲

وکذلک[1] القول فی کتاب المزنی ومعلوم ان العنایة بنقل القران وضبطه اصدق من العنایة بضبط کتاب سیبویه ودواوین الشعراء وذکر ایضاً ان القران کان علی عهد رسول الله مجموعا مولفا علی ما هو علیه الآن واستدل علی ذلک بان القران کان یدرس ویحفظ جمیعه فی ذلک الزمان حتی عین علی جماعة من الصحابة فی حفظهم له وانه کان یعرض علی النبی ویتلی علیه وان جماعة من الصحابة مثل عبد الله بن مسعود وابی بن کعب وغیرهما ختموا القران علی النبی عدة ختمات وکل ذلک یدل بادنی تامل علی انه کان مجموعا مرتبا غیر مبتور ولا مبثوث وذکر ان من خالف فی ذلک من الامامیة والحشویة لا یعتد بخلافهم فان الخلاف فی ذلک مضاف الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا ضعیفة ظنوا صحتها لا یرجع بمثلها عن المعلوم المقطوع علی صحته

اس سے پہلے کہ مین خود اس لغو تاویل کے جو بمعارضہ روایات صحیحہ کے فرمائی ہے تغلیط کرون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو اسکی تغلیط صاحب صافی نے کی ہے نقل کرون اور بعد اوسکے پھر گذارش کرونگا کہ اصول شیعہ کے موافق حق کیا ہے اور راجح کسکا قول ہے اب صرف مفسر صافی کی تحقیق سن لیجیے وہ فرماتے ہین۔ اقول[2] لقایل ان یقول کما ان الدواعی کانت متوفرة علی نقل القران وحراسته من المؤمنین کذلک کانت متوفرة علی تغییره من المنافقین المبدلین للوصیة

---

[1] اور اسیطرح مزنی کی کتاب مین بہی کہا جا سکتا ہے اور معلوم ہے کہ قرآن کی نقل کیطرف توجہ اور اوسکا ضبط سیبویہ کی کتاب اور شعرا کے دیوانون کے ضبط سے زیادہ سچے ہے اور نیز ذکر کیا ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اسکی موافق مجموع تہا جیسا اب ہے اور اس پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ اوس زمانہ مین تمام قرآن کے حفظ اور تدریس ہوتی تہی یہانتک کہ صحابہ مین سے ایک جماعت اوسکی حفظ کے لیے مقرر ہوئی اور حضرت صلعم پر پیش ہوتا تہا اور آپ پر پڑہا جاتا تہا اور صحابہ مین سے ایک جماعت نے مثل عبد اللہ بن مسعود رض اور ابی بن کعب رض وغیرہ نے بہت سے ختم آپکو سنائی اور یہ ادنی تامل کی ساتھ اسپر دلالت کرتا ہے کہ قرآن مجموع مرتب تہا پراگندہ نہ تہا اور بیان کیا ہے کہ اس باب مین جو لوگ امامیہ اور حشویہ مخالف ہوئی ہین اونکا خلاف معتبر نہین ہے کیونکہ اس بارہ مین خلاف محدثین مین سے ایک قوم کیطرف منسوب ہے جنہون نے صحیح سمجہکر ضعیف حدیثین نقل کے ہین اون جیسے روایات کے ساتھ ایسے امر سے نہین رجوع کیا جاتا جسکی صحت یقینی ہے ۱۲

[2] مین کہتا ہون کہ معترض کو گنجائش ہے کہ کہے جیسے مومنین کیطرف سے قرآن کی نقل کے حفاظت پر دواعی وافر تہے اسیطرح منافقون وصیت کے بدلنے والون ۱۲

المغيرين[١] للخلافة لتضمنه ما يضاد رأيهم وهواهم والتغيير فيه ان وقع فان ما وقع
قبل انتشاره في البلدان واستقراره على ما هو عليه الآن والضبط الشديد انما
كان بعد ذلك فلا تنافي بينهما بل لقائل ان يقول انه ما تغير في نفسه وانما
التغير في ما بهم اياه وتلفظهم به فانهم ما حرفوا الا عند نسخهم من الاصل وبقي
الاصل على ما هو عليه عند اهله وهم العلماء به فما هو عند العلماء ليس
بمحرف وانما المحرف ما اظهروه لاتباعهم واما كونه مجموعا في عهد النبي على ما هو
عليه الآن فلم يثبت وكيف كان مجموعا وانما كان ينزل نجوما وكان لا يتم الا بتمام
عمره واما درسه وختمه فانما كانوا يدرسون ويختمون ما كان عندهم منه
لا تمامه — اسکے بعد شیخ صدوق اور شیخ طوسی کا مذہب ذکر کرکے اوسکا ابطال وتغلیط کرتا ہے
اسلیے اوسکو بھی نقل کردون تاکہ ہماری فاضل محب کے دلمین حسرت نرہ جاوے — وقال[٢] شیخنا
الصدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویه القمی طیب الله ثراه في
اعتقاداته اعتقادنا ان القرآن الذي انزله الله على نبيه هو ما بين الدفتين
وما في ايدي الناس ليس اكثر من ذلك قال ومن نسب الينا انا نقول انه

ل خلافت کے اوتہنی والون کے طرفسے قرآن کے تحریف پر دواعی وافر تہی کیونکہ قرآن اونکی رائی اور خواہش کے مخالف کو متضمن تہا اور اگر اوسمین تحریف واقع ہوئی ہے تو شہرونمین پہیلنے اور جس ترتیب پر اب ہے اس پر مستقر ہونے سے پیشتر واقع ہوئی اور ضبط شدید بہی صرف اسکے بعد ہی تہا تو اسمین باہم کچہہ منافات نہین ہے - بلکہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ نفس قرآن مین کچہہ تغیر نہین ہوا تغیر صرف اونکے لکہنے مین اور پڑہنے مین ہوا ہے - کیونکہ اونہون نے تحریف اصل سے نقل کرنے کے وقت اوتارنے مین کی ہے اور اصل جیسا تہا ویسا ہی اوسکی اہل کے پاس موجود ہے اور وہ علماء ہین تو جو علماء کے پاس ہے وہ محرف نہین ہے محرف صرف وہ ہے جو اونہون نے اپنے اتباع کے لیے ظاہر کیا - اور اسکے موافق جیسا اب ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے عہد مین مجموع ہونا ثابت نہین ہوا اور اوسوقت کیونکر مجموع ہوسکتا ہے ٹکڑی ٹکڑے ہوکر نازل ہوتا تہا اور حضرت کی عمر شریف کے تمام ہونے پر تمام ہوا - اور قرآن کا درس اور ختم صرف اوسیقدر کا تہا جسقدر اونکے پاس تہا نہ تمام کا ۱۲

٢ اور ہمارے شیخ صدوق رئیس المحدثین طیب اللہ ثراہ نے اپنے اعتقادات مین کہا ہے ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ قرآن جو اللہ نے اپنے نبی پر نازل کیا وہی ہے جو دفتین اور لوگون کے ہاتہو مین ہے اس سے زیادہ نہین اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم قائل ہین ۱۲ —

اكثر من ذلك فهو كاذب وقال شيخ الطائفة محمد بن الحسن الطوسی رحمه الله
علیه فی تبیانه واما الكلام فی زیادته ونقصانه فمما لا یلیق به لان الزیادة
فیه مجمع على بطلانه والنقصان منه فالظاهر ایضاً من مذهب المسلمین خلافه
وهو الالیق بالصحیح من مذهبنا وهو الذی نصره المرتضی ره وهو الظاهر فی الروایات
غیر انه رویت روایات كثیرة من جهة الخاصة والعامة بنقصان كثیر من آی القرآن ونقل
شیء منه من موضع الی موضع طریقها الآحاد التی لا توجب علما فالاولی الاعراض
عنها وترك التشاغل بها لانه یمكن تاویلها ولو صحت لما كان ذلك طعنا على ما
هو موجود بین الدفتین فان ذلك معلوم صحته لا یعترضه احد من
الامة ولا یدفعه وروایاتنا متناصرة بالحث على قراءته والتمسك بما فیه
ورد ما یرد من اختلاف الاخبار فی الفروع الیه وعرضها علیه فما وافقه عمل
علیه وما خالفه یجنب ولم یلتفت الیه وقد ورد عن النبی ص روایة لا یدفعها احد
انه قال انی مخلف فیكم الثقلین ما ان تمسكتم بهما لن تضلوا كتاب الله وعترتی
اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا على الحوض وهذا یدل على انه موجود فی كل عصر

ك قرآن اس سے زیادہ ہے وہ جھوٹا ہے اور شیخ طوسی محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تبیان میں کہا ہے کہ قرآن کے زیادتی وکمی میں کلام کرنا لائق نہیں کیونکہ زیادتے کا باطل ہونا اتفاقی ہے اور کمی ہونا بھی ظاہراً تمام مسلمانوں کے مذہب کے خلاف ہے اور یہی ہمارے صحیح مذہب کے لائق ہے اور اسکی مرتضے نے بھی تائید کی ہے اور روایات سے بھی یہی ظاہر ہے مگر یہہ کہ قرآن میں سے بہت سی آیتیں کم ہونے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں شیعہ اور غیر شیعہ کے طریقہ سے بہت سی روایات مروی ہوئی ہیں اونکا طریق احاد ہے جو مفید علم یقین کو نہیں ہوسکتا تو اولیٰ اعراض کرنا اور انمیں مشغولی ترک کرنا اولےٰ ہے کیونکہ اونکی تاویل ممکن ہے اور اگر یہہ روایات صحیح ہوں تو یہہ طعن اوسپر نہیں ہے جو اب بین الدفتین موجود ہے کیونکہ اسکی صحت یقینی ہے امت میں سے اسپر نہ کوئی اعتراض کرتا ہے نہ کوئی رد کرتا ہے اور ہماری روایتیں اسکی قرأت پر انگیختہ کرنے کی اور اسکے ساتھ تمسک کے اور فروعی اختلاف احادیث کے اسکی طرف لوٹانے کے اور اسپر پیش کرنے کی باہم تائید کرتے ہیں چنانچہ جو حدیث اسکی موافق ہوگی اوسپر عمل ہوگا اور جو اسکے مخالف ہوگی اوس سے اجتناب ہوگا اور اوسکی طرف التفات نہ ہوگا اور تحقیق نبی صلعم سے روایت وارد ہوئی ہے جسکو کوئی رد نہیں کرتا میں تم میں ثقلین کو چھوڑتا ہوں اگر تم اونکے ساتھ تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک قرآن دوسری میری عترت میری اہلبیت اور یہہ جدا نہوگی یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آئینگی اور یہہ اسپر دال ہے کہ قرآن

لانه لا یجوز ان یامرنا بالتمسک بما لا نقدر علی التمسک به کما ان اهل البیت
ومن یجب اتباع قوله حاصل فی کل وقت واذا کان الموجود بیننا مجمعاً علی صحته
فینبغی ان یتشاغل بتفسیره وبیان معانیه وترک ما سواه[1] یہانتک نقل کرکے علامہ صاحب
تفسیر صافی نے اسکی بہی تغلیط وتردید کردے اور فرمایا اقول[2] یکفی فی وجوده فی کل عصر وجوده
جمیعاً کما انزل الله محفوظاً عند اهله ووجود ما احتجنا الیه منه عندنا وان لم
نقدر علی الباقی کما ان الامام کذلک فان الثقلین سیان فی ذلک ولعل هذا
هو المراد من کلام الشیخ واما قوله ومن یجب اتباع قوله فالمراد به البصیر
بکلامهم فانه فی زمان غیبتهم قائم مقامهم لقولهم علیه السلام انظروا الی
من کان منکم قد روی حدیثنا ونظر فی حلالنا وحرامنا وعرف
احکامنا فاجعلوه بینکم حاکماً فانی قد جعلته علیکم حاکماً الحدیث انتهی کلامه
بندہ گذارش کرتا ہے کہ آپکے شیخ صدوق اور شیخ مرتضی اور طوسی نے جو اپنا مذہب عدم تحریف
قرآن قرار دیا ہے اور عدم تحریف کو راجح مذہب تشیع سے لکہا ہے باعتبار قواعد شیعہ مسلمہ آپکے
بالکل غلط ہے قطع نظر اون دلائل سے جو کہ انکے مذہب کے بطلان مین صاحب صافی نے ذکر کی ہین
اور بہی بہت دلائل اسکے بطلان پر دلالت کرتے ہین یعنی جسقدر روایات صحاح وحسان وقوع
تحریف پر دلالت کرتے ہین اگرچہ ہر ایک اونمین سے خبر احاد اور ظنی ہے لیکن جب اوسکی قدر
مشترک کو دیکہا جاتا ہے کہ وہ مختلف کثیر التعداد رواۃ نے مختلف ائمہ سے روایت کیا ہے

---

[1] کیونکہ ممکن نہین ہمکو ایسے چیز کے تمسک کا حکم کرین جسکی تمسک پر ہمکو قدرت نہو چنانچہ اہلبیت اور جسکی قول کا اتباع واجب ہی ہر وقت حاصل ہے اور جب موجود قرآن کے صحت متفق علیہ ہی تو اوسکی تفسیر اور بیان معانی مین مشغول ہونا اور اسکی ماسوا کو ترک کرنا لائق ہے۔ تمام۔ [2] مین کہتا ہون کہ ہر زمانہ مین اوسکی وجود کی لیے تمامہ جیسا خدانے نازل فرمایا اوسکی اہل کے پاس موجود ہونا اور ہمارے حاجت کے موافق ہمارے پاس موجود ہونا کافی ہے اگرچہ ہمکو باقی پر قدرت نہو چنانچہ امام بہی اسیطرح ہے کیونکہ ثقلین اس باب مین برابر ہین اور شاید کلام شیخ سے یہی مراد ہو۔ اور قول اوسکا ومن یجب اتباع قولہ۔ مراد اس سے اونکی کلام کا بصیر ہے کیونکہ وہ اونکی غیبت کے زمانہ مین موافق اونکے قول کے اونکی قائم مقام ہے۔ ہم مین سے جس نے ہماری حدیث روایت کی اور ہماری حلال اور حرام مین نظر کی اور ہماری احکام کو پہچانا اوسکو

تو یہہ متواتر المعنے ہوکر درجہ قطعیہ کو پہونچ چکا ہے اور مثل اور روایات کے جنکو علمار طائفہ نے متواتر المعنے تسلیم کرلیا ہے ہوگیا ہے علامہ شہید ثانے معالم الاصول مین فرماتے ہین قد تکثر[1] الاخبار فی الوقائع و یختلف لکن یشتمل کل واحد منہا علے معنی مشترک بینہا بجہۃ التضمن والالتزام فیحصل العلم بذلک القدر المشترک و یسمے المتواتر من جہۃ المعنی و ذلک کوقائع امیر المؤمنین فی حروبہ من قتلہ فی غزاۃ بدر کذا و فعلہ فی احد کذا الے غیر ذلک بانہ یدل بالالتزام علے شجاعتہ و قد تواتر ذلک منہ و ان کان لا یبلغ شیٔ من تلک الجزئیات درجۃ القطع — شہید ثانے کی اس شہادت سے صریح مستفاد ہوتا ہے کہ اخبار کثیرہ مین معنے مشترک اگرچہ وہ بحیثیۃ التضمن والالتزام مدلول روایات ہو تاہم متواتر المعنے ہوکر مفید قطعیہ کو ہوگا پس اگر روایات کثیرہ مین معنے مشترک مدلول روایات باعتبار مطابقہ ہوگا تو وہ ادنے یہہ ہے کہ متواتر اللفظ ہو ورنہ ادنے درجہ یہ ہے کہ متواتر المعنے ہوگا - اب اگر وقوع تحریف کی روایات کثیرہ کو تتبع کیا جاوے تو ہر ایک سلسلہ و سند احاد ہی ہی لیکن مجموعہ مفید تواتر کو ہے اور ثبوت وقائع امیر المومنین سے اسکا ثبوت بدرجہا زائد ہے تو وقوع تحریف کا تواتر بالاولیٰ ثابت ہوا کیونکہ وقوع تحریف کے ثبوت پر قطع نظر اوسکے تواتر کے قرائن قاطعہ بھی دلالت کرتے ہین - ظاہر ہے کہ بعد انتقال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنا بر اصول مسلمہ تشیع تمام صحابہ اہلبیت سے منحرف ہوگئے اور اونکے حقوق غصب کرکے خود خلفا بن بیٹھے تو اس صورت مین اپنے ترویج خلافت کے لیے جسقدر کرین تھوڑا ہے پھر یہہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کے جمع و تالیف بطور خود اونھون نے ہی کی ہے اور اہلبیت میں سے کسیکو اوسمین شامل نہین کیا بلکہ جناب امیر نے اسی لیے اپنا قرآن علیحدہ جمع کیا تو ان قرائن سے صاف پایا جاتا ہے کہ اسکی جمع و تالیف کے وقت ضرور خرابی کیگئی ہوگی تو اس

[1] واقعات مین کبھی احادیث کثیرہ ہوتے ہین اور باہم مختلف ہوتے ہین لیکن اونمین سے ہر ایک ایسے معنی پر جو باعتبار تضمن یا التزام کے مشترک ہوتا ہے متضمن ہوتے ہین تو اس قدر مشترک کا یقین حاصل ہوجاتا ہے اور اسکا نام متواتر من جہۃ المعنی ہے اور یہ جیسا امیر المومنین کے حروب کے واقعات کہ جنگ بدر مین فلان فلان لڑنے والونکو قتل کیا اور جنگ احد مین فلان کام کیا بغیرہ وغیرہ تو یہہ التزاماً آپکی شجاعت پر دلالت کرتا ہے اور یہ متواتر ہے اگرچہ ان جزئیات مین سے کوئی بھی یقین کے

ثابت ہوا کہ قرآن میں تحریف کا واقع ہونا متواتر اور یقینی ہے جسکا انکار آپ جانتے ہین کہ کیا حکم رکہتا ہے
پس آپکے شیخ صدوق اور مرتضی اور طوسی نے جو اسکا انکار کیا وہ انکار متواتر اور قطعی کا ہے اور ہرگز قابل التفات
اہل دین و دیانت من المتشیعین نہین ہے بلکہ حق وہی ہے جو آپکے ثقۃ الاسلام کلینی اور اونکے استاد
صاحب الامام نے فرمایا ہے۔ مسلمنا کہ یہہ روایات احاد ہی سہی لیکن ہم کہتے ہین کہ جبکہ خبر واحد موید
بالقرائن ہو تو اوسوقت علی الاصح مفید علم یقین کو ہوتی ہے۔ اپنے شہید ثانی کی شہادت سنیے۔
وخبر الواحد هو ما لم یبلغ حد التواتر سواء کثرت رواته او قلت ولیس شانه افادة[۱]
العلم بنفسه نعم قد یفیده بانضمام القرائن الیه ویزعم قوم انه لا یفید وان انضمت
الیه القرائن والاصح الاول۔ پس اگر اسکو متواتر نہ مانین تو بہی باوجود اخبار احاد ہونے کے
بانضمام قرائن مفید قطع کو ہے تو بہی مثل متواتر کے ہوا اور اوسکا انکار مثل انکار متواترات کے
سمجہا جائیگا۔ اور ہرگز قابل اعتبار نہوگا۔ دوسری یہہ کہ مرتضی کا انکار ایک ایسی غلطی سے ناشی ہے
اور ایسی خطا پر مبنی ہے جس غلطی کو علماء طائفہ نے غلط تسلیم کرکے تصریح کی ہے وہ یہہ کہ سید مرتضی مدعی
ہوا ہے کہ خبر واحد پر عمل جائز نہین ہے اور اپنے کمال دانشمندی سے قائل ہوا ہے کہ ہماری
مسائل فقہیہ متواترات سے ثابت ہین حالانکہ سید کا یہہ خیال بالکل غلط اور پوچ تہا شہید ثانی نے
شرح بدایۃ الاصول مین لکہا ہے قال العلامۃ[۲] فی النہایۃ اما الامامیۃ فالاخباریون منهم لم یعولوا
فی اصول الدین وفروعه الا علی اخبار الاحاد المرویة عن الائمة علیهم السلام والاصولیون منهم کابی جعفر
الطوسی وغیره وافقوا علی قبول خبر الواحد ولم ینکره سوی المرتضی واتباعه لشبهة حصلت

---

[۱] اور خبر واحد وہ ہے جو حد تواتر تک نہ پہونچے خواہ راوی اوسکے بہت ہوں یا تہوڑے اور یقین کا فائدہ دینا بنفسہ اسکا کام نہین ہان اوسکے ساتہ قرائن کے انضمام سے کبہی یقین کا فائدہ دیتی ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ باوجود شمول قرائن کے بہی یقین کا فائدہ نہین دیتے اور اول صحیح تر ہے ۱۲۔

[۲] علامہ نے نہایہ مین کہا ہے کہ امامیہ مین سے اخباریون نے تو اپنے اصول اور فروع دین مین بجز اخبار احاد کے جو ائمہ سے مروی ہین اور کسی چیز پر اعتماد نہین کیا اور انہین سے اصولی مثل ابو جعفر طوسی کے خبر واحد کے قبول کرنے مین انکی موافق ہو گئے اور بجز مرتضی اور اوسکے اتباع کے اور کسی نے اسکا انکار نہین کیا اور یہہ بسبب ایک شبہہ کے تہا جو انکو پیش آگیا تہا ۱۲ —

لهم وقد حكى المحقق عن الشيخ سلوك هذا الطريق فی الاحتجاج للعمل بالاخبار المروية[1]
عن الائمة مقتصرا عليه فادعى الاجماع على ذلك اس سے صاف ثابت ہے کہ سید مرتضیٰ کا
روایات احاد کے نسبت انکار صریح اوسکی غلطی ہے اور آگے بہی اسکے تغلیط و تردید مین چار صفحہ
کی قدر صرف کیے ہین اور ظاہر ہے کہ ما نحن فیہ مین بہی وقوع تحریف سے انکار اوسے غلطی سے
ناشی ہے کیونکہ جگہ جگہ اپنی دلیل مین اخبار کے ضعف و عدم اعتبار کو اپنا مستدل قرار دیتے ہین
اور یہہ نہین بیان کرتے کہ ان روایات مین کسوجہ سے ضعف ہے کوئی راوی فاسد المذہب یا کذب
وضاع درمیان سلسلہ سند کے واقع ہوا ہے یا کس وجہ سے ضعف ہے - اور عبارات منقولہ سے ظاہر ہے
کہ ابو علی طبرسی کا انکار اور محمد بن الحسن طوسی کے تردید اتباع و تقلید آپکے سید مرتضیٰ کے ہے اور وہ ہی
بناء فاسد علی الفاسد کے قبیلہ سے ہے ابو علی طبرسی ہی فرماتے ہین وهو الذی نصره المرتضی اور
طوسی صاحب ہی فرماتے ہین وهو الذی نصره المرتضی پہر جو کچہہ دلائل ذکر کرتے ہین وہ قطع نظر اس سے
کہ معارض روایات قطعیہ کو ہین ایسے مہمل اور لاطائل ہین کہ ادنے تامل بلکہ بدون فکر و تامل کے بداہۃ غلط
معلوم ہوتے ہین - چنانچہ مفسر صاحب صافی نے انکو دو جملونمین باطل کردیا پہر اون دلائل کو قطعیات
و یقینیات سمجہنا آپکے محققین کی خوش فہمی ہے - رہی آپکی صدوق صاحب قطع نظر اس سے کہ وہ
کلینی اور انکی اوستاد وغیرہ کی تکذیب کر رہے ہین اور اونکو جہوٹا بنا رہے ہین دلیل کوئی نہین بیان فرماتے
بدون دلیل دعوی فرما رہے ہین دعوی بلا دلیل آپ ہی جانتے ہین مردود ہے پس بمقابلہ قائلین تحریف کے
جنکا دعوی مع بینہ و برہان کے ہے بالکل لغو سمجہا جائیگا - اگر صدوق صاحب نے خلاف ائمہ اپنی غلطی سے
کوئی خاص عقیدہ اپنا کر لیا جسکی کوئی اصل نہین تو وہ کیونکر قابل اعتبار سمجہا جاسکتا ہے پہر اسپر طرفہ تماشا یہ ہے
کہ یہہ ہی آپکے صدوق صاحب فضائل مین جمع کرنا جناب امیر کا کتاب اللہ کو روایت کرتے ہین ایک
بڑی طویل حدیث جو جناب امیر نے اخو الیہود کو خطاب کرکے فرمائی اوسمین حضرت کے وفات کے

---

[1] اور محقق نے شیخ سے احتجاج مین اس رستہ پر چلنا ائمہ کی احادیث مرویہ پر عمل کرنے کے سبب اوسپر اقتصار کرکے حکایت کیا ہے اور اسپر اجماع کا دعوی کیا ہے ۱۲

قصہ مین مذکور ہے حملت نفسی علی الصبر عند وفاتہ بلزوم الصمت والاشتغال بما امرنی من تجہیزہ و تغسیلہ و تحنیطہ و تکفینہ و الصلوٰۃ علیہ و وضعہ فی حفرتہ و جمع کتاب اللہ و عہدہ الی خلقہ لا یشغلنی عن ذلک بادر دمع ولا ہائج زفرۃ[1] کوئی حضرت کے اولیا سے پوچھے کہ جب کتاب اللہ شایع ذائع تھی اور کوئی اندیشہ تحریف نہ تھا تو آپنے کیون اسقدر عجلت کے ساتھہ جمع فرمایا اور علاوہ اسکی اگر وہ اسکے مطابق ہے تو اسطرح کیون ائمہ کے پاس صندوق تقیہ مین مخفی طور پر بند چلا آیا اور اگر اسکے مخالف ہے تو صاف واضح ہے کہ یا اس قرآن مین تحریف ہے جو صحابہ نے جمع کیا اور یا اوس مین حضرت امیر نے معاذ اللہ تحریف فرمائی جو خود جمع فرمایا۔ (۳) علاوہ اسکے وہ روایات جو وقوع تحریف پر دال ہین مثبت ہین اور منکرین تحریف کا دعوی محض نفی اور اول تو کوئی روایت اس مدعا کی مثبت پائی نہین جاتی اگر پائی جائیگی تو وہ بھی نافی ہوگی اور ظاہر ہے کہ مثبت نافی پر مقدم ہے تو اسلیے دعوی منکرین تحریف کا باطل ہوگا اور مثبتین کا ثابت (۴) ظاہر ہے کہ جسقدر روایات مثبت تحریف مروی ہوئی ہین اونمین احتمال تقیہ بالکل منتفی ہے کیونکہ اوسوقت تحریف کسیکا مذہب نہین تھا جسکی رعایت کے وجہ سے تقیۃً ائمہ نے ایسا ارشاد فرمایا ہو۔ اور وہ روایات کہ جنکا شیخ طوسی اپنے استدلال مین حوالہ دیتے ہین اور اون روایات پر اعتماد کرکے تحریف کو ساقط الاعتبار سمجھتے ہین جو حث علی التلاوۃ پر دلالت کرتے ہین تو یہہ بھی غلط ہے کہ وہ اس موجود کے نسبت ہو بلکہ بشرط دستیابی اوس اصلی قرآن کی نسبت ہوگا جو خاص ائمہ ہی کے پاس ہے۔ سلمنا کہ وہ یہہ ہی قرآن مجید ہے جو اہل سنت کا قرآن ہے لیکن جائز ہے کہ اوسکے نسبت حث اور وعدہ حصول ثواب محض تقیہ کے طور پر ارشاد ہوا ہوگا جب خلفا کے ساتھہ بیعت اور اونکی ساتھہ نشست و برخاست اور انکی موافق خلاف واقع مسائل کا اظہار پایا جاتا ہے جسکے لیے حضرات کو بجز تقیہ کے اور کوئی مساغ نہین ہے تو اسکی تقیہ پر محمول ہونے کو کون مانع ہے۔ غرض حضرات شیعہ کا عجب حال ہے کہ اصول دین مین کوئی

---

[1] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے وقت یعنی اپنے نفس کو سکوت کی لازم کرنے اور جسکا مجکو حکم فرمایا تھا (جنازہ کو تیار کرنے اور نہلانے اور خوشبو لگانے اور کفن پہنانے اور آپ پر نماز پڑھنے اور قبر مین رکھنے اور کتاب اللہ کے جمع کرنے اور خلق اللہ کیطرف اوسکی وصیت کرنے سے) اوسمین مشغول ہونے کی ساتھہ صبر پر برانگیختہ کیا کہ جس سے کوئی جلدی نکلنے والا آنسو اور ہیجان دالا سانس نہ روکتا تھا۔

کچھہ کہتا ہے کوئی کچھہ کہتا ہے۔ صحابہ کے ساتھہ حسد وعداوت کی وجہ سے پہلے کیسی بے سوچی سمجھے
کچھہ فرمایا اور جب دوسرے حضرات نے دیکھا اور نتیجہ انجاث اہلسنت مین گرفتار ہوکر خواب غفلت سے چونکے تو
حواس باختہ ہوکر اور تو کچھہ نسوجھا اپنے بزرگونکی تکذیب کرنے لگے اور یہ نسمجھے کہ اہلسنت کب پیچھا
چھوڑنے والے ہین۔ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ط کوئی آپکے شیوخ صدوق وسید
مرتضی وطوسی وطبرسی اور اونکی اتباع سے خصوصاً ہمارے فاضل مجیب سے دریافت کرے کہ حضرت
جب بعد انتقال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ مرتد ہوگئی تھے اور تمام صحابہ کو بشمول
خلفاء اور اونکی اولیا واتباع جنکا معاذ اللہ ایمان سرے ہی سے نفاق آمیز تھا تو وہ کون لوگ تھے
جنکی عنایت قرآن مجید کے ضبط کی طرف شدید تھی اور وہ کونسی علماء مسلمین تھے جو اسکی حفظ وحمایت
مین غایت قصوی کو پہنچی ہوئے تھے اور وہ کون بزرگوار تھی جنہون نے یہانتک کوشش کی کہ قرآن
کے اختلاف اعراب قرآت وحروف وآیات تک کی معرفت حاصل کی۔ خدا کے لیے بلا رو ورعایت
فرماوین کہ یہہ لوگ کامل الایمان اور ارکان دین اسلام تھے یا کافر ومنافق اور یہہ لوگ اعاظم اہلسنت
تھے یا اکابر اہل تشیع اور یہہ حضرات وہی صحابہ وتابعین تھے جنکو تم کافر ومنافق کہتے یا کوئی
دوسرے جنہون نے ایسی فتنون مین قرآن کی اس درجہ حفظ وحمایت وضبط وصیانت فرمائی
پس اگر یہہ وہی لوگ ہین جنکو تم برا کہکر اپنے نامہ اعمال روشن کرتے ہو تو خدا کے لیے ذرا تو سوچو
اور سمجھو اور اپنے صنیع سے باز آؤ اور یہہ جو طوسی صاحب روایات مثبت تحریف کی نسبت فرماتے ہین
لانہ یمکن تاویلہا۔ حضرت کے کمال تجر پر دال ہے نفس دعوے امکان فرماکر چھوڑ گئی اور یہہ نصیب نہوا
کہ کوئی تاویل ان روایات کے بیان فرماتے جب ان روایات کے مخالف مدعی نہی تو واجب تھا
کہ ان روایات کی معقول تاویل کرلیتے سو خیر اب ہم اپنے فاضل مخاطب سے جو اونکی اس مسئلہ مین
مقلد ہین دریافت کرتے ہین کہ آپ ہی ان روایات کے بمثل مشہور اگر پدر نتواند پسر تمام کند
کچھہ فرماوین اور اس ندامت کا بار طوسی صاحب کی گردن سے اوتارین۔ اب رہا یہہ کہ طبرسی اور طوسی کی

٥ [illegible]

صاحب یہہ فرماتے ہین کہ زیادتی کا بطلان مجمع علیہ ہی - یہہ ہی روایات مذکورہ سے صریح غلط معلوم ہوتا ہے اور جب کلینی اور قمی نے اونکو تسلیم کرلیا ہے تو زیادتی اور نقصان دونوا اونکی نزدیک تسلیم ہوے قطع نظر اس سی بالفرض اگر زیادتی کا بطلان مجمع علیہ ہے تو تحریف کچھہ زیادتی مین ہے تو منحصر نہین بلکہ نقصان بہی تحریف ہی تقدیم و تاخیر بہی تحریف ہے اس غلط بات سی کیا فائدہ حاصل ہوا اول خود غلط اور اگر صحیح ہو بہی تاہم مفید نہین ہان اس سے یہہ فائدہ ہوا کہ آپکے نزدیک نقصان ثابت ہی لیکن اوسکو اپنے اور حشویہ کے روایات ٹالنا چاہتی ہین - ہمکو بڑا افسوس اور نہایت حیرت ہی کہ علی بن ابراہیم قمی جیسا عالی مرتبہ شخص جو امام زمان کا مصاحب اور شاگرد ہو اور اوسکی تفسیر ماخوذ امام کے تفسیر سے ہو - اوسکی روایات کو اپنے وہمیات مہملہ سی باطل کرین سچ ہے الغریق یتشبث بکل حشیش رجال شیعہ مین سب سے اول حمد و صلوٰۃ کے بعد لکہا ہے

وبعد فهذه رسالة في معرفة مشائخ الشيعة تغمدهم الله تعالى بالرحمة منهم الشيخ علي بن ابراهيم بن هاشم صاحب الامام الحسن العسكري ذو الفضل والافضال وهو صاحب التفسير الذي في فضل اهل البيت المستخرج من تفسير الامام المذكور[1]

پہر محمد بن یعقوب الکلینی بہی کچھہ مرتبہ مین کم نہین بلکہ زیادہ ہے غالباً اوسکی کتاب کافی امام زمان پر پڑہی جا چکی ہی اور بشہادت امام اوسکی تصویب و تصحیح ہو چکی ہے تو ایسی عدول و ثقات کے روایات کے تغلیط و تضعیف اور تردید و تزییف کرنا تشیع سے دست بردار ہونا ہے پس جن حضرات شیعہ نے تحریف قرآن کا خلاف اپنے مذہب راجح و منصور کے انکار کیا وہ حضرات تشیع سی خارج ہوئے اور اہلسنت مین شامل ہونا چاہا کیونکہ جن صحابہ ارکان اسلام کو بُرا کہنا اور بد اعتقاد کرنا جزو مذہب سمجھہ رکہا تہا اور جس پر مدار تشیع تہا اونکی خوبی اور عدالت و ثقاہت کے قائل ہوئی اور جنکو ارکان دین سمجھے تہے اور اونکی حق مین یہہ اعتقاد کرتے تہے کہ لولاهم لانقطعت آثار النبوة اونکی بُرائی کے گویا قائل ہوئی تو اس صورت مین تمام تشیع درہم و برہم ہوگیا چونکہ اسکے تفصیل مین

---

[1] بعد حمد و صلوۃ کے یہہ رسالہ مشائخ شیعہ کی معرفت مین ہی خدا اونکو اپنی رحمت کی ساتھہ ڈھانکی منجملہ اونکی شیخ علی بن ابراہیم بن ہاشم امام حسن عسکری کا یار بزرگیون والا ہے اور وہ صاحب تفسیر ہے جو فضل اہلبیت مین ہی جو امام مذکور کی تفسیر سے اخذ کی ہوئی ہے ۔

طول ہے اسلیے اوسکو فہم اوکیا پر چہوڑتے ہین - غرض اکابر شیعہ منکرین تحریف نے انکار تو کیا مگر یہہ نسمجہے
کہ یہہ کلہاڑی اپنی ہے پانوںپر پڑتی ہے - ہماری اس تمام بحث سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ کلام مجید مین
تحریف کا واقع ہونا بنا بر مذہب تشیع راجح اور منصور ہے اور جو لوگ اسکے قائل ہوتے ہین اونہون نے راجح
اور منصور کو اختیار کیا ہے بلکہ فی الحقیقت مذہب تشیع اونہون نے ہی اختیار کیا ہے اور جن لوگون نے اوس سے انکار کیا
وہ خلاف مذہب تشیع کے ہے اور وہ مجبور ہوکر اس غلطی مین پڑے ہین جب راہ فرار تنگ دیکہا تو اسکو اختیار کیا
چنانچہ ہمارے فاضل مخاطب نے بہی چونکہ مذہب کے کتابین نہین دیکہے صرف مناظرہ کے کتابون پر مشغوف
رہے اسلیے بے سوچے سمجہے اونکی تقلید فرمائی تو اس سے ثابت ہوا کہ جو عرض کیا تہا کہ قرآن کا محرف ہونا
مسلمات شیعہ سے ہے وہ بالکل حق اور مطابق واقع کے تہا - کیونکہ جب اکابر شیعہ نے مثل کلینی اور قمی
اور طبرسی کے اسکو بنا بر اصول مذہب خود تسلیم کرلیا تو اوسپر مسلمات شیعہ سے ہونا صادق آگیا اگرچہ بعض نے
اوسکو تسلیم نہ کیا ہو علی الخصوص جبکہ معترفین کا قول مستند دلائل قاطعہ شرعیہ کیطرف ہوا اور منکرین کا انکار
مخالف دلائل قاطعہ محض توہمات سے ناشی ہوا اور لغو اور لاطائل ہو اوسوقت اسکا مسلمات شیعہ کر
ہونا بالبداہت ثابت ہوگا - پس ہمارے مخاطب کا انکار صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنے مذہب سے
بہی بفضلہ تعالے واقفیت نہین رکہتے غرضکہ تحریف قرآن کا مسلمات شیعہ سے ہونا بخوبی
ثابت اور اوسکا انکار کرنا سراسر باطل ہے اگر آپ اور آپکے صدوق و مرتضی یہہ چاہین کہ چند خرافات سے
اوس رخنہ اور خلل کو بند کرین جو اکابر شیعہ نے اپنے دین مین ڈالا ہے تو واضح رہے کہ یہہ محض
خیال محال ہے قیامت تک بہی ممکن نہین ہے بیت درد دست طبیبت علاج ہمہ دردی + دردی کہ
طبیبت دہد آنرا چہ علاج + ہان اسقدر گذارش باقی رہگئی آپ یہہ فرمائینگے کہ اس بحث مین جہانتک استدلال
کیا گیا ہے وہ متقدمین کے روایات اور اونکے اقوال سے استدلال کیا ہے حالانکہ اونکے روایات و اقوال بمقابلہ تحقیقات
متاخرین کے تقویم پارینہ کے حکم مین ہین اسلیے ہم اوسوقت تسلیم کرین جبکہ متاخرین علما مین سے کسینے تحریف کو تسلیم کیا ہو تو لیجیے
بحول اللہ ہمارے پاس آپکے بعض متاخرین کے بہی تصریح موجود ہے ملاحظہ فرمایئے اور انصاف کیجیے
آپکے قبلہ و کعبہ رسالہ بارقہ ضیغمیہ مین فرماتے ہین - چون این نظم قرآنے نظم عثمانیست بر شیعیان

متاخرین علما بہی قائل تحریف قرآن ہین -

احتجاج بان نشائد - اب اس حسبۃ کو ملاحظہ فرمائیے اور جو کچھ مینے عرض کیا تھا اوس سے مطابق کیجیے کسیقدر ٹہکر ہی پائیگا اور لیجیے آپکے قبلہ وکعبہ مجتہد العصر لکہنوی عماد الاسلام مین تحریر فرماتے مین نقلہ

اللتیا والتی مقتضے تلک الاخبار ان التحریف فے الجملۃ فے ھذا القرآن الذی بین ایدینا بحسب زیادۃ بعض الحروف ونقصانہ بل بحسب بعض الالفاظ وبحسب الترتیب فے بعض المواضع قد وقع بحیث مما لا یشک فیہ مع تسلیم تلک الاخبار ثم لا سبیل لعقولنا فے ھذا الزمان بحصول الجزم باحد الوجوہ المحتملۃ عند العقل لکیفیۃ وقوع تلک التحریفات بعینہ فان الاحتمالات فیہا کثیرۃ (الی ان قال) ومنہا انہ معلوم من حال النبی کما لا یخفے علے المتفحص الزکی ذی الحدث الصائب انہ مع کمال رغبتہ علے تخلیف علیا کان فے غایۃ التقیۃ عن قومہ ولہذا عندہ دلیل وامارات لا یسع المقام ذکرہا فیحتمل عند العقل ان النبی حفظا لبیضۃ الاسلام الظاہری اودع القرآن النازل المشتمل علے نصوص اسماء الائمۃ واسماء المنافقین مثلا عند محرم اسرارہ کعلی بامر اللہ لئلا یرتد القوم باسرہم لما علم من حالہم عدم احتمال ذلک اظہرہم لعدم علم المصلحۃ فے اظہارہ لما کانوا ہم الباعثون للنبی علی ذلک کان الاسناد الیہم فی محلہ من ارغام وغیرہ - اپنی قبلہ وکعبہ کے تصریح وشہادت کو ملاحظہ فرماوین کہ آپکے قبلہ وکعبہ کس وثوق وعلم والیقین وادعا کے ساتھ ثبوت اور وقوع تحریف کی باتما و

ملہ چنان وچنین کے بعد مقتضی ان احادیث کا یہہ ہے کہ اس قرآن مین جو ہمارے ہاتہون مین ہے باعتبار زیادتی اور کمی بعض حروف کے بلکہ باعتبار بعض الفاظ کے اور بعض مواقع مین باعتبار ترتیب کے - بالتحقیق تحریف اسطرح واقع ہوئی ہے جسمین بعد تسلیم ان روایات کے کچھہ شک نہین کیا جاتا - ان اس زمانہ مین ان تحریفات کے وقوع کے کیفیت کے لیے وجوہ محتملہ عند العقل مین سے کسی وجہ خاص کے یقین حاصل ہونے کی ہماری عقول کے مجال نہین کیونکہ اسمین بہت احتمالات مین (یہانتک کہ کہا) منجملہ اونکے یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم ہے چنانچہ متفحص زکی حدث صائب والے پر مخفی نہین ہے کہ آپ باوجود علی کے خلیفہ بنانے کی نسبت کمال رغبت کی اپنی قوم سے نہایت درجہ تقیہ مین تہے اور سکے پاس اسکے لیے دلائل اور علامات ہین جنکے ذکر کی اس جگہ گنجایش نہین - پس عقل کے نزدیک محتمل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری اسلام کے بیضہ کی حفاظت کے لیے اوترے ہوئی قرآن کو جو مثلاً ائمہ اور منافقین کے نامونکی تصریح پر مشتمل تہا اپنے رازدار ونکے پاس مثل علی کی اللہ کے حکم سے ودیعت رکہا ہو - تاکہ تمام قوم مرتد نہو جاوے جب اونکے حال سے اسکا متحمل ہونا معلوم کرلیا تو بعد اونکے اونکے اظہار مین مصلحت معلوم نہوئی اونسے ظاہر کیا - اور جبکہ

وتسلیم روایات مثبتہ تحریف معتقد اور قائل ہین۔ ہان اگر مجتہد المتشیعین کو شک وتردد ہی تو اس امر
مین ہے کہ وقوع تحریف کیونکر ہوا چنانچہ منجملہ محتملات کے آپکی حضرت مجتہد صاحب کے رائی
مین وقوع تحریف کا ایک یہہ بہی احتمال ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر خداوندی قرآن کو
دو طرح مرتب کیا ایک وہ جو تمام وکامل تہا اور اوسمین تصوص اسمار ائمہ و اسمار منافقین درج تہی اسکو تو
اپنی محرم اسرار کے پاس صندوق تقیہ مین چہپت رکہا اور دوسرا وہ کہ جسمین سے اسمار ائمہ اور اسمار منافقین خود
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر خداوندی نکالکر بقدر مصلحت عام لوگونمین ظاہر فرمایا اس خیال سے
کہ کہین ایسا نہو کہ یہہ لوگ اپنے ظاہری ایمان نفاق آمیز سے بہی دست بردار ہو جاوین آور
اگرچہ یہہ مسخ وتحریف معاذ اللہ خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمائی اور گو خدا تعالے
کی حکم سے ہی کی۔ لیکن چونکہ اسکی سبب خلفا ہی ہتے اسلیے تحریف کو اونکی طرف نسبت کرنا بجائی
خود ہے۔ سبحان اللہ واہ واہ۔ حضرت مجتہد العصر الحاضر نائب الامام الغائب نے کیا تحقیق
حق کی داد دی اس تنقیح مین کیا جواہر ٹانکی اور کیا موتی پرو دی اونکے اولیا واتباع اسپر جسقدر
ناز کرین بجا ہے اور جتنا فخر فرمائین زیبا۔ میری زبان وقلم مین طاقت نہین کہ اسکی تعریف وتوصیف
کرون اور نہ اسقدر گنجائش وقت ہی کہ حضرت مجتہد کی خوش فہمی اور کمالات علمی کو ظاہر کرون مگر
افسوس اسکا ہی کہ باوجود علو مرتبہ تحقیق یہہ صدوق المتشیعین کے شہادت کے موافق کاذب اور جہوٹے
اور ہمارے فاضل مخاطب کے مذاق کے موافق دائرہ ایمان سے خارج کیونکہ ہمارے فاضل مجیب کے
نزدیک اہل ایمان کا اجماع عدم تحریف پر ہے تو معلوم ہوا کہ جو لوگ تحریف کے قائل ہین وہ اہل ایمان
سے خارج ہین تو ثابت ہوا کہ مجتہد صاحب اور کلینی اور قمی وغیرہ جو اکابر اہل تشیع ہین وہ فاضل مجیب کے
شہادت کے موافق اہل ایمان مین شمار نہین کیے جاتے۔ فے الواقع ہمارے فاضل مخاطب نے جو
یہہ جملہ تحریر فرمایا ہے "کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہی حاشا کہ اسمین کچہہ بہی خلاف ہو"
صحیح اور مطابق واقع اور نفس الامر کے ہی وقضیہ جذریہ۔ حق بر زبان جاری شود کا مصداق ہی
بیشک ہم بہی مانتے ہین کہ کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہین جو لوگ اہل ایمان ہین

حاشا کہ اونمین کتاب اللہ کی نسبت کچھہ بھی اختلاف ہوا اور جو لوگ اسمین اختلاف کرتے ہین
بیشک وہ اہل ایمان سے نہین جو قرآن کہ اب عند الناس موجود ہے جو اہلسنت کے بچے بچہ
کی لوک زبان ہے بلا کم وکاست یہہ وہی قرآن ہی جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا
اور بلا تقدیم وتاخیر اوسی ترتیب کے ساتھہ ہی جو ترتیب کہ لوح محفوظ مین ہے گو نزول مین باعتبار مصالح
تقدیم وتاخیر ہوئی - پس جو شخص یہہ کہے کہ اسمین کسی نوع کی تحریف ہوئی وہ جھوٹا بلکہ دائرہ ایمان سے
خارج ہے - الحمد للہ کہ یہہ مضمون جو ہمکو بتجشم استدلال سے ثابت کرنا چاہیے تہا وہ فاضل مخاطب کے
اعتراف سے ثابت ہوگیا ہم اس عنایت کے شکر گذار ہین - رہا یہہ کہ ہماری فاضل مخاطب نے صاحب
منتہی الکلام وصاحب تحفہ اکرم اللہ نزلہما کی نسبت یہہ اعتراض نہایت طعن وتشنیع کے ساتھہ فرمایا تہا
کہ وہ بلا دلیل کافی کلینی اور تاریخ ابن قتیبہ کو شیعہ کے نزدیک قرآن سے زیادہ صحیح اور معتبر فرماتے ہین اور
کچھہ نہین شرماتے - پس اسکا جواب اگرچہ اہل فہم اس بحث سے سمجھہ گئی ہونگی لیکن مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ مختصر سیقدر تصریح کیجاوے واضح ہو کہ صحت واعتماد کا مدار اسپر ہے کہ سلسلہ
سند کا اصل ماخذ تک معتمد اور قابل طمانیت ہو جسقدر اس سلسلہ سند مین وثوق زیادہ ہوگا اوسیقدر
متن مین صحت واعتماد زیادہ ہوگا یہانتک کہ اسکی بدولت درجہ قطعیہ کا بھی حاصل ہو سکتا ہے
اور جسقدر اسمین کمی اور کوتاہی ہوگی اوسیقدر متن مین عدم صحت واعتماد ہوگا - پس اب قرآن
شریف کے سلسلہ سند کو بنابر اصول شیعہ ملاحظہ فرمایئے کہ اگرچہ اسکی طرف عنایت واہتمام شدید ہو
اور دواعی وافی ہون اور عموماً درس تدریس شائع ذائع ہوتا ہم قرن اول مین جو لوگ منتہی سلسلہ
سند کے تہی اور جو لوگ بلا واسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرنے والے تہے
اور جنکو ایسا غلبہ تہا کہ اونکی غلبہ کے مقابلہ مین کسیکو چون کرنیکی گنجائش نہ تہی اونہون ہی نے مجتمع ہو کر قرآن کو تالیف
وجمع کیا اور کسیکو اسمین شریک نکیا ہوا فق اون حالات کے کہ جو اہل تشیع اونکی نسبت بیان کرتے ہین اونکی جمع وتالیف
ہر ذوی عقل کے نزدیک ہرگز قابل اعتبار ولائق اطمینان کے نہین سمجھی جاتی یہہ ہی وجہ ہی کہ شیعہ اونکی روایات کو جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کرتے ہین صحیح نہین سمجھتی - اگر اونکی نقل قابل اعتبار کے ہی - تو کیا وجہ ہے کہ قرآن مین

اونکی نقل و روایت کو صحیح اعتبار کر لیا اور حدیث مین صحیح کیون نہین تسلیم کرتے حالانکہ قرآن احق بالاحتیاط تہا۔ اور یہہ اوس صورت مین ہے جبکہ یہہ تسلیم کیا جاوے کہ ائمہ نے تقیہ کے لباس مین ہمیشہ اس قرآن کے مدح و ثنا فرمائی ہو اور کبہی اسکی تحریف کے نسبت کچہہ نفرمایا ہو سب باعتبار فساد سند کے قابل تسلیم صحت نہین لیکن علاوہ خرابی سند کے جب یہہ بہی اوسکی ساتہہ منضم کیا جاوے کہ ائمہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ مین اسکو محرف فرماتے رہے اور اپنے شیعیان خاص کو اس راز مخفی پر متنبہ کرتے رہے تو اس حالت مین یہہ قرآن اصول تشیع پر ہرگز قابل اعتماد نہین ہو سکتا اور نہ اسکی صحت تسلیم کیجا سکتی ہے یہہ قرآن مثل ان احادیث کے ہوگا جو بواسطہ ان صحابہ کے مروی ہون اور اونکی تکذیب ائمہ نے کی ہو جیسا شیعہ کے نزدیک اوسکا اعتبار نہو گا اسیطرح قرآن کا بہی اعتبار نہین کیا جائیگا۔ اسکے بعد کافی وغیرہ کتب معتبرہ قوم کو لیجیے اور اونکے سلسلہ سند کو غور تک ملاحظہ فرمایئے اوسمین کوئی شخص ایسا نہین ملیگا جو مثل رواۃ کتاب اللہ کے غیر معتمد ہو گا جسقدر رواۃ ہین وہ سب ثقہ و عدول امامیہ ہین تو اس اعتبار سے دیکہیے کہ کلینی کی صحت کس درجہ کو ہوگی ظاہر ہے کہ قرآن کی صحت سے بدرجہا زیادہ ہوگی علاوہ اسکے قرآن کے نسبت جیسا ائمہ کی تکذیب مروی ہے بجائے اوسکے کلینی کے نسبت جو اقدم الاصول الاربعہ ہے ائمہ سے اوسکی تصویب و تصحیح مروی ہے چنانچہ امام زمان پر غالباً پیش ہو چکی اور اونکے ملاحظہ سے گذر چکی تو اسکا صحت و اعتماد درجہ قصوی کو پہونچ گیا تو اس وجہ سے قرآن کے صحت و اعتبار مین اور کلینی اور تاریخ ابن قتیبہ کے اعتبار مین زمین و آسمان کا فرق ہوا۔ حضرات شیعہ قرآن کی نسبت تو بیباکانہ کہدیتے ہین۔ این قرآن نظم عثمانست احتجاج بآن بر شیعیان نشاید۔ آجتک کسی نے کلینی کی نسبت بہی ایسا کلمہ فرمایا ہے۔ حسب تحریر مفسر صافی ابو علی طبرسی کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب سیبویہ اور کتاب مزنی اور دواوین شعرا سب کے سب قطعی ہین اونہین کسی قسم کے تحریف و الحاق نہین ہوا تو مثل انکی کتاب کافی کلینی وغیرہ کتب مشہورہ کی صحت نقل بہی مثل علم بالبلدان اور وقائع عظام کے متواتر اور قطعی ہوگی اور قطعاً و یقیناً کسی قسم کے

تحریف والحاق کا اشتباہ انمین ہرگز نہین سچنانچہ صاحب فوائد مدینہ نے اسکی تصریح فرمائی ہی
اور بالفرض اگر قرآنین تحریف یقینی نہین توظنی اور احتمالے تو ہی تو اس صورت مین آپ ہی
انصاف سی فرمائیے۔ کہ قرآن کی صحت اور اوسپر اعتماد زیادہ ہونا چاہیے یا کتاب کافی کلینی
وغیرہ پر۔ افسوس کہ آپکو اپنی کتابونکی نصوص اور اپنے علما کی تصریحات کی بھی واقفیت نہین
پہر اوسپر جوش وخروش یہہ کچھہ کہ علما اہلسنت پر طعن کرنیکو آمادہ ہوتے ہو پس اس ہماری گذارش سی سمجھہ لیا ہوگا
کہ صاحب منتہی الکلام اور تحفہ رحمۃ اللہ علیہما نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہے کہ کتاب کافی کلینی
یا تاریخ ابن قتیبہ یا نہج البلاغت وغیرہ شیعہ کے نزدیک کتاب اللہ سی زیادہ صحیح اور معتمد ہین وہ
مطابق واقع کے ہی اور بلا دلیل نہین ہی لیکن صرف اوسکو بدیہی سمجھکے دلیل سے تعرض نہین کیا
پس وہپر ہمارے فاضل مخاطب کا اعتراض آپکی خوش فہمی اور حیا وشرم ایمانے سی ناشی ہے۔ الحمد للہ
کہ ہم اپنے دعوے مین سچے ہوئی اور تحریف کا مسلمات شیعہ سی ہونا بدلائل واضح ثابت ہوا اب جواب
سننے کے منتظر ہین۔ **قولہ** اور اگر آپکے علمانے کتاب اللہ کا محرف ہونا اسلیے ہماری طرف
منسوب کیا ہے کہ ہماری بعض روایتونین وقوع تحریف تغییر قرآن وارد ہی تو سنیی روایات مذہبی
پر کسے امر کا لازم ہونا اور شی ہے اور تصریح اس مذہب والونکی اس لازم امر پر اور چیز ہے۔ ان
روایات تحریف سے غایۃ الامر اسکا لزوم ثابت ہوگا نہ تصریح اور ان دونوین بڑا فرق ہی۔ چنانچہ
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب والد ماجد صاحب تحفہ نے کتاب حجت اللہ البالغہ مین تصریح
کی ہی کہ لازم مذہب مذہب نہین اور لازم کی نسبت ملزوم کے قائل کو جبکہ اوسنے لازم کے بخلاف تصریح کی ہو
جائز نہین ہے اس کتاب کی یہہ عبارت ہے۔ فان قیل یلزم من الاختلاف فی کونہ
سبحانہ فی جھتہ انیکون حادثا قلنا لازم المذہب لیس بمذہب لان المجسمۃ جاز موت
بانہ تعالے فی جھتہ وجازمون بانہ قدیم ازلی لیس بحادث فلا یجوز ان ینسب الے
مذہب من یصرح بخلافہ وان کان لازما انتھی۔ اور ائمہ اہلسنت نے بھی یہہ ہی
لکہا ہے کہ لازم مذہب مذہب نہین ہے۔ پس جب آپکے علماکے قول سے یہہ ثابت ہوگیا

کہ لازم مذہب مذہب نہین تو آپکا یہہ کہنا کہ مسلمات شیعہ سے ہی غلط محض ہوا- **اقول** سبحان اللہ ہمارے فاضل مخاطب نے کیا روشن اور واضح اور کسقدر مضبوط اور قوی دلیل بیان فرمائی ہی- کہان ہین اہل انصاف اور کدہر ہین اہل عدل و داد کہ ذرا اس دلیل پر ہماری فاضل مجیب کو داد دیوین اور شاباش کہین اگرچہ بفضلہ آپکے تمام اس تحریر کے تقریبًا یہہ ہی کیفیت ہے مگر یہہ ایسی دلیل ہے کہ شاید ایسی دوسرے کوئی ہوگی جسنے بالکل آپکے علم و فہم کی قلعی کہولدی اور آپکے علمی اور تصانیف وغیرہ کا بخیہ اودہیڑ دیا- افسوس کہ یہہ دلیل صدوق المتشیعین اور مرتضی و طبرسی و طوسی وغیرہ صاحبانکو نہ سوجہی ورنہ شدت فرح سے عجب نہین کہ شادی مرگ کا قصہ پیش آتا اس ایک نکتہ مین ہزارہا اشکالات حل ہوگئی صدہا اعتراضات دفع ہوگئی جب کسے خصم نے کوئی آیت یا روایت پیش کے جہٹ کہدیا کہ یہہ قابل احتجاج نہین کیونکہ لازم مذہب ہے اور لازم مذہب اور مذہب مین بڑا فرق ہی- یہہ تو سب کچہہ مگر اب تک ہمارے فہم مین نہین آیا کہ مذہب کسکا نام ہے اور کس جانور کو کہتے ہین کیا مذہب وہ نہین ہے جو خداتعالے نے اپنی کتاب مین ارشاد فرمایا کیا مذہب اوسکو نہین کہتے جسکی رسولؐ نے تصریح کی کیا مذہب اوسکا نام نہین جو ائمہ سے یکی بعد دیگرے بتواتر غیر محتمل تاویل ثابت ہوا اگر یہہ عین مذہب نہین ہے اور لازم مذہب ہی تو کیا عین مذہب وہ ہی جو خاص ابو الجارود اور ابو بصیر کے زبان و قلم سے نکلا ہو یا کیا عین مذہب وہ ہی جو خاص صدوق اور طوسی وغیرہ نے ایجاد فرمایا ہو- پہر اسپر طرفہ تماشا یہہ ہے کہ روایات کی مدلول مطابقی کو روایات کا لازم سمجہتے ہین اور روایات کے مذہبی ہونا تسلیم کرتے ہین- اور یہہ امر اطفال مدرسہ پر بہی مخفی نہوگا کہ مدلول مطابقی بلکہ تضمنی تک لازم نہین ہوا کرتا پس روایات کو مذہبی کہنا اور اونکی مدلول مطابقی کو لازم تصور کرنا ایک ایسی بدیہی غلطی ہے جس سے شاید فارسی خوانون کو بہی شرم آوے اور اونسے طلباء کو بہی عار و ننگ ہو اور افسوس کہ ہماری فاضل مخاطب کو ماہیہ افتخار و ناز یہی- مصرع ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا- پس یہہ نقل بعینہ مصرعہ آپ ہی کے بیہودہ اور لیچ ہے اور یہہ استدلال بالکل بیہودہ اور لچر ہی اگرچہ اسکی ابطال کے واسطے

فرق درمیان مذہب و لازم مذہب اور عین مذہب

کسی دلیل کی حاجت نہ تہی کیونکہ غود بداہتہً باطل ہے لیکن تاہم مزید اطمینان کے لیے ہم اسکا بطلان دلائل واضح سے بہی ثابت کرتے ہین - اولاً یہہ کہ عین مذہب عموماً اہل اسلام کا وہی ہی جو حکم کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ سے قطعاً یا ظناً بروایت صحیحہ ثابت ہو اور خصوصاً شیعہ کے نزدیک جو حکم اس طریق کے ساتہہ ائمہ سے بہی ثابت ہو وہ بہی عین مذہب ہی پس جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ائمہ سے بسند معتبرہ یا کتاب اللہ سے ثابت ہوگا وہ عین مذہب ہوگا - علما و اکابر مذہب کو اگر اسمین دخل ہی تو اسیقدر ہے کہ یہہ سلسلہ سند جسکی واسطہ سے یہہ حکم ہم تک پونہچا ہی قابل اعتماد ہی یا نہین یا یہہ کہ کسی دوسرے حکم کے سبب سے جو بہ نسبت اسکی قوی ہے یہہ حکم ماول او مصروف عن الظاہر یا ساقط ہے کہ نہین یا یہہ کہ باشتراک علۃ اس سی اور جزئیات کیا کیا پیدا ہوتے ہین بجز ان چند باتون کے علما مذہب کو نصوص و روایات مذہب کے تغیر و تبدل اور مذہب و غیر مذہب ہونے مین کچہہ دخل نہین ہے - پس یہہ کہنا کہ روایات کا مدلول لازم مذہب ہوتا ہی سر اسر غلط اور لغو ہے جب کوئی روایت باعتبار اپنے سلسلہ سند کے صحیح ہی اور کسی دوسری قوی وجہ سی مصروف عن الظاہر نہین ہے تو وہ عین مذہب ہے خواہ اوسکی نسبت کوئی تصریح کری یا نکرے بلکہ اگر اوسکی خلاف کوئی تصریح کرے وہ باطل اور غیر مسموع ہے بلکہ اگر اوسکا ثبوت بالقطع ہی تو اوسکا خلاف بلا دلیل الحاد و زندقہ ہوگا اور جب کوئی روایت کسی وجہ سے مصروف عن الظاہر ہوگئی تو اوسکا ظاہری مدلول نہ مذہب ہے نہ لازم مذہب بلکہ اوسکا محمل بعید مذہب ہوگا اب ہم کہتے ہین کہ تحریف قرآن ائمہ سی بروایات صحیحہ متصلہ متواتر المعنے ثابت ہوا ہے اور علما و اکابر اہل تشیع نے اون روایات کو معتمد اور صحیح تسلیم کرکے وقوع تحریف کو تسلیم کر لیا ہے - اور جن بعض علما نے وقوع تحریف کا انکار کیا ہے اونکے پاس کوئی دلیل شرعی نہین ہے جسکو اپنے دعوی کے اثبات کے لیے اپنا مستدل قرار دین اونکے انکار کی بنا شکنجہ انفار اہل حق مین مبتلا و گرفتار ہوکر محض توہمات و تخیلات پر ہے اونکے پاس کوئی دلیل ایسی نہین کہ جسکی وجہ سے ان روایات کو مصروف عن الظاہر تسلیم کیا جاوے اونکو ہرگز

گنجائش نہین ہے کہ ان روایات کا خلاف ظاہر کوئی محمل بیان کرسکین پس جب ان روایات کے
نہ تغلیط و تضعیف کرسکتے ہین اور نہ کسی دوسرے محمل خلاف ظاہر پہ محمول کرسکتے ہین نہ کوئی
حجت شرعیہ اونکے پاس موجود ہے تو ایسی حالت مین ان روایات سے کسیطرح عدول ممکن نہین ہے
اور یہہ روایات عین مذہب ہونگی نہ لازم مذہب - ثانیاً یہہ کہ اہل اسلام کو عموماً جو کچھہ کتاب اللہ
مین یا احادیث رسول اللہ صلعم مین وارد ہوا اور شیعہ کو خصوصاً علاوہ اسکے جو کچھہ کہ اقوال ائمہ سے
ثابت ہوا اوسکی صحت و حقیت کا اعتقاد و اعتراف واجب و متحتم ہے اور جو کچھہ خدا تعالے اور رسول ص
اور ائمہ نے خبر دی اوسکی تصدیق واجب ہے اور انکار ہرگز جائز نہین کیونکہ اوسمین کذب کو دخل
نہین جب ائمہ نے بتواتر وقوع تحریف کی خبر دی پس وہ خبر یا مطابق واقع کے ہے یا نہین اگر
مطابق واقع کے نہین ہے تو امام معصوم کے کلام مین کذب لازم آیا اور یہہ محال ہے تو ثابت
ہوا کہ مطابق واقع کے ہوگی تو اوسکا اعتراف لحقیت اور اعتقاد وقوع واجب ہوا خواہ وہ مذہب ہے
یا لازم مذہب ہی - ثالثاً یہہ کہ اگر آپ کا فرمانا صحیح ہے اور مدلول روایات لازم مذہب ہے مذہب نہین
اور لازم مذہب موجب طعن و مواخذہ نہین ہوتا تو آپکے قبلہ و کعبہ مولوی دلدار علی نے عماد الاسلام
مین بڑی سخت غلطی کہائے کہ وقوع تحریف کو بنا بر اقتضا روایات کے یقینی بیان فرماکر
اوسکے محتملات کے بیان کی طرف متوجہ ہوئے جب وقوع تحریف لازم مذہب ہوکر قابل
اعتبار ہی نہین رہتا تو اوسکی یقینی ہونے کے کیا معنے اور اوسکی محتملات بیان کرنے کی
کیا ضرورت - غالباً مجتہد صاحب کو یہہ خبر نہوگی کہ مدلول روایات لازم مذہب ہوتا ہے
یا یہہ نجانتے ہونگے کہ لازم مذہب قابل التفات و بیان تاویلات نہین ہوتا - بہر کیف یہہ برہان
خاص ہمارے فاضل مجیب ہی کا حصہ ہوگا جو اہلسنت کے دلائل کے منع و تحریف کرنے ہی
حاصل کیا پہلے اس کے شیعہ مین سے کسیکو غالباً یہہ دلیل جو اولیات مین سے ہے حاصل
نہوئی ہوگی - رابعاً اگر اس قاعدہ کو عموماً جاری کیا جاوے تو صدہا اعتراضات اہل تشیع
کی اس قاعدہ کے موافق یہی باعتراف سامی لغو اور مہمل ہو جائنگی - بلکہ ہر محمد و زندیق مدعی

اسلام ہو کر تمام عملیات و اعتقادیات کا انکار کر سکتا ہے۔ اور جب کوئی حکم شرعی عملی یا اعتقادی
آپ اوسپر لازم کرین۔ یا کسی شارع کی خبر کی تصدیق کرادین وہ کہہ سکتا ہے کہ یہہ لازم مذہب ہے
مذہب نہین پس اسکا جواب آپ اوسکو کچھہ نہ دیسکینگی اور بجز اسکے کہ اپنا سا موہنہ لیکر چپ
ہو جاوین اور کچھہ جواب نہ آویگا۔ خاصکر ہمارے فاضل مجیب نے جو یہہ جملہ تحریر فرمایا ہے (ان روایات
تحریف سے غایۃ الامر اسکا لزوم ثابت ہوگا نہ تصریح) اگرچہ یہہ تمام دلیل ہے عجب العجاب ہے۔ لیکن
خاصکر یہہ جملہ تو عجب اضحوکہ روزگار ہے کیونکہ جو امر روایات کا مدلول مطابقی بعبارت النص ہو
اوسکی نسبت یہہ کہنا کہ یہہ ان روایات سے بصراحۃ مستفاد نہین عجب طرفہ تماشا ہے یہہ کلمہ سوائے
ہمارے فاضل مجیب یا انکی اولیا کے اور کس کے شایان شان ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اسجگہ
بہت کچھہ لکھنے کی گنجایش تھی اور دل چاہتا تھا لیکن چونکہ ایسی فاحش غلطی ہے جسپر حاجت استدلال کے
بھی نہین اور خوف تطویل سے بہی مانع ہے اسلیے صرف اسی قدر قلیل پر اکتفا کرتا ہون اور اپنے
فاضل مخاطب کو متنبہ کرتا ہون کہ حضرت بے شک یہہ قاعدہ صحیح ہے کہ لازم مذہب عین مذہب
نہین اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو مثال تحریر فرمائی وہ اپنے ممثل لہ کے مطابق ہے
کہ مجسمہ کا عین مذہب یہہ ہے کہ خداتعالے جہت مین ہے اور یہہ اگرچہ مستلزم حدوث کو ہے
اور اوسکو لازم یہہ امر ہے کہ خداتعالے شانہ حادث ہو لیکن اس حادث کو محض اس استلزام
کی وجہ سے انکا عین مذہب نہین کہہ سکتے۔ ہان اگر مجسمہ مثلاً قرآن شریف کے قائل ہون
اور بفرض محال اوسمین کوئی آیت ایسی ہو جسکا مدلول مطابقی حدوث باری ہو اور کوئی دلیل مصرف عن الظاہر بھی نہو تو یہہ انکا عین مذہب
ٹھہکر اونپر لازم کیا جاسکتا ہے اور پھر اوسکی جواب مین یہہ عذر کرین کہ یہہ عین مذہب نہین بلکہ
لازم مذہب ہے تو یہہ عذر ہرگز مسموع نہو گا۔ بخلاف مانحن فیہ کے کہ تحریف قرآن لازم مذہب نہین
بلکہ عین مذہب ہے کیونکہ اگر یہہ لازم مذہب ہو تو اسکی لیے ملزوم بھی ہونا چاہیے جو عین مذہب ہے
اور وہ بجز روایات کے جنکا مدلول مطابقی تحریف قرآن ہے اور کوئی ملزومیت کو صالح نہین اور ظاہر ہے
کہ نہ مدلول مطابقی لازم ہو سکتا ہے اور نہ دال ملزوم ہو سکتا ہے پس اسجگہ نہ لازم متحقق ہے

نہ ملزوم ہے نہ لزوم ہان اگر ہمارے فاضل مخاطب اپنے خوش فہمی سے یہہ فرماوین کہ روایات عبارت نفس الفاظ سے ہی اور معانی نہ الفاظ کے لیے عین ہے نہ جزء بلکہ مباین ہے تو بواسطہ وضع کے لازم ہوئی تو حضرت کے یہہ دانی سے کچھہ عجب نہین اور جب لزوم اور لازم و ملزوم منتفی ہوئے تو ہمارے فاضل مخاطب کا دعوی بالکل لغو ہو گیا اور ثابت ہوا کہ تحریف قرآن اصول تشیع پر عین مذہب ہے پس جو بندہ نے دعوی کیا تہا کہ تحریف قرآن مسلمات شیعہ سے ہے بخوبی ثابت ہوا والحمد للہ علی ذلک **قولہ** اور نیز اگر یہہ ہی بات ہے کہ ایسی روایات کا وارد ہونا ایس امر کا مستلزم ہے تو آپکے نزدیک ہی کتاب اللہ کا محرف ہونا مسلم ہے کیونکہ ان روایات مین اہل حق ہی متفرد نہین ایسی روایتین تحریف و تغییر و حذف و اسقاط و تبدیل کلمہ بکلمہ و حرفی بحرفی اہلسنت کی کتابونمین بہی مروی ہین اگر اسکی تفصیل آپ چاہین تو استقصار الافحام و منتہی الکلام مین ملاحظہ فرمائین **اقول** یہان تو ہمارے فاضل مخاطب نے انصاف کا خون ہی کر ڈالا اور ذرا شرم و حیا کو کار نفرمایا اور یہہ ہی کیا کرین جب انکے اسلاف ہی اسی راہ سے گیے ہین تو انہونے جیسا اونکو پایا اونہین کے قدم بقدم یہہ بہی چلتے ہین۔ پس سنیے کہ یہہ محض آپکی اور آپکے اون اسلاف کی خوش فہمی ہے جنہون نے اہلسنت کیطرف اس کذب و افترا کو نسبت کیا ہے حالانکہ یہہ بداہۃً باطل ہے کیونکہ قاطبۃً جمیع اہلسنت متفق ہین کہ اصل ماخذ دین کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ ہی اور عین مذہب وہ ہی جو انسے ثابت ہوا ہے اجماع و قیاس سو اوسکی حجیت بہی اسیوجہ سے ہے کہ اونکی استناد بہی کتاب و سنت کیطرف ہے۔ اکابر دین مین سے کسیکا قول اگر معتبر ہی تو اوسیوقت معتبر ہے جبکہ اوسکا استناد کتاب و سنت کی طرف ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہہ مستند نہین ہے تو وہ نہ عین مذہب ہے نہ لازم مذہب ہی پہر ظاہر ہے کہ تحریف قرآن اگر واقع ہوئے تو بعد وفات جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئی ہوگی سو اوسکی خبر خداوند تعالے نے اپنی کتاب مین نہین دی ہے بلکہ یہہ نہ فرمایا وانا لہ لحافظون[1]

[1] اور بالتحقیق ہم اسکے لیے البستہ نگہبان ہین۔ ۱۲

اور فرمایا وانه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من
حکیم حمید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احادیث میں کہیں اسکی اطلاع نہیں فرمائی اگر
اسکی تصدیق کیجاوے تو کیونکر کیجاوے اگر آپ یہہ اعتراض فرماوین کہ صحابہ کے اقوال سے ثابت
ہوسکتا ہے تو ہم عرض کرتے ہین کہ اول ہم صحت روایت کو تسلیم نہین کرتے سلمنا لیکن یہہ
معارض ہے آیتین وانا له لحافظون اور لا یاتیه الباطل سے اور شیعہ اپنی روایات کو معارضہ آیتین کے
باطل نہین کرسکتے کیونکہ اسکا جواب خود مفسر صافی نے دیدیا ہے اور یہہ جھگڑا چکا دیا ہے وہ
فرماتے ہین کہ اصل قرآن جو تمامہ جناب امیر نے جمع کیا تہا اور ائمہ کے پاس یکے بعد دیگرے
چلا آیا محل جو ہوا اوسمین نہ کسی قسم کی تحریف ہوئی نہ امکان لیکن یہہ قرآن جو عام مشہور ہے اسمین
تحریف ہوئی تو گویا صحابہ نے اپنی کتابت مین تحریف کے نہ اصل قرآن مین۔ قطع نظر اس سے
قرآن مجید کا ثبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آجتک ہر زمانہ اور ہر قرن
مین بنقل عدول وثقات اس کثرت سے مروی ہوتا چلا آیا ہے کہ اوسکے کسی کلام یا کلمہ یا حرف
یا حرکت وسکون مین شک وتردد کو گنجایش نہین اسمین اعلی درجہ کا تواتر متحقق ہے غرض اسکی
تحریفات وحرکات وسکنات تک وہی ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر
ہوئی۔ پس اسکی مخالف کسی صحابی سے کوئی قول منقول ہو بہی تو وہ بفرض تسلیم صحت اسکا معارض
نہین کرسکتا۔ اور نیز اگر بالفرض کسے صحابی سے مروی ہو تو ممکن ہے کہ غلطی ہوئی ہو ہم کب
کہتے ہین کہ صحابہ معصوم ہین چنانچہ قراآت شاذہ وشہورہ اسکی شاہد ہین۔ پس اہلسنت کے نزدیک
تحریف کا مسلم ہونا تو ایک طرف اہلسنت کے اصول وقواعد کے موافق تحریف کا شایبہ
اور واہمہ بہی خارج از امکان ہے۔ حضرات شیعہ کو جب کچھہ چارہ نہین ملتا تو اسیطرح دلکی حسرت
نکالتے ہین۔ کہ کذبا وافترا تحریف کو اہلسنت کے ذمہ لگاتے ہین کبرت کلمة تخرج من افواههم ان
یقولون الا کذبا یہہ تو جواب اجمالی تہا اور تفصیلا اپنے تفصیل احادیث وروایات کے نقل ملاحظہ فرمایئے گا
قوله مگر مشتی نمونہ خروارے دو تین یہان بہی لکھے جاتے ہین۔ فضائل ماننے

الدر المنثور للسیوطی اخرج ابو عبید و ابن الضریس و ابن الانبار فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت ما ظہر منہ انتہی — دیکھیے آپکے جناب ابن عمر صاحب قرآن مین نقصان کثیر کے وقوع کے قائل ہین اور غایت شفقت اور نصیحت سے اور آدمیونکو دعوی اخذ تمام قرآن سے منع فرماتے ہین انکی شان مین ہی فرمایئے کہ کتاب اللہ کو جسکا حافظ خود خداوند حقیقی تعالے شانہ ہی محرف کہتے ہین۔ **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف آپ پر اور آپکی اون بزرگونپر جنہون نے یہہ روایت اور اس قسم کی دوسری روایتین ثبوت تحریف مین پیش کی ہین علم و فہم کا خاتمہ ہوچکا ہے افسوس کہ آپ یہہ بہی خیال نہین فرماتے کہ جس مطلب کے ثبوت مین ہم روایات پیش کرتے ہین قطع نظر اوسکی صحت نقل و عدم صحت کے اوسکی کچہہ بہی دلالت مدعا پر ہے یا نہین یہہ روایت جو جناب سامی نے نقل فرمائی ہے اسمین وقوع تحریف پر نہ دلالت مطابقی ہے نہ تضمنا نہ التزاما نہ اشارۃً نہ دلالۃً نہ اقتضاءً کسیطرح بہی اس سے وقوع تحریف مفہوم نہین ہوتا حضرات کی کمال ہی خوش فہمی ہے کہ اس سے وقوع تحریف سمجہتے ہین۔ اسمین قد ذہب منہ قرآن کثیر واقع ہے جسکو آپ تحریف پر دال سمجہتے ہین حالانکہ یہہ تحریف پر ہرگز دلالت نہین کرتا کیا ذہب کے معنے یہہ ہین کہ صحابہ نے ناقص کردیا سبحان اللہ اس فہم پر آفرین ہے پہر اوسپر دعوی کیا کیا کچہہ۔ اب سنیے کہ تمام اہلسنت کا مذہب اسپر متفق ہین اور اجماع رکہتے ہین کہ یہہ قرآن جو اہلسنت کے پاس موجود ہے اور جسکو حفظ کرتے ہین حرف بحرف وہی قرآن ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہوا اور اوسی ترتیب کے ساتہہ ہے جس ترتیب کے ساتہہ لوح محفوظ مین ہے۔ اسمین جسقدر آیات کی کمی و بیشی ہوئی وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین واقع ہوئی جسقدر نازل ہوتی گئی بیشی ہوتی گئی اور جسقدر منسوخ ہوئی یا بہلائی گئی وہ کمی ہوگئی یہانتک کہ آخر مین یہی قرآن جو اہلسنت کے پاس بقرارۃ سبعہ مروی ہے مکمل باقی رہگیا۔ بعد اوسکے نہ اسمین کچہہ تغیر و تبدل ہوا نہ کمی و بیشی ہوئی اور نہ یہہ ممکن کہ اسمین کوئی شخص کسی قسم کا تغیر و تبدل و نسخ و تحریف کرسکے اہلسنت کے

روایات اہل سنت بر نقص قرآن [illegible] جواب

نزدیک یہہ امر بجملہ محالات وممتنعات کی ہے - اور اہلسنت کے نزدیک نسخ تین طرح پر کتاب اللہ مین واقع ہوا ہے ایک تو یہہ کہ حکم منسوخ ہوگیا ہے اور تلاوت باقی رہگئی دوسری یہہ کہ تلاوت الفاظ منسوخ ہوگئی اور حکم باقی ہے - جیسی آیت الرجم - تیسری یہہ کہ لفظ اور حکم دونو منسوخ ہوگئے پس ہمارے فاضل مخاطب نے جو روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی اوسکے ظاہر معنے یہہ ہین - کہ بہت سا قرآن جو نازل ہوا تہا وہ منسوخ ہوگیا اور جاتا رہا تو کوئی یون نہ کہے کہ ہین سب قرآن منزل پر حاوی ہوگیا کیونکہ منسوخ شدہ اس سے خارج رہیگا - اور اسکے ہرگز یہہ معنے نہین ہوسکتے کہ بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یا کسی نے اسمین سے کم کردیا یہہ حضرت مجیب اور اونکے علماء متکلمین کی خوش فہمی ہے - **قولہ** اور سنیے آپکے علامہ سیوطی اتقان مین فرماتے ہین قال ابو عبید حدثنا اسمعیل بن جعفر عن المبارک بن فضالۃ عن عاصم بن ابی النجود عن زر بن جیش قال قال لی ابی بن کعب کاین تعد سورۃ الاحزاب قلت اثنتین وسبعین ایۃ قال ان کانت لتعدل سورۃ البقرۃ وان کنا لنقرأ فیھا ایۃ الرجم قال اذا زنیا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم دیکہئے اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ سورہ احزاب سورہ بقر کے برابر تہی اور اب بہتر آیتون سے زیادہ نہین ہے **اقول** اس روایت کا حال بہی مثل سابقہ روایت کے ہے اسمین کہین تحریف کے ثبوت کا نام ونشان بہی نہین ہے یہہ ثابت کیجئے کہ یہہ کمی بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یا کسی شخص نے کی سو اس قسم روایات سے یہہ مدعا کسی طرح مفہوم نہین ہوتا بلکہ اس روایت مین جو کمی مراد ہوا ہے اوسکا محمل وہی نسخ ہے جو عرض کیا گیا اس سے تحریف سمجہنا حضرت کے اور حضرت کے اسلاف کی خوش فہمی کی دلیل ہے **قولہ** اور راغب اصفہانی محاضرات مین لکہتے ہین وقالت عائشۃ کانت الاحزاب تقرأہ فی زمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مائتی ایۃ فلما کتبہ عثمان المصاحف لم یقدر الا علی ما شیئت وکان فیھا ایۃ الرجم **اقول** یہہ بہی صریح

آپکے مدعا کے مخالف ہی مگر افسوس آپکو اتنی بھی فہم نہین کہ یہہ سمجھہ سکین کہ یہہ ہماری مدعا کے
موافق ہے یا مخالف یہہ عبارت فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر الا علی ما ثبت صریح
دال ہے کہ جب باوجود تلاش و تتبع کے اس سے زیادہ پر قدرت نہوئی تو معلوم ہوا کہ خداوند تعالے
نے اوسکو منسوخ فرما دیا اور بہلا دیا اور دلونسے محو کردیا پہر تعجب ہے کہ ہمارے فاضل مجیب باینہمہ ادعاے
انصاف و علم تحریف صحابہ کی سمجہتے ہین **قوله** آپکے علامہ سیوطی اپنی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین
اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل
فما بلغت رسالته واللہ یعصمک من الناس اور مرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی جنکو فاضل رشید
اپنے ایضاح لطافۃ المقال مین عظماء اہلسنت سے فرماتے ہین کتاب مفتاح النجا مین کہ آپکے
خاتم المتکلمین ازالۃ الغین مین اوس سے احتجاج کرتے ہین یہہ لکہتے ہین - واخرج ای ابن مردویہ
عن زر عن عبد اللہ قال کنا نقراء علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت
رسالته واللہ یعصمک من الناس اور بہت ایسی روایتین آپکے کتب معتبرہ مین منقول ہین بخوف
طوالت نہین لکہتے - **اقول** اس روایت کا حال بہی مثل روایات سابقہ کے ہے - اسمین
بہی کہین وقوع تحریف پر کسیطرح دلالت نہین بلکہ اسمین یہہ بہی نہین پایا جاتا کہ یہہ الفاظ ان
علیا مولی المومنین قرآن ہی کے الفاظ ہین اور خدا کی طرف سے نازل ہوئی - پس سنیون کو اولا اس روایت
کی صحت مسلم نہین سلمنا لیکن اسکا حاصل صرف اتنا ہے کہ ہم اسطرح پڑہا کرتے تہے اور یہہ
کچہہ ضرور نہین کہ جو کچہہ وہ پڑہتے ہون وہ قرآن مین داخل ہو بلکہ ممکن ہے کہ یہہ الفاظ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر کے فرمائے ہون اور ابن مسعود یہہ سمجہکر کہ یہہ قرآن مین داخل
ہین تلاوت کرتے رہے ہون سلمنا کہ اصل قرآن مین تہے لیکن منسوخ ہو گئے - معہذا ان روایات
سے کسیطرح ثابت نہین ہوتا کہ یہہ الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات تک

داخل قرآن تہی اور بعد وفات آپکے جامعین قرآن نے نکال ڈالے اور جب تک یہہ نہ ثابت ہو تحریف کا ثبوت خیال محال ہے **قولہ** اگر ان ہی دوتین روایتون کے نتایج پر بحث کرین تو طول ہو جائیگا اور پہلے ہی کسیقدر طول ہو گیا ہے لہذا اور وقت پر منحصر رکہتے ہین **اقول** اگر دوسرا وقت جسپر نتایج روایات پر بحث کو منحصر رکہا ہے یہہ ہی وقت ہی تو ہم منتظر ہین **قولہ** ای حضرت شیعہ کی روایتومین تو صرف کمی ہے وارد ہوگی آپکے یہان علاوہ ایسی روایتون کے جو متضمن کمی نقصان کثیر کے ہین قرآن مجید و فرقان حمید جو فصاحت و بلاغت مین معجزہ ہے اوسکو اغلاط پر بہی مشتمل ہی چنانچہ معالم التنزیل مین تحت آیت کریمہ لکن الراسخون فی العلم منهم والمومنون یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوة لکہا ہے واختلفوا فی وجہ انتصابہ فحکی عن عایشة وابان بن عثمان انه غلط من الکاتب ینبغی ان یصلح ویکتب والمقیمون الصلوة وکذلک قوله تعالی فی سورة المائدة ان الذین امنوا والذین هادوا والصابئون وقوله تعالی ان هذان لساحران قالوا ذلک خطاء من الکتاب وقال عثمان رض فی المصحف لحنا وسقیمة العرب بالسنتها فقیل له الا تغیره فقال دعوه فانه لا یحل حراما ولا یحرم حلالا انتهی مافی النہا اب غور فرمایئے کہ وہ قرآن جو فصاحت مین بلاغت مین معجزہ ہے اور جسکی شان مین فاتوا بسورة من مثله حق تعالے فرماتا ہے آپکے یہہ حضرات خصوصا حضرت خلیفہ ثالث اسمین لحن وسقیمة العرب فرماتے ہین ابتہ تمسک کے یہہ ہی مستحق ہین۔ **اقول** ای حضرت آپ اپنی روایات سے صرف کمی کو ہی کیون تسلیم کرتے ہین زیادتی کو کیون نہین قبول کرتے آپکے طوسی اور طبرسی صاحب نے جو زیادتی کو مجمع علیہ باطل فرمایا ہے غلط ہی روایات سے کمی ہی ثابت نہین بلکہ زیادتی اور تغیر تبدل اور تقدیم و تاخیر گویا ہر قسم کی تحریف ثابت ہی پہر تعجب ہے کہ آپ صرف کمی کو ہی تسلیم فرماتے ہین کیا آپنے روایت مین لولا زید فی القرآن ونقص نہین ملاحظہ فرمایا اور علاوہ اسکے بہتسی روایات ہین پہر طرفہ تماشا یہہ ہے کہ اپنی کمی کو جو کمی تحریفی ہے اہلسنت کی کمی کے ساتہ جو نسخی ہین خلط ملط فرماتے ہین

تاکہ اس حسد سے اور اس پیرایہ سے اپنا عیب پوشیدہ رہے پس واضح رہے کہ جو کمی اہلسنت کے
روایات سے ثابت ہوتی ہے اوسکے ساتھہ اوس کمی کو کچھہ ربط نہین کہ جو آپکی روایات کا مدلول ہے کیونکہ
اہلسنت کے روایات کا مدلول وہ کمی ہے جو خدا تعالے نے کی اور آپکی روایات کا مدلول وہ کمی ہے
جو صحابہ نے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن مین دیدہ دانستہ کی ہے - فاین ہذا من ذاک
علاوہ اسکے باوجود اس فرق و مبالغہ کے یہہ جسقدر کمی روایات سامی سے مفہوم ہوتی ہے بہ نسبت اوسکی
وہ کمی بہت کم ہے جو روایات اہل سنت سے ثابت ہوتی ہے اگر آپکو تردد ہو کلینی مین ملاحظہ فرمالیوین ہم
بسبب اختصار کے نقل روایات سے متعرض نہین ہوئے - رہا یہہ اعتراض کہ ہماری روایات کے بموجب
باوجود معجز ہونے کے قرآن شریف اغلاط پر بہی مشتمل ہے چنانچہ لفظ المقیمین اور والصابئون اور
ان ہذان غلط تسلیم کرلیے گئے سو جواب اسکا یہہ ہے کہ اول تو یہہ روایت ہی معتبر نہین چنانچہ
لفظ حکی عن عائشۃ و ابان بن عثمان بصیغہ تمریض خود اسکی ضعف پر دلالت کرتا ہے دوسری یہہ کہ
سلمنا یہہ روایت صحیح ہی لیکن قرآن کے نقل اور اوسکی صحت تواتر قطعی ثابت ہے تو بمقابلہ اوسکی
صحت و قوت کی اگر یہہ روایت صحیح بہی ہو تاہم معتبر نہین ہوسکتی تیسری یہہ کہ یہہ تغلیط اگر ہے
تو صرف باعتبار قواعد لسان کے ہے اور جب جمہور صحابہ اور تمام ائمہ عربیہ نے اسکو صحیح تسلیم کرلیا
اور اسکی صحت کی توجیہات بیان کردی تو یہہ قول خود ضعیف اور شاذ ہوگیا چنانچہ وہ عبارت جو معالم
مین اسکی بعد مین مذکور ہے اور ہمارے فاضل مخاطب نے ترک فرمائی ہے وہ اسپر صریح دلیل ہے
اور وہ عبارت یہہ ہے وعامۃ الصحابہ واہل العلم علی انہ صحیح - چوتہی یہہ کہ اگر حضرت عائشہ وغیرہ کو
یہہ روایت نہ پونہچی ہو اور اونہون نے اس اعراب کو ظاہرا خلاف ظاہر دیکھہ کر اپنی رائے اور
اجتہاد سے بلاتدبر یہہ فرمادیا ہو کہ یہہ کاتب کی خطا ہے اور اس تخطیہ مین اونکی رائے نے خطا کی ہو
تو ہم نے کب دعوی کیا ہے کہ وہ اپنی رائے اور اجتہاد مین خطا سے معصوم ہین - پانچوین یہہ
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو اسپر کاتبونکی خطا کے نسبت ارشاد فرمایا اوس خطا اور
غلطی سے یہہ مراد نہین ہے کہ یہہ لفظ غلط ہے بلکہ مراد اس تخطیہ سے یہہ ہے کہ قرأت

مختلفہ مین سے صرف اولے اختیار کرکے اوسپر تمام امت کو جمع کرتے اور باقی الفاظ کو جنکی اجازت
اور جنکا نزول بطور تیسیر تھا اونکو ترک کردیتے۔ حاصل یہہ کہ ترک اقتصار علی الاولے مین کاتبون نے
خطا کی۔ چھٹی یہہ کہ ظاہر ہے کہ باعتبار قواعد عربیہ کے اگرچہ والمقیمین والصابئون اور ان ہذان صحیح ہے
اور اسکی صحت مین کچھہ کلام نہین لیکن ان کی صحت بتوجیہہ و تاویل ہے اور المقیمون اور الصابئین
اور ان ہذین بدون تاویل کے صحیح ہے اور باعتبار قواعد عربیہ کے اولے ہے تو ممکن ہے
کہ حضرت عائشہ رضے اللہ عنہا نے بطریق مجاز اور اتساع فے الاخبار کے خلاف اولے اور
خلاف ظاہر پر خطا کا اطلاق کردیا ہو۔ اب اوسکا جواب سنیئے جو روایت آپنے حضرت عثمان کی
نقل فرمائی ہے جسکا مدلول یہہ ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ قرآن مین لحن ہے اول تو ہم اس روایت
کی صحت کو نہین تسلیم کرتے نہ عقلاً نہ نقلاً۔ اما نقلاً پس اسوجہ سے کہ یحیی بن یعمر اور عکرمہ نے
اس روایت کو حضرت عثمان رض سے روایت کیا ہے اور دونو نے نہ حضرت عثمان رض کو دیکھا
اور نہ اونسے کچھہ سنا ہے تو یہہ روایت قابل اعتبار و اعتماد کے نہ ہے واما عقلاً پس اسلیے کہ صریح
عقل دلالت کرتی ہے کہ جب حضرت عثمان رض قرآن کی جمع و تالیف کے متکفل ہوئی اور اونہونے
صحابہ کو جمع کرکے اس مہم کا سرانجام کیا تو اوسمین اونہونے کوئی لفظ ایسا جو لحن و خطا ہو اور
موجب قدح اور اعتراض کا ہو ہرگز باقی نہ چھوڑا ہوگا۔ اور کیونکہ عقل سلیم تسلیم اور باور کرسکتی ہے
کہ ایسی غلط الفاظ کہ جنمین کسی قسم کا مفاد حاصل نہو دیدہ و دانستہ قرآن مین باقی رکھین بروئی
عقل ہرگز ممکن نہین۔ پس معلوم ہوا کہ یہہ روایت بالکل غلط ہے دوسری جب قرآن کے
تمام حروف و حرکات کا منزل من اللہ ہونا ثابت ہے تو اگر یہہ روایت صحیح ہو بھی تاہم متواتر کا
معارضہ نہین کرسکتے اور ساقط الاعتبار ہی تیسری اس روایت کا محمل بالکل صحیح اور صاف ہے
کہ جسمین نہ کچھہ شک و شبہ رہتا ہے نہ کوئی اعتراض و قدح وہ یہہ کہ اگر یہہ روایت صحیح ہو اور حضرت
عثمان رضے اللہ عنہ نے یہہ فرمایا ہو تو اسکے معنے یہہ ہین کہ فے المصحف لحناً فے تلاوتہا
یعنی بعض جگہ رسم الخط اس طرح پر ہے کہ اگر اوسکو پڑھنے والا اوسیطرح پڑھے جسطرح کہ باعتبار

رسم الخط کے لکہا ہوا ہے تو وہ غلط ہوگا اور تلاوت مین لحن واقع ہوگا تو حاصل یہہ ہوا کہ مصحف
مین باعتبار رسم الخط کے ایسے الفاظ واقع ہین جنکی تلاوت مین اگر اوسیطرح پڑہا جاوے جسطرح
لکہی ہین تو لحن واقع ہوتا ہے - چنانچہ لااذبحنہ اور لااوضعوا اور من نبائ المرسلین وغیر ذالک
اور ظاہر ہے کہ اگر یہہ الفاظ بدون معرفہ رسم الخط اوسیطرح تلاوت کیجاوین جسطرح کہ لکہی ہوئی ہین تو معنے
بالکل متغیر ہوجائینگی - اور ایجاب نفی ہوجائیگا - اور کلمات مین ایسی حروف کی زیادتی ہوگی جو اونمین
کسیطرح داخل نہین ہے اور تلاوت غلط ہوگی - پس اسکے معنے یہہ نہین کہ الفاظ قرآنی یا اوسکے
رسم الخط مین بہی غلطی اور لحن ہو - پس یہہ حضرات شیعہ کی خوش فہمی ہے کہ ایسی روایات کو بے سوچے
سمجہی نقل کردیتے ہین پہر علاوہ اسکی دین و دیانت کی یہہ کیفیت ہے کہ روایات کے نقل مین حضرت کشمیری
صاحب صاحب تہہ وغیرہ نے اس روایت کے الفاظ کو مسخ و تحریف کرکے اپنی اعتراض کے
تقویت اور تائید کی غرض سے کچہہ سے کچہہ بنا دیا ہے اور ہماری فاضل مخاطب نے بہی اونہین کی
تقلید فرمائی اور خوشی سے اونہین الفاظ کو جو کشمیری صاحب نے تحریف کیے تہے بڑے ناز و فخر
کے ساتہہ نقل کردیا - حالانکہ وہ سراسر غلط ہین اب مین عرض کرتا ہون کہ اصل کیونکر تہی اور پہر حضرات
نے انمین مسخ و تحریف فرماکر اپنے مدعا کے موافق کیونکر بنایا - اصل الفاظ یہہ تہے وقال عثمان
ان فی المصحف لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا اسمین لفظ ستقیمہ صیغہ مضارع کا ہے
باب افعال اقام یقیم سے اور اوسپر حرف سین استقبال قریب کے لیے داخل ہے اور ہای ضمیر آخر مین لاحق ہے
جو راجع اسی لحن ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ عرب اوسکو اپنے زبانون کے ساتہہ تلاوت مین سیدہا
اور ٹہیک کرینگے چنانچہ بعض روایات مین ان العرب ستعربہا بالسنتہا مروی ہے اور
بعض روایات مین تقیمہا وارد ہے چنانچہ شیخ ابو عمر عثمان بن سعید بن عثمان المقری نے
اپنے کتاب رسم الخط مین یہہ روایات نقل کے ہین پہر اوسکو حضرت مرزا کشمیری صاحب وغیرہ
اور ہمارے فاضل مخاطب نے مسخ و تحریف فرماکر اسطرح بنایا کہ حرف سین اصلی کو زیادہ
کیا اور حرف تا علامت مضارع کو حذف فرمایا اور ہاے ضمیر کو تائی تانیث سے بدلکر لفظ

سقیمہ مادہ سقم باب سقم یسقم سے صیغہ اسم فاعل یا صفت مشبہ کا بنایا جسکے معنے یہہ ہوگئی کہ قرآن مین عرب کے الفاظ سقیمہ یعنے ضعیفہ اور مرجوحہ اور غلط داخل ہین پہر اب دیکھیی کہ اعتراض کو کسقدر تقویت اور تائید ہوگئی - پس آپکے اس دین و دیانت پر صد آفرین ہے ہم کچہہ نہین کہتے خدا تعالے آپ صاحبونکو اسکی جزا موفور عطا فرماوے و یرحم اللہ عبدا قال آمینا - پس ہمنے خوب غور کیا اور تیرہ سو برس سے غور کرتے چلے آتے ہین نہ کہین لحن قرآن مین ہے اور نہ سقیمۃ العرب ہے - یہہ حضرات کی فہم کی خوبی ہے یا حضرات آپکے عنایات کا ثمرہ ہے کہ روایت ہین جسکی وجہ سے ایجاد و اختراع کیا گیا - لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک مروی اونکی روایات کے جو ائمہ سے مروی ہوئی اور جو بعض قطع کو ہین جنکو اکابر شیعہ نے تسلیم کرکے وقوع تحریف کا اعتقاد کر لیا ہے قرآن مین کمی و بیشی اور تغیر و تبدل اور نسخ و تحریف بہت کچہہ ہوگئی ہے پس تنکب القرآن فی الحقیقۃ یہہ ہے وہ نہین اور تنکب کے یہہ معنے ہین وہ نہین **قولہ** غرضکہ اور اسی قسم کی روایتین درمنثور و اتقان وغیرہ مین موجود ہین ارادہ تہا کہ جو کچہہ انکے جواب آپکے علما نے دیئے ہین وہ نقل کرکے اونکی کیفیت بہی لکہی جائے مگر بخوف اطناب نہین لکہتے پہر دیکہا جائیگا - **اقول** پہر جب کبہی آپکا دل چاہے دیکہہ لیجئے ہم ہر طرح حاضر ہین نہ تحریر سے انکار ہے نہ تقریر سے دریغ مصرع ہمین سیدان ہمین چوگان ہمین گو **قولہ** آپکے خلیفہ ثالث نے اسی پر اکتفا نہین فرمایا کہ غلط ہی ٹہرایا تہو بلکہ کتاب اللہ کو جسکی تعظیم و احترام ضروری ہے جلوایا پہڑوایا علے اختلاف الروایتین **اقول** پہلے کسی دلیل شرعی سے یہہ تو ثابت کیجئے کہ مطلق جلوانا یا پہڑانا اہانت اور خلاف تعظیم و احترام ہے جبتک آپ یہہ ثابت نفرماوینگی اوسوقت تک آپکا اعتراض ہی لغو ہے اور لائق التفات نہین لیجئے ہم آپسے بلکہ علماء اثنا عشریہ سے استفتا کرتے ہین جواب تحریر فرماوین کیا فرماتے ہین علماء امامیہ اثنا عشریہ اس صورت مین کہ ایک شخص نے ایسی حالت مین کہ اوسکی نزدیک قرآن شریف مین کلمات تفسیر بہی لکہی ہوئی تہے اصل قرآن کو اونسے جدا کرکے جمع و تالیف کیا اور بعد جمع و تالیف کے اوسکی نسخ کو اطراف و اکناف عالم مین شائع کیا اور اوسکو موافقین و مخالفین نے

بلا اعتراض صحیح قرآن تسلیم کرلیا پھر اوس شخص نے اس خوف سے کہ وہ قرآن جو منزلہ مسودہ کے تھا اور جسمین کلمات تفسیر درج تھے مبادا ظاہر ہو کر باعث اختلافات ونزاع کا ہو اوسکو جلوا دیا یا پارہ پارہ کروا دیا تو یہہ شخص ماجور ہے یا آثم اگر آثم ہے تو کس گناہ کا مرتکب ہوا بینوا بالدلائل الشرعیہ توجروا اور نہین تو اسی مختصر سوال کا جواب دیدیجیے اگر کوئی شخص بلا قصد اہانت قرآن شریف کو اپنی رائے مین کوئی مصلحت شرعی سمجھکر جلوائے یا پھڑوائے تو جائز ہے یا حرام حضرت میر صاحب حسب شہادت آپکے امام کلینی کے۔ امام صادق رضی نے تو یہان تک اہانت کی کہ ہاتھ سے پھینک دیا تفسیر سورۂ نحل مین مفسر صافی نے روایت نقل کی ہے وفی الکافی عن القمی عنہ (ع) (عن الصادق) انہ قراء ان تکون ائمۃ ھی ازکی من ائمتکم فقیل انا نقرءھا امۃ ھی اربی من امۃ فقال وما اربی من امۃ واومأ بیدہ فطرحہا۔ ہم اسکو بھی علمائے امامیہ سے ہی استفسار کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص اسطرح قرآن کی اہانت کرے تو جائز ہے یا حرام

قولہ یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ بیاض عثمانی قرار دین آپکے خاتم المتکلمین کے عادت مین چونکہ تمسخر ہی بطور تمسخر یہ اوہنون نے ایسا فرمایا ہے۔ افسوس کہ آپنے اونکی عبارت مین تامل نہین فرمایا معاذ اللہ کہ کسی اہل حق نے قرآن شریف کو اس لقب نا ملائم سے ملقب کیا ہو۔ یہہ محض کذب و افترا ہے۔ اور اگر آپ اسباب مین کوئی سند لاسکتے ہین تو لائیے۔ **اقول** جب وقوع تحریف بروایات صحیحہ باعتراف اکابر شیعہ ہم ثابت کر چکے تو ظاہر ہے کہ یہہ وقوع تحریف جمع وتالیف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین ہے واقع ہوا ہوگا کیونکہ وہ جمع وتالیف جو اول شیخین کے زمانہ مین ہوئی تھی اوسکا خلاصہ بھی ایہی کیا گیا چنانچہ جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ہوگیا تو اسکو اگر شیعہ محرف عثمانی اور بیاض عثمانی کہین تو کیا بعید ہے۔ یہہ لفظ نہی اسکا مدلول تو صریح روایات سے ثابت ہوتا اور اگر تتبع کیا جاوے تو انشاء اللہ شیعہ کی تصریحات مین یہہ لقب بھی نکلیگا علاوہ ازین

سلہ کافی مین قمی سے روایت ہے کہ امام صادق رضی نے (باین الفاظ) ان تکون ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم پڑھا کسینے عرض کیا کہ ہم تو اسکو امۃ ہی اربی من امۃ پڑھتے ہین فرمایا اور اربی من امۃ کیا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اوسکو ڈال دیا ۔۱۲

ہمنی ماسبق مین ارغام سے عبارت کتاب بارقہ ضیغمیہ کے نقل کے ہے اوس سے صریح یہہ لقب
نا ملائم نہین ثابت ہوتا تو کیا ثابت ہوتا ہے چون نظم این قرآن نظم عثمانیست الخ نظم عثمانی اور
بیاض عثمانی مین کیا فرق ہے۔ افسوس کہ آپ اپنے علماء کی کتابونکو دیکھتے نہین جو آپ کو
اپنے مذہب کا حال معلوم ہو۔ پس ہمنے دلائل سے ثابت کر دیا اور آپکا کذب وافترا کہنا
محض کذب ہوا **قولہ** اب آپ انصاف فرماوین کہ کیا کتاب اللہ سے تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ
جسکا حافظ خود خدا حقیقی تعالی شانہ ہو اوسکو محرف وغلط وسقیمۃ العرب فرمائین اور اوسکو جلائین
یا جو کتاب اللہ کی نسبت ایسا کہین اور بجائے تعظیم واحترام جلائین اونکو دین مین پیشوا ومقتدا
سمجہین **اقول** حسب ارشاد ہمنے تو انصاف سے عرض کر دیا کہ غلط ہونے کا الزام خوش
فہمی ہے اور محرف ہونیکا الزام کذب وافترا اور سقیمۃ العرب ہونے کا الزام حضرات کے خیانت نہین
بلکہ دین ودیانت ہی۔ لیکن تمسک کے یہہ معنی کہ کتاب اللہ کو محرف فرماوین اور اوسمین تحریف اعتقاد
کرین اور موافق اصول کے قرآن مین تحریف کا واقع ہونا یقینی ہو اور تمسک کے یہہ معنے ہین کہ کتاب اللہ کو
نا خوش ہو کر بطریق اہانت کے پہینک دیوین۔ اور تمسک کے یہہ معنی ہین کہ ایسے لوگونکو جو قرآن کے غلطیونکا اور
تحریفات کا اعتقاد کرین یا تحریف کی شہادت دیوین یا قرآن کو اہانت کے ساتھہ پہینکین اور خلاف
تعظیم واحترام اوسکی اہانت کرین اونکو مقتدا اور پیشوا واجب الاطاعت بمنزلہ انبیا بلکہ انبیا سے افضل
سمجہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + **قال الفاضل المجیب** ۔ قولہ۔ کیا تمسک کے
یہہ ہی معنی ہین کہ (نعوذ باللہ توبہ توبہ) آل رسول کی بنات طیبات کو بلکہ اونکی شرمگاہونکو مغصوب
اعدا لکہ ٹہراوین۔ چنانچہ کافی کلینی سے صاحب تحفہ ومنتہی الکلام وآیات بینات نے روایت نقل کی ہے
اقول۔ صاحب تحفہ وغیرہ نے اول فرج غصبنا نقل کی ہے مگر ہمارے حضرت مجیب نے اپنی طرف سے
بلکہ انکی شرمگاہونکو الخ زیادہ کر دیا کمال ہی تو ہین فرمایا شرم وحیا سے خوب کام لیا۔ حضرت وہ عبارت
بعینہ نقل فرماوین جسکا ترجمہ خود بدولت نے بلکہ اونکی شرمگاہونکو فرمایا ہے۔ معاملہ دینی مین ایسی تصرف
کرنے سے آنحضرت کو خوف خدا نہین۔ اہل علم کو غیرت شرم حیا نہین **یقول العبد الفقیر** اے مولاہ

جب آپکے امام کلینی نے اول فرج غصبت منا بمات طیبات کے بابت روایت کیا ہے تو اگر نقلا ہمنے بلکہ اونکی شرمگاہونکو الخ لکھدیا تو کیا غضب ہوا اول فرج غصبت منا کا اگر یہہ ہے بعینہ مطلب نہین تو آپہی فرماوین کہ اسکے سوا اوسکا کیا مطلب ہے کیا لفظ فرج سے مراد شرمگاہ نہین ہے یا غصبت سے مغصوب ہونا سمجھہ مین نہین آتا۔ ہان ہماری یہہ تو خطا ضرور ہے کہ ہمنے لفظ فرج کا ترجمہ شرمگاہ کیا ہے اور لفظ فرج عضو مخصوص کے لیے صریح ہے اور شرمگاہ کنایہ لطیف معلوم ہوتا ہے کہ آپکو اسوقت پسند آتا اور صحیح معلوم ہوتا جب کوئی شخص آپکے امام کلینی کے اس فحش کا ترجمہ ویسی صریح اور شنیعہ الفاظ مین معاذ اللہ کرتا۔ ہمکو نہایت افسوس ہے کہ خطا تو آپکی امام کے اور جہلا ہمپر خوف خدا اور اہل علم سے شرم و حیا تو آپکے امام کلینی نظر آئین اور عتاب ہو ہمپر اگر یہہ الفاظ بمقتضاء آپکے دین و ایمان و حیا و شرم کی بیحیائی سے ناشی اور مستقیح ہین تو اپنے حضرت کلینی کے روح پرفتوح کو صلواتین سنایئے یا جو اونکے اساتذہ بزرگوار ہین جن سے اونہون نے یہہ فحش و بیحیائی کے بات اخذ کی ہے اونکو کچھہ کہیے ہم تو محض ناقل مضمون ہین کہ الزاما خدمت مین پیشکش کیا تو ہمپر یہہ ناواجب غصہ کیون نکالا جاتا ہے۔ ہان اگر ہمنے نقل مین خطا کی ہو اور اپنی طرفسے تراش کر لکھدیا ہو تو اوسوقت البتہ ہم مقصور وار تھے۔ پس معلوم نہین کہ آپ ہمپر کیون جہلا اوٹھے۔ ہمنے کیا بیجا تصرف کیا تھا جو آپکو یون بے طرح جوش آگیا۔ اگر ہمنے اپنی طرفسے کوئی تصرف کیا تھا تو پہلے ثابت کرنا چاہیے تھا اصل روایت کلینی سے نقل فرماتے اور لکھتے کہ اس روایت کے نسبت یہہ زیادتے ہے اور نقل مضمون مین یہہ ناجائز تصرف ہے اور بدون اسکے یونہین بے دلیل شور و غل مچانا اہل عقل و خرد کا تو کام نہین ہے۔ اوسپر طرفہ ماجرا یہہ ہے لکھتے ہین کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے اول فرج غصبت منا نقل کی ہے جسکی بظاہر الزام صاحب تحفہ کیطرف عاید کیا ہے اور یہہ نہین فرماتے کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے کہانسے نقل کی ہے اصل موجد اس فحش و بیحیائی کا کون ہے یہہ آپکی دیانت کا مقتضا ہے۔ معہذا یہہ جو سوال فرمایا کہ (حضرت وہ عبارت بعینہ نقل فرماوین جسکا ترجمہ خود بدولت نے بلکہ اونکی شرمگاہونکو فرمایا ہے) اسکا جواب یہہ ہے کہ بندہ کی عبارت کو

بغور ملاحظہ فرماوین - ادسمین کہان لکہا ہے کہ یہہ ترجمہ ہے جسکی واسطہ تطابق لفظی شرط ہے جسکو
آپ تلاش فرماتے ہین - حیف ہی کہ آپکو اتنی بہی خبر نہین ہے کہ یہہ ترجمہ نہین ہے بلکہ نقل مضمون
اورحکایت بالمعنے ہی جسکے لیے صرف اتحاد مطلب شرط ہے وبس معلوم نہین جناب نے اسکا
ترجمہ ہونا کس قرینہ سی سمجہا - باقی رہا خدا کا خوف اوراہل علم سے شرم وحیا تو البتہ حضرات شیعہ کو
حاصل ہے کہ تتمیمۃ العرب مسخ کرکے اپنے مطلب کے لیے سقیمۃ العرب بنالیا اوراپنی مدعا کے موافق
روایت مین تصرف کرلیا البتہ معاملات دینی مین خدا کا خوف اوراہل علم سے شرم وحیا تو یہہ ہے ہوئی
اسیطرح آپکے شریف رضی نے نہج البلاغت مین جابجا جناب امیرؑ کی کلام کاستیاناس کیا
اوراوسکو مسخ تحریف کرڈالا جس سے شراح کا بہی ناک مین دم آگیا اور بے اظہار کیئے اونکو بہی کچہ
بن نہپڑا چنانچہ ہم ابحاث سابقہ مین بطور مشتی نمونہ خروارعرض کرائی ہین البتہ خدا کا خوف اوراہل
علم سے شرم وحیا تو اسکا نام ہے اوراسکی بہت نظیرین ہین جوکسیقدر حافظہ مین ہین مگرخوف
تطویل رخصت نہین دیتا - **قولہ** بہرحال حضرت مجیب کی غرض اس سی نکاح ام کلثوم عمرؓ ہے
اگراس امرکی تحقیق کہ نکاح خلیفہ ثانی حضرت ام کلثوم سے ہوا یا نہین - اوراگر ہوا تو ام کلثوم بنت
حضرت زہرا علیہا السلام سی ہوا یا کس ام کلثوم سے کیجا دے تو بہت ہی طول ہو اور
بباعث بیماری اورعدیم الفرصتی اس قدر طویل بحث چہیڑ نہین سکتے اور نیز پہلے ہی اس تحریر مین طول
ہوگیا - اگر حضرت مجیب کو شوق ہو تو جواب آیات بینات ولہب المیزان وتحفۃ الاثنعشریہ وغیرہ
مین ملاحظہ فرمالین **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف جب آپکو ضروری دینی مسائل
کی تحقیقات کی نسبت اسقدر گریز واغماض ہے تو پہلے ہی اس بحث کو کیون چہیڑا تہا اوریہہ
جو شروع جواب مین ارشاد ہوا تہا کہ (اگرغور فرمائی تو یہہ اعلی درجہ کی عبادت ہے) یہہ صرف زبانی
ہماری ہی واسطہ تہا اور اتامرون الناس بالبر کے حکم مین تہا - اگرآپ ایسی مریض عدیم
الفرصت تہی تو آپنے سوال ہی کیون لکہا - شاید آپکو یہہ خیال ہوگا کہ خصم کب دست بگریبان ہوتا ہے
اورکب یہہ روز سیاہ نظر آئیگا - اب جب موقع آیا تو یون عذر وحیل وگریز واغماض ہونے لگا

آپکا خصم آپکی ایسی ایک نہ سنیگا جبتک آپ جواب صاف نہ دینگے وہ آپکا گلوگیر ہی رہیگا۔ سبحان اللہ
جواب آیات بینات پر آپ ٹالتے ہین **شعر** سوال بوسہ کو تم لا جواب چین ابروہی + برات
عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین ۔ حضرت سوال تو آپ سے ہے آپ جواب دیجیے اگر جواب
آیات بینات مین یہہ بحث ہے تو آپ وہین سے دیکھہ بہال کر جواب دیجیے آپکے خصم کو کچھہ حاجت
نہین کہ وہ یہہ کتابین دیکھتا پہرے۔ حیلہ خوف تطویل بالکل لغو ہے۔ جہان آپنے چار ورق کے
جواب مین چھہ جزو تحریر فرمائی اور اسکے لیے آپکو بیماری اور عدیم الفرصتی مانع ہنوئی تو اس مسئلہ کی
بہی ایک دو جزو کا کچھہ مضائقہ نہ تہا۔ مگر شاید عجب نہین کہ اس مسئلہ کی ہی خوف سے بیماری
لاحق حال ہوئی ہو اور جاڑا چڑہ آیا ہو کیونکہ یہہ مسئلہ ایسی ہی ٹہیری کہیری اگر یہہ ہے تو ہم بہی حظ
معاف لکھہ دینگے اور معذور سمجہینگے مگر تسیر طی۔ **قولہ** مگر یہان صرف اسیقدر لکہا جاتا ہے کہ جسطرح
اہلسنت ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ہوا اسیطرح شیعہ انکی کتب سے ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم
بنت زہرا سے نہین ہوا۔ اور یہہ نکاح بہی باکراہ ہوا جو غصب سے مراد ہے صرف فرق الفاظ ہی
چنانچہ دو تین روایتین اس قسم کی لکہی جاتے ہین صواعق محرقہ ابن حجر مین ہے صح عن عمر انہ
خطب ام کلثوم من علی فاعتل بصغرہا وبانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر فقال انی ما اردت
الباءة ولکن سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع
یوم القیمۃ ما خلا سببی ونسبی۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے ان علیا امتنع من
نکاح ابنتہ بعمر واستعذر بصغرہا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجا الخ غور فرمایے
کہ لفظ الجاہ آپکی کتاب مین بہی موجود ہے غصب اور اس لفظ مین صرف تنازع لفظی ہے ۔ کتاب
ہمت السعداء مین ہے ام کلثوم دختر ابوبکر بود مادرش اسماء بنت عمیس کہ اول زن جعفر طیار
بود بازبنکاح ابوبکر درآمدہ از ابوبکر پسری عبد الرحمن نام ویک دختر ام کلثوم زائید۔ بعد
از ان بنکاح علی بن ابی طالب درآمد ام کلثوم ہمراہ مادر درآمدہ عمر بن خطاب با ام کلثوم
دختر ابوبکر نکاح کرد۔ انتہی۔ غرضکہ جسطرح اہلسنت یہہ نکاح ثابت کرتے ہین۔ شیعہ

اسیطرح اونکی کتابونسی اس ام کلثوم کا وہ نکاح ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر
سی ہوا اور چونکہ وہ دامن عاطفت جناب امیر علیہ السلام مین پلی ہتی فرط ربط واتحاد سی وہ جناب
امیر کی ہی بیٹی مشہور ہتی اور اس کا نکاح بہی جناب امیر کو منظور نہ ہتا۔ چنانچہ روایت مذکور سے
ثابت ہی **اقول** دانشمندان روزگار ناظرین رسالہ ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کی تقریر سے
اونکی حواس باختگی اور حیرانی وپریشانی سمجہہ گئی ہونگے کہ کیسی گرداب اعتراض مین ڈبکیان کہا رہی ہین
اور یہہ ہاتہ پاؤن اولٹی سیدہی مار رہے ہین لیکن ولات حین مناص۔ اب لیجیئی ہم اس بحث کو چہیڑتے ہین
اور تمام پہلو ونپر جو ہماری فاضل مخاطب نے اسجگہ ذکر کیے ہین بحث کرتے ہین۔ اول ہماری فاضل
مجیب نے یہہ دعوی کیا کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت زہرا رضی اللہ عنہا سے نہین ہوا۔ دوسرا دعو
یہہ کیا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ تیسرا یہہ دعوے کیا کہ یہہ
نکاح بہی باکراہ ہوا۔ پہر ان تینون دعوونکی ثبوت کے لیے تین روایتین ذکر فرمائی۔ ہم حیران ہین
کہ پہلی روایت جو ہمارے فاضل مخاطب نے ذکر فرمائی وہ کیون ذکر فرمائی اوس سے کس دعوی کا
اثبات مظنون سامی ہے نہ پہلے دعوی کے ثبوت سی اوسکو تعلق نہ دوسری دعوی
کچہہ ربط نہ تیسرے دعوی سے مس بلکہ صریح نقیض دعوے اول پر دال ہے کیونکہ حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ نے جو خواستگاری کی علت بیان فرمائی وہ یہہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ساتہہ پیوند ہونا جو قابل انقطاع نہین ہے منظور ہتا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ
ام کلثوم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی دختر تہین کیونکہ اگر یہہ ام کلثوم دختر حضرت
صدیق رض ہوتی تو پہر اس علت کے ساتہہ خواستگاری کے کچہہ معنے نہین یہہ پیوند اور خویشگی
اسی لیے ہتی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ رشتہ نسبت منعقد ہوجاوے۔ جو
بنت صدیق رض مین بلکہ بنت علی رض مین بہی جو بطن حضرت زہرا رض سے نہو مفقود ہتا تو اس سی صاف
معلوم ہوا کہ یہہ روایت مثبت نقیض دعوی اول ہے اور مبطل عین دعوی ثانی وثالث
پس ہماری فاضل مجیب کی خوش فہمی قابل داد ہی کہ وہ اپنی روایت کو اپنے مفید مطلب

اور مثبت مدعا سمجھکر سب سے پہلے خصم کے مقابلہ مین پیش کرتے ہین اور اتنا نہین سمجھہ سکتی کہ
یہہ روایت ہمارے مدعا کو مفید ہے یا مضر لیکن ہمکو کچھہ شکایت نہین واقعی یہہ اعتراض ایسا وار
عضال اور عقدہ غیر قابل انحلال ہے کہ اسکو سنکر جسقدر اوسان حضرات کی خطا ہون بجا ہے
اور جسقدر حواس پریشان ہون زیبا۔ پھر ایک اور طرفہ تماشا یہہ کہ تحریر فرماتے ہین کہ جسطرح اہلسنت
اس نکاح کو ثابت کرتے ہین اسیطرح شیعہ اونکی کتابونسے ثابت کرتے ہین کہ (بنت زہرا رض سے
نہین ہوا) جو حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور فہم پر دال ہی کوئی حضرت مخاطب سے پوچھے کہ حضرت
اونکی کتابونکی کیون قید لگائی گئی ہی اپنی کتابونکی ذکر سے اور اونمین ثابت ہونے ہونے
سے کیون پہلو تہی فرمایا یہہ امر تو ظاہر ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و محامد
اہلسنت کے نزدیک کچھہ اس نکاح ہی پر منحصر نہین۔ حضرت رض کو جو علو مرتبہ اسلام مین ہے
اگر یہہ نکاح نہوتا تو بہی وہ مرتبہ حاصل تہا۔ لیکن چونکہ حضرات اہل تشیع کو اونکی فضائل سے انکار ہے
اور بلکہ دائرہ ایمان سے بہی خارج سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب امیر کے اور اونکی باہم کمال عداوت تہی تو
اس امر کی ابطال کے لیے اہلسنت الزاماً شیعہ کی کتابون سے یہہ روایت نقل کرکے اونکو جہوٹا
کرتے ہین تو اگر بفرض محال اہلسنت کی کتابونمین یہہ نکاح ام کلثوم بنت زہرا رض سے ثابت نہو
بلکہ ام کلثوم بنت صدیق رض سے ہی تو حضرات شیعہ کے اوپر یہی یہہ الزام جو بموجب اونکی روایات کے اونپر
چسپان ہوتا ہے صرف اتنا کہنے سی کہ یہہ نکاح اہلسنت کی کتابونمین ثابت نہین ہے کیونکر اوٹھہ
سکتا ہے حالانکہ یہہ بہی غلط ہے کہ اہلسنت کی کتابونسی یہہ ثابت نہین چنانچہ ہم عرض کرینگے
پس اس الزام کے ہماری فاضل مجیب نے جسقدر جوابات تحریر فرمائے اور روایات لکہی وہ سب لغو اور بے سود
ہین اور حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور خوش فہمی پر دال ہین اگر بالکل سکوت کرتے اور کچھہ بہی
نہ لکھتے تو یہہ نسبت اسکی آپکے لیے بہت بہتر تہا کیونکہ کچھہ پردہ پوشی رہتی اب بہی ہم اسکا
ثبوت اہلسنت و اہل تشیع کی کتابون سے کرتے ہین۔ اول اہل سنت کی کتب معتبرہ سے
مختصراً ثبوت سنئے۔ صحیح بخاری صفحہ ۴۰۳ مین مذکور ہے۔ **حدثنا**

عبدان انا عبد الله انا يونس عن ابن شهاب قال ثعلبة بن ابي مالك ان عمر بن
الخطاب قسم مروطا بين نساء من نساء المدينة فبقي مرط جيد فقال له بعض
من عنده يا امير المومنين اعط هذا بنت رسول الله التي عندك يريدون
ام كلثوم بنت علي فقال عمر ام سليط احق وام سليط من نساء الانصار
ممن بايع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عمر فانها كانت تزفر لنا القرب
يوم احد اور سيني اسکے حاشیہ پر لکہا ہے ٢ قال الكرماني ام كلثوم بنت فاطمة
بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولدت في حياة رسول الله صلى الله عليه
وسلم خطبها عمر الى علي فقال انا ابعثها اليك فان رضيت فقد زوجتكها
فبعثها اليه ببرد وقال لها قولي هذا البرد الذي قلت لك فقالت ذلك
لعمر فقال لها قولي قد رضيت رضي الله عنك ووضع يده على ساقها فكشفها
فقالت اتفعل هذا لولا انك امير المؤمنين لكسرت انفك ثم جاءت اباها
فقالت بعثتني الى شيخ سوء واخبرته فقال لها يا بنية انه زوجك سنن ابي
سنن نسائی صفحہ ۳۲۲ ہے ٣ ووضعت جنازة ام كلثوم بنت علي امرأة عمر بن الخطاب وابن

---

١ ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر بن خطاب نے مدینہ کی عورتوں کو چادرین تقسیم کی تہی ایک چادر بچ گئی تو پاس والوں مین سے کسی نے کہا یا امیر المومنین یہ چادر رسول اللہ کی دختر کو جو تیرے پاس ہے دیدے مراد انکی ام کلثوم بنت علی کو تہی عمر نے کہا کہ ام سلیط زیادہ مستحق ہے اور ام سلیط انصار کی ان عورتوں مین سے ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تہی عمر نے کہا کیونکہ وہ جنگ احد کی دن ہماری مشکین پیوند کرتی تہی۔
٢ کرمانی نے کہا کہ ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر فاطمہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین پیدا ہوئی عمر نے اوسکی منگنی کا علی کے پاس پیام بہیجا تو علی نے فرمایا مین اسکو تیرے پاس بہیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو مینے تیرے ساتہ اوسکا نکاح کر دیا۔ پہر ام کلثوم کو ایک چادر دیکر عمر کے پاس بہیجا اور اوسکو کہا کہ تو کہیو کہ یہہ وہ چادر ہے جسکا مینے تجہسے ذکر کیا تہا ام کلثوم نے وہی عمر سے کہا عمر نے اوسکو کہا کہ کہنا مین راضی ہوا خدا تجہسے راضی ہو۔ اور اپنا ہاتہ ام کلثوم کی ساق پر رکہا اور اوسکو کہولا ام کلثوم نے کہا تو کیا کرتا ہے اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری ناک توڑ ڈالتی۔ پہر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا مجکو آپنے بڑی بڈہی کے پاس بہیجا تہا اور حقیقت حال کی خبر دی۔ علی نے کہا بیٹا وہ تیرا شوہر ہے ١٢ ٣ ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر کا اور اوسکے فرزند جسکو زید کہتے تہے جنازہ یک بار رکہا گیا۔

لها يقال الهزيد وضعا جميعا والامام يومئذ سعيد ابن العاص وفي الناس
ابن عمر وابوهريرة وابو سعيد وابو قتادة فوضع الغلام مما يلي الامام۔ علاوہ انکی
خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے حیدر واثنین نواقض مولانا محمد حسینی سے
نقل کی ہے۔ ہم بھی منتہی الکلام سے تیمناً للفائدہ نقل کرتے ہیں۔ عن عقبة بن عامر
رضي الله عنه قال خطب عمر الى علي ابنته من فاطمة واكثر تردده اليه
فقال علي يا امير المؤمنين ما عندي الا صغيرة فقال عمر ما يحملني
على كثرة ترددي اليك الا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول كل حسب ونسب وسبب وصهر منقطع يوم القيمة
الا حسبي ونسبي وسببي وصهري فقام علي رضي الله عنه فامر
بابنته من فاطمة فزينت وبعث بها الى عمر رضي الله عنه فلما راها
قام اليها فاجلسها في حجره وقبلها ودعا لها فلما قامت اخذ بساقها
وقال لها قولي لابيك قد رضيت فلما جاءت الجارية الى ابيها قال لها
ما قال لك امير المؤمنين قالت لما راني قام الي فاجلسني في حجره وقبلني

۱؎ اور امام اوس روز سعید بن العاص تہا۔ اور لوگوں میں ابن عمر اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور ابو قتادہ بہی تہی پس لڑکے کو امام کے متصل کہا ۱۲۔ ۲؎ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہا عمر نے علی کو اونکی دختر کے جو بطن فاطمہ سے تہیں منگنی کا پیام دیا اور بکثرت آمد و رفت رکہی علی نے کہا ای امیر المؤمنین بجز ایک صغیرہ کے میرے پاس اور کوئی نہیں عمر نے کہا آپکے پاس (اس معاملہ میں) بکثرت آمد و رفت کا اور کوئی باعث نہیں ہے مگر صرف یہہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہی تمام رشتے اور ناتے اور دامادی تعلق منقطع ہو جاوینگے مگر میرا رشتہ اور ناتا اور دامادی تعلق۔ پس علی رضہ اوٹھے اور اپنی دختر کی نسبت جو فاطمہ سے تہیں حکم فرمایا اونکو آراستہ کیا گیا اور عمر رضہ کے پاس بہیجا جب عمر نے اوسکو دیکہا اوٹھہ کہڑے ہوئی اور اوسکو اپنی گود میں بٹہلا لیا اور دعا دی جب وہ اوٹہی تو اوسکی پنڈلی پکڑی اور اوسکو کہا کہ اپنے باپ سے کہو میں راضی ہو گیا جب چہوکری اپنے باپ کے پاس آئی پوچہا کہ امیر المؤمنین نے تجہسے کیا کہا کہا جب مجہکو دیکہا اوٹہہ کہڑا ہوا اور اپنی گود میں بٹہلایا اور پیار کیا ۱۲

ودعا لي فلما قمت أخذ بساقي وقال لي قولي لأبيك قد رضيت فأنكحها[1] إياه فولدت زيد بن عمر فعاش حتى كان رجلا ثم مات. دوسری روایت

خطب[2] عمر إلى علي رضي الله عنهما ابنته أم كلثوم وأمها فاطمة ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي إن علي فيه أي في هذا الشأن أمراء حتى أستأذنهم فأتى ولد فاطمة فذكر ذلك لهم فقالوا زوجه فدعا أم كلثوم وهي يومئذ صبية فقال انطلقي إلى أمير المؤمنين فقولي له إن أبي يقرئك السلام ويقول لك إنا قد قضينا حاجتك التي طلبت فأخذها وضمها إليه وقال إني خطبتها إلى أبيها فزوجنيها فقيل يا أمير المؤمنين تريد إليها صبية صغيرة فقال إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم و ذكر الحديث بمثل ما تقدم ابن سمان کی روایت: إن[3] عمر قال لعلي إني أحب أن يكون عندي عضو من أعضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي ما عندي إلا أم كلثوم وهي صغيرة فقال إن تعش تكبر فقال إن لها أميرين معي قال نعم فرجع إلى أهله وقعد عمر ينتظر ما يرد عليه فقال

---

[1] اور دعا دی اور جب میں اوٹھی تو میری پنڈلی پکڑی اور کہا اپنے باپ سے کہنا میں راضی ہوگیا پس علیؓ نے اوسکا نکاح عمرؓ کے ساتھ کر دیا پھر (اوس سے) زید بن عمر پیدا ہوا اور زندہ رہا یہاں تک کہ جوان ہوگیا پھر مر گیا۔

[2] عمرؓ نے علی رضی اللہ عنہ کو اونکی بیٹی کی (جنکی والدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہیں) منگنی کا پیام دیا۔ علیؓ نے کہا کہ اس امر میں میرے ساتھ اور بھی امیر ہیں جبتک اونسے اذن نہ لوں (کچھ نہیں کہہ سکتا) حضرت فاطمہؓ کے بیٹوں کے پاس آئے اور اونسے یہہ ذکر کیا انہوں نے کہا نکاح کر دیجیے ام کلثوم کو جو اوس وقت لڑکی تہی بلایا اور کہا کہ امیر المؤمنین کے پاس جا اور اوسکو کہہ کہ میرا باپ تجھے سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمنے تیری حاجت جو تونے چاہی تہی پوری کر دی پس اسکو لیا اور اپنے گلے لگایا اور کہا کہ میں نے اسکے والد کو اسکی منگنی کا پیام دیا تہا اونسے اسکا میرے ساتھ نکاح کر دیا کسی نے کہا اے امیر المؤمنین تمکو اسکی طرف رغبت ہے حالانکہ یہہ چہوٹی لڑکی ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور مثل گذشتہ حدیث کے آخر حدیث تک ذکر کیا۔۱۲

[3] عمرؓ نے علیؓ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں میرے پاس کوئی لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو علیؓ نے کہا کہ میرے پاس تو بجز ام کلثوم کے دوسرے نہیں اور وہ چہوٹی ہے کہا اگر جیتی رہی تو بڑی ہوجاوے گی حضرت علیؓ نے کہا کہ اسکے معاملہ میں میرے ساتھ دو اور بھی امیر ہیں حضرت عمرؓ نے کہا اچھا علیؓ اپنے گھر لوٹ آئے اور عمر منتظر بیٹھے رہے کہ کیا جواب ملتا ہے ۱۲

علیٌّ اذ هو الحسن والحسین فجاءا فدخلا وقعدا بین یدیه فحمد الله واثنی
علیه ثم قال لهما ان عمر خطب الی اختکما فقلت له ان لها معی امرین
وانی کرهت ان ازوجها انا حتی اوامرکما فسکت الحسین وتکلم
الحسن فحمد الله واثنی علیه ثم قال یا ابتاه من بعد عمر صحب رسول الله
صلی الله علیه وسلم وتوفی عنه وهو راض ثم ولی الخلافة فعدل
قال صدقت ولکنی کرهت ان اقطع امرا دونکما بلفظه علاوه اسکے
وه روایت ہے جو فاضل مخاطب نے بھی صواعق ابن حجر سے نقل کی علاوه اسکے ابن عبد البر نے استیعاب
مین اثنار ترجمه ام کلثوم مین روایت کی ہے ان عمر بن الخطاب[2] خطب الی علی ابنته ام کلثوم
فذکر صغرها فقیل له رد ذلک فعاوده فقال له علی ابعث بها الیک فان رضیت
فهی امرأتک فارسل بها الیه فکشف عن ساقها فقالت مه والله لولا انک
امیر المؤمنین للطمت عینک علاوه اسکے شیخ[3] شهاب الدین ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب
اصابه فی معرفة الصحابه مین بیان کیا ہے ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب الهاشمیة
امها فاطمة بنت النبی صلی الله علیه وآله وسلم وقال ابن ابی عمر المقدسی
حدثنی سفیان عن عمرو عن محمد بن علی ان عمر خطب الی علی ابنته ام کلثوم

---

۱ کہا حسن اور حسین کو بلاؤ وہ اندر آئے اور سامنے بیٹھ گئے آپ نے خدا کی حمد وثنا کی پھر انسے کہا کہ عمر نے مجکو تمہاری بہن کی منگنی کا پیام
دیا تھا مین نے اسکو کہا کہ اسکے معاملہ مین میرے ساتھ دو امر اور بھی ہین اور یہ مین پسند نہ کیا کرتا تا وقتیکہ تم سے مشورہ نہ کرلون اسکا نکاح کردون
حسین چپکے رہے اور حسن بولے اور خدا کی حمد وثنا کہکر کہا ای باپ عمر کے بعد کون ہے جو رسول الله صلی الله علیه وسلم
کا شرف صحبت پایا اور آپ اوس سے راضی وفات پاگئے پھر متولی خلافت ہوا اور انصاف کیا کہا تو نے ٹھیک کہا
لیکن مین نے بدون تمہارے اس امر مین قطع فیصلہ کو پسند نکیا ۱۲ ۲ تحقیق عمر بن خطاب نے علی کو انکی دختر
ام کلثوم کی منگنی کا پیام دیا۔ آپ نے اوسکی صغر سنی کا ذکر کیا کسی نے کہا کہ انکی درخواست کو لوٹا دیا اونہون نے پھر مکرر درخواست
کی۔ علی نے کہا کہ اوسکو مین آپ کے پاس بھیجونگا اگر آپ کی رضا ہوئی تو وہ آپکی زوجہ ہے۔ پھر اوسکو آپ نے
پاس بھیجا عمر نے اوسکی پنڈلی کھولی ام کلثوم نے کہا ہون خدا کی قسم اگر تو امیر المؤمنین نہوتا تو مین تیری آنکھ پر
طمانچہ مارتی ۔ ۱۲ ۳ ام کلثوم ہاشمیہ علی بن ابیطالب کی بیٹی اوسکی والدہ فاطمہ رسول الله صلی الله علیه وسلم کی بیٹی ہین ابن
ابی عمر مقدسی نے کہا کہ سفیان نے بروایت عمر کے محمد بن علی سے مجھسے بیان کیا کہ عمر نے علی کو انکی بیٹی ام کلثوم کے ـــ

فذکر له صغرها فقیل له انه ردك فعاوده فقال له علي ابعث بها الیك فان
رضیت فهي امراتك فارسل الیه فکشف عن ساقها فقالت مه لولا انك امیر المؤمنین
للطمت عینك وقال ابن وهب عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیه
عن جده تزوج عمر ام کلثوم علی مهر اربعین الفا وقال الزبیر ولدت لعمر
ابنیه زید ورقیة وماتت ام کلثوم وولدها في یوم واحد اصیب زید
في حرب کانت بین بني عدي فخرج لیصلح بینهم فشج رجل ولا یعرف في
الظلمة فعاش ایاما وکانت امه مریضة فماتا في یوم واحد وذکر ابو بشر
الدولابي في الذریة الطاهرة من طریق ابن اسحاق عن الحسن بن علي قال لما
تأیمت ام کلثوم بنت علي من عمر دخل علیها حسن وحسین فقالا لها امکنت
علیها لینکحنك بعض ابنائه ولئن اردت ان تصیبین مالا عظیما لتصیبنه
فدخل علي کرم الله وجهه فحمد الله واثنی علیه وقال ای بنیة ان الله قد
جعل امرك بیدك فانا احب ان تجعلیه بیدي فقالت یا ابت اني امرأة ارغب
فیما یرغب فیه النساء واحب ان اصیب من الدنیا فقال هذا من عمل هذین

ے منگنی کا پیام دیا آپنے اوسکی کم عمری بیان کی کسینے کہا آپکی درخواست کو پہیر دیا اونہون نے پہر درخواست کی علی نے
اونکو کہا کہ مین اسکو آپکے پاس بہیجونگا اگر آپ کی رضی ہوئی تو وہ آپکی زوجہ ہے پہر اوسکو بہیجا آپنے اوسکی پنڈلی کہولی
اوسنے کہا ہون اگر تو امیر المومنین ہوتا تو تیری آنکہہ پر طمانچہ مارتے۔ ابن وہب نے بروایتہ عن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ
کہا کہ عمر نے ام کلثوم کے ساتہہ چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا۔ زبیر نے کہا کہ وہ عمر کے دو بچے زید اور رقیہ جنی اور ام کلثوم
اور زید اوسکا بیٹا ایک دن مری زید کو بنی عدی کے ایک خانہ جنگی مین جسکی مصالحت کی واسطے باہر آیا تہا ایک صدمہ
پہنچ گیا کسینے نادانستہ اندہیری مین سر پہوڑ دیا چند روز زندہ رہا اوسکی والدہ بہی بیمار تہے دونو ایک روز فوت
ہوئی۔ ابو بشر دولابی نے ذریت طاہرہ مین ابن اسحق کے طریق سے حسن بن علی سے ذکر کیا جبکہ ام کلثوم بنت علی
عمر سے بیوہ ہوگئی تو حسن و حسین اوسکے پاس آئے اور کہا کہ اگر علی کو اختیار دیگی تو وہ اپنی فرزندون (بہتیجی) مین سے کسیکے
ساتہہ تیرا نکاح کردیگی۔ اور اگر تو بڑا مال و دولت حاصل کرنا چاہتی ہے تو حاصل کرسکتی ہے۔ پہر علی کرم اللہ وجہہ
اندر آئے اور خدا کی حمد و ثنا کہی اور کہا بیٹا خدا نے تیری کام کا تجہکو اختیار دیا ہے اور مین چاہتا ہون تو مجہکو دیدے
اوسنے کہا ای باپ مین ایک عورت ہون اسمین رغبت کرتی ہون جسمین عورتین رغبت کیا کرتی ہین اور مین چاہتی ہون

ثم قام يقول والله لا اكلم واحدا منهما او تفعلين فاخذ ابنا بها وسألاها ف
فقعلته فقال اني قد زوجتك من عون بن جعفر فما لبث عون ان هلك
فرجع اليها علي رضي الله عنه فقال يا بنية اجعلي امرك بيدي ففعلت فزوجها
اخوه محمد ثم مات عنها فزوجها اخوه عبد الله بن جعفر فماتت عنده و
ذكر ابن سعد نحوه وقال في آخره فكانت تقول اني لا ستحيي من اسماء بنت عميس
مات ولداها عندنا نتخوف على الثالث قال فهلكت عنده ولم تلد لاحد منهم
وذكر ابن سعد عن انس بن عياض عن جعفر عن محمد عن ابيه ان عمر خطب ام كلثوم
الى علي فقال انما حبست بناتي على بني جعفر فقال زوجنيها فوالله ما على ظهر
الارض رجل يرصد من كرامتها ما ارصد قال قد فعلت فجاء عمر الى المهاجرين
فقال رفئوني فرفئوه فقالوا بمن تزوجت قال بنت علي سمعت عن النبي صلى الله
عليه وآله وسلم يقول كل صهر ونسب وسبب منقطع يوم القيامة الا صهري
ونسبي وسببي وكان لي به عليه السلام النسب والسبب فاحببت هذا
ايضا ومن طريق عطاء الخراساني ان عمر امهرها اربعين الفا واخرج بسند صحيح

ف ١ خدا کی قسم میں ان میں ایک سے بھی نہ بولونگا جبتک تو یہہ نکریگی پہر تو دونوں نے اوسکی کپڑی پکڑ لیی اور اوس سے سوال کیا تو
اوسنے قبول کیا علی نے کہا کہ بیٹی تیرا نکاح عون بن جعفر کے ساتھہ کردیا عون چند روز بعد مرگیا پہر علی اوسکے پاس آئے اور کہا بیٹا اپنا اختیار
مجکو دے اوسنے دیدیا پہر اوسکا نکاح عون کے بھائی محمد سے کردیا وہ بھی مرگیا پہر اوسکا نکاح محمد کے بھائی عبد اللہ بن جعفر
سے کردیا اور اوسکے پاس مرگئی اور ابن سعد نے اسکے قریب قریب ذکر کیا اور اسکے آخر میں کہا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مجکو
اسما بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ اوسکے دو فرزند ہمارے پاس فوت ہوگئی اور تیسرے پر ہمکو خوف ہے کہا پس وہ اسکے
پاس آپ مرگئی اور اون میں سے کسی سے نہ جنی اور ابن سعد نے بروایت انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
ذکر کیا کہ عمر نے ام کلثوم کے منگنی کی علی سے درخواست کی اوہوں نے کہا کہ میں اپنی لڑکیونکو جعفر کے بیٹوں کے واسطے
روک رکھا ہے عمر نے کہا مجسے بیاہ دے واللہ جسقدر میں اسکی بزرگی کا منتظر ہوں کوئی شخص زمین کی پیٹھ پر امیدوار
نہوگا علی نے کہا میں نے بیاہ دیا عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ مجکو نکاح کی مبارکباد دو پوچھا کس کے ساتھہ نکاح کیا کہا
علی کی بیٹی کے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا فرماتے تھے کہ ہر علاقہ دامادی اور ناتا رشتہ قیامت کے دن منقطع
ہوجائیگا مگر میرا علاقہ دامادی اور رشتہ ناتا اور مجکو حضرت علیہ السلام سے رشتہ اور وسطہ تو تہا میں نے چاہا کہ یہہ بھی
عطا خراسانی کے طریق سے ہے کہ عمر نے اوسکا چالیس ہزار مہر باندھا تہا اور سند صحیح کے ساتھہ تخریج کی ہے ١٢

[۱] ان ابن عمر صلے علی ام کلثوم وابنھا زید فجعلہ مما یلیہ وکبر اربعا وساق بسند

اخر ان سعید بن العاص ھو الذی ام علیھا انتھی بلفظہ۔ علاوہ ازین اسد الغابہ مین

ترجمہ ام کلثوم مین ہے۔ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب امھا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وآلہ وسلم ولدت قبل وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ خطبھا عمر بن

الخطاب الی ابیھا علی رضی اللہ عنھم فقال انھا صغیرۃ فقال عمر زوجنیھا یا ابا الحسن

فانی ارصد من کرامتھا ما لا یرصد بہ احد فقال لہ علی انا ابعثھا الیک فان

رضیتھا فقد زوجتکھا فبعثھا الیہ ببرد فقال لھا قولی ھذا البرد الذی

قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک ووضع

یدہ علیھا فقالت اتفعل ھذا لولا انک امیر المؤمنین لکسرت انفک ثم جاءت

اباھا فاخبرتہ الخبر وقالت لہ بعثتنی الی شیخ سوء قال یا بنیۃ انہ زوجک فجاء

عمر فجلس الی المہاجرین فی الروضۃ وکان یجلس فیھا المہاجرون الاولون فقال

رفئونی قالوا بماذا یا امیر المؤمنین قال تزوجت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ سمعت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کل سبب ونسب وصہر ینقطع یوم القیمۃ

---

[۱] کہ ابن عمر نے ام کلثوم اور اوسکے فرزند زید پر نماز پڑہی اور اوسکو اپنے متصل رکہا اور چار تکبیرین پڑہی تہین اور دوسرے سند سے بیان کیا کہ سعید بن العاص امام ہوا تہا[۲] ام کلثوم علی بن ابی طالب کی بیٹی اوسکی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پیشتر پیدا ہوئی عمر بن خطاب نے اوسکی منگنی کا اوسکے باپ کو پیام دیا اوسنے کہا وہ صغیر ہے عمر نے کہا ای ابا الحسن میری ساتہہ اوسکی شادی کردے کیونکہ جسقدر مین اوسکی بزرگی کا امیدوار ہون کوئی شخص امیدوار نہوگا علی نے کہا مین اسکو تیرے پاس بہیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو مین تیرے ساتہہ اوسکا نکاح کردونگا پہر اوسکو ایک چادر دیکر بہیجا اور اوسکو کہا کہ کہنا یہہ چادر ہے جو مین نے تجہسے کہی تہی اوسنے عمر سے یہہ ہی کہا عمر نے کہا اوسسے کہنا میں راضی ہوا خدا تعالے تجہسے راضی ہو اور اپنا ہاتہہ اوسپر رکہا اوسنے کہا تو ایسا کام کرتا ہے اگر تو امیر المؤمنین نہوتا تو مین تیرے ناک توڑ ڈالتی پہر اپنے باپکے پاس آکر ساری خبر بیان کی اور کہا کہ تو نے مجہکو برے بڈہے کے پاس بہیجا تہا کہا بیٹا وہ تیرا شوہر ہے پہر عمر مہاجرین کے پاس آکر روضہ مین بیٹہ گئے اور اوسمین مہاجرین اولین بیٹہا کرتے تہے اونسے کہا مجہکو نکاح کی مبارکباد دو۔ کہا ای امیر المؤمنین کسکی ساتہہ کہا مینے ام کلثوم بنت علی کے ساتہہ نکاح کیا ہے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا فرماتے تہے ہر واسطہ اور قرابت اور دامادی تعلق قیامت کی روز منقطع ہوگا۔ ۱۲

اِلَّا سببی ونسبی وصہری وکان لی بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام النسب والسبب[1] فاردت ان یجمع الیہ الصہر فزوجوہ وتزوجہا علی اربعین الفا فولدت لہ زید بن عمر الاکبر ورقیۃ وتوفیت ام کلثوم وابنہا زید فی وقت واحد وکان زید قد اصیب فی حرب کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینہم فضربہ رجل منہم فی الظلمۃ فشجہ وصدعہ فعاش ایاما ثم مات ہو وامہ وصلی علیہما عبد اللہ بن عمر وحسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین ولما قتل عنہا عمر تزوجہا عون بن جعفر انتہی بلفظہ۔ نقلاً عن ازالۃ الغین۔ بعد نقل ان روایات اور نصوص وتصریحات کے اس نکاح کے ثبوت مین اہلسنت کے نزدیک کچھہ خفا باقی نرہا لیکن چونکہ مکابرۃً وعناداً اتقلید حضرت کشمیری صاحب نزہہ آپ اس سے منکر ہین اسلیے اجمالاً اسقدر اور سلع کئی دیتے ہین کہ علاوہ انکے اور محدثین اہلسنت نے بطرق شتی اس روایت کے نقل وتخریج کی ہے اگر مفصلاً اوسکو لکھا جاوے تو اندیشہ تطویل ہے اتنا اور معلوم رہے کہ محدث ابو صالح نے اور حافظ محمد عبد العزیز بن احضر اور ابو نعیم نے کتاب معرفۃ الصحابہ مین اور طبرانی نے کبیر مین آمد دار قطنی وطبرانی نے اوسط مین اور بیہقی نے اور دار قطنی نے بطور سلسلۃ الذہب کے امام صادق سے امام حسین تک اور دار قطنی نے اور طرق مختلفہ سے اس روایت کے تخریجات کی ہین ترجمہ روایات خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام روایات کا ازالۃ الغین مین نقل فرمایا ہے جس شخص کو دیکھنے کا شوق ہو ازالۃ الغین جلد اول کے آخر کو مطالعہ کری اگرچہ اسکے اثبات کے لیے اور بھی نقول ہمارے پاس موجود ہین لیکن چونکہ جسقدر نقل کردیا ہی اہل انصاف کے لیے کافی ووافی ہے اور زیادہ کی حاجت نہین اسلیے اسی پر اکتفا کرتے ہین۔ اب اسکا ثبوت

---

[1] بجز میرے واسطہ اور قرابت اور دامادی کے اور مجکو علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھہ واسطہ اور قرابت تو تھی ہین چاہا کہ دامادی کا تعلق بھی جمع ہوجاوے پھر چاہا جو بیٹے اوسکو مبارکباد دی اور چالیس ہزار درہم پر نکاح کیا تھا زید بن عمر کلان اور رقیہ پیدا ہوئی اور ام کلثوم اور اوسکی فرزند زید نے ایک وقت مین وفات پائی اور زید کو بنی عدی کے خانہ جنگی مین زخم پہنچ گیا تھا باہم صلح کرانے کے واسطے نکلا تھا اور ان مین کسی شخص نے اندھیری مین مارا جس سے سر پھٹ گیا پھر چند روز جیا پھر مرگیا وہ اور اوسکی والدہ اور اوسپر عبد اللہ بن عمر اور حسین بن علی نے نماز پڑھی اور جب عمر مقتول ہوئی تو پھر عون بن جعفر کے نکاح مین آئی۔ ۱۲

اہل تشیع کے کتابو نسی سینی - اول تو یہہ ہے جو کلینی نے روایت کی ہے بشرطیکہ غضبت سی
مراد نکاح بغیر رضا ہم تسلیم کرلین اور اسمین بپاس خاطر محب لبیب کچھہ چون و چرا نکرین ورنہ
حقیقۃً غصب فرج سے نکاح مراد کہنا صحیح نہین ہے بلکہ روایات کے بھی خلاف ہے جیسا ہم آیندہ عرض کرینگے
اور سنیی - آپکی حضرت شہید ثالث مجالس المومنین اثناء ذکر عباس رضی اللہ عنہ مین تحریر
فرماتے ہین - درکتاب استیعاب وغیرہ آن مسطور ست کہ چون عمر بن الخطاب جہت ترویج خلافت
فاسدہ خود تزویج ام کلثوم دختر مطہر حضرت امیر نمود آنحضرت جہت اقامت حجت تکرر اظہار
اباو امتناع نمود عمر عباس را نزد خود طلبید و سوگند خورد - گفت اگر تو علی را راضی نسازی آنچہ
در دفع او ممکن باشد خواہم کرد و منصب سقایہ حج ذو زمزم از تو خواہم گرفت عباس ملاحظہ نمود اگر
این نسبت واقع نشود آن فظ غلیظ مرتکب چنان امور ناصواب خواہد شد از حضرت امیر التماس
والحاح نمود کہ ولایت نکاح آن مطہرہ مطلوبہ باو تفویض فرماید چون مبالغہ عباس در آن باب از حد
گذشت آنحضرت از روی اکراہ ساکت شد تا آنکہ عباس ارتکاب تزویج از پیش خود نمود و جہت
اطفاء نائرہ فتنہ او را با آن منافق ظاہر الاسلام عقد فرمود و ظاہرا بواسطہ این وکالت فضول
وامثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی خود راسخ در محبت و اخلاص نمید انست
و لہذا چنانکہ سابقاً در احوال سید الشہداء مذکور شد آنحضرت از عباس و عقیل بحلیفین جافیین تعبیر فرمود
اور یعنی یہہ ہی آپکے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین اثناء ترجمہ محمد بن جعفر طیار
مین تحریر فرماتے ہین - و محمد بن جعفر بعد از وفات عمر بن الخطاب بشرف مصاہرت امیر المومنین علی
مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ با عدم کفارت از روی اکراہ در حبالہ عمر بود تزویج نمود - اور سینی صاحب
تاریخ حبیب السیر نے خاتمہ ذکر فاروق رض پر جسجگہ انکی ازواج و اولاد کا ذکر کیا ہے لکہا ہے - پنجم
ام کلثوم بنت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و از وی پسری و دختری تولد نمود و فلد
پسر زید نام داشت و دختر رقیہ و از ایشان عقب نماند چنانچہ در مقصد اقصی مذکور ست زید را
عبد الملک بن مروان زہر داد - اور سنیئے آیات بینات سے نقلاً لکہتے ہین (۱) قاضی شوستری

مجالس المومنین میں لکھا ہے۔ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد و (۲) ابوالقاسم قمی شارح شرائع اس قول کی شرح میں یجوز نکاح العربیہ بالعجمی[1] والہاشمیہ بغیر الہاشمی لکھا ہی تزوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر[2] (۳) مجالس المومنین میں ابوالحسن علی بن اسمعیل سے نقل کیا ہے۔ اور از چند امر پرسیدند از انجملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی رست جواب داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین سے نمود و زبان اقرار بفضیلت رسول می کشود و دران باب مخالفت و مغالطت او نیز مسطور بود (۵) تہذیب میں ہے عن محمد بن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح جعفر عن ابیہ علیہم السلام قال ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعۃ واحدۃ ولا یدری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الاخر وصلی علیہما جمیعا[3] (۶) قول مرتضی کا شافی اور تنزیہ الانبیاء میں۔ فاما نکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب مشروحا و بینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد ومراجعۃ ومنازعۃ وکلام طویل ماثور اشفق معہ من سوء الحال وظہور ما لا یزال یخفیہ[4] (۸) مصائب النواصب میں قاضی شوستری نے لکھا ہے کہ محدثین کا اقرار ہے کہ یہ نکاح جبر واکراہ سے ہوا تھا چونکہ ہم جو تہا

---

[1] نکاح عربی عورت کا عجمی مرد کے ساتھ اور ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی مرد کے ساتھ جائز ہے ۱۲ [2] حضرت علی نے اپنی دختر ام کلثوم کو عمر کے ساتھ بیاہ دیا ۱۲ [3] امام محمد باقر سے روایت ہی کہا ام کلثوم بنت علی علیہ السلام اور اوسکا فرزند زید بن عمر ایک وقت میں فوت ہوئی اور یہہ معلوم ہوا کہ کون انمیں سے پہلے فوت ہوا اسلیے ایک دوسرے کا وارث نہوا اور دونو پر اکہٹی نماز پڑہی گئی ۱۲ [4] لیکن حضرت کا نکاح کر دینا پس اس بات کی بابت مشرح جواب ہمنے کتاب شافی میں ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ علی علیہ السلام نے اپنے بیٹی کے نکاح کو عمر کے ساتھ قبول نہیں کیا مگر ڈرانے اور دہمکانے اور جہگڑے اور لمبی گفتگو کے بعد جسمیں بری انجام کا اور اوسکی ظاہر ہو جانے کا جسکو ہمیشہ چھپاتے تہے خوف ہوا ۱۲ -

ثبوت اصل کتاب سے اور ساتوان اوپر نقل کرچکے تھے اسلیے یہان ترک کردیا۔ غرضکہ اگر تتبع کیا جاوے تو اور بھی بہت طرف سے اسکا ثبوت ہو سکتا ہے لیکن صاحب عقل و دین کے واسطے یہہ بھی کافی ہے۔ اب بعد ان نصوص و تصریحات کے جو فریقین کے کتب معتبرہ اور علماء معتمدین کے اقوال سے نقل ہوئی کوئی شخص جسکو ذرا سی عقل اور تھوڑا سا دین واہب العطیات کی طرف سے ملا ہو اس امر کا انکار نہین کرسکتا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اور یہہ دعوے نہین کرسکتا ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے منعقد ہوا کیونکہ روایات مذکورہ صریح دلالت کرتی ہین کہ علماء فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت علی جو حضرت زہرا کے بطن مبارک سے تولد ہوئین منعقد ہوا روایات اہلسنت مین تو صریح مذکور ہے حاجت بیان نہین اور روایات شیعہ مین بھی گویا تصریح ہے قاضی صاحب شوستری نے بعد عمر رض کی محمد بن جعفر کے مصاہرت بیان کی اور ظاہر ہے کہ یہہ مصاہرت بسبب تزویج ام کلثوم بنت فاطمہ تھی نہ بسبب تزوج ام کلثوم بنت صدیق کے ابو القاسم قمی نے ام کلثوم کے ہاشمیہ ہونے کی شہادت دی اور انسے تسلیم کرلیا اور یہہ اوسیوقت ممکن ہے جبکہ ام کلثوم بنت فاطمہ ہون اگر یہہ ام کلثوم بنت صدیق ہو تو ہر ایک احمق بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہ ہاشمیہ ہونگی اور اسیطرح باقی نصوص بھی اسیطرف راجع ہین غرضکہ ان نصوص و تصریحات سے بخوبی ثابت ہے کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا۔ اگرچہ اسکے بعد کچھہ ضرورت نہ تھی کہ ہم اسکے ابطال کیطرف اور بھی متوجہ ہون۔ لیکن اسلیے کہ ناظرین رسالہ حضرات شیعہ کے دین و دیانت فہم و فراست اور عقل و کیاست علم و فضیلت کا بخوبی اندازہ فرمالین اور معلوم کرلین کہ یہہ حضرات ہمیشہ نئی نئی تراش و خراش تدبیر فرماتے ہین اور آئی دن ایک نئی گھڑت ہوتی رہتی ہے تھوڑی سی اور بھی مسئلہ کی توضیح کرتے ہین پس واضح ہو کہ تتبع قاصر احقر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جواب اور یہہ توجیہ جو ہماری فاضل مجیب نے فرمائی ہے۔ قاضی شوستری کے زمانہ تک بلکہ اوسکے بعد کشمیری صاحب صاحب نزہہ تک بھی ایجاد نہوئی تھی۔ کہ اونہون نے اس جواب توجیہہ کو اختیار بلکہ ذکر بھی

تفرمایا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ایجاد و اختراع حال کا ہی - اول متقدمین مین بعض علما اعلام نے مثل شیخ مفید کی اس نکاح کے وجود سی ہی سے انکار کیا اور فرمایا کہ جس روایت مین یہہ مروی ہے وہ روایت زبیر بن بکار کی طریق سے ہے اور وہ مبغض امیرالمومنین ہے اور قابل اعتبار کے نہین - پہر جب دیکہا کہ انکار ایسی خبر کا جو بمنزلہ متواتر کے ہے پیش نہین جاتا اور ماہتاب مشت خاک سی نہین چہپ سکتا تو دوسرے راہ چلی بعضون نے جناب امیر کے معجزہ اور کرامت پر ہاتہ لاکر آپنے ذقد بحران ہی سے ایک جنیہ بلاکر اور متشکل بشکل ام کلثوم کرکے بہیدی ہتی اور وہ جنیہ حضرت عمر کے پاس رہی کسی نے تقیہ کی پناہ پکڑی کسینے حضرت کے صبر وسکوت کا نتیجہ کہا کسینے بنات لوط کو مشبہ بہ قرار دیا کسینے بنات طیبات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مماثل بتلایا - کوئی سبب ظاہری کلمہ گوئی عمر کے اوسکو جائز اور مباح کہتا ہے اور کوئی بوجہ نفاق وکفر باطنی کے اوسکو مثل اکل میتہ ولحم الخنزیر کے اضطرار اً ابحن جناب امیر ثابت کرتا ہے غرض کوئی مستانہ وار کچہہ نغمہ سرائی کر رہے ہے کسیکا کچہہ ترانہ ہے - لیکن کوئی اس لجہ تعصبیت ساحل خلاص پر نہ پوہنچا - اور کسیکو اس ورطہ ہلاکت سی راہ نجات نسو ہجی - تمام تاویلات ہمل اور ساری تسویلات لغو ولاطائل جب کوئی توجیہہ گرہ کشا ہنوئی - اور دیکہا کہ خصم گلوگیر سے رہائی محال ہی ہے تو اسلیے پچہلون نے ایک نیا لباس بدلا - اور نرالی توجیہہ نکالی اور اوسکو مایۃ الافتخار سمجہا حالانکہ وہ بہ نسبت توجیہات سابقہ کے بہی زیادہ لغو اور پوچ ہے اور یہہ ہر دلائل ثابت ہی اول صریح روایات فریقین کے اسکی مکذب ہین روایات سی صاف ثابت ہی کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا - اگر یہہ نکاح فے الواقع ام کلثوم بنت صدیق رض سے ہوا ہتا تو آپکے علمانے کیون زبان سے نکالا اور آجتک یہہ لغو توجیہات کیون کرتے رہے - ابہی حضرت اگر واقعی یہہ نکاح بنت صدیق رض سے ہوا ہوتا تو آپکے اکابر تو ایک عالم کو سر پر اوٹہا لیتی اور بر خلاف اسکے اپنی عجز کے معترف ہین - دوسری یہہ کہ عمر بن خطاب رض بزعم شیعہ دشمن اہلبیت اور انکی توہین کے درپے ہتے چنانچہ اہلبیت کے گہر کو جلا دیا اور طرح طرح کی اہانت کی - جسکا

[Margin note:] پہر ہمعصر علماے شیعہ نے ... منصوبہ ... جواب ... ام کلثوم ...

بیان خارج از حد امکان ہے پس مقصود اس نکاح سے یا اہلبیت کو ایذا رسانی تھی چنانچہ
تعلقات باہمی سے حسب روایات شیعہ ظاہر و باہر ہے۔ یا مقصود ترویج خلافت تھی
کہ اس بضعۃ الرسول جگر گوشہ بتول کو عقد ازدواج سے وجاہت خواص و عوام مین ہو جائیگی
چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے اس امر کی تصریح فرمائی اور نہایت بداہی ہے کہ یہہ
دونو امر جبتک ام کلثوم بنت فاطمہ رض تسلیم نکیجاوین حاصل شدنی نہین۔ تیسرے یہہ کہ یہہ
محض جھوٹ اور افترا ہے کہ ام کلثوم بنت صدیق رض حضرت امیر المومنین کی بیٹی بسبب ربیبہ
ہونے کے مشہور تھی جبتک اسکی شہرت کو دلائل معتبرہ سے ثابت نکرو اوین لائق التفات
نہین بلکہ یہہ ممکن نہین کیونکہ بعد نزول آیت ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عند اللہ۔ غیر
باپ کے طرف نسبت کرنا ممنوع ہو چکا تھا۔ اور نیز ام کلثوم بنت علی کے ساتھہ التباس و اشتباہ
کو یہہ اطلاق مستلزم تھا اسلیے ہرگز یہہ اطلاق صحیح نہین ہوسکتا ورنہ تو لازم آتا ہے کہ محمد
بن ابے بکر پر بھی محمد بن علی ابن ابی طالب کا اطلاق کیا جاوے کیونکہ جیسے ام کلثوم حضرت کے
بیٹی تھی ایسی ہی محمد بن ابے بکر بھی آپکے ربیب تھے بلکہ محمد بن ابے بکر کو بہ نسبت ام کلثوم کے بہت زیادہ
خصوصیت تھی۔ حسب روایات شیعہ اپنے حقیقی باپ سے زیادہ حضرت کو سمجھتے تھے ہمیشہ حضرت کے
رفیق و غمگسار رہے۔ حضرت بھی بکمال شفقت محمد بن ابے بکر کو ولد نا صحیح سے یاد فرماتے ہین۔ چنانچہ
نہج البلاغت مین یاد آتا ہے کہ مروی ہے۔ چوتھی یہہ کہ اگر بفرض محال روایات مین ام کلثوم
بنت علی سے ام کلثوم بنت صدیق ہی مراد ہون تاہم صحیح نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ یہہ اطلاق
مجازا ہے اور متفق علیہ مسئلہ ہے کہ عدول عن الحقیقۃ جبتک حقیقت متعذرہ نہو اور قرینہ صارفہ
عن الحقیقۃ قائم نہو اوسوقت تک معنی مجازی صحیح نہین ہو سکتے۔ ما نحن فیہ مین ہرگز معنی حقیقی
متعذر نہین بلکہ معنے مجازی متعذر ہین۔ چنانچہ ہم عنقریب بیان کرینگے اور قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ
بھی مفقود ہے کوئی قرینہ لفظی یا عقلی ایسا نہین ہے جو حمل علی الحقیقۃ سے مانع ہو بلکہ صریح
قرائن حمل علی الحقیقت کو مستلزم ہورہی۔ چنانچہ علت ترویج خلافت بیان کرتا اور بعد انتقال

فاروق رض کے محمد بن جعفر کے ساتھ عقد واقع ہونا۔ عدم کفائت کا ہونا۔ حضرت ؑ کے فعل کے ساتھ کہ آپنے اپنی دختر بطہر ذی النورین کو دی تھی مماثلت بیان کرنا۔ ہاشمیہ ہونا۔ یہہ سب قرائن مستلزم اسکو ہین کہ یہہ ام کلثوم جناب امیر کی صلبی دختر نہین اور بنت صدیق جو آپکے ربیبہ تھین نہین تھے۔ پانچوین اس تاویل و تسویل کی گھڑنے اور تراشنے والونکو یہہ بھی نہ سوجھا۔ کہ اتنا سمجھین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن ہے یا نہین اور تاریخ ولادت دونوں ام کلثوم بنت علی مرتضی اور ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کو دیکھین۔ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ لیجیے اب اس عقدہ کو ہم کہولتے ہین۔ اور حضرات کے اس توجیہہ کو ہبا منثور کرتے ہین اور خاک مین ملاتے ہین اب چاہیے کہ کسی نئی تاویل تراشی کی فکر فرماوین پس واضح ہو کہ یہہ نکاح متنازع فیہ ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن نہین کیونکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی اسوقت تک یہہ ام کلثوم پیدا نہین ہوئی تھے اور حمل مین تہی تو ابتداء خلافت فاروق مین پیدا ہوئی چنانچہ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین تحریر فرماتے ہین ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق توفی ابوہا وہی حمل من الثانیۃ۔ اور روایت سابقہ سے یہہ بھی واضح ہے کہ بعد نکاح کے حضرت فاروق رض سے ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ تولد ہوئی۔ اور مدت خلافت حضرت فاروق تقریبا دس سال ہے۔ اب اہل عقل و خرد کے غور فرمانے کا مقام ہے کہ حضرت فاروق ایسی صغیرہ سے جو انکی ابتداء زمانہ خلافت مین ہوئی ہو نکاح کرین اور یہہ سب لیکر نو دس سال کے عرصہ تک وہ بالغہ بھی ہو جاوے اور دو بچے بھی پیدا ہو جائین عقل باور کرتی ہے سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ اور ام کلثوم بنت فاطمہ رض بھی اگرچہ صغیرہ تہین۔ لیکن بہ نسبت اس ام کلثوم کی کئی سال بڑے تہین کیونکہ انکی پیدایش زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوئی تہی چنانچہ ہم روایات سابقہ مین نقل کر آئی ہین ولدت قبل وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو متعین محقق ہوا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا اور ہماری فاضل

۱۵؎ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق ... حمل تہین ... اسکی باپ کے وفات پا... ثانیہ سے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی تہی ۱۲

مجیب کا دعوی کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ہوا باطل ہوگیا۔ پہر ہماری فاضل مخاطب نے
ایک روایت ایک مجہول الاسم ؐ المسمی کتاب بہجت السعدار سے جو یہہ لکہی کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے ساتہہ
عقد نکاح فاروق ہوا وہ بنت صدیق تہی محض کذب اور سراسر غلط ہے اگر بالفرض اوسکتا ہمین
ہم اس عبارت کو صحیح تسلیم کرلین اور الحاقی نہ کہین تاہم بمقابلہ اون روایات کے جو کتب معتبرہ
مشہورہ فریقین سے نقل کی گئی اسکو غلط سمجہا جائیگا۔ اور اسکی کذب و دروغ ہونے پر دوسری
دلیل یہہ بہی کہ اس روایت مین لکہا ہے۔ باز نکاح ابوبکر درآمد از ابوبکر پسری عبدالرحمن نام
ویک دختر ام کلثوم زائید۔ حالانکہ یہہ باتفاق فریقین سراسر غلط ہے عبدالرحمن بن ابی بکر
ہرگز بطن اسمار بنت عمیس سے نہین ہے بلکہ محمد بن ابی بکر اسمار بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوا
اور عبدالرحمن بن ابی بکر حضرت عایشہ رض کے حقیقی بہائی ام رومان کے بطن سے تہے پس
اگر یہہ عبارات الحاقی نہین ہین اور اصل مصنف کی ہی ہین تو جسکو اتنی بہی خبر نہین کہ ابوبکر کا
فرزند اسمار بنت عمیس کے بطن سے عبدالرحمن تہا یا محمد جو اونکے طلبہ علوم پر بہی پوشیدہ نہین
اوسکا کلام بے شک ہماری فاضل مخاطب کے ہی نزدیک بمقابلہ روایات معتبرہ صحیحہ و اقوال علما
مستند قابل التفات ہوگا۔ پس حضرات پر خدا کا خوف اور اہل علم سے حیا و شرم ختم ہے۔ مین
یقیناً جانتا ہون کہ یہہ امر کہ ابوبکر صدیق کے فرزند اسمار بنت عمیس کے بطن سے عبدالرحمن تہے یا محمد
ہماری فاضل مخاطب پر بہی باینہمہ اوعا تبحر مخفی نہوگا اور نہین تو نہج البلاغت اور اوسکی شرح
ہی سے یہہ امر ثابت ہے کہ محمد بن ابی بکر اسمار بنت عمیس کے بطن سے تہی اور جناب
امیر کی ربیب تہی لیکن تعجب ہے کہ روایت کے نقل کے وقت عقل و فہم کو کیون جواب دیدیا تہا
ہوش و حواس کو کہان رخصت کر دیا تہا کہ اسکی نقل کے وقت کچہہ خبر نہ ہی اناپ شناپ
مہملات کو نقل کر دیا۔ فی الواقع یہہ اس اعتراض کے عوض اور جذر اصم ہونے کا نتیجہ ہے وبس
پس ایسی مہملات و خرافات سے بحمد اللہ اہل سنت فریب نہین کہاتے۔ الحاصل یہہ نکاح
ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتہہ ہوا ہے نہ ام کلثوم بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بہجت السعدا کی روایت کی تغلیط

یا کسی دوسری ام کلثوم کے ساتھہ جیسا شیعیان وقت کا زعم ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کو ساتھہ ہوا ہے نہ کسی دوسری عمر یا عمرو کے ساتھہ جیسا شاید مجبور ہو کر شیعیان آئندہ دعوی کرنے
لگیں کیونکہ اول تو متقدمین اور متاخرین علماء شیعہ نے اسکو قبول اور تسلیم فرما لیا ہے چنانچہ
روایات سابقہ سے واضح ہو چکا نہیں صرف تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ فقہاء شیعہ نے اس سے
استنباط مسائل بھی فرمایا ہے - چنانچہ ابوالقاسم قمی شارح شرائع کی تصریح سے واضح ہے - پھر یہہ
ام کلثوم بنت فاطمہ رض حضرت امام حسن حسین زینب الکبری رضی اللہ عنہم سے حسب تصریح
صاحب الہامیہ چھوٹی ہیں اور ۶ یا ۹ ہجری میں تقریبًا پیدا ہوئیں تو ابتداء خلافت فاروقی میں انکی
عمر تقریبًا پانچ سال کے ہوگی کیونکہ دو برس اور پانچ چھہ ماہ خلافت صدیقی کے بھی گذرے اور
صاحب الہامیہ نے جو بعض روایات اسی ثابت کیا کہ نکاح کے وقت حضرت عمر کا سن ساٹھہ برس کا
تھا کچھہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ اوسی روایت سے یہہ بھی ثابت ہی کہ ام کلثوم کے عمر چار سالہ تھی
اور ظاہر ہے کہ حضرت عمر کی عمر تریسٹھہ ۶۳ سال سے متجاوز نہیں تو وفات حضرت عمر رض کے وقت
ام کلثوم ساٹ سالہ ہوئیں اور اونکی بطن مبارک سے دو بچی بھی تولد ہوئی ایک زید دوسرے
رقیہ تو کیا کوئی عاقل تجویز کر سکتا ہے کہ سات سال عمر تک دو بچے کسی لڑکی کے پیدا ہو جائیں
اصل یہہ ہے کہ واقفان سیر جانتے ہیں کہ بزرگونکی تولد اور وفات اور سن عمر وغیرہ میں اختلاف
کثیر ہے کوئی امر ایسا نہیں الا ماشاءاللہ جسمین اختلاف نہو - خود حضرت عمر رض کی عمر کو ۵۹
سال بھی لکھا ہے - تو کوئی شخص قطعی طور پر کسی امر کے سن کو معتبر نہیں سمجھہ سکتا علی الخصوص
ایسی حالت میں جبکہ بداہت عقل صراحۃ اوسکی تکذیب کرتے ہو اور قرینہ قاطعہ اوسکی کذب ہونے پر
قائم ہو - قطع نظر اس سے ہم تسلیمًا کہتے ہیں کہ یہہ روایت صحیح ہے اور اسکی وجہ صحت یہہ ہے
کہ عمومًا عرب میں شائع ہے کہ احاد کے کسرات میں مشہور کو ساقط کر دیتے ہیں اور عشرات
کی کسرات میں احاد کو گرا دیتے ہیں - خاصکر جبکہ تعین کسر معلوم نہو تو اس روایت میں بھی
چونکہ سال نکاح علے التعیین معلوم نہیں لیکن پچاس اور ساٹھہ کے تقریبًا مابین واقع ہوا ہے

اصلی عبارت کو حذف کر دیا اور عشرہ اطلاق کر دیا نقل روایت ہین رسالہ الہامیہ کے یہہ الفاظ ہین چھٹی روایت اوسی کتاب المودہ مذکور مین یون ہے ان عمر بن الخطاب لما خطب ام کلثوم واعتذر علی بصغرها فقال عمر ما لی حاجة الی النساء لکن ابتغی الوسیلة الی محمد علیه السلام وهو یقول کل سبب ونسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی فزوجها علی اياه بمهر اربعین الف درهم فساق ذلک کله عمر وهی ابنة اربع سنین ومابین الاربع والخمس وعمر ستین سنین فاجلسها عمر الی جنبه فرفع میزرها ومسح یده علی راسها فجر دساقها فرفعت یدها وکادت ان تلطمه وقالت لولا انک امیر المؤمنین للطمت علی خدک فقال عمر دعوها فانها ماشمیة قرشیة - علاوہ ازین اس روایت کے صریح الفاظ کا مدلول یعنے وسیلہ کا طلبگار ہونا روایت کل سبب الخ بیان کرنا حضرت علی سے خواستگار ہونا - ہاشمیہ قرشیہ اوسکو کہنا یہہ سب اوسکی بنت فاطمہ ہونے کو مستلزم ہین اور بنت صدیق ہونے کو نافی - پہر یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق رضی اللہ عنہ سے ہونا ممکن نہین کیونکہ اول تو یہہ ابتداء خلافت فاروقی مین تولد ہوئی اتنے زمانہ مین اسکا بالغہ ہونا اور دو بچے پیدا ہونا محالات عادی سے ہے پہر عمر کو اسکی خواستگاری کی کچہہ حاجت نہ تہی - اہلبیت صدیق سے عداوت نہ تہے کہ اوسکی تذلیل و توہین مد نظر ہو - بلکہ اگر حضرت عمرؓ موافق ہمارے اعتقاد کے خلیفہ راشد تہے اونکی غرض اس نکاح سے رسولؐ کے ساتہہ پیوندگی تہے چنانچہ ہماری روایات سے ثابت ہے - اور اگر حسب مزعوم شیعہ دشمن اہلبیت تہے تو بہی اونکی غرض اسی ام کلثوم سے متعلق تہے کیونکہ اوسیکے غصب مین تذلیل اہلبیت ہے نہ بنت ابوبکر مین - اور اگر بفرض محال یہہ ام کلثوم

---

۵ عمر بن خطاب نے جب ام کلثوم کی خواستگاری کی اور علی نے اوسکی صغر کا عذر کیا تو عمر نے کہا کہ مجکو عورتون کی طرف رغبت نہین مین محمد علیہ السلام کی طرف وسیلہ چاہتا ہون اور وہ فرماتا ہے ہر واسطہ اور رشتہ موت سے منقطع ہو جائیگا مگر میرا واسطہ اور رشتہ تو علی نے چالیس ہزار درہم مہر پر اوسکا نکاح عمر کے ساتہہ کر دیا - عمر نے یہہ سب بہیجدیا اور ام کلثوم چار سالہ تہی اور عمر کی عمر ساٹہہ برس تہی تو عمر نے اوسکو اپنی پہلو مین بٹہایا اور اوسکی ازار کو اوٹہایا اور اوسکی سر پر اپنا ہاتہہ رکہا اور اوسکی پنڈلی کہولی اوسنی ہاتہہ اوٹہایا اور قریب تہی کہ عمر کے طمانچہ مارے اور کہا کہ اگر تو

بنت صدیق ہوتے تو حضرت امیر سے اسکی خواستگاری کے کیا معنے اپکی ہمت السعداکے
روایت سے جسکو علماء شیعہ نے معتمد سمجھکر اپنا مستدل قرار دی رکہا ہے ثابت ہے کہ حقیقی
بہائی ام کلثوم کا عبد الرحمن بن ابی بکر تہا تو ظاہر ہے کہ وہ ولی ام کلثوم کا ہوا
نہ حضرت امیر اور عبد الرحمن بن ابی بکر لاریب موالین خلفا مین سے تہا اگر عمر
اوسکی خواستگاری فرماتے تو حضرت امیر کا اوسمین کچہہ دخل نہ تہا نکاح بولایت عبد الرحمن
بلا وقت اور بدون کشاکشی کے ہوجاتا پس اے حضرات ذرا ہوش مین آؤ عقل کے ناخن لواؤ
جب اہل حق کے مقابلہ مین قدم رکہو اور سمجہہ لو کہ اس قسم کے الہامات الہام نہین - بلکہ
محض وسوسہ شیطانی ہین - عہذا یہہ کچہہ ام کلثوم ہے پر تو منحصر نہین بلکہ لفظ کافی کلینی صاف
دال ہین کہ یہہ غصب معاذ اللہ توبہ توبہ بہت سی فروج دشمنان اہلبیت پر واقع ہوا وہ اس کو
اول فرج غصبت منا فرماتے ہین اور اولیت اوسیوقت متحقق ہوگی جبکہ کبہی یہی یہہ سانحہ
ہوش ربا واقع ہوا ہو - غالبًا اس سے آپکے امام کلینی کی مراد یہہ ہوگی جو حضرات ائمہ اپنی
بنات اور اخوات کو معاذ اللہ نواصب کو دیتے تہے چنانچہ حضرت سکینہ مصعب بن زبیر کے
نکاح مین تہی بیان بہی فرمایئی کہ سکینہ کون تہی اور سکینہ تہی - لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ایم
اب تیسری روایت کی کیفیت بہی سن لیجیئے کہ جو ہمارے فاضل مخاطب نے فتح الباری شرح
بخاری سے نقل کی ہے کہ اصل اوس روایت کو قاضی نور اللہ شوستری نے ابن حجر
متاخر یعنے مکی سے اپنے مصائب مین نقل کیا ہے جسکا ترجمہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی
حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین مین اسطرح کیا ہے باآنکہ معارض سنت بانچہ ذکر کردہ اند
آنرا بسیاری از اہلسنت از جملہ ایشان ابن حجر متاخر است در کتاب خود گفتہ کہ چون علی
علیہ السلام ابا کرد آنرا نکاح ابنتہ خود از برائی عمر و صغر را عذر ساخت وعذرا ورا عمر قبول نمود
تا آنکہ مہیا ساخت علی را با آنکہ ام کلثوم را باو بنماید پس اورا نزد عمر فرستاد وچون عمر اورا دید
اخذ کرد وضم نمود اورا بخود و بوسید اورا و بعد از آن ابن حجر عذر خواست ازآنچہ عمر کردہ بود

مضمون الصواعق بیان داری -

از ضم و تقبیل پیش از وقوع عقد تحلیل یا آنکہ ام کلثوم بنا بر صغر بحد ی نرسیدہ بود کہ سبب شہوت شود تا حرام شود ضم و تقبیل و اگر صغر او را نمے بود پدر او را نمے فرستاد - بعد قاضی شوستری کی اس روایت کو آپکے علامہ کشمیری نے نزہہ مین ابن حجر سے نقل کیا ہے اور مطلق ابن حجر لکھا ہے نہ عسقلانی لکھا نہ مکی لکھا نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا - چہارم آنکہ معارض ست بروایاتیکہ اہلسنت دربارہ نکاح حضرت ام کلثوم ذکر کردہ اند از انجملہ ابن عبد البر در کتاب استیعاب در اثنا ترجمہ ام کلثوم روایت کردہ از عمر بن الخطاب خطب الی علی ابنتہ ام کلثوم فذکر صغرہا فقیل ردک فعاودہ فقال لہ علی ابعث بہا الیک فان رضیت فہی امرأتک فارسل بہا الیہ فکشف عن ساقہا فقالت مہ لولا انک امیر المومنین للطمت عینک انتہی و ابن حجر چنین روایت کردہ ان علیا لما ابی عن النکاح ابنتہ لعمر و استعذر بصغرہا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی لجاء ان یریہا اباہ فارسلہا الیہ فلما راہا عمر اخذہا و ضمہا الیہ و قبلہا بعد شوستری اور کشمیری کی اس روایت کے ایک حصہ کو ہمارے فاضل مجیب نے نقل کیا اور فتح الباری شرح صحیح بخاری کی طرف اس روایت کے تخریج کو نسبت کیا جو علامہ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے پس اول تو یہہ روایت اون روایات کے مخالف ہی جو موافق جمہور کے ابن حجر نے اصابہ مین بیان کی ہین چنانچہ ہم اوپر نقل کر چکے ہین - پہر ہمکو یہہ معلوم نہین کہ اس روایت کی نقل مین شوستری صاحب سچے ہین کہ یہہ روایت موافق اونکی ابن حجر متاخر مکی کی ہے یا ہمارے فاضل مجیب سچے ہین کہ یہہ روایت اونکے فرمانے کے موافق ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے چونکہ بوجوہ مذکورہ ہمکو اس روایت کے صحت نقل مین کلام ہے اسلیے ہم اپنی فاضل مجیب سے دریافت کرتے ہین کہ فتح الباری مین یہہ روایت کس جگہ مذکور ہے تا کہ ہم اسکی صحت نقل پر مطلع ہون فتح الباری کو جہانتک اسکے مواقع مین تتبع کیا گیا ہمکو دستیاب نہین ہوئی اور اگر بفرض محال فتح الباری مین یہہ روایت ہوتا ہم چونکہ یہہ روایت مخالف جمہور محدثین مثل

صاحب استیعاب وشیخ ابن السمان و دارقطنی وبیہقی وشریف موسوی اور طبرانی وغیرہ کی ہے
بلکہ خود عسقلانی کی روایت بھی مخالف ہے کہ تمام تحقیقات جہابذۂ محدثین کے صراحۃً رضا و خوشنودی
پر دال ہیں اسلیے قابل اعتبار و احتجاج کے نہین ہو سکتے اور بالفرض اگر اسکو بہی تسلیم کریں تو حسب
قاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضاً اسکے یہہ معنے ہین کہ حضرت فاروق نے اس معاملہ مین اپنے
زیادت الحاح والتماس و مسالت اور کثرت مراجعت و معاودت و مراودت سے جیسا کہ اکثر شیوۂ
و معمول شرفا ہے جناب مرتضوی کو ملجا و مضطر کیا نہ یہہ کہ جبر و اکراہ و تعدی اور عدوان عنفیت کے
طور پر کیا ہو یا قتل کے دہمکی یا عباس کے سقایت و زمزم کے غصب کے دہمکی سے مکرہ اور مضطر کیا ہو معاذ اللہ
من سوء الفہم - پس اسجگہ لفظ الجاء سے مراد بجز کثرت الحاح والتماس کے اور کچھہ نہین ہو سکتا
چنانچہ اور روایات سے بہی اسکی تائید ہوتی ہے کہ فاروق کو اسکے طرف کمال شغف تہا
اور ایسی حالت مین کہ ناکح معمر ہو اور مخطوبہ نہایت صغیرہ ہو اور اسکو کسے اپنے قربت لیے تجویز
کر رکہا ہو تو ایسی حالات کیوقت جسقدر الحاح والتماس و طلب و مسالت مرد کیطرف سے ہو اور
عذر و انکار اولیاء مخطوبہ کی طرف سے ہو بجای خود ہے - علاوہ ازین ہمارے مخاطب لبیب نے
اس روایت مین یہہ دیانت فرمائے ہے کہ اس روایت کو اپنے مطلب کے موافق حتی الجاہ
تک نقل کیا اور ما بعد کے الفاظ کو جو مدعا کے خلاف تہے حذف فرمایا اور الخ لکہکر ٹال دیا نہین
بلکہ یہہ بہی فرمایا غور فرمائیے الجاہ آپکی کتاب مین موجود ہے غضبت اور اس لفظ مین صرف
تنازع لفظی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکی نزدیک اسکی یہہ معنی ہین کہ زبردستی بیٹی
چہین لے - جس سے بادی النظر مین دیکہنے والا یہ سمجہے کہ اس الجاء و اکراہ کے غایت نکاح ہے
چنانچہ ہماری مخاطب لبیب نے اسی مدعا کے ثبوت کے لیے اس روایت کو اسجگہ نقل کیا ہے
حالانکہ یہہ محض غلط اور فریب دہی ہے بلکہ غایۃ الجاء و اکراہ جو عبارت لاحقہ سے مفہوم ہوتی ہے
وہ صرف دکہلانا حضرت ام کلثوم کا تہا چنانچہ حتی الجاہ ان یریہا اسپر دال ہے اور ظاہر ہے
کہ نکاح کی لیے بروایات مسلمہ فریقین دیکہنا مخطوبہ بالغہ کا بہی جائز بلکہ مندوب ہے جیسا کہ

صغیرہ ہو کہ صغیرہ کا جسکی عمر چہہ سات سال کی ہو علی الخصوص ایسی حالت مین کہ عرب کے رسم و عادت کے
خلاف نہو دیکہنا یا دکہلانا مستلزم کسی محذور کو نہین ہے پس اِن سے ثابت ہوا کہ اگر بالفرض
یہہ روایت صحیح ہو بہی تاہم مفید مدعا مجیب نہین ہے کیونکہ مدعا اثبات الجا و اکراہ درباب
نکاح ام کلثوم بنت صدیق ہے اور اس روایت سے کسیطرح اس ام کلثوم کا بنت صدیق ہونا
ہرگز مفہوم نہین ہوتا تو ام کلثوم بنت صدیق کے نکاح کی نسبت الجا و اکراہ کیونکر پایہ ثبوت کو
پہونچیگا۔ کیونکہ اوسکی نکاح کی نسبت الجا و اکراہ تو فرع اوسکی وجود کی ہے جب روایت
مین اوسکی وجود کا ثبوت ہی نہین تو اوسکی نکاح کی نسبت الجا و اکراہ کا دعوی کرنا ذوی العقول کا
کام نہین ہے۔ رہا یہہ کہ مذہب شیعہ مین اگرچہ روایات سے یہہ امر ثابت ہے کہ نکاح ام کلثوم
بنت فاطمہ سے بجبر و اکراہ ہوا چنانچہ روایت کلینی اول فرج غصبت منا سے یہہ امر
واضح ہے اور قاضی شوستری وغیرہ کی تصریحات اسپر دال ہین۔ لیکن یہہ امر سراسر لغو اور
لاطائل ہے۔ کیونکہ جناب امیر جو اس جبر و اکراہ و اہانت و تذلیل کے متحمل ہوئی دو حال سے
خالی نہین یا یہہ کہ یہہ صبر و سکوت بوجہ وصیت کے تہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وصیت فرمائے تہی کہ میرے بعد خلفاء جور جو کچہہ احداثات و ابتداعات کرین ہرگز چون و چرا
نکرنا اور جسقدر توہین و تذلیل ثقلین کرین صبر و تحمل کو ہاتہہ سے ندینا۔ اور یا اسوجہ سے
تہا کہ آپکے یار و مددگار نہتے آپکو یہہ خوف تہا کہ آبرو گئی سو گئے مبادا جان بہی جائے اسلیے
آپنے ان کفریات کو جہیلا اور اونمین شریک رہے لیکن دونو توجیہین ایسی خرافات و پوچ ہین
جنکا بطلان ہر ایک ذوی خرد و نظر بداہتہ مین سمجہہ سکتا ہے احتمال اول بالکل غلط اور خلاف
اصول شیعہ ہے کیونکہ باتفاق تمام اثنا عشریہ لطف خدا پر عقلاً واجب اور خلاف لطف
قطعًا حرام اور قبیح۔ پس اگر یہہ وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوند تعالے
شانہ فرمائی تو معاذ اللہ خدا تعالے اور اوسکا رسول آمر بالقبیح ہوئی۔ کیونکہ امام عام اور
نائب رسول کو یہہ وصیت کرنا کہ بعد حضرت ؐ کے کفار و فجار کے ہم پیالہ و ہم نوالہ رہین

کسیکو راہ ہدایت کیطرف دعوت نکرین بلکہ تقیہ کے پردہ مین عوام کو جھوٹے اور غلط مسئلہ بتلا کر راہ حق سے گمراہ کرین اہل کفر و نفاق و بغض و شقاق اگرچہ دین کو برباد کرین نعمت کو بدلین حلال کو حرام کرین مثلاً متعہ کو جسکی متعدد دفعہ کرنے سے ہر ایک دفعہ مین عوام کا لا انعام قضائے شہوت بھی ہی کرین اور بتدریج ائمہ کے مراتب پر بھی فائز ہون اور اوسکی غسل کے پانی سے جسقدر قطرات ٹپکین اوتنی فرشتے پیدا ہون۔ ایسی نعمت بے پایان کو حرام کرین۔ حقوق کو غصب کرین بنات طیبات کو غصب کرین دم نمارین چون و چرا نکرین۔ سراسر خلاف لطف اور قبیح اور حرام ہے اور خلاف اوس غرض کے ہے جسکی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئی اور کتاب نازل ہوئی اور جہاد کا حکم سنایا گیا اور اگر غرض اس سے حفظ اور بقا ظاہری ایمان تہی اور اس وجہ سے اسکو مستحسن سمجھا گیا تو یہ بہی بالکل واہیات ہے کہ نفاق کا بقا اور اوسکا حفظ اور اوسکی حمایت خداوند کریم کو اور اوسکی رسول کو اسدرجہ مہتم بالشان ہو کہ اوسکی مقابلہ مین اوسکا دین حنیف برباد ہوجاوے اور اوسکی کتاب خراب ہو اور اہلبیت نبوی ذلیل و خوار ہون۔ پھر بھی اوس نفاق کا بقا مد نظر رہے نعوذ باللہ من ذلک اور جب یہ اشد قبیح اور محرم ہی تو حق تعالے شانہ کیطرف ایسی قبائح و شنائع کا ارصاد ہونا امر محال و ممتنع ہے۔ احتمال ثانی بہی بالکل غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ اگر تمام صحابہ الا معدودی آپکے دشمن تہی تو جنگ جمل و صفین کے وقت مین آپکے ہمراہ ہوکر ہزارہا صحابہ نے جان بازیان کین وہ کہانسے پیدا ہوگئی تہے پہلے کیون دشمن تہے اور اب کیون دوست ہوگئی۔ بلکہ اگر تامل کیا جاوے تو اب زیادہ اسباب عداوت تہی آپ اپنی امارت مین خواہشات نفسانیہ سے ضرور روکتی ہونگی جسپر ہزار ناخوشی کا ہے اسیواسطے آپ نے ارشاد فرمایا تہا دانا لکم وزیرا خیر لکم منے ۱ میرا۔ کذا فی نہج البلاغت۔ تو جب اسوقت آپکے ہمراہ ہوئی اور آپ پر اپنی جانونکی فدا کرنے تک دریغ نکیا تو کیا اوسوقت ہمراہ ہوتے۔ بی یار و انصار ہوتا تو اوسوقت ہوتا کہ آپ منازعت فرماتے اور کوئی آپکے ہمراہ ہوتا۔ علاوہ ازین یار و مددگار کے آپکو کیا ضرورت تہے۔ آپکو معلوم تہا کہ یہ لوگ میرے قتل و

ابلاک پر تو قادر ہو سکیں گے اور مقابلہ آپکے شجاعت کو کس کی طاقت تھی کہ سامنے آسکے۔ پس
یا خوف آبرو ہوتا ہے سو وہ جا چکی تھی اور یا خوف جان وہ جانے والی نہ تھے پھر معلوم نہیں ایسی
حالت میں اوس لغو وصیت سے کیا فائدہ اور آپکو یار و مددگار کی کیا ضرورت۔ تعجب تو یہ ہے کہ مقابلہ
امیر معویہ کی نہ وصیت یاد آئی نہ شیعیان مخلصین کے ہونے کا اوسوقت خیال آیا حالانکہ امیر
معویہ کیطرف سے اوس تعدی کا عشر عشیر بھی ظہور میں نہیں آیا کہ جو خلفاء سے عموماً ظاہر ہوئی
پھر اگر وصیت کو منحصر زمانہ خلفاء ثلثہ پر سمجھا جاوے تو ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح کی لازم آوے
اور ما بہ الفرق کوئی نہ نکلے۔ معہذا ان دونو تاویلوں کو اوسوقت صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ جبکہ جناب
امیر نے کبھی منازعت نہ کی ہو اور ہرگز چون و چرا نفرمایا ہو۔ لیکن روایات مختلفہ سے ثابت ہوتا ہے
کہ آپ ذرا ذرا سی بات پر تلوار میان سے نکالنے پر آمادہ ہو گئے ذرا ذرا سی بات میں آپ نے
تخویف و تہدید فرمائی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ آپکو وصیت کے گئے نہ آپ عاجز و
بیچارہ تھے۔ چند روایتیں لکھوں جن سے یہ مدعا پایہ ثبوت کو پہنچے۔ پہلی روایت قتل ابوبکر
اشجع کی ہے کہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد القلوب دیلمی سے نقل
کی ہے۔ چونکہ عبارت طویل تھی اسلیے اوسکا اختصار کر کے اسطرح لکھا ہے ابوبکر اشجع بن مزاحم
را متولی صدقات کہ مضافات مدینہ و ضیاع فدک بود گردانید۔ کان شجاعا[١] وکان له اخ قتله علی
بن ابیطالب فی وقعۃ ھوازن و ثقیف فلما خرج الرجل من المدینۃ جعل اول قصدہ
ضیعۃ من ضیاع اھل البیت فجاء بغتۃ واحتوی علیہا وعلی صدقات کانت لعلی
یقرہن(?) علی اھلہا وکان الرجل زندیقا منافقا فارسل اھل قریۃ الی امیر المؤمنین

١ ۔ اور یہ شجاع تھا۔ اور اسکے ایک بھائی کو علی بن ابی طالب نے جنگ ہوازن اور
ثقیف میں قتل کیا تھا جب یہ شخص مدینہ سے نکلا۔ پہلا قصد یہ کیا کہ اہل بیت کے جاگیر اور علی کے
صدقات کو اچانک آکر ضبط کر لیا۔ اور رعایا پر ظلم کرنے لگا۔ گاؤں والوں نے پیام بھیجکر
حضرت کو۔ ١٢۔

برسول[1] يعلمونه ما فرط من الرجل فدعا علي عليه السلام بدابته وتعمم بعمامة سوداء وتقلد بسيفين ومعه الحسن وعمار بن ياسر والفضل بن عباس وعبد الله بن جعفر وعبد الله بن عباس حتى وافى القرية فانزل عظيم القرية في مسجد يعرف بمسجد هم ووجه امير المؤمنين بالحسين يسأله المسير اليه فسار الحسين فقال اجب امير المؤمنين فقال ومن امير المؤمنين فقال علي بن ابي طالب فقال امير المؤمنين ابو بكر خليفته بالمدينة فقال الحسين اجب علي بن ابي طالب فقال انا سلطان وهو من العوام والحاجة له فليصر هو الي قال الحسين ويلك ايكون مثل والدي من العوام ومثلك يكون سلطانا فقال اجل فان والدك لم يدخل في بيعة ابي بكر الا كرها وبايعناه طائعين فصار الحسين فاعلمه فالتفت الى عمار فقال يا ابا اليقظان صر اليه واسأله ان يصير اليك لانه من اهل الضلال فنحن مثل بيت الله يؤتى ولا ياتي فصار اليه عمار وقال مرحبا يا اخا ثقيف ما الذي اقدمك على مثل امير المؤمنين في صيارته فصر اليه وافصح عن حجتك فانتهر عمارا وافحش له في الكلام وكان عمار شديد الغضب فوضع حمائل سيفه في عنقه ومد يده الى

---

[1] اوسکی زیادتیون پر مطلع کیا علی نے اپنی سواری منگائی اور سیاہ عمامہ باندھا اور دو تلوارین حمائل کین اور حسین اور عمار بن یاسر اور فضل بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ بن عباس ہمرکاب ہوئی یہانتک کہ گانؤن مین پہنچے اور گانؤ کو چودہری اونکی خدمت مین حاضر ہوا اور امیر المومنین نے حسین کو بہیجکر اوسکو بلایا کہا امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہو اوسنے کہا کون امیر المومنین کہا علی ابن ابی طالب اوسنی کہا امیر المومنین خلیفہ ابو بکر مدینہ مین ہین حسین نے کہا علی ابن ابی طالب کیخدمت مین حاضر ہو اوسنی کہا مین حاکم ہون اور وہ عوام مین سے ہے اور اوسکو حاجت ہی وہ خود میرے پاس چلکر آئی حسین نے کہا تیرا ناس ہو کیا میرے والد تیرے عوام مین سے ہونگے اور تجہہ جیسی حاکم اوسنے کہا بیشک کیونکہ تیرا باپ ابو بکر کی بیعت مین باکراہ داخل ہوا ہی اور ہمنے برضا اوسکی بیعت کی ہی حسین (واپس) چلے گئے اور جناب امیر کو (حقیقت حال کی) خبر دی - آپنے عمار کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا ای ابا الیقظان تو اوسکی طرف جا اور اوس سے کہہ کہ تیرے پاس چلکر آوی کیونکہ وہ گمراہون مین سے ہی اور ہم بیت اللہ کی مانند ہین جسکی پاس آتے ہین اور وہ کسیکی پاس نہین جاتا عمار اوسکی پاس گئے اور کہا مرحبا ای ثقفی امیر المومنین جیسے شخص کیخدمت مین حاضر ہونے سی تجکو کیا چیز (مانع) ہی تو اوسکی طرف چل اور اپنی حجت کو ظاہر کر اوسنی عمار کو جہڑ کا اور بدکلامی سے پیش آیا عمار بہی تیز مزاج تہا اپنی تلوار کا پرتلا گردن مین لٹکایا اور تلوار کیطرف ہاتھ بڑہایا - ۱۲ -

السيف فقيل لامير المومنين الحق عمارا فوجه بالجميع وقال لهم لا تهابوه فصر^[ك]
وليته وكان مع الرجل ثلثون فارسا من جياد قومه قالوا له ويلك هذا علي بن ابي طالب
تعالك والله وقتل اصحابك عنده دون النطفة فسقط القوم جزعا من امير المومنين
فسحب الاشجع الى امير المومنين على وجهه سحبا فقال دعوه ولا تعجلوا فقال ويلك
بما استحللت اخذ اموال اهل البيت فقال وانت بما استحللت قتل هذا الخلق
في كل حق وباطل وان مرضاة صاحبي احب الي من اتباع موافقتك فقال اما اعرف من
نفسي اليك ذنبا الا قتل اخيك وليس بمثل هذا الطلب الثارات فقبحك الله
وترحك فقال له الاشجع بل قبحك الله وتر عمرك فان حسد الخلفاء لا يزال
بك حتى يوردك موارد الهلكة فغضب الفضل ورمى عنقه عن جسده فجمع
اصحابه على الفضل فسل امير المومنين سيفه فلما نظر القوم الى بريق عينيه ولمعان
ذي الفقار رموا اسلاحهم وقالوا الطاعة فقال انصرفوا براس صاحبكم الاصغر
الى صاحبكم الاكبر فانصرفوا والقوا راسه بين يدي ابي بكر فجمع المهاجرين
والانصار فقال اخاكم النقفي اطاع الله ورسوله واولي الامر منكم فقلد صدقات

ك گیسیتی امیر المومنین سے عرض کیا کہ عمار کے پاس پہنچئے آپ سب سمیت متوجہ ہوگئے اور فرمایا اوسکو گہیر لو نہیں پس اپنی تلوار کو چلایا اور اوسکی ساتھ (بھی) اوسکی قوم کے عمدہ اور چیدہ لوگوں میں سے تیس سوار تھے اونہوں نے اوسکو کہا تیرا ناس ہو یہہ علی بن ابی طالب (آپہنچا) خدا کی قسم تجکو اور تیرے ساتھیوں کو نطفوں تک قتل کر ڈالیگا۔ پس ساری قوم امیر المومنین سے ڈر کر گر پڑی اور اشجع کو موہنہ کے بل گہسیٹ کر امیر المومنین کے پاس لائے آپ نے فرمایا چہوڑ دو اور جلدی نکرو اور پوچہا تیرا ناس ہو کس وجہ سے تو نے اہلبیت کے اموال کے لینی کو حلال کر لیا اوسنے کہا اور تو نے کس سبب سے حق و ناحق ان مخلوق کا قتل حلال کر لیا اور بالتحقیق مجکو میرے سردار کی رضا تیری موافقت کے پیروی میں پسندیدہ تر ہے فرمایا مین بجز تیرے بہائی کی قتل کے اور کوئی تیرا گناہ خیال نہیں کرتا اور (ظاہر ہے) کہ اس جیسی مطالبہ کا عوض نہیں ہوتا۔ پس تیرا خدا برا کرے اور تجکو آزردہ کرے اشجع نے کہا بلکہ خدا تیرا برا کرے اور تیری عمر کاٹے بالتحقیق خلفاء کا حسد ہمیشہ تیری ساتھ رہیگا یہانتک کہ تجکو ہلاکت کے گہاٹ پر اوتاریگا۔ فضل غصہ ہوا اور اوسکی جسم سے اوسکی گردن اوڑادی پہر تو اوسکے ساتھی فضل پر اکہٹے ہوگئے پس امیر المومنین نے اپنی تلوار نکالی پہر جب آپکی آنکہونکی دمک اور ذوالفقار کو چمک قوم نے دیکہی اپنی ہتیار پہینکدی اور طاعت پکارنے لگے فرمایا جاؤ اپنی چہوٹے سردار کا سر بڑے سردار کے پاس لیجاؤ۔ وہ گئے اور اوسکا سر ابوبکر کے آگے ڈالدیا

المدينة وما يليها فعارضه علي بن ابي طالب فقتله اخبث قتلة ومثل به اخبث مثلة
فليخرج اليه شجعانكم واستعدوا له من رباط الخيل والسلاح فسكت القوم مليا
كان الطير على رؤسهم فقال اخرس انتم ام ذو السن فالتفت اليه رجل من الاعراب
يقال له الحجاج بن السجن فقال ان سرت سرنا معك ثم قام اخر فقال الا تعلم الى من
توجهنا والله ان لقاء ملك الموت اسهل من لقائه فقال اذا ذكر لكم علي دارت
اعينكم واخذتكم سكرة الموت اهكذا يقال لمثلي فالتفت اليه عمر فقال ليس له
الا خالد فقال ابو بكر يا ابا سليمان انت اليوم سيف من سيوف الله قصر اليه في
كثيف من قومك فانه قتل ليثا وكهفا وضيغما من شيعتنا وسله ان يدخل الحضرة
فقد عفونا وان نابذك الحرب فجئنا به اسيرا فخرج خالد في خمسمائة من ابطال
قومه فنظر الفضل واخبر امير المؤمنين فقال لو كانوا صناديد قريش وقبائل حنين
وفرسان هوازن لما استوحشت الا من ضلالتهم فقال خالد ما هذه الوثبة
التي قد بدت منك لا تفرق بين كلمة مجتمعة ولا تضرم نارا بعد الخمود
فانك ان فعلت وجدت عنه غير محمود فقال تهددني يا خالد بنفسك ويابن

ل مدینہ اور اسکی متعلقات پر حاکم بنا دیا تہا پس علی بن ابی طالب اوس سے متعرض ہوا اور اسکو بہت بری موت مارا اور بہت بری طرح بگاڑی پس تم مین سے بہادر اوسکی طرف نکلو اور گہوڑون اور ہتہیارون سے اوسکے لیے مستعد ہو جاؤ (یہہ سنکر) قوم دیر تک ایسی چپ ہوگئی گویا اونکی سر دنپر چڑیان ہین ابو بکر نے کہا کیا تم گونگی ہو۔ یا زبانون والے تو ایک بدوی شخص جسکو حجاج بن سجن کہتے تہے متوجہ ہوا اور کہنے لگا اگر تو چلیگا تو ہم بہی تیری ساتہہ چلینگے پہر دوسرا اوٹہکر کہنے لگا کیا تو نہین جانتا کہ ہمکو تو کسکی طرف بہیجتا ہے خدا کی قسم اوسکی ملنے کے بہ نسبت ملک الموت کا ملنا سہل تر ہے ابو بکر نے کہا کہ جب علی کا تمسے مذکور ہوتا ہے تو تمہاری آنکہین پہر جاتی ہین اور تمکو موت کا نشہ چڑہ جاتا ہے کیا مجہ جیسے کو ایسا ہی جواب دیتے ہین پہر عمر اوسکی طرف متوجہ ہوا اور بولا اس کیلیے بجز خالد کے اور کوئی نہین ہے پس کہا ای ابا سلیمان تو آج اللہ کے تلوار وںمین کے ایک تلوار ہے تو اپنی قوم کا گران لشکر لیکر اوسکی طرف جا اوسنے ہماری شیعہ مین سے ایک شیر کو مار ڈالا اور اوسکو کہہ کہ حاضر حضور ہو جائے ہمنے قصور معاف کیا اور اگر تجہسے لڑے تو تو اوسکو قید کر کے ہمارے پاس لے آ۔ تو خالد اپنی قوم کے پانسو بہادر لیکر نکلا فضل نے دیکہکر امیر المومنین کو اطلاع دی فرمایا اگر قریش کے سردار اور حنین کے قبیلے اور ہوازن کے شہسوار بہی ہونگے تو مین نہین گہبراتا بجز اونکی گمراہی کے۔ خالد نے کہا یہہ کیا حرکت تہی جو تجہسے ظاہر ہوئی کلمہ مجتمعہ مین تفریق تو ڈال۔ اور بجہی ہوئی آگ نہ بہڑکا اگر تو ایسا کریگا تو اسکا انجام ناپسندیدہ ہوگا

ابی قحافة فتملك من يحمل مثلی اسیر الحسبی مالك بن نویرة فقتلته وانكحت امرأته انی لاعرف قاتلی واطلب منیتی صباحا ومساءً ولو اردت ذلك لقتلتك فی فناء هذا المسجد فغضب خالد فسل امیر المؤمنین علی خالد وخفق علیه فلما نظر الی بریق عینیه وبریق ذی الفقار نظر الی الموت عیانا وقال یا ابا الحسن لم یرد هذا فضربه امیر المؤمنین بقفار اس ذی الفقار علی ظهره فنکس من دابته فقام رجل یقال له المثنی بن الصباح وکان عاقلا فقال والله ما جئناك لعداوة بیننا وبینك انت اسد الله فی ارضه وسیف نقمته علی اعدائه ونحن اتباع مامورون واطواع لا نخالفون فاستحیی امیر المؤمنین ونزل الجمیع ونزل امیر المؤمنین یمازح خالدا وخالد لما به الم الضربة ساکت فقال ویلك یا خالد ما اطوعك للخائنین الناکثین فقد ترکت بالحق علی معرفته وجئتنی لتحملنی علی ابن ابی قحافة اسیرا بعد معرفتك انی قاتل عمرو بن عبد ود ومرحب وقالع باب خیبر وانی لمستحیی منکم ومن قلة عقولکم اوتزعم انه قد خفی علی ما تقدم به الیك صاحبك حین اخرجك الی وانت تذکره ما کان منی الی معد یکرب والی صدة بن سلمة

سلہ اور ابن ابی قحافہ سے دہمکاتا ہے تیری جیسا ہمر جیسی کو قید کرکے لیجائیگا کیا مجکو بہی مالک بن نویرہ سمجہا کہ اوسکو مار ڈالا اور اوسکی عورت سے نکاح کر لیا بالتحقیق میں اپنے قاتل کو پہچانتا ہوں اور صبح وشام اپنی موت کا طلبگار ہوں اور اگر تو ایسا قصد کریگا تو میں تجکو اس مسجد کے صحن میں قتل کر ڈالونگا اسپر خالد کو غصہ آگیا تو آپنے بہی خالد پر تلوار کہینچ لی اور تیز نگاہ سے دیکہا خالد نے جب آنکہوں کے دمک اور ذو الفقار کی چمک دیکہی تو موت کو خود پر دیکہہ لیا اور کہنے لگا ہمارا یہہ قصد نہیں تو آپنے خالد کی پشت پر ذو الفقار کے نوک کے پیٹہہ مار کر سواری سے اوسکو اوندہا گرا دیا ایک شخص مثنی بن صباح نام جو دانشمند تہا اوٹہا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم ہم تیری پاس باہمی عداوت کیوجہ سے نہیں آئی تو اللہ کا شیر ہے اوسکی زمین میں اور اوسکی انتقام کی تلوار ہے اوسکی دشمنوں پر اور ہم تابع محکوم اور مطیع غیر مخالف ہیں اسپر امیر المومنین کو حیا آگئی اور سب اوتری اور امیر المومنین بہی خالد سے دل لگی کرتے اوترے اور خالد بسبب الم ضرب کے چپ تہا پس فرمایا ای خالد تجپر افسوس ہے کس چیز نے تجکو امانت میں خیانت کرنے والوں اور عہد کے توڑنے والوں کا مطیع بنا دیا اور تو نے جان بوجہکر حق چہوڑ دیا۔ اور مجکو عمرو بن عبدود اور مرحب کا قتل کرنیوالا اور باب خیبر کا اوکہاڑنیوالا جاننے کے بعد بہی میری پاس آیا تاکہ مجکو ابن ابی قحافہ کے پاس قیدی بناکر لیجاوے اور مجکو تمسے اور تمہاری بے عقلی سے شرم آتی ہے کیا تجکو یہہ گمان ہے کہ تیری روانہ کرنے کے وقت جو تجسے تیرے سردار نے گفتگو کی تہی مجپر مخفی ہے اور تو اوسکو

[illegible]

المخزومي فقال له ابن ابي قحافة انما كان ذلك من دعاء النبي وهو الان اقل من ذلك فقال خالد يا ابا الحسن اعرف ما تقول وما عدلت العرب عنك الا هربا من سيفك وما دعاهم الى بيعة ابي بكر الا استسهالا لجانبه ولين عريكته واخذهم الاموال فوق استحقاقهم[۱] الى اخر الرواية۔ اس روایت سے مثل روز روشن روشن ہے کہ وصیت کا دعوے جو حضرات شیعہ فرماتے ہین محض ڈھکوسلا ہے اور الجاء واکراہ صرف بناوٹ اور گھڑت ہے اگر وصیت ہوتی تو اس ذرا سے معاملہ مین خلاف وصیت نفرماتے اور مخالف حکم تلوار نیام سے نہ کھینچتے تعجب ہے کہ غصب امامت پر جنون نہ کی غصب بنات پر غیرت وحمیت کو اصول شیعہ پر جوش نہ آوے دین برباد ہوا کیا کبھی سر نہ ہلاوین اور جوش آوے تو اس تھوڑی سی بات پر۔ اہل عقل غصب امامت اور غصب بنات کو اس سے مقابلہ فرماوین اور اسمین سکوت اور اوسمین تلوار کشی کو دیکھین اور انصاف فرماوین کہ شیعہ اپنے دعوی مین سچے ہین یا نہین۔ علاوہ ازین اس روایت سے اور بھی چند فواید حاصل ہوئی جنکو ملخصا مختصرا لکھتا ہون (۱) ظاہر ہے کہ اشجع بن مزاحم مظہر اسلام اور کلمہ گو تھا۔ اگرچہ اوسکے دلمین کفر ونفاق ہو تو باعتبار ظاہر شریعت کے اوسپر احکام اسلام کے جاری ہونگی تو اوسکا قتل مستوجب قصاص ہے پس اگر ہمارے فاضل مخاطب اوسکے ظاہری اسلام کا اعتبار فرماوین تو اوسکی دم کو مستحق قصاص کا سمجھین اور فضل بن عباس پر قصاص لازم فرماوین اور جناب امیر کی حمایت اور اعانت کو جو فضل بن عباس کی قربانی ناجائز اور حرام قرار دین اور اگر باطنی کفر کا اعتبار کرین اور اسوجہ سے اوسکا دم مباح سمجھین تو پھر اسکا فکر فرماوین کہ حضرت ام کلثوم کے جواز نکاح کی علت حضرت فاروق کا

۱؎ یاد دلاتا اوسنے کہا یہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی بدولت تھا۔ اور اب وہ اس سے کمتر ہے خالد نے کہا اے ابا الحسن سمجھ تو کیا کہتا ہے عرب بجز تیری تلوار کے خوف کے بجز اور کسی سبب سے منحرف نہین ہوئے اور بیعت ابی بکر کیطرف بجز اوسکی سہولت جانب اور نرمی طبع اور استحقاق سے زیادہ مال حاصل کرنے کے اور کوئی باعث نہین ہوا۔ ۱۲

ظاہری اسلام جو آپ اور آپکے اسلاف بیان فرماتے ہین وہ سراسر غلط ہے جب ظاہری اسلام کا اعتبار ہی نہین تو پہر اوسکے وجہ سے منافق کے ساتہہ فاطمہؑ کے جگر گوشہ کا عقد نکاح کیونکر صحیح اور مباح ہو سکتا ہے (۲) تمام صحابہ چہوٹے سے لیکر بڑے تک جناب امیر سے ایسا ڈرتے تہے جیسا موت سے اور آپکے مقابلہ کو موت کا مقابلہ سمجہتے تہے۔ پس ان لوگونکی اطاعت کے لیے خدا تعالے کا ایسی شجاع کو حکم کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے۔ اور جناب امیر کا ایسی لوگونسے جو آپ سے اسقدر خائف و ہراسان ہون تقیہ کرنا ہرگز عقل تسلیم نہین کرتی اور ایسے لوگ حضرت امیر سے بجبر و اکراہ معاذ اللہ انکی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ کو غصب کرین ہرگز فہم مین نہین آتا۔ جب لوگ آپسے اس قدر ڈرتے تہے تو یہہ سب باتین لغو اور باطل ہین (۳) تمام اصحاب مہاجرین و انصار وغیرہ خلیفہ اول کی جناب امیر کے مقابلہ مین اطاعت نکرتے تہے کیونکہ مقابلہ کی طاقت نرکہتے تہے اور جب جناب امیر کے مقابلہ کے لیے دعوت کیجاتی تہی تو انکی آنکہین بدل جاتی تہی اور سکرۃ الموت کی حالت پیش آجاتی تہی اور جواب دیتے تہے کہ کیا تم نہین جانتے کہ ہمکو کس کے مقابلہ مین بہیجتے ہو یہہ وہ شخص ہے جسکی مقابلہ کی بنسبت موت کے موہنہ مین جانا آسان ہے۔ جب خلیفہ اول کی ساتہہ اصحاب کی یہہ حالت تہے تو قطعاً و یقیناً اگر جناب امیر خلافت کے بارہ مین منازعت فرماتے اور آپکے ساتہہ مقابلہ پیش آتا۔ تو سب صحابہ خلیفہ اول کو اکیلا چہوڑ کر اور جناب امیر کے حوالہ کرکے بہاگ جاتے۔ اگرچہ یہہ خوف لوگونمین پہلے سے ہی راسخ تہا لیکن بعد اس واقعہ کے تو مشاہدہ ہوگیا کہ صحابہ مین سے کوئی شخص مقابلہ کے قابل نہ سمجہا گیا اور سواء خالد کے کسی شخص نے اس کام کے لیے اجابت نہ کی اور خالد مع اپنے پانسو رفقاء کی جب سامنے جناب امیر کی گئی اور بات چیت کی پہلے اس سے کہ لڑائی کی نوبت آوی صرف آنکہون کی اور ذوالفقار کی چمک دیکہکر حواس باختہ ہوگئی اور عجز و الحاح کرنے لگے باوجودیکہ جناب امیر نے حضرت خالد کو مارا ہی تاہم اونپر ایسا رعب اور خوف غالب ہوا کہ بجز سکوت اور عاجزی کے

اور اطاعت و نیاز کے کچھہ نہین آیا (۴) اس روایت سے یہہ بہی ثابت ہے کہ جناب امیر کو
معلوم تہا کہ یہہ لوگ نہ مجکو قتل کر سکتے ہین اور نہ قتل پر قادر ہین - بلکہ آپ جانتے تہے کہ
آپکا قاتل کوئی اور شخص ہے جبکہ یہہ حالت ہو اوسپر کوئی کسطرح جبر و اکراہ کر سکتا ہے (۵)
جناب امیر کو وہ باتین بہی معلوم ہو جاتی تہی جو صحابہ باہم کرتے تہے چنانچہ جو گفتگو خالد اور حضرت
صدیق کی ہوئی تہی آپنے اوسکو ظاہر فرما دیا (دوسری روایت) حدیث بساط جو کتاب آثار
داستانی سے صاحب ارغام نے نقل کی ہے ہم اوسکو بیان ارغام سے نقل کرتے ہین -
روایت میکند ابن بابویہ بسند خود از سلمان فارسی کہ گفت نشستہ بودم نزد سید و مولا خود امیر المومنین
در آن وقت کہ مردمان بیعت بعمر بن الخطاب کردہ بودند و در خدمت آنحضرت حسین و محمد بن حنفیہ
و محمد بن ابی بکر و عمار بن یاسر و مقداد بن اسود نیز بودند و از ہر در سخنان میگذشت امام
حسن متوجہ پدر بزرگوار شد و گفت یا امیر المومنین حضرت ملک داود و سلیمان بن داؤد را عجب
سلطنتی دادہ بود آیا از آن سلطنت عطیہ بوصی او رسیدہ باشد شاہ سریر ولایت تبسم فرمود و گفت
آن معبودیکہ دانہ خشک را در زمین سرسبز میگرداند و بان قادر یکہ آدم را از خاک تیرہ آفریدہ قسم کہ
آنچہ بپدر ترا دادہ ہیچیک از اولیا و اوصیا ماضیہ ندادہ و بعد ازین ہیچکس باین کرامت فائز نخواہد شد
پس امام حسن بحضار التماس نمودند کہ یا امیر المومنین میخواہیم کہ شما از آنچہ واہب عطیات بشما ہبت
نمودہ مشاہدہ کنیم و بمعاینہ ببینیم تا موجب ازدیاد ایمان و باعث تقویت علم و ایقان گردد
سید اوصیا علیہ السلام فرمود کہ حبا و کرامۃً یعنی چنان کنم کہ شما میخواہید و چیزی از چیزہا کہ
حضرت عزت بمن کرامت نمودہ بر شما ظاہر میسازم - پس برخاستہ دو رکعت نماز کرد و کلمہ چند
بزبان معجز بیان گذرانید کہ ہیچیک از حضار فہم آن نتوانست کرد و از آنجا بمیان خانہ آمدہ دست
مبارک بجانب مغرب دراز کرد و بعد از لمحہ دست را بزیر آورد و بر کف دست مبارکش پارچہ
ابری دیدیم آنرا گذاشتہ بار دیگر دست دراز کرد پارچہ دیگر بروی دستش دیدیم سلمان گوید لا الہ الا اللہ
وان محمد رسول اللہ وانک وصی نبی کریم من شک فیک ہلک ومن تمسک بک سلک سبیل النجاة

یعنی گواهی میدهم که خدا یکیست و محمد رسول ص برگزیده است و تو وصی و خلیفه برگزیده هر که شک آرد
در وصایت و خلافت تو هلاک شود و هر که بعروة الوثقای محبت تو چنگ زند نجات یابد پس دیدیم
که آن دو ابر چون دو قائمه پیش شدند و در پهلوی یکدیگر قرار گرفتند چنانچه گوئی یک جوزه اند
از آن هر یک بوی مشک اذفر بدماغ اهل ایمان میرسید پس فرمود که برخیزید و بر این بساط
بنشینید همه برخاسته بر یک ابر نشستیم و آنحضرت تنها بر یک ابر دیگر پس کلمه چند تکلم فرمود که هیچکس
نفهمید پس اشاره با بر کرد که بجانب مغرب روانه شو بادی در زیر آن دو ابر در آمده و ابرها را با آهستگی
تمام برداشته بر هوا برد و ما درین وقت چون بآنحضرت نگاه کردیم دیدیم که جامه زرد پوشیده و تاجی
از یاقوت سرخ بر سر دارد و نعلین که بند آن از یاقوت ابدار بود در پا کرده و انگشتری از مروارید سفید براق
که روشنی آن چشم را خیره میساخت در انگشت دارد و بر کرسی از نور نشسته امام حسن علیه السلام بآنحضرت
گفتند که ای پدر بزرگوار همه مخلوقات سلیمان را بجهت انگشتری اطاعت نمودند و شما را بچه سبب منقاد اند
فرمود یا ولدی انا وجه الله وانا عین الله وانا لسان الله الناطق وانا ولی الله و
انا نور الله الذی لا یطفی وانا باب الله الذی یوتی وانا حجة الله علی عباده وانا
کنز الله فی ارضه وانا قسیم الجنة والنار وانا سد ذی القرنین وانا جعلتهما
یعنی ای نور دیده من وجه الله و عین الله و لسان الله و ولی الله منم و آن نوریکه فرو نشیند منم و آن
دریکه از آن در بخدا توان رسید منم و حجت خدا بر خلق منم و گنج خدا در زمین منم و قسمت کننده بهشت
و دوزخ منم و سدیکه ذو القرنین بسته منم و دو قرن را برای اسکندر قرار داده بودم که بآن مشهور شده بود
میخواهی که خاتم سلیمان بتو بنمایم دست در بغل کرده انگشتری بر آورد از طلای احمر و نگینش بود از یاقوت
سرخ فرمود ای فرزند من این خاتم سلیمان است نامهای است که در و نقش کرده اند سلیمان گوید
که تعجب حضار زیاده شد بحدیکه گویا او را نمی شناختند پس فرمود اینها از مثل من عجب نیست بخدا
سوگند که بنمایم امروز بشما آنچه پیش از این شما ندیده باشید پس امام حسن گفت آرزوی ما آنست
که سد ذو القرنین را بما نمائی پس آنحضرت باد را امر فرمود که ما را آنطرف که حسن میخواهد ببرد و مقدار آن

ازباد آوازی چون آواز رعد بما رسیده ومارا برداشته بهوا برد وامیر المومنین علیه السلام بران کرسی
نشسته از پی ما می آمد تا باد مارا بکوه بلند رسانید درختی عظیم بر آن کوه بود خشک شده برگهایش
ریخته یکی از ما گفت یا امیرالمومنین این درخت را چه رسیده که اوراقش ریخته آنحضرت فرمود که از وی
بپرسید تا حال خود بگوید امام حسن پیشی نمود واز درخت سوال کرد مالک ایتها الشجرة یعنی چه شده است ترا
ای درخت که سبزی از تو رفته و برگت ریخته جواب نداد امیرالمومنین فرمود اجیبهم باذن الله ایتها
الشجرة واخبرهم بخبرک - ای درخت بفرمان الهی جواب ایشان بگو سلمان گوید بخدا قسم که درخت متکلم
شد و گفت - لبیک لبیک یا وصی رسول الله وخلیفته من بعده حقا وخطاب با امام
حسن کرد که هر شب وقت سحر پدرت بنزد من می آمد و دو رکعت نماز گذارده بتسبیح وتقدیس حق تعالی
مشغول می شد و می رفت و آمدن ورفتنش بر کرسی نور میان ابر سفید می بود که از آن بوی مشک اذفر
بمشام میرسید ومن از استشمام روح بوح افزای آنحضرت وآن نور سبز و با طراوت می بودم واکنون
چهار شب شده که تشریف از این نفرموده از مفارقت پدرت که حالم بدین مرتبه رسیده واگر از ایشان
استدعا کنی که بلطف خود از این مهجور دور ندارد آمدن او مرا بحال خود باز می آرد پس شاه ولایت نزد
آن درخت رفته دو رکعت نماز گذارده دست مبارک بر آن درخت مالید سلمان گوید که بخدا قسم که
که آن درخت که مشتاق بر خاست فی الفور سبز شده و برگ آورده میوه بیرون کرد پس آنحضرت
بر کرسی خود قرار گرفت ومارا برداشته بلند شد بحدی که دنیا - تمامی در نظر ما سبز می نمود در هوا فرشته دیدیم
سر او در زیر قرص آفتاب وپایی در قعر محیط و یکدست در مشرق و یکی در مغرب از علی علیه السلام پرسیدیم
که این کیست فرمود بحکم خدا من او را درین موضع نصب کرده ام و تاریکی شب و روشنائی روز
موکل ساخته و چنین خواهد بود تا روز قیامت پس ما را بیاجوج برده وآنحضرت علیه السلام باد را خطاب
نمود اهبطی تحت هذا الجبل - یعنی ای باد در زیر کوه فرود آ و آن کوه بلند ظلمانی گویا شبی بود سیاه
بوی دود آنجا بمشام میرسید یاجوج را دیدیم واز کثرت ایشان تعجب نمودیم و ایشان را سه صنف
دیدیم که یکی طول ایشان بیست گز و عرض ده گز - وصنفی طول صد گز و عرض هفتاد گز - وصنفی یک گوش را

لحاف دو دیگر پیراو واج میکردند یکی از حال آنها پرسید حضرت علیه السلام فرمود حاکم این جمع تا محصور
منم و همه در حکم من اند پس بیاو حرفی گفت با و مار بر داشت بکوه قاف رسانید کوهی دیدیم
چون یاقوت سرخ که محیط همه دنیا بود فرشته بشکل آدم بروی موکل چون آن فرشته را چشم بر ما افتاد
گفت السلام علیک یا امیر المومنین پس رخصت طلب کرد که مطلب خود را عرض کند آنحضرت فرمود
که رخصت زیارت برادرت و مصاحبت میخواهی برو رخصت دادم پس فرشته بسم الله الرحمن الرحیم
گفته راهی شد بعد از آن درختی دیدیم چون درخت اول بهمان طریق سوال و جواب واقع شده درخت
گفت ثلث اول شب علی علیه السلام نزد من مے آمد و پس از نماز و تسبیح و تقدیس الهی سوار شده
میرفت و من سبز و خرم بودم چهل روز ست که فیض قدوم از من گرفته و نیم گداخته واوراقم فرو ریخته
از مفارقت اوست و امام حسن التماس نمود حضرت دست مبارک بر و کشید درخت گفت اشهد
ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله و انك امیر المؤمنین فی الامة المبارکة
الطیبة وصی رسول رب العلمین من تمسك بك نجی و من تخلف عنك هوی پس
آن سبز و خرم شد و طراوت یافت و ما در زیر آن ساعتی آرام گرفته پرسیدیم که یا امیر المومنین آن
فرشته کجا رفت فرمود که دیروز بر جبل ظلمت که عبور نمودیم فرشته که بر آن موکل ست رخصت زیارت
این فرشته طلبیده بود امروز این رفت که تدارک آن نماید یکی از یاران گفت که مگر ملائکه همه باذن شما
از محل و مکان خود حرکت میکنند فرمود بخدائی که آسمانها را بے ستون آفریده که هیچ یک قدرت ندارد
که بے رخصت من از جای خود حرکت نماید و اگر بے اذن من بقدر نفسی حرکت نماید حضرت رب العزت
ببرق غضب خود آنرا بسوزد و بعد از من فرزندم حسن و بعد از و حسین و بعد از و نه کس از اولاد او که نهم
ایشان قائم آل محمد ست صلی الله علیه و علیهم این حال دارند و هیچ ملکی از ملائکه مقربین یا احد
سپاه شد که یک نفس بے اراده ایشان برآرد یکی نام فرشته که موکل قاف ست پرسید فرمود بر خائیل
گفت گفتیم یا امیر المومنین نه ما دیروز در خدمت شما بسر بردیم کدام وقت نزول اجلال در ان کوه
شده بود فرمود چشم خود را بپوشانید پوشانیدیم امر بکشودن کرد کشودیم خود را در مملکتی دیگر یافتیم

گفتیم این هذا الشی عجاب فرمود ملک الموت در قبضه اقتدار من است که شما را طاقت اطلاع بر آن نیست
و همچنین این مخلوقم چون مخلوقات دیگر دور از اکل و شرب و خواب و نکاح مانند دیگران و اگر اندکی از آنچه
من میدانم بدانید و بهای شما تاب شنیدن آن ندارد و بدانید که اسم اعظم حق تعالی هفتاد و سه حرفست
نزد آصف بن برخیا که تخت بلقیس را بیک چشم زدن آورد و نزد سلیمان یک حرف بود و نزد من هفتاد
و دو حرف و یک ظرف علم غیب است که مخصوص ذات اوست و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم شناخت
هر که مرا شناخت مؤمن شد هر که مرا منکر شد پس آن ابهدا امر فرمود که ما را بباغی رساند که در سبزی و خوشی
با روضه بهشت برابر می نماید در آنجا جوانی را در میان دو قبر مشغول دیدیم گفتیم یا امیر المومنین این
جوان کیست فرمود برادر من صالح نبی است و این دو قبر از پدر و مادر اوست و چون چشم صالح بر صالح
المومنین افتاد و بیتابانه پیش آمد و سینه بی کینه آنحضرت را بوسید و گریه کنان بشکوه در آمد آنحضرت
او را تسلی میداد و پرسیدیم که صالح چرا میگرید فرمود که از وی بپرسید امام حسن فرمود ایها السعید الصالح چه
چیز ترا میگریاند فرمود که پدرت هر روز وقت طلوع صبح نزد من می آمد و باهم نماز میکردیم و باعث
نشاط و عینیت من بود در عبادت و امروز ده روزست که تشریف نیاورده چون او را دیدم طاقتم
نماند گفتیم یا امیر المومنین این عجبتر است ما هر روز در صبح در خدمت شما بسر میبریم چگونه بی اطلاع
اینجا آمده با حضرت صالح نماز میکنی فرمود که اگر خواهید سلیمان را زیارت کنید گفتیم یا امیر المومنین
ما را آرزوی اینست شاه ولایت برخاسته روانه شد و در خدمتش به بستانی رسیدیم که کسی مانند آن نشنیده
و ندیده آبهای جاری و مرغان خوش الحان و فواکه بسیار چون آن مرغان را چشم بر آنحضرت
افتاد و دور او را فرو گرفتند و پر میزدند و طواف میکردند و در میان بهشت تختی از فیروزه دیدیم
جوانی بر وی خوابیده و دستهای خود بر سینه نهاده و دو مار بالای سر و پائین پای او قرار گرفته چون
ماران آنحضرت را دیدند و در قدم او غلطیدند گفتیم یا امیر المومنین این جوان کیست فرمود سلیمان انگشتری
را از انگشت خود بر آورده در انگشت او کرد و گفت قم باذن الله الذی یحیی العظام و هی رمیم فی الحال سلیمان
علیه السلام برخاست و گفت اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و ان محمدا عبده

ورسوله ارسله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون
واشهد انک وصی رسول الله الهادی المهدی الذی سالت الله بمحبته ومحبة اهلبیته
ما اتانی الملک - یعنے گواہی میدہم کہ خدا سزای پرستش یکیست واورا شریکی نیست وبدرستیکہ
محمد بندہ او وفرستادۂ اوست او فرستادہ بہنمائی واظہار کردن دین حق وہر دینے غیر دین اوست
باطل باشد ودین او ناسخ دین ہا باشد اگرچہ مشرکان زین معنی کراہت داشتہ باشند وگواہی میدہم
کہ تو وصی وجانشین رسول اللهٖ وتوئی راہ نمایندہ وراہ یافتہ کہ بوسیلہ تو سوال کردم من از حق تعالے
محبت تو ومحبت اہلبیت تو وبمن حق تعالے آنچہ دادہ از ملکے بادشاہی مثل آن ہیچ یک از اولاد
آدم ندادہ بود واگر محبت تو شفیع نمے ساختیم آن سلطنت وبزرگی بمن عطا نمے فرمود پس زمانے
آن سر در نزد سلیمان علیہ السلام نشستہ بپابوس آن پیغمبر مشرف شدیم پس سلیمان را وداع نمودہ برخاست
وسلیمان بحال خود برگشت وما پرسیدیم کہ یا امیر المومنین شمار علمی بآنچہ در پس کوہ قاف است فرمود
کہ خلاق عالم موجد بنی آدم چہل عالم در عقب کوہ قاف آفریدہ کہ ہر عالمی چہل برابر دنیا باشد وعلم من
ما ورای کوہ ہمچو پیست بحال این دنیا وآنچہ درین دنیاست بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نگاہدارندہ آن عالمہا منم وہمچنین بعد از من اولاد من حافظ شریعت نبوی ووارث علم مصطفو
خواہند بود تا روز قیامت ومن دانا ترم براہہا کہ در آسمانہاست وراہہا کہ در زمین ہست ومائیم اسم
مکنون واسم مخزون آلہی ومائیم اسماء حسنی کہ چون خدا را بآن اسماء بخوانند ومائیم صاحب آن
نامہا کہ بر عرش وکرسی نوشتہ است ومائیم قسمت کنندہ بہشت ودوزخ واز ما تعلیم گرفتہ اند ملائکہ
آسمانہا تسبیح وتقدیس وتہلیل وتکبیر وتوحید آلہی ومائیم آن کلماتے کہ چون آدم علیہ السلام را
تلقین نمود توبہ اش قبول شد ومن سیدانم این امور عجیبہ واسرار عجیبہ را ببرکت اسم اعظم
کہ اگر بر برگ زیتون بآن حرفے بنویسند ودر آتش اندازند نسوزد وطراوتش میل بپژمردگی نکند
وہر کجاست روشنی روز از نامہای نامی ماست واسامی مارا چون بر آسمان نقش کردند بے ستون
استقامت یافت وزمین بآن منقش گشتہ مسطح شد وچون بر باد خواندند در حرکت آمد

و برق نوشتند نمایان شد و بر رعد رقم نمودند خاشع شد و بر جبههٔ اسرافیل نقش کردند متکلم بکلام سُبُّوحٌ
قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ گردید و چون کلام معجز نظامش باین مقام رسید فرمود چشمهای
خود را بپوشید پوشیدیم باز گفت بگشائید بگشادیم و خود را در شهری دیدیم مشتمل بر بازارهای معمور
و قصرهای رفیع مردمش در نهایت بلندی قامت و کمال استقامت هر یکی چون نخلی پس فرمود
که این گروه از بقیه قوم عاد اند که هنوز در کفر و ضلالت و ظلم و جهالت گرفتار اند و ایمان برب ارباب
ندارند و شهر ایشان از شهرهای مشرق بود من بامر خالق بیچون قلع و قمع اینها نمود
باین مکان شان نقل نمودم تا شما را درینجا ببینید و شما بر آن مطلع گشتید و من داعیه دارم که باین گروه
مقابله نمایم پس آن قوم را بوحدانیت خدا و رسالت محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم و ولایت خود دعوت
نمود ایشان ابا نمودند و بسیاری را کشت و چون خوف ما را مشاهده نمود نزد ما آمده دست مبارک را
بر سینهٔ ما مالید خوف از ما زائل شد بار دیگر با آواز بلند ایشان را باسلام خواند ایمان نیاوردند برق و صاعقه
ظاهر شد و چیزی چند میخواند که ما نفهمیدیم و ما را چنان مشاهده می شد که این برق و رعد و صاعقه از دهن آنحضرت
بر می آمد و چندان صداهای هولناک پدید آمد که ما گفتیم البته آسمان بر زمین آمده و کوهها از هم
فرو می ریزد تا آنکه یک متنفس از ایشان نماند و چون از جهاد که آن قوم فارغ شد و آن رعد و برق
برطرف شد استدعا نمودیم که یا امیر المؤمنین ما را بوطن باز رسان که زیاده برین طاقت مشاهدهٔ این
امور نداریم آن ابر را طلبید بر آن سوار شدیم و آن حضرت متکلم بکلامی شد باد ما را بهوا برده
بجائی رسانید که دنیا بقدر درهمی معاینه میکردیم و بعد لمحهٔ خود را در خانهٔ امیر المؤمنین دیدیم از همان
مکان که مسافر شده بودیم و چون فرود آمد نشستیم بانگ مؤذن شنیدیم که اذان ظهری میگفت
یا اول صبح بود از طلوع آفتاب راهی شده بودیم که در پنج ساعت پنجاه ساله راه را طی نمودیم
چون ما را متعجب دید فرمود بخدائی که نفس من بید قدرت اوست که اگر خواهم شما را در طرفة العین
در همه آسمانها و زمینها بگردانم و بر آن قادرم و این قدرت عظیمه باذن خالق بریه و از برکت
خیر الخلیقه یافته ام و منم ولی و وصی آنحضرت صلعم در حین حیات و در زمان رحلت و لیکن

اکثر مردان نے دانند سلمان گفت لعن اللہ من غصب حقک وحسدک واعرض عنک وضاعف العذاب الالیم - انتہے بلفظہ - ای حضرات شیعہ اس حدیث کو پڑہو اور جناب امیر و دیگر ائمہ کی محامد و مناقب کو جو اس روایت سے ثابت ہوتے ہین دیکہو کہ حضرت کا مرتبہ کیسا عالی ہے آپکے اختیارات کس قدر وسیع ہین آپکی قوت وشوکت کس درجہ بڑہے ہے ابر آپکا مطیع ہوا آپکی لونڈی تمام ملائکہ آپکے چاکر درختونکے لیے آب آب حیات سے بہتر اسم اعظم آپکا سکہ انگشتری سلیمان آپکے ہاتہہ مین انبیا آپکے والہ وشیدا انبیا اونکی آپ عقدہ کشا رعد کی کڑک آپکی زبان مین بجلی کی چمک دہن مین - ہر چیز آپکو معلوم تمام عالم آپکی نگہبانی مین مست یاجوج وماجوج آپ کے قبضہ اقتدار مین - کفار فجار کو ایک لحہ مین خاک سیاہ کردین - ذوالفقار آپکی اہل نفاق وکفر کو ایک دم مین تباہ کردے - قوم عاد کو جو قوت وشجاعت مین لاثانی تہے ایک دم مین نیست ونابود کردیا - پس ایسے شخص کی نسبت یہہ کہنا کہ اونسے چند منافقین سے ڈر کر یہانتک تقیہ کیا کر دین بہی تباہ ہوگیا - اور وہ اوسکی بیٹی بہی چہین لیگئی اور اوسکی زوجہ کو یہانتک مارا کہ حمل بہی ساقط ہوا اور وہ اوسیمین رحلت کرگئی بلکہ خود اونکی موافق مسائل خلاف حق بیان کرنے لگا - اور لوگونکو اونکی گمراہی پر او معین او مددگار ہوگیا اور صدہا اسی قسم کے باتین جو کہنے مین - نعوذ باللہ من تلک الکفریات - امیر خسرو کے اخل بلکہ مجنونون اور دیوانونکی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکہتے اور یہہ کہنا کہ خداوند تعالے نے بمقابلہ چندی اوباش منافقین کے وصیت کی تہی کہ ہرگز ہرگز ان لوگونکی سامنے سانس بہی نہ نکالیو - چون تک نکیجو - جو کچہہ چاہین کرین صبر وسکوت کے حبل المتین کو ہاتہہ سے نہ دیجو - خدا تعالے کی خدائی پر تشنیع بلکہ خوف کا دہبہ لگاتا ہے کہ ان لوگونسے شیعیان پاک کا خدا بہی ڈرتا تہا نعوذ باللہ من ذلک - اسقدر گذارش سے عقلا پر ہماری استدلال و ثبوت مدعا کی کیفیت کہل چکی ہے اور نقل روایت طویلہ مین ہمارا وقت گرانمایہ بہت صرف ہوچکا ہو اسلیے اس روایت کے نسبت ہم اس سے زیادہ نہین لکہہ سکتے - مگر اتنا بہی واضح رہے کہ حسب تقریر صاحب ارغام یہہ روایت جیسا عالم محقق فاضل مدقق اسحاق بن یہہ

اپنی کتاب امامت مین بیان کی ہے اور اوسکی معتبر ہونے کا اقرار کیا ہے - صاحب منہج التحقیق اور مولف معجزات مرتضوی نے بہی نقل کیا ہے (تیسری روایت) صاحب آیات بینات نے کشف الغمہ سے نقل کی ہے - روایت ست از محمد بن خالد ضبی کہ روزی عمر بن الخطاب در اثنائے خطبہ از حاضران سوال کرد کہ اگر من خواہم کہ شما را از معلومات دینیہ و معتقدات یقینیہ و احکام شریعت محمدیہ صرف نمائیم و گوئیم کہ از معتقدات برگردید و رجوع نمائید بقواعد کہ در زمان جاہلیت بود شما با من چہ خواہید کرد آیا تابع من در آن خواہید شد یا مخالف من مردمان ہمہ خاموش شدند و ہیچکس جواب نگفت عمر دیگر بار ہمین سخن را اعادہ کرد از ہیچکس جوابے نشنید پس دیگر بار ہمین معاملہ اعادہ کرد شاہ ولایت فرمود کہ ہرگاہ از تو این حالت مشاہدہ گردد و تو از دین مصطفی منحرف باشیم تایب دیگر طلب کنیم و اگر توبہ کنی توبہ ترا قبول کنیم و اگر نکنی ترا گردن زنیم عمر چون این سخن از شاہ اولیا شنید گفت در دین ما مردان ہستند کہ اگر منحرف شویم باز بطریق مستقیم مقیم و ثابت دارند - انتہے بلفظہ - اس روایت کے مضمون کو پڑہکر سوچین کہ جب جناب امیر خلفاء کی ساتھہ یہانتک صاف گوئی فرماتے تھے اور اونکی زبانی یا توبہ اونکی قتل کے مستعدی ظاہر فرماتے تھے تو اگر معاذ اللہ وہ دین کی تخریب کرتے بنات کو غصب کرتے تو آپ کیون چپکے بیٹھے رہتے

(چوتھی روایت) صاحب آیات بینات نے حیات القلوب ملا باقر مجلسی سے ملخصاً و مختصراً نقل کی ہے علی بن ابراہیم از پدر خود روایت کردہ است کہ گفت روزی با عمر بن خطاب براہی میرفتیم ناگاہ نعرہ اسپے در راہ یا شنیدم و صدای از سینہ او شنیدہ شد مانند کسی کہ از ترس بیہوش شود گفتم چہ شد ترا ای عمر گفت مگر نمی بینی شیر بیشہ شجاعت را و معدن کرم و فتوت را و کشندہ طاغیان و باغیان و زنندہ و شمشیر را و علمدار صاحب تدبیر را چون نظر کردم دیدم علی بن ابی طالب را دیدم (الی قولہ) تا این ساعت ترس او از دل من بدر نرفتہ است ہرگاہ اورا مے بینم چنین ہراسان میشوم - اس روایت کو ملاحظہ کیجیے جب جناب عمر کی جناب امیر کو دیکھکر یہہ حالت ہوتی تہی کہ شدت خوف و ہیبت سے حواس باختہ ہو جاتے تھے لہذا یہہ ہوتی لگتا تھا

تو کیونکر قیاس مین آسکتا ہے کہ معاذ اللہ ایسا بزدل ایسے شیر بیشۂ شجاعت کی دختر نیک اختر کو
غضب کر لیجاوے اور وہ چپ ہو رہے اور چون وچرا نکرے (پانچوین روایت) قطب
راوندی نے خرائج وجرائح مین روایت کی ہے۔ منہا ما روی عن سلمان الفارسیؓ قال ان
علیاً بلغہ عن عمر ذکر شیعتہ فاستقبلہ فی بعض طرق بساتین المدینہ وفی ید علی
قوس فقال یا عمر بلغنی عنک ذکر شیعتی فقال اربع علی ضلعک فقال انک لہاھنا ثم
رمی بالقوس علی الارض فاذا ھو ثعبان کالبعیر فاغرا فاہ وقد اقبل نحو عمر لیبتلعہ
فصاح عمر اللہ اللہ یا ابا الحسن لا عدت بعدھا فی شیٔ وجعل یتضرع الیہ فضرب بیدہ
الی الثعبان فعادت القوس کما کانت فمضی عمر الی بیتہ مرعوبا قال سلمان فلما کان
اللیل دعانی علیؑ فقال سر الی عمر فانہ حمل الیہ من ناحیۃ المشرق مال ولم یعلم بہ احد وقد
عزم ان یحبسہ فقل لہ یقول لک علی اخرج ما حمل الیک من المشرق ففرقہ علی من
ھو لھم ولا تحبسہ فافضحک قال سلمان فمضیت الیہ وادیت الیہ الرسالۃ فقال
اخبرنی امر صاحبک من این علم بہ فقلت وھل یخفی علیہ مثل ھذا وقال یا سلمان
اقبل منی ما اقول لک ما علی الا ساحر وانی لمشفق منہ والصواب ان تفارقہ وتعد فی
جملتنا فقلت بئس ما قلت لکن علی ورث من اسرار النبوۃ ما قد رأیت منہ وعندہ

ل منجملہ معجزات جناب امیر کے یہی جو سلمان فارسی سے مروی ہے کہا کہ علیؑ کو خبر پہنچی کہ عمر آپکے شیعہ کا ذکر کرتا ہے مدینہ کے باغونکی بعض رستون مین عمر انکے
سامنے آگیا اور علی کے ہاتھہ مین کمان تھی فرمایا ای عمر میرے شیعہ کے تذکرہ کی تیری مجکو خبر پہنچی ہے اوسنے کہا ذرا اپنی کجی پر نرمی کر علی نے فرمایا
(ہان) تو یہان ہی اور اپنی کمان کو زمین پر پہینکدیا اچانک وہ ایک اژدہا ہوگئی اور موہنہ کہولکہ عمر کی طرف اوسکے نگلنے کے واسطے متوجہ
ہوئی عمر چلایا ای خدا ای ابا الحسن مین پہر کبہی کسی امر مین ایسا نکرونگا اور عاجزی کرنے لگا آپنے اژدہا پر ہاتھہ مارا تو وہ جیسی پہلے کمان تہا
ویسا ہی ہوگیا عمر اپنے گہر خوف زدہ چلا گیا سلمان نے کہا جب رات ہوئی امیر المومنین نے مجکو بلاکر فرمایا کہ عمر کے پاس جا مشرق کی جانب
سے اوسکے پاس مال آیا ہے اور کسیکو اوسکی خبر نہین اور اوسکا قصد ہے کہ وہ مال روک رکہے پس اوسکو کہہ کہ علی تجکو کہتا ہے کہ جو مال مشرق
کیطرف سے تیرے پاس آیا ہے اوسکو نکال اور مستحقون پر بانٹ دے اور روک مت (ورنہ) مین تجکو فضیحت کرونگا۔ سلمان کہتا ہے
مین اوسکے پاس گیا اور پیام پہنچایا عمر نے کہا کہ مجکو اپنے یار کے امر کی خبر دے کہ اوسنے اسکو کہان سے جانا مینے کہا کیا اوس سے ایسی باتین
مخفی رہ سکتی ہین۔ پہر کہا۔ ای سلمان جو مین تجسے کہتا ہون مان کے علی صرف جادوگر ہے اور مین اوس سے ڈرتا ہوں
اور بہتر یہہ ہے کہ تو بہی اوس سے جدا ہوجاوے اور ہم مین شمار کیا جاوے مین نے کہا تو نے برا کہا لیکن علی نبوت کے اسرار کا
وارث ہوا ہے جو تو دیکہہ چکا ہے اور اوسکی پاس۔ ۱۲

اکثر مما رایت منہ قال ارجع الیہ فقل لہ السمع والطاعۃ لامرک فرجعت الے
علے فقال احدثک ماجری بینکما فقلت انت اعلم بہ منی فتکلم بکل ما جری بیننا ثم
قال رعب الثعبان فی قلبہ الے ان یموت انتہی بلفظہ ہمارے فاضل مخاطب اس روایت کو
خرائج و جرائح اپنے قطب الاقطاب کے صفحہ نمبر ۲۰ و ۲۱ پر بغور ملاحظہ فرماکر فرماوین کہ مدلول اس حدیث کا
پہلے واقع ہوا ہے یا مدلول حدیث شریف اول فرج غصبت کا اگر یہہ قصہ اژدہا پہلے واقع ہوا ہے
تو پہر یہ کیا کسی عاقل کے سمجہہ مین نہین آتا کہ جو شخص کسی کے شیعیان پاک کا بے ادبی سے نام
لینے پر ایسا بڑا معجزہ دیکہہ چکا ہو - اور مرنے تک اوسکی دلمین دہشت باقی ہو اور شیعونکی اسقدر حمایت
اور اعانت دیکہہ چکا ہو - بیٹی کے غصب کا تو کیا ذکر وہ لونڈی کا بہی نام لے سکے اور اگر بفرض
محال نام لے بہی تو اوسوقت بہی ایک معجزہ دکہا کر اوسکو ڈرا سکتے تہے اور اگر غصب فرج پہلے
ہوا تہا تو کیا جو شیعوں کے نام لینے پر کیا وہ غصب دختر پر نہین کیا جا سکتا تہا کیا غصب دختر
شیعونکی صرف نام لینے سے بہی کم درجہ ہے ای حضرات تمکو تمہاری تشیع کی قسم ہے ذرا تو اپنی
دین و ایمان اور عقل و انصاف سے فرماؤ ہمارے نزدیک تو آپ صاحب اپنی مذہب کیا اس سے بہتر دوسری کوئی
توجیہہ نہین فرما سکتے کہ جناب امیر جو عالم ما کان وما یکون تہے آپکو ام کلثوم کے خبیث ہونے سے
معلوم ہوگیا تہا کہ ام کلثوم زمرہ نواصب مین سے ہے کہ بعد مین معتقد صحت خلافت عمر ہوجاویگی تو ہما
آپنے بحکم الخبیثات للخبیثین اوسکو بخوشی و رضا عمر کو دیدیا ع کند ہمجنس با ہمجنس پرواز اے
حضرات شیعیان والا تبار جہان تم صدہا سادات حسنیہ حسینیہ کو کافر و فاسق و ناصبی کہتے ہو
اگر ایک بیچاری ام کلثوم کو جو آیت تطہیر مین بہی داخل نہین ہے بلکہ اوسکا سمجہا یہہ ہونا زیادہ باعث
بدگوئی ہے تو بہلا کہدو گے تو مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ تمہارے اصول مذہب کے بہی خلاف نہوگا

لے جو تو نے دیکہا ہے اس سے بہی زیادہ ہے اوسنے کہا تو اوسکی پاس واپس جا اور کہہ کہ تیری حکم کا مین مطیع ہون پہر مین
علی کے پاس واپس گیا اونہ کہا جو تمہاری باہم باتین ہوئین مین تجہے بیان کرون مین نے کہا کہ آپ اونکو مجہسے زیادہ
جانتے ہین - پہر ساری سب باتین بتلادی - پہر فرمایا - کہ مرنے تک اژدہا کی دہشت اوسکی دلمین رہیگی ۱۲
۱۲ سے

بلکہ پورا مطابق ہوگا اور اہلسنت کے بہی کیسقدر اس طعن سے زبان بندی ہو جائیگی (چھٹی روایت)
صاحب آیات بینات نے کتاب عماد الاسلام جناب قبلہ وکعبہ شیعیان مولوی دلدار علی سے نقل کی ہے
چنانچہ جسقدر الفاظ کا ترجمہ کیا ہے اوسکو ہم ملخصًا لکھکر اصل عبارت بتمامہا نقل کرتے ہین کتب
امامیہ مین لکہا ہوا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم آلہی اپنی اور علی کے دروازہ کے سوا سب
دروازہ مسجد سے بند کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عباس کی درخواست دروازہ کے نسبت تو نامنظور ہوئی
مگر پرنالہ کی درخواست منظور ہوئی اور خود حضرت نے پرنالہ لگا دیا عمر فاروق رض کے عہد خلافت مین تین سال تک
جاری رہا ایک روز اوسکا پانی عمر کے کپڑون پر گرا اونہون نے اوسکو اوکہڑوا دیا اور حکم دیا۔ کہ اگر
کوئی اسکو لگائیگا تو اوسکی گردن مارونگا۔ حضرت عباس نے حضرت علی کے پاس جاکر شکایت کی اور
اپنی مصیبت سنائی اونہون نے فرمایا کہ تم اپنے گہر مین آرام سے بیٹہو دیکہو مین کیا کرتا ہون

ثم نادی[1] یا قنبر علی بذی الفقار فتقلدہ ثم خرج الی المسجد والناس حولہ وقال
یا قنبر اصعد ورد المیزاب الی مکانہ فصعد قنبر فردہ الی موضعہ قال علی و
حق صاحب ھذا القبر والمنبر لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الآمر لہ بذلک
ولاصلبنہما فی الشمس حتے ییبسا فبلغ ذلک عمر بن الخطاب فنہض ودخل
المسجد ونظر الی المیزاب وھو فی موضعہ فقال لا یغضب احد ابا الحسن فیما
فعلہ ونکفر عنہ عن الیمین فلما کان من الغد لقی علی بن ابی طالب عمہ العباس فقال لہ
کیف اصبحت یا عم قال بافضل النعم مادمت لی یا ابن اخی فقال لہ یا عم طب نفسک
وقر عینا فواللہ لو خاصمنی اہل الارض فی المیزاب لخصمتہم ثم لقتلتہم بحول اللہ وقوتہ

[1] پہر قنبر کو پکارا کہ ذوالفقار لے آ اوسکو حمائل کیا پہر جانب مسجد نکلا اور لوگ اوسکے گرداگرد تہے تو کہا ای قنبر چڑہ اور پرنالا اپنی جگہ پر لگا قنبر چڑہ گیا
اور اوسکو اوسکی جگہ لگا دیا۔ علی نے کہا اس قبر اور منبر والے کے حق کی قسم اگر کیہنچی اسکو اوکہاڑا تو مین اسکی اور اوسکی حکم کرنے والے کی گردن مارونگا
اور اوسکو دہوپ مین سولی چڑہا دونگا یہانتک کہ تمام ہو جائین یہہ خبر عمر بن خطاب کو پہونچی تو اوٹہا اور مسجد مین آیا اور پرنالہ کو اوسکی جگہ دیکہا کہا کوئی غصہ
علی کو اوسکی کام مین غصہ نہ دلادی اور ہم اپنی قسم کا کفارہ دیدینگے دوسرے دن فجر کو علی اپنی چچا عباس کے پاس گئے۔ اور پوچہا اے چچا کیا حال ہے۔ کہا اے
بہتیجی جبتک تو میرا ہی عمدہ کر رہے ہیں فرمایا اے چچا خوش رہ اور ٹہنڈی آنکہین کہہ خدا کی قسم اگر پرنالہ کے معاملہ مین تمام زمین والے مجہسے

ولا يبالك ضيم ولا غم فقام العباس فقبل بين عينيه وقال يا ابن اخي ما خاب من انت ناصره فكان هذا فعل عمر بالعباس عم رسول الله وقد قال في غير موطن وصية منه في عمه ان عمي العباس بقية الآباء والاجداد فاحفظوني فيه كل في كنفي وانا في كنف عمي العباس فمن اذاه فقد اذاني ومن عاداه فقد عاداني فسلمه سلمي وحربه حربي وقد اذاه عمر في ثلث مواطن ظاهرة غير خفية منها قصة الميزاب ولولا خوفه من علي عليه السلام لم يترك على حاله انتهى - خدا کے لیے اس روایت کو ذرا انصاف وفہم کو مستعار ہی لیکر ملاحظہ فرماوین اور جناب امیر کی کیفیت صبر و سکوت وعجز وبیچارگی و درماندگی کو اس روایت کی عینک مین دیکھین اور خیال کرین کہ خدا تعالے کی وصیت کی بجا آوری اوسکے بندگان مقربین ومعصوم ایسی طرح ہی کرتے ہین - جیسا کہ جناب امیر نے فرمائی - کیا جناب سرور کائنات کے حکم کی تعمیل یون ہی ہوتی ہے - جسکا حضرت امیر پر اونکے اہل تشیع اتہام لگاتے ہین - افسوس - کوئی شخص ان حضرات انصاف وعقل کے دوستون سے پوچھے کہ کیا امامت کا چھن جانا بنات کا غصب ہونا حضرت عباس کے پرنالہ کے برابر ہی تہا - جو باجماع جمہور طائفہ ناقص الایمان ہین - حالانکہ قاضی صاحب شوستری شرم وحیا کو بالائی طاق رکہکر فرماتے ہین کہ امامت کا چھن جانا ہزار فروج کے غصب سے ہی زیادہ ہی تو موافق آپکے قاضی صاحب کے فیصلہ کے پرنالہ عباس کا معاملہ ہزارہا فروج کے غصب سے بھی بڑہکر ہوگیا کیونکہ امامت سے بڑہکر ہوا - وہل ہذا الا سفسطة صراح - پس جب جناب امیر نے ایسی ذرا ذرا سے

ل اور جب کو ذرا ظلم او غصہ نہ پہنچیگا عباس اوٹھا اور آپکی پیشانی چومی اور کہا اے بھتیجے جسکا تو مددگار ہوگا وہ خسارہ مین نہین ہے تو عباس عم رسول اللہ کے ساتھ عمر کا یہہ فعل تہا - اور اپنے چچا کے بابمین اپنی وصیت سے بہت مواقع مین فرمایا کہ میرا چچا عباس آبا اور اجداد کا بقیہ ہے اوسکے بابمین میری رعایت کرو ہر ایک میری حمایت مین ہے اور مین اپنے چچا عباس کے حمایت مین جسنے اوسکو ایذا دی اوس نے مجکو ایذا پہونچائی اور جسنے اوس سے عداوت کی اوسنے مجھسے دشمنی کی اوسکی صلح میری صلح ہے اور اوسکی لڑائی میرے لڑائی ہے اور اوسکو عمر نے تین مواقع مین ظاہر غیر خفی ایذا پہنچائی منجملہ اونکے پرنالہ کا معاملہ تہا اگر اوسکو علی رضی کا خوف نہوتا تو پرنالہ کو اوسکی حالت پر نہ چھوڑتا - ۱۲ -

معاملہ مین ہنگامہ قتل وقتال سے بہی دریغ نکیا ہو تو غصب بنات کے معاملہ مین۔ بروی عقل انصاف کیونکر باور کیا جاسکتا ہے کہ آپنے صبر وسکوت فرمایا ہوگا۔ تعجب یہہ ہے کہ غصب بنات بہی کرین توکون اور عاجز وبیچارہ بہی ہون توکس کے مقابلہ مین جو جناب امیر سے ایسا ڈرتے تہے کہ آپکے زبانی تہدید اور ظاہر دہمکی سے ڈرجاتے تہے اور اپنی ارادہ سے باز رہتے تہے ایسے لوگ حضرت امیر سے خلافت غصب کرین یا بنات چہینین۔ مگر ہان شاید خدا تعالے نے یہہ فرمایا ہوگا کہ خاص امامت وبنات کے غصب پر بولنا اور میزاب وغیرہ کے معاملہ مین اپنی قوت وشجاعت کے جوہر دکہلانا۔ اور بسبب کسی حکمت غامضہ کی خدا کے نزدیک غصب خلافت وغصب بنات سے پرنالہ کا اوکہاڑنا اقبح ہوگا جسکے ادراک سے ہماری عقول قاصر مین نعوذ باللہ من ذالک توان دلایل واضحہ سے واضح ہوا کہ جبر واکراہ کا دعوی بالکل لغو اور سراسر باطل ہے نہ خدا کی طرف سے وصیت تہی کہ دین کی بربادی اور اہلبیت کی اہانت وتذلیل چپکے چپکے دیکہنا اور سر نہ ہلانا نہ آپ بیچارہ اور بے یار وانصار تہے نہ آپ کو یار وانصار کی ضرورت تہی والحمد اللہ علی ذلک لیکن جسقدر ماسبق مین اس نکاح کی نسبت گذارش ہوا ہے وہ علی سبیل التنزل والتسلیم تہا ورنہ فے الحقیقت بندہ نے جو کچہہ عرض کیا تہا اوس سے نکاح ہرگز مراد نہ تہا۔ کیونکہ بندہ نے الزاماً یہہ عرض کیا تہا) کیا تمسک کی بہی ہستی ہین کہ نعوذ باللہ توبہ توبہ آل رسول کی بنات کو بلکہ بلکہ اونکی شرمگاہونکو مغضوب اعداء ٹہرا دین اسس عبارت سے صریح ظاہر ہے کہ بندہ نے غصب کا الزام لگایا ہے پس اسپر یہہ کہنا کہ مراد غصب سے نکاح ہے سراسر تحریف ہے۔ ثبوت غصب تو روایت کلینی وغیرہ سے واضح ہے۔ بلکہ بعبارت النص ثابت ہے وہ روایت کرتے ہین۔ ہی اول فرج غصبت منا۔ پہر اوسکو نکاح پر محمول کرنا بوجوہ باطل ہے اول تو یہہ کہ لفظ غصب فرج سے نکاح خلاف رضا مراد لینا اعراض عن الحقیقۃ وصیرورت الے المجاز ہے جو بلا تعذر حقیقت جائز نہین اور اسجگہ حقیقت متعذرہ نہین ہے بلکہ قرائن داعی الے الحقیقت ہین غصب ایسی شخص کیطرف منسوب ہے جس نے پہلے اس سے وہ کام کیے جو اس سے بدرجہا زیادہ تہے۔ کیونکہ تمہ گروہ دشمنان اہلبیت تہا۔ اوسکی بعد

وفات سرور کائنات صلعم کے بعد عضو مونکو قتل کیا مہبط وحی خانہ اہلبیت کو جلایا اہلبیت کے ذلت واہانت
مین کوئی دقیقہ نچھوڑا۔ جسکی یہہ حالت ہو اور اوسکی طرف غصبیات روایات مین منسوب ہو تو عقل
سلیم کیطرف ہرگز یہہ متطرق نہین ہوتا کہ اوسنے بجبر نکاح کیا ہوگا۔ جب وہ ایسا خلیع العذار ہی کہ جس نے پہلے
ایسی ناشائستہ حرکات کئی ہون اوسکو کیا ضرورت ہی کہ وہ نکاح کے جھگڑی کو خریدی نکاح کی نسبت
بدون نکاح کے غصب مین تذلیل اہلبیت زیادہ متصور ہی پس اوسنے ظاہرا اصول شیعہ پر وہی کیا ہوگا
جو باعث تذلیل اہلبیت زیادہ ہو تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غصب اپنی معنی حقیقی پر ہی محمول ہے
دوسری یہہ کہ اگر تسلیم کیا جاوی کہ مراد غصب سے نکاح بلا رضا ہی۔ تاہم مفید مدعا نہین کیونکہ حسب
تصریح فقہای قوم نکاح مومنہ کا دشمن اہلبیت سی قطعًا حرام بلکہ اشد محرم ہے پس جبکہ ادنی مومنہ کا نکاح
اودنی دشمن اہلبیت کے ساتھہ حرام ہو تو جگر گوشہ بتول کا نکاح سرآمد دشمنان اہلبیت اور سردفتر منافقین
علی زعوم شیعہ کے ساتھہ کیونکر جائز ہوگا۔ پس جب یہہ نکاح جائز نہوا اور حرام ہوا تو غصب اور نکاح مین
صرف تنازع لفظی ہی رہگیا۔ اور اگر تقیہ اور جبر واکراہ کا عذر فرماوین تو وہ عنقریب ایسا زیر وزبر ہوچکا ہی
کہ اوسکی اصلاح تا ضمن مجیب سے بعد رجعت بہی محال ہے ولن یصلح العطار ما افسد الدھر۔ کشمیری
صاحب نزہہ نے اپنی دانشمندی سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست
چہ تجویز تزویج درمقام ضرورت واضطرار از باب رخصت ست چنانچہ تجویز تناول میتہ درحال مخمصہ واضطرار
قائلین تقیہ میگویند کہ شارع فعلی را کہ بطریق تقیہ واقع شود قائم مقام مامور بہ قرار داد۔ پس بجا آوردن
آن امتثال امر الہی ست واین معنی مقتضی اجرست پس وقوع زنا لازم نیاید چنانچہ ہرگاہ جابری
شخصی را در طلاق دادن زوجہ اش اجبار نماید درعرف میگویند غصبت زوجتہ۔ حضرت کشمیری
صاحب نے جبر واکراہ وضرورت واضطرار کی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا اوسکا قلع وقمع واجبی ہم کرچکی
ہین لیکن حضرت کشمیری اور اونکی مقلدین سے اسقدر استفسار باقی ہے کہ کیون حضرت جب
جبر واکراہ وضرورت واضطرار کی ٹہری اور مثل میتہ اور لحم خنزیر کی حالت مخمصہ مین ہوئی۔ تو جو کچہہ
بجبر واقع ہوگا وہ مباح ہوگا اور جو کچہہ از راہ اکراہ واجبا واقع ہوگا وہ عین امتثال حکم خداوندی ہوگا

تو پہر چاہیے لفظ غصب کو اوسکی معنے حقیقی سے پہیر کر معنی مجازی پر محمول نکرین بلکہ معنی حقیقی پر
محمول کرنے سی اور زیادہ غاصب کی برائی پہ دال ہوگا اور اہلبیت نبوت پر کسی قسم کا الزام لازم
نہوگا کیونکہ دونو صورتو مین اہلبیت سی تو جو کچھہ ہوا وہ بحالت مخمصہ تقیہ کے پردہ مین ہوا جو امتثال
امر خداوندی ہے خواہ نکاح بلا رضا ہوا تو اور غصب ہوا تو لیکن غاصب کے حق مین اگر نکاح بجبر تسلیم
کیا جاوی تو ایک معصیت اکراہ کی ہی ہوگی وبس۔ کیونکہ بعد نکاح تحقق زنا مفقود ہے۔ اور اگر غصب
اپنے معنی پر محمول ہوگا تو بحق غاصب ایک برائی فعل غصب کی ہوگی اور دوسری زنا کی کہ اوسکے
حق مین لامحالہ یہہ زنا ہوگا معلوم نہین کہ اس لفظ کو اوسکی معنے حقیقی سے کیون پہیرتے ہین
اور معنی مجازی پر بلاضرورت داعیہ اور بدون قرینہ کیون محمول کرلیتے ہین۔ واجب ہی کہ اس
لفظ کو اوسکی معنے حقیقی سے مصروف نکرین اور معنے مجازی کا ارتکاب نفرماوین۔ رہا یہہ کہ آپکے
حضرت کشمیری صاحب جو یہہ نظیر پیش فرماتے ہین کہ اگر کوئی جابر بجبر و اکراہ کسی کی زوجہ کو
اوس سی طلاق دلوائی تو عرف مین کہتے ہین غصبت زوجتہ محض غلط ہی کیونکہ اول تو اہل
عرف مین ہی کلام ہی جبتک کسی دلیل سے ثابت نکیا جاوی بعد اوسکی یہہ نظیر اپنی ممثل لہ کی ہی
مطابق نہین اور نہ اسکا غصب ہونا ممثل لہ کے غصب ہونیکو مستلزم ہے کیونکہ طلاق باکراہ
دلوانا گویا ایک شخص کے مملوک شئی کو اوسکی قبض و تصرف سی بلا جواز شرعی بجبر نکالنا ہے۔ جسپر
غصب صادق آتا ہے اور ما نحن فیہ مین یہہ معنے مفقود ہین کیونکہ نکاح بالجبر کی صورت مین
کسیکی مملوک و متصرف کو اوسکی قبضہ سی نہین نکالا تو نکاح بالجبر کی مماثل نہوا۔ اچھا ہمنے مانا کہ
یہہ دونو برابر سہی لیکن پہر یہہ دعوی آپکی حضرت کشمیری کا غلط ہے کیونکہ اس عبارت سے
نکاح اوسوقت مستفاد ہوسکتا ہے جبکہ غصب کی نسبت نفس عورت کیطرف جاوے اور
جب اوسکی نسبت عورت کی فرج کیطرف کرکے زیادہ شنیع و قبیح کیجاوی تو اوسوقت تا دلیل نکاح
بالجبر کے مسلم نہین بلکہ اوسوقت بسبب اسکی غصب کا فرج پر وقوع بیان کرکے غایت درجہ
قبح و شناعت مین پہونچایا گیا اور غصب حقیقی ہی مراد ہوگا تو اس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس سی ہرگز مراد نکاح بالجبر نہین

بلکہ غضب حقیقی مراد ہے - مگر حضرت کشمیری صاحب نے اپنی خوش فہمی سے اس قید کو نہین سمجھا
یا تجاہل فرمایا ہو - غرض بہر کیف غضب خواہ حقیقی معنے پر محمول ہو یا مجازی معنے پر وقوع حرام
مین اصول شیعہ پر کچھہ کلام نہین ہر طرح حرام ہونا حضرات کا پیچھا نہین چھوڑتا - **قولہ** بالفرض
اگر ام کلثوم بنت زہرا ہی کا نکاح ہوا تب بھی کیا قباحت لازم آتی ہے ہان یہہ ظاہر ہے کہ یہہ نکاح
بخوشی نہین ہوا - **اقول** جب فریقین کے کتب معتبرہ اور روایات معتمدہ سے ثابت ہے کہ نکاح
ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی ہوا ہے تو بالفرض کے کیا معنی یہہ امر فرضی تو نہین ہے
یہہ تو واقعی اور تحقیقی ہے پھر لفظ بالفرض کہنا محض دہوکہ دہی ہے - اور جب آپنے اس نکاح کو
تسلیم کرلیا تو قباحت یہہ لازم آتی ہے کہ تمام اصول و فروع شیعہ برباد ہوئی جاتے ہین کیونکہ
حسب روایات شیعہ جناب امیر ملجاد مضطر نہین ہوسکتے تھے تو لامحالہ یہہ نکاح بخوشی ہوا اور اس سے
جیسی کچھہ صاعقہ شرربار خرمن مذہب امامیہ پر واقع ہوتی ہے کسی ذی خرد پر مخفی نہین کیونکہ اگر حضرت فاروق
اسکے لیے اہل اور لائق تھے تو بھی مذہب تشیع کی خرابی اور اگر لائق نہین تھے تاہم مذہب تشیع کی بربادی
اور اگر با اینہمہ پھر بھی بناخوشی و ناراضی یہہ نکاح واقع ہوا تاہم مذہب تشیع کی تباہی پس ہماری
فاضل مجیب کا یہہ کہنا تب بھی کیا قباحت لازم آتی نادانستگی یا تجاہل سے ناشی ہے ورنہ جب روایات
شیعہ نکاح صحیح ہوا تو یہہ کہنا کہ کیا قباحت لازم آئی سراسر لغو ہی ہے **قولہ** چنانچہ شرح صحیح بخاری کے روایات تھے وابن حجر بخاری ہی
اقول ہم سابقاً عرض کرچکے ہین کہ آپکے قاضی صاحب شوستری نے اس روایت کو ابن
حجر متاخر کیطرف نسبت کیا ہے جو ابن حجر مکی ہے اور آپکے کشمیری صاحب نے نزہہ مین اس روایت کو
مطلق ابن حجر کیطرف منسوب کیا ہے تو بظاہر ہماری فاضل مجیب کے خوش فہمی معلوم ہوتی ہے
کہ اپنی کلام مین جو نزہہ سے لیتے ہین یہہ سمجھکر کہ ابن حجر مطلق لکھا ہے تو عسقلانی ہی مراد ہوگا دسنی
شرح بخاری مین لکھا ہوگا فتح الباری کی طرف کذباً و افتراءً نسبت فرمادیا حالانکہ وقت اطلاق کے
سبقت ذہن کے فتح الباری کے طرف ممنوع بلکہ متبادر مطلق ابن حجر کی ایسی امر کے ذکر کرنے
سے جو متعلق حالات صحابہ ہو کتاب اصابہ ہے اور اوسمین یہہ روایات بطرق متنوعہ موجود ہین

لیکن اس روایت کا کہین نشان بہی نہین بلکہ اسکی مخالف ثابت ہوتا ہے - اور اگر بالفرض یہہ روایت
فتح الباری مین ہوتی تو آپکے قاضی صاحب کا ابن حجر متاخر یعنے مکی کیطرف نسبت کرنا کذب
وغلط ہوگا قطع نظر اس سے کہ قاضی صاحب نے فقط متاخر لکہا ہے اور قرینہ بہی دال ہے کہ مراد ابن حجر سے
ابن حجر مکی ہے وہ یہہ کہ قاضی صاحب بعد نقل روایت کے فرماتے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ بعد
اس روایت کے ابن حجر نے عمر کے ضم و تقبیل کیطرف سے جو عقد و تحلیل سے پہلے واقع ہوئی یہہ عذر
کیا ہے کہ ام کلثوم بسبب صغر سنی کے اسدرجہ کو نہین پونہچی تہی کہ مشتہاۃ ہو کہ اوسکی ضم و تقبیل
حرام ہو اور اگر وہ صغیرہ نہوتی تو حضرت علی اوسکو کیون بہیجتے - اور یہہ عبارت صواعق ابن حجر مکی مین
مذکور ہے وتقبیلہ وضمہ لہا علی جہۃ الاکرام لانہا لصغرہا لم تبلغ حد تشتہی حتی یحرم ولولا[1]
صغرہا لما بعث بہا ابوہا کذلک - مگر اس روایت کا جسکا قاضی صاحب دعوی فرماتے ہیں وہان
کہین پتا و نشان نہین پس معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قاضی صاحب کی اوسی غلطی یا مغالطہ کی تقلید
در تقلید ہوتے چلی آئے ہے مگر ہماری فاضل مخاطب نے اوسپر یہہ اور طرہ لگایا کہ فتح الباری شرح
صحیح بخاری کے طرف نسبت کردیا جو ابن حجر عسقلانی کی ہے پہر اگر بالفرض یہہ روایت کسی
ابن حجر نے اپنی کسی کتاب مین نقل کی ہو تاہم جب متعارض روایات جمہور محدثین کے ہے قابل
اعتبار کے نہین ہو سکتی اور اگر اعتبار بہی تسلیم کرین تو فاضل مجیب کا یہہ ارشاد کہ باواز بلند
پکار رہی ہے غیر مسلم ہے بلکہ بقاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضاً بانضمام دیگر روایات اس روایت
مین الجاہ کے یہہ معنے ہونگے کہ کثرت الحاح وسالت اور نہایت تردد و مراجعت فرمائے اور ظاہر ہے
کہ یہہ معنے عین مناقض دعوے سامی ہے اب لیجیے جو روایات کہ ان معنے پر دال ہین صواعق
محرقہ کے باب حادی عشر مین مروی ہین وفی روایۃ[2] ان عمر صعد المنبر فقال ایہا
الناس انی واللہ ما حملنی علی الالحاح علی علی فی ابنتہ الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[1] اور اوسکا ضم اور تقبیل کرنا تعظیم کے طور پر تہا کیونکہ وہ بسبب اپنی صغر سنی کے حد شہوت کو نہ پونہچی تہے کہ حرام ہوتی اور اگر اوسکی کمسنی نہوتی تو اوسکا باپ اوسکو اسطرح نہ بہیجتا - ۱۲ [2] اور ایک روایت مین ہے کہ عمر منبر پر چڑہے اور کہا اے لوگو واللہ مجہپر علی پر انکی دختر کے معاملہ مین الحاح کرنیپر بجز اسکے کسی چیز نے مجکو برانگیختہ نہین کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۱۲

يقول كل سبب وصهر ينقطع الا سببي وصهري[۱] وانما ياتيان يوم القيمة فتشفعان
لصاحبهما وفي رواية لما اكثر ترددي الي علي اعتل بصغرها فقال ما حملني على كثرة ترددي
اليك الا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كل حسب ونسب وصهر الخ
ان روایات سے کثرت الحاح ومراجعت اور نہایت تردد وسالت بداہۃً ثابت ہیں پس روایت
ماخن فیہ مین جو لفظ اکراہ واقع ہے وہ بھی اسی معنے پر محمول ہوگا علی اصول اہل حق کیونکہ
نہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فاسق وفاجر وظالم اور غاصب تھے اور نہ جناب امیر رضی اللہ عنہ
مظلوم مقہور وحیران ومغلوب تھے تو لامحالہ مطابق اصول اہل حق کے ان معنی پر حمل کرنا لازم
ہوگا۔ اور فاضل مجیب کا دعوی غلط ہوگا۔ وہو المطلوب **قولہ** اور غصب کے معنے یہہ ہی
ہین نہ کچھ اور **اقول** یہہ معنے غصب کے صرف حضرت کا ہی اختراع ہے جبتک آپ کسی
نقل سے اسکو ثابت نہ فرماوینگے اوسوقت تک یہہ دعوے قابل سماعت نہین اور بالفرض بتکلف
اگر یہہ معنی یون ہی ہے تو حصر سراسر غلط ہے جو حضرت کے خوبی فہم سے پیدا ہوا ہے
اگر آپکے نزدیک یہ صحیح تہا تو کسی دلیل سے تو ثابت فرمایا ہوتا **قولہ** خلیفہ ثانی مسلمان
کلمہ گو تہے احکام اسلام اونپر جاری تہے نکاح شرعی ہوا۔ **اقول** اس جواب کا مطلب یہہ ہے
کہ بوجہ ظاہری اسلام خلیفہ فاروق یہہ نکاح ازروی شرع کے جائز ہوا لیکن معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت کو اپنے مسائل فقہیہ تک کے بھی خبر نہین ہے اور خبر کیونکر ہو مناظرہ کی چند کتابین
دیکھکر تو مجتہد بن بیٹھے مسائل فقہیہ کی خبر ہو تو کیونکر ہو۔ اجی جناب میر صاحب یہہ اجتہاد آپنے
غلط فرمایا اور اسمین آپنے خطا کی آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ فرمائیے آپکے یہان صحت نکاح کے
واسطے صرف ظاہری اسلام وکلمہ گوئی ہرگز مفید نہین ہے بلکہ عموماً کتب فقہیہ مین نواصب

---

[۱] فرماتے ہر واسطہ اور دامادی تعلق قطع ہوجائیگا مگر میرا واسطہ اور دامادی تعلق کہ وہ قیامت مین آوینگی اور اپنے
تعلق والے کے سفارش کرینگی اور ایک روایت مین ہے کہ جب عمر علی کے پاس (اس معاملہ مین) بکثرت آئی
گئی تو آپنے اوسکی صغر سنی کا عذر کیا۔ عمر نے فرمایا کہ مجھکو بکثرت آمدورفت پر یہہ [illegible] رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہی کل حسب اور نسب اور دامادی تعلق الخ ۱۲

خوارج کے ساتھ مومنہ کا نکاح صراحتہً ناجائز لکھا ہے۔ اسوقت من لایحضر حاضر ہے اوسمین یہہ روایت موجود ہے۔ و روی[1] الحسن بن محبوب عن سلیمان الحمار عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا ینبغی للرجل المسلم منکم ان یتزوج الناصبیۃ ولا یزوج ابنتہ ناصبیا و یطرحہا عندہ۔ قال مصنف ہذا الکتاب رحمۃ اللہ من نصب حربا لآل محمد علیہم السلام فلا نصیب لہم فی الاسلام فلہذا لک حرم نکاحہم وقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ صنفان من امتی لا نصیب لہم فی الاسلام الناصب لاہل بیتی الخ اس روایت سے حرمت نکاح نواصب ہی نہین ثابت ہوئی بلکہ اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ نواصب کا ظاہری اسلام اور زبانی کلمہ گوئی ہرگز قابل اعتبار نہین اور جو بعض شیعہ مثل فاضل مخاطب شکنجہ ابحاث مین گرفتار ہو کر ظاہری اسلام کو اعتبار کرتے ہین سراسر غلط ہے نکاح تو ایک طرف رہا نواصب کا تو جھوٹا تک بھی نجس ہے من لایحضر مین ہے[2] ولا یجوز الوضوء بسور الیہودی والنصرانی و ولد الزنا والمشرک و کل من خالف الاسلام واشد من ذلک سور الناصب استبصار مین ہے وبہذا الاسناد عن محمد بن یعقوب عن احمد بن ادریس بن محمد بن احمد بن یحیی عن ایوب بن نوح عن الوشاء عمن ذکرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ کرہ سور ولد الزنا والیہودی والنصرانی والمشرک و کل من خالف الاسلام وکان اشد ذلک عندہ سور الناصب پس جب نواصب کے جھوٹے کا یہہ حال ہے تو انکا

---

[1] امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا ہم مین سے مسلمان شخص کو لائق نہین کہ ناصبیہ کے ساتھ شادی کرے اور اپنی بیٹی کا ناصبی کے ساتھ نکاح کرے اور اسکو اوسکی پاس ڈالدے مصنف کتاب کہتا ہے جو آل محمد علیہ السلام کے ساتھ لڑائی قائم کرے اونکیلیے اسلام مین کچھہ حصہ نہین اسلیے اونکا نکاح حرام ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا میرے امت مین دو قسم کے لوگ ہین جنکا اسلام مین کچھہ حصہ نہین ایک تو میری اہلبیت کے ساتھ دشمنی رکھنے والا الخ۔ ۱۲

[2] یہودی اور نصرانی اور ولد الزنا اور مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹی کے ساتھ وضو جائز نہین ہے اور اس سے بھی سخت تر ناصبی کا جھوٹا ہے امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے اونہون نے ولد الزنا اور یہودی اور نصرانی اور مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے کو مکروہ سمجھا اور سب سے سخت تر آپکے نزدیک ناصبی کا جھوٹا تھا۔ ۱۲

نکاح کیسا کچھہ ہوگا - علی الخصوص ایسے شخص کا نکاح جو بزعم شیعہ دشمنان اہلبیت کا سرگروہ قاتل معصوم ہو کہ ایسی شخص کو شیعہ نجس العین اعتقاد کرتے ہین اور اوسکی عدم طیب ولادت کا حکم کرتے ہین چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے معانی الاخبار صدوق سے عدم طیب ولادت کے بنیت یہہ روایت نقل کی ہے حدثنا علی بن احمد بن موسی رضی اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابی عبد اللہ الکوفی عن موسی بن عمران النخعی عن عمہ الحسین بن یزید النوفلی عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر قال سالتہ عما روی عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان ولد الزنا شر الثلاثۃ قال علیہ السلام عنی بہ انہ شر من تقدمہ وممن تلاہ قطعًا ناجائز اور حرام ہوگا - اور جب اونکے مومنہ کے نکاح کا یہہ حال ہو تو قدوہ مومنات بضعۂ سرور موجودات جگر گوشہ بتول کا نکاح تو دین وایمان سے دست برداری ہوگی اسیواسطے حسب تصریح خاتم المتکلمین بعض روایات مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص اپنی دختر کا ایسی لوگونکی ساتھہ نکاح کرے وہ دشمن دین وایمان ہے اور ملت وشریعت کے بیخ کو قطع کرتا ہے اور اگر آپکے نزدیک ظاہری اسلام اور زبانی کلمہ گوئی اجراء احکام اسلام کیلیے کافی ہے تو پہر آپ ذرا اپنی قبلہ وکعبہ سید محمد صاحب تشئید المطاعن سے پوچہیے کہ حضرت آپ جو تحفہ کے اس قول کے جواب مین کہ اگر توقف ابوبکر در استیفاء قصاص مالک بن نویرہ قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در استیفاء قصاص عثمان بطریق اولے قادح باشد" یہہ ارشاد فرماتے ہین "خلاصہ جواب از طرف شیعیان آنست کہ عثمان نزد ایشان جائز القتل بود لہذا اخذ قصاص او واجب نباشد" اسکے کیا معنے ہین جب ظاہری کلمہ گوئی پر احکام اسلام جاری ہین اور وہ انکا مومنات کی ساتھہ نکاح صحیح ہے تو پہر آپکا یہہ فرمانا کہ وہ جائز القتل ہین اور اونکا دم ہدر ہی بالکل غلط اور مخالف

ــــــــــــــــــــــــــــ

لے مین نے اوس سے پوچہا اوس حدیث سے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ولد الزنا تینون مین بدتر ہے علیہ السلام فرمایا اس سے مراد یہہ ہی کہ اپنی سے پہلے اور پچھلے سے بدتر ہے ۱۲

شریعت ہی پہر معلوم نہین آپکے قبلہ آپکے اس اعتراض کا کیا جواب دینگے ظاہر تو یہہ ہے اگر حیا کو
کام فرمائینگے تو اپنے خلاف واقع بیانی کا اعتراف کرینگے اور اگر اونسے نہ پوچھین تو یہہ سوال جاری مجیب کا
خود اونکی نفس کی طرف راجع ہے اور وہ اسکے جواب دہ ہونگے **قولہ** جناب سرور کائنات کا
حال ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت زینب دختر رسول خدا مسلمان ہوگئی تہین اور اونکا شوہر ابو العاص کافر
تہا انمین مفارقت نکروائی اور اس باب مین جو آپکی علماء نے تاویل کی ہے اوسکو یہہ روایت
باطل کرتی ہے تاریخ خمیس مین حضرت ام المومنین عائشہ سے منقول ہے۔ قالت کان
الاسلام فرق بین زینب وابی العاص الا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یقدر ان یفرق بینہما وکان مغلوبا بمکۃ جب یہہ بات ثابت ہوئی تو یہان کیا حرج ہے
اقول ہماری فاضل مجیب کے ہمپر تو طعن بیحیائی اور بے شرمی کی نسبت ہوتی ہی تہے
لیکن یہان تو خود بدولت نے شرم و حیا کا پردہ اوٹہا کر دین و دیانت کو طاق مین ٹہا کر خاتم
النبیین سید المرسلین کے عصمت بلکہ نبوت ہی پر قلم نسخ پہیر دیا اور برخلاف نصوص قطعیہ یقین
آپنے اس نکاح کے عدم جواز کو تسلیم فرمایا۔ تو معاذ اللہ آپکے قول کے موافق خاتم النبیین مرتکب
حرام کے ہوئے۔ کیونکہ اپنی بیٹی مومنہ کا باختیار خود بلا جبر و اکراہ کافر کے ساتہہ نکاح کیا حالانکہ
وہ بقول آپکی ناجائز تہا۔ اور اگر یہہ مراد ہے کہ وقت عقد کے دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کافرہ تہے اور بعد مین ایمان لائی چنانچہ آپکا یہہ قول کہ حضرت زینب دختر رسول اللہ مسلمان
ہوگئی تہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ وہ پہلے سے مسلمان نہ تہی اور بعد مین مسلمان ہوگئی تہے
یہہ بہی آپکے دین و ایمان کے مقتضی سے ناشی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر کو
بلا دلیل کافرہ کہین۔ واقعی اہلبیت نبوت کے ساتہہ آپکی زعم مین ولا و محبت اور تمسک اسیکا
نام ہے آپ تفریق کا ذکر ابہی کیون فرماتے ہین۔ پہلے تو نفس عقد کی نسبت فرماوین کہ وہ بجبر
ہوا یا برضا اور جائز ہوا یا حرام۔ اگر یہہ نکاح بجبر ہوا اور با وجودیکہ حرام تہا لیکن کفار مکہ نے
بجبر و اکراہ یہہ نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا تو البتہ آپکا مقیس علیہ ہو سکتا ہے لیکن

حاشیہ (ہامش): [illegible]

اس صورت مین اول آپ جبر واکراہ کا ثبوت دیوین اور انشاء اللہ قیامت تک بہی نہ دیسکینگے ولیکن اوسکی حضرت کے حق مین تقیہ کا فتوی دینے پہر مسئلہ کا ثبوت دیجئے اور اگر برضا ہوا اور حرام تہا جیسا کہ آپکی کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمہ کا نکاح کافر کے ساتھ حرام ہے تو پہر آپ ہی خیال فرما لیجیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیونکر ایسے کیسی فعل کے مرتکب ہوئے اور اگر نکاح برضا ہوا اور جائز تہا چنانچہ واقعی از روئے نفس الامر ایسا ہی تہا تو پہر آپکا اوسکو ذکر کرنا اور مقیس علیہ قرار دینا سراسر خوش فہمی ہے۔ لیجیے ہم اسکی جواز کو آپہی کی کتابوں سے ثابت کرتے ہین۔ پس واضح ہو کہ ابتداء اسلام مین جبتک تحریم نکاح مومنہ کی مشرک کے ساتھ نازل نہین ہوئی تہی اوسوقت اہل شرک واہل ایمان مین یہہ نکاح جائز وحلال تہا اسیواسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کا نکاح ابو العاص سے کر دیا تہا چنانچہ اسکی حلت شرائع سابقہ مین بہی تہی۔ تفسیر مجمع البیان مین فاضل طبرسی تحت آیۂ شریفہ وقوم سورۂ ہود قال یا قوم هؤلاء بناتی هن اطهر لکم لکہتے ہین وکان یجوز فی شرعه تزویج المؤمنة من الکافر وکذا کان ایضا فی مبدء الاسلام فقد زوج النبی صلی الله علیه وآله وسلم بنته من ابی العاص بن الربیع قبل ان یسلم ثم نسخ ذلک[۱] پہر دوسری جگہ سورۂ حجر مین تحت آیۂ کریمہ هؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین لکہتے ہین وقوله ان کنتم فاعلین کنایة عن النکاح ای ان کنتم متزوجین وقیل انما قال ذلک للرؤساء الذین یکفون اتباعهم وقد کان یجوز تزویج المؤمنة من الکافر یومئذ وقد کان ذلک ایضا فی شریعتنا ثم حرم[۲] اور نیز فاضل کاشانی خلاصۃ المنہج مین پہلے آیت کے تفسیر مین لکہتے ہین۔ گفت لوط اے گروہ من اینہا دختران من اند ایشان را بخواہید کہ ایشان پاکیزہ اند مر شمارا تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج مومنات

۱؎ اور اوسکی شرع مین مومنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تہا اور ایسیطرح شروع اسلام مین بہی تہا اور حضرت نے اپنی دختر کا نکاح ابو العاص سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو کر دیا تہا پہر منسوخ ہو گیا۔ ۱۲

۲؎ قوله ان کنتم فاعلین نکاح سے کنایہ ہے یعنی اگر تم نکاح کرنے والے ہو کہتے ہین کہ یہہ سرداروں کو کہا جو اپنی اتباع کو روک سکتے ہین اور اوسوقت مومنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تہا اور پہلے ہماری شریعت مین بہی تہا پہر حرام ہو گیا۔ ۱۲

بکفار جائز بوده چنانکه در بدایت اسلام حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختری از دختران خود بعتبہ داد و دختر دیگر را بابو العاص و بعد از آن این حکم منسوخ شد۔ انتہی علی ما فی ازالۃ الغین اور جب یہہ حکم بعد جواز زمانہ حیات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں منسوخ ہو چکا اور یہہ نکاح متنازعہ فیہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا تو غیر منسوخ کو منسوخ پر قیاس کرنا اور حرام و حلال کو یکسان و مساوی سمجھنا حضرات مجتہدین و متکلمین شیعہ کی قوت قدسیہ یا محدثیہ کو زیبا ہے اور روایات اہل سنت کے بھی اسپر دال ہین۔ کہ نکاح مومنہ کا کافر کے ساتھہ مبدا اسلام مین جائز تھا بعد اوسکے منسوخ ہوا چنانچہ تفاسیر و احادیث مملو ہین شرح مصابیح سے ایک روایت جو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین عن عائشۃ[1] لما بعث اہل مکۃ فی فداء اسرائہم حین غلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر فقتل بعضہم واسر بعضہم وطلب منہم الفداء بعث زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم من خدیجۃ فی فداء زوجہا ابی العاص بن الربیع بن عبد شمس القرشی بمال وھو کان من جملۃ اسراء بدر وکان تزویج الکافر بالمسلمۃ جائزا فنسخ بقولہ تعالی ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا الخ۔ پس ثابت ہوا کہ بموجب روایات فریقین کے نکاح حضرت زینب رض کا قبل نسخ کے ہوا کہ اوسوقت مین جائز اور حلال تھا اب یہان شاید بعض اون لوگونکو جنکو حالات شریعت سے پوری واقفیت نہین یہہ شبہ واقع ہو اور وہ یہہ اعتراض کرین کہ مسلمنا قبل نسخ کے جائز اور حلال تھا لیکن بعد نسخ کے تو حرام ہوا تو اوسوقت تفریق کی ضرورت ہوئی اور ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب مغلوبیت کے تفریق نکر سکے پس اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو ہم یہہ تسلیم نہین کرتے کہ تحریم کا نزول تفریق سے پہلے تھے

---

[1] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فتح پائی اور بعض کفار کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لیا اور اونسے فدیہ طلب کیا تو جب اہل مکہ نے فدیہ بھیجا تو زینب نے بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر بطن خدیجہ سے تھی اپنی شوہر ابو العاص بن الربیع بن عبد شمس قرشی کے فدیہ مین جو منجملہ قید یونکے تھا مال بھیجا اور کافر کا نکاح مسلمہ کے ساتھہ جائز تھا تو اللہ تعالی کے قول ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا سے اسکے ساتھہ منسوخ ہوا ۱۲

بلکہ جائز ہے کہ بعد تفریق کے آیت تحریم کا نزول ہوا ہو۔ دوسرا جواب بطور حل و تحقیق کے یہہ ہی
کہ واقفان نزول احکام پر مخفی نہین ہے کہ جو احکام اول مشروع تھے اور بعد مشروعیت کے منسوخ
ہوئی اونکی نسخ کے یہہ معنے ہین کہ بعد نسخ کے ان افعال کا کرنا بشرطیکہ اونمین اہل اسلام کے
اختیار کو دخل ہو غیر مشروع ہے اور جو کچہہ کہ نسخ سے پیشتر ہو چکا اور اوسکی فسخ و رفع مین مسلمانونکو
کچہہ دخل نہین وہ حکم نسخ مین داخل نہو گا۔ اور ظاہر ہے کہ عقد نکاح اگرچہ باختیار اولیا و عورت ہی
لیکن فسخ نکاح مین عورت یا اوسکی اولیا کو بحکم شریعت کچہہ دخل نہین تو فی الحقیقت اوسپر نسخ
وارد ہی نہین ہوا جو اوسکو حرام اور غیر مشروع سمجہا جاوے۔ اور ضرورت تفریق کی واقع ہو۔
کیونکہ ولا تنکحوا المشرکین سے ممانعت عقد نکاح جدید کی ثابت ہوتی ہے نہ فسخ نکاح منعقدہ سابق
پر دال ہے تو تحریم اوسپر وارد ہی نہین اور حکم ناسخ اوسکو شامل ہی نہین۔ پس تاریخ خمیس سے
جو روایت نقل فرمائی ہے وہ فریقین کے روایات صحیحہ معتمدہ کی مخالف ہی اور قابل احتجاج کے نہین
بلکہ خود ام المومنین عائشہ رض کی روایت جو شارح مصابیح نے نقل کی ہے وہ اوسکی خلاف ہے
اور ممکن ہی کہ تاریخ خمیس کے روایت مین کان الاسلام فرقا محمول استحباب پر ہو یا این معنے
کہ بہتر اور مستحسن یہہ تہا کہ نکاح کو فسخ کرا کر حضرت زینب کا نکاح کسے مسلمان سے کرتے کیونکہ اسلام نے
باہم اہل اسلام و کفار مین ایک قسم کی تفریق کر دی تہی۔ لیکن چونکہ فسخ باختیار مرد ہے اسلیے آپکو
قدرت نہ تہی اور شاید موجب کشاکشی اور فتنہ کا ہوتا۔ لیکن آپ مغلوب تہی ایسی حالت مین
صرف استحباب کے لیے فتنہ برپا کرنا مناسب و مصلحت نہ تہا اور چونکہ تحریم کا نزول جب تک
نہین ہوا تہا یہہ نکاح ہی حرام نہین ہوا تہا تو اس توجیہہ کے موافق تمام روایات مجتمع ہو گئی اور
بحمد اللہ تعارض مرتفع اور استدلال فاضل مستدل باطل ہوا۔ ہذا اما لو فرض سلمنا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین مغلوب تھے اور بوجہ مغلوبیت کے تفریق بزعم آپکے واجب تہی
لیکن یہہ قصہ مقیس علیہ نکاح ام کلثوم نہین ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہم پیشتر بروایات معتبرہ
ثابت کر چکے ہین کہ مغلوبیت جناب امیر کا قائل ہونا ہی غلط اور باطل ہے۔ غرضکہ اس قصہ کو

جواب دوسرا حل و تحقیق کے طور پر

بیان ذکر کرنا حضرات شیعہ کے عموماً اور فاضل مخاطب کے خصوصاً کمال خوش فہمی اور دشمنی
دین انکا اس نکاح کو متفق علیہ قرار دیتے کہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر
زینب و رقیہ کا نکاح کیا بعد انکے عثمان ذی النورین کے ساتھ فرمایا اور ان ہی
قائل ہوتے تھے اور حضرت کے مغلوبیت اور تقیہ کا دعوے کرکے ثابت کرتے تو البتہ مضائقہ نہ تھا
چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے مجالس میں اسکا بیت الاقیان وابابکر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر
بعمر فرستاد۔ اور اسکو ذکر کرکے اپنے استدلال کے بیچ آپ اپنے ہاتھوں کاٹ ڈالی گیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل تو نہ تقیہ سے تھا نہ مغلوبی و درماندگی و جبر و اکراہ سے
فعل انکاح بطیب خاطر و جواز شرعی ہوا تھا تو ولی کا فعل نکاح بھی ایسا ہی
و جواز شرعی بلا جبر و اکراہ ہوا وھو المدعی۔ **قولہ** معاذ اللہ اگر یہہ بھی فرض کریں
یا حضرت مجیب کے بہ مہدی صاحب آیات بینات میں فرماتے ہیں تب بھی تمسک کو اس
نسبت مثلاً اگر کوئی یہہ حجت پیش کرے کہ کیا اہلسنت کے رسول اللہ سے تمسک کرنے سے
یہہ بھی معنے ہیں کہ انکی بیٹی کو زوجہ کافر اس حالمین قرار دیں جبکہ اسلام نے جدائی کر دی
تو حضرت کیا جواب دینگے **اقول** سبحان اللہ اہلبیت نبوت جنکی شان میں آیت تطہیر نازل ہے
اور انکے دشمنوں کو صریح زنا اور فحش اور بیحیائی کی تہمت سے ملوث و متہم فرمائیں اور پھر بھی تمسک
میں رخنہ نہ پڑے یہہ تمسک حضرات شیعہ کا ہے تمسک ہے اور اہلسنت کے تمسک پہ جو
نکاح ابو العاص کے ساتھ معارضہ کیا بحمد اللہ اہلسنت کو سوت جواب کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ
یہہ قصہ مشترک الالزام ہے پس اسکا جواب جو کچھ علماء شیعہ نے دیکر فیصلہ کیا ہے چنانچہ اوسکی
نقول بحوالہ مجمع البیان و خلاصۃ المنہج ما سبق میں مذکور ہو چکی ہیں وہی جواب اہلسنت کیطرف سے قبول
فرماویں کہ اسکا وقوع قبل نسخ کے تھا اور یہہ الزام جو شیعہ پر بابت غصب و فحش کے لگایا گیا ہے
یہہ بعد نسخ و تحریم کے ہے پس اسکی شرمندگی و خجالت رفع کرنے کے لیے قصہ نکاح زینب ذکر کرنا
حضرات کے کمال تبحر علمی پر دال ہے جب دیکھا کہ راہ نجات جہات ستہ سے مسدود ہے۔

اور طریق گریز و فرار ہر چہار طرف سے تنگ ہے تو بطور ابلہ فریبی کے ایک روایت اہل حق کیطرف سے ذکر
کردی تاکہ ناواقف سمجھین کہ حضرت میر صاحب قبلہ نے بھی بہت بڑا الزام دیا۔ **قولہ**
انبیاء و اوصیاء و اہل بیت پر جو ظلم و ستم ہوئے اونکا بیان کرنا تسنن کے برخلاف نہین ہے ورنہ
جو ذلت و رسوائی و بیعزتی ظاہری کربلا و شام وغیرہ مین ذریت رسول کی ہوئی انکا بیان
کرنا تسنن کے برخلاف ہو پھر حضرات اہلسنت ان وقائع کو کیون اپنی کتب مین تحریر فرماتے ہین
اقول یہہ تو آپ اوسوقت فرمائین کہ اگر ہم آپ پر تاریخی واقعات کے بیان کی نسبت
الزام دیتے ہون۔ بیان واقعات تاریخی مین تو جو حالت ہوتی ہے نقل کیجاتی ہے۔ یہان
تو الزام یہہ ہے کہ اہل بیت نبوت کی نسبت جنکی ولا تسنن کے آپ زبانی مدعی ہین اپنی کتب
دین و ایمان مین امام معصوم کے زبانی فرماتے ہین کہ امام معصوم نے فرض کرو کہ نکاح جانے کی نسبت
فرمایا اول فرج غصب منا کوئی باحیا اسکو جائز کہیگا معاذ اللہ کوئی مسلمان اسکو تجویز نہین
کرسکتا ہے۔ اول تو یہہ امر واقع اور نفس الامر کے خلاف دوسری امام معصوم پر فحش گوئی کی
تہمت تیسری جگر گوشہ بتول کے دشمنونکی نسبت خباثت فعل حرام کا الزام۔ تعجب ہے کہ آپ
اسکو تسنن کے برخلاف نہین خیال فرماتے معلوم نہین کہ تسنن کس چیز کا نام رکھا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ محرم مین نام بنام ہر ایک کے ذلت و رسوائی بیان کرکے واویلا کرنیکا نام تولا
رکھا ہے حالانکہ اگر کسی اونے شخص پر بھی کبھی کوئی مصیبت و ذلت اوسکی اہل کے نسبت پیش
آتی ہے تو بعد اوسکے کبھی اوسکا نام تک بھی نہین لیتا چہ جائیکہ اوسکا سالانہ ماتم کرے
اور یہہ حضرات محب اہل بیت ہر سال اہلبیت کی ذلت کی تجدید کرتے ہین اور ہر سال اپنے ماتم کے
پھیرا مین انکو ذلیل و رسوا کرتے ہین سب غیر مذہب کے لوگ بھی خندہ زنان ہین بس فی الواقع
یہہ حضرات محب اہلبیت نہین بلکہ دشمن اہلبیت ہوئی۔ ہم نے معتبر ذریعہ سے سنا ہی کہ
محرم مین دار المومنین لکھنؤ کے اندر خصوصاً حضرت مجتہد صاحب کے امام باڑہ مین ڈھونیر
کجاوے بندھوا کر اونپر سیاہ پوش عورتین سوار کیجاتے ہین اور وہ زنان اہلبیت کے نقل ہوتی ہین

ازنجملہ مین اون اونٹونکی پیٹ لیپٹ کردیتے چلاتے ہین اور ایک ایک کا نام لیکر چیختی ہین تعلیلاتے
ہین غرض کیا کچھہ طوفان بے تمیزی ہے جو وہان نہین ہوتا پس اسکا نام تمسک ہے اور یہہ کچھہ
ولا و محبت ہی ہے علاوہ ازین اہلسنت ملنے سوائی بیان تاریخی حالات کے اور وہ بھی بقدر ضرورت
نرم اعتاذ مین حاشا کہ کہین اہلبیت کے شانین کوئی فحش و شنیع لفظ لکھا ہو یا حرام کا الزام
اہلبیت کی نسبت لگایا ہو یہہ صرف کام مدعیان ولا و تمسک کا ہے وبس **قوله** ان تمسک کے
برخلاف یہہ ہی کہ حضرت عباس جنکو حضرت مجیب نے اہیت تمسک مین داخل فرمایا ہی حضرت خلیفہ اول کے
شان مین اعزک اللہ بنفر اتک - فرماوین - اور یہہ وہ خلیفہ رسول و امام برحق رہین کنز العمال
ملاحظہ فرماہی - **اقول** ای اہل خرد و انصاف خدا را ذرا تو ہماری اور ہماری فاضل مجیب کے اِن
قول کو دیکھین اور اس سے اونکی مناظرہ دانی بلکہ یہہ دانی کا اندازہ کرین - اول تو خود ان الفاظ
کی ترکیب لفظی ہے انکی غلط ہونے پر دال ہے لفظ - بنفر اتک کو ماقبل سے کچھہ تعلق و ربط
نہین اور یہہ کلام اس موجودہ عبارت مین ہے جو ہماری مجیب لبیب نے نقل کی ہے اصل
کتاب ہمکو دستیاب نہین ہوئی کہ اس عبارت کے غلط اور صحیح ہونے پر مطلع ہوتے
دوسری یہہ کہ شاید یہہ کلمہ اپنے کفر کیحالت مین کہا ہو - تیسری یہہ کہ ہم کب کہتے ہین کہ حضرت
عباس معصوم ہین - اگر بالفرض اونہون نے یہہ کلمہ فرمایا ہو خطا کی - چوتھے یہہ کہ اگر حضرت
عباس نے یہہ کلمہ فرمایا تو اس سے خلیفہ اول کے خلیفہ رسول اور امام برحق ہونے مین کیا
قدح اور کیا نقصان - اسکو ہماری مجیب لبیب نے کسی دلیل سے ثابت نفرمایا جو اوسپر بحث
کیجاتی یہان اسیقدر کافی ہے کہ یہہ لفظ اگر حضرت عباس سے صادر ہوا تو اونکی خطا تھی
تو یہہ خلیفہ اول کی خلافت و امامت مین کیونکر قادح ہو سکتا ہے - پانچوین یہہ تمسک کے
برخلاف نہین - ہان تمسک کے برخلاف یہہ ہے کہ حسب تصریح علما شیعہ جناب فاطمہ رض
بضعة الرسول ص جناب امیر رض کی نسبت مانند جنین پردہ نشین رحم و مانند خائنین در خانہ گریختہ
وغیرہ الفاظ شنیعہ فرما دیتی اور آپ اونکو یہہ ہی خلیفہ معصوم اعتقاد کرین **قوله** ہم تیسری طرح

دریدہ دہنی نہین کرتے بپاس شرم وحیا ترجمہ بہی نہین کرتے صرف عبارت نقل کردی کنز العمال
مین آپ دیکہہ لین ہم سمجہین یا آپ سمجہین - **اقول** ظاہر ہے کہ اصل دریدہ دہنے تو آپکے
ثقۃ الاسلام کلینی کی اور اونکی اساتذہ کرام وغیرہ کی ہے جو واضع اور ناقل این فحش اور بیحیائی
اور دریدہ دہنی کے ہین - پہر یہہ کہنا کہ ہم آپکی طرح دریدہ دہنی نہین کرتے سراسر بیجا ہے بلکہ یہہ
کہنا چاہیے کہ ہم اپنے محدثین کیطرح دریدہ دہنے نہین کرتے - ہمنے تو صرف مضمون روایت
اپنی زبان مین ایسے الفاظ مین جو بہ نسبت اصل کے کنایہ اور فحش سے خالی تہے نقل کیا اسکو آپ
خواہ دریدہ دہنے سمجہین یا فحش بیحیائی فرمائین لیکن یاد رہی اگر یہہ دریدہ دہنی
اور فحش وبیحیائی ہوگی تو جو آپکے محدثین نے فرمایا وہ بہ نسبت اسکی چہار چند دریدہ دہنی اور
فحش وبیحیائی ہوگی - ہمکو دریدہ دہنی حضرات شیعہ کے ساتہہ کیا نسبت ہوسکتی ہے کہ دریدہ
دہنی اونکا جزو مذہب ہے - چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ دشنام مذہبی کہ عبادت باشد
مذہب معلوم واہل مذہب معلوم - خود آپنے جو کچہہ نقل فرمایا وہ باعتراف آپکی اوس سے زیادہ شنیع ہے
جو ہمنے نقل کیا - اور ظاہر ہے کہ ترجمہ کرنیکو فحش ہونی نہونے مین کچہہ دخل نہین ہے بلکہ ترجمہ
کنایات مین کرنے سے شناعت رفع ہوسکتی ہے تو آپنے بہ نسبت ہماری زیادہ دریدہ دہنی
فرمائی - اور یہہ کہنا کہ ہم سمجہین یا آپ سمجہین بالکل غلط ہے کیونکہ باقرار آپکے جب آپنے
اونکو فارسی خوان ہونے کے سمجہہ لیا تو اسکی سمجہنے والی ہزارہا آدمی نکلینگے ایسی لغو باتونسے
شناعت رفع نہین ہوسکتی اور نہ آپ دریدہ دہنی اور فحش وبیحیائی کے الزام سے
بچ سکتے ہین **قولہ** اگرچہ ایسی عبارت کا نقل کرنا بہی ہم تہذیب کے خلاف سمجہتی ہین
مگر چونکہ آپنے لفظ شرمگاہ وغیرہ لکہکر جواب چاہا اور کچہہ شرم وحیا کو دخل نہ دیا مجبور ہمکو بہی یہہ
عبارت نقل کرنے پڑی - **اقول** ہماری طرف سے بہی یہہ ہی عذر قبول فرمائیے اور
ہم بہی ایسی عبارت کے لکہنے کو تہذیب کے خلاف سمجہتے ہین اسیواسطے ہمنے ترجمہ لفظ کنایہ
مین کیا تہا مگر چونکہ آپکے محدثین نے لفظ شنیع فرج لکہا اور کچہہ شرم وحیا کو دخل نہ دیا مجبور ہمکو

الزانا وہ حدیث نقل کرنے پڑی **قولہ** اب آپ موازنہ فرما دین کہ لفظ فرج شنیع ہی یا بظر اک
اقول ای حضرات ناظرین اوراق اس آخر کے جملہ مین حضرت مجیب نے جو تہذیب و شائستگی کو
کار فرمایا کیا اسیکا نام تہذیب ہے کیا ہماری مجیب اسوقت اذا خاصم فجر کے مصداق
نہین پہر اگر ہماری قلم سے کوئی ایسا لفظ نکلجائیگا تو ہمکو بہی معذور سمجہکر لا یحب اللہ الجہر
بالسوء من القول الا من ظلم کا مصداق قرار دینگی پس اس سے زیادہ اسکی جواب مین ہم کچہہ نہین
عرض کرسکتی کہ ہمکو اس موازنہ کی نوبت بہلا کیونکر پہنچ سکتی ہے ورہم لفظ فرج اور بظر اک
مین کیونکر موازنہ کرسکتے ہین ہمارے نزدیک تو متعہ تک حرام ہے مگر ہان لفظ فرج اور بظر اک
مین آپنے خود ہی موازنہ کیا ہوگا کیونکہ حسب تصریح آپکی امام سیزدہم باقر مجلسی کے حق الیقین
مین لف حریر مین حرمت احتمالی ہے حق الیقین کے صفحہ ۳۲۵ پر یہہ عبارت ملاحظہ فرمائیے
و حرمت وطی محارم بالف ذکر بحریر بنا بر احتمالی بلکہ عدم قول بجز مطلق اور اسمین آپکی علامہ مجلسی
صاحب نے جس احتمال پر حرمت کو ثابت قرار دیا ہے اوسکو آپ ہی خوب سمجہتے ہونگی عجب نہین کہ
یہہ حرمت بسبب کہل جانے حریر کے ذکر سے ہو یا بسبب رقیق ہونے کپڑے کے احتمال
وصول حرارت فرج بسوی ذکر مقتضی حرمت ہو یا احتمال علوق کے وجہ سے یہہ حرمت ہو۔ بہر کیف
یہہ حرمت کچہہ قطعی نہین بلکہ صرف احتمالی ہے جسکی رعایت علی الخصوص وقت رفع احتمالات
ضروری نہوئی تو موازنہ بخوبی ہوسکتا ہے ۔ استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ ۔ اچہا ہمنے آپکی حکم کی
تعمیل کی ۔ اور لفظ فرج اور بظر اک کو میزان کیا ۔ بیشک لفظ بظر اک شنیع اور قبیح ہے لیکن
اس سے آپکا مدعا حاصل نہین ہوسکتا ۔ کیونکہ ایک تو لفظ شنیع و فحش امام معصوم کی زبان سے
بحق زنان اہلبیت صادر ہوا اور ایک لفظ شنیع غیر معصوم کے زبان سے کسی شخص کے
نسبت جو خارج اہلبیت سے ہو نکلے بلکہ بروایات شیعہ کے ناقص الایمان و ولد الزنا سے بحق کسی
منافق دشمن اہلبیت بلکہ دشمن دین اسلام کے صادر ہو ۔ اگرچہ یہہ لفظ فی حد ذاتہ زیادہ شنیع ہو
لیکن اہل خرد سمجہہ سکتے ہین کہ کونسا لفظ ہر دو موقعون پر زیادہ شنیع و قبیح ہوگا **قولہ**

اقول اور نیز وہان نکاح باکراہ مراد ہے اور نیز مقام ملاحظہ فرمایئے کہ کس موقع پر کہا گیا ہے
اگر یہہ نکاح ناجائز و حرام تہا جیسا کہ روایات شیعہ سے ثابت ہوتا ہے تو اسکی قباحت و شناعت
کسی شخص پر اہل اسلام سے پوشیدہ نہین۔ اور اگر یہہ نکاح جائز اور حلال تہا تو اور بہی زیادہ قبیح
و شنیع ان الفاظ مین ادا کرنا ہوگا کیونکہ حلال کو حرام کے پیرایہ مین ادا کرنا اور حرام ہی وہ حرام
ہو سراسر بیحیائی اور فحش ہو نہایت درجہ قباحت و شناعت مین ہوگا آپکو بہی شاید معلوم ہوگا
کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہنا کفر ہے کہ مستلزم انکار قطعیات ہے۔ پس اس سے زیادہ اور کیا
قباحت و شناعت ہوگی کہ بہ زبان اہلبیت ائمہ کی جناب مین علاوہ فحش گوئی اور بیحیائی کے
کلمہ کفر کا صدور بہی ائمہ معصومین کی طرف نسبت فرماتے ہین۔ پس ولاء و تمسک اسیکا نام ہے
بہلا یہہ ولاء و تمسک اہلسنت سے کب ہو سکتا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔ اور اب اس موقع کو
جو آپ الزاماً فرماتے ہین ہمکو دیکہنے کی ضرورت نہی۔ اور اوسکی نقل مین خود جناب نے پہلو تہی و اغماض
فرمایا شاید اوسکی وجہ یہہ ہو کہ چندان موافق مدعا نہ تہا یا یہہ کہ آپنے بہی نقل در نقل کیا ہوگا اور یہین
کچہہ ہوگا آپنے محض اپنی ظن و تخمین سے موقع کا بے موقع کر دیا اور آپکو بہی خبر نہو گی کہ یہہ لفظ
کس موقع پر صادر ہوا پس اگر اسکی موقع کو نقل فرماتے اور پوری روایت لکہتے تو ہم بہی البتہ دیکہتے
قال الفاضل المجیب قولہ۔ کیا تمسک اسیکا نام ہے کہ بیحیائی و بیحفاظی اونکی جناب
پاک (حاشا جنابہم من ذلک) کیطرف نسبت کرین۔ اقول۔ شاید پہلے بہی قول کو مکرر کہا ہے
معنداچونکہ اسکی تفصیل کچہہ نہین لکہی ہم بہی جواب نہین دیتے اور قول سابق کا جواب گذر چکا
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی یہہ مکرر نہین ہے بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے
آپکو کیا خبر ہو آپنے چند کتابین مناظرہ کے ملاحظہ فرمائی اور وہ بہی اپنے علماء کی۔ آپ
اور نہین تو اپنے مولائی مجلسی کے ہی کتابین ملاحظہ فرمائیے اون مواقع مین جہان خلفاء کی
ظلم و ستم اور اہلبیت کی مظلومی و صبر بیان فرماتے ہین کیا کچہہ بیحیائی و بیحفاظی اونکی
دشمنو انکی طرف نسبت نہین کرتے ہماری زبان و قلم مین اوسکی تفصیل کی طاقت نہین وسکی

تفصیل آپکو آپکے علمار کی تصانیف سے اگر آپ چاہین تو مل سکتی ہے قال الفاضل المجیب
قولہ - کیا شک کے یہہ معنے ہین کہ حضرت عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
معاذ اللہ و لد الزنا اور ناقص الایمان اور دین و دنیا و آخرت مین اندہے کہین چنانچہ آیات بینات مین
مولوی مہدی علی صاحب سلمہ نے کتب معتبر شیعہ سے ثابت فرمایا ہے
اقول - آپکے مولوی مہدی صاحب نہایت ہی علم دیانت والے ہین چنانچہ آپکو قول
آیتہ مین اُنکا پایہ علم و دین آپکو بہی معلوم ہو جائیگا - آنحضرت سے نہایت ہی تعجب ہی
کہ با وجود ادعای علم و فضل و تحقیق ایسی روایتین نقل کرتے ہین اگر ایسی روایتین ہوان بہی تب
بہی چونکہ ہمارا مذہب انہین او کسی نے حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح نہین کی پہر یہہ
اعتراض لازم نہین آتا کیونکہ ہم پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کر چکے
ہین کہ لازم مذہب مذہب نہین ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی
دانشمندان روزگار کو صلای عام ہے کہ ہمارے فاضل مجیب کی خوبی اور متانت کو ملاحظہ
فرماوین اور آپکی کمال علمی اور تبحر کو دیکہین - ہمکو اسمین بوجوہ چند کلام ہے اول یہہ کہ ان روایات کے
وجود مین - اگر گو او رشک و تردد کے کیا معنے اگر یہہ روایات ہین تو شک کیسا اور نہین ہین تو صاف
کہنا چاہیے کہ اہلسنت کا افترا ہے جب آپ ایسے مناظر و متبحر ہوکر شک و تردد فرمائین تو البتہ
موجب تعجب اور مزید حیرت ہے شاید عوام متشیعین سے اسکا اخفا منظور ہے - دوسری یہہ
جو آپ فرماتے ہین کہ حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح کسی نے نہین کی یہہ بہی غلط ہے
قطع نظر اوس سے کہ جو الزامات بہ نسبت دشمنان جناب بقیہ ابرار رسول اللہ کے پہلے روایات
علماء شیعہ سے بیان ہو چکے ہین اور سنیے آپکے قاضی صاحب شوستری مجالس المومنین در صفحہ
نمبر ۹۳ پر فرماتے ہین - در کتاب کامل بہائی از امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر
فرمودی کہ خلافت در دست غاصبان بود وا گما گفتہ واللہ لو کان حمزۃ و جعفر حیین
ما طمع فیہا ابو بکر و لکن ابتلیت بجلیفین جافیین عقیل والعباس - اب تو آپکو بالتصریح

جرح وقدح کا یقین ہوا اچھا اور لیجئے اسی کتاب مجالس مین ایک ورق بعد جو یہہ عبارت
لکھی ہے در کتاب استیعاب وغیرہ آن مسطور است کہ چون عمر بن الخطاب جہت ترویج خلافت
فاسدہ خود تزویج ام کلثوم دختر مطہر حضرت امیر نمود - اور اسکی نقل ہم ابھی اوپر کر آئی ہین اسکے
آخر مین مذکور ہے وظاہرا بواسطہ این وکالت فضول امثال آنحضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی
خود راسخ در محبت واخلاص نمیدانست - اس روایت سی صاف ثابت ہے - کہ حضرت عباس نے
جناب امیر کے لخت جگر کو صرف اپنے طمع نفسانی کے وجہ سے کہ مبادا زمزم وسقایہ حج کا
منصب ہاتہہ سی جاتا رہے بزعم شیعہ سرگروہ نواصب واعدائی اہلبیت کے حوالہ کردیا کہ جسپر
وہ حلال نہ تھے اسیواسطے جناب امیر عباس کو محبت واخلاص مین راسخ نہین سمجھتی تھی بلکہ
اونکی محبت نفاق آمیز تھے اور شاید عجب نہین کہ عباس نے جناب امیر سے اوس تذلیل توہین کا
عوض لیا ہو کہ جو ابو طالب وغیرہ نے اپنی باپ عباس کے بارہ مین جھگڑہ کرکے کہا تھا
کہ یہہ ہمارا غلام ہے کیونکہ ہماری والدہ کے لونڈی سے تونے بے اجازت مقارنت کی ہے - آخر
بسعی وسفارش قریش کے اس امر پر فیصلہ قرار پایا کہ جس مجلس مین ابو طالب وغیرہ عبد المطلب کے بیٹے
موجود ہون عباس کو وہان بار نہ ملی اور اسپر ابو طالب وغیرہ نے اپنی باپ سے ایک عہدنامہ
لکھوایا چنانچہ اب تک انکی پاس محفوظ ومصئون چلا آتا ہے تو جب عباس کو اونہون سلنے
ذلیل وخوار کیا عباس نے اوسکا عوض یہان آکر نکالا - تیسری یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ یہہ
لازم مذہب ہے اور ہمارا مذہب نہین یہہ ایک ایسی بات ہی کہ جس پر ہر شخص جسکو تھوڑا سی بھی
وقوف ہوگا قہقہہ لگائیگا - یہہ آپکی خوب توجیہات آئی کہ جسجگہ راہ فرار جہات ستہ سی مسدود
دیکھا جھٹ فرمادیا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہی - لیکن اگر آپ یہہ خیال فرماوین
کہ ایسے خرافات سی شکنجہ الزام سی نجات پائین یہہ محال ہے افسوس کہ آپ ایسی الزام کی مصیبت مین
حواس باختہ ہوئی کہ آپ مذہب کو بھی بھول گئے کہ مذہب کیا ہوتا ہے جناب میر صاحب
مذہب کا اطلاق تشریعات پر ہوتا ہے اور یہہ قصہ تصعصع حکایات مین ہی جو حال واقعہ کی حکایت

کررہا ہے اسکو مذہب اور لازم مذہب ہونے سے کیا تعلق جب یہہ امر بروایت صحیحہ ثابت ہے
کہ جو عباس کے ولادت کے بابت حضرات شیعہ روایت کرتے ہین تو یہہ قصہ مطابق واقع کے ہوا
اور معاذ اللہ ولد الزنا ہونا عباس کا آپکی روایت سے ثابت ہوگیا خواہ آپ مذہب سمجہین یا نہ
سمجہین پس مقابلہ اسکی یہہ کہنا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہے سراسر لغو وبیہودہ ہے
نہین بلکہ غیر مفید ہی ہے۔ اگر آپ امور واقعیہ کو مذہب قرار ندیوین تو اسمین ہمکو کیا دخل
لیکن الزام تو امور واقعیہ سے دیا جاویگا **قولہ** اور علاوہ حضرت عباس ہماری نزدیک
معصوم نہین **اقول** بندہ نے یہہ اعتراض کیا تہا کہ تمسک کے یہہ معنے ہین کہ حضرت
عباس عم رسول اللہ صلعم وصنو ابیہ کو ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین اور اسکا یہہ جواب ارشاد ہوا
کہ حضرت عباس ہماری نزدیک معصوم نہین تو اس سے ثابت ہوا کہ آپنے اعتراض کو تسلیم کرلیا
اور آپکے نزدیک حضرت عباس معاذ اللہ ولد الزنا ہین جو آپکی مذہب مین نجس العین ہے اور کبہی جنت
مین داخل نہوگا اور ناقص الایمان ہین۔ پس سبحان اللہ اہلبیت نبوی کے ساتہہ تمسک اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ابار کا آداب یہہ ہی ہوتا ہے جس شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صنو ابیہ
اور بقیہ آبائی فرماوین اور اوسکو آپ ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین پس دلائے اہلبیت اور اسلام
آپ پر ختم ہو چکا۔ **قولہ** سبحان اللہ آپکو بڑا آداب آباء رسول اللہ کا ہی آپکو ایسی امور سے
شرم چاہئیے۔ **اقول** ہمکو جسقدر بقیہ آبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب ہی
وہ ہماری روایات مذہب سی واضح ہے کہ مخالفین بہی ہماری مذہب کے کوئی طعن کر سکی۔ لیکن
بڑا آداب آباء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرات شیعہ کو ہی کہ آپکی چچا کو معاذ اللہ توبہ توبہ
ولد الزنا اور ناقص الایمان فرماوین اور شرم وحیا کو دخل ندین دنیا و آخرت مین اندہا کہین اور قریب
خدا ورسول سے نہ شرماوین پہر اولٹا الزام ہمکو دین اور فرماوین کہ آپکو ایسی امور سے شرم چاہیی آج حضرات
اپنے علما مجتہدین جو آپکی مذہب کے ستون ہین اونکو فرمائیی۔ کہ آپکو ایسے امور سی شرم
وحیا چاہیی اور ہمنے تو مثل مشہور نقل کفر کفر نباشد۔ الزاما نقل کردیا۔ پہر آپنی یہی معنے اپنے قول

سابق مین آپنے اساطین کے اقتدار فرماکر دین وایمان شرم وحیا کو خیرباد کہکر حضرت عباسؓ کی
نسبت اس خبث کو تسلیم کرلیا - باہمہ حیا وشرم کے لیے ہمکو کہا جاتا ہے کہ آپکو ایسے امور سے
شرم چاہیے گویا جو ہمکو آپکی خدمت مین عرض کرنا چاہیے تھا وہ اپنی آپ ہی کہدیا **قولہ** فسق سے
کفر کا مرتبہ بہت زیادہ ہے - علامہ سیوطی کا خدا بھلا کرے - جنکی بدولت آپ ہی ہمارے سامنے ان مین گفتگو
کرنے والے ہوگئے - **اقول** خدا کے لیے کوئی ہمارے فاضل مجیب کے ہاتھ کی حواس دیکھے - کیون حضرت
کیا حال ہے یہہ جعفر زٹلی کے مہملات او امیر خسرو کے انمل کیون صادر ہونے لگے ان جملون کا بعینہ یہہ مصداق ہے
بیت چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا - الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا - کیا کفر کہان کا
فسق کہا علامہ سیوطی کہا انکی بدولت ہمارا آپکے مقابلہ مین گفتگو کرنا - ہوش مین آیئے سنبھلیے
بندہ کی ایک ہی تحریر مین اور وہ بھی وہ تحریر جو صرف آپکی شکنجہ اسجاش مین کھینچنے کے لیے
بمنزلہ چال کے تھی ایسی ہوش وحواس رخصت ہوئی ایک بھی ٹکر نہ سہہ سکی پھر وہ بیہودہ
جوش وخروش اور یہہ دعوے - **قولہ** رہا ولد الزنا کا اعتراض سو یہہ بھی ہمپر نہین ہوسکتا
کیونکہ مذہب کے مسلمات پر اعتراض ہوا کرتا ہے ہمارے نزدیک یہہ ہرگز زنا نہین حاشا وکلا کیونکہ شوہر کو
اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ
جائز ہے کما ورد فی حدیث المعصومین ورواہ شیخ الطائفہ فی
التہذیب - آپکے میر مہدی صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ کنیز زادگی کی روایت تو بڑے
زور سے لکھی اور حدیث تہذیب کا ذکر تک نکیا - دیانت کے یہہ ہی معنے مین کنیز زادہ ہونا کچھہ عیب
نہین - **اقول** اے اہل علم وانصاف ہمارے فاضل مجیب کے صدر قول کو ملاحظہ فرماوین باوجود
آپکے کمال تہذیب ونہایت شائستگی مین لیکن آخر جواب سے لاجواب ہوکر کالی گلوچ پر جو شیوہ
بازاریان ہے آگئے اور شرم وحیا اور تہذیب وشائستگی کو بالائے طاق رکھکر سب وشتم
پر اوتر آئے - اسکے جواب مین ہم بجز تکبیر وسکوت کے کچھہ نہین لکھتے ہین اتنا ضرور کہتے ہین کہ اگر یہہ
اعتراض آپکے نزدیک ولد الزنا کا ہے - تو اصل معترض اور بانی اعتراض آپکی علماء اکابر ہین

جنہون نے بکمال بشاشت اپنی کتب دین وایمان مین اس کفر کو نقل کیا ہے پس آپ اونکو
جو کچھہ چاہیی سمجھیی - اور جن القاب سی چاہیی ملقب کیجیی - آپکو اختیار ہے ہم کچھہ نہین کہتے
ہم تو محض ناقل ہین - آپنے خیال کیا تہا کہ میرے چالاکیون کو کون سمجہیگا اسلیے ہمنے
متنبہ کردیا اگر پہر ایسی تحریر کی تو انشاء اللہ آپ پر واضح ہوجائیگا کہ ہم اس باب مین بہی
کیا کچھہ ہین - گو آپ اپنے زعم مین ہمسے باعتبار مشق و ورزش قدیم گر اس باب مین بڑہے ہوئے ہون
اگر آپکو اس لفظ سی یہہ مقصود نہ تہا - تو یون لکہتے (رہا عباس کے ولد الزنا ہونے کا اعتراض)
پیشتر بہی آپنے ایک جگہہ اپنی اس چالاکی کا استعمال فرمایا - مگر ہمنے وہان اجمالی جواب پر
ٹال دیا او انتقام نہین لیا - لیکن اسجگہ آپکو خبردار کرنا ضرور ہوا تاکہ آپ یہہ نہ سمجہین کہ ہماری
چالاکی کوئی نہین سمجہتا - بعد اسکے ہم اصل روایت کلینی کو منتہی الکلام سے نقل کرکے اسکی توجیہہ
کو زیب رقم کرینگے - ابو جعفر کلینی بسند معتبر روایت کردہ است از امام صادق علیہ السلام کہ نفیلہ
مادر عباس کنیز مادر زبیر بن عبد المطلب پدر ابو طالب و عبد اللہ بود و عبد المطلب با او مقاربت نمود
و عباس از و بہم رسید پس زبیر با عبد المطلب دعوی کرد کہ این کنیز از مادر ما بما میراث رسیدہ است و تو بی رخصت
او با او مقاربت کردہ و این فرزندی کہ بہم رسیدہ بندہ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را
بشفاعت بنزد وی فرستاد تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود
کہ عباس و فرزندان او در مجلسی کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند در مجلس ننشینند و در ہیچ امری با ما
شریک نشوند و حصہ نبرند پس باین مضمون نامہ نوشتند و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ
علیہم السلام بودہ است حضرت صادق علیہ السلام آن نامہ را برای جواب داود بن علی
عباسی ظاہر گردانید - ظاہر ہے کہ روایت کلینی کی ہے اور بشہادت ملای مجلسی بسند معتبر
مروی ہوئی ہے تو اس روایت کی تکذیب ممکن نہین باقی رہی اسکی تاویل و توجیہہ سو اسکی
کیفیت یہہ ہی کہ اس روایت سی چند فوائد حاصل ہوئے - اول تو یہہ کہ عباس نفیلہ لونڈی
زوجہ عبد المطلب کے پیٹ سی تہے - دوسری یہہ کہ زبیر بن عبد المطلب نے دعوی کیا کہ یہہ لونڈی مجہہ

ہمارا غلام ہے۔ کیونکہ ہمارے والدہ کی میراث سے ہمکو ملا ہے۔ تیسری یہہ کہ اوس لونڈی کے ساتھہ بدون اجازت اوسکی مالکہ و مولاۃ کے مقاربت کی تہی جو صریح زنا ہے اوس سے یہہ پیدا ہوا۔ چوتہی عبدالمطلب نے ان دعوونکی نسبت انکار نہین کیا کہ یعنی مقاربت بلا اجازت نہین کی تہی بلکہ باجازت مقاربت کی ہے اور یہہ بچہ غلام نہین ہوسکتا آزاد ہے بلکہ برعکس اسکے اکابر قریش کے شفاعت کرا کے زبیر کو راضی کیا جو صریح دلیل اس امر کی ہے کہ عبدالمطلب نے زبیر کے دعوون کو تسلیم کر لیا تہا پانچوین زبیر نے اپنی رضا کے وقت یہہ شرطین کی کہ اس شرط پر مین اسکی غلامی سے دستبردار ہوتا ہون۔ کہ یہہ اور اسکی اولاد ہمارے اور ہماری اولاد کے ساتھہ جس مجلس مین ہم بیٹھین نہ بیٹھی اور کسی امر مین ہمارا شریک ہو اور حصہ نہ لیوی اور یہہ سب شرطین عبدالمطلب نے قبول و تسلیم کی جو بداہتہ مثبت مدعا ہے۔ چہٹی یہہ کہ ان شرائط کی بابت ایک دستاویز لکھی گئی اور اکابر قریش کے اوسپر مہرین ہوئی اور وہ دستاویز ائمہ کے پاس موجود ہے بلکہ امام صادق نے داود بن علی عباسی کے جواب کے لیے اسکو ظاہر فرمایا تہا۔ فاضل مجیب نے اس روایت کی توجیہہ یہہ فرمائی کہ اعتراض مسلمات مذہب پر ہوتا ہے اور مدلول روایت کا وطی بجاریۃ الزوجہ ہے جو ہماری مذہب مین ہرگز زنا نہین کیونکہ زوج کو اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ مین تصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے چنانچہ روایت شیخ الطایفہ نے التہذیب باب سراری مین لیکن یہہ تاویل بہت وجوہ سے محل بحث ہے۔ اول یہہ کہ اگر یہہ وطی جائز تہی تو زبیر کا دعوی کرنا کہ مقاربت بلا اذن واقع ہوئی۔ اور عباس ہمارا غلام ہے غلط اور عبدالمطلب کا اوسکو تسلیم کرنا اور بسفارش اکابر قریش زبیر کو راضی کرتا اور عہد نامہ لکہنا کہ عباس اور اوسکی اولاد ہماری مجلس مین برابر نہ بیٹہین جو صریح غلام ہونے اور ولد الزنا ہونے کی تسلیم ہے پوچ اور خرافات ہوگا۔ جب عبدالمطلب نے اس بیہ کو تسلیم کر لیا تو گویا عباس کے غلام ہونے کو تسلیم کیا اور غلام ہونے کے بجز اسکے کوئی صورت نہین کہ وطی حرام ہو۔ کیونکہ وطی حلال ہوتی تو ولد حر ہوتا چنانچہ اپکی کتب فقہ مین مصرح ہے۔ تو یہہ کہنا کہ یہہ وطی جائز اور حلال تہی سراسر غلط اور بیہودہ ہے منشا اوسکا یہہ

کہ اصل روایت کے مطلب ہی کو نہین سمجھا - دوسری یہہ کہ یہہ سراسر غلط اور خلاف مذہب ہی کہ زوج کو
جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے - کیونکہ بروی مذہب حلال ہونا جاریہ کا
تین قسم مین منحصر ہے اول عقد نکاح اور یہہ دوسرے شخص کی کنیز کے ساتھہ مخصوص ہے دوسری
کنیز کا مالک ہونا تیسرے کسی شخص کا اپنی کنیز کو کسی کے لیے مباح وحلال کرنا اسوقت ہماری
پاس جامع عباسی جو ہے اوس سے ملخصاً نقل کرتے ہین "مطلب دوم دربیان نکاح کنیز وآن
برسہ قسمست قسم اول عقد وآن مخصوص کنیز غیرست - قسم دوم مالک شدن کنیز - قسم سوم اباحت
وتحلیل ست وآن چنین ست کہ شخصی بدیگری دخول کردن احلال کند واین قسم از خواص فرقہ
ناجیہ اثنا عشریہ ست" اور اسکی آخر مین لکھا ہے - "وفرزندیکہ ازین کنیز بہم رسد اگر پدر آزاد باشد
وصاحب کنیز شرط نکردہ باشد کہ فرزند او بندہ باشد آزاد ست" - اب ہم دیکھتے ہین کہ نقیلیاد ر
عباس مین یہہ تینون امر مفقود ہین - نہ عبد المطلب کے مملوک تہی نہ عقد نکاح واقع ہوا نہ مالک نے
اجازت دی چنانچہ صریح زبیر نے کہا کہ تو بے اجازت او با وے مقاربت کردہ پس ہماری فاضل
مجیب کا یہہ کہنا کہ جواری زوجہ پر تصرف بالوطی مطلقاً جائز ہی سراسر غلط ہوا کیونکہ مملوکات
غیر کے حلت بجز عقد یا تحلیل کے نہین ہو سکتی خواہ وہ زوجہ ہو یا غیر زوجہ - ہان من لایحضرہ کی
روایت سے صرف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ زوج کو اپنی زوجہ کے مال پر یہہ ولایت ہی کہ بدون اوسکے
اجازت کے زوجہ کو اوسمین تصرف جائز نہین نہ یہہ کہ زوج کو اوسمین مالکانہ تصرف جائز ہو
یہہ ہرگز صحیح نہین ہو سکتا - من لایحضرہ کے باب حق الزوج علی المراۃ مین ہے وروی[1]
الحسن بن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال
لیس للمراۃ مع زوجہا امر فی عتق ولا صدقۃ ولا تدبیر ولا ھبۃ ولا نذر فی مالہا
الا باذن زوجہا الا فی حج او زکوۃ او بر والدیہا او صلۃ قرابتہا اور اسقدر ولایت حاصل ہونہ

---

[1] امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا کہ عورت کو بدون اجازت اپنی شوہر کے اوسکی ساتھ اپنے مال مین عتق مین اور صدقہ مین اور تدبیر کرنے مین اور ہبہ مین اور نذر مین اختیار نہین - ہان مگر حج یا زکوۃ یا اپنے والدین کے ساتھہ سلوک یا اپنے اہل قرابت کے ساتھہ صلہ رحمی مین (اختیار ہے) ۱۲ -

اور امر ہے اور تصرف مالکانہ دوسرا امر ہے - تیسری یہہ کہ بالفرض اگر یہہ مسئلہ مذہب ہوا اور ان مذہب کے
نزدیک معتبر سمجھا گیا ہو تاہم غلط اور خلاف نصوص قاطعہ کے ہے - کیونکہ خداوند کریم جل وعلا شانہ
نے اپنی کتاب مجید مین دو جگہ ارشاد فرمایا - جسکا حاصل یہہ ہے کہ جو لوگ اپنی فروج کی محافظت
کرتے مین ماسوای اپنے ازواج اور اپنے مملوکات کے وہ فلاح یافتہ اور قابل مدح ہین اور جو
سوای اسکے کوئی محل طلب کرین پس وہی ہین حد سے تجاوز کرنے والے آیات سورہ مومنون
اور سورہ معارج مین مذکور ہین - اس سے صاف معلوم ہوا کہ وطی سوای اپنی ازواج یا اپنی جواری
مملوکہ کے حرام ہے اور ظاہر ہے کہ جواری مملوکات زوجہ اسکے اپنی مملوکات نہین ہین نہ اپنی زوجات
ہین پس جو شخص اونسے طلب کرے وہ حد حلال سے متجاوز ہے اور داخل وعید - فمن ابتغی وراء[ا]

ذلک فاولئک ھم العادون - ہے - پس عبد المطلب کی وطی حسب ارشاد خداوندی حد
حلال سے متجاوز ہوئی اور حرام واقع ہوئی پھر جو اوس سے ولد پیدا ہوگا اوسکو دیکھنا چاہیے کہ کیا ہوگا
شاید فاضل مجیب اسکا یہہ جواب دین کہ یہہ آیات ہمارا مذہب نہین - بلکہ لازم مذہب ہے اور لازم
مذہب پر اعتراض نہین ہوسکتا - چوتھی یہہ کہ اگر فے الواقع روایت تہذیب مین یہہ مضمون ہوتی
اور غالباً نہوگا - کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور اس موقع پر اوسکو نقل فرماتے - جیسے مولوی مہدی علی
سلمہ پر بابت عدم ذکر روایت کے اعتراض کرتے ہین اور خود بھی اوسکو نقل نہین فرماتے تو معلوم
ہوتا ہے شاید یہہ زبانی باتین ہین - تو یہان فاضل مجیب اپنا قاعدہ کیون بھول گئے ہم بھی کہتے
ہین کہ مدلول روایت تہذیب کا آپکا مذہب نہین ہے بلکہ لازم مذہب ہے آپ پہلے اسکا مذہب
ہونا ثابت کرتے جب ہمارے سامنے گفتگو کرتے اور آپکی تو کیا حقیقت ہے آپکے ملا مجلسی سے تو یہہ
مرحلہ طے نہوا اور حواس باختہ ہو کر حدیث کی تضعیف اور غرابت ثابت کرنے لگے - حالانکہ خود بھی اوس
حدیث کے سلسلہ سند کو مستند معتبر فرماتے تھے آپ فرماتے ہین - این حدیث بسیار غریب ست
وچون عبد المطلب ازاو صیا بود نباید کہ ازوی حرامی صادر شدہ باشد پس محتمل کہ عبد المطلب

[ا] جو لوگ اسکے سوا ڈھونڈتے ہین - وہی حد سے گذرنے والے ہین ۱۲

بولایت تقویم یہ خود ممنوع باشد یا مادر زبیر کنیز باو بخشیدہ باشد و زبیر از آن خبر داشتہ باشد
وعلی ای حال خطا بزبیر داون آسان ترست از نسبت داون بعبد المطلب - انتہی - آپکو
مولائی مجلسی نے اتنا حیا کو کار فرمایا کہ وہ احتمال جو جناب سامی نے خلاف مذہب خود بیان کیا
کہ مطلق مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ زوج کو جائز ہی نہین ذکر فرمایا بلکہ وہ احتمال
ذکر فرمائی - کہ محتمل ہے کہ بواسطہ اپنی ولایت کے اوس لونڈی کو بطور قیمت کے لیکر تصرف کیا ہو
یا مادر زبیر نے اوسکو بخشدیا ہو - اور وہ روایت جو ہم کلینی سے اوپر مذکور کرآئی ہین صریح اسکی
تکذیب ہی کیا چاہتی کہ اگر ایسا معاملہ ہوتا تو عبد المطلب کیون جہگڑتے رہتے اور کیون زبیر کے دعوی کے
تردید مین اسکو پیش نکرتے اور کیون اون شرائط کو جو عباس کی غلامی اور اونکی ولد الزنا ہونے پر
دلالت کرتے مین تسلیم کر لیتے کوئی شخص جسکو تہوڑی سی بہی غیرت ہو وہ اپنی اولاد کی ادنے
تذلیل و تحقیر ہو یہ نہین چاہتا اور نہین روا رکہہ سکتا - چہ جائیکہ عبد المطلب جیسا شریف و عالی ہمت
ایسی خواری کو اپنی اولاد حر کیواسطے تسلیم کرلے - رہا غرابت حدیث کا دعوی سو یہہ بالکل لغو ہی
کیونکہ باجماع محدثین و اخباریین روایات کلینی کی قطعی الصدور ہین اور اصولاً و فروعاً اونسے استدلال
کیا جاتا ہی - پس اوسکی غرابت کا حکم محض تحکم ہی اور دعوی وصایت عبد المطلب یہہ اور بہی
پوچ در پوچ ہے - افسوس کہ وصایت کے اطلاع ابنای عبد المطلب کو نہوئی - اگر زبیر کو اپنی باپ
کی وصایت کے خبر نہوتی تو چندان استبعاد نہین - تعجب یہہ ہی کہ ابو طالب کو جو وصی وصی تھا اور عبد اللہ
کو بہی خبر نہوئی - ورنہ ضرور زبیر کو اوسکی دعوی سے روکتے اور عبد المطلب کے اکابر قریش کے
پاس شفاعت کے لیے فرزند ارجمند کیخدمتمین دربدر خوار و ذلیل ہونے کی نوبت نہ آتی - پس یہہ روایت
تمام توجیہات کے قاطع اور تمام تاویلات و تسویلات کے بیخ کن ہے - قطع نظر اس سے اگر بالفرض
یہہ روایت آپکی امام ثقۃ الاسلام کلینی یا اونکی اساتذہ کرام کا کذب و افترا ہو یا بفرض محال حسب
دعوی ملای مجلسی مادر زبیر نے اپنی لونڈی اپنے زوج کو بخشدی تھی یا مباح کردی تھی یا
عبد المطلب نے بولایت خود اپنی اوپر اوسکی قیمت کرلی تھی یا حسب دعوی مجیب لبیب مطلقاً

زوج کو جواری مملوکات زوجہ پر تصرف وطی وغیرہ یعنے لواطت جائز ہو۔ تاہم اور روایات کو جو بطور قاعدہ کلیہ کے عدم طیب ولاوت عباس وعقیل بلکہ بہت سی بنی ہاشم و علویین بلکہ سادات فاطمیین

بلکہ انبیاء و مرسلین پر بنا بر اصول امامیہ دلالت کرتے ہین کیونکر منع کرینگی اور اس ورطہ سے کیونکر نجات پائینگی۔ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ ملا باقر مجلسی اور صدوق نے بزعم خود احادیث ائمہ سے ثابت کیا ہے کہ اہلبیت کی عداوت اوس شخص کے عدم طیب ولاوت کو مستلزم ہے چنانچہ خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے روایات ذیل اس مدعا کے ثبوت کے لیے نقل کی ہین شیخ صدوق نے علل الشرائع مین امام صادق سے روایت کی ہے قال[1] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احبنا اھل البیت فلیحمد اللہ اول النعم قیل وما اول النعم قال طیب الولادۃ ولا یحبنا الا مومن طابت ولادتہ اور شیخ طبرسی نے احتجاج مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی فرمود یا علی دوست نمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش نیکو و پاکیزہ باشد و دشمن نمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش خبیث باشد فی المحاسن عن عبد اللہ بن الصلت عن[2] عدۃ عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم جالسا علے باب الدار ومعہ علی بن ابیطالب اذ اقبل شیخ فسلم علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی اتعرف الشیخ فقال لہ علی ما اعرفہ فقال ھذا ابلیس فقال لہ علی لو علمت یا رسول اللہ لم اضربہ بالسیف فخلصت امتک منہ قال فانصرف ابلیس الے علی فقال لہ ظلمتنی یا ابا الحسن اما سمعت

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ہم اہلبیت کو محبوب جانے چاہیے کہ سب سے پہلے نعمت پر خدا کے حمد کرے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے نعمت کیا فرمایا ولادت کی پاکیزگی اور ہمکو بجز اوس مومن کے جسکی ولادت پاکیزہ ہو محبوب نہین جانتا ۱۲

[2] انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے اور اونکے ساتھ علی تھے ناگاہ ایک بڈھا آیا اور رسول اللہ پر سلام کیا اور چلا گیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا اس بڈھے کو پہچانتے ہو کہا مین نہین پہچانتا فرمایا یہہ ابلیس ہے علی نے کہا یا رسول اللہ اگر مین جانتا تو تلوار کا پھاوڑا دیتا کہ آپکی امت اس سے چھوٹ جاتی تو ابلیس علی کی طرف پھر آیا اور کہنے لگا اے ابو الحسن تو نے مجھپر ظلم کیا ۱۲

قول الله عزوجل وشارکهم فی الاموال والاولاد فوالله ماشرکت احدا احبك فی امه ویزید ذلك بیانا ـ وتفسیر ما روی صدوق فی العیون عن علی بن ابی طالب قال کنت جالسا عند باب الکعبة واذا شیخ محدودب قد سقط حاجباه علی عینیه من شدة الکبر فی یده عکازة وعلی راسه برنس احمر وعلیه مدرعة من الشعر فدنا الی النبی صلی الله علیه وسلم مسندا ظهره بالکعبة فقال یارسول الله ادع لی بالمغفرة فقال النبی صلی الله علیه وسلم خاب سعیك یا شیخ وضل عملك فلما ولی الشیخ قال لی یا ابا الحسن اتعرفه قلت اللهم لا قال ذاك اللعین ابلیس قال علی علیه السلام فعدوت خلفه حتی لحقته وصرعته الی الارض وجلست علی صدره ووضعت یدی فی حلقه لاخنقه فقال لا تفعل یا ابا الحسن فانی من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم والله یا علی انی لاحبك وما ابغضك احد الا شرکت اباه فی امه فصار ولد زنا فضحکت وخلیت سبیله انتهی اور ملا باقر مجلسی نے حلیة المتقین میں امام صادق سے روایت کی ہے کہ آنجناب فرمود دشمن با اہل بیت نیست مگر کسیکه ولد الزنا باشد یا مادرش در حیض باو حامله شده باشد اور نیز دوسری حدیث میں امام صادق سے روایت کی ہے کہ راوی پرسید بچه چیز میتوان دانست که کسی شریک شیطان شده است فرمود هر که مارا دوست میدارد شیطان در و شریک

سلہ کیا تو نے اللہ عزوجل کا قول نہیں سنا ـ وشارکہم فی الاموال والاولاد خدا کی قسم جو تجھکو محبوب رکھتا ہے میں اسکی ماں میں شریک نہیں ہوا ـ صدوق نے عیون میں علی سے روایت کیا ہے فرمایا میں کعبہ کے دروازہ کے پاس بیٹھا تھا اچانک ایک بڈھا کوزہ پشت جسکی پلکیں بڑہاپی سے آنکھوں پر گر پڑے تہیں اوسکے ہاتھ میں ایک لٹھیا تہے اور اوسکے سر پر سرخ کلاہ تہی اور اوسپر اون کے کملی سیتہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کعبہ کے ساتھ پیٹھ کا سہارا لگائی ہوئی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے مغفرت کے دعا کیجیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای شیخ تیری سعی ناکام ہیا اور تیرا عمل بیکار ہے جب اوسنے پیٹھ پہیری مجھکو فرمایا ای ابا الحسن تو اسکو پہچانتا ہے عرض کیا نہیں فرمایا یہ ابلیس لعین ہے علی نے کہا میں اوسکے پیچھے دوڑا تا کر اوسکا گلا گھونٹ ڈالوں اوسنے کہا ایسا نکر ای ابا الحسن کیونکہ میں قیامت تک مہلت دیا گیا ہوں خدا کی قسم ای علی میں تجھکو دوست رکھتا ہوں اور جو تجھسے بغض رکھتا ہے ـ میں اوسکے باپ کا اوسکی ماں میں شریک ہوتا ہوں ـ اور وہ ولد الزنا ہوتا ہے میں نے ہنسکر اوسکو چھوڑ دیا ـ ۱۲ ـ

حاشیہ اہل دانش اور انصاف پر مخفی نرہے کہ ان روایتوں سے صاف ثابت ہے کہ جناب امیر کو ابلیس لعین کے قیامت تک مہلت دی جانے کی خبر نہ تہے باوجودیکہ آپ قرآن کو بلند پڑھتے تھے بلکہ عالم ما کان و ما یکون بہی تہے اسلیے آپ نے مار ڈالنے کا ارادہ فرمایا پھر تعجب ہے اسلیے کہ ابلیس لعین آپکو معلوم ہوا [illegible]

نشده است و هر که دشمن است شیطان درو شریک ست - علاوہ انکی اور بہت اس قسم کے
روایات ہین جو اس مدعا پر دال ہین جنکی نسبت حسب تصریح خاتم المتکلمین اکابر امامیہ نے
شہرت بلکہ تواتر کا دعوی کیا ہے پس ان احادیث سے صریح ثابت ہوا کہ جو شخص جناب امیر
و دیگر ائمہ کی محبت سے بے بہرہ ہے اور مبغض اہلبیت ہے ولد الحرام اور نطفہ شیطان ہے
اب ہم اصول شیعہ پر مبغض اہلبیت ہونا عباس رضی اللہ عنہ کا ثابت کرتے ہین - اول
قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین درباب غصب ام کلثوم صریح ظلم
و حق تلفی اور اس غصب مین معاونت خلیفہ ثانی کے ساتھہ عباس کیطرف منسوب کیے ہین اور آخر
مین لکھتے ہین - کہ ظاہرا بواسطہ وکالت فضولی و امثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر
یاران فدائی خود راسخ در محبت و اخلاص نمیدانست و ہمدا چنانکہ سابقا در احوال سید الشہدا
مذکور شد آنحضرت علیہ السلام از عباس و عقیل بجلیفین جافیین او بہ تعبیر فرمودہ اند - اور ظاہر ہے
کہ جو شخص رعایت اہلبیت نبوی ترک کرے اور اہل جور کیطرف مائل ہو اور غصب ام کلثوم
مین غاصبونکا شریک اور معاون ہو اوسکی ناصبیت اور عداوت اہلبیت مین کیا شک و شبہ ہے
پس اوسکی ولادت کے باب مین حضرات شیعہ جو کچھہ فرما رہے ہین ہم سابق مین نقل کر آئے ہین
دوسری روایت ثقۃ الاسلام کے ہے جسکا ترجمہ حیات القلوب مین کیا ہے اوسکو ہم خاتم
المتکلمین سے نقل کرتے ہین - سدیر از حضرت امام محمد باقر علیہم پرسید کہ کجا بود غیرت و کثرت و شوکت
بنی ہاشم کہ حضرت امیر المومنین بعد از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم از ابوبکر و عمر و سائر
منافقان مغلوب گردید - حضرت فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود جعفر و حمزہ کہ در غایت ایمان
و یقین و از سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند و دو مرد ضعیف الیقین ذلیل النفس
تازہ مسلمان شدہ بودند عباس و عقیل و ایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند و آزاد کردند ایمان چنین
قوتی ندارد بخدا سوگند کہ اگر حمزہ و جعفر حاضر مے بودند در ان فتنہ ابوبکر و عمر یارای آن نداشتند
کہ حق امیر المومنین را غصب کنند و اگر سعی میکردند البتہ ایشانرا می کشتند - انتہی اس روایت سے

واضح ہے کہ عباس وعقیل مطیع نفس امارہ دنیاوی طمع کے وجہ سے خلفار کی کاسہ لیسون مین
شریک ہوگئی اسیواسطی جناب امیر نے اونکو محبت واخلاص مین راسخ نہین سمجہا اور بعد وفات
جناب سرور کائنات کے جب عباس نے آپسے خلافت پر بیعت کرنا چاہا تو اوسپر اعتبار
نکیا اور بیعت قبول نکی۔ پس واضح ہو کہ یہہ تمام اوصاف مقدسہ جو حضرت عباس عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صنو ابیہ کے نسبت جنکی نسبت آپ تقیۃً آبائی فرماوین اور
فرماوین کہ عباس کی ایذا میری ہی ایذا ہے اور وہ میرے باپ کی جگہہ ہے اور اسکی تعظیم
وتوقیر کرو بیان کیے جاتی ہین آپکی نصب وعداوت اہلبیت نبوت پر واضح دلیل ہین۔ و
جب نصب وعداوت ثابت ہوئی تو مدلول اون روایات کا متواتر بالمعنے ہین اور قاعدہ
کلیہ کے اثبات مین ہم ابہی بیان کر آئے ہین۔ معاذ اللہ آپ صادق آیا اور نصب انبیار
و مرسلین بہی باصول شیعہ ثابت کرتے مگر عجلت وقت اور قصد اختصار مانع ہے اور غالباً بعض روایات
شروع رسالہ مین نقل ہو بہی چکی ہین اسوقت ہم اوسکی تفصیل سے معذور ہین **قولہ** دنیا اور آخرت
مین اندہا ہونا جو لکہا ہے اسپر بہی کمال حیف ہے آپ اسکو ہنسی و مطائبہ کو حضرت صلی ارشاد سمجہہ گئے ہین
اقول اگر یہہ جواب آپ اپنے علمار سے نقل فرماتے ہین تو واضح ہو کہ آپکے علمار نے
صرف جواب دہی سے جان بچانے کے واسطے اسکو تمسخر اور مطائبہ فرماکر ٹال دیا ہے افسوس
کہ آپ اوسکو واقعی سمجہہ گئے اور اگر ایجاد بندہ ہے تو بہی غلط ہے منشا اوسکا یہہ ہے کہ اپنی
کتابونکی خبر اور نہ خصم کے کتابونکی واقفیت ہے۔ با ایہہ کہ خبر ہو گی لیکن جواب کے خوف سے
اوسکو ہنسی مذاق کہدیا افسوس کہ یہہ جواب پہلے سے آپکو نہ سوجہا ورنہ بہت کام آتا۔ لیجیے
ہم آپکو مطلع کرتے ہین کہ یہہ ہزل و مطائبہ نہین بلکہ سراسر واقعی ہے سبحان اللہ حضرت تو آیت کا شان نزول
بیان فرماوین اور آپ اسکو ہنسی تمسخر مین اڑا وین بہانا لیکن کیا جیسا آپکے نطور تقیہ جہوٹ بولنا درست فرماتے ہین تو کیا
ہنسی مطائبہ مین بہی آئمہ کو جہوٹ بولنا روا ہے۔ لیجیے ہم اسکے ثبوت مین عبارت منتہی الکلام کی
نقل کرتے ہین۔ خاتم متکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین واگر باین

دربن قناعت نکنی و کوشش بر مدلول آن مکابرہ و مجادلہ نہی دلایل دیگر بر الحاد اثبات وناصبیت این پدر گان پیش خود دارم از انجملہ روایت اسناد کلینی ست از حضرت سید الساجدین امام زین العابدین کہ در حق عبد اللہ وپدرش عباس این آیت نازل شدہ ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی واضل سبیلا یعنی ہر کہ در دنیا کور ست در راہ حق را نمی بیند پس او در آخرت کور ست از دیدن راہ بہشت وگمراہ تر ست انتہی ترجمۃ الآیۃ الکریمہ علی لسان صاحب حیات القلوب پس اگر مراد از کوری این پدر پسر معاذ اللہ ترک خلافت مرتضوی ومیل بہ بنائی خلفاء بمعنے ناصبیت باشد فذاک عین المدعا واگر چیز دیگر باشد مثل انکار توحید یا نبوت ومعاد یا فسق وفجور پس واجب است کہ اہل خصومت بتقریر وتحریر آن بپردازند ودر مقام مناظرہ اظہار آن سازند۔ انتہی۔ اہل عقل وانصاف اس عبارت کا ملاحظہ فرماویں اور دیکھیں کہ یہہ بیان شاہ صاحب کا بطور سینہ زوری یا ظرافت کے ہے یا واقعی از نفس الامر ہے اگر واقعی ہے اور روایات شیعہ سے ثابت ہے تو پہر ہماری فاضل مجیب کا اسکو ظرافت سمجہنا کیا اسی وجہ سے ہے کہ جواب کی بلا سے نجات پا جاویں یا کسی دوسری وجہ سے افسوس کہ اس کے جواب لکہنے بیٹہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ اب دانا فرماویں کہ اہلسنت نے تمسک بالثقلین کیا ہے یا حضرات شیعہ نے۔ اقول۔ آپنے اہلسنت کا کچہہ تمسک ذکر نہیں فرمایا کہ موازنہ کیا جاتا محض دعوی لسانی ہے۔ چند روایتیں شیعہ کی جو بزعم خود خلاف تمسک سمجہیں نقل کر دی جنکا جواب گذر چکا موازنہ کیونکر کیا جاوے کس سے کیا جاوے اگر کچہہ اپنا تمسک تحریر فرماتے تو البتہ موازنہ ہوتا یقول العبد الفقیر الی مولاہ۔ افسوس کہ آپ اپنے سوال ہی کو بہول گئے کہ اوسمیں کیا مضمون لکہا تہا بعد اوس کے تحریر ہی مطلب نہ سمجہی جو آپ موازنہ پر معترض ہوئی۔ آپ اپنے سوال کو ملاحظہ فرمایئے کہ آپنے معاملہ عقد خلافت وقصد احراق کے تمسک کا طعن کیا تہا۔ کمترین نے بہی بجواب اوسکی چند روایات جو مستلزم عدم تمسک شیعہ کی تہی ذکر کر کے متنبہ کیا کہ جب ہمارا عدم تمسک یہہ ہے جو آپنے ذکر فرمایا۔ اور آپکا عدم تمسک یہہ ہے۔ جو ہم عرض کرتے اور قاعدہ ہے تعرف الاشیاء باضدادہا

فہمیدہ
نہ سمجہی
[illegible]
[illegible]

تو اس سے اب ہماری اور اپنے تمسکات مین موازنہ فرمالین پس ظاہر ہے کہ اسکو واسطے ہمکو اپنے تمسکات بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی اگر آپ مطلب سمجھتے تو موازنہ کے لیے ہماری تمسکات کے طالب ہوتے اور جوابات توجیسے کچھہ آپنے تحریر فرمائی اونکی حالت اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے اور عجب نہین کہ کبھی اپنے دلمین آپ بہی انصاف کرتے ہونگے **قوله** اب آپکی طرح ہم بہی عرض کرتے ہین کہ کیا تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ کتاب اللہ کو محرف اور غلط بتلا وین اور اوسکو جلائین اور پانی مین بہاوین اور رسول اللہ کی بیٹی کو زوجہ کافر کہین درحالیکہ اسلام نے دونون مین جدائی ڈال دی تہی اور اہلبیت کے گہر جلانے کی دہمکی دین۔ اور جنکو حضرت عباس عم رسول خدا صنو ابیہ اغرک اللہ بنظر اکرام فرمائین اونکو خلیفہ رسول و امام برحق قرار دین الے غیر ذلک۔ **اقول** بحول اللہ وقوتہ ہم ان مطاعن کا بخوبی ابطال و استیصال بحاث سابقین کر چکے ہین حاجت تکرار و اعادہ نہین ہے **قال الفاضل المجیب** قوله۔ با اینہمہ جناب مخاطب کے تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی نزدیک صرف قصہ احراق ثابت ہے الحمد اللہ جن حضرات شیعہ نے وقوع احراق فرمایا ہے وہ جناب مخاطب کے نزدیک معتبر نہین ورنہ اوسکو موقع طعن مین بیان فرماتے۔ اقول۔ کیا جناب مجیب ہمکو بہی مثل حضرات اہل سنت تصور فرماتے ہین کہ دعوی بلا دلیل پیش کرین یا اپنے ہی مسلمات سے مخالف کو الزام دین۔ ہمارا یہہ شیوہ نہین ہم مقبول فریقین یا مقبول خصم سے الزام دیتے ہین اسلیے حالہ کتاب بہی گذارش ہوا تہا مگر جناب نے اوس سے اغماض و اعراض مصلحتاً فرمایا۔ **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی**۔ معاذ اللہ ہم آپکو ہرگز مثل حضرات اہلسنت کے تصور نہین کرتے ومایستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات[1] لیکن یہہ تو فرمائیے کہ آپنے ہماری کس عبارت سے سمجہا ہے کہ ہم آپکو مثل اہل سنت کے تصور کرتے ہین خدا کے لیئے کہین تو نشان کر دیجئے ہم نے تو صریح یہہ لکہا تہا کہ بعض حضرات شیعہ نے دعوی وقوع احراق کا کیا ہے جسکے جواب سے جناب نے مصلحتاً اعراض و اغماض فرمایا۔ پس اگر

---

[1] نہ اندہا اور بینا اور اندہیری اور روشنی اور سایہ اور گرمی برابر ہین اور نہ زندگی اور مردی برابر ہین ۱۲۔

انکا دعوی غلط اور کذب ہے چنانچہ آپکی تحریر سے ثابت ہوتا ہے تو آپکو چاہیے تھا کہ یہہ فرماتے
کہ کیا ہمکو بھی مثل حضرات علماء شیعہ کے تصور فرماتے ہین الخ اور آپکی دعاوی اور دلائل او راستدلالات
والزامات کا حال آپکی تحریر سے خود اہل علم وانصاف پر واضح ہے کچھہ ہماری کہنے کی بہی ضرورت
نہین ہے اور خود یہہ ہے دعوی آپکی اس قول مین آپکی دعوی کا مکذب ہے۔ **قوله** معہذا سوال کے
کس عبارت سے یہہ بات اپنے سمجھی **اقول** جناب یہہ امر میرے گذارش سے ظاہر تھا
مگر افسوس کہ آپ اردو کی سہل عبارتونکو نہین سمجھتے میرا علاحدہ گذارش یہہ تھا کہ یہہ موقع طعن کا
تھا اور ایسی موقع مین حتے الامکان کوتاہی نہین کیجاتے جو امر زیادہ باعث طعن ہو اوسکو
ترک کرکے خفیف کو نہین ذکر کیا جاتا ہے جب آپنے قصد احراق محل طعن مین بیان فرمایا
حالانکہ آپکے بعض علماء مدعی وقوع نفس احراق کے ہین اور وقوع نفس احراق کو جو باعث
طعن اشد تھا ترک کیا تو معلوم ہوا کہ اگر آپکے نزدیک معتبر ہوتا تو ضرور آپ اوسکو ذکر کرتے
اس سے معلوم ہوا کہ وہ آپکی نزدیک چندان قابل اعتبار نہین۔ **قال الفاضل المجیب**
قوله - باقی رہا قصد احراق جو اسوقت لبیہ سے ہے اوسکا مفصل جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا
یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر کافی ہے۔ **اقول** - اور کس بات کا آپنے جواب عطا فرمایا کہ اوسکی
نسبت باقی رہا الخ فرماتے ہین آپنے شروع ہی سے وہ چال اختیار کی ہے کہ جو امور ہمنے
دریافت کئی تھی بزعم خود ہم پر ہی منقلب کردیئی اور اس سے آپکی غرض صرف اصلی جواب سے
پہلو تہی کرنا ہے **یقول العبد الفقیر الے مولاه الغنی** ہم شروع رسالہ مین
گذارش کر چکے ہین کہ آپ محض سائل نہین ہین بلکہ مدعی بھی تھے اور آپنے اپنے دعوی کو
بلا دلیل ذکر فرمایا تھا تو ہمنے آپ سے آپکے دعوی کی نسبت دلیل طلب کی اور آپکے سوال کا
اجمالی جواب دیکر آپکو متنبہ کردیا کہ آپ جواب کے اوسوقت مستحق ہونگے جبکہ اپنے دعوی کو
بدلائل ثابت کرین گے۔ چنانچہ اس تحریر مین بزعم خود آپنے اپنی مدعا کو بدلائل ثابت کیا
گو باعتبار واقع کے ثابت نہوا ہو۔ پس ہمنے بھی اپنے اس رسالہ مین آپکے سوال کا جواب

کسیقدر بسط و تفصیل کے ساتھہ گذارش کیا پھر آپکا یہہ فرمانا کہ اس سے آپکی اصلی غرض صرف جواب سے
پہلو تہی کرنا ہے محض دعوی بے دلیل اور غلط ہوا اور نیز باوجود عدم استحقاق جواب کے یہہ اجمالی
طرز اسلیے ہی اختیار کیا تہا کہ آپکو انظار و ابحاث مین پہنسانے کے لیے ایک جال تہا
سو بحول اللہ وقوتہ حسب مدعا آپ ایسی ابحاث کے جال مین پہنسی ہین کہ قیامت تک مخلصی محال ہے
قولہ مہذا سوال مین قصد احراق ہی ذکر ہوا ہے اور حوالہ کتاب ہی درج ہے مناسب تہا
کہ اسکا جواب تحقیقی یا الزامی تحریر ہوتا ورنہ اسقدر تعرض کے ہی کیا حاجت تہی جسطرح اصلی سوال کے
جواب مین سکوت اختیار فرمائی یہان ہی خاموش رہتے **اقول** افسوس کہ بندہ کی گذارش
فہم شریف مین نہ آئی بندہ نے جو عرض کیا تہا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے یہہ ہے آپکی سوال کا اجمالی
جواب تہا اور حاصل اسکا یہہ تہا کہ آپنے قصد احراق کا دعوی فرمایا اور جو روایت کہ آپ نے
ذکر فرمائی اوسکی یہہ عبارت ہے۔ وایم اللہ[1] ما ذاك بمانعی ان اجتمع هولاء النفر
عندك ان امرهم ان یحرق علیهم البیت اور ان الفاظ سے قصد احراق ثابت نہین ہوتا
بلکہ محض تہدید بصراحۃ معلوم ہوتی ہے کیونکہ عرف مین ایسی کلمات ایسے مواقع مین محض تہدیدا
کہتے ہین تو دلیل مثبت مدعا نہین ہوئی اور دعوے ثابت نہوا۔ آپنے بجز اس ایک روایت کے
اور کوئی قرینہ ہی بیان نفرمایا تہا جو مثبت تصمیم عزم ہو پس ایسے لوچ استدلال کے بیخ کنی اور قطع
عرق کیواسطے یہہ ایک جملہ ہی کافی تہا۔ بشرطیکہ فہم سے کام لیتے۔ چونکہ اب آپ اوسکی
تفصیل کے طالب ہین اور یہہ موقع ہی اوسکی تفصیل کا ہے۔ اسلیے ہم اوسکی تفصیل کے لیے
ہی حاضر ہین لیجیے ذرا متوجہ ہو کر سنیے۔ واقفان مناظرہ مذہبی فریقین پر مخفی نہین ہے
کہ حسب عادت قدیمہ خود کہ ہمیشہ مذہب مین نئے نئے تراش و خراش کرتے رہتے ہین
شیعہ کے اس مسئلہ مین ہی رنگ برنگ کے اقوال رہے ہے اول وقوع احراق کا دعوی ہوا
چنانچہ علامہ طوسی نے تجرید مین اور ملا باقر مجلسی اور بعض متاخرین نے ہی لکہا۔ اور بعض علمائے جنہین نے

[illegible]

[1] اور اللہ کی قسم اگر یہہ لوگ تیری پاس جمع ہوئے تو یہہ مجہکو اس سے مانع نہوگا کہ مین انپر گہر جلانیکا حکم کردون ۱۲۔

ہماری فاضل مجیب بہی ہین جب اس دعوی کی غلطی پر متنبہ ہوئی تو ادس دعوے کا انکار کیا اور قصد
احراق کا دعوی کیا۔ پہر جب بعضے علمار شائستہ ابحاث اہلسنت مین گرفتار ہوئی تو انہون نے
اسکو تہدید و تخویف پر محمول فرمایا۔ چونکہ وقوع احراق کی نسبت ہماری فاضل مجیب کا دعوی نہین
بلکہ بعض علمار نے خود تکذیب فرمائی اسلیے ہم اوسکی تردید کیطرف متوجہ نہین ہوتی۔ اور ابطال
دعوی قصد احراق کیطرف عنان توجہ منعطف کرتے ہین۔ پس واضح ہو کہ قصد احراق سے مراد
تصمیم عزم احراق ہے کہ معاذ اللہ مقصود دلی یہہ تہا کہ خانہ اہلبیت کو جلادین اور مجرد
تخویف و تہدید مد نظر نہین تہے۔ لیکن دعوی تصمیم عزم احراق بہی بوجوہ چند باطل ہے
اول یہہ کہ جو روایت کہ ازالۃ الخفا سے اس مدعا کے ثبوت مین نقل کی ہے وہ ہرگز اسکو مثبت
نہین اور اوس سے استدلال صحیح نہین کیونکہ اوسمین احتمال مجرد تہدید و تخویف کا ہی بلکہ غالب
سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے تو استدلال تصمیم عزم احراق پر باطل ہوا۔ دوسری یہہ کہ ان الفاظ
مین جو روایت منقولہ مین موجود ہین قسم عدم مانعیت پر واقع ہے نہ احراق پر اور حاصل ترجمہ اس
جملہ کا اسطرح ہے کہ خدا کی قسم یہہ میرا مانع نہین ہے امر احراق سے۔ تو اس جملہ سی یہہ بہی
نہین ثابت ہوتا کہ حضرت فاروق نے فرمایا ہو کہ اگر مجتمع ہوئی تو مین گہر جلا دونگا بلکہ یہہ کہا ہے
کہ اگر مجتمع ہوئی تو مجکو یہہ امر احراق بیت سے مانع نہو گا اور اس سے تصمیم عزم احراق پر
استدلال کرنا سراسر بیجا ہے۔ تیسری یہہ کہ جناب امیر نے بہی قصہ میزاب مین جسکی روایت
ہم ابہی اوپر بیان کر آئے ہین۔ پرنالہ لگوانے کے واسطے جب آپ تشریف لائی تو تلوار خلاف
عادت شریفہ گلی مین ڈالی ہوئی آئے اور فرمایا لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الامر بہ
اور نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے اوکہاڑنے کے بارہ مین جیسا کہ علل الشرائع
مین آپکے صدوق نے روایت کی جناب امیر نے قتل و قتال کا ارادہ فرمایا حالانکہ سل سیوف
قطعًا بحکم خدا و رسول آپ پر حرام تہا تو اگر اوسکو بہی مجرد تخویف و تہدید پر محمول فرماتے ہو
تو ہماری طرف سے بہی یہہ ہی فرماوین۔ اور اگر جناب امیر کی تصمیم عزم قتل و قتال کے

قائل ہوتے ہیں تو آپکی عصمت بلکہ امامت و خلافت سے ہاتھ دھو بیٹھیں نبش قبر فاطمی کی روایت ملخصاً جو خاتم المتکلمین نے علل الشرائع سے ترجمۃً نقل کی ہے ہم بھی اوسکو نقل کرتے ہیں ز ذریکہ خلیفہ ثانی را خبر وفات حضرت زہرا رسانیدند او بکمال جزع و فزع ہمراہ صدیق بتقریب تعزیت نزد امیر المومنین ؑ حاضر شد و شکایت شروع کرد و گفت نطلبیدن ما را بر جنازہ فاطمی از ان قبیل ست کہ در غسل آنحضرت ما را دخل ندادی و بحسن تعلیم کردی کہ با بوبکر گفت کہ ترا با منبر پیغمبر چہ کارست اینہمہ دلیل کدورت و غبار ست حضرت امیر فرمود اگر قسم شرعی یاد کنم تصدیق خواہید کرد گفتند بلی ۔ پس در مسجد مقدس داخل شد و گفت کہ دو امر اول از ان بود کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در غسل فاطمہ زہرا در بارہ نماز جنازہ و ما یتعلق بہ وصیت کردہ بودند کہ احجانب را مدخلی ندہی و حاشا کہ آن کلمہ بغیر زند خود تعلیم کردہ باشم بلکہ چون الف و انس بجناب مصطفوی زائد الوصف داشت حتے کہ در عین نماز بر دوش مبارکش سوار میشد و در اثنار خطبہ دامن مقدس میکشید بر آمدن ابوبکر بالائی منبر آن سرور بر وی شاق آمد فاروق این کلمات طیبات را ز جہلا دانست و صلاح او بر نبش قبر فاطمی برائے ادائی نماز جنازہ قرار گرفت پس صحبت منجر بکلفت گردید و نوبت باشتداد غیظ و غضب رسید و قریب بود کہ ذو الفقار از نیام بر آید و مقاتلہ عظیم در صحابہ کرام واقع شود زیرا کہ امیر المومنین قسم شرعی یاد نمود کہ بر این تقدیر سر فاروق را از دوش بردارم بلکہ قبل از نیل مطلب دیر زندہ نگذارم پس مہاجرین و انصار بہیئت مجموعی و اصلاح افتادند و بہ ارادہ فاروق تن بہ قضا ندادند ۔ انتہی ملخصہ ۔ تعجب ہے کہ جناب قالع باب خیبر قاتل قوم عاد ۔ بعد احراق بیت اور اسقاط محسن اور ضرب اسواط بصفتہ الرسول سید کائنات اور انتساب تہمت زنا کے وقت آپ مامور بصبر و سکوت ہوں اور سل سیف کے مامور ہنوں اور نماز جنازہ کیواسطے نبش قبر پر مامور بجہاد ہوں ۔ ع این خیالست و محالست و جنون ۔ پس ظاہر ہے کہ یہہ سب قصہ تہدید و تہدید و ترہیبًا تھا اور ہرگز آپکا قصد مخالف وصیت قتل و قتال کا ہنوگا ۔ چونہی یہہ کہ صاحب عماد الاسلام نے بھی اسکو مجرد تخویف پر حمل کیا وہ تحریر فرماتے ہیں چنانچہ

خاتم المتکلمین نے نقل فرمایا ہے مقتضے تلک المرویات هو ان عمر مع تبعته قصدا احراق
بیت فاطمة واتی بالحطب وجمعه علی بابه الا انه وقع منه الاحراق فلعل کان عرضه
مجرد التخویف - پس جب آپکے علماء نے خود تسلیم فرمالیا کہ فاروق کا یہہ فعل محض غرض تخویف تہا
تو آپکا انکار اونکی ایسی تکذیب ہے جیسی عین احراق کے - پانچوین حسب تصریح خاتم المتکلمین در
ازالۃ الغین کلام ابوجعفر بن قبہ نقیب متشیعین سے ہویدا ہے کہ قرن اول کے شروع مین
تمام مہاجرین و انصار خلفاء کے ظاہری زہد و ورع اور عدل و داد اور دنیا سے نفرت کلی
کی وجہ سے اونکی حقیت خلافت کے معتقد ہوئی تہی اور رفتہ رفتہ متاخرین کو اور زیادہ اطمینان
حاصل ہوگیا اور ظاہر ہے کہ خلفاء کو بہی ان امور کا پاس ہوگا اور خیال کرتے ہونگے کہ ایسا کوئی
فعل ہمسے صادر نہو جو باعث سوء ظن ہو بلکہ جہانتک ہوسکے لوگونکو حسن ظن اور خلوص عقیدت کے
دام مین پہنساوین تو ایسی حالت مین علی الخصوص قریب زمانہ وفات سرور کائنات علیہ افضل
الصلوات کے کیونکر ممکن ہے کہ احراق یا قصد احراق اہلبیت کیا ہو اور اگر بالفرض اونسے یہہ
فعل صادر ہوا ہو تو آپکے ابوجعفر وغیرہ کا فرمانا محض کذب ہوگا - چہٹی طرفہ تر یہہ ہے کہ خود علماء
شیعہ مین سے طبرسی نے مطابق روایت باقر مجلسی کے احتجاج مین روایت کی جسکا مضمون
یہہ ہے - کہ چون خلیفۂ ثانی بآواز بلند گفت کہ اگر امیرالمومنین از خانہ خود بیرون نیاید خانہ اورا
خواہم سوخت صحابہ از شنیدن این قول متغیر شدند و انکار شدید کردند خلیفۂ ثانی گفت شما
گمان بردید کہ من چنین خواہم کرد حالانکہ مقصود من تہدید بود نہ چیز دیگر پس جناب امیر تقضوی
بواسطہ شخص پیام نبوی عمر فرستاد کہ من برای گرد آوردن آیات قرآنی در خانہ نشستہ ام
و مشغول تالیف گردیدہ ام و بر زبانم سوگند جاری شدہ کہ تا ازین امر فارغ نشوم از خانہ پای خود
بیرون نگذارم و با مور دیگر نہ پردازم - قطع نظر اس سے کہ فاروق نے اسکی نسبت یہہ فرمایا
کہ میرا یہہ قول مجرد تہدید کی غرض سے تہا - جسپر صحابہ ساکت ہوگئی - اس روایت سے
یہہ فائدہ حاصل ہوا کہ صحابہ نے مجرد اس قول (خواہم سوخت) سنی کی انکار شدید کیا اور موافقت فاروق

ل [illegible]

نہیں کی بلکہ اور برہم ہو گئی تو کیونکر ممکن ہے کہ ان صحابہ نے جو بمجرد اس قول کے متغیر ہو گئی تھی اور
انکار شد بد کیا تھا گھر جلانے کے واسطے سامان احراق جمع کرنے دیا ہو اور عقل سرسری بھی تسلیم نہیں کر سکتی
کہ وہ بہتانات جو حضرات شیعہ دشمنان خلفا کیطرف منسوب فرماتے ہیں مثل ضرب دشمنان سیدہ
واسقاط محسن و تہمت فاحشہ وغیرہ خرافات کو ایسی صحابہ جان نثاروں نے بلا رد و انکار منظور کیا ہوگا

ساتوین علی بن ابراہیم قمی استاد کلینی کی تفسیر مین مروی ہے - حدثنی ابی عن صفوان
بن یحیی عن ابی الجارود عن عمران بن میثم عن مالک بن ضمرۃ عن ابی ذر رحمۃ
اللہ قال لما نزلت هذه الاية يوم تبيض وجوه وتسود وجوه قال رسول الله صلى الله عليه
واله وسلم ترد امتي يوم القيمة على خمس رايات فراية مع عجل هذه الامة اسالهم ما فعلتم
بالثقلين من بعدي فيقولون اما الاكبر فحرفناه ونبذناه وراء ظهورنا واما الاصغر
فعاديناه وابغضناه وظلمناه فاقول ردوا النار ظماء مظمئين مسودة وجوهكم ثم ترد على
راية فرعون هذه الامة فاقول لهم ما فعلتم بالثقلين من بعدي فيقولون اما الاكبر
فحرقناه ومزقناه وخالفناه واما الاصغر فعاديناه وقتلناه وقاتلناه فاقول ردوا النار
ظماء مظمئين مسودة وجوهكم ثم يرد على راية مع سامري هذه الامة فاقول لهم
ما فعلتم بالثقلين من بعدي فيقولون اما الاكبر فعصيناه وتركناه واما الاصغر
فخذلناه وضيعناه فاقول ردوا النار ظماء مظمئين مسودة وجوهكم ثم يرد على راية

سے ابوذر سے روایت ہے کہا جب یہہ آیت یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن
میری امت میرے پاس پانچ جھنڈوں ہو کر آئیگی - ایک جھنڈا تو اس امت کے بچھڑے کے ساتھہ ہوگا مین انسے پوچھونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھہ کیا کیا
وہ کہینگے کہ بڑی کو تو ہمنے پھاڑ ڈالا اور اوسکو پس پشت ڈال دیا اور چھوٹے کے ساتھہ ہمنے دشمنی کی بغض رکھا اور اوسپر ظلم کیا
مین کہونگا پیاسے کالے موںہہ آگ مین جاؤ - پھر میرے پاس اس امت کے فرعون کا جھنڈا آئیگا مین انکو کہونگا کہ تم نے میرے بعد
ثقلین کے ساتھہ کیا کیا وہ کہینگے بڑی کو تو ہمنے پھاڑا اور اوسکی مخالفت کی اور چھوٹے کے ساتھہ دشمنی کی اور اوس سے لڑے
قتل کیا - مین کہونگا پیاسے جاؤ آگ مین تمہارے کالے موںہہ - پھر ایک جھنڈا اس امت کے سامری کے ساتھہ میرے پاس آئیگا مین کہونگا کہ تم نے
میرے بعد ثقلین کے ساتھہ کیا کیا کہینگے بڑی کی نافرمانی کی اور چھوڑ دیا اور چھوٹے کو ضایع کیا مین کہونگا جاؤ پیاسے آگ مین تمہارے کالے موںہہ

ذی الثدیۃ مع اول الخوارج واخرھم واسالھم ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فمزقناہ وبرئنا منہ واما الاصغر فقاتلنا وقتلناہ فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودۃ وجوھکم ثم ترد علی رایۃ مع امام المتقین وسید المرسلین وقائد الغر المحجلین وصی رسول رب العالمین فاقول ما ذا فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فاتبعناہ واطعناہ واما الاصغر فاحببناہ وو الیناہ ووازرناہ ونصرناہ حتی اھرقت فیھم دماءنا فاقول ردوا الجنۃ رواء مرویین مبیضۃ وجوھکم ثم تلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ الی قولہ ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون انتہی نقلا عن تفسیر الصافی - اہل عقل وانصاف اس روایت کو ملاحظہ فرماوین اور مدعیان تشیع کے ولا ومحبت مین صدق کو ملاحظہ کرین کہ میدان محشر مین بھی رسول خدا کے سامنے جھوٹ بولنے سے نہ چوکی اور اگر احراق بیت کا قصہ یا قصہ احراق کا معاملہ صحیح ہی اور علاوہ اسکے دوسری تہمتین جو خلفاء وصحابہ کے ذمہ لگاتے ہین تو کیا یہہ قول واما الاصغر فاحببناہ ووالیناہ ووازرناہ ونصرناہ حتی اھرقت فیھم دماءنا) صحیح اور مطابق واقع کے ہو سکتا ہے - کیا یہہ ہی موالات اور نصرت تھی کہ یہہ گھر جلانیکا ارادہ کرین ہیزم وغیرہ دروازہ پر جمع کرین اور ضرب تازیانہ یا لگد یا دنبالہ شمشیر یا کار دسی علی اختلاف روایاتہم اسقاط محسن کرادین بلکہ قتل دو معصومین کا کرین اور علی رؤس المنابر اتہام فاحشہ کا نسبت

لے پھر ذو الثدیہ کا جھنڈا تمام خوارج کے ساتھ میرے پاس آئیگا مین پوچھونگا تمنے میری بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا کہینگے بڑی کو تو ہم نے پہاڑا اور اوس سے بری ہوئی اور چھوٹے سے لڑی اور اوسکو قتل کیا مین کہونگا جاؤ پیاسی آگ مین تمہارے کالی منہ پھر ایک جھنڈا پیر گار دیکی امام پرہیزگار وں روشن پیشانی اور ہاتھ پانو والو نکے سردار رسول اللہ کے وصی کے ساتھ میرے پاس آئیگا مین کہونگا تم نے میری بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا کہینگے بڑے کی پیروی اور اطاعت کی اور چھوٹے کے ساتھ محبت اور موالات کی - اور مدد و معاونت کی یہانتک کرادینگے ہمارے خون بہی مین کہونگا - جنت مین چلے جاؤ سیراب تمہارے روشن چہرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہا - یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ - سے ففی رحمۃ اللہ ہم فیہا خالدون تک ۱۲

بد شمنان سیدہ کرین اور یہہ مدعین نصرت وموالات چپکے بیٹھے دیکھین اور دم نمارین یاور
سانس نہ نکالین اور یہہ سوال کچھ ہم شیعیان پاک ہی سے نہین کیا جائیگا بلکہ خود جناب جو صاحب
رائے امین وہ بہی اسمین شامل ہونگی اور خود حضرت امیر ہی جواب دہ ہونگے تو یہہ کذب اصول
شیعہ پر جناب امیر کیطرف بہی منسوب ہوگا اور سوال وارد ہوگا کہ اتباع واطاعت قرآن کی اور
محبت وموالات اہلبیت سرور انام کی یہی ہے کہ جو وقت عمر فاروقؓ نے گہر جلایا یا جلانے کا
سامان مہیا کیا چون وچرانہ کی۔ اور باوجود اوس شجاعت کے جسکا بیان خارج امکان ہے
بمقابلہ اہلبیت کے اہانت کرنے والونکی کچھ بہی پاس اس سے زیادہ عداوت ودشمنی اہلبیت کیساتہہ اور کیا
ہوسکتی ہے۔ لیکن حیرت وتعجب کا مقام ہے کہ جب حضرت سرور کائنات نے تمام
وقائع آتیہ بیان فرما دیئے تہی اور تمام حالات واقعہ حوادث وواہی کی خبر دیدی تہی
اور فرما دیا تہا کہ صبر وسکوت کرنا اور ہرگز چون وچرا نکرنا۔ پس اس سوال کے کیا معنے
کہ تمنے ثقلین کے ساتہہ کیا کیا۔ اور اگر کسی نہج سے یہہ سوال صحیح ہو بہی تو یہہ جواب
تو ہے جواب صحیح یہہ ہے کہ ہمنے آپکے ارشاد کے موافق صبر وسکوت کیا چون وچرانہ کی
ظلم وستم ہوا کئے کبہی دم نہ مارا ثقلین العیاذ باللہ خراب وخوار ہوئے سر نہ ہلایا بہر کیف
یہہ سوال وجواب مصنوعی غلط ہو یا صحیح ہمکو کچھ بحث نہین ہمارا مدعا جو کچھ ہے وہ اس سے ثابت ہے
مگر اسقدر گذارش اور باقی ہے کہ تفسیر صافی کی دوسری روایت جو اس روایت سے کچھ اوپر مذکور ہے
اس امر کو مقتضی ہے کہ ظلم پر سکوت کرنے والے بہی ظالمون کے ساتہہ گرفتار عذاب ہوتے ہین
۱؎ قال ابو جعفرؑ واوحی اللہ الی شعیب النبیؑ انی معذب من قومک مائۃ الف واربعین الفا
من شرارہم وستین الفا من خیارہم فقال یارب ہؤلاء الاشرار فما بال الاخیار فاوحی

۱؎ ابو جعفرؑ نے کہا کہ شعیب نبی کیطرف خدانے وحی بہیجی کہ مین تیرے قوم کے شریرون مین سے ایک لاکہہ چالیس ہزار کو عذاب
کرونگا اور بہلون مین سے ساٹہہ ہزار کو۔ عرض کیا اے پروردگار یہہ تو برے ہین بہلا نیکون کا کیا حال ہے) اللہ نے
اوسکی طرف وحی کی ۔۱۲

اللہ عزوجل الیہ انہم داھنوا اھل المعاصے ولم یغضبوا الغضب تو اس سے اونکا حال قیاس
کرنا چاہیے جنہون نے ایسے سخت ظلمونپر سکوت کیا اور مدہنت کی اور غضب ناک نہوئے حالانکہ
اونکی اونسے چپن پرجبن ہوسنے مین کام نکلتا تہا کہ اونکا کیا حال ہوگا شاید اصول شیعہ پر مناقق
اس روایت کے مدلول کے وہ خیار ہی اون اشرار کے ساتھہ معذب ہونگی بیت شادم کہ
از رقیبان دامن کشان گذشتی ٭ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد۔ آٹھوین خود علامہ
کنتوری نے بجواب حضرت خاتم المحدثین کے حضرت فاروق کے اس ارادہ کا مجرد تخویف پر
محمول ہونا تسلیم کرلیا ہے وہ لکھتے ہین۔ اما انچہ گفتہ اگر مراد ایشان از قصد تخویف وتہدید بزبان
گفتن اینکہ من خواہم سوخت الخ۔ پس ما میگوئیم کہ فے الواقع مراد علماء شیعہ از قصد احراق
بیت بتوت کہ بروایات اہلسنت ثابت میکنند ہمین ست واگر این قول او در قصد او دلالت نکند
لازم آید کہ در قول خود کاذب بودہ باشد۔ اور اگر ہمارے فاضل مجیب کو یہہ خیال ہو کہ آخر عبارت کنتوری
کی اور نیز عبارت سابقہ صریح دلالت کرتی ہے کہ وہ درپے اثبات قصد تحریق کے ہین تو اس
تناقض کے دفع کا آپ ہی فکر فرمادین۔ جو آپکی مفتی صاحب کی عبارت مین واقع ہے
کہ کہین مدعی اثبات قصد احراق ہین اور کہین مجرد تخویف پر محمول ہونا تسلیم فرماتے ہین اور
عجب نہین کہ منشا اسکا یہہ ہو کہ حضرت مفتی صاحب کو درمیان قصد تحریق اور قصد تخویف کی تمیز
نہوئی ہوگی کہ جسکی وجہ سے یہہ التباس و اختلاط کلام مین واقع ہوا **قولہ** معلوم نہین کہ قصد کو
امور قلبیہ کہنے سے آپکا کیا مطلب ہے بظاہر تو وہی مطلب ہوگا کہ جو آپکو خاتم المحدثین نے تحفہ مین
فرمایا ہے قصد امور قلبیہ سے ہے بے شک ہے مگر جبکہ اسباب وسامان قصد کے ظاہر ہون
تو بے شک کہہ سکتے ہین کہ اس کام کے کرنے پر آمادہ ہے **اقول** فعل کے کرنے پر
آمادگی دو طرح پر ہوتی ہے یا بطور تصمیم عزم کے یا بطور مجرد تہدید و تخویف کے چونکہ
بظاہر ان دونو مین کچھہ فرق نہین اور اسیواسطے بعض علماء شیعہ پر ملتبس ہوگئی۔ انتہیٰ

[illegible]

لہ کہ انہون نے گنہگارونکی ساتھہ مداہنت کی۔ اور میرے غصہ کے سبب وہ غصہ نہوئی۔ ۱۲

دونوں میں فرق باعتبار ارادہ فاعل کے ہے اسلیے مناسب ہے کہ ہم اول ان دونوں میں فرق بتلاوین
اور اوسکے بعد اپنے فاضل مجیب کے اس قول کا جواب دیوین پس واضح ہو کہ قصد علی الفعل ارادہ
جزمی ہے جو اوس فعل کے کرنے سے متعلق ہو اور قصد تخویف و تہدید یہہ ہے کہ فی حد ذاتہ
فعل کا کرنا مقصود نہو صرف بظاہر اتقا و خوف کے لیے اوس فعل کے اسباب و سامان کو اس
صورت مین ظاہر کیا جاوے جس سے بظاہر عزم بالجزم مترشح ہوتا ہو کیونکہ اگر اوس سے
یہہ امر متحقق نہوگا تو مقصود جو تخویف و تہدید ہے ہرگز بر آمد نہوگا - بلکہ امور مہمہ مین تہدید و تخویف
کی نسبت جائز ہے کہ ہی تو بہ دور دیک فراہمی سامان بہ نسبت اصل قصد کے زیادہ ہو
پس ظاہر سامان سے ان دونوں میں تمیز کرنا جیسا کہ حضرات شیعہ کرتے ہین چنانچہ علامہ کنتوری نے
بھی تحفہ کے جواب مین لکھا ہے - واما آنچہ گفتہ اند کہ قصد از امور قلبیہ است کہ بدون خبر خدای
تعالے دیگرے مطلع نمی تواند شد پس مدفوع است بانکہ امارت و علامات دلیل قصد می باشد
اور تقلید انکی غالبا ہمارے فاضل مجیب بہی بدون سوچے سمجھے یہہ بھی ترانہ فرماتے ہین
اس دلیل ہے کہ حضرات کو ان دونوں میں تمیز نہین ہوگی - اصل سوال مین تحریر فرماتے ہین -
(اور بیعت لینے کے لیے گھر جلانے کی دہمکی دی) اور بعد اسکے قصد احراق روایت از آلۃ التحفا
سے ثابت کرتے ہین - اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپکو دہمکی اور قصد احراق مین تفرقہ و امتیاز
حاصل نہین ہے ان حالت فاعل کے اور لیاقت و قابلیت مفعول کے فی الجملہ قرینہ ہو سکتی ہے مثلاً ایسے
افعال کے صدور مین کہ اونکا فاعل سفاک و بیباک ہو اور اتباع شرع سے مطلق بے بہرہ ہو
اور محل بہی لائق کشتنی و سوختنی ہو تو ایسی جگہ غالب احتمال تصمیم عزم کا ہو سکتا ہے لیکن جبتک
وقوع فعل نہ ہو چکے ہرگز استدلال نہین کیا جا سکتا کہ مقصود فی حد ذاتہ قصد قتل و احراق ہے
پس جب یہہ امر طے ہوگیا تو اب فاضل مجیب اور اونکے مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ سامان
و اسباب کے جمع کرنے سے اور ہیزم و آتش کے لانے سے معلوم ہوا کہ فاروق احراق بیت
اہلبیت کا عزم بالجزم رکہتے تہے غلط ہوا - کسی شخص کو اوسکے قتل کی نسبت کہنا اور

تلوار گلے مین ڈالکر نکلنا بلکہ تلوار میان سے کہینچنا تک وال عزم اور قصد پر نہین ہوسکتی۔ خود جناب امیر کا قصہ میزاب پر جوش و خروش اور قتل کی دہمکی اور تلوار گلے مین ڈالکر باہر آنا خود اسپر صریح دلیل ہے بشرطیکہ حضرات شیعہ اسکو مجرد تہدید پر محمول فرماوین اسیطرح نبش قبر فاطمی پر ارادہ قتل و قتال کرنا اور دست بقبضہ شمشیر ہونا بہی غالباً اسی قسم سے ہوگا اور اگر حضرات شیعہ سبکو تہدید پر محمول ٹہراوین اور عزم بالجزم سمجہین تو چونکہ آپ مامور بسکوت تہے آپکی عصمت بلکہ امامت و خلافت کو سنبہالین۔ آپکو یاد ہوگا جبکہ آپکے ابن عباس بصرہ کا بیت المال لوٹ کر مکہ آبیٹہے اور جناب امیر نے اونکو ایک عتاب نامہ تحریر فرمایا جو نہج البلاغت مین منقول ہے اور غالباً ہم اوسکی نقل اوپر کرآئے ہین۔ اوسمین اونکو جناب امیر نے قسم کہا کر کیا لکہا تہا کیا واقعی اوس سے انکا عزم بالجزم ثابت ہوتا ہے یا نہین۔ غالباً وہ روایت بہی آپکے حافظہ سے نہ نکلی ہوگی جو ہم اوپر بیان کرآئے ہین۔ جو اصل روایت مجلسی اور قطب راوندی کی ہے اور مواعظ حسنیہ مین بہی مذکور ہے اگر آپکو فراموش ہوگئی ہو ہم آپکو یاد دلاتے ہین کہ جناب امام حسین نے قنبر سے فرمایا کہ مجکو معلوم ہوا ہے کہ چند مشکین عسل کی جو یمن سے آئی ہین تیری حفاظت مین ہین اور مجہکو ایک مہمان کی خاطر کی ضرورت ہے تہوڑا مجکو اوسمین سے دے چنانچہ ایک مشک کا موہنہ کہولکہ بقدر حاجت لیا تقسیم کے وقت جب حضرت نے مشکونکا ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایک مشک مین کم ہے قنبر سے دریافت کیا اوسنے عرض کیا کہ حضرت امام حسین ریحان رسول الثقلین کو ایک مہمان کے لیے ضرورت پیش آئی تہی اونہون نے تہوڑا سا شہد لیا ہے سنتے ہی حکم دیا۔ بلاؤ جب حاضر ہوئی تو نہایت تیزی و خشونت و غیظ و غضب کے ساتہہ درہ جو آپکے ہاتہہ مین تہا جناب امام کے مارنے کیواسطے اوٹہایا۔ یہانتک جناب امام حسین نے نہایت عاجزی سے آپکی غصہ فرو کرنے کے واسطے حق جعفر کے کو یاد دلایا اور آپکا غصہ فرو ہوا تو معلوم نہین یہہ قرائن یعنے غیظ و غضب کرنا درہ کا مارنے کیواسطے اوٹہانا اور پہر قبل القسمت مال خلق اللہ مین تصرف کرنا اور پہر جناب امیر کو حقانیت کا جوش ...

غضب عمر حسنین پر غصہ

مستلزم قصد ضرب واہانت ہین یا نہین اگر نہین ہین تو مدعا ثابت ہے اور اگر ہین تو قطع نظر توہین
امام کے غلط ہے کیونکہ آخر مین خود جناب امیر نے ارشاد فرمایا اگر مین نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تیری دانتونکو بوسہ دیتی تھے تو مین یقینا تجھکو مارتا تو نے مسلمانو نے
پہلے کیون نفع اوٹہایا اس سے صریح معلوم ہوا کہ آپکا قصد ہرگز ضرب کا نہتا بلکہ صرف تہدید
وتخویف مدنظر سامی ہتی کیونکہ آپکو یاد تہا کہ آنحضرت دندان مبارک صاحبزادہ کو بوسہ دیتے تھے
تو ایسی حالت مین عزم بالجزم مارنے کا کیونکر کرسکتے تھے۔ علاوہ ازین خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے متخلفین جماعت کے لیے وعید احراق فرمایا جو متفق علیہ فریقین ہے
اور یقینا وہ محمول اوپر تہدید وتخویف کی ہے کیونکہ کوئی شخص علما مین سے تارک جماعت کے
لیے وجوب احراق کا قائل نہین ہوا اور اگر وجود روایت مین شک وشبہ ہو تو اپنے مجتہد
سابق کی تصانیف مثل مواعظ حسنیہ ملاحظہ فرمالیجئے۔ **قولہ** پس جبکہ خلیفہ ثانی نے
قسم یاد کی ہو اور سامان احراق مثل آتش وہیزم وغیرہ بہی عملا لیے گئے ہون۔ جیسا کہ کتب معتبرہ
اہلسنت سے ثابت ہے تو اب اسمین کیا شک رہا کیونکہ ہر آدمی جانتا ہے کہ جب کوئی شخص
آگ لکڑی وغیرہ کسی مکان پر پہنچاوے اور اوس کے مالک سے بقسم کہے کہ اس گہر کو جلا دونگا۔ تو
ضرور ثابت ہوگا کہ یہہ شخص اس گہر کے جلانیکا قصد رکہتا ہے **اقول** اگر اصل سوال مین ہی
آپ ان امور کا ذکر فرماتے تو البتہ بندہ کا اجمالی جواب صحیح ا اور یہہ کہنا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے
مورد طعن ہوتا اور جب آپنے یہہ امور اوسوقت ذکر فرمائی ہے ہی نہین تہے اور صرف روایت
ازالۃ الخفا پر اکتفا فرمایا تہا اور یہہ بہی بتقلید علامہ کنتوری وغیرہ فرمایا ہے تو پہر اجمالی جواب
کیون محل طعن ہے۔ رہا ثبوت ان امور کا کہ آگ وہیزم وغیرہ کا لیجانا بذہن سامی تہا جسکے
ذکر سے کسی مصلحت کے سبب اغماض فرمایا۔ تعجب ہے کہ استدلال فرمائین اور ایک امر کی اثبات کے
درپے ہون اور اثبات کے وقت پہلو تہی فرمادین۔ بہلا اگر یہہ امور آگ وغیرہ کا لیجانا کتب
معتبرہ اہلسنت سے بزعم سامی ثابت ہے تو آپنے اوسکو ذکر کیون نہین فرمایا جو روایت آپکی

ازالۃ الخفا سے نقل کی اوسمین تو یہہ امور اشارۃً و کنایتہً بہی مذکور نہین اسکی ذکر مین چندان تطویل بہی
نہین تہی اور اگر فی الجملہ تطویل بہی ہو تو زوائد واجب الحذف والاسقاط ہوا کرتے ہین نہ اہم
مقاصد ابحاث اور موقوف علیہ دعاوی - پہر اس بحث پر یہہ فرمانا کہ اب اسمین کیا شک رہا عجائب
افادات سے ہے آپکو بے شک شک نرہا ہوگا - لیکن اہل عقل و دانش کا شک تو ایسی خرافات سے
کیونکر رفع ہوسکتا ہے اور اگر بالفرض اہلسنت کی کسی کتاب مین بروایات ضعیفہ واہیہ پایا بہی جاوے
تو اسکا جواب قول سابق کے جوابات سے بخوبی ظاہر ہوا ہے - کہ اصول شیعہ پر بہی یہہ امور قصد احراق
پر دال نہین ہوسکتی - اچہا بفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ یہہ امور قصد احراق پر دال مین بلکہ
مثل قضیہ شرطیہ لزومیہ اذا کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود مستلزم عزم بالجزم احراق کو ہین اور فی الواقع
حضرت فاروق کا قصد صمیم احراق بیت تہا اور تمام اعوان وانصار انکے شریک و معاون تہے
لیکن ہم پوچہتے ہین کہ اگر عزم صمیم تہا تو اسکو کون مانع ہوا اور حسب مذاق فاضل مجیب و دیگر
بعض اکابر شیعہ جو عدم وقوع احراق کے قائل ہین - احراق کیون وقوع مین نہین آیا صحابہ
کلہم اجمعین الا معدودی فاروق کے حامی و مددگار ہونگے اور جناب امیر و جناب سیدہ بلکہ تمام بنی
ہاشم شاید مامور بالسکوت ہونگے - اونہون کچہہ چون و چرا نفرمائی اور اگر چون و چرا کرنے والی ہوتے
تو سعد اور خلافت مین جو حسب ارشاد جناب قاضی صاحب شوستری اغتصاب نزار فروج
مومنات سے بہی زیادہ قبیح تہا چون و چرا کرتے خداوند تعالے کیطرف سے بہی کوئی امداد غیبی
نہین پونہچی جو اس سے مانع ہوتے جب باوجود تسلط تام اور عزم صمیم اور موجودگی سامان
اور عدم موانع کے وقوع احراق نہ پایا گیا تو معلوم ہوا کہ مقصود احراق بیت نہ تہا بلکہ مقصود
مجرد تخویف و تہدید ہتے جو حاصل ہوگئی شاید شیعہ اسکا یہہ جواب دوین کہ یہہ قصد معلق بالشرط
تہا جو اجتماع سے حاصل یہہ کہ اگر یہہ اجتماع باقی رہا تو بیشک گہر جلا دونگا اور وجود
معلق کے لیے وجود معلق بہ کا ضرور ہے اور وہ نہ پایا گیا تو بقاعدہ اذا فات الشرط
فات المشروط - وجود معلق و مشروط کا بہی جو احراق بیت ہے نہ پایا گیا ہم اسکی

مجرد تخویف تہا نہین ۔۔۔ [illegible] احراق بیت

جواب مین کہتے ہین کہ یہہ جواب بعینہ ہماری مدعا کو مثبت ہے کیونکہ اس سے بصراحۃ ثابت ہوا
کہ فی حد ذاتہ مقصود اصلی تفریق اجتماع سے تہے اور یہہ ایعاد بالاحراق محض اوس مقصود کی تحصیل کا آلہ
اور واسطہ تہا اور نفس حد ذاتہ مقصود نہ تہا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ حصول مقصود یعنی تفریق
بدون تہدید و تخویف کے ممکن نہ تہا پس بمثل مشہور۔ ہمان آتش درکاسہ۔ وہی تخویف و تہدید کے
طور پر ایعاد بالاحراق محصول رہا اور یہہ دعوی کہ احراق بیت مقصود تہا غلط ہوا۔ رہا قسم کہانا کہ
کہنا سو اسکی نسبت ہم عرض کر چکے کہ اول تو یہہ حضرات کی خوش فہمی ہے کہ اوس قسم کو فعل کے
تاکد بجا آوری پر سمجھی ہوئے ہین حالانکہ وہ قسم عدم مانعیۃ پر ہے حاصل یہہ کہ فاروق نے
قسم کہا کہ اس روایت منقولہ مین یہہ نہین فرمایا۔ کہ مین گہر جلا دونگا بلکہ یہہ فرمایا خدا کی قسم اگر یہہ
جماعت تمہارے پاس مجتمع ہوئی تو یہہ مجہکو امر بالاحراق سے مانع نہوگی۔ پس اہل انصاف
سمجہہ سکتے ہین کہ اسمین نہ احراق پر قسم ہے نہ قصد احراق ہے۔ اور اگر کسی روایت مین احراق
ہی پر قسم مروی ہو اگرچہ ہمکو بالفعل اوس سے کچہہ بحث نہین کیونکہ گفتگو اسمین ہے جو روایت
فاضل مجیب نے اپنے استدلال مین تحریر فرمائی ہے تاہم ہماری مدعا کے مخالف نہین کیونکہ ہم
کہہ چکے ہین کہ تہدیدات بظاہر قصد کی نسبت زیادہ تختگی اور جد کے ساتہہ ظاہر کیجاتی ہین۔ اور
اگر قسم کے ذکر سے ایما یہہ ہے کہ درصورت عدم قصد کے کذب لازم آوے چنانچہ آپکی حضرت
کسنوری نے بہی غالباً یہہ فرماکر اپنا تبحر علمی ظاہر فرمایا۔ پس ہم کہتے ہین کہ اول تو گو لفظاً یہہ
اخبار ہو لیکن حقیقۃً اخبار نہین بلکہ انشاء تہدید و تخویف مقصود ہے تو اوسکو صدق اور کذب سے
کچہہ علاقہ ہی نہین کیونکہ نہ وہ حکایت نہ اوسکے لیے کوئی محکی عنہ نہ اوسکو تطابق ہو عدم تطابق سے
کچہہ واسطہ تو اوسکو اول اپنی خوش فہمی سے خبر تسلیم کرلیا۔ پہر آپ ہی اوسپر اعتراض کردیا
اور یہہ صریح بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ علاوہ ازین اگر یہہ کذب ہو تو وہ قسمین جو ہم جناب امیر کے
اوپر بیان کر چکے ہین اور وہ تہدیدات جو جناب امیر نے فرمائی ہین۔ بلکہ وہ تہدید جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے متخلفین عن الجماعۃ کے بارہ مین فرمائی ہین وہ سب کذب ہونگی پس جو اونکا

جواب آپ دیوین وہی جواب آپ اور آپکی علامہ کنتوری اسکی طرف سے قبول فرماوین **قولہ**
یہہ جواب تحریر فرماتے ہین کہ جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر
کافی ہے ان سے سخت حیرت ہی کہ آپنے اجمالی ہی کونسا جواب دیا جسکو کافی سمجھتے ہین اور
موقع کونسا ہوگا سوال تو اب کیا جاتا ہے آپ اسکی جواب تحقیقی کا موقع نہین سمجھتے اور صرف
اسقدر لکھکر کہ جو امور قبلیہ سے ہے شاید اسکو اجمالی جواب تصور فرماتے ہین سبحان اللہ
جواب وہی اسکو کہتے ہین۔ **اقول** منشا اس حیرت کا یہہ ہے کہ آپنے اپنی فہم سے کام
نہین لیا اگر فہم سے کام لیتے تو یہہ حیرت نفرماتے بظاہر ایک چھوٹا سا لفظ دیکھکر خیال
کرلیا کہ یہہ کیا جواب ہوسکتا ہے حالانکہ یہہ خیال غلط ہے ایک لفظ بہت مضامین مفصلہ کا
اجمال ہوسکتا ہے یہہ لفظ بظاہر گو چھوٹا سا تھا لیکن اگر آپ تامل فرماتے تو آپکی استدلال
کی استیصال کے واسطے کافی تھا چنانچہ بجواب اوسکی آخر آپکو جدید دعوی کی ضرورت پڑی اور آپنے
فراہمی سامان مثل آتش ہیزم وغیرہ کا دعوی کیا اور اوسکی اثبات سے پہلو تہی کیا اگر وہ جواب
ایسا ہی ناکافی تھا تو اوسکی لیے اس جدید دعوی کی کیا ضرورت تھی۔ باقی رہا اجمال سوال
کا یہی وہ مقام تھا کہ اول آپنے آپکی دعوونکی نسبت جواب طلب تھا اور وہ تفصیل کا موقع
نہ تھا اب آپنے بھی اپنی دعاوی کو بزعم خود بدلائل ثابت کیا تو اب ہماری لیے بھی تفصیل کا
موقع آیا اور اگرچہ تحریر طویل ہوگئی تھی تاہم تطویل کا کچھہ اندیشہ نکیا اور مفصلاً اوسکا جواب
خدمت مین پیش کردیا سو اس تفصیل سے آپ اوس اجمال کو سمجھہ لیجئے۔ آپکی حیرت انشاء اللہ تعالے
رفع ہوجائیگی اور معلوم ہوجائیگا کہ یہہ جواب محل اجمال مین کافی ہے **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ اور جو صاحب ہدایۃ الشیعہ سلمہ اللہ تعالے دام برکاتہ کی نسبت تعصب و مخالفت
روایات بخاری و مسلم ذکر فرمایا ہے سو اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ کلام مخالف کو
اگر نظر انصاف سے نہین دیکھا جاتا تو گو کیسا ہی حق کیون نہو تاہم تعصب محض و تخیل ہی
نظر آیا کرتے ہے۔ **اقول** یعنی صاحب ہدایۃ الشیعہ کی نسبت یہہ لکھا تھا اسمین ہدایۃ الشیعہ

لکھا ہے شاید الف غلطی سے رہ گیا ہو اور قرینہ بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ آپکی نسبت سلمہ اللہ
دوام برکاتہم لکھا ہے حضرت مجیب کی غرض بھی صاحب ہدایۃ الشیعہ سے ہی ہے کیونکہ
سنا ہی ہدیۃ الشیعہ والے تو انتقال فرما گئے اور یہہ حضرت زندہ و سالم ہین خیر انمین سے کوئی
صاحب ہون ہر دو صاحب کی نسبت یہہ اعتراض ہے ہدیۃ الشیعہ والے کی اغلاط و کذبات
تو تحفۃ الاثنا عشریہ اسکی جواب مین درج ہین اگر چاہین تو حضرت مجیب ملاحظہ فرمالین اور ہدایۃ الشیعہ
والے حضرت کی اگر ایسی باتین لکھی جائین تو یہہ تحریر بجائی خود اوسکا جواب اور رسالہ ہو جائے
مگر حضرت مجیب کے ارشاد کی تعمیل مین کچھ گذارش ہوتا ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی
چونکہ اس قول مین کوئی امر قابل جواب نہین اسلیے اسکے جواب مین کچھ نہین تحریر ہوتا ہے
قال الفاضل المجیب - قولہ - کلام مخالف کو الخ یہہ فرمانا نفس الامر مین بجا و درست ہے
مگر اس موقع پر یہہ ارشاد بجائی خود نہین بلکہ یون مناسب ہے کہ جب تعصب اور اپنی مذہب کے پیچ
انسان پر غالب ہوتی ہے تو گو کوئی امر اوسکی نہایت ہی کتب معتبرہ مذہبی مین کیون نہ مذکور ہو
اگر ذرا بھی اپنے مذہب کے مخالف پاتا ہے تو صاف انکار کر جاتا ہے یا ایسی گول مول بات کہتا ہے
کہ اوسکی مذہب کے موید ہو یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی بیشک اس قول مین
بندہ کا اس امر کو مطلق لکھنا بجائی خود نہین تھا بلکہ جو بندہ کو لکھنا چاہیے تھا وہ بندہ نے
لکھا اور جو بیہودگی اپنی تحقیقات مذہبی کے جناب کو شایان تھا وہ آپ نے تحریر فرمایا قال الفاضل
المجیب - قولہ - اور اگر اس باب مین کچھ استمداد ہے تو اون امور کو تحریر فرماکر خدام مولانا
دام برکاتہم کے پاس بھیجدین اور قدرت خداوندی کا تماشا مشاہدہ فرماوین - اقول - اگر سب
امور کو لکھا جاوے تو بجائی خود یہہ جواب ایک رسالہ ہو جائے مگر ارشاد کی تعمیل مین صرف ایک ایسی
روایت عرض کرتے ہین اور قدرت خداوندی کے تماشے کے منتظر ہین یقول العبد
الفقیر الی مولاہ الغنی - لیجیے ہم بھی حاضر ہین - قولہ قدرت خداوندی
کا کام حق کو چھپانا نہین اقول آپ اور یہہ فرماوین بڑی غضب جناب نے قدرت

خداوندی کا یہہ ہی کام ہے کہ حق کو چھپا دے اصول مذہب ثقلین ہین ثقل اعظم آپکا اسوقت
تک چھپا ہوا ہے ثقل اصغر گویا ہمیشہ مختفی پوشیدہ رہا جزئیات مسائل مین سدا تقیہ رہا
وصیت نامہ آجتک چھپا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ اختفا و پوشیدگی خداوند تعالے کی
قدرت بلکہ اوسکی حکم سے ہوگی تو پھر آپکا یہہ فرمانا کہ قدرت خداوندی کا کام حق کو چھپانا نہین
البتہ تعجب انگیز ہے اور اوسپہ طرفہ تماشا یہہ ہے کہ با وجود ان پوشیدگیونکی پھر بھی لطف
خداوند تعالے پر واجب ہے سبحانہ وتعالے عن ذلک **قولہ** اور نیز حضرت مجیب قدرت
خداوندی تو کیا دکھائینگی مگر دیکھیے کیا سحر سامری کر دکھائینگی۔ **اقول** گو مین اپنی تحریر
سابق مین اپنے نسبت اسکا مدعی نہین تھا لیکن جب مجیب لبیب نے مجھی کو خطاب کیا تو مین ہی
کچھ کچھہ قدرت خداوندی کا تماشا دکھلانے کے واسطے حاضر ہون پھر زمانہ قدیم سے
دستور ہے حق کے ساتھہ یہہ ہی سلوک ہوا کیا ہے بیشک آپ بھی قاعدہ قدیمہ کے موافق
اوسکو سحر سمجھینگی شعبدہ فرمائینگی۔کہات کہینگے جو کچھہ حق کی نسبت پہلے کہا گیا ہے
وہی آپ بھی فرمائینگے اسکی ہمکو شکایت نہین جب انبیاء ورسل کے ساتھہ ایسا ہوا ہے تو
مین تو ایک بندہ گنہگار خطاکار ہون۔ **قولہ** رسالہ ہدایۃ الشیعہ مین سوال دوم کے جواب
واقعہ صفحہ ۱۳ مین آپکے مولانا یہہ تحریر فرماتے ہین۔ اور سقیفہ انصار اسباب پر مجتمع ہوئے
تھی کہ ایک امیر انصار مین ہو اور ایک مہاجرین مین اور حدیث الائمۃ من قریش کا اونکو کچھہ خیال
نہین رہا تھا کیونکہ وہ معصوم نہین تھے کہ نسیان وسہو او نپر نہو سکے اور فی الحقیقت سہو
سے تو معصوم ہی یا سون نہین اور علم ما کان وما یکون ہی اونکو نہ تھا تاکہ عیب کیا جاوے
کہ یہہ مسئلہ اونکو معلوم کیون نہ تھا اگر معلوم ہی نہو تو بھی کچھہ ہرج نہین جب شیخین وہان
تشریف لیگئے اور اس حدیث کو پیش کیا اوس سے اونکا وہ ارادہ فسخ ہوگیا اور سب نے
ابوبکر کے ہاتھہ پر بیعت کرلی انتہی بقدر الحاجۃ۔ اگر آپ اسکو بخاری کی روایت کے مطابق
کر سکتے ہین تو کیجیے ہم بھی آپکی قدرت خداوندی کے تماشے موعودہ کے منتظر ہین۔ **اقول**

جناب میر صاحب گستاخی معاف - کیا یہی وہ اغلاط وکذبات ہین جو آپنے اور آپکے
ہم مذہبون نے ہدیۃ الشیعہ اور ہدایۃ الشیعہ سے تتبع فرماکر نکالے ہین افسوس کہ آپ صاحب سلیس اور
سہل عبارت اردو بہی نہین سمجہہ سکتے کیا اسی پر قدرت خداوندی کے مشاہدہ کے منتظر
ہین - اجی حضرت پہلے تو آپنے اس قول مین اور بخاری کی روایت مین معارضہ ثابت
کیا ہوتا - اوسکے بعد آپ جواب کے منتظر ہوئے ہوتے - اولاً ہم اسی کو تسلیم نہین کرتے کہ اس
عبارت مین اور روایت بخاری مین تعارض ہے اگرچہ ہمکو اس نفی پر دلیل لانیکی حاجت نہین
اور یہہ منع ہی کافی ہے آپکا ذمہ ہے کہ آپ دلیل سے معارضہ ثابت فرماوین لیکن تاہم
تبرعاً گذارش کرتا ہون کہ یہہ معارضہ اس دلیل سے باطل ہے کہ یہہ قضیہ کلیہ اوس فرد کو
شامل نہین جسکو روایت بخاری متضمن ہے - پس معارضہ منتفی ہوا تفصیل اس اجمال کی
یہہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے بصراحت تمام یہہ مضمون مستنبط ہوتا ہے کہ بعد وفات سرور کائنات کے
معاملہ خلافت مین جماعت انصار کیطرف سے جہگڑا اوٹہا اور اونہون نے یہہ چاہا کہ ایک امیر
ہم مین سے بہی ہو اوسپر شیخین سقیفہ مین جہان انکا اجتماع تہا تشریف لیگئے اور حدیث
الائمۃ من قریش کو پیش کیا اوس سے اونکا وہ ارادہ فسخ ہوگیا - اور ان سبنے ابوبکرؓ کے ہاتہہ پر
بیعت کرلے - اگر جناب کے فہم شریف مین نہ آوے تو کسی منصف اردو خوان سے آپ
دریافت فرمالیجے کہ اس عبارت کے سیاق سے لفظ (سبنے) سے کون مراد ہین
آیا تمام افراد بنی آدم مراد ہین یا تمام صحابہ مہاجرین وانصار وطلقا اور جملہ مومنین
ومومنات مراد ہین - یا تمام حاضرین سقیفہ مراد ہین یا تمام انصار حاضرین سقیفہ مراد ہین
سیاق عبارت ان محتملات مین سے کونسی احتمال کے تعین کرتا ہے - پہر اگر کوئی شخص
بہی آپکو یہہ لکہے کہ اس عبارت سے احتمال اول یا ثانی مفہوم ہوتا ہے تو آپ ہم سے دست
وگریبان ہون - یونہین خوش فہمی سے اپنی آپ خلاف سیاق ایک محتمل اپنی
ذہن مین متعین کرلیا اور اوسپر اعتراض کردیا فہم وفراست دین ودیانت ایسیکا تو نام ہے

جناب مین - سوق عبارت صریح دال ہے کہ جو لوگ بر سر مخالفت تہی اونہون نے حدیث
الائمة من قریش سنکر مخالفت کو ترک کیا اور سب نے بیعت کر لے باغایت سے غایتہ یہہ فرد ہو سکتی
ہی کہ تمام حاضرین سقیفہ نے بیعت کر لے مخالفین نے اپنی مخالفت سے دست بردار ہو کہ بیعت کی
تو جب اونہون نے بیعت کر لے تو موافقین جنکو کسی قسم سے مخالفت ہتی ہی نہین اونہون نے
بالا دلے بیعت کی ہو گی وبس اور حاشا کہ اس عبارت سے بیعت کرنا تمام صحابہ کا مفہوم ہوتا ہے
یا کوئی اہلسنت سے اس امر کا قائل ہو کہ سقیفہ مین تمام صحابہ نے بیعت کی ہتی پس محض حضرت کے
خوش فہمی ہتی کہ جو باعث اعتراض کے اس عبارت پر ہوئی اور نظیر اوس حسد کی ہے
جو اپنی زبان سے مذہبی پیچ اور تعصب کے بابت فرمایا تہا - رہا یہہ سوال کہ جب یہہ بیعت
عامہ نہین ہوئی ہتی تو اس بیعت سے تحقق خلافت کیونکر صحیح ہوا سو اسکا جواب یہہ ہے
کہ اگرچہ بیعت عامہ نہین ہوئی ہتی - لیکن حضرت صدیق کے احقیة بالخلافة مین صحابہ مین سے
کسی شخص کو تامل و انکار نہین ہتا باتفاق کلہم اجمعون کسون حضرت کے استحقاق خلافت
کی قائل ہتے تو اگرچہ بیعت واقع نہین ہوئی لیکن جب کسی کو استحقاق مین تردد نہتا تو
اونکا سکوت بمنزلہ بیعت و قبول کے ہو گیا - چنانچہ جب بعد اوسکی بیعت عامہ واقع ہوئی تو سب نے
بقول راجح بیعت کر لے - چنانچہ ہم اس مضمون کو مطاوی ابحاث گذشتہ مین بتفصیل تمام
بیان کر آئی ہین - معہذا اس امر کا تو فیصلہ خود جناب مشکل کشا ہی فرما گئے اور فرما گئے
کہ انعقاد خلافت کے لیے جمیع اہل حل و عقد کا ہونا کچہہ ضرور نہین چنانچہ نہج البلاغة
کی مواقع مختلفہ مین مذکور ہے اور اسکو ہی ہم ماسبق مین مفصل بیان کر آئی ہین - تو اس سے
ثابت ہوا کہ جب بعض اہل حل و عقد نے بیعت کر لے خلافت منعقد ہو گئی اور حاضر و غائب سب
ہو گئی - پس جو اس سے پہرے وہ حسب ارشاد جناب امیر سبیل المومنین سے منحرف ہوا
اور مستوجب القتال اور مستحق دخول جہنم ہے پس یوم سقیفہ بعض کا بیعت کرنا انعقاد
خلافت کے واسطے کافی ہوا - دوسری یہہ کہ سلمنا بظاہر تعارض واقع ہے لیکن یہہ تعارض

مدفوع ہے کیونکہ یہہ اطلاق مجازی ہے من قبیل اطلاق الکل علی الاکثر جو شائع مستفیض ہے۔ اور ظاہر ہے
کہ ایسے مواقع مین جہان حقیقت متعذرہ ہو کلام مجاز پر محمول ہوتی ہے من غیر نکیر اسجگہ ایک
روایت گذارش ہے تفسیر صافی نے قمی اوستاد ابو جعفر کلینی سے نقل کی ہے عن ابی جعفرؑ قال
قال امیر المومنین بعد وفات رسول اللہ فی المسجد والناس مجتمعون بصوت
عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم فقال قال لہ ابن عباس
یا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال قرأت شیئا من القران قال لقد قلتہ لامر
قال نعم ان اللہ یقول فی کتابہ وما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتہوا
فتشہد علی رسول اللہ انہ استخلف ابا بکر قال ما سمعت رسول اللہ اوصی الا الیک
قال فہلا بایعتنی قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منہم فقال امیر المومنین
کما اجتمع اہل العجل علی العجل ہہنا فتنتم ومثلکم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت
ما حولہ ذہب اللہ بنورہم الایہ اس روایت مین ابن عباس کے جواب مین یہہ الفاظ
ہین۔ قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منہم۔ اسمین قطع نظر اس سے کہ جمع معرف
باللام مفید عموم کو ہوتے ہے یا نہین ہوتے سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ بعض
ناس مراد ہین کیونکہ بعض چند آدمیونکا اجتماع خصوصاً ایک ایسے امر پر جو خلاف رسول
کی ہو داعی اس امر کو نہین کہ ایک مومن کامل الایمان اونکا اتباع کرکے رسول کی مخالفت کرے

ا؎ ابی جعفرؑ سے مروی ہے کہا امیر المومنین نے بعد وفات رسول اللہؐ کے مسجد مین جبکہ لوگ مجتمع تہے بلند آواز سے پڑہا
(جنہون نے کفر کیا اور اللہ کے راہ سے روکا اونکی اعمال برباد کردیگی) ابن عباس نے پوچہا ای ابا الحسن جو کچہہ تو نے پڑہا تہا کیون پڑہا
کہا قرآن سے مین نے کچہہ پڑہا تہا ابن عباس نے کہا بتحقیق کسیوجہ سے تو آپنے پڑہا تہا۔ کہا ہان۔ اللہ تعالے اپنی کتاب مین
فرماتا ہے (تمہارے پاس جو کچہہ رسول لایا اسکو لو۔ اور جس سے اوسنے منع کیا اوس سے باز رہو) پہر کیا تو رسول اللہ پر شہادت دیتا ہے
کہ ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ کہا رسول اللہ۔ تو مینے بجز آپکی وصیت کے نہین سنا۔ کہا پہر کیون مجسے بیعت نکی۔ کہا کہ لوگ ابوبکر
پر اکٹہے ہوگئی تہے مین بہی اونمین تہا۔ امیر المومنین نے فرمایا جیسے کو سالہ پرست گوسالہ پر اکٹہے ہوگئی تہے ہیین تم فتنہ مین پڑے
اور تمہاری مثل اوس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی۔ جب اوسنے اپنے گرداگرد کو روشن کیا تو اللہ نے اونکا نور کہودیا۔ ۱۲

یہ اسی وقت متحقق ہو جبکہ جمیع افراد صنفیہ ایک امر پر مجتمع ہوں یا اکثر اور اکثر یا اس مرتبہ
میں ہو کہ باقی بہ نسبت اونکے حکم میں عدم اور کالعدم کے ہوں - تو ایسی حالت میں بھی اطلاق
کل پر کیا جا سکتا ہے اور اوس کل کا تحقق بضمن اکثر کے ہوگا تو معلوم ہوا کہ ابن عباس نے
اپنے جواب میں اجتمع الناس سے جمیع ناس مراد لیے ہیں جنکا تحقق بضمن اکثر ہے علاوہ
اسکے یہ اطلاق ایسا شائع ہے کہ اسکے صدہا نظیریں دستیاب ہو سکتی ہیں - تیسری یہ
کہ ہمنے مانا کہ اس عبارت کے اس جملہ میں لفظ (سب) سے تمام صحابہ ہی مراد ہیں تاہم
ہم کہتے ہیں کہ بخاری کی روایت سے اس عبارت کو ہرگز تعارض نہیں - کیونکہ آپ نے
رسائل منطق میں دیکھا ہوگا کہ تحقق تناقض کے لیے منجملہ وحدات کے ایک اتحاد زمانہ کے
بھی شرط ہے اگر دو حکم باعتبار ازمنہ مختلفہ کے متعارض ہونگے تو اونہیں کوئی عاقل
تعارض و تناقض نہیں کہیگا - پس ہم کہتے ہیں کہ عبارت ہدایۃ الشیعہ میں یہ جملہ (اور سب نے ابو بکر
کے ہاتھ پر بیعت کر لی) جو مذکور ہے اوسکے معنے یہ ہیں کہ انجام کار رفتہ رفتہ سب نے بیعت کرلی
جو حاضر تھے اونھوں نے اوسیوقت بیعت کرلی اور جو غائب تھے اونھوں نے
پیچھے بیعت کی - اس جملہ میں یہ کہاں مذکور ہے کہ سب حاضرین اور غائبین نے اوسیوقت
بیعت کرلی یہ ہرگز اس سے ثابت نہیں ہوتا - اسکا حاصل بس اسیقدر ہے کہ سب کی بیعت
متحقق ہو گئی - پس غلطی یہاں سے واقع ہوئی کہ قید وقت کے اپنی طرف سے تراش کر
اوسمیں بڑہا دی - تو اس صورت میں کچھ تعارض درمیان حدیث بخاری اور اس عبارت کے
باقی نرہا - چوتھی یہ کہ ممکن ہے کہ عبارت ہدایۃ الشیعہ کا مدار اون روایات پر ہو جو دربارۂ بیعت
تمام صحابہ جو دو جلسوں میں اول سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت خاصہ اور دوسری مسجد نبوی میں
بیعت عامہ واقع ہوئے تھے وارد ہوئی جسمیں جناب امیر بھی شامل تھے - اور چونکہ یہ بیعت
ثانیہ جو اگلے ہی روز دوسرے دفعہ مسجد میں بیعت اولے کے متصل واقع ہوئی تو گویا بمنزلہ اسکے
ہوئی کہ اونکا تحقق ایک ہی وقت میں واقع ہوا - اور سب صحابہ نے اونپر ایک ہی وقت میں

بیعت کی۔ تو اس صورت مین عبارت ہدایۃ الشیعہ کے اگرچہ معارض روایت بخاری کی ہو لیکن دوسری روایات صحیحہ کے جو ثبت واقع ہوئی ہین موافق ہوئی اور معارضہ روایت بخاری سے اسوقت مین جبکہ اور روایات کے موافق ہے کچھہ اعتراض نہین ہو سکتا۔ رہا یہہ کہ پہر یہہ روایات معارض روایت بخاری کے ہوئی تو بحمد اللہ تعالے ہم ان روایات کو مع وجوہ تطبیق کے گذشتہ ابحاث مین بیان کر آئی ہین۔ پانچوین سلمنا کہ اس لفظ سے جو ہدایۃ الشیعہ مین مذکور ہے تمام مسلمان مراد ہین اور یہہ لفظ بخاری کی روایت کے مخالف ہے لیکن جب آپکے اکابر علمار نے بہی سب مسلمانونکا بیعت کرنا ابوبکر کے ساتھہ تسلیم کر لیا باوجودیکہ آپ کے اصول مذہب اور نصوص روایات کے صریح مخالف ہے تو پہر آپ ہدایۃ الشیعہ کے تخالف کو کس منھہ سے کہہ سکتے ہین آیات بینات صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے۔ رہا یہہ امر کہ سب مسلمانون نے جو اوسوقت تہے ابوبکر صدیق کی بیعت کے یا قرار علمار شیعہ ثابت ہے جیسا کہ شریف مرتضی کے قول سے ظاہر ہے جو بحار الانوار کے مجلد فتن مین منقول ہے اور جسکا ترجمہ مجتہد صاحب نے باین الفاظ کیا ہے جمیع مسلمانان با ابوبکر بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باو و سکون و اطمینان بسوی او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ و خارج اسلام است۔ پس جب آپکے علمار نے باوجود منافی ہونے مذہب کے سب مومنین کے بیعت کرنیکو تسلیم کر لیا تو اگر اہلسنت نے ایسا کیا تو کیا بعید ہے کہ اونکا عین مذہب ہے اور تخالف کا جواب جو آپ دیوین وہ بہی ہماری طرف سے قبول فرماوین۔ چہٹی بطور تمسخر کے آپکے اہل قاعدہ کے موافق ہم یہہ بہی کہہ سکتے ہین کہ الزام انہی مسلمات مذہب سے ہوا کرتا ہے اور بخاری کی روایت ہمارا لازم مذہب ہے عین مذہب نہین۔ پس اوس تعارض کا الزام ہدایۃ الشیعہ کی عبارت پر نہین ہو سکتا۔ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ مہدا لفرض محال کیا جناب قاضی نوراللہ شوستری کا تعصب و تخالف اس سے کچھہ کم ہے جو انہون نے آیت فانزل اللہ سکینتہ علیہ کو فرمایا اور اوسکی نسبت بکمال افتخار فرمایا ہی

که چون این سخن بگوش ناصبان شنید باعث حیرت ایشان گردید و در حیله خلاصی از ان دنبال
ایشان نرسید اور صاحب تعذیب المکائد نے اپنی کتاب مین اسپر بڑا ناز کیا ہی قاضی صاحب فرماتے ہین
آنچه کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست که مقدمان ما رضوان الله علیه افاده فرموده‌اند
که خدا تعالے در ہیچ جا که یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بوده اند انزال سکینه ننموده الا آنکه نزول
آنرا شامل جمیع ایشان داشته انتہی منقول از آیات بینات - اب اس عبارت سے ملاحظه فرمائیے
کہ قاضی صاحب نے کیسی افتخار کے ساتھ تعصب مین آکر کیسا بے اصل دعوی مخالف قرآن شریف
کے فرمایا ہے اور واضح رہے کہ اسمین صرف قاضی صاحب ہی کیطرف تعصب و تخالف کا الزام نہین
بلکہ قاضی صاحب نے بوفور کرم اپنے بزرگونکو بھی اسمین شریک فرمایا ہے - فاعتبروا یا اولی الایمان -
اقول - سبحان الله جناب قاضی صاحب نور الله مرقده کے دعوی کو اس سے کیا نسبت - اسمین
اوسمین زمین آسمان کا فرق ہے کہان وہ امر واقعی اور کہان یہہ گول مول بات جو بالکل
بخاری وغیرہ کے مخالف ہے - اس ایک ہی روایت سے آپکی میر مہدی صاحب کا مایہ
علم و تدین بخوبی واضح ہے اور وہ یہہ ہی مقام ہے کہ جسکا ہم سابق مین وعدہ کرآئی ہین
ان حضرات پر تو کچھ افسوس نہین کیونکہ وہ ایک اہل علم سے ہین مدت تک سرکاری نوکری مین توغل رہا
اور علم کیطرف توجہ نہی - مگر حضرت مجیب لبیب پر نہایت تعجب ہی کہ باوجود دعوی علم
و فضل اس عبارت مندرجہ آیات بینات کو غور سے ملاحظہ نفرمایا - اور اپنی علم و فہم سے کام
نلیا - میر مہدی صاحب کے چلتی چپڑی باتون مین آگئے - یہہ تو فارسی عبارت ہے اسجگہ
حضرت میر مہدی صاحب کی وہ چالاکی و دیانت جو عبائر عربیہ کے ترجمہ مین فرماتے ہین
ہندی و فارسی خوان کے سامنی ہی پیش نجائیگی - حضرت جوش تعصب اسکو کہتے ہین اور
ہٹ دہرمی و حق پوشی اسکا نام ہے - کہ ایک ایسا بے سر و پا دعوی کیا کہ جو عبارت اپنی
دعوی کے ثبوت مین نقل فرمائی اوسمین اوسکا نشان تک نہین ہے بلکہ اسکے خلاف ہے
آپ قیاس کر سکتے ہین کہ جو حوالے ان حضرات نے اور کتابون کے دیئے ہین انہین کیا

کچھہ تصرف کیا ہوگا۔ اگرچہ آپکا دعوی تعصب و تخالف کا نسبت جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی اسی عبارت سے جو آپنے نقل فرمائی رد و باطل ہے۔ تعجب و افسوس ہے کہ آپنے عبارت نقل کرتے وقت اسکے الفاظ کے معنے سمجھنے پر توجہ نفرمائی۔ اور محض جوش تعصب مین آکر اپنے دعوی کے مخالف عبارت نقل کردی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی یہ عبارت بطور توطیہ و تمہید کے لکھی گئے ہے۔ اسمین جسقدر آپنے لن ترانیاں فرمائی مین اونکی حقیقت قول آئندہ مین بخوبی منکشف ہوجائیگی۔ اسواسطے ہمکو کچھہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ اس کے جواب مین تطویل لاطائل اور تضییع اوقات لاحاصل کرین۔ ہماری میر مہدی صاحب کی چالاکی اور دیانت اور ہٹ دہرمی و حق پوشی و جوش تعصب او رپایہ علم و تدین۔ اور ہمارا جوش تعصب او رمطلب عبارت کو نہ سمجھنا اور آپکا اور آپکی قاضی صاحب کا صدق دعوی او رعلم و انصاف اور اس دعوی کا موافق یا مخالف کتاب اللہ کے ہونا سب کچھہ واضح ہوجائیگا۔ **قولہ** مگر توضیحاً للمرام ہم آیات بینات کے ہی عبارت منقولہ لکھتے ہین اور حضرت مجیب اور نیز او ردیکھنے والو نسے انصاف کے خواہان ہین بعد نقل عبارت تقریر میر مہدی صاحب کی نقل کر کے اوسکا جواب گذارش کرتے ہین۔ و ہو ہذہ آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ مقدمان مشائخ ما رضوان اللہ علیہم افادہ فرمودہ اند کہ خدای تعالے ہرگز در ہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ چنانچہ در بعضی آیات فرمودہ

ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین و در آیت دیگر گفتہ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین و چون با انحضرت غیر از ابوبکر در غار نبود لاجرم خدای تعالے انحضرت را در نزول سکینہ منفرد ساخت و اورا آن مخصوص گردانیدہ بوبکر را بان شرکت نداد و گفت فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا پس اگر

ابوبکر مومن می بود بایستی کہ خدای تعالے درین آیت اوراجاری مجری مومنان می نمود در عموم سکینہ داخل می فرمود۔ اسلے قولہ بنابرین نزول سکینہ مخصوص او شدہ باشد و ابوبکر بواسطہ عدم ایمان از فضیلت سکینہ محروم ماندہ باشد۔ والیضاً نص قرآنی ابا دارد ازانکہ در آیت غار سکینہ برغیر رسول باشد۔ جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہہ عبارت ہی جو آیات بینات والے نے اپنے رسالہ مین نقل کی ہے۔ آپکے مہدی صاحب جو اسکا خلاصہ تحریر فرماتے ہین اسکو ملاحظ فرمائیے۔ اور انصاف سے کہیں کہ کونسے الفاظ عبارت مذکورہ کے انکی خلاصہ پہ دلالت کرتی ہے آپکے مہدی صاحب فرماتے ہین۔ خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی اور بعدہ مومنین پر کسی جگہ فقط مومنین پر تسلی نازل نہین کی تو کیونکر ممکن ہے کہ غار مین پیغمبر صاحب کو چھوڑکر فقط ابوبکر پہ تسلی نازل کی ہو۔ پس اس آیت سے ابوبکر کا عدم ایمان ثابت ہوا اسلیے کہ اگر وہ باایمان ہوتے تو بشمول پیغمبر کے ضرور خدا انپر بہی تسلی نازل کرتا انتہی بقدر الحاجۃ۔ حضرت مجیب اور اور حضرات للہ انصاف فرماوین اور بتلاوین کہ یہہ خلاصہ کن لفظونسی اس عبارت کے نکلتا ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پہ نازل کی ہے تو وہان اول رسول پہ نازل کی ہے اور بعدہ مومنین پر۔ الخ۔ عبارت تو یہہ ہے کہ خدا تعالے ہرگز در ہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ الخ۔ اسکا مطلب یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے کہیں کسی ایسی جگہ کہ اہل ایمان سے بہی کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہوئی ہین تسلی نازل نہین فرمائی۔ مگر یہہ اوسکی نزول کو سبکی شامل رکہا ہے چنانچہ جناب قاضی صاحب نے جو آیتین لکہی ہین وہ اسی مطلب پر دال ہین سے یہہ کہان ہے جہان خدا نے تسلے مومنین پہ نازل کی تو وہان اول رسول پہ نازل کی اور بعدہ مومنین پر۔ اقول خلاصہ اس ساری تطویل لاطائل اور طومار لاحاصل کا یہہ ہے۔ کہ مولانا سید مہدی علی صاحب سلمہ نے جو خلاصہ کہ عبارت قاضی صاحب کا

بیان کیا ہے اوسمین اونہون نے لکھا ہے۔ خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے
جہان کہین تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی اور بعدہ مومنین پر
تو یہہ جو اونہون نے لکھا ہے۔ کہ اول رسول پر اور بعدہ مومنین پر یہہ غلط ہے۔ اور اسیکو
چالاکی قرار دیا ہے اور اسیکو جوش تعصب ٹھہرایا ہے اور اسیکو بے دیانتی اور ہٹ دھرمی اور
حق پوشی وغیرہ سے تعبیر کیا ہے۔ اب ہم انصاف سے خواہان ہین کہ ﷲ ذرا متوجہ ہوکر دیکھین
اور فرماوین کہ سید مہدی علی نے یہہ امر واقعی اور نفس الامر کے موافق لکھا یا مخالف اور یہہ
اونکی چالاکی اور بد دیانتی اور حق پوشی یا اونکی متانت اور دیانت اور حق گوئی۔ اصل
یہہ ہے کہ ہماری فاضل مجیب نے یہہ خوب سمجھہ لیا تہا کہ اصل اعتراض تو جناب قاضی صاحب
سے رفع نہین ہوسکتا تو ایسی ہی جوش وخروش اور گیدڑ بھبکیون مین کام نکالو۔ پس
اب اسکا جواب سنیئے۔ اول ہم اپنی فاضل مجیب ہی کو منصف مقرر کرتے ہین کہ جہان
رسول اور مومنین پر سب پر سکینہ نازل ہوا تو وہان سبکے سب استحقاق نزول سکینہ مین
برابر تہے اور سبکے اوپر بالاصالۃ اور بالاستقلال سکینہ نازل ہوا یا یہہ کہ نزول سکینہ کا رسول
پر اولاً اور بالذات ہی اور مومنین پر ثانیاً و بالعرض ہے۔ اگر امر ثانی ہے تو عین مدعا ہے
اور آپکا واویلا سراسر بیجا اور اگر اول ہے تو بداہتہً باطل ہے کیونکہ تشریف خداوندی مین جب
رسول اور مومنین سب شامل ہون تو ظاہر ہے کہ مومنین کو وہ تشریف بواسطہ رسول کے ہوگی
کہ رسول کو وہ تشریف اول حاصل ہوگی اور مومنین کو پیچھے اور اگر مومنین کو بھی بالذات
حاصل ہو تو مساوات لازم آوے۔ دوسری یہہ کہ ہم کہتے ہین کہ یہہ اذیت ترتیب خصوص نظم قرآنی
سے بہی مفہوم ہوتی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ مین۔ علی رسولہ وعلی المومنین۔ واقع
ہی اور اسمین اول تو رسول کہ جو بالاتفاق افضل اور اعلی ہی مقدم ہے دوسری یہہ کہ رسول کو اپنے
ضمیر کیطرف مضاف فرمایا جو کمال خصوصیت اور تشریف پر دال ہے۔ تیسری یہہ کہ سکینہ کو
بہی اپنی ضمیر کی طرف مضاف فرمایا اور رسول کو بہی اپنے ضمیر کیطرف مضاف کیا

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خاص تشریف اولاً اپنے خاص رسول ہی کے واسطے ہے اور اسمین کوئی اوسکا شریک نہین ہے - چوتھی یہہ کہ تاخیر مومنین کے باوجود اعادہ لفظ جار کے دال تبعیت پر ہے غرض اس مجموعے سے صاف سمجھہ مین آتا ہے کہ نزول سکینہ کا اولاً رسول پر ہے اور ثانیاً مومنین پر جیساکہ صلوٰۃ مین بھی یہہ ہی امر معہود ہے - تیسری یہہ کہ اس عبارت مین جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمائی ہے لکھا ہے - کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول سکینہ کا مومنین پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت ہی مین ہوا ہے کہ لفظ با جو مصاحبت کے واسطے ہے اسپر دال ہے اور ظاہر ہے کہ جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحبت مین یہہ تشریف وتکریم حاصل ہوئی ہے تو بواسطہ برکات مصاحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی ہوگی تو حق یہہ ہے کہ اول رسول کو حاصل ہوئی اور بعد اوسکی بالتبع مومنین بھی اوسمین شامل ہون چوتھی یہہ کہ اگر یہہ اولیت وثانویت عبارت قاضی صاحب سے مفہوم نہین ہوتی اور یہہ واقعی صحیح ہے تو اس سے کیا اعتراض کو تقویت ہوئی اور کیا بد دیانتی اور حق پوشی یا درجوش تعصب ہوا جسپر آپنے یہہ غل شور مچا رکھا ہے - اور اگر قطع نظر اولیت وثانویت کے یہہ اعتراض اس پر ہے کہ خدا تعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی - تو وہان رسول اور مومنین پر سب پر تسلی نازل فرمائی - اور حاصل اعتراض یہہ ہی کہ نزول تسلی کا مومنین پر شمول تسلی کو جو باہم اسلئے امر بیان کیا گیا ہی یہہ غلط ہے - اور قاضی صاحب کی عبارت سے ثابت نہین تو یہہ خود آپکی ہی خوش فہمی ہے کہ قاضی صاحب کی عبارت نہین سمجھی تو ستر صاحب کی عبارت سے بخوبی یہہ مضمون ثابت ہی وہ فرماتے ہین - خدای تعالے ہرگز مہیچ جای کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نمود - الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ - حاصل اسکا یہہ ہے کہ جس جگہ خدا تعالے نے سکینہ نازل فرمایا اور حضرت کے ساتھہ ایک بھی اہل ایمان سے تھا تو وہان نزول سکینہ مین سب کو شامل فرمایا - تو اس سے صریح ثابت ہوتا ہی

کہ اون مواضع مذکورہ مین نزول تسلی مومنین پر مستلزم شمول تسلی کو ہی ۔ بلکہ ایک دوسرا قضیہ بہی ثابت ہوتا ہے وہ یہہ کہ اون مواقع مین نزول تسلی رسول پر مستلزم شمول کو ہی اور حاصل دونو قضیونکا یہہ ہوا کہ نزول تسلی مومنین پر مستلزم نزول تسلی کو رسول پر ہے ۔ اور نزول تسلی رسول پر مستلزم نزول کو ہی مومنین پر اور دلیل ان قضایا کے ثبوت کے یہہ ہے کہ اون مواقع مین اگر مثلاً قضیہ اولے صادق نہ آوے یعنے نزول تسلی کا مومنین پر ہو اور رسول پر نہو تو صریح شمول باطل ہوگا اور اصل دعوی قاضی صاحب کے مخالف ہوگا کیونکہ قاضی صاحب کا تو دعوی درمیان نزول اور شمول کے اون مواقع مین تلازم کا ہی اور یہان انفراد ہو گیا اور یہہ امر بہی ظاہر ہے کہ خدا تعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی وہ ایسا ہی موقع ہے کہ رسول بہی وہان موجود ہے اور کوئی موقع ایسا یاد نہین آتا ۔ کہ نزول سکینہ کا مومنین پر اوس موقع مین بیان فرمایا ہو اور رسول مومنین کے ساتھہ نہو تو اس سے ثابت ہے کہ جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی تو وہان رسول پر بہی نازل فرمائی یہہ صحیح خلاصہ ہی اسکی قاضی صاحب کے عبارت سی ثابت ہونے مین کسی قسم کا تردد نہین ہے اور یہہ مضمون جو قاضی صاحب کی عبارت سے ثابت ہے صریح غلط ہے ۔ غرضکہ قاضی صاحب کی اس عبارت کی غلط اور مخالف قرآن ہونے مین کچہہ شک و شبہہ نہین ہو سکتا ہی کیونکہ اسقدر مطلب کو تو اب بہی تسلیم فرماتے ہین ۔ چنانچہ آپنے تحریر فرمایا ہے کہ اسکا مطلب یہہ ہے خداوند تعالے نے کہیں کسی ایسی جگہہ کہ اہل ایمان سی بہی کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہوئی ہین تسلی نازل نہین فرمائی مگر یہہ کہ اوسکی نزول کو سب کے شامل رکہا ہے انتہی تو ہم بموجب آپکی تسلیم کی پوچہتے ہین کہ یہہ جو دو موقع ابتدا سورہ فتح مین مذکور ہین ۔ هُوَ الَّذِىٓ اَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ فِىۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لِيَزۡدَادُوۡۤا اِيۡمَانًا مَّعَ اِيۡمَانِهِمۡ[1] اور لَقَدۡ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ يُبَايِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ عَلَيۡهِمۡ[2] کہ جنمین خاص تسلی

۱ے وہی ہے جسنی اوتاری تسکین بیچ دلون ایمان والونکی تاکہ بڑہ جاوین ایمانین ساتھہ ایمان اپنے کے ۱۲ ۲ے البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ مسلمانون سے جب وقت بیعت کرتے تہی تجہسے نیچے درخت کیکر کے پس جانا جو کچہہ بیچ دلون انکے تہا پس اوتاری تسکین اوپر انکے ۔ ۱۲

مومنین پر بیان فرمائی ہے۔ اور رسول کو اسمین شامل نہین کیا ان دونو موقعونمین آپکے قاضی صاحب کا
یہہ قول جائیکہ کہ یکے از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند صادق آتاھے یا نہین اور ظاہر ھے
کہ ان دونو موقعون مین صحابہ مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور نزول سکینہ کا بھی
اسجگہ ہے اور آپکے قاضی صاحب ایسے مواقع مین شمول کو واجب اور اوکد فرماتے ہین۔ تو
اب دیکھنا چاہیئے کہ موافق قول آپکے قاضی صاحب کے شمول سکینہ کا رسول اور مومنین سب کو ہی یا
مخالف قول قاضی کے انفراد ہے قرآن شریف کھولکر جو دیکھتے ہین تو اسمین تو مخالف دعوی
قاضی صاحب انفراد مومنین کا تسلی کے ساتھہ معلوم ہوتا ہے اور قرآن قاضی صاحب
کی تکذیب کرتا ہے یا یون کہو کہ قاضی صاحب اپنے قول مین قرآن کی تکذیب فرماتے ہین
تو ثابت ہوا کہ حسب تحریر سامی ہی قاضی صاحب کا دعوی غلط اور مخالف قرآن کے ہے
جو انہون نے جوش تعصب مین اگر بدون اسکے کہ قرآن کو دیکھین لکھدیا اب آپ چاہتے ہین کہ
چند خرافات سے اس الزام کو اونکے لوح جبین تحریر سے رفع کرین تو بھلا یہہ کب ممکن ہے قولہ
بلکہ جناب قاضی صاحب علیہ الرحمتہ تو یہہ فرماتے ہین کہ جہان رسول پر تسلی نازل کی ہے
اور مومنین بھی رسول کے ساتھہ ہوئی ہیں تو مومنین کو بھی اوس تسلی مین شامل کر لیا ہے
نہ کہ صرف رسول پر ہی نازل فرمائی ہو اور مومنین کا ذکر نکیا ہو اور آیت غار میں یہہ نہیں ہے
بلکہ رسول کا ہی ذکر فرما کر اللہ جل شانہ خاموش ہوگیا اقول حضرت مجیب اور اونکے
ہم مذہب اور اہل انصاف للہ انصاف فرمائین اور بتلائین کہ اگر وہ خلاصہ جو میر مہدی صاحب
سلمہ نے لکھا تھا غلط تھا جیسا کہ ہماری فاضل مجیب دعوی کر آئے ہین تو یہہ جو ہمارے
فاضل مجیب نے قاضی صاحب کی عبارت کا مطلب لکھا ہے اوس عبارت کے کن لفظون سے
نکلتا ہے کہ خدا تعالے نے جناب رسول پر تسلی نازل کی ہے اور وہان مومنین بھی ساتھ
ہین تو مومنین کو بھی شامل کر لیا جو الزام کہ آپ سید مہدی علی صاحب سلمہ کو دیتے ہین
اوسی الزام کے خود آپ مستحق ہوئے۔ اگر یہہ مطلب جو آپنے قاضی صاحب کی عبارت کا

بیان فرمایا ہے صحیح ہے اور عبارت کے الفاظ سے پیدا ہوتا ہی تو وہ مطلب کہ جو سید مہدی
صاحب سلمہ نے بطور خلاصہ کے لکھا ہے صحیح ہوگا۔ نہایت افسوس و تعجب ہے کہ سید مہدی علی
صاحب سلمہ کو تو آپ مطعون کریں اور خود آپ اسے قسم کے معنے بیان فرمائیں اور اہل علم سے
کچھ نہ شرمائیں اگر یہہ سید مہدی کی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دھرمی اور حق پوشی
تہی تو جو کچھ جناب نے قاضی صاحب کی عبارت کے بیان مضمون کے بارہ میں ارشاد فرمایا
وہ جناب کی ہی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دہرمی اور حق پوشی ہوگی سوا اس کے اور بعد اوسکے
قاضی صاحب کی عبارت غلط کی غلط ہے۔ قاضی صاحب کی عبارت سے تین امر مستفاد
ہیں۔ اوّل اوس موقع کا ہونا کہ جس مین رسول کے ساتھ مومنین بہی ہون دوسرا نزول
سکینہ کا بلا بیان و تعین منزل علیہ کے۔ تیسرا شمول سکینہ کا رسول کو اور مومنین کو سبکو
پس منزل علیہ سکینہ کا جیسا رسول ہے ویسی ہی مومنین بہی ہین چنانچہ لفظ شمول سی یہی سمجھ
میں آتا ہے تو جب ہر دو منزل علیہم ہوئی تو اگر انکا منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا
کہ جس جگہ مومنین پر تسلی نازل فرمائی وہان رسول پر بہی نازل فرمائی صحیح ہے تو رسول کا
منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا کہ یہان رسول پر بہی نازل کی وہان مومنین پر نازل کی صحیح ہوگا اور اگر وہ
غلط ہے تو یہہ بہی غلط ہوگا۔ رہا کذب اور تعارض عبارت شوستری صاحب کا قرآن سے وہ ظاہر ہے
کہ ہر دو امر اولین ہر دو آیات سورہ فتح مین موجود ہین اور شمول نہین پایا جاتا۔ نزول سکینہ کا
صحابہ مذکور ہی حاضر ہونا مومنین کا حضرت کے ساتھ سیاق عبارت سے بالبداہتہ مفہوم ہوتا ہے
اور عدم شمول بہی صریح ثابت ہے پس اس سے زیادہ کذب اور قرآن کے ساتھ صریح
تناقض کیا ہوسکتا ہے۔ اور نیز یہہ بہی جناب کو رسائل منطق سے معلوم ہوگا متصلہ لزومیہ
کلیہ کے صدق کے لئے واجب ہے کہ تمام مواد مین صدق ہو جب اوسکا صدق متحقق
ہوگا اور اسکے کذب کے لئے یہہ کچھ ضرور نہیں کہ جمیع مواد مین کذب متحقق ہو اوس وقت
قضیہ کاذب ہوگا بلکہ ایک ہی تقدیر پر اگر کذب ہو جائیگا۔ تو قضیہ کاذب ہوگا۔ پس یہہ

قضیہ کلیہ جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے ہرگز درست نہیں ہو سکتا چونکہ اونکی نزدیک اسکی
یہہ ہے دو مواد تہے کہ جہان اسکا تحقق تہا اسلیے اونہون نے حکم کلی فرمادیا اور یہہ اونکو
معلوم ہوا کہ اسکی جزئیات اور بہی ہین جہان یہہ حکم متحقق نہین ہے اگر کلیہ حکم کیا جاویگا
تو کاذب ہوگا۔ اور معلوم کیونکر ہو اگر کچھ قرآن سے تعلق ہو تو معلوم ہو کہ قرآن شریف
مین ذکر نزول سکینہ کا کہان کہان پر ہے پس اس موقع پر آیت غار کا ذکر کرنا بجای خود نہین
قولہ اور جیسا کہ جناب باری عز اسمہ نے اور جگہ فرمایا ہے فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی
رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یہان بہی اگر سوای رسول کے کسی اور کو نزول سکینہ مین شامل
کرنا منظور ہوتا تو فرماتا۔ کہ علیہ وعلی صاحبہ یا علیہما وغیرہ۔ اور جبکہ حق تعالے نے ایسا
نہین فرمایا تو جناب قاضی صاحب کا اعتراض نہایت درست وصحیح ہی **اقول**
اول خطا آپکی قاضی صاحب اور انکی اتباع کے یہہ ہے کہ اوس قضیہ کو جو پہلے مذکور ہوا
ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ کلیہ تسلیم کرلیا حالانکہ اوسکا کلیہ ہونا سراسر غلط تہا۔ دوسری خطا
یہہ ہوئی۔ کہ اوس قضیہ کو ایک محتمل مین متعین لکہا اور یہہ معنے بیان کیئے۔ کہ خدا تعالے نے
جہان رسول پر تسلی نازل کی اور وہان مومنین سے بہی کوئی ہمراہ تہا۔ تو وہان اوسکی نزول کو
سبکی شامل فرمایا حالانکہ یہہ تعیین غلط تہے کیونکہ اوس سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے
جہان تسلی مومنین پہ نازل فرمائی اور وہان رسول بہی تہے تو وہان اوسکی نزول کو
سب کے شامل کیا تیسری غلطی یہہ ہوئے کہ آیت غار مین اول تو اپنی خوش فہمی سے
یہہ سمجہہ لیا کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے ضمیر حضرت صلعم کیطرف راجع ہے اور پہر اس فاسد
بنا پر یہہ مقدمہ فاسدہ متفرع کیا کہ اگر کوئی رسول کے ہمراہ اہل ایمان سے ہوتا تو اوسکو
بہی شامل نزول ضرور کیا جاتا اور جب یہہ نہین کیا گیا تو ثابت ہوا کہ کوئی مومنین سے
آپکے ہمراہ نہین تہا تو معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق مومنین سے نہین تہے اور یہہ بالکل غلط
اور بنا فاسد علی الفاسد ہے۔ آپکا خصم یہہ کہتا ہے کہ آیت غار مین خدا تعالے نے نزول

سکینہ کا ذکر فرمایا اوسکا منزل علیہ صرف ابوبکر صدیق رضؓ ہے اور یہہ اوس تفصیل سے جیساکہ
خداوند تعالے نے سورہ فتح مین ارشاد فرمایا ھو الذی انزل السکینة فی قلوب المومنین
اور فانزل السکینة علیہم اور وہان نزول کو مومنین کے ساتھہ مخصوص فرمایا ہے
اور اونکی ساتھہ رسول کا ذکر نہین کیا ایسا ہی آیت غار مین بہی رسول کا ذکر نہین کیا اور سکینہ کو
مخصوص یار غار کے ساتھہ فرمایا - قطع نظر اس سے ہم بہی ایک قاعدہ کلیہ بمقابلہ قاعدہ
کلیہ آپکی قاضی صاحب کے لکھتے ہین - اور اہل انصاف سے انصاف کے خواہان ہین - وہی ہذا
خداوند تعالے جائیکہ نزول سکینہ بر رسول بیان فرمود ہرگز در ہیچ جا نزول آنرا
بر رسول بیان نہ فرمود - مگر آنکہ منزل علیہ یعنے رسول را بلفظ رسولہ کہ دال بر کمال بندگی
و تعظیم و نہایت علو تکریم است تعبیر فرمود لیکن جائیکہ نزول سکینہ بر مومنین بیان
فرمود - گاہی انہارا بلفظ مومنین تعبیر فرمود چنانچہ و علی المومنین و فی قلوب المومنین -
و گاہی بر ضمیر اکتفا فرمود - چنانچہ فانزل السکینة علیہم ارشاد شد پس اگر در آیت غار
بیان نزول سکینہ بر رسول منظور خداوندی بودی بر ضمیر اکتفا نرفتی بلکہ بلفظ رسولہ تعبیر
شدی و لیکن چون مقصود بیان نزول سکینہ بر ابوبکر صدیق بود و در آن گنجایش ضمیر
ہم بود لہذا بر ضمیر اکتفا رفت - خدا کے لیے ذرا انصاف کی آنکھین کہولکر دیکھین
کہ یہہ قاعدہ صحیح ہے یا وہ قاعدہ جو آپکے قاضی صاحب نے خلاف کتاب اللہ ایجاد
فرمایا ہے - بعد اسکی مثل آپکے قاضی صاحب کے ہم بہی کہہ سکتے ہین - و چون این سخن
گوش ناصبیان خواہند شنید باعث حیرت ایشان خواہد گردید و در حیلہ خلاصی از آن جان
ایشان بلب خواہد رسید - تو اب فرمائیے کہ ہمارا اعتراض صحیح و درست ہے یا آپکے
قاضی صاحب کا - **قولہ** اور شیعون نے یہہ امر بدلائل قاطع ثابت کردیا ہے
کہ علیہ کی ضمیر رسول ہی کی طرف پہرتی ہے نہ کسی غیر کے - **اقول** سبحان اللہ
آجتک حضرات شیعہ سے اپنا اصول مذہب تو دلائل قاطعہ سے ثابت ہو ہی نہین سکا

جو موقوف دلائل قاطعہ پر ہے اور مرجع ضمیر کا تو کیا دلائل قاطعہ سے ثابت کرینگے امامت کا
اصول دین مین سے ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت کرین ائمہ کی عصمت اور انکی انبیا پر تفضیلت وغیرہ جو
سب اصول دین مین سے ہین کسی پر کوئی دلیل قطعی بیان کی ہے۔ مگر یہہ ایسا دعوی ہے
جیساکہ آپکے سید مرتضی کا کہ وہ فروعات فقہ کی بنسبت بھی مدعی ہین کہ وہ قطعیات سے
ثابت ہین۔ حالانکہ جمہور علماء شیعہ نے انکے تکذیب کی ہے ایسا ہی آپ بہی دلائل قاطعہ سے
ثبوت کے مدعی ہین۔ پس ایسے لغو دعویکا جواب جنپر کوئی دلیل قائم نہو بجز سکوت کے
اور کچھ نہین۔ قولہ پس جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کا یہہ دعوے کہ چون
این سخن را گوش ناصبان شنید۔ الخ۔ نہایت ہی سچا اور بہت ہی ٹہیک ہے ورنہ
شیعوں کا دعوی اتنی مدت کا بدون جواب باقی نرہ جاتا۔ اگر حضرت مجیب کا حوصلہ ہے
تو اب جواب دین اقول جناب میر صاحب ایسے مہملات وخرافات کے جواب مین کسی
عاقل کو بھی تردد نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اہل سنت کو حیرانی ہو۔ ہان اگر جملہ باعث
حیرت الیشان گردید سے مراد لیجاوئے کہ اہل سنت کو اس معنے کر حیرت ہو کہ یہہ بات
بہی کیا اس قابل ہے کہ عقلا کے زبان سے نکلے اور کیا اس لایق ہے کہ اسپر ناز و افتخار
کیا جائے تو البتہ بجا ہے پہر بعد اسکے جو جملہ بطور دلیل کے تحریر فرمایا ہے ورنہ شیعون کا
یہہ دعوی الخ۔ اس قابل ہے کہ اہل عقل و انصاف اسپر آفرین کہین شاید یہہ بہی او نہیں
دلائل قاطعہ سے ہے جنکا ذکر اوپر فرمایا تہا حضرت اگر یہہ دعوی بالفرض بے جواب
باقی ہو تو کیا یہہ کچھ مستبعد ہے کہ بدیہی غلط اور واہی ہونیکی وجہ سے اسپر التفات نکیا ہو
رہا یہہ کہ ہماری فاضل مجیب اب ہم سے جواب کے خواہان ہین سو بحمد اللہ ہم اسکا
ابطال اس بحث مین بخوبی کر چکے اگر ہمت و جرائت ہے تو جواب دیدین اور اگر اس سے
تسلی خاطر نہو اور ہبی ہوس ہو تو اور بھی لیجئے وہ یہہ کہ قطع نظر اسکے غلط اور خلاف واقع اور
مخالف قرآن ہونیکی یہہ دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور اصل سے اسکی بنیاد ہی غلط ہے

کیونکہ اگر بالفرض ہم اپنے مجیب کے خاطر سے تسلیم کرلین کہ اس عبارت کا مطلب یہہ ہی ہے کہ جب خدا نے رسول پر نازل کی اور وہان مومنین سے بہی کوئی ہمراہ تہا تو سب کے شامل کی اور حضرت کو منفرد نہین کیا اور یہہ سوائے دو جگہ کے واقع نہین ہوا تو اس سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ خداوند تعالے پر یہہ قاعدہ واجب ہوگیا اور کہین اسکے خلاف نہین فرمائیگا سراسر واہیات اور خرافات ہے کیونکہ اسکو لزوم پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین دلالت کرتی یہہ محض جناب قاضی صاحب کے وساوس تخیلات ہین جو مادہ سوداوی سے ناشی ہوئی ہین اگر کوئی دلیل اسپر دلالت کرتی ہہی تو اول اسکے لزوم پر قاضی صاحب ہی بیان فرماتے خیر انہوں نے نہین بیان فرمائی تو اب اگر کچھ حوصلہ ہے تو آپ ثابت کیجیے۔ اور کوئی دلیل لائی اور یون ہی ایک دعوی بلا دلیل پر افتخار و ناز فرمانا شان عقلا نہین ہے اور عجب ہے کہ ہم تسلیم کرلین کہ جو مطلب ہماری مجیب صاحب نے اپنے قاضی صاحب کی عبارت سے ایجاد فرمایا ہے صحیح ہی ورنہ فی الحقیقت یہہ ہی غلط ہے چنانچہ ہم ابحاث گزشتہ میں اسکے بطلان کو بخوبی ثابت کرائی ہین پس جسطرح دل چاہے ہمسے گفتگو کرلین ہم ہر طرح تحریراً تقریراً حاضر ہین **قولہ** الکایہ فرمانا کہ تعصب مین آکر کیسا بے اصل دعوی مخالف قرآن شریف کے فرمایا ہے بجائے خود نہین۔ بلکہ آپ نے جوش تعصب مین آکر ایسا لکھا ہے اور اس سے بڑہکر جوش تعصب اور کیا ہوگا کہ بدون سمجھے عبارت نقل کردی اقول اہل عقل و انصاف سمجھ سکتے ہین کہ آپکے قاضی صاحب نے جوش تعصب میں آکر مخالف قرآن شریف کے دعوی کیا یا ہمنے جوش تعصب سے اس دعوی کے نسبت ایسا کہا اور یہہ بہی معلوم کرسکتے ہین کہ ہمنے بدون سمجھے عبارت نقل کی ہی یا آپنے بے سمجھے عبارت کی توجیہہ فرمائی۔ ہم کچھ نہین کہتے بجز اسکے کہ کسیکی سامنے اہل انصاف مین سے یہہ عبارت رکہہ دیجیے اور تماشا دیکھ لیجیے **قولہ** حضرت قاضی صاحب ہرگز جوش تعصب مین نہین آئے اور نہ بے اصل دعوی معاذ اللہ مخالف قرآن شریف فرمایا۔ بلکہ ایک امر واقعی مدلل بآیات قرانی بیان کیا ہے آپکا جناب قاضی صاحب کی نسبت ایسا فرمانا دعوی بے دلیل سے

اگر آپ اس اپنے دعوی میں سچے ہیں تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے اور حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمۃ
کی اس دعوے کو رد فرمائیے - اور کوئی آیت قرآنی یا حدیث اپنی ہی کتب معتبرہ سے ایسی
نقل فرمائیے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ جل شانہ نے تسلی نازل فرمائی ہو
اور رسول کے ہمراہ مومنین بھی ہوں تو فقط رسول ہی پر نازل فرمائی ہو اور مومنین کو شامل
نفرمایا ہو - **اقول** ہم بدلائل ثابت کر چکے ہیں کہ آپکے قاضی صاحب کا دعوی خلاف
واقع مخالف قرآن محض جوش تعصب سے تراشی ہے اور اسکو بخوبی رد کر دیا ہے آپ ملاحظہ
فرمائیں ابطال کے واسطے یہہ کچھہ ضرور نہیں کہ ایک ہی طرح پر کیا جاوے - ہاں جب آپ
اس دعوی کو واضح اور مدلل بآیات قرآنی تصور فرماتے ہیں تو امید ہے کہ ہماری دعوی کو
بھی واضح اور مدلل بآیات قرآنی سمجھینگے اور اگر آپکو اسمیں کلام ہو تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے
اور ثابت کیجئے کہ خدا تعالے نے کہیں رسول پر سکینہ نازل کی ہو اور لفظ رسولہ سے تعبیر نفرمایا
ہو اور صرف ضمیر پر اکتفا فرمایا ہو **قولہ** یہہ حضرات اہلسنت کی ہی جرأت ہے کہ بے اصل
دعوی کرتے ہیں اور فخر فرماتے ہیں کمال دلیری اور بے باکی یہہ ہے کہ جو عبارت سندا نقل کرتے
ہیں اوسکا خلاصہ مضمون اپنی طبعیت سے مخالف عبارت منقولہ کے تراشتے ہیں اور صبا ناز و
افتخار اس اپنی ہی تراشی ہوئی مضمون کو رد کرتے ہیں نہ خدا اور رسول سے ڈرتے ہیں نہ اسکی
شرم کرتے ہیں کہ دیکھنے والا جسکو خدا نے کچھہ بھی عقل عطا فرمائی ہوگی کیا طعن کا یہہ حال ہی
ان حضرات کا فاعتبروا یا اولی الایمان - آپکے مہدی صاحب نے جو اس خلاصہ کے رد میں
لکھا ہے چونکہ خلاصہ ہی صحیح نہیں کیا تو سب بنا فاسد علی الفاسد ہے **اقول** ایسے
کذبات اور خرافات کا جواب بس یہہ ہے کہ بقول شاعر - ع دروغی را جزا باشد دروغی
ہم کہیں کہ آپ سچ فرماتے ہیں - باقی آپکے مہذب کلمات کا جواب ہم کچھہ نہیں دیتے
قال الفاضل المجیب - قولہ - قولہ ہمارے مقابلہ میں جو عبارت تحریر فرماوین الخ جناب
مخاطب کا اس سے مقصود صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتے ہیں حضرات شیعہ کی

کتب نایاب ہین بڑے بڑے شہرونمین بہی دستیاب نہین ہوتی اور اگر کہین حضرات شیعہ کے
ہان ہین تو اہلسنت کو اونتک دسترس اور اونکا حصول ممکن نہین چنانچہ ایک شخص حضرات شیعہ
مین سے میری بہی عنایت فرما ہین اگر مین یا کوئی اہلسنت جسمین احتمال مناظرہ دانی کا ہو
اونکی مذہب کی کتاب اونسے طلب کرتا ہے تو وہ یہہ چرا جاتے مین - حالانکہ ہماری ہر قسم کے
کتابین اونکی استعمال مین رہتی ہین تو جناب مخاطب نے خیال کیا کہ نہ اصل کتاب ہاتہہ آئیگی
نہ استدلال صحیح تصور ہوگا اور بلا وقت میدان مناظرہ ہاتہہ آئیگا اسلیے وراصلح رائی ہو
کہ آپنے تحریر فرمایا کہ تحفہ وغیرہ مین بعض حوالے درست نہین تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض
حوالے بلکہ اکثر درست ہین تو جسوقت استدلال مین وہ حوالے مذکور ہون جو درست نہین اونکی
نسبت صاف کہنا چاہیے کہ یہہ حوالہ درست نہین کیونکہ جو عبارت کسی کتاب سے نقل ہوگی
تو بحوالہ اسی کتاب کے نقل ہوگی ہان اصل کتاب سے اوسکا اثبات اوسوقت ضروری ہوگا جسوقت
آپ صاف انکار فرماوین گے - اور یہہ کہین گے کہ یہہ روایت ہماری یہان نہین ہے - اقول
حضرت مجیب نے جو کچھہ اس قول مین فرمایا ہے عام اہلسنت یہہ ہی بے اصل دعوی کرتے ہین
اگر یہہ بات درست ہوتی کہ کتب شیعہ نایاب ہین تو آپکی خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین نے جو
حوالے نقل فرمائی ہین وہ کہانسے نقل فرمائی ہین - بلکہ واقعی امر یہہ ہے کہ اہلسنت ہماری
کتابونکا دیکھنا اور خریدنا اور اپنے گہر مین رکہنا گناہ سمجہتے ہین ورنہ ہر قسم کی کتب شیعہ چہپکر
شایع ہوگئی ہین اگر جناب مجیب کو شوق کتب بینی کا ہے تو ارشاد فرمائین کہ فہرست کتب
مع نشان مقام وغیرہ ارسال خدمت ہو قیمت بہیجکر طلب فرماوین اور اس اپنے اصل دعوی سے
باز آوین - یقول العبد الفقیر الی مولاه الغنی - اگرچہ اس قول مین کوئی امر
قابل بحث وجواب نہ تہا تاہم اسقدر گذارش ضرور ہے کہ اگر آپکی کتب عنقا نایاب نہین ہین اور
ہر جگہ ملتی ہین اور چہپکر شائع ہوگئی ہین تو یہہ فرمائی کہ قطع نظر اور کتابونسے آپکا قرآن جو جناب
امیر نے تالیف وجمع فرمایا اور ائمہ کے پاس یکی بعد دیگرے متوارث چلا آیا - اور آخر کو

غار سر من رای مین امام زمان کے ساتھہ مختفی ہوا کوئی دفعہ کسیوقت چھپکر شائع ہوا ہے یا یہہ محض
جھوٹے دہکوسلے ہین نہ کوئی قرآن علاوہ موجود کے جمع و تالیف ہوا نہ ائمہ کے پاس متوارث
آکر غار سر من رای مین مختفی ہوا علاوہ ازینکی اصول اربعہ کتنی دفعہ چھپکر شائع ہوچکی ہین۔ پس
اسی سے شیوع کتب معلوم ہوجائیگا۔ ہند مین کلینی ابہی صرف نولکشور نے چھاپی ہے۔ تہذیب
استبصار من لایحضر ہماری دانست مین ہندوستان مین تو چہپی نہین ایران کی ہمکو خبر نہین۔ پس جب
اصول کا یہہ حال ہے تو نوادر علوم کی کتابونکا کیا حال ہوگا۔ اور اگر چند کتابین جو جوابات اہلسنت مین
تالیف ہوئی وہ چھپ گئے تو انکی شیوع سے یہہ نہین کہا جاسکتا کہ کتب مذہبیہ کا شیوع ہے
اور نیز اگر اہلسنت مین سے دو چار کو کسی وجہ سے آپکی کتابین بہم پہونچ گئی تو یہہ بہی دلیل
شیوع کی نہین ہوسکتی۔ آپکی کتابون کے دیکہنے کا شوق اسوقت تک ہی جبتک کہ آپ سے
مناظرہ ہے سو اسکی لئی کسیقدر کتابین جمع بہی کی ہین اور کسیقدر جمع کرنیکا ارادہ بہی ہے بشرطیکہ
آپنے یہہ سلسلہ جاری رکہا پس اس عنایت کا شکر گذار ہون جو رسال فہرست کی بابت تحریر فرمایا
اور گذارش کرتا ہون کہ اگر مطبع جعفری اور ملک الکتاب اصفہانی کے علاوہ کوئی اور فہرست ہو تو البتہ
عنایت فرمادین۔ متاخرین کے تصانیف مین سے آپکے قبلہ و کعبہ مجتہد صاحب کے عماد الاسلام
ذوالفقار و حسام وغیرہ کا خیال ہے اور کتب متقدمین سے رسائل فضل بن شاذان و نسخہ سلیم
بن قیس ہلالی وغیرہ دیکہنے کو دل چاہتا ہے اگر آپکو یہہ سلسلہ جاری رکہنا منظور ہو ورنہ کچہہ ضرورت
نہین کیونکہ اپنے مذہب کی صحت اور آپکے مذہب کے فساد مین کچہہ شک و شبہہ نہین ہے جو کسی
امر کی تحقیق کی ضرورت ہو۔ **قولہ** یہہ حکایت جو لکہی ہے شاید صحیح ہو مگر یہہ کیا ضرور ہے
کہ وہ اسی غرض سے جو حضرت مجیب سمجہی ہین نہ دیتی ہون شاید کوئی اور غرض ہو۔ جیسا کہ اسی
شہر مین ایک سید صاحب ہین اور انکے پاس دو ایک کتب احادیث ہین وہ ہمکو بہی گہر لیجانیکو
نہین دیتے اور یہہ عذر کرتے ہین کہ میری چند کتابین نہایت عمدہ جو شوق سے خریدی تہین
بعض حضرات لیگئے اور پہر واپس نہ دین جب سے مین نے عہد کرلیا ہے کہ خواہ کوئی مانگے مین کتاب

ہرگز نہ دونگا ہان میرے مکان پر آکر جو شخص چاہے خواہ سنی ہو خواہ شیعہ مطالعہ کرے یا عبارت نقل کرے بجائی بلکہ حقہ پانی وغیرہ کی خدمت کرونگا تو کیون نہین جائز ہے کہ وہ صاحب بھی جنکا ذکر حضرت مجیب نے کیا ہے اس خیال یا مثل اسکی کسی اور سبب سے نہ دیتے ہون - **اقول** چونکہ اس جواب کی تحریر مین ایک کتاب سے جو ہمکو اپنے عنایت فرما سے ملی بہت مدد پہونچی لہذا اسکو ہم بکمال شکر گذاری کے ساتھہ لکھتے ہین اور اسیواسطے ہم اپنے فاضل مجیب کے احتمالات کا جواب جو بمقتضاء ع ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ ناشی ہوئی ہین ہم کچہہ جواب نہین لکھتے **قوله** معہذا فن مناظرہ کی اصول مین یہہ داخل نہین کہ اپنی کتاب بھی مخالف کو دینی لازم ہے مخالف کا فرض ہے کہ جسطرح ممکن ہو خود یہہ سامان بہم پہونچاے **اقول** بہت درست ہے کہ ہم بھی اسکا انکار نہین کرتے - لیکن یہہ جب ہے کہ تحقیق حق مدنظر نہو اور جب تحقیق حق منظور ہو جیسا کہ آپ مدعی ہین تو پھر یہہ غلط ہے چنانچہ ظاہر ہے **قوله** ہمری اصلی غرض جو حضرت سمجھتے ہین وہ ہرگز نہ تھی بلکہ صرف مطلب یہہ تھا کہ اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو اوسکی رد و بدل مین وقت ضایع ہو **اقول** اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو رد و بدل کیا اصل کتاب مین جب نہ پایا تو کہدیا کہ یہہ حوالہ غلط ہے خصم یا اوسکو ثابت کریگا ورنہ غلطی تسلیم کریگا لیکن تغلیط بھی یا صرف اجمالی طور پر ہوتی ہے کہ بدون اصل کتاب سے مطابق کیے قرائن پر لحاظ کرکے تغلیط کردی اور یہہ تغلیط ایسی ہے کہ اسمین خود رد و بدل کی گنجائش ہے یا یہہ کہ قطعی طور پر ہوتی ہے کہ اصل کتاب سے خوب مطابق کرکے جب نہ پایا تو تغلیط کردی چنانچہ ہمنے لفظ سقیمۃ العرب کی تغلیط کی ہے تو ایسیہ تغلیط قابل اعتبار ہے اور اسمین رد و بدل کچہہ نہین ہو سکتا ہے **قوله** میدان مناظرہ بفضل الٰہی ہر طرح ہمارے ہاتھہ ہے خواہ آپ تحفہ وغیرہ سے عبارت نقل فرمائی خواہ خود دیکھکر لکھیے **اقول** باطلست آنچہ مدعی گوید - **قوله** معہذا ہم منصف ہین آپکا یہ فرمانا کہ جسوقت اسنہ لال مین حوالے مذکور ہون جو درست نہین - الخ - بہت درست ہے اور ہم بسر و چشم قبول کرتے ہین بلکہ اس لکھنے سے یہہ بھی غرض تھی کہ آپ اس امر کا اقرار کرین

اقول - ع - عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست - اگر یہ مسیح ہی اگر آدمی ہزار جگہ اپنے مذہب کی حمایت کے لیے حق پوشی اور ہٹ دھرمی کرے اور ایک جگہ حق قبول کرلے تو اوسکو منصف نہین کہا جا سکتا - بہرکیف واجبی امر کی تسلیم مین ہمکو کچھہ چون وچرا نہین ہے قال الفاضل المجیب قولہ - قول صاحب تحفہ وغیرہ کے حوالہ درست نہین - الخ جن حضرات کے تحقیقات کے اعتماد پر جناب مخاطب کو باین طمطراق افتخار و ناز ہے تحقیقات عند التحقیق خود غلط ہین - اقول - اسکے جواب مین نہایت ادب سے اپنا یہہ ہی مقولہ ہم ہی عرض کرتے ہین چنانچہ جناب قاضی صاحب نوراللہ مرقدہ کی نسبت دعوی تعصب و تخالف قرآن شریف کے بیان مین کسیقدر سابق مین بیان ہوچکا ہے اگر حضرت مجیب ہی انصاف فرمائنگی تو سمجھہ جائنگے کہ جن تحقیقات کو ہماری حضرت بصد افتخار و ناز بعد بیدا تحریر فرماتے ہین وہ تحقیقات ہی واقعہ مین بجای خود نہین اور ہماری علمار کرام رضوان اللہ علیہم نے جو تحریر فرمایا نہایت بجا و درست ہی - اب اس تحقیق کا حال ہی جو مجیب نے بصد ناز لکھی ہے ظاہر ہوا جاتا ہے انصاف شرط ہے یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی قاضی نوراللہ صاحب کی تخالف کا حال محقق ہوچکا باقی تحقیقات کا حال بہی معلوم ہو جائیگا اور یہہ کیا اصول مذہب کے تحقیقات کا حال معلوم ہوچکا مگر افسوس اسکا ہے کہ ہماری فاضل مجیب صرف حکم ہی فرماتے ہین کہ تحقیقات علمار کو بنظر انصاف دیکھین اور خود بدولت اسپر عمل نہین فرماتے - سننے تو حکم سامی کی تعمیل کی - اور دعا یہہ ہے کہ خداوندتعالے آپکو بہی توفیق عطا فرماوی - قال الفاضل المجیب - قولہ مشتی نمونہ خروار ہدیۂ نذر مین خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین عبارت نہج البلاغت سی جو حضرت ابوبکر کی مدح مین جناب امیر نے فرمائی ہے استدلال کرکے علمار شیعہ کیطرف سی جواب نقل کیئے ہین منجملہ اونکی فرمایا ہستہ - عمدۂ آن توجیہات نزد ایشان آنست کہ آنجناب گاہ گاہ اوصاف و مدائح شیخین - الخ - اسکے جواب مین علامہ کنتوری نے لکھا ہے کہ این ادعا کذب محض ست احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی می افتاد کہ کتب شیعہ

بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود چون لفظ ابوبکر در کتب شیعه موجود نیست ایشان را احتیاج بہیچ یک از توجیہات نیست ۔ اقول ۔ حضرت آپکے خاتم المحدثین اس مقام پر ابتدا ہی سے راہ خلاف واقع کو چلی ہین اور دعوی کیا ہے کہ ہم نہج البلاغت سے نقل کرتے ہین اور جو عبارت نقل کی ہی اوسمین انہر حرف سے بجای للہ بلاد فلان للہ بلاد ابی بکر نقل کیا ہے حالانکہ کتاب مذکور مین بلکہ کسی روایت شیعہ مین بجای لفظ فلان لفظ ابی بکر نہین ہے طرفہ یہہ کہ پہر خود اقرار کرتے ہین کہ نہج البلاغت مین لفظ فلان ہے لیکن سید علیہ الرحمۃ نے تحریف کیا ہے چنانچہ تحفہ کی عبارت بجنسہ نقل کرتے ہین وہو ہذہ ومنہا ما اوردہ الرضی ایضاً فی نہج البلاغۃ عن امیر المومنین انہ قال للہ بلاد ابی بکر لقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنۃ وخلف البدعۃ ذہب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرہا وسبق شرہا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکہم فی طرق متشعبۃ لایہتدی فیہا الضال ولا یستیقن المہتدی ۔ درین عبارت جناب امیر صاحب نہج البلاغت کہ شریف رضی ست برای حفظ مذہب خود تصرف کردہ لفظ ابوبکر را حذف نمودہ وبجای او لفظ فلان آوردہ تا اہلسنت تمسک نتوانند نمود الخ ۔ ہم کہتے ہین کہ اگر آپکے خاتم المحدثین سچے تہے تو پہلی لفظ فلان نہج البلاغت سے نقل کرتے اور لفظ فلان کی تحریف بابی بکر نکرتے پہر جو چاہتے فرماتے اب اونکی تحریف تو خود اونکی ہی زبان سے ثابت ہو گئی ۔ جناب سید علیہ الرحمۃ کی تحریف پس حسب داب مناظرہ اگر کسی کتاب شیعہ سے اس روایت مین لفظ ابی بکر نقل کرتے اور پہر نقل جناب سید علیہ الرحمۃ اسی کتاب سے ثابت کرتے اوسوقت البتہ تحریف جناب سید ثابت ہو لیتی واذ لیس فلیس ۔ اور چونکہ حضرت خاتم المحدثین مدعی تحریف ہین تو اونکو اثبات اپنے دعوی کا لازم تہا اور ہمکو محض منع کافی ہے کما تقرر فی علم المناظرہ ۔ یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ۔ اہل دانش وانصاف سے التماس ہے کہ للہ ذرا متوجہ ہو کر اس بحث کو شین اور علامہ کنتوری اور اونکی اولیاء و توابع کا بہ تیہہ نظم و بایہ انصاف ملاحظہ فرمائین ۔ کہ اول حضرت کنتوری نے مقلد تبحر علمی اور تدین تمام فرمایا اور بعد اوسکے اونکی توابع مقلد کیسا دیانت وانصاف کا خون کر رہے ہین

ہمنے اون علما شیعہ کی تحقیقات کے تغلیط مین جنہون نے تحفہ کے جوابات لکھے ہین بطور تمثیل
علامہ کنتوری کے تحقیق پیش کی ہتی جس سے حوالہ کا ہی غلط ہونا ثابت تہا خلاصہ اوسکا یہہ
تہا کہ جو جوابات خطبہ للہ بلاد فلان کی شیعہ کیطرف سے تحفہ مین نقل ہوئی ہین اونمین صاحب تحفہ
رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے عمدہ آن توجیہات نزد ایشان آنست کہ آنجناب گاہ گاہ اوصاف
ومدائح شیخین بنا بر استجلاب قلوب ناس الخ اسکے جواب مین علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا کہ این
ادعا کذب محض ست الخ اب اس دعوی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت کنتوری
صاحب کے جواب سے صاف واضح ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدعی ہین کہ یہہ توجیہات
حضرات شیعہ کرتے ہین اور علامہ کنتوری اس حوالہ کی تکذیب کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ شاہ صاحب
کا یہہ دعوی اور یہہ حوالہ کذب محض ہے نہ شیعہ نے یہہ توجیہات کی اور نہ اونکو ان توجیہات
کی حاجت اور کہین فرماتے ہین۔ ان ہذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام
شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر ست یا عمر اور کہین فرماتے ہین ثبت العرش ثم انقش۔ اول
این معنے باثبات باید رسانید کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست بعد از آن باین
اوصاف اثبات فضل ابوبکر باید نمود۔ اور کسی قول کے جواب مین لکہتے ہین ہیچیک از امامیہ این
توجیہ نکردہ۔ غرض اس تمام بحث سے واضح ہے کہ علامہ کنتوری نہایت غلو کے ساتہہ حضرت
خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالونکی تغلیط و تکذیب فرما رہے ہین کہ یہہ امور جو صاحب تحفہ
شیعہ کے طرف منسوب کرتے ہین محض کذب و دروغ ہے۔ ہمنے اوسپر آیات بینات سے نقلا عن
ازالۃ الغین عرض کیا کہ حضرات شیعہ کی تحقیقات کا حال یہہ ہے کہ رجما بالغیب حوالونکا انکار
کرتے ہین حالانکہ وہ سب امور اونکی کتب معتبرہ مین موجود ہین چنانچہ وہ سب امور جنکا انکار
بڑی شد و مد سے آپکے علامہ کنتوری صاحب فرما رہے تہے وہ سب فاضل فہیم کمال الدین
ابن میثم بحرانی کی شرح مین موجود ہین۔ پس اس سے صریح ثابت ہوا کہ شاہ صاحب اپنی
حوالونمین سچے تہے اور آپکی علامہ کنتوری اونکی تکذیب مین کاذب۔ اب ہم اہل انصاف کو

اونکی انصاف کی قسم دیکر پوچہتے ہین۔ ہمارے فاضل مجیب کے تمام تقریر متعلقہ کو ملاحظہ کرکے
فرماوین کہ اونہون نے اپنے علامہ کنتوری کیطرف سے کیا جواب دیا اور اس الزام کو اون پر سے
کیونکر رفع کیا اور کیونکر ثابت کیا کہ حضرت شاہصاحب کا ان امور کو شیعہ کی طرف منسوب
کرنا کذب ہی فرمایا تو یہہ فرمایا کہ علامہ ابن میثم کا اپنی شرح مین یہہ امور ذکر کرنا بطور تنزل
بلکہ بطور استہزا و تمسخر کے ہے معلوم نہین کہ حضرت مجیب کا یہہ فرمانا بطور تمسخر ہے یا واقعی
اجی حضرت میر صاحب آپنے تو اپنے تمام دین کو ہی تمسخر بنا دیا اور دائرہ بحث کا اپنی اوپر
تنگ کردیا۔ آپکے خصم نے آپسے ہی سیکہہ کر آپکے اوپر جہات ستہ کو مسدود کردیا ائمہ سے
جو کچہہ روایت کرتے ہین۔ غالباً سب تمسخر خم غدیر کا خطبہ اور تمام وصیتین سب تمسخر کو محتمل ہین
ہم ہمیشہ آیت وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا کے معنے سوچا کرتے تھے سو آج آپکی بدولت
یہہ عقدہ حل ہوا۔ اور خوب سمجہہ مین آگیا کہ دین کے ساتہہ استہزا اسطرح ہوتا ہی مگر تعجب یہہ ہے
کہ علامہ کنتوری کو یہہ توجیہہ نسوجہی اور اونسے عام طور پر انکار کردیا کہ چون ابوبکر در کتب شیعہ موجود
نیست۔ اگر اونکو یہہ توجیہہ سوجہتے تو صاف انکار نفرماتے اور یہہ روز سیاہ جو آج اونکو اور
اونکی اتباع کو دیکہنا پڑا دیکہنا نصیب نہوتا۔ بہرکیف جب یہہ امور کتب شیعہ مین موجود ہین
خواہ بطور تمسخر و استہزا ہین یا واقعی تو اب حضرت شاہ صاحب کا اونکو شیعہ کیطرف منسوب
کرنا صحیح ہوا اور علامہ کنتوری کی تکذیب اونہین کیطرف اولٹی پہرے اور تمسخر و استہزا نے
بجز تمسخر اپنے کچہہ سود نہ دیا رہا یہہ امر کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوی بہا ہی
کہ علامہ رضی نے اس خطبہ مین تحریف کی ہی کہ لفظ ابوبکر کا تہا اوسکی جگہ لفظ فلان بنا دیا ہے
اگرچہ یہہ مانحن فیہ سے علیحدہ تہا کیونکہ ہمارا مقصود صرف حوالہ کے تکذیب کی بابت بحث تہی
نہ بابت اثبات تحریف لیکن چونکہ فاضل مجیب نے اپنا مخلص سمجہکر اسکو چہیڑا ہے تو اسکا
بہی ثبوت لیجیے۔ علامہ متبحر ابن میثم کے اقرار سے ثابت ہی کہ ان اوصاف کا موصوف
اور ان مدائح کا ممدوح ابوبکر ہین یا عمر اور ظاہر ہے کہ یہہ تعریف و توصیف جناب امیر نے

مجمع عام مین فرمائے ہین کہ جہان صدہا آدمی فضیلت شیخین کے معتقد تھے تو ایسی موقع مین نام کو
کنایہ کرنا فہم مین نہین آتا۔ کیونکہ ایسی موقع مین اگر برا کہتے تو نفقیۃً نام سے کنایہ کرنی کی
ضرورت ہوتی اور جب مدح وثنا فرمارہے ہین تو نام سے کنایہ کرنیکی کیا ضرورت ہر شخص
جسکو تہوڑی سے بہی کلام کی فہم ہوگی اور ذوق سلیم ہوگا وہ سمجہ لیگا کہ ایسی موقع تعریف مین جہان
کسیکی اسقدر مبالغہ سے تعریف کرنے مقصود ہو اور ایسی لوگون مین جہان نام لینے مین کسی
قسم کا خوف نہو بلکہ نام لینے سی زیادہ مطلب برآری ہوتی ہو استجلاب قلوب زیادہ حاصل
ہوتا ہو تو ایسے وقت ممدوح کے نام سے لفظ فلان کے ساتہہ کنایہ کرنا تمام کلام کو سراسر
لغو اور مہمل کردیگا۔ اور آپنے اور جگہ بہی مدح وتعریف فرمائی چنانچہ ابن میثم نے اپنی لبیر
شرح مین لکہا ہے۔ ونعم ہے ان مکانہما فی الاسلام لعظیم الخ چنانچہ
ہم سابق مین بیان کرآئے ہین۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیر نے بیشک ممدوح کا
نام لیکر توصیف فرمائی ہے لیکن پیچہے اسمین تصرف ہوا ہے۔ اب رہا یہہ کہ کسی تصرف
کیا سو احتمال یہہ بہی ہے کہ یہہ شیخ رضی سے ادہر ہوا ہو۔ اور غالب یہہ ہے کہ یہہ کام حضرت رضی کا
ہی۔ کیونکہ اس بزرگ نے بہت خطبون مین تصرف کیا ہے اور چالاکی فرمائی ہے چنانچہ
ابن میثم نے تنگ ہوکر کہین اوسکو خبط سی تعبیر کیا ہے اور کہا ھذا خبط عجیب من
السید کہین اونکی عادت فرمائی پس جب عموماً آپکی سید رضی صاحب کی یہہ عادت ہی
تو ایسے موقع مین جو خاص اونکی مذہب کے لیے وبال اور نکال ہے کیون چوکے ہونگے
تو غالب بلکہ قریب یقین کے یہہ ہی ہے کہ یہہ تصرف اور تحریف آپکے سید رضی صاحب کا
ہی کام ہے اور حضرت علامہ دہلوی کا تحریر فرمانا کہ شریف رضی نے تصرف کیا سہی صحیح ہے
رہا یہہ کہ حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف آپ تحریف کا الزام لگاتی ہین
سو یہہ آپکے اور آپکے اون اکابر کے جنہون نے یہہ اعتراض کیا ہے کمال ہی خوش
فہمی اور دانشمندی ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلام مرتضوی کے

نقل کے بعد صاف طور پر فرمایا ہے کہ اس عبارت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابو بکر تھا مگر شریف رضی نے
تحریف کر کے بجای لفظ ابو بکر کے لفظ فلان لکھدیا تا کہ امر مبہم ہو جا ئے اور استدلال نہو سکی تو
اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس خطبہ کی عبارت مین لفظ ابو بکر نہین ہے۔ لیکن لفظ
ابو بکر بجای لفظ فلان کے اسلیے لکھدیا ہے کہ اکابر امامیہ نے شروح نہج البلاغت
مین ابو بکر صدیق کے نام کو ترجیح دی ہے پس جو شخص کہ خود بصراحۃ کہتا ہی کہ اس خطبہ مین
لفظ فلان ہے لیکن ہمنے لفظ ابو بکر جو بیان شروح سے راجح ہے بطور الزام شیعہ اور
مناسبت باب کے لکھہ دیا ہے تو اسکو تحریف کہنا البتہ انکا اور انکے اکابر کا ہی کام ہے معہذا
جب دلائل سے یہہ ہی ثابت ہی کہ علامہ رضی نے اسمین تحریف فرمائی ہے اور اصل خطبہ مین
یا لفظ ابو بکر ہو گا یا عمر اور محض شراح کے اقوال سے ترجیح ابو بکر کے نام کو ثابت ہوتی ہے
تو جب تصریح اس امر کی کردیجاوی کہ رضی نے لفظ فلان نقل کیا اور اصل خطبہ مین باستناد
اسکے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اصل لفظ ابو بکر ہی یا عمر بعض شراح کی ترجیح کی وجہ سے ابو بکر کا
لفظ لکھدیا جاوے تو اسکو کوئی عاقل تحریف نہین کہیگا۔ علامہ کنتوری نے بجواب اس قول
کے حیا کو کار فرمایا۔ اور دعوی تحریف کا حضرت شاہ صاحب کی طرف نسبت نہین کیا
لیکن انکی خوش فہمی یہہ ہے کہ وہ اس قول مین تناقض شاہ صاحب کی طرف نسبت کرتے
ہین اور یہہ ہی سراسر لغو ہے اسی جواب سے اسکا بہی استیصال ہو جاتا ہے ہمکو بیان تطویل
کی حاجت نہین۔ **قولہ** لیکن با اینہمہ ہم انکی اس قول کی تکذیب انکی ایک بڑے عالم
کی کتاب سے ثابت کئے دیتے ہین۔ صاحب جامع الاصول ابن اثیر کہ معتبرین علماء اہلسنت سے
ہین کتاب نہایہ مین لکھتے ہین و منہ حدیث علی للہ بلاد فلان لقد قوم الاود الخ
اگر کسی کتاب اہلسنت مین بجای لفظ فلان کے لفظ ابو بکر ہوتا تو ابن اثیر کیون لکھتے کہ حدیث
علی مین بلاد فلان ہے بلکہ لکھتے کہ بلاد ابو بکر ہے جیسے جای کتب شیعہ ۱ **اقول** واضح ہو
کہ علماء اہلسنت نے حل لغات حدیث مین مختلف طور پر کتابین لکھی ہین۔ چنانچہ بعض نے خاص

احادیث بخاری کے حل لغات مین کتاب لکھی اور بعض نے خاص صحیح مسلم کے متعلق اور بعض نے دونو صحیحین کے لغات کو لیا اور بعض نے لغات صحاح ستہ کو جمع کیا۔ اور بعض مصنفین نے بلا امتیاز صحاح و ضعاف و روایات اہل وفاق و خلاف کی مطلق لغت حدیث کو لیا چنانچہ صاحب نہایہ نے بھی التزام روایات صحیحہ نہین کیا اسیواسطے بہت روایات ضعاف و اہل خلاف کو متضمن ہے۔ پس نہایہ کی نقل سے استدلال صحیح نہین ہے اور اگر ایسی کتب لغات سے استدلال صحیح ہو تو بہت سی روایات مناقض مذہب شیعہ و موافق مذہب اہل حق کتاب مجمع البحرین مین موجود ہین اونسے بھی استدلال صحیح ہوگا اور اونکا یہہ جواب دینا کہ یہہ کتاب لغت کی ہے اور صحت و عدم صحت روایات سے اسکو تعلق نہین تو اسلیے استدلال صحیح نہین صحیح نہوگا۔ چنانچہ بعض روایات بطور نمونہ منتہی الکلام مین خاتم المحدثین نے ذکر فرمائی ہین۔ اور چونکہ ان امور کے اعتدار اہلسنت کی طرف سے نہین ہے تو اونکا عذر قابل قبول ہوگا اور انکا استدلال احادیث مجمع البحرین سے بمثل خود کردہ را درمانی نیست صحیح و معتبر سمجھا جائیگا **قوله** پس جناب مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست نہایت صحیح و درست ہی اور آپکے خاتم المحدثین کا دعوی تحریف محض خلاف ثابت ہوا الحمد للہ علی ذلک اور جب ثابت ہوا کہ لفظ ابوبکر کتب شیعہ مین نہین ہے تو ان توجیہات کی شیعونکو ضرورت نہین **اقول** جناب میر صاحب یہہ آپکی اور آپکے علامہ کنتوری کی فاحش غلطی ہے۔ کیونکہ یہہ کہنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست اس کیا مراد ہے اگر یہہ مراد ہے کہ کتب شیعہ مین بطور بیان مراد کی لفظ ابوبکر نہین تو صریح کذب ہے کیونکہ علامہ ابن میثم نے جب لکھا ہے تو اوسکا اپنی شرح مین لکھنا صریح اسکا مکذب ہے کیونکہ وہ عالم شیعی امامی اثنا عشری ہے اور علامہ کنتوری کی جہل یا تجاہل کا اسقدر ہمکو افسوس نہین ہے کہ اسمین احتمال ہے علامہ نے شرح ابن میثم نہ دیکھی ہوگی مگر تعجب تو یہہ ہے کہ [illegible] معلوم کرچکی کہ شروح ابن میثم کبیر و صغیر مین یہہ لفظ موجود ہے

پھر فرماتے ہین کہ علامہ کنتوری کا لکھنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست صحیح اور درست ہی اور کمال
دین و دیانت و حیا و شرم سے کام لیتے ہین - اور اگر لفظ کتب سے روایات مراد ہے یا یہ معنی
کہ اس کلام جناب امیر کی مرویات ہین کہین بجای لفظ فلان کے لفظ ابوبکر مروی نہین ہے
چنانچہ اس احتمال کے ثبوت پر عبارت سابقہ علامہ کنتوری کے دلالت کرتی ہی احتیاج این
توجیہات شیعہ را وقتی مے افتاد کہ در کتب شیعہ بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود اس جملہ سے
مفہوم ہوتا ہے کہ اس روایت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابوبکر کے موجود ہونے کا انکار ہے تو یہ
اوس سے بھی زیادہ پوچ اور خرافات ہی کیونکہ یہہ کہنا کہ ہمکو ان توجیہات کی ضرورت جب ہوتی
کہ ہماری روایات مین جو اس کلام جناب امیر کی نقل کے متعلق ہین بجای لفظ فلان کے لفظ
ابوبکر ہوتا اور جب لفظ ابوبکر ہماری روایات مین نہین ہے تو ہمکو ان توجیہات کی کچھ ضرورت
نہین سراسر غلط ہے جسکو تھوڑی سی بھی فہم ہو وہ اس فاحش غلطی کو معلوم کر سکتا ہی
اسلیے کہ اگر بالفرض علماء شیعہ مین سے کوئی شخص نہ لکھے نہ بطور مراد کے اور نہ بطور روایت کے
کہ لفظ فلان سے ابوبکر و عمر مراد ہین یا کسی روایت مین بجای فلان کے ابوبکر مراد ہے اور جسقدر اوصاف
مذکور ہوئی ہین وہ بہیئت مجموعی سوای شیخین رضی اللہ عنہم کے کسی پر صادق نہین آتی اور نہ
بروی عقل سلیم کوئی شخص سوای ابوبکر و عمر کے ممدوح اس طرح کا ہو سکتا ہے تو اس صورت مین
اگرچہ کسی نے لفظ ابوبکر زبان سے نہ نکالا ہو تاہم توجیہات کے وجوب سے آپ بری الذمہ نہین
ہو سکتے اور شیعہ پر واجب ہی کہ اس الزام کو جو اس عبارت سے ناشی ہو توجیہات کر کے مذہب کے رخنہ
کو بند کرین چہ جائیکہ علماء نے تصریح فرمائی ہو کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہے یا عمر تو جب اکابر علماء
شیعہ نے تصریح کر دی کہ موصوف ان اوصاف کے حضرت ابوبکر ہین یا عمر اور وہ اوصاف مساوق
و مستلزم حقیقۂ خلافت موصوف کو ہین تو آپ ہی فرمایئے کہ کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ شیعہ
کو اس کلام کی توجیہات کی حاجت نہین اگرچہ علماء نے تعیین مبہم فرمائی ہو اور احتیاج
اوسی وقت ہے کہ جب روایت مین لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان کے ہو و ہل ہذا الا مکابرۃ و عناد

افسوس کہ آپکو اور آپکے علامہ کنتوری صاحب کو یہہ بہی خبر نہین کہ شیعہ کو اس کلام کی توجیہات کی جب اوسوقت بہی ضرورت ہے جبکہ کسی طور پر بہی کتب شیعہ مین لفظ ابوبکر موجود نہو تو اوسوقت احتیاج توجیہات بالاولی ہوگی جبکہ اکابر علمار شیعہ مین سے کسی نے بہی تصریح کردی ہوگی کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہین یا عمر پس بہر تقدیر علامہ کنتوری کے یہہ تحریر غلط ہی پہر اوسپر جناب کا اوسکی تصحیح و تائید کرنا اور بہی بیجا۔ کاش آپ ذرا بہی فہم و انصاف سے کام لیتے **قال الفاضل المجیب** - قولہ - بجواب اسکی صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہین کہ یہہ جواب علامہ کنتوری کا غلط ہے اور جو اونہون نے نسبت خاتم المحدثین کے فرمایا ہے (کہ این جواب کذب محض ست) وہی ہم علامہ مجیب کی نسبت کہتے ہین۔ کہ این جواب کذب محض ست - **اقول** - صاحب آیات بینات مین یہہ لیاقت کہان کہ علمار کے کلام کا جواب لکہہ سکین وہ بیچاری توعبارات فارسی سمجہنے سے بہی قاصر ہین۔ ہان اہلسنت کی صحبت مین رہکر اونہون نے خاتم المتکلمین وغیرہ کی کتابین دیکہین اور بدون اسکی کہ اپنے عقل و علم سے کام لین یا اپنے شکوک واوہام علمار کرام یا اونکی کلام سے رفع کرین سنی ہوگئی اور چونکہ توفیق ایزدی اونسے پہلے ہی سلب ہوچکی تہی۔ اب سنی بہی نرہی سید احمد خانصاحب کے صحبت و تقلید سے نیچری ہوگئی اور انکی حق مین از ین سو رانده و از آنسو مانده مثل صادق ہوگئی ایسے مذبذب متلون مزاج کے بات کا کیا ٹہکانا یہہ جو کچہہ آیات بینات مین لکہا ہے سب تحفہ و ازالۃ العین وغیرہ کا ترجمہ کیا ہے ورنہ اونکی لیاقت تو جناب قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی نقل عبارت مین یقین ہے کہ آپ پر بہی ظاہر ہوگئی ہوگی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** - حضرت میر صاحب سید مہدی علی سلمہ کی نسبت جسقدر آپ برائی فرمائین وہ سب اوسی قبیل سے ہے جیسا کہ یہود نے عبد اللہ بن سلام کے نسبت بعد اونکی اسلام لانے کے بطور ہجو کے کہا تہا کہ شرنا و ابن شرنا تو یہہ آپکا سید مہدی علی صاحب سلمہ کی نسبت برا کہنا نہ کچہہ قابل اعتبار ہی اور نہ محل شکایت اگر اسوقت جو آپکے علمار عصر ہین توفیق خداوندی اونکی رہبر ہو اور عار کو نار پر اختیار کرین

[margin note, partly legible:] میر مہدی علی صاحب ... [illegible]

اور اہل حق کے گروہ مین داخل ہوجاوین توآپ اونکی نسبت بہی ایسا ہی فرماوینگے بلکہ اگر توفیق
موفق حقیقی آپکی رہبری ودستگیری فرماوی اور آپ کو بانکشاف حق ورطہ سنی کالکر ساحل
نجات وفلاح پر پہونچا دی اور آپ سنی ہوجاوین تواور شیعہ آپ کی نسبت بہی بعینہ یہی فرمانینگے
کہ جو آپ سید مہدی صاحب کی نسبت فرما رہے ہین بلکہ مع شی زائد - رہا اونکی لیاقت واستعداد
علمی اور فہم سو مین بحلف کہہ سکتا ہون کہ آپکے نسبت تو بہت زیادہ ہے اور سلامتی فہم تو
یقیناً آپکے کنتوری اور شوستری وغیرہ سب سے زیادہ ہی تعجب یہہ ہے کہ اول آپ فرماتے ہین
کہ وہ بیچارے تو فارسی عبارت سمجہنے سے بہی قاصر ہین - اور پہر آپ ہی تحریر فرماتے ہین
کہ اہلسنت کی صحبت مین رہکر آپنے خاتم المتکلمین کے کتابین دیکھی - جب اونکا یہہ حال ہے
کہ فارسی عبارت سمجہنے سے بہی قاصر ہین تو خاتم المتکلمین کے کتابین جنکی فارسی بہی فارسی
سلیس نہین - بلکہ کسیقدر دقیق ہے کیونکر دیکہہ سکتے ہین اور اگر اہلسنت کے فیض صحبت سے
اونہون نے یہہ ملکہ حاصل کرلیا ہے تو پہر یہہ الزام بیجا ہے اول ہر کوئی امی ہوتا ہے پہر
اہل علم سے کسب علوم کیا کرتا ہی تو اگر اونہون نے اہلسنت کی صحبت مین رہکر ملکہ حاصل
کیا ہو تو کیا محل طعن ہے - اور ہم سابق مین بجواب عبارت قاضی صاحب واضح طور پر
بیان کرآئی ہین کہ عبارت فہمی کی لیاقت آپکو زیادہ ہے یا اونکو اوس سے واضح ہی کہ سخن
فہمی کا سلیقہ جناب کو تو تہا ہی نہین - اور یہہ جو لکہا کہ آیات بینات مین جو کچہہ لکہا ہے
سب تحفہ اور ازالۃ الغین وغیرہ کا ترجمہ ہے سو یہہ کچہہ نئی بات نہین ہمیشہ آپ اور آپکی
اسلاف یہہ ہی لاطائل دعوی فرماتے رہے چنانچہ تحفہ کی نسبت فرماتے ہین کہ صواقع کا
ترجمہ ہے کوئی صاحب فرماتے ہین کہ صواقع سے مسروق ہے اگر ہم بہی ایسی ہی تہماتین
زبان سے نکالین تو کہہ سکتے ہین کہ تالیفات کنتوری وجائسی شوستری ومجلسی کے کتابونکا ترجمہ
ہی اگر اخذ مضامین کو تالیفات مین سرقہ کہا جائے یا ترجمہ قرار دیا جاوی تو متاخرین کے تمام
کتابین متقدمین کے کتابونکا ترجمہ ہونگی خود آپکی یہہ تحریر جسکا مین جواب لکہہ رہا ہون نزہہ وغیرہ کا

ترجمہ ہوگا ولم یفعل بہ احد لیکن جب نہ خدا کا خوف ہو نہ اہل علم سے کچھہ حیا و شرم ہو پھر جو دل
چاہی فرمائیں ۔ اور شکوک و اوہام کو علماء کرام سے رفع کرینگی نسبت جو ارقام فرمایا تھا ۔ نہایت
تعجب ہی آپکے علماء کرام تو خود ہی اپنے اصول مذہب مین مبتلا اوہام مین نہین مینی غلط کہا
بلکہ یقیناً باطل سمجھتے ہین اور بجز اعتراف کے چارہ نہین دیکھتے و لکن اختاروا النار علی العار
اور یہہ جو کچھہ مین نے عرض کیا ہے حاشا کہ تمسخر اور ہزل کے طور پر ہو جو کچھہ عرض کیا ہی
واقعی ہے اگر اسمین کچھہ شک و شبہہ ہو تو سنیے کہ اسی خطبہ کے بابت آپکے نقیب ابو جعفر اوستاد
فاضل مدائنی بالکل اور دست در نقل مین چنانچہ خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین لکھا ہی و درین
مقام اہل حق را بشارتہا دیگر ہست سہ حرفی از آن تقریر میکنیم کہ نقیب ابو جعفر اوستاد
فاضل مدائنی کہ در کلام و فراست ید طولی دارد و در اثبات مثالب خلفاء راشدین چہ سعی و کوشش
بجا نمی آرد درین مقام علم بر آستان انداختہ و نقارہ بر شکستہ نواختہ زیرا کہ مدائنی در شرح
خود بعد از عباراتیکہ گذشت گواہی بر آن درین قول متفقی شدہ میگوید کہ نقیب گفتم کہ تعریض
بحاضر وقتی درست می شود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود و ہیچ شکی و ترددی پیرامون
آن نگردد و چون جناب امیر باین اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالا تر از آن
نباشد نقیب سر بگریبان فرو بردہ و بعد از تأمل گفت کہ راست میگوئی ۔ انتہی کیستوری
چون این مطلب را باعث رسوائی مذہب خود دانستند کہ آن پرداختہ انتہی بلفظہ الشریف
عاقل میری گذارش کے تصدیق فاضل مدائنی کی کلام سے بخوبی کر سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے
کہ اصول تشیع پر جب اصول مذہب سے شکوک و اعتراضات رفع نہین ہو سکتے تو بیچارہ
علما کیا کر سکتے ہین آخر فاضل مدائنی کے شبہ کا جواب انکی اوستاد سے بجز تسلیم کے کچھہ بن آیا
اگر توفیق خداوندی دونو اوستاد و تلمیذ کے رہبر ہوتے تو ذرا آگے بھی فکر فرماتے
کہ جب یہہ بات مسلم ہے کہ جناب امیر نے یہہ تعریف فرمائی اور اس تعریف سے بالاتر کوئی
تعریف نہین ہو سکتی کیونکہ مصادق و مثبت خلافت راشدہ ممدوح کو ہے تو پھر کیون ہم ا

لوگونکو برخلاف ارشاد جناب امیر کے بدتر از کفار اعتقاد کرین اور کیون راہ مستقیم کو چہوڑ کر بن اور کس واسطے بادیہ ضلالت مین پریشان پہرین لیکن توفیق دستگیر نہوئی اور آگے سو چا سچ ہے ۔ کذلک یطبع اللہ علے قلوب الذین لا یعلمون ۔
اور جو لکہا ہے آپنے سید مہدی سے علے سکنہ نیچریت کی بابت لکہا اول تو اسکا آپ ثبوت دیجے ہمارے نزدیک اسکا کچہہ ثبوت نہین اور یہہ محض دعوے بے اصل ہے دوسری یہہ کہ سید احمد خانصاحب کے دو اصول ہین اول متعلق دنیا کے جو اونکی اصلی غرض ہے ۔ دوسرے متعلق دین و اعتقادات کے ۔ جو اصل کہ اونکی متعلق دنیا کے ہے وہ تو یہہ ہے کہ اس زمانہ مین اہل اسلام باعتبار مال و دولت اور دنیاوی عزت و حرمت کے دوسرے قومونسے نہایت گری ہوئی اور پستی کے حالت مین ہین جو ہر مسلمان کے نزدیک قابل افسوس ہے اور دنیاوی عزت و حرمت کا حصول بدون اسکی ممکن نہین کہ یا مال و دولت ہو یا مناصب جلیلہ پر فائز ہو اور نہایت بدیہی ہے کہ مناصب جلیلہ کا حصول قطعاً علوم دنیاوی کے حصول پر اسوقت مین باسباب ظاہر موقوف ہے اور حصول مال بہی یا حرمت و صناعت سے ہی یا تجارت و زراعت سے اور اونکی تحصیل بہی آل کار تحصیل علوم دنیاویہ پر موقوف ہوتی ہے تو اسلیے سید احمد خانصاحب کے راے مین نہایت جوش و خروش کے ساتہہ مسلمانونکی بہبودی کے لیے یہہ قرار پایا کہ علوم دنیاویہ کو ترقی دیجاوے چنانچہ اسی بنا پر اونہون نے مدرسۃ العلوم کہولا اور اوسمین اونہون نے وہ تعلیم جو آجکل دنیاوی حیثیت سے اعلی درجہ کی تعلیم سمجہی جاتی ہے جاری کی اور اسیطرح سول سروس کے محرک سلسلہ ہوئے اور سید احمد خانصاحب کے اس راے کی ہزارہا مسلمان جو اہل اسلام کی دنیاوی ترقی کے جوش کی آگ اونکی دلونمین مشتعل تہی ممد و معاون ہو گئے اور اونکی گروہ مین داخل ہو گئے ۔ اب ہم اس امر سے قطع نظر کرکے کہ بحیثیت دین کے تحصیل دنیا مین اسقدر کوشش و انہماک کرنا اور دنیا کو دین سے زیادہ مہتم بالشان سمجہنا اور تحصیل دنیا کو تحصیل دین پر مقدم کرنا بجا ہے یا بیجا دیکہتے ہین کہ کوئی

شخص اسوقت اس امر مین مخالف نظر نہین آتا کہ وہ بنظر اسباب ظاہری ان وسائل کو
دنیاوی ترقی مسلمانون کا عمدہ ذریعہ نہ خیال کرتا ہوگا یہہ ہی وجہ ہے کہ صدہا اہل اسلام
جو دنیاوی ترقی کے خواہان تھے اونکے حامی ہوگئی اور ہزارہا روپیہ فراہم ہوگیا لیکن اس سے
نہ وہ کافر ہوئی اور نہ ملحد اور اگر آپکے نزدیک دنیا کی تحصیل کے اسباب مین کوشش کرنا
باعث کفر ہو تو آپنے انگریزی ملازمت اختیار کر رکھی ہے جو تحصیل دنیا کا ایک ذریعہ
ہی اور علاوہ اسکی ہزارہا خواص و عوام شیعہ اس مین مبتلا ہین اور بہت سے سید احمد خانصاحب
کی ہی حوزین مین داخل ہونگے مین یقین کرتا ہون کہ آپ اونکو اس وجہ ہرگز دائرہ اسلام سے
خارج نہ سمجھتے ہونگی - اور اونکی دوسری اصل جو متعلق دین و اعتقادات کی ہے اوسکی
نسبت جسقدر ہمنے خبرین سنی اور اونکی اعتقادات کی نسبت تحریرات لوگونکی دیکھے
کہ سید احمد خانصاحب ضروریات دین کے منکر مین اگر یہہ صحیح ہین تو بیشک یہہ مخالف
اصول اسلام ہے لیکن ہم یقین کرتے ہین کہ جسقدر لوگ سید احمد خانصاحب کے معتقد اور
اونسی گرویدہ ہوتے ہین اکثر اونکی دنیاوی اصل کے وجہ سی ہوتی ہین اور ہرگز اعتقادات
مین اونکی پیرو نہین ہوتی - لیکن عرف مین عام طور پر بلا امتیاز و تفرقہ کے ہرکسیکو
جو مدرسہ العلوم کا حامی ہو گو وہ اعتقادات مین تابع سید احمد خانصاحب کے ہو یا ہو سکو
نیچری کہدیتے ہین تو کیا بعید ہے کہ مہدی علی صاحب بھی صرف اصل اول
دنیاوی کیوجہ سے اونکی معاون ہون اور اونکی اعتقادات کے تابع نہون - اگر آپ کو اس امر کا
یقین ہے کہ سید مہدی علیصاحب کے اعتقادات بھی سید احمد خانصاحب جیسی
ہوگئی ہین - تو آپ کسی دلیل سے ثابت کیجے - قطع نظر اس سے ہمنے مانا کہ وہ اعتقادات
مین بھی سید احمد خانصاحب کے تابع ہوگئی - اور قطعی طور پر وہ نیچری ہوگئی تو یہہ کتاب
آیات بینات تو اونہون نے نیچری ہونیسے پیشتر تالیف فرمائی تہی یہہ کیون ساقط الاعتبار
ہوگئی - اور اگر بالفرض نیچری ہونے کے بعد ہی لکہتے تو بہی جب اونہون نے اہل حق کے

نزدیک حق لکھا ہے تو اونکی تلون مزاجی اور تذبذب سے امر حق کیون بے ٹھکانہ ہو گیا
یہہ حضرت کی مناظرہ دانی اور خوش فہمی ہی نہین بلکہ جواب دینے سے اغماض و گریز ہے
قوله ہان آپکے خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین یہہ لکھا ہے اسکا جواب گذارش ہو تا ہے
اس قول کے جواب مین صرف یہہ ہی کہہ سکتے ہین کہ جو آیات بینات والے نے حضرت علامہ علیہ الرحمۃ
کی نسبت لکھا ہے وہ اونکی ہی نسبت درست ہے **اقول** - بیت تو کاری زمین را
نکو ساختی - کہ با آسمان نیز پرداختی - حضرت کا ادعائی علم یہانتک پوہنچا کہ سید مہدی
علی کے جواب سے آپکو استنکاف ہوا اور خاتم المتکلمین کی تحریر کی حیثیت سے آپ جواب دینے پر
کمر باندہین چہ خوش استعداد کا وہ حال اور دعوی یہہ کہہ خیریت یہی ہے جواب دیکر کسیکا نام سے دیجیے
معلوم ہو جائیگا - کہ آپکے حضرت علامہ سچے ہین یا ہماری سید مہدی علی سلمہ **قال**
الفاضل المحبب - قوله - اور ثبوت اسکا یہہ ہے کہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نے شرح
نہج البلاغت مین لکھا ہے ان ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ عمر الخ - اقول -
آپکے خاتم المتکلمین و صاحب آیات بینات کی خوش فہمی پر کمال تعجب ہے کہ جو عبارت مقصد متقول
جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ کی ہے اوسیکو مکذب اونکی قول کا ٹہراتے ہین یہہ عبارت
تو نہایت صاف اور صریح اس بات مین ہے کہ حدیث علی مین لفظ فلان ہے لیکن ارادہ لفظ فلان
سے کس کو کیا ہے آیا ابو بکر مراد ہے یا عمر مراد ہے جیسا کہ ابن ابی الحدید سے نقل کیا ہے یا کوئی شخص
دیگر مراد ہے جیسا کہ ابتدا مین قطب راوندی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے - پس غرض فاضل ابن میثم
علیہ الرحمۃ کے اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے اولا لانسلم کہ ابو بکر و عمر مراد ہین
اور ثانیا علی التنزل اگر ابو بکر یا عمر مراد ہے تو ابو بکر مراد لینا بہتر ہے عمر کے مراد لینے سے
اور وجہ اسکی بیان کی ہے پس یہہ الزام ابن ابی الحدید کے رد کے لیے ہے نہ یہہ کہ واقعی شارح
اس قول کے قائل ہین - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ای
اہل انصاف و دانش خدارا ہماری فاضل محبب کے اس جواب کو دیکھو اور اس بحث کو ذرا سمجھو

ہوکر سنو۔ سب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن میثم کی شرح کبیر و صغیر سے پوری
عبارتیں نقل کروں اور بعد اوسکی گذارش کروں کہ فاضل مجیب نے اسکی موافق فرمایا ہے یا مخالف
اور اہل عقل خود ہی سمجھ لینگے علامہ ابن میثم اس خطبہ کی شرح کے متعلق اپنی شرح کبیر میں
فرماتے ہیں جو مطبوعہ ایران ہے۔ اقول الاود العوج والعمد مرض وهو الشداخ
داخل سنام البعير من الحمل ونحوه مع صحة ظاهره وقوله لله بلاد فلان لفظ
يقال في معرض المدح كقولهم لله دره ولله ابوه واصله ان العرب اذا اراد
مدح شئ وتعظيمه نسبوه الى الله تعالى بهذا اللفظ وروى لله بلاء فلان هى
عمله الحسن في سبيل الله۔ والمنقول ان المراد بفلان عمر وعن القطب الراوندى
انه انما اراد بعض اصحابه في زمن رسول الله ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارها
وقال ابن ابي الحديد ان ظاهر الاوصاف المذكورة في الكلام يدل على انه اراد رجلا
ولى امر الخلافة قبله لقوله قوم الاود وداوى العمد ولم يرد عثمان لوقوع الفتنة
وتشعبها بسببه ولا ابا بكر لقصر مدة خلافته وبعد عهده عن الفتن فكان الاظهر انه
اراد عمر واقول ارادته لابي بكر اشبه من ارادته لعمر لما ذكره في خلافة عمر وصاحبها
في خطبتها المعروف بالشقشقية كما سبقت الاشارة اليه وقد وصفه بامور احدها

لہ میں کہتا ہوں اود کجی ہے اور عمد اونٹ کی کوہان کے اندر ایک بیماری ہوتی ہے جو بوجھ وغیرہ سے پیدا ہو جاتی ہے اور بظاہر صحیح تندرست
معلوم ہوتا ہے جسکو شداخ کہتے ہیں اور قول لله بلاد فلان یہہ لفظ مدح کے موقع میں بولا جاتا ہے جیسا بولتے ہیں لله دره اور لله ابوه اور اسکی
اصل یہہ ہے کہ عرب جب کسی شی کے تعریف اور تعظیم کا ارادہ کرتے ہیں تو اوسکو خدا کیطرف اس لفظ کے ساتھہ نسبت کرتے ہیں
اور بعض روایات میں لله بلاء فلان مروی ہے اور بلا سے ممدوح کے نیک کام خدا کے راہ میں مراد ہیں منقول یہہ ہے کہ لفظ فلان سے
عمر مراد ہیں اور قطب راوندی سے منقول ہے کہ لفظ فلان کو حضرت نے اپنی بعض اصحاب کو مراد رکھا ہے رسول اللہ کے زمانہ میں
جو فتنوں کے واقع ہونے اور پھیلنے سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ اور ابن ابی الحدید نے کہا کہ جو اوصاف کلام میں ذکر کئے ہیں اسپر
دلالت کرتے ہیں کہ مراد ایسا شخص ہے جو حضرت سے پہلے امر خلافت کا متولی ہوا بسبب انکی قول قوم الاود اور داوی العمد کے اور عثمان
کا تو اوسکی فتنہ میں پڑنے اور اوسکے باعث سے فتنہ پھیلنے کے سبب ارادہ نہیں کیا اور ابوبکر کو بھی اوسکی مدت خلافت کی کوتاہی
اور فتنوں کی اوسکے عہد خلافت سے بعید ہونے کے سبب ارادہ نہیں کیا تو بہت ظاہر یہہ ہے کہ عمر کو مراد رکھا اور میں کہتا ہوں حضرت کا ابوبکر کو مراد
رکھنا بہ نسبت عمر کے مراد رکھنے کے زیادہ مشابہ مجھی ہے بسبب ان امور کے جنکا واقع ہونا عمر کے خلافت میں اور مذمت کرنا خلافت کا انکے سبب سے اپنی اوس خطبہ

تقويمه للاود وهو كناية عن تقويمه لاعوجاج الخلق عن سبيل الله الى الاستقامة
فيها الثاني مداواة للعمد واستعار لفظ العمد للامراض النفسانية باعتبار استلزامها
للاذى كالعمد ووصف المداواة لمعالجة تلك الامراض بالمواعظة البالغة والزواجر
القارعة القولية والفعلية الثالث اقامة السنة ولزومها الرابع تخليفه للفتنة اى موته قبلها
ووجه كون ذلك مدحا له هو اعتبار عدم وقوعها بسببها وفى زمنه لحسن تدبيره الخامس
ذهابه نقى الثوب واستعار لفظ الثوب لعرضه وبقاءه لسلامته عن دنس المذام السادس
قلة عيوبه السابع اصابة خيرها وسبق شرها والضمير فى الموضعين يشبه ان يرجع الى المعهود
مما هو فيه من الخلافة اى اصاب ما فيها من الخير المطلوب وهو العدل واقامة دين الله
الذى به يكون الثواب الجزيل فى الآخرة والشرف الجليل فى الدنيا وسبق شرها اى مات
قبل وقوع الفتنة فيها وسفك الدماء لاجلها الثامن اداءه الى الله طاعته التاسع تقاه
بحقه اى ادى حقه خوفا من عقوبته العاشر رحيله الى الآخرة تاركا الناس بعد فى طرق
متشعبة من الجهالات لا يهتدى فيها من ضل عن سبيل الله ولا يستيقن المهتدى
فى سبيل الله انه على سبيله لاختلاف طرق الضلال وكثرة المخالفين له اليها والواو فى

لـه اور تحقیق اوسکا چند امور کے ساتھ وصف فرمایا ہے (۱) اوسکا کجی کو سیدھا کرنا اور یہہ اوسکی مخلوق کی کجی کو سیدھا کرنیکا اوسکو استقامت
سبیل الٰہی کیطرف پھیرنے سے کنایہ ہے (۲) اوسکا بیماری کا علاج کرنا اور لفظ عمد کو چونکہ وہ مثل عمد کے تکلیف کو مستلزم ہے نفسانی بیماریوں کے
لیے استعارہ کیا اور بسبب معالجہ کرنے ان امراض کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ اور فعلیہ کے ساتھ مداوات کو بیان کیا (۳)
اوسکا سنت کو قائم کرنا اور اوسکو لازم پکڑنا۔ (۴) اوسکا فتنہ کو پیچھے چھوڑنا یعنے اوس سے پہلے مرنا اور اس امر کے اوسکی مدح ہونے
کی وجہ وہ فتنوں کی نہ واقع ہونے کے سبب سے ہے بسبب اوسکی اوسکے زمانہ مین بسبب اوسکی حسن تدبیر کے (۵) اوسکا پاک جامہ جانا
لفظ ثوب کو اوسکی آبرو کے لیے اور اوسکی پاک صاف ہونے کو مذمتوں کی میل کچیل سے سلامتی کے لیے استعارہ کیا (۶) اوسکا کم عیب
ہونا (۷) اوسکا خلافت کی بھلائی کو پانا اور اوسکی برائی سے گذر جانا اور ضمیر دونوں جگہ شاید یہہ ہے کہ خلافت کیطرف جو
معہود ہے راجع ہے یعنی جو کچھہ خلافت مین خیر مطلوب ہے اوسکو پایا اور وہ انصاف اور اللہ کے دین کا قائم کرنا ہے جسکے سبب آخرت مین
ثواب عظیم اور دنیا مین بڑی بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ اور خلافت کے برائی سے گذر گیا یعنی خلافت مین فتنہ کے واقع ہونے اور
اوسکے سبب خونریزی سے پیشتر وفات پا گیا۔ (۸) اوسکا اللہ کی بندگی کو ادا کرنا (۹) اوسکا تقوی کرنا اللہ سے اوسکے حق کے
ساتھہ (۱۰) اوسکا لوگوں کو جہالت کی پیچ در پیچ رستوں مین چھوڑ کر آخرت کیطرف کوچ کرنا جنمین جو شخص کہ اللہ کے رستہ سے
گمراہ ہو راہ نہ پا سکے اور خدا کے رستہ کا راہ یاب یقین نہ کر سکے کہ وہ خدا کے رستہ پر ہے گمراہی کے رستوں کی اختلاف اور ادن رستوں کی طرف

قوله وتركهم للمحال واعلم ان الشيعة قد اوردوا ههنا سوالا فقالوا ان هذه الممادح
التى ذكرها عليه السلام فى حق احد الرجلين تنافى ما اجمعنا عليه من تخطيتهم ولخذهما
منصب الخلافة فاما ان لا يكون الكلام من كلامه عليه السلام او انه يكون
اجماعنا خطاء ثم اجابوا من وجهين احدهما لا نسلم التنافى المذكور فانه جاز ان يكون
ذلك المدح منه عليه السلام على وجه استصلاح من يعتقد صحة خلافة الشيخين
واستجلاب قلوبهم بمثل هذا الكلام - الثانى انه جاز ان يكون مدحه ذلك لاحدهما
فى معرض توبيخ عثمان بوقوع الفتنة فى خلافته واضطراب الامر عليه واستيثاره
بيت مال المسلمين هو وبنو ابيه حتى كان ذلك سببا لثوران المسلمين من الامصار
اليه وقتلهم ونبه على ذلك بقوله وخلف الفتنة وذهب نقى الثوب قليل العيب اصاب
خيرها وسبق شرها وقوله وتركهم فى طرق متشعبة فان مفهوم ذلك ان الوالى بعد
هذا الموصوف قد اتصف باضداد هذه الصفات والله اعلم - انتهى بلفظه يه تو حضرت
ابن ميثم نے اپنی شرح کبیر مین تحریر فرمایا ہے اب شرح مختصر کی عبارت بہی سن لیجے ² اقول
يقال لله بلاء فلان كما يقال لله دره ولله ابوه وهى كلمة مدح قيل اراد به مدح عمر

¹ قول وترکہم مین حالیہ ہے - اور جان کہ شیعہ نے اسجگہ سوال وارد کیا ہے کہتے ہین کہ یہہ مدح جو حضرت علیہ السلام نے دو شخصون (ابو بکر یا عمر) کے حق مین فرمائی ہے اوسکی مخالف ہے جسپر ہم نے اونکو خطا کیطرف نسبت کرنے اور منصب خلافت کے چہین لینے پر اجماع کیا ہے تو یا تو یہہ کلام حضرت علیہ السلام کے کلام نہین یا یہہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے پہر اسکا اونہون نے دو طرح پر جواب دیا ایک تو یہہ کہ ہم مخالفت مذکورہ کا تسلیم نہین کرتے کیونکہ جائز ہے کہ یہہ مدح حضرت علیہ السلام سے اس جیسی کلام کے ساتہہ معتقدین صحت خلافت شیخین کے صلح جوئی اور اونکے دلونکی کہینچنے کے طور پر صادر ہوئی ہو - دوسری یہہ کہ اوسکی یہہ توصیف ایک اون دونونکی نسبت عثمان کے توبیخ کے مقام مین ہو بسبب واقع ہونے فتنونکی اوسکی خلافت مین اور مضطرب ہونے امر کے اوسپر اور بسبب بسنے اوسکی اور اوسکے باپ کے اولاد کے بیت المال کو یہانتک کہ یہہ اوسکی طرف شہر والے مسلمانونکی برانگیختگی اور اوسکی قتل کا سبب ہوا اور اسپر تنبیہ کیا اپنے اس قول سے وخلف الفتنة وذهب نقى الثوب قليل العيب اصاب خيرها وسبق شرها اور اس قول سے وتركهم فى طرق متشعبة الخ - بالتحقیق اسکا مفہوم مخالف یہہ ہے کہ اس موصوف کے بعد جو خلیفہ ہے وہ ان صفات کے اضداد کے ساتہہ متصف ہے واللہ اعلم - ١٢ - ² مین کہتا ہون بولتے ہین لله بلاء فلان جسطرح کہتے ہین لله دره اور لله ابوه اور یہہ مدح کا کلمہ ہے کہا گیا ہے کہ حضرت نے اوس سے عمر کے مدح کا ارادہ کیا ہے ١٢ -

وقیل بعض الصحابۃ ممن جاھد فی دین اللہ وانہ ودا الاعوجاج والعمد مرض یاخذ الابل فی اسمتہا وھو مستعار لامراض القلوب ومداواتہا بالزاوجر القولیۃ والفعلیۃ ونقاء ثوبہ کنایۃ عن طہارتہ من المطاعن والضمیر فی خیرھا وشرھا للخلافۃ وان لم یجر ذکرھا لکونہا معہودۃ او لتقدم مذکرھا والطرق المتشعبۃ طرق الفتنۃ انتہی بلفظہ۔ اب ہم بعد نقل عبارات علامہ ابن میثم بحرانی اہل انصاف سے امید کرتے ہین کہ خدا کے لیے تہوڑی سی تکلیف گوارا فرماکر تحفہ اثنا عشریہ کے اوس مقام کو جو اس خطبہ کے متعلق ہے جسکی یہہ عبارت مذکورہ شرح ہی ملاحظہ فرماوین اور بعد اوسکے اوسکا جواب جو کچھہ علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا ہے بغور دیکہین اور فرماوین کہ علامہ موصوف کا جواب صحیح ہے یا غلط۔ اسکا بیان مفصل تو مقتضی تطویل کو ہی مگر ہم مختصر اً واسطے رفع انتظار سامعین کے اسکو لکھتے ہین تاکہ علامہ کنتوری کا پایہ علم و تدین اور حضرت مجیب کا مبلغ فہم و انصاف واضح ہوجاوی مگر مناسب معلوم ہوتا ہی اول خلاصہ مطالب اس خطبہ کا نہایت اختصار کیسا بیان کرون۔ پس واضح ہو کہ ابن میثم کی اس شرح سے چند امور حاصل ہوی۔ (۱) تعیین مبہم لفظ فلان مین چند اقوال نقل کیے۔ اول سب سے یہہ لکھا کہ منقول یہہ ہے کہ لفظ فلان سے مراد عمر ہے اور ظاہر یہہ ہے کہ جب مطلق منقول ہونا بیان کیا ہے تو یہہ مراد یا تو منقول اصل مصنف شریف رضی جامع نہج البلاغت سے ہے۔ چنانچہ علامہ کنتوری نے مفتاح الکنوز الخفیہ سے جو حاشیہ منہیہ تحفہ اثناعشریہ کا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے کہ شارح ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ فخار کہتا تہا کہ مین نے اوس نسخہ مین جو بخط رضی تہا۔ لفظ فلان کے نیچے عمر لکھا ہوا دیکہا۔ علامہ کنتوری کی عبارت یہہ ہے۔ و نیز این قول او منقول ست بانچہ خود در حاشیہ آن از شرح ابن ابی الحدید کہ از جملہ قائلین بخلافت صحابہ

ف۱ اور کہا گیا ہے کہ بعض صحابہ کو جنہون نے اللہ کے دین مین جہاد کیا تہا ارادہ کیا ہے اود اوکجی ہے اور عمد بیماری ہے جو اونٹونکی کوہان مین پیدا ہوجاتی ہے اور دلونکی بیماریونکے لیے مستعار ہے اور اوسکا علاج قولی اور فعلی زواجر کے ساتھہ ہے اور کپڑی کی صفائی ستہرائی اوسکی مطاعن سے پاکدامنی سے کنایہ ہے اور ضمیر خیرہا و شرہا مین خلافت کیطرف ہے اگرچہ اوسکا ذکر نہین آیا بسبب معہود یا معین ہونے یا اوسکی ذکر کے مقدم ہونیکی اور پراگندہ رستہ فتنونکی رستہ ہین۔ ۱۲

ثلثہ ست نقل کردہ وہذہ عبارتہ وفلان المکنی عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و
قد وجدت النسخۃ التی بخط الرضی ابی الحسن جامع نہج البلاغۃ وتحت
فلان عمر حدثنی بذلک فخار بن معد الموسوی الادیب الشاعر وسالت
عنہ النقیب ابا جعفر یحیی بن ابی زید العلوی فقال لی ہو عمر فقلت لا اثنی
علیہ امیر المومنین ہذا الثناء فقال نعم و این قول ابن ابی الحدید کہ متضمن آنست کہ فخار
بن معد موسوی باو روایت کرد کہ در نسخہ نہج البلاغۃ کہ بخط سید رضی بود تحت لفظ فلان لفظ عمر بود
اگرچہ قول ناصبی را کہ متضمن بودن لفظ ابی بکر ست نقض میکند لیکن تصحیح میکند مذہب او را کہ مدح
عمر باشد۔ انتہی بقدر الحاجۃ۔ تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ ابن میثم نے جو مطلق منقول ہونا لفظ فلان
سے عمر لکھا ہے تو شاید منقول اصل مصنف سے مراد ہے یا یہہ کہ یہہ منقول علماء مذہب ہے۔ یا منقول ائمہ
سے ہے مگر کسی سے منقول ہو۔ علامہ کے نزدیک یہہ نقل قابل اعتماد و وثوق ہے۔ دوسرا
قول قطب راوندی کا نقل کیا اور فرمایا کہ منقول قطب راوندی سے یہہ ہے کہ مراد لفظ فلان سے
بعض اصحاب ہیں جو حضرت کے زمانہ میں وقوع فتن سے پہلے وفات پا گئے۔ اور یہہ
قول شارح ابن میثم کے نزدیک قابل اعتماد نہیں چنانچہ ہم اسکو ثابت کرینگے تیسرا قول ابن
ابی الحدید کا نقل کیا اور فرمایا کہ ابن ابی الحدید نے فرمایا ہے کہ کلام جناب امیر
میں اوصاف عشرہ مذکورہ ظاہر طور پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت کے مراد ایسے شخص کے
ہی جو حضرت سے پہلے ولی امر خلافت ہوا کیونکہ تقویم اعوجاج اور مداواۃ امراض بدون خلافت
متصور نہیں اور وہ تین شخص ہیں۔ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ ہے لیکن عثمان مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ
اونکے سبب سے تشعب و انتشار فتن ہوا اور وہ فتنہ میں واقع ہوئی اور ابوبکر مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ

ملہ اور لفظ فلان کا مکنی عنہ عمرؓ بن خطاب ہے دریا میں نے نسخہ ابوالحسن رضی جامع نہج البلاغۃ کے خط کا اور لفظ
فلان کے نیچے لفظ عمر تہا حدیث کی مجہکو فخار بن معد موسوی ادیب شاعر نے اور ابو جعفر یحیی بن ابی زید علوی نقیب سے
میں نے اسکو پوچھا تو اونہوں نے مجھکو کہا کہ وہ عمر ہے میں نے اونسے کہا کہ امیر المومنین نے اسقدر اونکی ثنا کی اونہوں نے
کہا ہان۔ ۱۲ منہ

اونکی مدت خلافت بہت تہوڑی تہی اور اونکا زمانہ فتن سے بعید تہا تو اظہر یہہ ہی کہ مراد عمر ہین
(۲) علامہ ابن میثم کے نزدیک یہہ تو مسلم تہا کہ موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو حضرت
امیر سے پہلے ولی امر خلافت ہوا جیسا کہ ابن ابی الحدید لکہتا ہی اور یہہ بہی فیما بین شارح ابن میثم
اور ابن ابی الحدید کے متفق علیہ ہی کہ عثمان مراد نہین ہے اور یہہ بہی باہم متفق علیہ ہی کہ احد الشیخین
ممدوح ان مدائح عالیہ کے ہین لیکن تعیین مین اختلاف ہی کہ دونو مین سے کون مراد ہین ابن ابی الحدید
کہتا ہے اظہر یہہ ہی کہ عمر مراد ہین کیونکہ صدیق بسبب قصر مدت اور بعد عن الفتن کے مراد نہین ہو سکتے
شارح ابن میثم نے اوسکی جواب مین فرمایا کہ مین کہتا ہون ۔ جناب امیر علیہ السلام کا اون اوصاف کے لیے
ابوبکر کو ارادہ فرمانا بہ نسبت عمر کے اشبہ بحق ہے کیونکہ جناب امیر نے خطبہ شقشقیہ مین اون
امور کے جو خلافت عمر مین واقع ہوئی مذمت کی ہے تو پہر ان اوصاف عالیہ کے مصداق
وہ خلافت و خلیفہ نہین ہو سکتی ۔ اس سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ خطبہ شقشقیہ مین خلافت
صدیقی کی نسبت ایسی مذمت نہین فرمائی جو معارض ان اوصاف کے ہو ۔ پس ابن میثم کے
اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو قطب الاقطاب شیعہ نے منصوبہ گہڑا تہا وہ اوسکی نزدیک قابل
اعتبار نہین اور اوسکی نزدیک صحیح یہہ ہے کہ لفظ فلان سے خلیفہ مراد ہے اور خلفا مین بہی
راجح خلیفہ صدیق رض مراد ہین (۳) بعد تعیین مبہم کے علامہ موصوف نے اوصاف عشرہ کو
ایک ایک کرکے گنا اور بشرح و بسط سبکو بیان کیا (۴) شرح اوصاف مین اس امر کو
واشگاف کر دیا کہ موصوف ان صفات کا بجز خلیفہ کے دوسرا کوئی شخص موصوف ان
صفات کا نہین ہو سکتا ۔ کیونکہ بعض اوصاف کی مطلب کو اسطرح بیان کیا کہ جسکا مصداق
خلیفہ ہی ہو سکی ۔ اول قوم الاود کے معنی کو بیان کیا کہ ہو کنایۃ عن تقویمہ لاعوجاج الخلق
عن سبیل اللہ الی الاستقامۃ فیہا یعنے تقویم اود کے کنایہ ہی خلق کے کجی کو خدا کے
راہ سے سیدہا کرنا اور راستی کیطرف لانا اور ظاہر ہے کہ یہہ مخصوص خلیفہ ہی کے ساتہ ہے
دوسرا وصف مداوات امراض نفسانیہ کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ فعلیہ کے ساتہ

یہہ بھی امام ہی کے ساتھہ مختص ہے - تیسرا سنت کا خلق مین قائم کرنا اور خود بھی اوسپر عمل کرنا
خلیفہ ہی کا کام ہے - چوتھا اوسکی حسن سیرت سے فتن کا واقع نہونا امیر کا ہی منصب ہے ساتوان
وصف اصاتہ خیرہا وسبق شرہا شارح کہتا ہے کہ دو توضمیرین خیرہا اور شرہا مین خلافت کیطرف
راجع ہین اور اصحاب خیرہا سے مراد یہہ ہے کہ اونسے حاصل کیا اوس چیز کو جو خلافت مین مقصود ہے
یعنی اونسے عدل وانصاف کیا اور خدا تعالے کے دین کو قائم کیا جسکی سبب سے ثواب جزیل آخرت مین
اور شرف جلیل دنیا مین حاصل ہوتا ہی اور سبق شرہا سے مراد یہہ ہے کہ پہلی اس سے کہ خلافت مین
فتن واقع ہون اور خلافت کیوجہ سی خونریزی موقوف ہوگیا یعنے اوسکی خلافت مین کوئی
فتنہ نہین ہوا اور خلافت ظلم وعدوان سی پاک صاف رہی - اب بعد اس شرح وبسط کے
ایسا کون شخص ہے جسکو اس مین تامل ہوگا کہ علامہ ابن میثم کے نزدیک صحیح یہہ ہی ہے - کہ
موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو جناب امیر سے پہلے متولی امر خلافت ہوا اور کس کو یہہ تصریحات
دیکھکر اسمین شک باقی رہیگا کہ ابن میثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول غلط ہی شرح اوصاف
مذکورہ سی مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ ابن میثم کی رای مین لفظ فلان مراد احد من الشیخین رض سے ہی
اور قطب راوندی کا قول ہرگز قابل اعتبار کے نہین (۵) بعد شرح اوصاف کی جب ابن میثم
نی سمجھا کہ موصوف ان صفات کا لامحالہ احد الخلیفتین قرار پاتے اور اونکا ان اوصاف کے
ساتھہ موصوف ہونے سی مذہب تشیع درہم وبرہم ہوا جاتا ہے تو اسی اسکو سوال وجواب کے
پیرایہ مین اوس مضمون کو ادا کیا اور کہا کہ اسجگہ شیعہ نے سوال وارد کیا ہے وہ یہہ کہ یہہ تعریف
وتوصیف جو جناب امیر نے ابوبکر یا عمر کی فرمائی ہے ہماری اوس اجماع کے مخالف ہی
جو کہ ہمنے اونکی نسبت غصب خلافت وتخطیہ مین منعقد کر رکھا ہی - پس یا تو یہہ کلام جناب
امیر رض کا کلام نہین ہے یا ہمارا اجماع واتفاق غلطی اور خطا پر ہے اسکی بعد اسکی جواب نقل
کئی لیکن چونکہ شارح کی رای مین قابل اعتبار نہ تھی اسلیے اونکو شیعہ ہی کیطرف منسوب کرکے
اور شیعہ کی گردن پر دہر کر فرمایا کہ شیعہ نے اسکے دو جواب دیے ہین پہلا جواب تو یہہ کہ جناب

کہ جناب امیر نے یہہ تعریف و توصیف معتقدین صحت خلافت شیخین کے اصلاح اور اونکی قلوب کو
اپنی طرف کھینچنے کے غرض سے فرمائی ہو دوسرا جواب یہہ ہے کہ جائز ہے کہ یہہ مدح تو بیخ
عثمان کے غرض سے بطور تعریض بیان فرمائے ہو کہ اونکی ایام خلافت میں فتنی اوٹھی حاصل
یہہ ہوا کہ جو شخص موصوف بہذہ الصفات کے بعد متولی خلافت ہوا وہ ان صفات کی
اضداد کے ساتھہ متصف ہے۔ اہل علم و دانش و عقل و انصاف ان جوابون کو معلوم کر سکتے ہین
کہ غلط ہین یا صحیح و اتنی شبہہ رفع ہو سکتا ہے یا نہین افسوس کہ ہمکو اختصار مد نظر ہے اور
خوف تطویل دامنگیر ورنہ ہم ان جوابون کے اور انکی قائلین کے بدلائل قلعی اہو لتے۔ بہر کیف
اگر فہم ہے تو اس سوال و جواب سے بہی یہہ بات ثابت ہے کہ شارح بحرانی کے نزدیک یہہ ممادح
مخصوص احد الخلیفتین کے ساتھہ ہے اور اس سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ یہہ سوال بہی امامیہ
بلکہ اثنا عشریہ کیطرف سے ہے اور جواب بہی اونہین کیطرف سے ہے کیونکہ قاعدہ ہے جب مطلق شیعہ
بولا جائیگا تو اوس سے فرقہ اثنا عشریہ مراد علی الخصوص جبکہ اطلاق کرنیوالا خود شیعی ثلثہ
ہے تو اوسوقت قطعاً لفظ شیعہ کے اطلاق سے اثنا عشریہ مراد ہونگی تو اس سے بخوبی ثابت ہوا
کہ احد الخلیفتین کا ممدوح جناب امیر ہونا اور اوصاف عشرہ عالیہ ہونا اور اعتراض وارد ہونا
اور جوابات کا دیا جانا یہہ سب مذہب امامیہ اثنا عشریہ پر ہے۔ جبکہ ناظرین خطبہ کی
شرح جو ابن میثم نے فرمائی ہے دیکھہ چکی اور اوسکی شرح الشرح جو بطور بیان مطالب ہمنی
گذارش کی تہی وہ بہی ملاحظہ فرما چکی تو اب تہوڑی سی گذارش یہہ بہی سن لیجئے کہ غلام الحمد
صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے اسکی نسبت جو کچھہ تحریر فرمایا مختصراً اوسکو بہی ملاحظہ فرمائیے
اور اوسکی جواب مین علامہ کنتوری نے جو کچھہ زبان درازی اور ہٹ دھرمی اور حق پوشی سے
جوش عناد و تعصب مین فرمائی اوسکو بہی ذرا توجہ فرماکر دیکھیے بعد اوسکی لللہ انصاف سے
فرمائیں کہ علامہ کنتوری کا فرمانا حق و صواب ہے یا محض حق پوشی و معاداۃ اصحاب ہے
علامہ موصوف بجواب تحفہ فرماتے ہین (قولہ) و ہندا شارحین نہج البلاغت از امامیہ

در تعیین فلان اختلاف کرده اند بعضی گفته اند که مراد ابوبکر ست وبعضے گفته اند عمر الخ (قولنا)
ان ہذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید که کدام شارح امامیه گفته که مراد ابوبکر یا عمر ست
وحال آنکه قبل از ابن ابی الحدید غیر از قطب راوندی کسی شرح این کتاب [illegible]
چنانچه ابن ابی الحدید در اول شرح خود گفته ولم یشرح هذا الکتاب قبلی فیما اعلمه
الا واحد وهو سعید بن هبة الله بن الحسن فقیه المعروف بالقطب الراوندی
وکان من فقهاء الامامیة انتہی الخ ناظرین اس عبارت کو تحفۂ کستوری سلمہ اللہ سے ذرا
شرح ابن میثم کی عبارت سے مطابق کریں اور پھر کستوری صاحب کے دین و دیانت کا تماشا دیکھیں
اور علامہ کستوری نے جو عبارت کہ لفظ حالانکہ سے لکھی ہے اوسکا مطلب تو اولیاء دولت
ہی سمجھے ہونگے کہ اونکو علامہ نے کیا سمجھ کر فرمانے لگے (قوله) درین عبارت سراسر بشارت ابوبکر
به وصف موصوف نموده الخ۔ (قولنا) ثبت الدار ثم انقش اول این معنی را اثبات
باید نمایند که مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست بعد از آن باین اوصاف اثبات
فضل ابوبکر باید نمود (قوله) ... توجیهات نزد ایشان آنست که آنجناب ...
ومدح شیخین بنابر استجلاب قلوب ... واستمالت ایشان نمود که خلیفه معتقد حسن سیرت شیخین
وانتظام امور دین در عهد ایشان بودند میفرمود (قولنا) این دعا کذب محض ست
احتیاج این توجیهات شیعه را وقتی می افتاد که در کتب شیعه بجای لفظ فلان لفظ
ابوبکر موجود می بود وچون لفظ ابوبکر در کتب شیعه موجود نیست ایشان را احتیاج بهیچ یک از
توجیهات نیست پس آنچه ناصبی بعد تقریر این توجیهات از ہذیانات خود سر کرده از جهت
ابتنا آن بر فاسد از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد باشد (قوله) وبعضی از امامیه چنین گفته
که غرض حضرت امیر توبیخ عثمان و تعریض به او بود که بر سیرت شیخین نرفت و فتنه وفساد
در زمان او بسیار واقع شد (قولنا) هیچ یک از امامیه این توجیه نکرده مگر ابن ابی الحدید در
شرح این کلام این مقاله را بطرف جارودیه که از فرق زیدیه ست نسبت داده چنانچه

لغة واما المجاز فيه من الزيدية فيقولون انه كلام قاله في امر عثمان اخرجه مخرج الذم لرد
النقص لا عماله - الخ - اب اہل دانش وانصاف سے اتنی التماس ہے کہ حضرت کستوری
صاحب کے ان اقوال کو شرح ابن ہیثم سے ملا کر دیکھیں پہر اگر خود حضرت کستوری کا بہی
فرمانا محض کذب اور افک مبین ہو تو اونکی دیانت وانصاف پر فاتحہ خیر پڑہیں - بعد اسکے
جو کچھہ ہمارے فاضل مجیب نے انصاف سے آنکہوں پر پٹی باندہ کر علامہ کستوری کے اقوال کی
کی تصدیق کی ہے اوسکی کیفیت ملاحظہ ہو اول فرماتے ہیں کہ عبارت ابن ہیثم کی مصدق
قول مفتی صاحب کے بہی اور اس سے صاف وصریح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث علی میں لفظ فلان سے
حضرت مجیب جواب تو لکہنے بیٹھے مگر یہہ خبر نہیں کہ کس اعتراض کا جواب دے رہے ہیں اور کس
دلیل کو باطل کر رہے ہیں یہہ کس نے کہا ہے کہ یہہ دلیل اس امر کے ثبوت کیلیے ہے کہ حدیث
میں بجائے لفظ فلان کے لفظ ابوبکر ہے پس آپ ہی اپنے علامہ کستوری کیطرح بدہکی
فرمانے لگی اور اگر یہہ اوسکی بہی دلیل ہے تو بانضمام اس کے ہے کہ جب فاضل متبحر کے نزدیک
اشبہ بحق یہہ ہوا کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہیں اور ظاہر ہے کہ جناب امیر جیسا فصیح و
بلیغ ہرگز ایسی عبارت مبہم نہیں کہہ سکتا کہ اوسکو آپکے قطب الاقطاب جیسے دین و دیانت
والے غیر محمل پر محمول کریں اور مقصود سے بعید لیجاویں تو اس صورت میں مجیب کے
کلام جواب کی صلاحیت نہیں رکہتے - دوسری خطا یہہ کہ فرماتے ہیں کہ لیکن ارادہ لفظ
فلان سے کس کو کیا ہے آیا ابوبکرؓ مراد ہے یا عمرؓ مراد ہے - جیسا کہ ابن ابی الحدید نے
نقل کیا ہے - ہرگز ابن ابی الحدید سے ابن ہیثم نے نقل نہیں کیا ہے کہ ابوبکر مراد ہے یا عمر
بلکہ یہہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مراد خلیفہ ہے لیکن عثمان مراد نہیں ہوسکتا اور ابوبکر
بہی مراد نہیں ہوسکتی تو عمر مراد ہونگے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے بہی مثل اپنے علامہ
کستوری کی شرح ابن ہیثم کو ملاحظہ نہیں کیا - تیسری غلطی یہہ ہے کہ فرماتے ہیں
یا کوئی شخص دیگر مراد ہے جیسا کہ ابتدا میں قطب راوندی سے نقل کیا ہے یہہ بہی محض کذب ہے

ہرگز ابتدا مین قطب راوندی کا قول نقل نہین کیا بلکہ اول اوسنے لکھا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر اس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے شرح ابن میثم کو نہین دیکھا اور اگر ابتدا اضافی مراد ہے تو قطع نظر اس سے کہ مفید نہین عبارت لاحقہ کی مخالف ہے۔ چوتہی خطا یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ غرض ابن میثم کی اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے کہ اوّلاً تسلیم کرا ہو بکر و عمر مراد ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک ولیتہ اور ابتدا حقیقی مراد ہے نہ اضافی حالانکہ یہہ محض دروغ ہے چنانچہ ہم عرض کر چکے کہ قطب راوندی کا قول ابن میثم نے ابتدا مین نقل نہین کیا۔ علاوہ ازین صرف نقل اقوال سے یہہ غرض پیدا نہین ہو سکتی جبتک کہ کوئی دلیل دلالت نکرے اور دلیل مین جب نظر کیا جاتا ہے تو اوسکی خلاف پر دلالت کرتے ہین اور ہوید ہے کہ قول ابن ابے الحدید کا صحیح ہے اور قول قطب راوندی غلط کیونکہ قول ابن ابے الحدید ایک مستحکم دلیل کے ساتہہ ذکر کیا ہے جسکا رفع ہونا محال ہے وہ یہہ کہ اوصاف مذکورہ صاف دال ہین کہ موصوف ان صفات کا کوئی ایسا شخص ہے جو جناب امیر سے پیشتر متولی امر خلافت ہوا اور یہہ امر اوصاف سے ایسا صاف و واضح ہے کہ ہر شخص جسکو ذرا سی بہی فہم ہوگی سمجہہ لیگا کہ سوائی خلیفہ کے کوئی دوسرا شخص موصوف ان صفات کا نہین ہو سکتا چنانچہ ہماری شرح اوصاف سے بخوبی ثابت ہے اور قول قطب راوندی کا اسدرجہ ابہام و اہمال مین ہے کہ کوئی عاقل اوسکو قبول و تسلیم نہین کر سکتا اول تو خود اوصاف ہی اوس سے ابا کرتے ہین پہر کوئی وجہ نہین کہ جناب امیر اوسکو بطور کنایہ بیان فرماوین اور نہ ایسا شخص جو ایسے اوصاف کے ساتہہ متصف ہو اسقدر گمنام ہو سکتا ہے کہ اوسکو کوئی نجانے اور آپکے قطب صاحب ہی بس اسیقدر فرماوین کہ کوئی شخص صحابہ مین سے تہا جو قبل وقوع فتن وفات پا گیا۔ اس سے تو بہتر یہہ تہا کہ آپکے قطب الاقطاب و غوث الاغواث آپکے صحابہ مقبولین مین سے مثل مقداد و عمار و ابوذر وغیرہ کے کسیکا نام فرما دیتے اور ہم ثابت کر چکے ہین کہ ابن میثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول قابل اعتبار نہین۔ پس ایسے

مہمل قول کو بلا دلیل دوسرے اقوال مدللہ کا مبطل سمجھنا ہماری فاضل مجیب ہی کی شان
شان ہے - معہذا اگر اول بیان کرنا کسی قول کا دلیل اس امر پر ہو کہ اقوال لاحقہ باطل ہیں
تو سب سے اول ابن میثم نے لکھا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر - تو حسب قاعدہ مسلمہ
مجیب کے لازم آتا ہے کہ یہہ قول اس غرض سے ابن میثم نے اول بیان کیا ہو کہ تغلیط و تکذیب
قطب راوندی کی فرماوی اور فی الواقع ایسا ہی ہے کہ مقصود تکذیب راوندی ہے کیونکہ
بعد اوسکے پہلے قول کا موید ابن ابی الحدید سے نقل کیا تو قطع نظر اس سے کہ اول جو بیان
کیا تہا کہ مراد لفظ فلان سے عمر ہے جو مبطل قول راوندی تہا اوسکی موید دوسرا قول ابن
ابی الحدید کا نقل کیا تو دو نقلین اسپر متفق ہو گئی کہ مراد عمر ہے اور قطب راوندی کا قول قطعاً
باطل ہوا - پانچویں خطا یہہ ہے کہ اعتراف کیا ہے کہ ابوبکر یا عمر کا مراد ہونا علی سبیل التنزل ہے
حالانکہ کوئی قرینہ اسکی تنزلی ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ سابق میں کوئی قول جو اس
امر پر دلالت کرتا ہو کہ مراد ابوبکر ہی نہیں ہے بلکہ اقوال سابقہ یا اس امر پر دال ہیں کہ مراد
عمر ہیں اور یا اسپر دلالت کرتے ہیں کہ رجل من الصحابہ مراد ہے دو قول امر اول پر دال ہیں اور
ایک قطب راوندی کا قول امر ثانی پر پس یہہ کہنا کہ ابن میثم نے علی سبیل التنزل کہا ہے
سراسر غلط ہے - چھٹی خطا یہہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ ابن میثم نے یہہ قول الزاماً ابن ابی الحدید
کی رد کی لئی لکھا ہے نہ یہہ کہ واقعی شارح اس قول کے قائل ہیں - کیونکہ جیسا اس قول سے
ابطال قول ابن ابی الحدید ہوا اوس سے زیادہ تردید قول آپکے قطب الاقطاب کی ہوئی
جو بزعم جناب شارح کے پسندیدہ تہا اسلیے کہ جو خرابی و مصیبت کہ مذہب تشیع پر عمر بفلان کے
مراد ہونے سے واقع ہوتی ہے وہی مصیبت و خرابی ابوبکر کی مراد ہونے سے واقع ہوگی اور وہ
مثل مشہور صادق آگئی - فر من المطر ووقف تحت المیزاب تو یہہ عجب الزام ہے
کہ جو الزام ابن ابی الحدید کو دیا تہا وہ اپنے سر پر لے لیا اگر بالفرض ابن ابی الحدید
کو الزام دینا تہا تو راوندی کے قول کے دلیل کے ساتہہ تائید کرتے اور اوسکو درجہ احتمال کو

نکالتے علاوہ ازین اگر شارح نے یہہ قول محض الزاماً فرمایا ہے اور خود اسکا قائل نہین ہے
تو پہر شرح اوصاف مین کیون اون معنے کو ملحوظ رکہا اور کیون اوسکی ہی موافق شرح کی
اور اثناء شرح مین راوندی کے قول کے طرف کیون اشارہ تک بہی نکیا پہر بعد اوسکے
جو سوال لکہا وہ بہی اسی قول کے موافق لکہا اور جو جوابات دیئے وہ بہی اسی قول کے مطابق
تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ شارح کے نزدیک راوندی کا قول تو قطعاً غلط ہے بس
مراد لفظ فلان سے کوئی خلیفہ ہے اور وہ شارح کے نزدیک راجح یہہ ہے کہ ابوبکر ہے قطع
نظر اس سے ابن میثم نے اپنے مختصر شرح مین جو شرح کبیر کے بعد سنہ ۶۸۱ مین تالیف کی
ابن ابی الحدید کے اور اپنے قول کو ترک کردیا اور صرف یہہ لکہا قیل اراد بہ عمر وقیل بعض
الصحابہ ممن جاہد فی دین اللہ اور اسمین بہی پہلے اوسی قول کو ذکر کیا جو موافق ابن ابی الحدید
کی تہا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ باعتبار نقل کے ابن ابی الحدید کا قول نہایت قوی ہے
لیکن عقل کی راہ سے راجح یہہ تہا کہ مراد ابوبکر ہون جسکو شرح کبیر مین بعد نقل قول ابن ابی الحدید
ذکر کیا لیکن چونکہ قوت نقل کو رجحان ہے اسلیے مختصر مین اوسکو ترک کردیا اور ابن ابی الحدید
کے قول کو مختصراً ذکر کیا سو یہہ کہنا کہ شارح نے یہہ قول الزاماً فرمایا ہے نہ یہہ کہ خود اسکا
قائل ہو سراسر خرافات ہے سیاق عبارت صریح اسکی مکذب ہے افسوس کہ علامہ کنتوری نے
تو شرح ابن میثم کو نہ دیکہا تہا ہماری مجیب نے بہی نہ دیکہا **قولہ** اور دلیل اسکی یہہ ہے
کہ جو وجہ عدم تطبیق فلان پر عمر بیان کی ہے وہ ابوبکر پر بہی صادق ہے یعنے حضرت امیر نے
خطبہ شقشقیہ مین اگر عمر کی مذمت کی ہے تو ابوبکر کی بہی مذمت کی ہے۔ **اقول**
ابن میثم نے جو وجہ عدم تطبیق فلان کی بیان کی ہے اور اسکو وجہ ترجیح ابوبکر قرار دی ہے اگر
وہ عمر پر بہی صادق آتی ہے تو وہ وجہ باطل ہے اور وہ ہرگز وجہ ترجیح کے نہین ہو سکتی
اور جب وہ باطل ہو گئی اور یہہ ترجیح نہین ہو سکتی تو اوسکا الزام ہونا بہی باطل ہوا کیونکہ
جو دلیل فی نفسہ باطل ہو وہ کیا الزام کی صلاحیت رکہہ سکتی ہے پہر اوسکی نسبت ہماری

فاضل کا یہہ فرمانا کہ یہہ الزام ابن ابی الحدید کے روکی لیبی ہے اور اوس کے غلط ہونے کو اوسکی الزام ہونے کی دلیل قرار دینا حضرت کے کمال ہی خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے علاوہ ازین خطبۂ شقشقیہ کے دیکھنے سے واضح ہے کہ خطبہ شقشقیہ مین ابوبکر صدیقؓ کے اون امور کی نسبت جو خلافت مین واقع ہوئی مذمت مذکور نہین ہے اور عمر فاروقؓ کی نسبت ایسے امور کی شکایت ضرور ہے تہوڑی سی عبارت خطبۂ شقشقیہ کی یہی ملاحظہ ہو۔ ومن خطبة له علیه السلام وهی المعروفة بالشقشقیة والمقمصة اما والله لقد تقمصها فلان وانه لیعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونها ثوبا وطویت عنها کشحا وطفقت ارتای بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیة عمیاء یهرم فیها الکبیر ویشیب فیها الصغیر ویکدح فیها مومن حتی یلقی ربه فرایت ان الصبر علی هاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری تراثی نهبا حتی مضی الاول لسبیله فادلی بها الی فلان بعده ثم تمثل بقول الاعشی شتان ما یومی علی کورها ویوم حیان اخی جابر فیا عجبا بینا هو یستقیلها فی حیاته اذ عقدها لآخر بعد وفاته لشد ما تشطرا ضرعیها فصیرها فی حوزة خشناء یغلظ کلامها ویخشن مسها ویکثر العثار فیها والاعتذار منها فصاحبها کراکب الصعبة ان اشنق لها خرم وان اسلس لها تقحم فمنی الناس لعمر الله بخبط وشماس وتلون واعتراض فصبرت علی طول المدة وشدة المحنة انتهی بقدر الحاجة

له خدا کی قسم بتحقیق فلان شخص نے بند خلافت کا قمیص پہن لیا اور وہ خوب جانتا تھا کہ میرا مرتبہ خلافت مین وہی ہے جو کلی کا چکی مین ہے (یعنے مین مرکز خلافت ہون) مجھسے دریا بہتے ہین اور مجھ تک کوئی پرندہ نہین اوڑ سکتا پہر مینے خلافت کے درمیان مین پردہ چھوڑ دیا اور اوس سے پہلو تہی کی۔ اس باب مین متامل ہوا کہ یا تو کٹے ہوئی ہاتھ سے حملہ کرون یا ایسی اندھیری گہپ پر جسمین بڑی عمر والا بوڑھا ہوجائے اور بچہ بڈھا ہوجائے صبر کرون۔ آخر یہہ رائے قرار پائی کہ صبر اس پر قرین عقل ہے پس مینے صبر کیا حالانکہ آنکھ مین تنکا اور حلق مین غم کے گرہ لگی تہی کہ اپنی میراث کو لٹتا دیکھتا تھا یہانتک کہ پہلے نے اپنی راہ لی اور اوسکو اپنے بعد فلان کی طرف ڈال گیا پہر اعشی کا قول بطور تمثیل پڑھا۔ بڑا فرق ہے اوسدن مین جسمین اونٹنی کے کوہان پر ہون اور اوسدن مین جسمین جابر کے بھائی حیان کا ندیم ہون پس ای تعجب ہے کہ وہ اپنی زندگی مین خلافت سے استعفا دیتا تھا اچانک اپنے مرنے کے بعد دوسرے کیلئے اوسکی گرہ بندی کر گیا۔ سخت بیعت مین جسکا زخم گہرا ہے اور مس کہردرا ہے اور لغزش اور اوس سے عذر بہت ہی خلافت کے بالکل حصہ لیا نہایت دشوار ہوا ہے خلافت کا صاحب مثل سوار شتر سرکش کے ہے اگر مہار کہینچے تو ناک پہٹ جائے اور ڈھیلی چھوڑ دے تو ہلاکت مین گری ... غرض لوگ اختلاف اور کجی مین مبتلا ہوئی۔ آخر مینے مدت کی درازی اور محنت کی

اقول اراد ته ——— عاقل اس عبارت مین تامل فرماوے کہ ابن میثم نے جو لکہا ہے

لا بے بکر اشبہ من ارادتہ لعمر لما ذکرہ فی خلافۃ عمر من ذمہا بہ فی خطبتہا المعروفۃ

بالشقشقیۃ — اس عبارت سے کیسا صاف واضح ہے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ غلیظ

الکلم خشن المس ہے اور اوسمین بکثرت لغزش ہے اور اوسکی وجہ سے لوگ خبط اور شماس اور تلون

اور اعتراض مین مبتلا ہو گئی اور خلافت صدیقی کے اندر کوئی برائی اور قباحت ذکر نہین فرمائی

اور اسی کیطرف ابن میثم نے اشارہ کیا ہے اور فرمایا کما سبقت الاشارۃ الیہ افسوس کہ نہ

آپ نے شرح ابن میثم کو ملاحظہ فرمایا اور نہ خطبہ شقشقیہ کو دیکہا اور یون ہی آپ کچہ سے

کچہ فرمانے لگو مگر آپ فرماوینگے کہ مین تو فارسی خوان تہا مین خطبہ شقشقیہ کو جسمین لغات

وحشیہ غیر مانوسہ بہری ہوئی ہین اور شرح ابن میثم کو جو بزبان عربی ہے کیونکر دیکہہ سکتا تہا

پس آپکا بطور اگر مگر کی فرمانا کہ اگر عمر کے مذمت اوسمین ہے تو ابوبکر کے بہی ہے اس بنا پر

ہے کہ نہ آپنے شرح ابن میثم کو دیکہا اور نہ نہج البلاغت کہو لکر دو چار سطرین خطبہ شقشقیہ کے

پڑہین سو اسکو بہی اپنے دیانت و انصاف کرہے مدین درج فرمائیگا زیادہ تو کیا عرض

کرون — **قولہ** بلکہ بنظر دقیق مرشد ہی کہ یہہ کلام مقام استہزا و تمسخر مین ہے کہ عمر تو نہین

میرے نزدیک تو ابوبکر اس سے مراد ہے کیونکہ عمر کے خطبہ شقشقیہ مین حضرت نے مذمت

فرمائی ہے گویا تتمہ اسکا یہہ ہے کہ اگر ابوبکر کے وہان بہی مدح کے ہی تو یہان بہی مدح کی ہے

اقول جب دین و دیانت اور فہم و انصاف کا یہ حال ہے تو جو چاہین فرمائین نہ کتاب

کو دیکہین نہ سیاق و سباق عبارت کو ملاحظہ فرمائین خدا کے لئے کوئی شخص اہل انصاف سے ہماری

فاضل مجیب کے اس جواب کو عبارت نہج البلاغت سے مطابق کر کے دیکہے اور حضرت کو

اونکی فہم و انصاف و دیانت کی داد دیوے — جن حضرات کی نظر دقیق کی یہہ کیفیت ہو جسکو

اپنا مرشد اور ہادی بنا رکہا ہے تو وای بر حال اوس نظر کے جو محض سرسری ہو گی تعجب ہے

کہ اگر ابن میثم کو ابن ابی الحدید کے ساتہ استہزا و تمسخر مد نظر تہا تو اوسکی قول مین سے

عثمان کو کیون اختیار نکیا بلکہ اگر عمر کے مراد لینے کا استہزا کرنا مقصود تھا تو بمقابلہ اوسکی
امیر معٰویہ کو ذکر کیا ہوتا کہ میرے نزدیک عمر تو مراد نہین کیونکہ خطبہ شقشقیہ مین انکی مدت
کی ہے امیر معٰویہ مراد ہین تو استہزا نہایت درست ہوتا اور جب ابوبکرؓ بہ نسبت عمرؓ کے تمہارے نزدیک
بھی بہتر ہین کہ بزعم شیعہ جو تکالیف و مصائب کہ اہلبیت کو خلافتین اولین مین عمرؓ کے ہاتھ سے
پونہچی ابوبکرؓ کے ہاتھ سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین پونہچا تو ایسی حالتمین ابوبکرؓ کی مراد ہونے کو
استہزا و تمسخر پر محمول کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے۔ علاوہ ازین واضح رہے کہ شارح
ابن میثم نے اپنے شرح کے ابتدا مین وعدہ موکد با یمان غلاظ یاد کیا ہے کہ اس شرح مین
بجز حق کے کچھہ نہ لکھونگا تو کیا وہ وعدہ یہان فراموش ہوگیا کہ خلاف حق ابوبکر کے مدح کے
قائل ہوگئے۔ اور کہانتک تمسخر اور استہزا سمجھیگا۔ شارح ابن میثم نے دوسری جگہ نقل کیا ہے
کہ جناب امیر نے جناب شیخین کے نسبت بجواب خط امیر معٰویہ کے تحریر فرمایا۔ ولعمری ان
مکانہما فے الاسلام لعظیم وان المصاب بہما فے الاسلام لجرح شدید۔ گویا یہہ تمام حصہ شرح
ان دو جملونکی ہے چنانچہ ہم پہلے عرض کرچکے ہین پس اگر یہان بھی تمسخر و استہزا ابن ابی الحدید
کی ساتھہ ہے تو وہان کس کے ساتھہ تمسخر فرمایا جو ایسی جامع تعریف فرمائی اور نیز کہین رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع و بصر سے تشبیہ دی گئی کہین نوحؑ و ابراہیمؑ مماثل کیے گئے تو کیا
یہہ سب آپکی روایات تمسخر اور استہزا ہی ہین۔ حضرت میر صاحب یہہ تمسخر اور استہزا نہین ہے
بلکہ خود آپ مصداق اس آیت شریفہ کے ہین اتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری
خدا تعالے آپکی دیدۂ بصیرت کھولدے اور آپ پر حقیقت الامر منکشف اور واضح فرمادی
تو آپکو معلوم ہو کہ یہہ واقعی مدح ہے یا تمسخر اودھر خوارج جسقدر اوصاف و محامد جناب امیر
رضی اللہ عنہ کے نسبت مروی ہوئی ہین اسیطرح خرافات و دلائل سے باطل کرتے ہین اور تمسخر
و استہزا مین اوڑاتے ہین اودھر آپ حضرات ہین کہ شیخین کے محامد و فضائل کو تمسخر اور استہزا
پر محمول فرماتے ہین ہمارے نزدیک وہ بھی جھوٹے ہین اور آپ بھی اپنے دعوی مین سچے نہین

پس راہ نجات اور صراط مستقیم وہی ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو اور وہ بحمد اللہ اہلسنت کا طریق قویم ہے اللھم علیہا حینی وعلیہ امتنی وفی زمرتہم احشرنی یوم یبعثون

قولہ خصوصاً ابن ابی الحدید کے مقابلہ مین کہ وہ قائل خطبہ شقشقیہ کا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بے شک کلام حضرت امیر علیہ السلام ہے اول سے آخر تک اور اوسمین مذمت ثلثہ وجود ہے ایک جگہ مذمت کرنا اور دوسری جگہ اسکی مدح کرنا صریح تناقض ہے اور بمقابلہ ابن ابی الحدید الزاما بہت ٹہیک ہی۔ **اقول** اگر شارح ابن میثم کا یہہ مقصود تہا کہ ابن ابی الحدید کو الزام دیوی تو صریح کہنا چاہیے تہا کہ یہہ غلط ہے اور مخالف خطبہ شقشقیہ کے ہی جسکو ابن ابی الحدید نے کلام جناب امیر کا تسلیم کر رکہا ہے اور نیز واجب تہا کہ ابن ابی الحدید کی دلیل کا جو اسکے مراد ہونی مین بیان کی ہے اول جواب دیتا جب اوسکو باطل نہین کیا اور اوسکی دلیل کا جواب نہین دیا بلکہ بیان اوصاف مین اوسیکی موافق اون اوصاف کا مصداق خلیفہ کو قرار دیا تو اسکو کیونکر الزام پر محمول کیا جا سکتا ہے علی الخصوص جبکہ یہہ الزام خود کذب و دروغ ہو اور مبنی اوس الزام کا ایسی دلیل پر ہو جو اوسنے بیان نہ کی ہو غرض کسیطرح پر اسکا الزام ہونا ٹہیک نہین ہی اور نہ تمسخر اور استہزا ہونا اور اگر ابن ابی الحدید کے لیے یہہ الزام ہے تو اوس قول کو آپ کیا کرینگی جو سب سے اول نقل کیا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر اور نیز مختصر شرح مین تو بجز دو تین قولونکی اور کچہہ لکہا ہے نہین اور نہین ہی اول اوسیکو ذکر کیا جو آپکے قاعدہ کے موافق قطب راوندی کے قول کے ابطال کے واسطے مقدم کیا گیا ہے لکہا ہی قیل اراد بہ عمر صالح تو یہان نہ تمسخر ہی نہ الزام ہے یہان تو صریح اول مین بیان کیا کہ اس لفظ سے عمر مراد ہین پس یہہ صریح اوسکی الزام ہونے کو مکذب ہے اور یہہ امر تمسخر و استہزا ہونیکو باطل کرتا ہے

قولہ اور اگر شارح علیہ الرحمۃ اسکی قائل بہی ہون تب بہی کچہہ حرج نہین بطور رحمۃ اللہ علی اللباس الاول ہونگی اشارہ ہی کافی ہے اسکی تفصیل ہم ہین نہین لکہتی۔ **اقول** ای حضرت میر صاحب افسوس کہ آپنے تو خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کی عداوت مین فہم و انصاف

دین وایمان کو خیرباد کہکر رخصت کردیا - بہلا کچہہ تو عقل وفہم وایمان وانصاف سے کام لیا ہوتا
اگر شارح اس امر کی واقعیۃ کے قائل ہون تو کیا بہا اوصاف جو مشابہ کمالات نبوت کے ہین
بلکہ چشمہ نبوت سے ہی فائض ہوئی ہین - جنکی اندر پائی جاتے ہین بروی عقل اور ایمان کے مصداق
مثل مستہجن - رحمۃ اللہ علی النباش الاول ہو سکتا ہے کیا جو شخص کہ خلق اللہ کے کجی راستی پہ
لاوے اور اونکی امراض نفسانیہ کا علاج کرکے اونکو ہلاکت دائمی سے نجات دیوے سنت کو قائم
کرے اپنی حسن تدبیر سے فتنہ کو نہ اوٹھنے دے برائیونکی جڑک سے نقی الثوب سلیم العرض دنیا سے
رخصت ہوا ہو قلیل العیب ہو - خلافت کی غیر مطلوب کو جو عدل وراقامت دین ہی جس سے
مستحق ثواب جزیل کا آخرت مین اور شرف جلیل کا دنیا مین ہوتا ہے پہونچ چکا ہو - خلافت کے
شر سے محفوظ رہا ہو - خدا کی اطاعت بجالایا ہو - اور تقوی کا مرتبہ حاصل کیا ہو اوسکی بعد
لوگونکا یہہ حال ہوا ہو کہ جہالتونکی شاخ درشاخ راہون مین ایسی پریشان ہون کہ نہ گمراہ راہ یاب
ہوسکی اور نہ راہ یاب کو اپنی راہ یافتگی کا یقین ہوسکی تو ایسے شخص کے نسبت کوئی ایما ندار
کہہ سکتا ہے کہ وہ مصداق اس قبیح مثل کا ہے - ذرا تو انصاف کی آنکھین کہولو - الٰہا لعالمین
تو انکی آنکہین کہول اور انکو ہدایت فرما - انک قریب مجیب - پہر بفرض محال اگر یہہ کفر صحیح ہو
تو اوس قول کے نسبت جو آپکے بزرگون ہی سے ابن ہیثم نے ابتدا مین نقل کیا ہے اور فرمایا ہی
والمنقول ان المراد بفلان عمر اور مختصر مین فرمایا ہے قیل اراد بہ مدح عمر کیا فرمائیگا وہان تو
نہ الزام ہے نہ تمسخر ہی غرض اس عبارت کو الزام یا تمسخر پر محمول کرنا مصداق مثل الغریق
یتشبث بکل حشیش کا ہے اور اس سے واضح ہے کہ حضرت اسجگہ ایسے بردہات مین گرفتار
ہین کہ مفر ومخلص نہین سوجہتا ناچار بے ڈہنگی ہاتہہ پانو مارتے ہین قال الفاضل
النجیب - قولہ - بلکہ بعینہ اس جواب کو الخ - اقول - ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہی
لیکن امامیہ کو اس جواب کی حاجت نہین جیسا کہ جناب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہی
اسلیے کہ انکی کتب مین اس روایت مین ابو بکر یا عمر موجود نہین بلکہ لفظ فلان ہے پس لانسلم کہ

ابوبکر و عمر مراد ہون کیون نہین جائز ہے کہ شخص دیگر مراد ہون اور علی التنزل اگر ابوبکر یا عمر ہی مراد ہون تو محمول علے وجہ استصلاح جیسا کہ قول شارح علیہ الرحمۃ جاز ان یکون الخ۔ اس جواب کی تنزلی ہونے پر باواز بلند پکار رہا ہے پس تنزلی جواب کو تحقیقی یا اصلی جواب سمجھنا آپکی خاتم المتکلمین یا صاحب آیات بینات کی خوش فہمی ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** جناب میر صاحب یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ بعض شیعہ نے نقل کیا ہے یہہ محض آپکا کذب و افترا ہی ہرگز ان کا کوئی ایسا لفظ نہین ہے جو تبعیض پر دال ہو بلکہ الفاظ صاف اس امر پر دال ہین کہ یہہ سوال و جواب تمام اون شیعہ کی طرف سے ہے جو شیخین کی برائی کے قائل ہین کیونکہ اس عبارت مین[1] واعلم ان الشیعۃ اوردوا ھھنا سوالا فقالوا ان ھذہ الممادح التی ذکرھا علیہ السلام فی حق احدی الرجلین تنافی ما اجمعنا علیہ من تخطئتھم واخذھما منصب الخلافۃ فاما ان لا یکون الکلام من کلامہ علیہ السلام او ان یکون اجماعنا خطأ ثم اجابوا من وجھین لفظ ما اجمعنا علیہ او ان یکون اجماعنا خطأ صریح دلالت کرتا ہے کہ یہہ سوال تمام شیعہ کیطرف سے ہے جو شیخین کے تخطیہ کے اجماع مین شامل ہین مطلق شیعہ کا اجماع بیان کرنا دلیل صریح اوسکی عموم و شمول کی ہے پس یہہ آپکی اور آپکے کنتوری صاحب وغیرہ کی خوش فہمی ہے کہ اس سے بعض شیعہ سوای اپنی مراد لیتے ہین اور گیر و دار اہل حق سے فرار کرکے اس اجماع سے جو مبنای اصول مذہب ہے دست بردار ہوتے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار علاوہ ازین اس سوال کا مبنی اول وہ ہے جو کہ اولا ابن میثم نے لکھا ہے۔ والمنقول ان المراد بفلان عمر دوسرے وہ ہے کہ جو لکھا ہے اقول ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ لعمر تیسری وہ ہے جو کہ شرح

---

[1] اور جان کہ اسجگہ شیعہ نے سوال وارد کیا ہی کہتی ہین کہ یہہ مدح جو حضرت علیہ السلام دو شخصون ابو بکر و عمر مین سے ایک کے حق مین فرمائی ہے اوسکی مخالف ہے جسپر ہمنے اونکو خطا کیطرف نسبت کرنے اور منصب خلافت چھین لینے سے اجماع کیا ہی پس یا تو یہہ کلام حضرت علی کا کلام نہین اور یا یہہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے۔ پہر اسکا اونہون نے دو طرح پر جواب دیا ہے ۱۲۔

اوصاف مذکورہ مین اوصاف کی محامل کو ایسے شخص مین منحصر او متعین کیا کہ غیر خلیفہ کا احتمال
قطع ہوگیا اور یہہ تینون امور ظاہری کہ بناے اعتراض بعض شیعہ غیر امامیہ پر نہین ہے بلکہ ابن
میثم نے یا اپنا مسلم بیان کیا ہے یا اپنی اکابر امامیہ سے نقل کیا ہے قطع نظر اس سے آپ ہی
کی اکابر یہہ فرماگئی کہ مطلق لفظ شیعہ سے امامیہ اور اثنا عشریہ مراد ہوتے ہین بلکہ اگر آپ تتبع فرمائنگی
تو یہہ بہی ثابت ہوجائیگا آپکے اکابر تصریح فرماگئی ہین کہ سوای امامیہ کے اور کوئی شیعہ ہی
نہین - چنانچہ ان ہی آپکے حضرت علامہ کنتوری کی نسبت ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا ہے کنتوری در سیف ناصری و آنچہ در ابراش بچند ورق در مقابلہ رشید العلماء دیدہ
کردہ ثابت نمودہ باشد کہ غیر اثنا عشریہ حقیقۃ شیعہ نیستند و اطلاق لفظ شیعہ بر آنہا مجاز است
پس جب لفظ شیعہ سے عند الاطلاق امامیہ ہی مراد ہوتی ہین ماسوا امامیہ جمیع طوائف شیعہ سے کوئی طائفہ
عند الامامیہ شیعہ نہین تو سمجہو اگر شیعہ مطلق ہو یا بعض شیعہ ہو تو لامحالہ مراد اوس سے
امامیہ ہونگی اور آپکا اور آپکی کنتوری صاحب کا فرمانا کہ بعض شیعہ سے ماسوای امامیہ مراد ہین سراسر
لغو اور باطل ہوگا اور علامہ کنتوری کا فرمانا کہ امامیہ کو اس جوابکے حاجت نہین غلط ہوگا بہر حال
سلمنا شیعہ غیر امامیہ مراد ہین بیکن یہہ کہنا کہ یہہ توجیہات بعض شیعہ غیر امامیہ کے ہین
فرع اس امر کے ہی کہ یہہ روایت اونکی کتابون مین موجود ہو اور جبتک یہہ ثابت نکرین اوسوقت تک
اس توجیہ کو بعض شیعہ مجہول کیطرف نسبت کرنا بالکل بیسود ہے اور علامہ رضی کا نہج البلاغت
مین لکہنا ان فرق پر حجت نہین ہے اور یہہ کہنا کہ امامیہ کو ان توجیہات کی اوسوقت حاجت
ہی جبکہ اونکی روایت مین لفظ ابوبکر یا عمر ہو آپکی اور آپکے علامہ کنتوری کی غلطی ہے اگر بالفرض
آپکی روایت مین لفظ ابوبکر یا عمر بجای فلان نہو اور آپکے اکابر علماء ہی نے تصریح کی ہو یا صرف
وہ اوصاف ہی بعین مبہم یہ اسطرح دال ہون کہ عرق ابہام و شرکت کی قطع ہوگئی ہو تو تب
ہی یہہ کہنا کہ ہمکو احتیاج جواب نہین محض جواب سے پہلوتہی اور غلط سمجہا جائیگا طرفہ
تماشا یہہ ہے کہ علامہ کنتوری نے توجیہ استصلاح ناس و استجلاب قلوب کو بہی کذب ہی قرار دیا ہے

جیساکہ توجیہ توبیخ عثمان کی نسبت انکار کیا ہے لیکن ہمارے فاضل مجیب توجیہ باصطلاح
کے شیعہ امامیہ کیطرف سے ہوئی کی معترف ہین اور فرماتے ہین کہ اگر علی التنزل ابوبکر یا عمر مراد ہون تو محمول علی
وجہ الاستصلاح ہوگا جیساکہ قول شارح جازان یکون اس جواب کے تنزلی ہونے پر آواز بلند
پکار رہا ہے ہمنے مانا تنزلی سہی لیکن علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا۔ کہ این ادعا کذب محض ست باعتراف
سامی کذب محض ہوا۔ رہا اس جواب کے تنزلی ہونے کی نسبت اول آپ تمام عبارت ابن میثم
دیکھیے اور پہر کسی عاقل منصف سے دریافت بہی کیجیے اوسکے بعد کچھ فرمایئے **قال الفاضل
المجیب** ۔ قولہ۔ بعد اسکے صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ وبعض از امامیہ چنین گفتہ اند
کہ غرض حضرت امیر رضی اللہ عنہ توبیخ عثمان وتعریض برا وبود۔ اسکے جواب مین علامہ کنتوری
فرماتے ہین۔ ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ الخ بجواب اسکے صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہین
لیکن یہہ جواب علامہ کنتوری کا مثل پہلے جواب کے غلط ہے اور اسکو بہی ابن میثم نے نقل کیا ہے
اقول۔ اگر غرض یہہ ہے کہ امامیہ سے نقل کیا ہے تو محض دروغ بے فروغ ہے شرح ابن میثم
موجود وکثیر الوجود ہے کہین لفظ امامیہ کا نام ونشان نہین ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے کل شیعہ
اسکے قائل نہین ایسی کہ قول قطب راوندی خود پہلے نقل کرچکے ہین اور یہہ ضرور نہین کہ شیعہ سے
مراد امامیہ ہی ہون امامیہ اخص شیعہ ہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
یہہ ہی غرض ہے کہ شیعہ سے نقل کیا ہے جسمین امامیہ بہی داخل بلکہ حسب ادعائی طائفہ فرد کامل ہین
اور یہہ دروغ نہین ہے دروغ یہہ ہے جو آپ فرماتے ہین کہ ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے
شرح ابن میثم موجود شیعہ مین کثیر الوجود ہے اوسمین کہین لفظ بعض کا نام ونشان بہی نہین
جبکہ ہم اجابوا کے ضمیر اون شیعہ کیطرف عائد ہے جو ماقبل مین مذکور ہین اور جو تخطیہ شیخین کے
اجماع مین شامل ہین اور جنکے مذہب پر سوال وارد ہوتا ہے تو مجیب بہی وہ ہی ہونگے اور اون سب مین
بیش وبست بزعمہم خود امامیہ اثنا عشریہ ہین جو عند الاطلاق مراد ہوتے ہین تو سوال اور جواب مین
انکی شرکت سب سے پہلے ہوگی۔ علے الخصوص جبکہ آپ کے علما نے تصریح کی ہو کہ لفظ فلان سے

ابوبکر یا عمر مراد ہین اور یہہ امر خود بدیہی ہے کہ ایک قطب راوندی کا ایک قول ہین منفرد ہونا ہرگز اس امر پر دلیل نہین ہو سکتا کہ تمام فرقہ امامیہ سے کوئی اسکا قائل نہو۔ پس یہہ کہنا کہ یہہ ضرور نہین کہ شیعہ سے مراد امامیہ ہی ہون بالکل واہیات ہی بلکہ لامحالہ لفظ شیعہ سے اسجگہ مراد امامیہ ہونگی **قولہ** اور نیز یہہ توجیہ علی التنزل ہے نہ علی التحقیق اور یہہ بات ظاہر ہے کہ تنزل و تقدیر پر جواب کسی فرقہ کیطرف سے دیی جاتے ہین کوئی اونکو اصلی جواب اس فرقہ کا نہین کہہ سکتا اگر بالفرض شیعہ سے امامیہ ہی مراد ہون تب ہی یہہ اصلی جواب نہین ہی سلیئے علامہ علیہ الرحمۃ کا یہہ فرمانا کہ ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل صحیح و درست ہی

اقول اقوال سابقہ مین اس جواب کے تحقیقی ہونے کا اثبات اور تنزلی ہونے کا ابطال ہم بیان کر چکے ہین قطع نظر اوس سے کوئی قرینہ عبارت مین اوسکی تنزلی ہونے پر دلالت نہین کرتا پس اوسکی نسبت تنزلی ہونے کا دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور اگر بالفرض یہہ جواب تنزلی ہو تو بہی علامہ کستوری کا یہہ فرمانا کہ ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل کذب اور دروغ ہی کیونکہ یہہ محض اس توجیہ کے وجود سی انکار ہے حالانکہ اوسکا وجود علی سبیل التنزل مسلم ہے تو مطلق یہہ کہنا کہ ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ دروغ ہوا۔ جو آپ فرماتے ہین اگر یہہ ہی مدعا تہا تو آپکے علامہ یہہ فرماتے ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ الا ابن میثم کہ علی التنزل بیان کردہ مطلق انکار سی مستفاد ہوتا ہی کہ یہہ توجیہ نہ علی التحقیق نہ علی التنزل بیان ہی نہین کیگئی پس ثابت ہوا کہ شیعہ سی امامیہ ہی مراد ہین اور یہہ جواب تنزلی نہین اور اسکی نسبت علامہ کستوری کا انکار سراسر غلط اور کذب ہے۔ **قولہ** یہہ ہی واضح رای عالی ہو کہ شارح ابن میثم علیہ الرحمۃ حکیم مشرب ہین اور بطور محاکمہ اقوال مختلفہ عام شیعو نکی بلکہ اپنے دانست مین جو اعتراض کہ وارد ہوتا دیکہتے ہین لکہکر اور فرض کرکے اپنی سمجہہ کے موافق اسکا جواب لکہتے ہین یہہ آپکے خاتم المتکلمین کی سمجہہ کی خوبی ہے کہ اونکو اصلی تحقیقی جواب سمجہکر الزاماً نقل کرتے ہین

اقول۔ ظاہر اس عبارت سی مقصود اثبات عدم توثیق ابن میثم نہ نظر ہے

اور یہہ ثابت کرنا ہی کہ وہ رطب و یابس اقوال مختلفہ عام شیعونکی نقل کرتے ہین اور اپنی تصنیفات مین جو اعتراض وارد ہوتا دیکھتے ہین اوسکو فرضًا یعنے کذبًا وافترا ًشیعہ کیطرف منسوب کرتے ہین اور اپنی سمجہہ کے موافق اوسکا جواب لکھتے ہین تو ایسی اقوال اور ایسی شخص کے اقوال الزامًا نقل کرنا اور اصلی تحقیقی سمجہنا خاتم المتکلمین کے سمجہہ کی خوبی ہے تو ابن میثم کی نسبت یہہ دعوی محض کذب ہے کیونکہ جو علمار امامیہ نے ابن میثم اور اونکی شرح کی نسبت مناقب و محامد بیان کیے ہین اونکی خلاف ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ محیب لبیب کے نزدیک سب کذب و دروغ ہی ابن میثم کے علو مرتبہ کے تو یہہ حالت ہی کہ آپکے قاضی شوستری نے مجالس المومنین مین اسکی تبحر اور حکمت پر آپکے خواجہ خواجگان نصیر الدین طوسی کی شہادت بیان کی ہے اور شرح کی حالت یہہ ہی کہ شارح نے اپنے شرح کے خطبہ مین خدا کے ساتہہ عہد موثق کیا ہی کہ سوای حق کے کچہہ نلکہونگا اور باطل کیطرف ہرگز میل نکرونگا اور یہہ اسلیے کہا ہوگا کہ دیکہا عمومًا علمار شیعہ تعصب مین آکر نصرت حق چہوڑ دیتے ہین اور اوسکی عبارت یہہ ہے[1] وشرعت فی ذلک بعد ان عاهدت الله سبحانه الی لا انصر فیه مذهبا غیر الحق ولا ارتکب هوی لمراعاة احد من الخلق اور اگر آپ تتبع فرماوینگی تو معلوم کرینگی کہ آپکے بعض علمانے اپنی فہرست علما مین یہہ ہی لکہا ہے[2] ومنهم الشیخ الحسن المیثم بن علی بن میثم البحرانی مصنف شرح نہج البلاغة وحقیق ان یکتب بالذهب علی الاحداق لا بالحبر علی الاوراق پس جس مصنف کا یہہ مرتبہ ہو اور مصنف کی یہہ حالت ہو اوسکی عدم توثیق کوئی کیونکر بیان کر سکتا ہے۔ حضرت محیب کی اس تقریر سے اہل انصاف ملاحظہ فرماوینگے کہ شکنجہ ابحاث اہل حق مین بیانتک تنگ آئی کہ راہ فرار جہات ستہ سی مسدود پاکر اپنی معتمد علمار کے

ابن میثم نے شرح نہج البلاغت کے خطبہ مین خدا سی عہد باندہا ہے کہ ناحق کی طرفداری اور خواہش کیطرف میل نہ کرونگا۔

[1] اور مین نے اس شرح کو شروع کیا بعد اسکی کہ خدا سے عہد باندہا کہ بجز مذہب حق کے دوسرے کی مدد نکرونگا اور خلق مین سے کسیکی رعایت کیوجہ سی خواہش نفسانی کو اختیار نکرونگا۔ ۱۲ [2] منجملہ اونکی شیخ حسن میثم بن علی بن میثم بحرانی شرح نہج البلاغت کا مصنف ہے اور وہ لکہونکی ڈیلو نپر سونے کے ساتہہ لکہنے کے لائق ہی نہ کاغذون پر سیاہی سے ۱۲

عدم توثیق ثابت کرنے لگی اور اونکو حاطب اللیل قرار دینے لگے - تو جو امر ایسے شخص کے اعتراف
سے ثابت ہوگا اور جو اقوال ایسے مستند شخص کے ایسے موثق اور معتمد کتاب میں درج ہونگے
اہل حق اونسے الزام دینے میں کیوں دریغ کرینگے - اور ایسے معتمدہ نقول سے کیونکر الزام تمام
ہوسکتا ہے الزام اون ہی امور سے ثابت و تام ہوتا ہے کہ جنکی نسبت خصم اعتراف کرے
اور اوسکے لئے مضر اور اہل حق کے لیے مفید ہو اور یہان بحمد اللہ ایسا ہی ہے کہ شارح ابن میثم
کے نزدیک لفظ فلان سے مراد یا ابوبکر ہے چنانچہ اوسکی عبارت سے صاف واضح ہے اور یہہ بھی
اوسکی عبارت سے ہویدا ہے کہ اوسکے نزدیک قول راوندی پسندیدہ نہیں اور نہ اوسکی طرف
اوسکو میلان ہے تو اس صورت مین ہمارا الزام بحول اللہ و قوتہ تام ہے اور آپکا اور آپکے کنتوری
صاحب کا انکار نا واقفی ہے یا عناد - **قولہ** یہہ ہی سبب ہے کہ شارح علیہ الرحمۃ نے
واعلم ان الشیعۃ قد اوردوا ہہنا سوالا الخ مین بطور محاکمہ فرض و تسلیم قول نقل کرکے
اسکے جواب لکھے ہین ورنہ آپ ہی فرمایئے کہ اگر اس سے مراد شیعہ امامیہ ہین اور شارح کی تحقیق
ہے تو کونسے شیعہ نے فلان سے ابوبکر یا عمر یا ان دونوں سے ایک مراد لیکر یہہ توجیہین کین
ہین آخر جو شارح علیہ الرحمۃ لکھتے ہین تو کسی کتاب سے لکھتے ہین یا یون ہی خیالی گھوڑے
دوڑا رہے ہین اور شرح نہج البلاغت ہی موجود ہین اگر یہہ قول شارح کا تحقیقی ہو تو چاہیے
کہ اور کتابون مین بھی یہہ توجیہین مذکور ہون ورنہ زبانی دعوے کون سنتا ہے **اقول** اگر یہہ
ہمارے فاضل مجیب کے رای مین محاکمہ ہے گو علی سبیل الفرض و التسلیم ہی سہی تاہم محاکمہ کی لئے ضرور ہے
کہ حکم ایک شخص ثالث ہو یا یہ معنے کہ ایک مدعا کی نسبت ایک شخص اوسکی صحت پر مستدل ہو اور دوسرا
کوئی شخص اوسکا نقض و ابطال کرے - تیسرا شخص اون دونو خصمین مین قول فیصل لکہکر
حکم ہوسکتا ہے اسیطرح ما نحن فیہ مین بھی ہمارے مجیب پر لازم ہے کہ اول ایک مدعا قرار دیکر
اور بعد اوسکے اوسپر خصمین تجویز فرمایئن پہر اون دونو خصمین کے لیے شارح ابن میثم کو حکم
قرار دیکر فرمائین کہ اوسکا یہہ قول فیصل اس نزاع مین وارد ہے جب ہم یہان غور کرتے ہین

تو واضح ہوتا ہے کہ اول شارح ابن میثم نے بطور نقل کے بیان کیا کہ لفظ فلان سے عمرؓ مراد ہے پھر راوندی سے نقل کیا کہ ایک شخص مجہول الاسم والمسمی صحابہ مین سے مراد ہے پھر ابن ابی الحدید سے نقل کیا کہ وہ شخص مراد ہے جو کہ خلیفہ ہو چکا ہے لیکن بوجہ معلوم ابوبکرؓ وعثمانؓ مراد نہین تو عمرؓ مراد ہونگے پھر اپنی رائے کہ بہ نسبت عمر کے ابوبکر کا مراد ہونا اشبہ بحق ہے ظاہر کیے بعد اسکی شرح اوصاف بیان کر کے شیعہ کیطرف سے اعتراض اس بنا پر نقل کیا کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر یا عمر ہون پھر انہی کیطرف سے دو جواب نقل کیے تو اب فرمایئے کہ محاکمہ شارح نے کیا کیا۔ اور خصمین کون کون ہین۔ اور قول فیصل کونسا قول ہے جو شارح نے لکھا ہے اگر یہہ ہی دونو جواب قول فیصل ہین تو قطع نظر اس سے کہ فیصل اپنی طرف سے ہی ہوتا ہے تمام الزامات کذب و دروغ کے جو خاتم المحدثین کی طرف نسبت کرتے تھے وہ سب آپکی اعتراضی کذب و دروغ ہو گئی۔ غرض اس قول کی نسبت جو شارح نے نقل کیا ہے محاکمہ فرض و تسلیم کہنا سراسر غلط اور ناواقفی ہے۔ اب رہا ہمسے یہہ سوال کہ اگر یہہ بطور فرض و تسلیم محاکمہ نہین ہے اور واقعی نقل ہے تو بتاؤ کہ یہہ کہانسے منقول ہے اور کس شیعہ نے لکھا اور کس کتاب مین مذکور ہے کیونکہ اگر تحقیقی ہے تو لامحالہ یہہ توجیہین کتابونمین مذکور ہونگی ورنہ زبانی دعوی کون سنتا ہے سو اہل علم و انصاف سمجھہ سکتے ہین کہ اس سوال کا ہمسے کیا موقع تھا نقل تو آپکے ابن میثم فرمائین اور آپ سوال ہم سے کرین سبحان اللہ حضرت میر صاحب ذرا ہوش کے باتین کیجیے ہمکو اس سے کیا غرض کہ آپکے فاضل متبحر حکیم نے سچ کہا یا کہ جھوٹ بول دیا جیسا وسنے ایک امر کو نقل کیا۔ بس ہماری حجت ہو چکا خواہ فے الواقع کسی سے منقول ہو یا نہو اور کسی شیعہ نے لکھا ہو یا نہ لکھا اور کسی کتاب مین مذکور ہو یا نہو ہماری حجت ہر طرح تمام ہے بلکہ اگر آپ کا اور آپکے کنتوری کا فرمانا صحیح ہے اور فے الواقع کسینے نہین لکھا تو یہہ آپکے فاضل متبحر حکیم پر دو سرا دروغ گوئی کا الزام ہوا کہ خلاف واقع اپنے بزرگون پر افترا باندھتے ہین اور اونکی طرف وہ امور منسوب کرتے ہین جو اونہون نے فرمائی نہین لیکن یہہ طریقہ کچھہ نیا نہین

بلکہ قدیم سی علمار شیعہ کا یہہ ہی وتیرہ چلا آیا ہے متقدمین شیعہ ائمہ ؑ پر افترا باندہ چکی ہین اور ائمہ نے
اونکی تضلیل و تکذیب فرمائی ہے تو اگر شارح نے ایسا کیا ہو تو کچہہ خلاف قوم کے نہین کیا۔ بہرحال
شارح کا لکہنا ہمارے لیے ثبوت مدعا مین کامل حجت ہی کیونکہ جب ایسی بڑے معتقدار شیعہ
امامیہ اثنا عشریہ نے ایک امر کو بطور نقل کے بیان کیا یا خود اپنی رای سے بیان کیا تو وہ خصم
کے لیے حجت ہوگیا پس اوسکی نسبت آپکا یہہ فرمانا کہ یہہ خیالی گہوڑی دوڑا ئی ہین اور زبانی دعوی
کون سنتا ہے ابن میثم کے خلاف شان ہی۔ لیکن آپ جسقدر چاہین اوسپر تبرا پڑہین جتنی
چاہین گالیا دین اب الزام اوٹہنا محال ہے۔ علاوہ ازین مین کہتا ہون کہ کیا ضرور ہے
اگر یہہ تحقیق ہو تو کتابون ہی مذکور ہو۔ بلکہ ہوسکتا ہی کہ اون علمار امامیہ نے جو معاصرین
ابن میثم تہے درس تدریس یا بحث و گفتگو کے وقت یہہ اعتراضات کیے ہون اور یہہ توجیہات
زبانی کی ہون۔ اور ابن میثم نے بطور نقل کے اوسنی اپنی شرح مین درج کردیا ہو اور کیا ضرور ہی
کہ اگر یہہ اعتراضات و توجیہات شروح مین مذکور ہون تو ہم یا آپ تک اونکی مطالعہ کی نوبت
آوی آخر فاضل مدائنی نے اپنی شرح مین جو کچہہ لکہا ہے اور اپنی نقیب ابوجعفر سے نقل کیا ہے
اوس سے بہی یہہ ہی مدعا تقریبا ثابت ہوتا ہے چنانچہ عبارت فاضل مدائنی کی ہم قریب نقل
کرائی ہین۔ اور علاوہ اسکی اور بہی شروح و تراجم اسکی ہین اگر آپ کو تصدیق ابن میثم کی منظور ہو۔ تو
اونکو تلاش و تتبع کیجے ورنہ آپکو اختیار ہے ہمارے لیے بس ہماری الزام کی تکمیل کے واسطی صرف
ابن میثم کا لکہہ دینا ہی کافی ہے قطع نظر اس سے ہمکو سخت تعجب و حیرت ہی کہ آپ ابن میثم کے کلام
قول کو جو شیعہ کی طرف نسبت کیا ہے ہمسی پوچہتے ہین اور قطب راوندی کے اوس قول کو
جو آپکے نزدیک صحیح و مسلم ہے آنکہین کہولکر نہین دیکہتے کہ اوسمین کیسا ابہام و اہمال ہے کہ جسکا کچہہ
انتہا نہین وہ فرماتے ہین کہ مراد ایک رجل صحابہ سے ہی جسکا نہ کچہہ نام ہے نہ نشان ہے
اب ہم اوسکی نسبت پوچہتے ہین کہ یہہ شخص ممدوح کون ہے جسکی ایسی صفات کاملہ جناب امیر نے
بیان فرمائی ظاہر ہے کہ ایسا شخص مجہول نہین ہوسکتا جسکو کوئی نہ جانتا ہو پس اگر کوئی

شخص معلوم ہے تو متعین کرکے بتلائیے یا اپنے قطب الاقطاب سے دریافت کیجیے ورنہ صاف معلوم ہوگا کہ آپکے قطب الاقطاب نے الزام کے خوف سے عقلی گھوڑی دوڑائی ہونگی تو ایسی زبانی باتین جب آپکی ہم مذہب اور متبع ہی نہین سنتی تو ہم کب سنین گے **قال الفاضل المجیب** قولہ۔ اور اسی بحث مین صاحب تحفہ فرماتے ہین و لہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ اند بعضے گفتہ اند کہ مراد ابو بکرست و بعضی گفتہ اند عمرست اسکی جواب مین علامہ کنتوری جھلاکر فرماتے ہین۔ ان ہذا الافک مبین۔ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابو بکر یا عمرست۔ بجواب اسکی صاحب آیات بینات سمہ نقلاً عن خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ زیرا کہ مراد ازین شراح امامیہ مثل بحرانی استفد الخ۔ اقول۔ آپکے خاتم المحدثین کے اس قول نے فیصلہ ہی کردیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجز لفظ فلان ابو بکر نہین ہان اسکی مرادی معنے مین بتقدیر و تسلیم و تنزل احتمال ابو بکر یا عمر کا لکھا ہے پس جناب مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابو بکر بجائی لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین اسکا انکار نہین کیا کہ معنی مرادی احتمالی مین بھی علی تقدیر تنزل ابو بکر یا عمر نہین ہے **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنے**۔ سخت حیرت اور نہایت تعجب ہے کہ آپ ایسے سلیس اور سہل عبارت مین ایسی فاحش غلطیان کرتے ہین۔ ای اہل سمجھ و اہل انصاف و عدل خدا کے لیے ذرا ہماری مجیب سبب کی اس تقریر کو ملاحظہ فرماوین جس سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ نہ عبارت تحفہ کا مطلب سمجھے اور نہ کنتوری کے مدعا تک رسائی ہوئی نہ ازالۃ الغین کا مضمون ذہن عالی مین آیا۔ یا یہہ کہ مضمون سمجھہ گئے ہین لیکن اپنے دیانت و انصاف کے ہاتھ سے لاچار ہین بمقتضا اوسکی ایسے خرافات باتین نہ فرماوین تو کیا کرین دیانت و انصاف کا ثبوت آخر کس دلیل سے ہو۔ اس قول مین اول خطا ے فاحش یہہ ہے کہ فرماتے ہین خاتم المتکلمین کے اس قول نے فیصلہ کردیا کیونکہ تسلیم کرلیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین لفظ فلان ہے اور لفظ ابو بکر نہین ہان بطور مرادی معنی کے تنزلاً احتمال ابو بکر لکھا ہے حالانکہ کسی نے صاحب تحفہ نے

تصاحب ازالۃ الغین نے اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان لفظ
ابوبکر یا عمر مذکور ہے چنانچہ صاحب تحفہ نے بعد دعوی تحریف نسبت شریف رضی کے شراح کے
تعیین یعنے مرادی کو قرینہ اور دلیل ثبوت تحریف پر قرار دیا ہے چنانچہ علامہ دہلوی قدس سرہ
العزیز تحفہ مین فرماتے ہین — درین عبارت جناب امیر صاحب نہج البلاغت کہ شریف رضی است
برای حفظ مذہب خود تصرفے کردہ لفظ ابوبکر را حذف نمودہ وبجای او لفظ فلان آوردہ تا سنت
تمسک نتوانند نمود لیکن کرامت حضرت امیر آنست کہ اوصاف مذکورہ صریح تعیین مبہم سکنند
چنانچہ بیان خواہد شد لہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین لفظ فلان
اختلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند مراد ابوبکر است وبعضی گفتہ عمر الخ - اس عبارت سے صاف
واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دعوی تحریف کے لیے دو دلیلین ذکر فرمائی اول یہ کہ اوصاف
مذکورہ تعیین مبہم کو کرتے ہین دوسری یہ کہ شراح نے بطور بیان مراد کے ابوبکر یا عمر کو
بیان کیا ہے اور یہہ دعوی ہرگز نہین کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان کے
لفظ ابوبکر ہے جب آپ نے شخص مذکور سے مرادی ہونے کو تسلیم کرلیا تو گویا خصم کی دلیل کو قبول
کرلیا اور دعوی ثابت مان لیا اور فیصلہ ہوگیا بشرطیکہ فیصلہ ہو جانے سے آپکی یہہ ہی مراد ہو
اور اگر فیصلہ ہو جانے سے رفع الزام مراد ہو تو وہ قیامت تک بھی ممکن نہین آخر آپ کے علامہ
کنتوری ایسے ہی پردمات مین گرفتار ہو کر سرے ہی سے انکار کرنا شروع کردیا کہ
ہمارے شارحین نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر مراد لی ہے نہ تعیین احد ہما مین اختلاف کیا ہے
نہ یہہ توجیہات مذکورہ جو اس امر پر مبنی ہین کہ علماء امامیہ نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر کا مراد
ہونا تسلیم کرلیا ہے علماء امامیہ مین سے کسی نے بیان کیے ہین حالانکہ علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا محض
غلط اور کذب تھا اور یہہ توجیہات ابن میثم نے نقل کیے ہین اور اگر بفرض محال اسکو تسلیم
کیا جاوے کہ یہہ نقل نہین بلکہ بحرانی نے اپنی طرف سے لکھا ہے تو بھی چونکہ بحرانی فضلاء بحرین
امامیہ سے ہے اوسکا لکھنا ثبوت الزام اور انکار کنتوری کے بطلان کے لیے کافی ہو گیا

دوسری خطا وہی قدیم خطا ہے۔ کہ اسکو تنزلی فرما رہے ہین حالانکہ اس دعوی کے ثبوت کے
لیے کوئی دلیل ہے نہ کوئی قرینہ ہے بلکہ قطعی قرائن اوسکے خلاف پر قائم ہین چنانچہ ہم پہلے
عرض کر چکے ہین۔ تیسری خطا نہایت فاحش اور قبیح یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ مفتی صاحب نے انکار
نہین کیا مگر لفظ ابو بکر بجای لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین اور اسکا انکار نہین کیا کہ تعنے مراد
احتمالی مین بھی تقدیر تنزل ابو بکر یا عمر نہین ہے۔ اور یہہ سراسر کذب و دروغ و خلاف واقع
ہے اور مصداق مصرعہ چہ دلاورست الخ۔ کا ہے تحفہ کی عبارت موجود ہے اوسکو دیکھیے پھر اوسپر
علامہ کنتوری کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔ آپکی کنتوری صاحب تحفہ کا قول نقل کرکے فرماتے ہین
قولہ۔ و لہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند کہ مراد ابو بکر ست
و بعضی گفتہ اند عمر الخ۔ قولنا ان ہذا الا افک مبین۔ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح
امامیہ گفتہ کہ مراد ابو بکر یا عمر ست محال آنکہ قبل از ابن ابی الحدید غیر از قطب راوندی کسی بشرح
این کتاب شریف نپرداختہ چنانچہ ابن ابی الحدید در اول شرح خود گفتہ و لم یشرح ہذا
الکتاب قبلی فیما اعلمہ الا واحد وہو سعید بن ہبة اللہ بن الحسن الفقیہ المعروف
بالقطب الراوندی وکان من فقہاء الامامیة انتہی و نیز ابن ابی الحدید در شرح این کلام آنحضرت
بعد دعوی اینکہ گفتہ۔ فاما الراوندی فانہ قال فی الشرح انہ علیہ السلام مدح بعض
اصحابہ بحسن السیرة وان الفتنة ہی التی وقعت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من الاختیار والاثرة۔ جس شخص کو ذرا ہی عبارت سمجھنے کی تمیز ہوگی وہ تحفہ کی عبارت سے
سمجھ سکتا ہے کہ علامہ دہلوی رحمة اللہ علیہ نے اس قول مین فرمایا ہے کہ شارحین نہج البلاغت
کا امامیہ مین سے باہم اختلاف ہے بعض کہتے ہین لفظ فلان سے مراد ابو بکر ہے اور بعض کہتے ہین
کہ مراد عمر ہے۔ پس اس قول مین بصراحتاً اس امر کی نسبت دعوی ہے کہ کتب شیعہ مین
لفظ فلان سے بطور مراد کے یا ابو بکر یا عمر مذکور ہین۔ بجواب اسکے علامہ کنتوری نے اس
دعوی کی تکذیب کی اور فرمایا۔ ان ہذا الا افک مبین یعنے یہہ دعوی ظاہر بہتان ہے

اس ناصبی سے پوچھنا چاہیے کہ کونسے شارح امامیہ نے کہا ہے کہ مراد ابوبکر ہے یا عمر۔ تو اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر مراد ہونی کی تکذیب ہے اور تحفہ کی عبارت مین نہ اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین بجای لفظ فلان کے لفظ ابوبکر رض یا عمر رض اس روایت مین موجود ہے اور نہ علامہ کنتوری کی تکذیب اسکی طرف راجع ہے پس آپکا یہہ فرمانا کہ مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین الخ سراسر دروغ بیفروغ ہے کسی ایماندار اہل شرم وحیا کا یہہ کام نہین کہ ایسا صریح دروغ بمقابلہ خصم پیش کرے لیکن چونکہ آپکو خوف خدا اور اہل علم سے شرم وحیا غایت درجہ کو ہے کہ کسی کو ایسی نہین ہو سکتی اسلیے آپ جو چاہین کرین جو کچھہ چاہین فرمائین۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ زیرا کہ مراد ازین الخ۔ اقول۔ آپکے خاتم المتکلمین کے یہہ تقریر کیا ملمع کار ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس شارح علیہ الرحمۃ کی اور شراح امامیہ نے بھی یہہ توجیہہ کی ہوگی معاملہ دینے مین ایسی تقریرین کرنے اہل دیانت کا کام نہین آپکے خاتم المتکلمین نے نہایت چھان بین کی اور بہت سی کتب کے اوراق گردانی فرمائے جب اونکو اس شرح مین یہہ توجیہات علی سبیل التسلیم والتنزل ہاتھہ لگین اول تو ان توجیہات کو جو بتقدیر تسلیم و تنزل کے گئی ہین اور وہ بھی عام شیعہ کے ہین شرح مین لفظ امامیہ کا نام نشان تک نہین ہے الزاماً بمقابلہ خصم پیش کرنا کمال دانائی ہے اور دوسرے لفظ شل زیادہ کرنا اور طرہ ہے۔ **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی**۔ اول بجواب حضرت علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے آپکے کنتوری نے اسکا صاف انکار کردیا تھا سو اونکا انکار کچھہ پیش نگیا۔ اور وہ اپنے اس انکار کے سزا پاچکے جو اہل شرم وحیا کے لیے بہت کچھہ ہے تو اونکی سلب کلی کے مقابلہ مین اوسکی نقیض ایجاب جزئی ثابت کی گئی۔ بلکہ ثابت ہوا کہ اونکا انکار محض قصور تتبع سے یا عناد سے ناشی تھا اب آپنے اسکا انکار فرمایا کہ سوائی بحرالنے کے اور کسی شارح نے نہین لکھا ہے اور حضرت خاتم المتکلمین نے

لفظ مثل کا کذبا خلاف دیانت بڑہایا افسوس کہ آپکو علامہ کنتوری کا حال دیکھکر عبرت نہوئی اور علامہ کنتوری کے طرح بے تحقیق انکار کردیا۔ اول نہج البلاغت کی تمام شروح وتراجم ملاحظ فرمائی اوسکے بعد اگر انکار فرماوینگے تو قابل جواب ہوگا مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ آپ نے جمیع شروح وتراجم نہج البلاغت کے ملاحظہ نہین فرمائی ہونگی اسلیے عرض کرتا ہون معاملہ دینی مین ایسی تقریرین کرنا اہل دیانت کا کام نہین ہے۔ علاوہ ازین اس بحث مین جو عبارت کہ حضرت خاتم المتکلمین نے فاضل مدائنی کے شرح کی نقل کی ہے اوس سے صاف واضح ہے کہ وہ اور اوسکا استاد نقیب ابوجعفر بہی اس امر کے قائل ہین کہ مراد لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر ہین مدائنی کہتا ہے کہ بنقیب گفتم کہ تعریض بحاضر وقتی درست میشود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود واہیچ شکی وترددی بیرامون آن نگردد چون جناب امیر بآن اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالاتر ازان نباشد نقیب سر بگریبان فرو بردہ بعد تامل گفت راست میگوی۔ انتہی۔ اگرچہ اس عبارت مین بصراحۃ نام ابوبکر یا عمر کا نہین ہے لیکن چونکہ اس اعتراض کا مدار اس کلام کے تعریض ہونے پر ہے اور ظاہر ہے کہ تعریض جناب ذی النورین کو ہوگی اور یہہ بہی بدیہی ہے کہ اونکو تعریض بجز ذکر محاسن احد الخلیفتین سابقین کی نہین ہوسکتی تو ثابت ہوا کہ اصل کلام بیان محامد احد الشیخین کو متضمن ہے اور حاصل اسکا وہی ہے جو بحرانی نے اپنی جواب ثانی مین نقل کیا ہے۔ الثانی انہ جاز ان یکون مدحہ ذلک لاحد ہما فے معرض توبیخ عثمان الخ اور نیز خود حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے آخر مین تصریح لکہا ہے واز کلمات دیگر شارحین ومترجمین این کتاب از امامیہ ہم ترجیح صدیق برمی آید کما لایخفی علے المتتبعین لیکن چونکہ علامہ کنتوری کی تکذیب بحرانی کی نقل سے بخوبی ہوچکی ہی اور شارحین سے نقل کے حاجت نہوئی۔ معہذا کیا یہہ خاتم المتکلمین کا لفظ مثل لکہنا اور آپکی علامہ کنتوری کی تقریرات سی بہی زیادہ خلاف دیانت ہی

کہ بداہتہ کذب اور دروغ دعوے فرماتے ہین کہین کہتے ہین کہ کسی شارح نے لفظ فلان سے ابوبکر
یا عمر کو مراد نہین لیا کہین کہتے ہین کہ یہہ اوصاف یعنی ابوبکر یا عمر پر محمول نہین کیے کہین فرماتے ہین
کہ یہہ توجیہات واعتراض کسی عالم امامیہ نے نہین کین پہر اسپر فاضل مجیب حاشیہ چڑہاتے
ہین کہ مفتی صاحب نے بجائی لفظ فلان کے ابوبکر یا عمر مراد ہونے کی سوای اور کسی امر کا انکار
نہین کیا حالانکہ یہ چار امور انکی علامہ کستوری کا فرمانا بداہتہ خلاف واقع ہے پہر تعجب ہی
کہ با اینہمہ ادعای انصاف یہہ تقریرین خلاف دیانت نہین معلوم ہوتین آرمی۔ ع۔
وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ۔ رہا توجیہات کا بتقدیر تسلیم وتنزل ہونا اور عام شیعہ
کیطرف منسوب ہونا سو اسکا جواب ہم پہلے اس سے گذارش کر چکے ہین حاجت اعادہ نہین **قولہ**
بعد ازان ہی خاتم المتکلمین کے اس قول کا بہی جواب سنیے قولہ زیراکہ الخ۔ اقول کلام ابوبکر
یا عمر کے تعیین حتمی مین ہے اور وہ ہرگز شرح ابن میثم علیہ الرحمۃ موجود نہین ہے بلکہ پہلے معلوم
ہوچکا ہی کہ بحرانی علیہ الرحمۃ نے اول قول قطب راوندی علیہ الرحمۃ بیان کیا ہی۔ تاکہ
معلوم ہو کہ مراد ابوبکر وعمر نہین ہے اسکی بعد قول ابن ابی الحدید نقل کیا ہی کہ وہ بعض وجوہ کی
حضرت عمر کو ترجیح دیتا ہی نہ یہہ کہ تعین حتمی کرتا ہے پہر علی التنزل بطور فرض وتسلیم قول مخالف
یعنی ابن ابی الحدید فرماتے ہین کہ درصورت ان ہردو کے مراد ہونیکی بعض وجوہ سی حضرت
ابوبکر ترجیح رکہتے ہین بشرطیکہ اسکو استہزا نہ سمجہا جاوی پس اسکو تعین حتمی ابوبکر یا عمر
قرار دینا کمال ہی دانائی ہے **اقول** جناب سید صاحب مین بجا کہہ سکتا ہون
کہ یہہ آپکی تحریر چونکہ اول سی آخر تک ایسی ہی خرافات اور واہیات سی بہری ہوئی ہے
ہرگز اس قابل نہین ہے کہ کوئی اہل علم اسکی جواب مین قلم اوٹہائی مگر ہمکو اپنی حضرت ظلہ
کی ارشاد اور پاس خاطر عنایت فرمای بندہ منشی عنایت احمد صاحب گنگوہی نے تقسیم لدہیانہ
مجبور کر دیا اور بجز امتثال کے کچہہ ہمکو چارہ نہین ہوسکا ناچار قلم اوٹہانا پڑا اگر یہی انصاف
اسیکا نام ہے کیا دیانت اسیکو کہتے ہین کہ بدون شرح ابن میثم دیکہے اوسکی عبارکی

توجیہات بلکہ تحریفات بلکہ تکذیب فرمارہے ہین شارح ابن ہیثم نے اول ہین قول قطب راوندی کا
اپنی شرح مین کہان لکہا ہے سب سے اول قول جو لکہا ہے یہہ ہے والمنقول ان المراد بفلان
عمر جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تعین حتمی ہے اور بموجب آپکے قاعدہ کے دلالت
کرتا ہے کہ قطب راوندی کا قول قابل اعتبار کے نہین اوسکے بعد اوسکی تائید ابن ابی الحدید
سے کی کہ وہ بہی اس امر کا قائل ہے کہ مراد لفظ فلان سے حضرت عمرؓ ہین اوسکے بعد اپنی رائے ظاہر کی
جو قطب راوندی کے قول کے سراسر مکذب ہے اور کہا کہ مین کہتا ہون کہ ابوبکر کا مراد ہونا بہ نسبت
عمر کے زیادہ مشابہ بحق معلوم ہوتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قولین اولین جو حضرت
عمر کی مراد ہونے پر دال ہین وہ بہی چندان بعید عن الحق نہین صرف شبہ اور مشابہ بحق ہونیکا
فرق ہے جو مدلول افعل التفضیل کا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مدح احدہما مستلزم مدح آخر کو ہی لفظ
فلان سے اگر کسیکو شیخین مین سے مراد تسلیم کرلو تو دوسری کی مدح اور حقیقت باستلزام ثابت ہوجائیگی
لیکن قطب راوندی کے قول کی سراسر تکذیب ہی پس جو کچہہ بہ نسبت مراد ہونی احد الشیخین کے
بیان کیا ہے وہ جزما یقینی ہے خصوصا اوصاف مذکورہ کے جو شرح کی ہے اوسمین احتمال
یا تاویل کی گنجایش ہے باقی نہین چہوڑی شرح اوصاف مین صاف ثابت کردیا کہ مراد
ان سے کوئی خلیفہ ہے۔ اچہا بفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ تعین حتمی نہین ہے لیکن شارح نے
کسی طور پر آخر تعین کو بیان تو کیا ہے پس علامہ کنتوری کا اوسکی نسبت مطلقا انکار کرنا
اونکی فاحش غلطی ہے یا نہین پس ایسی پوچ باتون سے اگر آپ چاہین کہ اہل حق کا استدلال
اوٹہہ جاوے یا آپکے علامہ کنتوری کے جان الزام سے چہوٹ جائے تو یہہ ہرگز ممکن نہین
بلکہ جسقدر آپ اسکی حمایت فرماینگے اوسیقدر الزامات زیادہ ہوتے جائنگے چنانچہ آپ اس بحث
مین دیکہہ ہی چکے اب بہی اگر کچہہ علم وفہم وحیا وشرم ہے تو سمجہہ جاوے ورنہ آپکو ضد اختیار ہے
وما علینا الا البلاغ۔ **قوله** سعد اہم کہتے ہین کہ اگر شارح بحرانی علیہ الرحمۃ
نے یہہ توجیہات بدون فرض وتسلیم تحقیقی ہے کی ہون اور اونکی نزدیک یہہ اصلی ہی

جواب ہون اور جناب مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اس شرح کو ملاحظہ نفرمایا ہو تو کونسی
عیب ونقص کی بات ہی یہہ کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مد نظر ہی
آپکی خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین محض اپنی اس توہم سے کہ جناب مفتی صاحب نے اس شرح کو
نہین دیکہا کیا زبان درازی اور ہرزہ درائی کی ہے وہ شور وغل مچایا ہے کہ زمانہ کو سر پر
اوٹہالیا ہے حالانکہ ایک کتاب کا ندیکہنا یا بروقت تحریر اسکی مضامین کا یاد نرہنا کچہہ ہرز
بات نہین محض اس توہم سے انکو پایہ تصنیف وتالیف سے گراتے ہین اور صاحب تحفہ کی خبر
نہین لیتے اور کتب تو ایک طرف اپنی والد ماجد کی ہی کتاب ملاحظہ نہین فرمائی کتاب ہی
کونسی جسکا اور انکو خود حوالہ دیتے ہین کہ اگر کوئی ان مضامین کو دیکہنا چاہی تو اوس کتاب مین
دیکہی چنانچہ کئی جگہ اسی تحریر مین انکی یہہ بات ثابت کی گئی ہے۔ اور نیز اکثر صحابہ بلکہ
حضرت خلیفہ ثانی جنکو کتاب اللہ دانی کا یہہ دعوی تہا کہ بمقابلہ حکم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حسبنا کتاب اللہ فرمایا قرآن شریف کی آیت جسمین آنحضرت کے مرنے کا ذکر ہی بخاطر نہی
ہون اور بعد بیان کرنے خلیفہ اول کے کہین کہ گویا آج ہی سنی ہے اونکی شان نہین کچہہ
چون وچرا نکرین اور سند خلافت وامامت بے تکلف دیدین۔ ان ہذا الشئی عجاب
اور یہہ حال اکثر کتب مین موجود ہی اگر حضرت مجیب کو شک ہو تو مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱ه
مطبوعہ مطبع فخر المطابع سے مطالعہ فرماوین چونکہ عبارت طویل ہے اسلیے ہم نہین لکہتے اور
خلافت کا انہدام دین ہونا ہی اسی مقام مین لکہا ہے **اقول** حضرت فاضل
مجیب کے سمند فہم وانصاف نے یہان ہی ٹہوکر کہائی اور ایسی ٹہوکر کہائی کہ منہہ
کی بل آیا۔ حضرت پہلی منشا اعتراض سمجہیے بلکہ اول عبارت تحفہ دیکہیے پہر اپنے مفتی صاحب کا
جواب بغور ملاحظہ فرمائیے پہر خاتم المتکلمین کے اعتراض کو بنظر تامل سوچیے اوسکی بعد جواب
دیجیے۔ اول حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے تحفہ مین فرمایا کہ امامیہ شراح
نہج البلاغت نے لفظ فلان سے جو نہج البلاغت مین بطور تحریف واقع ہی تعیین مراد مین

اختلاف کیا ہے بعضی کہتے ہین کہ مراد ابوبکر ہے اور بعضی کہتے ہین کہ اس سے مراد عمر ہے اسپر آپکی علامہ کستوری فرماتے ہین کہ یہہ سراسر جھوٹ ہی کسی شارح امامیہ نے مراد ہونا لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر کا بیان نہین کیا وہذہ عبارتہ - ان ہذا الا افک مبین - ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست الخ اسپر حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ کستوری کی تکذیب فرمائی اور یاین عبارت فرمایا - قولہ ان ہذا الا افک مبین - اقول سبحانک ہذا بہتان عظیم - زیراکہ مراد ازین شراح امامیہ مثل بحرانی است ولیکن چون این بے نصیب کتب مذکورہ ندیدہ میگوید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست اینک عبارت رئیس الحکما والمتبحرین کمال الدین مذکور بگوش خود بشنو و خاک ذلت بر خود بریزد از مستند تکلم تصنیف بر خیز حیث قال الخ - اسیطرح اور چند جگہ آپکے مفتی صاحب نے حضرت خاتم المحدثین کے اس بحث مین تکذیب کی اور اپنا تبحر جتایا اور حضرت خاتم المتکلمین نے اوسکے جواب مین آپکے مفتی صاحب کی تکذیب فرمائی اور ابن میثم کی عبارات نقل کرکے اونکے دعوے تبحر کو توڑا - اب بعد اس تقریر کے آپ اپنے جواب کو مطابق کیجئے اور خیال فرمائیے کہ آپکے جواب اور معارضات کو اس سے کیا ربط اور کیا مناسبت ہے تفصیل اسکی یہہ ہے کہ آپ اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ اگر بحرانی کی نزدیک یہہ توجیہات تحقیقی اور اصلی جواب ہون گویا اونکی نزدیک بدون تنزل و استہزا کے ممدوح ان اوصاف عالیہ کے اور مراد لفظ فلان سے حضرت ابوبکرؓ یا عمرؓ ہی ہون اور فی الواقع مفتی صاحب نے شرح ابن میثم نہ دیکھی ہی تو کونسی عیب اور نقص کی بات ہی ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا بروقت تحریر اوسکی مضامین کا یاد نرہنا کچھہ بڑی بات نہین کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اسکی تحقیق ہمیشہ نظر رہے لیکن ہم کب کہتے ہین کہ شرح ابن میثم کا نہ دیکھنا کچھہ عیب اور نقص کی بات ہی اور ہمنے اور ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے کب کہا ہی ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا اوسکی مضامین کا بروقت تحریر یاد نرہنا کچھہ بڑی بات ہے اور ہمنے کب دعوی کیا ہے کہ ہر ایک عالم کی کتاب

اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مدنظر رہنا ضرور ہے ہمارا اور ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض
تو یہہ ہے کہ اگر مفتی صاحب نے شرح ابن میثم نہین دیکھی تھی یا آپکو یہہ مضامین یاد نہین رہے
تو یہہ زبان درازی اور ہرزہ درائی کیون فرمائی کہ کہین فرماتے ہین - ان ہذا الا افک مبین
ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمرست - کہین لکھتے ہین این ادعا
کذب محض ست کہین فرماتے ہین - ثبت العرش ثم النقش - اول اینمعنے باثبات باید رسانید
کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست الخ - اور کیون ایسا واویلا کیا کہ زمانہ کو سر پر اوٹھا لیا
جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے تمام شروح نہج البلاغت کا ملاحظہ فرمایا ہے
اور تمام شروح کے مضامین اور تمام شراح کی تحقیقات ضبط اور محفوظ ہین اگر آپ نہین
جانتے تھے تو لفظ فلان سے شیخین کے مراد ہونے کا انکار اور علماء امامیہ کی توجیہات کرنے
کا انکار کس بناء پر کیا اونکو تو دعوی تمام شروح کے دیکھنے اور تمام مضامین کے مستحضر ہونے
کا ہے - اگر باوجود اس نجاننے کی وہ سمجھتے ہوتے کہ مین نہین جانتا ہون تو اس شد و مد سے تکذیب
انکار نکرتے بلکہ یہہ کہتے کہ مین نے سوای ابن ابی الحدید کے دوسری شرح نہین دیکھی یا تمام شرح نہین دیکھی
بایین اس دعوی کی تصدیق و تکذیب کی نسبت کچھہ نہین کہہ سکتا یا یہ کہ تمام شروح دیکھی
تھی مگر اس موقع کے مضامین مجکو یاد نہین رہی اسلیے غیر ذالک اور اسمین چندان نقص
و عیب نہ تھا اگرچہ اسقدر تو اسمین بھی خلل تھا کہ جب کتاب تصنیف فرمانے بیٹھے اور خصم
کی جواب دہی کا ارادہ کیا تو کیا مشکل ہے کہ شرح نہج البلاغت کے اس موقع خاص کو
دیکھین خصوصاً ایسا امر کہ جسپر بطلان مذہب کا مدار ہو اور بقول آپ کے بعض شروح بھی
جنمین یہہ توجیہات مذکور ہون نایاب نہون تو بڑی افسوس کی بات ہے کہ کتاب کہولکر دیکھہ
لیتے اور یون ہی دعوی فرمائین جس سے معلوم ہو کہ انکا علم تمام شروح کی مضامین کو حاوی
ہے پس واضح رہے کہ نہ آپکی مفتی صاحب نے اپنے نجاننے کا اظہار کیا اور نہ اعتراض عدم
علم یہہ ہی بلکہ محل اعتراض مفتی صاحب کا دعوی تبحر ہے کہ باوجود نہ جاننے کے اپنا علم

ونیجہ کذبا وافترا جتلا رہی ہین اسپر آپکا یہہ جواب دینا کہ نہ جاننا کچھہ عیب کی بات نہین اور
نہ محفوظ رہنا کچھہ بڑی بات ہے یہہ ایسا جواب ہی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی
مفتی صاحب کی عبارت کو بہی نہین سمجہے ورنہ اتنا تو سمجھتے کہ اعتراض سے نجاننا ثابت ہوتا ہی
یا جاننا اور ازالۃ الغین کی عبارت کو بہی نہین سمجہے اور نہ اس جواب کو انسی کچھہ ربط و تعلق ہی
علاوہ ازین اس تقدیر پر کہ بحرانی نے جو کچھہ تحریر فرمایا وہ تحقیقی اور واقعی ہو اور انکی نزدیک
یہہ جواب اصلی جواب ہون اور مفتی صاحب نے شرح ابن میثم کو ملاحظہ نفرمایا ہو یا اوسکی
مضامین انکو یاد نرہی ہون حسب بیان علامہ ابن میثم یہہ اعتراض ان الممادح التی ذکرھا
علیہ السلام فی حق احد الرجلین ینافی ما اجمعنا علیہ من تخطیھم واخذھما منصب
الخلافۃ فاما ان لایکون الکلام من کلامہ علیہ السلام او یکون اجماعنا خطاءً
وارد ہوتا ہی اور علامہ بحرانی نے جو جواب شیعہ سی نقل کیے ہین وہ جواب بداہۃ معلوم ہوتا ہے
کہ ہرگز صلاحیت رفع اعتراض کے نہین رکہتے چنانچہ حضرت صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے
دلائل سے اس امر کو ثابت کردیا ہے تو اب فرمایئی کہ ہر دو امور مندرجہ اعتراض مین سی کسکو
اختیار فرمائیگا کہ یا آپکا اجماع خطا پر ہے یا یہہ کلام جناب امیر کا کلام نہین ہے اور
شریف رضی نے من تلقاء النفس کذبا پڑہا دیا لیکن یہہ تو واضح ہے کہ شریف رضی تو دیدہ
و دانستہ ایسی کلام کو جو صریح مدح شیخین پر دلالت کرے اپنی خلاف مذہب کیون بڑہاتا ایسا
احتمال موید ات مذہب مین تو ہوسکتا ہی اور منافیات مذہب مین یہہ امر بالکل مفقود ہی نادانستگی
کا عذر غیر مسموع علی الخصوص حاشیہ پر بخط الرضی لکہا ہوا ملگیا کہ لفظ فلان کے نیچے عمر
لکہا ہتا تو شریف رضی کے بڑہانی اور اس کلام کے جناب امیر کی کلام نہونے کا تو
احتمال باطل ہوا تو ثابت و متعین ہوا کہ آپکا اجماع خطا پر واقع ہے ۔ وہو المطلوب ۔ اگرچہ اس
گذارش سی آپکی معارضات بہی باطل ہوگئی تہی لیکن ذرا تفصیل سے سنیے کہ اول معارضہ
جنابنے حضرت صاحب تحفہ قدس سرہ العزیز کی نسبت اپنی والد ماجد کی تصنیفات نہ دیکہنے کے

بارہ مین فرمایا اور فرمایا کہ ہم کئی جگہ اس تحریر مین یہہ امر ثابت کرچکے ہین۔ پس اسکا جواب
تو یہہ ہے کہ یہہ محض جناب کی خوش فہمی ہے کہ آپنے اپنی عادت کے موافق عبارت
ازالۃ الخفاء کے مطلب سمجھنے مین غلطی کی تھی چنانچہ جس جگہ اس تحریر مین آپنے یہہ عویٰ
فرمایا ہے وہین ہم بھی بخوبی اوسکو باطل کر آئے ہین حاجت اعادہ نہین ہی۔ دوسرا اعتراض
آپنے حضرت خلیفہ فاروق رضی اللہ عنہ کے نسبت آیت قرآنی متضمن موت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد رہنی کی بابت فرمایا اسکا جواب یہہ ہے کہ اول نسیان کسکی نزدیک
محل اعتراض نہین یاد آتا ہے کہ بعض شیعہ نے نسیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بھی جائز رکھا ہے۔ خود جناب امیر شیطان لعین کے مہلت یافتہ ہونے کو بھولی ہوئی
تھی اور ابلیس کی تلقین سے متنبہ ہوئی۔ اور نہ خاتم المتکلمین کا اعتراض نسیان کی بابت ہی
پس جب نسیان منافی نبوت نہین تو مناقض خلافت کیونکر ہوسکتا ہے۔ معہذا حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ کا نسیان بوجہ صدمہ ہوش ربا وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیش آیا تھا۔ مگر آپکی مفتی صاحب پر کیا مصیبت پڑی اور اونکو کیا صدمہ پیش آیا
جس سے اونکی ہوش و حواس سلب ہوگئی اور باختہ حواس ہوکر یہہ غفلت طاری ہوئی اور نسیان
پیش آیا اگر حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز کے اعتراضات کا صدمہ و مصیبت ہی
اور انکا دار عضال ہونا اسکا باعث ہی تو ہم بھی آپکی مفتی صاحب کو معذور سمجھتے ہین علاوہ ازین
اس موقع مین کہ جو جناب مفتی صاحب کو پیش آیا اور دوسری مواقع مین کہ جس جگہ کتب کا
نہ دیکھنا یا مضامین کا یاد نرہنا کچھہ عیب یا نقص کا باعث نہین سمجھا جاتا ہون بعید ہے
وہ یہہ کہ جسجگہ کتب کا نہ دیکھنا یا وقت تحریر مضامین کا یاد نرہنا معیوب نہین سمجھا
جاتا وہ موقع ہے کہ جہان فیما بینہما تعلق بعید ہو کہ اس سے اون مضامین کیطرف
انسباق ذہن کا کم ہو اور انتقال فکر کا ادہر سے اودہر نادر ہو ایسی مواقع مین اگر
وقت تحریر مضامین یاد نرہے یا کتاب کو نہ دیکھی تو معذور سمجھا جا سکتا ہی اور یہہ موقع جو

ہے کہ مفتی صاحب کو پیش آیا کہ خصم نے اپنی ثبوت دعوی مین ایک کتاب کے خاص موقع کو
مستدل قرار دیا اور اوس کتاب کے شروح کے مضامین متعلقہ کو اپنی دعوی کی تائید مین
بیان کیا تو اگر کوئی شخص اوس خصم کے جواب مین بدون اسکی کہ شروح دیکھے اور اونکی طرف
مراجعت کرے اور تصحیح کیے دعوی کا صدق یا کذب کتب سے مقابلہ کر کے معلوم کرے صاف
انکار کردے اور لکھے کہ کسی کتاب مین اسکا نام ونشان نہین اور یہہ دعوی محض کذب ودروغ
ہے۔ حالانکہ خود یہہ انکار ونکی یہ محض کذب ودروغ ہو۔ تو ہرگز وہ معذور نہ سمجھا جائیگا اور کہیے
ملامت سے نہ بچیگا پھر اگر کوئی اوسکی اتباع مین سے اوسکی حمایت کرے اور عذر کرے کہ آپ نے
کتاب نہین دیکھی ہے اور آپکو یاد نہین رہا تہا۔ تو یہہ کسی عاقل کے نزدیک قابل التفات
نہوگا بلکہ مصداق مثل مشہور عذر گناہ بدتر از گناہ کا سمجھا جائیگا کیونکہ اس موقع مین
بوجہ غایت اتصال وقرب تعلق فیما بینہما اوسپر واجب تہا کہ شروح کی طرف مراجعت
کرے اور اس دعوی کے صدق وکذب کو کتب سے مقابلہ کر کے دیکھے تو اوسنے ترک
واجب کیا اور اپنی مذہب کی حمایت مین صریح مرتکب کذب وخیانت کا ہوا تو اسی
موقع مین جسقدر ملامت کیجاوے بجا ہے اور جسقدر گرفت کیجاوے زیبا۔ پس ہمارے فاضل کا
بحمایت اپنی مفتی صاحب کے فرمانا کہ اگر اونہون نے کتاب نہ دیکھی ہو یا مضامین یاد نہے
ہون تو کیا عیب ونقص کی بات ہے۔ سراسر واہیات ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہہ سراسر
عیب اور نقص اور خیانت وکذب اور مرتبہ تصنیف کے بالکل مخالف ہے۔ رہے خلافت
کی اہم المہمات ہونیکا جو آپ اشارہ فرماتے ہین سو یہہ وہ غلطی ہے جو ابحاث سابقہ مین
آپکو پیش آچکی اور بتفصیل تمام اسکی نسبت ہم گذارش خدمت کر چکے ہین۔ قال الفاضل
النجیب۔ قولہ۔ یہہ ایک بحث کا حال ہے جس سے علماء شیعہ کا پایہ علم اور تدین
بخوبی معلوم ہو سکتا ہے حالانکہ اس بحث کی غلطیونکا استیفا نہین کیا گیا۔ اقول۔
ہان یہہ ایک بحث کا حال ہے جس سے علماء سنیہ کا پایہ علم ودیانت وفہم وفراست

وعقل و کیاست بخوبی معلوم ہو سکتا ہے حالانکہ اس بحث کی غلطیوں کا بھی استیفا نہین کیا گیا
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - بحول اللہ تعالے و قوتہ اہلسنت کا پایۂ
علم و دیانت و فہم و فراست ایسا ظاہر ہو گیا ہے کہ کسی پہ مخفی نہین رہ سکتا یہہ ہی جماعت مصداق
ید اللہ علی الجماعۃ و غضب اللہ علی من خالفہا کے ہی - ہان علمای شیعہ کا
پایۂ علم و دیانت و فہم و فراست قابل تماشا ہے کہ جنکی اکابر مذہب اونکی زعم مین ہمیشہ تقیہ
کی پردی مین مخفی رہا ہے اور مذہب کو دانما صندوق تقیہ مین بند رکھا سو بحمد اللہ فریقین کے علم
و دیانت اور فہم و فراست کی حالت اسی بحث سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے بشرطیکہ
انصاف کا چشمہ چشم بصیرت پر لگا کر دیکھا جاوے **قولہ** اگر کسیقدر اس بحث کی
مفصل جواب مین بیان ہوا ہے کہ علاوہ خلاف واقع بیان کرنے وغیرہ کے علم
و فضل کا مرتبہ بھی بدرجہ کمال حاصل کیا ہے - یہانتک کہ جو باتین کہ درس خوان و بستان
کو معلوم ہین انمین بھی کمال مہارت بہم پہنچائی ہے - جیسا کہ للہ بلاد و فلان کو بدروغ از
قسم قسم دروغ فرماتے ہین حالانکہ کتب نحویہ و لغویہ مین تصریح ہے کہ للہ درہ و للہ ابوہ و للہ بلادہ
مثل اسکے کلمات تعجب سے ہے قسم سے اسکو کیا علاقہ - اور جواب تنزلی و تقدیری کو اصلی
سمجھتے ہین فیا للعجب اس علم و فضل پر کوئی صاحب خاتم المحدثین اور کوئی صاحب خاتم
المتکلمین کا خطاب اپنی اہل نحلہ سے پاتا ہے ان ہذا لشیء عجاب **اقول** اہل انصاف
برائے خدا ذرا اس بحث کو جو ہمارے فاضل مجیب نے بصد ناز و افتخار تحریر فرمائی ہے سنین
اور حضرات علمای شیعہ کا مرتبہ علم و فضل ملاحظہ فرمائین کہ واقعی جو باتین کہ اطفال مدرسہ کو معلوم
ہونگی حضرات اونمین غلطان و پیچان ہوتے ہین اور اونسے بھی واقف نہین یعنی غلط کہا
بلکہ اونمین کمال مہارت بہم پہنچائی ہے - آپ اعتراض فرماتے ہین اور ظاہر یہہ ہے
کہ آپ اپنے علمای سے نقل فرماتے ہونگے - کیونکہ آپ تو فرما چکے ہین کہ مین محض فارسی خوان
ہون - آپکو کتب نحویہ و لغویہ سے اور تحقیق للہ بلاد وغیرہ سے کیا تعلق اور نیز اس قول کے شروع عبارت مین بھی

اسطرف ایما ہی کی لکھتے ہین۔ اس بحث کی جواب مین مفصل بیان ہوا ہے تو ہمکو یہہ کہنا چاہیے
کہ فاضل مجیب نقلاً اپنی علما سی اعتراض نقل کرتے ہین کہ علماء اہلسنت نے لعمر بلاد فلان کو
بدروغ قسم دروغ فرمایا ہے حالانکہ یہہ کلمہ تعجب کا ہے۔ اب اسکا جواب سنیئے کہ یہہ آپکی علما
کا محض کذب اور افترا اور بہتان ہے ہرگز علماء اہلسنت نے لعمر بلاد فلان کو جو حسب تصریح
فاضل بحرانی کلمہ مدح کا ہے قسم نہین فرمایا ہے صواقع اور تحفہ اور ازالۃ الغین میری نظر سے
بہی گذری ہین اور غالباً تحفہ کی نسبت یہہ اعتراض ہوگا اسلیے مین عبارت ان کتابونکی نقل کرکے
اپنے فاضل کو اونکی علماء مجتہدین کے تبحر اور تقدس کے قسم دیکر پوچہتا ہون فرمائین تو سہی کہ اس
عبارت مین کہان لکہا ہے کہ لعمر بلاد فلان کلمہ قسم ہے خواجہ نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ صواقع مین یہہ
خطبہ نقل کرنے کے بعد اول جواب وکان منہ علے وجہ استصلاح من یعتقد صحۃ
خلافۃ الشیخین کی ضمن مین فرماتے ہین فانہ اثبت للامام المعصوم انہ کذب عشر کذبات
صراح موکدۃ وحلف عشر حلفات کاذبۃ من غیر الجاء ضرورۃ داعیۃ الیہ فان استصلاح
واستجلاب قلوبہم تحصل بغیر الکذب والیمین الکاذب اور نیز دوسری جگہ لکہتے ہین
فانہ وقوع الفتنۃ فے خلافۃ عثمان کان معلوما لکل احد غیر خفی حل یخفی علے
الناس القسم وانہ حلف عشر حلفات کاذبۃ۔ الی ان قال۔ فان المومن اللبیب لا یرتکب
الکذب والیمین الکاذب لامر یحصل بالصدق فضلاً عن الاکاذیب لا یمان
الکاذبۃ۔ حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز تحفہ مین توجیہ اول کے ضمن مین فرماتے ہین
لکن بر ہاتن منصف پوشیدہ نیست کہ وہ دروغ موکد بقسم را نسبت بجناب معصوم نمودن
کہ برای غرض سہل و نا یعنے دلداری چند کس، الخ۔ پہر فرماتے ہین کہ کدام ضرورت بجی اینہمہ
تاکیدات و مبالغات و ایمان غلاظ شدہ بود۔ پس یہہ عبارتین ہین اسمین کہان لکہا ہے
کہ لعمر بلاد فلان کلمہ قسم ہے حضرات شیعہ کی یہہ عادت ہے کہ اپنی خوش فہمی سے ایک غلط
مضمون تراش لیا اور اوسپر اعتراض کرنے لگے بمقتضا اپنے کمال فضل وعلم کے

اسجگہ یہہ سمجھ لیا کہ لہ بلا و فلان کے معنی قسم کے لکھی ہین اور اسپر ناحق واویلا شروع کر دیا
اب یہہ کہ شاید اپنی کمال تبحر اور ہمہ دانی سے یہہ سوال کرینگے کہ اگر لہ بلا و فلان کے معنی قسم کے نہین لکھے تو پھر قسم کہانسے
پیدا ہوئی اور کونسا حرف قسم کا عبارت مذکورہ مین ہو جسکے معنے قسم کے خواجہ نصر اللہ اور علامہ دہلوی نے لکھے ہین
اسکا جواب یہہ ہی کہ نحو کی چھوٹے چھوٹے رسائل مین لکھا ہی کہ قسم مقدر مثل ملفوظ کی ہوتی ہی چنانچہ غالیا کافیہ ابن حاجب مین ہے
ونقدیر القسم کالفظ بہ مثل للہ بلا فلان کا مدح کا ہی۔ بعد اسکے لفظ لقد قسم مقدر پر دال ہے
اور اوسکا جواب واقع ہے مغنی اللبیب مین لکھا ہے وقال غیرہ (زمخشری) فی نحو
ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم قد فی الجملۃ الفعلیۃ المجاب بھا القسم مثل
ان واللام فی الجملۃ الاسمیۃ المجاب بھا القسم فی افادۃ التوکید دوسری جگہ
لام تاکید کے بیان مین لکھا ہی ولبعضہم المتصرف المقرون بقد نحو ولقد کانوا عاھدوا
اللہ من قبل لقد کان فی یوسف واخوتہ ایات والمشہور ان ھذہ لام القسم
بیضاوی مین لکھا ہے ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت اللام موطئۃ للقسم
اسپر محشی عبد الحکیم لکھتا ہی ای مہیاۃ ومعینۃ للقسم المحذوف وقرینۃ علیہ تو ان
عبارات سے معلوم ہوا کہ یہان قسم مقدر ہی اور تقدیر عبارت اسطرح ہے۔ لہ بلا و فلان
فو اللہ لقد قوم الاود وداوی العمد الخ ای حضرت میر صاحب آپکی علمانے ہمیر یہہ اعتراض کرکے
اپنی علم و فضل کی آپ ہی دلیل و سند دیدی پھر اسپر آپکا اسکو باز و افتخار کے ساتھ
ہمارے مقابلہ مین لکھنا اور بناطرہ۔ یہہ ایک چھوٹی سی بحث ہی جس سے پایہ علم و فضل علمار شیعہ
وعلمار اہلسنت کا بخوبی معلوم ہو سکتا ہے اور یہہ بہی معلوم ہو سکتا ہے کہ علمار اہل سنت
خطاب خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین کے لائق ہین یا علمار شیعہ جنکو چھوٹے چھوٹے مسائل نحو مین
بہی کمال مہارت ہی۔ خطاب مجتہد اور علم الہدی کے اور صدوق کے لائق ہین۔ رہا ابن
ہیثم کے جواب کو منزلی و تقدیری کہنا ایسی خطائی فحش ہے کہ جسکو تہوڑی سی عقل و انصاف
ہو وہ بہی اسکو سمجھ سکتا ہے اور اگر فاضل مجیب شرح ابن ہیثم ملاحظہ فرمائنگی تو خود اپنی

اس خط پر متنبہ ہو جائنگی **قال الفاضل المجیب** قولہ - اگر تامل کیا جاوی تو جوابات تحفہ ایسی غلطیون سی پر ہین پس اب انصاف سی فرمائیں کہ تحفہ زیادہ عدم اعتماد کے قابل ہے یا اوسکی جوابات معتمد علیہ جناب مخاطب - **اقول** آپنے جوابات تحفہ کب دیکھی کہ تامل فرماتے اگر آپ انکو دیکھتی اور کچھہ تامل و انصاف ہی کام لیتے تو آپکو کالشمس فی نصف النہار روشن ہو جاتا کہ صاحب تحفہ کی بہت ہی کلام ایسی قول ہونگی جو غلطی و خلاف واقع گوئی سی خالی ہون اور حاشا کہ جوابات تحفہ مین غلطی ہو **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ایسی خرافات و کذب کے جواب مین بجز اسکی کہ ہم سکوت کرین - یا ہم ہی جہوٹ بولین کہ آپ سچ کہتے ہین اور کچھہ جواب نہین ہو سکتی **قولہ** اگر آپکا یہہ فرمانا صحیح ہوتا تو اب تک کوئی صاحب تو آپ صاحبونمین سی مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکہتا - **اقول** جب وہ اس قابل ہی نہین کہ اہل علم اونکی جواب کیطرف متوجہ ہون تو ہمارا اصل استدلال جو ابطال مذہب شیعہ پر تہا بجائی خود باقی رہا پہر ہمکو اونکی جواب لکھنی کے اور ناحق تضییع اوقات کی کچھہ ضرورت نہین ہے علاوہ اسکی ہمارے بہی ایسی کتابین ہین جنکا علمار شیعہ نے جواب نہین لکہا تو ہم بہی کہہ سکتے ہین کہ اگر اونمین غلطی ہوتی تو آپ صاحبونمین سے کوئی تو مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکہتا - **قولہ** آپکے خاتم المتکلمین کی یہہ جرات نہ ہوئی مگر ہان خال خال جہان کہین اونکو اپنے سمجھہ کے موافق قلت تدبر و تفکر سی جائے انگشت معلوم ہوئی اس قول کو نقل کر کے بہت کچھہ شور و غل مچایا - مگر اہل فہم وانصاف جانتے ہین کہ فضول تہا - چنانچہ اسی بحث سی جسکو آپنے بڑی ناز و افتخار سی تہدیدًا لکہا تہا معلوم ہوگیا **اقول** ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف مین جو بالاستقلال آپکی بعض تحریرات کے جواب مین فرمائے تبعا و استطرادا حسب محل و موقع جوابات تحفہ وغیرہ کے بخوبی قلعی کہول دی ہے جس سے صاف واضح ہے کہ یہہ جوابات تحفہ قابل التفات طلبہ علوم بہی نہین ہین چہ جائیکہ علما مقصدی جواب ہون خیانۃ

قولہ اہل انصاف و فہم جانتے ہین اور سمجھتے ہین اسی بحث سے آپہی گذرچکی بخوبی واضح ہی
آپ ہی انصاف فرماوین کہ جب آپنے تحفہ کے اجوبہ ملاحظہ ہی نہین فرمایا ہی تو آپ کیونکر اونکی
اعتماد و عدم اعتماد کی بابت کچھ کہہ سکتے ہین **اقول** یہہ اپکا خیال و زعم بالکل غلط ہے
جسکی کچھہ اصل نہین **قولہ** جاننے والے پرکھنے والے جانتے ہین کہ کون اعتماد کے
قابل ہے **اقول** بیشک اسپر ہمارا بھی صاد ہے **قال الفاضل المجیب** - **قولہ**
شیعونکی بعض فرضی کتابین گھڑ لین جناب مخاطب کی تحریر سی تو اونکا مادۂ علمی اسقدر معلوم
نہین ہوتا کہ اپنے مذہب کی تمام کتب یا تمام کتب مشہورہ پر عبور اور اونکی واقفیت ہو -
اقول - اس اپکی تشخیص پر ہم بھی صاد کرتے ہین مین اپنی کم علمی و ہیچمدانی شروع ہی
مین عرض کرچکا ہون **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** چونکہ اسجگہ
فاضل مجیب نے جو ہماری جواب کی عبارت نقل کی ہے اوسمین خلط واقع ہوتا ہے مبادا ناظرین
اقوال کو تعیین اقوال مین تردد و اشتباہ واقع ہو اسلیے بنظر احتیاط عرض کرتے ہین
کہ اسجگہ جو لفظ قولہ ہماری فاضل مجیب کی کلام مین واقع ہے یہہ قول ہماری تحریر مین کا ہی
اور ضمیر اسکی راجع بطرف فاضل مخاطب ہی اور بعد اسکی عبارت شیعونکی بعض فرضی کتابین
گھڑ لین اصل سوال فاضل مخاطب کا جملہ ہے جسکا جواب ہمنے لکھا ہے اور کہا ہی جناب
مخاطب کے تحریر سے الخ پس ناظرین یہہ خیال نفرماوین کہ قولہ کے قائل فاضل مجیب ہین اور ضمیر
ہماری طرف راجع ہے اور عبارت شیعونکی بعض فرضی الخ ہماری عبارت ہی جیسا کہ انسے
مستفاد ہوتا ہے فلیتنبہ - سابق مین ہماری فاضل مخاطب نے ہمارے قولہ کو اپنے قولہ سے
ساتھہ ملاکر بتکرار قولہ قولہ کرکے لکھا تہا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک لفظ قولہ سہواً
کاتب سے ترک ہوگیا ہوگا یا عمداً کریہہ و مستقبح سمجھکر چہوڑ دیا ہوگا - تعجب ہی کہ باوجود ہیچمدانی کے
اگر یہہ کسر نفس کے طور پر نہین ہے تو اپنے اصول و فروع مین بلا تقلید مرتبہ حق الیقین کا
کیونکہ پیدا کرلیا معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعاوی ہمہ دانی ہے اور یہہ محض تواضع -

قوله لیکن اگر گستاخی معاف ہو تو بصد ادب اسقدر گذارش ہے کہ بندہ تو تمام کتب یا تمام
کتب مشہورہ پر عبور نہین رکھتا اور واقف نہین مگر جناب با اینہمہ ادعای علم و فضل اصل مسئلہ متنازعہ
فیہ سے ہی آگاہ نہین چنانچہ امامت کو مسائل فرعیہ سے بیان کرنے مین ازالۃ الغین کے جواب تصور درست
ہوئی - اس مسئلہ کو آپکی کتب احادیث وغیرہ حتی کہ کتب عقائد مین اہم المہمات لکہا ہے
مگر آپ اسکو اہم المہمات نہین جانتے یہہ محض کتب کلامیہ وعقاید و احادیث وغیرہ پر عبور
ہونے کا ہی سبب معلوم ہوتا ہے ورنہ شاید اجتہاد کا دعوی تو آپکو ہی ہو **اقول** حضرت
نے دریافت فرمایا تہا کہ مسئلہ امامت اہل سنت کے نزدیک اصول دین سے ہے یا فروع
سے بندہ نے بجواب اوسکی عرض کیا کہ اہلسنت کے نزدیک مسئلہ امامت فروع مین سے ہے
اور اوسکی ثبوت مین حوالہ خاتم المتکلمین کے عبارت کا جو اسوقت سامنے موجود تہی لکہنا کافی
سمجہا پس اسپر جناب کا فرمانا کہ اصل مسئلہ متنازعہ فیہا سے آگاہی نہین آپ ہی انصاف سے
فرماوین کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اگر آپ کسی مسئلہ مین اوسکی ثبوت کے وقت حوالہ ہی مجتہد
العصر یا مفتی کنتوری صاحب کا دیوین اور مسئلہ بہی صحیح فرماوین تو کوئی دعوی کر سکتا ہے
کہ آپ اس مسئلہ سے آگاہ نہین حاشا وکلا - اور بالفرض اگر مین شرح عقاید کا حوالہ دیتا
تو بہی آپ یہہ ہی اعتراض فرما سکتے تہے جبتک کہ تمام کتب عقاید و احادیث وغیرہ کی ذکر نکیجو
جاتے حالانکہ کوئی شخص تمام حوالونکو جمع نہین کرتا - ظاہر ہے کہ حوالہ سے مقصود یہہ
ہوتا ہے کہ مسئلہ کی صحت کی نسبت طمانیت ہو جاوے اور یہہ بمجرد نقل قول کسی معتبر
عالم کے حاصل ہو سکتا ہے علی الخصوص جبکہ مسئلہ ہی مسائل فروعی مین سے ہو اور یہہ امر حضرت
خاتم المتکلمین کے طرف حوالہ سے بخوبی حاصل ہے پس لاعلمی کی نسبت جناب کا
عدم آگاہی فرمانا عدم آگاہی قانون انصاف سے ہے - اگرچہ یہہ بات مسلم اور صحیح ہے کہ
بندہ کو تمام کتب کلامیہ و احادیث وغیرہ پر عبور نہین ہے اور نہ بندہ کو دعوی اجتہاد ہے
مگر تعجب یہہ ہے کہ آپکی جناب مفتی صاحب نے خلاف واقع دعوی فرمایا کہ شرح نہج البلاغہ نا

مین کہین یہہ توجیہات مذکور نہین اور جناب نے اوسکی نسبت عذر فرمایا کہ کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مد نظر رہے ہر ایک کتاب کا دیکھنا یا بروقت تحریر اوسکے مضامین کا یاد رہنا کچھہ بڑے بات نہین اور کچھہ عیب و نقص کی بات نہین کہ اگر ایک کتاب کو نہ دیکھا ہو یا اوسکے مضامین یاد نرہے ہون - پس جب آپکے نزدیک شروح نہج البلاغت کی نہ دیکھنے سے آپکے مفتی صاحب کے تبحر مین کچھہ فرق نہ آیا اور اونکی کذب کیطرف سے یہہ عذر بار دفرمایا اور بسر و چشم قبول کرلیا تو ہمنے ایسا کیا قصور کیا تھا کہ باوجودیکہ مسئلہ صحیح عرض کیا اور حوالہ بھی صحیح دیا لیکن ہان تمام حوالونکو جمع نہین کیا اسکو ہماری کتب عقاید و احادیث وغیرہ پر عدم عبور کا سبب قرار دیا اور عدم آگاہی اور ناواقفیت سمجھا - آپنے انصاف سے کس قاعدہ کے موافق یہہ فیصلہ فرمایا آپکے مفتی صاحب باوجود خطا کے بھی متبحر ہی رہین اور ہم بے خطا ناواقف و ناوان سمجھے جاوین یہہ صریح ہٹ دہرمی اور حق پوشی نہین تو کیا ہے - انصاف تو اسکو مقتضی ہے کہ اگر ہمکو آپ صرف اس وجہ سے مطعون کرتے ہین کہ ہمکو کتب احادیث و کلام وغیرہ پر عبور نہین یا وقت تحریر مضامین یاد نرہے تو اپنے مفتی صاحب کو بھی اگر دوچند نہین تو ہماری برابر تو مطعون ملام بنایئے - رہا اہم المہمات کا ذکر کرنا یہہ وہ خوش فہمی ہے جو بہت جگہ اس تحریر مین آپنے ظاہر فرمائی ہے کہ ہم گنتی گنتے تہک گئے - اور اسکا جواب مفصل سابقاً مذکور ہو چکا ہے -

قال الفاضل المجیب - قولہ اگر دعوی ہے اور اجازت ہو تو بندہ معیار امتحان سے اس امر کی بخوبی آزمائش کرسکتا ہے - اقول - بندہ کو ہرگز دعوی نہین ہے مین کیا اور میرا دعوی کیا جاہل و ظالم و ناقص ہیچ میرز و ہیچمدان اقل الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقۃ ہون اور اسکے جواب مین بجز اسکے کہ جناب نے اپنی بلند حوصلگی و عالی ظرفی ظاہر فرمائی ہے کیا عرض کرون اگر غرور و تکبر معیوب و ممنوع نہوتا تو شاید بخیال اسکے کہ التکبر مع المتکبر صدقۃ یہہ شعر عرض کیا جاتا - بیت خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان * تا سیہ روی شود ہر کہ دروغش باشد

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اگرچہ ہمنے بعض مضامین چہانٹ دئے تہی کہ گذارش خدمت اقدس کرینگے لیکن جب جناب نے ترک دعوی مین اسقدر عجز و انکسار فرمایا۔ گو کسی طرح سہی تو اب انسانیت سے بعید معلوم ہوتا ہی کہ ہم کچہہ اس عنوان خاص سے لکہین اور فی الحقیقت یہہ تمام تحریرات ہی جچک سجان ہین اس سے سب کچہہ واضح ہو چکا ہے۔ رہا بندہ کی نسبت جو جناب نے بلند حوصلگی و عالی ظرفی طنز و تعریض کے طور پر اور تکبر صراحۃً تحریر فرمایا۔ گویا اپنی ہی حال کا نقشہ کہینچا ہے کیونکہ بندہ تو محض سائل ہی۔ پس قال الفاضل المجیب

قولہ۔ معہذا بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوئے ہین اور وہی بعض ازمنہ مین مفقود و مستور ہو گئی ہین

اقول۔ آپنے یہہ مضمون ازالۃ الغین سے نقل تو کر دیا مگر ذرا غواص طبیع کو بحر تفکر مین غوطہ نفرمایا کہ بالفرض اگر یہہ آپکا قول تسلیم بہی کر لیا جاوے تاہم وہ کتب گو بعض ازمنہ مین مفقود و مستور و متداول نہ ہون مگر اسنہ علماء و کتب رجال مین تو ضرور مذکور ہونگی ورنہ اونکی سند کیونکر جائز ہوگی۔ آپکے خاتم المتکلمین جو ازالۃ الغین مین فرماتے ہین کہ مخفی نیست کہ بسیا باشد کہ کتابے در زمانے شہرت می یابد و بعد زمانی شہرتش از صفحہ کائنات محو گردد و منعکس بالعکس الخ۔ چونکہ یہہ محض دعوی لسانی ہتا اسکی مثال پر قادر نہ ہوئی۔ اور دوسری صورت جو چہپین بعضی رکتاہہا الخ۔ بیان فرمائی اور جو اوسکی مثال کتاب السیف المسلول کی دی بے شک یہہ ممکن ہے گر کتاب سیف المسلول موجود اور علما کی زبان پر مذکور اسکی مصنف کا حال معلوم ہے اسیطرح اگر کوئی کتاب معراج السالکین ہوتی تو ضرور وہ بہی موجود اور علما کی زبان پر مذکور ہوتی اسکی مصنف یا مولف کا حال معلوم ہوتا گو وہ متداول نہوتے اور اگر ایسا نہو تو ہر شخص ایک ایسی کتاب کا حوالہ دیکر جو اصل مین تصنیف یا تالیف ہی نہ ہوئی ہو کہہ سکتا ہے کہ بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوتی ہین اور وہی بعض ازمنہ مین مفقود و مستور فرماتی آپ اسکا کیا جواب دینگے۔ ایسی کتاب کا حوالہ جو اس زمانہ مین مفقود و مستور ہو اور اس مذہب والون کے رجال مین بہی کہین اسکا ذکر نہو نہ اسکی مصنف کا نام

مفصل نہ اوسکی تصنیف وتالیف کا زمانہ مشرح بمقابلہ خصم بیان کیا جاوے تو محض لغو ہوگا۔
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ اگرچہ کتب غیر منداولہ مفقودہ ومستورہ کی
مثال طلب کرنا ایسا ہے جیسا کوئی غیر معلوم ومجہول کی مثال طلب کرے مگر ہم اپنی حضرت
فاضل مجیب کو مثال ہی سی سمجہاتے ہین سنیی کہ آپکی بلکہ فریقین کی کتب رجال وفہرست مصنفین
وعلما مین بعض علما کثیر التصانیف کی نسبت تحریر ہے کہ صدہا مجلدات انکی تصانیف ہین چنانچہ
ابن شہر اشوب نے معالم العلما مین فضل بن شاذان کی نسبت لکہا ہے ولہ مائتہ وستون
مصنفا اور نیز اوسی ابن شہر اشوب نے عبداللہ بن احمد بن ابی زید الانباری کے حالمین
لکہا ہے لہ مائتہ واربعون کتابا محمد بن مسعود عیاشی کی نسبت لکہا ہے کہ کتبہ
یزید علی مائتی مصنف محمد بن علی بن بابویہ القمی کے حالمین لکہا ہے انہ نحو
من ثلثمائتہ مصنف علی ہذا القیاس اور بہت سی علما کی نسبت اسیطرح درج ہی لیکن
اگر تتبع وتلاش کیجاوے تو بجز چند کتابونکی جو بہ نسبت کل کے بہت قلیل المقدار ہونگی کسیکا
کہین پتہ ونشان نہین ملیگا تو انکی نسبت بہی کہاجا سکتا ہے کہ اگر یہہ کوئی کتابین ہوتین
تو موجود اور علما کی زبان پہ مذکور ہوتین اور ایسی ہی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا حال
کچہہ معلوم نہین چنانچہ معالم العلما کے آخر مین آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا اور یہہ بہی ہر ایک
پر واضح ہے کہ جامع فہرست علما کو اول تو استیعاب واستیفا کتب مصنفہ بیان کرنا مقصود
نہین ہوتا تہوڑی کتابین بطور نمونہ درج کردیتے ہین اور اگر استیعاب ہوتا بہی ہے تو اپنی علم
وواقفیت کے موافق ہے اور ظاہر ہے کہ کچہہ ضرور نہین کہ اونکا علم ہر ایک شخص کے تمام مصنفات
کو حاوی وشامل ہو آپنے معالم مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ اول مین لکہا ہے والکانت الکتب
لاتعد ولاتحد وآخر مین لکہا ہے تم الفہرست والکتب غیر منحصرۃ اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اونکو استیفا مقصود نہین۔ علاوہ ازین چند کتب ورسائل بندہ کے
پاس بہی مذہب شیعہ کے مصنفہ علما شیعہ موجود ہین آپ اونکا بہی حال تلاش کر دیکہین

اور تتبع کرکے فرمادین کہ وہ کس کس کے کتابیں و رسائل ہین - اوصاف الاشراف و کتاب
الاشراف - تحفۃ الکاملہ - نوادر الاثر - مختصر العین اگر ہر ایک کتاب کے واسطے ضرور ہے کہ اوسکا
حال اور اوسکے مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف مفصل و مشرح معلوم ہو اگر ہے تو انکا حال بہی
اسی طرح تفصیل کے ساتھ معلوم ہوگا - رہا صحت انتہا دکی نسبت جو کچھ مستدرک فرمایا ہے
سو اتحفہ مین ہمارے مسئلہ کی صحت کا مدار کچھ محجاج السالکین ہی پر نہین ہے بلکہ اور بہی بعض
معتبر کتابون سے ثابت ہے چنانچہ ہم آئندہ اوسکو نقل کرینگے اسیواسطے حضرت علامہ دہلوی صاحب
تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اقتصار محجاج السالکین ہی پر نہین فرمایا ہے پس جبکہ یہہ روایت
دوسری معتبر کتابون مین بہی موجود ہے تو اگر بالفرض محجاج السالکین مفقود و مستور ہوا تو اوس سے
استدلال صحیح ہو تا ہم ہماری استدلال کے صحت مین بابت رضا جناب بتول رضی اللہ عنہا شیخین رضی اللہ عنہما
کے ساتھ کچھ کلام نہین ہو سکتی - غرض کتب کی نسبت آپکا یہہ دعوی فرمانا کہ جو کتاب تصنیف ہوئی
ضرور ہے کہ اوسکا اور اوسکی مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف معلوم ہو خلاف بداہت ہے بہت ایسی کتابین
تصنیف ہوئی جو بعد مین مفقود ہو گئین اور بہت سی ایسی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا کچھ حال
معلوم نہین - اکثر کتابین جو گذشتہ قرون مین زیر درس تہین اسوقت اونکا نام نشان
بہی نہین قاعدہ ہے جب ایک چیز کا تداول کم ہو جاتا ہے تو رفتہ رفتہ وہ شی بہی اول مثل معدوم
کی جاتی ہے اور پہر حقیقۃ معدوم ہو جاتی ہے - آپکو معلوم ہوگا کہ اقلیدس کے بعض مقالون کا
کہین پتا و نشان نہین مصنفات افلاطون و ارسطاطالیس وغیرہ کا اسوقت کہین نام و نشان
باقی ہے اچہا اونکو رہنے دو صحف ابراہیم علیہ السلام کا کہین عالم مین وجود ہے توریت
و انجیل و زبور اصل کہین پائی جاتی ہین - علے ہذا القیاس صدہا بلکہ ہزارہا ایسی کتابین
ہونگی جو ایک زمانہ مین مشہور تہے اور بعد اوسکی مفقود ہو گئی اسیجگہ غرض ان کے بیان سی صرف یہہ ہی
کہ یہہ کچھ لازم نہین کہ اگر ایک شی کا وجود ایک زمانہ مین ہو تو بعد اوسکی بہی اوسکا وجود
باقی رہے - جیسا کہ ان کتب سماوی کا وجود خارجی مفقود ہو گیا ہے ممکن ہے کہ بعض کتب

یسی ہون کہ اونکا وجود خارجی اور علمی دونو جاتے رہین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی اسکی استحالہ
پر قائم نہین ومن اوعی فصلیہ البیان اور منہاج السالکین تو اوس جنس سے نہین کہ جسکا وجود
مطلق نرہا ہو۔ آخر حضرت علامہ کابلی رح نے صواقع مین اوس سے استشہاد کیا ہے کہ
مخدوم سلامت علیخان نے اوسکی وجود کی شہادت دی اسکی وجود کی دلیل کافی ہے رہا
اسکو اہلسنت کا افترا سمجھنا اور انکار کرنا اور یہہ کہنا کہ اپنی نفع کے لیے گھڑی ہوگی اور چونکہ
اس باب مین اہلسنت متہم ہین ایسی انکی شہادت قابل قبول نہین سو اسکا جواب ہم عنقریب
بیان کرینگے۔ قال الفاضل الحبیب قولہ پس یہہ بھی اپنی قدما کی بھروسہ پر جنہون نے
بے اپنی امام تحفہ کے بلا دیکھی ہی یہان لکھا گیا ہے۔ اقول حضرت اشطح آنہی ہی اپنی قدما
کی بھروسہ پر بلکہ بعینہ وہی مضمون نقل کردیا ہے یقول العبد الفقیر اصلحہ مولاہ الغنی
اس قول مین جناب سیدنا امام تحریر جوابات کے وقت ملحوظ خاطر نہین ہوئی مطلق قدما سمجھکر
معارضہ فرمایا پس یہہ معارضہ ہمپر وارد نہین ہوسکتا قولہ جناب من قدما کی ہی بھروسہ
پر معاملات دینی مین گفتگو ہوا کرتے ہین اپنی رای کا دخل کم ہوتا ہے اقول
چونکہ آپنے اپنی عقل و فہم کے زمام کو اپنے قدما کے اہوا کی سپرد کیا ہے اور اپنی عقل کو دخل
نہین دیتے ہے اسیواسطے صراط مستقیم سے منحرف اور جماعت سے ایک طرف ہوگئے ہین ہمنے
بحول اللہ وقوتہ اپنا امام کتاب اللہ کو قرار دی رکھا ہے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر مدار کار ہے اوسکی خلاف کبھی کی نہین مانتے جو اوسکی موافق ہو وہ علی الراس والعین سمجھتے ہین
اسیلیے حبل المتین اسلام کو محکم پکڑی ہوئی ہین۔ حضرات کے کتاب اللہ جب امام غائب
غار سے لیکر آ ہونگی تب شاید کچھہ معمول بہا ہو تو ہو ورنہ ابتک تو صرف تماشا مین زرارہ وکمیت
وابو بصیر وغیرہ کے رقبہ تقلید زیب جید بلکہ اقرب من حبل الورید ہے قولہ مگر ہم مین اور
آپ مین اسقدر فرق ہے کہ گو آپکے قدما بلا دلیل ہے کوئی دعوی کیون نکرین بدون سوچی
سمجھی اپنے عقل وعلم سے کام لیے محض تقلید آ آپ تسلیم کرلیتے ہین چنانچہ ازالۃ الغین سے

آپنے یہہ مضمون نقل کر دیا اور جو مثال آپکے خاتم المتکلمین نے وہان لکھی ہے اوسکو اوس کتاب متنازعہ فیہ کو مطابق نکیا بدون تامل اوسکا مضمون تسلیم کر لیا۔ آیات بینات سے جو عبارت متعلق آیت غار آپنی نقل کے ذرا نہ سوچا کہ یہہ عبارت ہی دعوی کو ثابت کرتی ہے یا نہین جو میر مہدی صاحب نے لکھا اسکو بسر و چشم قبول کر لیا اور یہہ و نوبت ہم پونہچا یا کہ ہمارے مقابلہ مین بہی نقل کر دیا۔ اور ہم اس قسم کی تقلید نہین کرتے بلکہ اصول مین تقلید جائز ہی نہین جانتے ہان مدلل قول کو بیشک تسلیم کرتے ہین گو اوسکی تمام مقدمات من کل الوجوہ اپنی نظر سے نگذری ہون۔ **اقول** گذشتہ ابحاث سے اہل فہم و انصاف پر واضح و روشن ہے کہ قدماری تقلید بے سوچے سمجھے اور بدون اپنے فہم سے کام لینے آپکے آئمین باہم کرتے ہین۔ فروع کو تو یہلا رہنی دیجیے آپ تو اصول مین آنکہین عقل و فہم کی بند کر کے تقلید فرماتے ہین۔ امامت کے اصول دین ہونے پر کونسی دلیل قطعی قائم ہے جس سے آپ اسکا اصول دین سے ہونا ثابت فرماتے ہین مسئلہ رجعت پر کونسی دلیل قطعی قائم ہے جس سے وجوب اعتقاد ثابت فرماتے ہین محض تقلید پر بے سوچے سمجھے اور اپنے عقل سے کام لیئے مدار کار ہے اور یہہ جو فرماتے ہین کہ مدلل قول کو تسلیم کرتے ہین۔ پس یہ محض دعوی لسانی ہے ورنہ قطب راوندی کے قول پر جو اسنے بعد بلاد فلان کے بارہ مین لکھا ہے کہ اس سے مراد ایک شخص صحابہ مین سے ہے جو وقوع فتن سے پہلے وفات پا گیا کونسی دلیل قائم ہے جو آپ نے برخلاف ابن میثم وغیرہ اوسکو بے سوچے بسر و چشم قبول کر لیا کیا مدلل قول ایسی ہی ہوتے ہین جیسا آپکے قطب راوندی کا قول ہے اور مدلل اقوال کے تسلیم ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ جناب نے اپنی قطب الاقطاب کے قول کو تسلیم فرمایا یہہ طرفہ تماشا یہہ ہے کہ فرماتے ہین گو اوسکی تمام مقدمات من کل الوجوہ اپنے نظر سے نگذری ہون خیال کرنا چاہیے کہ جب تمام مقدمات اوسکی من کل الوجوہ نظر سے نہین گذری تو اوسکا مدلل ہونا آپکی نزدیک کیونکر ثابت ہوا بجز اسکی آپنے تقلیدا اوسکو مدلل خیال کر لیا ہو اور کوئی صورت نہین ورنہ جب ہو قوت علیہ ہی پورے طور پر

اُنکی نظر سے نہین گذرا تو آپکے نزدیک اسکا مدلل ہونا کیونکر ثابت ہوا **قولہ** اور تحفہ کے جواب
جب آپنے دیکھے ہی نہین تو آپکا یہہ کہنا کہ برای نام لکھے ہین کیونکر صحیح ہو۔ اگر آپ ان جوابونکو
دیکھین اور کچہہ بہی عقل و انصاف سے کام لین تو خود بول اوٹھین کہ واقعی یہہ جواب لاجواب ہین۔
اقول اگر عقل و انصاف سے کام لینا اسیکا نام ہے جیسا کہ جناب نے کام لیا کہ بدیہیات
کا انکار کردیا اور خلاف بداہتہ دعوی کیا کہین فرمایا کہ ابن میثم کے توجیہات نسخہ پر مبنی ہین
کہین تنزل پر نازل کیا کہین دعوی کیا کہ سد بلا و فلان کو علماء اہلسنت قسم کہتے ہین الی
غیر ذالک من الاکاذیب تو ایسی عقل اور ایسا انصاف جناب کو اور جناب کے اہل مذہب کو
ہی مبارک رہے اور اگر واقعی عقل و انصاف مراد ہے تو اوسکی روشنی آپ تو کیا خود اون جوابات کے
مصنفین بہی اونکی نسبت ایسا دعوی موہنہ سے نہین نکال سکتے پس دعوی محض اس قول کے
قبیلہ سے ہے حبک الشی یعمی و یصم **قال الفاضل المجیب** قولہ سو انکی کیفیت
ذرا ملاحظہ ہو خاتم المحدثین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ مین حدیث مجاج السالکین
سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا کی نسبت حضرت ابوبکر رض کے ساتھہ معاملہ فدک
مین استدلال فرمایا ہے اوسکے جواب مین طعن الرماح مین لکہا ہے دنا حال نام کتاب
مجاج السالکین بگوش کسی از شیعیان نرسیدہ فضلاء عن کونہ مشہوراً چہ مستبعدست کہ نام
کتاب را خود بدروغ ساختہ باشد انتہی ملخصاً اور علامہ کنتوری نے اس سے بہی بلند
پروازی فرمائی اور صاحب تحفہ کی وضع کرلنے پر قرینہ بہی جما دیا وہ یہہ کہ باب سیوم مین
علماء و کتب شیعہ کا ذکر کیا ہے اس کتاب اور اسکے مصنف کا ذکر نہین کیا۔ انتہی نقلاً عن
ازالۃ الغین۔ بجواب اسکے مولانا حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الغین مین فرماتے ہین واین
کتاب یعنے مجاج السالکین خود در صواعق و سیف المسلول و مانند آن مذکورست و ہم
نزد حکیم مخدوم یعنے سلامت علی خان مرحوم بود و از تصنیفات طبرسی کہ بعماد الدین و
امین الدین شہرت دارد محسوب معدود پس جہالت احد ہا مبنی بر عصبیت و جہل ست فکیف

دعوی جہالت کلا ہما انتہی بقدر الحاجۃ۔ اقول۔ افسوس کہ آپنے یہان بہی عقل و انصاف سے کام نہ لیا علامہ علیہ الرحمۃ کے نسبت بلند پروازی تو طنزاً تحریر فرمائی مگر اوسکی جواب مین کچہہ بہی نہ لکہا۔ آپ بخود فرماوین کہ جب آپکی خاتم المحدثین نے آپنا تبحر جتانی کے لیے کتب علمائے شیعہ کا حال لکہا ہے تو جس کتاب سے بہی شیعونکی بہت بڑی دعوی کو اپنے زعم مین باطل کرنا چاہتے ہین اگر کہین کچہہ بہی نشان اس کتاب یا اسکی مصنف و مولف کا پاتی تو ضرور اسکا بہی ذکر کرتے۔ یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قوی قرینہ ہے کہ اس نام کے کوئی کتاب کتب شیعہ مین نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی مشہور شخص ہے۔ یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی۔ فے الحقیقۃ یہہ افسوس جناب ہی کے حال کیطرف عائد ہے کیونکہ اس بحث مین بہی انشاء اللہ تعالے عنقریب واضح ہو جائیگا کہ عقل و انصاف سے ہم نے کام نہین لیا یا کہ ملازمان جناب والا نے۔ رہا یہہ کہ آپکی علامہ کا جواب تو خود ظاہر ہے آپکی علامہ کا دعوی اوسوقت صحیح ہو جبکہ یہہ امر ثابت ہو کہ علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تحفہ مین استیفا کتب مقصود ہو بلکہ اوسکی دیکہنے سے یہانتک معلوم ہوتا ہے کہ جن کتابونسے تحفہ مین استدلال فرمایا ہے بیان کتب مین اونکا بہی استیفا نہین فرمایا غالباً جناب کو بہی معلوم ہوگا کہ خود نہج البلاغت کا جسکی عبارات سے جابجا استدلال فرماتے ہین بیان کتب مین ذکر نہین فرمایا تو اب اسکی نسبت بہی اعتراض فرمائیے کہ جس کتاب سے شیعونکی بہت بڑی بڑی دعوونکو باطل کرنا چاہتے ہین اگر کہین کچہہ بہی نشان اس کتاب یا اوسکی مولف کا پاتی تو ضرور اسکا بہی ذکر کرتے یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قرینہ قوی ہے کہ اس نام کی کوئی کتاب کتب شیعہ مین نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی شخص مشہور ہے علی ہذا القیاس اور بہت کتابین جنکی روایات سے استدلال کیا ہے اور اونکا مذکور نہین۔ بس خدا کے لیے ذرا انصاف سے فرمائیے کہ عقل و انصاف سے کام لینا اسیکا نام ہے شاید عقل و انصاف سے اپنی عقل و انصاف مراد ہوگی یعنے ہماری عقل و انصاف سے کام نہین لیا سو یہہ بہی

عین عقل وانصاف ہی سے کام لینا ہی - **قوله** آپ کے خاتمہ مکاتیب مین جو کچہہ ازالۃ الغین
مین اس باب مین لکہا ہے اور آپنے اوسکو نقل کیا ہے اسکی جواب مین ہم صرف نفحات الریاحین
کی خاتمہ مین جو کچہہ لکہا ہے بتغییر یسیر نقل کرتے ہین اور وہ الفاظ جو مخاطب کے طبع نازک
پر گران گذرین نہین لکہتے بلکہ بجائے اونکی الفاظ ملائم لکہتے ہین حضرت جناب سیدۃ النساء کی
امید سے وہ ہوئین - ہر گاہ بروایت بخاری و مسلم کہ اصح الکتب و مجمع علیہ اہلسنت ہین کہ
بقول شاہ صاحب یہہ دونو کتابین محترمہ طوائف انام و جمیع علماے اسلام معتبر ہین اور مشہور
و تلقی بالقبول ہین بدرجۂ کہ علما پہچہتے ہین جنکی جامع الاصول مین نقل کیا ہے کہ صحیح بخاری کو بخاری سے
بلا واسطہ نوے ہزار علما و فضلا نے سنا ہی اور باوجود کتب حال ہے انکی فضائل ہوش ربا
مخفی نہین غضبناک ہونا جناب سیدہ کا مقدمہ فدک مین حضرت ابوبکر پر اور پہر نہ کلام
کرنا اونسی تمام عمر ثابت ہوا تو اب علما اہل سنت نے ناچار ہوکے حرکتین مذبوحی کین چنانچہ
خود شاہ صاحب بہ تقلید خواجہ کابلی بخلاف روایت بخاری و مسلم بمقتضاے الغریق یتشبث
بکل حشیش درپے رضا جناب سیدہ ہوکے روایات موضوعہ و حکایات مصنوعہ مدارج النبوۃ
و کتاب الوفا بیہقی و شرح مشکوۃ و ریاض النضرۃ و فصل الخطاب و کتاب الموافقہ ابن سمان
سے ہوئی حالانکہ ان سب کتابون مین صرف دو روایتین ہین کہ اوزاعی و شعبی سے نقل ہوئی ہین
یہہ دونون روایتین شعبی و اوزاعی کی باوصف کہ روایات صحاح مکذب انکی ہین مرسل ہین کما فی تشیید
المطاعن - ثانیاً کذبا و افترا کتب اہل حق سے اثبات رضا چاہا اور استشہاد مین عبارت
محجاج السالکین محض بتقلید کابلی پیش کی اور حکیم سلامت علی بنارسی کہ خلاف واقع گوئی مین شاہ صاحب
سے بہی بلند مرتبہ رکہتے ہین اونہون نے تخمینا محجاج السالکین کو مع تفسیر مجمع البیان
و احتجاج کی تصنیف عماد الدین طبرسی کے بیان کیا یہہ محض خبط و خلط ہے بلکہ دلیل
اختلال دماغ حکیم صاحب موصوف ہے کیونکہ مجمع البیان اور احتجاج یقیناً عماد الدین
طبرسی کے نہین بلکہ مجمع البیان تصنیف ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کی ہے اور

احتجاج تصنیف ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی ہے کہ حکیم صاحب نے
ان دو کتابوں کو کہ تالیف شخصین مختلفین کے ہین شخص ثالث کیطرف منسوب کیا یعنی طرف
عماد الدین طبرسی کے اور عماد الدین طبرسی علماء مصنفین شیعہ مین کوئی نہین البتہ ایک عماد الدین مصنف کتاب بشارۃ المصطفی
مشاہیر علماء شیعہ سے ہین وہ طبرسی نہین بلکہ طبری ہین - پس یہان حکیم صاحب سے تشخیص
مین کمال غلطی ہوئی کہ دو کتابونکو جو دو شخص مختلف کے ہین تصنیف ایک شخص مفروض کے
بیان کرتے ہین مگر حکیم صاحب یہہ عذر پیش کر سکتے ہین کہ مین نے یہہ کتاب واسطے
تسلی اپنے بیٹونکی لکھی ہی اس سے یہہ غرض نہین کہ علماء فریقین اسکو دیکھین بعد اسکی جب مولوی
حیدر علی نے علم تکلم بمقابلہ اہل حق بلند کیا تو بمقام اثبات کتاب مجاج السالکین و نسبت
آن بمصنف و توثیق مصنف مین مدعی اسکی ہوئی کہ یہہ کتاب صاحب صواقع یعنی خواجہ
نصر اللہ کابلی کے پیش نظر رہے اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے عبارت اسکی بلا
وساطت نقل کی اور حکیم سلامت علی کے ملاحظہ سے گذری یہہ محض دعوی لسانیہ قابل التفات
وجواب نہین - اور نیز مولوی حیدر علی نے ازالۃ العین مین مجاج السالکین کو منسوب بطرف
عماد الدین کرکے اسقدر اور زیادہ کیا کہ یہہ عماد الدین معروف بامین الدین طبرسی ہے - دہل
ہذا الا کذب صراح وبہتان بواح - بالجملہ اول امین الدین طبرسی صاحب مجمع البیان
ہرگز مشہور بعماد الدین طبرسی نہین - ثانیاً کتاب مجاج السالکین تصنیف انکی نہین کسی نے
وہماً والتباساً بہی انکی طرف منسوب نہین کی - چہ خوش - خواجہ کابلی و محدث دہلوی کو تو
ہرگز یہہ میسر نہ ہوا کہ نسبت کتاب و نام مصنف و توثیق ثابت کرلتے اب حکیم صاحب
و مولوی حیدر علی صاحب بعد خرابی بصرہ چاہتے ہین کہ چند خرافات سے توثیق کتاب ثابت
ہو جاتی اور یہہ نہین سوچتے کہ ایسے امور سے سوای ثبوت عجز و عدم تدین کچھہ فائدہ نہین
انتہی بقدر الحاجۃ - اب حضرت مجیب لبیب کی خدمت اقدس مین بصد ادب عرض ہے
کہ برائے خدا و رسول انصاف فرماوین - کہ کیا حسب آداب مناظرہ کسی کتاب کے توثیق کا ثبوت

اسیطرح ہوا کرتا ہے آپکو خاتم المتکلمین جو اپنے اور اپنے اہل نجد کے زعم مین فن مناظرہ مین ید طولے
رکہتے ہے اور بقول آپکے عہدی صاحب کے شیعہ بیچاری تو انکے نام سے کانپتی ہین ایسے بڑے
فاضل اجل اور متکلم بے بدل کا یہہ لکہنا کہ این کتاب یعنے مجاج السالکین خود در صواعق و سیف
مسلول و مانند آن مذکور ست و ہم تذکیم صاحب محذوم یعنے سلامت علیخان مرحوم
کمال ہی عجز و ضعف پر دال ہے اور ان کتب مذکورہ سے شہادت لانا شہادۃ النصب علے
ذہنہ سے کم نہین۔ **اقول** افسوس کہ یہان بہی آپنے عقل و فہم سے کام نہ لیا اور ہماری
عبارت کو کہ محض اردو تہی نہ سمجہنا کاش اتنا ہی سمجہہ لیتے کہ منشا اعتراض کیا ہے اسلیئے ضرور
ہوا کہ بکرر نقل عبارت معروضہ سابقہ مخصًا اعتراض کے تقریر کرون تا اسکے بعد اہل دانش ہی دیکہہ لین
کہ حضرت مجیب کے جواب کو اوس اعتراض سے کیا ربط و تعلق ہے۔ بندہ نے عرض کیا تہا
کہ علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے درباب رضا حضرت فاطمہؓ حدیث مجاج السالکین سے
استدلال کیا تہا بجواب اوسکے طعن الرماح مین لکہا کہ وتا حال نام کتاب مجاج السالکین بگوش کسے
از شیعیان نرسیدہ چہ مستبعد ست کہ نام کتابے خود بدروغ ساختہ باشد مخصًا اور علامہ
کنتوری نے باب سیوم مین ہیہ ذکر کرلیئے کو قرینہ وضع کا قرار دیا ہے پر مولوی حید علیصاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا ہے۔ واین کتاب یعنی مجاج السالکین خود در صواعق و سیف مسلول و مانند آن مذکور ست انتہٰی
اس سے صاف ثابت ہے کہ صاحب طعن الرماح نے جو یہہ اعتراض کیا ہے کہ اس کتاب کا نام خود
صاحب تحفہ کا مصنوع ہی اور یہہ روایت حضرت علامہ دہلوی کی بنائی ہوئی ہے یہہ سراسر کذب ہی
کیونکہ جب صواعق اور سیف مسلول مین اس کتاب کا نام اور اس روایت کا حوالہ اس کتاب کی طرف موجود
ہی تو صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ کیطرف کذب و وضع کی نسبت کرنا محض کذب و دروغ بیجا ہے ہان
یہہ کہ اگر انہی اس دعوی کو کاذب تسلیم کرین اور فرما دین کہ یہہ وضع و افترا صاحب تحفہ قدس سرہ
نہ تہی صاحب صواعق کا ہوگا۔ بہرکیف اسکا جواب اہل سنت کی ہی ذمہ ہے سو اسکا جواب
یہہ ہی کہ قرینہ قطعیہ قائم ہے کہ اہلسنت کو اس وضع و افترا کی کچہہ ضرورت نہین کہ نام کتابے بطور خود گہڑین کیونکہ

عبارت تحفہ سے واضح ہے کہ اس روایت کا وجود کچھ مصباح السالکین پر ہی منحصر نہین بلکہ اور بھی معتبر کتابون مین مروی ہے چنانچہ ہم نقل کرینگے - پس جبکہ یہہ روایت اور بھی بعض معتبر کتابون مین مذکور ہے تو عقل سلیم کیونکر تسلیم کرتی ہے کہ با وجود پائی جانے روایت کے معتبر کتابون مین انکو ترک کرین اور فرضی نام کتاب کا تراشکر روایت کو اوسکی طرف نسبت کرین - یہہ روایت فاضل متبحر کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی نے اپنی شرح کبیر نہج البلاغت مسمی بمصباح السالکین مین - جسکے خطبہ مین خدا تعالے سے عہد کیا ہے کہ حق سے مراعاۃً لاحد تجاوز نہین کرونگا اور ہرگز باطل کیطرف میل نہین کرونگا نقل کی ہے ہم اصل شرح مطبوعہ ایران سے نقل کرتے ہین - وروی انہ لما سمع کلامھا حمد اللہ واثنی علیہ وصلے علی رسولہ ثم قال یا خیرۃ النساء وابنۃ خیر الاٰباء واللہ ما عدوت رای رسول اللہ ص ولا عملت الا بامرہ وان الرائد لا یکذب اھلہ قد قلت فابلغت واغلظت فاھجرت فغفر اللہ لنا ولک اما بعد فقد دفعت اٰلۃ رسول اللہ ص ودابتہ وحذاہ الی علیؑ واما ما سوی ذلک فانی سمعت رسول اللہ ص یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث ذھبا ولا فضۃ ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمۃ والعلم والسنۃ وقد عملت بما امرنی ونصحت فقالت ان رسول اللہ ص قد وھبھا لی قال فمن یشھد بذلک فجاء علی بن ابیطالب وام ایمن فشھدا لھا

سلہ اور روایت ہے کہ ابوبکر نے جب فاطمہ کا کلام سنا خدا کی حمد وثنا کہی اور رسول پر درود پڑھا پھر کہا ای عورتون مین سب سے بہتر اور باپون مین سے بہتر باپ کے بیٹی خدا کی قسم مین نے رسول اللہ کے رای سے تجاوز نہین کیا اور نہ بجز اوسکے حکم کے کوئی کام کیا - اور بالتحقیق رائد اپنے اہل کے ساتھ جھوٹ نہین بولتا - خدا تکو اور مجھکو بخشے - اما بعد پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتیار اور سواری اور نعلین مین نے علی کو دیدی اور ما سوا اسکے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے - ہم انبیا کی جماعت سونے اور چاندی اور زمین اور جائداد مین سے کسیکو اپنا وارث نہین چھوڑتے - لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم اور سنت وراثت مین چھوڑتے ہین اور جو کچھ مجھکو حکم فرمایا تہا مین نے اوسپر عمل کیا اور خیر خواہی کی - فاطمہؑ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھکو ہبہ کر دیا تہا ابوبکر نے کہا کہ اسکا کون گواہ ہے - تو علی بن ابیطالب اور ام ایمن آئی اور اسکی گواہی دی - ۱۲ -

بذلك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمن بن عوف فشهدا ان رسول الله صلعم يقسمها
فقال ابو بكر صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علي وصدقت ام ايمن وصدق
عمر وصدق عبد الرحمن وذلك ان لك ما لابيك كان رسول الله صلعم ياخذ من فدك
قوتكم ويقسم الباقي ويحمل منه في سبيل الله ولك على الله ان اصنع بها كما كان
يصنع فرضيت بذلك واخذت العهد عليه به فكان ياخذ غلتها فيدفع اليهم
منها ما يكفيهم ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك الى ان ولي معوية فاقطع مروان
ثلثها بعد الحسن ع ثم خلصت له في خلافته وتداولها اولاده الى ان انتهت
الى عمر بن عبد العزيز فردها في خلافته على اولاد فاطمة ع قالت الشيعة فكانت
اول ظلامة ردها وقالت السنة بل استخلصها في ملكه ثم وهبها لهم ثم اخذت
منهم بعده الى ان انقضت دولة بني امية فردها عليهم ابو العباس السفاح ثم
قبضها المنصور فردها ابنه المهدي ثم قبضها ولداه موسى وهرون فلم يزل في ايدي
بني العباس الى زمن المامون فردها اليهم وبقيت الى عهد المتوكل فاقطعها
عبد الله بن عمر البازيار وروي انه كان فيها احدى عشرة نخلة غرسها رسول الله

ك پھر عمر بن خطاب اور عبد الرحمن بن عوف آئے اور گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو تقسیم فرماتے تہے ابوبکر نے کہا
اے رسول اللہ کے دختر تو نے بھی سچ کہا اور علی اور ام ایمن نے بھی سچ بولا اور عمر اور عبد الرحمن بھی سچے ہین اور یہ اسطرح کہ
تیرے پدر بزرگوار کے چیز تیری ہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک مین سے تمہارا قوت لیکر باقیماندہ تقسیم کرتے تہے
اور خدا کے راہ مین اوسمین سے سوار کرتے تہے اور مین تجہسے عہد کرتا ہون کہ مین اوسمین اوسیطرح کرونگا جسطرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تہے اسپر فاطمہ راضی ہوگئی - اور ابوبکر سے اسکا عہد کرا لیا تو ابوبکر فدک کے آمدنی سے
جسقدر اونکی حاجت کو کافی ہو - اونکو دیتے تہے پھر اوسکے بعد خلفا اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ معویہ متولی خلافت
ہوا اونہنے بعد حسن کے اوسمین سے تہائی مروان کو جاگیر کے طور پر دیدیا پھر اوسکی خلافت مین اوسکا خالصہ
ہوگیا پھر اوسکی اولاد یکی بعد دیگری لیتی رہے یہانتک کہ عمر بن عبد العزیز کی نوبت پہنچی اونہنے اپنی خلافت
مین اوسکو اولاد فاطمہ پر لوٹا دیا اسپر شیعہ تو کہتے مین کہ یہہ اول ظلم ہے جسکو اونہنے لوٹا یا اور اہل سنت کہتے ہین
یہہ نہین بلکہ خالصہ کرکے اونکو بخش دیا - پھر اوسکے بعد اونسے لے لیا گیا یہانتک کہ بنی امیہ کا زمانہ سلطنت گذر گیا
پھر ابو العباس سفاح نے اونپر لوٹا دیا پھر منصور نے اوسپر قبضہ کر لیا پھر مہدی اوسکے بیٹے نے لوٹا دیا پھر اوسکے دونو بیٹون
موسی اور ہارون نے اوسپر قبضہ کر لیا پھر سلاطین عباسیہ کے قبضہ مین رہا مامون کے زمانہ تک اور متوکل کے زمانہ تک وہ باغ
فدک باقی رہا اونہوں نے عبد اللہ بن عمر بازیار کو جاگیر مین دیدیا اور روایت کرتے ہین کہ وہ کہجور کے گیارہ درخت تہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ -

بیدہ فکانت بنو فاطمۃ یھدون ثمرھا الی الحجاج فیصلونھم عن ذلک بمال
جلیل فبعث الیہا زیاد رجلا فصرمہا وعاد الی البصرۃ ففلج وفی ہذہ القصۃ
خبط کثیر بین الشیعۃ ومخالفیھم ولکل من الفریقین کلام طویل ولنرجع الی المتن اعنی
بلفظہ الحمد للہ تعالے کہ فاضل متبحر کی روایت سے جو ایسے کتاب مین روایت کی ہے
جسمین خدا تعالے سے عہد کرتا ہے کہ ولا ارتکب ھوی لمراعاۃ احد من الخلق رضاء جناب
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ثابت ہوئی اب فرمایئے کہ آپ اور آپکی صاحب نفحات الریاحین
یہہ جو تحریر فرماتے ہین کہ کذبا وافتراء کتب اہل حق سے اثبات رضا چاہا کیا یہہ محض کذب
اور حق پوشی نہین ہے تو کیا ہے۔ غرض اس تقریر سے بخوبی یہہ امر ثابت ہے کہ بحول اللہ
وقوتہ اہل حق کو حدیث کے وضع کرلینے کی اور نام کتاب تراشنے کی کچھہ ضرورت نہین
رہی ہے کہ آپکی صاحب نفحات الریاحین نے جو یہہ اعتراض فرمایا (کہ مجتہد کے تصنیف کو
نسبت کرنا شریف عماد الدین طبرسی کے بشمول مجمع البیان واحتجاج کے خبط وخلط اختلال
دماغ ہے کیونکہ مجمع البیان ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کے ہے اور احتجاج ابو
منصور احمد بن علی ابن ابی طالب طبرسی کے ہے اور انمین سے کوئی عماد الدین نہین
الا یہ کہ صاحب مجمع البیان ملقب بامین الدین ہے اور احتجاج ہرگز منسوب بامین الدین
طبرسی تو نہین غرض کہ اول احتجاج امین الدین ابو علی طبرسی کے نہین بلکہ ابو منصور طبرسی کی ہے
دوسرے امین الدین ابو علی طبرسی مشہور بعماد الدین نہین) پس بجواب اسکی گذارش ہے
کہ واقفان کتب رجال پر مخفی نہین ہے۔ بسا اوقات ایک نام کی دو کتابین دو شخصین مختلفین
کی ہوئی ہین تو کیا عجب ہے کہ احتجاج امین الدین ابو علی طبرسی کے بھی ہو اور ابو منصور طبرسی

لہ اپنی ہاتھہ سے بوئی تھے اور بنی فاطمہ اوسکا پھل حجاج کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجتے تھے اور وہ بمقابلہ اسکی اونکی
ساتھہ بڑے مال سے سلوک کرتے تھے تو زیاد نے ایک شخص وہان بھیجکر اوسکو کٹوا دیا اور بصرہ مین واپس آیا تو اوسکو
فالج نے مار لیا اور اس قصہ مین شیعہ اور اونکے مخالفین مین نہایت خبط ہے اور فریقین مین ہر ایک کے
کلام طویل ہے اور ہم متن کی طرف رجوع کرتے ہین ۔۱۲

طبرسی کی بہی نہین کیا انتحالہ ہی۔ علاوہ ازین اگر یہہ خبط اور خلط اور اختلال دماغ ہے تو آپ ہی کے اکابر کا ہے جنہون نے علماء مصنفین کے فہرست لکھے کر کسی نی احتجاج کو احمد بن ابی طالب کے طرف منسوب کردیا ہے اور کسی نے ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہی مگر ابن تعجب ہی کہ آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ نہین فرماتے۔ اور بدون دیکھے اور تلاش کیے انکار فرماتے ہین اسوقت ہمارے پاس تراجم علماء مین سے مجموعہ معالم العلماء ابن شہر آشوب معہ رسالتین کے کہ ایک غالباً ابن داؤد کا ہے اور دوسرا سید ابن طاوس کا ہے موجود ہے اب اونکی اختلافات کی کیفیت سنیے جس سے خبط اور خلط بلکہ اختلال دماغ کے پوری پوری تصدیق ہوجاوے معالم العلماء مین ابن شہر آشوب لکھتے ہین شیخی احمد بن ابی طالب[1] لہ الکافی فی الفقہ احسن الاحتجاج۔ مفاخر الطالبیہ تاریخ الائمہ۔ فضائل الزہرا۔ تو یہہ بزرگ احتجاج کو احمد بن ابی طالب طبرسی کے طرف منسوب کرتے ہین اب سنیے سید ابن طاوس اپنے رجال مین ابو علی طبرسی کے حال مین لکھتے ہین ومنہم الشیخ[2] ابو علی فضل بن الحسن بن ابی الفضل الطبرسی المفسر الباہر مصنف مجمع البیان والجوامع والجمع والکافی وکتاب الاحتجاج وکتاب مکارم الاخلاق ان بزرگ نے اون دو کتابون یعنے کافی اور احتجاج کو جنکو ابن شہر آشوب نے احمد بن ابی طالب کی تصنیفات بیان کی تہین۔ ابو علی کے تالیف بیان کیا۔ آگے علامہ مجلسی نے جلد اول بحار مین صفحہ ۱۲ پر صاف لکہا ہے کتاب الاحتجاج[3] ونسب ہذا ایضا الی ابی علی وہو خطاء بل ہو تالیف ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی غرض اس سے ہمکو یہہ ثابت کرنا تہا کہ علماء شیعہ نے احتجاج کو ابو علی طبرسی کے طرف

---

[1] میرا شیخ احمد بن ابی طالب اوسکی یہہ کتابین ہین۔ کافی فقہ مین حسن الاحتجاج۔ مفاخر الطالبیہ۔ تاریخ ائمہ۔ فضائل زہرا ۱۲

[2] منجملہ انکی شیخ ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی مفسر باہر مصنف مجمع البیان اور جامع اور جمع اور کافی اور کتاب احتجاج اور کتاب مکارم الاخلاق کا ہے ۱۲

[3] کتاب الاحتجاج اور یہہ ابو علی کیطرف بہی منسوب ہی اور یہہ خطا ہی بلکہ یہہ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی تالیف ہی۔ ۱۲

منسوب کیا ہے تو اگر یہہ استدلال و وارد ہے تو آپکو بہا کا ہے نہ حکیم سلامت علی خان مرحوم
کا اور لیجئے آپکے ابن شہر آشوب نے بیان ابو علی طبرسی مین لکہا ہے کہ الشیخ ابو علی الطبرسی
له مجمع البیان فی معانی القرآن حسن الکلام الشافی من کتاب الکشاف
النور المبین الکافی حسن اعلام الوری باعلام الہدی الآداب الدینیه للخزانة
المعینیه تو انہون نے اعلام الوری کو ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہی اور سید ابن
ابن طاوس نے اپنی رجال مین لکہا ہے - ومنہم الشیخ الفقیه ابو منصور محمد
الطبرسی صاحب کتاب اعلام الوری وغیرہ من المولفات علی ہذا القیاس
ان حضرات کے باہم جو اختلافات ہین وہ ایسی نہین جو واقف پر مخفی ہون - رہا یہہ
کہ امین الدین ابو علی طبرسی ملقب بعماد الدین ہین یا نہین - چونکہ ہمارے پاس اسوقت
صرف مختصر تین رسالہ ہین جنمین سے ایک رسالہ مین لقب امین الدین لکہا ہے - اور دو
رسالون مین کچہہ لقب نہین لکہا - بلکہ ایک رسالہ مین امین الدین کے جد کو کنیت کے طور پر ابو الفضل
لکہا ہے تو ہم اسکی نسبت کچہہ نہین کہہ سکتے کہ ملقب بعماد الدین ہے یا نہین اور فاضل
مجیب اور صاحب نفحات الریاحین کے تحریر کا حال تو صاف و واضح ہے تو اونکا
انکار اس باب مین قابل اعتماد کے نہین ہو سکتا - پس جبکہ یہہ بات ثابت ہو چکی کہ روایت
رضا فاطمی کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت و محقق ہے اور اہل سنت کو اس روایت کی وضع
کرنے اور کتاب کا نام تراشنے کی کچہہ ضرورت نہ تہی تو اس سے صاف عقل سلیم
باور کر سکتی ہے کہ یہہ کتاب فی الحقیقت علماء تشیع کے کتابون سے ہے پہر اگر حکیم
سلامت علی خان مرحوم نے اس کتاب معارج السالکین کو بشمول مجمع البیان
و احتجاج ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کر دیا تو اسکی امتناع پر کون سے دلیل قائم ہے جو اسکو
مانع ہو علی الخصوص جبکہ یہہ بہی ثابت ہو گیا ہو کہ احتجاج و مجمع بہی اوسکی طرف منسوب ہے
اور صاحب نفحات الریاحین نے جو یہہ دعوی کیا کہ مولوی حیدر علی رحمه الله مدعی اس

کہ شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے محجاج السالکین کی عبارت بلا مساحت نقل کے ازالۃ الغین
کی عبارت اس بحث کے ضمن مین ہمارے پیش نظر نہین تھا مگر یہہ ہے کہ مولوی حیدر علی نے
یہہ دعوی کہین نہین کیا بعید اسلمنا اگر اس نام کی کوئی کتاب اہل تشیع مین نہین اور علی سبیل
التنزل والتسلیم ہمنے قبول کیا کہ حکیم سلامت علی نے غلط لکہا اور مولوی حیدر علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے بہی اس وجہ سے کہ حکیم سلامت کے قول پر بہروسا کر لیا خطا کی تو بہی
ہم کہتے ہین کہ یہہ وضع وافترا اہلسنت کا نہین ہوسکتا بلکہ اس صورت مین اسکی تاویل
جو قریب الفہم ہے یہہ ہے کہ کچہہ بعید نہین اصل کتاب صواقع مین یہہ لفظ مصباح السالکین
ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ اسکی قریب المعنی وہ روایت ہے جو ہمنے مصباح السالکین شرح
کبیر نہج البلاغت مصنفہ ابن میثم بحرانی سے نقل کی ہے اور غلطی کاتب سے لفظ مصباح
مین حروف صاد اور ب کی جگہ لفظ محجاج حا و جیم کے ساتھہ لکہا گیا ہو اور ظاہر ہے
کہ سیف المسلول مین یہہ روایت صواقع سے لیگئی ہے اور تحفہ مین بہی صواقع سے لے گئی ہے
اسلیے وہ غلطی کاتب برابر چلی آئی ہو دوسرا قرینہ اسپر یہہ ہے کہ سیف المسلول کا جو نسخہ ہماری
پاس مطبوعہ دہلی موجود ہے اوسمین منہاج السالکین لکہا ہے اور یہہ قطعاً غلط ہے کیونکہ اول
تو یہہ ماخوذ صواقع سے ہے اور اوسمین محجاج السالکین ہے دوسری یہہ کہ حضرت خاتم المتکلمین
مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے بہی لکہا ہے کہ سیف المسلول مین محجاج السالکین کو دیکہو
تو معلوم ہوا کہ یہہ یقیناً سہو کاتب ہے اسیطرح اگر صواقع کے نسخہ مین ناسخ کی غلطی ہوگئی ہو
اور بجای مصباح السالکین محجاج لکہدیا ہو تو کچہہ بعید نہین اور مصباح السالکین شرح
کبیر ابن میثم بحرانی کا نام ہے جو نہج البلاغت پر ہے اور باینہمہ صواقع مین وہ روایت
روایت بالمعنے ہوگی کہ جسمین تطابق الفاظ شرط نہین اور یہہ توجیہ علی التنزل والتسلیم ہمنے
اسلیے کی کہ ہمارے پاس اوسکی ثبوت کا ایسا ذریعہ کوئی نہین کہ جس سے اوسکی خصم کو تسلیم
کرادین ورنہ قرائن سے تو ہر عاقل کو یقین حاصل ہوسکتا ہے کہ بیشک یہہ کتاب علمای شیعہ کے

کتب معتبرہ مین سے ہی اور کچھہ عجب نہین کہ امین الدین طبرسی کی تصنیفات سے ہو کیونکہ اوسکی
تفسیر مجمع البیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علماء شیعہ مین سے بہت زیادہ متعصب نہین
ہے تو کچھہ بعید نہین ہے کہ اونسے یہہ روایت نقل کی ہو۔ غرض یہہ کیفیت شیعہ مین اس نام کی
کوئی کتاب ہو یا نہو صاحب طعن الرماح کا یہہ فرمانا چہ مستبعد ست کہ این کتاب را خودش
بدروغ ساختہ باشد اور علامہ کنتوری کا اسکی تائید و تقویت کرنا سراسر لغو ولاطائل ہے۔ اور جب
علماء تشیع کے معتبر کتاب سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا راضی ہونا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے ساتھہ معاملہ فدک مین ثابت ہو گیا تو یہہ طعن جو باب مطاعن مین شیعہ کا مایۃ الافتخار رہا ساقط
ہوا اب ہمکو کچھہ ضرورت نہین رہے کہ ہم بخاری کی حدیث کی بابت کچھہ کلام کرین۔ مگر
تنشیطا للسامعین دو چار لفظ اوسکی بابت بہی گذارش کرتے ہین کہ حدیث بخاری
مین لفظ فوجدت فاطمہ کی نسبت اول ہم یہہ ہی تسلیم نہین کرتے کہ فی الحقیقت اسکے معنے
غضبت کے ہین بلکہ معنی اغتمت یا ندمت کے ہین کہ اپنے سوال فدک سے جو خلاف حق تہا جب
آپکو معلوم ہوا کہ یہہ سوال بیجا تہا تو آپکو غم لاحق ہوا جیسا کہ مقربین بارگاہ خداوندی کا
حال ہوتا ہے کہ ترک عزیمۃ پر بہی اونکو غم اور ملال لاحق ہوتا ہے حضرت قاضی ثناء اللہ
صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سیف المسلول مین فرماتے ہین وجواب نزد فقیر آنست
کہ در صحیح بخاری در قصہ طلب میراث باین عبارت واقع شدہ است فوجدت ولم تتکلم
حتی ماتت وجدت لفظی ست مشترک در چند معنی بمعنی غضبت و ندمت و اغتمت آمدہ
کذا فی نہایۃ الجزری و اینجا وجدت را اصل راوی بمعنے ندمت یا بمعنی اغتمت استعمال
کردہ بعضی رواۃ فرع کہ روایت حدیث بالمعنی کردند وجدت را بمعنی غضبت فہمیدہ
ہمان فہم یاد داشتہ و لفظ غضبت روایت کردہ و معنی الحدیث در حقیقت آنست
کہ چون فاطمہ جواب ابوبکر شنید و باستماع حدیث پیغمبر دریافت کرد کہ سوال میراث
خلاف شرع واقع شدہ ندامت کشید و بر سوال کردن خود میراث را غمگین شد کہ این فعل

چراز من ظہور شد - انتہی بقدر الحاجۃ - سلمنا کہ وجدت بمعنی غضبت کے ہے لیکن ہم کہتے
ہین کہ وعید من اغضبہا فقد اغضبنی مین داخل نہین ہے کیونکہ اغضاب کے معنے یہہ
ہین کہ کوئی شخص صرف بغرض اپنی ہوا ر نفسانی کے ایسی حرکت کرے جس سے غرض
اور مقصود حضرت سیدہ رضؓ کو ناخوش کرنا ہو تو یہہ محل وعید ہے نہ یہہ کہ شارع کے حکم سے کوئی
فعل واقع ہو اور اتفاقاً بحکم شریعت جناب سیدہ رضؓ ناراض ہو جاوین تو یہہ داخل وعید نہین
جناب امیر رضؓ کے ساتھہ چند بار ایسے معاملات غیظ و غضب کے پیش آئی ہین منجملہ اونکے ایک وہ کہ
ناخوش ہوکر آپ مسجد مین جا لیٹے تہے اور حضرتؐ تشریف لائی اور جناب سیدہ سے پوچھا
این ابن عمک آپنے فرمایا غاضبنی فخرج ولم یقل عندی تو خود حضرت تشریف لیگئے
دیکھا مسجد مین لیٹے ہوئے ہین آپنے قم یا ابا تراب فرماکر اوٹہایا منجملہ اونکے ایک وہ کہ
جناب امیر نے ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہا تہا اوسپر حضرت سیدہ ناخوش ہوکر
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نوبت شکایت پہونچی اور آپنے اوسکی نصیحت فرمائی منجملہ
اونکے ایک وہ کہ ایک لونڈی حضرت جعفر طیار نے بہیجی تہے اور جناب سیدہ نے
جناب امیر کا سر مبارک اوسکی کنار مین دیکہکر کسقدر غیظ و غضب فرمایا کہ جناب امیر کے
قسمونکو کہ کوئی امر واقع نہین ہوا سچا نجانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر
شکایت فرمائی منجملہ اونکے ایک وہ کہ جب خلفاء نے جور کرنا اہل بیت پر شروع کیا شیعہ
شروع کیا اور جناب امیر نے بحکم خدا تعالے و بوصیت رسول صلعم صبر و سکوت فرمایا تو جناب
سیدہ یہانتک ناخوش ہوئین کہ کلمات سخت بحق جناب امیر مثل جنین پردہ نشین و خائنین و رجال
گریختہ فرمائی حالانکہ حکم جناب رسالتمآب ہو چکا تہا - یا فاطمۃ لا تعصی علیا فان غضب
غضبت بغضبہ اور یہہ واقعہ قریب وفات جناب سیدہ کے ہے پس اگر حکم
من اغضبہا فقد اغضبنی کلیہ ہے تو یہہ واقعات بہی داخل عموم حکم ہوکر وعید
مین شمار ہونگی - اور اگر کلیہ نہین تو طعن ہے سراسر پوچ ہے تو اس صورت مین جبکہ

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کام موافق حکم شرع کیا اور اس پر جناب سیدہ ناخوش ہوئیں
تو صدیق اکبر پر کوئی طعن اور وعید عاید نہیں ہو گا لیکن البتہ جناب سیدہ کیطرف فی الجملہ
اعتراض ہے تو اسکے لیے بعض علماء نے یہہ جواب دیا ہے کہ آخر جناب سیدہ
معصوم نہین اور نفس رکہتی تہین اور کبہی بے اختیار صفات نفسانی ظاہر ہو جاتے ہین
آخر جناب امام حسین رض باوجود عصمت اپنے بڑے بہائی پر درباب صلح ناخوش ہوئی اور ظاہر ہی
کہ حق ایک ہی جانب تہا تو اگر جناب سیدہ حضرت ابو بکر سے ناخوش ہوئی ہون
تو کچہہ تعجب نہین - لیکن یہہ جواب علماء محققین اہل سنت کے نزدیک ضعیف ہی کیونکہ
جب دوسری توجیہ اسکی جس سے طہارت و نظافت دامن جناب سیدہ کے اس الزام سے
ہو سکتی ہے تو کیا ضرور ہے کہ اس توجیہ کو اختیار کیا جاوے اور وہ یہہ کہ وجدت کے
معنی غضبت یا مذمت کے معنی سمجھے جاوین - اسکے بعد گذارش ہے کہ جملہ لم تتکلم اگر آپکے
نزدیک عام ہی کہ بعد اس قصہ کے مطلق کلام نہین کی تو غلط ہے کیونکہ احادیث علل
الشرائع و بحار وغیرہ اسکی مکذب ہین جنکو خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین نقل کیا ہی
چنانچہ ایک روایت ہم بہی ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین - ہر گاہ فاطمہ زہرا علیہا السلام
در آخر عمر بیمار شد شیخین برای عیادت آمدند و خواستند کہ پروانگی حاصل شود تا در خانہ
در آیند آنجناب اذن نداد ابو بکر بعد ازین عہد کرد بخدا کہ زیر سقف خانہ نیارامد تا داخل شود
و در رضا او کوشد پس تمام شب در صقیع بسر برد ہیچ چیز برو سایہ دار نبود پس عمر آمد
نزد علی و گفت تو میدانی کہ ابو بکر مردی نرم ست و رقت قلبی دارد و مصاحب یار غار
پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وسلم ما یقین چند بار آمدیم و خواستیم کہ نزد بتول زہرا حاضر شویم
و در رضا او کوشیم اگر توانی درین امر کوش امیر المومنین فرمود مطمئن باشید کہ من درین امر
مساعی بلیغ بتقدیم میرسانم پس بخانہ در آمد و گفت ای دختر پیغمبر این دو کس را دیدی
کہ بار بار می آیند و لب معذرت می کشایند و مرا تکلیف دادہ اند کہ اجازت برای شان حاصل کنم

[illegible] بالکل غلط است -

فاطمه فرمود که بخدا اجازت نخواهم داد و نه کلام با آنها خواهم کرد تا آنکه پدر بزرگوار را ملاقات کنم
و دفتر شکایت ایشان باز نمایم امیر المومنین گفت که من ضامن شده ام که ایشان را در خانه
داخل کنم فرمود که اگر این ضمان اتفاق افتاده پس خانه خانه تست و زنان محکوم اند بلکه
مردان خود را پیروی کنند من مخالفت تو در هیچ چیز نتوانم کرد پس پروانگی بده هر که را
خواهی امیر المومنین بیرون آمد و شیخین را پروانگی داد هرگاه جناب فاطمه زهرا را دیدند سلام کردند
روی از ایشان باز گردانید و گفت ای علی پرده برافکن و پرستاران را فرمود تا روی آنجناب را
بسوی دیوار گردانیدند ابو بکر چون این حال مشاهده نمود عرض کرد ای دختر رسول خدا باعث
آمدن ما نیست که خوشنودی ترا طلب کنیم و از غیظ و غضب تو خود را باز کشیم سوال این است
که ببخشی و از زلات ما بگذری فرمود هیچ کلمه با شما نخواهم گفت تا آنکه بخدمت پیغمبر خدا حاضر شوم
و معاملات شما را شرح دهم باز شیخین معذرت و پوزش را اعاده کردند و عفو و صفح را درخواستند
بعد ازین فاطمه زهرا سوی علی رضی الله عنه التفات نمود و گفت که من حرفی با این هر دو کس
نخواهم زد تا آنکه چیزی سوال کنیم که ایشان از رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم شنیده اند
اگر تصدیق خواهند کرد پس هر چه در رای من خواهد آمد بر آن عمل خواهم نمود شیخین خدا را یاد کردند
و گفتند بے تکلف بپرس از سخن حق تجاوز نخواهیم کرد و بصدق و صفا گواهی خواهیم داد
فرمود قسم میدهم شما را بخدا یاد میکنید یا نه که رسول خدا صلے الله علیه و آله وسلم شما را
وقت نصف شب بسبب امری که حادث شد از جانب علی طلبیده بود گفتند بخدا یاد میداریم
باز گفت قسم میدهم شما را که از پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله وسلم شنیده اید یا نه که میفرمود فاطمه
پاره از من است و من از ویم هر که او را ایذا میدهد مرا اذیت میرساند هر که مرا در رنج مے آرد
بالیقین خدا را در غضب مے آرد و هر که بایذا او کوشد بعد از موت مثل شخصی است که آیذا رساند
او را در زندگی من و هر که او را رنج دهد در حیات من هست مثل کسی که ایذا دهد او را بعد از
مردن من گفتند بخدا از حضرت پیغمبر صلے الله علیه و آله وسلم قطعاً و یقیناً شنیده ایم فرمود

الحمد لله باز گفت کہ خدایا من ترا گواہ میگیرم وای حضار گواہ باشید کہ این دو کس مرا ہم در حیات وہم وقت وفات رنج دادہ اند کلام بایشان نخواہم کرد ہیچ تا آنکہ بلقاء خدا رسم شکایت از شما نمایم وافعال واعمال شما یک یک بگویم پس ابوبکر بویل وشور گریست انتہی یہہ روایت علل الشرائع کی ہے جو حضرت خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین فارسی مین نقل فرمائی ہے اور اسیطرح اور روایتین ہین جو اسکی ہم معنے طعن الرماح سے نقل کیے گئے انسے صاف واضح ہی کہ جناب سیدہ نے باوجود مکرر سکرر عہد وپیمان کے اور قسم شرعی کی کہ مین ہرگز انسی کلام نہ کرونگی شیخین کے ساتھہ کلام کی تو دعوی عموم باطل ہوا اور علے الاطلاق کلام سے انکار کرنا لغو ہوا پس حضرات شیعہ کو اب بجز اسکے چارہ نہین کہ جملہ متکلم کو مقید کرین اور فرمائین کہ بعد لم اتکلم لفظ رضا وغیرہ مقدر ہے اور معنے یہہ کہ شیخین کے ساتھہ رضا وخوشنودی سے وقت وفات تک کلام نہین کی قطع نظر اس سے کہ باوجود سعی وسفارش جناب امیر کے اگر جناب سیدہ شیخین سے راضی نہوئین تو مخالفت امر جناب امیر کے جو امام برحق تہے لازم آئی اور نیز اوسکی مخالفت ہوا۔ کہ من زوجہ مطیعہ شما ام ومن مخالفت تو در ہیچ چیز نخواہم کرد۔ جیسا کہ روایت بحار وعلل الشرائع مین مذکور ہے اہل حق بہی یہہ ہی فرماتے مین کہ جملہ لم تتکلم مقید ہے بقید فے امر فدک او فے ذلک المال۔ اور معنے یہہ کہ ابوبکر کے ساتھہ معاملہ فدک اور اوسکی مطالبہ کی نسبت وقت وفات تک پہر کلام نہین کی کیونکہ جناب سیدہ پر حقیقت اس امر کی واضح ہوگئی تہی کہ انبیاء کی میراث مالی نہین ہوتی اور یہہ ہی وجہ ہوئی کہ جناب امیر نے اپنی خلافت کے عہد مین اوس جاگیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ مین تقسیم نہین فرمائی اور نہ بنی فاطمہ کے حوالہ کی بلکہ اوسیطرح کرتے رہی جسطرح خلفاء سابقین کے زمانہ مین ہوا کرتا تہا۔ چنانچہ علامہ بحرانی صاف شہادت دیرہا ہے ثم فعلت الخلفاء بعدہ کذلک الے ان ولے معویۃ فاقطع ثلثہا مروان اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر کے زمانہ خلافت مین بہی مغصوب رہا اور آپ بہی

اوسمین اوسی طرح کرتے رہے جسطرح خلفاء سابقین کرتے تھے یہانتک عمر بن عبدالعزیز
رحمۃ اللہ علیہ نے بنی فاطمہ پرد کردیا جنکی نسبت حضرات شیعہ فرماتے ہین جسکو ابن میثم
نقل کرتا ہے قالت الشیعۃ فکانت اول ظلامتہ ردھا تو اگر فدک مغصوب تھا
اور خلفاء غاصب تھے تو جناب امیر معصوم بھی اس فعل مین اونکے شریک ہین پس اگر
خلفا کا کوئی فعل موافق فعل معصوم کے واقع ہوا تو اوس فعل کی نسبت اونپر طعن کرنا
درحقیقت امام معصوم پر طعن ہے اور یہہ کہنا کہ خلفاء مرتکب غصب حق اور جور اور فاعل حرام
ہوئی گویا امام معصوم کے نسبت کہنا ہے بلکہ دو امام معصوم کے نسبت ہے کیونکہ جناب امام حسن نے
اس جور و ظلم کو اہلبیت سے اپنی زمانہ خلافت مین نہ لوٹایا پس جب امامین معصومین بھی موافق
خلفاء کے فعل ہوئی تو وہ کیونکر محل طعن ہوسکتے ہین۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ معاملہ فدک مین
حقیقت خلفاء کے جانب تھی جو جناب سیدہ پر بعد سننے حدیث نحن معاشر الانبیاء کے
واضح ہوگئی تھی کہ پھر آپنے اوس معاملہ مین لب کشائی نفرمائی اور ائمہ مین سے بھی کسی نے
اوسکا پھر نام نہین لیا۔ پس روایت بخاری سے خلیفہ صدیق رضی کے طعن مین استدلال کرنا
حضرت مجیب اور اونکی حضرت صاحب نفحات الریاحین کے فہم کی خوبی ہے پھر اسپر
طرہ یہہ ہے کہ بمقتضائی کمال فضل و علم و شرم و حیا کے فرماتے ہین کہ اہل سنت نے ناچار
ہوکے مذبوحی حرکتین کین اور مصداق مثل مشہور الغریق یتشبث بکل حشیش کے ہوئی اور کذبا
وافتراء کتب شیعہ سے اثبات رضا جناب سیدہ چاہا۔ حالانکہ بحول اللہ وقوتہ اس بارہ مین
اہلسنت پر کوئی الزام وارد نہین ہوسکتا اور نہ استدلال شیعہ کا اسجگہ صحیح ہوسکتا ہے
اور جب اونکی علامہ ابن میثم نے لکھدیا کہ جناب سیدہ راضی ہوگئین تو یہہ کہنا کہ کذباً وافتراءً
اثبات رضا چاہا کذب و افترا کو اپنی علامہ فاضل منبحر ابن میثم کے طرف منسوب کرنا ہے
اب اس علامہ ابن میثم کی شہادت پر دیکھی کیسی کچھہ حرکتین مذبوحی فرمائینگے بلکہ اہل حق کو
مژدہ ہو کہ ابن میثم نے تو بعد تحریر روایت گویا فیصلہ ہی کردیا اور فرمایا وفی ھذہ القصۃ

خبط کثیر من الشیعۃ و مخالفیھم ۔ تو علامہ بحرانی نے اعتراف فرمایا کہ اولین و آخرین شیعہ معاملہ فدک مین مبتلا خبط کثیر ہین ۔ اور اہلسنت کے خبط کا دعوی پس محض بلا دلیل ہے اگر حوصلہ ہو تو ثابت کیجیے وقد تقرر ان اقرار العقلاء حجۃ علی انفسھم فقط والحمد للہ علی وضوح الحق **قولہ** آپنے ہی عقل کو دخل نہ دیا اور باوجود دعوی علم مناظرہ والی ایسے ثبوت کو کہ اوس سے سکوت بدرجہا بہتر ہے فخریہ تہدیداً ہمارے سامنے پیش کیا **اقول** حضرت کی خوش فہمی کا ہمارے پاس کوئی علاج نہین جب عبارت کے مطلب کو نہ سمجہین تو ہم فارغ الذمہ ہین افسوس کہ باایہمہ ادعار مناظرہ وانی مطلب عبارت کو تو خود نہ سمجہین اور اولٹا الزام ہمکو دین **قولہ** غور فرمائی کہ میری وہ عرض جو سابق مین گذارش ہوئی کہ آپ بدون دلیل اپنے علمار کے دعوی لسانی کو تسلیم کر لیتے ہین درست ہی کہ نہین ؟ **اقول** جسقدر ابحاث پہلے گذر چکی ہین اونسے بخوبی واضح ہی ۔ اور اہل نصفت و ذکاو دانش و نہی بخوبی سمجہہ سکتی ہین کہ اپنے علمار کے دعوے لسانی کو بلا دلیل آپ تسلیم فرما لیتے ہین یا ہم ہر ایک بحث مین جسکا دل چاہے دیکھ لیوے **قولہ** تسلیم ہی نہین کرتے بلکہ اوسکی مقدمات پر نظر نہ کرکے فخریہ بلکہ بطور دہمکی بمقابلہ خصم پیش کرتے ہین افسوس حیف ہی کبہی تو عقل و انصاف سی کام لیا کیجیے **اقول** یہہ حیف و افسوس عقل و انصاف سی کام نہ لینیکی نسبت حضرت مجیب ہی کے عاید حال ہے کہ آپکو اپنے علمار کے تقلید مین حق و باطل مین تمیز نہ ہی چنانچہ ہر ایک بحث سی واضح ہی ہم کیا کہین اہل فہم و انصاف خود دیکھہ لیوین **قولہ** آپکی خاتم المتکلمین کا یہہ فرمانا وار تصنیفات طبری کہ عماد الدین و امین الدین شہرت وارد محسوب و معدود ۔ دعوی زبانی ہی اور بدون دلیل دعوی قابل اصغا نہین جواب تو درکنار ۔ دعوی بے دلیل قبول خود نہین ۔ چنانچہ جناب بہی اسی تحریر مین فرماتے ہین (تو دعوی بلا دلیل کیواسطے تو محض لانسلم ہے جواب ہی بلکہ لانسلم کے بہی حاجت نہین کیونکہ دعوی بلا دلیل خود ہی غیر مقبول ہے انتہی بقدر الحاجۃ ۔ پہر تعجب ہی کہ اثبات توثیق کتاب مجاج السالکین میں جناب نے طبری فخر و ناز سے

خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنے قول کا بھی پاس نکیا یا یاد نرہا **قول** ہمارا دعوے
اثبات رضا جناب سیدہ رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھہ معاملہ فدک مین
روایات شیعہ سے تھا اور ظاہر ہے کہ وہ موقوف مجاج السالکین کے ثبوت توثیق پر نہین اور
نہ ہمکو اوسکی اثبات توثیق کی حاجت کیونکہ جب وہ روایت دوسری کتب معتمدہ شیعہ مین
وارد ہے تو ہمارا مدعا ثابت ہے اور جب ہمارا مدعا دوسری کتب سے بھی ثابت ہے اور مجاج السالکین
پر بھی موقوف نہین تو اوس روایت کے وضع کرنیکا اور نام کتاب کے تراشنے کا الزام خود
ہیا ہنثور ہوگیا کیونکہ بداہت عقل شاہد ہے کہ ہمکو کتاب کا نام بنانے کی ضرورت اوسوقت
ہوتی جبکہ ہمارا اثبات مدعا اوسی پر منحصر و موقوف ہوتا تو ایسی وقت مین احتمال تھا
کہ شاید نام کتاب از خود تراش لیا ہو لیکن جب یہہ احتمال ہی باطل ہوگیا تو ہمکو اوسکی
اثبات کی ضرورت کیا باقی رہے اور اوسکی اثبات کے واسطے اسیقدر کہنا کافی ہے کہ حکیم
سلامت علیخان مرحوم کے پاس تھی اور عماد الدین و امین الدین طبرسی کی تصنیفات
سے ہے اگر بالفرض یہہ ثبوت ضعیف ہو تو ہمارے مدعا کو اس سے کیا ضرر پہونچ سکتا ہے
اسیواسطے ہمنے نقل عبارت خاتم المتکلمین صرف آپکے صاحب طعن الرماح کی ابطال
دعوی کے واسطے کی تھی کہ وہ اس روایت کو حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ کے وضع و افتراء
فرماتے ہتے نہ ثبوت توثیق مین کہ اوسکی ہمکو حاجت کیا اور بطلان دعوی صاحب طعن الرماح
بخوبی واضح ہے۔ پھر جناب کا یہہ فرمانا "تعجب ہے۔ کہ اثبات کتاب مجاج السالکین
مین جو آپنے بڑی فخر و ناز سے خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنی قول کا بھی
پاس نہ یا یاد نہ رہا۔ محض حضرت مجیب کے خوبی فہم و انصاف سے ناشی ہے **قولہ**
عجب نہین کہ صواعق و سیف مسلول کو ہماری ہی کتابین سمجھے ہون۔ **اقول**
سبحان اللہ حضرات کے خیالات اور دعوونکی یہہ کیفیت ہے کہ جو کتابین ہماری روزمرہ
استعمال مین ہین اونکی نسبت فرماتے ہین کہ شاید ہماری کتابین سمجھے ہون کوئی

حضرت سے پوچھے کہ یہہ آپنے کیونکر سمجھا یہہ کوئی اجتہادی مسئلہ تو ہے نہین کہ آپنے اجتہاد
سے یہہ اکیا ہو مان اگر آپ محدث ہونے کے مدعی ہونگے تو البتہ فرشتہ کی زبانی جسکی
صورت نظر نہ آئی ہوگی معلوم ہوا ہوگا۔ مگر یہہ کیا اگر آپ اپنے علمار کی فہرستون کو
جو علمار شیعہ سکے بیان مین لکھین ہین ملاحظہ فرماوینگے تو معلوم ہوگا کہ آپکی علمار کو مصنفین
اہلسنت شیعہ مین تمیز نہین ہے اور علمار اہلسنت کو اپنے علمار مین معدود کیا ہے
قال الفاضل المجیب۔ قولہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ اقول حسن
عرض سے آپنے یہہ مصرع زیب التحریر فرمایا ہے بے شک آپکی ہی حال کے نہایت چسپان
ہے ہم بہی صاد کرتے ہین یقول العبد الفقیر اسلے مولاہ الغنی عاقلان
خود میدانند۔ قال الفاضل المجیب قولہ۔ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے
تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو۔ اقول سبحان اللہ کونسی غلطی آپنے ثابت کی یقول
العبد الفقیر اسلے مولاہ الغنی۔ جب آدمی عقل و انصاف سے کام نہ لے
تو جو منہہ مین آوی کہے مثل مشہور زبان لے اگی نہ کوانہ کہتے۔ لیکن اگر شرم
وحیا کی نظر سے دیکہین اور عقل و انصاف سے کام لین اور اوسوقت یہہ فرمائین تو البتہ مضائقہ
نہین قولہ مقام استدلال مین ایک ایسی کتاب کا جو مثل عنقا معلوم الاسم مجہول
الجسم ہے اور معلوم الاسم بہی آپکی ہی علمار کے نزدیک ہی حوالہ دینا اور جب خصم انکار کری
تو اوسکی توثیق کے ثبوت مین یہہ کہنا کہ یہہ کتاب ہماری فلان عالم کے پاس تہی اور ہماری
فلان کتاب مین اسکا نام درج ہے اور یہہ دن دلیل کسی عالم خصم کیطرف نسبت کرنا
اسیکا نام غلطی ہے تعجب ہی کہ حسب مثل مشہور ہندی اولٹا چور کو توال کو ڈانڈی
اپنی غلطی ہمارے ذمہ لگاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے
تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو۔ ع این کار از تو آید مردان چنین کنند۔ اقول
حضرت یہہ کتاب عنقا صفت سہی لیکن ہم گذارش کر چکے کہ اسکا مجہول ہونا ہماری

استدلال کو کچھ مضر نہیں ہے اور آپکا یہہ فرمانا کہ جب خصم انکار کرے تو اوسکی توثیق کے ثبوت
مین یہہ کہنا کہ یہہ کتاب الخ محض خوش فہمی سامی سے ناشی ہے فے الحقیقت انکا جواب
تو یہہ ہے کہ یہہ ہی روایت ابن میثم بحرانی نے شرح کبیر نہج البلاغت مین نقل کی ہے
پس یہہ اس امر کا ابطال ہے جو آپکے صاحب طعن الرماح نے اپنی غلطی سے دعوی
کیا ہے کہ چہ مستبعدست کہ نام کتاب خود بدروغ ساختہ باشد - اور وضع وافترا کو علامہ
دہلوی قدس سرہ العزیز کی طرف نسبت کیا ہے کیونکہ جب اس کتاب کا استشہاد کتب متقدمین
موجود ہے تو یہہ کہنا کہ یہہ نام علامہ دہلوی رحمۃ اللہ نے وضع کیا ہے غلطی ہے کہ نہین چنانچہ
اسی غلطی کے ثبوت مین ہمنے یہہ عبارت نقل کی تہی - اب ہم آپ ہی سے دریافت کرتے
ہین انصاف سے فرمائین جب یہہ اس کتاب کا نام صواقع وغیرہ مین مذکور ہے تو صاحب
طعن الرماح کا افترا کو حضرت علامہ دہلوی رح کی طرف نسبت کرنا اور علامہ کنتوری کا اوسکی
تائید مین قرینہ قائم کرنا کہ جب باب سیوم مین اسکا ذکر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ خود اپنے
ساختہ پرداختہ ہے دونو یعنے علامہ کنتوری کے اور صاحب طعن الرماح کی غلطی ہے کہ
نہین افسوس کہ آپنے یا میری گذارش کو سمجہا نہین یا سمجہکر دانستہ اغماض فرمایا کہ اصل
اعتراض کیطرف اشارہ تک نکیا اور بیفائدہ جوش وخروش فرمایا پس ہم بحول اللہ وقوتہ
آپکی ہی غلطی آپکی ذمہ لگاتے ہین اپنے غلطی آپکی ذمہ نہین لگاتی - لیکن آپ ذرا فہم وعقل سے
کام لیجے خصم کی مدعا کو سمجہئے اور ناحق واویلا نفرمائیے - اس سے صاف ثابت ہوا کہ ہمنے
جو عرض کیا تہا کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو صحیح تہا
اور ہندی کی مثل جو تحریر فرمائی اوسکا جواب ہم کیا لکہین اہل دانش وانصاف سمجہتے
ہین کہ وہ جناب ہی کے حسب حال ہے اور نیز اوسکا جواب خالی از ہزل وظرافت نہوگا
اسلیے ترک کرتے ہین **قولہ** ان جیسی غلطیان ہمنے ثابت کی ہین اگر ایسے
اغلاط کا استیفا کیا جاوے تو ضرور ایک کتاب ضخیم تیار ہو چنانچہ آپکی جوابین کسقدر تحریر ہین

اور صفحہ کے صفحہ اور ورق کے ورق اسی باب مین لکھی گئی ہین اگر ہمارے حضرت مجیب کو
شوق ہو تو اجو بہ تحفہ لاحظہ فرماوین **اقول** جسقدر غلطیان آپنے بزعم خود تحریر
فرمائی ہین منجملہ انھین اغلاط کے ہونگی جنمین صفحات واوراق لکھے گئے ہین۔ پس اُن کا
حال تو ناظرین اوراق اہل فہم وانصاف پر بخوبی واضح ہے اور باقی کو بھی ان ہی پر
قیاس کر لینا چاہیئے پس جبکہ ان جوابات کا یہ حال ہو تو اصل اغلاط بھی بجائے خود
قائم ہین اور علاوہ اُن کے غلط جوابون کے غلطیان اور مزید بران ہو گئین۔ پس جسقدر
غلطیان جناب نے ثابت کین گویا وہ اپنی غلطیان ثابت کین اور اپنی ہی غلطیون کی
بابت کتاب ضخیم تیار ہونا بیان کیا اور یہ ہی ہمنے گذارش کیا تھا **قولہ** ارادہ تھا
کہ کم سے کم پچاس ساٹھ ایسی غلطیان حضرت خاتم المحدثین کے ہدیۂ نذر کرین
چنانچہ کسیقدر ذہن مین انتخاب بھی کر لی تھین مگر اس تحریر مین طول ہو گیا اور ہماری بے
اور عدیم الفرصتی نے مجبور کر دیا اسلیئے اور وقت پر منحصر رکھتے ہین **اقول** ہمکو بھی
خیال تھا کہ کچھ غلطیان صاحب شہید و علامہ کنتوری و شہید ثالث و صدوق وغیرہ کے
آخر مین پیش کرینگے اور ہماری حافظہ مین موجود ہین مگر خیال کیا کہ یہ تمام رسالہ حضرات کے
اُن خوش فہمیون کی اور اغلاط کی تصویر کھینچ رہا ہی جو اصول مذہب شیعہ کے لیئے
بیخ کن ہین تو اب کیا ضرور ہی کہ اور اُن کی خطاؤن کا اظہار کیا جاوی اور اگر اُنکی غلطیان
خصم نے تسلیم بھی کر لین تو مذہب کو اس سی کچھ بہت بڑا صدمہ نہین پہنچ سکتا ہی اسلیئے
ہمنے اُن ہی ضمنی غلطیون پر اکتفا کر کے قلم کو روک دیا اور پیشتر بھی صرف آپ کی
تحریک ہی کی وجہ سے ہمنے گذارش کر دیا تھا اگر آپ اپنے سوال مین اس قصہ کو نہ چھیڑتے
تو شاید ہم بھی کچھ نہ لکھتے اور جسقدر جناب نے غلطیان تحریر فرمائی تھین اُن کی کیفیت
بخوبی واضح کر دی گئی کہ وہ ہماری غلطیان نہین تھین بلکہ وہ حضرات کی خوش فہمیان
تھین اہل عقل و انصاف بغور و تامل دیکھ لین **قولہ** اگر حضرت نے یہ سلسلہ جاری رکھا

تو پھر کبھی دیکھا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ اقول ہم اس سلسلہ کے بادی ہین اور نہ ہمکو اس کے جاری رکھنے سے انکار آپنے یا آپکے شفیق نے یہ قصہ شروع کیا ہی۔ جبتک آپکا اور انکا دل چاہے جاری رکھیئے اور جب دل چاہے ختم کر دیجئے۔ ہم مامورمحض ہین اور ہر طرح حاضر ہین تحریراً تقریراً جس طرح دل چاہے سلجھ لیجئے اور فیصلہ کر لیجئے قال الفاضل المجیب قولہ۔ بنابران اسقدر قلیل پر اکتفا کر کے تفصیل کو دوسرے وقت پر منحصر کرتا ہون فقط والسلام علی من اتبع الہدی اقول۔ جسقدر قلیل پر آپنے اکتفا فرمائی اسیقدر ہم بھی جواب گذارش کر چکے۔ اگر آپ تفصیل سے لکھینگے تو ہم بھی جواب مفصل کو حاضر ہین والسلام علی من اتبع الہدی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی جسقدر آپنے ہمارے جواب مین تحریر فرمایا وہ سب ہم آپ ہی پر منقلب کر چکے اور واضح کر چکے کہ محض اوہام باطلہ وخیالات لاطائلہ ہین پس عقل وانصاف سے کام لیجئے تعصب ونفسانیت کو چھوڑ دیئے۔ اور ابطال حق پر آمادہ ہو جیئے۔ وصراط مستقیم اختیار فرمائیے۔ وما علینا الا البلاغ والحمد للہ اولاً وآخراً دائماً سرمداً وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واشیاعہ واحبابہ اجمعین۔

اسکے بعد ہمارے فاضل مجیب نے دو تحریرین جو بعنوان جواب مولوی پیر محمد خان صاحب سہارنپوری ہین ملحق کی ہین پہلی تحریر مین بجز شکوہ وشکایت وطعن وتشنیع کے کسی بحث سے تعرض نہین فرمایا بلکہ لکھا کہ غیبت وتقیہ کی بحث بیمحل چھڑ گئے اس کے جواب کی چندان حاجت نہین۔ اور دوسری تحریر مین حدیث بخاری سے جو متضمن تاخیر بیعت تا شش ماہ اور قصد احراق سے تعرض کیا جس کا مفصل جواب اس تحریر کے مواضع متعددہ مین موجود ہی اسکے تکرار واعادہ کی حاجت نہین۔ اور علاوہ اس کے جیسا کہ حضرات شیعہ کی خدا ورسول پر افترا وبہتان باندھنے کی عادت ہی اسی عادت قدیمہ کے

موافق کذب و افترا ہے بحوالہ معالم التنزیل تفسیر سورہ یٰسین ایک نبی پر انبیاء سے بت پرستی کا
بہتان باندہا ہے ہل ہذا الا کذب صراح وبہتان بواح۔ اول تو یہہ ہی مسلم نہین کہ ترویج دین کی
نیت سے بت پرستی کرنا جائز ہے آپ فریقین مین کسیکے نزدیک ثابت فرماوین کہ اس
غرض سے کفار کی عبادت خانو مین جانا اور انکے عبادت مین شریک ہونا جائز ہو دوسرے
یاد آتا ہے کہ مجمع البیان مین ہے کہ انبیاء کو تو تقیہ تک بہی جائز نہین۔ علاوہ ازین
تفسیر معالم التنزیل مین ہرگز کسی نبی کے نسبت یہہ نہین لکہا ہے تفسیر معالم التنزیل
کتاب نادر الوجود نہین ہر جگہ دستیاب ہوسکتی ہے جسکا جی چاہے حضرت مجیب کا
انکے اکابر کے افترا کا جن سے فاضل مجیب نے نقل فرمایا ہے تماشا
دیکہہ لیوے۔

اب ہم اسکا جواب گذارش کرتے ہین جو مولوی سید محمد رضا صاحب نے پہلی تحریر کے
ضمن مین ہمکو خطاب کرکے فرمایا ہے۔

قولہ حضرت مجیب مخاطب کی خدمت اقدس مین بصد ادب گذارش ہے کہ آپنے اصلی سوال کا
جواب عطا نفرمایا اور زائد گفتگو فرما کر بحث مین طول دیا۔ میرے کسی قول کا جواب ندیا
شرائط کو دلائل جو آپنے دریافت فرمائی بیجا کیا۔ مگر مین نے سوال مین عرض کیا تہا
کہ اپنے اصول خلافت جو کہین مدلل لکہین اسکا جواب کچھہ ہی تحریر ہوا یعنی گذارش کیا تہا
کہ اہلسنت خلافت خلفاء ثلاثہ اپنے اصول موضوعہ سے ہی ثابت نہین کرسکتے غور فرمایئے کہ یہہ
کتنا بڑا دعوی ہے مگر آپنے کچھہ ہی جواب ندیا۔ **اقول** چونکہ وہ محل آپکے اصلی
سوال کے جواب کا نہ تہا اسلیے ہمنے تفصیلاً عرض نہین کیا تہا اور مجملاً وہ بہی موجود
ہے۔ کاش آپ تامل کے نظر سے ملاحظہ فرماتے۔ اور زائد گفتگو کی بنا خود جناب کے
زائد گفتگو ہوئی تہی اپنے علاوہ سوال کے جب زائد امور کو چہیڑا تو اسپر بندہ نے
بہی مختصراً عرض کیا اگر آپ زائد گفتگو نہ فرماتے تو بندہ بہی عرض نہ کرتا۔ اور اپکا فرمانا

ف حضرت مجیب کا بحوالہ معالم التنزیل یہہ فرمانا کہ ایک نبی نے دین کے ترویج کے لیے کفار کے عبادتخانہ مین شریک ہونا اختیار کیا تہا محض کذب و افترا ہے۔

کہ میری کسی قول کا جواب ندیا انصاف سامی سے بعید معلوم ہوتا ہے اسکی جواب مین
بجز اسکی کہ ہم ہی جھوٹ بولین اور کہین کہ آپنے صحیح فرمایا اور کوئی ہم جواب نہین دیکھتے
جس سے آپ خوش ہو جائین - ثبوت خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہ اس تحریر مین
بخوبی مفصلاً تحقیقاً و الزاماً عرض کر دیا گیا ہے انصاف کی نظر سے ملاحظہ ہو - **قولہ**
اب یہہ عرض ہے کہ اگر آپکو اس بحث مین طول دینا منظور ہے تو بسم اللہ ہم ہی حاضر ہین
مگر شرط یہہ ہے کہ جسطرح ہمنے آپکی ہر قول کا جواب لکھا ہے اسیطرح آپ بہی ہمارے
ہر قول کا جواب تحریر فرماوین اور جو کچھہ لکھین مدلل ہو اور اگر طوالت منظور نہین تو صرف
میرے سوال سابق کا جواب مفصل عطا ہو **اقول** اگرچہ ہمکو تطویل مد نظر نہ تہی لیکن فرمایش
سامی کے موافق آپکی ہر قول کا جواب لکھا ہے اور جو کچھہ عرض کیا ہے مدلل عرض کیا ہی
چنانچہ جناب پر انشاء اللہ تعالے بعد معاینہ واضح ہو جائیگا **قولہ** ہمنے شرائط ثلثہ
آپکی ہی کتب معتبرہ سے ثابت کر دین اگر یہہ مقبول ہون تو فرمایئے کہ ان شرائط سے مشروط
کون خلیفہ ہے اور اگر مقبول نہین تو انکو بدلائل رد فرمایئے اور زاید باتونکو نہ چھیڑیئے ہم
بحث کو نہایت ہی مختصر کرتے ہین **اقول** یہہ شرائط ثلثہ کا ثبوت صرف بزعم سامی
ہی ہے بس اور فی الحقیقت انکا کچھہ ثبوت نہین چنانچہ جو دلائل جنابنے ثبوت شرائط ثلثہ مین تحریر
فرمائی تہی اونکو ہم بدلائل رد فرما چکے آپکو اختیار ہی چاہی بحث کو مختصر فرماوین یا طول
دین نہ ہمکو آپکی تطویل کا کچھہ خوف ہے اور نہ اختصار کے خواہش چنانچہ جناب کو اس تحریر سے واضح
ہو جائیگا - **قولہ** اگر آپکو اس تحریر کا جواب لکھنا منظور نہ ہو تو ہمکو کچھہ شکایت نہین -
اقول اگر آپ ناخوش نہون اور میری تعلی و تکبر پر محمول نفرماوین تو مین ذرا حقیقی بلا انفعال منت
عرض کرتا ہون کہ آپکی یہہ تحریر ہرگز قابل جواب و التفات نہ تہی اور میرا ہرگز دل نہ چاہتا تہا کہ اسکی جواب مین
قلم اوٹہاون و اپنا تضیع اوقات گرامی کردن آئیا سولہوین ماہ ذیقعد ۱۳۰۳ تک اسکی تحریر مین تعلل کرتا رہا آخر جب معتقین نے
نہ مانی اور میرا کوئی عذر قبول نہوا تو بکراہت ۱۷ ذیقعد ۱۳۰۳ سے بالتزام جواب لکھنا شروع کیا - ذیقعد سے بیسیوین تک چند اجزا

متفرق طور پر تحریر کر چکا تھا مگر وسط ذیقعدہ سے لازم و متحتم کر کے آج کہ چہاردہم جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۰ھ ہے بحول اللہ و قوتہ اسکو ختم کر دیا آئندہ بھی مجکو ترک و تحریر مین کچھ دخل نہین ہے اگر آپ پھر اسکے جواب پر قلم اُٹھایا اور مجکو اُس کی تردید کا ایما ہوا بشرط زندگی انشاء اللہ تعالی مین قطعا اُس کا جواب لکھونگا ورنہ مین عرض کر ہی چکا ہون کہ ایسے خرافات و مہملات کے جواب مین قلم اُٹھانے کو مین سراسر تضیع اوقات تصور کرتا ہون **قولہ** صرف آپ خلافت خلفاء ثلثہ اپنی ہی اصول سے بدون اختلاف ثابت فرما دیجے **اقول** بحول اللہ و قوتہ ہم خلافت خلفاء ثلثہ کو آپکے بھی اصول پر ثابت کر چکے ہین آپ اُس کو عقل و انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین اور آپکو معلوم ہو کہ ہمارے نزدیک مسئلہ امامت فروع مین سے ہی پھر ہم سے یہ کہنا کہ خلافت بلا اختلاف ثابت فرما دیجے خلاف عقل ہے کیونکہ غایت مافی الباب وقوع اختلاف اگر ہوگا تو موجب عدم قطع کو ہوگا اور یہ خود فروع مین ضرور نہین بلکہ فروع کے ثبوت مین صرف ظن کافی ہے۔ باانیہمہ ہمنے بلا اختلاف خلفاء ثلثہ کی خلافت کو آپکی اصول پر ثابت کر دیا ہی اور واضح رہی کہ اختلاف منفی سے وہ اختلاف مراد ہی جو ناشی عن دلیل ہو ورنہ سوفسطائیات کا انتشار تو نبوت بلکہ الٰہیات مین بھی ممکن نہین **قولہ** غور فرمایئے کہ ہم کہانتک وسعت دیتے ہین یہی اس صورت مین ہی کہ آپکو بحث منظور ہو ورنہ آپکی مرضی **اقول** اگر جناب کو وسعت ہی پسند خاطر ہی تو لیجیے ہم بھی وسعت دیتے ہین کہ آپ زاید باتونکو ترک فرمائیے اور صرف امامت کا اصول مین سے ہونا کسی دلیل قطعی سے ثابت فرمائیے یا امام کے لئے صرف عصمت ہی ثابت کر دیجیے شرائط ثلثہ تو آپ کیا ثابت فرمائین گے۔ اور اگر آپ تحریر کے تطویل سے گھبراتے ہون اور بیماری و عدیم الفرصتی سے مجبور رہون تو ہم آپکو ایک عمدہ تدبیر بتلاتے ہین کہ آپ ہمکو تحریر فرماوین ہم حاضر خدمت ہونگے اور بہت جلد فیصلہ ہو جائیگا اور یہ بھی ہم وعدہ کرتے ہین کہ انشاء اللہ تعالی ہم آپکو کسی قسم کی تکلیف نہ دینگے اور یہ

اس صورت مین ہو کہ آپکو یا آپکے شفیق کو بحث منظور ہو ورنہ آپکی غرض ہی ہو کوئی شکایت
نہین سمجھ یہ صرف اس لئے عرض کیا ہو کہ آپکی تحریر سے مترشح ہوتا ہو کہ اہل سنت کی مذہب سے آپکے
دماغ مین یہ آیا ہوا ہی کہ میری تحریر و تقریر کے مقابلہ مین مخالفین مین سے کسی کو مجال
دم زدن نہین پس اگر فی الواقع آپکو یہ خیال ہوا ہو اہل سنت کی نسبت آپ خیال
کرتے ہون کہ وہ اپنی اصول کو ثابت نہین کر سکتے تو آپ دیکھ لیجئے ورنہ آپکو اختیار ہی
قول آخر مین بصد نیاز یہ ہی گذارش ہو کہ اگر اس تحریر مین غلطی کو سہو ہوا ہو تو بنظر
اصلاح ملاحظہ فرماوین کیونکہ مجھ جیسا جاہل و نادان ہرگز اس لائق نہین کہ اس شان مین
جو علماء اعلام کا کام ہو کچھ لکھے محض اپنے شفیق دلی کی خاطر سے کچھ لکھ گیا
قول یہ جو کچھ تحریر ہوا محض تواضع و ہضم نفس پر مبنی ہی ورنہ اپنی تحریر بمقابلہ خصم
ہرگز کوئی شخص اصلاح کے لئے نہین پیش کرتا — اصلاح کے لئے اپنی اساتذہ کی
خدمت مین پیش کیا جاتا ہی پھر جو کچھ ہمارا منصب تھا اُس کے موافق ہمنے حکم کی تعمیل کی
اور جو کچھ بنظر سرسری مین باتین قابل اصلاح آئین بصد ادب عرض کردی —
قول یہ بھی عرض ہو کہ اگر کوئی کلمہ ناگوار طبع مبارک لکھا گیا ہو تو عنداللہ معاف فرماوین
میری غرض آپکو یا کسی کو رنج پہنچانے کی ہرگز نہین ہی خداوند تعالی علیم ہے مگر آپ
جانتے ہین کہ مباحثہ مذہبی مین احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ایسے الفاظ
بولے اور لکھے جاتے ہین جو ناگوار طبع مخاطب ہون — والسلام خیر ختام — سراپا عیب
و شین فرزند حسین عفی عنہ — ۲۷ محرم الحرام — مطابق ۶ نومبر ۱۸۸۵ عیسوی
اقول یہ جو کچھ تحریر فرمایا محض عنایات و الطاف اور کرم و اخلاق سامی ہو ہرچند
بندہ نے بھی التزام کیا تھا کہ کوئی کلمہ ثقیل جو ناگوار طبع سامی ہو حتی الوسع تحریر نکرونگا
تاہم اگر زلت قلم سے کوئی کلمہ جو ناگوار طبع سامی لکھا گیا ہو تو للہ معاف فرماوین کہ میرا
قصد بھی ہرگز رنج رسانی کا نہین ہے خداوند تعالی مجکو اور آپکو معاف فرماوے

اور توفیق خیر کی عطا کرے ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی
اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واحبابہ اجمعین
قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ کثیر الخطایا والعصیان
کثیر الذنوب والآثام **خلیل احمد**
وفقہ اللہ للتزود لغد عند اقامتہ
فی بہاولپور صانہ
اللہ عن الفتن
والشرور

رابع عشر شہر جمادی الاولی سنہ الف وثلثمائۃ واربع من ہجرۃ سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم

انتباہ

اثناء تحریر رسالہ ہذا میں حضرت مجیب مخاطب کا رسالہ مسمے حسن المقال جو بجواب انجام
مولفہ مکرمی میر جی **عنایت احمد** صاحب سلمہ قدوسی گنگوہی کے تالیف ہوا ہے
بعض احباب کے ذریعہ سے میرے پاس پہونچا اوسکے دیکھنے سے حضرت مجیب کا
پایہ علم وفضل اور مرتبہ انصاف اور بھی بخوبی معلوم ہوگیا ۔ چونکہ مسائل خلافیہ کی اکثر
بحثیں آلی جلی ہیں اور ایک بڑے مسئلہ کی بحث کے ضمن میں بہت سے چھوٹے
اور بڑے مسائل میں گفتگو آجاتی ہے اور یہہ رسالہ **ہدایات الرشید** بہت
سے مسائل خلافیہ کے بحثوں کو شامل ہے جو بتفصیل اوسمیں لکھے گئے ہیں ۔ لہذا
حسن المقال کے اکثر اور بڑی بڑے بحثونکی جوابات تو اس رسالہ ہدایات الرشید
میں آگئی ہیں ۔ لیکن حسن المقال کے وہ بعض بحثیں جنکا کوئی قریب تعلق اس

رسالہ کے بحثون کے ساتھہ نہ تہا اونکا جواب اس رسالہ مین نہ تہا - ارادہ یہہ تہا
کہ خاتمہ رسالہ پر حسن المقال کے اون بحثونکا جنکا رسالہ ہدایات مین جواب نہین لکہا
گیا ہے بطور ضمیمہ جواب لکہونگا اسیواسطے اثنار ابحاث رسالہ ہذا مین اونکی تردید
کیطرف ایما اور اونکی ضمنی ذکر کا بہی اتفاق نہین ہوا - بعد ختم رسالہ ہدایات معلوم ہوا
کہ جامع بین المعقول والمنقول حاوی فروع واصول حافظ کلام اللہ جناب مولانا
مولوی مشتاق احمد صاحب دام اللہ فیوضہم ساکن قصبہ انبہٹہ ضلع
سہارنپور منزل لدبیانہ جو میرے بڑے مہربان ومخلص مین اوسکا جواب جو غالبا کہ
بتحصیل المنال باصلاح حسن المقال ہے تحریر فرمارہے ہین - لہذا اس خیال سے
کہ تحصیل المنال حسن المقال کے جواب مین کافی اور اوسکی تردید سے مغنی ہوگا - اوزینز
بجائے خود یہہ رسالہ ہدایات بہی کسیقدر طویل ہوگیا تہا بندہ نے اپنا ارادہ اوسکی
تردید کی بابت جو بطور ضمیمہ تحریر کرنے کا تہا ملتوی کردیا - ہان حضرت مجیب نے
حسن المقال کے خاتمہ پر جو عبرتین لکہکر اپنی کمال تقدس اور تدین پر شہادت
دی ہے اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ دل چاہتا تہا کہ ہم بہی چند عبرت انگیز
واقعات جو اولین وآخرین ان حضرات کو پیش آئے مفصل طور پر ہدیہ ناظرین کرین
چنانچہ ابہی مولانا مولوی سید زین العابدین مظلوم کے قتل اور شہید ہونے کے
بعد جو واہیہ بعض اعیان ملتان کے یہان پیش آیا تقریبا اوسیکا نمونہ ہے جیسا بعض
ائمہ رضوان اللہ علیہم کے اعدار کو پیش آچکا ہے - لیکن اہل دین ودیانت کے
نزدیک واقعات عبرت انگیز عبرت حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہین نہ شماتت
کے لیے ا سلیے ہمنے اسکو شعبہ نفسانیت سمجہکر محض خداوند تعالے کے خوف سے
ترک کردیا اور اسپر قلم نہین اوٹہایا - سبحانک وبحمدک اشہد ان لا الہ الا
انت استغفرک واتوب الیک اللہم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت

الاعلت والانت اعلم بمعنی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت

تصدیق

از جناب قدسی ماب فیض نصاب قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین عارج معارج اسرار ولایت ناہج مناہج انوار ہدایت آموزگار تلقین و تعلیم مرشد صراط مستقیم پیشوائے اصحاب طریقت مقتدائے ارباب حقیقت گم کردہ منازل ملت و دین قافلہ سالار مراحل حق الیقین مجاز شناس حقیقت دان خلوت پسند جلوت بیان جرعہ نوش وحدت الوجود و التجرید شیخنا شیخ غلام فرید صاحب سلمہ اللہ اللطیف سجادہ نشین چاچڑان شریف دامت برکاتہ

یہ کتاب جو مولوی صاحب فاضل کامل مولوی خلیل احمد صاحب نے رد فرقہ ضالہ مضلہ شیعہ رافضیہ میں تصنیف فرمائی ہے نہایت مضامین عالیہ سے مملو ہے اور مطابق ملت قدسیہ اہل سنت وجماعت کے ہے میں بعد مطالعہ اس کتاب کے تصدیق کرتا ہوں کہ جو جو مولوی صاحب نے لکھا ہے فی الاصل صحیح اور درست ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

خاکپائے فقرا غلام فرید چشتی حنفی عفی عنہ بقلم خود

تقریظ دلپذیر و تحریر بے نظیر بصنعت کہ از ہر فقرہ اش ۱۳۰۶ سنہ ہجری معلی
ہویدا میشود چکیدہ قلم یاقوت رقم ناظم رنگین خیال نادر عدیم المثال
سیاح بحر نکتہ دانی سیاح اقلیم بیان و معانی اسوۃ الکاتبین مولوی
عزیز الدین صاحب خوشنویس حضور سرکار ابد قرار والی ریاست بہاولپور خلد ملکہ

۱۳۰۶

هُوَ الْعَزِيزُ الْغَنِيُّ الْمَاجِدُ

حبذا کہ این کتاب کمال ✤ با فضل قادر بیمثال ✤ و بعنایت عام سید الانام و صاحب الحسام و القلم ✤ و بعزت چہار یار و آل امجاد و اہل جود و کرم ✤ چہ کتابیکہ ہر حرفش مہذب و چہ کلامیکہ معانی او مفصل و مہذب ✤ پر از مدح و خوبی چہار یار ✤ در توصیف آل مبارک و اطہار ✤ از ہر نقطہ او مُہر بر دل شیعیان ✤ یا ہر الف او تیر در دل حاسدان ✤ بجہت امامیہ تیر عقیدہ ✤ و خوارج از زجر رنجیدہ ✤ پی رافضیان ناوک حزین ✤ بلکہ تفنگ در و از بہر ہر بیدین ✤ منشور شہادت ✤ یا توقیع رحمانیت ✤ زیب دہ مجلس عالمان ذوی العقول ✤ و تیرگی افزای دل کافہ حاسدان نامعقول ✤ باطل ساز یکسر مذہب ناحق ✤ الحق مشاہدہ قدرت حق ✤ تیر ادب بجگر دشمنان بی ادب ✤ و در سینہ بدمنش حسام تعب ✤ دران رد اہل التشیع ✤ بمدارج خوب و بلی شنیع ✤ جابجا عبارتش فصیح بوجہ احسن ✤ و بخصم مجیب زہی جواب زندان شکن ✤ داغ دل اہل نفاق ✤ گلزار معانی اہل نداق ✤ کلید خیالات عقل ✤

...ں * روایات او سند از کتب امامیہ * پہا زیب دہ انجمن مقلدان
...یہ * جہان آرا نسخۂ رنگین * نکتہ نادر و شیرین * نشو سخن * رفع
بد ظن * سبحان اللہ چہ کلامیست بے بدل کہ از دید و شنید بعید * و نام نامی آن
کلام ہدایات الرشید * از تالیف منیف عالم صحیفہ ربانی * امام ائمہ دحفاظ
کلام یزدانی * رکن وحامی دین خدا و رسول * راست گو عالم معقول و منقول *
وحید الدہر شریعت پناہ * مستند و طریقت آگاہ * قاری با ادب و حاجی
حرمین شریفین * مقبول و معزز مجالس دارین * سلالہ فقہای مبارک خصال *
و سید المحدثین بے مثال * جناب قدس مآب مولٰنا مولوی خلیل احمد صاحب
عالم اہل دین دام بالفیوض والمواہب * حسب ارشاد و امداد جناب معلی القاب
قدسی نژاد والا نہاد * قدوہ دودمان نبی و زبدہ خاندان علی سید صاحب دام
منہل خاندان سیادت * ثمرہ دودمان نجابت * منبع فیض ندیم سلطان *
افضل الناس سبب امن و امان * اخلاص کیش و محسن من * مراد جہان شہ حسن زادہ
زمن * زہی فرمان بر چار یار رسول * دہی آن مطیع آل رسول مقبول *
سید غلام مرتضٰی شاہ صاحب بلا ریب و شک منظر جود * شکر او یکی از لک
بہیچ وجہ نتوانم نمود * زیادہ جزاہ اللہ فی الدارین خیرا * واز قصور و ریب
المنون نگہدار دوی را * بمطبع قدوسی طراز طبع گرفتہ * و زسعی بحید
عبد الفقہ وس رونق یافتہ * حلیہ اتمام پوشیدہ پسند دل دانا گردید * در
دیدۂ احباب بیقین سرمۂ نور کشید * التماس بجناب والا طبعان ستودہ آئین
بصد عجز و ہزار نیاز از نیاز مند عقیدت گزین * واحقر العباد نیاز احمد
عزیز الدین عفی عنہ میرود * کہ با چنین سیاق طرز کلام بے محاورہ میشود * اگر
بنگہی خطای دیدہ عجیبی فہم نمایند * از راہ والا منشی و آگہ دستے معافی فرمایند *

وله قطعهٔ تاریخ که از هر چار مصرعش چهار سنه جدا جدا پیدا

بفضل الله کاین نسخهٔ کام جان	شده تم بالخیر بی طعن ریب
عیسوی ۱۸۸۹	بکرمی ۱۹۴۵
ز هر چار مصرع سنش بین جدا	زهی طبع شد نسخه بی نیل عیب
فصلی ۱۲۹۶	هجری ۱۳۰۶

وله قطعهٔ تاریخ بصنعت زبر و بینات

حضرت مولوی خلیل احمد	کرد تصنیف این رسالهٔ نو
هر چه گفت او بمذهب اسلام	بر خلاف عدو ز کتب عدو
گشت زو چاک سینهٔ حاسد	که نگیرد بهیچ رشته رفو
سال تاریخ او چو می جستم	آمد از غیب این ندای نکو
ای عزیزا ز بینات و زبر	بجواب کتاب شیعه گو

جدول زبر و بینات — ماده تاریخ بجواب کتاب شیعه

زبر	۸	[illegible]	[illegible]	۱۱۱	۸	[illegible]	[illegible]	۱۱۱	۸	[illegible]	۱۱۱	[illegible]	۴	[illegible]
بینات	—	[illegible]	[illegible]	[illegible]	—	[illegible]	—	[illegible]	—	[illegible]	—	[illegible]	—	۱۳
زبر	۲۰	[illegible]	۸	—	۲۰	[illegible]	۱۰	—	۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵	۰
بینات	۱۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰	[illegible]	۱۰	[illegible]	۳	۴

قطعهٔ تاریخ نتیجهٔ کلک گوهر سلک مولوی فیروز الدین صاحب خلف الرشید مولانا مولوی غلام علی صاحب مغفور تلمیذ و خواهرزاده مولوی عزیز الدین صاحب خوشنویس موضع [illegible] ساکن گوجرانواله حال ملازم سرکار فیض مدار ریاست بهاولپور دام اقباله

حضرت مولوی خلیل احمد	فاضل و هم حافظ و عالم ادیب	حامی دین حاجی بیت الحرم	ماحی شرک ست خدا را حبیب
حاوی معقول و محدث فقیه	جامع منقول و مفسر لبیب	از پی تردید دلیل مجیب	کرد چو تصنیف کتاب عجیب
صاف کن باطن اهل حسد	نور ده دیده صاحب نصیب	فکر چو فیروز نموده بسی	از پی تاریخ بطرز غریب
	داد یا هاتف غیب این ندا	سرمهٔ دیده فاضل نجیب	

ایضاً اردو

کہہ خوب چھپی کتاب نادر ۱۳۰۶	سال اوسکا سروش نے بتایا	تصنیف جو کی کتاب نادر	بستاد زمان خلیل احمد

تقریظ للمحرر النحریر المتبحر وحید العصر فرید الدہر عمدۃ السالکین اقوم المسالک ابو عبد المالک خلف الرشید لمولانا المولوی محمد عالم صاحب ساکن قریہ تھوری من قریٰ گجرات فنجاب مدرس مدرسۃ العلوم بہا ولفور صانہا اللہ تعالیٰ عن الشرور والفتور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لا مثل لہ ولا ضد لہ انعم علینا بکتابہ المبین المجید البشیر بالوعد والمنذر بالوعید وارسل خلیلہ واحمد وجیبہ المحمد المحمود الحمید بالبراہین القاطعۃ والحجج الساطعۃ ہدی لکل شقی وسعید وبعد ففی ہذا الزمان قد شاعت اقوال لبعض اہل البطلان من اہل التشیع بالتشنیع علینا ولجلبوا بخیلہم ورجلہم علینا وقذعوا الاصحاب تذعاً وانذفعوا عن الحق اندفاعاً وما کلامہم ہذا ولسانہم ہذا حتی ذاع طعنہم فی العباد وشاع طعنہم الی البلاد فام من امر حکم وطاعتہ عنہ للامام الہمام والعالم الطمطام والفاضل القمقام جامع العلوم النقلیۃ وحاوی الفنون العقلیۃ مولینا المحدث الفقیہ الادیب وحضرتنا الحاج الناظر الاریب المولوی خلیل احمد المکنی بابی ابراہیم لا زالت شموس فیوضہ بازغۃ بتفضل اللہ الرحمن الرحیم بتحریر جوابہم وازالۃ شکوکہم وارتیابہم حتی قام فی امتثال امرہ کالوہبین بالعزم الرسیمن مع ان اوقاتہ الشریفۃ کانت مشتغلۃ بالتدریس فادحض حججہم باقوالہم ورد براہینہم بما لہم لعمری ہذا کتاب ما صنف مثلہ احد وقد اصلح بہ ما فسد فہذہ تذکرۃ لمن یخشی فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا وقد ہتف الہاتف بحسن الختام وقال الخبرۃ اصبت خیراً ۱۳۰۶ مورخاً لاختتام الکتاب المسمیٰ بہ فیہا المعلولین عن الغلۃ واستخرج الحساد العقل برمز العلۃ ووجدت تاریخ انطباع ہدایات الرشید من کتاب

تاریخ	اللہ المبین المجید لا زالت تحمینا تایید اتہ کتب احکمت آیتہ	منظوم

کتاب کریم بردّ الروافض لعلامۃ الفاضل الیب لمعی ہو الحا فظ الکل المہیر	کسیف قضیب منیح الفتن لخلیل النبی فرید الزمن کشمس تضحی فی سماء الطبن	کتاب مجید ہدی للانام فصیح بلیغ اریب ادیب وقد رد اقوال خصم تمیماً	مفید بشیر لاہل الفطن شریف بلا خلاف تردد والمنن بدیع عجیب وجیہ احسن

قد جئتم فيه بنص صريح	فمن يتجنب عن نصه يكن	يدعُ الرشاد ويدعوا	
باظهار حق في الكتاب	كاذ هار وهو باعلى الفنن	ويطالب الحق النظر اليه	دع ١٠٠٦
سيشفيك من كل داء الشكوك	كاكل لحقائق يشفي البدن	وينهاك عن كل فحش ومنكر	ويهديك حقائق

ایضاً — بتاریخہ قال عبد الملك كتاب الخليل مجيد واحسن ١٣٠٦ — فارسی

جناب مولوی صاحب مکرم	ادیب و فاضل مقبول و زاہد	خلیل احمد کہ او را نیست ثانی	باخلاق و باوصاف و محامد
مرتب کرد در رد روافض	کتابی را بہ برہان و شواہد	حروفش جملہ در سلک سطورش	درخشان است چون لعل و فرائد
چو تحریرش بعالم گشت رائج	متاع خصم او گردید کاسد	مخالف ہر چہ بر بالست الزام	نمودہ بر مخالف جملہ عاید
	زہی تاریخ طبع حسن گفت مالک	ہدایات الرشید از بہر عاند ١٣٠٦	

قطعہ تاریخ از طبع وقاد و ذہن نقاد عالم اکمل و فاضل اجل عدیم البدل ہست دیبا جناب سید محمد زمان شاہ صاحب قصوری و خیر پوری متخلص بہ ناز تلمیذ حضرت مصنف ظلہ العالی

جناب مولوی صاحب معظم	شفیق و مہربان سنیان ہے	غنیمت ہے وجود انکا جہان میں	وجود انکا جہان میں مثل جان ہے
وحید العصر ہیں علم و شرف میں	فضیلت میں نظیر انکا کہان ہے	ہدایات الرشید ان کا رسالہ	بہت عمدہ دلائل کا بیان ہے
جواب اسمیں عجب دندان شکن ہیں	کہ شیعہ طعن بھی کوتہ زبان ہے	برای دوستان ہے مثل گل کی	بمثل خار بہر دشمنان ہے
جزاہ اللہ فی الدارین خیرا	کہ ممنون آپکا سارا جہان ہے	نیازی نے لکھا ہجت کی رو سے	کلام دلپذیر عاقلان ہے

تقریظ منظوم کتاب مستطاب منجانب معصیت ملبوس حافظ محمد عبد القدوس قدسی غفر اللہ لہ و لوالدیہ و احسن الیہما والیہ۔ مالک مطبع قدوسی۔ و اخبار صحیفہ قدسی دہلی

زبان خامہ وقف حمد حق ہے	مگر ہیبت سے اسکا سینہ شق ہے	مداد تیز میں گو ہے روانی	ہوئی جاتی ہے تو بھی پانی پانی
کنووں کی انکی در سے چشم تر ہے	چمن میں کانپتی شاخ شجر ہے	بہے جاتے ہیں بیا ہو کے پانی	سمندر بھول بیٹھا ہے روانی
اسے یکسان ہے قربت ہو کہ دوری	برابر ہے اسے فصل و حضوری	اسی کی ڈر سے کاہیدہ ہوا کاہ	ہوا چلتی ہے تو کہتے ہیں اللہ اللہ
وہ دیکھو دھوپ پر چھائی ہے زردی	بگولے کرتے ہیں کوچہ گردی	چیخ کر پہاڑ میں کہتا ہے دانہ	الٰہی مجکو دوزخ سے بچانا
ہمٹ کر تل بنا رخسار کا خال	رخ گلگوں میں آخر آگیا بال	نفس بھی دمبدم زیر و زبر ہے	کمر باندھے ہے جو ہر دم کمر ہے
اسکے حکم میں چلتے ہیں تارے	حباب اسکی سمجھتے ہیں اشارے	زمین و آسمان سب اسکی منقاد	ملک جن و بشر حور و پری زاد
طبیعت ہے جو مضمون کچھ جامی	مجھے یاد آگئے دو شعر جامی	زبام آسمان تا قعر خاک	اگر صدرہ پیا وہم و ادراک
فرو د آیند یا بالا شتابند	ز حکمش قطرہ بیرون نیابند	سحاب رزق اسکا سب پہ برسا	نہ ترسا تک کبھی وہ ٹی کو ترسا
جحیم خلد اسکے ہات میں ہے	سکت اللہ ہی کی ذات میں ہے	خدا کی کبریائی کی نہین تھا	وہی ہوگا وہی ہے اور وہی تھا
ادا قدسی نے کی کچھ حمد باری	تو اب نعت نبی کی آئی باری	ہوا ہے نعت کا کس کے آہنگ	کہ ہے طرز بیان کا اور ہی رنگ
طبیعت خود بخود ہی کھنچی جون	سمند فکر کیون ہوتا ہے پویان	مگر ذکر شہ ختم رسل ہے	شروع نعت ہادی سبل ہے
محمد ابن عبد اللہ کیتا ہین	رسول اللہ و ختم الانبیا ہین	وہ ہیں اقلیم معنی کے شہنشاہ	صراط مستقیم ان کی گزرگاہ

قطعہ تاریخ - از جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب فقیر سلمہ اللہ الکبیر

چون ز اقلیم دین این تالیف + گرد بردار حرب شیعہ نزدل + از سمی خلیل چون

عسکری خاستہ تیغ و سنان + برنیاید زکس بجز افغان + اینکہ مطرد در رفض

وہ سبحان الذی اسریٰ کے سر ہین
وہی احمد وہی محمود بھی ہین
انہین سے رونق کون و مکان ہے
ہے انکے بعد یہہ مقصود خامہ
وہ پہلے جانشین مصطفیٰ ہین
جو ثانی ہین وہ ثانی عمر ہین
بنا مین مسجدین ڈھا ڈھا کے گرجا
ہین عثمان مصدر شرم و حیا واہ
کھلا انسے نہ باب فتنہ ہرگز
علی مرتضیٰ ہین بعد انکے
ہون تیری رحمتین چارون پہ یا رب
وہ قابل کیا ہین کامل ہین جن مین
انہین حاصل ہے وہ معقول منقول
خلیل احمد ہے انکا نام نامی
ہے ایسا مذہب حق کا انہین جوش
وہ کرتے ہین حریفون کو دو پارہ
رسائل اور بردن سے ہے لبریز
جو مقبولون پہ کرتے ہین تبرا
بنا لی ہے محرم مین جو شدا
ہے جنکا روز و شب طرف ملامت
بتعداد ائمہ ہین وہ بارہ
ہے نقش شرک جنکے دل پہ کندہ
لکھے ہین یون جوابات حقیقی
غرض جو کچھ لکھا اچھا لکھا ہے
ہوا تحمد سے کو فکر سال پیدا
ذرا آنکھین ملا کر بات کیجے

وہ شافع ہین شفاعت پر پیمبر ہین
وہی حامد جو ہین مسعود بھی ہین
انہین سے عزت ہر دو جہان ہے
کہ ہو وے منقبت بھی درج نامہ
وہ کاتب صدق ہین کان صفا ہین
رسول حق کا یار و ہمسر ہین
کلیسا سے کیا قبلہ کو پھر جا
وہ شوہر بنت پیغمبر ہین واللہ
نہین لائی وہ تاب فتنہ ہرگز
ہین پھر والیاء سعد جنکے
رسول اللہ کے یارون پہ یا رب
وحید دہر شان لم یزل ہین
کہ دشمن انکے ہوتے ہین معقول
رہین دارین مین یا رب گرامی
کیا دم مین چراغ خصم خاموش
سرا عد انکی بیتی مین اجارہ
یہ کوڑا ہے پے سر فتنہ انگیز
ہے سب دشنام جنکا روز مرا
کیا جسنے عقیدہ اپنا بہترا
ہے گائی جنکے مذہب کی عداوت
جدا قرآن سے ہے ہر اک کا پارہ
کری ہے طفل جن سیر دن پر خندہ
نگین ہے جن انگوٹھی پر عقیقی
کہ ہر ہر حرف دُر بے بہا ہے
کہ ہے ہے اثنی سیان یا تو نکا شیدا
خلیل احمد نے دی ہے بات تیجے

ہے ہی ہین مصدر اسرار نو اہی
وہی تکوین عالم کا سبب ہین
فلک پر تا ہو سمہ دریا ہین ہی
کیا ہے اہل حق نے انکو تحقیق
وہ یار غار ختم المرسلین ہین
ہین تا حضرت کے وہ قائم خلیفہ
[illegible]
[illegible]
وہ تھی ہین نیکخو اور نیک عادت
[illegible]
ہوا واجب کو آل شیعہ [illegible]
حدیث و فقہ و تفسیر انکی ذہین
وہ حافظ ہین وہ حاجی ہین الٰہی
بڑی ہے خاکسار و متقی ہین
وہ ہون عدو ہو تیرہ کا ظلم ہو
ہے انجام العقید ایسا رسالا
یہ اسکی نام اب بھیجا ہے مکتوب
جو ہے مصروف محبوبت پرستی
وہ صاحب جنمین رائج ہے تقیہ
بیان کرتے ہین جو الٹے لطیفے
ہوا گویا کلام اللہ بیکار
دکھائی سو آوئینے انکو دلی
ہے الزامی جوابون کا عجب ڈہنگ
یہ نسخہ ہو وے سب شیعون کا ہادی
مخالف آگیا مجکو نظر اب
ہوئی سال بھی ہی نمایان

وہی ہین ابیک ہین محبوب
وہی تخلیق آدم کا سبب ہین
درود ان پر سلام ان پر الٰہی
کہ ہین بعد نبی وہ یکہ صدیقین
وہی مصداق آیات مبین ہین
رہی دور انکی سیہ دنیائی حنیفہ
کیا اسلام کو عالم مین جاری
کہ دی [illegible] اپنی دختر
علی [illegible] مین انکو شہادت
اسی شمع [illegible]
[illegible] ایک قابل
[illegible] فضل انکی آب گل مین
وہ گلزار فضائل کی کلی ہین
خلیل حق ہین ثانی متقی ہین
تو دم مین گردن طغیان ظلم ہو
کہ جسنے اشقیا کو مار ڈالا
کہ جس قوم کو دشنام [illegible]
ہے جنکے گھر مین جنس شرک سستی
ہے سند جنکے نقلون کا بقیہ
کہ اترے تھے اماموں پر صحیفے
اترے کیون صحیفے ورنہ ہربار
کر چھوڑیں کچھ تو عادات جنکی
عدد ہو جائینگے تاکہ انہین دنگ
ہوا اسکی دین دنیا مین منادی
تو مین کہتا ہون اُسکے بخطر اب
کہ تھا انکا یہی لکھنا مجکو شایان

الیضاً

ہوا انجام العقید اللہ سیر سے
عدد مین آج کل کا نور مجذول
قیامت مین شفاعت کا ذریعہ
پڑی ہے رفض پر سیف مسلول
لکھی قدسی نے کیا عجب تاریخ

قطعہ تاریخ ۱۳ھ

شکستین [illegible] اب بھاگا سے شیعہ

الیضاً قطعہ تاریخ غیر منقوط ۱۳۰۶

سدرہ ما عدو اللہ گمراہ آمدہ | کرد اما عالم کامل امام آسا مدد | کلک طاہر سال عالی اور [illegible] | کردہ او [illegible] سطر [illegible]

قطعہ تاریخ نتیجہ مظفر حسین کاتب کتاب ہذا برادر زادہ مولوی عزیز الدین صاحب خوشنویس سرکار بھاولپور